UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224262
UNIVERSAL
LIBRARY

فہرست مضامین ماہنامہ الفرقان لکھنؤ جلد دوم ۱۹۰۰ء

۱۔ مولانا ابو محمد ابراہیم صاحب کی وفات ۴۱۴

۲۔ انتظام دارالسلام ۴۱۷

۳۔ مضامین جو فہرست اول طبع کی بجز انجمن انوار حق کی جانب سے عہدہ نہ برآ کرنے پر ابات ہے ۴۲۹

۴۔ اسٹامپ ایکٹ کمیٹی کا نوٹس دہلی ۴۲۹

۵۔ سترہ فرض ادم (عہد عتیقہ مصری) کا وعظ ۴۳۰

۶۔ ماری بیری کا بھوا اور اوس کا علاج تجربہ از المرتبہ ۴۳۲

۷۔ الطلاق فی الاسلام ۴۳۵

۸۔ سرنامہ دارالتقلید السنہ جنبی ۔ حکم اپنی اولاد کی نسبت کس طرح کرنا چاہیے ۴۴۱ — ۴۶۱

۹۔ [illegible] ۴۵۰

۱۰۔ [illegible] ۴۶۴

۱۱۔ سرنامہ دارالتقلید السنہ جنبی ۔ حکم اپنی اولاد کی نسبت کس طرح کرنا ۴۶۵

۱۲۔ رپورٹ دوسرے کانوکیشن عبدالحمید خاں ۴۶۹

۱۳۔ مضمون موقع کانوکیشن مفوض از میر اعظم ۴۷۰

۱۴۔ تعریف شرائط جلد دوم بعلم الہیات اور نیل کالج کی حیثیت کی ۴۷۴

۱۵۔ رپورٹ کمیٹی مسائل تنگ خانم نظام پرنسپل ۴۷۷

۱۶۔ [illegible] عمدالدین احمد ۴۸۰

۱۷۔ حقوق اسلام کاری وعظ کی دعا ہے ۴۸۳

۱۸۔ مسلمانوں کی قانون طلاق کی اصلاح (پانچویں نمبر) ۴۸۵

۱۹۔ فوجداری ایکٹ کانوکیشن ۴۸۹ — ۵۰۰

۲۰۔ علامات علی گڑھ کالج ۔ پوزیشن فرسٹ حصہ ۵۱۱ — ۵۲۳ — ۵۳۴ — ۵۴۵ — ۵۶۱ — ۴۹۲

۲۱۔ مضمون مفوضہ وقف حسین بیگم ۴۹۷

۲۲۔ دلی میں دربار شاہنشاہی ۴۹۸

۲۳۔ جلسہ بہت ناچوشی از کتاب بشیر و انی احسان علی سب وانر ۵۰۸

۲۴۔ مضمون لاہور ۵۱۰

۲۵۔ مطالعہ حال و مقالہ بہت بہت ناچوشی از جناب مولوی احمد حسن صاحب و جواب از جناب یوسف علی خاں ۵۱۱

۲۶۔ کمیٹی اجراء کانوکیشن گزٹ ۵۱۳

۲۷۔ اسلام پر لکچر ۵۱۴

۲۸۔ [illegible] ۵۱۹

۲۹۔ [illegible] ۵۲۱

صاحبزادہ پیر کرم شاہ الازہری	۴۴۳
رئیس کا غرباء	۴۴۴
صاحبزادہ پیر کرم شاہ الازہری	۴۴۹
خطبہ جمعہ محمد اسمٰعیل صاحب سلفی کالونی	۴۶۹ — ۴۷۱
رئیس میں مسلمانوں کی علمی خدمات	۴۷۵
ادارہ لطائف	۴۷۷
ہمارے کالج الہ کالونی اور اساتذہ جو مسلمان ہیں	۴۸۰
مسلمان جو ایم او کالج الہ کالونی میں ملازم	۴۸۴
اسلام اور دولت برطانیہ	۴۸۵ — ۵۰۷
اسلامی دنیا کا خزانہ	۵۰۵ — ۵۹۰
ابراہیم شیخ انگریزی	۵۹۹
سید منور حسین ہاشمی الازہری کی علمی تدریسی خدمات	۶۰۳
جواب دہرینیت مولانا	۶۰۰
حالات سید عبدالرحمٰن کوکبی	۶۰۶
چیدہ چیدہ لوگ جو ہمارے ہاں ملازم رہے	۶۱۷
مجوزہ محلوں کا نقشہ	۶۳۲
عرب پر ایک نظر سے کالم میں	۶۳۰
سلسلہ العلوم اردو میں ریاضی	۶۴۰
کالج اور ہاسٹل کا نظم	۶۴۲
انجمن تحفظ الوطن	۶۴۷
علی اور دراز کی عمر	۶۵۵
مصور مفتی مولانا مفتی فرید حاجی موسیٰ خان	۶۶۰
[redacted] کی سالانہ رپورٹ پیش کردہ مولوی نذیر احمد جوائنٹ سیکرٹری	۶۶۱
پروگرام کارروائی کالونی	۶۷۷
ارکان مولانا الملک پر ازاں۔	۶۹۲
ریویو کتاب الزہرا	۶۹۵
اجلاس کالونی دہلی اسمبلی پراسرت	ضمیمہ

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخ

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 27. } THURSDAY, [illegible] JULY 1902. روز پنجشنبہ ۳ جولائي سنہ ۱۹۰۲ ع { سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۲۷ }

تازہ تري کي خبريں

لندن ۲۵ جون

جو هندوستاني اجنبي دور دراز مقامات سے آئے هيں وہ غالبا کچھہ عرصہ تک ٹھيرينگے — شاهزادہ کنٹسو قريب ايک هفتہ ميں پيرس کو جاوينگے — جهازي بيڑہ منتشر هوتا جاتا هی *

حضور ملک معظم کي علالت

لندن ۲۵ جون ۷ بجے ۲۰ منٹ صبح

۱۲ بجے ۳۰ منٹ پر محل شاهی ميں استفسار کرنے سے معلوم هوا کہ حضور ملک معظم کو تازگي بخش نيند آئي — اُن کي طاقت بخوبي قايم هی اور کوئي علامات قابل تردد نہيں معلوم هوتي هيں *

اب يہہ بات ظاهر هوتي هی کہ حضور ملک معظم نے اس فکر ميں کہ اُن کي رعايا کو مايوسي نہو ' رسميات تاجپوشي کے ادا کرنے کا مصمم ارادہ صرف اُس وقت ترک کيا جب کہ يہہ بات صاف ظاهر هوگئي کہ بلحاظ جسماني طاقت کے ان کا ادا کرنا نا ممکن تها — حضور ممدوح نے اس سے پہلے اس بات کو قطعي تسليم نہيں کيا تها کہ کسي طرح کا سخت اندیشہ تها اُنہوں نے خندہ پيشاني کے ساتهہ تکليف برداشت کي اور اُنہوں نے ضرور تکليف اُٹهائي هوگي — دوشنبہ کي شام کو اُنہوں نے دعوت ميں مہمانوں کے ساتهہ طعام تناول نہيں فرمايا *

۱۱ بجے صبح

آج صبح کو ساڑهے دس بجے پر ايک پرچہ جاري کيا گيا — اِسميں بيان کيا گيا هی کہ " حضور ملک معظم کو کل اوايل شب ميں بے چيني رهي اور نہيں سو سکے — بعد ايک بجے کے کسيقدر نيند آئي — ملک معظم کو اب کچھہ تکليف نہيں هی اور کوئي خراب علامت ظاهر نہيں هوئي هے — بلحاظ جملہ حالات کے يہہ کہا جاسکتا هی کہ حضور ممدوح کو خاطر خواہ طور پر شفا هوتي جاتي هی " *

۷ بجے ۳۰ منٹ پي ايم

پرچہ اس وقت شام کو جاري کيا گيا اُس سے معلوم هوتا هی کہ بادشاہ معظم نے آج کا دن بدرجہ اوسط آسايش سے بسر کيا — اُن کي طاقت بخوبي قايم رهي هے اور کوئي علامت ايسي نظر نہيں آتي هے جو خاص تردد کا باعث هو *

۱۱ بجے پي ايم

ايک پرچہ ميں بيان کيا گيا هی کہ ملک معظم کو خاطر خواہ طاقت هوتي جاتي هی — دن ميں وہ کئي گهنٹے تک سوئے اور بغير تکليف کے شاکي اور زيادہ تر بشاش هيں — زخم کي حالت اچهي هے *

لندن ۲۶ جون

خيال کيا جاتا هی کہ جو خطابات بہ تقريب تاجپوشي عطا کيئے جاينگے اُن سے ملک معظم کي ذاتي پسند ظاهر هوتي هے ' کيونکہ ممدوح نے لارڈ سالسبري سے بهہ استدعا کي تهي کہ وہ خاص موقع پر خاص اُن کي رائے پر چهوڑ ديں — وزيروں نے نہايت خوشي سے اُن کي اس خواهش کو قبول کيا اور اسي وجہ سے فہرست ميں پولٹيکل مہلان نہيں پايا جاتا هی *

تاربرقي کي خبريں

لندن ۲۵ جون

جو هندوستاني اجنبي دور دراز مقامات سے آئے هيں وہ غالبا کچھہ عرصہ تک ٹھيرينگے — شاهزادہ کنٹسو قريب ايک هفتہ ميں پيرس کو جاوينگے — جهازي بيڑہ منتشر هوتا جاتا هی *

حضور ملک معظم کي علالت

لندن ۲۵ جون ۷ بجے ۲۰ منٹ صبح

۱۲ بجے ۳۰ منٹ پر محل شاهی ميں استفسار کرنے سے معلوم هوا کہ حضور ملک معظم کو تازگي بخش نيند آئي — اُن کي طاقت بخوبي قايم هی اور کوئي علامات قابل تردد نہيں معلوم هوتي هيں *

اب يہہ بات ظاهر هوتي هی کہ حضور ملک معظم نے اس فکر ميں کہ اُن کي رعايا کو مايوسي نہو ' رسميات تاجپوشي کے ادا کرنے کا مصمم ارادہ صرف اُس وقت ترک کيا جب کہ يہہ بات صاف ظاهر هوگئي کہ بلحاظ جسماني طاقت کے ان کا ادا کرنا نا ممکن تها — حضور ممدوح نے اس سے پہلے اس بات کو قطعي تسليم نہيں کيا تها کہ کسي طرح کا سخت اندیشہ تها اُنہوں نے خندہ پيشاني کے ساتهہ تکليف برداشت کي اور اُنہوں نے ضرور تکليف اُٹهائي هوگي — دوشنبہ کي شام کو اُنہوں نے دعوت ميں مہمانوں کے ساتهہ طعام تناول نہيں فرمايا *

۱۱ بجے صبح

آج صبح کو ساڑهے دس بجے پر ايک پرچہ جاري کيا گيا — اِسميں بيان کيا گيا هی کہ " حضور ملک معظم کو کل اوايل شب ميں بے چيني

Checked 1968

لندن ۲۶ جون

عوام کو اب زیادہ تر اطمینان ہوتا جاتا ہی ' کیونکہ یہہ خیال کیا جاتا ہی کہ پرچوں سے کل حقیقت معلوم ہوجاتي ہی *

سب سے پچھلي خبریں

خاطر خواہ آرام

لندن ۲۶ جون ۱۱ بجے ۵ منٹ پي ایم

ایک پرچہ میں جو آج ۱۰ بجے پر جاري کیا گیا بیان کیا گیا ہی کہ ملک معظم نے رات زیادہ تر اچھي طرح گذاري اور کسیقدر تازگي بخش نیند آئي اور ہر طرح پر حضور ممدوح کي طبیعت اصلاح پر ہی اُن کي جسماني حالت بالکل خاطرخواہ ہی اور زخم کي حالت میں اچھي ہی *

اس کے بعد خبر آئي کہ آج کي خبریں ہر طرحپر نہایت خاطرخواہ ہیں اور اُن کے باعث سے نہایت اطمینان ہوا — بادشاہ سلامت کي حرارت اب معمولي ہی *

تمام سلطنت اور نو آبادیوں میں بجاے اُن دعاوں کے جن کا انتظام تاج پوشي کے متعلق سابق میں کیا گیا تھا حضور ملک معظم کي شفایابي کے واسطے دعائیں مانگي گئیں ہیں *

سنا گیا ہی کہ ملک معظم بدستور بشاش اور خوش ہیں *

خطابات کي فہرست خاص حضور ممدوح کي خواہش پر مشتہر کي گئي تھي *

خبریں بذریعہ تاربرقي کے روانہ کي جاتي ہیں اور سلطنت کے ہرایک ڈاک خانوں میں آویزاں کردي جاتي ہیں *

لندن کے بشپ فرماتے ہیں کہ جسوقت اُنہوں نے ہندوستاني عہدہ داروں سے جو مقام فاہم میں مقیم ہیں بادشاہ کي علالت کا ذکر کیا تو اُنہوں نے کہا کہ "ہم جاکر دعا مانگینگے" اور وہ قریب دیڑہ گھنٹہ گھاس پر سر بسجود ہوکر دعا مانگتے رہے *

لندن ۲۷ جون وقت ۷ بجے ۲۰ منٹ صبح

۱۱ بجے شب کے پرچہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ ملک معظم نے دن آرام سے بسر کیا اور اُن کي طاقت بخوبي قایم رہي — اُن کو زیر اشتباہ معلوم ہوتي ہی ' لیکن غذا احتیاط سے دیني واجب ہی — زخم میں پھر کسیقدر درد معلوم ہوتا ہی *

لندن ۲۷ جون ۱۱ بجے ۲۰ منٹ صبح

ایک ڈاکٹري پرچہ جاري ہوا ہی جسمیں بیان ہی کہ ہز مجستي کي رات اچھي طرح گذري اور کچھہ معمولي نیند آئي — اشتہا بڑھتي جاتي ہی اور زخم میں اب چنداں تکلیف نہیں ہی — ملک معظم کي حالت میں اب بہت کم تردد باقي ہی *

بعد کو خبر آئي — حال کے ڈاکٹري پرچوں سے واضح ہی کہ قابل اطمینان حالت قایم ہی اور بیچیني کي کوئي علامت نہیں — اب یقین کیا جاتا ہی کہ ڈاکٹري پرچوں میں ہز مجستي کي ترقي صحت کا تضمینہ کمي کے ساتھہ کیا گیا ہی — اب وہ بات چیت کرسکتے اور پڑہ سکتے ہیں اور اکثر ملکہ معظمہ اور شاہزادہ ویلز و شاہزادي ویلز کو دیکھتے ہیں — ڈاکٹروں کي صرف یہہ تاکید ہی کہ ہز مجستي کو ایسے معاملات میں تکلیف نہ دي جاے جن میں فور اور فکر کي ضرورت ہو — ملک معظم نہایت استقلال اور ہمت ظاہر کرتے ہیں جو جلد تر شفایابي کي ایک عمدہ ابتدا ہی ' اور ایک ہفتہ کے اندر ڈاکٹر مریض کي حالت کي نسبت ٹھیک ٹھیک اندازہ کرسکینگے *

ارادہ کیا گیا ہی کہ اگر اِن کي حالت قابل اطمینان رہیگي تو تاج پوشي کي رسم اوائل موسم خزاں میں ادا ہوگي *

ملک معظم پر اُس دلي خیرخواہي اور عقیدت مندي کا بہت بڑا اثر پڑا ہی جو اُن ہزاروں تاربرقیوں اور چٹھیوں میں ظاہر کي گئي ہی جو تمام سلطنت میں ہر فرقہ و ہر طبقہ کي جانب سے موصول ہوئي ہیں - البتہ ایک امر کا ان کو بڑا خیال ہی کہ التواے تاج پوشي سے پبلک کو مایوسي ہوئي *

لندن - ۲۸ جون ۷ بجے - ۲۰ منٹ صبح

۱۱ بجے کے پرچہ میں بیان کیا گیا ہی کہ بادشاہ کي حالت ہر طرح پر طمانیت بخش ہی ہز مجستي نے دن آرام کے ساتھہ بسر کیا — طبیعت بہت کچھہ اصلاح پر آگئي ہی *

ارل آف واروک نے واروک کي میوني سیلتي میں ہمدردي کے ایک ووٹ کي تحریک کرتے وقت بیان کیا کہ آپریشن کے بعد جو الفاظ سب سے پہلے ملک معظم نے فرمائے وہ یہہ تھے کہ "کیا میري رعایا مجھکو معاف کریگي" *

۱۱ بجے ۳۵ منٹ - صبح

ایک پرچہ میں جو اس وقت جاري کیا گیا ہی بیان کیا گیا ہی کہ ملک معظم نے رات عمدہ طور سے بسر کي ' اور صحت بدستور قایم ہی - ہز مجستي سرسست خطرہ سے باہر ہیں *

زخم ابتک برابر خبر گیري کا محتاج ہی — اور جو کچھہ فکر اس معاملہ میں ہی وہ صرف زخم سے متعلق ہی — شفا ضرور دیر میں ہوگي *

ملک معظم اب کوچ پر لٹا دیئے گئے ہیں — وہ بشاش اور خبردار ہیں اور عجیب طور سے اُن کو شفا ہوتي جاتي ہی - کل ہز مجستي نے شاہنشاہ جرمني کے پاس ایک پیغام اس مضمون کا بھیجا کہ اُنکے دل پر اس عنایت امیز خیال کا کہ وہ جرمني کے جہازي بیڑہ کے ایڈمرل مقرر کیئے جاویں - بڑا اثر ہوا ہی - شاہنشاہ ممدوح نے یہہ پیغام بذریعہ تاربرقي کے جہازي بیڑہ کے پاس بمقام کیل بھیجدیا *

باستثناے چند اخبارات کے جرمني کے اخبار نویس اس بیماري پر غیر دوستانہ طریقہ میں خاموش ہیں *

شام کے پرچه میں بیان کیا گیا هی که ملک معظم نے رات نهایت آرام کے ساتهه بسر کي - حضور ممدوح کو بالکل خاطر خواه طریقه میں شفا هوتي جاتي هی *

سهپهر کو پرچوں کا چهاپنا موقوف کردیا گیا هی *

سکندرآباد — ۲۶ جون

حضور ملک معظم کي علالت اور جشن تاجپوشي کي التوا کي خبر کل شام کو یهاں پهونچي اور اُس کے سننے سے لوگوں کو نهایت افسوس اور تردد هوا - تمام آرایشي سامان جو دن میں نظر آتا تها فوراً اُتها دیا گیا — تمام سرکاري دفاتر ' مدرسے اور دوکانات جو آج بند هونے چاهیئیں تهیں کهلي هوئي هیں اور تاجپوشي کي تعطیل نهیں هوئي هی — تمام قوموں کے گرجاوں مندروں اور مسلمانوں کي مسجدوں میں آج صبح کو عجیب کیفیت نظر آتي تهي اور یهه تمام مقامات اِپرستش کرنے والوں سے بهرے هوئے تهے جو بادشاه کي صحت کي دعا مانگتے تهے — هز هائینس نظام نے حضور ملک معظم کي تندرستي کي نسبت بڑي فکر اور تردد ظاهر فرمایا هی اور بذریعه تاربرقي کے یهه استدعا کي هی که هر گهنٹه هز هائینس کو حضور ممدوح کي طبیعت کي اطلاع دي جایا کرے *

جموں ۲۶ جون

حضور ملک معظم کي علالت اور اُسکي وجه سے تاجپوشي کے ملتوي کیئے جانے کي خبر سننے سے یهاں بڑا تردد پیدا هوا - سرکاري سول وملیٹري عهدهدار به سرپرستي دیوان امرناتهه گورنر جموں رگهناتهه جي کے مندر میں جمع هوئے اور حضور ممدوح کي صحت اور درازي عمر کیواسطے دعائیں مانگیں — نیز تمام باشندوں نے اپني اپني عبادت گاهوں میں دل سے دعائیں مانگیں *

کلکته ۲۷ جون

کلکته کي هر ایک عبادت گاه میں خواه وه عیسائیوں سے متعلق هو یا یهودیوں — هندوؤں — مسلمانوں یا پارسیوں یا ایرانیوں سے حضور ملک معظم کي صحت کے واسطے خاص دعائیں مانگي گئیں - مفصلات سے خبر آئي هی که مختلف مقامات میں پوجا هورهي هی اور خیرات بهي کي جاتي هی *

ایک ٹرین کا اوز جاؤا

جان کے سخت نقصان کا اندیشه

کلکته ۲۹ جون

کلکته میں یهه خبر آئي هی که ایسٹ اِنڈین ریلوے پر نمبر ۱۳ اپ لوپ مکسڈ ٹرین پر ایک سخت حادثه گذرا - یعني وه رامپور هاٹ اورنهیٹي کے راسته میں ایک آندهي میں اوز گئي *

یهه اندیشه کیا جاتا هی که بهت سے مسافر هلاک اور زخمي هوئے هیں *

بردوان - صاحب گنج - یا جمال پور اور رام پور هاٹ سے مدد بهیجي گئي هی اور صاحب جنرل ٹریفک منیجر موقع واردات کو تشریف لے گئے هیں *

لاهور ۲۸ جون

حضور ملک معظم کي شفایابي کے واسطے صوبه کے تمام حصوں سے معه چند هندوستاني ریاستوں کے دعا مانگنے کي غرض سے جلسوں کے هونے کي برابر خبریں چلي آتي هیں - پٹیاله میں کونسل آف ریجنسي نے تمام اِنتظامات جن سے خوشي ظاهر هوتي تهي منسوخ کردیئے اور کونسل مذکور معه اعلی عهده داروں کے اپنے گوردوارہ میں دعا مانگنے کے لیئے جمع هوئي اور بارہ هزار محتاجوں کو کهانا کهلایا گیا - سري نگر کے ایک تار برقي سے معلوم هوتا هی که وهاں ساٹهه هزار مسلمان دعا مانگنے کے لیئے جمع هوئے — نیز ریاست لوهارو کے باشندوں نے بهي دعا مانگنے اور خیرات کرنے کے لیئے ایک جلسه کیا *

لندن ۱۸ جون — روٹر پریٹوریا سے ۱۷ تاریخ کو لکهتا هی که لارڈ کچنر نے بوتها دي لاري — اور دي وٹ کے نام تاربرقي بهیجے ' جس میں اُنهوں نے اُس اِستقلال اور هلمندي کي تعریف کي هی جس سے اُنهوں نے حوالگي اسلحه کے کام کو آساني کے ساتهه انجام دیا — اِس تاربرقي میں لارڈ موصوف بیان کرتے هیں که جس طریقه سے بر گروں نے اطاعت قبول کي هی اُس سے ملک معظم نهایت محظوظا و مسرور هوئے هیں — اور اُس کا برٹش لوگوں کے قلوب پر بهت بڑا اثر پڑا *

لارڈ کچنر بیان کرتے هیں که مجهے اِس بات کا پورا پورا یقین هی که صلح اور امن و امان کا آفتاب جنوبي افریقه میں طالع هوا *

لندن ۲۱ جون — کهمبرلي میں کل دو سو چار باشندوں نے اطاعت قبول کي *

لندن ۲۲ جون — ٹرانسوال میں با قاعده اِنتظام هوتا جاتا هی اور بهت سي مزاحمتوں جن میں ریلوے کے اِجازت نامے بهي شامل هیں دور کردي گئي هیں *

کلکته ۲۴ جون - الکٹرک گاڑیوں کا راسته دو مرتبه شکست هوگیا ' ایک یکشنبه کو ' ایک کل ' مگر کوئي آدمي مجروح نهیں هوا صرف دو گهوڑے زخمي هوئے *

لاهور ۲۱ جون - پنجشنبه شب جمعه کو هوا کے بڑے بڑے جهونکے آئے اور شب شنبه کو دس بجے شدید طوفاني بارش هوئي اور مغرب کي جانب سے آندهي آئي جس سمت کي آندهي کے بعد عموماً برسات شروع هوتي هی وه یهه نهیں هی اس وجه سے آغاز موسم برشکال میں ابهي شک هی *

لاهور ۲۱ جون — عشرة گذشته میں تمام صوبوں میں بارش هوئي اور کهیتوں میں برابر قابل رانی و تضمیزي هو رهي هی موجودهزراعت کي حالت خوب سنبهل گئي اور مویشیوں کي حالت بهي اچهي هی اور تمامتقریبا چند مقامات کے سب جگهه چاره کثرت سے هی گندم و تخود کا نرخ گرتا جاتا هی *

موسم هند

شمله ۲۱ جون

پنجاب و راجپوتانه کے سوا بار میں بهت کم ترمیم هوئي — اور پنجاب و راجپوتانه میں بار نهایت سرعت کے ساتهه بلند هوا اور جنوبي مشرقي پنجاب میں جو بار پڑا هوا تها وه تقریبا معمولي هوگها اور ساحل برهما پر بارش کو ترقي هوئي اور آسام میں کم و بیش پاني برسا — چراپونجي میں تیس انچهه اور مولمین میں چار انچهه اور سلچار و تیواني میں دو انچهه پاني برسا — مغربي دامن هماليه اور مغرب میدان گنگ اور مشرق پنجاب میں خفیف بارش هوئي اور مغرب و وسط پنجاب میں ترشح هوئي اور مغربي ساحل و دکن میں چند مرتبه خفیف ترشح هوئي اور کل کلمبو میں شدید بارش هوئي — شاید بهه بارش لوکل تهي — بلندي هند میں کارآمد بارش بهه هوئي که رزکي میں تین انچهه اور رانی کهیت میں دو انچهه اور راولپندي و سري نگر و میرٹهه و دهلي میں ایک انچهه پاني پڑا بلندي هند میں گذشته چوبیس گهنٹه میں گرمي معمول سے کم اور ممالک متحده و ملک متوسط اور چهوٹا ناگپور میں معمول سے زیاده تهي *

مختلف واقعات

— هندوستان کي کمیشن آبپاشي اپنا دوره اکتوبر میں شروع کریگي *

— گورنمنٹ هند کے سول سکرٹریوں کے دفتر جو شمله میں تهے رهے هیں — اُن کے اگست سنه ۱۹۰۳ ع سے قبل تیار هونے کي اُمید نهیں *

— شمال مغربي سرحد والے صوبه میں پچهلے هفته ذرا بارش نهوں هوئي — جس سے قدرے تشویش هی *

— شکر هی که جموں میں ۱۴ کے بعد کوئي واردات طاعون کي سننے میں نهیں آئي *

— کاشتکاري بنک — ضلع انباله میں ایک کاشتکاري بنک جاري هوا هی *

— کالکا شمله ریلوے — کالکا ریلوے اسٹیشن کے قریب لوکل گورنمنٹ نے چالیس ایکڑ اراضي کالکا شمله ریلوے کي تعمیر کے لئے خرید کي هی *

— بهوپالي پنشن — بهوپال کي خبر سے معلوم هوا که حاجي عبدالجبار خاں مستعفي وزیر بهوپال کي ایک معقول پنشن مقرر هوگئي هی *

— کرزن پارک — گورنمنٹ میسور نے میسور میں کرزن پارک قایم کرنے کے لئے سات هزار روپیه کي منظوري کي هی *

— ۲۰ جون کو مهرٹهه میں تڑکے سے برابر بارش هوتي رهي اور اب بهي اِسي طرح هو رهي هی *

— جدید ڈائرکٹر جنرل تعلیمات کے اختیارات و ذمه داریوں کي تشریح کرنے والے احکام عنقریب نافذ هونگے — ان سے بڑي اُمیدیں کي جاتي هیں *

— جو پریویت تاریخي هندوستان میں آئے هیں اُن سے بهي اِس بات کي تصدیق هوتي هی که حضور ملک معظم کو برابر آرام هوتا جاتا هی *

— دریاے اندس کا کاٹ — دیره غازیخاں میں دریاے اندس مغربي کنارے پر برابر کاٹ کر رها هی مگر چونکه اس میں دفعتاً کوئي سیلاب نهیں آیا اس وجه سے کوئي مهلک واقعه نهیں هوا *

— پنجشنبه کي رات کو قریب قریب یک لخت بارش شمله میں هوتي رهي اور ظاهرا معلوم هوتا هی که برسات کي معمولي حالتیں بهت جلد قایم هوجائینگي *

— جدید هال تاجپوشي اور خود وسط منشورایي کي دیواروں کو منڈهنے کے لئے جو کپڑا وغیره لگایا جاے گا اس میں اڑهائي لاکهه پونڈ کے قریب قریب صرف هوگا *

— هفته گذشته کي بابت نقشه جات قحط سے ۲۳۶۰۰ کي کمي ظاهر هوئي هی ' اور یهه تمام کمي پریزیڈنسي بمبئي میں هوئي هی — کل تعداد اُن شخصوں کے جنکو اب مدد دي جاتي هی قریب چار لاکهه چالیس هزار کے هی *

— اضافه پنشن کي درخواست — شاه اوده متوفی کے خلف اصغر نے گورنمنٹ هند کو اپنے اضافۂ پنشن کي درخواست کي هی کیونکه شاه مرحوم کے ارتحال کے بعد اُن کي پنشن صرف پانچسو روپیه مقرر هوئي تهي *

— شهزاده ویلز — ایک سرکاري خبر سے روٹر کي اس خبر کي تصدیق هوگئي که شاهزاده ویلز دربار جشن تاجپوشي دهلي میں شریک هونگے — غالبا هز رائل هائینس سنه ۱۹۰۳ع اور سنه ۱۹۰۴ ع میں دوره فرمائینگے *

— فوج جرمني کي جو قواعد جنگ مصنوعي آیندہ برسات میں هونے والي هی اس میں شریک هونے کے لئے شاهنشاه جرمني نے ممالک متحده امریکا کے تین جنرلوں کو بحیثیت اپنے ذاتي مهمانوں کے مدعو کیا هی *

— لندن میں اِس وقت ایک هزار تین سو باون مریض چیچک زیرعلاج هیں — تینتیس جدید آدمي مبتلا هوئے تهے ایل — سي — سي — پاگلخانه واقع هین اسٹڈ کے زنانه میں چهه عورتیں چیچک میں مبتلا هیں *

— هندوستان کے هر ایک حصه سے برابر پیغامات تاریخي چلے آتے هیں جن سے ثابت هوتا هی که تمام سلطنت میں حضور ملک معظم

قیصر هند کي سلامتي کي لوگوں کو نهایت فکر هی - چنانچه پنجشنبه گذشته کو گرجاوں - مندروں اور مسجدوں میں تمام فرقوں اور قوموں کے لوگوں نے حضور ممدوح کي شفایابي کے واسطے دعا مانگي *

— یهه قرار پایا هی که مهاراجه صاحب کے ایام نا بالغي میں جو حال میں مقرر کیئے گئے هیں ریاست بنا کا اِنتظام پولیٹکل ایجنٹ کي عام نگراني میں دیوان ریاست کے متعلق هوگا ' اور ایک کونسل آف ریجنسي جس میں ریاست کے دو تین سربرآوردہ شخص شریک هونگے جو ابهي منتخب نهیں کیئے گئے هیں دیوان موصوف کو مدد دیگي *

— جناب حاجي عبدالجبار خاں صاحب سي آئي اي وزیر اعظم ریاست بهوپال نے پنشن لے لي - اُن کي مستعدي - انصاف اور نیک نیتي نے سب کو گرویدہ کرلیا تها — اس لیئے بروقت روانگي ریلوے کے اسٹیشن پر لوگوں کا بڑا هجوم هوا — کهتے هیں هز هائینس بیگم صاحبه نے بهي آپ کا استعفا بتامل منظور کیا *

— صاحب کمانڈرانچیف بهادر نے منظور فرما لیا هی که جو انگریزي افسر متعلقه سپاه دربار دهلي میں شریک هونگے — اُن کے رشته داروں اور دوستوں کو پلٹنوں کے قیام گاه میں رهنے کي اجازت هوگي بشرطیکه گوروں کا اُن کے رهنے سے هرج نهو - جو فوجیں دربار میں آئینگي اُن کو اپنا ڈیرہ - شامیانه وغیرہ مسکوت یا کسي اور کام کے لیئے لگانے کي اجازت هوگي مگر دهلي لانے یا لیجانے کا خرچ گورنمنٹ نه دیگي *

— بنگاله کے اخبار بیان کرتے هیں که زمیندار امبیکا واقع میمن سنگهه نے اپنے بیٹے اور لڑکي کي شادیوں کے موقع پر جو ایک هي وقت پر حال میں هوئي تهیں ڈیڑه لاکهه روپیه صرف کیئے — خرچ کي غیر معمولي مدات میں سے ایک مد یهه تهي که زمیندار مذکور کے رشته داروں اور اهلکاروں میں سے جن کي تعداد کئي سو تهي هر ایک کو ایک ایک بیش قیمت کشمیري شال نذر کي گئي *

— حضور ملک معظم کي علالت کي نسبت مندرجه ذیل پیغامات تاربرقي هندوستان اور ولایت کے درمیان گذرے هیں — از جانب وایسرائے - بخدمت پرنس آف ویلز - ,, ۲۵ جون - همکو عین اُس وقت پر جبکه تمام سلطنت هز مجستي حضورملک معظم کے ساتهه خوشي میں شریک هونے والي تهي هزمجستي کي ناگهاني علالت کي خبر سننے سے نهایت رنج و غم هوا هی - میں هز مجستي کي تمام رعایا سکنه هندوستان کي طرف سے هز مجستي کي صحت کے واسطے دلي دعا کا اظهار کرتا هوں — هم نهایت فکر کے ساتهه هز مجستي کي نسبت خبروں کے منتظر رهینگے " - ازجانب پرنس آف ویلز بخدمت وایسرائے - ,, آپ کے عنایت آمیز پیغام تاربرقي کا دل سے شکریه ادا کرتا هوں — هز مجستي کو خاطر خواه طور پر شفا هوتي جاتي هی " *

— گورنمنٹ میسور تین هندوستانیوں اور ایک یورپین کو اضلاع متحده امریکه میں برقي انجنیري سیکهنے کے لیئے بهیجنے والي هی - جهاں وه دو سال میں نصاب تعلیم برق ختم کرینگے - اور میسور میں واپس آکر دریاے کاویري کے آبشاروں سے برقي طاقت حاصل کرنے کے کام میں مصروف هونگے — دریاے کاویري سے برقي طاقت حاصل کرنے کي کلیں کهل گئي هیں اور کولار کي کانهاے طلاء نے اُن سے کام لینا شروع کردیا هی * (پیسه اخبار)

— نارتهه انڈیا بائیبل سوسائیٹي نے (۱۱۸۴۷۶) جلدیں بائیبل (انجیل اور صحایف) کي سنه ۱۹۰۱ ع میں هندوستان میں تقسیم کیں جن میں سے صرف (۲۳۸۵) مفت بانٹي گئي تهیں - باقي سب کي قیمت مل گئي تهي - یهه صرف ایک سوسائیٹي کي کوشش هی درانحالیکه ایسي کئي انجمنیں هندوستان میں موجود هیں اور اُن کي تقسیم کتب کے شمار اعداد کم و بیش اسیقدر هونگے - عیسائیوں کي تو غیر مذهبي ملک میں یهه کارگذاري هی - اور اسلامي علماء کي وه درد ناک حالت که آپس کے جهگڑوں سے باز آکر مفید قوم تالیف و تصنیف اور اُس کي کثرت اشاعت کي جانب متوجه نهیں هوتے - افسوس ! افسوس ! ! *
(پیسه اخبار)

کمانڈرانچیف هند

— آیندہ چند هفته تک یهه نهیں معلوم هوسکتا هی که لارڈ کچنر هندوستان میں کس تاریخ تک داخل هونگے ' کیونکه محکمه جنگ اُنسے دریافت کریگا که وه کس زمانه تک کي رخصت لینگے - سر پارر پامر کي توسیع ملازمت ماه اکتوبر تک هی اور اگر حاجت هوئي تو اور بهي توسیع کي جاسکتي هی *

دورہ ویسرائے

هز اکسلنسي ویسرائے هند کے دورہ جنوبي هند کي تاریخیں یهه هیں -
یکم اگست کو شمله سے روانگي *
۴ اگست داخله بنگلور *
۶ اگست شب کو بذریعه ٹرین مدورا کو روانه هونگے اور وهاں سے گاڑي پر سوار هوکر سوا سمندرم واقع آبشار کاویري کو جائینگے اور وهاں مقناطیسي قوت کي کلوں کو ملاحظه فرمائینگے *
۷ اگست آٹهه بجے میسور میں داخله هوگا *
۸ اگست کو هز هائینس مهاراجه میسور کو مسند نشین کرینگے *
اس کے بعد کي تاریخیں صحیح طور سے نهیں معلوم هیں لیکن اگر موسم اچها هوا تو چند روز کے واسطے ارنا بهونسے کے شکار کے لیئے کمپ کو جائینگے ' بعده اوٹکا مند کو تشریف لے جائینگے — اور تین هفته تک هز اکسلنسي شمله میں رونق افروز نهونگے *

— هم کو یهه سنکر بهت افسوس هوا که عبدالعلي خاں زمیندار گهتولي تهانه و تحصیل انوپشهر ضلع هذا ۳۰ جون کي شب کو اپنے مکان میں بحالت خواب قتل کردیئے گئے — مقتول نے همارے کالج میں بهي کچهه عرصه تک تعلیم پائي تهي هم اُن کے اعزا کے ساتهه اظهار همدردي کرتے هیں اور اُمید کرتے هیں که اِس معامله کے انکشاف میں پوري کوشش کي جاویگي *

سال مالي سنہ ۱۹۰۰ع لغایت ستمبر سنہ ۱۹۰۱ع

بورڈ آف ریونیو ممالک متحدہ نے جو رپورٹ مندرجہ بالا زمانہ کي مالي معاملات کي نسبت گورنمنٹ میں پیش کي هی (اور جسکي کاپي همارے پاس اِسي هفتہ میں پہونچي هی) اُس کے ملاحظہ سے معلوم هوتا هی کہ گورنمنٹ آف اِنڈیا کے احکام کي جو دربارہ رپورٹ نویسي جاري هوئے هیں پوري پابندي کي گئي هی — گو یہہ رپورٹ بہ نسبت رپورٹ هاے ما سبق بہت مختصر هی تاهم اُس کے دیکھنے سے مالي معاملات کي حالت کا جو اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ع لغایت ستمبر سنہ ۱۹۰۱ع رهي بخوبي اندازہ هوتا هی — اِس موقعہ پر هم چند خاص خاص اُمور کا تذکرہ کرنا چاهتے هیں *

خریف سنہ ۱۹۰۰ع میں جسقدر رقبہ زیر کاشت تها وہ بہ نسبت سال ماسبق بقدر ۸۶۲ زیادہ تها - نیل اور روئي کو کثرت بارش سے جو آخر فصل میں هوئي نقصان پہونچا اور پیداوار معمولي حالت کے مقابلہ پر ۸۵ في صدي سے زیادہ نہیں هوا - لیکن عام طور پر فصل خریف کي حالت اور پیداوار بدرجہ اوسط رهي *

ربیع کا رقبہ معمول سے زیادہ تها - مگر جنوري اور فروري میں بارش سے فصل کو نقصان پہونچا حتی کہ اوسط پیداوار گندم بلحاظ معمولي حالت کے ۸۰ في صدي سمجهنا چاهیئے *

نیشکر کي حالت بہت بہتر رهي کیونکہ سال ماسبق میں پیداوار صرف ۶۲ في صدي تها اور سال حال میں ۹۵ في صدي رها *

عام طور پر ربیع کي حالت اچهي رهي *

اگر تمام صوبہ میں خریف سنہ ۱۹۰۱ع پر یکجائي نظر ڈالي جاے تو معلوم هوتا هی کہ بہ نسبت سال ما سبق کے تخم ریزي کسیقدر کم هوئي چاول کا پیداوار صرف ۹۵ في صدي قرار دیا گیا جو بہ نسبت سنہ ۱۹۰۰ع کے ۱۰ في صدي کم هی — بنارس و گورکهپور ڈویژن یعني مشرقي اضلاع میں تین فصلیں متواتر خراب هوئیں — نیل اور تل کا پیداوار تمام صوبہ میں خراب هوا لیکن روئي کا پیدا وار غیر معمولي طور پر اچها رها *

سنہ ۱۹۰۱ع میں طغیاني ژالہ باراني اور کیڑہ کي وجہ سے بعض اضلاع میں خریف کو سخت نقصان هوا حتی کہ مال گذاري کے التوا اور معافي کي نوبت آئي *

مطالبہ اور وصولات

سال زیر رپورٹ میں مطالبہ آٹهہ کروڑ بارن لاکهہ اسي هزار چهہ سو چار تها منجملہ اُس کے آٹهہ کروڑ ستائیس لاکهہ تیرہ هزار نو سو چار وصول هوئے - سال ماسبق کا مطالبہ آٹهہ کروڑ چهیاسي لاکهہ بارن هزار تین سو اٹهتر تها اور وصولات کي تعداد آٹهہ کروڑ بیالیس لاکهہ چهہ هزار آٹهہ سو بائیس تهي *

مندرجہ بالا رقوم میں هر قسم کا مطالبہ اور هر قسم کے وصولات جنکا تعلق رپورٹ سے بهي شامل هی — خالص مالگذاري کا مطالبہ سال زیر رپورٹ میں بقدر مبلغ چهہ کروڑ تیئیس لاکهہ پینتیس هزار ترانوے روپیہ کے تها منجملہ اُس کے مبلغ چهہ کروڑ بیس لاکهہ پچیس هزار سات سو آٹهہ روپیہ وصول هوکر مبلغ تین لاکهہ نو هزار تین سو پچاسي روپیہ باقي رهگیا — لیکن اس بقایا کا صرف ایک جزو یعني ایک لاکهہ چهتیس هزار آٹهہ سو اکیاون روپیہ واقعي اور اصلي بقایا هی باقیماندہ کسي نہ کسي وجہ سے قابل معافي و اخراج تها - پس دراصل صرف ۲ء فیصدي بمقابلہ مطالبہ کے وصول هونے سے رهگیا *

یہہ بقایا نہایت خفیف هی — علاوہ خوبي انتظام کے جو اسقدر کثیر مطالبہ کے وصول هونے سے ظاهر هوتي هی یہہ امر خاصکر قابل لحاظ هی کہ جب گورنمنٹ کو معلوم هوتا هی کہ مطالبہ کا کوئي جزو ناممکن الوصول هی یا اُس کے وصول کرنے سے رعایا کي تباهي متصور هی تو اُسکو بعد تحقیقات مناسب اپنے حساب سے خارج کردیتي هی — کیا خوب هوتا اگر روسا اور زمیندار بهي اپنا حساب اپني رعایا سے اسي طور پر صاف رکهتے مگر افسوس هی کہ علاوہ خاص خاص ریاستوں کے جهاں انتظام روشن خیالي پر مبني هی اس اصول کي پابندي نہیں کیجاتي بلکہ هزار ها روپیہ سالها سال تک ایسا درج حسابات هوتا رهتا هی جسکا وصول هونا محض ناممکن هوتا هی — اس کا نتیجہ بجز گندگي حسابات اور پریشاني رعایا کچهہ نہیں هوتا — بسا اوقات کاشتکار ایسي حالت میں ترک سکونت کردیتا هی اور روپوش هوجاتا هی جس سے زمیندار کا بهي سخت نقصان هوتا هی *

جب هم دیکهتے هیں کہ گورنمنٹ کس خوش اسلوبي کے ساتهہ اپنا مطالبہ بیباق کراتي هی تو خواہ مخواہ یہہ خیال هوتا هی کہ قلم تلوار سے بهي زیادہ زبردست هی - یہي مالگذاري جو اب احکام ضابطہ کے ذریعہ سے وصول هوتي هی ایک زمانہ میں توپ اور تفنگ سے بهي بسا اوقات وصول نہیں هوتي تهي — زمانہ حال میں بهي ابتداً نادهندوں کے ساتهہ سختي کیجاتي تهي لیکن مہذب گورنمنٹ نے بالآخر رعایا کو بهي قاعدہ اور قانون کي پابندي کا عادي کرلیا — چند سال گذرے کہ اُسوقت تک مالگذاري بالعموم بذریعہ چپراسیان وصول کیجاتي تهي لیکن تین چار سال سے یہہ عمل صوبہ جات متحدہ میں قطعي ممنوع کردیا گیا هی - اب صرف دستک تحریري بذریعہ ڈاک جاري هوتي هی —

بیں تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا

رپوٹ سے معلوم هوتا هی کہ الہ آباد ڈویژن کي حالت مالگذاري کے معاملہ میں بہت خراب رهي کیونکہ مبلغ چهیانوے هزار ایکسو گیارہ روپیہ صرف اسي ڈویژن میں ایسي ریاستوں پر باقي رهگیا جو قرق تحصیل هیں- اس ڈویژن میں سالهاے ماسبق کي بابتہ بهي مبلغ چار لاکهہ اکیاسي هزار پانسو نو روپیہ باقي هیں *

تقاوي

سال زیر رپورٹ میں صرف مبلغ بتیس هزار آٹهہ سو چالیس روپیہ تقاوي میں تقسیم کیا گیا — سالهاے ماسبق کي بقایا کثیر هی - منجملہ

اُسکے مبلغ تین لاکھہ اُنچاس هزار سینتیس روپیہ وصول هوا اور چودہ هزار چوبیس روپیہ معاف کیا گیا اور مبلغ پچاس هزار تین سو چھہ روپیہ وصول هونے کو باقي رهگیا — اس بقایا کي بابتہ سود بقدر مبلغ تہتر هزار پانسو دس روپیہ واجب تها - منجملہ اُس کے مبلغ پینتالیس هزار چھہ سو ستره روپیہ وصول کیا گیا اور مبلغ تین هزار دوسو بہتر روپیہ معاف کردیا گیا - باقي ماندہ وصول هونے کو هی *

مندرجہ بالا تقاوي ترقي حیثیت اراضي کے متعلق تهي دوسري قسم کي تقاوي جو سامان کشاورزي مہیا کرنے کے واسطے دي گئي اُسکي میزان مبلغ ستتر هزار پانسو ستر تهي - اس تحت میں بقایا سالهاے ماسبق چھہ لاکھہ اُنہتر هزار ایکسو چوراسي روپیہ تهي منجملہ اسکے مبلغ باسٹھہ هزار آٹھہ سو ایک روپیہ معاف کردي گئي اور مبلغ دو لاکھہ بائیس هزار باون روپیہ باقي رهگئي *

اس معافي میں بهي بڑا حصہ الہ آباد ڈویژن کا تها -

اس ڈویژن کي حالت هر طرح پر بہت قابل توجہ معلوم هوتي هی — جو ریاستیں بعلت مالگذاري فرق هوکر زیر اهتمام گورنمنٹ آگئي هیں اُن میں صرف بقدر ۶۳ فیصدي کے مطالبہ وصول هوا - ایسي حالت میں اگر زمیندار ادائے مالگذاري سے قاصر رهی تو کیا عجب هی - یہہ امر بهي قابل افسوس هی کہ اس ڈویژن میں ۲۲ زمینداریاں بعلت بقایا نیلام کردي گئیں *

اضافہ آمدني

سال زیر رپورٹ میں هر قسم کي آمدني میں اضافہ بقدر مبلغ نو لاکھہ ستتر هزار دوسو چوالیس روپیہ کے هوا — یہہ اضافہ زیادہ تر بوجہ تشخیص جمع کے هی جو میرٹھہ ' بریلي ' کھیڑي ' گونڈہ وغیرہ میں بسلسلہ بندوبست کي گئي هی *

مقدمات

صوبہ آگرہ (مغربي و شمالي) کي تواریخ میں سال زیر رپورٹ در بارہ مقدمات بیدخلي قابل یادگار هیں — اسقدر مقدمات بیدخلي نہ کبهي پیشتر دایر کیئے گئے اور نہ آیندہ غالباً کبهي هوسکینگے — سال ماسبق ' یعني ۱۹۰۰-۱۸۹۹ ع کي بابتہ حکام بورڈ نے تحریر کیا تها کہ اس سال جس قدر مقدمات هوئے کبهي پیشتر نہیں هوئے لیکن سال زیر رپورٹ اُس پر بهي سبقت لیگیا - کیونکہ سال ما سبق میں جس قدر نوٹس بیدخلي جاري هوئے تهے سال زیر رپورٹ میں اُس سے ایک لاکھہ زیادہ جاري هوئے - سال ماسبق میں بهي زمینداران میرٹھہ ڈویژن نے نہایت کثرت سے نوٹس جاري کیئے تهے امسال بهي یہہ ڈویژن درجہ اول پر هی - اس کے بعد روهیلکهنڈ ڈویژن هی *

میزان کل نوٹس بیدخلي کي ایک لاکھہ چورانوے هزار تین سو ننانوے روپیہ تهي منجملہ ان کے ۲۱ فیصدي میں عذر داري هوئي - اندرون سال چونتیس هزار نوسو چورانوے عذر داریاں فیصل هوئیں منجملہ ان کے نصف سے کم بحق کاشتکاران طی هوئیں *

کثرت مقدمات کي وجہ سے ناظرین بخوبي واقف هیں *

زمینداروں کو معلوم تها کہ جدید قانون کے اجرا کے بعد بیدخلیاں دشوار هو جائینگي پس یہہ کوشش کي گئي کہ جس قدر بیدخلیاں ممکن هو کیجائیں تاکہ کاشتکاروں کو حق موروثي چند سال تک اور حاصل نہ هوسکے - لیکن سنہ ۱۹۰۱ ع میں حکام بورڈ نے ایک حکم اس معاملہ میں ایسا دیا جس کا اثر سیکڑوں بلکہ هزاروں مقدمات پر غالباً پڑا هوگا اور وہ حکم یہہ تها کہ جن اطلاعنامجات کي تعمیل قبل یکم مئي نہ هوگئي هو وہ خارج منصور هونگے - تعمیل اطلاعنامہ عدالتي کار روائي هی جس سے مدعي کو مطلق کچهہ تعلق نہیں هوتا - مدعي صرف اس بات کا ذمہ دار هی کہ اندر میعاد درخواست پیش کردے - پس کوئي وجہ معلوم نہیں هوتي کہ تعمیل اور عدم تعمیل کا اثر مدعي کے حقوق پر کیوں ڈالا گیا *

اگر موقعہ هوا تو آیندہ پرچہ میں باقیماندہ رپورٹ پر نظر ڈالي جائیگي *

مفید النساء

سید محمد هاشم نے بانکے پور سے ایک چھوٹا سا رسالہ هدیۃ همارے پاس بهیجا هی جس کا نام مفیدالنساء هی اور جو سید صاحب موصوف کي صاحبزادي بي بي اصغري کي تصنیف هی - یہہ رسالہ متعدد مقامات سے دیکها خیالات نہایت پاکیزہ عبارت صاف اور شستہ اور رفتہ اور طرز ادا نہایت دلاویز هی - هم سید صاحب کي دانائي اور کوشش کي تعریف کرتے هیں کہ اُنہوں نے اپني صاحبزادي کو اس قدر تعلیم دلائي کہ اُس کو اپني بہنوں کو فائدہ پہونچانے کا خیال پیدا هوا — همارے نزدیک یہہ رسالہ عورتوں اور لڑکیوں کے لیئے عموماً مفید هوگا جن کے فائدہ کي غرض سے بي اصغري صاحبہ نے اس کے تصنیف کرنے کي زحمت گوارا فرمائي هی *

حضور قیصر هند کي علالت

** —

۲۵ جون کي شام تک حضور قیصر هند کي تاج پوشي کي تقریب میں نہایت کے جلسے اور مبارکباد کي رسمیں ادا کرنے کا جوش تها ' — اُس کے لیئے هر طرف دهوم دهام هو رهي تهي - هر ایک دل خوشي سے مثل گل کے خنداں اور بلبل کي طرح نغمہ خواں تها - ایک لحظہ پہلے کسیکو خیال بهي نہ تها کہ ایسي مبارک تقریب میں کچهہ خلل هوگا یا کسي وجہ سے ملتوي هوگي - مگر افسوس کہ ایک تلگرام نے جو شملہ سے آیا ساري خوشي غم سے بدل دي اور تمام خوشي کے سامان درهم و برهم کردیئے - اِس خبر نے کہ " حضور قیصر هند سخت بیمار هیں اور غیر معین وقت تک تاج پوشي کي رسم ملتوي کي گئي " — جو صدمہ دلوں کو پہونچایا اُس کا بیان کرنا ناممکن هی - چاروں طرف سکتہ کا عالم هوگیا ' — اور هر شخص حسرت اور افسوس سے ایک دوسرے کو دیکهنے لگا - هم اُس عقیدت اور محبت اور جوش کا بیان نہیں کرسکتے جو اِس موقع پر هم نے مدرسۃالعلوم کے طالب علموں میں دیکها اور اُس

رنج اور افسوس کي تصویر هم کھینچ نہیں سکتے جو اُس وقت هماري کالج کے در و دیوار پر نظر آتي تھي — وہ عجیب وقت تھا جب یہہ خبر آئي ' اور وہ عجیب حالت تھي جو اس خبر کے سننے سے طاري هوئي — اگرچہ دھوم دھام کے اصلي جلسے ۲۶ جون کے بدلے جنوري پر ملتوي کردیئے گئے تھے — مگر ٹرسٹیان کالج نے ۲۶ جون کي صبح کو تہنیت کا جلسہ اِسٹریچي هال میں تجویز کیا تھا — اُسکے لیئے اشتہار تقسیم هوگئے تھے — اسٹریچي هال کي آرایش کا بھي اهتمام هو رها تھا — کالج کے لڑکے قصیدے لکھہ رهے تھے — تہنیت کي نظمیں تیار کر رهے تھے — کہ اس خبر نے سب کو افسردہ اور پژمردہ کردیا اور قصیدوں اور مضمون کے بدلے سب کي زبان سے صحت کي دعا نکلنے لگي — مغرب کي نماز جو کالج کي مسجد میں هوئي اُس میں مولوي عبدالله صاحب انصاري ناظم دینیات اور امام مسجد نے بعد نماز کے قیصر هند کي صحت کي دعا مانگي اور تمام نمازیوں نے آمین کہي — اور هم اسبات کے ظاهر کرنے سے خوش هیں کہ خدا نے هماري دعا سني اور دوسري صبح کو خیریت کي خبر آئي — اور حضور والا کي اطمینان بخش حالت هونے کا مژدہ سنا گیا — تمام هندوستان اور هندوستان کے تمام فرقے اور هر گروہ اور هر ملت کے لوگ دست بدعا هیں کہ هماري شہنشاہ کو جلد صحت نصیب هو اور شادي کے جلسے جو ملتوي هوگئے هیں وہ جلد پہلے سے زیادہ با شان و شوکت کیئے جاویں — اگرچہ بظاهر ایسے واقعات رنج دینے والے هوتے هیں مگر خدا کي مصلحت وهي خوب جانتا هی هر برائي میں کچھہ نہ کچھہ بھلائي هي هوتي هی — اس واقعہ سے جیسا رنج اور غم هوا اُسي قدر هندوستان کي عقیدت اور محبت اور خیرخواهي کا جو حضور قیصر هند سے هی ثبوت هوا — شاید کسي زمانہ میں کسي ملک میں کسي فرمانروا کے ساتھہ یہہ عقیدت اور یہہ محبت نہ هوئي هوگي جو کہ هندوستان کو ملکہ معظمہ مرحومہ اور اُن کے جانشین حضور ایڈورڈ هفتم کے ساتھہ هی اور جس کا ظهور هر موقع پر عموما اور اس موقع پر خصوصا هوا هی — بلکہ اپني قوم اور اپني ملت کے کسي فرماں روا کے ساتھہ بھي ایسي عقیدت اور ایسي محبت کي مثالیں دنیا میں کم ملینگي — یہہ نتیجہ اُس شاهانہ التفات اور خسروانہ عنایات کا هی جو قیصر هند کو هندوستان پر هی اور اُس آزادي اور عام امن و امان کا ثمرہ هی جو هندوستان کے هر شخص کو اس سلطنت میں حاصل هی — خداوند عالم ایسے شاهنشاہ کو هر قسم کي جسماني اور روحاني تکلیفوں سے محفوظ رکھے اور آپ کو جلد پوري صحت عطا فرماوے تاکہ جلد دوسري خوشي کرنے کا وقت آوے اور تاجپوشي کي تہنیت کے ساتھہ غسل صحت کے مبارک باد کے جلسے بھي دیکھنے میں آویں *

اس موقع پر ٹرسٹیان کالج نے جو ٹیلگرام همدردي کا حضور ویسرائے کے نام اُن کے پریویٹ سکرٹري کو بھیجا تھا اُسے معہ جواب کے هم ذیل میں درج کرتے هیں *

Copy of an Ordinary Telegram sent to the Private Secretary to His Excellency the Viceroy and Governor-General of India, on the 26th June 1902.

THE trustees, staff and students of the M. A. O College, Aligarh, desire to express their deep grief at the sad news of the illness of His Imperial Majesty the King, and their heart-felt desire for his restoration to health. Yesterday prayers were offered in the College Mosque for His Majesty's safety.

FROM Simla.

FROM THE PRIVATE SECRETARY,

TO H. E THE VICEROY.

To Aligarh.

To THE HONORARY SECRETARY,

M.-A. O. College, Aligarh.

I AM to thank Mahomedan Anglo-Oriental College for kind message of sympathy and condolence.

ترجمہ پیغام تاربرقي جو ۲۱ جون سنہ ۱۹۰۲ع کو هز اکسائسي وایسراے و گورنر جنرل بهادر کشور هند کي خدمت میں بھیجا گیا —

کالج کے ٹرسٹي ' اسٹاف ' اور طالب علم حضور ملک معظم کي علالت کي افسوس ناک خبر پر اپنا دلي رنج ظاهر کرتے هیں اور حضور ممدوح کي صحت کے واسطے دل سے دعا گو هیں — کل کالج کي مسجد میں حضور ممدوح کي سلامتي کے واسطے دعا مانگي گئي *

جواب

از جانب پریویٹ سکرٹري — هز اکسلنسي وایسراے — شملہ

بخدمت آنریري سکرٹري — ایم اے او کالج علیگڈہ

جو پیغام همدردي اور رنج و افسوس کا کالج کي طرف سے بھیجا گیا هی اُس کا میں شکریہ ادا کرتا هوں *

مولانا ابو محمد ابراهیم صاحب مرحوم

مولانا ابو محمد ابراهیم صاحب کي وفات در حقیقت ایک قومي حادثہ هی اور اُس پر جسقدر رنج کیا جاے کم هی — وہ اُن عالموں میں سے نہ تھے جن پر متعصب اور تنگ خیال هونے کا الزام لگایا جاتا هی اور اتحاد اور ارتباط پیدا کرنے کے بجاے " یقطعون ما امرالله به ان یوصل " کے مصداق اور مسلمانوں میں تفرقہ اور عداوت بڑھانے والے هوتے هیں — بلکہ وہ اُن عالموں میں سے تھے جن کا دل اسلام اور عقل کے نور سے روشن تھا اسلام کي اصلي تعلیم کو سمجھتے اور اُس کي اصلي هدایتوں پر

عمل کرتے تھے - وہ ہمیشہ اپني قوم کي موجودہ حالت پر غمگین اور رنجیدہ رہتے اور اُن کي دیني اور دنیوي ترقیوں کي تدبیروں میں مصروف رہا کرتے تھے - اُن کي بڑي تمنا یہہ تھي کہ وہ افسوسناک تفرقہ جو مسلمانوں میں بدنصیبي سے پیدا ہوگیا ہی دور ہو ' اور تمام مسلمان بلا لحاظ فروعي اختلاف کے متحد اور متفق ہوکر دیني اور دنیوي ترقي کي تدبیریں کریں ' - اور اپني منتشر اور متفرق قوتوں کو جمع کرکے پھر اُسي درجہ پر پہونچیں جس پر اُن کے بزرگ پہونچے تھے - جن لوگوں نے مرحوم کي وہ مشہور تقریر دیکھي یا سني ہی جو اُنہوں نے ندوۃالعلما کے دوسرے جلسہ میں بمقام لکھنو کي تھي وہ اس بات کا اندازہ کرسکتے ہیں ' کہ اسلام کي اصلي خوبیاں وہ کیسي سمجھے ہوئے تھے — اور اسلام کي سچي تعلیم کے جاري کرنے میں وہ کیسے سرگرم تھے — کس سچے جوش سے اُنہوں نے یہہ سچا فقرہ کہا تھا کہ " کوئي مجھے بتاوے کہ اسلام کے سوا دنیا میں اور کونسا مذہب ہی جس نے اپني صوري اور معنوي دل فریبیوں سے مختلف قوموں کو اپنا دادادہ اور شیفتہ اور فریفتہ بنا لیا ہو " اور اسلام سے مخاطب ہوکر کیسے سچے دل سے یہہ فرمایا تھا کہ " اے اسلام کیا تو وہي پاک اسلام نہیں ہی جس نے صدیوں کے تفرقے آن کي آن میں مٹا دیئے تھے ؟ کیا تو وہي اسلام نہیں ہی جس نے خون کے پیاسے دشمنوں کو ایک دوسرے کا عاشق زار و جاں نثار بنادیا تھا ؟ کیا تو وہي اسلام نہیں ہی جس نے دنیا میں قدم رکھتے ہي تاریکي روشني سے ' جفا وفا سے ' قطع وصل سے ' فساد صلح سے ' عداوت محبت سے ' ذلت عزت سے ' خیانت امانت سے ' معصیت طاعت سے ' کدورت صفائي سے ' بدلکر دنیا کا رنگ ہي پلٹ دیا تھا اور دنیا کے سارے رنگوں کو اللہ کے خوشنما رنگ میں رنگ دیا تھا ؟ " *

مرحوم کو اِس بات کا بھي ہمیشہ رنج رہا کرتا تھا کہ علما اور مغربي تعلیم یافتوں کي جماعت میں باہمي الفت اور اتحاد نہیں ہی - اور ایک فرقہ دوسرے سے کچھہ تعلق نہیں رکھتا — در حقیقت یہہ ایک قومي مصیبت ہی جو بدنصیبي سے مسلمانوں پر نازل ہوئي ہی اور جس کا دور کرنا علما اور تعلیم یافتہ جماعت پر فرض ہی - اس فرض کو مرحوم خوب سمجھتے تھے ' اور اُسي کے دور کرنے کي فکر میں دن رات مصروف رہتے تھے — آرہ کے مذاکرہ علمیہ کے ساتویں سالانہ جلسہ کے لیئے اُنہوں نے نواب محسن‌الملک بہادر کو صدر انجمني کے لیئے مدعو کیا تھا ' اور ایک خط اُنہوں نے اُن کو لکھا تھا جو اِس وقت ہمارے سامنے ہی — اور جس کو دیکھکر ہم آٹھہ آٹھہ آنسو روتے اور افسوس کرتے ہیں - کہ ایسا عالي دماغ ' روشن خیال ' پاک طینت ' اسلام کا شیدائي ' اور مسلمانوں میں اتحاد اور ارتباط کا چاہنے والا ' دنیا سے اُٹھہ گیا - اور اپني حسرتیں اپنے ساتھہ لے گیا — اُس خط میں مرحوم لکھتے ہیں کہ " مولانا - اِس وقت میں اپني ایک حسرت آپ پر ظاہر کیا چاہتا ہوں - مجھکو اِس کا نہایت افسوس ہی کہ ہمارے علما کي جماعت اور آپ لوگوں کي جماعت ایک دوسرے سے اِس طرح الگ ہی جیسے یہہ دونوں دو قوم کے لوگ ہیں جن کو دوسرے سے کوئي سروکار نہیں - نہ وہ آپ کے کاموں سے دلچسپي لیتے ہیں ' نہ آپ اُن کے کاموں سے — اِس میں شک نہیں ہی کہ دونوں نے دو مختلف ذمہ داریاں اپنے اپنے ذمہ لے رکھي ہیں اور دونوں اپنے اپنے کام میں ہیں — مگر دونوں اسکو کچھہ بھولتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ جو وہ کرتے ہیں کس کے لیئے کرتے ہیں - اگر ایک آخرت بنایا چاہتا ہی تو کس کي ' اور دوسرا دنیا بنایا چاہتا ہی تو کس کي - اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ایک دوسرے کے کام کو اپنے کام کے مخالف سمجھتا ہی - گویا ایک شے ہی جسکو ایک اپني طرف گھسیٹ لینا چاہتا ہی اور دوسرا اپني طرف ' مگر یہہ کیسي بھول ہی - اس بھول کا یہہ اثر ہوا کہ ' فلاکت رسیدہ مسلمانان ہند کي جماعت عین اپنے غم و اندوہ کي حالت میں جو ہر ایک کو دوسرے کي حالت پر رحم کرنے اور تعارس دینے کا وقت تھا ' کٹ کر دو جماعت بنگئي - جن میں سے ایک کو دوسرے سے کوئي سروکار نرہا - دونوںکي معاشرت جدا ہوگئي - راہ و رسم تک باقي نرہي - ایک دوسرے کے مذاق و خدمات سے بھي ناواقف بنگیا — ایک کو دوسرے کے بھلے برے سے بحث ہي نرہي — کیا شاق گذرتا ہی میرے نفس پر ' جب میں کسي مسلمان کو دو مسلمانوں کي نسبت یہہ کہتے ہوئے سنتا ہوں - کہ یہہ ایک مذہبي آدمي ہی ' اور وہ ایک روشن خیال شخص ہی - انا للہ وانا الیہ راجعون - خدا ہماري قوم کو اس بد فالي کي آواز کے اثر سے محفوظ رکھے — جس سے یہہ فیصلہ کرلیا گیا ہی کہ ' یا تو بے مذہب بنو ' یا تاریک خیال رہو - ایک ہي شخص کو في الدنیا حسنۃ و في الاخرہ حسنۃ ہمارے سرپرستوں کو منظور نہیں ہی - وہ نہیں چاہتے کہ ہم کھانا بھي کھاویں اور پاني بھي پیئیں - ان کي مرضي یہہ ہی کہ یا تو ہم صرف کھانا کھائیں یا صرف پاني پیئیں ' اور تکلف یہہ کہ وہ دونوں سچے دل سے اسي میں ہمارا بھلا سمجھتے ہیں - مگر یہہ کیسي مہلک سمجھہ ہی - دونوں نے الگ الگ گھر بنا لیا ' اور دوسرے کو خدا جانے کس پر چھوڑ بیٹھے - کیوں نہیں ایک دوسرے کو پکڑ کر پوچھتے - کہ ازل کا معاہدہ جبکہ ہمارے آپس میں قومیت کے مواخاۃ کا عہد ہوا آج کیوں توڑتے ہو - اور ہم کو کس پر چھوڑتے ہو - جو دنیا والے بنتے ہیں کیوں نہیں آخرت والے کا دامن پکڑ کر پوچھینگے ' کہ ہماري اُخرت کس پر چھوڑ دي - تمہیں تو تھے جس نے ہم سب کي آخرت کا بیڑا اُٹھایا تھا - اپني راہ بناتے ہو اور ہماري تباہي کي پروا نہیں کرتے ہو ' کیسے بیدرد ہو - اور جو آخرت والے بنتے ہیں کیوں نہیں دنیا والے کا دامن پکڑ کر پوچھینگے ' کہ ہماري دنیا کس پر چھوڑ دي - تمہیں تو تھے جس نے ہم سب کي دنیا کا بیڑا اُٹھایا تھا ' اپني راہ بناتے ہو ' اور ہماري تباہي کي پرواہ نہیں کرتے کیسے بیدرد ہو " *

" مولانا اس بھول کو میں اپني قوم کي بڑي خطرناک بدنصیبي خیال کرتا ہوں ' اور خدا سے وہ دن دیکھنا چاہتا ہوں جبکہ یہہ عجیب طرح کي غلطي دور ہوگي ' اور دونوںملکر پھر ہم نوالہ و ہم پیالہ ہوجاویں گي - اور ملي جلي رہکر جیسي کہ حقیقت میں ہی ایک ہي گھر کي بیبیاں ہیں گي — اور آپس کي صلاح و مدد سے اپنا اپنا کام کرینگي — اور

ٹھیک سمجھنے لگینگي کہ ایک ھي شخص کي آخرت اور دنیا دونوں ایک ساتھہ ھمکو بنانا ھی - اپنے کام کو ھم نے آپس میں بانٹ لیا ھی - چند بھائیوں نے آخرت کا کام اپنے ذمہ کرلیا ھی ' اور چند بھائیوں نے دنیا کا کام اپنے ذمہ — اور دونوں کي کامیابي اصلي جو تمام مسلمانان ھند کے دین اور دنیا کا بھلا ھونا ھی دوسرے کي کامیابي پر موقوف ھی — " ربنا آتنا فی الدنیا حسنتہ وفی الاخرت حسنہ وقنا عذاب النار " اگرچہ مولانا مرگئے مگر اُن کے خیالات زندہ ھیں - اور ھم کو اُمید ھی کہ اُن کے جا نشین بھي ایسے ھي روشن خیال ھونگے ' اور ان پاکیزہ خیالات کے پھیلانے اور اُن پر عمل کرنے میں ھمیشہ ساعي اور سرگرم رھینگے - اور خدا وہ دن لاویگا کہ مرحوم کي یہہ تمنا پوري ھو ' اور مسلمانوں میں جو تفرقہ پیدا ھوگیا ھی وہ جاتا رھے - اور علما کي جماعت اور مغربي تعلیم یافتوں کا گروہ ایک دوسرے کو عزت اور محبت کي نظر سے دیکھنے لگے - علما مسلمانوں کو مغربي علوم و فنون سیکھنے اور دنیوي ترقي کرنے کي بھي ھدایت کریں - تعلیم یافتہ مسلمان مذھبي تعلیم اور مذھبي احکام کي تعمیل کو بھي اپنے اوپر لازم سمجھیں اور دونوں صدق دل سے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ کي دعا مانگیں *

———o———

انتظام والاسلام

نمبر (۱)

منجملہ اُن مصائب کے جو بد قسمتي سے ھماري قوم پر نازل ھوئي ھیں دو مصیبتیں نہایت سخت ھیں : ایک تو اجتہاد سے غافل ھوجانا اور دوسرے ھماري طبیعتوں کا ان مثالوں پر جو کتابوں میں لکھي گئي ھیں منجمد ھوجانا — پس گویا کہ مذھب صرف خاص خاص عالموں کے سمجھنے اور خاص خاص مثالوں کے سمجھانے کے لیئے دنیا میں آیا ھی - اب میں اس اجمال کي تفصیل کرنا چاھتا ھوں *

اُن تمام اُمتوں میں جو لوگوں کي رھنمائي کے لیئے دنیا میں پیدا ھوئیں ھماري قوم سب سے بہتر تھي ' کیونکہ ھمپر خدا کي طرف سے کتاب نازل ھوئي جس کو ھم پڑھتے ھیں اور حدیثیں اُتریں جو قرآن کي توضیح کرتي ھیں اور ھم میں ائمہ کرام پیدا ھوئے جنھوں نے اجتہاد کیا — ان کا یہہ اجتہاد قوم کے ان امراض کے لیئے جو مختلف وقتوں اور مختلف ملکوں میں پیدا ھوسکتے ھیں بمنزلہ دواؤں کے تھا اور ان کمزور بندوں کے لیئے جو افریقہ ' ایشیا ' یورپ اور امریکہ وغیرہ مختلف ممالک میں پھلے ھوئے ھیں خدا کي رحمت تھي - چونکہ خدا کو معلوم تھا کہ مسلمان دوے زمین کے تمام ممالک میں پھیل جائینگے اور ان کو مختلف وقتوں اور موقعوں پر مختلف ضرورتیں پیش آئینگي اس لیئے اس نے ائمہ مجتہدین کے دلوں میں الہام کیا اور انھوں نے اپني اپني راے اور علم کے مطابق اجتہاد کیا اور اس طرح پر رفتہ رفتہ بے شمار اقوال کا ذخیرہ جمع ھوگیا جو پھر کاغذوں پر لکھے اور کتابوں میں مدون کیئے گئے تاکہ جب ان کي ضرورت ھو اور قوم کے مصلح اپني خواب گراں سے بیدار ھوں تو قوم کے امراض کي تشخیص کریں اور ان ادویات میں سے کوئي نسخہ اُس کے لیئے تجویز کریں *

امام شعراني نے اپني کتاب میزان کے مقدمہ میں بیان کیا ھی کہ " ائمہ مجتہدین کے اقوال مختلف اور متفرق اور بے شمار ھیں اس میں حکمت یہہ ھی کہ وہ آیندہ قوموں اور نسلوں کے لیئے جن کو مختلف وقتوں اور مختلف موقعوں پر مختلف واقعات اور حالات پیش آئیں مشعل راہ اور دریعہ ھدایت ھوں - قرآن اور حدیث کے مجمل اور مشترک الفاظ میں نازل ھونے میں بھي حکمت ھی — تاکہ مختلف قومیں اپنے اپنے طور پر اُسکو سمجھہ سکیں " *

علماء قوم میں بمنزلہ طبیبوں کے ھیں جو اُسکے روحاني امراض کا علاج کرتے ھیں — پس اگر کسي طبیب کي سمجھہ تشخیص امراض سے قاصر ھوجاوے اور وہ تمام مریضوں کا علاج ایک ھي دوا کے ساتھہ کرنے لگے تو بے شک یہہ امر اُسکي جہالت اور ناداني پر دال ھوگا - اور سواے مریضوں کي ھلاکت کے اُس کے علاج کا کوئي نتیجہ نہوگا *

اگر بیمار ھلاک ھوجاویں تو کیا طبیب کو اُسکا یہہ عذر کچھہ مفید ھوسکتا ھی کہ اُسنے اصول معالجہ میں اپنے استاد کي وصیت پر عمل کیا ھی ؟ ھرگز نہیں — جو طبیب تمام مریضوں کا علاج ایک ھي دوا کے ساتھہ کرے وہ بالکل اُس عالم کے مانند ھی جو قوم کے تمام افراد کو ایک ھي امام کے قول پر عمل کرنے کے لیئے مجبور کرتا اور خدا کي رحمت کے دائرہ کو تنگ کرتا ھی - حالانکہ خدا اپنے بندوں پر مہربان اور رؤف الرحیم ھی — بے شک ایسا شخص ان لوگوں میں سے ھی جن کي نسبت خدا نے فرمایا ھی " † الذین ضل سعیھم فی الحیواۃ الدنیا و ھم یحسبون انھم یحسنون صنعا " *

جبکہ ھماري عقلیں دور اندیشي سے قاصر ھوگئیں تو شرعي احکام کا سایہ قوم کے سروں سے اُٹھہ گیا اور اُس نے وضعي قوانین کے سایہ میں پناہ لي — گویا کہ جس وقت وہ اپنے ھادیوں اور رھنماؤں کے اُٹھہ جانے سے شرعي علوم کے صاف پاني سے محروم ھوگئے تو اب سواے مٹي سے تیمم کرنے کے کیا چارہ ھی *

وحي اور شرایع کا نزول اور ائمہ کا اجتہاد قوموں کي مصلحتوں اور ان کے تمدن کے قایم کرنے کے واسطے ھی — پس شارع اور مجتہد دونوں کا مقصد یہہ ھی کہ اس قوم کي گردن سے اوھام اور تقلید کے طوق سلاسل اُتار ڈالے جائیں - پس ان لوگوں کي حالت افسوس کے قابل ھی جو اس مقصد کے برخلاف عملدرآمد کرتے ھیں اور تمام قرآن مجید اور قوم کي ساري مصلحتوں کو شخص واحد کي راے کے تابع کرنا چاھتے ھیں — گویا کہ خدا کي غرض قوموں کے پیدا کرنے اور شرائع کے نازل کرنے سے

† یہہ وہ لوگ ھیں جن کي دنیوي زندگي کي کوشش اکارت گئي اور وہ خیال کرتے ھیں کہ وہ اچھے کام کر رھے ھیں *

صرف یہي ھی کہ وہ اُس راہے کي طرف رجوع کریں " † الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکراللہ و ما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الا مد فقست قلوبھم و کثیر منھم فاسقون " *

اے قوم ھم پر حرام ھی کہ ھم آھستہ آھستہ اپني عزت اور دولت کو اپنے ھاتھوں سے نکلتے ھوئے دیکھیں اور ھم اپني خواب غفلت سے بیدار نہوں اور ھم اپنے کمزور بھائیوں کي طرف مہرباني اور شفقت کي نظر سے نہ دیکھیں— اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ان پر اُس کا چھپانا حرام ھی اور خصوصا اس زمانہ میں *

غرض کہ ھماري قوم کے عقلا اور امراء کا یہہ فرض ھی کہ وہ ایک انجمن قایم کریں تاکہ وہ فقہ کي کتابوں پر غور و فکر کرکے احکام کا ایک ایسا مجموعہ منتخب کرے جو موجودہ حالت اور موقع کے مناسب ھو— یہہ کوئي جدید اجتہاد نہیں ھی جیسا کہ بعض کوتاہ اندیش خیال کرتے ھیں جو فکري حرکت اور اسلامي اعمال اور علمي ترقي کي رفتار کو روکنا چاھتے ھیں — بلکہ یہہ ان فقہي مباحث کا ثمرہ ھی جو ھم کو حاصل کرنا چاھیئے *

دوسرا امر یعني ھماري طبیعتوں کا ان مثالوں پر جو کتابوں میں لکھي ھوئي ھیں منجمد ھوجانا ایک ایسي مصیبت ھی جو تمام علوم میں یکساں اور عام طور پر پائي جاتي ھی — اور وہ مقررہ مثالیں بھي صرف ان لوگوں کے خیال میں ھوتي ھیں مگر سوائے عبادات کے ان پر عمل کسي وقت بھي نہیں ھوتا اور یہہ مرض معقول اور منقول دونوں میں پایا جاتا ھی — مثال کے طور پر میں صرف فرض کفایہ کو لیتا ھوں — ھمارے فقہا نے عام فقہ کي اکثر کتابوں میں نماز جنازہ اور دفن میت اور جواب سلام وغیرہ کو بطور مثال فرض کفایہ کے پیش کیا ھی — اور بعض کتابوں میں صنعتوں کا بھي اجمالي طور پر ذکر کیا گیا ھی — مگر معلم اور متعلم دونوں ان مسائل پر ایسا سرسري عبور کرتے ھیں کہ ان کي عقلوں اور ذھنوں میں پوري طرح راسخ نہیں ھوتے *

یہي وجہ ھی کہ ھماري قوم صنعت و حرفت کے فوائد سے محروم ھوگئي ھی اور یقینا یہہ ایسے فروض کفایہ ھیں جن کي وجہ سے تمام قوم عذاب میں مبتلا ھوگي جب تک اس میں سے ایک جماعت ان کي انجام دینے کے لیئے کھڑي نہوجاے — پس جب تک ھم ایک سوئي یا پیچک ، ٹوپي یا جوتي ، ایک معمار یا انجنیر کے لیئے دوسرے ملک کے محتاج اور دست نگر ھیں اُسوقت تک تمام قوم گنہگار ھے— اُس کے لیئے دو عذاب لازمي ھیں : ایک تو دنیا میں حاجتمندي اور جہالت اور فقر و فاقہ کا عذاب اور دوسرا اخرت کا عذاب (ولعذاب الاخرۃ اکبر لوکانوا یعلمون) *

تمام صنعتیں قوم پر فرض کفایہ ھیں — پس اگر ایک جماعت ان میں مشغول ھوئي اور قوم کي ضرورتیں پوري ھوگئیں تو باقي افراد کے ذمہ سے گناہ ساقط ھوجائیگا — اور اگر ان میں سے کوئي شخص مشغول نہوا یا جو لوگ مشغول ھوئے وہ قومي ضرورتوں کے لیئے کافي نہوئے تو اِس صورت میں تمام قوم گنہگار ھوگي جیسا کہ امام شافعي نے اپنے رسالہ میں علم کے باب میں اس کو ثابت کیا ھی اور امام غزالي نے احیاءالعلوم میں اِس کي تفصیل اور صرف علم فقہ پر اکتفا کرنے پر ملامت کي ھی— امام شافعي نے رسالہ میں اس امر میں بھي توضیح کي ھی کہ فروع فقہ کا جاننا جو خاص خاص شخصوں کو پیش آتي ھیں فرض عین نہیں بلکہ وہ فرض کفایہ ھیں اور فرض عین قرآن مجید کے وھي ظاھري احکام ھیں جو سب لوگوں کو معلوم ھیں *

پس اِس وقت جو شخص مسلمانوں میں کسي صنعت کے زندہ کرنے یا کسي آلہ کے ایجاد کرنے یا کوئي کمپني قایم کرنے یا کوئي صنعتي مدرسہ جاري کرنے کے لیئے آمادہ ھوگا تو شریعت کے حکم کے مطابق اس نیک کام کا اور قیامت تک اِس پر عمل کرنے والوں کا اُس کو اجر ملیگا اور یہہ شخص قوم میں اعلی درجہ کا مصلح اور مجدد ھوگا *

قوم کے لیئے نہایت افسوسناک امر ھی اگر وہ صنائع کي طرف سے غافل رھے اور قوم کے علما اور عقلاء کے لیئے افسوس کي بات ھوگي اگر وہ اعلان نکردیں کہ یہہ ایک مذھبي فرض ھی — اِس میں اور عربي علوم میں جو قرآن مجید کے سمجھنے کا ذریعہ ھیں کچھہ فرق نہیں ھی — کیونکہ یہہ بقاے زندگي کا ذریعہ ھی اور بغیر اِن دونوں کے اِسلام اور اِیمان کي تکمیل نہیں ھوسکتي *

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کي ایک حدیث میں آیا ھی کہ جو شخص کوئي نیک طریقہ جاري کرے اُس کا اور قیامت تک اُس پر عمل کرنے والوں کا اُسکو اجر ملیگا اور جو شخص کوئي برا طریقہ جاري کریگا اُسکے ذمہ اُس کا اور قیامت تک اُس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ھوگا — پس جو شخص کسي صنعت کے زندہ کرنے یا کسي مفید فن کے اھل یوروپ سے اقتباس کرنے میں کوشش کر رھا ھی اِسکو ثواب عاجل اور اجر عظیم کي بشارت دیني چاھیئے *

میں تمام اھل علم سے التجا کرتا ھوں کہ وہ فروض کفایہ کي طرف پوري توجہ کریں اور یہہ بات لوگوں تک پھونچادیں کہ فنون اور صنائع کا زندہ کرنا اور ان علوم و فنون کا حاصل کرنا جنپر اسوقت تمام صنعتوں کا دارومدار ھی نہایت ثواب کا کام اور اعلی درجہ کي عبادت ھی — کیونکہ اِس صورت میں وہ ایسے فرض کے ادا کرنے میں مشغول ھونگے جو تمام قوم پر واجب ھی اور اپنے بھائیوں کو گناہ سے بچائینگے *

جب تک ھماري قوم اور علوم کے درمیان تعصب کي دیوار حائل ھی اس وقت تک ھم نہ ایک قدم ترقي کرسکتے ھیں اور نہ اپني اُمیدوں میں کامیاب ھوسکتے ھیں *

† کیا مسلمانوں کے لیئے ابھي تک اس کا وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور تلاوت قرآن کے لیئے جو خداے برحق کي طرف سے نازل ھوا ھی ان کے دل گداز ھوں اور ان لوگوں کي طرح نہو جاویں جن کو ان سے پہلے کتاب دي گئي تھي اسي طرح ان پر ایک مدت دراز گذر گئي اور رفتہ رفتہ اُن کے دل سخت ھوگئے اور اب اکثر ان میں سے نافرمان ھیں—

(غیر معمولي گزٹ آف انڈیا مطبوعہ ۲۶ جون سنہ ۱۹۰۲ ع)

طبقہ ستارہ ھند

اِشتہار

شملہ ۲۶ جون سنہ ۱۹۰۲ع

ھز اکسلنسي گرینڈ ماسٹر طبقہ اعلی ستارہ ھند یہہ اعلان فرماتے ھیں کہ حضور ملک معظم قیصر ھند نے از راہ الطاف خسروانہ طبقہ مذکور میں تقررات مندرجہ ذیل فرمائے ھیں *

نائیٹ کمانڈر

آنریبل لفٹننٹ کرنل ڈیوڈ ولیم کیتھہ بار ' سي ایس آئي ' اِنڈین اِسٹاف کور ' رزیڈنٹ حیدرآباد *

آنریبل مسٹر ھنري جان اِسٹیڈمین کاٹن' سي ایس آئي ' انڈین سول سروس ' چیف کمشنر آسام *

امراوتي سیشیا شاستري ' سي ایس آئي *

کمپینین

آنریبل مسٹر ٹامس ریلے ' آردنري ممبر کونسل گورنر جنرل *

آنریبل مسٹر جیمس ٹامسن ' اِنڈین سول سروس ' ممبر کونسل گورنر فورٹ سینٹ جارج *

آنریبل مسٹر جوزف بیمپ فیلڈ فلر ' سي آئي اِي ' اِنڈین سول سروس قایم مقام چیف کمشنر آسام *

لفٹننٹ کرنل آرتھر پیري تھارنٹن ' اِنڈین اِسٹف کور ' سابق رزیڈنٹ ریاست ھاے مغربي راجپوتانہ *

ھارٹلي کنیڈي اِسکوئر کمشنر پولس' بمبئي *

ایڈورڈ چارلس اوزیني اسکوئر ' ایم آر اے سي ' اِنڈین سول سروس پینشنر *

ایڈون گرینٹ براس اسکوئر ' ڈائرکٹر جنرل آف امتور ' انڈیا آفس *

بحکم گرینڈ ماسٹر

ایچ - ایس - بارنس '

سکرٹري طبقہ اعلی ستارہ ھند

طبقہ انڈین امپائر

اشتہار

شملہ ۲۶ جون سنہ ۱۹۰۲ع

ھز اکسلنسي گرینڈ ماسٹر طبقہ اعلی انڈین امپائر یہہ اعلان فرماتے ھیں کہ حضور ملک معظم قیصر ھند نے از راہ الطاف خسروانہ طبقہ مذکور میں تقررات مندرجہ ذیل فرمائے ھیں *

نائٹ کرینڈ کمانڈر

ھز ھائینس آغا سر سلطان محمد شاہ آغا خاں ' کے سي آئي ' بمبئي *

سر ھنري واٹر فیلڈ ' کے سي ایس آئي ' سي بي ' سکرٹري فنانشل ڈپارٹمنٹ انڈیا آفس *

نائٹ کمانڈر

ھز ھائینس مہاراجہ ادھواج سپہدارالملک ملکھان سنگھہ بہادر رئیس چرکھاري واقع بندیلکھنڈ *

آنریبل مہاراجہ رامیشر سنگھہ بہادر ' رئیس دربھنگہ ' ایڈیشنل ممبر کونسل قانوني گورنر جنرل *

ٹامس ھائي مین اسکوئر ' سي آئي اي ' ایم آئي سي اي ' سکرٹري گورنمنٹ ھند صیغہ تعمیرات سرکاري ' شعبہ آبپاشي ' سڑک ' عمارات و تار برقي ' و انسپیکٹر جنرل آبپاشي ' جو حال میں کمیشن آبپاشي ھندوستان کے سابقہ کار خاص پر مامور تھے *

کرنل سیموال سوئنٹن جیکب ' سي آئي اي ' انڈین اسٹاف کور ' سپرنٹنڈنگ انجنیر ریاست جیپور واقع راجپوتانہ *

آفیریري ڈگ کمانڈر

ھز اکسلنسي مختصرالدولہ حسین قلي خاں مخبرالملک وزیر ایران مختکمہ تار برقي *

کمپینین

آنریبل راو بہادر سي جمبولنگم مدلیار ' اڈیشنل ممبر کونسل قانوني گورنر فورٹ سینٹ جارج *

الگزانڈر پورٹیئس اسکوئر ' انڈین سول سروس ' قایمقام جج و کمشنر اضلاع وادي آسام *

لفٹننٹ کرنل ٹامس ایلورڈ لنزے بیٹھہ انڈین میڈیکل سروس ' انسپکٹر جنرل جیلخانہ جات ' پنجاب *

آنریبل لاک ھارٹ میتھیو سینٹ کلیر ' اے ایم آئي سي اي ' سپرنٹنڈنگ انجنیر و سکرٹري چیف کمشنر اضلاع متوسطہ ' صیغہ تعمیرات *

جان بینٹن اسکوئر' ایف سي ایچ ' ایم آئي سي اي ' سابق قایم مقام چیف انجنیر و سکرٹري گورنمنٹ برھما صیغہ تعمیرات سرکاري *

مارشل ریڈ اسکوئر ' تاجر بمبئي *

راو بہادر پنڈت سکھدیو پرشاد ' ممبر اسٹیٹ کونسل جودہ پور واقع راجپوتانہ *

استوارت متفورڈ فریزر اسکوئر ' انڈین سول سروس' اتالیق ھز ھائینس مہاراجہ میسور *

جان گارڈن لارمر اسکوئر ' انڈین سول سروس ' ڈپٹي کمشنر پنجاب ' جو حال میں قوم محسود کے محاصرہ کے متعلق کار خاص پر مامور تھے *

میجر ھربرٹ لایونل شاورس ' انڈین اسٹاف کور ' پولیٹکل ایجنٹ قلات و پولیٹکل ایجنٹ انچارج درہ بولان *

میجر پرسي ذکریا کاکس ، انڈین اسٹاف کور ، پولیٹکل ایجنٹ مسقط *

بابو نلن بهاري سرکار ، کمشنر بندرگاه کلکته *

میجر جنرل فریلنسس ایڈورڈ آرچي بالڈ شیمیر ، انڈین اسٹاف کور ، آنریري سکرٹري " مسافر خانه بنابو باشندگان ایشیا لندن " *

بحکم گرینڈ ماسٹر

ایچ ایس بارنس

سکرٹري طبقه اعلی انڈین امپائر

فارین ڈپارٹمنٹ

اشتهارات

شمله ۲۶ جون سنه ۱۹۰۲ ع

هز اکسلنسي ویسراے و گورنر جنرل بهادر نے از راه مهرباني خطاب مها مهو پادیا کا بطور ذاتي عزت کے پنڈت راج کرشنا ترکا پنچنا ساکن نودیپ ضلع ندیا واقع پریزیڈنسي بنگاله کو عطا فرمایا هی *

هز اکسلنسي ویسراے و گورنر جنرل بهادر نے از راه مهرباني خطاب کمار کا بطور ذاتي عزت کے بابو رامیشر مالیا ساکن هاوڑه و سر سول واقع پریزیڈنسي بنگاله کو عطا فرمایا هی *

هز اکسلنسي ویسراے و گورنر جنرل بهادر نے از راه مهرباني خطاب دیوان بهادر کا بطور ذاتي عزت کے راو بهادر نیام پلي شو راو ساکن منگلور واقع پریزیڈنسي مدراس کو عطا فرمایا هی *

هز اکسلنسي ویسراے و گورنر جنرل بهادر نے از راه مهرباني خطاب خان بهادر کا بطور ذاتي عزت کے اشخاص مندرجه ذیل کو عطا فرمایاهی *

آنریبل مولوي سید محمد ڈپٹي مجسٹریٹ و ڈپٹي کلکٹر هاوڑه واقع پریزیڈنسي بنگاله *

خان عبدالغفور خاں ، خان زیدا ، قایم مقام ڈویزنل جج پنجاب *

مهر علي مراد ولد مهر واحد بخش سندراني رئیس قوم بلا هودي ، واقع سنده *

شیخ انتظام الدین ساکن شیخو پور ضلع بدایوں ، واقع ممالک متحده آگره و اوده *

قاضي فصیح الدین ڈپٹي مجسٹریٹ (پنشن یافته) مهرٹهه *

عبداللطیف صاحب ، اسسٹنٹ ، انجنیر صیغه تعمیرات سرکاري ، پریڈنسي مدراس *

محمد حبیب الله خاں ، هاسپٹل اسسٹنٹ درجه اول ، جو حال میں شفاخانه صیغه آمدني نمک شمالي هندوستان کے بمقام سانبهر انچارج تهے *

هز اکسلنسي وایسراے و گورنر جنرل بهادر نے خطاب راو بهادر کا بطور ذاتي عزت کے اشخاص مندرجه ذیل کو عطا فرمایاهی *

بلونت راو ترمبک ، دیوان ریاست سیتا مئو واقع سنٹرل انڈیا *

هرگوبند داس دوارکا داس کنٹهه واله سابق ڈائرکٹر تعلیم زبان هاے دیسي ریاست بڑوده *

انا سوامي مدیلیار ، میونسپل کمشنر سول و ملیٹري اسٹیشن بنگلور *

ایم آر آر وائي لوده کرشنا داس بالمکند داس کارو ، ساکن مدراس *

رام کرشن راو ، اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ، ناگپور *

جارج ٹامس ورجیس ڈپٹي کلکٹر خزانه کالیکٹ واقع پریزیڈنسي مدراس *

هز اکسلنسي وایسراے و گورنر جنرل بهادر نے براه مهرباني راے بهادر کا خطاب بطور ذاتي عزت کے اشخاص مندرجه ذیل کو عطا فرمایا هی *

بابو اُپندر چندر ملک ، سابق سب آرڈي نیٹ جج پٹنه واقع پریزیڈنسي بنگاله *

بابو ٹیکا ناتهه سنگهه ساکن برهي ، مونگیر ، واقع پریزیڈنسي بنگاله *

بابو اتل چندر چٹر جي ڈپٹي مجسٹریٹ و ڈپٹي کلکٹر هاوڑه واقع پریزیڈنسي بنگاله *

بابو جادو ناتهه مزوم دار چیرمین جیونسپلٹي جیسور پریزیڈنسي بنگاله *

صوبه دار میجر سهابه سنگهه ، پلٹن بهامو ، ملیٹري پولس ، برهما *

امولیا رتن بیساکهه ، سول اسسٹنٹ سرجن ، لکچرر مڈیکل اسکول آگره *

لاله امراو سنگهه انسپیکٹر مدارس قسمت دهلي *

چندي پرشاد مالگذار ، چانده ، اضلاع متوسطه *

سارد چندر سنیال ، سول جج ، ناگپور *

هز اکسلنسي وایسراے وگورنر جنرل بهادر نے براه مهرباني خطاب خاں صاحب کا بطور ذاتي عزت کے اشخاص مندرجه ذیل کو عطا فرمایا هی *

میاں خاں ، رئیس کبزئي ، زهاب *

صوبه دار میجر محمد اکبر خاں ، سرحدي ملیٹري پولس ، ڈیره اسمعیل خاں *

منشي سیف الله خاں ، ڈپٹي کلکٹر ، کانپور *

بنگي عبدالقادر صاحب رئیس امبر ، شمالي ضلع ارکاٹ پریزیڈنسي مدراس *

شیخ محمد ابراهیم ، سب انجنیر ، صیغه تعمیرات سرکاري پونه ، پریزیڈنسي بمبئي *

محمد هاشم ولد پاو ، زمیندار تعلقه سوغر واقع سنده

ایدل جي رستم جي نگر واله ، احمد نگر *

شیخ عبدالرحمان مالگذار ، اشتا ، اضلاع متوسطه *
سید سردار شاه جیلاني ، لاهور ویٹرنري کالیج *

هز اکسلنسي ویسراے و گورنر جنرل بهادر نے خطاب راو صاحب کا بطور ذاتي عزت کے اشخاص مندرجه ذیل کو عطا فرمایا هی *

ایم آر نماول کنڈلا رباڈو گیرو ، پنشن یافته ڈپٹي تحصیلدار و سب مجسٹریٹ چهداورم ، ضلع گوداوري پریزیڈنسي مدراس *

بابو برج لال وایس پریزیڈنٹ میونیسپلٹي کوٹه *

گوپال جگناتهه ٹهاکر ، ساکن تهانه ، پریزیڈنسي بمبئي *

ملیشیا فقیرپا مانوي ساکن گدگ ، پریزیڈنسي بمبئي *

نارا چند جے رام داس ، حیدرآباد واقع سنده *

خوشحال راو گنپت راو دیس مکهه ساکن انڈوره ضلع اکوله ، برار *

هز اکسلنسي ویسراے و گورنر جنرل بهادر نے خطاب راے صاحب کا بطور ذاتي عزت کے اشخاص مندرجه ذیل کو عطا فرمایا هی *

لاله موهن لال ، آنریري مجسٹریٹ و ممبر میونیسپل کمیٹي لاهور *

بابو درگا کمار بسو ، هیڈ ماسٹر گورنمنٹ هائي اسکول سلٹ *

نانک چند ، هیڈ ماسٹر هائي اسکول ساگر *

پنڈت دیا کشن کول ، پرائیوٹ سکرٹري هز هائینس مهاراجه کشمیر *

بابو اوپندر ناتهه گنجي لال ، اکسٹرا اسسٹنٹ کنسرویٹر جنگلات ، امپیریل فارسٹ اسکول *

مهتا ارجن داس ، اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس پنجاب *

اسسٹنٹ سرجن مراري لال ، ضلع الهآباد *

هز اکسلنسي ویسراے و گورنر جنرل بهادر نے خطاب سردار کا بطور ذاتي عزت کے محمد رفیق خاں ، پوپل زئي ، نیٹو اسسٹنٹ چمن کو عطا فرمایا هی *

هز اکسلنسي ویسراے و گورنر جنرل بهادر نے خطاب کیپٹن تهانئي زانگ شوئي سالوي یامن کا بطور ذاتي عزت کے مانگ انگ نیون (۱) ، میوک و سول جج ، ضلع هنزاده کو عطا فرمایا هی *

هز اکسلنسي ویسراے و گورنر جنرل بهادر نے براه مهرباني خطاب اهمودن کانگ تزیگ یامن کا بطور ذاتي عزت کے مانگ پوپي (۲) ، میوک و سب ڈویزنل افسر ، شوي بو کو عطا فرمایا هی *

هز اکسلنسي ویسراے و گورنر جنرل بهادر نے براه مهرباني خطاب تهوئي کانگ گوئي ذایا منکا بطور ذاتي عزت کے مانگ کیا زین یو ، میوک و افسر پرگنه ، مائي بان ضلع کیوک پیو کو عطا فرمایا هی *

ایچ ایس بارنس
سکرٹري گورنمنٹ هند

تمغه قیصر هند

اشتهارات

شمله ۲۶ جون سنه ۱۹۰۲ ع

هز اکسلنسي ویسراے و گورنر جنرل بهادر هندوستان یهه اعلان فرماتے هیں که حضور ملک معظم قیصر هند نے از راه الطاف خسروانه بجالدوے خدمات سرکاري کے جو هندوستان میں انجام دي گئیں تمغه قیصر هند درجه اول اشخاص مندرجه ذیل کو عطا فرمایا هی *

راجه بهگوان بخش سنگهه رئیس امیٹهي ضلع سلطان پور اوده *

جان مان ٹریو کیمپبین اسکوئر ، ایم آئي سي ایي ، چیف انجنیر و سکرٹري گورنمنٹ پنجاب صیغه تعمیرات سرکاري ، شعبه عمارات و سڑک *

کپتان ٹامس ولیم آرچر فلرٹن ، ایم بي ، انڈین مڈیکل سروس ، متعینه پلیگ ڈیوٹي الهآباد ، ممالک متحده آگره و اوده *

ولفرڈ هنري لک اسکوئر ، ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس ، خاندیس ، پریزیڈنسي بمبئي *

چارلس ایولن آربتهه ناٹ ولیم اولڈهم اسکوئر ، سول سروس هندوستان ، مجسٹریٹ و کلکٹر گیا ، بنگاله *

لفٹننٹ کرنل جان لیو پولڈ پاینٹر ، انڈین مڈیکل سروس ، سول سرجن ، راے پور ، اضلاع متوسطه *

ٹامسن کو ، ایم آر اے ایس ، ایف اے آئي ، ایف ایس اے ، گورنمنٹ آرکیولاجسٹ ، برهما *

ایڈگر تهرسٹن اسکوئر ، ایل آر سي پي ، ایل ایس اے ، ایف آر ایم ایس ، سي ایم بي ایس ، سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ سنٹرل میوزیم و سپرنٹنڈنٹ ایتهنو گرافي ، مدراس *

هز اکسلنسي وایسراے و گورنر جنرل بهادر نے براه مهرباني تمغه قیصر هند درجه دوم بعرض خدمات سرکاري جو هندوستان میں انجام دي گئیں اشخاص مندرجه ذیل کو عطا فرمایا هی *

کپتان ارنسٹ بارنس ، انڈین اسٹاف کور ، پولیٹکل ایجنٹ بهوپاور ، سنٹرل انڈیا *

ریورینڈ ولیم هنري بلیک بي اے ، پرنسپل سینٹ پیٹر کالیج ، تانجور ، پریزیڈنسي مدراس *

میجر ٹامس فرینچ ، انڈین اسٹاف کور ، ۲۷ مدراس انفنٹري ، مدراس *

ایلیٹ هل اسکوئر ، آنریري مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر ، ملمین ، برهما *

آنري لفٹننٹ جیمس هنٹر سب انجنیر ، میسور *

خان بهادر قاضي فرزند احمد ، آنریري مجسٹریٹ گیا ، بنگال *

راو بهادر کرشنا راو مولائي ، سپرنٹنڈنٹ ریاست دهار ، سنٹرل انڈیا *

کپتان ریلف هنري میڈاکس ایم بي ، انڈین میڈیکل سروس ، سپرنٹنڈنٹ پریزیڈنسي جیل ، کلکته بنگال *

خان بهادر مانک جي کرسٹ جي نري میں بي اے ، اسسٹنٹ سکرٹري گورنمنٹ بمبئي ، صیغه مال و محاصل *

راجیشور متر اسکوئر ، بي اے ، اکزکٹیو انجنیر ، درجه دوم و انڈر سکرٹري چیف کمشنر اضلاع متوسطه *

موتي رام شیوکي رام ادواني اسکوئر ایم اے ، بیرسٹر ایٹ لا ، کراچي ، پریزیڈنسي بمبئي *

مس مارگیرٹ نارس ، ایم ڈي ، امریکن پریس بٹیرین مشن — ممالک متحده آگره و اوده *

ربو رینڈ جارج ڈبلو پارک ، میتھوڈسٹ ایپس کوپل مشن بمبئي *

جوزف سیمولس اسکوئر ، سابق سپرنٹنڈنٹ پولس هاوڑه (حال پنشنر) بنگاله *

لایونل لنڈن ثامکنس اسکوئر ، ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس ، پنجاب *

جے پي هیوائٹ
سکرٹري گورنمنٹ هند هوم ڈپارٹمنٹ

مدرسة العلوم علیگڈھ

—oo—

هم کو نهایت افسوس هی که مکانات کے نهونے اور وظایف کے نه ملنے سے آخرکار منتظمین مدرسة العلوم کو اِشتهار دینا پڑا ، که آیندہ بغیر اِطلاع اور اِجازت کے کوئي اپنے لڑکوں کو اِسکول میں داخل هونے کي غرض سے نه بهیجے ، اور نه کوئي کالج کلاس کا طالب علم وظیفه کي اُمید پر کالج میں پڑهنے کے لیئے بلا اِجازت آوے — اِس اِشتهار کے دیکهنے سے جو آنریري سکرٹري نے جاري کیا هی ، اُن لوگوں کو جو مسلمانوں میں تعلیم کي ترقي چاهتے هیں نهایت رنج اور افسوس هوگا — اِس لیئے که ابهی تک شکایت اِس بات کي تهي ، که مسلمان اِنگریزي تعلیم کي طرف توجه نهیں کرتے ، اور کوشش کي جاتي تهي که وه اپنے بچوں کو تعلیم دلائیں — اب که مصلحان قوم کي کوشش نے یا زمانه کي آواز نے اُن کو جگایا ، اور مسلمان اپنے بچوں کي تعلیم پر متوجه هوئے ، اور مرحوم سر سید کي بے نظیر کوشش کي قدر اُنهیں معلوم هوئي ، اور هندوستان کے هر صوبه سے بکثرت لڑکے آنے لگے — اُس وقت مکانات کي قلت اور وظایف کي کمي سے لڑکوں کے آنے کا دروازه هي بند هوگیا ، اور آیندہ کي ترقي رک گئي — اگر مکانات کي کمي نه هوتي اور وظایف کے لیئے کافي سرمایه هوتا ، تو غالبا بهت جلد ایک هزار طالب علم هوجاتے ، اور مدرسة العلوم تمام هندوستان میں در حقیقت ایک سنٹرل اور نیشنل کالج تسلیم کیا جاتا ، اور اُس سے تمام مسلمانوں کو بهت فائده پهونچتا — منتظمین کالج سے جهاں تک هوسکا اُنهوں نے لڑکوں کے داخل هونے کا اِنتظام کیا ، اور اُن کے رهنے کے لیئے کالج کے متصل جو بنگلے مل سکے وه کرایه پر لیئے — چنانچه ایک بنگله اِنگلش وارڈ کے لیئے لیا گیا جس میں (۲۲) لڑکے رهتے هیں ، اگرچه اس سے بهت زیاده لڑکوں کي خواهش اُس میں داخل هونے کي تهي ، مگر بوجه نهونے گنجایش کے نامنظور کرني پڑي — ایک دوسرا بنگله جس میں سپرنٹنڈنٹ پولیس رهتے تهے کرایه پر لیا گیا هی — وه بهي بهر گیا — ایک اور تیسرا بنگله لیا گیا هی — مگر اب کوئي بنگله نهیں هی که کرایه پر بهي مل سکے — اور لڑکوں کے آنے کي یهه کیفیت هی که مارچ سنه حال میں (۴۱۷) بورڈر تهے اور ۱۰ جون کو (۴۷۹) اور ۲۶ جون کو (۴۹۵) هوگئے اور (۸۶) لڑکوں کی درخواستیں بوجه نه دیئے جاسکنے وظایف کے نا منظور کي گئیں — ان حالات پر خیال کرکے مسلمانوں کو عموما اور بهي خواهان کالج کو خصوصا اور ٹرسٹیان مدرسة العلوم کو علی الخصوص کوئي اِنتظام کرنا چاهیئے — ورنه ایسي ترقي کا رک جانا اور اُس روک کے دور کرنے کي فکر نه کرنا درحقیقت قومي ادبار ، قومي مصیبت ، قومي ذلت ، سمجهي جاویگي *

اعلان

اسکول اور کالج میں داخل هونے کے لیئے نه صرف روزانه درخواستیں آتي هیں بلکه بغیر اطلاع دیئے کے لڑکے چلے آتے هیں — اگرچه هم اسبات کے دیکهنے سے خوش هیں که اب مسلمانوں کو اپنے بچوں کي تعلیم و تربیت پر توجه هوئي هی اور مدرسة العلوم کي تعلیم و تربیت پر عام اطمینان هوتا جاتا هی — مگر افسوس هی اور نهایت افسوس هی که جگهه نهونے سے اب هم نه اسکول میں نه کالج میں بحیثیت [illegible] کسي لڑکے کو بغیر اس کے که اول سے اطلاع دي جاے اور اُس کا کچهه انتظام کیا جاے لے سکتے هیں — اس لیئے یهه اعلان پبلک کي اطلاع کے لیئے شایع کیا جاتا هی *

۱ — جو کوئي اپنے لڑکے کو اسکول میں بهیجنا چاهے ضرور هی که وه اول اطلاع دے اور جب اُس کے جواب میں آنے کي اجازت دیجاے تب اپنے لڑکے کو یهاں بهیجے *

۲ — داخله کي فیس اور ایک مهینه کا پیشگي خرچ جو پراسپکٹس کي رو سے واجب الادا هو داخل کرنا لازم هوگا اور هر مهینه پیشگي فیس اور بورڈنگ کا خرچه داخل کرنا پڑیگا *

۳ — هر ایک لڑکے کو جو داخل هونے کے لیئے آوے لازم هی که ٹرانسفر سرٹیفکیٹ اپنے همراه لاوے بغیر اس کے کوئي لڑکا داخل نهوسکے گا *

۴ — کسي لڑکے کو یهه حق نهوگا که وه کسي خاص درجه میں داخل هونے کے لیئے درخواست یا اصرار کرے — هیڈ ماسٹر صاحب جس درجه کے لایق سمجهینگے اُسي درجه میں داخل کرینگے —

اس میں نه کسي کي خواهش پر لحاظ کیا جاوے گا نه کسي کي سفارش پر *

۵ — کالج کلاس میں وظیفه ملنے کي اُمید پر کسي طالب علم کو چلا آنا مناسب نهیں هی — چهه هزار روپیه سالانه سے زیاده امدادي وظایف دیئے گئے هیں زیاده کي گنجایش نهیں هی — اس لیئے بغیر اسکے که اول درخواست بهیجي جاے اور جب درخواست منظور هو جاے تب آنے کا اراده کرنا چاهیئے *

۶ — انٹرنس وارڈ میں بالکل جگهه نهیں هی اس لیئے بالفعل اور کوئي لڑکا اُس میں داخل نهیں هوسکتا *

محسن الملک
آنریري سکرٹري

اِشتهار عام

باغات علیگڈه کالج میں بالفعل قلم انبه کے تیار هیں اور تمام مقامات کي پوده سے یهاں کي پوده چیده اور منتخب هی — چنانچه بنارس کا لنگڑا یهاں کے لنگڑے کا مقابله نهیں کرسکتا — لیکن با اینهمه هرایک درخت اور مقامات کي نسبت ارزاں قیمت میں جس کي تفصیل ذیل میں درج کي جاتي هی ملتا هی — جو شخص سو درخت لیگا اُس کے ساتهه زیاده رعایت کي جاویگي *

لنگڑا	فجري	زرده
۱۲/	۸/	۸/
عنایت خاں کا نوده	سپیده	
۱۲/	۸/	

المشتهر ——— تهر
سید عباس حسین پروفیسر

رسالة التوحید

یهه کتاب عربي زبان میں مصر کے ایک مشهور اور زبردست فاضل شیخ محمد عبده المصري کي جدید تصنیف هی جس کي بعض نهایت اهم اور ضروري فصلوں کا ترجمه مولوي رشید احمد صاحب انصاري نے علیگڈه انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شایع کیا تها جس کي کچهه جلدیں کتاب کي شکل میں علحده بهي چهاپي گئي هیں — قیمت في جلد ایک روپیه — منیجر ڈهوئي شاپ مدرسة العلوم علیگڈه سے درخواست کرنے پر مل سکتا هی *

تحریر المرأة

کتاب تحریر المرأة کا اُردو ترجمه جو علیگڈه انسٹیٹیوٹ گزٹ میں مسلسل شایع هوتا رها هی اور جو عام طور پر پسند کیا گیا هی اب ختم هوچکا هی اور اُس کي کچهه جلدیں فروخت کے لیئے جداگانه بهي چهاپي گئي هیں *

مصنف نے اس کتاب میں مقدمه اور تمهید کے بعد عورتوں کي تعلیم و تربیت پر مختلف پهلوؤں سے بحث کي هی اور نهایت پر زور اور یقیني دلایل کے ساتهه اُس کي ضرورتوں کو ثابت کیا هی — اس کے بعد دوسرے باب میں پرده کي بحث هی جس پر مصنف نے مذهبي اور تمدني پهلو سے نظر ڈالي هی - تیسرے باب میں یهه ثابت کیا هی که قوموں کي ترقي اور تنزل کے جسقدر مختلف اسباب هیں اُن میں سب سے زیاده اهم عورت کي ترقي اور تنزل هی — چوتهے باب میں شادي طلاق اور تعدد ازواج پر نهایت خوبي اور عمدگي سے بحث کي هی *

قیمت في جلد ایک روپیه هی — جو صاحب چاهیں منیجر ڈهوئي شاپ مدرسة العلوم علیگڈه سے طلب کرسکتے هیں *

علیگڈه انسٹیٹیوٹ گزٹ

شرح قیمت اخبار

یهه اخبار هفته میں ایک بار چهپتا هی اور هر پنجشنبه کو شایع هوتا هی *

اخبار کا جاري رهنا معاونین کي اعانت اور قیمت اخبار کے وصول هونے پر منحصر هی *

معاونین اخبار وه حضرات سمجهے جاوینگے جو سالانه ۵ یا اس سے زیاده عنایت کریں *

قیمت سالانه پیشگي علاوه محصول	...	۴/
ایضا ایضا معه محصول	...	۵/
قیمت ششماهي علاوه محصول	...	۲/۸
ایضا ایضا معه محصول	...	۳/
قیمت سه ماهي علاوه محصول	...	۱/۸
ایضا ایضا معه محصول	...	۲/
قیمت في پرچه	...	۰/۴

اُجرت چهاپه اشتهارات

اشتهار ماسٹروں اور ٹیچروں کا بغرض حصول نوکري کے کالج یا اسکول میں هر دفعه کے لیئے ... ۰/۸

باقي اشتهارات هر دفعه کے لیئے في سطر کالم ... ۰/۲

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.
علیگڈه انسٹیٹیوٹ پریس میں باهتمام محمد ممتازالدین چهپا اور مشتهر هوا

REGISTERED No. A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 28. } THURSDAY, 10th JULY 1902. روز پنجشنبہ ۱۰ جولائي سنہ ۱۹۰۲ ع { سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۲۸

تازہ کی خبریں

حضور ملک معظم کي علالت

لندن یکم جولائي

ایک پرچہ میں جو سات بجے مشتہر کیا گیا ھی بیان کیا گیا ھی کہ ملک معظم کو روز بروز زیادہ صحت ھوتي جاتي ھی — اشتہا ترقي پر ھی اور زخم کي مرھم پٹي میں کم تکلیف ھوتي ھی — حضور ممدوح کو اب بھي ذرا سي کوشش سے فورا تکان ھوجاتا ھی •

بادشاہ اگلي ماہ جولائي میں سینٹ پیٹرسبرگ کو اور اگست میں برلن کو تشریف لے جاوینگے •

دو ھزار پانسو کالونیل فوج کي قواعد زیر کمان ڈیوک آف کنات آج صبح کو ھرس گارڈس میں ھوئي ' ۲۶ نوآبادیوں اور ریاستوں کے سپاھي اُس میں شریک تھے — حضور ملکہ معظمہ اور اکثر شاھزادہ اور ھندوستاني راجے و نواب ' نوآبادیوں اور غیر ملکوں کے باشندے معہ شاھزادہ کمنسو کے موجود تھے شاھزادہ ویلز نے سلامي لي اور فوج کو ملاحظہ فرمایا — اسکے بعد شاھزادہ ممدوح نے تمغہ عطا فرمائے اور گھوڑے سے اُترکر ھر ایک شخص سے جسکو تمغہ ملا تھا اور جسکا حال باواز بلند پڑھکر سنایا گیا ھاتھہ ملائے •

ملکہ معظمہ نے اپني کاڑي سے ھر ایک کو سلام کیا — ملک معظم کي سخت علالت کے بعد یہہ پہلا ھي موقعہ تھا جبکہ ملکہ ممدوحہ عوام میں نمودار ھوئیں •!

ھانگ کانگ ' بورنیو ' لنکا ' سنگا پور ' اسٹریٹ اور ویہوي کے کنٹنجنٹ موجود تھے — انہوں خلایق میدان پریٹ اور راستہ میں نہایت سرگرمي اور خوشي ظاھر کرتے تھے •

لندن یکم جولائي

قسطنطنیہ میں پلیگ کے چار کیس ھوئے •

لندن یکم جولائي

دس بجے کے پرچے میں بیان کیا گیا ھی کہ ملک معظم نے رات عمدہ طور سے بسر کي اور قدرتي نیند آئي اور طاقت حاصل ھوئي اور تمام باتوں میں بڑي ترقي ھوئي

لندن ۲ جولائي

لارڈ لیفٹننٹ ڈبلن نے کل شب کو اُن ایلچیوں کو جو جشن تاجپوشي میں شریک ھونے کے لیئے آئے ھیں ایک بڑا جلسہ رسپشن (ملاقات) دیا جس میں ھندوستاني اور نو آبادیوں کے باشندے اور تمام معزز اشخاص جو اس وقت پر دنیا کے ھر ایک حصہ سے لندن میں موجود ھیں شریک تھے •

ملک معظم کو برابر شفا کا ھونا

لندن ۲ جولائي

دس بجے کے پرچہ میں بیان کیا گیا ھی کہ ملک معظم نے کل کي رات پھر نہایت اچھي طرح گذاري اور ھر طرحپر اُن کو برابر شفا ھوتي جاتي ھی زخم میں اب کم تکلیف ھی اور بھرتا جاتا ھی •

لندن ۲ جولائي

ایک پرچہ میں بیان کیا گیا ھی کہ ملک معظم کي تندرستي میں برابر ترقي ھوتي جاتي ھی زخم میں درد کم ھی اور دن کا وقت زیادہ تر آسایش سے گذرتا ھی •

مقام راستو واقع دریاے ڈان کے کاریگروں نے کوٹھیات کو لوٹ لیا ھی اور کلوں کو توڑ ڈالا ھی — قرب و جوار کے کاشتکاروں نے زمینداروں کے مکانات اور مزرعوں کو لوٹ لیا ھی — فوج نے بلوہ کرنے والوں پر فیر کي اور بہت سوں کو قتل اور زخمي کیا — بلوہ کرنے والوں کے سرگروہ اجنبي شخص ھیں جو عجیب وردیاں پہنے ھوئے ھیں اور اپنے تئیں شاھنشاہ روس کے جاسوس ظاھر کرتے ھیں — جنوبي روس میں عموما بلوہ پھیلا ھوا ھی •

ہندوستاني فوج کي قواعد کے وقت جو ٹھیک اُسي قاعدہ پر ہوئي تھي جیسیکہ کل کي قواعد ' خوش قسمتي سے موسم نہایت عمدہ تھا ' اور ۱۲۰۰ سپاهي معہ ہندوستاني والنٹیروں کے زیر کمان ڈیوک آف کنات قواعد میں شریک تھے — رجمنٹ کولڈ استریم اور آئرش گارڈ کي بینڈ فوج کي مختلف جماعتوں کے ساتھہ باجہ بجاتے ہوئے میدان پریٹ تک گئے اور تمام فوج کو خصوصاً گورکھوں کو بڑي گرمجوشي کے ساتھہ چیرز دي گئیں — جو ژرق برق پوشاکیں ہندوستاني سردار شاهزادہ ویلز اور شہزادي ویلز کي همرکاب میں پہنے ہوئے تھے اُن پر سب لوگوں کي نظر پڑتي تھي — حضور ملکہ معظمہ جي کے همرکاب اِنگلستان اور غیر ملکوں کے تمام شاهزادے اور شاهزدیاں تھیں صریح اِس قواعد کي جانب دلي شوق ظاهر فرماتي تھیں — شاهزادہ ویلز نے جنگ چین کے تمغہ جات مہاراجہ صاحب بیکانیر ' سر برتاب سنگھہ اور میجر کاکس کو عطا فرمائے — غرض کہ یہہ ایک نہایت پر رونق اور جوش پیدا کرنے والا تماشہ تھا •

oo

لندن ۳ جولائي

دس بجے کے پرچہ میں بیان گیا ھی کہ ملک معظم کو اچھي طرح نیند آئي اور جو عمدہ ترقي حضور ممدوح کي صحت میں اب ہو رهي ھی اُس نے روکنے کے لیئے کوئي بات ظہور میں نہیں آئي ھی •

لارڈ رابرٹس نے جنرل کھلي کھلي کو یہہ هدایت کي ھی کہ وہ ڈیوک آف کنات کو اس امر سے مطلع کردیں کہ حضور ملک معظم اسبات کا اعلان چاهتے هیں کہ حضور ممدوح کے سپاهي جو نو آبادیوں اور هندوستان سے آئے هیں فوج اور سلطنت کے لایق ریپریزینٹیو هیں اور حضور ممدوح نے اپنے بیماري کے کمرہ سے بڑي خوشي کے ساتھہ سنا ھی کہ لوگوں نے اپنے خیر خواہ ساتھیوں کا بڑي سرد گرمي کے ساتھہ خیر مقدم کیا ھی •

جو ترقي ملک معظم کي تندرستي میں ہو رهي ھی اُس کے لحاظ سے یہہ تحویک ہو رهي ھی کہ نو آبادیوں کي فوج کي قواعد ایسي عمدگي کے ساتھہ کي جاوے کہ پبلک کي ایک تعداد کثیر اُس کو مشاهدہ کرسکے •

لندن ۳ جولائي

سات بجے کے پرچہ میں بیان کیا گیا ھی کہ حضور ملک معظم نے تمام دن آرام کے ساتھہ بسر کیا اور اُن کي عام حالت میں زیادہ تر ترقي ہوئي ھی — زخم میں درد کم ھی •

اخبار لیڈسٹ نے حضور ملک معظم کي صحت کے ذکر میں یہہ بیان کیا ھی کہ حضور ممدوح کي تمام رعایا اس بات کے سننے سے خوش ہوگي کہ حضور ممدوح کا کانسٹیٹیوشن یعني جسماني تندرستي نہایت عمدہ ھی •

تمام هندوستاني والیان ملک اور شہزادوں نے آج فراگمور میں ملکہ معظمہ وکٹوریا مرحومہ کے مزار پر هار چڑھائے •

لندن ۴ جولائي

جو پرچہ ۷ بجے پر مشتہر کیا گیا اُس سے معلوم ہوتا ھی کہ حضور ملک معظم نے دن آرام کے ساتھہ بسر کیا اور اُنکي جسماني حالت خاطر خواہ ھی — زخم کے بہت جلد بھرنے کي علامتیں ظاهر ہوتي هیں •

لندن ۴ جولائي

یہہ خیال کیا جاتا ھی کہ گورنمنٹ اُن غیر قوموں کے قیدیوں کو جو اپنے راستہ کا خرچ ادا کرسکیں فورا رہا کرنا چاهتي ھی ' بشرطیکہ وہ جنوبي افریقہ کو واپس نہ جاویں •

اُن جرمني والوں کي اِمداد کے واسطے جو بوئروں میں رهتے هیں اب ایک فنڈ کا چندہ کیا جاتا ھی تاکہ جرمن قیدیوں کو جرمني کو واپس آنے میں مدد دي جاوے •

اِنگلستان کے تعلقات غیر سلطنتوں کے ساتھہ

لارڈ کریٹبورن کا بیان

لندن ۴ جولائي

جو عہد نامہ جاپان کے ساتھہ ہوا ھی اُس کي نسبت ایک نکتہ چیني کے جواب میں جس میں یہہ بیان کیا گیا تھا کہ یہہ معاهدہ اس سے پہلے جلد تر ہونا چاهیئے تھا اُسکے جواب میں لارڈ کریٹبورن نے کل شام کو یہہ بیان کیا کہ عہد ناموں کي خواهش کرنا ہمارا کام نہیں ھی ' بلکہ ہم اوروں کي خواهش پر اُن کو منظور کرلیتے هیں — نیز لارڈ ممدوح نے بیان کیا کہ محصول لکن کے استیشنوں کے موقوف کیئے جانے کي توقع کرنا بے سود ھی ' لیکن صاحب ممدوح کو توقع ھی کہ جدید مالي انتظامات کے ذریعہ سے غیر ملکوں کي تجارت اس ناجایز بار عظیم سے کسیقدر سبکدوش ہوجاویگي •

اخبار ٹائمز اور مارننگ پوسٹ لارڈ کریٹبورن کے اُس فقرہ پر جو لارڈ ممدوح نے عہد ناموں کي نسبت بیان کیا نکتہ چیني کرتے هیں اور اُسکو قابل افسوس قرار دیتے هیں •

اخبار مارننگ پوسٹ کے آرٹیکل میں بیان کیا گیا ھی کہ یہہ امر نہایت افسوس کے قابل ھی کہ سنہ ۱۸۹۵ع سے گورنمنٹ انگریزي نے لوگوں کے دلوں میں یہہ خیال پیدا ہونے دیا ھی کہ اِٹلي اور اُس کي دوستي اِس قابل نہیں ھی کہ اُس کي خاطر ذرا بھي نقصان گوارا کیا جاوے •

اخبار ٹائمز بیان کرتا ھی کہ جو اِطمینان لارڈ کریٹبورن نے اِٹلي کے ساتھہ نہایت عمدہ تعلقات جاري رهنے کي نسبت دلایا ھی اُسکي بہ نسبت هم زیادہ تر صاف صاف اِطمینان چاهتے هیں •

کوئینٹ کیسلي سفیر روس نے سلطنت ایمریکا کے اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ کو حسب ضابطہ یہہ اطلاع دي ھی کہ روس نے منچوریا کو خالي کردیا ھی اور یہہ صوبہ اب چینیوں کے انتظام کے واسطے تیار ھی •

دس بجے کے پرچہ میں بیان کیا گیا ھی کہ حضور ملک معظم نے رات عمدہ طور سے بسر کي اور اُن کو ایسي اچھي طرح نیند آئي جیسیکہ آپریشن کے بعد کسي وقت نہیں آئي تھي — زخم کي تکلیف اب کم ھی — حضور ممدوح اب زیادہ تر آساني کے ساتھہ پلنگ پر حرکت کرسکتے هیں اور اِشتہا زیادہ ہوتي جاتي ھی •

حضور ملک معظم کے لندن کے غرباء و مساکین

لندن ۵ جولائي

پانچ لاکھہ محتاجوں نے آج لندن میں کھانا کھایا — حضور ملک معظم نے ایک چٹھي میں لارڈ میئر سے یہہ خواهش ظاهر فرمائي کہ محتاجوں کو اِس طرح پر کھانا کھلانا چاهیئے کہ وہ دن بھر نہایت خوشي سے بسر کریں — شاهزادہ و شاهزادي ویلز ' ڈیوک و ڈچس آف کنات ' ڈیوک و ڈچس آف فائف اور دوسرے شاهزادوں نے مختلف سنٹروں کو جہاں کہ کھانا دیا گیا تھا ملاحظہ فرمایا •

جو درخواست کیپ کالوني کے کانسٹیٹیوشن کے ملتوي کرنے کے واسطے دي گئي تھي اُس کو گورنمنٹ شاهي نے نامنظور کیا ھی — مسٹر چیمبرلین نے سر هیلي هیچنس کو ایک مراسلہ میں یہہ لکھا کہ ایک ذمہ دار کالوني کے کانسٹیٹیوشن کا ملتوي کرنا ایک نئي بات ھی شاهي پارلیمنٹ کے ایک قانون کي ضرورت ھی — صاحب ممدوح نے کیپ کے وزیروں سے اِس بات میں اِتفاق کیا کہ پارلیمنٹ کو بہت جلد جمع

کرنا چاهیئے تاکه هرجه کا ایک قانون پاس کیا جاے اور یهه بات ظاهر کي جاوے که آیندہ لڑائي سے بچنے اور اُن خیالات کے کم کرنے کي جو لڑائي کے باعث سے پیدا هوئے هیں گورنمنٹ دل سے خواهاں هی *

هندوستاني عهدہ داروں نے یهه درخواست کي هی که اُنکو حضور ملک معظم قیصر هند کے جمال مبارک کے دیکھنے کے لیئے ٹهیرنے کي اجازت دي جاوے *

مهاراج کمار ٹاگور نے ملکه وکٹوریا مرحومه کے مزار پر ایک هار چڑهایا اور ایوان وند سر کي سیر کي *

لندن ۵ جولائي

۱۰ بجے کے پرچه میں بیان کیا گیا هی که حضور ملک معظم کل شب کو نهایت اچهي طرح رهے اور بشاش هیں اور زیادہ تر طاقت ور معلوم هوتے هیں — ڈاکٹر بیان کرتے هیں که اُن کي راے میں حضور ممدوح کو اب کچهه خطره نهیں هی اور شام کے پرچه کا جاري کرنا موقوف کیا جاویگا *

جو مدارات هندوستاني والیان ملک اور سرداروں کي انڈیا آفس میں کي گئي وہ بلحاظ رونق اور شان و شوکت کے کسي جلسه سے جو اس موسم میں دیکها گیا سبقت لے گئي - درمیاني صحن میں ایک بڑا خیمه تانا گیا تها جس پر نهایت هوشیار اور معروف مصوروں نے اس طرح پر نقاشي کي تهي جس سے هندوستان کي چاندني رات اور ستارے بخوبي ظاهر هوتے تهے- ایسا انتظام کیا گیا تها که ستارے چونه کي روشني کي ایک عمده ترکیب سے چمکتے هوئے معلوم هوتے تهے — یهه قطع مکان کا اٹلي کے ایک محل کي مانند بے نظیر تکلف اور شان و شوکت کے ساتهه سجایا گیا تها — اور وہ لوگوں کي زرق برق پوشاک اور سرداروں کے چمکتے هوئے جواهرات کے مقابله میں نهایت موزوں معلوم هوتا تها - شاهي توپ خانه کا بیانڈ باجا بجا رها تها — هوا پهولوں کي خوشبو سے معطر تهي *

تین هزار مهمان موجود تهے اور اُن میں لارڈ رابرٹس ، لارڈ رے ، لارڈ هیرس ، لارڈ ایبرکارن ، لارڈ لینسڈون ، لارڈ کیرنگٹن ، مسٹر و مسس چیمبرلین ، سر ڈبلیو و لیڈي هارکورٹ ، آنریبل مسٹر بارٹن ، بیرن ایلورسٹون ، ارل آف ڈین بگ ، لارڈ نارتهه بروک ، مسٹر ونڈهم ، لارڈ چارلس بریسفورڈ ، ارل آف ایبرڈین اور ایک گروہ کثیر دوسرے معزز و ممتاز شخصوں کا شامل تها *

عالي جناب شاهزادہ ویلز شاهي نشست گاہ میں جلوہ افروز هوئے جهاں که شاهزادي کرسچن و شاهزادي وکٹوریا آف هالسٹن ، شاهزادي لوئیس ، شاهزادہ هنري آف بیٹن برگ اور ڈیوک و ڈچس آف کنات پهلے هي سے تشریف رکهتے تهے — غیرملکوں کے شاهزادے و شاهزادیاں ایک عالي شان سائبان کے نیچے گذر کر تخت گاہ تک گئیں اور اُس وقت نیشنل اینتهم (یعني قومي راگ) گایا جاتا تها راجے اور سردار قطار باندہ کو هز رایل هائینس کے روبرو هوکر گذرے ، اور هر ایک نے نهایت ادب کے ساتهه سلام کیا - اُن کے بعد هندوستاني افسروں نے مجرا کیا اور هرایک نے اپني تلوار بطور نشاني اطاعت کے شاهزادہ ویلز کو حواله کي اور شاهزادہ ممدوح نے قبضه کو چهوکر تلوار کو واپس کردیا *

لندن ۶ جولائي

ٹرینسوال اور آرینج ریور کالوني میں بندوبست آراضي کي تجویز کي بهت کچهه تکمیل هوچکي هی - سائلوں کي تعداد بهت زیادہ هی - ضروري صورتوں میں چند روزہ بندوبست کیا جاتا هی - شاهي گورنمنٹ آبپاشي کي بڑي بڑي تجویزوں پر غور کر رهي هی - جنگي آهني سڑکیں آیندہ سے " سنٹرل وسٹوتهه ایفریکن ریلوے " کے نام سے موسوم هونگي - لفٹننٹ کرنل سر اي جرورڈ ریلوے کمشنر مقرر کیئے گئے هیں *

قیصر جرمني نے بمقام ٹریرمنڈ ایک رجیمنٹ میں انعامات تقسیم کرتے وقت ایک تار برقي اس مضمون کا پڑهکر سنایا که بادشاہ ایڈورڈ کو شفا هوتي جاتي هی اور بادشاہ انگلستان کے واسطے تهن چیرز کي خواهش کي *

چین نے سلطنت امریکا سے درخواست کي هی که وہ ٹینٹسن کے خالي کرانے میں مدد دے *

لندن ۷ جولائي

حضور ملک معظم کو هر طرح پر خاطر خواہ شفا هوتي جاتي هی *

دس بجے کے پرچه میں بیان کیا گیا هی که ملک معظم معمولي طور پر ۹ گهنٹه سوئے ، شفا برابر هوتي جاتي هی ، زخم سے برابر مادہ کا اخراج هوتا هی اور اُس کے مرهم پٹي میں کم تکلیف هوتي هی *

اٹلي کي مجلس سینٹ نے ایک رزولیوشن پاس کیا هی جس میں بادشاہ ایڈورڈ کو ان کي شفا یابي پر مبارکباد دي گئي هی *

مسٹر بیلفور نے هوس آف کامنز میں بیان کیا که هوس کا اجلاس شروع اگست میں برخاست هوگا اور پهر اکتوبر میں هوگا *

مسٹر چیمبرلین کي گاڑي کا گهوڑا آج سه پهر کو وائٹ هال میں گرپڑا اور شیشه کي کهڑکي ٹوٹکر گر پڑي جس کے باعث سے اُن کي کهوپڑي میں سخت زخم آیا مگر کچهه اندیشه نهیں هی - مسٹر چیمبرلین کو چیرنگ کراس هاسپٹل میں لیگئے جهانکه وہ شب بهر رهینگے جو وعدے صاحب موصوف نے حال میں کیئے تهے وہ سب منسوخ کردیئے گئے هیں *

ایک معتبر خبر اس مضمون کي مشهور هی که تاجپوشي کي رسم ۱۱ اور ۱۵ اگست کے درمیان عمل میں آویگي — یهه بات بهي خالي از مطلب نهیں هی که بورنیو اور مغربي ایفریقه کے کنٹنجنٹوں کي روانگي ملتوي کردي گئي هی *

آگرہ ۲ جولائي

ملک معظم کي برابر شفایابي کي خبر سنکر لوگوں کو بے انتها خوشي حاصل هوئي هی خیرات کي جاتي هی اور شکرانه ادا کیا جاتا هی *

کوہ آبو ۲ جولائي

جو اظهار خیر خواهي اور مسرت کا راجپوتانه کے تمام حصوں سے تاجپوشي کے متوقع موقع پر کیا گیا تها اس کے بعد تمام صوبه کے والیان ملک اور سرداروں کي جانب سے پیغامات بهیجے گئے هیں جن میں حضور ملک معظم کي علالت کي خبر سننے پر نهایت رنج اور تردد ظاهر کیا گیا هی — عام درباروں اور جلسوں کي جگهه مسجدوں اور مندروں میں حضور ممدوح کي شفایابي کے واسطے دعائیں مانگي جاتي هیں اور غریبوں اور محتاجوں کو کهانا تقسیم کیا گیا هی - تمام صوبه میں علي العموم رنج و افسوس ظاهر کیا جاتا هی *

مسوري ۳ جولائي

بارش کل پهر شروع هوئي ، اور آج ۸ بجے صبح تک ۱٫۵۷ انچهه مینهه برسا اور اب بهي بارش هو رهي هی *

کلکتہ ۴ جولائي

موسم دراز کي خشکي کے بعد جس میں کبھي کبھي ترشح ہوجاتا تھا کلکتہ میں کل بڑے زور شور سے بارش ہوئي اور تمام رات جاري رہي — گرج اور بجلي ہولناک تھي قریباً شہر کا ہرایک حصہ پاني میں غرق تھا اور گاڑیوں کي آمد و رفت میں بڑا ہرج واقع ہوا — آج صبح کي کیفیت سے زیادہ بارش کي علامات ظاہر ہوتي ہیں *

مختلف خبریں

— چونکہ قسطنطنیہ میں طاعون کے چار کیس ہوئے ہیں اِس لیئے جو لوگ اب وہاں سے روانہ ہوتے ہیں اُن کا ڈاکٹري معائنہ کیا جاتا ہی *

— جسقدر ہندوستاني عملہ جنوبي ایفریقہ میں ہی وہ سب اور خصوصا صیغہ میڈیکل کے ماتحت ملازم حتی الامکان بہت جلد ہندوستان کو واپس بھیجدیئے جاوینگے *

— یہہ تجویز کي گئي ہی کہ پلشن یافتہ ہندوستاني عہدہ داروں کو جو درباري نہیں ہیں دہلي کے دربار تاج پوشي میں ویسرائے کي نشست گاہ کے قریب خاص جگہہ دي جاوے *

— جو بارش حال میں پنجاب کے قحط زدہ ضلع ہسار میں ہوئي ہی وہ دیہات کے تالابوں کو پاني سے بھرنے کے لیئے کافي ہوئي ہی — ہانسي کا صدر محتاج خانہ غالبا اگلے چند دنوں میں بند کردیا جاویگا *

— یہہ بات تحقیق معلوم ہوتي ہی کہ ہندوستاني کنٹنجنٹ رسم تاج پوشي کے واسطے لندن میں ٹھہریگا ، حالانکہ ہنوز اس کا علم قطعي طور پر اس ملک میں نہیں ہی *

— دوشنبہ گذشتہ کو شملہ میں ایک مصیبت انگیز ہولناک آگ لگي جس سے سخت بربادي ہوئي اور ٹھنڈي سڑک پر دفتر تار بوقي کے قریب آٹھہ دوکانیں جلکر خاک ہوگئیں — نقصان کا تخمینہ قریب آٹھہ لاکھہ روپیہ کے کیا جاتا ہی *

— ہم نے سنا ہی کہ گورنمنٹ ہند دہلي کے دربار میں حضور ویسرائے بہادر کي سواري کے جلوس کے واسطے چالیس چیدہ ہاتھیوں کے مستعار بہم پہونچانے کے لیئے اِنتظام کر رہي ہی — غالبا ان میں سے قریب سات ہاتھي ممالک متحدہ آگرہ و اودہ میں بہم پہونچ جاوینگے ان جانوروں کي خوراک اور خبرگیري کا خرچ گورنمنٹ ادا کریگي *

— جو یوروپین پلشن غدر کے پس ماندوں کے درمیان موجود ہیں اُن کي نسبت ہم کو معلوم ہوتا ہی کہ اضلاع کے کمانڈنگ افسروں سے کسي انگریزي سپاہیوں اور کسي یوروپین اور یوروشین کے ناموں کے دریافت کرنے کي اِستدعا کي گئي ہی جو لکھنو اور دہلي میں لڑے تھے اور جو دہلي کے دربار میں شریک ہونا پسند کرینگے *

— چونکہ اس امر کي جانب توجہ مایل ہوئي ہی کہ ریاست الور میں جو یہہ دستور جاري ہی کہ جن چٹھیات پر الور کا ٹکٹ نہیں ہوتا ہی اُن پر زاید محصول لیا جاتا ہی اس لیئے ریاست مذکور میں محصول ڈاک کي یکساں شرح جاري کرنے کا اِنتظام کیا گیا ہی — ریاست کشن گڈہ ، بیمانیر اور بوندي کے ساتھہ بھي اسي معاملہ کي نسبت نامہ و پیام ہو رہے ہیں *

— چہار شنبہ گذشتہ کو راے سوہن لال کا مقدمہ جلکي نسبت عدالت سشن الہ آباد میں اس الزام میں تحقیقات ہورہي تھي کہ اُنہوں نے ریاست دھولپور پر ایک جھوٹا دعوي کیا تھا اور جس کا بڑا چرچا ہو رہا تھا ختم ہوگیا ، اور اسیسروں کي راے میں ملزم اُن چاروں الزام میں جو اُس کے ذمہ لگائے گئے تھے مجرم قرار دیا گیا لیکن تجویز کا سُنانا اُس روز ملتوي کیا گیا *

— چونکہ لوگوں کو کسیقدر غلط فہمي معلوم ہوتي ہی اِس لیئے اِسبات کا صاف صاف بیان کرنا مناسب ہی کہ گورنمنٹ ہند کا اِرادہ دہلي کے دربار تاج پوشي میں اُن تمام پرانے یوروپین اور یوروشین سپاہیوں کے طلب کرنے کا ہی جو دہلي کے محاصرہ اور لکھنو کي حفاظت کے وقت موجود تھے — چنانچہ لوکل گورنمنٹوں سے اِستدعا کي گئي ہی کہ وہ ان سپاہیوں کي فہرستیں ملیٹري ڈپارٹمنٹ میں بھیجدیں *

— لوکل گورنمنٹوں سے اِستدعا کي گئي ہی کہ وہ اُن تمام ہندوستاني عہدہ داروں اور سپاہیوں کي جو زمانہ غدر میں دہلي کے محاصرہ اور لکھنو کي حفاظت اور مخلصي میں شریک ہوئے ہیں اور اب تک زندہ ہیں مفصل فہرستیں ارسال کریں تاکہ وہ دہلي کے دربار تاج پوشي میں طلب کیئے جائیں — ہم یقین کرتے ہیں کہ انگریزي پینشنر جنہوں نے اس قسم کي خدمات انجام دي تھیں فراموش نہیں کیئے جاوینگے — اُن میں سے اکثر ہندوستان میں رہتے ہیں *

— مندرجہ ذیل پیغامات تاریخي حضور وایسرائے اور ملک معظم قیصر ہند کے درمیان گذرے ہیں — از طرف وایسرائے بحضور ملک معظم قیصر ہند " ۶ جولائي — چونکہ اب ڈاکٹري پرچوں سے معلوم ہوتا ہی کہ یور مجسٹي کو کسي قسم کا اندیشہ نہیں ہی اس لیئے میں اپني طرف سے اور اس بڑي سلطنت کي طرف سے اپنے تفکرات کے اس مسرت آمیز انجام پر دلي مبارک بادي کا اظہار کرتا ہوں تمام ہندوستان میں کبھي اس قدر جوش خروش ظاہر نہیں کیا گیا ہی ، جیسا کہ اس موقع پر ہوا ہی اور ہمارا شکرانہ بھي اسي کے مطابق ہی — ہم اب حضور کي شفا یابي اور طاقت اور مدت دراز تک ایک فیاضانہ حکومت کے جاري رہنے کي دعا مانگتے ہیں " — از جانب ملک معظم بخدمت وایسرائے - ۶ جولائي - آپ کے عنایت آمیز پیغام اور ہمدردي کا میرے دل پر بڑا اثر ہوا ، مجھکو آہستہ آہستہ لیکن یقیناً آرام ہوتا جاتا ہی " *

— مسٹر سید علي بلگرامي کے بہت سے احباب اس بات کے سننے سے خوش ہونگے کہ آپکي مختلف قسموں کي لیاقتوں اور دستگاہ کي انگلستان میں بڑي قدرشناسي کي گئي ہی اور یونیورسٹي کیمبرج کے حکام نے آپکو مرہٹي زبان کے پڑھانے کے لیئے مقرر کیا ہی جسکي تنخواہ دو سو پونڈ سالانہ ہی اورجس میں پرائیویٹ تعلیم دینے کي بھي اجازت ہی — مسٹر سید علي حیدرآباد میں نیک نامي کے ساتھہ کام کرنے اور وزیروں کي تبدیلي سے چند روز بعد ماہ اکتوبر گذشتہ میں بحصول پنشن کنارہ کش ہوکر ماہ مارچ گذشتہ میں انگلستان کو تشریف لے گئے تھے — اس خالي عہدہ کے واسطے بڑا کمپٹیشن ہوا اور ہمنے سنا ہی کہ قریب دس اُمیدوار کے تھے جو خاصکر اینگلو انڈین تھے — ہم یقین کرتے ہیں کہ یونیورسٹي کیمبرج میں عہدہ لکچرار کے لیئے ایک ہندوستاني کا منتخب ہونا ایک نئي بات ہی اور مسٹر سید علي مبارکبادي کے مستحق ہیں *

— جو کنٹنجنٹ فوج کا جشن تاج پوشي میں شریک ھونے کے لیئے انگلستان بھیجا گیا ھی اُسکي واپسي کي نسبت ابتک کوئي اطلاع هندوستان میں نہیں آئي ھی ' مگر یقین یہہ ھی کہ گو وھاں کچھہ ھي ظہور میں کیوں نہ آوے لیکن یہہ کنٹنجنٹ عجلت کے ساتھہ پھر جہاز پر سوار نہیں کیا جاویگا - اصلي تجویز کے بموجب هندوستاني کنٹنجنٹ تین مہینے کیواسطے معہ اُس مدت کے جو ولایت کي آمد و رفت میں صرف ھو هندوستان سے غیرحاضر رھنا چاھیئے جسکي رو سے فوج چھہ ھفتہ انگلستان میں رھیگي ' اور یہہ یقین کیا جاتا ھی کہ ھر صورت میں لندن کے قیام کي اس مدت میں کمي نہیں کي جاویگي — گمان یہہ ھی جیسا کہ رپوٹر نے اشارہ کیا ھی کہ اگر حضور ملک معظم کو برابر اسي طرح پر شفا ھوتي رھے اور یہ نسبت اُس کے جیسا کہ اول خیال کیا گیا تھا ملتوي شدہ تاجپوشي کے واسطے کوئي تاریخ جلد تر قرار دیگي تو هندوستاني کنٹنجنٹ اس جشن میں شریک ھونے کے لیئے روک لیا جاویگا •

جلوس دربار دھلي

هز اکسلنسي ویسراے دربار جشن تاجپوشي کے لیئے ۲۹ - دسمبر سنه ۱۹۰۲ ع کو دھلي میں داخل ھونگے اور جلوس هندوستاني شہر میں ھوکر کیمپ کو جائیگا - تماشائیوں کے لیئے چاندني چوک اور دیگر مقامات پر بیٹھنے کي کافي جگہ ھوگي - جابجا بازیں باندھي جائینگي اور نہایت وسیع انتظام ھوگا - جلوس میں بہت سے ھاتھي معہ زرق برق جھولوں اور عمدہ عمدہ ھودوں کے ھونگے جنکے سبب سے اس جلوس میں نہایت عمدہ کیفیت پیدا ھوجائیگي •

PROPOSED LONDON HOSTEL.

An article contributed by Mr. Alfred Nundy to the Lucknow *Advocate* has forcibly called our attention to the dangers which beset the path o philanthropy. In this article the Assistant Secretary o the Congress for these provinces, has attacked Mr. Theodore Morison in consequence o the steps taken by him to interest the Secretary o State for India in his proposal to establish a hostel in London for the benefit o the Indian students. We do not for a moment doubt that it is o the utmost importance that the proposal should be carefully examined, or if it is adopted it would cost an enormous amount o money and would exercise great influence on our future progress. We would be the last to deprecate criticism specially when it proceeded from writers like Mr Nundy who might be expected to have personal knowledge of the conditions under which young Indians live in London. But the examination of a proposal is one thing and the dashing off of a stinking article is another. We have carefully read the article and we regret to say that we find little in it which is not in the nature of a personal attack on Mr. Morison. When it is not an attack on Mr. Morison, it is an attack on some other Englishman who has ventured to make himself useful to Indians without adopting certain political views. And when it is not an attack on individual Englishmen, it is an attack on the whole Anglo-Indian community. Attack and abuse! Abuse and attack! We confess we do not appreciate such exhibition of vigour. If it were an attribute of education we would have preferred ignorance. As a matter of fact it is an abuse of education.

It is quite true that Mr. Morison interviewed the Secretary of State and submitted the proposal to him, but this was not done with a view to bringing pressure to bear on the Princes and people of India. In connection with our College we have again and again been fortunate enough to secure the patronage of individual members of the ruling community, and so far as our people are concerned, the association of distinguished administrators with our schemes is invariably highly appreciated. This method of introducing important schemes is not peculiar to India. It is equally in vogue in Europe. We have no Lord Mayor in India; but we have other dignitaries. If they heeded articles like Mr. Nundy's and declined to lend the weight o their position to schemes of public utility India would suffer a most grievous loss.

Mr. Morison has not asked the Secretary o State to pass an Act making residence in the proposed hostel compulsory for young Indians. If the hostel is opened it would be optional for people to avail themselves of it or reside elsewhere. We are not unmindful of the advantages of residence in families which afford opportunities o social intercourse which would probably not be available in the proposed hostel, but it is not on this or some analogous ground that Mr. Nundy opposes the proposal. What he says practically amounts to this :—"The hostel would bring our young men in contact with India Office and Anglo-Indians That would be dangerous." Now, that is purely a matter of opinion and there is good reason to believe that Mr. Nundy's views are not shared by many people who believe that good may come even out of India Office and Anglo-Indians. But what would happen if the distrust, we may almost say hat-

from certain quarters without intermission. That being the case it is only natural that thoughtful people should have grave misgivings as to the ultimate results.

Mr Nundy has been good enough to pat Mahomedans on the back. He has given them credit for having exercised "praiseworthy forbearance" with reference to Mr. Morison. There would seem to be a mistake somewhere which it would be best to correct. Mr. Morison is a trusted friend of the Mahomedans, who highly appreciate his services. With Mr. Alfred Nundy, they have no concern.

M. K.

red, of India Office and Anglo-Indians, evinced in the article under notice, came to be universally or even generally felt in this country? We think it would create a political situation of great gravity, for you can not hate or distrust India office and the Anglo-Indian community without at the same time hating or distrusting their administration. We put it to Mr. Nundy and "the *Bengali*" newspaper which has embodied Mr. Nundy's views in a leading article, whether this is a far-fetched conclusion?

The article under notice is not a solitary essay of its kind. It is unfortunately typical of the literature which emanates

اور وہ فی‌الحال رخصت پر تشریف لیئے جاتے ہیں — آپ عرصہ تک جھانسي اور مرادآباد میں حاکم ضلع اور لکھنو میں کمشنر رہے — پھر چیف سکرٹري ہوگئے اور فی‌الحال قایم مقام سکرٹري گورنمنٹ آف انڈیا ریونیو ڈپارٹمنٹ تھے •

مسٹر ہارڈي منجملہ اُن افسروں کے ہیں جن کا دل مہرباني اور ہمدردي سے پر ہوتا ہی ' مگر حتی‌الوسع اظہار کرنا پسند نہیں کرتے — آپ جہاں رہے نہایت نیک نام رہے — خیال کیا جاتا ہی کہ آپ کي جگہہ مسٹر ملر صاحب مقرر ہونگے •

دختر کشي

اس قبیح رسم کا ذکر بیسویں صدي میں ضرور یکگونہ بیموقعہ معلوم ہوتا ہی لیکن ناظرین کو بخوبي معلوم ہی کہ بہت ایسے تنگ و تاریک مقامات ہیں کہ جہاں ابتک تہذیب کي شعاع نہیں پڑي — گو گذشتہ حالات کے لحاظ سے یہہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اس وحشیانہ ظلم کي جڑ کٹ گئي ہی تاہم بعض مطبوعہ کاغذات سرکاري کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ابھي تک بعض بعض اضلاع میں اس کي موجودگي کا قوي شبہہ ہی — ناظرین کو معلوم ہی کہ انسداد دختر کشي کے واسطے ایک خاص ایکٹ بھي‌ہی جو صرف ایسے مقامات پر نفاذ پذیر ہی جہاں اس جرم کا سلسلہ جاري ہی — اِن مقامات کے شمار میں بحکم گورنمنٹ رد بدل ہوتا رہتا ہی بعض دیہات فہرست سے خارج کیئے جاتے ہیں اور بعض جدید دیہات داخل کیئے جاتے ہیں - چنانچہ سنہ ۱۹۰۰ ع میں ضلع ہمیر پور قریباً فہرست سے خارج ہوا لیکن ضلع مین پوري میں چوبیس دیہات جدید بھي داخل فہرست کیئے گئے - اِن صوبہ جات کے جن مواضعات میں یہہ ایکٹ جاري ہی وہ سنہ ۱۹۰۱ ع کي ابتدا میں ۲۶۴ سے کم نہ تھي - علاوہ سراغ جوئي اور تفتیش مقامي کے اوسط اموات اور پیدایش کي بنیاد پر بھي اس معاملہ میں راے قایم کیجاتي ہی - کاغذات سے معلوم ہوتا ہی کہ مواضعات متذکرہ بالا میں سال پیوستہ کے اندر اگر ۴۸ شیر خوار لڑکے ضائع ہوئے تو ۵۲ لڑکیاں فوت ہوئیں — یہہ عجیب اتفاق ہی کہ کل صوبہ کے اعداد اس کے بالکل برعکس ہیں یعنی

ریلوے کا حادثہ

۲۹ جون کو لوپ لائن اِیسٹ اِنڈیا ریلوے پر طوفان کے صدمہ سے ایک سخت ہولناک حادثہ وقوع میں آیا جس کا ذکر پچھلے نمبر میں ہوچکا ہی — اس حادثہ کے تفصیلي حالات حسب ذیل بیان کیئے گئے ہیں : نمبر ۱۳ — اپ مکسڈ ٹرین جو یکشنبہ کي صبح کو ہاوڑہ سے روانہ ہوئي تھي جسوقت وہ رامپور ہاٹ اور نلہٹي کے درمیان نہایت سرعت اور تیزي کے ساتھہ جا رہي تھي یکا یک ایک سخت ہوائي طوفان سے اُس کو مقابلہ کرنا پڑا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ ۵ سکنڈ کے عرصہ میں چودہ گاڑیاں لوہ سے اُوپر کر اُولٹ گئیں جن میں دس مسافر گاڑیاں تھیں اول اور دوم درجہ کي گاڑیوں کو ایسا صدمہ پہونچا کہ وہ ٹوٹ پھوٹ کر بالکل بھوسہ ہوگئیں — دو اور تین بجے کے درمیان رامپور سے دو میل کے فاصلہ پر یہہ حادثہ ہوا — مجروحین کے علاج معالجہ اور مردوں کي تجہیز و تکفین کا فوراً بندوبست کیا گیا — چونکہ سرکاري طور پر ابھي کوئي خبر شایع نہیں ہوئي ہی اس لیئے مردوں کي ٹھیک ٹھیک تعداد بیان کرنا نا ممکن ہی — جنرل ٹریفک منیجر جو اُس شام کو موقع پر پہونچ گئے تھے تخمینہ کرتے ہیں کہ کوئي پندرہ آدمي ہلاک ہوئے ہونگے — مگر انجن ڈرایور کا بیان ہی کہ ہلاک ہونے والوں اور مجروحوں کي اصلي تعداد جنرل ٹریفک منیجر کے تخمینہ سے بہت زیادہ ہی- وہ کہتا ہی کہ ٹرین کي درمیاني گاڑیاں جو ہندوستاني مسافروں سے بھري ہوئي تھیں وہ بالکل شکست ہوگئیں اور بیشتر مسافر ہلاک یا مجروح ہوئے ہونگے — ڈرایور کا سرسري تخمینہ ہی کہ ساٹھہ ستر آدمي مجروح اور کم از کم تیس آدمي ہلاک ہوئے ہونگے — مجروح مسافر شکستہ گاڑیوں کے نیچے سے بمشکل تمام نکلے — خیال ہی کہ بہت سے مردہ اور نیم مردہ مسافر گرد نواح کے کھیتوں میں ملینگے — در حقیقت یہہ حادثہ سخت مہلک اور افسوسناک تھا •

مسٹر ہارڈي

اکثر ناظرین کو اس خبر سے افسوس ہوگا کہ مسٹر آر جي - ہارڈي نے بوجہ خرابي صحت اپنے موجودہ عہدہ سے استعفا داخل کردیا ہی

في ۵۲ شیر خوار لڑکا صرف ۴۸ لڑکیاں فوت ہونا پایا جاتا ہی - دوسرے طور پر بھي پتہ لگانے سے معلوم ہوتا ہی کہ اِن خاص مواضعات میں بہ نسبت کل صوبہ کے لڑکیوں کي اموات زیادہ ہوئیں — ایکٹ دختر کشي پندرہ اضلاع کے بعض بعض حصوں میں جاري ہی — منجملہ اُن کے مین پوري اِٹاوہ اور فرخ آباد کي حالت بالخصوص خراب اور مشتبہ معلوم ہوتي ہی - ضلع اٹاوہ میں سنہ ۱۹۰۱ ع کے اندر چار مقدمات چلان ہونے کي نوبت بھي آئي منجملہ ان کے تین مقدمات میں ثبوت کافي بہم نہ پہونچا اور ملزم رہا ہوئے لیکن ایک مقدمہ میں مادر مہربان اور پدر شفیق کو حبس دوام کي سزا ہوئي *

تدبیر

یعني

انجمن الفرض

یہہ انجمن صرف چندہ ہي جمع کرنے کا کام نہیں کرتي بلکہ مختلف طریقوں سے کالج کي خدمت کرتي ہی — چنانچہ پبلک اسپیکنگ کي ترقي کي غرض سے ہر سال چند مضامین تجویز کیئے جاتے ہیں اور منجملہ شرکا خاص خاص اسپیکرز کو منجانب انجمن انعامات دیئے جاتے ہیں — امسال مندرجہ ذیل مضامین تقریروں کے واسطے تجویز کیئے گئے تھے *

۱ — مدرسۃالعلوم کو آؤر کالجوں پر کیا فوقیت ہی *

۲ — سر سید کي زندگي کے حالات سے ہم کیا سبق حاصل کرسکتے ہیں *

۳ — عام مسلمانوں کي تعلیم کے لیئے مستقل سرمایہ کي اشد ضرورت ہی وہ کیسے جمع کیا جاے *

۴ — مسلمانوں کي ترقي کے لیئے افراد کي کوشش کے ساتھہ مرکزي قوت کا علاقہ بہت ضروري ہی *

ان مضامین پر بہت دلچسپ تقریریں ہوئیں - ۳۶ طلبا نے کمپٹیشن یعني مقابلہ میں شرکت کي منجملہ اُن کے مندرجہ ذیل مقرروں نے انعامات حاصل کیئے *

عام مقابلہ

اول	قاضي تلمذ حسین *
دوم	سید ابو محمد *
سوم	محمد عبدالسلام *

مقابلہ درجہ وار

گریجوایٹ یعني بي اے پاس شدہ

محمد فایق بي - اے *

فورتھہ ایر کلاس

حاجي محمد خاں *

تھرڈ ایر کلاس

محمد مثنی *

سکنڈ ایر کلاس

اظہر حسن *

فرسٹ ایر کلاس

نذیر احمد *

اسکول کلاسز

سید محمود *

شاید بعض ناظرین کو معلوم نہ ہو کہ ہمارے کالج میں ایسے طلبا بھي ہیں جن کي زبان مادري اُردو نہیں ہی - اُن کے واسطے ایک انعام علحدہ تھا جو غلام نبي کو دیا گیا *

محمد فایق جنکو گریجوایٹ کا انعام دیا گیا بلحاظ خدمات کالج اور ہردل عزیز ہونے کے اپنے زمانہ میں بالخصوص ممتاز رہے - ہمارے اس عزیز طالب علم نے امسال بي - اے پاس کرلیا اور اب وہ مستقل طور پر اپنے وطن چلے گئے - ممکن تھا کہ ہم کہتے کہ محمد فایق نے بعد تکمیل تعلیم کالج سے قطع تعلق کرلیا - لیکن ایسا لکھنا امر واقعي کے خلاف ہوتا - ہمارے طلبا بعد تکمیل چلے جاتے ہیں مگر قطع تعلق نہیں کرتے — ہم محمد فایق سے بہت اُمیدیں رکھتے ہیں اور ہمکو پورا یقین ہی کہ اُن سے آیندہ کالج کو بہت مدد ملیگي اور وہ اپنے کالج کي بہت خدمت کرینگے *

محمدن اینگلو اوریئنٹل ایجوکیشنل کانفرنس دھلي

— ** —

۲ جولائي سنه ۱۹۰۲ ع یوم چہارشنبہ کو حکیم محمد اجمل خاں صاحب کے مکان پر لوکل کمیٹي کانفرنس کا اجلاس دھلي میں ہوا — نواب محسن الملک بہادر بھي علي گڈھ سے اسي کام کے لیئے دھلي گئے تھے وہ بھي اجلاس میں شریک ہوئے — اور ہم کو اطلاع ہوئي ہی کہ لوکل کمیٹي نے تمام ضروري مراتب کا عمدہ اور پورا انتظام اور مکانات بنانے اور سامان خرید کرنے کے لیئے کافي بندوبست کر لیا ہی — ممبران لوکل کمیٹي نے دس ہزار روپیہ قرض بھي دیدیا ہی اور اب کوئي حالت ملتظرہ انتظام کے لیئے باقي نہیں رہي — جو تردد اور فکر حضور قیصر

هند کي بيماري سے پيدا هوا تها شکر هی خدا کا که اب وه بهي جاتا رها اور همارے شهنشاه کي صحت نے پهر همکو خوشي خوشي ان کاموں کے پورا کرنے پر آماده کردیا *

کميٹي کے متعلق جو کام تها وه تو کميٹی نے پورا کردیا - مگر افسوس هی که جو لوگ دهلي ميں کانفرنس کے جلسه ميں شريک هونے کے ليئے آنے والے هيں اُنهوں نے اب تک نه درخواست بهيجي نه اپنے آنے کي خواهش ظاهر کي ' نه کسي نے سواے چند صاحبوں کے مدد دي اور نه باوجود اشتهار دينے اور اعلان کرنے کے ايسے ضروري اور مفيد کام ميں مدد کرنے کا ثبوت ديا - يهه بات سب پر ظاهر هی که دربار تاج پوشي کے زمانه ميں کانفرنس کا بمقام دهلي منعقد کرنا کيسا مشکل کام هی ' اور کسقدر خرچ کثير کي ضرورت هی ' اور جبکه کرايه مکانات کا مکانوں کي اصلي قيمت سے بهي دو چند هو رها هی ' خالي زمين بهي دس روپيه روز سے کم پر نهيں ملتي هی اور گاڑي کا کرايه پچاس روپيه روز سے بهي زياده هوگا — ايسے وقت ميں پانچ روپيه روز پر قيام اور طعام کا انتظام اور ريلوے اسٹيشن سے لانے اور پهونچانے کا بندوبست کرنا ' اور ايسے بڑے خرچ کا کميٹي کو اپنے ذمه ليلا ' کيسا مشکل کام هی ' اور ممبروں کے ليئے اس ميں کيسي آساني هی - مگر باوجود اس کے نه کسيطرف سے مدد ملتي هی ' نه جو لوگ آنيوالے هيں وه اپنا اراده ظاهر کرتے هيں ' نه ممبري کي فيس اور مکان کا کرايه ابتک وصول هوا هی — اس سے آيندہ کيسي دقتوں اور مشکلوں لوکل کميٹي کو پيش آوينگي — هم مسلمانان پٹنه کے نهايت مشکور هيں که وهاں سے همارے ايجنٹ کو چنده بهي ملا اور ڈونيشن بهي وصول هوا — جنکي نام نامي معه تعداد رقم کي هم آيندہ اخبار ميں چهاپينگے — ايسي طرح اگر اور حضرات بهي توجه کريں ' اور جو لوگ آنے کا اراده رکهتے هيں وه اپنا چنده اور کرايه مکان بهيجديں تو اس ضروري کام ميں بڑي مدد ملے — اور اس مشکل کام کے پورا کرنے ميں کميٹي کو بهت آساني هو *

اس امر کي اطلاع دينا بهي هم ضروري سمجهتے هيں که ابتک صرف پانسو آدميوں کا بندوبست کيا گيا هی - اسليئے که اس سے زياده کا انتظام بغير آنے درخواستوں اور روپيه کے نا ممکن هی — جن صاحبوں کي درخواست معه روپيه کے اخير اگست تک لوکل کميٹي دهلي کے پاس آويگي اُن کے ليئے انتظام هوسکے گا — اور جنکي درخواستيں اُس کے بعد آوينگي اُن کي ذمه داري کميٹي پر نهوگي اور غالبا اُس وقت انتظام کرنا مشکل هوگا *

سرگذشت آدم

مرحوم سر سيد احمد خاں نے تهذيب الاخلاق ميں ايک مضمون لکها تها جس کا عنوان تها " سرگذشت آدم " — اُس ميں اُنهوں نے درحقيقت آيت " و اذ قلنا للملئکة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابليس " کي تفسير بيان کي تهي ' اور لکها تها که ملائکه سے مراد وه قوتيں هيں جو خدا نے انسان ميں رکهي هيں ' اور سجده سے مراد اطاعت هی که جس مطلب کے ليئے وه قوتيں انسان ميں رکهي گئيں هيں وه اُس کے تابع هيں - اور ابليس سے مراد بدي اور گناه کي قوت هی ' جو هميشه سرکشي اور نا فرماں برداري پر آماده رهتي هی — اُن کي يهه تفسير ملحدانه قرار دي گئي اور وه کافر ٹهيرے - آج هم نے مصر کے مفتي اور مشهور متبحر عالم محمد عبده کي تفسير اسي آيت کے متعلق المنار ميں ديکهي جو اُنهوں نے اپنے وعظ ميں بيان فرمائي هی - اُس سے همکو تعجب هوا که وهي بات جو سر سيد نے تيس برس پہلے کهي تهي اب مصر کے عالم اور مفتي کهتے هيں ' اور ملائکه اور ابليس اور سجده کي جو حقيقت اُنهوں نے بيان کي تهي وهي اب ايک مسلماني سلطنت کے عالم اور مفتي اور واعظ بيان کرتے هيں — وهي تاويل يا تفسير هی جسنے هندوستان ميں سر سيد کو کافر ٹهيرايا ' اور اب اُسي تفسير يا تاويل پر مصر کے مفتي حکيم الملة اور هادي الامة سمجهے جاتے هيں — بات يهه هی که جس قدر زمانه گذرتا جاتا هی اور علم و عقل کي روشني زياده هوتي جاتي هی ' رباني اسرار کهلتے جاتے هيں - اور کلام الهي کي حقيقت واضح هوتي جاتي هی - زمانه کا رجحان اب تحقيق کي طرف هی - جس قدر حقايق موجودات ظاهر هوتے جاتے هيں اُسي قدر قرآن کي حقيقت سمجهه ميں آتي جاتي هی - اور جو باتيں فطرت کي حقيقت نه جاننے سے کفر و الحاد خيال کي جاتيں تهيں ' وهي اب اسرار فطرت کے ظاهر هونے سے حکمت اور اسلام کي جان خيال کي جاتي هيں — کهاں هيں وه لوگ جو سر سيد کو اُسي بات پر کافر کهتے تهے ' جس کے کهنے پر آج اُس کا کهنے والا عارف اور حکيم سمجها جاتا هی — اور کهاں هيں وه تکفير کرنے والے جو سر سيد کو ملائکه اور ابليس کي اُس حقيقت کے بيان کرنے پر کافر ٹهيراتے تهے ' جس حقيقت کے بيان کرنے والے آج واقف اسرار قرآني سمجهے جاتے هيں - مگر يهه کوئي تعجب انگيز بات نهيں هی - هميشه هر قرن ميں يهي حالت نظر آتي هی که جب کسي نے کوئي نئي بات کهي ' يا دين و مذهب کے متعلق کوئي جديد خيال ظاهر کيا ' وه کافر ٹهيرا اور مردود سمجها گيا - مگر جب کچهه زمانه گذرا اور دوسروں نے بهي اُسي خيال کو ظاهر کيا ' تو اُس کا کهنے والا عالم اور عارف اور حکيم مانا گيا — اور بجاے کافر اور مردود سمجهے جانے کے محقق اور کامل اور هادي تسليم کيا گيا — علم و حکمت کي ترقي اور تحقيق کے شوق کا سبب هی که جو باتيں سر سيد کي خلاف اسلام سمجهي جاتي تهيں ' وهي اب رفته رفته عين اسلام اور روح اسلام سمجهي جا رهي هيں ' اور جو بات اُن کي زبان سے نکلتي تهي وهي آج هم بڑے بڑے عالموں اور مفتيوں اور واعظوں سے سنتے هيں — غرضکه

جو پنهاں تها وهي هرسو عياں هی * يهه کهيئے ان ترواني اب کهاں هی

مفتي صاحب کا وعظ جو المنار نے چهاپا هی معه ترجمه اُردو ذيل ميں درج کيا جاتا هی : —

محمد عبدہ مفتي مصر کا وعظ

اور جب هم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے جهکو تو ابلیس کے سوا سب کے سب جهک پڑے اُس نے نہ مانا اور شیخي میں آ گیا اور نافرمان بن بیٹها *

جبکہ خداوند تعالی فرشتوں کو آدم کا مرتبہ بتلاچکا ، اور زمین میں اُسکو خلیفہ مقرر کرنے کي وجہ بیان کرچکا ، تو اُن کو اُس کي اطاعت کا حکم دیا ، اور یہہ مطلب سجدے سے تعبیر کیا اور فرمایا "واذقلنا للملئکۃ اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس " — اور یہہ ایسا سجدہ هی جسکي کیفیت سے هم نا واقف هیں — لیکن همارے مذهب کے اصول هم کو بتلاتے هیں کہ یہاں سجدہ سے مراد سجدۂ عبادت نہیں هی — کیونکہ عبادت خدا کے سوا کسي اور کے لیئے نہیں هوسکتي— لغت عرب میں اس لفظ کا استعمال سوائے عبادت کے دوسرے معنوں میں بهي آیا هی - جیسا کہ " والنجم والشجر یسجدان " ان تمام فرشتوں نے جن کو حکم دیا گیا تها سوائے ابلیس کے سجدہ کیا - اور ابلیس افراد ملئکہ میں سے ایک فرد هی ، جیسا کہ اس آیت اور اس کے مثل دوسري آیتوں سے سمجها جاتا هی - مگر سورہ کهف کي ایک آیت سے معلوم هوتا هی کہ وہ جنوں میں سے تها — همارے پاس اس امر کي کوئي دلیل نہیں هی کہ ملئکہ اور جنات کے درمیان کوئي فصل جوهري هی جو ایک کو دوسرے سے ممتاز کرتی هی — پس ظاهر یہہ هی کہ جن بهي ملئکہ کي ایک قسم هی - قرآن مجید میں لفظ جنۃ کا اطلاق فرشتوں پر هوا هی مثلاً " وجعلوا بینہ و بین الجنۃ نسبا " اور یہي لفظ سورۃ الناس کے آخر میں شیاطین کي نسبت اطلاق کیا گیا هی — خداوند تعالی نے ابلیس کي نسبت بیان کیا هی کہ اُس نے سجدہ سے انکار کیا اور تکبر کیا اور اُس نے از راہ تکبر اور خود پسندي اور اس خیال سے کہ میں آدام سے بلحاظ اصل کے بہتر هوں خدا کے حکم کي تعمیل نہیں کي جیسا کہ خدا نے دوسري سورۃ میں اُس کا قول نقل کیا هی " قال انا خیر منہ خلقتني من نار و خلقتہ من طین " اور استکبار بمعني تکبر هی اور تکبر کے معني هیں صفت کبریاء کے ساتهہ ظاهر هونا جس کے آثار میں سے هی حق کے قبول کرنے میں اپني کسر شان سمجهنا — س اور ت سے اس امر کي طرف اشارہ هی کہ تکبر ابلیس کے لیئے طارئي امر نہیں هی — ابلیس کے انکار اور اُس کے تکبر کو بیان کرکے خداوند تعالی نے فرمایا " و کان من الکافرین " بعض مفسرین کہتے هیں کہ مناسب ترتیب یہہ تهي کہ اس طرح پر کہا جاتا کہ " وہ کافروں میں سے تها اُس نے تکبر کیا اور انکار کیا " کیونکہ اُن کے نزدیک کفر تکبر کا سبب هی اور تکبر انکار کا سبب هی — ایسے مفسر اصلي ترتیب کي مخالفت کي یہہ وجہ قرار دیتے هیں کہ فاصلہ کي رعایت کي گئي هی — استاد فرماتے هیں کہ اس آیت کي ترتیب ٹهیک مقتضاے طبیعت کے مطابق واقع هوئي هی— کیونکہ معلوم هوتا هی کہ اول خدا نے فعل کو بیان کیا هی جو مقصود بالذات هی اور وہ انکار هی پهر اُسکا سبب اور اُسکي علت بیان کي هی اور وہ تکبر هی پهر اس کے بعد اس علت و معلول اور سبب اور مسبب کي جو اصل هی اُسکو بیان فرمایا هی اور وہ کفر هی *

مقتبس مما یلقیہ فی الازهر مولانا الاستاذ الامام الشیخ محمد عبدہ مفتي الدیار المصریہ

و اذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر و کان من الکافرین *

بعد ما عرف اللہ تعالی الملائکۃ بمکانۃ آدم و وجہ جعلہ خلیفۃ في الارض امرهم بالخضوع لہ و عبر عن ذالک بالسجود فقال " و اذ قلنا للملائکۃ اسجدوا لادم فسجدوا " و هو سجود لا نعرف کیفیتہ و لکن اصول الدین تعلمنا انہ لیس سجود عبادۃ اذ لا یعبد الا اللہ تعالی و قد جاء في اللغۃ استعمال هذا الحرف (السجود) في غیر معني العبادۃ کقولہ تعالی " والنجم و الشجر یسجدان " و لم یکن هذا السجود عاما واقعا من کل من امر بہ فقد سجدوا اجمعون " الا ابلیس " و هو فرد من افراد الملائکۃ کما یفهم من الایۃ و امثالها في القصۃ الا آیۃ الکهف فانها ناطقۃ بانہ کان من الجن — و لیس عندنا دلیل علی ان بین الملائکۃ والجن فصلا جوهریا یمیز احدهما عن الاخر فالظاهر ان الجن صنف من الملائکۃ (و قد اطلق فی القرآن لفظ الجنۃ علی الملائکۃ في قولہ تعالی " و جعلوا بینہ و بین الجنۃ نسبا " و علی الشیاطین في آخر سورۃ الناس) و وصف اللہ تعالی ابلیس بانہ " ابی " السجود " واستکبر " فلم یمتثل امر الحق ترفعا عنہ وزعما بانہ خیر من الخلیفۃ عنصرا و ازکی جوهرا کما حکی اللہ تعالی عنہ في غیر هذہ السورۃ " قال انا خیر منہ خلقتني من نار و خلقتہ من طین " والاستکبار بمعني التکبر و هو الظهور بصفۃ الکبریاء التي من آثارها الترفع عن الحق و کان السین والتاء للاشعار بان الکبر لیس من طبیعۃ ابلیس — ثم قال تعالی بعد وصفہ بالاباء والاستکبار " و کان من الکافرین " و قال بعض المفسرین : کان من حق الترتیب ان یقال کان من الکافرین واستکبر و ابی — لان الکفر عندہ سبب الاستکبار والاستکبار سبب الاباء و مثل هذا المفسر یعلل مخالفۃ الترتیب الطبیعي في النظم برعایۃ الفاصلۃ (قال الاستاذ) و لکن نظم الایۃ جاء علی مقتضی الطبیعۃ فی الذکر فانہ یفید ان اللہ تعالی اراد ان یبین الفعل اولا لانہ المقصود بالذات و هو الاباء ثم یذکر سببہ و علتہ و هو الاستکبار ثم یاتي بالاصل في العلۃ والمعلول و السبب والمسبب و هو الکفر *

اس کے بعد اُستاد نے ربط آیات وغیرہ کے متعلق بطور خلاصہ کے اپنے گذشتہ بیان کا اعادہ کیا ہی اس کے بعد ملئکہ کي نسبت کسیقدر تفصیل سے کام لیا ہی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہی : اُوپر گذر چکا ہی کہ فرشتے ایک ایسي مخلوق ہیں جو ہماري آنکھوں سے اُوجھل ہی اور جس کي حقیقت سے ہم ناواقف ہیں — مگر چونکہ خدا نے اُن کي نسبت خبر دي ہی اس لیئے ہم ان پر ایمان لاتے اور جس حد تک خبر دي گئي ہی اُسي پر قایم رہتے ہیں اور اُس سے بالکل آگے نہیں بڑھتے — یہہ بھي بیان ہوگیا ہی کہ قرآن مجید ناطق ہی کہ فرشتوں کے مختلف اصناف ہیں اور ان میں سے ہر ایک صنف کے ذمہ خاص خاص فرائض عاید کیئے گئے ہیں — اور اب ہم اس مقام پر یہہ کہنا چاہتے ہیں کہ نیکي کا الہام اور بدي کا وسوسہ جو ہمکو وحي کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہی وہ اُسي عالم کي طرف منسوب ہی جو ہماري آنکھوں سے اوجھل ہی— نیکي کے خیالات الہام اور بدي کے خطرات وسوسے کہلاتے ہیں اور ان دونوں کا مقام روح ہی - پس اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ملئکہ اور شیاطین ایسي روحیں ہیں جو انسان کي روح میں سرایت کررہي ہیں — پس ملئکہ کي وہ جسماني تمثیل جو ہم نے قرار دے رکھي ہی صحیح نہیں ہی— ہر ایک مسلمان پر واجب ہی کہ وہ اس آیت کے مضمون پر ایمان لاوے اور اُسکي کیفیت خدا کے سپرد کرے یا اُسکو بطور تمثیل کے قرار دے اور جن حکمتوں کے لیئے یہہ قصہ نقل کیا گیا ہی اُن سے عبرت حاصل کرے *

بعض مفسرین نے ملئکہ کي تفسیر میں ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا ہی — اور وہ یہہ ہی کہ وہ تمام امور جو ملئکہ کي نسبت بیان کیئے گئے ہیں، مثلاً یہہ کہ وہ خاص خاص کاموں پر متعین ہیں جیسے نباتات کا اُگانا ، حیوانات کا پیدا کرنا اور انسان کي حفاظت کرنا ، اس میں خاص لوگوں کے لیئے ایک نہایت لطیف اشارہ ہی ، جو ظاہري عبارت کي نسبت زیادہ دقیق ہی— اور وہ یہہ ہی کہ نباتات میں جو نشو و نما ہوتا ہی وہ ایک خاص روح کي بدولت ہی جسکو خداوند تعالیٰ نے بیج میں پیدا کیا ہی اور اسي روح کے ذریعہ سے اُس کي زندگي ہی - یہي بات حیوان اور انسان کي نسبت کہي جاسکتي ہی- پس ہر ایک کلي امر جو ایک خاص نظام کے ساتھہ قایم ہی اور جسکو حکمت الہي عالم وجود میں لائي ہی اُسکي زندگي کا قوام اور اُسکي ہستي کا دار و مدار ایک خاص روح پر ہی جو شریعت کي زبان میں ملک کہلاتا ہی ، اور جو لوگ ناموں کے مقرر کرنے میں توقیف کي حد پر قایم نہیں رہتے وہ ان معاني کو قواے طبعي سے تعبیر کرتے ہیں - یہہ امر مسلم ہی جس میں کسي قسم کا اختلاف نہیں ہوسکتا کہ ہر ایک مخلوق کے اندر ایک ایسي قوت ودیعت کي گئي ہی جس پر اُسکي ہستي اور بقا کا دار و مدار ہی — کوئي عقلمند شخص اس قوت کا انکار نہیں کرسکتا - اگرچہ بعض ایسے اشخاص

ثم ان الاستاذ المفسر اعاد هنا ملخص ما تقدم بيانه في وجه اتصال الايات بما قبلها و كون الكلام في القرآن و الرسول الذي جاء به و تسليته بهذه القصة ثم توسع في الكلام عن الملائكة فقال ما مثاله ملخصا : تقدم ان الملائكة خلق غيبي لا نعرف حقيقته و انما نومن به باخبار الله تعالى الذي نقف عنده ولا نزيد عليه — و تقدم ان القرآن ناطق بان الملائكة اصناف لكل صنف وظيفة و عمل — و نقول الان ان الهام الخير والوسوسة بالشر مما نطق به الوحي قد استندا الى هذه العوالم الغيبية و خواطر الخير التي تسمى الهاما و خواطر الشر التي تسمى وسوسة كل منهما محله الروح فالملائكة والشياطين اذن ارواح تسرى في ارواح الناس فلا يصح ان تمثل الملائكة بالتماثيل الجثمانية المعروفة لنا و الواجب على المسلم في الاية الا يمان بمضمونها مع التفويض او الحمل على انها حكاية تمثيل ثم الاعتبار بها بالنظر في الحكم التي سيقت لها القصة *

و ذهب بعض المفسرين مذهبا آخر في فهم معني الملائكة و هو ان مجموع ما ورد في الملائكة من كونهم موكلين بالاعمال من انماء نبات و خلقة حيوان و حفظ انسان و غير ذلك فيه ايماء الى الخاصة بما هو ادق من ظاهر العبارة و هو ان هذا النمو في النبات لم يكن الا بروح خاص نفخه الله في البذرة فكانت به هذه الحياة النباتية المخصوصة و كذلك يقال في الحيوان والانسان فكل امر كلى قائم بنظام مخصوص تمت به الحكمة الالهية في ايجاده فانما قوامه بروح الهي سمي في لسان الشرع ملكا و من لم يبال في التسمية بالتوقيف يسمي هذه المعاني القوى الطبيعية - والامر الثابت الذي لانزاع فيه هو ان في باطن الخلقة امرا هو مناطها و به قوامها

جو وحي پر ایمان نہیں رکھتے اُسکو فرشتہ کہنے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرشتوں کے وجود پر کوئي دلیل قایم نہیں ہوئي — اسیطرح بعض وحي پر ایمان رکھنے والے اُسکو قوت طبعي (نیچر) یا ناموس طبعي کہنے سے انکار کرتے ہیں — کیونکہ یہہ نام شریعت میں وارد نہیں ہوئے — مگر نفس قوت کے وجود کے سب قائل ہیں اور کوئي شخص اُس سے انکار نہیں کرتا — پس حقیقت ایک ہی اگرچہ ناموں کا اختلاف ہو — عقل مند وہي ہی جو ناموں کے پردہ کي وجہ سے مسمیات سے دور نہو جاوے *

جو شخص اپنے دل میں سوچتا اور اپنے خطرات کا باہم موازنہ کرتا ہی جبکہ اُسکو کوئي ایسا کام کرنا ہوتا ہی جس میں حق و باطل یا خیر اور شر کے دونوں پہلو موجود ہوتے ہیں تو اُسکو اس امر کا شعور اور احساس ہوتا ہی کہ اُس کے نفس میں ایک قسم کا تنازعہ ہو رہا ہی — گویا کہ کمیٹي میں مباحثہ کے لیئے کوئي مسئلہ پیش کیا گیا ہی — ایک اعتراض کرتا اور دوسرا اُس کا جواب دیتا ہی — ایک کہتا ہی کرو اور دوسرا کہتا ہی نہ کرو حتی کہ ان دونوں فریقوں میں ایک فریق کو کامیابي حاصل ہوتي ہی اور ان دونوں خطرات میں ایک خطرہ غالب رہتا ہی - پس یہہ چیز جو ہمارے نفس میں ودیعت کي گئي ہی اور جس کو ہم قوت یا فکر کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں ایک ایسي روح ہی جس کي حقیقت اور ماہیت ہمکو معلوم نہیں ہوسکتي — پس کچھہ بعید نہیں ہی اگر خدا نے اسي کا نام ملک اور اس کے اسباب کا نام ملئکہ رکھا ہو - کیونکہ نام رکھنے میں جبکہ انسان کے لیئے کچھہ روک ٹوک نہیں تو خدا کے لیئے کیسے ہوسکتي ہی — پس اگر اس تفسیر کے مطابق چلنا صحیح ہی تو کچھہ بعید نہیں اگر آیت مذکور میں اس بات کي طرف اشارہ ہو ' کہ جب خداوند تعالی نے زمین کو پیدا کیا اور اس میں مختلف قسم کي روحاني قوتیں ودیعت کیں جن کي بدولت اُس کا قوام اور نظام ہی اور اُن قواے روحاني میں سے خاص خاص قسم کي قوتوں کو انواع مخلوقات میں سے خاص خاص نوعوں پر مسلط کیا جن سے وہ کسي طرح تجاوز نہیں کرسکتیں تو اس کے بعد اُس نے انسان کو پیدا کیا اور اُس کو ایک ایسي قوت عطا فرمائي جس کے ذریعہ سے وہ تمام ان روحاني قوتوں میں تصرف اور زمین کو آباد کرنے کے لیئے ان کو تسخیر کرسکتا ہی - اور آیت میں ان قوتوں کا تسخیر کرنا سجود سے تعبیر کیا گیا ہی جو خضوع اور تسخیر کے معني دیتا ہی — صرف اسي استعداد کي وجہ سے جس کي کوئي حد و انتہا نہیں ہی اور اُس تصرف کي وجہ سے جو کسي دوسرے کو نہیں دیا گیا انسان کو خدا نے زمین میں اپنا خلیفہ بنایا — کیونکہ وہ ان تمام مخلوقات اور موجودات میں جو زمین پر ہیں سب سے افضل اور سب سے برتر اور اکمل ہی - ان قوتوں میں سے صرف ایک قوت استثناکي گئي ہی جو ابلیس سے تعبیر کي گئي ہی — اور یہہ وہ قوت ہی جو حق کي پیروي اور نیک کام کے کرنے میں مانع ہوتي ہی — اور انساني قوتوں کو ان مصلحتوں اور منفعتوں میں مصروف ہونے سے

و نظامها لا یمکن لعاقل ان ینکره و ان انکر غیر المومن بالوحي تسمیته ملکا و زعم انه لا دلیل علی وجود الملائکة و انکر بعض المومنین بالوحي تسمیته قوة طبیعیة او ناموسا طبیعیا لان هذه الا سماء لم ترد في الشرع فالحقیقة واحدة والعاقل من لا تحجبه الاسماء عن المسمیات *

یشعر کل من افتکر في نفسه و وازن بین خواطره عند مایهم بامر فیه وجه للحق او للخیر ووجه للباطل او للشر بان في نفسه تنازعا کان الامر قد عرض فیها علی مجلس شوری فهذا یورد و ذاک یدفع وواحد یقول افعل و آخر یقول لا تفعل حتی ینتصر احد الطرفین و یترجح احد الخاطرین فهذا الشيء الذي اودع في انفسنا و نسمیه قوة و فکرا و هو فی الحقیقة معني لا یدرک کنهه و روح لا تکتنه حقیقتها لا یبعدان یسمیه الله تعالی ملکا (او یسمی اسبابه ملائکة) او ماشاء من الاسماء فان التسمیة لا حجر فیها علی الناس فکیف یحجر فیها علی صاحب الارادة المطلقة و السلطان النافذ والعلم الواسع ؟ فاذا صح الجري علی هذا التفسیر فلا یستبعد ان تکون الاشارة في الایة الی ان الله تعالی لما خلق الارض و اودع فیها ماشاء من القوی الروحانیة التي بها قوامها و نظامها و جعل کل صنف من القوی مخصوصا بنوع من انواع المخلوقات لا یتعداه خلق بعد ذلک الانسان واعطاه قوة یکون بها مستعدا للتصرف بجمیع هذه القوی و تسخیرها في عمارة الارض و عبر عن تسخیر هذه القوی له بالسجود الذي یفید معني الخضوع والتسخیر و جعله بهذا الاستعداد الذي لاحد له والتصرف الذي لم یعط لغیره خلیفة الله فی ارضه لانه اکمل الموجودات في هذه الارض و استثنی من هذه القوی قوة واحدة عبر عنها بابلیس و هي القوة التي تعارض في اتباع الحق و تصد عن عمل الخیر و تنازع الانسان في

روکتي هی جن سے اُس کي خلافت کي تکميل هوتي هی اور وہ ان مراتب کمال تک پہونچ جاتا هی جن کي استعداد اور قابليت اُس ميں وديعت کي گئي هی *

اُستاد فرماتے هيں که اگر کسي شخص کا دل اس تاويل کے قبول کرنے کي طرف مائل هو تو اس کے ليئے مذهب کي طرف سے کوئي چيز مانع نهيں هی..... ميں کہتا هوں که آيات کي ترتيب اور تنسيق سے اس تاويل کي تائيد هوتي هی- کيونکه يهه مطلب جو بطور حکايت کے تمثيل کي صورت ميں ظاهر کيا گيا هی اس آيت کے بعد آيا هی " هوالذي خلق لکم مافي الارض جميعا " استاذ کے قول سے ايک بات اور بهي سمجهي جاتي هی جس کي اُنهوں نے تصريح نهيں کي شايد اُنهوں نے اُس کو بديهي سمجهکر چهوڑ ديا هی- اور وہ يهه هی که زمين کي تمام رحماني قوتيں اور تمام طبعي نواميس انسان کے ليئے مسخر اور منقاد پيدا کي گئي هيں اور اُس ميں اپني مصلحتوں کے ليئے ان کو مسخر کرنے کي قابليت وديعت کي گئي هی، سواے اُس ايک قوت کے جو هميشه بدي اور شرارت کي طرف اُکساتي اور انساني کمالات کي حد تک پہونچنے سے باز رکهتي هی — پس ان آيات سے يهه معلوم هوتا هی که گو انسان کتني هي ترقي کر جاے اور کتنا هي کامل هو جاوے وہ هرگز اس قوت کو مغلوب اور مقهور نهيں کرسکتا — زيادہ سے زيادہ يهه هی که کامل لوگ شيطاني خطرات کے تاگوار نتايج سے محفوظ رهتے هيں اور اُن کے نفوس اس قوت کے مسخر هوکر بدي پر آمادہ نهيں هوتے جيسا که خداوند تعالی نے فرمايا هی " ان عبادي ليس لک عليهم من سلطان " اور نيز فرمايا هی " ان الذين اتقوا اذا مسهم طائف من الشيطان تذکروا فاذا هم مبصرون " همارے دعا هی که خدا هم کو بصيرت اور پرهيز گاري کي توفيق دے اور شيطان رجيم سے محفوظ رکهے *

صرف قواہ الی المنافع والمصالح التي تتم بها خلافته فيصل الی مراتب الکمال الوجودي التي خلق مستعدا للوصول اليها *

قال الاستاذ : و لو ان نفسا مالت الی قبول هذا التاويل لم تجد في الدين ما يمنعها من ذلک والعمدة علی اطمينان القلب و رکون النفس الی ما ابصرت من الحق - و نقول ان ترتيب النظم بالتئم معه فان هذه المعاني التي وردت بصيغة الحکاية و برزت في صورة التمثيل جاءت عقيب قوله تعالی " هوالذي خلق لکم ما في الارض جميعا " - و بقي شيء واحد بفهم مما قاله الاستاذ ولا اذکر انه صرح به و لعله ترکه لوضوحه و هو ان کل قوة من قوی هذه الارض و کل ناموس من نواميس الطبيعة فيها خلق خاضعا للانسان و خلق الانسان مستعدا لتسخيره لمنفعته الا قوة الاغواء بالشر و ناموس الوسوسة بالاغواء الذي يجذب الانسان دائما الی شر طباع الحيوان و يعيقه عن بلوغ کماله الانساني فالظاهر من الايات ان الانسان لا يغلب هذه القوة ولا يخضعها مهما ارتقی و کمل و قصاری ما يصل اليه الکاملون الحذر من دسائس الوسوسة والسلامة من سوء عاقبتها بان لا يکون لها سلطان علی نفس الکامل تجعله مسخرا لها و تستعمله بالشر و کما قال تعالی " ان عبادي ليس لک عليهم سلطان " و قال عز و جل " ان الذين اتقوا اذا مسهم طائف من الشيطان تذکروا فاذا هم مبصرون " فنسل الله تعالی ان يجعلنا من اهل التقوی والبصيرة و ان يعيذنا من الشيطان الرجيم *

همارے بيماري کيا هی اور اُس کا علاج کيا ؟

نمبر (۱)

جو شخص همارے اسلاف کي اُس حالت کو جو ابتداے اِسلام سے چند صديوں تک تهي همارے موجودہ حالت کے ساتهه مقابله اور موازنه کريگا ، تو اُس کو يهه دونوں حالتيں اِس قدر مختلف اور بهه وجوہ متناقض معلوم هونگي — که اگر وہ حيرت اور استعجاب کے عالم ميں تمام تاريخي روايتوں اور تمام قوموں کے مورخوں کے بيانات کي تکذيب کرنے پر آماده هوجاوے تو کچهه بعيد نهيں هی *

وہ تاريخ کے آئينه خانه ميں ايک ايسي قوم کو ديکهيگا لگا جس پر نه کبهي کوئي آسماني کتاب نازل هوئي تهي ، نه اُس ميں کوئي مجدد اور مصلح پيدا هوا تها ، اور نه اُس پر تمدن اور شايستگي کا کسي وقت سايه پڑا تها - بلکه اس کے برعکس وہ قوم ايسے قبائل و عشائر سے مرکب تهي ، جو ايک دوسرے کي جاني دشمن اور خون کے پياسے رهتے تهے — قتل و غارت اور لوٹ مار ان کا پيشه تها — آپس ميں لڑنا جهگڑنا اور باهمي جدال و قتال ميں مصروف رهنا ان کے ليئے ايک قابل فخر بات تهي — نه کوئي سياسي مصلحت ان کو ملانے والي اور نه کوئي ديني رابطه ان ميں اِتحاد و اِتفاق پيدا کرنے والا تها — بلکه وہ ايک دوسرے سے بالکل الگ هوکر آوارگي کے عالم ميں متفرق اور منتشر پهرتے رهتے تهے — ديگر قوموں کے فاتحوں نے ان کو آزاد چهوڑ رکها تها ، نه اُن کي قوت اور سطوت کے خوف سے ، بلکه صرف بيفائده سمجهکر— اور يهه خيال کرکے که اِس فتح ميں جو تکليف اُٹهاني پڑيگي اور جس قدر جانيں ضايع هونگي اُن کا کافي معاوضه نهيں مل سکتا — تاريخ کے آئينه خانه ميں اس کو نظر آئيگا ، که جس قوم کي يهه حالت تهي وہ يکايک اپني خواب غفلت سے بيدار هوئي ، تنزل اور پستي کے گڑهے سے اُس نے اپنا سر نکالا ، اور دوسري قوموں کو ايک ايسي هولناک آواز کے ساتهه پکارا جس سے سب کي نگاهيں اُس کي طرف لگ گئيں - اِس کے بعد اُس نے فتوحات کا جهنڈا بلند کيا جس سے تمام زمين کانپ اُٹهي ، اور دنيا کي بڑي بڑي

تفضت گاهوں میں زلزله پیدا هوگیا — گذشته فاتح قوموں کي طرح مفتوح اور مغلوب قوموں کے مال و اسباب لوٹنے اور کھسوٹنے کے لیئے نهیں، بلکه حق کا بول بالا کرنے، باطل کے آثار کو نیست و نابود کرنے، جور اور ظلم کو مٹانے، عدل و اِنصاف کي بنیاد قایم کرنے، جباروں اور خود سروں کي گردن جھکانے، باطل پرستوں کي عزت اور برتري کي عمارتوں کے پامال کرنے، مغلوب اور مقهور قوموں کو ذلت اور ادبار کے گڑهے سے نکالنے، اُن کو ظالم و ستم کے پنجوں سے چھڑانے، امن و آزادي قایم کرنے، اور علوم فنون کے دروازے کھولنے کے لیئے اُس نے اپني فتوحات کا سلسله شروع کیا — اُسکي فتوحات کا یهه سیلاب چند صدیوں تک اپني معمولي رفتار کے ساتهه جاري رها جسکي نظیر دنیا کي تاریخ میں نهیں مل سکتي — اِس وقت دنیا کي قومیں نهایت حیرت اور اِستعجاب کے عالم میں اُس کو دیکهه رهي تهیں، اور اُن کو معلوم نهیں تها که یهه رفعت اور برتري کي روح کهاں سے پیدا هوئي هی — وه حیران تهیں که اِس سیلاب کو کسطرح روکیں — بعض قوموں نے اُس کے آگے اپنا سر جهکایا اور اُس نے اُن کو سعادت و فلاح کي بلندي پر پهونچایا، اور بعض قوموں نے اُس کے مقابله میں سپر ڈال دي جن کے اوپر سے وه اِس طرح گذر گیا، جس طرح تیز اور تند طوفان بے حس و حرکت چیزوں کے اوپر سے گذر جاتا هی •

تاریخ کے آئینه خانه میں یهه تمام باتیں صاف صاف نظر آئینگي — اس کے بعد کیا نظر آئیگا؟ اس کے بعد اُس کو ایسي نسلیں نظر آئینگي جنکو اپنے اسلاف کي وراثت میں ناموں کے سوا کچهه بهي حصه نهیں ملا — اور ان کے متبرک آثار میں سے تاریخ و سیر کے صرف چند بوسیده اوراق ان کے پاس باقي هیں، جنکا مطالعه وه ایک قسم کي عبادت سمجهنے لگے هیں — اپنے اسلاف کي کوششوں اور کارناموں کي انهوں نے کچهه بهي قدر نهیں کي، صرف ان کي فتوحات کي داستانوں کے پڑهنے اور سننے کو باعث یمن و برکت خیال کرتے هیں — اور ان کے سچے عقاید کو تحریف کرکے اپنے نفوس کي خواهشوں کے موافق بنانا چاهتے هیں •

وه سستي اور کاهلي میں مبتلا هوگئے، اور دنیا کي دائمي کشمکش سے قطع تعلق کرنے اس کو ریاضت اور نفس کشي میں شمار کرنے لگے، جسکا نتیجه یهه هو — که دولت اور ثروت سے محروم هوکر ذلت اور تنگدستي اور فلاکت میں گرفتار هوئے — غیرت اور حمیت ان کي بالکل جاتي رهي، حق کي محبت جو ان کے آبا و اجداد کي ایک ممتاز صفت تهي ان سے رخصت هوئي، وه دنیا میں اپنے آپ کو حقیر اور ذلیل اور بدترین اقوام سمجهنے لگے، اور اس لیئے ذلت اور حقارت کے ساتهه ان کا مانوس هوجانا اور اُس پر قناعت کرنا اُن کے لیئے ایک ضروري امر تها •

جو شخص ان دونوں حالتوں کا ایک دوسرے کے ساتهه مقابله اور موازنه کریگا، اُس کو نهایت تعجب هوگا اور اُس کي عقل کو سخت حیراني اور پریشاني پیش آئیگي، اور وه اس حیرت اور استعجاب کے عالم میں یهه سوال پوچهنے کے لیئے مجبور هوگا: کیا هم اُسي عظیم‌الشان قوم کي اولاد هیں؟ کیا هم اُس کي عزت اور برتري کے وارث اور اُس کي عظمت اور جلال کي میراث پانے والے هیں؟ کیا هم اُس کے طریقوں پر چلنے والے اور اُس کے عقاید پر اعتقاد رکهنے والے هیں؟ وه روح کیا چیز تهي، جس نے اُس پر اپنا مبارک سایه ڈالا تها؟ کیا همارے آبا و اجداد ایسے قوی اور ملکات سے متمتع تهے جن سے هم محروم کیئے گئے هیں؟ ان کي ترقي اور برتري کا کیا سبب تها اور همارے تنزل اور انحطاط کا کیا باعث هی؟ •

یهه ایسے سوالات هیں جو هر شخص اپنے دل میں کرتا اور اپنے دل هي دل میں اُن کا جواب دے لیتا هی — جسقدر همارې قوم کے افراد کي عقلوں اور خیالات مختلف هیں، جسقدر ان کي سوسائیٹي اور تربیت میں اختلاف هی، اُسي قدر یهه جوابات بهي باهم مختلف اور متناقض هوتے هیں — هر شخص اپنے جوابوں کي صحت پر اصرار کرتا اور اُن کو دوسروں سے چهپانا چاهتا هی، یا شاید اپنے کسي خاص دوست پر ظاهر کرتا هی — اور اس لحاظ سے همارې قوم میں اس قدر فرقے پیدا هو گئے هیں جن کي تعداد عرب کے بدوي قبیلوں اور وحشي فرقوں سے بهي زیاده هی — همارې جمعیت کي شکل بالکل ظاهري هی — ایک سمت اختیار کرنے اور ایک راسته پر چلنے کے لحاظ سے هم بالکل مختلف اور متفرق هیں •

همارې قوم کي ایک جماعت اپنے دل میں ان سوالات کا یهه جواب دیتي هی، که مذهب اور قرآن مجید کي پیروي همارے آبا و اجداد کي ترقي کا اصلي راز تها، اور سواے مذهب کي طرف رجوع کرنے اور تمام باتوں میں صرف قرآن مجید پر بهروسه کرنے کے همارے موجوده مرض کي کوئي دوا نهیں هی — یهه جماعت اپنے اس قول کي صرف زباني پیروي کرتي اور اپنے آپ کو قوم کي دیگر افراد سے بهت دور سمجهتي هی — مگر وه لوگوں کو اپنے اس قول کي طرف رهنمائي کرنے سے قاصر هی که "مذهب کو مضبوط پکڑو اور قرآن مجید کي تعلیم پر عمل کرو" نه وه اس بحث میں پڑنے کي زحمت گوارا کرتي هی که مذهب کي حقیقت کیا هی، اور اُس کي حقیقت کے سمجهنے میں لوگوں کے ادراکات نے کیا کیا غلطیاں کي هیں؟ اور نه وه اس اهم بحث میں غور و فکر کرتي هی که اسلام کي تعلیم کو سوسائٹي اور وقت اور موقع اور حادثات کے ساتهه کیا تعلق هی •

اس گروه کے افراد کي تعداد اگرچه زیاده هی، مگر اُس کا شیرازه جمعیت اسقدر پراگنده هی، که اُس کو ایک ایسي باقاعده جماعت خیال کرنا جسکي کارروائي کے لیئے ایک نظام مخصوص هو، اور جو عام لوگوں کے دلوں کو اپني طرف کهینچنے کے لیئے کوشش کرتي هو صحیح نهیں هی — کیونکه اُس کو اُن شبهات کے حل کرنے کي قدرت نهیں هی جو دوسرے فرقے اُس کے برخلاف قایم کرتے هیں، اور نه وه اپنے اعتقادات اور اعمال میں تطبیق دے سکتي هی — اس جماعت میں سے ایک شخص صبح کي نماز ادا کرتا هی جس سے فارغ هوکر وه ایسے احکام اور مواعظ و نصائح کي تلاوت کرتا هی، جن کي صحت میں اُس کو بالکل تردد اور کسي

قسم کا شک و شبہہ نہیں ہوتا — اس کے بعد وہ اپنے مکان سے نکلتا اور ایسے کام کرتا ہی جو اُس کي نماز اور دعا کے بالکل منافي ہوتے ہیں ' اور جو کچھہ اس نے اپني نماز اور مناجات میں ثواب حاصل کیا ہی اُس کو وہ بالکل غارت کردیتا ہی — اس کے بعد وہ لاحول پڑھتا اور اپنے نفس کو اس امر کا یقین کرنے کے لیئے مجبور پاتا ہی ' کہ دیندار آدمي کے لیئے ضروري ہی کہ وہ کوئي کام نکرے ' اور یہہ کہ مذہب کے قواعد انسان کے دنیوي کار و بار کے ساتھہ نہیں چل سکتے — اور وہ اپنے نفس کو اُمید دلاتا ہی کہ وہ عنقریب تمام کار و بار ترک کرکے خلوت نشیں اور گوشہ گزیں ہوجائیگا •

یہہ سخت مقام اُس کو مجبور کرتا ہی ' کہ وہ اپني زبان کو وعظ و نصیحت سے روکے اور دنیا داروں اور دولتمندوں کي طرف سے نذر و نیاز قبول کرنے میں اپني حمیت کو باز رکھے — کیونکہ وہ خود اپنے عقاید اور اعمال میں تناقض دیکھتا ہی — اور وہ اپنے ہم خیال لوگوں کو دیکھتا ہی' کہ وہ باوجودیکہ ایک ہي اصل کي طرف منسوب ہیں — مگر ان میں ہر شخص نے اپنے لیئے ایک جداگانہ سمت اختیار کر رکھي ہی — اور ایک غرض پر اُن کے متحد اور متفق ہونے کو نا ممکن خیال کرتا ہی — جس جماعت کي ایسي حالت ہو ' وہ ایک ایسي جماعت نہیں سمجھي جا سکتي جو اپنے خاص اصول کي پابند ہو ' اور جس میں ایسے افراد کے پیدا ہونے کي اُمید ہوسکے جو قوم کي عزت اور عظمت کي بنیاد کو قایم کریں — اور نہ اُس سے ایسے واعظ نکل سکتے ہیں جن کي پر جوش تقریریں طبیعتوں پر اثر کرنے والي ہوں' اور جو لوگوں کے خیالات میں انقلاب پیدا کرسکیں •

ہماري قوم میں ایک دوسري جماعت ہی' جس نے کسیقدر مغربي علوم و فنون حاصل کیئے ہیں ' اور زندگي کي کشمکش اور دنیوي کاروبار کي سخت مزاحمتوں میں دوسروں کے ساتھہ شریک ہوگئي ہی - اس نے اِن سوالات کے ایسے جوابات دیئے ہیں جو اُن احکام سے مستنبط ہوتے ہیں جو علم نے اِس زمانہ میں باطل مذہبوں کي نسبت نافذ کیئے ہیں — چونکہ ان کے ساتھہ مناظرہ اور مباحثہ کرنے والے ان علوم سے محض ناواقف ہیں جن پر اُنہوں نے اپنے استدلال کي بنیاد رکھي ہی' اِس لیئے ان جوابات کي صحت اُن کے ذہنوں میں اور بھي زیادہ راسخ ہوگئي ہی — پس اُنہوں نے قطعي طور پر فیصلہ کردیا ہی کہ مذہب کا زمانہ گذر چکا ' اور مذاہب صرف اُسي زمانہ میں مفید تھے جب کہ اِنساني افراد میں نوامیس عالم اور قوانین قدرت سے ناواقف ہونیکي وجہ سے ان کے قبول کرنے کي استعداد اور قابلیت موجود تھي — اِس کي بنیاد پر ان کي یہہ راے قایم ہوگئي کہ علم عنقریب دنیا میں مذہب کے قایم مقام ہوجائیگا — وہ مذہب کے ماننے والوں کي طرف خطاب کرکے کہتے ہیں کہ " اگر جیسا کہ تمہارا قول ہی مذہب اِنسان کے لیئے ایک ضروري اور لابدي چیز ہی جسکے بغیر نہ اِنسان کو حقیقي زندگي نصیب ہوسکتي ہی اور نہ تمدن اور شایستگي اپنے معراج کمال پر پہونچ سکتي ہی ' تو کیا وجہ ہی ' کہ دنیا کي شایستہ قوموں نے اُس کا طوق اپني گردن سے اُوتار پھینکا ہی ' اور اہل مذہب کے ساتھہ کھلم کھلا دشمني کرنے پر آمادہ ہیں — مگر باوجود اسکے وہ باہمي اتحاد اور ان کے خواہشات اور اغرض کے متفق ہونے کے احاطہ سے اِس مرتبہ کو پہونچي ہیں جو پابند مذہب قوموں کے خواب و خیال میں بھي نہیں آیا — یہہ کیسا تناقض ہی ؟ " — غرض کہ وہ اسي قسم کے اشکال اور اعتراضات پیش کرتے ہیں — اور جبکہ اپنے گرد و پیش بالکل سکوت اور عالم خاموشي دیکھتي ہیں ' اور کوئي شخص اُنہوں کے علوم سے اُن کے اعتراضات کي تردید نہیں کرتا — تو یہہ اعتراضات اُن کے ذہنوں میں اور بھي زیادہ راسخ اور مستحکم ہوجاتے ہیں •

اِس جماعت کے افراد صرف ہماري جدید نسل کے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں پائے جاتے ہیں — اگر اِس جماعت کے لیئے ایک خاص سمت ہوتي اور ایک مشترک مقصد اور متحد غرض کے لیئے وہ کار روائي کرتي ' تو بے شک وہ ملک کي نہایت عظیم‌الشان اور قابل شکر گذاري خدمات انجام دیتي اور اُس کا بے دین ہونا ہمارے لیئے چنداں مضر نہ ہوتا — مگر ایسا نہیں ہی — کیونکہ اُس کے افراد میں خاندان اور سوسائیٹي کے اِختلاف کے لحاظ سے سخت تناقض پایا جاتا ہی — کیونکہ اِسلامي عقاید کے آثار جو اُنہوں نے اپنے آبا و اجداد سے میراث میں پائے ہیں اب تک ان کے دلوں میں موسوم اور منقوش ہیں — پس اُن کے علمي احکام اور فلسفي مسائل ' اور ان مذہبي آثار کے درمیان جو اُنہوں نے اپنے اسلاف سے میراث میں پائے ہیں ' ایک دائمي جنگ و جدل کا سلسلہ جاري رہتا ہی جس کا شعلہ کسیوقت بھي خاموش نہیں ہوتا — ملک کي آب و ہوا کي تاثیر اُن کے مزاج پر اور اُس کے حالات کا اثر ان کے ارادوں پر اِس کے علاوہ ہی — جس گروہ کي حالت ایسي ہو ' اور نہ اُس نے اپنے لیئے کوئي خاص سمت قرار دي ہو — تو اُس سے قوم بہتري کي کوئي بڑي اُمید نہیں کي جاسکتي — اور نہ یہہ ممکن ہی ' کہ وہ قوم کا ایک متحرک حصہ ہوسکے جو قوم کي مجموعي زندگي پر کوئي معقول اثر ڈال سکے •

ہماري قوم میں ایک تیسري جماعت بھي ہی جو ان دونوں جماعتوں کے درمیان میں حیران کھڑي ہی ' وہ نہ پہلي جماعت کي طرف جاسکتي ہی اور نہ دوسري جماعت میں اپنے آپ کو شامل کرسکتي ہی — کبھي تو پہلي جماعت کي تاثیر سے مذہب کي خوبي اور عقاید کي روشني اُس کے خیالات اور احساسات پر اپنا اثر کرتي ہی' اور کبھي دوسري جماعت کے شکوک اور شبہات اُس کے دل میں جاگزیں ہوجاتے ہیں اور اُسکے آئینہ قلب پر وہي اثر کرتے ہیں جو مرطوب ہوا روشن اور مجلا آئینہ کے ساتھہ کرتي ہی — پس اس تردد اور تذبذب کے عالم میں یہہ جماعت حیرت زدہ ہو رہي ہی — نہ اُس کے لیئے کوئي خاص سمت ہی اور نہ اس نے اپنے لیئے کوئي غرض و غایت قرار دي ہی •

اب صرف عوام‌الناس کي ایک جماعت باقي رهگئي هی - اگرچه یهه قوم میں سب سے بڑي جماعت هی مگر وه في نفسه مستقل نهیں هی- بلکه وه تمام حالات میں خاص لوگوں کي حرکات کے تابع هی- اس‌لیئے هم اُس کي نسبت گفتگو کرنا ضروري نهیں خیال کرتے هیں •

هماري قوم میں جو خاص لوگ کهلاتے هیں اور جن پر هماري تمام قومي اُمیدوں کا انحصار هی کیا در حقیقت ان کي بهي تین حالتیں نهیں هیں ؟ پس جبکه یهه حالت هی اور هماري احساسات اور خیالات میں اس قدر تناقض اور تباین اور هماري افراد کے شیرازه جمعیت میں اس قدر پراگندگي اور انتشار هی - تو کس طرح تمام قوم میں ایک نصیحت یا ایک دعوت اثر کرسکتي هی ؟ مجهکو بتلاؤ که ایک خاص سمت قرار دینے کے بغیر کب کوئي قوم ترقي کے میدان میں قدم زن هوئي هی، اور کسي خاص غرض اور غایت مقرر کرنے کے بغیر کب ترقي کي هی ؟ - کب کسي قوم نے دوسري قوموں کے مقابله میں قدم بڑهایا هی، اور دنیا کے حادثات کا نهایت دلیري اور ثابت قدمي اور دلي اطمینان کے ساتهه مقابله کیا هی - اگر اُس کے لیئے زندگي میں کوئي ایسي غرض و غایت نه تهي جو تمام اغراض اور غایات میں اشرف اور اعلی هو ؟ پس اب میں پوچهتا هوں که هماري مقرره سمت کیا هی ؟ اور هماري غرض کیا هی ؟ •

مسلمانوں کے اصلي مرض کا پهلو اور ان کي پوشیده بیماري کا مقام یهي هی- اور یهه بیماري اس قدر مهلک هی که جب تک اُسکا بالکل قلع قمع نهوجائیگا اُس‌وقت تک نه کوئي جهاز پهونک اور منتر جنتر هم پر اثر کرسکتا هی، اور نه کوئي نصیحت هم کو فائده پهونچا سکتي هی- اور هم تمدني زندگي کے لحاظ سے اسیطرح مختلف اور متفرق الخیال رهینگے اور هم میں هرگز اتحاد و اتفاق نه پیدا هوگا •

اِس مقام پر پهونچنے کے بعد هم کو مناسب معلوم هوتا هی - که هم اپنے آیندہ مضامین کے سلسله میں مندرجهٔ ذیل مباحث کي نسبت گفتگو کریں (۱) کیا همارے لیئے ممکن هی که هم بغیر کوئي خاص سمت قرار دینے کے زنده رهسکیں ؟ (۲) کس طرح پر هم اپنے لیئے ایک خاص سمت قرار دے سکتے هیں جس میں هم اپني تمام مجموعي قوتوں کو فنا کردیں، اور اُس کا ان تمام چیزوں سے زیاده احترام کریں جن کي هم سب سے زیاده عزت کرتے هیں ؟ (۳) کیا همارے لیئے اسلام سمت هو سکتا هی، جیساکه وه همارے آبا و اجداد کے لیئے تها ؟ (۴) کیا اسلام اُن شباهات سے چهوٹنے پر قادر هوسکتا هی جو دیگر مذاهب نے اُس کي نسبت پیدا کردیئے اور اُس کو اپنے پیروؤں کے لیئے سمت هونے سے روکدیا هی ؟ (۵) کیا یهه ممکن هی که اسلام ایک عظیم‌الشان قوم کے لیئے سمت بن سکے، ایک ایسے زمانه میں جبکه طبعي علوم نے فیصله کردیا هی که مذهب کا زمانه گذر چکا ؟ (۶) اِن دونوں میں کس طرح تطبیق ممکن هی : ایک تو همارا یهه اعتقاد که انسان کے لیئے مذهب ایک ضروري چیز هی اور بغیر اُس کے زندگي کي تکمیل نهیں هوسکتي— اور دوسري وه حالت جس کو هم اپني آنکهوں سے دیکهه رهے هیں که دنیا کي بڑي بڑي عظیم‌الشان قوموں کي بنیاد میں مذهب کو کچهه دخل نهیں - بلکه حقیقت میں مذهب کے ڈهئے هوئے کهنڈروں پر اُن کي عظمت کي بنیاد قایم هوئي هی •

یهه تمام نهایت ضروري اور اهم مباحث هیں جو فلسفه حال کے بهت بڑے مطالب هیں- تمام مسلمانوں کو انمیں غور و خوض کرنا نهایت ضروري هی - کیونکه یهه اِن کي آیندہ حالت سے نهایت قوي تعلق اور گهرا ارتباط رکهتے هیں — لیکن بغیر کوئي خاص سمت قرار دیئے زنده رهنے پر اصرار کرنا، یا اُس کي نسبت بحث کرنے سے غفلت کرنا، یا اِس باره میں اپني راے ظاهر کرنے سے اجتناب کرنا، یا ان اهم اور عظیم‌الشان مباحث کي نسبت غور و فکر کرنے میں کوتاهي کرنا، یهه ایک ایسا گناه هی جو کسي طرح معاف نهیں هوسکتا اور خصوصا ایسي قوم سے جو دنیا میں زنده رهنا چاهتي هی •

(المرید)

عدد التاریخ معروف زنبیل تاریخي

یهه نایاب کتاب فن تاریخ گوئي میں اپنا جواب نهیں رکهتي - پهلے حصه میں جو پهلے چهپ چکا هی فن تاریخ گوئي کے تمام اُصول، قواعد اور گُر، معه نادر تاریخي نقشوں کے درج هیں - قیمت ایک روپیه هی - دوسرا حصه جو ابهي ابهي تیار هوا هی اس کي ضخامت ۳۴۸ صفحه هی - کاغذ عمده قسم کا سفید لگایا گیا هی — چهپائي لکهائي بهت هي خوشخط اور اعلی درجه کي هی - تقطیع ۲۰ + ۲۶ هی - اِس میں کئي لاکهه تاریخي مادے جمع کیئے گئے هیں— یعني عدد کے لفظوں سے ایکر دو هزار ۲۰ تک تاریخي الفاظ، فقرات محاورات، ضرب‌الامثال، آیات حدیث، نام اُردو، فارسي، عربي، هندي کے درج هیں - خوبي یهه هی که تمام موضوع لفظ لیئے گئے هیں اور هر ایک عدد کے اسقدر مادے لکهے گئے هیں که اُس سے زیاده هونا بالکل ناممکن هی •

جتنے اعداد کي تاریخ کي آپ کو ضرورت هو فورا کتاب کهولکر عمده مادہ بلا سوچے سمجهے نکال لیجیئے - سب سے زیاده خوبي یهه هی که کوئي مادہ ایسا نهیں هی که جس کے عدد صحیح نه نکلیں — اِسوقت تک جسقدر کتابیں اِس فن میں چهپي هیں کسي میں یهه نقص هی که الفاظ اسقدر کم هیں که ضرورت پوري نهیں هوتي — کسي میں الفاظ مهمل زیاده هیں - کسي کے مادے غلط هیں اور صحیح عدد نهیں نکلتے- اِس کتاب میں اِن تمام نقایص کو رفع کردیا هی — اور باوجود اِن تمام خوبیوں کے قیمت صرف صه۸ر اور دونوں حصه یکجائي صه۱۴ کو •

المشتهر

ایس ابن علي ا یتر اخبار نهر اعظم مرادآباد

یکم جولائي سنه ۱۹۰۲ ع

اِشتہارِ عام

باغات علیگڈہ کالج میں بالفعل قلم انبہ کے تیار ہیں اور تمام مقامات کي پودہ سے یہاں کي پودہ چیدہ اور منتخب ہی - چنانچہ بنارس کا لنگڑا یہاں کے لنگڑے کا مقابلہ نہیں کرسکتا - لیکن با اینہمہ ہرایک درخت آؤر مقامات کي نسبت ارزاں قیمت میں جس کي تفصیل ذیل میں درج کي جاتي ہی ملتا ہی - جو شخص سو درخت لیگا اُس کے ساتھہ زیادہ رعایت کي جاویگي *

لنگڑا	فجري	زردہ
۱۲/	۸/	۸/
عنایت خاں کا نردہ	سپیدہ	
۱۲/	۸/	

المشتہر ——— تہر
سید عباس حسین پروفیسر

رسالۃ التوحید

یہہ کتاب عربي زبان میں مصر کے ایک مشہور اور زبردست فاضل شیخ محمد عبدہ المصري کي جدید تصنیف ہی جس کي بعض نہایت اہم اور ضروري فصلوں کا ترجمہ مولوي رشید احمد صاحب انصاري نے علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شایع کیا تہا جس کي کچھہ جلدیں کتاب کي شکل میں علحدہ بہي چھاپي گئي ہیں - قیمت في جلد ایکروپیہہ - منیجر ڈیوٹي شاپ مدرسۃالعلوم علیگڈہ سے درخواست کرنے پر مل سکتا ہی *

تحریر المرأۃ

کتاب تحریر المرأۃ کا اُردو ترجمہ جو علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں مسلسل شایع ہوتا رہا ہی اور جو عام طور پر پسند کیا گیا ہی اب ختم ہوچکا ہی اور اُس کي کچھہ جلدیں فروخت کے لیئے جداگانہ بہي چھاپي گئي ہیں *

مصنف نے اس کتاب میں مقدمہ اور تمہید کے بعد عورتوں کي تعلیم و تربیت پر مختلف پہلوؤں سے بحث کي ہی اور نہایت پر زور اور یقیني دلایل کے ساتھہ اُس کي ضرورتوں کو ثابت کیا ہی - اس کے بعد دوسرے باب میں پردہ کي بحث ہی جس پر مصنف نے مذہبي اور تمدني پہلو سے نظر ڈالي ہی - تیسرے باب میں یہہ ثابت کیا ہی کہ قوموں کي ترقي اور تنزل کے جسقدر مختلف اسباب ہیں اُن میں سب سے زیادہ اہم عورت کي ترقي اور تنزل ہی - چوتھے باب میں شادي طلاق اور تعدد ازواج پر نہایت خوبي اور عمدگي سے بحث کي ہی *

قیمت في جلد ایک روپیہ ہی — جو صاحب چاہیں منیجر ڈیوٹي شاپ مدرسۃالعلوم علیگڈہ سے طلب کرسکتے ہیں *

علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ

شرح قیمت اخبار

یہہ اخبار ہفتہ میں ایک بار چھپتا ہی اور ہر پنجشنبہ کو شایع ہوتا ہی *

اخبار کا جاري رہنا معاونین کي اعانت اور قیمت اخبار کے وصول ہونے پر منحصر ہی *

معاونین اخبار وہ حضرات سمجھے جاوینگے جو سالانہ عطیہ یا اس سے زیادہ عنایت کریں *

قیمت سالانہ پیشگي علاوہ محصول	...	۶/
ایضا ایضا معہ محصول	...	۸/
قیمت ششماہي علاوہ محصول	...	۳/
ایضا ایضا معہ محصول	...	۴/
قیمت سہ ماہي علاوہ محصول	...	۲/
ایضا ایضا معہ محصول	...	۲/
قیمت في پرچہ	...	۴/

اُجرت چھاپہ اشتہارات

اشتہار ماسٹروں اور [illegible] کا بغرض حصول نوکري کے کالج یا اسکول میں ہر دفعہ کے لیئے ... ۸/

بقیہ اشتہارات ہر دفعہ کے لیئے في سطر کالم ... ۲/

FOR SALE.

A Galley Press, with Iron Inking Table attached, by Miller and Richard, with Iron Stand, 29" × 6" inches, almost new, and in thorough good working order. Price for new one Rs. 216. Present Price Rs. 170.

Apply to the Registrar, M. A.-O. College, Aligarh.

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.
علیگڈہ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 29. } THURSDAY, 17th JULY 1902. روز پنجشنبہ ۱۷ جولائي سنہ ۱۹۰۲ ع { سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۲۹

تار برقي کي خبريں

جنگ ٹرينسوال

لارڈ کچنر کي الوداع فوج کو

لندن ۸ جولائي

لارڈ کچنر نے ایک الوداعي ایڈریس میں جو اُنہوں نے انگریزي فوج متعینہ جنوبي ایفریقہ سے مخاطب ہوکر فرمائي تمام فوج کا شکریہ بلحاظ عمدہ خدمات کے جو سخت مشکلات اور خطرناک حالتوں میں انجام دي گئیں، اور نیز بلحاظ اُس جفا کشي اور ثابت قدمي کے ادا کیا ہی جو اُس سے ظہور میں آئي اور جو ایک کمانڈر کے واسطے بہ نسبت دلیرانہ عارضي کوشش کے جس کے ذریعہ سے معمولي مدت کے معرکوں میں سخت لڑائیاں فتح کي جاتي ہیں زیادہ تر کارآمد ہی - لارڈ ممدوح نے فوج کو اس کي رحمدلي اور انسانیت پر مبارک باد دي ہی اور بوئروں کي سپاہیانہ صفتوں کا ذکر کیا ہی *

مہاراجہ صاحب بہادر جیپور نے پانچ ہزار پونڈ کنگس ہاسپٹل فنڈ کے لیئے عنایت فرمائے ہیں *

حضور ملک معظم کي شفایابي ہر طرح پر خاطر خواہ ہی *

اخبار ٹائمز بیان کرتا ہی کہ وہ اس بات پر یقین کرنے کي وجہ رکھتا ہی کہ یہہ امر قطعي طور پر طے ہوگیا ہی کہ رسم تاج پوشي ماہ ... آویگي *

لندن ۸ جولائي

رپوٹر کو معلوم ہوا ہی کہ خود حضور ملک معظم تاجپوشي کي نسبت جلدي فرما رہے ہیں — ممکن ہی کہ حضور ممدوح اس سے پہلے چند روز جہاز پر بسر فرماویں، لیکن جبتک کہ تاجپوشي کي رسم ختم نہوئي، اُسوقت تک حضور ممدوح لندن سے باہر تشریف نہیں لیجاوینگے *

لندن ۹ جولائي

حضور ملک معظم کو برابر شفا ہوتي جاتي ہی - حضور ممدوح کو اچھي طرح سے نیند آتي ہی اور طاقت آتي جاتي ہی - زخم آہستہ آہستہ بھرتا جاتا ہی *

اخبار اسٹینڈرڈ نے دہلي کے دربار آیندہ کي نسبت ایک لیڈنگ آرٹیکل میں یہہ بیان کیا ہی کہ وایسرائے اُس کام کے انجام دینے میں مصروف ہیں جو ۲۵ برس پہلے ایک مشتبہ تجربہ خیال کیا گیا تھا — تکلف اور دھوم دھام کے معاملہ میں ہندوستانیوں کے مذاق کا لحاظ کرنا اب ایک عمدہ نظیر خیال کي جاتي ہی — جس کو ایسے ڈھنگ پر ترقي دي گئي ہی جس سے بہ نسبت اس کے جیسا کہ لارڈ لٹن نے سوچا تھا زیادہ تر فائدہ حاصل ہونے کي اُمید ہی *

لندن ۹ جولائي

جو درخواست جین نے ایمریکا سے اِس مضمون کي کي تھي کہ وہ ٹینٹسن کے خالي کرانے میں اُسکو مدد دے اُس میں کامیابي ہوئي ہی اور جو جنرل فیو ملکوں کے ٹینٹسن میں رہتے ہیں اُن کے پاس اُس کے خالي کرنے کي نسبت ہدایات پہونچینگي *

لندن ۱۰ جولائي

اخبار اینسٹ بیان کرتا ھی کہ ملک معظم کي عام تندرستي عموماً نہایت خاطر خواہ ھی حضور ممدوح کو نہایت اچھي طرح نیند آتي ھی اور زخم آھستہ آھستہ مگر اچھي طرح انگور کرتا جاتا ھی اخبار مذکور بیان کرتا ھی کہ " بلحاظ اندیشہ ناک افواھوں کے اس بات کا نہایت صاف صاف الفاظ میں کہنا ھمارا فرض ھی کہ ملک معظم کو اب سرطان کا بالکل خطرہ نہیں ھی " *

اخبار ٹیمس نے ایک آرٹیکل میں یہہ بیان کیا ھی کہ فرانس کو سیام میں اپني کار روائي کي صاف صاف تشریح کرني چاھیئے — فرانس کو اس بات کا اختیار حاصل ھی کہ جس طرحپر وہ مناسب سمجھے اپنے علاقہ کے اندر عمل کرے ' لیکن اُس کو وادي مینم میں اپنے حقوق کي حفاظت کي جانب توجہ کرنا لازم ھی اور یہہ بات صرف اُس حالتمیں ممکن ھی کہ سیام کے باشندوں کو اُس پر اعتماد ھو *

لندن ۱۱ جولائي

شاھزادہ ویلز اور شاھزادي ویلز نے کل شام کو ایوان سینٹ جیمس میں بڑي دھوم دھام کے ساتھہ نوسو کالونیل مہمانوں کي خاطر و تواضع کي — تمام محل اس موقع پر کھول دیا گیا تھا *

شاھزادہ ویلز اور شاھزادي ویلز نے آج صبح کو ایوان سینٹ جیمس میں ھندوستاني مہمانوں سے ملاقات فرمائي *

لارڈ جارج ھملٹن نے ھوس آف کامنز میں بیان کیا کہ جو جلسہ ریسپشن ۴ ماہ حال کو انڈیا آفس میں ھوا وہ ایک ایوننگ پارٹي نہ تھي بلکہ ایک بڑي سرکاري رسم تھي ' کیونکہ وہ اِس بات کي ایک یادگار تھي کہ ملک کي تواریخ میں اول ھي مرتبہ بادشاہ نے زمانہ تجھوشي میں بطور لارڈ پیرے مونٹ آف انڈیا (یعني حاکم اعلی ھندوستان) کي حکمراني فرمائي *

لندن کي کارپوریشن لارڈ کچنر کي خدمت میں ایک ایڈریس طلائي بکس میں رکھکر پیش کریگي اور اُس نے لارڈ رابرٹس ' لارڈ کچنر ' اور اُن افسروں کو جو ٹرینس وال سے واپس آئے ھیں اور ھندوستاني اور کالونیل مہمانوں کو جو بہ تقریب تاجپوشي آئے ھوئے ھیں صلح کي خوشي میں ایک جلسہ ریسپشن میں مدعو کیا ھی *

بادشاہ اٹلي روس کو روانہ ھوگئے ھیں *

ملک معظم کو ھر طرح پر شفا ھوتي جاتي ھی اور اچھي طرح نیند آتي ھی *

جشن تاجپوشي کے واسطے کوئي باضابطہ پیغام دعوت غیر ملکوں کے درباروں کے پاس نہیں بھیجا جاویگا *

تاج پوشي

ایک سرکاري اعلان

لندن ۱۲ جولائي

سررشتہ کے طور پر یہہ اعلان کیا گیا ھی کہ رسم تاج پوشي ۸ و ۱۲ اگست کے درمیان کسي روز عمل میں آویگي ' لیکن جو سواري دوسرے دن نکلنے والي تھي وہ ملتوي کردي گئي ھی *

سلطنت کي طرف سے تاج پوشي کي دعوت کل ایوان گلڈ ھال میں ھوئي — ۶۰۰ مہمان جو تمام سلطنت کے ریپریزینٹیٹو تھے معہ کالونیل وزراے اعظم ' ھندوستاني والیان ملک ' ممبران مجلس کیبینٹ ' لارڈ کرامر ' سردار اور سر ویسٹ رجوے کے موجود تھے مسٹر چیمبرلین کي عدم موجودگي میں لارڈ آنسلو اِس دعوت میں صدر انجمن تھے اور اُنہوں نے متفقہ سلطنت کے ٹوسٹ کي تحریک کي — صاحب ممدوح نے بیان کیا کہ اُن کو یہہ توقع نہ تھي کہ کالونیل کانفرنس کے باعث سے جس کا ایک مقصد تجارت اور حفاظت کي نسبت زیادہ تر ربط ضبط کا پیدا کرنا تھا سلطنت کا اِتحاد قایم ھوجاویگا *

مسٹر بارٹن نے بیان کیا کہ اِس درجہ پر ایک شاھي مجلس کا قایم کرنا محض نا ممکن ھی *

مہاراجہ صاحب بہادر کولا پور نے ھندوستاني والیان ملک اور راجاؤں کي طرف سے اور سر ویسٹ رجوے نے نو آبادیوں کي طرف سے اِس کا جواب دیا *

لارڈ کچنر کي روانگي افروزي

پرجوش مبارکباد

جہاز موسومہ اروٹیوا آج صبح کو مقام سوتھہ ایمپٹن میں پہونچ گیا — چونکہ میجر گارڈن کے چیچک نکل رھي ھی اِس لیئے صرف لارڈ کچنر ' جنرل فرینچ اور جنرل ایون ھملٹن کو معہ اِسٹاف کے جہاز سے اترنے کي اِجازت دي گئي — موسم نہایت عمدہ تھا *

جہاز سے اُترتے وقت پارٹي کا اِستقبال پرجوش چیرزکےساتھہ کیا گیا *

لارڈ میر نے لارڈ کچنر کا خیر مقدم کیا اور شہر لندن کي فریڈم ان کو نظر کي *

پنٹاگٹن میں شاھزادہ ویلز نے بڑي سرگرمي کے ساتھہ لارڈ کچنر کا خیر مقدم کیا اور جس وقت لارڈ موصوف ایوان سینٹ جیمس کو تشریف لے گئے تو راستہ میں لوگوں کے انبوہ کثیر نہایت جوش و خروش کے ساتھہ اُنکو چیرز دیتے تھے — جسوقت سواري جس کے آگے آگے لارڈ رابرٹس گھوڑے پر سوار تھےاور اُن کے پیچھے ایک زرق برق جماعت افسروں کي تھي سامنے سے گذري تو حضور ملکہ معظمہ ایوان بکنگھم کے بالا خانہ پر جلوہ افروز ھوئیں — ھائیڈ پارک کے راستے میں ھندوستاني اور کالونیل فوج صف بستہ ایستادہ تھي *

ایوان سینٹ جیمس میں لنچن کے وقت لارڈ کچنر شاھزادہ ویلز کي جانب راست بیٹھے ' اور ڈیوک آف کیمبرج ' لارڈ رابرٹس ' لارڈ سالسبري ' لارڈ لینس ڈون اور مسٹر براڈرک موجود تھے — لنچن کے بعد لارڈ کچنر ملک معظم اور ملکہ معظمہ کي ملازمت کے لیئے تشریف لیگئے *

ملک معظم کے طبیب بیان کرتے ھیں کہ اُن کو جلد تر شفا ھوتي جاتي ھی اور شفاء بہ نسبت اُس کے جیسي کہ اُمید کي گئي تھي کم پیچیدہ ھی ' اور یہہ زیادہ تر حضور ممدوح کے عمدہ کانستي ٹیوشن کي وجہ سے ھی ' یہہ اُمید کي جاتي ھی کہ حضور ممدوح سہ شنبہ کو پورٹس موتھہ میں شاھي جہاز پر سوار ھوسکیں گے *

اس کے بعد معلوم ھوا کہ ملک معظم کو نہایت عمدہ طور پر شفا ھوتي جاتي ھی اور خبر کے پرچہ آیندہ سے دوسرے تیسرے دن مشتہر کیئے جاوینگے *

ڈیوک آف کنات نے ھیمپٹن کورٹ میں ھندوستاني فوج کو تمغہ جات تقسیم فرمائے *

لندن ۱۴ جولائي

پورٹس موتھ میں یہہ اعلان کیا گیا ھی کہ ملک معظم کل شاھي جہاز پر سوار ھوکر مقام کویس کو تشریف لیجاوینگے اور وھاں جہاز لنگر ڈالیگا *

سر مائیکل ھکس بیچ نے استعفا دیدیا ھی *

لارڈ سالسبري وزیر اعظم کا استعفا

لندن ۱۴ جولائي

لارڈ سالس بري نے جمعہ کو ملک معظم کي ملازمت حاصل کي اور اپنا استعفا پیش کیا جس کو حضور ممدوح نے منظور فرمالیا *

ملک معظم نے مسٹر بیل فور کے ساتھہ گفتگو کي اور مسٹر بیل فور نے مسٹر چیمبر لین اور دوسرے وزیروں سے ملاقات کي اور شنبہ کو ملک معظم نے مسٹر بیل فور سے ملاقات فرمائي اور صاحب موصوف نے عہدہ وزارت کو قبول کرلیا *

لارڈ سالسبري نے اپني تندرستي کي خرابي اور کام کي کثرت کي وجہ سے استعفا دیا ھی *

یوني انسٹ پارٹي آج فارن آفس میں طلب کي گئي ھی *

جدید گورنمنٹ کے کانسٹي ٹیوشن اور خاصکر جو جگہہ مسٹر چیمبر لین کو اُن کے رتبہ اور وجاھت کے مطابق دیجاویگي اس کي نسبت لوگ مختلف طور پر خیال بندي کر رھے ھیں *

اخبار نویس اس معاملہ کي نسبت راے دیتے وقت عموما اس بات کو تسلیم کرتے ھیں کہ مسٹر چیمبر لین نے مسٹر بیلفور کے تقرر کو خیر خواھانہ طریقہ میں منظور کرلیا اور اُنکو اپني کامل مدد کا بھروسہ دلایا *

شملہ ۱۵ جولائي

تاج پوشي کیوجہ سے جو ماہ آیندہ میں ولایت میں عمل میں آویگي حضور وایسراے بہادر کے آیندہ دورہ کے پروگرام میں کوئي تبدیلي نہ کي جاویگي ' لیکن ھندوستان میں عام تعطیل غالباً واقعي تاریخ پر قرار دي جاویگي لیکن معلوم ھوتا ھی کہ یہہ تاریخ ھنوز قرار نہیں دي گئي ھی *

بمبئي ۱۱ جولائي

مندرجہ ذیل خبریں ولایت کي ڈاک سے پہلے یہاں موصول ھوئي ھیں *

لندن ۳۰ جون — ڈاکٹر جرٹنگ جو وائنا کے مشہور و معروف سرجن ھیں بیان کرتے ھیں کہ جو آپریشن حضور ملک معظم پر کیا گیا وہ اُس حالت میں کہ مناسب وقت پر کیا جاوے فیصدي ۸۰ صورتوں میں کامیاب ھوتا ھی — جس وقت حضور ممدوح کو فورا آپریشن کي ضرورت کا حال معلوم ھوا جس کے بعد موت کا اندیشہ تھا تو اُنھوں نے کچھہ خوف ظاھر نہیں کیا - ھوش میں آنے کے بعد وہ مسکرائے اور شاھزادہ ویلز سے فرمایا کہ مجھکو بہت آرام معلوم ھوتا ھی — ملک معظم کي جرات اِس آپریشن میں قابل تعریف تھي — اُنھوں نے فرمایا کہ آپریشن ھو یا نہ ھو لیکن میں گرجا ایسي کوجاونگا - ملکہ معظمہ اُن کو اخبارات پڑھکر سناتي ھیں اور اُن کو چرت پینے کي اجازت ھی *

بمبئي ۱۵ جولائي

گجرات کے ایک تاربرقي میں بیان کیا گیا ھی کہ وھاں ھفتہ گذشتہ میں کثرت سے بارش ھوئي ھی — کل اور آج زور سے بارش ھوئي جسکا مجموعہ دو انچھہ تھا - دو دن کے عرصہ میں اس موسم کي کل بارش تمام ضلع میں ۱۶ - اِنچھہ سے کسیقدر زاید ھوئي - اِس وقت بھي کثرت سے مینھہ برس رھا ھی *

کلکتہ ۱۵ جولائي

اخبار انڈین ڈیلي نیوز کے ایک خاص بحري تاربرقي مورخہ لندن ۱۴ جولائي میں یہہ بیان کیا گیا ھی کہ ڈیوک آف ڈیونشائر نے ھوس آف لارڈس میں یہہ بیان کیا کہ یہہ اُمید کي جاتي ھی کہ عہدہ چینسلر خزانہ پر سر مائیکل ھکس بیچ کا بدستور رھنا ممکن ھوگا *

ڈیوک آف ڈیونشائر بالفعل ھاوس آف لارڈز کے لیڈر ھیں *

شاھزادہ واصف علي مرزا رئیس مرشد آباد جو جشن تاجپوشي میں بنگالہ کي طرف سے ریپریزینٹیٹو ھیں بعذر علالت طبع ھندوستان کو روانہ ھوگئے ھیں *

پولیس کمیشن

شملہ ۹ جولائي — مشتہر ھوا ھی کہ کل پولیس برٹش انڈیا کے تمام حالات کي تحقیقات کے لیئے ایک کمیشن مقرر ھوگي — اس میں تنخواہ و نظام و نگراني پولیس کي تفتیش و تحقیق کي جاویگي *

مسٹر فریزر چیف کمشنر ملک متوسط پریسیڈنٹ اور مسٹر جسٹس کنھدي بمبئي ھائي کورٹ اور مہاراجہ دربھنگہ اور آنریبل سري نواسار گھوا اینگر کونسل مدراس اور لفٹننٹ کرنل ملٹگمري پنجاب اور مسٹر کالون بیرسٹر ایٹ لا الہ آباد اور مسٹر ھینکن انسپکٹر جنرل پولیس حیدرآباد اس کے ممبر اور مسٹر اسٹوارٹ انسپکٹر جنرل پولیس مدراس سکرٹري ھونگے *

ھر صوبہ کا ایک لوکل ممبر بھي اپنے صوبہ میں کمیشن کے ساتھہ نشست کرنے کے لیئے مقرر ھوگا *

یہہ کمیشن ۱۵ - اکتوبر کو جمع ھوگي — اس اثنا میں جن لوکل گورنمنٹوں نے کارروائي نہیں کي ھی اُنکو ھدایت کیجائیگي کہ ایک کمیٹي مقرر کریں جس میں ایک شش جج اور سپرنٹنڈنٹ پولیس شریک ھوگا تاکہ صوبے کي طرف سے کیفیت تیار کرے اور ابتدائي شہادتیں لے جو کمیشن کے روبرو پیش ھونگي *

مختلف خبریں

— رزیڈنٹ کشمیر آیندہ سے بجاے اس کے کہ سیالکوٹ کو آیا کریں موسم سرما میں کشمیر میں رہا کریں گے *

— معلوم ہوتا ہی کہ شملہ کالکا ریلوے کي تیاري کا خرچ جس تخمینہ ابتداء میں اسي لاکھ روپیہ کیا گیا تھا ایک کروڑ روپیہ تک پہونچ جاویگا *

— کسي انگریز نے ولایت سے گمنام رقم ۱۰۱/۲ ہزار روپیہ کي بغرض اعانت سنٹرل ہندو کالج بذریعہ مسز اینني بیسنٹ صاحبہ بھیجي ہی *

— شملہ میں نہایت زور شور سے آگ لگي — آٹھ لاکھ روپیہ کے نقصان کا تخمینہ ہوا ہی — کوئي جان ضایع نہیں ہوئي *

— روس نے طہران اور خاص خاص ایراني شہروں میں تجارتي اسکول قایم کیئے ہیں *

— مکتي فوج — خسرو عالیجناب نے حکم دیا ہی کہ مکتي فوج کا ایک شخص ویسٹ منسٹر ابھي میں مدعو کیا جاے *

— اندور کے علاقہ آنہر اور نیمہ اور کھوڑي کے درمیان بارش کا سخت طوفان ۵ جولائي کو آیا — ڈیڑہ میل تک لائن اپني جگہہ سے دو تین فیٹ ہٹ گئي *

— ضلع حصار واقع پنجاب میں جہاں سخت مصیبت لاحق تھي ایسي کافي و وافي بارش ہوئي کہ موضع کے نالاب لبالب ہوگئے غالبا ہانسي کا محتاج خانہ بند ہوجائیگا *

— بمبئي سے رسم الخط اُردو کي اصلاح کے لیئے ایک رسالہ جاري ہونے والا ہی جس کا نام انقلاب ہی — اس رسالہ میں جیسا اعلان میں بیان ہی اُردو زبان کے رسم الخط کي اصلاح پیش کي جائیگي *

— احمد نگر میں پاني کا کال پڑگیا ہی — کاریوں میں لد کر باہر سے پاني آتا ہی اور شہر میں فروخت ہوتا ہی — یہاں بوٹر قیدي بھي بہت ہیں اُن کے لیئے پاني کا خاص بندوبست ہورہا ہی *

— سڑکوں پر روغن پاشي — بمبئي میونیسپل کارپوریشن نے قرار دیا ہی کہ فصل باراں کے بعد بمبئي کي سڑکوں پر آبپاشي کے بدلے پیڑ ولیم تیل چھڑکا جایا کرے *

— لندن میں چیچک — في الحال لندن میں آٹھ آدمي جدید مبتلاے چیچک ہوئے ہیں اور نو سو اکسٹھ مریضان چیچک اسپتال میں زیر علاج ہیں *

— ریاست میسور میں ۷۰ ہزار روپیہ کے سرمایہ سے ایک کمپني قایم ہوئي ہی جو ریشم کے کپڑے پیدا کرکے ریشم کي تجارت جاري کرے گي — اس میں بڑا حصہ ریاست کا ہی — ہر ایک حصہ سو روپیہ کا مقرر ہوا ہی *

— کلکتہ میں کئي روز کے امساک کے بعد ۳ ماہ حال کو زور کي بارش ہوئي — پنجاب میں اکثر جگہہ ترشح ہوا — ساحل بمبئي پر بھي بارش ہو رہي ہی — مگر وسط ہند اور راجپوتانہ اور دکن اور صوبجات متحدہ بدستور انتظار میں ہیں — صوبہ گجرات میں ۳ سال سے متواتر قحط ہی — امسال بھي آثار اچھے نہیں *

— جو دورہ ہز اکسلنسي حضور وایسراے بہادر عنقریب میسور اور جنوبي ہندوستان میں کرنا چاہتے ہیں اُس میں مسٹر کارڈنف قایم مقام پرائیویٹ سکرٹري ، کرنل بیورنگ ملیٹري سکرٹري ، کپتان یارڈ بلر اور ارل آف سفوک ایڈي کانگ اور کپتان آرم اسٹرانگ آئي ایم ایس ہز اکسلنسي کے ہمرکاب جاوینگے *

— اس مضمون کي ایک خبر مشتہر کي گئي ہی کہ ملک معظم کي شفا یابي پر اداے شکرانہ کے واسطے ایک تا یخ مقرر کي جاوے گي اور ایک عام تعطیل کا اعلان کیا جاوے گا — غالباً یہہ صرف ایک قیاس ہی کیونکہ گورنمنٹ کا ارادہ بالفعل ہندوستان میں اداے شکرانہ کے لیئے ایک عام دن قرار دینے یا ایک عام تعطیل کے اعلان کرنے کا نہیں ہی *

— شنبہ گذشتہ کي شام کو شملہ میں سرشتہ کے طور پر یہہ اعلان کیا گیا کہ مسٹر جے پي هیوت سي ایس آئي ، سي آئي ای ، سکرٹري گورنمنٹ هند صیغہ هوم ڈیپارٹمنٹ آنریبل مسٹراے ایچ ایل فریزر سي ایس آئي کي جگہہ جبکہ صاحب موصوف ماہ اکتوبر میں بہ حیثیت پریزیڈنٹ پولیس کمیشن میں شریک ہونگے بطور قایم مقام چیف کمشنر اضلاع متوسطہ کام کرینگے *

— جو دھوم دھام اور رونق هندوستاني سرداروں اور والیان ملک کے جمع ہونے سے دھلي کے دربار تاجپوشي میں ہوئي اُس کا کچھہ اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہی کہ گورنمنٹ هند نے کم سے کم هندوستان کے ۵۴ سرپرآوردہ والیان ملک کو اس دربار میں مدعو کیا ہی اور اُن میں سے اکثر نے اس دعوت کو قبول کرلیا ہی — اس تعداد میں وہ بہت سے چھوٹے چھوٹے سردار شامل نہیں ہیں جنکو لوکل گورنمنٹوں مدعو کرینگي ، بلکہ وہ صرف اُن بڑے بڑے سرداروں سے متعلق ہی جو از روے استحقاق کے براہ راست گورنمنٹ عالیہ کي طرف سے مدعو کیئے جانے کے مستحق ہیں *

— جو دورہ ہز اکسلنسي حضور وایسراے بہادر میسور اور جنوبي هندوستان میں فرماوینگے اُس کا پروگرام جہاں تک کہ اس وقت تاریخیں قرار پائیں ہیں حسب ذیل ہی — یکم اگست روانگي شملہ سے ۱۰ بجے صبح کے — ۴ اگست رونق افروزي بنگلور ۸ بجے صبح — ۵ اگست روانگي مقام مدور — ۶ اگست رونق افروزي مدور — یہاں سے گاڑیوں پر سوار ہوکر مقام سواسمدرم کو تشریف لیجاوینگے اور برقي قوت کے پہونچانے کے ہیڈ ورکس اور برقي قوت پیدا کرنے والے اِسٹیشنوں کو ملاحظہ فرماوینگے — قریب چار بجے شام کے سوا سمدرم سے روانہ ہونگے ۷ اگست کو بوقت ۸ بجے صبح میسور میں رونق افروز ہونگے ۸ اگست کو مہاراجہ صاحب میسور کو گدي پر بٹھاوینگے ۹ اگست کو بسواري ریل میسور سے روانہ ہوکر مقام ناچن گود کو اور وہاں سے گاڑي پر سوار ہوکر مقام مدور کو تشریف لیجاوینگے ۱۰ تاریخ کو قیام ہوگا ۱۱ و ۱۲ اگست کو کیمپ میں شکار کرینگے ۱۳ اگست کو کیمپ سے گاڑیوں میں سوار ہوکر سگور گھاٹ کو اور وہاں سے بسواري اسپ اوٹکامنڈ کو تشریف لیجاوینگے اور ۱۶ اگست کو اُوٹکا منڈ سے روانہ ہونگے — باقیماندہ دورہ ہنوز طے نہیں ہوا ہی *

— گو اُس اندیشہ کا کچھہ ھي سبب کیوں نہو جو بالفعل تجارتي مجمعوں میں پیدا ھوا ھی ' یعني یہہ کہ کلکتہ کي دارالضرب توزدي جاویگي جیسا کہ پایونیر کے ایک تجارتي کارسپانڈنٹ کي چٹھي میں بیان کیا گیا تھا ' لیکن اب مستند ذریعہ سے معلوم ھوا ھی کہ یہہ اندیشہ بالکل بے بنیاد ھی اور اس قسم کي کار روائي کا ارادہ نہیں ھی *

— جرمن تمول — توپوں کے بادشاہ ھو کرپ کي سالانہ آمدني ایک کروڑ پچاس لاکھہ روپیہ ھی- ایک دوسرا جرمن ۴۵ لاکھہ کي سالانہ آمدني پر انکم ٹیکس دیتا ھی - وھاں ۶۵ سے زیادہ ایسے باشندے ھیں جن کي سالانہ آمدني ۸ لاکھہ سے زیادہ ھی ۲۷۷۴ آدمي ۷۵ ھزار سالانہ سے زیادہ پیدا کرتے ھیں اور ۵ ھزار سے زیادہ آدمیوں کي آمدني ۷۵ ھزار کے قریب قریب ھی *

— اخباروں کے ساتھہ ایک اور رعایت محکمہ ڈاک نے کي ھی- انکاري اخبار ڈیڈلیٹر آفس میں نہ بھیجے جائینگے فورا دفتر اخبار کو براہ راست واپس کیئے جایا کرینگے - تاکہ اھل اخبار نقصان سے محفوظ رھیں اور منکر خریدار کے نام روانہ کرنا بند کردیں- ڈیڈلیٹر آفس سے انکاري اخبار ھفتوں میں واپس آتے تھے اور اِس اثناء میں دفتر اخبار سے منکر خریداروں کے نام بدستور مزید پرچے بیخبري میں روانہ ھوتے تھے جس میں سراسر محصول کا نقصان تھا *

— مسٹر ھارڈي نے جو استعفا عہدہ قایم مقام سکرٹري گورنمنٹ ھند صیغہ مال وزراعت سے دیدیا ھی اُس پر لوگوں کو تعجب ھوا ھی ' کیونکہ اس امر کا بخوبي یقین تھا کہ جسوقت مستقل آسامي خالي ھوگي تو وہ ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ع کو اُس پر مستقل ھوجاوینگے - لیکن صاحب موصوف نے یہہ فیصلہ صرف اپني تندرستي کے لحاظ سے کیا ھی اور وہ ایک لمبي رخصت حاصل کرکے اپني تندرستي کي بحالي کے لیئے ولایت کو تشریف لے جاوینگے *

— ھر ایک لوکل گورنمنٹ سے یہہ استدعا کي گئي ھی کہ وہ ایک تجربہ کار عہدہ دار کي خدمات اس غرض سے گورنمنٹ ھند کے حوالہ کرے کہ دھلي کے دربار میں ایک پولیٹکل اسٹاف قایم کیا جاوے یہہ اسٹاف اُن بہت سے پولیٹکل افسروں کے علاوہ ھوگا جو معمولي طریقہ میں ھندوستاني سرداروں کے ھمراہ دھلي کو جاوینگے — یہہ پولیٹکل اسٹاف اُس کیمپ میں جو کانسلر کیمپ کہلائیگا پریس کیمپ کے قریب رھیگا اور اُس کا ضروري کام یہہ ھوگا کہ وہ درباري کمیٹي کو سفارتي کاموں سے سبکدوش کرے *

— جو خبریں حال میں کابل سے آئي ھیں اُن سے معلوم ھوتا ھی کہ امیر صاحب اب تک پہاڑي بغمین کو جہاں کہ وہ موسم گرما میں رھا کرتے ھیں تشریف نہیں لے گئے ھیں - یہہ بیان کیا جاتا ھی کہ ھز ھائینس زیادہ تر فوجي معاملات میں مصروف ھیں ' اور جو فوج کابل کے گرد نواح میں رھتي ھی اُس کي قواعد اور تعلیم و تربیت کي جانب خاص دلچسپي ظاھر کرتے ھیں — چنانچہ امیر صاحب نے بارہ ھزار چھوٹے چھوٹے خیموں کے تیار کیئے جانے کي نسبت احکام جاري کیئے ھیں جن میں سے ھر ایک خیمہ میں آٹھہ آٹھہ سپاھي رہ سکینگے ' اور یہہ ایک حصہ افغاني فوج کے واسطے میدان جنگ کے ساز و سامان کا ھوگا *

— امریکا نے زراعت میں کس طرح ترقي کي ھی وہ ھر سال اتنا گیہوں پیدا کرتے ھیں جو روس - جرمني - آسٹریہ - مصر - انگلستان کي مجموعي پیدا وار سے زیادہ ھی- ۵۰ گھوڑے کي طاقت والے انجن سے آناً فاناً صدھا ایکڑ زمین میں تخمریزي ھوتي ھی وادي سین جسکوئن میں ۱۲ میل مربع کھیت ھیں کاشت کل کے ذریعہ سے اور کل ھي کے ذریعہ سے فصل کٹ کر بوروں میں بند ھو جاتي ھی - اب روانگي کي یہہ شکل ھی ایک ٹرین جو ایک میل لمبي ھوتي ھی ۱۰ میل في گھنٹہ چلتي ھی اور ۱۴ میل مربع کي تمام فصل ایک دفعہ لي جاتي ھی — ایک کسان امریکا کا جتنا غلہ پیدا کرتا ھی انگلستان کے ۳ کسان فرانس کے چار جرمني کے پانچ آسٹریہ کے چھہ کسان پیدا کرتے ھیں - ھندوستان تو کسي گنتي میں نہیں - امریکا کے طریق پر ھندوستان میں کاشت ھو تو ۱۰ لاکھہ آدمي ۲۰ کروڑ آبادي کے لیئے خوراک پیدا کرسکتے ھیں *

یوروپ کے بعض صدر مقامات کي آبادي اُنیسویں صدي میں

ظاھر ھی کہ ملک کي قوت کا انحصار اُس کي آبادي پر ھی — جسقدر ملک کي آبادي ترقي پذیر ھوگي اُسي قدر اُس کي قوت رو بترقي خیال کي جاویگي — یہي وجہ ھی کہ اکثر مدبران ملک جو اپني قوم کي پولیٹکل قوت اور سطوت کي نگراني کرتے ھیں وہ مردم شماري کي طرف ایک خاص توجہ مبذول رکھتے ھیں اور ایک سال کے اعداد کو دوسرے سال کے اعداد کے ساتھہ مقابلہ کرکے نتایج نکالتے ھیں کہ اُن کا ملک ترقي کر رھا ھی یا تنزل کي طرف جا رھا ھی *

یوروپ کے بعض صدر مقامات کي آبادي کي نسبت نہایت دلچسپ اعداد ھماري نظر سے گذرے ھیں جن کو ھم اپنے ناظرین کي اطلاع کے لیئے اِس مقام پر نقل کرتے ھیں : —

سنہ ۱۸۰۰ ع میں لندن کے باشندوں کي تعداد ۹۵۸۸۶۳ تھي اور پیرس کي ۵۴۷۷۵۵ ویانا کي ۲۳۱۰۵۰ اور برلن کي ۱۸۲۱۵۷ تھي *

اور سنہ ۱۸۴۰ ع لندن کے باشندوں کي تعداد ۱۹۴۸۴۱۷ اور پیرس کي ۹۳۵۲۵۱ اور ویانا کي ۳۵۷۸۷۰ اور برلن کي ۳۲۲۶۲۰ تک ترقي کر گئي *

اور سنہ ۱۹۰۰ ع میں لندن کے باشندوں کي تعداد ۴۴۱۱۲۷۱ اور پیرس کے ۲۵۱۱۰۵۵ اور برلن کے ۱۶۷۷۳۰۴ اور ویانا کے ۱۵۰۳۹۷۲ تک پہونچ گئي *

اِن اعداد سے ناظرین کو معلوم ھوگا کہ برلن اور ویانا کي آبادي میں بہ نسبت پیرس اور لندن کے زیادہ سرعت کے ساتھہ ترقي ھوئي ھی —

پیرس کي آبادي اگرچہ ترقي پذیر ثابت ہوتي ہی لیکن آج کل یہہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہی کہ فرانس کي آبادي بحیثیت مجموعي گھٹ رہي ہی جس کو دیکھکر وہاں کے مدبران ملک سخت حیران ہیں *

بلگیریا کے مظلوم مسلمان

مصري اخبار اللواء نے ایک بلگیرین اخبار سے چند سطریں نقل کي ہیں جو اس نے وہاں کے مظلوم مسلمانوں کي نسبت ہمدردانہ طور پر لکھي ہیں — اخبار مذکور کي تحریر سے جو غالباً عیسائي ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہاں کے مسلمانوں پر گورنمنٹ اور حکام اور پولیس کي طرف سے اس قدر ظلم و ستم توڑے جاتے ہیں کہ وہ اپني صحرائي اور سکنائي جائدادوں کو چھوڑ چھوڑ کر دیگر ممالک کي طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں اور یہہ سلسلہ ایک عرصہ سے جاري ہی *

اخبار مذکور لکھتا ہی کہ " جب بلگیرین اخبارات نے گورنمنٹ کو اس طرف توجہ دلائي کہ مسلمانوں کي ہجرت کے اسباب دریافت کرنے کے لیئے کوئي خاص انتظام کیا جاوے تو اُس نے اس مقصد کے لیئے ایک کمیشن مقرر کي — لیکن اس کمیشن کي رپورٹ پر خاک بھي توجہ نکي گئي اور نہ ان بد اعمالیوں کي تلافي کي گئي جو مسلمانوں کو ترک وطن پر مجبور کرتي ہیں — اور اس وقت تک مسلمانوں پر بدستور حکام اور پولیس کي طرف سے ایسے جابرانہ ظلم و ستم توڑے جاتے ہیں جنکا صبر کے ساتھہ برداشت کرنا نا ممکن ہی اور جن کي نسبت اُنہوں نے بارہا واجبي فریاد کي ہی - سیلستوریا اور وارنہ کے مسلمانوں کي حالت خاص کر قابل ذکر ہی - یہہ لوگ نہایت امن پسند اور اطاعت گذار اور فرماں بردار ہیں — مگر حکام نے اس قدر سختي اور جبر و تعدي سے اُن کے ساتھہ برتاو کیا ہی اور اس قدر جھوٹے مقدمات ان پر دائر کیئے ہیں کہ وہ اپني دولت و ثروت کو کھوکر سرکاري تاوان ادا کرنے کے لیئے اپني جائداد کے فرخت کرنے اور ظالموں کے پنجوں سے چھوٹنے کے لیئے ترک وطن پر مجبور ہوئے ہیں - شہر انتوگلي جو ہرویلي کے علاقہ میں ہی وہاں کے تمام مسلمان جن کي تعداد ۵۰۰ ہی ہجرت کرنے پر آمادہ ہوئے ہیں کیونکہ شریر عیسائیوں کي طرف سے ان کي جامع مسجد کي بے حرمتي کي جاتي ہی نہ کوئي افسر اور حاکم ان کي شکایت سنتا اور نہ اُس کا انسداد کرتا ہی " *

یہہ چند سطریں جو مسلمانوں کي نسبت ایک انصاف پسند عیسائي اخبار نے لکھي ہیں ان کي صحت میں کون شخص شک و شبہہ کرسکتا ہی - ان حالات کو دیکھکر ہم کو ان عظیم الشان احسانات کي قدر و قیمت معلوم ہوتي ہی جو برٹش گورنمنٹ غیر مذہب رعایا پر کر رہي ہی - جو امن اور مذہبي آزادي ہمکو برٹش گورنمنٹ کے سایہ عاطفت میں حاصل ہی اُس کا ہمکو شکر ادا کرنا چاہیئے - درحقیقت یہہ خدا کي بہت بڑي نعمت اور برکت ہی کہ ہندوستان میں ہر مذہب اور ہر فرقہ کے لوگ امن و امان اور دلي اطمینان کے ساتھہ زندگي بسر کرتے اور نہایت آزادي کے ساتھہ اپنے فرایض مذہبي ادا کرتے ہیں - اُن کے قومي اور تعلیمي معاملات میں گورنمنٹ اور حکام کي طرف سے بیش بہا امداد ملتي ہی اُن کي مذہبي عبادت گاہوں کي ویسي ہي عزت اور حرمت کي جاتي ہی جیسیکہ گرجاوں کي ہوسکتي ہی — جو لوگ اُس سخت برتاو سے واقف ہیں جو گورنمنٹ روس ترکستان کے مسلمانوں کے ساتھہ اور فرانس الجیریا کے اور ہالینڈ جاوہ کے مسلمانوں کے ساتھہ کر رہي ہی یا جو برتاو اب بلگیریا نے اپني مسلمان رعایا کے ساتھہ کرنا شروع کیا ہی وہ خیال کرسکتے ہیں کہ ہندوستان کیسا خوش قسمت ملک ہی - پچھلے سال مسلمانان جاوہ کي دردناک آوازیں ہندوستان میں پہونچي تھیں اور آج ہم بلگیریا کے مسلمانوں کي فریاد سن رہے ہیں جو ایک عیسائي راوي نے ہم سے نقل کي ہی - اِن افسوس ناک حالات کو دیکھکر ہم اِسقدر کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ یورپ کے وہ عیسائي جو مسلمانوں پر تعصب اور تنگ خیالي کا الزام لگانے کے لیئے کوئي موقع ہاتھہ سے نہیں جانے دیتے کیا اُن کو اپنے بھائیوں کے کرتوت پر شرم نہیں آتي ؟ *

الطلاق في الاسلام

اگر کوئي شخص اسبات کا دعوی کرے کہ صرف مذہب اسلام ہي ایک ایسا مذہب ہی جس نے آبادي کے مسئلہ کي طرف خاص توجہ کي ہی اور اُن اصول کو بیان کیا ہی جن پر اُس کي ترقي کا دار و مدار ہی تو یہہ ہرگز مبالغہ نہ سمجھا جاویگا - کیونکہ آبادي کي بنیاد خاندان کے پیدا کرنے پر ہی — قران مجید میں کسي مسئلہ کي نسبت اسقدر احکام وارد نہیں ہوئے جس قدر کہ اسکي نسبت وارد ہوئے ہیں — کوئي سورت ایسي نہیں ہی جس میں نظام خاندان کا کوئي اصول بیان نہ کیا گیا ہو - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر اوقات اور موقعوں پر اکثر اہم اُمور کي نسبت سوال کیا جاتا تھا - آپ کبھي تو قرآن مجید کي زبان میں اور کبھي اپنے اجتہاد سے جواب دیتے تھے — مگر آپ کو کبھي ایسا جواب دینے کا اتفاق نہیں ہوا جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہی " † قدسمع اللہ قول التي تجادلک في زوجہا وتشتکي الی اللہ واللہ یسمع تحاورکما ان اللہ سمیع بصیر " واقعہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کي خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئي اور شکایت کي کہ میرے شوہر نے مجھسے ظہار کیا ہی - آپ نے فرمایا کہ تو اُس پر حرام ہوگئي - اسپر وہ عورت اپنے شوہر کے بارہ میں آپ سے جھگڑنے لگي - حتی کہ قران مجید نے اس بحث کا فیصلہ کیا اور شوہر کے

† اے پیغمبر اللہ نے اُس عورت کي بات سن لي جو اپنے شوہر کے بارہ میں تجھسے جھگڑتي اور خدا سے فریاد کرتي تھي اور اللہ تم دونوں کي گفتگو سن رہا تھا بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہی -

قول کو ایک بیہودہ اور جھوٹي بات فرمایا - مذهب اسلام ظهار کرنے والے کو یہه سزا نہیں دیتا که عورت اُسپر قطعي حرام هوجاے بلکه ایسي سزا تجویز کرتا هی جسکا اثر خاص مرد کي ذات تک محدود رهے - خداوند تعالی فرماتا هی † " الذین یظاهرون من نسائهم ماهن امهاتهم ان امهاتهم الاالائي ولد نهن وانهم لیقولون منکرامن القول وزوراً — والذین یظاهرون من نسائهم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبة من قبل ان یتماسا ذالکم توعظون به والله بما تعملون خبیر - فمن لم یجد فصیام شهرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا ذالک لتومنوا بالله و رسوله و تلک حدودالله وللکافرین عذاب الیم "- قرآن مجید میں دو سورتیں عورتوں کے نام کے ساتھه موسوم هوئی هیں ' ایک طویل اور دوسري قصیر یعني طلاق - ایک تیسري سورة بهي انهیں کے ساتھه شامل هونی چاهیئے یعني سورہ مجادله جس میں شوهر اور زوجه کے تعلقات کي نسبت بحث هی — اور یہه صرف اس وجه سے هی که اس چهوٹے سے گروه یعني خانداں کو ایک مهتم بالشان چیز ظاهر کرنا مقصود هی جس سے مرکب هوکر قوم کا گروه بنتا هی *

جو امر اسلام میں اس قدر مهتم بالشان هی وه بے شک اس بات کا سزاوار هی که سب سے پهلے همارے علماء کي جماعت میں مابه البحث قرار دیا جاوے اور اُس میں اختلاف کا بالکل نام و نشان بهي باقي نرهنا چاهیئے — بلکه لازم هی که اُس کے لیئے ایک خاص نظام قرار دیا جاوے جس میں حدود الله کي پوري رعایت کي گئي هو اور وه اس طرح پر جاهلوں کے هاتهه میں نرهنا چاهیئے جیساکه اِس وقت هی *

خداوند تعالی نے تمام قوم کو یا اُن لوگونکو جن کے ذمه قومي نگراني عائد کي گئي هی اس طرح پر خطاب کیا هی " وان ‡ خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکما من اهله و حکما من اهلها " یوں نهیں فرمایا که زوجه اور شوهر دونوں اپنے اپنے حکم بهیجیں بلکه قوم یا الوالامر کو حکم دیا هی- تاکه ان کو قوم کي طرف سے قوت حاصل هو اور اُن کے فیصله کے نفاذ میں کوئي امر مانع نهوسکے - میں نهیں سمجهه سکتا که یہه صریح حکم کیوں وجوب سے پهیر کر استحباب کي طرف لایا گیا بلکه بالکل محو کردیا گیا هی حالانکه صحابه رضي الله عنهم نے مسئله تحکیم کو نهایت عظیم الشان اور اهم کاموں کي بنهاد قرار دیا هی جیساکه حضرت علي اور حضرت معاویه کے درمیان خلافت کے قصه کا فیصله کیا گیا تها - مگر ان کے بعد ایسے خلف پیدا هوئے جنهوں نے اپني تمام همت اور قوت قوموں کے مغلوب اور مقهور کرنے میں صرف کي اور اس کے سوا اپنے تمام فرائض دوسروں کے ذمه ڈالدیئے — پس هم اُن امراء میں جو خلفا کے نام سے مشهور هیں کوئي ایسا شخص نهیں پاتے جس نے اُن احمقوں کے روکنے کے لیئے جو اس اجازت (یعني طلاق کي اجازت) کو بهت بري طرح استعمال کرتے تهے تحکیم کي آیت پر کسي وقت عملدرآمد کیا هو — اسلام کا ایک یہه اصول هی که اگر کوئي دولتمند شخص اپني دولت میں بري طرح تصرف کرتا هو تو وه تصرف سے روک دیا جاتا هی (جیسا که اس وقت آف وارڈس کے ذریعه سے نظام هوتا هی) اگرچه هر شخص آزادي کے ساتهه اپنے مال میں تصرف کرسکتا هی لیکن اس حکم میں یہه مصلحت ملحوظ هی که قوم کي افراد پر خود قوم کي طرف سے نگراني هو — تاکه هر شخص اپنے تمام کار و بار میں اعتدال کے طریقه پر ثابت قدم رهے — قومي زندگي میں شوهر اور زوجه کے درمیان جو تعلق اور ارتباط هی وه اُس تعلق کي نسبت زیادہ تر قوي هی جو ایک شخص کو اپنے مال کے ساتهه هوتا هی — پس میں پوچهتا هوں که اُس میں کیوں احتیاط کي جاتي اور اِس کو کس وجه سے مهمل چهوڑدیا جاتا هی که اُس میں احمق لوگ جس طرح چاهیں تصرف کریں ؟ — اگرچه همارے امراء اور حکام اِس کو پسند کرتے هوں مگر اسلام علانیه اس کا انکار کرتا هی *

اکثر مجلسوں میں هم نے بعض لوگوں کو آهستگي کے ساتهه یہه بات کهتے سنا هی که اس تحکیم کي آیت پر خلفاے راشدین کے مبارک زمانه میں بهي عمل درامد نهیں هوا ' حالانکه یہه وه لوگ هیں جو قرآن مجید کے رموز اور اسرار سمجهتے اور اُس پر عمل کرنے میں سب سے زیادہ حریص تهے - میں اس کے جواب میں یہه عرض کرتا هوں ذرا تامل فرمائیے ' یہه خیال آپ کو صرف اُنهیں کتابوں پر اکتفا کرنے سے پیدا هوا هی جو آپ کے هاتهوں میں هیں اور کسي سمجهه جیسے شخص کو اِس مسئله پر گفتگو کرنے کا موقع نهیں دیا — کشاف میں تحکیم کي آیت کي نسبت لکها هی که " عبیدة سلیماني سے مروي هی که میں حضرت علي کرم الله وجه کي خدمت میں حاضر هوا — ایک عورت اور اُس کا شوهر بهي آپ کي حضور میں حاضر تهے - اُن دونوں کے ساتهه کچهه کچهه لوگ بهي تهے - اِن دونوں جماعتوں نے اپني اپني طرف سے ایک ایک حکم مقرر کیا - حضرت علي نے اُن دونوں حکموں سے فرمایا که تمکو معلوم هی که کونسا فرض تمهارے ذمه عاید کیا گیا هی ؟ تمهارا فرض یہه هی که اگر تم زوجه اور شوهر میں تفریق مناسب سمجهو تو تفریق کردو اور اگر تم ان دونوں کو جمع کرنا مناسب خیال کرو تو ان

† مسلمانو ! ! جو لوگ تم میں سے اپني بیبیوں کے ساتهه ظهار کر بیٹهیں وه کچهه اُنکي مائیں تو هیں نهیں — اُن کي مائیں تو وهي هیں جنهوں نے اُن کو جنا هی — مگر هاں بي بي کو ماں کهه بیٹهنے سے اُنهوں نے ایک بیهوده اور جهوٹي بات کهي اور بیشک الله معاف کرنے والا اور بخشنه والا هی- اور جو لوگ اپني بیبیوں سے ظهار کرتے هیں پهر لوٹ کر وهي کام کرنا چاهتے هیں جس کو کهه چکے هیں که نهیں کرینگے تو ایک دوسرے کو هاتهه لگانے سے پهلے مرد کو ایک بردہ آزاد کرنا چاهیئے — مسلمانو ! ! تمکو یہه نصیحت کي جاتي هی تاکه اس پر کاربند رهو اور جو کچهه بهي تم کرتے هو الله کو اُسکي سب خبر هی - پهر جس کو بردہ میسر نهو تو ایک دوسرے کو هاتهه لگانے سے پهلے مرد لگاتار دو مهینه کے روزے رکهے اور جس سے نه هوسکیں تو ساتهه مسکینوں کو کهانا کهلاوے یہه حکم اسلیئے دیا جاتا هی که تم لوگ الله اور اُس کے رسول پر پورا ایمان لے آؤ اور یہه الله کي باندهي هوئي حدیں هیں اور جو لوگ منکر هیں اُن کو عذاب درد ناک هوتا هی *

‡ اگر تم کو میاں بي بي میں کهٹ پٹ کا اندیشه هو تو ایک پنچ مرد کے کنبے میں سے مقرر کرو اور ایک پنچ عورت کے کنبے میں سے -

کو جمع کردو - اسپر شوهر نے کہا کہ میں تفریق نہیں چاهتا حضرت علي نے فرمایا کہ تو جهوٹا هی - تجهکو کتاب الله کا حکم بهرحال ماننا پڑیگا *

عورت نے کہا کہ میں قرآن مجید کے حکم پر راضي هوں خواہ وہ میري مرضي کے موافق هو یا مخالف — عقلاء مسلمین کو اس پر غور کرنا چاهیئے اگر اُن کو اپنے دلائل کي اصلاح کي ضرورت هو *

لوگوں کے دلوں میں سخت گهبراهٹ پیدا هوگي جب کہ اُن کو یہہ بات محسوس هوگي کہ هماري بحث کا نتیجہ یہہ هی کہ عورت کو اُس کے وہ حقوق دیئے جائیں جو اُس کو بحیثیت زوجہ هونے کے حاصل هیں - اگر خداوند تعالی نے عورت کو کوئي ایسي قدسي قوت عطا فرمائي هوتي جس سے اُس کے نفس میں دائمي اِطمینان پیدا هوجاتا اور اُس پر خواهشات کے تسلط اندیشہ باقي نہ رهتا تو هم ایسي حالت میں مردوں کو ان کي موجودہ حالت گمراهي پر چهوڑ دیتے *

اکثر عورتوں کي حالت پر جو ان کے شوهروں کے ساتهہ هی کسي قدر غور کرو — میں اس بات کا ذمہ دار هوں کہ اس شقاوت اور بدبختي کے دور کرنے کا خیال تمهارے دلوں میں ضرور پیدا هوگا اور تمهاري همت کو اُس کے دفعیہ پر آمادہ کریگا *

مرد عورت کو ایک ایسا اسباب خیال کرتا هی جو اُس کے هاتهہ میں هی اور خاص اُس کي ملک هی جسمیں کوئي دوسرا شریک نہیں اور وہ اُس میں جس طرح چاهے تصرف کرسکتا هی — اس خیال کي بنیاد پر وہ کبهي اُس کو معلقہ چهوڑ دیتا هی اور کبهي بے گناہ طلاق دیدیتا هی اور خدا کي مرضي کے خلاف اُس کو نقصان پهونچاتا اور احکام خداوندي کو پس پشت ڈال دیتا هی - عورت نہایت حیران و پریشان هوتي اور کسي کو اپنا مددگار نہیں پاتي - هم نے ایک ذرا امرا کا جو پورٹ سعید کے قاضي کے سامنے کیا گیا ایک نہایت عجیب سین دیکها هی اور وہ یہہ کہ عورت چادر اُوڑهتي هی اور قاضي فورا فسخ نکاح کا حکم دیدیتا هی — ایسا اتفاق بارها سنا گیا — کیا هماري حاکموں اور رئیسوں کو یہہ مناسب هی ؟ هماري قومي مصیبت نہایت سخت اور خطرناک هوگئي هی — خدا کے لیئے هماري فریاد سنو اور قوم کي حالت پر جس کي اصلاح کا بار آپ کے ذمہ ڈالا گیا هی کسي قدر غور و فکر کرنے کي زحمت گوارا کرو - ایسے اهم مسائل میں صرف ایک مجتهد کي راے پر اکتفا کرنا کسي طرح مناسب نہیں هی - اِس لیئے کہ ممکن هی کہ دوسرے ائمہ کي رائیں اس مسئلہ میں قومي مصلحتوں کے مطابق اور قوم کو هلاکت اور بربادي سے بچانے میں زیادہ تر مفید اور کارآمد هوں - قسطنطنیہ کے علما نے مصري علما پر سبقت کي کہ اُنهوں نے شرعي احکام کا ایک مجموعہ مرتب کردیا جس میں اُنهوں نے صرف امام اعظم کے مذهب کي پیروي نہیں کي بلکہ اُنهوں نے قوم کي مصلحت کو مد نظر رکها هی اور اُسي کے مطابق معاملات میں شرعي احکام لکهے هیں — پس اگر طلاق کے مسئلہ میں بهي اسي طریقہ کي پیروي کي جاے تو بیشک نہایت مفید هوگا — جن کو خدا نے توفیق دي هی ان پر یہہ بات چنداں مشکل نہیں هی *

(قوم کي بهبودي کا خواستگار)
(المرید)

سر تقدم الافکلیز السکسونیین

نمبر ۹

هم کو اپني اولاد کي تربیت کسطرح پر کرنا چاهیئے ؟

هماري فرانسیسي قوم کي یہہ عادت هی کہ هم اس غرض سے کہ هماري اولاد خوشحالي اور فارغ البالي کے ساتهہ زندگي بسر کرسکے ان کے لیئے حتی الامکان ایک معقول رقم مهیا کرتے هیں جس کو هم اپنے اِخراجات میں تخفیف کرکے اور کفایت شعاري کو کام میں لاکر جمع کرتے هیں ، اور پهر ان کے لیئے ایک ایسي بیوي یا شوهر تلاش کرتے هیں جو دولت و ثروت کے اعتبار سے ان کے هم پلہ هو ، اور اس کے بعد هم اُن کو سرکاري ملازمت کے سلسلہ میں کوئي عهدہ دلانے کي کوشش کرتے هیں خواہ وہ عهدہ کیسا هي هو — مگر آج کل ان وسائل کي کامیابي میں بیشمار مشکلات حائل هوگئي هیں ، کیونکہ روپیہ کا منافعہ بهت هي گهٹ گیا هی - پهلے ۵ في صدي تها پهر چار هوا اور اب تین فیصدي رہ گیا هی - پس اِس قدر کثیر رقم جمع کرنا جس کي آمدني همارے بچوں کے اِخراجات کے لیئے کافي هو نہایت مشکل امر هوگیا هی - آج تک یہہ مشکل هماري آنکهوں سے پوشیدہ تهي کیونکہ همارے پاس دولت بافراط موجود تهي - دنیا کي هر سمت میں تم نے لوگوں سے سنا هوگا کہ فرانس ایک نہایت دولتمند ملک هی اُسکے پاس بیشمار دولت و ثروت موجود هی — یہہ بات بالکل صحیح هی کیونکہ روپیہ کا سب سے بڑا بازار وهاں پایا جاتا هی - مگر بد قسمتي سے دولت کي افراط خاص قوم کي محنت کا نتیجہ نہیں هی بلکہ اُس کے اسباب ایسے عارضي حالات هیں جو زیادہ عرصہ تک باقي نہیں رہ سکتے - اور یہہ اسباب در حقیقت ترقي اور خوشحالي کي علامات نہیں بلکہ وہ تنزل اور انحطاط کے آثار هیں *

منجملہ ان اسباب کے ایک سبب نسل کي کمي هی - اس میں شک نہیں کہ فرانسیسیوں کي تعداد سال بسال گهٹتي جاتي هی اور اخیر مردم شماري سے یہہ بات معلوم هوئي کہ اموات کي تعداد پیدایش سے زیادہ هی - یہہ حالت دنیا میں اگرچہ شاذ و نادر هوتي هی مگر وہ آج کل فرانس کے ساتهہ مخصوص هی جس کي بدولت وہ تمام قوموں کي نسبت پیچهے رہ گیا هی — اور اولاد کي تعداد کم هونے کي وجہ سے دولت کي مقدار بڑهتي جاتي هی - کیونکہ جو شخص اپنے چهہ لڑکوں کي تربیت میں ۶ هزار فرنک سالانہ خرچ کرتا هی اُس کو ایک لڑکے کي تربیت میں صرف ایک هزار فرنک خرچ کرنے پڑینگے اور ۵ هزار فرنک اُس کو پس انداز هونگے - اس قسم کي کفایت شعاري کي طرف فرانسیسیوں کا میلان زیادہ تر هی اور اسي وجہ سے وہ دیگر قوموں کي

نسبت جن میں خاندان کے ممبروں کي تعداد زیادہ ہوتي ہی زیادہ تر دولت مند دیکھے جاتے ہیں — اور یہہ منجملہ ان اسباب کے ہی جنہوں نے فرانس میں روپیہ کا سب سے بڑا بازار قایم کردیا ہی •

اس سے یہہ امر ثابت ہوتا ہی کہ اولاد کي کمي کو دولت کي افراط میں بہت کچھہ دخل ہی اس کے علاوہ ایک اور سبب بھي ہی کہ فرانسیسي معمولي پیشوں سے بالکل الگ تھلگ رہتے اور زراعت ' صناعت اور تجارت سے بہت دور بھاگتے ہیں— بہت کم لوگ ہیں جو اس طرف توجہ کرتے ہیں اور اکثر اشخاص سرکاري ملازمت کو ان پر ترجیح دیتے ہیں — یہي وجہ ہی کہ تمام لڑکے اسکولوں اور کالجوں کے گرد جمع ہوگئے ہیں جن کي چار دیواري کے اندر اُن کي آیندہ اُمیدیں قاءم ہوتي ہیں — جو شخص زراعت یا صناعت یا تجارت کے ذریعہ سے ایک یا دو فرنک کماتا ہی وہ دن رات اسي فکر میں مستغرق رہتا ہی کہ اپنے پیشے کو چھوڑ دے اور اپنے لڑکے کو ایسي تربیت دے کہ وہ فوجي افسر یا ملکي عہدہ دار یا کوئي لٹریري پیشہ کرنے والا ہو جاے — اس بنیاد پر فرانسیسي جو کچھہ دولت جمع کرتا ہی اُس کو وہ بذات خود مفید کاموں میں نہیں لگاتا بلکہ وہ اُس کو صرافہ کے بازار (Exchange market) میں ڈال دیتا ہی اور اسیطرح پر فرانسیسیوں کا پیشوں اور صنعتوں سے بھاگنا دولت کي زیادتي کا سبب بنجاتا ہی — مگر یہہ اسباب جو آجکل دولت کي افراط کا باعث ہیں سال بسال اُسکي کمي کا سبب ہوتے رہینگے اور آخر کار اُس زمانہ میں جس کي نسبت خیال کیا جاتا ہی وہ دور ہی ' اُسکے زوال کا باعث ہونگے — پس جس طرح اولاد کي کمي دولت کو بڑھاتي ہی اسیطرح وہ دوسرے پہلو سے کام کرنے کي قوت کو کمزور کرتي ہی— کیونکہ اگر کسي شخص کے چھہ بچے ہوں تو وہ ان کے اخراجات کثیر بہم پہونچانے کے لیئے زیادہ محنت کرنے پر مجبور ہوگا اور اُسکي زیادہ محنت قوم کي دولت اور ثروت کو بڑھانے والي ہوگي — لیکن اگر اُس کے صرف ایک ہي لڑکا ہوگا تو وہ اُسي قدر کم محنت کریگا اور قومي دولت و ثروت کے بڑھانے میں اُسکي محنت کي تاثیر نہایت کمزور ہوگي — اسیطرح پر جو لڑکا ایک ایسے خاندان سے نکلیگا جس کے ممبروں کي تعداد زیادہ ہی تو اُسکو اپنے ماں باپ کي دولت پر بہت کم اُمید ہوگي اور وہ اپنا رزق حاصل کرنے میں صرف اپني ذات پر بھروسہ کریگا اور اسطرح اس میں کام کرنے کي ہمت اور جرأت زیادہ ہوگي — برخلاف اِس کے جو لڑکا ایسے خاندان سے نکلیگا جس میں وہ صرف تنہا ہی وہ اپنا تمام بھروسہ اپنے خاندان پر رکھیگا اور اپني ذات پر بہت ہي کم بھروسہ کریگا — علاوہ ازیں ان صنائع سے ہمارا نفرت کرنا جو کسب دولت کے بہترین ذرایع ہیں اور جو کچھہ کفایت شعاري کے ساتھہ ہم نے پس انداز کیا ہی اُس کو روپیہ کے بازار میں ڈال دینا ہم کو اس کفایت شعاري کے فوائد سے محروم رکھتا ہی — قومي دولت و ثروت کا ذریعہ سواے زراعت صناعت اور تجارت کے اور کوئي نہیں ہوسکتا — یہہ بات شاید ہم بھول گئے ہیں کہ اِن کے سوا باقي تمام پیشے اور حرفے اصلي نہیں ہیں بلکہ اُن کا مرجع اِنہیں تینوں کي طرف ہی— شاید بعض اشخاص یہہ کہیں کہ جب تک ہم باقي ہیں ہماري یہہ حالت بدستور باقي رہیگي — اِس کے جواب میں میں کہتا ہوں اِس کي نسبت کوئي اِطمینان نہیں ہوسکتا اور یہہ محقق ہی کہ ہمارے بچوں کے لیئے یہہ حالت ہمیشہ باقي نہیں رہ سکتي - کیا تم نے دیکھا نہیں ہی کہ اُن بد بختوں میں سے اکثر نوجوان امتحان میں کامیاب نہیں ہوتے - کیونکہ باوجود عہدوں کي تعداد بڑھنے کے اُمید واروں کي تعداد بہت زیادہ بڑہ گئي ہی — پس وہ اُن پیاسوں کي مانند ہیں جو سراب کو پاني سمجھکر دوڑتے ہیں جب اور اُس کے پاس پہونچتے ہیں تو کچھہ بھي نہیں پاتے — میں نہیں سمجھہ سکتا کہ وہ اِس کے بعد کیا کرینگے نہ سمجھکو یہہ معلوم ہی کہ وہ کیا کرسکتے ہیں ؟ اور اُن کے خاندانوں اور اِسکولوں اور کالجوں کي تربیت نے سواے لٹریري پیشوں یا ملکي اور فوجي عہدوں کے اور کون سي قابلیت اُن میں پیدا کي ہی ؟ •

بسا اوقات ہم سے کہا جاتا ہی کہ ملازمت تمام پیشوں کي نسبت اشرف اور اعلی ہی اور سواے اُس کے کوئي کام ہمارے لیئے موزوں نہیں ہی — اِس لحاظ سے اعلی اور اوسط اور ادنی درجہ کے خاندانوں میں کوئي فرق نہیں ہی — حتی کہ فرانس کے تمام باشندے اپنے محلوں اور دوکانوں اور شہروں اور گانوں میں اس کا ذکر کرتے ہیں اور ہر ایک نوجوان گورنمنٹ کي ملازمت کو خواب میں دیکھتا ہی اور بعض عہدوں کے لیئے اُمید واروں کي تعداد ہزاروں تک پہونچ گئي ہی جیساکہ بعض افشال رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہی — اور یہہ بد نصیب اُمید وار بے چیني اور انتظار کي مصیبت میں مبتلا ہیں ' آفسوں اور محکمیں کے وسیع صحن ان کے لیئے تنگ ہوگئے ہیں ' ملازمت کي درخواستوں سے اِن کي جیبیں بھري ہوئي ہیں اور وہ روتے اور افسوس کرتے ہیں اور اپنے اِس مقصد میں کامیابي کے لیئے کوشش کا کوئي دقیقہ اُٹھا نہیں رکھتے — مگر ان سے یہہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اپني ذات پر بھروسہ کرنے کي طرف رجوع کریں اور اپنے قوت بازو سے کسب معیشت کي طرف متوجہ ہوں جو ملازمت کي نسبت زیادہ تر مفید اور اُن کے استقلال اور عزت کي حفاظت کا بہترین ذریعہ ہی — اس سے انحراف کرنے کي صرف یہي وجہ ہی کہ ان کو ناکامي کا خوف غالب رہتا ہی اسي وجہ سے وہ ملازمت کي جستجو کو خواہ وہ کیسي ہي قلیل ہو اور خواہ اس میں کتنا ہي مایوس ہونا پڑے ترجیح دیتے ہیں ... ... ان کے انحراف کي ایک دوسري وجہ یہہ ہی کہ مستقل اور آزادانہ کاروبار کے انجام دینے پر ان کو قدرت نہیں ہوتي - کیونکہ ہماري فرانسیسي تربیت کو عہدہ داروں کے تیار کرنے میں جسقدر اعلی سے اعلی کامیابي ہوئي ہی اُسیقدر اُسکو مستقل اور صاحب ہمت اور الوالعزم جوانمردوں کے تیار کرنے میں جو صرف اپني ذات کرنے والے اور زندگي کي مشکلات کا دلیري اور ثابت قدمي کے ساتھہ مقابلہ کرنے والے ہوں ناکامي ہوئي ہی - پس گورنمنٹ کے عہدوں

کے سوا ہمارے نوجوانوں کے لیئے کوئي کام موزوں نہیں ہی جن میں دوسروں کے ماتحت ہوکر اُنکو کام کرنا پڑتا ہی اور وہ نہایت خوشي کے ساتھہ بلا مشقت ہر مہینہ کے خاتمہ پر اپني مقررہ تنخواہ وصول کرلیتے ہیں - اور ملازمت کے سلسلہ میں داخل ہونے سے پیشتر ہي ہر شخص کو اپنا انجام معلوم ہوتا ہی کہ جب اُسکي سروس اسقدر ہوگي تو اُسکو فلاں عہدہ پر ترقي ملیگي اور جب اتني سروس ہوگي تو فلاں محکمہ کا افسر بنایا جائیگا اور جب اس قدر سروس ہوگي تو وہ پنشن لیکر آرام کے ساتھہ بیٹھہ جائیگا - سوائے موت کے زمانہ کے یہہ تمام زمانے اُس کو معلوم ہوتے ہیں — ظاہر ہی کہ زندگي کے دائرہ کو اِس حالت سے زیادہ تنگ کرنا کسي اور صورت میں ہرگز ممکن نہیں *

ہمارے اِس گذشتہ بیان سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ اگر ہم اپني اولاد کو آیندہ زمانہ میں جس کا آغاز ہو چکا ہی زندگي بسر کرنے کے قابل بنانا اور اُن تمدني مشکلات کے مقابلہ کرنے کي استعداد پیدا کرنا چاہتے ہیں جن کے آثار ابھي سے ظاہر ہو رہے تو اُن کو تربیت کے ایک ہي سانچہ میں نہیں ڈھالنا چاہیئے بلکہ اُن کو مختلف قسم کي تربیت دینا چاہیئے *

تمدني مشکلات آج کل عام ہیں اور اس لیئے تربیت کے مسئلہ پر غور و فکر کرنا نہایت ضروري ہی — ایک سچا اور مسلمہ امر جو تربیت کي بحث میں ہمارا بنیادي اُصول ہونا چاہیئے یہہ ہی کہ تربیت کا وہ طریقہ جو اِس وقت مستعمل ہی ان اغراض کے حاصل ہونے کے لیئے جو تربیت سے مقصود ہیں کافي نہیں ہی اور اُس سے انحراف کرنا ضروري ہی کیونکہ اُس کے ذریعہ سے کامیابي ناممکن ہی - دیکھو ایک شخص اپنے لڑکے کے لیئے وہ تمام چیزیں بہم پہونچاتا ہی جن کو وہ مفید سمجھتا ہی اور وہ تمام وسائل مہیا کرتا ہی جن سے خود اُس نے فائدہ اُٹھایا ہی مگر تاہم اُس کا بیٹا اُس درجہ کو نہیں پہونچتا جس درجہ کو وہ خود پہونچا ہی — حتیٰ کہ لڑکوں کے باپ جن کو اپني اولاد کي تربیت کا خیال ہی اور جن کو خوش قسمتي سے اچھي تربیت نصیب ہوئي ہی وہ حیران ہوکر پوچھتے ہیں کہ ہم اپني اولاد کي کسطرح تربیت کریں تاکہ وہ اپنے کسب معیشت پر قادر ہوسکیں — یہہ ایک ایسي نا کامي ہی جس سے ہم سواے علم تمدن کي مدد کے اور کسي طرح پر محفوظ نہیں رہ سکتے - یہہ بات میں اِس لیئے کہتا ہوں کہ ناکامي موجود ہی - اس حالت کو دیکھکر لوگوں کے منہہ سرخ ہوتے ہیں اور وہ غضبناک ہوتے ہیں اور پھر جب وہ مطلع کو تاریک دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دنیا پر کوئي خبیث روح مسلط ہوگئي ہی اور لوگ نامرد ہوگئے ہیں انہوں نے صحیح اُصول کو چھوڑ دیا ہی - اس کے بعد وہ اور بھي زیادہ غضبناک ہوتے اور شور کرتے ہیں لیکن وہ اپنے انہیں پہلے اعتقادات پر جمے رہتے ہیں اور اِس لیئے وہ پوري طرح نا کام اور نا مراد رہتے ہیں *

مگر علم تمدن نہایت معتدل اور سچا علم ہی — وہ حادثات کو جانچتا اور ایک دوسرے کے ساتھہ اُن کا مقابلہ کرتا ہی اور لوگوں کو بتاتا ہی کہ دنیا ایک حالت سے دوسري حالت کي طرف جو اُس سے بہتر ہی پہلو بدل رہي ہی اور یہہ تغیر کسي خاص وقت کے ساتھہ مخصوص نہیں ہی بلکہ دائمي ہی — اور یہہ دائمي انتقال اور تغیر تبدل زمانہ کو دو قسموں پر منقسم کرتا ہی : ایک ماضي اور دوسرا مستقبل - وہي ان کو موجودہ مشکلات کے اسباب اور اُن کي غرض و غایت کي طرف رہبري کرتا ہی اور دکھلاتا ہی کہ یہہ مشکلات بعض وجوہ سے دیگر مشکلات کي مانند نہیں ہیں *

منجملہ ان اسباب کے ایک سبب یہہ ہی کہ کسب معیشت کے طریقوں اور درامد برامد کے وسائل میں ہمیشہ تغیر تبدل ہوتا رہتا ہی - کیونکہ گذشتہ زمانہ میں کاریگر صرف ایک چھوٹے سے کارخانہ میں یا اپنے گھر میں کام کرتا تھا اور جو سامان وہ تیار کرتا تھا اس کے گاہک بہت کم اور صرف اُس کے گانوں والے ہوتے تھے ' اُس کي کاریگري اکثر اوقات دستي یا چھوٹے چھوٹے آلات کے ذریعہ سے ہوتي ہی - کام کرنے کا طریقہ ایک ہي تھا جو نسلاً بعد نسل باپ سے بیٹے کي طرف منتقل ہوتا تھا - نئي ایجاد بالکل معدوم یا شاذ و نادر تھي ' سواے ایک شہر کے دو کاریگروں کے درمیان مقابلہ کا کہیں نام و نشان بھي نہ تھا کیونکہ درامد برامد کے وسائل ایسے نہیں تھے کہ ایک ملک کا بنا ہوا سامان دور دست ممالک میں بھیجا جاسکے اور وہاں کا مال یہاں لایا جاسکے — اس وقت مقابلہ نہایت کمزور تھا کیونکہ اس وقت ایسے قوانین جاري تھے جنہوں نے مزاحمت اور مقابلہ کے لیئے کوئي گنجایش نہیں چھوڑي تھي — کیونکہ کام کرنے کے خاص خاص طریقے مقرر تھے اور سیکھنے اور سکھانے والوں کي تعداد محدود تھي — غرضکہ اُس زمانہ میں لوگوں کے خیالات اس بات کي طرف مائل تھے کہ معیشت کے معمولي طریقوں کي حفاظت کي جاے - اسي وجہ سے تربیت اُس زمانہ کي ضرورتوں کے مطابق تھي اور نوجوانوں کو وہي سکھائي تھي جو ان کے باپ دادا نے سیکھا تھا اور اُس زمانہ میں جس قدر کار و بار تھے ان کے لیئے ان کو تیار کرتي تھي اور ایک عرصہ دراز تک اِس تربیت سے مفید نتایج پیدا ہوتے رہے — مگر اب تو وہ زمانے ہي بدل گئے اور اِنساني سوسائیٹي کے حالات میں ایک عجیب انقلاب پیدا ہوگیا - اب کاریگر بڑے بڑے وسیع اور عظیم الشان کارخانوں میں مشینوں اور ضخیم آلات کے ذریعہ سے کام کرتے ہیں اور اپنا سامان روے زمین کے تمام ممالک میں فروخت کے لیئے بھیجتے ہیں - ان کے گاہکوں کي تعداد روز بروز بڑھتي جاتي ہی - اور جسقدر آناً فاناً علوم و فنون ترقي کرتے جاتے ہیں اُسیقدر لحظہ بہ لحظہ کام کرنے کے طریقوں میں تغیر تبدل ہوتا رہتا ہی ' جدت تقلید کے قایم مقام ہوگئي ہی ' مقابلہ نہایت سخت ہوگیا ہی اور کاریگروں پر لازم آ گیا ہی کہ وہ اس کے نقصانات سے بچنے کے لیئے ہمیشہ ایسے وسائل مہیا کرنے میں غور و فکر کرتے رہیں جن سے وہ زیادہ اور عمدہ مال تیار کرسکیں یا اُسکي قیمت گھٹا سکیں - غرضکہ معیشت سکون اور اطمینان کي حالت کو چھوڑ کر دائمي حرکت اور تجدید اور اختراع کي طرف منتقل ہوگئي ہی — سب سے زیادہ ضروري بات جسکا

لحاظ رکھنا واجب ھی وہ یہہ ھی کہ اِن دونوں حالتوں میں سے صرف ایک حالت کا اختیار کرنا ھمارے امکان سے خارج ھی - بلکہ جدید حالت کا اختیار کرنا ایک لابدي امر ھوگیا ھی جس کے بغیر کوئي چارہ نہیں *

ظاھر ھی کہ معیشت کے طریقوں کے تغیر سے تمام عالم میں تغیر واقع ھونا لازمي ھی - اسي وجہ سے وہ مسئلہ پیدا ھوگیا ھی جو اسوقت تمدني مسئلہ کے نام سے مشہور ھی اور جس سے مراد و سائل زندگي میں بحث کرنا ھی *

اس جدید حالت کے ظاھر ھونے کا سبب علوم طبعي کا ظہور ھی جن کي انتہا سے ابھي تک علماء واقف نہیں ھوئے بلکہ جیسا کہ ھر شخص کو معلوم ھی ابھي تک وہ اُن کے ابتدائي اصول سے آگے نہیں بڑھے — پس جس وقت ان علوم کي ترقي شروع ھوئي ھی اُسي وقت سے انساني گروہ کے مادي حالات میں اسقدر تیزي کے ساتھہ تغیر تبدل شروع ھوا ھی جس کي روک تھام نہیں ھوسکتي — اور ماضي اور حال کے درمیان بالکل تعلق قطع ھوگیا ھی - کیونکہ وہ اپني پہلي حالت پر باقي رھنے کا عادي ھی اور یہہ ایسے وسایل مہیا کرنے پر مجبور ھی جن کي بدولت وہ ان تغیرات سے فائدہ اُٹھاے اور ان کے نقصانات سے محفوظ رھے - ان دونوں زمانوں میں ایسا فرق ھی جیسا کہ ان دوسپاھیوں میں ھوتا ھی جن میں سے ایک قلعہ میں محفوظ ھوکر جنگ کرتا اور دوسرا کھلے میدان میں لڑتا ھی اور حقیقت میں یہہ بہت بڑا فرق ھی - میرے نزدیک یہہ خیال صحیح نہیں ھی کہ عام لوگوں کا میلان اس زمانہ میں بدي اور شرارت کي طرف بڑھگیا ھی، اُن کي طبیعتوں میں بزدلي اور نامردي پیدا ھوگئي ھی، جسکا نتیجہ ان انقلابات اور تغیرات کي صورت میں ظاھر ھوا ھی - یہہ ان لوگوں کا خیال ھی جنھوں نے دنیا کے حالات اور حادثات پر کافي غور نہیں کي - بلکہ میري راے یہہ ھی کہ یہہ جدید مادي حالت جو خدا کي قدرت سے دنیا میں ظاھر ھوئي ھی وہ علوم طبعي کي رھنمائي کا نتیجہ ھی، جنکي ایک ممتاز خصوصیت ترقي اور پیش قدمي ھی - اس وقت ھر شخص کو ایسي حالت میں رھنا چاھیئے جو اس ترقي کے ساتھہ بالکل مطابق ھو - کیونکہ اِسي میں اُس کي بھتري ھی بلکہ یہہ اُس کے لیئے واجب ھوگیا ھی *

ھم اوپر بیان کرچکے ھیں کہ علم تمدن تنزل اور انحطاط کے اسباب کو بیان کرتا اور اُس غرض و غایت کي توضیح و تشریح کرتا ھی جس کي طرف لوگ کھچے چلے جاتے ھیں *

تنزل اور انحطاط لوگوں کو ایک جدید حالت کي طرف لیئے جا رھا ھی جو اُن کي موجودہ حالت کے خلاف ھی - اب کسي شخص کے لیئے امر ممکن نہیں ھی کہ وہ ایک تنگ دائرہ میں موجود ھوکر زندگي بسر کرسکے، یا اپني معیشت میں کسي دوسرے شخص پر بھروسہ کرسکے، یا اپني قدیم قومي عادتوں پر قایم رھسکے — کیونکہ وہ سوسائیٹي جس میں وہ زندگي بسر کررھا ھی اُس دائمي تغیر کي تاثیر سے جو اُس کي مادي ضرورتوں میں ظاھر ھو رھا ھی انحلال اور اختلاط کي طرف مایل ھی - جو شخص ایک خاص سوسائیٹي میں تربیت پاتا اور اپنے تمام امور میں اُسي پر بھروسہ اور اعتماد کرتا ھی اگر اس سوسائیٹي کا شیرازہ جمعیت درھم برھم ھوجاوے تو وہ بھي اپني موجودہ حالت پر باقي نہیں رھسکتا، بلکہ سوسائیٹي کے تغیر سے اُس کے حالات میں تغیر ھونا لازمي ھی — اس لیئے واجب ھی کہ تربیت سے یہہ غرض ھونا چاھیئے کہ انسان کو زندگي کے کاروبار میں اپني ذات پر بھروسہ کرنے کا عادي بنایا جاوے تاکہ وہ اپنے رزق کے حاصل کرنے میں کسي دوسرے شخص کا محتاج نہو اور زمانہ کے ساتھہ ساتھہ پہلو بدلنے پر قادر ھوسکے - مگر موجودہ حالت میں تربیت کا نتیجہ صرف یہي ھی کہ انسان اپني سوسائیٹي پر جس میں اُس نے نشو و نما پائي ھی بھروسہ کرتا اور اپنے خاندان سے مدد کا خواستگار ھوتا اور بعض عارضي پیشوں پر جیسا کہ ملازمت وغیرہ آسان کام ھیں جن میں زیادہ محنت اور کوشش کي ضرورت نہیں پڑتي اعتماد کرتا ھی *

غرضکہ موجودہ تربیت سے کچھہ فائدہ نہیں ھی، اگر وہ انسان کو صرف یہي سکھاتي ھی کہ وہ ایک خاص سوسائیٹي مثلاً اھل خاندان یا اھل شہر یا اھل سیاست میں زندگي بسر کرسکے - بلکہ تربیت وہ مفید ھی جو انسان کو اِس بات کي تعلیم دے کہ وہ اپني ذات کو سوسائیٹي سمجھے اور اُسي پر بھروسہ کرے تاکہ وہ اپني اُن تمام قوتوں کے استعمال پر قادر ھوسکے جو خدا نے اُس میں پیدا کي ھی *

ھماري فرانسیسي قوم میں جو تربیت † موجودہ صدي کے آغاز سے آج تک جاري ھی وہ اصلي تربیت کے برخلاف ھی - کیونکہ تم نے دیکھا ھوگا کہ فرانسیسي باپ جب اپنے بچوں کي نسبت باتیں کرتے ھیں تو اکثر اِس قسم کے کلمات اُن کي زبان سے نکلتے ھیں " ھمارے بچوں کا صرف یہي فرض ھی کہ وہ ھمارا علم سیکھیں — انسان اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کي مدد سے کافي ترقي کرسکتا ھی — ھماري اولاد کا فرض ھی کہ وہ گورنمنٹ کا کوئي فوجي یا ملکي عہدہ حاصل کرلیں کیونکہ اِس ذریعہ سے نہایت آرام و اطمینان کے ساتھہ رزق حاصل ھو سکتا ھی اور پھر اُن کي نسبت سخت محنتیں برداشت کرنے کا خوف ھم کو نہیں رھتا — ھمارے پاس اِسقدر دولت ھی جو ھمارے بچوں کو بے فکر اور فارغ البال کرسکتي ھی اگر وہ کسي معقول عہدہ پر مقرر ھو جاویں جہاں اُن کو ماھوار ایک مقرر تنخواہ ملتي رھے اور ایک ایسي عورت سے اُنکي شادي ھوجاوے جو اُن کے واسطے بہت سا روپیہ جہیز میں اپنے ساتھہ لاوے " غرضکہ اِسي قسم کے خیالات ھیں جو ھم میں سے ھر شخص کو معلوم ھیں اور بسا اوقات ھماري زبانوں پر جاري ھوتے ھیں *

لیکن اگر حقیقۃ دیکھا جاوے تو اِن الفاظ کے کوئي معني نہیں ھیں - خاندان کے ممبر اور دوست اور عہدے اور جہیز عام لوگوں کو کچھہ بھي

† یہہ کتاب سنہ ۱۸۹۷ ع کي تصنیف ھی -

مفید نہیں ہوسکتا ، نہ اِن کي ذات کے لیئے اور نہ اُن کي اولاد کے لیئے — اِنسان کے لیئے اگر کوئي چیز مفید ھی تو وہ اُس کي ذاتي محنت اور کوشش ھی اور یہہ کہ وہ خود آپ اپني مدد کرنے اور زندگي کي کشمکش کا جوانمردي کے ساتھہ بذات خود مقابلہ کرنے پر قادر ھو — مگر ھمارے لیئے اِس راہ میں سخت مشکلات حائل ھیں — کیونکہ جو لوگ اِس کے عادي نہیں ھیں وہ اِس امر سے ناواقف ھیں کہ اُن کو کونسا طریقہ اختیار کرنا چاھیئے — جدید تربیت کے فواند اِس قدر مہتم بالشان ھیں کہ اُن سے دست بردار ھونا کسي حالت میں مناسب نہیں — کیونکہ اُس کا مقصد یہہ ھی کہ اِنسان کو صرف اپني ذات پر بھروسہ کرنے کا عادي بنایا جاوے اور اُس میں ایسي شجاعت اور دلھري پیدا کي جاوے جس کي مدد سے وہ موجودہ زمانہ کے حادثات اور انقلابات کا مقابلہ کرسکے — اِس لحاظ سے کہ ھم اپنے رشتہ داروں اور دوستوں پر بھروسہ کرتے ھیں ھمارے اور اُن قوموں کے درمیان جن کے افراد صرف اپني ذاتي ھمت اور کوشش سے اپنے تمام کام انجام دیتے ھیں اِس قدر فرق ھی جسقدر ھمارے اور اُن وحشي قبایل کے درمیان ھی جو اپنے سرگروھوں کے ساتھہ ھمارے مذھب میں داخل ھو جاتے ھیں *

یہہ اسباب ھیں تربیت وغیرہ کے تنزل کے ، اور یہہ اُس کي غرض و غایت ھی — اور اس دشوار گذار گھاٹي کا عبور کرنا ھمارے لیئے لازمي ھی خواہ ھم خوشي سے کریں یا نا خوشي سے — اور اپنے موجودہ طریقہ تربیت کو ترک کرکے اس کے برخلاف دوسرا طریقہ اختیار کرنا ھمارے لیئے لا بدي ھی *

(باقي آیندہ)

THE ALIGARH COLLEGE.

TO THE EDITOR OF THE *Pioneer*.

Sir,—May I take advantage of your columns to draw the attention of the Mahomedan public and of other friends and well-wishers of the M. A.-O College, Aligarh, to one or two matters connected with it which demand their serious attention. This year has been, in many respects, the most prosperous and successful one in the annals of the College; the total number of students in the College and school is more than 600, as against 488 in 1900, and the number of boarders 500 (or to be strictly accurate 493 at the moment of writing), as against 369 in 1900, a far higher figure than anything before arrived at. The University Examination results have been more than satisfactory. Over 90 per cent of the candidates sent up for the B A. Examination (31 out of 34) were successful, in the Intermediate about 56 per cent; and in the Entrance and School Final Examinations over 60 per cent—all results well above the University percentage. And in the playing fields the College cricket eleven has by its successes at Madras, Bangalore and recently at Simla fully maintained its reputation. All these facts are so thoroughly satisfactory and seem to afford so complete a proof of the prosperous condition of the College, that this would appear to be a singularly inappropriate moment to raise an alarmist cry with regard to its future. But nevertheless there is no doubt that the Aligarh College is at a very critical period in its history, owing to the fact that it has now reached the limit of expansion possible to

علیگڈھ کالج

بخدمت ایڈیٹر اخبار پایونیر

صاحب من — میں آپ کے اخبار کے کالموں کے ذریعہ سے عموماً مسلمانوں اور محمدن اینگلو اورینٹل کالج علیگڈھ کے دوسرے دوستوں اور بھي خواھوں کي توجہ ایک یا دو باتوں کي جانب جو کالج مذکور سے تعلق رکھتي ھیں اور جو اُن کي دلي توجہ کے لایق ھیں مثال کرنا چاھتا ھوں — یہہ سال اکثر امور کے لحاظ سے کالج کي تواریخ میں نہایت ترقي اور کامیابي کا سال رھا ھی — کالج اور اسکول کے طالب علموں کي کل تعداد بمقابلہ ۴۸۸ کے جو سنہ ۱۹۰۰ع میں تھي ۶۰۰ سے زیادہ ، اور بورڈروں کي تعداد بمقابلہ ۳۶۹ کے جو سنہ ۱۹۰۰ع میں تھي ۵۰۰ (یا اگر صحت کے ساتھہ کہا جاے تو وقت تحریر چٹھي ھذا کے ۴۹۳) ھی اور یہہ تعداد اُس سے بہت زیادہ ھی جیسي کہ سابق میں کبھي ھوئي تھي — امتحانات یونیورسٹي کے نتیجے خاطر خواہ سے بڑھکر ھوئے ھیں — جو اُمیدوار امتحان بي اے کے واسطے بھیجے گئے تھے اُن میں سے ۹۰ في صدي سے زیادہ (یعني ۳۴ میں سے ۳۱) اور امتحان انٹر میڈیٹ میں قریب ۵۶ في صدي اور امتحان انٹرنس و اسکول فائنل میں ۶۰ في صدي سے زیادہ کامیاب ھوئے اور یہہ تمام نتیجے ایسے ھیں جو یونیورسٹي کے اوسط سے بہت زیادہ ھیں — اور کھیل کے میدان میں بھي کالج کرکٹ الیون نے مدراس اور بنگلور میں اور حال ھي میں شملہ پر اپني شہرت کو بخوبي قایم رکھا ھی — یہہ تمام باتیں اسقدر طمانیت بخش ھیں اور اُن سے کالج کي ترقي پذیر حالت کا اس قدر کامل ثبوت حاصل ھوتا ھی کہ اُس کي حالت آیندہ کي نسبت اندیشہ و تردد کرنے کے لیئے یہہ وقت نہایت نا مناسب معلوم ھوتا ھی — لیکن با ایں ھمہ اِس امر میں کچھہ کلام نہیں ھی کہ یہہ زمانہ علیگڈھ کالج کي تواریخ میں نہایت نازک ھی — اور اس کي یہہ وجہ ھی کہ وہ ترقي کے اُس درجہ کو پہونچ گیا ھی جو اُس کے وسائل

it, with the present means at its disposal. The School and College class-rooms are so inconveniently overcrowded that we have had to resort to all kinds of make-shift arrangements in order to accommodate the different classes; the boarding-houses have become so full that there is absolutely no more room in them and though we have hired bungalows near the College in order to put up students we have still been obliged to refuse admission to more than 80 applicants this term. Government has recently very generously come to our aid and granted the sum of Rs. 20,000 for the construction of a new boarding-house which is to contain 40 school boarders; but this will not go far to relieve our difficulties, for though the building operations are only just commencing and cannot possibly be completed for five or six months, there are already more than 40 applicants for admission to the new Boarding House. We are urgently in need, too, of new school buildings, for the old school buildings, originally the Officers' Mess in the old Aligarh Cantonments, are now in such a shattered and dilapidated condition that they are not really fit for the use we put them to and we always live in dread that the next bad storm we get may bring them down bodily about our ears.

Again the staff, more particularly the European staff, is far too small for the work it has to do. We have been working since 1892, except for a short interval, 1895-96, when there was an increase of one Professor, with a European staff of the same strength (three in number) though the numbers of our students have more than doubled during that period. It is obviously difficult for one professor to do full justice to a class of 80 or 100, and sub-division of classes with a very limited staff is an impossibility. Still greater difficulties present themselves when we turn to the boarding-houses. It has always been the tradition and the practice of the Aligarh College that very friendly and intimate relations should exist between the European Professors and their pupils, and it is to the existence of these intimate relations, without any doubt, that the success of the College, more especially of its boarding-house system, has been due; and it is on the maintenance of these relations that its continued prosperity largely depends. These excellent traditions are still maintained in the College. The Professors are still to be seen daily along with their students on the cricket,

موجودہ کے لحاظ سے ممکن تھي - اسکول اور کالج کے کلاس روم میں طالب علموں کي اس قدر کثرت اور اُس کے باعث سے اسقدر تکلیف ھی کہ ھم نے بجبوري ھر قسم کي تدابیر و اِنتظامات مختلف جماعتوں کے واسطے جگہہ بہم پہونچانے کے لیئے اختیار کیئے ھیں - بورڈنگ ھوسوں میں بورڈروں کي اِس قدر کثرت ھی کہ اب اُن میں مطلقاً گنجایش نہیں ھی ' اور اگرچہ ھم نے طالب علموں کے رھنے کے لیئے کالج کے قریب بنگلہ کرایہ پر لیئے ھیں ' تاھم ھمنے بمجبوري اِس ٹرم میں ۸۰ سے زیادہ طالبعلموں کے داخل کرنے سے اِنکار کردیا ھی - گورنمنٹ نے حال میں بڑي فیاضي کے ساتھہ ھماري اعانت فرمائي ھی اور ایک جدید بورڈنگ ھوسں کي تعمیر کے لیئے جس میں ۴۰ اِسکول بورڈر رہ سکینگے بیس ھزار روپیہ کي ایک رقم منظور فرمائي ھی - لیکن اِس سے ھماري مشکلات کچھہ بہت کم نہونگي ' کیونکہ اگرچہ تعمیر کا کام ابھي شروع ھونے والا ھی غالبا پانچ یا چھہ مہینے تک ختم نہیں ھوسکتا ھی تاھم ابھي سے اِس جدید بورڈنگ ھوس میں داخل ھونے کے لیئے ۴۰ اُمید واروں کي درخواستیں آچکي ھیں — علاوہ ازیں ھمکو اِسکول کے لیئے جدید مکانات کي سخت ضرورت ھی ' کیونکہ اسکول کے پرانے مکانات جو ابتدا میں علیگڈہ کے فوجي افسران کے کھانے کے مکانات تھے ایسے بوسیدہ اور شکستہ حالت میں ھیں کہ وہ درحقیقت اس کام کے لایق نہیں ھیں جو ھم اُن سے لیتے ھیں اور ھمکو ھمیشہ اسبات کا خوف رھتا ھی کہ مبادا آیندہ کسي سخت طوفان میں وہ بیخ و بنیاد سے گر نہ جاویں —

علاوہ اس کے کالج کا اسٹاف اور خصوصا یوروپین اسٹاف اُس کام کے لیئے جواُسکو انجام دینا پڑتا ھی بالکل ناکافي ھی - سنہ ۱۸۹۲ع سے باستثناء ایک قلیل مدت یعني سنہ ۱۸۹۵ع و ۱۸۹۶ ع کے جبکہ ایک پروفیسر کا اضافہ کیا گیا تھا ھم اُنھیں تین پروفیسروں کے اسٹاف سے کام کر رھے ھیں ' حالانکہ اس عرصہ میں ھمارے طالب علموں کي تعداد دو چند سے زیادہ ھوگئي ھی - ۸۰ یا ۱۰۰ لڑکوں کي ایک جماعت کو بخوبي تعلیم دینا ایک پروفیسر کے لیئے صریح دشوار ھی اور ایک نہایت محدود اِسٹاف کے ساتھہ جماعتوں کے سب ڈویژن بدلنا بھي نا ممکن ھی — جب کہ ھم بورڈنگ ھوس کي جانب متوجہ ھوتے ھیں تو ھمکو اور بھي زیادہ اھم مشکلات پیش آتي ھیں - علیگڈہ کالج کا ھمیشہ یہہ طریقہ اور دستور رھا ھی کہ یوروپین پروفیسروں اور اُن کے طالبعلموں کے درمیان نہایت دوستانہ اور پر اختلاط تعلقات رھیں اور انھي دوستانہ تعلقات کي وجہ سے بلاشبہہ کالج کو اور خاصکر اُس کے طریقہ بورڈنگ ھوس کو اِس قدر کامیابي اور ترقي حاصل ھوئي ھی ' اور انھیں تعلقات کے جاري رھنے پر اُس کي ترقي بیشتر منحصر ھی — چنانچہ یہہ عمدہ باتیں اسوقت تک کالج میں جاري ھیں - پروفیسر اب بھي روزانہ کرکٹ ' فٹ بال اور ٹینس کے میدانوں میں اپنے طالب علموں کے ساتھہ نظر آتے ھیں — اور طالبا کي مختلف سوسائٹیوں کے جلسوں اور اُنکے بحث اور مباحثوں میں نہایت مستعدي سے حصہ لیتے ھیں — و نیز دوستانہ

ربط و ضبط هر ایک طالبعلم سے الگ الگ بڑھانے میں بھي وقت صرف کرتے هیں— لیکن ظاهر هی که جب تک طلبا کي تعداد بڑھتي رهیگي اور پروفیسروں کي تعداد بدستور رهیگي تو ایسے طالب علموں کي روز بروز کثرت هوتي جاویگي جن کو پروفیسروں سے زیادہ ملنے کا موقعه نه ملیگا اور وہ کالج لایف کي اس خوبي سے جو که اُس کا ایک بڑا اور بهتر جزو هی محروم رهینگے — جبکه ایک نان رزیڈینشل (Non-Residential) کالج کے لیئے ایک زبردست یورپین اسٹاف کي ضرورت هی تو رزیڈینشل (Residential) کالج کے لیئے بدرجه اولی اسکي ضرورت هوني چاهیئے — کیونکه ایک رزیڈینشل کالج جس کي یهه کوشش هوتي هی اور هوني چاهیئے که پڑھانے کے کمروں میں اور ان کے باهر یکساں طور پر طالب علموں کے چال چلن پر اثر ڈالا جاے اور انکو ایک خاص سانچه میں ڈھالا جاے تو اس صورت میں ظاهر هی که ٹیچنگ اسٹاف (Teaching staff) کے وقت پر اسکا کتنا بار زیادہ هوجاتا هی •

اب یهه سوال پیدا هوتا هی که اگر یهه تمام خرابیاں تسلیم کي جاتي هیں ' تو اُن کے علاج کي فکر فورا کیوں نهیں کي جاتي ؟ — تم اپنے اسٹاف میں کیوں اضافه نهیں کرتے ؟ اور کیوں اپني عمارتوں کي تکمیل نهیں کرتے هو ' تاکه تمام خرابیاں دور هو جاویں ؟ ان سب باتوں کا صاف جواب یهه هی که روپیه کي کمي هی - ٹرسٹي آمدني کے محدود هونے کي وجه سے باوجود تمام کوشش اور دلسوزي کے ضروري اصلاحوں کے دسویں حصه کو بهي عمل میں نهیں لاسکتے هیں — لیکن پهر یهه اعتراض کیا جاسکتا هی که طلبا کي زیادتي سے یقیناً آمدني میں بهي اضافه هوتا هوگا — درحقیقت کالج کي فیس کي آمدني میں طلبا کي زیادتي سے ضرور اضافه هوتا هی - لیکن هندوستان میں تعلیم کي فیس تعلیم کے مصارف کے پورا کرنے کے لیئے کسي طرح پر کافي نهیں هوسکتي هی — اس وجه سے ایک سو نئے طالب علموں کي فیس ان مصارف کے مقابل میں جو که اُن کي تعلیم میں هونگے ایک بهت هي ادنی رقم هی •

ٹرسٹي حتی المقدور پوري کوشش کر رهے هیں - اُنهوں نے ایک نئے پروفیسر کے تقرر کو منظور کرلیا هی اور اسبات میں کوشاں هیں که عمارت میں بهي اضافه کیا جاے جس کي اشد ضرورت هی - لیکن اُن کے ذرایع اتنے محدود هیں که اگر کالج کي مقررہ آمدني هي پر اکتفا کرنا پڑے تو وہ کسي طرح سے ان اصلاحوں کے عمل میں لانے کے لیئے جن کا میں نے اوپر ذکر کیا هی عرصه تک کافي نهیں هوسکتي هی- اس لیئے عامۂ مسلمین سے مدد کي درخواست هی — اور یهه درخواست کسي صورت میں غیر مناسب نهیں سمجهي جاسکتي - سر سید احمد نے یهه کالج ملک کے ایک خاص حصه کے لیئے نهیں قایم کیا تها ' بلکه تمام هندوستان کے مسلمانوں کے لیئے — اور اُن کي اُمید ایک حد تک پوري بهي هوئي — همارے بورڈنگ هوس میں هندوستان کے هر ایک حصه کے طالب علم موجود هیں — بلا شبهه

football and tennis grounds, and they still take an active and frequent part in the debates, discussions and meetings of the various students' societies and also find time to cultivate more intimate and friendly relations with individual students. But it is obvious that so long as the number of students continues to increase while the number of professors remains stationary, there will be an increasing proportion of students who are not in close touch with their Professors and who are left outside of a good deal of what is best in the College life. If a strong European staff is necessary in a non-residential College it is still more imperatively necessary for the success and prosperity of a residential College which attempts, or should attempt, to influence and mould the character of its students outside as well as inside its class rooms, and necessarily makes much heavier demands on the time of its teaching staff.

Now, it may be fairly asked, "If these defects are generally recognised, why are they not at once remedied? Why do you not increase your staff and complete your buildings and set things right?" The answer to this is a simple one: for want of money. The Trustees, with the best will in the world, are unable, with a limited income and one which is already subjected to a severe strain, to put into effect more than a tithe of the improvements necessary. But it may be again objected, "Your income must surely be increasing along with your increase in numbers." The College income from fees is, of course, increasing with the increase in numbers: but education in India is so far from self-supporting that the increase in fees from even a hundred new students is a comparatively insignificant sum and goes but a little way towards the cost of educating that additional hundred. The Trustees are doing their best; they have just sanctioned the appointment of a new Professor and are endeavouring to carry out some of the most urgently needed building improvements; but their means are so limited that if they have to depend on the regular income of the College, most of the requirements which I have endeavoured to point out must, for a long while, remain unfulfilled. The appeal therefore is to the Mahomedan public and there is every reason why this appeal should be made. Sir Syed Ahmed founded the Aligarh College not as a local institution but as a College for Mahomedans from all parts of India and his hopes have been in a measure realised. Already we have in our boarding-houses students from every part of India. The United Provinces and the Punjab, of course, supply the bulk of our students; but we have also many from

the Central Provinces, from Bengal, from Bombay, from Madras (in increasing numbers), from Sindh, from Kathiawar and beyond the borders of India, from Burma, Somaliland, Persia, Beluchistan, Arabia, Uganda, Mauritius and Cape Colony.

It is clear from these facts that the Aligarh College is regarded, and is daily coming to be more widely regarded, not as a local or Provincial College, but as a national one; and it is not going too far to say that, owing to the measure of success it has already attained, in the minds of many of the best educated and most thoughtful Mahomedans of India, their hopes for the progress and advancement of the Mahomedan people are closely and intimately associated with the progress and development of the Aligarh College. Therefore it seems fitting that an appeal should be made, at this juncture, not merely to those Mahomedans who have already manifested an interest in the welfare of the College, and have, in many cases, generously contributed to its funds directly or through such funds as the Syed Memorial Fund, the Beck Memorial Fund and the Duty Fund; but, in a more general way, to all Mahomedans in all parts of India who have any interest at all in the cause of Mahomedan progress and education. There are, roughly speaking, about 60,000,000 Mahomedans in India, and it is not unreasonable to suppose that out of this number at least 100,000 could be found who are sufficiently enlightened to appreciate the purpose and aims of the Aligarh College. In England it is found that the largest sums for charitable purposes are, as a rule, realised rather by the small contributions of a large number of comparatively poor people than by the larger gifts of the rich. I would therefore suggest that all Mahomedans who are interested in the welfare of the Aligarh College should endeavour to *enrol* from among their friends and acquaintances as many people as possibly will promise to contribute a small sum, not less than one rupee each, per annum, on a fixed date to the funds of the College. Even if only one-tenth of the number I have suggested above could be got to join such an Association, the funds of the College would be benefited to the extent of Rs. 10,000 per annum, a very handsome addition to a revenue of less than Rs. 1,00,000; and a not unreasonable sum to hope for, considering the vast numbers to whom such an appeal may justly be made. The most appropriate day that could be fixed for the realisation of these sums would be, I think, the 27th of March, the anniversary of the death of the Founder of the College. I therefore propose that such a fund to be called the Sir Syed Rupee Fund, should

ہمارے طالب علموں کا بڑا حصہ ممالک متحدہ اور پنجاب سے ہی — لیکن ہمارے یہاں ممالک متوسط، بنگال، اور بمبئي، سندہ و کاٹھیا وار اور ہندوستان کي حدود کے باہر کے ممالک برھما، سومالي لینڈ، فارس، بلوچستان، عرب، اوگنڈا، ماریشس (Mauritius) اور کیپ کالونی کے طلبا ہیں *

اِن واقعات سے ظاہر ہی کہ علیگڈہ کالج کي وقعت نہ بحیثیت لوکل اور پراونشیل کالج کے بلکہ بحیثیت قومي کالج کے روز بروز ترقي پذیر ہی — یہہ کہنا بعید از راستي نہوگا کہ بوجہ اُس اثر کے جو علیگڈہ کالج کي کامیابي نے ہندوستان کے تعلیم یافتہ اور غور کرنے والے مسلمانوں کے دلوں پر ڈالا ہی اُن کي اُمیدیں مسلمانوں کي ترقي و عروج کے واسطے اِس کالج کي ترقي و نشو و نما سے وابستہ ہوگئي ہیں — اِس لیئے یہہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ایسي نازک حالت میں نہ صرف اُن مسلمانوں سے جنہوں نے کالج کي بہبودي میں دلچسپي ظاہر کي ہی اور نہایت دریا دلي سے براہ راست یا بذریعہ سر سید میموریل فنڈ یا بیک میموریل فنڈ یا ڈیوٹي فنڈ کے امداد دي ہی بلکہ ہندوستان کے ہر حصے کے مسلمانوں سے جن کو مسلمانوں کي تعلیم و ترقي سے دلچسپي ہو عموما مدد کي درخواست کي جاے۔ ہندوستان میں تقریبا ۶ کرور مسلمان ہیں اور اِس بات کا فرض کرلینا کہ اِن میں سے ایک لاکھہ ایسے مل سکتے ہیں جو اِس قدر روشن ضمیر ہوں کہ علیگڈہ کالج کے مقاصد و اغراض کي قدر کریں خلاف عقل نہیں ہی — انگلستان میں دیکھا گیا ہی کہ سب سے بڑي رقوم خیرات کے کاموں کے لیئے زیادہ تر چھوٹے چھوٹے کثیرالتعداد غریب چندہ دینے والوں سے وصول ہوتي ہیں نہ یہہ کہ متمول آدمیوں کے بڑے چندوں سے — اِس لیئے میں یہہ راے دونگا کہ تمام مسلمان جو علیگڈہ کالج کي بہبودي کے خواہاں ہیں اپنے دوستوں اور ملاقاتیوں میں سے جہانتک ممکن ہوسکے ایسے آدمیوں کي فہرست تیار کریں جو ایک چھوٹي سي رقم (جو ایک روپیہ سے کم نہو) ہر سال کالج کے فنڈ میں ایک مقررہ تاریخ پر داخل کرنے کا وعدہ کریں - جو تعداد میں نے بتائي ہی اگر اُس کا ایک دسواں حصہ بھي ایسا مل جاے جو ایسي ایسوسي ایشن میں شریک ہو تو کالج فنڈ کو دس ہزار روپیہ سالانہ کا فائدہ ہوجایا کریگا - یہہ آمدني ایک نہایت معقول اضافہ کالج کي آمدني میں ہوگا جو کہ ایک لاکھہ روپیہ سے کم ہی اور لوگوں کي اُس تعداد کثیر کا خیال کرکے جس سے ایسي درخواست کي جاسکتي ہی اِس چندہ کا جمع ہوجانا بعید از قیاس نہیں ہی - نہایت مناسب دن اِس رقم کے وصول کرنے کا میرے نزدیک ۲۷ مارچ ہی جو بانی کالج کي برسي کا دن ہی - اِس لیئے میں تحریک کرتا ہوں کہ یہہ فنڈ جس کا نام سر سید روپي فنڈ (Sir Syed Rupee Fund) رکھا جاے فورا کھولدینا چاہیئے -

اور جن حضرات کو اِس تجویز سے دلچسپي ہو سکرٹري ٹرسٹیان کالج یا پرنسپل سے اِس کے بارے میں خط و کتابت کریں — اور کالج کے تمام دوستوں کو چاہیئے کہ جسقدر ممکن اِس ایسو سي ایشن کے لیئے مل سکیں مہیا کریں- اگر اِس تجویز پر مستعدي ظاہر کي جاے اور عقلمندي سے اُس پر عمل کیا جاوے تو ایک نہایت معقول امداد کالج کو مل سکتي ہی اور وہ خطرہ جو کالج کي قدرتي توسیع و تکمیل کو روکنے اور پامال کردینے والا ہی رفع ہو سکتا ہی *

ایل - ٹپنگ

قایم مقام پرنسپل علیگڈھ کالج

۸ جولائي سنہ ۱۹۰۲ ع

at once be started and that all who are interested in the movement should communicate with the Secretary to the Trustees of the College or with the Principal, and that all friends of the College endeavour to enrol as many members as possible in this Association. If this idea is energetically taken up and intelligently worked very material assistance may be rendered to the College and the danger that now threatens to check and crush its natural expansion and development may be averted.

LLEWELLYN TIPPING,

Offg Principal M.-A. O. College.

ALIGARH,
July 8th

اِشتہار عام

باغات علیگڈھ کالج میں بالفعل قلم انبہ کے تیار ہیں اور تمام مقامات کي پودہ سے یہاں کي پودہ چیدہ اور منتخب ہی- چنانچہ بنارس کا لنگڑا یہاں کے لنگڑے کا مقابلہ نہیں کرسکتا - لیکن با اینہمہ ہرایک درخت اُور مقامات کي نسبت ارزاں قیمت میں جس کي تفصیل ذیل میں درج کي جاتي ہی ملتا ہی - جو شخص سو درخت لیگا اُس کے ساتھہ زیادہ رعایت کي جاویگي *

لنگڑا	فجري	زردہ
۱۲/	۸/	۸/
عنایت خاں کا نودہ	سپیدہ	
۱۲/	۸/	

المشہ ——— تہر

سید عباس حسین پروفیسر

رسالۃ التوحید

یہہ کتاب عربي زبان میں مصر کے ایک مشہور اور زبردست فاضل شیخ محمد عبدہ المصري کي جدید تصنیف ہی جس کي بعض نہایت اہم اور ضروري فصلوں کا ترجمہ مولوي رشید احمد صاحب انصاري نے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شایع کیا تھا جس کي کچھہ جلدیں کتاب کي شکل میں علحدہ بھي چھاپي گئي ہیں - قیمت في جلد ایکروپیہ - منیجر ڈیوٹي شاپ مدرسۃالعلوم علیگڈھ سے درخواست کرنے پر مل سکتا ہی *

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

شرح قیمت اخبار

یہہ اخبار ہفتہ میں ایک بار چھپتا ہی اور ہر پنجشنبہ کو شایع ہوتا ہی *

اخبار کا جاري رہنا معاونین کي اعانت اور قیمت اخبار کے وصول ہونے پر منحصر ہی *

معاونین اخبار وہ حضرات سمجھے جاوینگے جو سالانہ ۶ یا اس سے زیادہ عنایت کریں *

قیمت سالانہ پیشگي علاوہ محصول	...	۵/
ایضا ایضا معہ محصول	...	۶
قیمت ششماہي علاوہ محصول	...	۳/
ایضا ایضا معہ محصول	...	۳/
قیمت سہ ماہي علاوہ محصول	...	۱/
ایضا ایضا معہ محصول	...	۱/
قیمت في پرچہ	...	۰/۴

اُجرت چھاپہ اشتہارات

اشتہار ماسٹروں اور ٹیچروں کا بغرض حصول نوکري کے کالج یا اسکول میں ہر دفعہ کے لیئے	...	۰/۸
باقي اشتہارات ہر دفعہ کے لیئے في سطر کام	...	۰/۲

FOR SALE.

A Galley Press, with Iron Inking Table attached, by Miller and Richard, with Iron Stand, 29" × 6" inches, almost new, and in thorough good working order. Price for new one Rs. 216. Present Price Rs. 170.

Apply to the Registrar, M. A.-O. College, Aligarh.

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 30.

THURSDAY, 24th JULY 1902. روز پنجشنبہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۲ ع

نسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۳۰

تار برقی کی خبریں

(ماخوذ از پایونیر)

لندن ۱۳ جولائی

لارڈ کچنر کل حضور ملک معظم کی خدمت میں جو ایک کوچ جلوہ افروز تھے پیش کیئے گئے — حضور ممدوح نہایت خوش اخلاقی اُن کے ساتھہ پیش آئے — حضور ممدوح نے بعوض حسن خدمت اُن کا ریہ ادا فرمایا اور تمغہ آرڈر آف میرت اُنکو عطا فرمایا — اس کے بعد کچنر نے ملکہ معظمہ سے نیاز حاصل کیا — لارڈ ممدوح آج ہیمت فیلڈ تشریف لیگئے ہیں *

شاہنشاہ روس نے شاہزادہ میرسچرسک کو صوبہ جات خرکاف ، ایکٹر لی اور پلٹوا کا دورہ کرنے کے لیئے بغرض تحقیقات اس امر کے متعین یا ہی کہ آیا ہنگامہ و فساد وہاں جاری رہیگا اور لوگوں کی اصلی یتیں کیا ہیں *

لندن ۱۴ جولائی

حضور ملک معظم مارکوئیس آف سالسبری کو وقت اُنکی علحدگی ایک بڑی ترقی اور خطاب عطا کرنا چاہتے تھے لیکن اُنہوں نے اُس کے ور کرنے سے معافی چاہی *

بوتھا ، قی ویسٹ ، اور قی لاری پندرہ روز میں یورپ کو روانہ ہونگے *

لندن ۱۴ جولائی

لارڈ جارج ہملٹن نے مسٹر لیوشیر کے سوال کے جواب میں یہہ بیان کہ جو جلسہ ریسپشن انڈیا آفس میں ہوا اُس کے اخراجات کی بت ویسرائے سے مشورہ نہیں لیا گیا ہی — لیکن بجٹ کی پیشی کے ت اُسکے خرچ کے معاملہ کی نسبت بحث کرنے کا ایک موقع ملیگا *

لندن ۱۵ جولائی

ملک معظم نے جمعہ کے دربار میں لارڈ سالسبری کو طبقہ وکٹوریا کا گرینڈ کراس معہ ایک ستارہ کے جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے عطا فرمایا *

مسٹر بیلفور نے سہ پہر کو ملک معظم کی ملازمت حاصل کی اور لارڈ پرائیوی سیل مقرر کیئے گئے *

مسٹر رچی، لارڈ جارج ہملٹن، مسٹر ہینبری، اور مسٹر آسٹن، چیمبر لین کے نام سومائیکل ہکس بیچ کے جا نشین کے معاملہ میں بیان کیئے جاتے ہیں — لیکن صاحب ممدوح غالبا موسم سرما کے اجلاس تک بدستور کام کرینگے *

ملک معظم بہمراہی ملکہ معظمہ ، وکٹوریہ اِسٹیشن کو تشریف لے گئے — ایک بجے ۴۷ منٹ پی ایم پر پورٹسموتھہ میں پہونچے — ملک معظم کو لوگ جہاز پر لے گئے اور حضور ممدوح مقام کویس کو تشریف لے گئے - سررشتہ کے طور پر یہہ بیان کیا جاتا ہی کہ حضور ممدوح نے بغیر تکان کے اِس سفر کو برداشت کیا اور اس تبدیلی سے نہایت خوش ہیں — موسم اُن کی صحت کے لیئے موافق ہی *

حضور ممدوح صبح کو بغیر ہمراہی پولس یا جنگی فوج کے ایک خاص گاڑی میں بٹھا کر وکٹوریہ اسٹیشن کو پہونچائے گئے اُس وقت مطلق کوئی رسم اور دھوم دھام عمل میں نہیں آئی — روانگی کے اوقات و مقامات نہایت احتیاط سے پوشیدہ رکھے گئے — پھر بھی بہت سے آدمی سڑکوں پر جمع ہوگئے، لیکن اُنہوں نے دیدہ و دانستہ شور و غل سے اجتناب کیا اُنہوں نے اپنی ٹوپیاں اُتار لیں اور خاموش کھڑے رہے — سر ایف ٹریوس اور سر ایف لیکنگ نے وقت روانگی کے جو بالکل بخیر و خوبی انجام کو پہونچی تکراتی و خبر گیری کی *

جس راستہ سے حضور ملک معظم کی سواری تاج پوشی کے دن گرجا ویسٹ منسٹر اے بی کو جاویگی وہ بدستور قایم رہیگا — لوگوں کی

مایوسي کم کرنے کي غرض سے اُمید ھی کہ ملک معظم موسم سرما میں جنوبي لندن کے بعض محلوں میں سوار ھوکر نکلینگے *

لارڈ جارج ھملٹن نے مسٹر شوین کے سوال کا جواب دیتے وقت یہہ بیان کیا کہ وہ ابھي قطعہ و نشکي ریلوے کي تیاري کا تخمینہ نہیں کرسکتے ھیں — سیستان تک اس لین کو وسعت دینے کے واسطے کوئي تجاویز گورنمنٹ ھند کي خدمت میں پیش نہیں کي گئیں *

سر مارکس سیمول جو ایک جاپاني تاجر ھیں لندن کے لارڈ میئر نامزد کیئے گئے ھیں *

لندن ۱۶ جولائي

ھوس آف کامنز میں ڈپلو میٹک ووٹ پر اُن تعلقات کي نسبت جو انگلستان کو اٹلي کے ساتھہ ھیں ایک مباحثہ پیش ھوا *

مسٹر بولس نے سر فلپ کري کي نسبت سخت نکتہ چیني کي ، اور یہہ خیال ظاھر کیا کہ صاحب موصوف کے اٹلي سے واپس طلب کیئے جانے کي خواھش کي گئي ھی — اُنھوں نے اٹلي کے ساتھہ دوستانہ تعلقات کے منقطع ھونے کا الزام سر فلپ کري پر لگایا *

لارڈ کرینبورن نے سر فلپ کري کي تائید کي اور اُنکے واپس طلب کیئے جانے کي خبر کو غلط قرار دیا — لارڈ ممدوح نے بیان کیا کہ یورپ میں کوئي ملک ایسا نہیں ھی جس کے ساتھہ تعلقات اٹلي سے زیادہ دوستانہ ھوں — بہت سے مشکل اور پیچیدہ مسائل ، خاصکر ملک سمالي اور سودان کي سرحد ، اور مالٹہ اور تریپولي کے معاملات کا تصفیہ سرفلپ کري کي بدولت ھوا ھی *

شاھزادہ ویلز نے آج سہ پہر کو حضور ملک معظم سے ملاقات کي — حضور ممدوح کي عام حالت نہایت عمدہ ھی — اُنکي کونچ کو کھلے ھوئے تختے جہاز پر لے گئے ھیں *

شاھنشاہ روس اور بادشاہ ایمانوول والي اٹلي نے گرینڈ ڈیوک اور گرینڈ ڈچس کے ایک زرق برق مجمع کے ساتھہ مقام کریسنوسیلو میں ۳۸۸۰۰ فوج کي قواعد ملاحظہ فرمائي ، اور خود شاھنشاہ روس اپني رجمنٹوں کو بادشاہ ممدوح کے سامنے ھوکر لے گئے *

لارڈ جارج ھملٹن نے ھوس آف کامنز میں یہہ بیان کیا کہ اُنھوں نے ھندوستان کے بجٹ کي پیشي اگلے موسم تک ملتوي کردي *

صاحب ممدوح نے بیان کیا کہ اُن کے نزدیک موسم سرما ھندوستان کے بجٹ کي پیشي کے لیئے زیادہ تر مناسب ھی *

مسٹر چیمبرلین کو خاطر خواہ طور پر آرام ھوتا جاتا ھی اور خبر کے پرچوں کا جاري کرنا موقوف کردیا گیا ھی *

لندن ۱۷ جولائي

معلوم ھوتا ھی کہ سر مائیکل ھکس بیچ دو برس پہلے پولیٹکل لائف سے کنارہ کش ھونا چاھتے تھے ، لیکن لارڈ سالسبري نے کہہ سنکر صاحب موصوف کو بدستور اپنے عہدہ کا کام کرنے پر آمادہ کیا *

عموما یہہ اُمید کي جاتي ھی کہ لارڈ ھیلسبري لارڈ چینسلر عنقریب اپنے عہدہ سے استعفا دیدینگے *

اخبار نویس مجلس کیبینٹ کے ازسر نو ترتیب دیئے جانے کي تجاویز کي نسبت جن کے عمل میں آنے کا کم و بیش احتمال ھی لیکن جن کا بھروسہ نہیں ھی بحث کر رھے ھیں — ان تجویزوں میں لارڈ کرزن کا نا اکثر اوقات شامل کیا جاتا ھی ، اور اخبار ٹائمز بیان کرتا ھی کہ لوگوں کا علی العموم یہہ یقین ھی کہ لارڈ کرزن حتی الامکان بہت جلد کسي موقع پر ھوس آف کامنز میں پھر داخل ھونگے اور اپنا پولیٹکل دور پھر شروع کرینگے * حضور ملک معظم کي حالت برابر خاطر خواہ ھی *

حضور ممدوح قبل از دوپہر تختہ جہاز پر رھے ، اور ۸ اگست کو لندن کو تشریف لاوینگے اور تاجپوشي کے بعد پھر جہاز کو واپس تشریف لے جاوینگے *

لندن ۱۷ جولائي

مسٹر بیلفور نے اپني پہلي کیبینٹ کونسل میں اجلاس کیا جس میں مسٹر چیمبرلین بھي شریک تھے — وزیروں کي طرف سے بہت سي تجاویز مشتہر کي گئي ھیں جو بیشتر اس قیاس پر کہ لارڈ کرزن کوئي عہدہ قبول کرلینگے مبني ھیں — یہہ امر مشتبہ ھی کہ آیا موسم سرما سے پہلے کوئي تبدیلیاں عمل میں آوینگي — یہہ خیال کیا جاتا ھی کہ مسٹر ھیلبري غالبا عہدہ چینسلر خزانہ کے واسطے اُمیدوار ھونگے *

سرمائیکل ھکس بیچ نے ھاؤس آف کامنز میں گفتگو کرتے وقت یہہ بیان کیا کہ وہ دربار دھلي کے واسطے روپیہ منظور کرنے پر آمادہ نہیں ھیں *

لندن ۱۸ جولائي

مہاراجہ صاحب بہادر کولا پور ایک مختصر دورہ کے لیئے انگلستان سے پیرس ، وینس اور فلارنس کو روانہ ھوگئے ھیں اور ایسے وقت پر وھاں سے واپس آوینگے کہ جشن تاجپوشي میں شریک ھوسکینگے *

جو افواہ لارڈ کرزن کے ولایت کو واپس تشریف لے جانے کي نسبت مشہور ھی اُس کو اخبار ٹائمز نے آج ایک مہمل افواہ قرار دیا ھی *

اخبار ٹیلیگراف خیال کرتا ھی کہ گو کچھہ ھي وقوع میں کیوں نہ آئے لیکن وایسراے دھلي کے دربار تاج پوشي تک ھندوستان میں رھینگے *

لندن ۱۸ جولائي

اخبار اینسٹ بیان کرتا ھی کہ ملک معظم اس قدر تندرست و خوش معلوم ھوتے ھیں جیسے کہ برسوں سے نہیں معلوم ھوتے تھے اور یہہ بوجہ اُس مفید اثر کے ھی جو کار و بار سلطنت اور سوشل تفکرات سے آزادي حاصل ھونے اور مجبوراً آرام کرنے سے پیدا ھوا ھی *

تاجپوشي ۹ اگست کو قرار پائي ھی *

سلطان زنجبار کا انتقال ھوگیا *

لندن ۱۹ جولائي

مسٹر بیلفور نے مقام فلہم میں گفتگو کرتے وقت یہہ بیان کیا کہ لارڈ سالسبري نے ملک کو پر امن حالت میں چھوڑا ھی — ھر ایک غیر سلطنت کے ساتھہ تعلقات نہایت دوستانہ اور خاطر خواہ ھیں — جو اعتراضات لڑائي کے متعلق بر اعظم یورپ میں کیئے گئے ھیں اُن کے ذکر

میں صاحب موصوف نے فرمایا کہ اُن کو اُمید ھی کہ یہہ مباحثہ ھمیشہ کے لیئے ختم ھوگیاھی- اُنھوں نے یہہ یقین ظاھر کیا کہ جو شخص انگلستان کے ذمہ ایک آزاد قوم پر حملہ کرنے کا الزام لگاتے ھیں وہ ٹریلسوال کي حالت آیندہ میں یہہ بات دیکھینگے کہ آزادي ' کالونیل سیلف گورنمنٹ ' اور انتظام کي صفائي کے باب میں انگلستان کے جو خیالات ھیں وہ کیا کام کرسکتے ھیں - صاحب موصوف نے یہہ یقین ظاھر کیا کہ ھم اب یہہ اُمید کرسکتے ھیں کہ یورپ کي قوموں کے ساتھہ ھمارے عمدہ تعلقات روز افزوں ترقي کرینگے- صاحب موصوف نے یہہ اُمید ظاھر کي کہ اب دوسري قوموں کے ساتھہ دوستي اور رضامندي کا ایک بڑا زمانہ شروع ھونے والا ھی *

صاحب موصوف نے نوآبادیوں کے ساتھہ بھي اسیطرحپر طمانیت بخش تعلقات ھونے کا ذکر کیا — صاحب موصوف نے مسٹر چیمبرلین کي تعریف و توصیف کي جنھوں نے نوآبادیوں کے معاملات میں ایک نئي جان ڈال دي ھی - جو مباحثے نوآبادیوں کي کانفرنس میں ھونگے اُن کا نتیجہ صرف یہہ ھوسکتا ھی کہ سلطنت کے مختلف حصوں کے درمیان زیادہ تر ربط و ضبط پیدا ھوجاویگا اُنھوں نے بیان کیا کہ گو لارڈ سالسبري گورنمنٹ سے علیحدہ ھوگئے ھیں لیکن اُن کي پالیسي برابر جاري رکھي جاویگي *

گزٹ میں لارڈ کچنر کا ایک مراسلہ مورخہ یکم جون مشتہر کیا گیا ھی جس میں صلح کے ھونے کا اعلان کیا گیا ھی — مراسلہ مذکور میں فوج کے تحمل و بردباري ' ثابت قدمي اور بہادري کي تصدیق کي گئي ھی کہ صرف انھیں کے باعث سے معرکہ جنگ کي مشکلات عظیم حل ھوسکتي تھیں — نیز مراسلہ مذکور میں بوئروں کے سرگروھوں کا تعظیم کے ساتھہ ذکر کیا گیا ھی *

بادشاہ بلجیم نے جن کا جہاز دریاے سولنت میں پڑا ھوا ھی آج آدہ گھنٹہ تک بادشاہ ایڈورڈ سے ملاقات کي — بادشاہ ممدوح اچھي طرح اور خوش و خرم ھیں *

لارڈ سالسبري نے مقام ھیت فیلڈ میں ایک گارڈن پارٹي دي ' جس میں ۴۰۰۰ سے لیکر ۵۰۰۰ تک مہمان مع شاھزادگان و راجگان ھندوستان ' باشندگان نو آبادي ھاے اور سفیران سلطنت اور امرا اور ممبران ھوس آف کامنز شامل تھے *

بریلي ۱۷ جولائي

ھز آنر جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر بھمراھي چیف سکرٹري و پریویٹ سکرٹري کل شام کو نھالي تال سے یہاں رونق افروز ھوئے اور صاحب کمشنر بہادر کي کوٹھي کو تشریف لیگئے جہانکہ جناب ممدوح اپنے زمانہ قیام میں فروکش ھونگے - آج صبح کو ھز آنر نے پاگل خانہ کو ملاحظہ فرمایا- ۱۱ بجے پر بریلي ' بدایوں ' پیلي بھیت اور شاھجہاں پور کے دسترکت بورڈوں کیجانب سے ایڈریسیں پیش کي گئیں ' اُن کے جواب میں ھز آنر نے اپني اسپیچ میں اس امر پر خاص زور دیا کہ آمدني و خرچ کے معاملہ میں بورڈونکو آزادي کا ھونا پسندیدہ ھی ' اور جو تدابیر اس غرض سے زیر تجویز ھیں اُنکا ذکر فرمایا- نیز ھز آنر نے ممبروں کو اس بات کا خیال رکھنے کي تاکید فرمائي کہ جو روپیہ خاص طور پر تعلیم کے واسطے منتقل کیا گیا ھی وہ پورا پورا صرف کردیا جاوے - اس کے بعد ھز آنر نے مختلف بورڈوں کے قایم مقاموں کے ساتھہ اُن کي اصلاح کے لیئے ضروري تجویزوں کي نسبت گفتگو فرمائي *

شملہ ۱۷ جولائي

قطع نظر اس بات سے کہ حضور بادشاہ ایڈورڈ ھفتم کي تاجپوشي کي خاص تقریب ھندوستان میں اگلے موسم سرما میں عمل میں آویگي ' شروع اگست میں جبکہ اس ملک کے اکثر حصوں میں عموما بارش نہایت کثرت سے ھوتي ھی اس قسم کے جلسوں کا ترتیب دینا جن میں موسم کے باعث سے کچھہ ھرج واقع نہ ھو آسان نہوگا ' لیکن بھرحال حضور ویسراے بہادر کي یہہ خواھش ھی کہ شملہ کا موسم بغیر اس کے نہ گذرنے پاوے کہ جو بہت سے ماتحت سرکاري عہدہ دار پہاڑ پر رھتے ھیں اور غالباً اور طرح پر سرکاري خوشي میں شریک نہوسکیں گے اُن کو تفریح کا کوئي موقع دیا جاوے — چنانچہ ھز اکسلنسي نے ملک معظم قیصر ھند کي تاجپوشي کي خوشي میں یہہ تجویز کي ھی کہ بارش کے ختم ھونے کے بعد ستمبر یا اکتوبر میں گورنمنٹ ھند کے دفتر سکرٹریٹ اور دفاتر متعلقہ اور فوج کے ھیڈ کوارٹر کے کلارکوں کو مع اُن کي بیویوں اور لڑکیوں کے ایک گارڈن پارٹي وایسرے گل لاج میں دیجاوے *

مختلف خبریں

— گورنمنٹ بنگالہ ڈھاکہ میں ایک انجنیرنگ اسکول قایم کرنے کي تجویز پر غور کر رھي ھی *

— جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ اپنے برسات کے دورہ پر نینی تال سے روانہ ھوگئے ھیں اور سب سے پہلے بریلي کو تشریف لے گئے *

— ھز اکسلنسي حضور وایسراے بہادر کے راجپوتانہ کے دورہ میں مسٹر ایچ ایچ بارنس فارن سکرٹري ' حضور ممدوح کے ھمرکاب جاوینگے اور دورہ کے خاتمہ پر لارڈ کرزن اور مسٹر بارنس اُن تیاریوں کے ملاحظہ کے لیئے جو دربار تاجپوشي کے واسطے ھو رھي ھیں غالبا دھلي کو تشریف لے جاوینگے — اس کے بعد ھز اکسلنسي کلکتہ کو تشریف لے جاوینگے اور مسٹر بارنس غالبا دھلي میں رھینگے *

— بنگالہ کي بعض دیسي پبلک ایسوسي ایشنوں نے اپنے مقاصد کي فہرست میں یہہ بھي اضافہ کیا ھی کہ دیسي ساخت کي چیزوں کے استعمال کو ترقي دینے کے لیئے مناسب تدابیر اختیار کي جاویں - چنانچہ ان میں سے ایک ایسوسي ایشن نے اس امر کي نسبت کہ اُس کے ضلع میں اس قسم کي کون سي چیزیں پیدا ھوتي ھیں اطلاع جمع کرنے اور اُن کي فروخت کو ترقي دینے کا مصمم ارادہ کیا ھی *

— ایک کارسپانڈنٹ شکایت کرتا ھی کہ اگرچہ کلکتہ میں ھندؤں کے فائدہ کے واسطے بہت سے عمدہ ھوٹل ' بورڈنگ ھوس ' اور دھرم سالا موجود ھیں لیکن جہاں تک اُسکا تجربہ ھی مسلمانوں کے لیئے کوئي معقول ھوٹل یا بورڈنگ ھوس موجود نہیں ھی - وہ یہہ رائے دیتا ھی کہ اگر واقعي یہہ حالت ھی تو چند سر براوردہ اور ذي اثر مسلمان شرفا کو اپنے ھم مذھبوں کو ممنون کرنا اور شہر کلکتہ میں ایک معقول بورڈنگ ھوس قایم کرنا چاھیئے ' اور وہ اشارہ کرتا ھی کہ اس قسم کا ایک بورڈنگ

هوس صرف مسلمان مسافروں کے حق میں هي نهیں جو همیشه کلکته سے گذرتے هیں ، مغتنمات سے نهوگا بلکه اُس کا خرچ بهي اُس سے نکل آویگا اور شاید کچهه نفع بهي حاصل هو *

— از روے اُن انتظامات کے جو عنقریب طے هونے والے هیں دیر اکسلنسي لارڈ کرزن و لیڈي کرزن ایک ساتهه یکم اگست آیندہ کو شملہ سے نهضت فرما هونگے ، اور انبالہ میں پهونچکر لارڈ کرزن جنوب کي طرف میسور کو اور لیڈي کرزن کشمیر کو تشریف لے جاوینگي ، کیونکه ریلوے کے ذریعه سے هندوستان کے میدانوں میں ایک نهایت سخت موسم میں چهه دن تک سفر کرنا اور اُس کے بعد میسور کے جنگلات میں بغرض شکار کیمپ میں رهنا لیڈي صاحبه ممدوحه کے نزدیک چندان دلچسپ نهیں هوسکتا - مسٹر کارنڈف پرائیویٹ سکرٹري ، کرنل بهونگ ، کپتان آرم اسٹرانگ اڈین میڈیکل سروس ، اور کپتان ناکس اور کپتان بارڈ بلر جیسا که سابق میں بیان هوچکا هی حضور وبسواے کے همرکاب جاوینگے اور کپتان بیکر کار اور لارڈ سفوک لیڈي کرزن کے همراہ کشمیر کو جاوینگے *

— کار نیکي اور سلسل روتز کي دریا دلي کے فسانے هنوز تازہ تهے که ولایت میں ایک اور جوانمرد نے اپني همت عالي کا ثبوت دیا اور وہ اس طرح پر هی که مسٹر گوسٹ لندن کے ایک شراب فروش نے سینٹ تامس کے شفاخانه کي امداد میں ازهائي لاکهه پونڈ کي معقول رقم جو همارے سکه میں ساڑهے سینتیس لاکهه روپیه کي برابر هوتي هی دیدي — یهه مانا که تجارت کے فقدان کے سبب سے همارے ملک کے دولت مند سے دولت مند امیر بهي اتني رقم کسي کام میں صرف نهیں کرسکتے - لیکن جب کبهي اور جهاں کهیں خرچ کرتے هیں وهاں اگر بجاے نمود اور نمایش کے اصلي فوائد ملک اور قومي همدردي کو پیش نظر رکهیں تو کل ملک کا روپیه برباد نه هو اور بقدر امکان کچهه نه کچهه فائده هي هو * (وکیل)

هندوستاني مهمانوں کا مصارف

مسٹر لبوشیر نے هندوستان کے لیئے بهت عمده خدمات کیں که اِس بات کو پوش کیا هی که مصارف جشن تاجپوشي کے بارے میں اُس سے کیسا بدلام کرنے والا برتاو کیا گیا هی- خصوصاً انڈیا آفس میں استقبالي مصارف آمدني هندوستان سے لیا جائیگا — اُمید هی که مسٹر لبوشیر اِس معاملہ میں اُس وقت تک برابر تحریر کرینگے جبتک سکرٹري اسٹیٹ هند اور دیگر ممبران انڈیا آفس اِس امر کو نه تسلیم کریں که هندوستاني مهمانوں سے بهي ویسا هي برتاو هوگا جیسا کالوني کے لوگوں سے هوا هی اور شششهي فند سے ان کا مصارف دیا جائیگا * (اودہ اخبار)

مضامین کا سرقه

همارے اخبار میں اکثر المویذ و المنار وغیرہ مصري اخباروں کے مفید مضامین کا ترجمه چهاپا جاتا هی اور اِس کے لیئے هم نے خاص اهتمام کیا هی اور ایک بڑي تنخواہ کا عالم نوکر رکها هی — هم نهایت افسوس سے دیکهتے هیں که اُن مضامین کي نقل بعض اخباروں میں کیجاتي هی اور همارے اخبار کا نام جس سے وہ ترجمه نقل کیا جاتا هی نهیں لکها جاتا - غالباً یهه غلطي عمداً نه هوتي هوگي مگر صاحبان اخبار خوب جانتے هیں که گو ایسي غلطي سهواً بهي هو مگر افسوس کے قابل هی هم اُمید کرتے هیں که اِس ضروري امر کي طرف خاص توجه کي جائیگي اور آیندہ ایسي غلطي سهواً بهي نه هونے پائیگي *

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

اس کانفرنس کے متعلق جو اشتهار شائع کیا گیا تها اُس میں درخواست کي گئي تهي که جو صاحب ممبر هونا اور کانفرنس کیمپ میں رهنا چاهیں وہ اپني درخواستیں اخیر اگست تک بهیجدیں- مگر باوجودیکه جولائي کا مهینه ختم هونے کو هی مگر درخواستیں نهیں آئیں — جهاں کهیں کانفرنس کے ایجنٹ گئے اور جن صاحبوں کے پاس اشتهار پهونچا اکثر لوگوں نے آنیکا وعده کیا اور جگهه خالي رکهنے کي خواهش کي مگر نه ممبري کي فیس بهیجي نه مکانات کا کرایه — غالباً عین وقت پر وہ آئینگے اور کانفرنس کیمپ میں رهنے کي خواهش کرینگے مگر کمیٹي نے اعلان کردیا هی اور پهر هم اُس کو مشتهر کرتے هیں که جن ممبروں کي درخواستیں آخر اگست تک معه فیس اور اُتنے دنوں کا کرایه جتنے دن اُن کو رهنا منظور هو آویگا اُن کا انتظام کمیٹي اپنے ذمه لیتي هی اُس کے بعد کمیٹي ذمه دار نهیں هی - جو حضرات آنیکا ارادہ رکهتے هوں اُن کو چاهیئے که اپني درخواستیں معه فیس و کرایه کے بهیجدیں - ورنه موهوم اُمید پر کمیٹي کو مکانات بنانے میں تامل هوگا اور مکانات کے کافي نهونے کي حالت میں آنے والوں کو تکلیف هوگي - موجودہ حالت نهایت مشتبهه هی - وعده کرنے والوں کے وعدوں پر خیال کیا جاے تو معلوم هوتا هی که پانچ سو آدمیوں کے رهنے کیواسطے مکانات بنانے کي تجویز نهایت نا کافي هی پٹنه کے لوگوں نے همارے ایجنٹ سے کها که پانچ سو آدمي صرف اُن کے ضلع سے آئینگے - اور درخواست اور فیس بهیجنے والوں پر اگر خیال کیا جاے تو اندیشه هوتا هی که شاید دو سو ممبر بهي کانفرنس کے کمپ میں نه آئیں - اسلیئے لوکل کمیٹي دهلي کي حالت نهایت مذبذب هی - نهایت مشکل سے کمیٹي کے چند ممبروں نے اپني ذمه داري پر دس هزار روپیه قرض لیا هی اور ایک روپیه سیکڑه ماهانه سود دینا منظور کیا هی اس لیئے که چنده سے سواے پٹنه کي کمیٹي سے اب تک کچهه وصول نهیں هوا هی - نه ممبروں کي تعداد معلوم هوئي نه کانفرنس کمپ میں ٹهیرنے کي فیس و کرایه اب تک آیا - بزرگان قوم کو اس پر توجه کرنا اور اس قومي کام میں مدد دینا چاهیئے - اگر تعلیم یافته مسلمان اس کانفرنس کو ضروري سمجهتے هیں اور بزرگان ملت دهلي میں کانفرنس کا هونا مناسب خیال کرتے هیں تو اُن چاهیئے که وہ اُس کي کامیابي کے لیئے کوشش کریں تاکه دهلي کا جلسه اُس شهر اور اُس حالت کے موافق هو جو که شاهي دربار کے وقت هوگي - اور کوشش کریں که رئیس اور امیر اور ذي عزت مسلمان جو دربار دهلي میں شریک هونے کي غرض سے تشریف لائیں وہ تهوڑي دیر کے لیئے اس قومي کانفرنس میں بهي رونق افروز هوں - اگر ایسي کوشش کي جاے تو اُمید هی که دهلي میں کانفرنس کا جلسه قابل یادگار هوگا اور اگر خاص کوشش نه کي گئي اور اُس کے لیئے خاص انتظام نه کیا گیا تو اندیشه هی که دهلي کي کانفرنس نهایت بے رونق هو اور علیگڈه کے معمولي جلسوں سے بهي کم هو - بهر حال بقول مولوي

نذیر احمد صاحب کے ' اس کانفرنس پر مسلمانوں کي قسمت کا فیصله منحصر هی ' *

اس مضمون پر همارے همعصر وکیل اور نهر اعظم نے جو عمده اور مفید مضمون لکهتے هیں اُن کو هم نقل کرتے هیں اور دل سے اُن کے شکر گذار هیں - اگر اسي طرح سے اور اخبار بهي کانفرنس کي مدد کریں اور مضامین لکهکر لوگوں کو آماده کریں تو وه قومي خدمت کرنے پر تعریف اور شکر کے مستحق هونگے اور اُن کي خدمت سے کانفرنس کو بهت مدد ملیگي *

افسوس هی که زنده دلان پنجاب نے ابهي تک اس طرف توجه نهیں کي مگر هم نهایت خوشي سے اس بات کا اعلان کرتے هیں که وه اس ضروري کام سے غافل نهیں هیں - اور عنقریب معمول کے موافق وهاں لکچروں کا سلسله جاري هونے والا هی اور کانفرنس میں شریک هونے کے لیئے خاص انتظام کیا جارها هی - بد نصیبي سے هماري قوم کے سچے خیر خواه اور هماري کانفرنس کے بڑے حامي اور رهنما خان بهادر برکت علي خاں (جن کو خدا صد و سي سال تک زنده رکهے) شدید بیمار هوگئے تهے اور بوجه علالت کے وه میٹنگ کرنے اور اِس کام میں کوشش کرنے سے معذور تهے اب بفضل خدا صحیح اور تندرست هوگئے هیں اور کانفرنس کے لیئے جلسے کرنے اور اشتهارات بانٹنے اور لوگوں کو ترغیب دلانے پر مستعد هوئے هیں اور همارے معزز دوست مولوي شاهدین اور شیخ عبدالقادر اور منشي محبوب عالم نے بهي اس اهم کام کے پورا کرنے کا حسب معمول ارادہ کیا هی هم کو اُمید هی اور پورا یقین هی که صرف پنجاب سے کانفرنس کو ایسي مدد ملیگي جس سے لوکل کمیٹي دهلي کي کوششیں ضائع نهونگي اور کانفرنس کا اجلاس ایسي شان و شوکت سے هوگا که تاجپوشي کے دربار کي طرح یهه جلسه بهي همیشه یاد رهیگا اور مسلمانوں کي عزت اور شان کے موافق هوگا *

علیگڈه کالج کے بعض با همت طالب علموں نے پچهلے برس ممالک متحده میں دوره کرکے کالج فنڈ میں بهت کچهه امداد دي تهي - اب کے برس یهه تجویز هوئي که موسم گرما کي تعطیلوں کے آغاز میں کالج کا یهه وفد همارے صوبه میں آئیگا - همیں اُمید هی که اهل پنجاب اس مشن کا خیر مقدم اُسي گرمجوشي سے کرینگے جو همیشه ان کا شعار رها هی اور مرحوم سر سید کي اُس راے کي اپني طرز عمل سے تصدیق کرینگے جو مادام الحیات پنجاب اور اهل پنجاب کے بارہ میں وه مکرر ظاهر کرتے رهے - همیں اس مشن سے یهه بهي اُمید هی که وه آیندہ ایجوکیشنل کانفرنس میں شویک هونے کي ترغیب بهي لوگوں کو دینگے - اور اُس کے فواید دل نشین کرانے میں کوئي دقیقه اُٹها نه رکهینگے — کیونکه هم دیکهتے هیں که پنجاب میں اب تک کوئي باضابطه تحریک نهیں هوئي اور نه یهاں کي سوسوآوده اور مقتدر انجمنوں نے اس بارہ میں کچهه قدم لیا هي * (وکیل)

تالیف و تجارت

هم نهایت خوشي سے " تالیف و تجارت " کا اشتهار جو مولوي سید ممتاز علي صاحب مالک رفاه عام سٹیم پریس لاهور نے همارے پاس بهیجا هی معه اُن کے خط کے شایع کرتے هیں *

مولوي ممتاز علي صاحب ایک نهایت نامور اور لایق اور ذي علم اور مشهور ادیب هیں — اور اپني قوم کے سچے خیر خواه اور سچے همدرد هیں - وه ایسے کاموں سے متنفر رهتے هیں جن میں قوم کا فائده نهو اور کبهي وه کام نهیں کرتے جس میں صرف نمایش اور جهوٹي ناموري حاصل هو اُن کا اراده همیشه یهه رهتا هی که وه کام کیا جاے جس سے درحقیقت قوم کو فائده پهونچے اور اُس سے کوئي مفید نتیجه حاصل هو گو بظاهر وه کام کیسا هي ساده اور حقیر سمجها جاے — اُن کا رساله تهذیب نسواں اس بات پر شاهد هی که اُس کے مضامین بظاهر نهایت ساده اور معمولي هوتے هیں مگر مسلمانوں کي لڑکیوں کو اُس سے کیسا فائده پهونچتا هی اُس کے مضامین اکثر لڑکیوں کے لکهے هوتے هیں جن سے اُن کے خیالات معلوم هوتے هیں اور پڑهنے والوں کو خانه داري کا سلیقه پیدا هوتا هی مفید باتیں لڑکیوں کو بتائي جاتي هیں ' جو کام شریف لڑکیوں کو کرنے چاهیئیں وه سکهائے جاتے هیں - اور اس میں کچهه مبالغه نهیں هی که شریف خاندان کي لڑکیوں کو اس سے بهت فائده پهونچتا هی غالبا مسلمانوں کي لڑکیوں کے لیئے اس رساله سے بڑه کر کوئي دوسرا مفید رساله نهوگا *

اب مولوي صاحب موصوف نے ایک نهایت سسته پندره روزه اخبار تالیف و تجارت کے نام سے جاري کرنا چاها هی — جس میں ایسي معلومات جمع کرنے کا اراده کیا هی جن کے شایقین کو اپنے اشغال علمي میں رهبري کے لیئے همیشه ضرورت رهتي هی هم اِس مفید تجویز پر سید ممتاز علي صاحب کو مبارکباد دیتے هیں اور دعا کرتے هیں که خدا اُن کو اِس اراده میں کامیاب کرے اور اُمید کرتے هیں که یهه رساله نهایت قدر اور عزت کي نظر سے دیکها جائیگا اور بهت سے مسلمان قلم اور درم سے اُس کي مدد کریں *

زاد عنایته -

بخدمت شریف جناب اڈیٹر صاحب اخبار انسٹیٹیوٹ گزٹ علیگڈه

عنایت فرماے بنده —

تسلیم - " تالیف و تجارت " کا پروسپکٹس همراه عریضه هذا مرسل خدمت هی - بعد ملاحظه اُمید هی که آپ اس کے اجراء کو ملک و قوم کے حق میں مفید و ضروري سمجهینگے اور چونکه اس کي توسیع اشاعت اور کامیابي کا انحصار بالخصوص ابتداء میں زیاده تر آپ جیسے مهربان معاصرین کي توجه پر هی اِس واسطے نیازمند کي یهه استدعا کچهه بے محل نه هوگي که براه کرم اشتهار هذا کو دو تین بار یا جتني دفعه موقعه اور گنجایش دیکهیں اپنے جریده گرامي میں جگهه دیکر خاکسار کو

مرھون منت فرمائیں — یہہ امر بھي ضروري معلوم ھوتا ھی کہ آپ کے اخبار کي جس اشاعت میں یہہ اشتہار پہلي مرتبہ چھپے اس کے اڈیٹوریل کالموں میں بھي چند تائیدي سطور اس کي ضرورت و اھمیت کے متعلق لکھي جائیں تاکہ ناظرین کو اس کي طرف متوجہ ھونے کا کافي موقعہ مل سکے *

اِس تکلیف کے معاوضہ میں " تالیف و تجارت " کو آپ جس ناچیز خدمت کے قابل سمجھیں اسے وہ بڑے فخر و مسرت کے ساتھہ بجالانے کو حاضر ھوگا — اور اگر کسي وجہ سے اصول تجارت کے مقابلہ میں رسم معاصرانہ کا لحاظ منظور خاطر نہ ھو تو پھر اس گذارش کو ملاحظہ فرما کر جس قدر جلد ممکن ھو امور ذیل سے آگاھي بخشیں : —

(۱) آپ کے اخبار کي ٹھیک ٹھیک تعداد اشاعت کتني ھی *

(۲) تقسیم اشتہارات کي اُجرت آپ کیا فیصدي شرح سے لینگے ؟ *

(۳) آپ کس تاریخ کے پرچہ کے ساتھہ اس اشتہار کو بطور ضمیمہ شائع کرنا چاھتے ھیں اور کس وقت تک اس کي تعداد مطلوبہ آپ کے پاس پھونچ جاني چاھیئے *

خاکسار

S. MUMTAZ ALI.

تالیف و تجارت

ھرچند کہ ملک میں اخباروں کي بھر مار کسي حد تک تکلیف دہ درجے کو پھونچ گئي ھی — اور نئے اخباروں کے لیئے ظاھرا کوئي کامیابي کا میدان نظر نہیں آتا — مگر انصاف سے دیکھا جاے تو اب تک ھمارے ملک میں بہتیرے ضروري مقاصد کے حصول کا کوئي بھي ذریعہ موجود نہیں — تمثیلاً فن تصنیف و تالیف کو لیجیئے — فی الحال جس قدر اخبار اور رسالے جاري ھیں اُن میں سے کوئي بھي پورے طور پر اس بات کا متکفل نہیں کہ ھمارے ملک کے بعض اھل علم و فضل جن مشاغل علمیہ میں مصروف ھیں وہ ھمیں ان مشاغل سے وقتاً فوقتاً آگاہ کرتا رھے یا کسي صاحب تصنیف کو اپنے معاصرین علما سے کسي نوع کي مدد کي ضرورت ھو تو وہ اس کے ذریعہ سے استمداد کرسکے — یا اگر کسي جویاے کتب قدیمہ کو کسي کتاب نایاب کي جستجو ھو تو اُسے یہہ معلوم ھوسکے کہ وہ کتاب کہاں کہاں اور کن کن کتب خانوں میں موجو ھی ؟ غرض تالیف و تصنیف کي خدمت کا کوئي معتدبہ ذریعہ اور ایک دوسرے کے مشاغل سے واقف ھونے کا کوئي سلسلہ موجود نہیں ھی *

مذھب میں تو عموماً لوگوں نے ایسي متعصبانہ روش اختیار کر رکھي ھی کہ اگر کوئي مذھبي اخبار ھی تو خاص خاص فرقہ سے مخصوص و منسوب ھی — کسي کي طبیعت میں اس قدر فراخي نہیں کہ مخالف کے کلام کو بھي جس میں وہ اپنے مذھب کي حقیقت ثابت کرنا چاھتا ھی اپنے اخبار میں جگہ دے سکے — اور اُسے پڑھ کر اپنے غیظ و غضب کو تھام سکے *

اِن ضرورتوں کا خیال کر کے میں نے قصد کیا ھی کہ اگست آیندہ سے ایک نہایت سستا پندرہ روزہ اخبار تالیف و تجارت کے نام سے اپنے اھتمام میں جاري کروں — اس اخبار میں حتی الامکان نہایت کوشش سے ایسے معلومات جمع کیئے جائینگے جن کي شائقین علم کو اپنے اشغال علمي میں رھبري کے لیئے ھمیشہ ضرورت رھتي ھی *

اخبار میں ایک عنوان سیر مذاھب بھي ھوگا جسکے تحت میں ھر مذھب و ھر فرقہ کے علما پوري آزادي سے اپنے اپنے مذھب کي حقوت پر دل کھول کر مضامین لکھہ سکینگے - اور ھر قابل شخص کو تھذیب کے ساتھہ اُن پر نکتہ چیني کرنے کي اِجازت دي جائیگي *

اگرچہ اس اخبار کے اجرا سے اصلي غرض مصنفین و مولفین کو ان کے مشاغل علمیہ میں مدد دینا ھی - لیکن بدیں خیال کہ شاید ان مضامین کے لیئے ھمیشہ کافي مصالحہ بہم نہ پہونچ سکے — یا مبادا تصنیف و تالیف کي نا قدري کي وجہ سے اخبار کو کسي قسم کا مالي نقصان اُٹھانا پڑے اس اخبار کي مدد کے طور پر دیگر اخباري مضامین و تقریظات و اشتہارات تجارتي بھي اس میں درج ھوا کرینگے — مگر حتی المقدور ان اشتہارات کي اُجرت بھي بہت معمولي اور واجبي ھوا کریگي *

اھل علم کي خدمت کے سوا جو اس اخبار کا اصلي مقصد ھی دیگر اھل قلم کو بھي تلاش معاش میں اس طرح مدد دي جایا کریگي کہ کم مقدور لوگوں کے اشتہار تلاش معاش بالکل مفت چھاپے جایا کرینگے اور عام طور پر بھي اس قسم کے اشتہار نہایت خفیف برائے نام اُجرت پر شایع ھوا کرینگے *

تجارتي اشیا میں سے کار آمد اشیاء روز مرہ خصوصا ان اشیاء کے اشتہارات کي طرف بہت توجہ کي جائیگي جو ھر خانہ دار شخص کو اپني خانہ داري میں مطلوب ھوتي ھیں - منجملہ دیگر عنوان ھاے تجارتي کے ایک عنوان مینا بازار ھوا کریگا - جس کے ذیل میں زنانہ صنعت کي چیزیں اور مدارس زنانہ کي ھنر مندیوں کے نمونے مع قیمتوں کے درج ھوا کرینگے *

رشتے ناتے کے اشتہارات کي طرف بھي خاص توجہ ھوگي - اور کم استطاعت لوگوں سے ایسے اشتہاروں کي کچھہ اُجرت نہ لي جائیگي - غرض اس اخبار کو اغراض متذکرہ بالا کے لیئے مفید بنانے میں کوئي کسر باقي نہ رکھي جائیگي *

یہہ اخبار ۱۲ صفحوں پر ۱۸ × ۲۲ کي ۱/۸ تقطیع یعني اس اشتہار کي تقطیع پر ھر مہینے کي یکم اور پندرہ کو دارالاشاعت پنجاب لاھور سے شائع ھوا کرے گا - اور پہلا پرچہ یکم اگست آیندہ کو نکلے گا - قیمت سالانہ صرف ۲ اور ششماھي ۱، ھوگي - محصول ڈاک بھي اس میں شامل ھی - نمونے کا پرچہ مفت *

المشتہر

سید ممتاز علي - مالک رفاہ عام سٹیم پریس لاھور

سر تقدم الافکلیز السکسونیین

نمبر ۱۰

(واسطے سلسلہ کے دیکھو صفحہ ۱۵۰ - مطبوعہ ۱۷ جولائي سنه ۱۹۰۲ ع)

همکو اپني اولاد کي تربیت کسطرحپر کرنا چاهیئے ؟

تجربہ سے هم کو اُس طریقہ کي طرف رهنمائي هوتي هی جو غرض مقصود کے حاصل هونے کے لیئے سیدھا رستہ هی — ظاهر هی که همارے پاس کوئي تجربہ نہیں هی، کیونکہ همارے ملک میں هرایک چیز مقصود اور مطلوب کے برخلاف هو رهي هی — اِسلیئے همارا فرض هی که هم دوسري قوموں کے تجربوں سے فائدہ اُٹھاویں — جو ان کڑي منزلوں اور دشوار گذار گھاٹیوں سے عبور کرچکي هیں، اور جو ایسے نوجوان تیار کرتي هیں جو اپنے رشتہ داروں اور دوستوں اور اپني گورنمنٹ پر بھروسہ نہیں کرتے، بلکہ وہ اپنے تمام کاروبار بذات خود انجام دینے پر قادر هیں — ایسي قومیں دنیا میں موجود هیں، اور سواے ان لوگوں کے جن کي آنکھیں بصارت سے محروم هیں کوئي شخص اُن کا اِنکار نہیں کرسکتا - یهي وہ قومیں هیں جو روے زمین کے تمام ممالک پر تاخت کرتي اور اُن کو آباد کرکے اُن کے نا معلوم ذرائع دولت و ثروت کو دریافت کرتي هیں، اور اپني ترقي کے سیلاب میں دنیا کے قدیم عنصروں کو برباد کرتي چلي جاتي هیں - اور یهہ تمام معجزات صرف شخصي قوت اور ایسے جوانمردوں کي بدولت ظاهر کرتي هیں جو صرف اپني ذات پر بھروسہ کرتے هیں - اگر جدید تربیت کے کارنامے دیکھنے منظور هوں تو شمالي امریکہ کي حالت پر غور کرو، اور اگر قدیم تربیت کے نتایج دریافت کرنے منظور هوں تو جنوبي امریکہ پر نظر ڈالو - اِن دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھہ مقابلہ اور موازنہ کرنے سے همارے قول کي صحت بخوبي ثابت هو سکتي هی *

اِن دونوں میں اِس قدر بین فرق هی جس قدر که سیاہ اور سپید میں هوتا هی - شمالي امریکہ کے باشندے زراعت صناعت اور تجارت میں اعلی درجہ پر پهونچ گئے هیں - مگر جنوبي امریکہ میں ایک ایسي قوم هی جس پر سستي اور کاهلي چهائي هوئي هی، اُس کي همتیں پست هوگئي هیں، اور پولیٹکل ایجي ٹیشن کے سوا اُس کے لیئے کوئي دلچسپ مشغلہ نہیں هی - شمال میں آیندہ اُمیدیں روشن اور چمکتي هوئي نظر آتي هیں، اور جنوب میں فلاکت اور ادبار کي گھٹا چهائي هوئي هی - شمالي امریکہ کے باشندے بوجہ اپني قوت اور جفا کشي اور الوالعزمي کے بد بخت جنوبي امریکہ میں آتے اور اُس کے بهترین وسائل دولت و ثروت پر قابض هوتے جاتے هیں — اور وہ اسي طرح رفتہ رفتہ وهاں کي ریلوے لائنوں، صناعت اور تجارت کے بڑے بڑے کارخانوں، اور بنکوں، پر قابض اور متصرف هوگئے هیں *

میں اِس نمایش کے دنوں میں ارجنٹن کے پریسیڈنٹ سے باتیں کر رها تها - اُس نے انگریزوں کي تاخت اور اِن کي فتوحات کي نسبت کچھہ بیان کیا — وہ نہایت غمگین اور متاسف تها جیسا که کمزور آدمي هوتا هی - کیونکہ زبان سے کهدینا زیادہ آسان هی بہ نسبت اس کے که اپنے نفس کو محنت اور کوشش پر مجبور کیا جاوے، تاکه قوي اور زبردست لوگوں کے ساتھہ مساوات حاصل هوجاوے - جن لوگوں کي پیش قدمي پر رشک اور افسوس کیا جاتا هی وہ دائمي محنت اور کوشش کے عادي هیں — یهہ ایسي قومیں هیں جن کے دلیر اور الوالعزم نوجوانوں کو زندگي کي کشمکش اور مقابلہ اور مزاحمت کي مشکلات کا کوئي اندیشہ نہیں هوسکتا - انهوں نے اپني مذهبي اور اخلاقي قوت اور پولیٹکل سطوت کو صرف اپني ذات اور شخصیت پر بھروسہ کرکے قایم رکها هی - میں تسلیم کرتا هوں که مذهب ان میں اس قدر مستحکم نہیں هی جسقدر که وہ کنفیوشس میں هی - مگر وہ مذهب کے ساتھہ عداوت اور دشمني کرنے میں هم فرانسیسیوں سے بہت هي کم هیں — اس کي وجہ یهہ هی، که اُن کا هر ایک فرد یهہ خیال کرتا هی که اُسکے کام کا نتیجہ صرف اُسي کي ذات تک محدود رهتا هی اور دوسرے تک نہیں پهونچتا *

یهہ کوئي عجیب بات نہیں هی — کیونکہ انسان قدیم قوموں میں بہ نسبت اپني ذات اور همت اور الوالعزمي پر بھروسہ کرنے کے زیادہ تر اپني سوسائیٹي پر بھروسہ کرتا تها، اور جیسا حال سوسائیٹي کا هوتا تها اُس کي حالت بهي اُسي کے تابع هوتي تهي، خواہ وہ سوسائیٹي اُس کا خاندان هو یا کسي مدرسہ کا بورڈنگ هوس هو یا فوجي پلٹن اور رسالہ هو یا سرکاري محکمہ هو اور یا کوئي پولیٹکل حلقہ هو - اُس کے تمام خیالات، احساسات، معتقدات، قدیم روایات، اور مذهبي اور اخلاقي عادات، اُس کي ذات سے خارج هوتي تهیں — وہ اِس طرح پر کوئي کام یا خیال کرتا هو یا اُسطرح پر هر حالت میں، اِس کي یهي وجہ هوتي تهي که اُس نے اپني سوسائیٹي کو اسیطرح پر کام یا خیال کرتے دیکها هی - اور جس وقت اِس سوسائیٹي کا شیرازہ جمعیت ٹوٹ جاتا تها تو هر ایک فرد سخت حیران اور پریشان رهجاتا تها، کیونکہ اُسکا قیام صرف سوسائیٹي پر منحصر تها - قدیم زمانہ میں سوسائیٹي نہایت مضبوط اور مستحکم اور اپني تمام افراد کو ملانے والي تهي، اگرچہ اُن کي همتیں اور اُن کے ارادے کمزور تهے — اور اُس کي تمام افراد ایک دوسرے کو سهارا لگاتے تهے - اس لیئے اُن کا مجموعہ بهي مثل اُس پرانے اور پوسیدہ مکان کے مستحکم تها جو پاس پڑوس کے مکانات کے سهارے پر کهڑا رهتا هی — مگر جب وہ مکانات منهدم هوجاتے هیں تو یهہ بهي منهدم هوجاتا هی — اِس لیئے اُس سے بچنا ضروري هی *

هماري قدیم سوسائیٹي کي ٹهیک یهي حالت هی - دنیا میں اُس کے اکثر حصے منهدم هو چکے هیں، کچھہ کچھہ باقي هیں - مگر هم اپني غفلت اور نادانی سے اِس بات پر آمادہ نہیں هوتے که اُس مکان سے جو عنقریب منهدم هونے والا هی نکل بهاگیں اور دوسرے نئے مکان میں پناہ لیں - یهي وجہ هی که هماري عقل خبط هوگئي اور هوش و حواس رخصت هوگئے هیں - هم ایسي چیزوں سے امداد کے خواستگار هوتے هیں جن کي

حمایت میں ہم زندگي بسر کرنے کے عادي ہیں جیساکہ خاندان ' پارٹي ' ریپبلک گورنمنٹ ' یا شاهي گورنمنٹ ' یا کنیسہ یا اور کوئي چیز — غرضکہ ہم هر چیز سے امداد کے خواستگار هوتے هیں مگر اپني ذات سے نہیں — بجاے اِسکے کہ هم اُن قوموں کي حالت پر غور کریں جن کے افراد صرف اپني همت اور الوالعزمي پر بهروسہ کرتے هیں اور اُن کي پیروي کرنے کي کوشش کریں ' بد قسمتي سے هم آہ و زاري اور فریاد و فغاں میں مصروف هیں •

اگر ناظرین اِس امر سے واقف هونا چاهیں — کہ وہ زبردست اور عظیم‌الشان قومیں اپنے بچوں کے ساتهہ کس طرح پر برتاو کرتي هیں تو اِس کي تفصیل هم ذیل میں درج کرتے هیں :-

اول یہہ کہ اُن‌قوموں میں کوئي شخص یہہ نہیں خیال‌کرتا ' کہ اُسکے بچے اُس کي ملک اور اُس کے مال کا کوئي جزو یا اُسکي ذات کا کوئي حصہ هیں— بلکہ وہ اُن کو اِس نظر سے دیکهتے هیں کہ وہ قوم کے ایسے افراد هیں جو عنقریب مستقل اور خود مختار هونے والے هیں— اور اُن کو یہي فکر رهتا هی ' کہ اُن کے بچے جلد تر پوري طرح مستقل اور خود مختار هو جاویں اور یہي اُن کي ابوّۃ کا منشا هی — بچوں کي محبت اُن کو اِس بات پر مجبور نہیں کرتي کہ وہ کسیوقت اُن کو اپنے پہلو سے جدا نہونے دیں ' اور اُنکو دیکهہ دیکهہ کر لذت اور خوشي حاصل‌کرتے رهیں ' اور جس چیز کے وہ عادي هیں اُن کو اُسي کا عادي بناویں ' اور اُن کو اطاعت اور فرماں برداري کي طرف مایل اور شوخي اور شرارت سے متنفر دیکهکر مسرت حاصل کریں — مگر همارا میلان جو بچوں کي طرف هی ' اُس میں ذاتي محبت کا بہت بڑا حصہ شامل هی ' اگرچہ اُس کے اوپر ایک خوبصورت پردہ ڈال دیا گیا هی — میں نے دیکها هی اور غالباً هر شخص نے ایسے لوگوں کو دیکها هوگا ' جو نکاح کرنے پر آمادہ نہیں هوتے ' حالانکہ ان کو اُس کي طرف رغبت هی ' کیونکہ زوجہ و شوهر کے لیئے ضرور هی کہ وہ اُس شہر کے علاوہ جس میں اُن کے والدین رهتے هیں دوسرے شہر میں قیام کریں - آپ خیال کرسکتے هیں کہ اگر ان کو اجنبي ممالک میں قیام کرنا لازمي هوتا تو اُن کي کیا حالت هوتي — اِس کا سبب والدین کي سخت محبت هی جو عشق کے درجہ کو پہونچ گئي هی — میں نہیں سمجهہ سکتا کہ اِس محبت سے والدین کا فائدہ مقصود هی یا اس میں بچوں کي کوئي مصلحت مد نظر هی •

دوسرے یہہ کہ ان قوموں کي یہہ عادت هی کہ وہ اپنے بچوں کے ساتهہ بچپن هي سے ایسا برتاؤ کرتے هیں جیسا کہ مستقل اور خود مختار مردوں کے ساتهہ کیا جاتا هی— اور اس‌لیئے ان میں سے هر شخص حقیقتاً ایک بڑا آدمي بن جاتا هی - مگر هم اپنے بچوں کے ساتهہ جوان هوجانے کے بعد بهي ایسا هي برتاؤ کرتے هیں جیسا کہ بچوں کے ساتهہ کیا جاتا هی — کیونکہ هم ان کو اب بهي بچے هي سمجهتے هیں اس لیئے کہ وہ همارے بچے هیں •

تیسرے یہہ کہ باپ اپنے بچوں‌کي تربیت میں قوم کي آیندہ ضرورتوں‌کا لحاظ رکهتے هیں- اور زمانہ ماضي کیطرف وہ بالکل التفات نہیں کرتے — اُن کے سامنے نہ اپنی اور نہ اُس سوسائیٹي کي مثال پیش کرتے هیں جسمیں اُنہوں نے زندگي بسر کي هی- تاکہ وہ اُن کے قدم بقدم چلنے کي کوشش کریں - مگر هم اب تک تربیت کے اُسي اُصول پر قایم هیں جو گذشتہ صدي کے خاتمہ پر برتا جاتا تها — اُس وقت لوگ اپني اولاد کو قدیم زمانہ کي روایات اور اُس ممتاز مرتبہ اور دولت و ثروت جو اب اُن کے هاتهوں‌سے نکل چکي هی ' اور شاهي محلات جن کے برآمدوں میں وہ خرامان خرامان ٹہلتے تهے ' اور دیگر قدیم متبرک آثار کے مطابق تربیت کرتے تهے — مگر اب اِس میں کچهہ فایدہ نہیں - کیونکہ اب اُن کا نام و نشان مٹ چکا هی اور وہ بالکل خواب و خیال هوگئے هیں•

چوتهے اُن کو اپنے بچوں کي صحت اور اُن کي جسماني قوتوں کي تربیت کا بڑا خیال هی جس حد تک کہ ممکن هی - تاکہ اُن میں مادي همت کي نشو و نما هو — مگر هم اول اول اپنے بچوں کي صحت کا خیال کرتے هیں مگر پهر اُس کو درس و مطالعہ اور امتحانات میں قربان کردیتے هیں — وہ جسماني ریاضت کي کثرت اور جسم کو محنت شاقہ میں مبتلا کرنے سے جو درحقیقت جسماني کمزوري کا باعث هوتا هی ' اور جمناسٹک کے عجیب و غریب کرتبوں سے جسماني قوتوں کي تربیت نہیں کرتے بلکہ وہ جسماني لوازمات سے کافي واقفیت کهوتے هیں —

... ...

... ...

پانچویں — اُن قوموں میں باپ اپنے بچوں کو بچپن هي سے مادي کاروبار کا عادي بناتے هیں — صبح شام اُن کے تنها باهر نکلنے میں وہ بالکل اندیشہ نہیں کرتے - بسا اوقات بعض کاروبار اُن کے متعلق کرتے هیں جو ان کے سن و سال کے مناسب هوتے هیں اور کبهي یہہ کام جو ان کے سپرد کیئے جاتے هیں اُن کي حیثیت سے زیادہ هوتے هیں — یہہ ایک ایسي عادت هی جسکو فرانسیسي نہایت تعجب کي نظر سے دیکهتے هیں اگر ان کو کبهي انگلستان یا امریکہ جانے کا اتفاق هوتا هی - اور اسي طرح انگریز همارے اس تعجب پر اور بهي زیادہ تعجب کرتے هیں - کیونکہ وہ دیکهتے هیں کہ جو چیز همکو تعجب میں ڈالتي هی طبعي‌هی اور تعلیم و تربیت کا ایک ذریعہ هی' جس سے صرف روشن خیال اور عهدہ داروں کا تیار کرنا مقصود نہیں هی — اگر مجهکو اپنے ناظرین سے شرمندہ هونے کا خوف نہوتا تو میں بتلاتا - کہ وہ اس لحاظ سے لڑکوں‌اور لڑکیوں میں بہت هي کم فرق کرتے هیں کیونکہ دونوں فریقوں کي ضرورتیں یکساں هیں - باوجود اس کے اس باب میں ان کي تقلید کرنا جبکہ سوسائیٹي اُس کے قبول کرنے پر آمادہ نہیں هی بہ نسبت مفید هونے کے زیادہ تر نقصان رساں هی- حالانکہ اُن میں اُس کا فائدہ بہت زیادہ اور نقصان بہت کم هی — یہہ مقام اِس مسئلہ کي تفصیل اور توضیح کے لیئے مناسب نہیں هی •

چھٹے— باپ اپنے بچوں کو کسي نہ کسي دستکاري کي ضرور تعلیم دیتے ھیں- کیونکہ وہ قومیں صنعت و حرفت کو اسقدر حقارت کي نظر سے نہیں دیکھتیں جسقدر کہ ھم دیکھتے ھیں — بلکہ مدت ھوئي کہ وہ اس قسم کے اوھام سے آزاد ھوچکي ھیں ' جنھوں نے ھم کو اس قدر نقصان پھونچایا ھی جو میدان جنگ کي سو شکستوں سے بھي نہیں ھوسکتا — اُن کا یہہ اعتقاد نہیں ' کہ بعض پیشے شریف ھیں اور بعض ذلیل ھیں— بلکہ اُن کا خیال یہہ ھی اور وہ بالکل ٹھیک ھی ' کہ آدمي دو قسم کے ھیں ' ایک کام کرنے والے اور دوسرے کاھل — یہي وجہ ھی کہ ایک لارڈ کا بیٹا کسان یا تاجر یا ایک کارخانہ دار ھو جاتا ھی اور اُس کي شرافت اور قدر و منزلت ایک ذرہ بھر بھي کمي نہیں ھوتي - کیونکہ تمام قوم میں یہي خیال عام ھوگیا ھی — بے شک وھاں ایک پیشہ ھی جس کو لوگ نہایت حقیر اور ذلیل سمجھتے اور تمام پیشوں میں ادنی درجہ کا خیال کرتے ھیں' اور وہ ملازمت اور سیاست کا پیشہ ھی - اس سے ناظرین کو معلوم ھوگا کہ انگریزي تربیت سب سے پہلے انسان کو آزادي اور استقلال کي طرف لیجاتي ھي ... ...

اور صرف وہ آدمي آپ کو خوش نصیب خیال کرتا ہی جس کے صرف ایک یا دو بچے ہوں *

حال کا ذکر ہی کہ میں فرنکلن کے خطوط کا مطالعہ کر رہا تھا - وہ اپنے ایک خط میں جو اُس نے اپني والدہ کو لکھا ہی اپنے ایک بچہ کي نسبت لکھتا ہی کہ " وہ اپنے باپ کي دولت و ثروت پر بھروسہ کرکے حصول رزق کے لیئے بذات خود محنت اور کوشش کرنے سے بھاگتا ہی ' مگر میں عنقریب اُس کا یہہ خیال باطل کردونگا اور میري حالت اور میرے روزانہ اِخراجات کو دیکھکر اُس کو معلوم ہوجاویگا کہ میں اُس کے لیئے کچھہ بھي باقي نہ چھوڑونگا " لیکن ایک فرانسیسي شخص کانپ اُٹھتا ہی ' جب کہ وہ دیکھتا ہی کہ اُس نے اپنے بچوں کے لیئے کچھہ بھي نہیں چھوڑا — ہم یہہ بات بھول جاتے ہیں ' کہ اِنگلستان کے باپ جو اپنے بچوں کے واسطے کچھہ بھي نہیں چھوڑتے وہ در حقیقت اپني اولاد کو ایسي چیز دے جاتے ہیں جو اہل فرانس کے عطیہ سے جو وہ اپنے بچوں کو دیتے ہیں بہت زیادہ قیمتي ہوتي ہی - وہ ان میں کام کرنے کي ہمت ' اور کسب معیشت کي قدرت ' اور ایسي دلیري اور اولعزمي ' پیدا کرتے ہیں - جس سے وہ زمانہ کے حادثات کا مقابلہ ثابت قدمي اور دلي اِطمینان کے ساتھہ کرسکیں - یہہ ایسي چیز ہی کہ اگر ہم اُس کو پائیں تو نہایت گراں قیمت میں خرید کریں ' اور یہہ ایسي چیز ہی جسکو مٹانے اور اپنے بچوں کے دلوں سے محو کرنے کے لیئے نہایت رنج اور تکلیف اُٹھاکر دولت جمع کرتے ہیں — کیونکہ درحقیقت ہم کفایت شعاري میں سخت کوشش کرتے اور فقیروں اور کنگلوں کي طرح زندگي بسر کرتے ہیں - اور نیز ہم بانجھہ ہوجانا گوارا کرتے ہیں ' تاکہ ہماري اولاد کو کام کرنے کي محنت نہ اُٹھاني پڑے - یا بہت ہي کم محنت اُٹھاني پڑے جسقدر کہ وہ خوشي سے برداشت کرسکیں ' اور اس کے بعد ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کي آیندہ حالت کي طرف سے مطمئن ہوگئے ہیں — مگر جب ہم اپنے گرد و پیش نظر کرتے ہیں ' تو ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ جو لوگ ترقي کي دوڑ میں دوسروں سے آگے بڑھتے اور ہرایک چیز میں سبقت لیجاتے اور اپنے کاروبار میں حقیقي طور پر کامیاب ہوتے ہیں - ان میں ۹۰ في صدي ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے اپني ذات پر بھروسہ کرکے یہہ مرتبہ حاصل کیا ہی - بھي وہ شیر دل جوانمرد ہیں ' جنہوں نے زمانہ کے حادثات کے ساتھہ جنگ کرکے اُس کو مغلوب کیا ہی ' اور تمام مشکلات پر غالب ہوئے ہیں ' اور اپني ذاتي ہمت اور کوشش کي بدولت نوع انسان میں اُنہوں نے بلند ترین مرتبہ حاصل کیا ہی — خاندان والے بچوں کو دیکھو (وہ خاندان والے صرف اسي وجہ سے کہلاتے ہیں کہ وہ زیادہ تر اپنے خاندان اور اُس کي دولت پر بھروسہ کرتے ہیں یا اپني بي بیوں کے جہیز پر سہارا کرتے ہیں) وہ دن بدن پستي اور تنزل کے گڑھے میں گرتے جاتے ہیں کیونکہ وہ تمام باتوں میں دوسروں سے کم ہیں - حالانکہ (جیساکہ کہا جاتا ہی) اُنہوں نے خوبصورت تربیت پائي ہی — وہ اپنا رسوخ اور اپني عزت و آبرو کھو بیٹھے ' اِن کا رعب و داب غارت ہوگیا ' بادشاہي مرچکي ' اب اُس کے دوبارہ زندہ ہونے کي اُمید نہیں — اُن کو اپني گذشتہ عزت اور شان اپني ذاتي محنت اور کوشش سے حاصل کرنے کي قدرت نہیں — پس اب وہ محض اس سہارے پر زندگي بسر کرتے ہیں ' کہ میراث میں کوئي اُن کا شریک نہ پیدا ہو ' اور اِن کي بي بیاں اپنے جہیز میں بہت سا مال لا کر اِن کے حوالہ کردیں *

مگر جن نوجوانوں نے خوش قسمتي سے وہ تربیت پائي ہی جسکي ہم نے اُوپر تشریح کي ہی - وہ نہایت قوي الجسم اور حقیقي کار و بار انجام دینے اور مادي اشیاء کي مزاولت کے عادي ہیں — بطور مستقل اور خود مختار مردوں کے اِن کي تربیت کي گئي ' اور اپني ذات پر بھروسہ کرنے کي اُن کو عادت ڈالي گئي ہی — وہ زندگي کو ایک دائمي جنگ و جدل خیال کرتے ہیں ' اور یہہ خیال مسیحي مذہب کے بالکل مطابق ہی - اِسي وجہ سے وہ اُس کي مشکلات کا نہایت اِستقلال اور عزم بالجزم کے ساتھہ مقابلہ کرتے ہیں ' بلکہ وہ اِن مشکلات کے ساتھہ مقابلہ کرنے اور اُن پر غالب ہونے سے خوشي حاصل کرتے ہیں *

اب ناظرین کا فرض ہی — کہ ان دونوں کا باہم مقابلہ اور موازنہ کریں اور دونوں قسم کي تربیت کے نتیجہ پر حکم لگاویں — میں نے ان وسائل کو بیان کردیا ہی جنہوں نے اُس قوم میں تحریک پیدا کي - جو اس وقت دنیا کي تمام قدیم قوموں پر تاخت کر رہي ہی ' اور جو ان کي ہستي کو معرض خطر میں ڈال رہي ہی — اِس قوم نے تمام روے زمین پر تاخت کي ہی اور یہي اُس کا معجزہ ہی — حالانکہ اُس کے پاس کچھہ زیادہ ملک نہ تھا ' مگر ہاں اُس کي اجتماعي قوت بہت زیادہ بڑھي ہوئي ہی ' اور اجتماعي قوت وہ چیز ہی ' جو با قاعدہ حکومتوں اور مسلح لشکروں کي نسبت زیادہ سخت اور زیادہ تر موثر ہی *

وہ خطرہ جس سے ہم ڈر رہے ہیں ' اور وہ مصیبت جسکا ہم خوف کر رہے ہیں — وہ ہم پر دریاے رائن کي طرف سے آنے والے نہیں ہی جیساکہ ہماري قوم کا خیال ہی — کیونکہ لشکروں کے جمع کرنے میں مبالغہ کرنا اور سوشیلسٹ اور نہلسٹ فرقوں کے مذاہب کا پھیل جانا ہم کو اُس مصیبت سے محفوظ رکھہ سکتا ہی *

لیکن جو دشمن ہم پر حملہ کرنے والا ہی ' اور جو مصیبت ہم پر نازل ہونے والي ہی ' وہ اٹلینٹک اوشن کي طرف سے آنے والي ہی - جہاں کہیں انگریز رہتا ہی وہیں ہماري مصیبت موجود ہی - یہہ ایک ایسا شخص ہی جس کو لوگ حقیر خیال کرینگے ' کیونکہ وہ جرمن کي طرح جرار لشکر اور چمکدار ہتیار لیکر نہ آئیگا بلکہ وہ تنہا آئیگا ' اور سواے اپنے ہل کے کوئي چیز اُس کے ساتھہ نہوگي - لیکن لوگ اُس شخص اور اُس کے ہل کي قیمت سے نا واقف ہیں - لیکن جب اِنکو اُس کي قدر و قیمت معلوم ہوگي تو وہ سمجھہ جائینگے — کہ یہہ مصیبت کہاں سے نازل ہوئي ہی ' اور سے محفوظ رہنے کا طریقہ معلوم کرنے کي کوشش کرینگے *

(تمام شد)

رپورٹ دورہ ایجنٹ ایجوکیشنل کانفرنس

بعالي خدمت جناب نواب محسن الملک صاحب بہادر

سکرٹري سنٹرل استینڈنگ کمیٹي

محمدن اینگلو اوریئینٹل ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ

جناب عالي —

جو دورہ میں نے صوبہ بنگال و بہار میں در بارہ اجلاس کانفرنس جو دلي میں منعقد ہونے والا ہی کیا ہی اُس کي رپورٹ مختصرا کمیٹي کي اطلاع کے لیئے پیش کرتا ہوں *

مجھے ۵ اپریل کو سکوٹري کے آفس سے ایک ڈاکٹ ملا جس میں میرا ایجنٹ کانفرنس ہونا درج تھا — میرا ارادہ تیا کہ علیگڈھ سے ۱۲ اپریل کو بنگال کے دورہ کے لیئے روانہ ہوکر پہلے پٹنہ میں قیام کروں — لیکن چند کام سمجھانے اور ضروري ھدایات دینے کے لیئے نواب صاحب نے ۱۷ اپریل تک مجھے ٹھیرا لیا اور بعد ازاں مجھکو براہ راست کلکتہ جانے کا حکم دیا گیا تاکہ میں بنگال سے ایک نہایت ضروري میٹنگ میں جو کہ ۲۷ اپریل کو دھلي میں دربارۂ متحدہ تہنیت نامہ متعلق جشن تاجپوشي منعقد ہونے والي تھي ڈیلیگیٹ بھیجوں زمانہ قیام کلکتہ میں میں خان بہادر مرزا شجاعت علي بیگ صاحب کے بنگلہ پر مقیم رہا — میں نے خان بہادر صاحب کو کالج کا نہایت ہي ھمدرد اور سچا دوست پایا - مجھے کلکتہ میں دو کام کرنے تھے اول تو یہہ کہ مسلمانان بنگال کي ایک بہت بڑي میٹنگ منعقد کراوں اور ہر ایک سر برآوردہ سوسائٹي اور انجمن کو اِس بات پر راضي کروں کہ وہ تمام اس میٹنگ میں نہایت جوش کے ساتھہ حصہ لیں اور دوسرے یہہ کہ بنگال- بہار اور خاص کلکتہ سے دھلي کي میٹنگ کے لیئے جو کہ ۲۷ اپریل کو منعقد ہونے والي تھي ریپریزینٹیٹوز بھیجوں - کلکتہ کے پالٹکس سے آپ خود خوب واقف ہیں *

مگر میرے کلکتہ پہونچنے سے قبل وہاں کي مختلف اسلامي انجمنوں نے اپنے ریپریزینٹیٹو ڈیلیگیٹ جن لیئے تھے اس لیئے یہہ مناسب خیال کیا کہ کوئي پبلک میٹنگ منعقد کرنے کي ضرورت معلوم نہووے نہ کي جاوے *

اس لیئے حسب الارشاد جناب خان بہادر صاحب موصوف بانکے پور جانا پڑا تاکہ میں وہاں کانفرنس کا کام شروع کردوں - میں کلکتہ سے ۱۴ اپریل کو پنجاب میل سے روانہ ہوا اور دوسري صبح کو بانکے پور پہونچا - میں نے اپني انگریزي رپورٹ میں مفصل طور پر بانکے پور کے حالات بیان کیئے ہیں - اسقدر اس رپورٹ میں لکھنا ضروري سمجھتا ہوں کہ یہاں پر مسلمان بارسٹر وکیل بکثرت ہیں - میں نے اُن کو نہایت قابل و پاکیزہ خیال پایا اور سچ تو یہہ ہی کہ وہ اپنے زمانہ کي ضروریات سے خوب واقف ہیں *

اور اُن میں چند نہایت سچے کالج کے دوست بانکے پور میں ہیں جن کا کہ میں ابھي ذکر کرونگا — بد قسمتي سے یہہ خیر خواہان کالج اِس زمانہ میں بانکے پور میں تشریف نہ رکھتے تھے - خاص طور پر چار صاحبان ہیں جو کہ ضلع میں بہت زیادہ با اثر ہیں اُن میں سے دو بھائي مسٹر علي امام و مسٹر حسن امام بارسٹران ہیں — اُن کي سچي ھمدردي کا ثبوت آپ ذیل کي مثال سے پا سکتے ہیں - درحقیقت یہہ نہایت ہي افسوس کي بات ہی کہ پٹنہ میں کانفرنس کا اجلاس ابتک نہ ہوسکا سنہ ۱۸۹۱ع میں جبکہ سر سید بقید حیات تھے قاضي رضا حسین صاحب مرحوم نے ایک کمیٹي بنائي جو کہ پٹنہ میں کانفرنس کا اجلاس کرانے والے تھے لیکن چند وجوہات سے اس سال اس مقصد میں کامیابي نہوسکي - دوبارہ سنہ ۱۹۰۰ ع میں اجلاس کانفرنس کے لیئے تحریک کي گئي لیکن اس سال بھي طاعون کي وجہ سے ناکامي اُٹھاني پڑي - مولوي شرف الدین صاحب جو کہ مسٹر علي امام و مسٹر حسن امام کے حقیقي ماموں ہیں ندوہ کمیٹي کے سکرٹري تھے اور خان بہادر آنریبل مولوي فضل امام صاحب مرحوم اجلاس کانفرنس پٹنہ میں ہونے کي نسبت بہت متردد تھے مگر یہہ دونوں بھائي ہیں کہ واقعي پٹنہ کي بھلائي چاہتے تھے اُنہوں نے ایک بہت بڑي زبردست لوکل کمیٹي قایم کي اور ہر ایک انتظام حسب دلخواہ ہوگیا — گو کہ مسٹر حسن امام لوکل سکرٹري کو صرف کثیر اُٹھانا پڑا — مجھے نہایت معتبر ذرایع سے معلوم ہوا کہ کم سے کم آٹھہ سو روپیہ اِن دونوں بھائیوں کو اپني جیب خاص سے صرف کرني پڑے کیونکہ چندے بوجہ نہ ہونے اِجلاس کانفرنس واپس کردیئے - اِن دونوں بھائیوں کي عدم موجودگي میرے حصول مقصد میں باعث تاخیر ہوئي — مسٹر غلام مولی کا جو کالج کے طالب علم ہیں اور یونیورسٹي اِمتحان کے بعد چھٹیوں میں مکان گئے ہوئے تھے اور محمد ہاشم صاحب خویش مولوي محمد یحیی صاحب جو چوتھے با اثر شخص بانکے پور میں ہیں بہت زیادہ ممنون ہوں انہوں نے مجھے بہت زیادہ مدد اور معقول صلاحیں دیں - خوش قسمتي سے ان دنوں نواب سکندر نواز جنگ جناب حافظ احمد رضا صاحب بانکے پور میں تشریف رکھتے تھے - نواب صاحب موصوف ایک عرصہ تک وزیر بھوپال رہ چکے ہیں اور ان کي خدمات بحیثیت جج ھائي کورٹ گورنمنٹ نظام بہت ہي قابل تعریف ہیں- نواب صاحب نے اس نیک کام میں بہت زیادہ دلچسپي ظاہر کي اور حتی الامکان امداد کا وعدہ فرمایا - مولوي شرف الدین صاحب بھي میرے بانکے پور پہونچنے کے دو ایک روز بعد مفصل سے تشریف لے آئے - میں نے ان کو بھي ہر طرح کي مدد دینے کے لینے مستعد پایا - ایک مختصر سا جلسہ نواب سکندر نواز جنگ بہادر کي کوٹھي پر منعقد ہوا جس میں مولوي شرف الدین صاحب مولوي یحیی صاحب اور محمد ہاشم وغیرہ موجود تھے - مولوي شرف الدین صاحب و نواب سکندر نواز جنگ بہادر نے نہایت مہرباني سے ایک ایک سو روپیہ بطور ڈونیشن کے جون میں عنایت کرنے کا وعدہ فرمایا لیکن میں اُس زمانہ تک وہاں قیام نہ کرسکا - نواب صاحب موصوف نے بھي صرف نصف رقم چندہ کي عطا کي - مولوي یحیی صاحب نے بھي چندہ و عطیہ کا وعدہ کیا لیکن کوئي رقم معین نہیں کي - دونوں بھائي حسن امام و علي امام

صاحبان نے جو سو روپیہ نقد پہلي ملاقات میں نقد دیدیئے — دو اور وعدے سو سو روپئے حاصل ہوئے — ایک تو نجم الہدی صاحب نے کیا — دوسرا مسٹر قمرالہدی کا ھی جنھوں نے نصف ادا کیا ھی — یہہ دونوں صاحبان ھمارے کالج کے پرانے طالب علم ھیں — (اسماے چندہ دھندگان و عطیہ دھندگان اخیر میں درج ھیں) *

شمس العلما مولوي امداد امام نے جن کے لایق فرزند علي امام و حسن امام ھیں میرے کام سے نہایت ھي ھمدردي ظاھر کي اور مجھے گیا میں مدعو کیا — میں ۵ مئي کو مسٹر حسن امام کے ساتھہ گیا روانہ ھوا اور شمس العلما صاحب موصوف کے ھاں مقیم رھا *

شمس العلما مولوي امداد امام صاحب نے نہایت مہرباني سے میرا تعارف گیا کے رؤسا سے کرایا اور ان کي اِس عنایت کا میں بیحد احسانمند ھوں یہہ اُنھوں کي کوششوں کا نتیجہ تھا کہ ۷ مئي نہایت کامیابي کے ساتھہ ایک پرائیویٹ میٹنگ مسٹر ظھر نواب کے مکان پر ھوئي خان بہادر خیرات احمد صاحب جو کہ کانفرنس کے پچھلے زمانہ میں مخالف تھے شمس العلما صاحب کي کوشش کي وجہ سے حمایت پر مستعد ھوگئے اور اِس میٹنگ میں ایک نفیس تقریر کانفرنس کي حمایت میں کي — علي امام و حسن امام صاحبان بھي اِس میٹنگ میں موجود تھے — اِس جلسہ کے صدر انجمن خان بہادر فرزند احمد صاحب منتخب ھوئے — خان بہادر خیرات احمد صاحب نے دربار تاج پوشي کے موقع پر کانفرنس کے دلي میں منعقد ھونے کي ضرورتوں کو بیان کیا *

اُن کي اِسپیچ کے بعد میں نے کانفرنس کے مقاصد اور اِجلاس دھلي کي خاص ضرورت جتائي — مسٹر علي امام نے جو کہ نہایت خوش بیان آریٹر اور اسپیکر ھیں اپني مختصر لیکن پر زور تقریر میں ایک لوکل کمیٹي کے بنانے کي تحریک کي مولوي یحیی حسین صاحب نے تائید کي — مولوي غلي حیدر صاحب نے اس میٹنگ کے سامنے ایک پروپوزل پیش کیا جو کانفرنس مردہ لوکل کمیٹي پہلے سے شہر میں قایم تھي وہ پھر زندہ کي جاوے — یہہ پروپوزل بالاتفاق منظور کیا گیا اور وہ خود اُس کے سکرٹري مقرر ھوئے — ان کي خاص کوشش اور محنت کا باعث تھا کہ دو سال پہلے سر سید میموریل فنڈ کا جلسہ اور قریب ۶۰۰ کے وعدہ ھوا جس میں ۳۵۰ وصول ھوئے تھے — میں نہایت مسرت کے ساتھہ سنٹرل کمیٹي کو اطلاع دیتا ھوں کہ ۶۰۰ روپیہ کا فوراً وعدہ ھوا جس میں تین ڈونیشن سو سو روپیہ اور چوتھا ۵۵ روپیہ کا شامل ھي — میرے زمانہ قیام میں ۴۵۰ روپیہ وصول ھوئے جس کو میں نے بر سر کے نام پر روانہ کردیا *

گیا سے ۱۳ مئي کو روانہ ھوا اور ایک روز کے لیئے جہان آباد ٹھیرا وھاں مولوي نصیرالدین صاحب برادر کلاں مولوي شرف الدین صاحب کو نہایت ھي ھمدرد پایا — میں بانکے پور چودہ کو پہونچا اور پٹنہ میں کوشش شروع کردي اس وقت تک شہر کو ھیضہ سے نجات نہیں ملي تھي اس لیئے یہہ طی پایا کہ ھر روز صبح غلام مولی اور میں شہر جاتے ایک بجے واپس آتے تین یا چار بجے پھر واپس جاتے اور رات کو گیارہ اور بارہ بجے واپس آتے *

مئي کے آواخر میں میں بیمار ھوگیا اور مجبوراً علیگڈھ پہلي جون کو واپس آنا پڑا مگر تعطیل کلاں کے زمانہ میں پھر میرا ارادہ صوبہ بہار میں جانے کا ھی اور مجھے اُمید ھی کہ وھاں کے تعلیم یافتہ اور ذي ھمت مسلمانوں سے بہت مدد ملیگي *

شملہ کا مختصر دورہ — کرکٹ ٹیم سالانہ ٹور پر جا رھے تھے اور چونکہ پچھلے سال شملہ سے قریب دو ھزار روپیہ جمع ھوچکا تھا بہت زیادہ اُمید وھاں پر کامیابي کي خیال کي گئي اور اِسي اُمید پر میں ۸ جون کو کرکٹ ٹیم کے ساتھہ شملہ روانہ ھوا اور ۲۲ تک وھیں ٹھیرا — میں کیپٹن علي حسن کا بیحد مشکور ھوں جنھوں نے مجھے کالج کے دوستوں اور بہي خواھوں سے تعارف کرایا — کرکٹ ٹیم کي فتحیابی کي خوشي میں مسلمانان شملہ نے ایک ایوننگ پارٹي دي جس میں مسٹر ٹیٹنگ اور نواب عمادالملک صاحب تشریف رکھتے تھے *

اس پارٹي میں قریب نیس صاحبوں نے اپنا نام نامي کانفرنس کي ممبري کے لیئے دیدیئے اور سواے چند صاحبوں کے سبھوں نے اپنا چندہ ادا کردیا — مرزا عبداللہ بیگ صاحب نے ۲۵ روپیہ عنایت فرمائے اور منشي فخرالدین صاحب نے ۲۰ روپیہ — یہہ وھي صاحب ھیں جنھوں نے پچھلے سال کوزن ھاسپٹل کے لیئے ایک ھزار عنایت فرمایا تھا — شملہ میں صرف ۱۲۹ روپیہ وصول ھوا *

خاکسار

عبدالحمید

مندرجہ ذیل اصحاب کے نام ووٹ آف تھینکس کے لیئے پیش کرتا ھوں جو کہ کمیٹي اُمید ھی بڑي خوشي سے منظور کریگي *

اِن اشخاص کے نام جن کے لیئے ووٹ آف تھینکس پاس کیئے جاویں

بانکے پور میں — نواب سکندر نواز جنگ جناب حافظ احمد رضا صاحب

" — مسٹر علي امام بارسٹر ایٹ لا *

" — مسٹر حسن امام بارسٹر ایٹ لا

" — مولوي محمد یحیی صاحب وکیل *

" — مولوي شرف الدین صاحب بارسٹر ایٹ لا *

" — مسٹر زین الدین بي — اے — بي — ایل وکیل *

" — محمد ھاشم صاحب سبزي باغ *

پٹنہ میں — نواب سرفراز حسین خاں صاحب *

گیا میں — شمس العلما مولوي إمداد امام صاحب *
" — خان بہادر خیرات احمد صاحب وکیل *
" — خان بہادر فرزند احمد صاحب رئیس *
" — مولوي غني حیدر صاحب وکیل و رئیس *
شملہ میں — میر جمال الدین صاحب پبلک ورکس *
" — مولوي عبدالغفور صاحب سرشتہ دار ججي *
" — منشي فخرالدین صاحب وائس چیرمین میونیسپلٹي
محمد حسن خاں صاحب ملیٹري ڈپارٹمنٹ *
محمد باقر صاحب منصف *

اسماے عطیہ دھندگان و چندہ دھندگان

			روپیہ
	بابت سر سید میموریل فنڈ از شہر گیا	...	۳۵۰
	ایضاً ایضاً ایضاً شملہ	...	۱۲

بابت کانفرنس

				روپیہ
۱	جناب قمرالهدی صاحب — بارستر ات لا —	بانکے پور	...	۵۰
۲	جناب حافظ فضل حق صاحب آزاد — مصلح پور بانکے پور			۵
۳	جناب سید علي امام صاحب بارستر ات لا	ایضا	...	۱۰۰
۴	جناب بابو گنگا دھرداس صاحب وکیل	ایضا	...	۵
۵	جناب حسن امام صاحب بارستر ات لا	ایضا	...	۱۰۰
۶	جناب نواب سکندر نواز جنگ حافظ احمد رضا صاحب	ایضا	...	۵۰
۷	جناب قاضي سید محمد افضل صاحب ضلع بہار	ایضا	...	۲۵
۸	جناب عزیز الحسن صاحب وکیل	ایضا	...	۵
۹	جناب ظفر نواب صاحب رئیس	شہر گیا	...	۱۰۵
۱۰	جناب خیرات احمد صاحب وکیل	ایضا	...	۵
۱۱	جناب خواجہ محمد خلیل صاحب	ایضا	...	۵
۱۲	جناب عبدالحمید صاحب گورنمنٹ پراسیکوٹر	ایضا	...	۵
۱۳	جناب مولوي یحیی حسین صاحب وکیل	ایضا	...	۵
۱۴	جناب محمد علي بخش صاحب وکیل	ایضا	...	۱۵
۱۵	جناب ذوالفقار حیدر صاحب وکیل	شہر گیا	...	۵
۱۶	جناب محمد آل نبي صاحب وکیل	ایضا	...	۱۰
۱۷	جناب حلیم موسوي صاحب	ایضا	...	۵
۱۸	جناب کاشي ناتھ صاحب وکیل	ایضا	...	۱۰
۱۹	جناب محمد فضل الله صاحب کلرک	ایضا	...	۵
۲۰	جناب عبدالحمید صاحب وکیل گورنمنٹ	پراسیکوٹر	ایضاً	۵
۲۱	جناب هادي حسن صاحب بارستر ات لا	ایضا	...	۵
۲۲	جناب شفاعت حسین صاحب رئیس	ایضا	...	۳۰
۲۳	جناب اختر مرزا صاحب رئیس	ایضا	...	۲۵
۲۴	جناب علي امام صاحب بارستر ات لا	ایضا	...	۵۵
۲۵	جناب محمد یحیي صاحب وکیل	ایضا	...	۲۵
۲۶	جناب ریاض الحسن صاحب وکیل	ایضا	...	۱۵
۲۷	جناب ناظرالدین صاحب وکیل	ایضا	...	۱۰
۲۸	جناب قاضي فرزند احمد صاحب رئیس	ایضا	...	۱۰۵
۲۹	جناب غلام حیدر صاحب	ایضا	...	۱۰
۳۰	جناب بابو هر چرن داس وکیل	بانکے پور	...	۵
۳۱	جناب نورالحسن صاحب وکیل	ایضا	...	۵
۳۲	جناب خواجہ اسمعیل صاحب	ایضا	...	۵
۳۳	جناب علي اکرم صاحب رئیس	بانکے پور	...	۵
۳۴	جناب محمد سلیمان صاحب بارستر ایت لا	ایضا	...	۵
۳۵	جناب هیرالال صاحب رئیس و میونیسپل کمشنر	ایضا	...	۵
۳۶	جناب محمد منظر صاحب وکیل	ایضا	...	۵
۳۷	جناب محمد محبوب صاحب	ایضا	...	۵
۳۸	جناب محمد یاسین صاحب	ایضا	...	۵
۳۹	جناب عبدالسبحان صاحب	ایضا	...	۵
۴۰	جناب غني حیدر صاحب وکیل	شہر گیا	...	۱۵
۴۱	جناب کھدھر ناتھ صاحب وکیل	ایضا	...	۵
۴۲	جناب تاج الدین صاحب بي اے	شملہ	...	۵
۴۳	جناب میر جمال الدین صاحب — پرمروز هوس	ایضا	...	۵
۴۴	جناب محمد جعفر صاحب منیجر شملہ ٹیمس پریس	شملہ		۵
۴۵	جناب مولوي عبدالغفور صاحب پرمروز هوس	ایضا	...	۵
۴۶	جناب مولوي محمد عبدالله صاحب	ایضا	...	۵
۴۷	جناب مولوي محمد محسن صاحب	ایضا	...	۵
۴۸	جناب مولوي حماد صاحب ملیٹري ورکس	ایضا	...	۵
۴۹	جناب خواجہ حبیب الله صاحب سوداگر	ایضا	...	۵
۵۰	جناب تاج الدین صاحب فنانس ڈپارٹمنٹ (وزیٹر)	شملہ		۲
۵۱	جناب واحد حسین صاحب مخفي ملیٹري	ایضاً	...	۵
۵۲	جناب عبدالله خاں صاحب وکیل	ایضاً	...	۵
۵۳	جناب مرزا عبدالله بیگ صاحب	ایضاً	...	۲۵
۵۴	جناب منشي فخرالدین صاحب رئیس	ایضاً	...	۲۰

			روپیہ
۵۵	جناب منشي سعیدالدین صاحب رئیس	ایضاً ...	۵
۵۶	جناب ابن احمد صاحب	ایضاً ...	۵
۵۷	جناب محمد حسن خانصاحب ملیٹري ورکس	ایضاً ...	۵
۵۸	جناب منشي نصیرالدین صاحب	ایضاً ...	۵
	میزان	...	۱۳۴۹

تقریر مسٹر ارڈلی صاحب بہادر وائسی پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور جو اُنہوں نے تقسیم انعامات طلباء اورینٹیل کالج لاہور کے سالانہ جلسہ میں بحیثیت پریزیڈنٹ جلسہ فرمائي

یہہ بڑي مسرت اور انبساط کي بات ہی کہ مجھے اس کالج کے کامیاب شدہ طالب علموں کو آج انعام تقسیم کرنے کي عزت حاصل ہوئي ہی - اگرچہ میں اپنے آپ کو اس کام کے لایق نہیں سمجھتا جس کے واسطے آپ کے فاضل پرنسپل (مسٹر اے - ڈبلیو - سٹرین صاحب) نے مجھے ارشاد فرمایا - کیونکہ یہاں لاہور میں ایسے معزز کام کے لیئے مجھ سے زیادہ لایق لوگ موجود ہیں تاہم مجھ سے بڑھکر اس کالج کا کوئي خیر خواہ نہیں — اور میں اپنے تھوڑے سے تعلق کو جو مجھکو اس کالج سے رہا ہی ہمیشہ باعث فخر سمجھتا ہوں *

کیونکہ اِس کالج نے پنجاب کے سلسلہ تعلیم میں بہت بڑي جگہ حاصل کي ہی — اس کا منشاء ہی کہ ہندوستان کي السنہ قدیم کا مطالعہ جن میں ملک کي تہذیب کوٹ کوٹ کر بھري ہی محفوظ رکھے *

" ہندوستان کي پراني تہذیب - " موجودہ زمانہ کي تہذیب کي اساس ہی — اور اس اساس کے بغیر مغربي تہذیب کي منزل بالکل مخدوش اور ناموثر رکھنے والي ہی — ہندوستان تہذیب میں ایسے معجب انگیز ترقي کرنے اور اپني پراني تہذیب پر مغربي تہذیب کے رنگ کے قابل کرنے کے فقط اس وجہ سے قابل ہوگیا ہی کہ " یہہ ملک انگریزي حکومت سے پیشتر " - ایک مہذب ملک تھا — تہذیب ایک ایسي چیز ہی جو آہستہ آہستہ ترقي کرتي ہی — اور کسي ملک کي تاریخ میں بیروني فتح یا اندروني گردش کي وجہ سے خواہ وہ کیسا ہي سخت متزلزل کیوں نہو - مورخین کي تحقیقات سے یہہ بات ظاہر ہی کہ جہاں کہیں ترقي ہوئي ہی یہہ ترقي مسلسل اور مستمرہ رہي ہی اور پراني تہذیب سے نئي تہذیب میں تبدیلي بتدریج واقع ہوئي ہی *

یہہ ملک ایسا نہیں جو بالکل اپني پراني تہذیب سے ترک تعلق کردے — مگر اس صورت میں کہ اس کو زوال ہو یا انقلاب - ایک مہذب قوم کو وحشي قوم سے ممتاز کرنے کا یہي ایک ذریعہ ہی مہذب اور شائستہ قوم تو اپني گذشتہ ترقي کو قایم اور اپنے ملک کے قدیم علم ادب کو زندہ رکھتي ہی - اور برخلاف اس کے وحشي قوم اپنے گذشتہ کارناموں کو یا تو قصے کہانیاں سمجھتي ہی یا بالکل اُس سے بے خبر رہتي ہی *

ہندوستان کے موجودہ زمانہ میں ایسا اختلاف پڑگیا ہی کہ ایک طرف تو لوگ انگریزي تعلیم کے بالکل مخالف بنے ہیں - اور دوسري طرف (ویسے ہي طور سے) اس تعلیم کے (ہمہ تن حامیوں نے) اس ملک سابقہ مشرقي علوم کے نامناسب مختلفات (بڑے زور شور سے ظاہر) کي ہیں - مگر یہہ بہت اُمید دلانے والي بات ہی کہ تعلیم مشرقي اور مغربي کي بابت ایسي پر زور مختلفات دونوں طرفوں سے کم ہوگئي ہیں — چنانچہ بنگال - بمبي اور مدراس کے انگریزي تعلیم یافتہ لوگ (بڑے جوش سے) سنسکرت کے مطالعہ کي طرف راغب اور مایل ہیں جسے انگریزي تعلیم یافتہ کي اگلي نسل نے حقارت کي نظر سے دیکھا تھا - نیز الہ آباد یونیورسٹي نے ایک کلاسیکل یا علمي زبان کا مطالعہ طلباء کے بي اے کلاس پر باستثناے اُن طلباء کے جو علوم ریاضي اپنے واسطے اختیار کریں لازم قرار دیا ہی — اس بات سے معلوم ہوتا ہی کہ ہندوستان کي کلاسیکل زبانوں کي ضرورت کو لوگ دن بدن محسوس کرتے جاتے ہیں — لہذا وہ لوگ جنھوں نے ان زبانوں کو مطالعہ کیا ہی وہ جانتے ہیں کہ اِن میں کامل قابلیت پیدا کرنا اس امر کا مقتضي ہی کہ اِن زبانوں کے پڑھنے والوں کو (خاص طور پر) سرگرمي اور لگاتار جانفشاني سے توجہ کرني چاہیئے - اگر طالب علم کي توجہ ایک ہي وقت پر بہت سے مضامین کي طرف لگائي جاے تو عمدہ لیاقت حاصل نہیں ہوسکتي اور ہمارے اُن بي اے طلبا کي تحصیل لیاقت جنھوں نے علمي زبانوں کا مطالعہ صرف آرٹس کالجوں میں کیا ہی عام طور پر - افسوس ہی کہ بہت محدود ہی - ایک ہندوستاني یونیورسٹي کو جسے علوم سے بڑي بھاري دلچسپي ہو ایک ایسے کالج کي ضرورت ہی جس میں علمي زبانوں کے مطالعہ کا خاص طور پر خیال رکھا جاے — اور یہہ بات ہم پنجاب یونیورسٹي کے اورینٹیل کالج میں پاتے ہیں جس میں معلموں کا ایک بڑا بھاري اسٹاف ہی — جو کہ بلحاظ علمي لیاقت کے مشہور اور فاضلانہ تحصیلات کے معزز ہیں *

ہندوستان میں پراني طرز کے مدرسے اور پاٹ شالوں کي بنیادیں ہمیشہ خاص خاص معلموں کي شہرت پر منحصر رہي ہیں - نہ کہ کسي خاص مقامي مدرسے اور پاٹ شالے پر — اور یہي وجہ ہی کہ ہم دیکھتے ہیں کہ زمانہ سابق میں مختلف مقامات خاص خاص معلموں کي موجودگي سے مرکز علوم بن گئے — اور پھر اُن کي عدم موجودگي کي وجہ سے وہ ایسے نہیں رہے — یہہ حالت (مغرب کے مضبوط بنیاد والے مدرسے

کے ساتھہ) نہیں ھی — جن کے ناموں پر یہہ کالج بنایا گیا ھی — اس یونیورسٹي کے مستقل اخراجات اور انتظامات کي وجہ سے معلمین کو اس کالج کے جاري رکھنے کے لیئے کوشش نہیں کرني پڑتي — مگر تاھم میں چاھتا ھوں کہ اس کالج کے معلموں سے درخواست کروں کہ وہ غور کریں آیا یہہ اُن کا فرض نہیں ھی کہ وہ لوگوں کو اِس کالج میں داخل ھونے کي ترغیب دیں ؟ اور آیا وہ حتی الامکان کوشش کر رھے ھیں کہ طالب علموں کي تعداد بڑھے اور اس کالج کا مفید ھونا (زیادہ طور پر) لوگوں پر روشن ھو جاے ؟ صاحب پرنسپل کي سالانہ رپورٹ سے معلوم ھوتا ھی کہ اُن طالب علموں کي تعداد جو بغیر مدد معاش کے اس کالج میں تعلیم پاتے ھیں (۵۳) ھی — آیا یہہ ممکن نہیں ھی کہ لڑکوں کو ترغیب دینے میں ممبران اسٹاف اپني کوششوں کو زیادہ بڑھائیں جس سے طلباء کي تعداد بھي زیادہ ھو *

اس سال کي رپورٹ میں بڑي دلچسپ بات یہہ ھی کہ اِسٹاف کے ممبروں کے قلم سے بہت سي کتابیں شایع ھوئي ھیں — ایسي ایسي علمي تالیفات سے اس کالج کو بڑي خصوصیت ھوني چاھیئے — لیکن میں مودبانہ طور سے یہہ تجویز پیش کرتا ھوں کہ ایسي تصنیفات کي اشاعت کے سر انجام کے لیئے اچھي طرح انتظام کیا جاوے تاکہ مصنفین اپني تصنیفات کو زیادہ آساني سے شایع کرسکیں — اور اُن کي فروخت زیادہ وسیع ھو — میري تجویز یہہ ھی کہ اس کالج کے ممبران اسٹاف ایک سلسلہ تصنیف قایم کریں اور لوگوں کو تحریص دلائي جاوے کہ وہ اس سلسلہ کے مستقل خریدار بنیں — یورپ میں بڑے بڑے عالموں اور فاضلوں کي تصنیفیں اسي طرح سے شائع ھوتي ھیں اور یہہ طریقہ ھندوستان میں بھي کسي حد تک جاري ھی *

کالج کے طالب علموں سے میرا خطاب ھی - اُنہیں محسوس کرنا چاھیئے کہ اُن کا بھي یہہ بڑا بھاري فرض ھی کہ کالج کا عمدہ نام پیدا کریں — یہہ اس طرح سے ھوسکتا ھی کہ وہ اپني زندگي کو نیک نامي سے بسر کریں اور طالب علمانہ زندگي کے بعد شریفانہ برتاو کے ساتھہ رھیں اور اس طرح اس کالج کي عمدگي تعلیم کا اکیلا ثبوت دیں — تم میں سے اکثر کو اس کالج سے وظیفی اور مدد معاش ملتي ھی اور جنھیں وظیفہ نہیں ملتا وہ بلا فیس اعلی درجہ کي تعلیم حاصل کرتے ھیں — اس لیئے مجھے ضروري نہیں معلوم ھوتا کہ میں تم کو بتلاؤں کہ تم کس قدر اِس کالج کے ممنون اور مشکور ھو *

میں اخیر میں اُس تجویز کے متعلق چند الفاظ کہنا چاھتا ھوں جو اِن دنوں یونیورسٹي میں درپیش ھی — میں اُمید رکھتا ھوں کہ وہ اِس کالج کے طلباء کے لیئے بہت مفید ھوئي ھی — اور اُن کي حالت کو بہتر بنادیگي تجویز یہہ ھی کہ وہ طالب علم جس نے شاستري یا مولوي فاضل یا منشي فاضل کا اِمتحان پاس کرلیا ھو اُسے اِجازت دي جاے کہ وہ اِنٹرنس کا فقط اِنگریزي پرچوں میں اِمتحان دے - اور اگر اُسمیں کامیاب ھوجاے تو اُسے سند مرحمت کي جاے اِس نے اِمتحان اِنٹرنس اِنگریزي میں پاس کرلیا ھی - اِس طور پر یہہ لوگ اِیف — اے اور بي — اے کے اِمتحانات میں صرف اِنگریزي لیکر علی الترتیب پاس کرسکینگے — اوریئنٹل کالج کے وہ طلباء جو علوم ناگري کے ساتھہ اِنگریزي بھي سیکھنا چاھتے ھیں- اِس تجویز کے ذریعہ سے یونیورسٹي سے اُن کو اسبات کي سند ملا کریگي — کہ انھوں نے انگریزي کي عمدہ لیاقت حاصل کي - آرٹس کالج اور ھائي اسکولوں میں عربي یا انگریزي کي پروفیسري کے لیئے یہہ ضروري امر ھی کہ پروفیسر علاوہ عربي یا سنسکرت-کي لیاقت کے جس کے لیئے اُن کا منشي فاضل یا شاستري کا ڈپلوما کافي ثبوت ھی- انگریزي کي لیاقت بھي رکھتے ھوں - اب تک آرٹ فیکلٹي کے پیچیدہ کورسوں کیوجہ سے ایسے طلباء کو انگریزي مطالعہ جاري رکھنے کا موقع نہیں ملتا تھا — موجودہ تجویز اس تکلیف کو دور کردیگي اور اس کالج کے طلبا کو اپني حالت بہتر کرنے کا عمدہ موقع مل سکیگا * (از اخبار وکیل)

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

یہہ امر مسلمانوں کے لیئے کس قدر حیرت ناک ھی کہ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے متعلق ھنوز اُن میں سرگرمي پیدا نہیں ھوئي اور وہ اس سال کي کانفرنس کو معمولي گذشتہ اجلاسوں کي طرح سمجھکر خاموش بیٹھے ھوئے ھیں *

اس میں شک نہیں کہ اگر امسال کانفرنس موقع اور وقت کے لحاظ سے مہتم بالشان نہیں بنائي گئي تو آیندہ تمام اُمیدوں کا خاتمہ سمجھنا چاھیئے اور اس امر کے تیقن میں کوئي گنجایش نہ رھیگي کہ مسلمان من حیث القوم بے انتہا غافل اور ناکارہ ھیں خدا نے اُن سے غیرت اور حمیت کا شریف جوھر لے لیا ھی - اور اب وہ ھندوستان میں کوئي ترقي نہیں کرسکتے *

اور زیادہ تر افسوس کے قابل وہ انجمنیں اور سوسائٹیاں ھیں جو مسلمانوں کي قایم مقامي کا ادعا کرتي ھیں — ھم دیکھتے ھیں کہ کوئي شہر اور کوئي مقام ایسا نہیں جہاں کچھہ زندہ دل مسلمان نہ رھتے ھوں اُن کي انجمنیں اور سوسائٹیاں موجود نہوں لیکن وہ کانفرنس سے بالکل بے خبر ھیں اور اُس کے اغراض اور اُن اھم فوائد سے جن کي بالخصوص اُمید کي جاتي ھی اور جن کے حصول کے لیئے بزرگان قوم اور درد مندان ملت نے قابل ستایش ھمت کے ساتھہ دھلي میں کانونشن کے موقع پر کانفرنس ھونا قرار دیا ھی بے پروا ھیں — ھم نہیں جانتے کہ متوسط الحال اور امراے قوم کي اُلوالعزمي اور ھماري انجمنوں اور سوسائٹیوں کے کام کرنے کا اور کونسا وقت آئیگا *

لوکل کمیٹي دھلي نے اپني قوم کے بھروسہ پر اُن کے آرام و آسایش کے اسباب مہیا کرنے کي غرض سے دس ھزار روپیہ کي عظیم المقدار رقم قرض لے لي ھی اور جو انتظامات کہ ابھي تک شائع ھوئے ھیں وہ وقت اور موقع کي مناسبت سے نہایت عمدہ اور آرام دہ ھیں - کس قدر شرم ھوگي اگر کافي تعداد کے ممبر اور معاون بہم نہونگے جو رفتار کہ اس وقت تک ھی اُس سے ھرگز اُمید نہیں کي جاسکتي کہ یہہ قرضہ بھي لوکل کمیٹي کانفرنس فنڈ سے ادا کرسکے گي *

جو اعلان سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹي کانفرنس کي طرف سے شائع کیا گیا ھی اُس میں اطلاع دي گئي ھی کہ آخر اگست تک درخواستیں

ہ فیس آجانا چاہیئیں — ہم کو قوي اُمید تھي کہ بہت سرعت کے اتھہ قوم متوجہ ہوجائیگي خوش حال اور اہل دول اصحاب جولائي تک ي اس قدر درخواستیں بھیجینگے جن کي رقوم اخراجات کانفرنس کے ئے کافي ہوسکینگي — مگر یہاں ابھي سو سوا سو ھي درخواستیں ئي ہیں قوم کي اِس عدم توجھي اور غفلت نے کمیٹي کو بہت پریشان یا ھی اور اگر اگست تک کافي درخواستوں نہ پہونچ گئیں تو بیشک میٹي مایوس ہوجائیگي اور عجب نہیں کہ کانفرنس کي عظمت و ان اور تیاري کے متعلق جو اُمیدیں کي گئي ہیں وہ سب قوم کي غفلت شکار ہوجائیں *

علاوہ اُن رؤسا کے جو دربار میں شریک ہونگے یقیناً وہ اہل اِسلام بھي جو اپني ضرورتوں سے کسیقدر بھي مستغني ہیں ضرور دربار کے سیر و تماشہ ے لیئے دھلي جاوینگے — اُن کو چاہیئے کہ وہ اپنے قیام کا اِنتظام کانفرنس یمپ میں کریں اور اگر اُن کے دل میں خدا نیکي ڈالے اور اپني قومي غلت کا احساس بھي ہو تو کانفرنس کے اِجلاس تک بھي تکلیف وارا کریں اور دیکھیں کہ وہ دردمند بزرگ جن کو خدا کي دي ہوئي ر ایک نعمت موجود ھی اپني قوم کي خاطر کیا کیا تدابیر کرتے ہیں — ر کیونکر اُنھوں نے با ایں ھمہ اپني زندگي قوم کے لیئے وقف کردي ھی ماري لوکل انجمنوں اور ھمارے شہر کے رؤساء کو اِس طرف خاص طور پر توجہ ہونا چاہیئے اور جہاں تک اُن سے ممکن ہو کانفرنس کے لیئے ممبر انے اور اُس کے لیئے مدد پہونچانے میں کوشش کریں *

اِس میں شک نہیں ھی جیسا کہ فاضل یگانہ شمس العلماء مولانا یر احمد صاحب نے اپنے لیکچر میں امسال کي کانفرنس کو مسلمانان کي سمت کا فیصلہ کہا ھی بہت صحیح ھی *

اب یہہ قوم پر منحصر ھی کہ وہ اِس فیصلہ کو اپنے حق میں صادر ونے کے لیئے کیا کرتي ھی — اگر ہم میں حوصلہ قومي حمیت اور اِسلامي زت کا ھی تو ہرایک شخص کو جسکو خدا نے دیکھنے کو آنکھیں اور سمجھنے کو عقل عطا کي متحدا اور منفردا سعي کرني چاہیئے *

کانفرنس کے فوائد اور اُس کے قیمتي نتایج محتاج تشریح نہیں اور ر وہ اِنسان جسکو تعلیمي معاملات میں جو ھماري قوم کے لیئے سب سے ادہ زندگي کي ضروري چیز ھی اِنقسمت حاصل ھی اِس سے اِنکار ہیں کرسکتا کہ کانفرنس نے ھي مسلمانوں میں جو آج ہم تعلیم کي چھہ روشني دیکھتے ہیں پیدا کي ھی — اِقطاع ہند میں تعلیمي خیالات ا پھیلنا اور سوتے ہوئے لوگوں کا بیدار ہوجانا کانفرنس کي ھي پر ثائیر واز کي بدولت ھی — پس جب کہ کانفرنس کي قدر ھمکو معلوم ہوگئي ھی اور اُس کي خوبي ھمارے دلوں میں متمکن ہوچکي ھی و یہہ کس قدر ذلت کي بات ہوگي کہ ہم اُس سے تغافل کرجائیں اور پھر ایسے موقع پر جس وقت کہ ھماري قسمت کا فیصلہ ہونے والا ور ھماري وشش کي کامیابي کا ظہور ہو* (از اخبار نیر اعظم)

وفات سر خورشید جاہ

سکندرآباد ۱۸ جولائي

سر خورشید جاہ نے کل شام کو ۶۵ برس کي عمر میں مرض ڈائیبیٹس (ذیابیطس) میں جو فالج گرنے کے بعد پیدا ہوا انتقال کیا اور آج سہ پہر کو دفن کیئے گئے — تجہیز و تکفین نہایت دھوم دھام سے عمل میں آئي — حیدرآباد کے اکثر اُمراء اور عہدہ دار اور تمام خاص خاص یورپین شریک تھے جلوس پورے ایک میل لمبا تھا اور اُس کے پیچھے مرحوم کے سوار اور پیادہ مع باجوں کے تھے — سرخورشید جاہ مرحوم درحقیقت حیدرآباد کے سب سے زیادہ دولت مند سردار تھے ' اور اُن کي دولت کثیر اب اُن کے دو بیٹوں نواب ظفر جنگ اور نواب اِمام جنگ کو پہونچیگي جو ریاست کا انتظام کرینگے * پانیر

درحقیقت یہہ ایک نہایت بڑا صدمہ ھی جو ریاست حیدرآباد کو پہونچا نواب مرحوم حیدرآباد کے امیروں میں اعلی درجہ رکھتے تھے اور جیسا کہ اُن کا خطاب تھا وہ حیدرآباد کے امیر کبیر تھے ہندوستان کي سیاحت خوب کي تھي ملکي حالات سے بخوبي واقف تھے برٹش گورنمنٹ میں نہایت معزز تھے افسوس ھی کہ حیدرآباد کے بڑے بڑے نامي امیر چند سال میں دنیا سے چل بسے کسي خاندان میں کوئي بزرگ اور بڑا جو مرحوم سر سالار جنگ کے درجہ کا اور اُن کا ھم عصر تھا کوئي نہ رہا اگرچہ خدا کے فضل سے سر سالار جنگ اور سر آسمان جاہ اور نواب وقارالامرا اور نواب خورشید جاہ کي نرینہ اولاد موجود ھی اور اُمید ھی کہ حضرت اقدس و اعلی کي نگراني اور تربیت میں وہ عمدہ لیاقت پیدا کرینگے اور اپنے بزرگوں کے اچھے جانشین ثابت ہونگے مگر افسوس ھی کہ اسوقت حیدرآباد میں کوئي بزرگ اور زمانہ دیدہ اور تجربہ کار امیر نہ رہا نواب خورشید جاہ پر امارت کا خاتمہ ہوگیا *

نواب مرحوم کي وفات پر نواب عزیز جنگ نے جو تاریخ لکھي ھی وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اور خدا سے ھماري دعا ھی کہ وہ مرحوم کے ورثا کو صبر اور اُن کو جنت عطا کرے — انا للہ و انا الیہ راجعون *

تاریخ رحلت

وہ محي الدین خان تیغ جنگ * صاحب اقبال عالي پایگاہ
آصفي دربار کے مہر کبیر * مطلع پا گاہ کے تابندہ ماہ
تھے دکن میں وہ بزرگي کے نشان * اور ریاست کے نہایت خیر خواہ
رھگزائے جنت الماوا ہوئے * قصر فردوس بریں ھی خوابگاہ
شمس دیہیم امارت چھپ گیا * ابر غم سے روز روشن ھی سیاہ
تھر اندوھش بدلہا جا گرفت * تیرہ و تار ست درچشمان نگاہ
سال رحلت ھی بیان واقعي * ھاے دنیا سے گئے خورشید جاہ

۱۳۲۰ھ

طبعزاد
خاکسار عزیز جنگ ولا تخلص
مالک و اڈیٹر عزیز الاخبار

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.
علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باھتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 31. } THURSDAY, 31st JULY 1902. روز پنجشنبہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ ع { سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۳۱ }

تازہ ترکی کی خبریں

(ماخوذ از پایونیر)

سلطان زنجبار

لندن ۲۰ جولائی

سید علی زنجبار کے سلطان مقرر کیئے گئے ہیں اور جب تک کہ سلطان موصوف کی عمر اکیس برس کی نہوگی اُس وقت تک مسٹر راجرس ریجنٹ رہینگے •

جو گفتگو لارڈ لینسڈون نے کی ہی اور جو خاطر خواہ خیال کی جاتی ہی اُس کو اتلی کے اخبار نویس بہتر پسند کرتے ہیں •

لندن ۲۱ جولائی

مسٹر بیلفور نے ہوس آف کامنز میں بیان کیا کہ سرمائیکل ہکس بیچ کے استعفا کے لحاظ سے وہ نوآبادیوں کی نسبت گورنمنٹ کی مالی پالیسی سے انحراف کرنا نہیں چاہتے ہیں •

مسٹر براڈرک نے ہوس آف کامنز میں گفتگو کرتے وقت یہہ بیان کیا کہ کیمپ کالونی اور نیٹل میں مارشل لاکے کلیۃً موقوف کیئے جانے کا معاملہ زیر غور ہی - پلاہ گیروں کے کیمپ حتی الامکان بہت جلد توڑ دیئے جاوینگے ' اور جو شخص خود اپنی خبر گیری کرسکتے ہیں اُن کو چلے جانیکی اجازت دی جاتی ہی •

حضور ملک معظم تاجپوشی کے بعد پرایویٹ طور پر ہندوستانی فوج کو ملاحظہ فرماوینگے اور فوج مذکور ۱۲ اگیست کو ہندوستان کو روانہ ہوگی •

لندن ۲۲ جولائی

بوتھا ' ڈی ویٹ ' اور ڈی لاری یورپ کو روانہ ہوگئے ہیں •

مسٹر چیمبر لین نے ہوس آف کامنز میں گفتگو کرتے وقت یہہ بیان کیا کہ بہت سے بوئروں نے کانسٹبلوں کی فوج میں بھرتی کیئے جانے کی درخواست کی ہی — لارڈ ملنر نے دوسو سے لیکر تین سو تک آدمی جو بڑی احتیاط کے ساتھہ ملتخب کیئے گئے ہیں قبول کرلیئے ہیں — اِن میں سے نصف قومی جاسوس عمدہ چال چلن رکھنے والے اور باقی ماندہ وہ شخص تھے جنھوں نے حال میں اطاعت قبول کی ہی اور جن کی تصدیق بوئر جنرلوں نے کی تھی •

ملک معظم کو خاطر خواہ طور پر شفا ہوتی جاتی ہی •

گزٹ میں بیان کیا گیا ہی کہ طبقہ وکٹورین کا گرینڈ کراس لارڈ سالسبری کو اُن کی قدیمی ' وفادارانہ ' اور بیش بہا خدمات کے صلہ میں جو اُن سے بادشاہ اور سلطنت کے حق میں ظہور میں آئیں عطا کیا گیا ہی •

اخبار مارننگ پوسٹ سخت اندیشہ کے ساتھہ ملک سہام میں اس قسم کی صورتوں کے جمع ہونے کے امکان پر نظر کرتا ہی جنکے باعث سے فرانس اور انگلستان کے درمیان دوستانہ تعلقات میں خلل واقع ہونے کا گمان ہی — اخبار مذکور یہہ راے دیتا ہی کہ غلط فہمی کے ممکن اسباب کے رفع کرنے کی غرض سے دونوں گورنمنٹوں کے درمیان صاف صاف گفتگو ہونی چاہیئے •

جرمنی کے اخبارات میں انگلستان کے ساتھہ زیادہ تر عمدہ تعلقات کو ترقی دینے کی غرض سے ایک درخواست مشتہر کی گئی ہی •

گورنمنٹ نے جو غیر مجاز مذہبی ایسوسی ایشنوں کے اسکولوں کو یک قلم بند کردیا ہی اُس کے برخلاف فرانس میں ایجیٹیشن روز بروز

ترقي پر هی - چنانچه آج پهرس میں لوگوں نے مجمعے کیئے اور بهت سے آدمي گرفتار کیئے گئے لیکن وہ بعدہ رها کردیئے گئے *

لندن ۲۴ جولائي

لارڈ لینسڈون نے هوس آف لارڈز میں گفتگو کرتے وقت یهه بیان کیا که دیوانه ملا کے برخلاف کار روائي سنه ۱۹۰۱ع کي به نسبت زیاده تر خاطر خواه صورتوں میں هو رهي هی ' اور اُس کے متعلق اٹلي کے ساتهه خاطر خواه انتظام هورها هی *

لندن ۲۵ جولائي

حضور ملک معظم نے آج جهاز پر جزیرہ وائٹ کے گرد گشت لگایا اور شام کو مقام کویس کو واپس تشریف لے آئے *

مذهبي مدارس کے جبراً بند کیئے جانے کے برخلاف تمام فرانس میں اور خاص کر برٹني میں برابر ایجي ٹیشن جاري هی *

لارڈ جارج هملٹن نے هوس آف کامنز میں بیان کیا که راجگان هند کي مداوات کے خرچ کا ایک حصه بلا شبهه هندوستان کے محاصل پر ڈالا جاوے گا ' گو وہ هنوز یهه نهیں کهه سکتے هیں که کس قدر *

قاهرہ میں هیضه سخت زور شور سے شروع هوا هی - انگریزي رجمنٹیں ریگستان میں خیموں میں جانے والي هیں - یهه پیشین گوئي کي گئي هی که مصر میں ایک سخت مصیبت انگیز وبا پهیلنے والي هی *

لندن ۲۶ جولائي

ریوٹر نے عدن سے بذریعه تاربرقي کے یهه خبر بهیجي هی که جو فوج دیوانه ملا پر حمله کرنے کے لیئے بهیجي گئي هی وہ مقام دمره سے روانه هوگئي هی— فوج مذکور نے شمال و مشرق کي جانب بڑه کر اور ضلع هاد سے جهاں پاني میسر نهیں آتا هی بیچ کر ۸۰ میل تک دشمن کا تعاقب کیا اور ۱۵۰ آدمي قتل اور ۴۵۰۰ اونٹ اور ۱۷۰۰۰ بهیڑ گرفتار کیں *

حضور ملک معظم نے شاهي جهاز پر ایک پریوي کونسل منعقد فرمائي اور دو اشتهارات پر جن میں تاج پوشي کي تاریخ ۹ اگست اور اُس روز ایک عام تعطیل قرار دي گئي تهي دستخط فرمائے *

پنجشنبه کو قاهرہ میں ۱۱۸ کیس هیضه کے هوئے *

بادشاہ اٹلي اگست کے خاتمه پر جرمني کو تشریف لیجاوینگے اور وهاں پانچ روز قیام کرینگے *

لندن ۲۷ جولائي

اخبار اسٹینڈرڈ بیان کرتا هی که حضور ملک معظم ابهي تک کهڑے نهیں هوسکتے هیں ' اور نه زخم ابتک اچها هوا هی ' اور اگرچه ۹ اگست کو حضور ممدوح کي تاج پوشي کے ادا کرنے کي اُمید زیاده تر قوي هی ' تاهم صرف یهه اُمید کي جاسکتي هی که حضور ممدوح صرف بطور مریض کے ایسا کرسکتے هیں - گرچا ویسٹ منسٹر ایبي کے راسته کي آراستگي بڑي مستعدي کے ساتهه جاري هی - گو ملاقاتیوں کي به نسبت آراستگي کسیقدر کم هی مگر پهر بهي وہ نهایت با رونق اور شاندار هوگي *

مختلف خبریں

— هفته گذشته کي بابت طاعون کے مریضوں کي تعداد ۱۱۵۸ سے ۱۱۰۰ تک گهٹ گئي *

— جناب نواب لفٹننٹ گورنر بهادر ممالک متحدہ ۱۳ اگست کو ۵ بجے شام کے لکهنو میں راجه مان سنگهه کے اسٹیٹو کو کهولینگے *

— مهاراجه چندر شمشهر سنگهه وزیر اعظم نیپال دهلي کے دربار تاجپوشي کے مهمانوں میں شامل هونگے *

— وکٹوریه - واقع اسٹریلیا میں اسکول جانے والے بچے گاڑیوں میں بٹهاکر اسکول پهونچائے جاتے هیں - اُن سے گاڑي کا کرایه نهیں لیا جاتا *

— اُمیدواران عهدہ منصفي کا امتحان لاهور میں ۴ و ۵ و ۶ ستمبر سنه ۱۹۰۲ع کو هوگا *

— مشن کالج لاهور میں بهي هندي علم موسیقي کي جماعت ماہ اکتوبر سے کهلیگي *

— پنجاب میں ۱۵۲ دخاني کارخانے جاري هیں پچهلے سال ۷ بند هوئے لیکن ۲۸ نئے کهلے تهے *

— فرانس سے کسي گمنام اُلوالعزم نے تهیوصوفیکل سوسائٹي کو ۵۹ هزار فرانک اِرسال کیا هی *

— هفته گذشته میں طاعون سے ۱۱۵۸ موتیں تمام هندوستان میں واقع هوئیں - هفته ماسبق سے ۱۰۰ زیاده — اضلاع بمبئي میں ۷۱۷ — ریاست میسور میں ۲۱۴ پنجاب میں ۹۵ *

— بندر عباس میں ۹ جولائي کو ساڑهے ۷ بجے صبح سے سخت زلزله آیا جس سے بهت سے مکانات مسمار هوگئے اور بڑا نقصان هوا - کئي آدمي بهي ضایع هوئے *

— حضور وایسراے مهاراجه میسور کو مسند نشین کرنے کے لیئے یکم اگست کو شمله سے روانه هونگے اور ۸ اگست کو مسند نشین فرماکر ۱۶ کو واپس شمله هونگے *

— پنجاب یونیورسٹي نے وہ پانسو روپیه کي رقم قبول کي جو بي اے کا امتحان ریاضي میں عمدگي کے ساتهه پاس کرنے والے کو تمغه دینے کي غرض سے عطا کي گئي تهي *

— حکیم عبدالخالق جنهوں نے گورکهپور کے انسداد طاعون میں بهت مدد دي اور جن کے علاج سے بهت سے بیماروں کو صحت هوئي تهي اُن کو میونیسپل بورڈ نے ایک سو روپیه کا انعام دیا *

— تاج پوشي کے روز هندوستان میں عام تعطیل هوگي ' اور تمام سلامیاں اور دیگر رسمیات جو ۲۶ جون کو عمل میں آنے والي تهیں ۹ اگست کو عمل میں آوینگي *

— جو نهایت عمدہ ذخیرہ هندوستان کي اشیاء فنون و دستکاري کا سو تهه کنسنگٹن کے عجایب خانه میں موجود هی اُس کا ایک حصه غالباً دهلي کي نمایش فنون و دستکاري کو مستعار دیا جاوے گا *

— یهه اُمید کیجاتي هی که کوهات تهل ریلوے واقعي شروع ماہ ستمبر میں عوام کي آمدورفت کے واسطے کهل جاویگي — تعمیر کا کام جیساکه سابق میں بیان کیا گیا تها یکم اگست تک ختم هوجاویگا *

— برقي ریلوے - ایک امریکن فرم نهون اینڈ کمپني نے مانچسٹر اور لور پول مجوزہ برقي ریلوے لائن کا ٹهیکه چالیس لاکهه پونڈ میں حاصل کیا هی — یهه لائن ۱۴۷ میل لمبي هوگي — تمام مزدور اور کاریگر انگلش هونگے لیکن سامان سب امریکن هوگا *

— ایک انگلش روسي کمپني ماسکو میں مغربي سائبیریا کے شهر ٹومسک سے سمرقند تک ریل بنانے کے لیئے قایم هوئي هی — گورنمنٹ روس نے ۶۵ فیصدي سرمایه کا ذمه لیا هی — کمپني کے نصف ڈائرکٹر انگریز هونگے اور نصف روسي *

— هم کو معلوم هوا هی که ڈاک کے ٹکٹ جن پر حضور ملک معظم کے چهره مبارک کي تصویر هی اب تیار هوگئے هیں ' اور هندوستان کے تمام ڈاک خانوں میں ۱۰ اگست کو یعني تاریخ تاجپوشي کے بعد پبلک کو مل سکینگے •

— هز آنر جناب نواب لفٹننٹ گورنر بهادر پنجاب اور لیڈي رهواز صاحبه نے اُس زمانه میں جبکه حضور وایسراے بهادر میسور میں اور لیڈي کرزن صاحبه کشمیر میں رونق افروز هوں براه مهرباني ۱۱ اگست کو شمله کي نمایش فنون لطیفه کا کهولنا منظور فرمایا هی •

— امداد قحط کے هفته وار نقشه جات سے ۴۰۷۸۳ کي کمي اُن شخصوں کي تعدادمیں ظاهر هوتي هی جن کو قلمرو انگریزي میں امداد دیجاتي هی ' اور اس کي رو سے کل تعداد اب ۲۸۲۹۴ رهگئي هی — هندوستاني ریاستوں میں بهي ۳۱۳۹۳ کي کمي هوئي هی اور وهاں اب کل تعداد ۱۴۰۴۲۵ هی •

— کارنیگي اور سیسل روڈز کي دریا دلي کے فسانے هنوز تازه تهے که ولایت میں ایک اور جوانمرد نے اپني همت عالي کا ثبوت دیا اور وه یهه هی که مسٹر گوسٹ لندن کے ایک شراب فروش نے سینٹ تامس کے شفاخانه کي امداد میں اڑهائي لاکهه پونڈ کي معقول رقم عطا کي جو همارے سکه میں ساڑهے سینتیس لاکهه روپیه کي برابر هوتي هی •

— لوکل گورنمنٹ ممالک متحده کے ایک حکم میں یهه هدایت کي گئي هی که اِن اضلاع میں ڈپٹي مجسٹریٹوں کو اُس وقت تک که وه پانچ برس تک مجسٹریٹي کا کام انجام نه دے لیں جیلخانه کا اهتمام سپرد نه کیا جاوے — گو خاص صورتوں میں خاص خاص اشخاص کي بریت کي درخواستیں کي جاسکتي هیں ' لیکن وه بهت کم منظور کي جاوینگي •

— کابل سے یهه خبر آئي هی که ملا سید اکبر جو مهم ٹیره کے زمانه میں ایک مشهور شخص تها ' شروع جولائي میں وهاں پهونچا اور امیر صاحب سے ملاقات کا خواستگار هوا — اس کے بعد وه پهاڑي پٹهنوں کو هدا ملا کے ساتهه رهنے کے لیئے بهیجدیا گیا کیونکه امیر حبیب‌الله خاں ٹیره کو اُس کي واپسي پسندیده نهیں خیال کرتے تهے — پس دو شخص جو شمالي مغربي سرحد پر فساد کرتے تهے اِس وقت بحفاظت نظر بند هیں •

—ایک دعوت میں‌جو پیرس میں راس‌مکونوں کو دي گئي ایم ایٹین نے راس مکونوں کي تعریف میں کها که جبوتل حدّ ریلوے کے معامله میں جو دریاے نیل اور خلیج عدن کے درمیان تمدني حالتوں میں انقلاب پیدا کردیگي سردار موصوف نے نهایت سعي کي هی — اسپیکر نے یهه بهي بیان کیا که فرانس حبش کي آهني سڑک پر قابو کرنے کي خواهش نهیں رکهتي هی بلکه صرف اتهوپیا کي دولت کو دنیا کي الوالعزمي کے واسطے ترقي دینا چاهتي هی‌راس مکونوں نے ایم ایٹین کا شکریه بعوض اُن کي مدارات اور محبت و اتحاد کے اُس ثبوت کے جو اُن کو حاصل هوا هی ادا کیا اور پریزیڈنٹ لوبت اور فرانس کا جام تندرستي نوش کیا •

— دربار دهلي میں شریک هونے والوں کے لیئے اکثر ریلوے لائنوں نے کرایه میں خاص رعایتیں کي هیں — فرسٹ و سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ سنگل کرایه میں آمد و رفت کے لیئے دیا جاوے گا — انٹرمیڈیٹ کا واپسي ٹکٹ تهرڈ کلاس کے دوٹکٹوں کا کرایه ادا کرنے پر ملے گا — اور تهرڈ کلاس کا واپسي ٹکٹ ۱½ تهرڈ کلاس کا کرایه ادا کرنے پر — یهه ٹکٹ ۸ دسمبر سے ۲۶ دسمبر سنه ۱۹۰۲ع تک هرایک ریلوے اسٹیشن سے مل سکینگے بشرطیکه فاصله ۱۰۰ میل سے کم نه هو — اور تاریخ خرید ٹکٹ سے ۲ ماه تک استعمال میں آ سکتے هیں — اسکے علاوه گاڑیوں اور گهوڑوں کے کرایه میں اور نیز نمائیشگاه میں اشیاء روانه کرنے کے لیئے خاص رعایتیں تجویز کي گئي هیں •

— همارا سرحدي کارسپانڈنٹ بیان کرتا هی که آفریدیوں کے بعض جرگے کابل کو گئے اور امیر صاحب بڑي مهرباني سے ان کے ساتهه پیش آئے لیکن هز هائینس نے اُن کو معمولي تحایف کے ساتهه رخصت کرتے وقت اور اُن کے آنے پر خوشي ظاهر کرنے کے بعد اُنکو گورنمنٹ انگریزي کے برخلاف اپني فرضي شکایتوں کے اظهار کا کوئي موقعه نهیں دیا — بلکه بخلاف اِس کے امیر صاحب نے لارڈ کرزن کي اُس اسپیچ کا حواله دیا جو لارڈ ممدوح نے پشاور میں فرمائي تهي اور یهه اشاره کیا که آفریدیوں کو اپنے ملک میں دست اندازي کیئے جانے کي‌نسبت کوئي اندیشه نهیں کرنا چاهیئے — جو ملک ان جرگوں میں شامل تهے وه کوئي خاص وقعت رکهنے والے لوگ نه تهے اور اُن کے سفر کا مقصد غالبا امیر صاحب سے چند تحفوں کا حاصل کرنا تها • (پایونیر)

دربار دهلي

دهلي میں " دربارهال " جیساکه وه عموماً پکاراجاتا هی‌ایک وسیع ایم في تهیٹر یعني مدور مکان هوگا' جس‌میں اوپر نیچے نشستوں‌کي قطاریں‌هوں گي 'وه پخته هوا هوگا لیکن اُس کے گرد دیواریں نه هوں گي— اور اُس میں باره هزار تماشائي بیٹهه سکینگے — جن میں سے هر ایک شخص کو هر ایک چیز جو قابل دیکهنے کے هوگي صاف صاف دکهائي دے سکیگي — اس مکان کي وسعت کا اندازه اس بات سے هوسکتا هی که اُس کا دور قریب ایک چوتهائي میل کے هوگا ' اور انتهائي فاصله جهاں سے حضور وایسراے بهادر کي آواز اُن شخصوں کو سنائي دے سکے گي جو حضور ممدوح کي نشست گاه سے سب سے دور بیٹهے هوں گے قریب ۳۶۰ فٹ کے هوگا — ۳۰۰۰۰ فوج صف بسته دربار هال کے سامنے کهڑي هوگي — جو عام انتظامات دهلي میں کیئے گئے هیں اُن کے لحاظ سے کل وسعت اُس میدان کي جس پر مختلف کیمپ اور مکان پهیلے هوئے هوں گے (جنمیں سے بعض کے درمیان ضرور بڑا فاصله هوگا) آٹهه میل طول میں اور چهه میل‌عرض میں‌هوگا— لیکن آمد ورفت کےخاص خاص راستوں میں جیسا که سابق میں بیان هوچکا هی عارضي لائٹ ریلوے بنائي جاویگي اور اب اُس پر ریل بچهائي جاتي هی • (پایونیر)

مژده متعلق عطیه

عالي جناب نواب صاحب بهادر والي رامپور

ناظرین اخبار اور کالج کے تمام دوستوں کو اس خبر سے خاص مسرت هوگي که عالي جناب نواب صاحب بهادر والي رامپور نے اپني مشهور و معروف فیاضي سے حال میں همارے پاس مبلغ پچهیس هزار روپیه به اعانت سر سید میموریل فنڈ روانه فرمایا — یهه رقم دوسري اور اخیر قسط اُس پچاس هزار روپیه کي هی جو جناب ممدوح نے اُس وقت منظور فرمائے تهے جب سر سید میموریل فنڈ کا ڈیپوٹیشن حاضر حضور هوا تها — هم بلکه تمام قوم اس عنایت خسروانه کے صدق دل سے شکر گذار هیں •

THE ALIGARH COLLEGE.

We wish to call attention of the public, more specially of the Mahomedan public, to Mr. Ll. Tipping's letter concerning the College which was reproduced from the *Pioneer* in a previous issue. It was an appeal for assistance, and, coming as it did from the responsible head of the College staff, it will, we feel sure, receive due attention.

The step taken at this juncture is a somewhat unusual one; for although the Honorary Secretary is constantly "sending round the hat" it is rarely that the Principal of the College seeks the hospitality of the leading Indian Journal. We trust our friends will realise that the appeal is a special one which has been rendered necessary by special circumstances.

It will be remembred that a few years ago the College was in the throes of a crisis. A crisis has undoubtedly again arisen, but there is this important difference that while on the previous occasion we were concerned as to the stability of the College, at the present juncture we are anxious as to its future *status* only. The question which is now exercising the minds of its friends is not whether the College will continue to exist, but whether it will be enabled to keep up its position as a national institution.

The officiating Principal has stated the circumstances under which the appeal has been made. He has given details to show that the present resources of the College in respect of accommodation and staff are seriously strained. In the residential quarters there is not a room that is vacant and no more seats can be found in the class-rooms specially in the school. This is satisfactory so far as it denotes the immense popularity of the College, but at the same time it is a state of things which demands energetic action. Unless the Trustees and supporters of the College are willing that its gates should be closed against future admissions with only five hundred students within its walls, it is their duty to make special efforts to expand its resources. There may be some among them who would like to pause and even possibly stop at this juncture. But we do not know that there are any who hold that view. We, at all events, know that we have got to push on. Five hundred boarders may not be a small number for a provincial College, but for a College

علیگڈھ کالج

جو چٹھي مسٹر ایل ٹپنگ کي کالج کي نسبت اخبار پایونیر سے همارے کسي پچھلے پرچه میں نقل کي گئي تھي ' اُس کي جانب هم پبلک کي توجه اور خاصکر مسلمانوں کي توجه مائل کرنا چاهتے هیں - یهه ایک درخواست امداد کي تھي ' اور چونکه وه کالج اسٹاف کے ذمه دار افسر کي لکھي هوئي هی اس لیئے هم کو یقین هی که اس پر مناسب التفات کیا جاویگا — جو کارروائي اس موقعه پر کي گئي وه کسي قدر غیر معمولي تھي ' کیونکه اگرچه کالج کے آنریري سکرٹري همیشه " لوگوں کے روبرو هاتھه پھیلاتے هیں " تاهم ایسا بهت کم هوتا هی که کالج کا پرنسپل هندوستان کے سر براوردہ اخبار کےذریعه سےامداد کا خواستگار هو - هم یقین کرتے هیں که همارے دوست اس بات کو سمجھه لینگے که یهه درخواست خاص طور کي هی جس کي ضرورت خاص وجوهات سے پیش آئي هی •

یهه بات یاد هوگي که چند سال کا عرصه هوا که کالج نهایت نازک حالت میں تھا - اس موقعه پر پھر ایک نازک حالت پیدا هوئي هی ' لیکن اس میں اور حالت سابقه میں یهه بڑا فرق هی که گذشته موقع پر همکو کالج کے استحکام کي نسبت تردد تھا ' اس موقع پر هم کو صرف اُس کي پوزیشن کي نسبت فکر هی — یعني جس بات کي اس وقت کالج کے بهي خواهوں کو سب سے زیادہ تشویش هی ' وه یهه نهیں هی که آیا کالج آیندہ جاري رهیگا یا نهیں ' بلکه یهه هی که آیا وه بحیثیت ایک قومي کالج کے اپنے رتبه کو قائم رکھه سکیگا یا نهیں •

صاحب قائم مقام پرنسپل نے اُن حالات کو بیان کردیا هی جن کي وجه سے یهه درخواست کي گئي هی — اُنهوں نے اسباب کو مفصل طور پر بیان کیا هی که کالج کے موجودہ وسایل بلحاظ مکانات اور اسٹاف کے نهایت تنگ هیں — بورڈنگ هوسوں میں ایک کمره بهي خالي نهیں هی اور اسکول کے کلاس روم میں طالب علموں کو بیٹھنے کے لیئے کوئي جگهه نهیں مل سکتي - یهه بات یهاں تک تو طمانیت بخش هی که اُس سے کالج کا بدرجه غایت عام پسند هونا ظاهر هوتا هی ' لیکن ساتھه هي اُس کے یهه ایک ایسي حالت هی جبکه نهایت مستعدي کے ساتھه کوشش کرنا واجب هی - اگر کالج کے ٹرسٹي اور حامي اسبات پر آماده نهوں که کالج کے اندر صرف ۵۰۰ طالب علم رهیں اور آیندہ داخله کے لیئے اُس کے دروازے بند کردیئے جاویں ' تو اُسکي آمدني کے وسائل کو وسعت دینا اُن کا فرض هی — گو اُن میں بعض ایسے بهي هوں جو اس قدر ترقي کے بعد تامل کرنا بلکه ٹھیر جانا پسند کرتے هوں ' لیکن همارے علم میں کوئي ایسے نهیں هیں جو اس قسم کا خیال رکھتے هوں - بهرکیف هم تو ضرور یهه بات جانتے هیں که هم کو آگے بڑھنا لازمي هی — گو پانسو بورڈر ایک پراونشیل کالج کے لیئے ایک قلیل تعداد نهو ' لیکن ایک ایسے کالج کے

which aims at being something different, the present stage of development is very far from final.

There is another point connected with this part of the subject to which we would invite special attention. We would ask our friends to consider and consider carefully whether a College which derives its revenue from public subscriptions can afford to slam its doors in the face of the community, while its buildings are incomplete and its reserve fund meagre. It must be remembered that students are the connecting link between the College and the community. They are the means of creating and intensifying public interest and it is through a constant inflow of them that the interest can be maintained unimpaired. It is quite true that there is hardly any Province or Presidency of India which is not already represented in the Boarding-house. But as matters stand most of our students come from the United Provinces and the Punjab To exclude students from other Presidencies, under these circumstances, is to lower the status of the College. And you cannot go on rejecting applications (specially when they come from Provinces which are not already well represented) without seriously affecting that interest which is necessaray to secure financial support. This, then, is what we mean by declaring that a crisis has arisen. We are confronted by some serious difficulties. We realise that the College has reached a stage where two roads meet. It is for Mahomedans to decide which of the two it shall take—whether it shall be a pvrioncial or a national institution.

There is a question connected with this matter which might occur to some of our readers. Why should young men travel to Aligarh from distant places when educational institutions which turn out a large number of graduates every year, are to be found nearer home? If we wanted to answer this question in a spirit of quarrelous partisanship we should merely say:— "Ask those who have travelled vast distances by land and sea why they have done so." We, however, feel that unsound views on this point are not incompatible with friendly intentions towards the College. We shall, therefore, briefly deal with the matter on its merits.

We shall confess at the outset that there is a certain class of students who really need not take the trouble of coming to

لیئے جس کا مقصد اور کچھہ ہو موجودہ حالت ترقي کي ہرگز آخري درجہ نہیں ہی *

مضمون کے اس حصہ سے متعلق ایک دوسري بات ایسي ہی جس کي جانب ہم خاص توجہ مایل کرنا چاہتے ہیں یعني ہم اپنے دوستوں سے اس بات پر غور کرنے اور بنظر تعمق غور کرنے کي استدعا کرتے ہیں، کہ آیا ایک کالج جس کي آمدني عوام کے چندہ سے ہو اپنے دروازے قوم کے لیئے اُس حالت میں کہ اُس کے مکانات غیر مکمل اور اُس کي ریزرو فنڈ قلیل ہی مسدود کر سکتا ہی ؟ — یہہ بات یاد رکھني چاہیئے کہ طالب علم کالج اور قوم کے درمیان بطور ایک سلسلہ ملانے والي زنجیر کے ہوتے ہیں — وہ ایک عام دلچسپي کے پیدا کرنے اور اُس کو ترقي دینے کا ذریعہ ہوتے ہیں، اور اُنہي کي آمد کے برابر جاري رہنے سے یہہ دلچسپي بغیر تنزل کے قایم رہ سکتي ہی — یہہ بات بالکل سچ ہی کہ ہندوستان کا کوئي صوبہ یا پریزیڈنسي ایسي نہیں ہی جس کے طالب علم بورڈنگ ہوس میں نہ رہتے ہوں — لیکن في الواقع ہمارے اکثر طالب علم ممالک متحدہ اور پنجاب سے آتے ہیں — ان صورتوں میں دوسري پریزیڈنسیوں کے طالب علموں کو نہ لینا گویا کالج کي حیثیت کو گھٹانا ہی — اور یہہ نہیں ہوسکتا کہ آپ برابر درخواستوں کو (خصوصا جبکہ وہ اُن صوبوں کي طرف سے آویں جن کے طالب علموں کي معقول تعداد اس وقت کالج میں نہیں ہی) نامنظور کرتے رہیں اور اُس دلچسپي میں جو مالي امداد حاصل کرنے کے لیئے ضروري ہی سخت خلل واقع نہ — پس یہي مراد ہماري اس بات کے کہنے سے ہی کہ ایک نازک حالت پیدا ہوئي ہي — ہم کو اس وقت بعض سخت مشکلات درپیش ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ کالج ایک ایسے درجہ پر پہونچگیا ہی جب کہ دو راستہ ملتے ہیں — اس بات کا فیصلہ کرنا مسلمانوں کا کام ہی کہ اُس کو کونسا راستہ اختیار کرنا چاہیئے یعني یہہ کہ آیا وہ ایک پراونشیل کالج ہوگیا ایک نیشنل کالج *

اس معاملہ کے متعلق ایک سوال ایسا ہی جو غالبا ہمارے بعض ناظرین کے دلوں میں پیدا ہو — یعني جس حالت میں کہ ایسي درس گاہیں جن سے ہر سال بہت سے گریجوایٹ تعلیم پاکر نکلتے ہیں اُن کے گھر سے زیادہ تر قریب مل سکتي ہیں، تو نوجوان طالب علموں کو کس لیئے مقامات دور دراز سے سفر کرکے علي گڈھ آنا چاہیئے ؟ اگر ہم اس سوال کا جواب مناظرانہ اور طرفداري کي نہت سے دینا چاہیں تو ہم صرف یہہ جواب دینگے کہ " جو شخص بحر و بر کي راہ سے دور و دراز مسافت طے کرکے یہاں آتے ہیں، اُن سے دریافت کرو کہ اُنہوں نے کیوں ایسا کیا " لیکن ہم خیال کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں کالج کے دوستوں کو بھي غلط فہمي ہوسکتي ہی — پس ہم اس معاملہ کي نسبت اُس کي اصلیت کے لحاظ سے مختصر بحث کرینگے *

شروع میں ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ طالب علموں کا ایک فرقہ ایسا ہی جن کو درحقیقت علیگڈھ آنے کي تکلیف اُٹھانے کي ضرورت

Aligarh. We refer to students whose sole object is the passing of certain examinations. Such people, we think, had better go to the nearest College, for, to them one institution is as good as another.

There is another class of young men and of elders who have sons to educate. They recognise that class-room education must be supplemented by physical, moral and religious training. It is or these that our College is specially meant. Such young men feel compelled to come to Aligarh, for so far at all events as Mahomedans are concerned, this is the only place where they can obtain what they want.

This no doubt accounts for the interesting sight the College affords of young boys—some very young indeed—gathered together from far and near. We in the College have become used to this sight. But it is no ordinary thing. We should, indeed, say it is a most extraordinary thing for Indian parents to part with boys so young. Most pressing must be the demand which they thus seek to meet and deep must be their conviction that the best thing they could do would be to send their children to Aligarh. It is not for us to question the soundness of these views. Our own appreciation of the necessity of affording education of a certain type is, if possible, keener and our conviction as to its usefulness deeper, than that of the parents. With us it is an article of faith that Mahomedans can make progress by means of this institution only. That being the case is it not natural that we should be anxious to expand the resources of the College and to extend its benefits to the largest possible number of our young men?

The primary want of Mahomedans is, no doubt, education, but education alone is not sufficient to raise the community to a higher level. There are many adjuncts of education which are wanted and of these there are some which can be supplied only by means of a central national institution. We hope to be able to enlarge on this point in some future issue. Meanwhile we would only say that it would be a good thing for Mahomedans if the pace at which the College is progressing is accelerated and its capacity to be useful largely increased.

Apart rom the general appeal which is as earnest as it is timely, Professor Tipping has suggested a certain scheme of

نہیں ھی — ھماري مراد اُن طلبا سے ھی جن کا صرف یہہ مقصد ھوتا ھی کہ جس طرح ھو امتحان پاس کرلیں — ھمارے نزدیک بہتر ھوگا کہ یہہ لوگ قریب ترین کالج کو جاویں، کیونکہ اُن کے واسطے سب مدرسے یکساں ھیں *

ایک دوسرا فرقہ نوجوانوں اور اُن بزرگوں کا ھی جو تعلیم دینے کے لیئے بیٹے رکھتے ھیں — وہ اسبات کو سمجھتے ھیں کہ مدرسہ کي تعلیم کے ساتھہ جسماني، اخلاقي، اور مذھبي تربیت بھي ھونی ضرور ھی — ھمارا کالج خاصکر انھیں لوگوں کے واسطے ھی — ایسے نوجوان آدمي اپنے تئیں علیگڈھ آنے پر مجبور پاتے ھیں، کیونکہ جہانتک کہ بھرکیف مسلمانوں سے تعلق ھی، بھي صرف ایسا مقام ھی جہاں کہ وہ اُس چیز کو حاصل کرسکتے ھیں جسکي اُن کو ضرورت ھی *

بلاشبہہ یہي وجہ ھی کہ کالج میں یہہ دلچسپ منظر نظر آتا ھی، کہ کم عمر لڑکے جن میں سے بعض درحقیقت نہایت خورد سال ھوتے ھیں، مقامات دور و نزدیک سے یہاں آکر جمع ھوتے ھیں — ھم لوگ جو کالج میں رھتے ھیں اس منظر کے عادي ھوگئے ھیں — لیکن یہہ کوئي معمولي بات نہیں ھی — بلکہ درحقیقت ھم کو یہہ کہنا چاھیئے کہ ھندوستاني والدین کے لیئے ایسے کم عمر لڑکوں کا اپنے سے جدا کرنا ایک نہایت عجیب بات ھی — وہ ضرورت یقیناً نہایت سخت ھوگي جسکو وہ اس طرح پر پورا کرنا چاھتے ھیں، اور اُن کا یہہ عقیدہ نہایت مضبوط ھوگا کہ سب سے عمدہ بات جو وہ کرسکتے ھیں یہہ ھوگي کہ اپنے بچوں کو علیگڈھ بھیجدیں — ان خیالات کي عمدگي کي نسبت کچھہ کلام کرنا ھمارا کام نہیں ھی — ایک خاص قسم کي تعلیم دینے کي ضرورت کي نسبت ھمارا خاص خیال زیادہتر زبردست اور اُسکي سودمندي کي نسبت ھمارا عقیدہ والدین کے عقیدہ کي بہ نسبت زیادہ تر مضبوط ھی — ھمارا یہہ عقیدہ ھی کہ مسلمان صرف اسي کالج کے ذریعہ سے ترقي کرسکتے ھیں، اور جب کہ یہہ صورت ھی تو کیا یہہ قدرتي بات نہیں ھی کہ ھم کو کالج کي آمدني کے ذرایع کو ترقي دینے اور اُس کے مواد کو جہانتک ھوسکے اپني قوم کے نوجوانوں کي تعداد کثیر تک پہونچانے کي فکر ھو ؟ *

مسلمانوں کي اول ضرورت بلاشبہہ تعلیم ھی، لیکن قوم کو اعلی رتبہ تک ترقي دینے کے لیئے صرف تعلیم ھي کافي نہیں ھی — تعلیم کے بہت سے لوازمات ایسے ھیں جن کي ضرورت ھوتي ھی، اور ان میں سے بعض ایسے ھیں جو صرف ایک سنٹرل نیشنل انسٹیٹیوشن کے ذریعہ سے مہیا ھوسکتے ھیں — اُمید ھی کہ ھم آیندہ کسي پرچہ میں اس معاملہ کي نسبت زیادہ تر تفصیل کے ساتھہ گفتگو کرینگے — لیکن اسوقت ھم صرف اس قدر کہنا چاھتے ھیں کہ مسلمانوں کے حق میں یہہ بات بہتر ھوگي کہ جس رفتار پر کالج ترقي کر رھا ھی وہ زیادہ تیز کي جاوے، اور فائدہ پہونچانے کے باب میں اُس کي قابلیت کو زیادہ ترقي دیجاوے *

قطع نظر عام درخواست سے جو ایسي ھي صدق دلي سے کي گئي ھی جیسي کہ وہ مناسب وقت ھی، پروفیسر ٹپنگ نے روپیہ جمع کرنے کي

ایک تجویز پیش کی ھی ' جسکی جانب ھم اپنے ناظرین کی خاص توجہ چاھتے ھیں— جو بات اس تجویز کی کامیابی کے لیئے ضرور ھی وہ یہہ ھی کہ ھر ایک شہر اور قصبہ میں چند بزرگ ایسے شخصوں کی فہرستیں تیار کرنا اپنے ذمہ لیں جو سالانہ ایک روپیہ چندہ دینے پر رضامند ھوں — ھم نہایت خوش ھونگے کہ کالج کے طالب علمان سابق اور کالج کے دوسرے دوست اس معاملہ کی نسبت ھمکو اپنے خیالات سے مطلع فرماویں — نیز یہہ توقع کیجاتی ھی کہ جو طالب علم خاص ڈیپوٹیشن پر غیر شہروں میں سفر کر رھے ھیں وہ اس معاملہ پر خاص توجہ کرینگے ●

ایم . کے .

علیگڈھ کالج

بخدمت ایڈیٹر اخبار پایونیر

صاحب من — میں نے مسٹر ایل ٹپنگ کی چٹھی کو جو محمڈن اینگلو اورینٹل کالج علیگڈھ کے متعلق آپکے اخبار میں چھپی ھی نہایت شوق سے پڑھا — یہہ نہایت اطمینان کا باعث ھی کہ کالج مذکور نے پچھلے چند برس کے اندر ایسی بڑی ترقی کی ھی ' اور جو دلچسپی ھندوستان کے مسلمان آخر کار اپنے بچوں کی تعلیم کی جانب ظاھر کرنے لگے ھیں اُس پر وہ مبارکباد کے مستحق ھیں — محمڈن اینگلو اورینٹل کالج اب ایک قومی انسٹیٹیوشن سمجھا جاتا ھی ' اور ھندوستان کے مسلمانوں کا تعلیمی مرکز ھی — لیکن جس حالت میں کہ طالبعلموں کی تعداد میں سریع اضافہ کا ھونا نہایت بخش ھی ' تو یہہ امر قابل افسوس ھی کہ جن شخصوں کو اس کالج سے فائدہ پہونچتا ھی وہ اُس کی آمدنی کے ذریعوں کو وسعت دینے میں اس قدر مستعدی ظاھر نہیں کرتے ھیں جیسی کہ اُن کو ظاھر کرنی چاھیئے — اسبات کی توقع کرنا محض واجبی ھی کہ جن شخصوں کو اُس سے فائدہ پہونچتا ھی وہ اُس کے قایم رکھنے میں بھی مدد دیں — لیکن افسوس ھی کہ ایم اے او کالج کی ٹھیک یہہ حالت نہیں ھی — مسلمان اُس کے اغراض و مقاصد کی قدرشناسی کرتے ھیں اور اُس سے فائدہ اُٹھاتے ھیں ' لیکن ھر متنفس اپنے مقدور کے موافق مدد دینے پر آمادہ نہیں ھی — جو تجویز مسٹر ٹپنگ نے فی کس ایک ایک روپیہ سالانہ وصول کرنے کی نسبت پیش کی ھی وہ نہایت عمدہ ھی اور اگر اُسپر پورا عمل کیا جاوے تو ایم اے او کالج قریباً سیلف سپورٹنگ ھوجاویگا (یعنی اپنی آپ مدد کرنے والا) لیکن یہہ کوئی جدید خیال نہیں ھی ' کیونکہ عرصہ ھوا کہ مسٹر بیک مرحوم نے اسکو سوچا تھا — صاحب موصوف نے اپنی معمولی سرگرمی کے ساتھہ کچھہ عرصہ تک اس تجویز کو چلایا ' لیکن عمدہ کام کرنے والوں کے نہونے کی وجہہ سے اُس میں کوئی بڑی کامیابی حاصل نہیں ھوئی — ھندوستان میں برخلاف اِنگلستان کے شاید ھی کوئی مثال اِس بات کی پائی جاتی ھی کہ کوئی پبلک اِنسٹیٹیوشن صرف اُس چندہ سے قایم ھوا ھو جو محتاجوں بلکہ متوسطہ درجہ کے آدمیوں سے وصول

collections which we would specially commend to our readers. What is wanted is that a number of gentlemen in each city and town should undertake to prepare lists of persons who are willing to subscribe a rupee per annum. We shall be glad to hear from ex-students and other friends of the College on this subject.

The students who are travelling abroad on special deputation, are also expected to pay special attention to this matter.

M. K.

THE ALIGARH COLLEGE.

TO THE EDITOR OF THE *Pioneer*.

SIR,—I read with great interest Mr. L. Tipping's letter in your columns re the M. A. O. College, Aligarh. It is a matter of great satisfaction that the College has made such remarkable progress during the last few years and Mahomedans of India are to be congratulated on the increased interest they have at last begun to take in the education of their children. The M.A.-O College is now looked upon as a national institution and is the educational centre of Indian Mahomedans But while an appreciable increase in the number of students is encouraging, it is to be regretted that those who are benefitted by the institution do not as readily come forward to enlarge its resources as they should. It is only fair to expect that those who derive benefit from it should also contribute to its maintenance. But unfortunately this is not exactly the case with the M. A.-O. College. Mahomedans appreciate its aims and objects and take advantage of them, but each individual is not ready to contribute his mite. The rupee scheme proposed by Mr. Tipping is an excellent one and if carried out fully the M. A.-O. College would be almost self-supporting. It is not, however, a new idea, for the late Mr. Beck conceived it long ago. He took it in hand for some time with his characteristic earnestness ; but no considerable success was achieved for want o good workers. India, unlike England, hardly affords any instance where the existence o any public institution may be due solely to subscriptions collected rom the poor or even middle-class

men, the reason being that they do not realise their own responsibilities in such matters. Mr. Tipping's rupee scheme, commendable as it is, should be tried; but there is very little hope of its success.

There is a very large sum of money promised towards the Sir Syed Memorial Fund, which is still to be realised from gentlemen who had made promises in the presence of high officials and in public meetings. If this sum is realised it would be a considerable increase in the resources of the College. The long list of defaulters scattered all over the country makes it a difficult task to make arrangements for collection. Simply asking by letters has proved of very little avail. Every effort should, therefore, be made to collect these promised donations as soon as possible.

It is also noticeable that the College has so far received very little assistance from Oudh. It is true that there are not many Mahomedans among the barons of that province: but still there are several prominent Mahomedans among them who are well known for their benevolence in different directions. It is strange that they have not yet realised the importance of this national institution. I feel sure that if they are properly appealed to they would come forward to help us in time of need. It is to be hoped that the Honorary Secretary and the Principal of the College would consider this suggestion.

In writing these lines my object is not to derogate from the importance of Mr. Tipping's proposal which if carried out, would be substantially useful; but I can say from my experience that we do not possess the means to carry it out.

AZIZ-UD-DIN AHMED.

Bulandshahr,

TO THE EDITOR OF THE *Pioneer*.

SIR,—Permit me to say a few words with reference to Mr. Aziz-ud-din Ahmad's letter appearing in your issue of the 24th July regarding the proposal of Mr. Tipping as to raising subscriptions for the M. A-O College, Aligarh. Mr. Aziz-ud-din Ahmad, after recording a mass of matter not bearing on the point winds up by saying, "but I can say from my experience that we do not possess the means to carry it out." In other words he means to say that the scheme should not be tried, because hsi

کیا گیا ہو ' اور اِس کي وجہ یہہ ہی کہ وہ اِس قسم کے معاملات میں اپني خاص ذمہ داري کو نہیں سمجھتے ہیں — چونکہ مسٹر ٹپنگ کي یہہ تجویز قابل پسند ہی ' اِسلیئے اس کو آزمانا چاہیئے ' لیکن اُس کي کامیابي کي بہت کم توقع ہی *

سر سید میموریل فنڈ کے واسطے ایک رقم کثیر کا وعدہ کیا گیا ہی ' جو اب تک اُن صاحبوں سے جنہوں نے حکام عالي مقام کے روبرو اور عام جلسوں میں وعدے کیئے تھے ' وصول کیئے جانے کو باقي ہی — اگر یہہ رقم وصول ہوجاے تو وہ ایک بڑا اِضافہ کالج کي آمدني میں ہوگي — باقیداروں کي لمبي فہرست ہونے کي وجہ سے جو تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں روپیہ کے وصول کے لیئے انتظامات کا کرنا ایک مشکل کام ہوگیا ہی — صرف خطوط کے ذریعہ سے درخواست کرنا بہت کم کارآمد ثابت ہوا ہی — پس حتی الامکان بہت جلد اس موعودہ چندہ کے وصول کرنے کے لیئے ہر قسم کي کوشش کرني چاہیئے *

نیز یہہ بات بھي قابل ذکر ہی کہ اسوقت تک کالج کو صوبہ اودہ سے بہت کم مدد ملي ہی — یہہ سچ ہی کہ صوبہ مذکور کے رئیسوں میں بہت سے مسلمان شامل نہیں ہیں ' لیکن پھر بھي اُن میں چند ممتاز مسلمان ایسے ہیں جو مختلف کاموں میں اپني فیاضي کے لحاظ سے مشہور و معروف ہیں — تعجب ہی کہ اُنہوں نے ابتک اِس قومي کالج کي وقعت کو نہیں پہچانا ہی — میں یقین کرتا ہوں کہ اگر مناسب طور سے اُن سے درخواست کي جاوے تو ضرورت کے وقت وہ ہمکو مدد دینے پر ضرور آمادہ ہونگے — یہہ اُمید کي جاتي ہی کہ کالج کے آنریري سکرٹري اور پرنسپل اس راے پر غور فرماوینگے *

ان چند سطور کے لکھنے سے میري غرض کچھہ مسٹر ٹپنگ کي تجویز کي وقعت کا کم کرنا نہیں ہی — کیونکہ اگر اس پر عملدرآمد کیا جاویگا تو وہ دراصل مفید ثابت ہوگي ' لیکن میں اپنے تجربہ سے یہہ بات کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے پاس کوئي ذریعہ اُس کے پورا کرنے کا موجود نہیں ہی *

عزیزالدین احمد
بلند شہر

بخدمت صاحب ایڈیٹر اخبار پایونیر

صاحب من — میں چند الفاظ مسٹر عزیزالدین احمد کي اُس چٹھي کي نسبت عرض کرنا چاہتا ہوں جو آپ کے اخبار مطبوعہ ۲۴ جولائي میں مسٹر ٹپنگ کي اِس تجویز کے متعلق کہ ایم اے او کالج علیگڈھ کے واسطے چندہ جمع کیا جاوے چھپي ہی — مسٹر عزیزالدین احمد نے ایسي چند باتوں کے درج کرنیکے بعد جو اِس معاملہ سے متعلق نہیں ہیں خاتمہ پر یہہ بیان کیا ہی — "لیکن میں اپنے تجربہ سے یہہ بات کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے پاس اس کے پورا کرنے کا کوئي ذریعہ موجود نہیں ہی" — اگر دوسرے الفاظ میں کہا جاوے تو اِس سے اُن کي یہہ مراد معلوم ہوتي ہی کہ اس تجویز کي آزمایش نہیں کرني چاہیئے ' کیونکہ

experience is that it cannot to successful. Now, I think this would be beginning with a wrong hypothesis and losing heart before there is any occasion for it, that is to say, before we had even touched the scheme. Such experience I daresay would not be a safe guide for us, and I think the scheme should certainly be tried. If it failed it would be only one more among many failures: but if it is successful our end is achieved.

SYED ALAY NABI.

Agra, July 25th.

WATER SPOUT AT ALIGARH.

An Aligarh correspondent writes:—An extraordinary phenomenon was witnessed here on Wednesday morning about ten o'clock. My attention was called to it by a servant who informed me that an "*ajib chiz*" (wonderful thing) was visible in the sky. I followed the man to a verandah which faces east and thence saw at a distance what at first sight appeared to be a column of smoke. The lower end of the column was invisible from where I stood, but at its upper extremity it had formed a junction with a bank of clouds into which it got merged. A noticeable feature of the column was that one could see through its upper layer which, to the best of my belief, was almost motionless. But while the outer layer, which was of the same colour as the clouds above, was apparently motionless, something of a whitish colour suggestive of water could be seen rising rapidly inside the column. In consequence of this feature the column was suggestive of a chimney more than anything else. I do not know how long the thing had been in existence when I saw it, but it lasted for ten minutes or so after my attention had been attracted. I witnessed the phenomenon from a house which is situated near the northern end of the civil station. Another gentleman who is a Deputy Magistrate also witnessed it along with me. The direction in which it appeared was due east-north-east of the civil station. It appeared from inquiries made subsequently that the spout arose out of a jheel about two miles from our house. A large number of villagers were attracted to the spot and witnessed the phenomenon. The water, it is said, could be seen rising till it had attained a height of ten or twelve yards after which it was apparently invisible from the base of the spout.—*Pioneer.*

اُن کا تجربہ یہہ ہی کہ اُس میں کامیابي نہیں ہوسکتي—اب میں خیال کرتا ہوں کہ یہہ ایک غلط فرضي بات کے ساتھہ کار روائي کا شروع کرنا اور قبل اِس سے کہ اُس کے واسطے کوئي موقع پیدا ہو، یعني قبل اِس سے کہ ہم اس تجویز کو ہاتھہ بھي لگاویں ہمت ہارنا ہوگا — میں کہہ سکتا ہوں کہ اس قسم کا تجربہ ہمارے واسطے ایک مناسب رہنما نہ ہوگا، اور میري راے میں اس تجویز کو ضرور آزمانا چاہیئے — اگر اُس میں ناکامیابي ہوئي تو وہ صرف منجملہ بہت سي ناکامیابیوں کے ہوگي، لیکن اگر اُس میں کامیابي ہو تو ہمارا مطلب حاصل ہوجاویگا *

سید آل نبي

آگرہ ۲۵ جولائي

واٹر اِسپؤٹ (یعني پاني کا اوپر کو کھچنا) علیگڈھ میں

علیگڈھ سے ایک کارسپانڈنٹ لکھتا ہی کہ "یہاں چہارشنبہ کي صبح کو قریب دس بجے کے ایک عجیب واقعہ مشاہدہ کیا گیا—ایک ملازم نے میري توجہ اُس طرف مثل کي اور مجھہ سے کہا کہ آسمان میں ایک "عجیب چیز" دکھائي دیتي تھي—میں اُس کے ساتھہ برآمدہ میں جس کا رخ مشرق کي جانب تھا گیا اور وہاں سے کسیقدر فاصلہ پر ایک چیز دیکھي جو بادي النظر میں دخانیں کا ایک ستون معلوم ہوتا تھا—ستون کا نیچے کا حصہ اُس مقام سے جہاں کہ میں کھڑا ہوا تھا نظر نہیں آتا تھا، لیکن اوپر کے سرے پر وہ بادلوں سے ملا ہوا تھا—اس ستون میں ایک قابل دید بات یہہ تھي کہ اُس کي اوپر کي تہ میں نگاہ صاف گذر سکتي تھي اور یہہ کہ میرے یقین کے موافق قریبا بے حس و حرکت تھي — لیکن جس حالت میں کہ بیروني تہ جو اُسي رنگ کي تھي جیسیکہ اس کے اوپر کے بادل تھے، ظاہرا بے حس و حرکت تھي، تو ایک چیز سفید رنگ کي جس پر پاني کا گمان ہوتا تھا ستون کے اندر بہت جلد اُٹھتي ہوئي دکھائي دیتي تھي — اس کي وجہ سے یہہ ستون مثل ایک چمني کے معلوم ہوتا تھا — میں نہیں جانتا کہ جس وقت میں نے اُس چیز کو دیکھا تھا اُس سے پہلے وہ کس قدر عرصہسے دکھائي دیتي تھي، لیکن اُس طرف میرے متوجہ ہونے کے بعد وہ قریب دس منٹ کے دکھائي دیتي رہي — میں نے اس عجیب واقعہ کو ایک مکان سے جو چھاؤني کي شمالي حد کے قریب واقع ہی مشاہدہ کیا تھا — ایک دوسرے صاحب نے بھي جو کہ ڈپٹي مجسٹریٹ ہیں میرے ساتھہ اُس کو مشاہدہ کیا — جس سمت میں وہ دکھائي دي وہ چھاؤني کے گوشہ شمال مشرق میں تھي — جو استفسارات بعدہ کیئے گئے اُن سے معلوم ہوا کہ یہہ پاني کا فوارہ ہمارے مکان سے قریب دو میل کے فاصلہ پر ایک جھیل سے اُٹھا تھا — بہت سے دھقاني اُس موقع پر جمع ہوگئے اور اُنھوں نے اس عجیب واقعہ کو مشاہدہ کیا — کہتے ہیں کہ پاني اُس وقت تک کہ وہ دس یا بارہ گزکي بلندي تک پہونچگیا اُٹھتا ہوا دکھائي دیتا رہا اور اُس کے بعد وہ نظر سے غایب ہوگیا * (پایونیر)

صرف اسلام همارے مرض کي دوا هی

" إن هذا القرآن یهدي للتي هی اقوم "

هم اوپر ثابت کرچکے هیں که جو قوم دنیا میں زنده رهنا چاهتي هی اُسکے لیئے ایک مقرره سمت هوني چاهیئے جس کے مطابق وه چلے ' اور ایک خاص غرض و غایت هوني چاهیئے جس کے حاصل کرنے کي وه کوشش کرے - اور یهه بهي ثابت کرچکے هیں' که هم اپني غرض و غایت سے منحرف اور سمت سے گمراه هوگئے هیں اور جس شاهراه پر هم اس وقت جا رهے هیں' وه هم کو سعادت و فلاح کي منزل مقصود پر پهونچانے والي نهیں هی - ضمناً یهه بهي معلوم هوچکا هی که همارے لیئے ایک خاص سمت اور غایت کي ضرورت هی - پس اب هم اس مسئله پر گفتگو کرتے هیں که کیا اسلام همارے لیئے سمت هوسکتا هی جیسا که وه پیشتر همارے اسلاف کے لیئے تها ؟ اور کیا وه همکو ان اعلی مدارج پر پهونچا سکتا هی جن پر همارے اسلاف کو پهونچایا تها ؟ میرے نزدیک اِن سوالات کا جواب دینا زیاده تر مشکل اور انساني ادراکات کو گمراه کرنے والا نهیں هی ' بشرطیکه ذیل کي تمهید پر کافي غور و خوض کے ساتهه نظر ڈالي جاوے *

انسان اپنے طبعي اقتضاؤں سے مجبور هی که وه زندگي کے مختلف طریقے اختیار کرے - خداوند تعالی نے اپني حکمت بالغه سے اُس کي جبلت میں ایسي عمل کرنے والي قوتیں رکهي هیں جو باهم متباین هیں ' اور عالم بیروني میں جو انسان کے گرد و پیش هی ایسے قوانین قدرت مسلط کیئے هیں جو اُن متباین قوتوں کے ساتهه مل جل کر درجه کمال کو پهونچتے هیں' اور انسان کو اُس ظاهري اور باطني ترقي کي معراج پر پهونچاتے هیں جو خدا نے اُس کے لیئے مقرر کي هی — ان باهمي فعل وانفعالات اور کسر و انکسارات اور اُن کے نتایج کا نام علماے انسان نے اپني اصطلاح میں " ناموس ترقي " رکها هی - یهه ناموس اگرچه افراد میں پوري طرح ظاهر نهیں هی مگر قوموں میں اُسکا ظهور صاف صاف نظر آتا هی ' اور کسي قسم کے استقراء کي ضرورت واقع نهیں هوتي - اگر تم اُس غرض و غایت کي تلاش اور جستجو کي تکلیف گوارا کرو جو انسان کو ابتداے افرینش سے لیکر اس وقت تک اپنے طول و طویل جهاد میں جو دنیا کي نامعلوم باتوں کے معلوم کرنے کے لیئے جاري هی مدنظر تهي - تو معلوم هوگا که وه انسان کا ایک فطري میلان هی' که اُس کي روحاني اور جسماني طبیعت میں جو عمل کرنے والي قوتیں موجود هیں' اُن میں اور دنیا کے خارجي موثرات میں موافقت پیدا هو - پس جس قدر ان دونوں موثرات میں موافقت هوگي ' اُسیقدر قوم میں ترقي نمایاں هوگي ' اور جس قدر اس موافقت میں بعد هوگا اُسي قدر قوم کي حالت میں تنزل اور انحطاط ظاهر هوگا *

دنیا کي قوموں نے اپنے تاریخي دوروں میں' اضطراب اور سکون ' صلح اور جنگ ' خوشي اور رنج ' ترقي اور تنزل ' زندگي اور موت ' کي بے شمار منزلیں طی کیں - اور اپنے اِس طول طویل اور سالها سال کے جهاد میں بهت سے علوم اور معارف حاصل کیئے ' اور فطري وحدت کي شاهراه پر چلنے سے بهت سے عقاید اور مذاهب ان کے دلوں میں راسخ هوگئے — وه اِسي طرح حادثات کا مقابله کر رهي تهیں که چهٹي صدي دنیا میں نمودار هوئي ' اور عالم ملکوت کا ایک منادي جس کي آواز کا دنیا کے چار کونٹ نے جواب دیا ' پکار کر یوں کهنے لگا " لوگو ! ! تمهارے پاس تمهارے پروردگار کي طرف سے حجت آ چکي اور هم تمهاري طرف چمکتا هوا نور هدایت (یعني قرآن شریف) بهیج چکے ' سو جو لوگ الله پر ایمان لائے اور اُنهوں نے اُسي کا سهارا پکڑا ' تو الله بهي اُن کو عنقریب اپني رحمت کے سائے اور فضل کي پناه میں لے لیگا ' اور اُنکو اپنے حضور تک پهونچنے کا سیدها رسته بهي دکهائیگا " - قوموں نے اس آسماني آواز کي طرف کان لگائے تهے' که اُنهوں نے دیکها که اُس منادي کے گرد و پیش ایسے لوگ جمع هوگئے هیں جنهوں نے اُس عهد کو پورا اُتارا جو اُنهوں نے خدا سے کیا تها - اور وه اپني نسبت یهه کهتے تهے " اُن سے خدا کا وعده هی که ایک نه ایک دن اُن کو ملک کي خلافت (یعني سلطنت) ضرور عنایت کریگا جیسے اُن لوگوں کو خلافت عنایت کي تهي جو اُن سے پهلے هو گذرے هیں " پس بعض قوموں نے اُن سے اعراض کیا ' اور بعض قومیں تمسخر کرنے لگیں ' مگر خدا کا وعده پورا هوا ' اور اِس قلیل التعداد اور کمزور جماعت پر آخر برس گذرے تهے' که وه مذهب ' علم ' سیاست ' تجارت ' صناعت ' زراعت ' پر قابض هوگئي - اور آزادي اور عدل و انصاف میں اُن تمام قوموں سے بڑه گئے جن کي عظمت اور شان و شوکت مسلم تهي - یهه ایک تاریخي واقعه هی جس کا کوئي شخص انکار نهیں کرسکتا — پس میں دریافت کرتا هوں ' که اس عظیم الشان حادثه اور اِس حیرت انگیز فوري انقلاب کا کیا سبب هی جس کي نظیر نوع انسان کي تاریخ میں نهیں مل سکتي ؟ یا تو اس واقعه کو جهال کي طرح اتفاقي کهدیا جاے ' جیسا که ان کا قول هی که دنیا کا وجود بهي اتفاقي هی - اور یا عقلا کي طرح اس بات کا اقرار کیا جاوے' که بالضرور اس واقعه کے لیئے بهي کوئي خاص اُصول اور قواعد هونگے جن پر اُس کي بنیاد هی — اگر یهه صورت هی تو هر ایک اهل علم اور ذي عقل شخص کو اس میں بحث کرني چاهیئے — پس میں پوچهتا هوں که وه کیا اُصول اور قواعد هیں ؟ کیا اب بهي ان اُصول و قواعد میں قوموں کو زنده کرنے اور ان میں عالي همتي اور اوالعزمي کي روح پهونکنے کي صلاحیت باقي هی ؟ یورپین تمدن اور مغربي شایستگي کے اُصول و قواعد کیا هیں؟ اور کیا وه اسلامي اُصول کے موافق هیں یا مخالف ؟ کیا مسلمانوں کي ترقي کي سرعت اور تغیر حالت سے اسلامي تمدن کے اُصول کي افضلیت یورپین تمدن پر ثابت هوتي هی ' اس لیئے که

" یا ایها الناس قد جاءکم برهان من ربکم و انزلنا الیکم نورا مبینا فاما الذین آمنوا بالله و اعتصموا به فسید خلهم في رحمة منه و فضل و یهدیهم الیه صراطا مستقیما " -

"وعدالله الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم في الارض کما استخلف الذین من قبلهم "-

که اهل یوروپ عظیم‌الشان لڑائیوں اور سخت خونریزیوں کے بعد جو صدیوں تک جاري رهیں موجوده حالت پر پهونچے هیں؟ یهه تمام مباحث ایسے هیں جن میں سے هر ایک مبحث کے لیئے اگرچه ایک ضخیم کتاب کي ضرورت هی، مگر تاهم اجمالي اشاره میں بهي اِن کا بیان کرنا ممکن هی *

هم اپنے سابقه مضمون میں ثابت کرچکے هیں که خداوند تعالے نے مادي اور روحاني ترقي کے لیئے صرف ایک هي طریقه مقرر فرمایا هی، اور وه عالم اور اپنے نفس پر صحت کے ساتهه نظر کرنا هی — لوگ صرف اپني اُن خواهشات اور خیالات کي پیروي کرکے جو علم کے منافي هیں اس راسته سے برگشته هوگئے هیں — خداوند تعالے فرمایا هی " † بل اتبع الذین ظلموا اهواءهم بغیر علم " هم یهه بهي ثابت کرچکے هیں که جو شخص ایک قسم کي سعادت حاصل کرنے کے لیئے اس راسته پر چلتا هی اُسکو دوسري سعادت حاصل هوجاتي هی، کیونکه نتیجه میں ان کو ایک دوسرے کے ساتهه ارتباط هی — اور هم کهه چکے هیں که آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے اصحاب کا سعادت دنیوي حاصل کرنا حالانکه اُن کو روحاني سعادت کے سوا کوئي چیز مد نظر نه تهي، اور موجوده زمانه کي متمدن قوموں کا روحاني سعادت کے قریب پهونچ جانا حالانکه وه الحاد کے نام سے صرف مادي سعادت حاصل کرنے کے لیئے کمر بسته هوئے تهے بالکل ظاهر هی — جس سے هم نے ترقي کا وه فطري طریقه دریافت کیا هی جو انسان کي تمام مختلف قوتوں کا جامع هی، اور جس کي طرف خدا نے اپنے اس قول میں اشاره کیا هی " ‡ و ان هذه صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله " اور نیز اِس قول میں " § قل هذه سبیلي ادعو الی الله علی بصیرة " — باوجودیکه دنیا کے حاصل کرنے کي بهت کچهه ترغیب دي گئي هی — مگر تاهم کسي آیت میں یهه نهیں فرمایا که مادي اور روحاني دونوں طریقوں کي پیروي کرو، بلکه ان دونوں سعادتوں کو جمع کرنے فرمایا هی " || من کان یرید ثواب الدنیا فعندالله ثواب الدنیا والاخرة " یعني جو شخص اُس فطري طریقه پر چلتا هی جس کي نسبت خدا نے " انا هدیناه السبیل " فرمایا هی تو وه مادي اور روحاني سعادت کے حاصل کرنے میں کامیاب هوتا هی *

علمي تحلیل سے هم اس نتیجه پر پهونچے هیں — که یوروپ نے مادیات میں اُس وقت ترقي کي هی جبکه واقعات اور حادثات نے اُس کو اس رسته پر چلنے کے لیئے مجبور کیا — اُنهوں نے یهه رسته علم کے نام سے اختیار کیا هی، حالانکه یهي ایک رسته هی جو سعادت و فلاح تک پهونچانے والا هی — ابهي تک یورپ پوري طرح اس رسته پر نهیں آیا، مگر جو مشکلات اُس کو فی‌الحال پیش آرهي هیں، اور جو حادثات آینده پیش آنے والے هیں، وه اُس کو مجبور کرینگے که وه اپنے روحاني نقص کي تکمیل کرے، ورنه اُس کو پیس ڈالینگے — اور صفحه هستي سے اُس کا نام و نشان مٹادینگے جیساکه گذشته قوموں کا نام و نشان مٹ چکا هی *

اب هم اُس طریقه پر غور کرتے هیں جس کو اهل یورپ نے اپنے مادي تمدن کے قایم کرنے میں اختیار کیا تها — تاکه لوگوں پر ثابت هوجاوے که اس رسته کي بنیاد اُنهیں اُصول پر هی جن کي طرف قرآن مجید نے هم کو ۱۳ سو برس پیشتر رهنمائي کي تهي *

یوروپین تمدن کي بنیاد اُن اُصول اور ارکان پر قایم هی جن میں کوئي اصل اور کوئي رکن ایسا نهیں هی جو قرآن مجید میں صراحت کے ساتهه موجود نهو — منجمله اُن کے هم چند اهم اُصول کي طرف اشاره کرتے هیں، اور ان کے مقابله میں قرآن مجید کي آیتیں درج کرتے هیں — اس سے هم کو دو بڑي غرضیں ملحوظ هیں : پهلي غرض یهه هی — که مسلمانوں کا تمدن بلا وجه اور بلا سبب قایم نهیں هوا بلکه وه ایسے مستحکم اور شایسته اُصول پر قایم هوا تها جو نوامیس عالم اور قوانین قدرت اور انساني طبیعت کے موافق تهے — اور یهه که اُس نے یورپین تمدن سے دس صدي پیشتر اِن اصول اور قواعد کو بیان کیا جو علم کے ذریعه سے اس اخیر زمانه میں معلوم هوئے — دوسري غرض یهه هی که لوگوں کو معلوم هوجاوے که مسلمانوں کو انسانیت کی کسي حالت میں دوسروں کي تقلید کي ضرورت نهیں، سواے صنعت و حرفت کے جو تمام عالم کي میراث هی — هم نے اُسکو اهل مغرب تک پهونچایا جیساکه دوسري قوموں نے اُسکو هماري پاس پهونچایا تها — اس بحث کے نتیجه سے ناظرین یهه خیال کرسکتے هیں، که کبهي نه کبهي یوروپ اپنے تمدن کي تکمیل کي غرض سے قرآن مجید کي تقلید کرنے پر مجبور هوگا جیسا که وه اُس کے اکثر اصول کي تقلید کرتا هی — یوروپین تمدن کے اصول جیسا که ان کے علوم اور علماء کے اقرار سے معلوم هوتا هی حسب ذیل هیں : *

(۱) انسان تمام زمیني مخلوقات میں اشرف و اعلی هی خداوند تعالی فرماتا هی " لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم " *

(۲) انسان نیچر سے خدمت لینے اور اُس سے فائده اُٹهانے کے لیئے پیدا هوا هی — خدا فرماتا هی " وسخر لکم ما فی‌السموات و ما فی‌الارض جمیعاً منه " *

(۳) انسان کو بحیثیت اشرف‌المخلوقات هونے کے مناسب هی که وه اچهي اور پاکیزه چیزوں کو حاصل کرے " و احسنوا ان‌الله یحب المحسنین — قل لا یستوی الخبیث والطیب " *

---

† مگر جو لوگ شرک کر رهی هیں وه تو بے جانے بوجهے اپني نفساني خواهشوں پر چلتے هیں *

‡ اور اُس نے یهه بهي ارشاد فرمایا هی که یهي همارا سیدها رسته هی اسي پر چلے جاو اور دوسرے رستوں پر نه پڑ لینا که یهه تم کو خدا کے رسته سے بهٹکاکر تتر بتر کردینگے *

§ اے پیغمبر ان لوگوں سے کهو که میرا طریق تو یهه هی که سب کو خدا کي طرف بلاتا هوں اور جو لوگ میرے پیرو هیں (وه هم سب دین کے ایک) معقول رسته پر هیں *

|| جس کو اپنے اعمال کا بدله دنیا میں درکار هو تو الله کے پاس دنیا و آخرت دونوں کے اجر موجود هیں *

---

(۱) هم نے انسان کو بهتر سے بهتر ساخت کا پیدا کیا *

(۲) اور جو کچهه آسمانوں میں هی اور جو کچهه زمین میں هی اُس نے اپنے کرم سے ان سب کو تمهارے کام میں لگا رکها هی *

(۳) اور احسان کرو الله احسان کرنے والوں کو دوست رکهتا هی — اے پیغمبران لوگوں سے کهو که گندي اور ستهري چیز برابر نهیں هوسکتي *

(۴) بغیر علم کے انسانی کمال کی تکمیل نہیں ہوسکتی — خدا فرماتا ہی " قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون — لا یستوی الاعمی والبصیر " *

(۵) انسان کو اوہام اور ظنون کی پیروی کرنا اور بغیر دلائل اور شواہد کے کسی چیز کی تصدیق کرنا مناسب نہیں ہی — خدا فرماتا ہی " و ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ان یتبعون الا الظن و ان ہم الا یخرصون — ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک عنہ مسئولا " *

(۶) دنیا پر ایسے قوانین فطرت مسلط ہیں جن میں ہرگز تغیر اور تخلف نہیں ہوسکتا — اور چیزوں کے درمیان ایسی نسبتیں ہیں جن میں باہم ارتباط ہی ' انسان ان کو شناخت کرنے اور اپنی کوششوں کو ان پر منطبق کرنے سے ترقی کرسکتا ہی — خدا فرماتا ہی " و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا — انا کل شیء خلقناہ بقدر — قل انظروا ما ذا فی السموات والارض " *

(۷) مشورہ کے حکم کو مقرر کرنا جس سے وہ تمام آزادیاں حاصل ہوتی ہیں جو انسان کے لیئے ضروری ہیں — خدا فرماتا ہی " و امرہم شوری بینہم — و شاورہم فی الامر " *

(۸) تمدن کی عمارت کے باقی رہنے کے لیئے اختلاف مشارب ایک ضروری چیز ہی — خدا فرماتا ہی " و لو شاء ربک لجعل الناس أمۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک و لذالک خلقہم " *

(۹) مذہبی کینہ کا باطل کرنا — خدا فرماتا ہی " لاینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین " *

(۱۰) اعتدال ہر قسم کی بہبودی اور فلاح کا اصل اصول ہی — خدا فرماتا ہی " ان اللہ لایحب المعتدین " *

(۱۱) ثابت قدمی تمام کاروبار میں کامیابی کا اصلی راز ہی — خدا فرماتا ہی " واصبر وماصبرک الا باللہ — ان اللہ مع الصابرین " *

(۱۲) عدل و انصاف کی بنیاد کو مستحکم کرنا — خدا فرماتا ہی — " و اذا قلتم فاعدلوا ولوکان ذا قربی — اعدلوا ہو اقرب للتقوی " *

(۱۳) مساوات — خدا فرماتا ہی — " یاایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوباً وقبایل لتعارفوا " *

(۱۴) اخوت — خدا فرماتا ہی " انما المومنون اخوۃ " *

(۱۵) سوائے پاکیزہ خصلتوں اور ذاتی فضیلتوں کے ایک انسان کو دوسرے انسان پر فوقیت اور برتری نہیں حاصل ہوسکتی — خدا فرماتا ہی " ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم " *

(۱۶) سیاحت اور قوموں کے عروج و زوال کے اسباب کا دریافت کرنا — خدا فرماتا ہی " قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبل " *

---

(۴) اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ کہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے بھی برابر ہوئے ہیں — اور ان لوگوں سے پوچھو کہ آیا اندھا اور سونکھا دونوں برابر ہو سکتے ہیں *

(۵) اکثر لوگ تو دنیا میں ایسے ہیں کہ اگر اُن کے کہنے پر چلو تو تم کو راہ خدا سے بھٹکا چھوڑیں یہ تو اپنے صرف ظنی خیالات پر چلتے اور ہی اٹکلیں بیٹھے دوڑاتے ہیں اور بس — جس بات کا تجھکو علم نہیں اس کے پیچھے نہ ہولیا کر کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ان سب سے قیامت کے دن پوچھ گچھ ہونی ہی *

(۶) اور اے پیغمبر تم خدا کے دستور میں ہرگز کسی طرح کا تغیر و بدل نہ پاوگے — ہم نے تمام چیزوں کو ایک انداز کے ساتھ پیدا کیا ہی — جو کچھ آسمان اور زمین میں ہی ذرا اُسکی طرف تو نظر کرو *

(۷) اور اُن کے جتنے کام ہیں آپس کے مشورے سے ہوتے ہیں — اور معاملات میں اُن کو شریک مشورہ کرلیا کرو *

(۸) اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو لوگوں کو ایک ہی مت کا کردیتا لیکن لوگ ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہینگے مگر جس پر تمہارا پروردگار فضل کرے اور اُس نے اسی لیئے لوگوں کو پیدا کیا ہی *

(۹) جو لوگ تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور اُنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اُن کے ساتھ احسان کرنے اور منصفانہ برتاو کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا کیونکہ اللہ منصفانہ برتاو کرنے والوں کو دوست رکھتا ہی *

(۱۰) اللہ کسی طرح زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا *

(۱۱) اے پیغمبر تم مخالفوں کی اور خدا کی توفیق کے بدون تو تم صبر کر ہی نہیں سکتے — خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہی *

(۱۲) اور جب بات کہو تو گو فریق متدمہ اپنا قرابت مند ہی کیوں نہو انصاف کا پاس کرو — انصاف کرو کہ یہوہ انصاف پرہیزگاری سے قریب تر ہی *

(۱۳) لوگو ہم نے تم سب کو ایک مرد آدم اور ایک عورت حوا سے پیدا کیا اور پھر تمہاری ذاتیں اور برادریاں ٹھہرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو *

(۱۴) مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں *

(۱۵) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہی جو تم میں بڑا پرہیزگار ہی *

(۱۶) اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو روے زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ جو لوگ تم سے پہلے ہو گذرے ہیں اُن کا کیسا انجام برا ہوا *

(۱۷) علم غیر محدود ھی اور اُسکا جو حصہ انسان کو دیا گیا ھی وہ بہت تھوڑا ' اور جو اُس سے پوشیدہ ھی وہ بہت زیادہ ھی — خدا فرماتا ھی " وما اوتیتم من العلم الا قلیلا — قل رب زدنی علما " *

یہی وہ اُصول ھیں جو مغرب کے جدید تمدن کے اھم اُصول شمار کیئے جاتے ھیں — آپ کو معلوم ھوا ھوگا کہ ان میں کوئی اصل اور کوئی رکن ایسا نہیں ھی جو قرآن مجید میں صراحت کے ساتھہ مذکور نہو - پس ان لوگوں کی حالت واقعی تعجب انگیز ھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے ساتھہ ھر قسم کے وسائل سے معارضہ کرتے تھے ' اور اب وہ اُنہیں اُصول پر آگئے ھیں جن کی طرف ان کو دعوت کی جاتی تھی ... ...

مگر یہہ تمدن جیساکہ آپ خیال کرسکتے ھیں ابھی تک روحانی حیثیت سے ناقص ھی — لیکن یورپ میں جو شور و شغب مسئلہ استحضار ارواح کی نسبت ھو رھا ھی — اور جو تجربات اس کے متعلق کیئے جاتے ھیں ' اور ھزاروں علما اس عجیب و غریب مذھب میں داخل ھوتے اور اُس کی تائید میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں تالیف کرتے ھیں — یہہ تمام باتیں ایک ایسی تحریک کی خبر دیتی ھیں جو اھل یورپ کو اُن اُمور کے اعتقاد پر مجبور کریگی جن کا وہ اب تک انکار کر رھے ھیں — ھماری قوم کے جو لوگ سفر و سیاحت یا اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے اھل یورپ کے خیالات پر مطلع ھوتے ھیں اُن کو معلوم ھی ' کہ وھاں قریبا دو سو مگزین ایسے ھیں جن کا مقصد روح اور معاد کے ثابت کرنے کے سوا کچھہ نہیں ھی ... ...

اگر ھم اُن تمام علما اور اساتذہ کی مکمل فہرست دینا چاھیں جو اس مذھب میں داخل ھیں تو اُس کے لیئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ھوگی — کیونکہ ان کی تعداد جیساکہ ریویو آف ریویوز نے بیان کیا ھی ۲۰ ملین تک پہونچ چکی ھی جس میں بڑے بڑے علماء ' حکماء ' مہندس ' فلاسفر اور علماء قانون شامل ھیں - یہہ تحریک جو ابھی تک اھل مصر کے علم میں نہیں آئی اُنیسویں صدی کی سب سے بڑی تحریک شمار کیجاتی ھی جیساکہ خود اھل یورپ اقرار کرتے ھیں - اور اس کی اصلی غرض ان فطری عقاید کی حمایت ھی جو خداوند تعالی نے انسانی نفوس میں خلقی طور پر ودیعت کیئے ھیں ' اور وہ ذات باری کا اعتقاد ھی جو شائبہ شرک سے منزہ ھو اور نیز روح اور اُس کے غیر فانی ھونے کا اعتقاد ھی — اگر یورپین تمدن کی یہہ تحریک درجہ تکمیل کو پہونچ گئی تو اُس کے اصول ھمارے تمدنی اصول کے مطابق ھوجاوینگے اور قران مجید تمام مہذب اور شایستہ قوموں کے درمیان ذریعہ اتحاد و اتفاق اور ایک عام مسلمہ دستورالعمل ھوگا ' اس لیئے کہ وہ روحانی اور جسمانی مطالب اور عقلی اور حسی مقاصد میں اعتدال قائم رکھنا اور توجہ

(۱۷) اسرار الہی میں سے بس تھوڑاھی سا علم دیاگیا ھی — اور دعا کرتے رھو کہ اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم نصیب کر *

اور انسان کے درمیان رشتہ اخوت کو مستحکم کرتا اور مادی اور روحانی ترقی کے راستہ کو ایک کرتا ھی " و لتعلمن نبأہ بعد حین " *

اگر ھم اپنی بد قسمتی سے اب بھی اس بات کو پسند نکرتے ھوں کہ قرآن مجید کو اپنی سمت قرار دیں اور جس بہترین تمدن اور شایستگی کی طرف وہ دعوت کرتا ھی اُس کو اپنی غایت قرار ھیں تو پھر ھم کونسا طریقہ اختیار کرسکتے اور کونسی غرض و غایت کے لیئے کوشش کرسکتے ھیں - خدا ھم کو صراط مستقیم کی طرف ھدایت کرے *

محمد فرید وجدی
المؤید

مسلمانوں کے قانون طلاق کی اِصلاح

جو شخص قانون بناتے ھیں اور جن شخصوں کو قوانین مذکور کا عمل درآمد کرنا پڑتا ھی اُن کو ھر روز موثر قانون کی ایسی مثالیں معلوم ھوتی رھتی ھیں جن میں اِنصاف کا کچھہ لحاظ نہیں کیا جاتا *

یہہ اگرچہ پرانا قانون شاید مختلف سوشل حالتوں میں جاری ھوا تھا اور اخلاق کے ایک ادنی درجہ کے معیار کی رو سے جو اب معدوم ھوگیا ھی ' تاھم وہ اب تک زندہ ھی اور اُس کے باعث سے برائی پیدا ھوتی ھی اور اُسکو اُس تعظیم سے جو تمام قدیمی چیزوں کی کیجاتی ھی تقویت حاصل ھوتی ھی اور وہ اُن شخصوں کی غفلت اور جہالت کی وجہ سے جن پر اُس کا اثر پڑتا ھی دست اندازی سے محفوظ ھی - جو کوشش اِس قسم کے ناگوار قانون کی اصلاح کیواسطے کیجاتی ھی اُسمیں ھمیشہ کچھہ نہ کچھہ دقت پیش آتی ھی — اور مشرقی ملکوں میں یہہ مشکل لوگوں کے پرانے خیالات کیوجہ سے اور بھی زیادہ ھوجاتی ھی - اور جبکہ یہہ قانون ربانی اصلیت کا دعویدار ھی تو جسکو وہ لوگ جنسے وہ قانون متعلق ھوتا ھی اپنے عقیدہ کی ایک چیز سمجھکر تسلیم کرلیتے ھیں تو یہہ مشکل سخت زیادہ ھوجاتی ھی - ان صورتوں میں ایک دانشمند جماعت واضعان قانون کو صرف اُس وقت کار روائی کرنی واجب ھی جب کہ حق اور انصاف کی ضرورتیں لازمی ھوں — جس معاملہ میں کہ ھم بحث کرنا چاھتے ھیں ' اُس کی اصلیت کی نسبت کوئی کلام نہیں ھوسکتا ھی - اُس وقت تک عوام کی توجہ شاذ و نادر ھی اس معاملہ کی جانب مائل ھوتی ھی اور اس امر کی نسبت کہ عوام کی راے کی کسطرح پر ٹھیک ٹھیک رھنمائی کی جاسکتی ھی آیندہ بحث کی جاویگی *

یہہ بحث ایک مسلمان بیوی کے معاملہ اور اس بات سے کہ طلاق کے لحاظ سے اس کی حالت کیسی ھی متعلق ھی - مسلمانوں کی شرع کا یہہ ایک مشہور معروف اُصول ھی کہ ایک مسلمان خاوند نہایت سیدھے سادے طریقوں میں جب کبھی وہ چاھیں بغیر کسی وجہ کے اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ھی — یہی شرع اسلام ھی اور وہ خاص قرآن پر

مبني هی† - اُسکي اصليت کي نسبت اس مقام پر بحث کرنا يا اسبات کا اشارہ کرنا که عربوں کے رسم و رواج اور عادات جيسيکه زمانه قديم ميں تهے هندوستان کے مسلمانوں کے رسم و رواج اور عادات کے واسطے کوئي نظير نهيں هی فضول هی— نيز اسي قسم کے قانون کے بموجب ايک عورت کي سخت تکليف کا ظاهر کرنا فضول هی — جو بات که زيادہ تر مفيد مطلب هی وہ اس بات کي تشريح کرنا هی که هندوستان کے انصاف پسند اور تعليم يافته اکثر مسلمان جنٹلمين کسطرحپر اُسکو گوارا کرتے هيں - اس کي تشريح کرنا نهايت آسان هی — اعلی درجه کے مسلمانوں ميں يهه قانون مثل ڈيڈلاٹر کے هی - بهروسه کے ساتهه يهه دعوی کيا جاسکتا هی که کسي مسلمان کي جو جنٹلمين کي سي حيثيت رکهتا هو بلا وجه اپني بيوي کو طلاق دينے کي جرات نه هوگي قطع نظر اسبات سے که ايسا کرنے سے وہ اپني بيوي کے خاندان والوں کے ساتهه عمر بهر کے ليئے عداوت کا بيج بوئيگا اُس کے همچشم بهي اُس کو نظر حقارت سے ديکهينگے اور ايک ايسي شرم اُس کو دامنگير هوگي جو اُسکے مرتے دم تک باقي رهيگي — اور علاوہ اس کے ايک دوسري مزاحمت ايسي هی که گو وہ تمام صورتوں ميں موثر هوتي هی ليکن وہ اُس خاص شخص کے حق ميں خاص کر زيادہ موثر هوگي جس پر شرم کا کچهه اثر نهوا هو اور جس نے لوگوں کي عداوت کي کچهه پرواہ نه کي هو - شريف مسلمانوں ميں هميشه سے يهه دستور هی که خاوند نکاح کے وقت يهه عهد و پيمان کرتا هی که وہ اپني بيوي کو ايک رقم بطور مهر کے ديتا هی يا اس کے مساوي رقم کي بابت ايک دستاويز لکهديتا هی مهر کي بابت يهه فرضه بعض اوقات ادا کرديا جاتا هی ليکن اُس کے ادا کرنے ميں عموماً ديو هوتي هی — مال هوتا هی اور خاوند اسطرحپر اس قسم کے ايک فيصله کا ذمه دار هوتا هی جس سے اُس کے نا واجب کينه يا خود رائي کي غالباً روک هوسکے يهه بات خاصکر زيادہ تر موثر هوتي هی ' کيونکه ايک آسودہ حال مسلمان خاوند هميشه ايک رقم کثير اس مهر کي بابت قرار ديتا هی - قوياً هرايک صورت ميں اس مطالبه کا ادا کرنا اُس کے واسطے ايک نازک معامله هوگا - يهه خارجي باتيں اعلی درجه کي مسلمان خاتون کے حق ميں بطور کفالت کے کام ديتي هيں اور اسطرحپر معزز يا ذي رتبه مسلمان باپ پر اس معامله کي اصلي سختي کا کچهه اثر نهيں هوتا هی - اس بات کا سمجهنا آسان هی که بدات خود وہ اُس قانون کي اصلاح کے واسطے جسکي بنياد پيغمبر صاحب کے ارشاد پر هی اور جس سے اُس کو يا کسي دوسرے شخص کو جسکے ساتهه اُسکو کچهه تعلق هو مريع کچهه نقصان نه پهونچيگا *

ليکن ادنی درجه کي مسلمان عورت کي حالت اس سے بالکل مختلف هی - ادنی درجه کے مسلمان اکثر اوقات (جس کا بيان کرنا شايد هي ضروري هی) ادنی قوم کے هندو هوتے هيں جو مذهب اسلام قبول کرليتے هيں - اُن کے طور طريق اور عادات اُس سے کچهه بڑهکر نهيں هوتے هيں جيسي که اُن کي نسل سے توقع کي جاسکتي هی وہ اپني بيويوں سے اکثر صورتوں ميں مثل جانوروں کے سلوک کرتے هيں اور جب که وہ يهه بات ديکهتے هيں که ان کي خوبصورتي اور کام کرنے کي طاقت زائل هوجاتي هی تو وہ عموماً ان کو گهر سے باهر نکال ديتے هيں - شرع اسلام کے بموجب طلاق سهل طور پر ايک لمحه ميں دي جاسکتي هی عورت کيا چارہ رکهتي هی ؟ وہ صرف اپنے مهر کي مستحق هوتي هی - مسلمان جولاهے کي قوم کي ايک عورت کے واسطے يهه مهر شايد پانچ روپيه هو اُس کے خاوند کو عوام کي راے کا خوف اور انديشه نهوگا کيونکه ان قوموں ميں اس عادت کے برخلاف کوئي پبلک اوپينين يا عام راے نهيں هوتي هی ممکن هی که عورت کے رشته داروں کے ساتهه کوئي جهگڑہ هو يا نهو اکثر صورتوں ميں اُس کے رشته دار موجود نهونگے يا کسي دوسرے گانوں ميں رهتے هونگے — پس اس صورت ميں عورت کا کيا هوگا ؟ اگر اس کي طاقت کے زائل هونے سے پهلے اُس کو طلاق دي جاويگي تو وہ بطور قلي کے کام کرسکيگي غالباً اُس کے اولاد نهيں هوتي ورنه اس کو طلاق نه دي جاتي يا شايد اُس کي خوبصورتي جاتي رهي هو - دوبارہ شادي کرنے کي اُس کو بهت کم يا مطلق توقع نهيں هوتي اگر وہ زيادہ ضعيف يا اس قدر کمزور هو که وہ کوئي کام نکرسکے تو اُس کو بهيک مانگني پڑيگي يا فاقه کشي کرني پڑيگي - جو کچهه شرع ميں اُس کے واسطے قرار ديا گيا هی وہ صرف تين مهينے کا نان نفقه تاريخ طلاق سے هی اس قسم کي صورتيں واقعي ظهور ميں آتي هيں چند مجسٹريٹ ايسے هونگے جن کے پاس اس قسم کے ايک يا دو مقدمات نه آئے هوں - جب که عدالت ان عورتوں سے يهه بات کهتي هی که اُن کے واسطے بجز تين مهينے کے نان نفقه کے اور کچهه نهيں ديا جاسکتا هی تو وہ بجز اس کے که رنج و افسوس کے ساتهه اُس کو تسليم کرليں اور کچهه نهيں کرسکتيں - وہ عوام کے روبرو اپني شکايتيں پيش نهيں کرسکتيں اور اُن کا کوئي دوست نهيں هوتا هی — ايک نيک طبيعت مجسٹريٹ اس خبر پر لحاظ کريگا اور ممکن هی که اپني جيب سے کچهه روپيه اُس کي مدد کے واسطے دے ' ليکن اس وقت تک يهه معامله اس سے آگے نهيں بڑها هی *

يهه وہ صورت هی جس کي اصلاح کي ضرورت هی اور اس کي اصلاح هوني چاهيئے - مسلمان خاوند کو جو حق طلاق دينے کا حاصل هی اُس ميں زيادہ دست اندازي کرنے کي ضرورت نهوگي — اول قانونا اس بات کا حکم دينا کافي هوگا که ايک مسلمان عورت جس کو بغير کافي وجه کے طلاق ديدي جاوے (اور اس امر کي نسبت که کافي وجه کيا هوني چاهيئے معقول راے کا قرار دينا ناممکن نهوگا) اور مهر کي رو سے اس کے واسطے کوئي انتظام نه کيا گيا هو وہ اُس وقت تک که دوسري شادي کرے يا فوت هوجاوے اپنے خاوند کي طرف سے نان و نفقه پانيکي مستحق هوگي - جو صريح خرابياں اس معامله ميں هيں اُن کے رفع کرنے کے

† قرآن کے نه سمجهنے اور اصلي اُصول شرعيه کے نه جاننے سے جيساکه اکثر يوروپين غلطي کيا کرتے هيں اس آرٹيکل کے لکهنے والے نے بهي کي هی جسکو هم آيندہ کسي مضمون ميں به تفصيل بيان کرينگے - اڈيٹر

لیئے یہہ بات کافي ہوگي - ضروري دست اندازي اس قسم کي نہوگي جو مسلمانوں کو اپنے مذہب کي رو سے ناگوار ہو - اور اگرچہ یہہ معاملہ کسي معقول صورت میں مسلمان پبلک کے روبرو پیش نہیں کیا گیا ہی تا ہم اس بات کي اُمید کي جاسکتي ہی کہ بہت جلد ایک پبلک اُس میں اس قسم کي قایم ہو جاویگي جو اُس اصلاح کي تائید کریگي جس کا اب اشارہ کیا گیا ہی — تعلیم یافتہ مسلمانوں کے سر گروہوں کي دانشمندي اور نیک مزاجي پر اس بات کا بھروسہ کرنا ممکن ہی کہ اس معاملہ کي سختي کا اُن کے دل پر ایسا ہي زبردست اثر ہوگا جیسا کہ مغربي ملکوں میں پبلک کي طبیعت پر اُس کا اثر ہوگا - حقیقت یہہ ہی کہ مجوزہ تبدیلي پبلک اوپینین کے بر خلاف نہیں ہی اور اس معاملہ میں سابق میں کوئي تحریک نہیں کي گئي ہی - جبکہ وہ مسلمانوں کے روبرو پیش کیا جاوے گا تو غالب ہی کہ یہہ اُن کو ایک نئي بات معلوم ہوگي - اُس تجویز میں کوئي بات در اصل انقلاب پیدا کرنے والي نہیں ہی اور چونکہ ازروے دلائل کے اس تجویز کي تائید کي گئي ہی اس لیئے ہر ایک دور اندیش اور معقول پسند آدمي اُس کو پسند کریگا اور سوائے اُن شخصوں کے جو بڑي بے رحمي کے ساتھہ اپني خاص شرع سے بیجا کام لیتے ہیں اور جن کي بیجا رسم و رواج کا انسداد کرنا مقصود ہی اُن کو عمدہ سمجھینگے * (پایونیر)

ضروري اطلاع

یہہ بات محتاج صراحت نہیں ہی کہ روپیہ پیسہ کے معاملات کس قدر نازک ہوتے ہیں - ان معاملات میں جس قدر احتیاط کي جائے بجا ہی اور کوئي دانشمند آدمي اُس احتیاط کو بجز اصول انتظامي کسي اور خیال اور نیت پر محمول نہیں کرسکتا - جو صاحب ہمارے کالج یا کانفرنس کے نفع کي غرض سے جا بجا دورہ کرتے ہیں یا خاص اپنے وطن میں بطور ایجنٹ کام کرتے ہیں اُن کي ہمدردي اور دیانت میں مطلق کسي قسم کا شبہہ نہ ہونا چاہیئے لیکن پابندي اصول مذکورہ بالا ہمنے اُنکو بھي سخت قواعد کا پابند کیا ہی جن کي اطلاع ہم پبلک کو دینا چاہتے ہیں *

(۱) جایز نہ ہوگا کہ کوئي صاحب بطور ایجنٹ کالج یا کانفرنس کام کریں تاوقتیکہ اُن کے پاس باضابطہ اجازت نامہ دستخطي آنریري سکرٹري اور کالج کي مُہر اُس پر نہ ہو *

(۲) ہر ایجنٹ کو لازم ہوگا کہ ہر رقم وصول شدہ کي بابت مطبوعہ رسید اپنے دستخط سے دے *

(۳) چھوٹي چھوٹي رقوم کي رسید یکجائي کسي ایک صاحب کو دینا جایز ہوگا بشرطیکہ رسید کي پشت پر صراحت کردي جاے کہ کس قدر کس سے وصول ہوا - اور نیز جو مثني رسید بک میں رہتا ہی اُس پر بھي صراحت چھوٹي سے چھوٹي رقم کي ہونا ضرور ہی *

(۴) علاوہ چک رسیدات کے ہر ایجنٹ کو لازم ہوگا کہ ایک رجسٹر علحدہ رکھیں جس میں تاریخوار اندراجات اُسي قسم کے کیئے جائیں جو چک رسید میں ہوتے ہیں *

(۵) جب ایجنٹ ایک مقام سے دوسرے مقام کو جائیں تو قبل جانے کے فہرست مکمل اپنے رجسٹر سے نقل کرکے واسطے اشاعت آنریري سکرٹري کالج کے پاس بھیجدیں *

(۶) فہرست چندہ مذکورہ بالا بطور ضمیمہ خواہ بشمول اخبار چھاپي جائیگي اور ہر مقام پر جہاں سے امداد ملي ہو اُس کي کاپیاں بھیجي جائینگي *

(۷) جو صاحب کہ کالج یا کانفرنس کے صرف سے دورہ کرتے ہیں اُن کو لازم ہوگا کہ ایک رجسٹر صرفہ کا رکھیں اور اُس کي نقل بقید تاریخ ہفتہ وار پاس آنریري سکرٹري کالج بھیجتے رہیں *

جو رقوم براہ راست علیگڈہ آئینگي اُن کي فہرست بھي وقتاً فوقتاً شایع کي جائیگي *

ہم عنوان سے درخواست کي جاتي ہی کہ براہ مہرباني قواعد مندرجہ بالا سے پبلک کو آگاہ کرنے میں مدد دیں *

(دستخط) محسن الملک
آنریري سکرٹري کالج

تالیف و تجارت

ہر چند کہ ملک میں اخباروں کي بھرمار کسي حد تک تکلیف دہ درجے کو پہونچ گئي ہی — اور نئے اخباروں کے لیئے ظاہرا کوئي کامیابي کا میدان نظر نہیں آتا — مگر انصاف سے دیکھا جاے تو اب تک ہمارے ملک میں بہتیرے ضروري مقاصد کے حصول کا کوئي بھي ذریعہ موجود نہیں - تمثیلاً فن تصنیف و تالیف کو لیجیئے — فی الحال جس قدر اخبار اور رسالے جاري ہیں اُن میں سے کوئي بھي پورے طور پر اس بات کا متکفل نہیں کہ ہمارے ملک کے بعض اہل علم و فضل جن مشاغل علمیہ میں مصروف ہیں وہ ہمیں ان مشاغل سے وقتاً فوقتاً آگاہ کرتا رہے یا کسي صاحب تصنیف کو اپنے معاصرین علما سے کسي نوع کي مدد کي ضرورت ہو تو وہ اس کے ذریعہ سے استمداد کرسکے — یا اگر کسي جویاے کتب قدیمہ کو کسي کتاب نایاب کي جستجو ہو تو اُسے یہہ معلوم ہوسکے کہ وہ کتاب کہاں کہاں اور کن کن کتب خانوں میں موجود ہی ؟ غرض تالیف و تصنیف کي خدمت کا کوئي معتدبہ ذریعہ اور ایک دوسرے کے مشاغل سے واقف ہونے کا کوئي سلسلہ موجود نہیں ہی *

مذہب میں تو عموماً لوگوں نے ایسي متعصبانہ روش اختیار کر رکھي ہی کہ اگر کوئي مذہبي اخبار ہی تو خاص خاص فرقہ سے مخصوص و منسوب ہی - کسي کي طبیعت میں اس قدر فیاضي نہیں کہ مخالف کے کلام کو بھي جس میں وہ اپنے مذہب کي حقیقت ثابت کرنا چاہتا

هی اپنے اخبار میں جگھہ دے سکے — اور اُسے پڑھ کر اپنے غیظ و غضب کو تھام سکے *

اِن ضرورتوں کا خیال کرکے میں نے قصد کیا هی کہ اگست آیندہ سے ایک نہایت سستا پندرہ روزہ اخبار تالیف و تجارت کے نام سے اپنے اهتمام میں جاري کروں — اس اخبار میں حتی الامکان نہایت کوشش سے ایسے معلومات جمع کیئے جائینگے جن کے شائقین علم کو اپنے اشغال علمي میں رهبري کے لیئے همیشہ ضرورت رهتي هی *

اخبار میں ایک عنوان سیر مذاهب بهي هوگا جسکے تحت میں هر مذهب و هر فرقہ کے علما پوري آزادي سے اپنے اپنے مذهب کي حقیت پر دل کھول کر مضامین لکھہ سکینگے - اور هر قابل شخص کو تهذیب کے ساتھہ اُن پر نکتہ چیني کرنے کي اِجازت دي جائیگي *

اگرچہ اس اخبار کے اجرا سے اصلي غرض مصنفین و مولفین کو ان کے مشاغل علمیہ میں مدد دینا هی - لیکن بدیں خیال کہ شاید ان مضامین کے لیئے همیشہ کافي مصالحہ بهم نہ پہونچ سکے — یا مبادا تصنیف و تالیف کي نا قدري کي وجہ سے اخبار کو کسي قسم کا مالي نقصان اُٹھانا پڑے اس اخبار کي مدد کے طور پر دیگر اخباري مضامین و تقریظات و اشتہارات تجارتي بهي اس میں درج هوا کرینگے - مگر حتی المقدور ان اشتہارات کي اُجرت بهي بہت معمولي اور واجبي هوا کریگي *

اهل علم کي خدمت کے سوا جو اس اخبار کا اصلي مقصد هی دیگر اهل قلم کو بهي تلاش معاش میں اس طرح مدد دي جایا کریگي کہ کم مقدور لوگوں کے اشتہار تلاش معاش بالکل مفت چھاپے جایا کرینگے اور عام طور پر بهي اس قسم کے اشتہار نہایت خفیف برائے نام اُجرت پر شایع هوا کرینگے *

تجارتي اشیا میں سے کار آمد اشیاء روز مرہ خصوصا ان اشیاء کے اشتہارات کي طرف بہت توجہ کي جائیگي جو هر خانہ دار شخص کو اپني خانہ داري میں مطلوب هوتي هیں - منجملہ دیگر عنوان هاے تجارتي کے ایک عنوان مینا بازار هوا کریگا - جس کے ذیل میں زنانہ صنعت کي چیزیں اور مدارس زنانہ کي هنر مندیوں کے نمونے مع قیمتوں کے درج هوا کرینگے *

رشتے ناتے کے اشتہارات کي طرف بهي خاص توجہ هوگي - اور کم استطاعت لوگوں سے ایسے اشتہاروں کي کچھہ اُجرت نہ لي جائیگي - غرض اس اخبار کو اغراض متذکرہ بالا کے لیئے مفید بنانے میں کوئي کسر باقي نہ رکھي جائیگي *

یہہ اخبار ۱۲ صفحوں پر ۱۸×۲۲ کي ۸/۱ تقطیع یعني اس اشتہار کي تقطیع پر هر مہینے کي یکم اور پندرہ کو دارالاشاعت پنجاب لاهور سے شائع هوا کرے گا - اور پہلا پرچہ یکم اگست آیندہ کو نکلے گا - قیمت سالانہ صرف ۲/ اور ششماهي ۹/ هوگي - محصول ڈاک بهي اس میں شامل هی - نمونے کا پرچہ مفت *

المشتہر

سید ممتاز علي - مالک رفاہ عام سٹیم پریس لاهور

الغزالي

یعني امام غزالي کي سوانح عمري

مصنفہ

شبلي نعماني

طیار هی - قیمت مع محصول ڈاک صرف ۸/ درخواستیں اس پتہ سے آئیں *

شبلي نعماني ناظم صیغہ علوم و فنون
ریاست حیدرآباد

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

شرح قیمت اخبار

یہہ اخبار هفتہ میں ایک بار چھپتا هی اور هر پنجشنبہ کو شایع هوتا هی *

اخبار کا جاري رهنا معاونین کي اعانت اور قیمت اخبار کے وصول هونے پر منحصر هی *

معاونین اخبار وہ حضرات سمجھے جاوینگے جو سالانہ عطیہ یا اس سے زیادہ عنایت کریں *

قیمت سالانہ پیشگي علاوہ محصول	...	۲/
ایضا ایضا معہ محصول	...	۳/
قیمت ششماهي علاوہ محصول	...	۱/۴
ایضا ایضا معہ محصول	...	۱/۸
قیمت سہ ماهي علاوہ محصول	...	۱/۲
ایضا ایضا معہ محصول	...	۱/۴
قیمت في پرچہ	...	۰/۲

اُجرت چھاپہ اشتہارات

اشتہار ماسٹروں اور ٹیچروں کا بغرض حصول نوکري کے کالج یا اسکول میں هر دفعہ کے لیئے	...	۰/۸
باقي اشتہارات هر دفعہ کے لیئے في سطر کالم	...	۰/۲

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.
علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باهتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر هوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYE. EHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 32. } THURSDAY, 7th AUGUST 1902. روز پنجشنبہ ۷ اگست سنہ ۱۹۰۲ ع { سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۳۲ }

تاربرقي کي خبريں

(ماخوذ از پايونير)

لندن ۲۸ جولائي

اخبار ٹائمز کے شانگهي کے کارسپانڈنٹ نے بذريعہ تاربرقي کے يہہ خبر بهيجي هی که جو نامہ و پيام سلطنت برطانيہ اور چين کے درميان تجارتي عہد نامہ کي نسبت هو رهے تهے وہ درحقيقت ختم هوگئے هيں ' اور چين نے عہد نامہ کے مسودہ کو بلا کسي شرط کے منظور کرليا هی •

کل شام کو لندن ميں ايک سخت طوفان آيا اور پارکوں ميں بهت سے درخت اُکهڑ کر جا پڑے - جو عارضي مکان محلہ استرينڈ ميں کليمنٹس اِن ميں بنايا گيا تها وہ سڑک پر اُکڑ کر جا پڑا ' چند پيادہ پا چلنے والے شخصوں کے ضرب آئي اور گاڑيوں کو نقصان پهونچا - دوسرے مکانات بهي گر پڑے •

نهر سوئيز کي کمپاني کي درخواست پر ميجر راس متعلقہ مدرسہ طبي لهور پول ماہ ستمبر ميں مچهروں سے جنگ کرنے کے ليئے اِسمعيليہ کو جانے والے هيں •

جرمني کي وساطت سے سونيٹزرلينڈ اور اِٹلي کے درميان تعلقات عنقريب پهر جاري هونے والے هيں — اور دونوں ملکوں کي دارالخلافتوں ميں نئے ايلچي مقرر کيئے جاوينگے •

لندن ۲۹ جولائي

جهازي بيڑہ جشن تاجپوشي کے ليئے ۷ اگست کو مقام اسپٹ هيڈ ميں جمع هوگا اور اُس روز قوس و قزح کي شکل ميں تمام جهاز صف باندہ کر کهڑے هونگے ' سلامياں فير کرينگے اور رات کو ان پر روشني هوگي •

اخبار ڈيلي نيوز بيان کرتا هی که سرمائيکل هکس بيچ ماہ ستمبر ميں هندوستان کو روانہ هونا چاهتے هيں - صاحب ممدوح دربار تاج پوشي ميں شريک هونگے •

لندن ۲۹ جولائي

مسٹر چيمبر لين نے هوس آف کامنز ميں جديد نوآبادیوں کے ذکر ميں يہہ بيان کيا که گورنمنٹ يہہ بات چاهتي هی که ہوئر اپنے پرانے دستوروں کو قايم رکهيں اور جنوبي ايفريقہ کو مرفہ‌الحال بنانے ميں همارے شريک هوں گورنمنٹ کانوں کي ترقي ميں دست اندازي نهيں کريگي ' ليکن يہہ بات بالکل واجبي هی که لڑائي کے خرچ کا ايک حصہ ان پر عايد کيا جاوے - نيز صاحب موصوف نے يہہ اُميد ظاهر کي که ٹرينسوال کي آمدني ميں خرچ سے کسيقدر توفير رهيگي - اِن دو ذريعوں سے اسقدر سالانہ آمدني هوجاويگي که خرچہ جنگ کے ادا کرنے کے ليئے اس وقت قرض ليڈا واجب هوگا — صاحب موصوف نے اسبات سے انکار کيا که گورنمنٹ کا ارادہ ٹرينسوال ميں اجنبيوں کے بکثرت آباد کرنے کا هی تاکہ اُن کي تعداد ڈچ کي تعداد سے بڑہ جاوے ' ليکن صرف انگريزي باشندے ٹرينسوال کي ويران زمينوں کو ايک بڑا غلہ پيدا کرنے والا ملک بنا سکينگے - جديد نوآبادیوں کے ليئے پوري سيلف گورنمنٹ کے منظور کرنے ميں ضرورت سے زيادہ ايک لمحہ بهي توقف نهيں کيا جاويگا •

فرانس میں ایجیٹیشن عموماً کم ہوتا جاتا ہی *

لارڈ کچنر کا خطاب گزٹ میں یوں اعلان کیا گیا ہی - " وائي کونٹ خرطوم و وال واقع ٹرینسوال و ایسپل واقع سفوک " *

لندن ۳۰ جولائي

فارن آفس میں ایک کانفرنس میں لارڈ لینسڈون ' مسٹر جرلڈ بیلفور ' فارن آفس اور بورڈ تجارت اور کارخانوں کے قایم مقاموں نے چین کے محصولات کسٹم کي مجوزہ ترمیم کي نسبت بحث کي - لارڈ لینسڈون نے گورنمنٹ انگریزي کے قایم مقاموں کي طرف سے جو شانگھي میں رہتے ہیں مراسلات پیش کیئے *

مسٹر چیمبرلین آج کالونیل کانفرنس میں صدر انجمن تھے - سلطنت کے پولیٹکل تعلقات پر خاصکر بحث کي گئي — ہر چار برس بعد کانفرنس منعقد کرنے کي تجویز عموما پسند کي گئي *

لارڈ جارج ہملٹن نے کوپرس ہل کالج میں انعامات تقسیم فرمائے — صاحب موصوف نے بیان کیا کہ ہندوستان میں انگریزي حکومت کا دار و مدار ہندوستان کے باشندوں کي فلاح و بہبودي پر منحصر ہی — ہندوستان کي اچھي سڑکوں سے اب نفع حاصل ہونے لگا ہی ' اور اسي وجہ سے گورنمنٹ اُن کي بابت زیادہ روپیہ صرف کرسکتي ہی — پراویڈنٹ کي رپورٹ سے معلوم ہوا کہ اس کالج کا خرچ اُس کي آمدني سے حاصل ہوجاتا ہی *

لارڈ کرزن بورن نے ایک سوال کے جواب میں یہہ بیان کیا کہ جزیرہ بحرین میں روسیوں کے زمین خریدنے کي نسبت اُن کے پاس کوئي اطلاع نہیں آئي ہی *

لندن ۲ اگست

مسٹر چیمبرلین اور لارڈ کچنر کو گروس کمپلي کا فریڈم پیش کیا گیا - کل رات اُنکو ایک دعوت دي گئي تھي — مسٹر چیمبرلین نے اپني تقریر میں بیان کیا کہ لارڈ ملنر ایک بہت بڑے منتظم ہیں اور لارڈ رابرٹس اور لارڈ کچنر کے کام کي تکمیل کے لیئے بخوبي تیار ہیں اُنہوں نے بیان کیا کہ لارڈ ملنر کا یہہ فرض ہوگا کہ جنوبي افریقہ میں آزادي کي بنیاد قایم کریں اُنہوں نے کہا کہ شاہي سرپرستي کا سلطنت کے ہر حصہ میں پھیلانا ایک ضروري امر ہی *

مسٹر بیلفور نے بیان کیا کہ موسم خزاں کا اجلاس ۱۶ اکتوبر سے شروع ہوگا *

لندن ۴ اگست

قیصر جرمن جہاز ہوہنزالرن پر سول کو زار روس کي ملاقات کے لیئے گئے ہیں — وہ مشترکہ بحري اور بري فوج کي قواعد معائنہ کرینگے — کونٹ ون ولو اُن کے ہمراہ ہیں *

لندن ۴ اگست

اخبار ٹیمس کا نامہ نگار سنگھائي بیان کرتا ہی کہ ژان کنگ کے ویسرائے نے پر زور الفاظ میں چار دول کے کانسلوں سے درخواست کي ہی اور اُس میں چاہا ہی کہ سنگھائي میں گریژن فوج قایم رہے اور وہ اپني افواج جلد واپس لیں - چینیوں کا بیان ہی کہ برٹش ' فرانسیسي اور جاپاني کانسلوں نے اُس سے اتفاق کیا ہی اور اِس معاملہ کي اِطلاع اپني اپني گورنمنٹوں کو دي ہی *

اخبار ٹیمس کا نامہ نگار جو ہانسبرگ لکھتا ہی کہ چند ذي اثر متمول خاندان اس امر کي کوشش کر رہے ہیں کہ کوئي ایسا طریقہ نکالیں جس سے چیني مزدور - ٹرانسوال میں آسکیں اور یہہ بات اس وجہ سے ہی کہ دیسي مزدوروں کي قلت ہی *

لندن ۴ اگست

اُن فوجوں کے لیئے جو تاج پوشي کے روز اپنے کام پر ہونگي — بڑي بڑي بارگیں میں کیمپ قایم ہوئے ہیں لیکن یہہ کیمپ پہلے سے بہت کم وسیع ہیں *

لندن ۴ گست

ہندوستاني فوج ہمپٹن کورٹ کو واپس آئي — یہہ موسم کے دورہ سے نہایت خوش و خرم ہیں *

مظفرنگر یکم اگست

کل سہسر کو میرٹھہ و مظفرنگر کے مابین شمالي مغربي ریلوے پر گاڑي میں ایک ریلوے واقعہ ہوا جس سے ۹ یورپین اور ۲۱ ہندوستاني مسافر شدید مجروح اور سولہ ہلاک ہوئے — بیان ہی کہ اسٹیشن کے قریب ٹرین پٹري سے اُتر گئي تھي - ابھي تک بالتفصیل حال نہیں آیا ہی - اس واقعہ کي خبر پاتے ہي مظفرنگر سے اسپتال کا عملہ پٹھان وغیرہ لیکر کھتولي کو روانہ ہوا اور دو گھنٹے کے بعد سہارن پور سے اسپشل ٹرین آئي جس پر افسران اسٹاف ریلوے اور میجر اسکاٹلینڈ انڈین سول سروس اور انسپکٹر پولس ریلوے موقع واردات کو آئے *

علیگڈھ ۳۰ جولائي

کل شام کو نواب محسن الملک بہادر نے سر سید میموریل فنڈ ایسوسي ایشن کے ایک جلسہ میں یہہ اطلاع دي کہ جو شاہانہ دونیشن ہز ہائنس نواب صاحب بہادر والي رام پور نے سر سید میموریل فنڈ کے واسطے عطا فرمایا تھا اس کے باقیماندہ ۲۵ ہزار روپیہ رام پور سے اُن کے پاس آگئے ہیں- جلسہ نے نہایت احسانمندي کے ساتھہ ہز ہائینس کے فیاضانہ عطیہ کے عوض میں شکریہ کا ایک ووٹ پاس کیا — غور کامل کے بعد یہہ تجویز قرار پائي کہ ۲۴ ہزار روپیہ چیري ٹیبل ٹرسٹ فنڈ میں میموریل فنڈ کي بابت جمع کیا جاوے — اس روپیہ کے جمع کرنے کے بعد فنڈ مذکور کي نوبت ۶۷ ہزار سے ۹۱ ہزار روپیہ تک پہونچ جاویگي *

مختلف واقعات

— پنجشنبه گذشته (۳۱ جولائي) کو نارتھ ویسٹرن ریلوے پر مورٹھه اور مظفر نگر کے درمیان مقام کھتولي میں مکسڈ ٹرین کا ایک حصه ریل پر سے اُترگیا، اور اس حادثه سے ۹ یوروپین اور ۲۱ هندوستاني مسافر سخت مجروح اور سوله هندوستاني هلاک هوئے • پایونیر

— شاهزاده مسچر سکي نے جن کي نسبت بیان کیا گیا تھا که شاهنشاه روس نے اُن کو روس کے اُن اضلاع میں جهاں که غدر هو رها هی تحقیقات کرنے کے لیئے متعین کیا تھا یهه رپورٹ کي هی که خفیه ایجنٹ پادریوں اور زائرین کے بهیس میں کاشتکاروں کو بغاوت پر بر انگیخته کر رهے هیں اور اُن سے کهتے هیں که اس کا یهه نتیجه هوگا که اراضي کي از سر نوع تقسیم هوجاویگي •

— جو فهرست حال میں حضور وایسراے بهادر کے دورہ کي چهاپي گئي تهي اُس میں مقامات مندرجه ذیل اِضافه کرنے چاهیئیں— ۱۶ اگست روز شنبه کو مقام اوٹکامنڈ سے روانه هوکر کنور کو تشریف لیجاوینگے — ۱۷ اگست روز یکشنبه کو مقام کٹپادي میں پهونچینگے اور ویلور کي سیر کرینگے — ۱۹ اگست روز سه شنبه کو دهلي میں رونق افروز هونگے اور شهر کے گرد گشت لگاویںگے — ۲۰ اگست روز چهارشنبه کو ۲ بجے پي ایم پرشمله پر رونق افروز هونگے •

— هز اکسلنسي وایسراے بهادر کا اِرادہ جنوبي هندوستان کے دورہ سے ۲۰ اگست کو شمله پر واپس پهونچنے کا هی، اور لیڈي کرزن کو اُمید هی که وہ اُسي تاریخ پر کشمیر سے واپس تشریف لاوینگي — دیر اکسلنسي یکم اگست کو صرف شمله سے هي ساتھه ساتھه روانه اور انبالہ میں علحدہ نهیں هوئے، بلکه ۲۰ تاریخ کو پهر انبالہ میں ملینگے اور ایک ساتھه شمله کو واپس تشریف لے جاوینگے — کشمیر میں لیڈي کرزن غالباً اپنے وقت کا بڑا حصه مقام گلمرگ میں بسر کرینگي کیونکه سري نگر میں خلاف معمول زیادہ گرمي بیان کي جاتي هی •

— صاحب کلکٹر الٰه آباد نے ۲۸ جولائي کو ضلع مذکور کے چند ممتاز هندوستاني جنٹلمینوں کي ایک کانفرنس میں جو دیهاتي بلکوں کے جاري کرنے کي تجویز پر غور کرنے کے لیئے منعقد کي گئي تهي صدارت فرمائي— چنانچه شهر میں ایک سنٹرل بنک یا ایک یا زیادہ انتظامي سوسائٹیوں کے قایم کرنے کے معامله پر غور کیا گیا — لیکن یهه بات قرار پائي که ابهي ان بنکوں کے قایم کرنے کے لیئے زمانه مناسب نهیں هی کیونکه اُن کي قانوني حیثیت کي نسبت هنوز اطمینان نهیں هی — پهر بهي یهه تجویز کي گئي که چند زیادہ دیهاتي بنک دیهاتیوں کو اس فائدہ سے آگاہ کرنے کے لیئے قایم کیئے جاویں اور اس مضمون کے وعدے کیئے گئے که دس پندرہ بنک جاري کیئے جاوینگے - ضلع الٰه آباد میں پهلے هي سے دس بنک موجود هیں •

— هز آنر جناب نواب لفٹننٹ گورنر بهادر ممالک متحدہ نے ایک کمیٹي جس میں مسٹر جي باور انڈین سول سروس، مسٹر ایچ ڈي گرفن انڈین سول سروس، اور مسٹر جے این شارپ، سپرنٹنڈنٹ پولس شامل هونگے پولس کمیشن ابتدائي تحقیقات کرنے کے لیئے مقرر فرمائي هی اور کمیٹي موصوف اس غرض سے میرٹھه، بریلي، مراد آباد، کانپور، جهانسي، لکهنؤ، گورکهپور، اور الٰه آباد کا دورہ کریگي جو هز آنر کي راے میں معاملات پولس کے لحاظ سے بڑے ضلع هیں - ممکن هی که کمیٹي مذکور دیگر اضلاع کے صدر مقامات میں بهي دورہ کرے بشرطیکه اُسکي راے میں ایسا کرنا قرین مصلحت هو، لیکن کمیٹي مذکور کو ۲۹ ستمبر تک اپني رپورٹ پیش کرني چاهیئے — ان اضلاع میں پولس کمیشن کے دورہ کے زمانه میں صاحب انسپکٹر جنرل پولس لوکل ممبر متصور هونگے •

— گورنمنٹ پنجاب نے پلیگ کي انسداد کي غرض سے ایک عجیب تجویز گورنمنٹ هند کي خدمت میں پیش کي هی جس کي رو سے برسات کے خاتمه پر انآکیولیشن کي ایک وسیع معرکه آرائي کي جاویگي یعني تجویز یهه هی که موسم سرما میں ۶۵ لاکهه آدمیوں کے انآکیولیشن کیا جاوے جس میں کسي قسم کا جبر نهیں کیا جاویگا — اس کارروائي کے خرچ کا تخمینه ساڑهے آٹهه لاکهه روپیه کیا جاتا هی بهت سے پرایویٹ ڈاکٹرونکا موجودہ عمله پلیگ کي مدد کے لیئے انگلستان سے طلب کرنا ضروري هوگا، اور علاوہ اس کے تمام ڈاکٹروں سے جو پهلے هي سے صوبه پنجاب میں موجود هیں کام لیا جاویگا - چنانچه گورنمنٹ هند نے صاحب سکرٹري آف اسٹیٹ کو بذریعه تار برقي کے یهه لکها هی که جو تجویز انا کولیشن کي گورنمنٹ پنجاب نے کي هی اُس کے واسطے ۳۷ ڈاکٹروں کي ضرورت هی • (پایونیر)

یونیورسٹي کمیشن کي رپورٹ

یونیورسٹي کمیشن کي رپورٹ مشتهر هوگئي هی، اور هم خیال کرتے هیں که اُس کي اشاعت همارے زمانه کي تواریخ کے نهایت اهم واقعات میں سے تصور کي جاسکتي هی - یهه رپورٹ نهایت کارآمد تجاویز سے مملو هی، جنمیں سے اکثر کو گورنمنٹ غالباً بهت کم ترمیم کے ساتھه یا بغیر کسي ترمیم کے منظور کرلیگي - یهه بات سچ هی که گورنمنٹ نے اُس وقت تک که پبلک کو کمیشن کي سفارشوں کي نسبت بحث و گفتگو کرنے کا موقع نه ملے اُس پر احکام کا صادر کرنا ملتوي کردیا هی،

REPORT OF THE UNIVERSITY COMMISSION.

THE report of the University Commission has been issued and its publication may, we think, be regarded as one of the most important incidents in the history of our times. It is replete with important suggestions most o`which will in all probability be accepted by the Government with little or no modifications. It is true the Government has deferred passing orders until the public have had an oppurtunity of discussing the recommendations; but it is highly improbable that it will undertake the

لیکن یہہ امر نہایت بعید از قیاس ہی کہ جہاں تک کہ خاص تجاویز سے تعلق ہی گورنمنٹ اپنی منظوری کے روکنے کی ذمہ داری اپنے ذمہ لیگی — جن خرابیوں کا انسداد یا دفعیہ گورنمنٹ چاہتی ہی اُن کو ہز اکسلنسی ویسرائے نے اپنی اُس مشہور و معروف اسپیچ میں جو اس مضمون پر کی تھی صاف صاف ظاہر فرما دیا تھا — کمیشن کا خاص کام زاید خرابیوں کا تلاش کرنا نہ تھا بلکہ جن خرابیوں کے موجود ہونے کا پہلے ہی سے علم تھا اُن کے تدارک کے لیئے مناسب تدابیر کا بتانا تھا — کمیشن کے اجلاسوں سے پہلے تجربہ کار اور ہوشیار شخصوں کی ایک کانفرنس خاص حضور وایسرائے بہادر کی صدارت میں منعقد ہوئی تھی — اس کانفرنس کی کارروائی بالکل کانفیڈنشل تھی، لیکن اس بات کا ہرگز گمان نہیں ہوتا کہ اِن اِجلاسوں میں خرابیوں کے دفعیہ کی بہترین تدابیر کی نسبت خاص کر بحث نہ کی گئی ہو — کمیشن نے جسکی نسبت کہا جاسکتا ہی کہ وہ کانفرنس مذکور کا نتیجہ ہی اپنی قوتیں اُسی مقصد کے حصول کی جانب صرف کی ہیں پس ظن غالب ہی کہ تمام اہم اُمور کی نسبت کمیشن کے نتائج کانفرنس کے نتایج کے مطابق ہیں — بہرکیف جہاں تک کہ پبلک سے تعلق ہی، جو کچھہ اب اس رپورٹ کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہی اُس کے ایک بڑے حصہ کی نسبت پہلے ہی سے راے قایم ہوچکی تھی — مثلاً یہہ بات بخوبی معلوم تھی کہ جو خیالات لارڈ کرزن کے فہاوز کی تعداد اور قابلیتوں کی نسبت ظاہر کیئے تھے اُنکی تائید کی جاویگی، یونیورسٹیوں کو ٹیچنگ یونیورسٹیاں بنانے، ہوسٹلوں کا قاعدہ جاری کرنے، یونیورسٹیوں کی تعلیم کے اسٹینڈرڈ کے بڑھانے اور (جو کہ بہت کچھہ مسلمانوں سے متعلق ہی) اعلی درجہ کی تعلیم کو زیادہ تر گراں بنانے کے لیئے تجاویز پیش کی جاوینگی ●

تجاویز مندرجہ صدر اور نیز باقی دوسری تجویزوں کا مقصد جو کمیشن نے پیش کی ہیں یہہ ہی کہ تمام ملک میں یونیورسٹی کی تعلیم کا اسٹینڈرڈ بڑھا دیا جاوے، یا اگر دوسرے لفظوں میں کہا جاوے تو جو مقصد کمیشن کو مدنظر ہی وہ اس قسم کی تجاویز کا بتانا ہی جنکے ذریعہ سے یونیورسٹیاں اصلی قابلیت رکھنے والے شخص پیدا کرسکیں — یہہ مقصد نہایت پسندیدہ ہی، لیکن سوال یہہ ہی کہ آیا بعض تجاویز سے غالبا جدید خرابیاں بغیر اس کے کہ موجودہ خرابیوں کا انسدادہو پیدا نہونگی یہہ ایک قابل لحاظ بات ہی کہ یہہ رپورٹ ایک متفقہ رپورٹ نہیں ہی، اور اُس کے ایک نہایت لایق ممبر نے جو اُن اُمور کی نسبت جو پیش کیئے گئے ہیں ایک معقول راے قایم کرنے کی بخوبی قابلیت رکھتا ہی، کمیشن کی نہایت ضروری تجاویز میں سے اکثر تجاویز سے اختلاف کیا ہی ●

اخبار پایونیر نے آج اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں تمام اختلافات کی نسبت صرف اس قسم کے الفاظ لکھنے پر اکتفا کیا ہی جو غیر مؤثر اور بے لطف معلوم ہوتے ہیں — مگر جو نوٹ اختلاف راے کا ڈاکٹر بانرجی

responsibility of withholding its sanction so far at least as the main proposals are concerned. The evils which the Government desires to check or remove were clearly set forth by His Excellency the Viceroy in his famous speech on the subject. The chief business of the Commission was not to discover additional evils but to suggest proper remedies for those which were known to exist. The sittings of the Commission were preceded by a Conference of experts under the presidency of the Viceroy himself. The proceedings of the Conference were strictly confidential, but it is highly improbable that the sittings were not mainly devoted to discussing the best means of remedying the evils. The Commission which may be said to have arisen out of the Conference has directed its energies towards the attainment of the same object; and in all probability their conclusions on all important points are identical with those of the Conference. So far at all events as the public are concerned, much of what has now been made known by means of the report was a foregone conclusion. For example, it was well known that the Viceroy's views with regard to the numbers and qualifications of Fellows would be commended, that proposals would be made for converting the Universities into teaching Universities, for introducing the hostel system, for raising the standard of University teaching and (what deeply concerns Mahomedans) for making higher education more costly.

The aim of the foregoing as indeed of most of the other proposals which the Commission has made is to raise the standard of education in this country. In other words what the Commission aim at is to suggest measures which would result in the Universities producing men of merit. This is a most laudable object; but the question is whether some of the proposals are not likely to create fresh evils without slamping out the existing ones. It is a most significant fact that the report is not an unanimous one; that one of its ablest members who is perfectly competent to form a sound opinion on the questions raised has totally dissented from a number of the Commission's most important proposals. The *Pioneer* in the course of its leading article this morning has dismissed all dissent with remarks which are singularly uncon-

vincing and jejune. Dr. Banerji's note of dissent is nevertheless a document of great importance which will command the respect and attention of the vast majority of Indian educationists.

The recommendations of the Commission are both numerous and important. But numerous as they are they all tend in one and the same direction. It is the general trend of these proposals which will make them unpopular. Indeed it has already created opposition, so that the country stands divided into two parties. It is contended by one party that there is an inherent incapacity in the poorer classes for assimilating higher education, that it is not to their interest that they should receive high education, that consequently measures should be adopted for placing higher education beyond the reach of the vast majority of them. The other party totally dissent from this view. They contend that poverty is no disqualification, that higher education should be placad within the reach of the poor as well as the wealthy. There is a similar difference of opinion with regard to questions of University administration. While one party is all for centralisation and the tightening of official control the other contend that the popular element should have full play. It will thus be seen that the line of clevage is deeply marked It is a differrence on vital principles and not merely on matters of detail.

The Commission have left no room for doubt as to their own views. They have clearly stated that in their opinion "fees should not be so high as to check the spread of education or so low as to tempt poor boys unfit for higher education." This, we take it, is the recommendation on which public attention will be chiefly rivetted. It will attract attention not only on its own merits but also because it is the straw which shows which way the wind is blowing. We are not sure that straw is the appropriate word for the language emp-loyed in framing it. The proposal is suggestive of some thing differe nt—a beacon with flash lights of considerable power.

The Commission would appear to have strong views on the subject. It appears to be their opinion that the poorer classes have impeded the progress of learning. There

نے تحریر کیا ھی وہ ایک ایسی با وقعت تحریر ھی جس پر ھندوستانی عماید جو اُمور متعلقہ تعلیم پر غور و بحث کیا کرتے ھیں ضرور لحاظ اور توجہ کرینگے *

کمیشن کی تجاویز کثیرالتعداد اور نیز ضروری ھیں - لیکن اگرچہ وہ تعداد میں زیادہ ھیں تاھم اُن سب کا میلان ایک ھی طرف ھی — اسی عام میلان کے باعث سے یہہ تجاویز عام پسند نہونگی — حقیقت یہہ ھی کہ اُس نے ابھی سے اس قدر مخالفت پیدا کردی ھی کہ اس وقت تمام ملک دو فریق پر منقسم ھی — ایک فریق یہہ دعوی کرتا ھی کہ غریب فرقوں میں زیادہ تر اعلی درجہ کی تعلیم کے قبول کرنے کا مادہ ھی نہیں ھی ' اُن کی بہبودی اس بات میں نہیں ھی کہ وہ اعلی درجہ کی تعلیم حاصل کریں ' اور اسی وجہ سے اعلی درجہ کی تعلیم کو اُن کی تعداد کثیر کی دست رس سے باھر رکھنے کے لیئے تدابیر اختیار کرنی چاھیئیں - دوسرا فریق اس راے سے بالکل اختلاف کرتا ھی - یعنی وہ دعوی کرتا ھی کہ افلاس اور نا قابلیت لازم و ملزوم نہیں ھی ' اور اعلی درجہ کی تعلیم کو غربا کی دست رس میں اسی طرحپر پہونچانا چاھیئے جیسا کہ دولتمندوں کی دست رس میں — یونیورسٹیوں کے انتظامی معاملات کی نسبت بھی اسی قسم کا اختلاف راے ھی - ایک فرقہ تو بالکل اس بات کا مؤید ھی کہ اختیارات ایک خاص جماعت پر محدود رکھے جاویں اور سرکاری اختیار و نگرانی زیادہ تر سخت کردی جاوے ' دوسرا فریق یہہ بات چاھتا ھی کہ پبلک کی راے کو پورا دخل ھونا چاھیئے اس سے ظاھر ھوگا کہ اختلاف راے کس قدر عظیم ھی — یہہ اختلاف ضروری اصولوں کی نسبت ھی نہ کہ محض جزئیات کی نسبت *

کمیشن نے خاص اپنی راے کی نسبت شبہہ کے لیئے کوئی گنجایش نہیں چھوڑی ھی - اُس نے صاف صاف بیان کردیا ھی کہ اُس کی راے میں " فیس نہ تو اس قدر زیادہ ھونی چاھیئے کہ وہ تعلیم کے پھیلنے کی مانع ھو اور نہ اس قدر کم کہ اُس کے باعث سے اُن غریب لڑکوں کو جو اعلی درجہ کی تعلیم کے لایق نہوں کالج میں داخل ھونے کی ترغیب ھو " ھمارے نزدیک یہی وہ تجویز ھی جس پر پبلک کی توجہ خاصکر مائل ھوگی — صرف اُس کے ذاتی اثر کے لحاظ سے ھی اُس پر توجہ نکی جاویگی بلکہ اس وجہ سے بھی کہ یہی وہ تنکا ھی جس سے معلوم ھوتا ھی کہ ھوا کس رخ کو چلتی ھی — ھم بالیقین نہیں کہہ سکتے کہ تنکے کا لفظ اُن الفاظ کے لیئے موزوں ھی جو اس تجویز کے مرتب کرنے میں استعمال کیئے گئے ھیں — وہ مثل تیز روشنی کے ھی جو سمندر میں دور سے راستہ بتلاتی ھی *

معلوم ھوتا ھی کہ اس معاملہ میں کمیشن کی مضبوطی سے یہہ راے ھی کہ غریب آدمی علم کی ترقی کے مانع ھوئے ھیں — بلاشبہہ یہہ بات کسی قدر سچ ھی ' لیکن یہہ یاد رکھنا چاھیئے کہ جو

is undoubtedly some truth in this, but it should be remembered that whatever progress has been made is chiefly due to the poorer classess who came to our schools and Colleges because they had to qualify themselves for earning their livelihood. This is especially true of Mahomedans. As regards the incapacity of the poorer classes, again, the opinion of the Commission is not borne out by our own experience. Here in the Mahomedan College a considerable number of students are so poor that they cannot pay their own fees. Yet we do not know that they fail to derive as much advantage from our system as their wealther fellow-students. System is the chief thing. If your system is successful with the rich but fails with the poor, it must be a singularly capricious system.

The point is too important to be dealt with under the existing limitations of time and space. We must therefore defer its further consideration.

M. K.

THE ALIGARH COLLEGE.

FINANCIAL CRUSADE.

Deputation at Jaora.

We have borrowed the heading of this note from our respected contemporary the *Pioneer* which invariably shows itself ready to help the College by giving prominence to news concerning it. In its issue of 4th instant our contemporary published the following telegram, dated Jaora, the 2nd August :—

Jaora, *2nd August*

"The Aligarh deputation arrived here on the 27th July and were received as State guests. A public meeting was held yesterday evening at the Barr High School. Khan Bahadur Sirdar Yar Mohammad Khan Saheb, C. S. I., presided. The Chairman having introduced the visitors, Professor Abdul Kadir, Messrs. Mohammad Mossanna and Mustafa Hassan spoke. The subscriptions amounted to about Rs 6,000. The State gave Rs. 1,500 and the Chairman Rs. 1,000. Besides these contribu-

کچھہ ترقي هوئي هی وہ خاصکر غریب فرقوں کي بدولت هوئي هی جو همارے مدرسوں اور کالجوں میں اس غرض سے تعلیم پانے کے لیئے آئے کہ اُن کو اپني معاش پیدا کرنے کے لیئے اپنے تئیں قابل بنانا ضروري تھا — مسلمانوں کا تو خاصکر یہي حال هی — پھر غریب فرقوں کي نا قابلیت کي نسبت جو راے کمیشن نے ظاهر کي هی اُسکي تصدیق همارے تجربہ سے نہیں هوتي هی - یہاں محمدن کالج میں بہت سے طالب علم اسقدر غریب هیں کہ وہ اپني فیس ادا نہیں کرسکتے هیں — تاهم هم نہیں جانتے کہ وہ همارے طرز تعلیم سے اسي قدر فائدہ نہیں اُٹھاتے هیں جسقدر کہ اُن کے دولتمند هم مکتب اُٹھاتے هیں — طرز تعلیم هي اصل چیز هی - اگر تمہارے طرز تعلیم سے صرف متمول فرقوں کو هي ترقي حاصل هوسکے تو وہ ضرور ایک نہایت ناقص طرز تعلیم هوگا *

یہہ معاملہ اسقدر اهم هی کہ بوجہ تنگي وقت اور کمي گنجایش کے اس کي نسبت بخوبي بحث نہیں کي جاسکتي اور اس لیئے هم بالفعل اُسپرزائد غور کرنا ملتوي کرتے هیں *

ایم ۰ کے ۰

علیگڈھ کالج

فنڈ فنڈ کروسیڈ (یعني مهم بغرض سپیل آ دني)

ڈیپوٹیشن جاورہ میں

هم نے اس آرٹکل کا هیڈنگ اپنے معزز همعصر پائنیر سے لیا هی جو همیشہ اُن خبروں کو مشتہر کرکے جو کالج سے تعلق رکھتي هیں اُس کو مدد دینے پر آمادہ رهتا هی — چنانچہ همارے همعصر نے اپنے پرچہ مطبوعہ ۴ ماہ حال میں مندرجہ ذیل خبر تار برقي چھاپي تھي جو ۲ اگست کو جاورہ سے روانہ هوئي تھي *

جاورہ ۲ اگست

" علیگڈھ کالج کا ڈیپوٹیشن ۲۷ جولائي کو یہاں پہونچا اور بطور مہمان ریاست کے اُس کي مدارات کي گئي کل شام کو بارهائي اسکول میں ایک عام جلسہ منعقد هوا جس میں خان بہادر سردار یار محمد خاں صاحب سي ایس آئي صدر انجمن تھے — جبکہ صاحب صدرانجمن مہمانوں کو پیش کرچکے تو پروفیسر عبدالقادر ، مسٹر محمد مشنی ، اور مصطفی حسن نے گفتگو کي — قریب ۶۰۰۰ روپیہ کے چندہ هوگیا — ریاست نے ایک هزار پانچ سو روپیہ اور صاحب صدر انجمن نے ایک هزار روپیہ عنایت کیا — علاوہ ان چندوں کے

ریاست جاورہ کي طرف سے پچاس روپیہ ماہواري امداد بطور یومیہ دوامي کے عطا کي گئي " *

جو خبر بذریعہ تاربرقي کے ہمارے پاس آئي ہی وہ بھي اسي مضمون کي ہی — چندہ دینے والوں کي فہرست اب تک ہمارے پاس نہیں آئي ہی اور اسي وجہ سے ہم اُن فیاض طبع شخصوں کے نام جنہوں نے چندہ عطا کیا ہی مشتہر نہیں کرسکتے — خاص چندہ دینے والي خود ریاست ہی جس نے نہایت فیاضي سے چھ سو روپیہ سالانہ ہماري مستقل آمدني میں اضافہ فرمایا ہی — ۱۷۰۰۰ ہزار روپیہ کا ایک سرمایہ ۳½ فیصدي سود پر چھ سو روپیہ سال کي آمدني حاصل کرنے کے لیئے درکار ہوگا — پس ہم اُس عطیہ کے لیئے جو معہ مبلغ ایک ہزار پانسو روپیہ کے جو نقد دیئے گئے ہیں بہ تعداد ۱۸۰۰۰ ہزار پانسو روپیہ کے ہوتا ہی ریاست جاورہ کے نہایت ممنون و مشکور ہیں— یہہ ایک نہایت معقول عطیہ ہی— قطع نظر اُس کي اصلي مالیت کے یہہ عطیہ ایک ایسي وقعت رکھتا ہی کہ ہم یقین کرتے ہیں عموماً اسکي قدر کي جائیگي — خاصکر مسلمانوں کو اس سے بڑي خوشي حاصل ہوگي اور ہم یقین کرتے ہیں کہ جو شخص واقف نہونگے وہ اس عطیہ کے باعث سے اسبات کو سمجھہ لینگے کہ کم عمر نواب صاحب جنکي طرف سے اس ریاست کا انتظام کیا جاتا ہی اپنے مصاحبین کے لحاظ سے نہایت خوش قسمت ہیں - نواب یار محمد خاں جنکا شکریہ ہمکو اُن کي آفیشیل اور پرائیویٹ حیثیت سے ادا کرنا واجب ہی ایک لائق منتظم اور روشنضمیر جنٹلمین مشہور ہیں - ہمکو یہہ بات تحقیق معلوم ہی کہ نواب صاحب ممدوح نے گورنمنٹ عالیہ کي اس کوشش میں کہ کم عمر نواب صاحب کو معقول طور پر تعلیم و تربیت دي جاے نہایت سرگرمي سے مدد دي ہی اور خود کم عمر نواب صاحب نے بھي نہایت عمدگي کے ساتھہ اُن کي کوششوں کے مطابق عمل فرمایا ہی — ہمارے اکثر ناظرین اخبار بلا شبہہ اس بات سے واقف ہونگے کہ نواب صاحب بہادر جاورہ ایک زبردست شکاري ہیں — یہہ ایک دوسرا تعلق ہز ہائینس اور ایم اے او کالج کے درمیان ہی جو ہندوستان کے تمام کالجوں میں سب سے بڑا اسپورٹنگ کالج ہی — ایسے ہي نواب زادے اور سردار ہماري کوششوں کو اور ہمارے کالج کي قدر و منزلت کو بخوبي سمجھہ سکتے ہیں - ہم دل سے دعا گو ہیں کہ ہز ہائینس کے دولت و اقبال میں روز افزوں ترقي ہو *

tions Rs. 50 per month were granted as permanent aid to the College from the Jaora State."

Our own news received by wire is to the same effect. We have not yet received a list of subscribers so we are unable to publish the names of the generous donors. The chief donor is the State itself which has most generously added Rs.600 per annum to our permanent revenue. A capital of Rs. 17,000 would be necessary to yield Rs. 600 at 3½ per cent; so we have to thank the Jaora State for a donation which together with the Rs. 1,500 contributed in cash, amounts to Rs. 18,500. This is a most handsome donation. Apart from its intrinsic value the donation has a significance which we feel sure will be generally realised and appreciated. To the Mahomedan community specially it will give great satisfaction. It will, we believe, bring home to those who may not have been aware of the fact that the young prince in whose interest the State is being administered is most fortunate with respect to his surroundings. Nawab Yar Mahomed Khan whom we have to thank both in his official and private capacity is well known as a sound administrator and enlightened gentleman. We know it for a fact that he has most zealously seconded the efforts of the Paramount power to bring up the young prince on sound lines and that his efforts have been most nobly responded to by the young prince himself. Many of our readers are no doubt aware that the Nawab is a keen sportsman. That supplies another connecting link between His Highness and the College—the most sporting of Colleges in India. It is princes like him who can appreciate our efforts and the worth and value of our College. We sincerely wish him success and prosperity.

ڈیپوٹیشن اودھ

کالج کے حق میں وہ راے کچھہ کم مفید نہیں ہی جو اعلی درجہ کے یورپین عہدہ دار اس کي کارروائي کي نسبت رکھتے ہیں — یہہ راے صرف اس لحاظ سے ہي قابل قدر نہیں ہی کہ وہ اُن شخصوں کي راے ہی جو برسر حکومت ہیں ، بلکہ اس لحاظ سے بھي قابل وقعت ہی کہ وہ اُن شخصوں کي راے ہی جو اس قسم کے معاملات کي نسبت صحیح راے قایم کرنے کي قابلیت رکھتے ہیں — چنانچہ ہم اسي طرح

OUDH DEPUTATION.

Not the least valuable of the assets of the College is the opinion of high European officers respecting its work. It is valuable not only because it proceeds from persons in authority but also because it is the opinion of people who are competent

to form a correct judgment on such subjects. It is in this light that we look upon the letter which Mr. J. C. Fanthorpe, Deputy Commissioner, Bahraich, most obligingly granted the Oudh Deputation when the latter visited his district on 1st instant. In this letter Mr. Fanthorpe says "that this College is in my opinion a most deserving institution" and further on "I think that this College produces better men than any other."'

The collections reported by this deputation up to the present are as follows —

Lucknow	...	...	Rs. 250
Barabanki	...	...	Rs. 441
Fyzabad	...	...	Rs. 914
Bahraich	...	...	Rs. 200 (not finished)

The account of the doings at Fyzabad reached us just as we were going to press. We cannot however help expressing our sincere thanks to Mr. J. W. Hose, C. S., for the keen interest evinced by him

---

PUNJAB DEPUTATION.

The collections reported by this Deputation up to date are as follows :—

Karnal	...	...	Rs. 452
Umballa City	...	...	Rs. 310
Jullunder (up to 3rd August)	...	...	Rs. 86

There is a deputation at work in Rohilkhund and another started for Central Provinces a few days ago.

We regret that the Agent of the Conference in Bihar has sent us no account of his doings up to date.

WATER-SPOUT.

I FIND that my report concerning the water-spout seen here some time ago, has aroused considerable interest. As water-spouts are not commonly seen arising out of ordinary jheels, the report may also here and there have been received with

اُس چٹھي پر نظر کرتے ھیں جو مسٹر جے سي فین تھارپ ڈپٹي کمشنر بہرایچ نے از راہ مہرباني اودہ کے ڈیپوٹیشن کو اُس وقت عطا فرمائي جبکہ ڈیپوٹیشن مذکور یکم ماہ حال کو اُن کے ضلع میں پہونچا — اس چٹھي میں مسٹر فین تھارپ فرماتے ھیں کہ "میري راے میں یہہ کالج ایک ایسا انسٹیٹیوشن ھی جو تائید و امداد کا نہایت مستحق ھی" اور پھر یہہ تحریر فرمایا ھی کہ "میں خیال کرتا ھوں کہ اس کالج سے کسي دوسرے کالج کي بہ نسبت زیادہ تر لایق اور ھوشیار لڑکے تعلیم پاکر نکلتے ھیں" *

جسقدر روپیہ کے وصول ھونے کي اس وقت تک اس ڈیپوٹیشن نے رپورٹ کي ھی وہ حسب ذیل ھی *

لکھنؤ	...	۲۵۰
بارہ بنکي	...	۴۴۱
فیض آباد	...	۹۱۴
بہرایچ	...	۲۰۰ (ابھي ختم نہیں ھوا)

جو کارروائي فیض آباد میں ھوئي اُس کي کیفیت ھمارے پاس ٹھیک اُس وقت پہونچي جبکہ ھمارا اخبار چھپنے کو تھا — لیکن جو دلي توجہ مسٹر جے ڈبلیو ھوز سي ایس نے ظاھر فرمائي اُس کا شکریہ ادا کرنے سے ھم باز نہیں رہ سکتے ھیں *

پنجاب ڈپوٹیشن

جس قدر روپیہ کے وصول ھونے کي اِس وقت تک اس ڈیپوٹیشن نے رپورٹ کي ھی وہ حسب ذیل ھی *

کرنال	...	۴۵۲
شہر انبالہ	...	۳۱۰
جلندھر (لغایت ۳ اگست)	...	۸۶

ایک ڈیپوٹیشن روھیلکھنڈ میں کام کر رھا ھی اور چند روز ھوئے کہ ایک دوسرا ڈیپوٹیشن اضلاع متوسطہ کي جانب روانہ ھوا ھی *

ھم افسوس کرتے ھیں کہ جو ایجنٹ کانفرنس کا صوبہ بہار کو گیا ھی اُس نے اب تک اپني کارروائي کي کوئي کیفیت ھمارے پاس نہیں بھیجي *

واٹر اسپوٹ

معلوم ھوتا ھی کہ جو خبر میں نے واٹر اسپوٹ کي نسبت لکھي تھي جو حال میں یہاں دیکھا گیا تھا، اُس کا بڑا چرچا ھو رھا ھی — چونکہ واٹر اسپوٹ عموماً معمولي جھیلوں میں سے اُٹھتے ھوئے نہیں دیکھے جاتے ھیں، اس لیئے ممکن ھی کہ اس خبر کي نسبت بعض بعض مقامات پر لوگوں کو کسیقدر شبہہ ھوا ھو — پس میرے نزدیک یہہ

امر بے موقع نہوگا کہ میں اس خبر کی نسبت کسیقدر زاید تفصیل بیان کروں *

پچھلی خبر کے لکھے جانے کے بعد میں اُس جھیل کے دیکھنے کے لیئے گیا ' اور اُس کا نتیجہ یہہ ہی کہ میں دو خفیف باتوں کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں — جس مقام پر یہہ واقعہ ظہور میں آیا وہ چھاونی سے صرف ایک میل کے اندر واقع ہی ' اور اکثر دھقانوں نے جو وہاں اُس وقت موجود تھے جبکہ یہہ عجیب واقعہ ظہور میں آیا تھا ' پانی کو سیدھا اوپر کی طرف اُٹھتا ہوا دیکھا تھا — دوسری باتوں میں میری ابتدائی خبر بالکل صحیح پائی گئی *

مجھکو اپنی تحقیقات شروع کیئے ہوئے کچھہ بہت عرصہ نہیں گذرا تہا کہ مجھکو معلوم ہوا کہ جب سے یہہ عجیب واقعہ ظہور میں آیا ہی وہ لوگ جو گانوں میں رہتے ہیں اپنی نظر میں اپنی زیادہ وقعت سمجھنے لگے ہیں — اگرچہ خود اُنہوں نے ایسا نہیں کہا ' لیکن اُن کے طرز گفتگو اور عام ڈھنگ سے یہہ بات صاف ظاہر تھی کہ وہ یہہ سمجھتے تھے کہ گویا خود دیوتاوں نے اُن کو عزت بخشی تھی — بہر کیف ایک بات تو بالکل تحقیق تھی — یعنی یہہ کہ بادل اس جھیل میں پانی لینے کے لیئے آئے تھے — اُن لوگوں کو کل معاملہ بخوبی صاف صاف دکھائی دیتا تہا — لیکن باہر کے آدمی اُن سے طرح طرح کے سوالات کرتے تھے یہاں تک کہ وہ اُن کا جواب دیتے دیتے تنگ آگئے تھے — باہر کے آدمی اسقدر بیوقوف تھے ! اور پھر اُس نازیبا سلوک کو خیال کرو جو باہر والوں نے اُن کے ساتھہ کیا — اگرچہ یہہ معاملہ واقعی ظہور میں آیا تھا تاہم کسی شخص نے اسقدر خیال نہیں کیا کہ اُن کے پاس دو سیر بتاشہ بھی بھیجدیتے — میں نے ایک اور بات دیکھی - یعنی جب کبھی اس عجیب واقعہ کے ذکر میں ایک ضمیر کے اِستعمال کرنے کی ضرورت پڑتی تھی تو وہ لوگ بطور تعظیم اس واقعہ کے ہمیشہ جمع کی ضمیر استعمال کرتے تھے *

اب یہہ تمام باتیں نہایت دلچسپ تھیں ' لیکن اُن سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہہ نیک آدمی اپنے دل میں نہایت پھولے ہوئے تھے - ایسی صورتوں میں اگر کاشتکاروں کو ذرا بھی ترغیب دی جاوے تو وہ بلاتامل مبالغہ کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں - لیکن مجھکو اُن سے کسیقدر سابقہ پڑا ہی اور میں نے اُن سے اصل حقیقت دریافت کرلی ہی - پس جس کام کا میں نے ارادہ کیا تھا اُس میں محض ناتجربہ کاری کی وجہ سے مخلص المقام تحقیقات کرتے وقت کچھہ ہرج واقع نہیں ہوا *

اثنہ تحقیقات میں مجھے اسبات کے معلوم کرنے کے لیئے کوشش کی کہ جو شخص اس وقت موقع پر موجود تھے اور جنھوں نے شروع سے آخر تک اس عجیب واقعہ کو مشاہدہ کیا تھا اُنکو یہہ چیز کس شکل میں نظر آئی - چنانچہ اُن کے بیانات کا خلاصہ یہہ ہی کہ بادلوں کی دو "لاٹھیاں" جن کے درمیان چند گز کا فاصلہ تھا نیچے اُترتی ہوئی دکھائی دیں ' یہاں تک کہ وہ پانی کی سطح سے چھوگئیں — تب اُنہوں نے

some scepticism. I feel therefore that it will not be out of place if I supplemented the report by a few additional details.

I have been to the jhil since the previous report was written, and as a result of the visit I have to make two minor corrections. The scene of the occurrence is within a mile only of the civil station, and most of the villagers who were there when the phenomenon occurred saw the waters rising right up to the upper end. In other respects my original report was found to be absolutely correct.

I had not gone very far with my inquiries when I discerned that the good folks residing in the hamlet had risen immensely in their own estimation since the phenomenon had occurred. Although they did not say so, it was apparent from their tone and general demeanor that they almost felt as if they had been honored by the Gods themselves. One thing at all events was perfectly certain. The clouds had come down to the jheel to fetch water. To them the whole thing was plain enough. But outsiders had been bothering them with questions till they were quite sick of it all. Outsiders were so stupid ! And then the shabby treatment they had received at the hands of outsiders ! The thing had happened right enough and yet no body had cared to send down a couple of seers of *batasa* sweets ! Another thing I noticed. Whenever in describing the phenomenon a pronoun had to be used a plural pronoun was invariably used as a mark of respect to the phenomenon.

Now this was all interesting enough, but it showed that the good folk were in an inflated state of mind. Under such circumstances Hodge will, if encouraged, freely swallow a camel. I have, however, had something to do with him and getting truth out of him. The work in hand did not therefore suffer from total absence of experience in making local inquiries.

During my local inquiry I tried to find out what appearance did the thing present to those who happened to be on the spot, and watched the phenomenon from beginning to end. The purport of the statements made is that two "sticks" ("lathees") of cloud separated from each other by a distance of some yards,

were seen descending till they touched the surface of the waters. They then began dancing round and round and ultimately formed the nucleus of the phenomenon which presented a marked resemblance to an ordinary whirlwind. A whirlwind? "yes, such as you see in the hot weather." There it was the dust that rose up. Here we had water which was being forced upwards "as in a pump." They had seen the water rising right up to the summit (choti).

The circumference of the thing at the base was the size of the field yonder—say one bigha. It had first arisen near the northern end of the jhil some three furlongs from where my informants were and had traversed the vast sheet of water from north to south gliding along its surface like a whirlwind, forcing water upwards and making a noise like that of a distant railway train. It at last reached the southern side of the jhil and then came to a stop for want of water. "No we did not run away when it came near us, but we moved away as we were afraid of being caught up. Two small babul trees came in its track and were thrown down." There was no wind at the time. It had not been raining while the phenomenon was in progress, but rain came down immediately after it had ended. I may add that one of my informants is an intelligent Putwari who happened to be on the spot with the villagers. I questioned him after I had made my local inquiry. He fully corroborated the main story, but said the phenomenon had already assumed the shape of, a whirlwind before it attracted his attention. I may say that I also have some doubt as to the so-called "sticks" of clouds. The rest of the story is fully corroborated.

M. K.

THE announcement that the system of discipline of the Aligarh College is to be introduced into other residential Colleges is a great feather in the cap of the Muhammadan community; showing, as it does, that however backward Muhammadans as a body may be considered in the matter of book-learning and ability to pass examinations, they are yet regarded as being well ahead in such important matters as discipline and social conduct whilst prosecuting their career as College students.—*I. D. Telegraph.*

چاروں طرف ناچنا شروع کیا اور آخر کار وہ عجیب واقعہ ظہور میں آیا جو ایک معمولی بگولہ سے بالکل مشابہ معلوم ہوتا تھا — میںنے کہا کہ بگولہ سے ؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ "ہاں جیسا کہ تم گرمی کے موسم میں دیکھتے ہو، اُس میں گرد ہوتی ہی جو اوپر کو اُٹھتی ہی اور اس میں پانی تھا جو اُوپر کو کھینچا جاتا تھا جیسا کہ ایک پمپ میں ہوتا ہی" اُنہوں نے پانی کو چوٹی تک اُٹھتا ہوا دیکھا *

بنیاد پر اس چیز کا دور اُس کھیت کی برابر تھا جو سامنے نظر آتا تھا یعنی ایک بیگہ - وہ اول جھیل کے شمالی سرے کے قریب اُس مقام سے جہانکہ میرے خبر دینے والے کھڑے ہوئے تھے تقریباً ۳ فرلانگ کے فاصلہ پر پیدا ہوکر پانی کی وسیع چادر کو شمال سے جنوب کی طرف طی کرتا ہوا مثل ایک بگولہ کے اُسکی سطح پر رواں تھا، اور پانی کو اُوپر کی طرف کھینچتا تھا اور اس سے ایک ایسی آواز پیدا ہوتی تھی جیسی کہ ایک دور سے آنے والی ریلوے ٹرین میں ہوتی ہی — آخرکار وہ جھیل کی جنوبی سمت تک پہونچ گیا اور تب پانی کے نہونے کی وجہ سے ٹھہر گیا — لوگوں نے کہا کہ "جب وہ ہمارے قریب آیا تو ہم اُس سے ڈرکر نہیں بھاگے، بلکہ ہم ہٹ گئے کیونکہ ہمکو پکڑے جانے کا اندیشہ تھا - دو ببول کے درخت اُس کے راستے میں آئے اور وہ اُنھیں گر پڑے" — اُسوقت ہوا بھی نہ تھی اور جسوقت یہہ عجیب تماشہ ہو رہا تھا بارش بھی بند تھی، لیکن اُسکے ختم ہوتے ہی فوراً بارش ہونے لگی - میں یہہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ میرا ایک خبر دینے والا ایک دانشمند پٹواری ہی جو اِتفاقاً اُس موقع پر دھقانوں کے پاس موجود تھا — موقع پر تحقیقات کرنے کے بعد میں نے اُس سے اِستفسار کیا اور اُسنے اصلی قصہ کی بخوبی تصدیق کی، مگر یہہ کہا کہ قبل اِس کے کہ اُس کی توجہ اِس طرف مائل ہو یہہ عجیب چیز بگولہ کی شکل بن گئی تھی— میں یہہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ مجھکو بھی بادلوں کی "لاٹھیوں" کی نسبت کسیقدر شبہہ ہی، باقی قصہ کی بخوبی تصدیق ہوگئی ہی *

ایم · کے ·

اس بات کا اعلان کہ جو طریقہ ڈسپلن (اداب و تربیت) کا علیگڈھ کالج میں جاری ہی وہ دوسرے رزیڈنشل کالجوں میں جاری کیا جاویگا، مسلمانوں کے واسطے نہایت فخر کا باعث ہی — کیونکہ اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ گو مسلمان کتابی علم اور امتحانات پاس کرنے کی قابلیت کے معاملہ میں کیسے ہی پست کیوں نہ خیال کیئے جاویں، مگر پھر بھی وہ اس قسم کے اہم امور میں جیسی کہ کالج کی طالبعلمی کے زمانہ میں عمدہ ڈسپلن اور سوشل برتاو کا ہونا ہی بخوبی سربراوردہ خیال کیئے جاتے ہیں *

بعالي خدمت صاحب سکرٹري

حسین آباد مبارک

گذارش هی که بتاریخ ۱۳ جولائي سنه ۱۹۰۲ حسب ذیل تجویزیں متعلق تعلیم اهل اسلام پیش هوکر منظور هوئي هیں اور تجویز هوا هی که یهه تجویزیں متولي صاحبان حسین آباد کي خدمت میں بهیجي جائیں اور اُن سے درخواست کي جاے که براه مهرباني ان تجویزوں کو منظور کرکے جهاں تک سرمایه کافي هو اُس کے موافق عمل کریں- مجهے اِس معامله میں آپ صاحبان سے اس قدر اور عرض کرنا هی که ان تجویزوں سے یهه غرض هی که جهاں تک ممکن هو شیعه مسلمانوں کي مذهبي تعلیم کي تکمیل وقف حسین آباد سے کي جاے اور جهاں تک ممکن هو انگریزي اعلی تعلیم میں حسین آباد وقف سے اُن کو مدد پهونچائي جاے ان تجویزوں کے متعلق بجز کمي سرمایه اور کوئي اعتراض نهیں هوسکتا اس کي نسبت مجهے یهه عرض کرنا هی که جهاں تک حسین آباد کا سرمایه کافي هو وقتاً فوقتاً ان تجویزوں کے موافق انتظام هوسکتا هی- مثلاً ممکن هی که في الحال علیگڈه کالج کو اعلی تعلیم کے لیئے ایک طالب علم بهیجا جاے اور کربلاے معلی کو مذهبي تعلیم کي تکمیل کے لیئے دو طالب علم بهیجے جائیں *

میرے خیال میں ان سب تجویزوں کا عملدرآمد اُس چهه هزار روپیه میں بخوبي تمام هوسکتا هی, جو هز آنر لفٹننٹ گورنر بهادر نے براه عدل و انصاف وکٹوریه پارک کے پار کو وقف حسین آباد سے اُٹهاکر عطا فرمانا چاها هی *

ان تجویزوں کے متعلق بهت سے مسلمانوں کي راے لي گئي هی اور اُن کے دستخط بهي ان تجویزوں کي نسبت حاصل کیئے گئے هیں وه آپ کي خدمت بهیجتا هوں اور نقل کارروائي ۱۳ — جولائي بهي ارسال خدمت هی جو کاغذات مسلمانوں کي راے لینے کے لیئے بهیجے گئے تهے اُن کے دیکهنے سے یهه بات معلوم هوئي که علیگڈه کالج میں تعلیم کے لیئے بهیجنے سے چند مسلمانوں نے اختلاف راے ظاهر کیا هی مگر یهه راے اُن لوگوں کي هی جو علیگڈه کالج کي تعلیم سے واقف نهیں هیں- علیگڈه کالج هي ایک ایسا کالج هی جهاں دینیات کي تعلیم انگریزي کے ساتهه هوتي هی اور اِس سال جو نتیجه علیگڈه کالج کي اعلی انگریزي تعلیم کا هوا هی اُس سے آپ صاحب اخبارات کے ذریعه سے واقف هونگے ایسي حالت میں چند مسلمانوں کا اختلاف بمقابله تمام هوشیار لوگوں کي راے کے لایق لحاظ نهیں هی اور جب میں نے هز آنر نواب لفٹننٹ گورنر بهادر سے بمقام نیني تال اِن تجویزوں کا ذکر کیا تها تو حضور ممدوح نے بهي اس تجویز کو پسند فرمایا تها *

تجویزیں یهه هیں

اول یهه که جب اسلامي کالج لکهنو میں نهیں قایم هوسکتا تو اس غرض کے حاصل هونے کے لیئے که مسلمان طلبه اپنے مذهبي عقیده پر قایم رهیں اور اعلی تعلیم انگریزي کا فائده بهي اُٹهائیں بے استطاعت مسلمان یا محض شیعه طلبه کو جهاں تک متولیان حسین آباد مناسب سمجهیں اعلی تعلیم کے لیئے علیگڈه کالج میں وظیفه دیکر بهیجیں علیگڈه کالج کے مصارف ادنی درجه میں هر طالب علم کے لیئے اٹهاره روپیه ماهوار هیں *

اس تجویز کي نسبت مجهے یهه گذارش کرنا هی که اس کمیٹي کا میں ممبر هوں جو علیگڈه کالج میں شیعوں کي مذهبي تعلیم و تربیت کے لیئے قایم هی اگر متولیان حسین آباد مذهبي تعلیم شیعوں کا کوئي خاص انتظام چاهینگے تو مجهے اُمید هی که میں اس کا انتظام کر سکونگا *

دوم جهاں تک وقف حسین آباد میں سرمایه ممکن هو باهر کے طالبعلموں کے رهنے کا سامان کیا جاے *

سوم مدرسه اور اسکول حسین آباد وسط شهر میں کسي مقام پر هونا چاهیئے *

چهارم یهه که شهر بهت بڑا هی مدرسه و اسکول میں لڑکے نهیں پهونچسکتے هیں اس لیئے جهاں تک وقف حسین آباد مبارک کے سرمایه سے ممکن هو مختلف مقامات پر اسکول و مدرسه حسین آباد کي شاخیں قائم هوں *

پنجم اس غرض سے که تعلیم مسلمانوں کي اس طرح هو که مسلمان راسخ الاعتقاد مسلمان رهیں مدرسه اور اسکول اور اُن کي برنچوں میں مذهبي تعلیم هر مسلمان کے لیئے اسقدر لازم کردي جاے جس کا حاصل کرنا هر مسلمان کو شرعاً واجب هی *

حسین آباد وقف شیعه کا وقف هی اور اُس سے صرف شیعه مذهب کي تعلیم مذهبي هوسکتي هی اس وجه سے شیعه مذهب کا مذهبي کورس جس کا پڑهنا هر شخص پر واجب هی اس کو علماے شیعه سے سهل فارسي اور زبان اُردو کي کتابوں سے منتخب کرکے بنوایا جاے *

مجهے اس تجویز کي نسبت صرف یهه کهنا هی که اگر متولي صاحبان کو اس امر میں کوئي دقت هو تو میں خود کورس مذهبي کو تجویز کرسکتا هوں حسین آباد وقف کا روپیه کچهه اس بات میں صرف نهوگا *

ششم هر شیعه طالبعلم اسکول انگریزي اور اس کي شاخوں کو ایک گهنٹه تعلیم مذهبي کے لیئے دیا جاے *

هفتم اس غرض سے که مذهبي تعلیم کا اثر انگریزي طلبه پر استحکام سے هو مدرسه و اسکول ایک مقام پر رهیں اور تعطیلیں جهاں تک ممکن هوں مسلمانوں کے مذهبي عقائد کے لحاظ سے دیجائیں *

ہشتم جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں کو نماز کی پابندی کے عادی ہونے کا اہتمام کیا جاے اور ظہرین کی نماز کا مدرسہ و اسکول میں موقع دیا جاے *

اس تجویز کے متعلق مجھے اس قدر کہنا ہی کہ یہہ تجویز بدون کسی زائد خرچ کے عمل میں آسکتی ہی *

نہم مدرسہ حسین آباد میں شیعوں کی مذہبی تعلیم اعلی درجہ کی محض سطحی ہو رہی ہی اور وہ اعلی درجہ اجتہاد تک پہونچنے کے لیئے کافی نہیں ہی اس لیئے ضرور ہی کہ مثل عراق کے مدرسہ کی جانب سے درس خارجی کا انتظام ایک اعلی درجہ کا مدرس بڑھاکر ہونا چاہیئے *

یہہ تجویز نہایت ضروری ہی اس تجویز کی نسبت مجھے یہہ کہنا ہی کہ زائد سے زائد سو روپیہ ماہوار کے خرچ کے بڑھانے سے یہہ تجویز بخوبی انجام پا سکتی ہی *

دہم متولی صاحبان جہاں تک سرمایہ حسین آباد میں گنجایش پائیں اس طالب علم کو جو اعلی درجے کی تعلیم عراق میں حاصل کرنا چاہے اُس کو زیارت کی چٹھیوں سے عراق تک پہونچنے میں اعانت کریں اور وہاں درجہ اجتہاد کی تکمیل کے لیئے اُنکو وظیفہ دیا جاے *

اس تجویز کی نسبت مجھے یہہ کہنا ہی کہ ایک طالب علم کا خرچ قریب پندرہ روپیہ ماہوار کے ہوگا *

یازدھم اس غرض سے کہ مدرسہ و اسکول حسین آباد کے طلبہ کو جہاں تک ممکن ہی محنت کا ثمرہ ملے مدرسہ و اسکول حسین آباد کے طلبہ کے استحقاق کو مدرسہ و اسکول حسین آباد کی ملازمت میں اوروں پر ترجیح دی جاے *

دوازدھم علوم فقہ و اصول و ادب حدیث و تفسیر و رجال و روایۃ الحدیث و تاریخ مسلمانان خصوص تاریخ شیعہ اور علم کلام خصوص علم کلام شیعہ کی کتابوں کا کورس علماے اِسلام سے بنوایا جاے اور یہہ سب علوم مدرسہ وقف حسین آباد مبارک میں تکمیل کے ساتھہ پڑھائے جائیں *

اِس تجویز کی نسبت مجھے یہہ کہنا ہی کہ شہر لکھنؤ میں مجھے خیال ہوتا ہی کہ ایکسو روپیہ ماہوار کے خرچ سے ان سب علوم کی تعلیم کا تکمیل کے ساتھہ انتظام ہوسکتا ہی اور رفتہ رفتہ مدرسین بھی بڑھائے جاسکتے ہیں اور بدون اس کے کہ حسین آباد کا روپیہ کچھہ صرف ہو میں ان علوم کی کتابوں کے کورس بنانے کا بار اُٹھا سکتا ہوں *

سیزدھم وہ طالب علم جو عربی اور فارسی اور مذہبی علوم میں کامیاب ہوتے ہیں اُن کے لیئے سندوں کا کوئی انتظام ہونا چاہیئے *

چہاردھم وقف حسین آباد مبارک سے پبلک لائبریری قایم کیجاے اور شیعہ مذہب کی کتابوں کو ترجیح دی جاے *

یہہ تجویز بھی نہایت ضروری ہی اور اگر حسین آباد میں روپیہ اسوقت کم ہو تو تھوڑے صرف میں بتدریج عمدہ کتب خانہ شیعہ مذہب اور مسلمانوں کا ہوجائیگا اور کتب خانہ کے مصارف ماہوار کے لیئے پچاس روپیہ ماہوار کافی ہوگا *

محمد رضا حسین

(از اودہ اخبار)

دھلی میں دربار تاج پوشی

یہہ بات بالکلیہ بیان کرنا نہایت مشکل ہی کہ کمپ کسطرح کا ہوگا اور ہر امر کسطرح انجام دیا جائیگا اگر کوئی ضرورت لاحق ہو تو تمام صورتیں اور شکلیں ایک اشارہ قلم سے بدل سکتی ہیں — جو لوگ دھلی سے واقف ہیں ان کو یاد ہوگا دھلی کی پہاڑی شمال و جنوب میں ہی اور اس کا شمالی سرا دریاے جمن پر اور جنوبی مغربی منتہاے شہر کے قریب شارع عام پر ہی - شارع عام شمالی مغربی جانب گیا پس سڑک اور شاخ پہاڑی سے ایک گوشہ پیدا ہوگیا ہی جس میں ایک ہی ہموار و عمدہ مزرعہ و عمدہ باغات کا ایک ملک ہی یہہ مقام عموماً خشک رہتا ہی صرف چند نشیبی مقامات میں پانی بھر جاتا ہی اور کمپ کا خاص حصہ اس گوشہ میں ہی - نجف گڈہ کی نہر بھی اُسی جانب گئی ہی جس طرف شاخ پہاڑی ہی اور پہاڑی سے اُس جانب ڈیڑہ میل پر شارع عام گذری ہی نہر و شاخ پہاڑی کے وسطی مقام پر وسط کمپ ہی اور علی پور کی سڑک کے سبب سے اُسکی تقسیم ہوگئی ہی جو شہر سے آئی ہی اور شاخ پہاڑی سے اس کے جنوبی حصہ سے ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر اور نجف گڈہ سے ایک میل آگے بڑہ کر گذری ہی یہہ سڑک مغربی جانب دو میل آگے بڑہ کر شارع عام سے ملحق ہوگئی ہی پس اس صورت میں ایک گوشہ پیدا ہوا ہی جس کی نوک شاخ پہاڑی کے جنوبی جانب ہی اور اس کے جانبین میں شارع عام ہی اور اس گوشہ کی تقسیم نہر نجف گڈہ اور سڑک علی پور سے چار حصوں پر ہوئی ہی جو اس گوشہ سے ایک دوسرے گوشہ میں ہوکر گذری ہی جیسا ہم اوپر بیان کرچکے ہیں وسط کمپ شاخ پہاڑی اور نجف گڈہ کی نہر کے درمیان ہی - شہر سے اس کا راستہ دو سڑکوں پر سے ہی ایک تو راجپور کی سڑک جو کابل پھاٹک پر ہوکر شاخ پہاڑی ہوتی ہوئی نشان کے برج کے پاس گذری ہی دوسری علی پور کی سڑک سے جو کشمیری پھاٹک سے آئی اور پانچ سو گز شمالی جانب آگے بڑہ کر شاخ پہاڑی سے گذری اور ویسراے کے کمپ کے بیچ میں ہوکر نجف گڈہ کی نہر کو گئی ہی لہذا ویسراے اور اُن کے ہمراہی اسی راج پور کے راستہ کا استعمال کرینگے یہاں کی شاخ پہاڑی کی چڑھائی سہولت کی ہی اور جب نشان کے برج کے پاس پہونچتے ہیں تو دیگر حصہ ٹھیک وہاں سے پچاس فیٹ نشیب میں ہوتا ہی اس صورت سے گاڑیوں کے لیئے یہہ راستہ آسان ہی - کمپ ویسراے سے وسط کمپ کی دو تقسیمیں ہوئیں ہیں — یہہ بہت

بڑا قطعہ اراضي دو هزار دو سو فیت لمبا اور ایک هزار آٹھہ سو پچاس فیت چوڑا هی اس کي تقسیم کئي سڑکوں سے هوگي اور داهنے گوشوں میں سڑکیں ایک دوسرے میں هوکر گذرینگي اور خاص سڑک کے پاس دو چکر کي سڑکیں هونگي ایک میں نشان نصب هوگا دوسري میں پھولوں کي کیاریاں هونگي شاخ پہاڑي سے آنے والے کے بائیں جانب اور سڑک سے دیڑھ سو فیت کے فاصلہ پر پنجاب کے جدید دورے کا مکان هی یہہ ویسراے کي قیام گاہ قرار دیا جائیگا یہہ ایک وسیع عمارت هی اس میں زمانہ آیندہ میں جب لفٹننٹ گورنر دهلي میں آئینگے تو وہ اور اُن کے افسران اس میں مقیم هوا کرینگے اس کے کمرے بہت بڑے نہیں هیں — کھانے کا کمرہ تیس فیت لمبا اور بیس فیت چوڑا هی اور نشست کا کمرہ بھي اسیقدر هی مگر ویسراے اپني تمام دعوتیں اور جلسے ویسرائي خیمہ میں کرینگے جو بمقابلہ اور خیموں کے زیادہ تر وسیع هوگا — ویسراے کے کمپ کے بیشتر خیموں کي دو قطاریں سڑک کے جانبین میں هونگي مگر یہاں دو خیمے بھي هونگے — کمپ ویسراے کے دونوں جانب حکمراں روسا اور کمانڈرانچیف اور چاروں لفٹننٹ جنرلوں کے خیمے هونگے اور فوجي افسروں کا کمپ جنوبي جانب هوگا اور اس کے مغرب اور کمپ ویسراے کے جنوبي جانب گورنر بمبئي کا کمپ هوگا — افسران صوبہ کے تمام کمپ مربع اور ایک هي پیمانہ کے هونگے انکا هر جانب تین سو گز طولاني هوگا شمالي جانب اول دو کمپ مدراس و پنجاب کے هونگے اُس کے بعد علي پور کي سڑک هی بعدہ لفٹننٹ گورنر بنگال اور لفٹننٹ گورنر برهما کے کمپ اور کمپ گورنر بنگال کے شمال میں لفٹننٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ و اودہ کا کمپ هوگا اُس کے برابر بھي ایسا هي مربع مقام هی اس کے شمال و مشرق جانب چھہ کمپ کے میدان هونگے جن میں برٹش هند کے کچھہ کم رتبے کے روسا اور چیف کمشنر آسام و چیف کمشنر ملک متوسط اور رزیڈنٹ حیدرآباد دکن و رزیڈنٹ میسور و ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ و ایجنٹ گورنر جنرل وسط هند هونگے اور پہاڑي کے برابر حکمرانان سرحدي شمالي مغربي و روساے بلوچستان شمالي جانب هونگے ارادہ هی کہ یہاں جو جگہہ باقي هی اُس میں رزیڈنٹ بڑودہ کا کمپ هو اس سے آگے بڑھکر اُن مہمانوں کا کمپ هوگا جو اپنے خیمے بہم پہونچائینگے اور کل انتظام اپنا هي کرینگے — یہہ مقام عمدہ هی اور انگلو انڈین افسر جو عموماً کمپ قایم کرنا خوب جانتے هیں یہاں سب طرح آرام حاصل کرسکتے هیں پھر آگے بڑھکر شمالي جانب جنرل اسپتال هی ایک برٹش دوسرا هندوستاني بیماروں کے لیئے هی شاخ پہاڑي کے شمال جانب ویسراے کے کمپ کے قریب ڈائرکٹر جنرل تار برقي اور پوسٹ ماسٹر جنرل کے لیئے جگہہ هی اور یہاں سنٹرل ٹیلیگراف آفس اور سنٹرل پوسٹ آفس بھي هی — سنٹرل کمپ کے جنوبي جانب کانسلوں اور برٹش هندوستاني اخباروں کا کمپ هی نہر کے پاس ویسراے کا اصطبل هی اور گھوڑے اور گاڑیوں کي جگہہ سنٹرل کمپ کے گرد هی — وسط کمپ میں ایک دلچسپي یہہ هی کہ یہہ پرانا کمپ هی اسلحہ رکھنے کي کمٹیاں بني هوئي هیں جو نہایت مستحکم اور گول گول عمارتیں هیں جو حکم ویسراے سے علی حالہ چھوڑ دي جائینگي •

نہر نجف گڑہ اور وسط کمپ کي مغربي سرحد کو عقب میں چھوڑکر هم اُس وسیع حصہ ملک میں پہونچے جس کي تقسیم علي پور کے راستہ سے هی اس راستہ کے جنوب جانب ویسراے کے گارد کا کمپ هی اور اگزکٹیو کمیٹي کے دفتر کے لیئے اُس کے اور نہر کے درمیان ایک مقام هی اور گارد ویسراے اور شارع عام کے مابین پولو کا میدان واقع هی جس میں تین پولو کے میدان هیں جو هر ایک تین سو گز لمبا اور دوسو گز چوڑا هی — یہہ مصارف کثیر سے هموار کیئے گئے هیں تیسرا میدان اول میدان کي نسبت نشیب میں هی اور اول دوم میدانوں کے درمیان کھڑے هونے کے دو وسیع مقام اور ایک شامیانہ کي جگہہ اور عوام کے پولو دیکھنے کا وسیع مقام هی چونکہ پولو تورنمنٹ بارہ روز تک رهیگا لہذا ان میدانوں میں اکثر اوقات پولو کھیلا جائیگا — ان تینوں میدانوں میں گھاس جمادي گئي هی اور مالي کا بھان هی کہ دسمبر تک نہایت خوشنما گھاس هوجائیگي — اگر اس نے ایسا کیا تو پولو کھیلنے والے اس کے نہایت هي ممنون و مشکور هونگے کیونکہ پولو یہاں کا یادگار هوگا — ویسرائي گارد کے کمپ کے اُس جانب والنٹیروں کا کمپ هی اور علي پور کے راستے اور شارع عام سے جو گوشہ قائم هوا هی وهاں عام بازار هوگا •

اب هم اس کمپ کي چوتھي تقسیم کا ذکر کرتے هیں جو نہر نجف گڈہ کے مغرب اور راستہ علي پور کے شمال میں واقع هی — اس کے اخیر حصہ شمالي میں دربار کا مقام هی اور شاخ پہاڑي اور شارع عام سے جو گوشہ پیدا هوا هی اگر وہ بھي شمار کیا جاے تو مقام دربار ساڑھے تین میل لمبا هی اور تین سڑکوں سے اس کا راستہ هی یہاں دربار کا راستہ بھي هی جو ویسراے کے کمپ میں هوکر مسلسل هی نہر نجف گڈہ کے گزرنے کے بعد یہہ سڑک راستہ علي پور کو اور وهاں سے سیدهي مشرقي جانب مقام دربار کو گئي هی اس کے مغربي جانب ملک پور کا راستہ هی جو نہر نجف گڈہ سے نصف میل اُس جانب شارع عام سے گزرا هی اور علي پور کے راستہ سے گزر کر میدان دربار کو گیا هی — اس سڑک میں وہ سڑک شریک هوئي هی جہاں قواعد هوگي اور جو شہر سے پانچ میل کے فاصلہ پر شارع عام میں گزري هی — دربار کے روز اُنہیں تین سڑکوں پر سے عاملانہ کمیٹي کے مقرر طریقہ سے لوگ گزرینگے — دربار کا مقام ایک بہت بڑا بند هی جس کي صورت نعل اسپ کي هی اور در حالیکہ یہہ بیان کیا جاتا هی کہ اس دونوں جوانب پانچسو ستاون فیت لمبي هیں اور اس کے اندر تین سو پچاس فیت کا قطر هی اور اس کي اندروني جانب ایک نشیب هی جس میں نشستگاهوں کي بیس قطاریں هونگي جس میں سات هزار نو سو اٹھارہ آدمیوں کے بیٹھنے کي جگہہ هوگي اس کے عقب میں بیس فیت چوڑا هموار مقام

هی جس میں بہت سے لوگ بیٹھہ سکتے هیں تو اس کي وسعت کا حال معلوم هو سکتا هی غلام گردش کے اوپر ایک شامیانہ هوگا جس میں فرمانروا روسا اور دیگر امرا اور اعلی افسروں کے لیئے چار صفیں هونگي اور اِن چاروں صفوں میں ایک سو آٹھہ کرسیاں هوں گي اور دیگر درباری بنچوں پر بیٹھینگے — اس کے اندروني مقام شکل به نعل اسپ کے بیچ میں مسند هوگي — یہہ مسند هشت پہلو هی اس کا قطر بیس فیٹ هی اور زمین سے چھہ فیٹ بلند هی — اس پر ساساني طریقہ کا گنبد دار شامیانہ هی — مسند ایک سو ساٹھہ فیٹ پر اس نعل رخش کے وسط میں هی جہاں شہنشاهي نشان نصب هوگا اور ویسراے کا نشان اس کے عقب میں هوگا نیچي سے نیچي نشست کي قطار زمین سے دو فیٹ بلند هی — یہاں زمین پر سرخ رنگ کا فرش هوگا اور ویسراے کے روبرو پیش هونے کے لیئے روسا اسي پر سے هو کر آئینگے اور مسند کے دونوں طرف اِن لوگوں کے چڑھنے اُترنے کے لیئے نشیب بنایا جائیگا — نشستگاهیں زمین سے چار فیٹ بلند هیں اور مسند تک جو اور دو فیٹ بلند هی جانے کے لیئے زینے بنے هیں — یہاں جنگلہ بھي بنایا جائیگا پھر پانچ فیٹ چوڑي گھاس لگي اور سڑک بني هوئي هی اِس راستہ سے صرف ویسراے کي گاڑي آئیگي یہہ دو سو فیٹ لمبا اور تیس فیٹ چوڑا هی مسند کے عقب میں زمین کے نیچے اِن شریک رسوم جشن یورپین سپاهیوں کي آمد و رفت کے لیئے دس فیٹ چوڑا راستہ هی - رئیسوں اور درباریوں کے آنے کا راستہ نشستگاہ میں هوکر هی - اِس مقام پر دربار کا سامنا شمالي جانب هی اِس کے اوپر برٹش فوج کے دو گروہ صف بستہ هونگے اور چپ و راست توپ خانے هونگے اور اُس کے عقب میں هندوستاني فوج هوگي اور راستہ دربار کے دونوں جانب راستہ علي پور کے طی کرنے کے بعد ڈویژنوں کے کیمپ هونگے اول ڈویژن بائیں جانب اور دوم ڈویژن داهني جانب هوگا — علي پور کي سڑک اور دوم دوم ڈویژن کے سرے کے درمیان سفر مینا فوج هوگي. اور اسي کیمپ کے دوسرے سرے پر پانیر پلٹن کے لوگ هونگے آگے بڑھکر علي پور کے راستہ پر بہمرساني رسد کا ڈپو هوگا اور شارع عام کے داهني جانب جہاں یہہ علي پور کے راستہ سے ملحق هوا هی میدان میں قواعد هوگي یہہ میدان دو هزار گز لمبا اور چار سو پچاس گز چوڑا هوگا اور سلامي کے نشان کے مقام پر بیٹھنے کي عمدہ جگھہ هوگي - یہہ میدان قواعد دهلي کي دیواروں سے پانچ میل کے فاصلہ پر هی اِس سے آگے بڑھکر رسالہ کے ڈویژن کا کیمپ اور دیگر فوجي کیمپ هیں *

شارع عام کے دوسري جانب جہاں یہہ علي پور کے راستہ کا شریک هوا هی دهلي - امبالہ - کالکا ریلوے لین هوکر اور وهاں سے مغربي جانب نہر جمن کے ایک سڑک بنائي جائیگي — شارع عام و نہر جمن کے مابین روساے پنجاب و رئیس کشمیر اور پنجاب کے رئیسوں کے کیمپ هونگے اور امپیریل سروس فوج بھي یہیں رهیگي - یہاں کي جگھہ ابتدائي خیال کي نسبت بہت زیادہ کام میں لائي گئي یہہ کیمپ کي نہایت عمدہ جگھہ هی اور مقام دربار سے بھي مناسب فاصلہ هی — اور آزمائشي پولو کھیلنے کا میدان بھي یہاں سے قریب هوگا *

روساے میسور و بلوچستان و شمالي مغربي و سرحد نیپال و برھما و آسام کے کیمپ بھي اِس شارع عام کے اِس جانب هونگے مگر روساے پنجاب کے کیمپ کي به نسبت یہہ شہر سے قریب هونگے اور روساے بنگال نہر جمن کے مغربي جانب اور آگے بڑھکر هونگے تجویز هی کہ نظام حیدرآباد کا کیمپ نئي سڑک کي شمالي مغربي جانب هو اور نہر سے ریلوے تک گھماو هو مگر ابھي اِس کا قطعي فیصلہ نہیں هوا هی — روساے وسط هند کا کیمپ بڑے فاصلہ پر هوگا کیونکہ رهتک کي سڑک اور راجپوتانہ مالوہ ریلوے کے گوشہ میں مغرب شہر سے چار میل کے فاصلہ پر هی — راجپوتانہ کے رئیسوں کا مقام ان سے اور شہر سے نصف فاصلہ پر هی اور روساے بمبئي و ممالک متحدہ اور تعلقداران اودہ شہر سے جنوب جانب درباري مقام سے سات آٹھہ میل کے فاصلہ پر هونگے - اور امپیریل کوذت پلٹنوں کا گارد مشرقي جانب شاخ پہاڑي کے قریب هوگا *

مہمانوں کے کیمپ کي تشریح تو اخبار میں هوچکي اور اُن کے کیمپ نمبر ۳ کا بھي ذکر هوچکا هی — مجھکو دریافت هوا کہ مہمانوں کا کیمپ نمبر ۱ - میڈنز هوٹل اور اُس کے احاطہ میں هوگا هوٹل اِس کام کے لیئے کرایہ پر کرلیا گیا هی اِس میں وہ انگلش مہمان رهینگے جو خیام میں رهنے کے عادي نہیں هیں اور کیمپ نمبر ۲ - اُن مہمانوں کے لیئے هی جو چاهتے هیں کہ اپنے انتظام کے بدلے اُن کے لیئے هر طرح کا انتظام کردیا جاے یہہ کیمپ دهلي سے شمالي جانب سول اسٹیشن میں هی اور اُس کے روبرو سنٹرل پولیس کیمپ هوگا اور نمایش گاہ کي عمارت قدسیہ باغ میں هی *

معلوم هوگا کہ همنے ان راستوں کا کیسا حال بیان کیا جو شارع عام اور علي پور کے راستہ سے کیمپ کو گئے هیں اور شارع عام کي مغربي جانب سے نہر کے کنارے کنارے سڑک تیار کي جائیگي شاهي توپخانہ کے کیمپ کا یہي راستہ هی جو دریاے جانب نہر کے برابر هی اور ملکہ گنج کي سڑک شاخ پہاڑي کے قریب ایک مقام پر شارع عام سے نکلي هی اور وسط کیمپ کے جنوبي حصہ کو گئي اور نہر سے گزر گئي هی اور بہت سي چھوٹي چھوٹي سڑکیں بھي بنائي جائینگي اور آمد و رفت کي کوئي دقت و تکلیف نہ هوگي سواریوں کي البتہ دقت هوگي مگر نامہ نگار خیال نہیں کرتا کہ مجوزہ دخاني ٹریموے جو علي پور کے راستہ پر هوکر گزریگي حل مشکل کا ایک عمدہ طریقہ هی دخاني ٹریموے خوشنما شی نہوں هی اور ایسے مقام پر خوشنمائي کا بہت بڑا لحاظ رکھنا چاهیئے اس کے علاوہ اس میں صرف کثیر هوگا اور تمام راستہ گھر جائیگا اور اسکو دیکھکر گھوڑے چراغ پا هونگے اور درباریوں کے جانے آنے میں اس سے کمي نہوگي اور جب جانے کے تین راستے هوں تو کوئي کشمکش نہوگي اور جیسا پہلے بیان هوا هی اگر سبک ریلوے جاري هوگئي تو گھوڑوں کي کمي هر طرف هوجائیگي - دهلي امبالہ کالکا ریلوے روساے پنجاب کے کیمپ

کے قریب ایک استیشن ہوگا اور تجویز ہی کہ یہاں سے شارع عام میں ہوکر علي پور کے راستہ تک اور پھر اس کے برابر ہوتي ہوئي ملکہ پور کے راستہ دربار تک ریلوے تیار کي جاے کمپ کے قریب رہے کالکا امبالہ ریلوے پر رسالہ ڈویژن کے گھوڑوں کے لیئے جو بدلي کي سرا میں ایک ہموار پلیٹ فارم ہوگا *

میجر میگر جن کا دودہ اور مکھن تمام ہندوستان میں مشہور ہی ان کا ڈیرہ ریلوے استیشن سے قریب ہوگا جہاں سے دودہ دھي بہم پہونچیگا *

وسط کمپ کي کہربائي روشني کو کار خانہ کلکتہ محکمہ تعمیرات کي نگراني میں انجام دیگا — کمپ کے لیئے پاني محکمہ بہمرساني آب دھلي سے بہم پہونچیگا اور روسا کے لیئے کلوں سے پاني بہم پہونچیگا اور جن جن مقامات پر ممکن ہوگا وہاں وہاں کنوئیں کھودے جائینگے اور جو لوگ خشتي آتش خانہ پسند کرتے ہیں وہ اپنے خیمے میں تیار کرسکتے ہیں سپرنٹنڈنٹ تعمیرات کے پاس اسي طرح کا آتش خانہ بطور نمونہ کے موجود ہی اور یہہ تیس روپیہ میں تیار ہوسکتا ہی حفظان صحت کي غرض سے اس کمپ کي تقسیم سات حلقوں پر کي گئي ہی اور اس کي بہت بڑي تجویز تیار ہوئي ہی کرنل ہیمیر کمشنر حفظان صحت پنجاب کو عام صفائي کا چارج ہی اور لفٹننٹ کرنل تھاپن ہل کنٹونمنٹ مجسٹریٹ بریلي اگزیکٹو سنیٹري افسر ہونگے *

اب ہم قلعہ کي تیاري پر خیال مبذول کرنا چاہتے ہیں جیسا ہم پیشتر بیان کرچکے ہیں قلعہ میں دو کام انجام دیئے جائینگے ایک تو عطاے تمغہ جات دوسرے سرکاري جلسہ رقص و سرود دیوان عام کے روبرو ناچ کے لیئے ایک بہت بڑا کمرہ تیار ہو رہا ہی اس کا طول ۱۸۰ فیت اور عرض ۵۲ فیت ہوگا اس کے روبرو ایک لمبے چوڑے کمرہ میں تنقل کے سامان ہونگے اس کے باہر کلوگ لٹکانے کے دو کمرے تیتیس تیتیس فیت لمبے اور تیس تیس فیت چوڑے ہونگے — دیوان عام میں وہ لوگ بیٹھینگے جو ناچتے نہیں ہیں اور بیٹھنا پسند کرتے ہیں اور اس مقام کي اس آراستگي و پیراستگي کے دیکھنے میں اپنا وقت صرف کرسکتے ہیں کہ کیسا خوشنما تخت اور کیسا عمدہ ہال ہی — دیوان عام سے دیوان خاص تک ایک سائبان اس قدر چوڑا ہوگا کہ چار آدمي برابر برابر اس کے نیچے چل سکیں اور پانچ سو پچاس فیت لمبا ہوگا دیوان خاص میں اس فردوس دنیا کا سیر دکھانا ہوگا زمانہ شاہان مغلیہ میں یہاں سنگ مرمر کي جھجریاں لگي ہوئیں تھیں جہاں سے شاہي خواتین اور بیگمیں دریاے جمن کي سیر کیا کرتي تھیں مگر اب تو یہاں اُن جھجریوں کے بدلے سادي سادي کھڑکیاں لگادي گئیں ہیں — یہہ وہ مقام ہی جسکے گرد ہر وقت فوارے چلا کرتے تھے اور دیواروں میں نقش و نگار کي بجاے جواہر نصب تھے *

ایسٹ انڈیا ریلوے لین سلیم گڑہ کے پھاٹک سے قلعہ کو آئیگي جس سے دیوان عام کو ایک ہزار نو سو فیت کا فاصلہ ہی — سنٹرل کمپ کے لوگ اسپشل ٹرین پر سلیم گڑہ کے پھاٹک تک آئینگے اور وہاں سے پاپیادہ بارکش گاڑي کے ذریعہ سے ناچ کے کمرے تک آسکتے ہیں اس ایک ہزار نو سو فیت کے راستہ پر چھہ فیت چوڑي ایک چھت ہوگي — اُمید ہی کہ چار ہزار آدمي یہاں موجود ہونگے کیونکہ صرف فوجي افسر ایک ہزار دو سو ہیں — دیوان عام میں عطاے تمغہ کا دربار ہوگا یہاں بھي لوگوں کے بیٹھنے کے لیئے جگہہ ہی *

اس مضمون میں جن تیاریوں کا ذکر ہوا ہی وہ برابر ہو رہي ہیں اور بعض بعض افسروں کا کام بڑي ہي محنت و مشقت کا ہوگا نامہ نگار نے جو کچھہ دیکھا یا آیندہ دیکھیگا اُس سے اس کام کي جانچ ہوسکتي ہی کپتان بینرمین سپرنٹنڈنٹ اپنے مفوضہ امور میں نہایت ہي سرگرم ہیں اور گنگا رام راے بہادر اپنے بہت بڑے کام کو حیرت انگیز تیزي و سہولت سے انجام دے رہے ہیں - گو اس قدر کام ہو رہا ہی مگر مزدوري بالکل گراں نہیں ہوئي اس سے اس بات کي تصدیق ہوتي ہی کہ کس طریقہ سے یہہ کام انجام دیا جا رہا ہی سب افسر اتفاق کے ساتھہ کام کررہے ہیں *

میجر ڈگلس ڈپٹي کمشنر دھلي جو عاملانہ کمیٹي میں ہیں اُنہوں نے اس کام میں بڑي مدد دي ہی — لارڈ کرزن میسور سے واپس آئینگے تو غالباً یہہ دھلي کو اس لیئے آئینگے کہ دیکھیں کاموں نے کہاں تک ترقي کي ہی *

یہہ جشن تاجپوشي بطور ایک نمایش کے نہایت تزک و احتشام کا ہوگا جس سے زیادہ کبھي دھلي میں نہیں ہوا — لارڈ کرزن نہایت عالیشان جلوس کے ساتھہ کمپ میں داخل ہونگے اس جلوس میں نہایت عمدہ عمدہ آراستہ و پیراستہ ہاتھي ہونگے اور تمام جنگ آور اقوام ہند میں سے یہاں لوگ ہونگے اور مختلف روساء کے ہمراہي زرق برق پوشاکیں پہنے ہوئے ہونگے — دربار بھي نہایت ہي عمدہ ہوگا کیونکہ تمام شہزادے اور روسا و امرا وغیرہ نہایت عمدہ عمدہ لباس زیب تن کیئے موجود ہونگے نہایت عمدہ فوجي بینڈ بجتا ہوگا نشان کے برج پر سے قابل دید کیفیت ہوگي دور تک خیمے ہي خیمے نظر آئینگے اور طرح طرح کے نشان اور پھریرے اُڑتے ہونگے - پیاري پیاري پھولوں کي کیاریاں ہونگي اور چالیس ہزار فوج کي قواعد حیرت انگیز و قابل دید ہوگي — تیسرے روز شب کو لکھوکھا چراغ قلعہ کي دیواروں اور مکان پر روشن کیئے جائینگے اور دریاے پر بانوں سے روشني ہوگي — خلاصہ یہہ کہ یہہ سب سامان حیرت انگیز ہوگا - ہندوستاني طبائع کي تنقید کے لیئے بے مثل یہہ موقع ہی *

صنعتي کاموں کي نمایش گاہ بھي قابل دید ہوگي سب سے بلند جامع مسجد کا گنبد اور کارخانوں کي چمنیاں ہونگي اور تہذیب زمانہ یہہ دونوں علامتیں عجیب طریقے سے ایک دوسرے کے شریک ہیں اور یہاں حاکم و محکوم باہمي دوستي و اتحاد کے ساتھہ یکجا ہونگے *

(از اودہ اخبار)

اعلان

منجانب سکرٹریان

دي محمدن ایجوکیشنل ایسوسي ایشن آف سنٹرل انڈیا

(انجمن تعلیمي مسلمانان جنوبي هند)

۲۴ جون سنہ ۱۹۰۲ ع کي ایکزیکٹو کمیٹي میں بالاتفاق پاس هوئے رزولیوشن کے موافق جناب حکیم مولوي سید شاہ محمد فخرالدین صاحب لغوي فخري ممبر ایکزیکٹو کمیٹي اور اڈیٹر تحفہ قیصري اس قومي ایسوسي ایشن کي طرف سے ایجنٹ مقرر هوئے هیں اور آپ کے منصبي فرایض یہہ هیں : *

(۱) جنوبي هند — حیدرآباد اور میسور کے هر ضلع اور تعلقہ میں گشت لگا کے ایسو سي ایشن کے مقاصد بیان فرمائیں *

(۲) هر ضلع کے هیڈ کوارٹر (مستقر) اور تعلقوں میں انجمنیں قایم کریں *

(۳) مقامي مدرسوں کي رپورٹ تیار کریں *

(۴) قومي همدردي اور انجمنوں کے فواید اور قومي کاموں میں چندہ دینے اور مدد کرنے کے ثواب اور فضایل کو بیان کریں *

آج کي تاریخ سے ایک مہینے کے اندر آپ اپنے اس قومي سفر پر عازم هوکے نکلینگے - آپ کے سفر کا پروگرام وقت بوقت اخباروں اور خطوں کے ذریعہ سے محمدن پبلک کو معلوم هوا کریگا *

همیں کامل یقین هی کہ جہاں کہیں جناب حکیم مولوي سید شاہ محمد فخرالدین صاحب لغوي فخري تشریف لیجائینگے وهاں کے اسلامي بھائیان آپ سے محمدن ایجوکیشنل ایسوسي ایشن کي اغراض اور مقاصد کو غور سے سنینگے اور اس کي تکمیل اور قومي چندے کے جمع کرنے میں باہم سعي فرما کے ایسوسي ایشن کو خصوصاً اور محمدن پبلک کو عموماً ممنون فرمائینگے — ع بر کریماں کارها دشوار نیست

هم هیں قوم کے خادم
حاجي محمد عبدالهادي بادشا
و
حاجي مرزا هاشم اصفهاني

دفتر محمدن ایجو کیشنل ایسو سي ایشن آف سنٹرل انڈیا
فسٹ لین بیچ — مدراس ۲۴ جولائي ۱۹۰۲ ع

رسالۃ التوحید

یہہ کتاب عربي زبان میں مصر کے ایک مشہور اور زبردست فاضل شیخ محمد عبدہ المصري کي جدید تصنیف هی جس کي بعض نہایت اهم اور ضروري فصلوں کا ترجمہ مولوي رشید احمد صاحب انصاري نے علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شایع کیا تها جس کي کچھہ جلدیں کتاب کي شکل میں علحدہ بهي چهاپي گئي هیں - قیمت في جلد ایکروپیہ - منیجر ڈیوٹي شاپ مدرسۃالعلوم علیگڈہ سے درخواست کرنے پر مل سکتا هی *

الغزالي

یعني امام غزالي کي سوانح عمري

مصنفہ

شبلي نعماني

طیار هی - قیمت مع محصول ڈاک عصہ درخواستیں اس پتہ سے آئیں *

شبلي نعماني ناظم صیغہ علوم و فنون
ریاست حیدرآباد

علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ

شرح قیمت اخبار

یہہ اخبار هفتہ میں ایک بار چهپتا هی اور هر پنجشنبہ کو شایع هوتا هی *

اخبار کا جاري رهنا معاونین کي اعانت اور قیمت اخبار کے وصول هونے پر منحصر هی *

معاونین اخبار وہ حضرات سمجهے جاوینگے جو سالانہ عـ یا اس سے زیادہ عنایت کریں *

قیمت سالانہ پیشگي علاوہ محصول	...	۱۲
ایضا ایضا معہ محصول	...	۱۴
قیمت ششماهي علاوہ محصول	...	۶
ایضا ایضا معہ محصول	...	۷
قیمت سہ ماهي علاوہ محصول	...	۳
ایضا ایضا معہ محصول	...	۳۸
قیمت في پرچہ	...	۱۴

اُجرت چھاپہ اشتہارات

اشتہار ماسٹروں اور ٹیچروں کا بغرض حصول نوکري کے کالج یا اسکول میں هر دفعہ کے لیئے	...	۸
باقي اشتہارات هر دفعہ کے لیئے في سطر کالم	...	۲

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.
علیگڈہ انسٹیٹیوٹ پریس میں باهتمام محمد ممتازالدین چهپا اور مشتہر هوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 33. } THURSDAY, 14th AUGUST 1902. ع ۱۹۰۲ روز پنجشنبہ ۱۴ اگست سنہ

سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۳۳ }

تار برقي کي خبريں

(ماخوذ از پايونير)

لندن ۸ اگست

لارڈ جارج هملٹن نے آج انڈيا آفس ميں ايک پرائيويٹ جلسہ ملاقاتوں کا کيا ، اور اُس ميں هندوستاني کنٹنجنٹ کے تمام يوروپين اور هندوستاني عهدہ دار موجود تهے •

لارڈ جارج هملٹن نے هوس آف کامنز ميں ايک سوال کا جواب ديتے وقت جو سر ايم بهونگري نے جشن تاجپوشي کے هندوستاني مهمانوں اور فوج کي مدارات کے اخراجات کي تقسيم کي نسبت دريافت کيا يہہ بيان کيا کہ اس معاملہ کي نسبت اس وقت تک خط و کتابت هو رهي هی ، ليکن هر طرح پر خاطر خواہ فيصلہ کے هونے کي اُميد هی •

ايک سرکاري اعلان ميں بيان کيا گيا هی کہ مسٹر آسٹن چيمبرلين پوسٹ ماسٹر جنرل اور سر ڈبليو وال رونڈ ڈچي آف لنکاسٹر کے چينسلر مقرر کيئے گئے هيں •

مجلس کيبينٹ ميں سوشتہ کے طور پر مندرجہ ذيل تبديليوں کا اعلان کيا گيا هی — مسٹر ونڈهم مجلس کيبينٹ ميں داخل هونگے ، لارڈ لندن دري بور تعليم کے پريزيڈنٹ اور مسٹر رچي چينسلر خزانہ مقرر کيئے گئے هيں مسٹر ايکرس دگلس هوم آفس کو جاوينگے اور مسٹر آسٹن چيمبرلين پوسٹ ماسٹر جنرل مقرر کيئے جاوينگے — يہہ تبديلياں مجلس کيبينٹ ميں کي گئي هيں اور تقررات مندرجہ ذيل جو کيبينٹ سے تعلق نهيں رکهتے هيں عمل ميں لائے گئے هيں — ارل آف ڈڈلي آئرلينڈ کے لارڈ لفٹننٹ ، لارڈ هارتوک انڈر سکرٹري محکمہ جنگ ، لارڈ ونڈ سر کمشنر تعميرات ، سر ڈبليو وال رونڈ چينسلر ڈچي آف لنکاسٹر اور ارل پرسي انڈر سکرٹري هندوستان مقرر کيئے گئے هيں •

حضور ملک معظم ايڈورڈ هفتم کي تاجپوشي

ايک عاليشان جلوس — زرق برق منظر

گرجا ايبي ميں

افسوہ خلايق کي پر جوش سوگري

لندن ۹ اگست

لندن ٹاور ميں ۴۱ توپوں کي شلک اور هائيڈ پارک ميں ۲۱ توپ کي سلامياں سر هونے سے لندن کے باشندے علي الصباح اُٹهہ بيٹهے اور معلوم هوا کہ آج يوم مبارک تاجپوشي کا آغاز هی — گذشتہ شب کو بهت سے آدميوں نے اُس راستہ ميں جدهر سے شاهي سواري گذرنے کو تهي بسر کيا موسم عمدہ معلوم هوتا هی •

ملک معظم کو ۱۲ بجے ۴۰ منٹ پي ايم پر تاج پهنايا گيا •

مهمانوں اور عالي جناب شاهزادہ ويلز اور شاهزادي ويلز کي سواريوں کے گذرنے کے بعد حضور ملک معظم و ملکہ معظمہ کي سواري ۱۱ بجے صبح کے ايوان بکنگهم سے روانہ هوئي ، اس وقت زبان خلق سے نعرہ هاے خوشي بلند هوئے اور حضور ممدوح نے تبسم آميز اشارات سے اُس کو قبول

فرمایا — هندوستاني فوج جو وائٹ هال میں صف بسته کهڑي هوئي تهي اُس پر لوگوں کي خاصکر نظر پڑتي تهي — حضور ملک معظم نهایت تندرست معلوم هوتے تهے — ۱۱ بجے ۲۵ منٹ پر سواري گرجا ایبي میں پهونچي *

حضور ملکه معظمه اول درمیاني راسته سے گذریں اور ویسٹ منسٹر کے لڑکوں نے بآواز بلند کہا کہ " ملکه الگزنڈرا سلامت رهیں " — اس سے دو منٹ بعد " بادشاه ایڈورد سلامت رهیں " کي صدا بلند هوئي اور نفیري اور ترنا کي آواز سے ملک معظم کي آمد آمد کي خبر هوئي — حضور ممدوح شاهانه لباس زیب تن کیئے هوئے تهے اور امراء سلطنت شاهي نشانات لیئے هوئے حضور ممدوح کے همرکاب تهے *

ملک معظم اُس کرسي کي جانب جو تخت کے روبرو رکهي هوئي تهي تشریف لے گئے اور ملکه معظمه کي طرف تعظیما اشاره کرکے نماز کے واسطے گهٹنے ٹیکے — اس کے بعد تاجپوشي کي رسم عمل میں آئي اور صداے مبارکبادي هر چهار طرف سے سنائي دي اور باجا بجنا شروع هوا — کتاب مقدس کے پڑهے جانے کے وقت ملک معظم کهڑے رهے اور مضبوط اور صاف آواز میں قول قرار کیئے *

گرجا ایبي کا منظر نهایت عالي شان اور زرق برق تها ، اور اُس چمک دمک میں جس کے دیکهنے سے نگاه خیره هوتي تهي هندوستاني راجاؤں اور نوابوں کي پوشاکیں عجیب لطف دکهاتي تهیں *

ملک معظم کے سر پر تاج کے رکهے جانے کے بعد ارک بشپ آف کینٹربري جنکي آواز بسبب جوش طبعیت کے لکنت کرتي تهي تهوڑي دیر بیهوش هوگئے اور آرک بشپ آف یورک اور دوسرے دو بشپ نے اُن کو سهارا لگایا — تهوڑي دیر بعد اُن کي طبیعت اس قدر سنبهل گئي که وه اخیر تک اس رسم کو ادا کرسکے *

حضور ملک معظم نے تمام رسوم بغیر لغزش کے ادا فرمائیں — حلف کے وقت حضور ممدوح نے زمین پر گهٹنے ٹیک لیئے ، لیکن مذهبي اور قومي راگوں کے گائے جانے کے وقت کرسي پر بیٹهه گئے — ملک معظم نے حلف پر دستخط کیئے اور شمشیر سلطنت کمر سے باندهي گئي اور تمام نشانات بادشاهت کے لگائے گئے *

حد سے زیاده جوش وقت تاجپوشي کے جبکه دفعتاً گرجا میں روشني کردي گئي ظاهر کیا گیا اور ویسٹ منسٹر کے لڑکوں نے بآواز بلند چیرز دینا شروع کیا ، ترئي اور نفیریوں کي آواز آنے لگي ، خوشي کے گهنٹه بجنے لگے اور سلامیاں سر کي گئیں — ملک معظم تخت پر بٹهائے گئے اور پادري ، اور شاهزاده اور پیرز آداب بجا لائے — اس کے بعد پهر آواز دهل اور ترئي بلند هوئي اور سب لوگوں نے پکار کر کہا که " خدا حضور ملک معظم کو سلامت رکهے " *

آرک بشپ آف یورک نے ملکه معظمه کو تاج پهنایا اور اس کے بعد حضور ملک معظم اور ملکه معظمه نے عشاے ربانی لیا *

اس رسم کے خاتمه پر دو بجے حضور ممدوح گرجا بادشاه ایڈورڈس کو تشریف لیگئے جهاں که حضور ممدوح ارغواني لباس زیب بدن کیئے هوئے تهے — اس کے بعد حضور ملک معظم اور ملکه معظمه تاج پهنے هوئے اور عصاے شاهي هاتهه میں لیئے هوئے گرجا ایبي سے باهر تشریف لائے اور ایوان بکنگهم کو تشریف لیگئے جهانکه دو بجے پچپن منٹ پر سواري پهونچگئي — ملک معظم پورا لباس شاهي اور تاج پهنے هوئے بالا خانه پر جلوه افروز هوئے حضور ممدوح نے ملکه معظمه کو پکارا اور دونوں نے انبوه خلایق کو سلام کیا اُس وقت لوگ بڑے جوش خروش کے ساتهه چیرز دیتے تهے *

اس جلوس میں لارڈ کچنر پر سب طرف سے نظر پڑتي تهي *

---

۱۰ اگست

علاوه هندوستاني اور کالونیل سواروں کے جو دیر مجستي کي گاڑي کے همرکاب تهے ، تین هندوستاني ایڈیکانگ یعني مصاحب تهے — لارڈ رابرٹس معه دو مصاحبوں یعني دولت سنگهه اور مهاراجه بیکانیر کے شاهزاده ویلز کے همرکاب تهے — جو تین مصاحب حضور ملک معظم کي گاڑي کے همراه تهے وه مهاراجه صاحب بهادر کوچ بهار ، مهاراجه صاحب ایدر ، اور مهاراجه صاحب بهادر گوالیار تهے — جنرل گیسلي ، ایڈ مول سیمر اور لارڈ کچنر ایک علحده گروه میں هند کوارٹر اسٹاف کے آگے آگے تهے *

روشني نهایت عمده تهي خاصکر بنک ، رائل ایکسچینج ، مینشن هوس اور ویسٹ اینڈ کے کلبوں میں — سڑکوں پر لوگوں کے بکثرت هجوم نظر آتے هیں اور شور و غل مچاتے هیں *

ایک گهوڑا چونک کر معه گاڑي کے هندوستاني فوج کے اندر جو وائٹ هال میں متعین تهي گهس آیا اور دس آدمي زخمي هوئے اور وه اسپتال بهیجدیئے گئے *

حضور ملک معظم کا پیغام رعایا کے نام

میسور - ۸ اگست

پیغام مندرجه ذیل حضور ملک معظم قیصر هند کي طرف سے هز اکسلنسي وایسراے کے پاس آیا هی *

" میري رعایا کو واضح هو که میں اپني تاجپوشي سے ایک دن پهلے جو ایک ایسا واقعه هی جس کو میں اپني زندگي میں ایک نهایت اهم اور عظیم واقعه سمجهتا هوں ، اپني رعایاے سکنه ولایت و نو آبادیهاے و هندوستان سے اپني دلي قدر شناسي نسبت اُس همدردي کے ظاهر کرنا چاهتا هوں جو اُنهوں نے صدق دل سے میري نسبت اُس زمانه میں جبکه میري زندگي خطره میں تهي ظاهر کي تهي — مجهکو اندیشه هی که میري علالت کي وجه سے اس رسم کے ملتوي هونے سے اُن تمام

شخصوں کو جو اُس کي خوشي منانا چاهتے تهے ' بڑي پريشاني اور تکليف هوئي هوگي ' ليکن اُنهوں نے اس مايوسي کو قابل تعريف صبر و تحمل کے ساتهه برداشت کيا - جو دعائيں لوگوں نے ميري شفا کے واسطے مانگي تهيں ' وہ درجه اجابت کو پهونچيں ' اور اب ميں خداوند تعالي کا دلي شکريه اس لحاظ سے ادا کرتا هوں که ميري زندگي کو سلامت رکها ' اور مجهکو اُن اهم فرائض کے انجام دينے کے ليئے طاقت عطا فرمائي جو اس سلطنت عظيم کے بادشاہ هونے کي حيثيت سے مجهپر واجب هيں " *

اکولا - ۱۱ اگست

صوبه برار کے مسلمانوں کے ايک عام جلسه ميں نواب سلام الله خاں بهادر اسپيشل مجسٹريٹ ديول گهاٹ اُس ڈيپوٹيشن ميں شريک هونے کے ليئے ڈيلهگهٹ منتخب کيئے گئے جو دهلي کے دربار تاجپوشي ميں مسلمانان هند کي طرف سے ايڈريس پيش کرنے کے واسطے هز اکسالٹي وائسراے بهادر کي خدمت ميں حاضر هوگا *

يونيورسٹي کميشن

خاصه تجويزات کا

تعليم دينے والي يونيورسٹياں

پراني يونيورسٹيوں کے قانوني اختيارات کو اِس طرح پر وسعت دينا چاهيئے که تمام يونيورسٹياں بطور تعليم دينے والي جماعتوں کے تسليم کي جاسکيں - انڈر گريجوايٹوں کو خاصکر کالجوں پر چهوڑنا چاهيئے ' ليکن يونيورسٹياں اعلي درجه کے نصاب تعليم کے ليئے زيادہ تر عمدہ انتظام کرسکتي هيں ' اپنے خاص لکچرار مقرر کرسکتي هيں ' کتب خانه اور لبوريٹري (علمي تجربه کرنے کا مکان) قايم کرسکتي هيں اور اس بات کي نگراني کرسکتي هيں که جو طالب علم مقامات دور و دراز سے آويں اُن کے ليئے رهنے کے مکانات کا انتظام کيا جاوے *

يونيورسٹيوں کي مقامي حدود

(۱) هر ايک يونيورسٹي کي مقامي حدود کو به نسبت اُس کے جيسي که وہ اب هيں زيادہ تر صحت کے ساتهه قرار دينا چاهيئے - اس بات کا انتظام کرنا چاهيئے که جو ايفليئٹ کالج ممالک متوسطه ' ممالک متحدہ ' اور پنجاب وغيرہ ميں واقع هيں وہ کلکته کي فهرست ميں سے خارج کرديئے جاويں — مثلاً اضلاع متوسطه اور سنٹرل انڈيا کے کالج الهآباد سے متعلق هونے چاهيئيں - لنکا کے کالج جو اُمهد واروں کو کلکته کو بهيجتے هيں مدراس کو منتقل کرديئے جاويں ' الا اُس صورت ميں نهيں که حکام کالونيل اُن کي ضروريات کے واسطے زيادہ تر مناسب انتظام کرنے پر آماده هوں — جس انتظام کے بموجب گورنمنٹ پنجاب لهنؤ ميں يونيورسٹي کے امتحانات ليتي هي اُس پر نظر ثاني کرني چاهيئے *

(۲) اگر کوئي کالج جو کسي يونيورسٹي کي مقامي حدود کے اندر واقع هو کسي خاص وجه سے دوسري يونيورسٹي کے ساتهه شامل هونے کي درخواست کرنا چاهے تو اُسکي درخواست اولاً مقامي يونيورسٹي کے پاس بهيجني چاهيئے ' اور جب تک که دونوں سنڈيکيٹ رضامند نهوں اور گورنمنٹ هند منظور نه کرلے اُس وقت تک يهه درخواست منظور نهيں هوني چاهيئے *

تجاويز واسطے جديد يونيورسٹيوں کے

جديد يونيورسٹيوں کے قايم کرنے کا معاملہ اُس وقت تک که جو تبديلياں بالفعل موجودہ يونيورسٹيوں کے کانسٹيٹيوشن اور انتظام ميں تجويز کي گئي هيں اُن کي آزمايش از روے تجربه کے نهو جاوے ملتوي کيا جاوے *

مجلس سينٹ

(۱) جس اختيار کے بموجب بالفعل فيلوز مقرر کيئے جاتے هيں اُس ميں ايک نئي مجلس سينٹ کے مقرر کرنے کا بهي اختيار هونا چاهيئے — جديد منتظم جماعت کي بهرتي زيادہ تر يا کسي قدر موجودہ فيلوز ميں سے هوني چاهيئے ' ليکن اُن کي تعداد اُس انتهائي تعداد سے جو از روے قانون کے قرار دي جاوے متجاوز نهيں هوني چاهيئے - چنانچه ايک ۱۰۰ مناسب انتهائي تعداد تين پراني يونيورسٹيوں کے واسطے هوگي ' الا اُس صورت ميں نهيں که مدراس کے نزديک ايک کمتر تعداد کافي معلوم هو ' اور الهآباد اور لاهور کے ليئے ۶۰ کافي هوگي اس تعداد ميں وہ فيلوز جو باعتبار عهدہ کے مقرر هيں شامل نهيں هيں *

(۲) اس بات کا اختيار دينا چاهيئے که حاکم مجاز فيکلٹيوں کے مطابق فيلوز کي تقسيم کرے *

(۳) هر ايک يونيورسٹي ميں ايک فيکلٹي آرٹس کي جو زبانوں ' فلسفه ' اور تواريخ کي تعليم دے — اور ايک فيکلٹي سائنس کي جو مشاهدات اور تجربوں کے متعلق سائنس کي تعليم دے هوني چاهيئے *

(۴) کچهه ضرور نهيں هي که نسبتي تعداد جو متعدد فيکلٹيوں کے واسطے قرار دي جاوے تمام صورتوں ميں ايک هي هو - جس صورت ميں که ۱۰۰ انتهائي تعداد هو ' تو تقسيم مندرجه ذيل مناسب هوگي — آرٹس ۳۰ سائنس ' لا و ميڈيسن هر ايک بيس بيس ' اور انجنيرنگ ۱۰ *

(۵) جو اجازت فيلوز کے منتخب کرنے کي بابت تين پراني يونيورسٹيوں کو دي گئي هي ' اور جو قاعدہ دو جونير (يعني درجه دوم)

یونیورسٹیوں میں سے ہر ایک کے ایکٹ آف ان کارپوریشن میں مجلس سینٹ کی تجویز سے فیلوز کے انتخاب کے واسطے قرار دیا گیا ہی اُس کا قایم رہنا اور ازروے قانون کے منظور ہونا چاہیئے — حاکم مجاز کو اس بات کا اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ جدید مجلس سینٹ میں ایک مناسب تعداد موجودہ منتخب شدہ فیلوز کی مقرر کرے جو کل کے ایک دسویں حصہ سے زیادہ نہو، اور اس بات کا انتظام ہونا چاہیئے کہ اس قسم کے فیلوز اپنی اپنی جگہہ اس طریقہ میں خالی کریں کہ آیندہ سالانہ انتخاب معمولی وقت پر ہو جایا کرے — پرانی یونیورسٹیوں میں سینٹ کی تجویز سے یا الہ آباد اور لاہور میں گریجوایٹوں کی تجویز سے الیکشن کے جاری کرنے کا اختیار دیا جاسکتا ہی •

(۶) بعض صورتوں میں، اور خاصکر پنجاب یونیورسٹی میں ایکس آفیشیو (باعتبار منصب) فیلوز کی فہرست میں ترمیم کی ضرورت ہی — صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم باعتبار عہدہ مجلس سینٹ کے فیلو اور ممبر ہونے چاہیئیں •

(۷) کلکتہ کی یونیورسٹی میں بنگالہ کے لفٹننٹ گورنر یونیورسٹی کے ریکٹر چینسلر سے دوسرے درجہ پر مقرر کیئے جاویں، لیکن اس سے وائیس چینسلر کے اس حق کو کہ مجلس سینٹ کے جلسوں میں صدرنشین ہوا کریں کوئی مضرت نہیں پہونچیگی •

(۸) جدید مجلس سینٹ کے ممبروں کے تقررات پانچ برس کے واسطے ہونے چاہیئیں — ہر سال مقرر شدہ اور منتخب شدہ فیلوز میں سے پانچویں حصہ کو اپنی جگہہ خالی کردینی چاہیئے •

(۹) تمام تقررات صاف صاف اس شرط پر ہونے چاہیئیں، کہ جو شخص مقرر کیا جاوے وہ مجلس سینٹ کے جلسوں میں شریک ہونے کا ذمہ کرلے — جو ممبر فاصلہ پر رہتے ہوں ان کے سفر کے اخراجات ادا کرنے چاہیئیں — جو شخص مقام سکونت کی تبدیلی کی وجہ سے یا اور طرح پر یونیورسٹی کے کاروبار میں شریک ہونے کے لایق نہ رہے ہوں اُن کے ناموں کے خارج کرنے کا اختیار ہونا چاہیئے •

(۱۰) الیکشن کے واسطے قاعدہ مقرر کرنے، اور درصورت اُن الیکشنوں کے جو گریجوایٹوں کی تجویز سے عمل میں آویں، خواہ تو عموما یا بلحاظ کسی خاص الیکشن کے الکٹروں اور اُن شخصوں کی قابلیتوں کے قرار دینے کا جو بطور اُمیدوار کے تجویز کیئے جاویں اختیار دینا چاہیئے — الکٹر پانچ برس کے اور جو شخص منتخب کیئے جاویں وہ دس برس کے گریجوایٹ ہونے چاہیئیں — کسی اُمیدوار کے الیکشن کے منسوخ کرنے کا اختیار ہونا چاہیئے، بشرطیکہ حاکم مجاز کو بعد تحقیقات کامل یہہ بات باور ہوجاوے کہ الیکشن کے وقت اُسکی جانب سے ناواجب کوشش عمل میں آئی تھی •

(۱۱) موجودہ فیلوز جنکو سینٹ نے مقرر نہ کیا ہو فیلو شپ اعزازی امتیاز پر برقرار رہنے چاہیئیں — جہاں کہیں فیلوز کو مقامی قانونی، کونسل یا کسی میونسپل بورڈ کے ایک ممبر کے منتخب کرنے کا اختیار حاصل ہو، وہاں تمام موجودہ فیلوز کو الیکشن میں ووٹ دینے کا استحقاق ہونا چاہیئے •

(۱۲) آنریری فیلوشپ کی عزت آیندہ سے مناسب طور پر یونیورسٹی کے محسنوں اور اُن شخصوں کو دیجاسکتی ہی جو یونیورسٹی کی طرف سے عمدہ سلوک کے مستحق ہوں •

(۱۳) آیندہ سے کوئی فیلو شپ صرف بطریق خوشنودی نہ دی جایا کرے •

(۱۴) مجلس سینٹ کی ترتیب اس طرح پر ہونی چاہیئے کہ اُس میں مندرجہ ذیل اشخاص کی راے کی مناسب وقعت کی جاوے •

(الف) یونیورسٹی اور کالجوں کے ٹیچر خصوصاً کالجوں کے افسر (یعنی پرنسپل) •

(ب) وہ اشخاص جو علم کے کسی شعبہ میں بلحاظ اپنی استعداد کے ممتاز ہوں اور یونیورسٹی کے کاروبار میں حصہ لینے کی قابلیت رکھتے ہیں •

(ج) عالمانہ پیشوں کے سربرآوردہ رکن •

(د) گورنمنٹ کے قائمقام •

(۱۵) مجلس سینٹ میں بذریعہ پراکسی (قایم مقام) کے ووٹ دینے کی اجازت نہ ہونی چاہیئے •

(۱۶) کسی قاعدہ کی منسوخی یا تبدیلی کے واسطے محض ایک مجارٹی کافی ہوگی، کیونکہ ایسی صورتوں میں گورنمنٹ کی منظوری بھی درکار ہی •

فیکلٹی

(۱) فیکلٹیوں کی ترتیب میں یکساں طریقہ کی نسبت زور دینا کچھہ ضرور نہیں ہی — اگر آرٹ اور سائنس علحدہ کردیئے جاویں تو پانچ فیکلٹی یعنی آرٹ، سائنس، لا، میڈیسن اور انجنیرنگ کی ہونگی پڑھانا واجبی طور سے فیکلٹی آف آرٹس سے اور زراعت فیکلٹی آف سائنس سے متعلق کی جاسکتی ہی •

(۲) مشرقی علم کی ایک فیکلٹی کا قایم کرنا جس میں دگریاں و خطابات سے علحدہ بغیر انگریزی کے دیجاویں، نا مناسب معلوم ہوتا ہی — بلکہ مشرقی خطابات کے امتحانات میں بھی امیدواروں کو اس بات کی ترغیب دینی چاہیئے کہ وہ اپنی لیاقتوں میں انگریزی کو بھی اضافہ کریں •

(۳) بغیر اس کے کہ تجارت کی ایک فیکلٹی قایم کی جاوے، یونیورسٹیاں تجارتی مجلسوں کے اتحاد سے عمدہ تجارتی تعلیم کی

روز افزوں ضرورت کو پورا کرسکتي هیں— بالفعل تجارت میں ایک ڈگري عطا کرنے کي بحث پیش کرنا کچھہ ضرور نہیں هی *

(۴) دینیات کي ایک فیکلٹي کے واسطے انتظام کرنا نہ تو ممکن اور نہ قرین مصلحت هی *

بورڈ آف اسٹڈي (کتب درسي)

(۱) مجلس سینٹ کو نامزدگي اور الیکشن کے مناسب قواعد کي پابندي کرکے اپنے خاص ممبروں سے اس قسم کے بورڈ آف اسٹڈي جیسے کہ وہ ضروري خیال کرے مقرر کرنے چاهیئیں *

(۲) کسي بورڈ کو کسي کتاب کي نسبت بجز تحریري رپورٹ کسي لایق شخص کے جس نے اُس کو پڑہ لیا هو سفارش نہیں کرني چاهیئے *

(۳) جو سوالات کاغذات امتحان سے متعلق هوں ن کي نسبت بورڈ سے استفسار کیا جا سکتا هی ' لیکن پنجاب کا یہہ قاعدہ کہ تمام اعتراضات کي نسبت اس طرح پر استفسار کیا جاوے نا مناسب هی — اس قسم کے اعتراضات مجلس سنڈیکیٹ کے روبرو پیش هونے چاهیئیں اور اُس کو اختیار هوگا کہ یا تو اُن کا فیصلہ کرے یا اُن کو بورڈ کے پاس بهیجدے *

مجلس سنڈیکیٹ

(۱) کلکتہ اور مدراس میں جو یہہ قاعدہ جاري هی کہ کوئي فیلو اگر وہ اُس شہر میں یا اُس کے قریب جہاں یونیورسٹي واقع هو نہ رهتا هو مجلس سنڈیکیٹ کي ممبري کے لایق نہیں هی اس کو منسوخ کرنا چاهیئے *

(۲) سنڈیکیٹ ایک بڑي جماعت نہیں هوني چاهیئے — کم سے کم تعداد ۹ معہ وایس چینسلر کے ' اور زیادہ سے زیادہ تعداد ۱۵ قرار دي جاسکتي هی *

(۳) ڈائرکٹر سوشته تعلیم باعتبار عہدہ کے مجلس سنڈیکیٹ کا ممبر اور وایس چیرمین هونا چاهیئے اور بجز اس صورت کے کوئي تقررات باعتبار عہدہ کے نہیں هونے چاهیئیں *

(۴) مجلس سنڈیکیٹ سینٹ کي تجویز سے منتخب هوني چاهیئے ' اور اُسکے ممبر نامزدگي اور الیکشن کے مناسب قواعد کي پابندي کے ساتهہ متعدد فیکلٹیوں کے ظاهر کرنے کے لیئے کسي مناسبت سے منتخب هونے چاهیئیں ' هر ایک فیکلٹي کے قایمقاموں میں کالجوں کے ایک یا زیادہ افسر یا پروفیسر قاعدہ مندرجہ ذیل کے بموجب شامل هوں — یعني جہاں کہیں سینٹ کے دو ممبر سے زیادہ کسي فیکلٹي کے لیئے منتخب نہ کیئے گئے هوں وهاں اُن میں سے بهرکیف ایک ممبر کالج کا افسر یا پروفیسر هو — اور جہاں کہیں دو سے زیادہ ممبر اس طرح پر منتخب کیئے جاویں اُن میں سے بهر کیف زیادہ تعداد کالج کے افسروں یا پروفیسروں کي اُس فیکلٹي میں هوگي *

اس قاعدہ سے سنڈیکیٹ کي تعلیم دینے والے ممبروں کي تعداد کا محدود کرنا مقصود نہیں هی — جو تعداد قرار دي گئي هی اگر اُس سے تجاوز هوجاوے تو کچھہ مضایقہ نہیں هی ' لیکن جو کم سے کم تعداد از روے قاعدہ کے مقرر کي گئي هی اُس پر ضرور زور دینا چاهیئے *

(۵) سنڈیکیٹ از روے قانون کے یونیورسٹي کي کار پرداز اتهارٹي تسلیم هوني چاهیئے ' اور اُس کے بعض اختیارات سینٹ سے علحدہ عمل میں آنے چاهیئیں — یہہ امر نا پسندیدہ هی کہ (الف) جو تقررات سنڈیکیٹ عمل میں لاے (ب) جو فیصلے کالجوں کے ایفلیئیشن (شامل کرنے) اور اُن کے علحدہ کرنے کي نسبت کیئے جاویں اور (ج) جو معافیاں امتحان کے قاعدوں سے کي جاویں اُن پر مجلس سینٹ میں نظر ثاني هوني چاهیئے *

رجسٹرار و اسٹاف

۱ — رجسٹرار ایک ایسا عہدہ دار هونا چاهیئے جو اپنا پورا وقت یونیورسٹي کے کاروبار میں صرف کرے ' وہ سینٹ کي تجویز سے به منظوري گورنمنٹ مقرر هونا چاهیئے ' اُس کي خدمات قابل پنشن هوني چاهیئیں ' اور اس کي تنخواہ اسقدر هوني چاهیئے کہ ایک اعلی درجہ کي علمي لیاقت رکهنے والے شخص کي خدمات بهم پهونچ سکیں— درصورت بدچلني یا غفلت کے وہ سنڈیکیٹ کي تجویز سے به منظوري گورنمنٹ قابل موقوفي هونا چاهیئے جبکہ رجسٹرار رخصت پر غیر حاضر هو تو سنڈیکیٹ کو اُس کي جگہہ بطور قایم مقام کسي شخص کے مقرر کرنے کا اختیار حاصل هونا چاهیئے — کسي قائمقام تقرر کي نسبت مجلس سینٹ میں نظر ثاني یا بحث نہیں هوني چاهیئے *

۲ — عملہ متحت مستقل هونا چاهیئے ' اور سنڈیکیٹ کو شرائط تقرر اُسي کے لحاظ سے قرار دینے چاهیئیں *

یونیورسٹیوں اور کالجوں کے کتب خانے

یونیورسٹیوں اور کالجوں دونوں کے متعلق عمدہ کتب خانے مہیا کرنے چاهیئیں ' تاکہ طالب علموں کو بطور خود اور سوچ سمجهکر پڑهنے کي عادت ڈالنے کا موقع مل سکے *

یونیورسٹي کے گریجوایٹ

۱ — هر ایک یونیورسٹي میں گریجوایٹوں کا ایک رجسٹر هونا چاهیئے — جن شخصوں کے نام اور پتہ اِس رجسٹر میں درج کیئے جاویں اُن کو سالانہ ایک فیس ادا کرني چاهیئے ' اور هر ایک گریجوایٹ مندرجہ رجسٹر کو کلندرہ کي ایک کاپي ملني چاهیئے *

۲ — مجلس سنڈیکیٹ کو اِس بات کا اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ رجسٹر سے کسی گریجوایٹ کا نام جس کے ذمہ کوئی ایسا جرم ثابت ہو جسکی وجہ سے وہ یونیورسٹی کا ممبر ہونے کے لایق نہ رہا ہو رجسٹر سے خارج کردے - جو فیلوز موجود ہوں اور ووٹ دیتے ہیں اُن میں سے دو ثلث کی منظوری اس مقصد کے واسطے طلب کرنی چاہیئے *

۳ — جہاں کہیں الیکشن کے حقوق گریجوایٹوں کو دیئے جاویں وہاں اُن شخصوں کو جن کے نام درج رجسٹر نہوں ووٹ دینے کی اجازت نہوں ہونی چاہیئے *

۴ — گریجوایٹوں کی ایک مجلس مقرر کرنے کے معاملہ پر غور کرنا ہنوز بے موقع ہی *

ایفلیئیشن کے قواعد

ایفلیئیشن کے جدید قواعد ہر ایک یونیورسٹی کے لیئے اس طرح پر مرتب کرنے چاہیئیں کہ اُمور مندرجہ ذیل کی نسبت قرار واقعی اطمینان ہوجاوے *

(الف) جب تک پوری پوری اطلاع حاصل نہو اُس وقت تک کوئی کالج یونیورسٹی کے ساتھہ شامل نہیں کیا جاویگا — ہر ایک صورت میں صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم یا کسی حاکم مجاز کی ایک علحدہ رپورٹ ہونی چاہیئے ' جس سے ظاہر ہو کہ جدید کالج کی کس وجہ سے ضرورت ہی اور اُس کے مالی استحکام کے لیئے کیا کفالتیں ہیں *

(ب) جو کالج ایک مرتبہ داخل ہوجاوے اُس کو قابلیت کے اُس درجہ سے نہیں گرنے دینا چاہیئے جو ایفلیئیشن کے لیئے درکار ہی - سنڈیکیٹ کو وقتاً فوقتاً اس امر کی نسبت اپنا اطمینان کرلینا واجب ہی - اکثر صورتوں میں صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم کے دفتر سے حالات معلوم ہوسکینگے ' اور یونیورسٹی کو ایک انسپکٹر یا بورڈ آف انسپکٹرس مقرر کرنا ضروری نہوگا ' لیکن سنڈیکیٹ کے ممبروں کو یہہ دستور مقرر کرنا چاہیئے کہ وہ وقتاً فوقتاً اُن کالجوں کو جو اُن کے علاقہ کے اندر واقع ہوں معائنہ کیا کریں — سنڈیکیٹ کو کسی وقت پر کسی ایفلیئیٹڈ کالج کے باضابطہ معائنہ کرنے کی نسبت حکم دینے کا اختیار ہونا ہیئے *

کالج کی حماعت منتظم

ایک کالج کا دارو مدار ایک شخص واحد کی دلچسپی یا خود رائی پر نہیں ہونا چاہیئے — اگر تنخواہوں اور دیگر ضروری اخراجات کے ادا کرنے کے بعد کچھہ توفیر ہو تو اُس کو کالج کی ترقی میں صرف کرنا چاہیئے — ہر ایک کالج کے لیئے ایک منتظم جماعت ہونی چاہیئے جو باقاعدہ مقرر کی جاوے *

کالج کا ٹیچنگ اسٹاف یعنی پڑھانے والا عملہ

۱ — ٹیچنگ اسٹاف اُس سلسلہ خواندگی کے پڑھانے کے لیئے جو اختیار کیاجاوے کافی ہونا چاہیئے *

۲ — ہر ایک کالج میں ایک کونسل روم یا عام کمرہ ہونا چاہیئے جس میں پرنسپل اور پروفیسر اپنے کام کا انتظام کرنے اور اپنے طالب علموں کی نسبت گفتگو کرنے کے لیئے جمع ہوا کریں *

مکانات ، فرنیچر وغیرہ

(۱) سنڈیکیٹ کو ہر ایک کوشش اس بات کے لیئے کرنی چاہیئے کہ ایفلیئیٹڈ کالجوں کے مکانات مناسب اور معقول ہوں ' اور طالب علموں کی تندرستی اور آسایش کے واسطے کافی انتظام ہو *

(۲) جہاں کہیں کافی جگہہ موجود ہو پرنسپل اور بعض پروفیسروں کو کالج کے اندر یا بالکل اُس کے قریب رہنا چاہیئے *

(۳) کالج اور اُن کے متعلق مکانات بہ نسبت اُس کے جیسے کہ وہ اب اکثر صورتوں میں ہوتے ہیں زیادہ تر شاندار اور خوشنما ہونے چاہیئیں *

(باقی آیندہ)

جلسہ تہنیت تاج پوشی

از جانب شیروانی افغانان ضلع علیگڈہ و ایٹہ

شیروانی افغان خاندانوں کے جو ضلع علیگڈہ و ایٹہ میں زمیندار ہیں ایک بڑے جلسہ میں جو ۹ اگست سنہ ۱۹۰۲ ع کو بمقام بھیکم پور ہز امپیریل مجستی حضور قیصر ہند کی جشن تاج پوشی کی خوشی میں منعقد ہوا مندرجہ ذیل رزولیوشنوں کی تحریک کی گئی اور وہ نہایت گرمجوشی کے ساتھہ بالاتفاق منظور ہوئے *

۱ — تجویز ہوئی کہ محمد عبدالشکور خاں صاحب جلسہ کے صدر انجمن منتخب کیئے جاویں *

Coronation-Congratulatory Meeting of the Sharwani Afghans of the Aligarh and Etah Districts.

At a large and influential Meeting of the Sharwani Afghan families, Zemindars of the Aligarh and Etah Districts, held at Bhikampur, on the 9th August 1902, to celebrate the day of the Coronation of His Most Gracious and Imperial Majesty the Emperor of India, the following Resolutions were proposed and unanimously and enthusiastically passed :—

1. Resolved that M. Abdul Shakur Khan Sahib be elected Chairman.

۲ — تجویز ہوئي کہ محمد مزمل اللہ خاں صاحب بطور سکرٹري منتخب کیئے جاویں *

۳ — تجویز ہوئي کہ شیرواني افغانوں کے خاندان آج کے دن اپنے اپنے مکانوں پر خوشي منائیں اور اُس کو بطور ایک خاص تیوہار کے سمجھیں *

۴ — تجویز ہوئي کہ شیرواني افغانوں کے ہر ایک گانوں کي مسجد میں ہز امپیریل مجستي حضور قیصر ہند کي شفا یابي پر نماز شکرانہ ادا کي جاوے *

۵ — تجویز ہوئي کہ ہرایک شیرواني افغان زمیندار محتاجوں کو خیرات تقسیم کرے *

نوٹ — رزولیوشن مذکورالصدر کے منظور ہونے کے بعد جلسہ کو اطلاع دي گئي کہ ریاست ہاے مندرجہ ذیل میں پہلے ہي سے محتاجوں کو کھانا کھلایا گیا اور غلہ اور روپیہ بطور خیرات کے تقسیم ہوچکا ہی *

(۱) — محمد عبدالشکور خاں (۲) — محمد مزمل اللہ خاں — زردو ریاست بھیکم پور (۳) — شیرواني افغانان ریاست دتاولي *

۶ — تجویز ہوئي کہ چھرہ کے شیرواني افغانوں کے اسکول کے طالب علموں کو دو اسکالرشپ دینے کے لیئے چندہ کیا جاوے اور اُس کے وصول رنے کے لیئے ایک فنڈ کھولا جاوے چنانچہ اُسي وقت پانسو روپیہ کا چندہ گیا *

۷ — تجویز ہوئي کہ اس روئداد کي نقلیں مندرجہ ذیل †حکام کي خدمت میں بغرض اطلاع اور مندرجہ ذیل ‡ اخبارات کے مہتممون کے اس اس غرض سے بھیجي جاویں کہ وہ براہ مہرباني اپنے اخبار میں س کو درج فرماویں *

جلسہ کے خاتمہ پر شیرواني افغان خاندانوں کے شکریہ کا جو ایسے سخت وسم میں ذاتي تکلیف گوارا کرکے بغرض شرکت جلسہ تشریف لائے تھے ر نہز صاحب صدرانجمن کے شکریہ کا ایک ووٹ پاس کیا گیا *

A vote of thanks was duly passed at the conclusion of the meeting to the members of the Sharwani A ghan families who had at great personal discomfort undertaken in the trying and inclement season long and distant journeys to attend this meeting and also to the Chairman for so kindly presiding.

2. Resolved that M. Mezammill-ul-lah Khan Sahib be elected Secretary.

3. Resolved that the families of the Sharwani Afghans celebrate at their residences this day as a joyful and happy one and observe it as a special and closed holiday.

4 Resolved that thanks giving services be held in every mosque of every village owned by the Sharwani Afghans for the sa e and speedy recovery vouchsafed to His Most Gracious and Imperial Majesty the Emperor.

5. Resolved that charities be distributed to the poor by every Sharwani Afghan Zemindar.

Note.—Just after the above resolution had been duly passed and recorded it was brought to the notice of the meeting that the poor had already in anticipation been fed and that both grain and money had been distributed in charity in the estates noted below, *viz*:

(*i*) M. Mahomed Abdul Shakur Khan, and (*ii*) M. Mozammil-ul lah Khan both of the Bhikampur Estate; and (*iii*) the Sharwani Afghans of the Datauli Estate.

6. Resolved that a fund be opened to receive monies to be raised and collected for the grant of 2 scholarships to be given to the students and scholars of the Sharwani Afghan School at Charrah and Rs. 500 was subscribed for on the spot.

7. Resolved that copies of the proceedings be sent to the following Government Officials* or their kind information and that copies be sent to all the public English and Vernacular newspapers† or kind insertion in their papers.

† ۱ — صاحب کلکٹر بہادر علیگڈہ —
۲ — صاحب کمشنر بہادر قسمت میرٹھہ —
۳ — صاحب کلکٹر بہادر ایٹہ —
۴ — صاحب کمشنر بہادر قسمت آگرہ —

‡ ۱ — اخبار پایونیر —
۲ — انڈین ڈیلي ٹیلیگراف —
۳ — علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ —
۴ — پنجاب آبزرور —

* GOVERNMENT OFFICERS

1. Collector of Aligarh.
2. Commissioner of Meerut Division.
3. Collector of Etah.
4. Commissioner of Agra Division.

† PUBLIC NEWSPAPERS.

1 *The Pioneer.*
2. *The Indian Daily Telegraph*
3 *The Aligarh Institute Gazette.*
4. *The Punjab Observer.*

A CORONATION ODE

BY

KEDAR NATH, B. A., LL. B., *Vakil, High Court, Aligarh.*

Soft on the hoary Thames, this day, the dimpling waters swell,
And fanned by gales, from north, the rippling waves sweet music tell.
Borne on his bosom blue, the boats in merry dance all glide,
Full-breasted like the snowy swan against the heaving tide.
Half on the briny deep the bands of choiring mermaids rise,
And fill the air with siren songs throughout the vaulting skies.
The fairies flap their little wings, now, in the air, unseen,
Now down they flock to dance, and trip in rings the mountain green.
Green-mantled groves now clap their hands, their leafy cymbals clang,
As rocked by breezes, to and fro, their flowery garlands hang.
Fast fly the fretting falls with fogs and foamy flakes full-flown;
Slow roll their crystal floods the babbling brooks with bubbles blown.
Dun rolls a cloud with fitful lightning's flash on frowning fort;
Far ring the hill and vale round, at the booming gun's report.
Flutter the flags, in wind, unfurled, and fixed on turrets high,
All rustling wave the Union Jacks full open to the sky.
Up in the air in rainbow dance a host of banners fly,
Whose motley hues, like evening clouds, rich seem to paint the sky.
White-robed all heaven's heralds fly, and blow their trumpets round;
Full with the voice of minstrel-angels hill and vale resound.
Sweet chime their tiny tinkling bell's the churches through the land,
High sounds, in merry mirth, its joyful notes the piping band.
While Nature keeps this order up, men join in sweet accord,
Quick from my trance I rise, and touch my lyre's sweet sounding chord.
For honors high and great these notes of heaven and earth proclaim,
That come to crown KING EDWARD'S world-renowned and blessed name.
Full bright he rides, the even star, before a twinkling host
Like one that led the Wise-Men on, to distant Judah's coast.
True honor't is to win the hearts with all a parents' love,
To ever do the right and just and fear the God above.
Enthroned he sits, more honored yet, in peoples' heart and crowned
With all the Country's laurels green, and Fortune's wreathes brow-bound.
And thus God save him long to rule, with Heaven's mandates high,
O'er us, our lord supreme, in whom our hopes all centred lie.

God Save the King.

لا یلٹی

ہم کسي ایسے اُردو لفظ سے واقف نہیں ہیں جو لا یلٹي کے معني اور مطلب کو بخوبي ادا کرتا ہو — ہر چند کہ لایل کا ترجمہ وفا دار کیا جاتا ہی مگر اس لفظ کا مترادف انگریزي میں فیتھفل ہی نہ کہ لایل — ہمکو اندیشہ ہی کہ اس کا یہہ مطلب نہ سمجھا جاے کہ چونکہ زبان میں لفظ نہیں ہی لہذا ملک میں خیال اور فیلنگ ہي نہیں ہی — عرصہ تک ولایت میں بعض نا یک خیال لوگ یہہ سمجھتے رہے کہ ہندوستانیں میں شکر گذاري کا فیلنگ نہیں ہی اسي وجہ سے اُن کي زبان میں اظہار شکر گذاري کے واسطے کوئي لفظ بھي نہیں ہی — غالبا اس خیال کي یہہ بنیاد ہوگي کہ جس موقعہ پر اہل یورپ تھینکس (شکریہ) کا لفظ اثناء ملاقات میں استعمال کرتے ہیں ہملوگ بالعموم اُس موقع پر تسلیم کرنے ہیں یا سلام کرتے ہیں — اس سے یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اس قسم کي غلط فہمیاں صرف اہل یورپ ہي کو ہوتي ہیں — ابتدا میں سیکڑوں غلط فہمیاں ہندوستان میں انگلستان کي بابتہ بھي تھیں — گو اس قسم کي بالکل غلط فہمیاں اب بھي قطعي مفقود نہیں ہوئي ہیں تاہم بہت کم ہوگئي ہیں اور روز بروز کم ہوتي جاتي ہیں — سب سے زیادہ خوشي کي بات یہہ ہی کہ اب وہ زمانہ بہت دور گیا جبکہ ہندوستان کي لا یلٹي پر شبہہ کیا جاتا تھا — بے شک بعض اوقات ایسے افسوسناک واقعات پیش آ جاتے ہیں کہ جن سے بعض اینگلو انڈین اخبارات کو یہہ موقعہ مل جاتا ہی کہ ہندوستانیوں کي لا یلٹي پر شک ظاہر کرکے اُن کي آزادي میں خال ڈالنے کي صورت پیدا کریں لیکن ایسے واقعات کے اصل معني اور مطلب بالکل دوسرے ہوتے ہیں جن کے سمجھنے والے اور سمجھانے والے روز بروز زیادہ ہوتے جاتے ہیں — چند سال ہوئے کہ پونا میں بعض افسروں کے قتل کا واقعہ پیش آیا تو اینگلو انڈین اخبارات اور اینگلو انڈین سرکل کے بعض طبقوں میں بد گمانیاں بکثرت اور بہت بري قسم کي پیدا ہوگئیں *

ایک صاحب نے جنکے معزز ہونے کا پانیر نے اپنے ناظرین کو یقین دلایا تھا صرف اظہار راے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے ذاتي علم سے یہہ ظاہر کیا کہ بہت بري قسم کي سازش کا جال پھیلا ہوا ہی اور سرنگ اُڑانیکي تاریخ تک مقرر ہوگئي ہی — کیا یہہ بات قابل غور نہیں ہی کہ جو لوگ تعلیم و تہذیب اور عقل و دانش میں ایسے اعلی اور برتر ہوں وہ بعض اوقات ایسي باتوں کو صحیح سمجھیں جو ہم لوگوں کي دانست میں محض بے بنیاد بلکہ ہنسي کے قابل ہوتي ہیں — حقیقت یہہ ہی کہ ایسے واقعات کے اصل معني سمجھنے کے لیئے جس قدر واقفیت کي ضرورت ہی وہ اب تک حکمران قوم کو حاصل نہیں ہوئي — یہہ ایک نہایت اندیشہ ناک حالت ہی خاصکر اس وجہ سے کہ نازک مواقعہ پر خود ہندوستانیوں کو اس قدر جرأت بہت کم ہوتي ہی کہ جو خیالات یورپین حکام کے ذہن نشین ہوگئے ہوں اُن کي تردید کریں — ہندوستانیوں کو عام طور پر یہہ خیال ہی کہ یورپین اپنے خیالات میں بہت مستحکم ہوتے ہیں پس ایسے ہندوستاني صیغہ ملازمت میں پھر کیف بہت زیادہ نہیں ہیں جو تردید اور مباحثہ کي ذمہ داري قبول کریں — یہہ زیادہ آسان ہوتا ہی کہ تائید کیجاے — خیالي مشکل پیدا کیجاے پھر خود ہي اپني مستعدي

اور بیدار مغزی سے اُس مشکل کو رفع کیاجاے اور ایک خاص گروہ میں نام آوری حاصل کیجاے —

بحث یہہ ھی کہ اس مرض کا علاج کیا ھی؟ ھم نے تحریر کیا ھی کہ اس غلط فہمی کی اصل بنیاد ناواقفیت ھی — پس جس ذریعہ سے باھمی واقفیت زیادہ ھوگی اُسی کو اس مرض کا علاج سمجھنا چاھیئے — بیشک وقت جوکہ ایک نیچرل فورس ھی ھمارے ساتھہ ھی لیکن اگر کوئی دوسری چیز ایسی ھی جس سے اس مطلب کے حصول میں مدد مل سکتی ھی تو وہ تعلیم ھی — تعلیم سے جو تبدیلیاں ظاھری اور باطنی انسان میں پیدا ھوتی ھیں وہ اس بات کی ضرور ممد اور معاون ھیں کہ وہ اُس پردہ کو اُٹھا دیں جو ھمارے اور اھل یورپ کے درمیان حاجب ھی — تعلیم اس معاملہ میں دو مختلف طریقوں سے اثر کرتی ھی — اولا وہ اس واقعہ کے سمجھانے میں مدد دیتی ھی کہ واقعی اور بلا تصنع انگریزی حکومت ھندوستان کے حق میں اس قدر مفید ھی کہ اُس سے بہتر کوئی صورت ممکن نہیں ھی — دوم تعلیم ایک ذریعہ اور وسیلہ اسبات کی ھوتی ھی کہ ھمارے اصل خیالات اور فیلنگس کو اھل یورپ بہ آسانی سمجھہ سکیں — اُس نئی روشنی سے جو دل میں ایجاد ھوئی ھی ھمارے اکثر ناظرین واقف ھونگے — ھماری مراد علیگڈھ کی نئی روشنی سے نہیں ھی گو اثر اُس کا بھی ایسا ھی ھی — ھماری مراد ایکس (x) ایکس ریز سے ھی جس سے ڈاکٹر کو جسم کی اندرونی حالت دریافت ھوتی ھی — ھماری راے میں تعلیم اسی قسم کی روشنی ھی *

بعض لوگ یہہ اعتراض کرینگے کہ تعلیم سے پولیٹکل ایجیٹیشن پیدا ھوتی ھی — یہہ دوسری بحث ھی جسکو ھم اس وقت قطع کرنے پر مجبور ھیں — ھم صرف اسی قدر کہنا کافی سمجھتے ھیں کہ دیکھو ھمارے کالج کو جو بفضل خدا لا یلٹی کا بھی اُسی طرح مرکز ھی جسطرح تعلیم اور تہذیب اور ریفارم کا — جو لوگ کالج کی امداد کرتے ھیں وہ صرف تعلیم میں ھی مدد نہیں کرتے بلکہ اُس لا یلٹی کی بیخ اور بنیاد بھی مضبوط کرتے ھیں جو اُن کے اور ھمارے داروں میں موجزن ھی *

کارونیشن

عطیہ بسلسلہ تاج پوشی

ھمکو اس بات کے اعلان سے نہایت مسرت ھی کہ خان بہادر غلام احمد خاں صاحب نے جو ریاست کشمیر کے اعلی عہدہ دار اور کالج کے ٹرسٹی ھیں ھمکو بذریعہ تار اطلاع دی ھی کہ رسم تاجپوشی کے سلسلہ میں وہ ایک کارونیشن گولڈ مڈل ھمارے کالج کے کسی ایسے مسلمان طالب علم کو دینگے جو بی — اے کلاس کے امتحان ریاضی میں اول آے — علاوہ ازیں خان بہادر موصوف نے ایک وظیفہ ۱۰ روپیہ ماھوار کا دوسال کے واسطے بی — اے — کے طالب علم کو دینا منظور کیا ھی *

علی ھذا

نواب یوسف علی خاں صاحب رئیس چھتاری نے بھی اس سلسلہ میں مبلغ پانسو روپیہ مسجد کے واسطے منظور کیا ھی *

نیز جناب نواب صاحب بہادر لہارو سر امیرالدین خاں صاحب ٹرسٹی کالج نے مبلغ ۵۰ روپیہ عطا فرمایا ھی *

جلسہ مبارک باد کالج میں

بوجہ تعطیل کلاں کے فی‌الحال کالج اُس زمانہ کو یاد دلاتا ھی جبکہ وہ ایک غیر آباد قطعہ تھا — تاھم ٹرسٹیان کالج موجودہ علیگڈھ اور بعض مسلمان حکام و عمایدنے تاجپوشی کی خوشی اور اپنی دلی وفاداری کے اظہار کی غرض سے اسٹریچی ھال میں جلسہ کیا اور حضور ویسراے کی خدمت میں تار مبارکباد روانہ کیا — اس تار کا جواب بھی حضور ویسراے نے نہایت مہربانی سے عنایت فرمایا ھی *

ڈیوٹی ڈیپوٹیشن

چندہ مدرسۃ‌العلوم

جیسا کہ قبل ازیں لکھا گیا ھی ھمارے کالج کے طلباء جن میں بعض ایسے ھیں کہ جن کو فارغ‌التحصیل کہا جاسکتا ھی جابجا مختلف صوبوں میں بغرض فراھمی چندہ دورہ کر رھے ھیں — جو کامیابی اُن کو ھوئی اور ھو رھی ھی اور نیز جو مدارات اور شفقت اُن پر کی جاتی ھی اُس کی اِطلاع بذریعہ اخبار ھم اس خیال سے نہیں دیتے ھیں کہ وہ کیفیت بذات خود دلچسپ ھی بلکہ حقیقت یہہ ھی کہ یہہ ھمارا فرض ھی کہ ھم پبلک طور پر اُن حضرات اور معاونان کالج کا شکریہ ادا کریں جن سے ھمارے طلباء کو مدد ملتی ھی — اس سلسلہ میں ایک بات ایسی ھی کہ جس کا ھم خاص طور پر ذکر کرنا چاھتے ھیں اور وہ یہہ ھی کہ چھوٹی سے چھوٹی رقوم دینے میں بھی ھمدردان قوم کو اُس حالت میں تامل نہ کرنا چاھیئے جب کہ دو چار دس پانچ روپیہ دینا بلا سخت تکلیف اُٹھانے ممکن نہو — وہ حالت تو بالکل دوسری ھی جسکی بابت ھمارے ایک ممبر نے کچھہ عرصہ ھوا ھمکو لکھا تھا کہ ایک فارغ‌البال بزرگ کی خدمت میں اُن کو حاضری کا اتفاق ھوا — اول تو کالج کی بابت اُن کو کچھہ شکوک تھے جن کو رفع کرنے کی کوشش میں وقت کثیر صرف ھوا بعد ازاں ایک پیسہ سے ابتدا کی گئی اور دو آنہ پر خاتمہ ھوا — یہہ نیلام کس چیز کا تھا خود اپنی ھمت اور ھمدردی کا — ایسے حالات سے قطع نظر کرکے ھم پبلک کو یقین دلاتے ھیں کہ وہ رقوم جن سے ھمارا اور ھر ھمدرد قوم کا دل متاثر ھوتا ھی بسا اوقات بہت

خفیف مالیت کي هوتي هیں — هم نے بارها کها هی اور هم پهر کهتے هیں که اگر هر مسلمان صرف پیسه پیسه اور دو دو پیسه بهي اپنے اوپر فرض کر لے تو قوم کا بیڑا پار هی — یهه ڈیوٹي یعني انجمن‌الفرض جسکے ممبر جا بجا دوره کر رهے هیں بالخصوص طلباء کي انجمن هی اور اس کا خاص مقصد زیاده تر چهوٹي چهوٹي رقوم کا جمع کرنا اور بڑي رقوم کو به هزار شکر گذاري قبول کرنا هي اس امر کي صراحت کرنا بهي مفید هوگا که سر سید میموریل فنڈ جس کا محاصل کالج کے سرمایه میں شامل هوتا هی جداگانه فنڈ هی — اگرچه طلبا کے ڈیوٹیشن ڈیوٹي فنڈ کے صوبه سے دوره کر رهے هیں تاهم اُن کو سر سید میموریل فنڈ کے متعلق چنده لینے میں بهي عذر نه هوگا بشرطیکه کوئي صاحب ایسي خواهش ظاهر فرمائیں *

اوده ڈیپوٹیشن

اگر بلحاظ آبادي دیکها جاے تو اوده ڈیپوٹیشن کو لکهنو میں کوئي نمایاں کامیابي نهیں هوئي لیکن اس کي وجه غالبا یهه هی که اُن لوگوں کا قیام وهاں زیاده نه هوسکا — هم حکیم عبدالولي صاحب رئیس جوواي ٹوله کے شکر گذار هیں که اُن کي مهماں نوازي اور کوشش سے ڈیپوٹیشن کو بهت کچهه مدد ملي علی هذا سید ظهور احمد صاحب بي — اے — وکیل اور ڈاکٹر کرم حسین صاحب مالک کارخانه عینک کي شکر گذاري هم پر لازم هی *

مولوي سید نبي‌الله صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور مولوي محمد نسیم صاحب وکیل کالج کے قدیم معاون هیں اس موقعه پر هر دو صاحبان نے یهه منظور کیا که هر ایک صاحب ۶۰ روپیه سالانه وظائف کے واسطے عنایت فرمایا کرینگے *

همکو اسبات کے معلوم هونے سے بهي خاص خوشي هوئي که جناب مسٹر سڈنس صاحب پرنسپل کالون اسکول نے خاص توجه فرمائي اور اُن کے طلبا نے اپنا انٹرسٹ بشکل چنده ظاهر کیا *

باره بنکي میں جو کامیابي ڈیپوٹیشن کو هوئي وه کالج کے ایک ترستي اور مشهور معروف دوست یعني راجه نوشاد علي خاں صاحب تعلقدار میلا راے گنج کي توجه کا نتیجه هی — مولوي مسیح‌الدین صاحب سرشته دار کي مهماں نوازي بهي خاص شکر گذاري کے قابل هی *

فیض‌آباد میں جو اظهار همدردي کیا گیا وه همارے توقع سے کسیقدر زیاده تها *

هم منشي امتیاز علي صاحب وکیل کي مهماں نوازي اور نیز محمد اسمعیل صاحب اور سید علي حسن اور خان بهادر شیخ قادر بخش کي اعانت کا شکریه ادا کرتے هیں — همکو یهه بهي معلوم هوا هی که خان بهادر موصوف نے مدرسة‌العلوم کو بطور وقف کچهه عنایت کرنے کا خیال ظاهر کیا هی — اگر ایسا هی تو هم اُمید کرتے هیں که همارے وکلا دوست خان بهادر موصوف کو معقول صلاح قانوني دینگے *

روهیلکهنڈ ڈیپوٹیشن

ممبران روهیلکهنڈ ڈیپوٹیشن کو حکیم محمد اجمل خاں صاحب و جناب مدارالمهام صاحب وچیف انجنیر صاحب و چیف سکرٹري صاحب و دیگر عمائد و اراکین کي توجه سے رامپور میں کامیابي هوئي *

محمد عباس خاں سکرٹري ڈیپوٹیشن نے ایک فهرست چنده همارے پاس بهیجي هی جس سے معلوم هوتا هی که رامپور میں همدردان کالج کي کمي نهیں هی — یقیناً یهه نتیجه خود هز هاینس کي روشن خیالي کا هی — هم اُمید کرتے هیں که جو تعلقات درمیان کالج اور اس اسلامي ریاست کے ابتدا سے قایم هیں اور جن میں هز هائینس دام ملکهم کي توجه سے اور بهي قوت اور پختگي آگئي هی اُن میں روز افزوں ترقي هوتي رهیگي *

هم دیکهتے هیں که فهرست چنده میں بڑي بڑي رقوم حسب ذیل هیں *

جناب مولوي محمد عبدالغفور صاحب بهادر مدارالمهام	۲۰۰ روپیه
جناب مسٹر رائٹ صاحب بهادر چیف انجنیر	۱۰۰ روپیه
مولوي زین خاں صاحب جاگیر دار	۵۰ روپیه

میزان کل اُس روپیه کي جو وصول هوچکا هی ۱۴۴۴ روپیه هی *

رپورٹ پنجاب ڈیپوٹیشن

پنجاب ڈیپوٹیشن ۱۷ ماه جولائي کو کرنال پهونچا اور نواب رستم علي خاں صاحب و نواب عمر دراز علیخاں صاحب کا مهمان هوا — ڈیپوٹیشن کے ممبر مسٹر عبدالصمد مظهر ' مسٹر غلام نبي الله ' مسٹر عبدالغني تهے — علاوه اِن ممبران کے پروفیسر عبدالقادر صاحب ایم اے بطور امداد اِن کے ساتهه هوگئے تهے — شیخ رکن‌الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور منشي عبدالغني صاحب وکیل کي کوشش سے ایک جلسه میونیسپل هال میں ۱۹ جولائي کو منعقد هوا — پنڈت شومدت صاحب دسٹرکٹ جج پریسیڈنٹ منتخب هوئے — ڈیپوٹیشن کي طرف سے منشي غلام نبي صاحب نے اُردو میں اور مسٹر عبدالصمد صاحب نے انگریزي میں تقریریں کیں ' جن میں انجمن‌الفرض کے مطالب و مقاصد کا مدلل و مشرح طور پر اظهار کیا گیا — اس کے بعد چندے کي فهرست کهولي گئي اور ڈهائي سو روپیه کے قریب اُسیوقت وصول هوگیا — نواب رستم علیخاں و عمر دراز علي خاں صاحبان نے سو روپیه عنایت کیئے اور نواب محمد ابراهیم علي خاں صاحب رئیس کلنچهوره نے پچاس روپیه مرحمت فرمائے — علاوه اس کے جو چنده اور جمع کیا گیا اُس کي میزان ملاکر کل میزان کرنال سے چار سو باون روپیه هوئي *

۲۲ جولائي کو ڈیپوٹیشن انباله پهونچا — پروفیسر عبدالقادر صاحب کرنال سے واپس هوگئے تهے اور یهاں ان کي بجاے مسٹر مشتاق احمد (اوڈیٹر ڈنٹ) لاهور سے آکر شامل هوگئے — ڈیپوٹیشن ایم — عبدالمجید

صاحب پریسیڈنٹ محمدن کلب چھاونی انبالہ کا مہمان ہوا - شہر انبالہ سے مولوی غلام بھیک صاحب وکیل اور مرزا اعجاز حسین صاحب وکیل و وائس پریسیڈنٹ کمیٹی نے ڈیپوٹیشن کو چندہ فراہم کرکے دیا جس کی کل تعداد مبلغ ارسٹھہ روپیہ تھی — چھاونی میں شیخ عبدالمجید صاحب موصوف کی سعی و جانفشانی سے مبلغ دو سو بیالیس روپیہ جمع ہوئے اسطرح سے چھاونی اور شہر کی کل موزان تین سو دس روپیہ ہوئی *

۲۷ کو ڈیپوٹیشن لدھیانہ پہونچا مگر چونکہ یہاں جناب ڈپٹی کمشنر صاحب نے میٹنگ کے لیئے تاریخ ۶ اگست مقرر کی اس لیئے لدھیانہ سے ڈیپوٹیشن ۳۱ کو جالندھر پہونچا اور سردار بہادر غلام حسین خاں صاحب صوبہ دار میجر نے براہ کرم اپنا مہمان کیا - جالندھر شہر میں مولوی غلام محی الدین صاحب وکیل سابق طالبعلم کالج نے ڈیپوٹیشن کی بہت بڑی مدد کی اور اُن کی جانفشانی سے وہاں سے کل ۱۲۶ روپیہ وصول ہوئے — وہاں سے ۵ اگست کو ڈیپوٹیشن واپس لدھیانہ آیا - ۶ کی شام کو ٹون ہال میں ایک جلسہ بصدارت جناب اسبرن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لدھیانہ منعقد ہوا - مسٹر عبدالصمد صاحب مظہر اور مسٹر عبدالغنی صاحب نے انگریزی اور اُردو میں تقریریں کیں اور انجمن الفرض کے مقاصد و مطالب مفصل طور پر بیان کیئے — مبلغ (دوسو روپیہ) کے قریب اُسیوقت چندہ جمع ہوگیا اور تقریباً اتنی ہی رقم کی اور اُمید ہی - لدھیانہ میں ڈیپوٹیشن جناب خواجہ احد شاہ صاحب رئیس و میونیسپل کمشنر لدھیانہ کی کوٹھی یوسف باغ میں اُنکا مہمان رہا اور جو کچھہ کامیابی یہاں ہوئی وہ سب خواجہ صاحب موصوف کی سعی و کوشش کا نتیجہ ہی — جناب قاضی محتشم الدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لدھیانہ نے بھی ڈیپوٹیشن کو مدعو کیا اور ہر طرح سے اُس کی امداد کی چنانچہ میٹنگ کے انویٹیشن بھی آپ کے ہی نام سے جاری ہوئے تھے *

ڈیپوٹیشن لدھیانہ سے ہوشیار پور روانہ ہوگا — اور امرتسر میں بھی ٹھہرنے کی اُمید ہی *

(دستخط) عبدالصمد مظہر

سکرٹری پنجاب ڈیپوٹیشن

ABDUL SAMAD MAZHER,

Secretary to the Punjab Deputation,

Ludhiana.

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی محمدن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ نے یہہ تجویز کی ہی کہ واسطے اشاعت مقاصد کانفرنس کے ایک اخبار کانفرنس گزٹ کے نام سے جاری کیا جاے — اگرچہ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے ساتھہ اس کا جاری کرنا علیگڈھ میں مناسب تھا مگر بوجھہ اسکے کہ انسٹیٹیوٹ گزٹ کی اشاعت بہت زیادہ نہیں ہی کانفرنس گزٹ کا بطور ضمیمہ البشیر کے جاری کرنا امتحانا منظور کیا گیا ہی چنانچہ پہلا پرچہ کانفرنس گزٹ کا بارھویں اگست کو بطور ضمیمہ البشیر کے جاری ہوا ہی — اُس میں کانفرنس گزٹ شایع کرنے کی وجہ اور ضرورت بیان کی ہی اور رام پور کے اجلاس کانفرنس میں جو رزولیوشن نمبر ۱ پاس کیا گیا تھا اُس کا ذکر کیا ہی کہ " اس رزولیوشن میں یہہ تجویز کی گئی تھی کہ کانفرنس میں ایک تنخواہ دار جائنٹ سکرٹری اور چند تنخواہ دار ایجنٹ بغرض فراہمی چندہ کے مقرر ہوں اور کانفرنس کے مقاصد کی اشاعت کی غرض سے ایک اخبار نکالا جاے اور اُس کے لیئے خاص چندہ کیا جاے لیکن افسوس ہی کہ بوجھہ سرمایہ نہونے کے کانفرنس گزٹ اب تک شایع نہ ہوسکا — چونکہ اس سال کانفرنس کا اجلاس دھلی میں ہوگا اور اُنہیں ایام میں اغلب حضرت ملک معظم قیصر ہندوستان کی جشن تاجپوشی کا بے نظیر دربار ہوگا جو اپنی خوبی اور عمدگی میں لثانی اور ہمیشہ ہمیشہ قابل یادگار ہوگا - خوش نصیب ہیں وہ اشخاص جو ایسے عمدہ دربار اور دوسرے جلوس کو دیکھینگے اور بد قسمت ہیں وہ لوگ جو اس بے نظیر دربار کے دیکھنے سے محروم رھینگے " *

"لہذا اُمید کی جاتی ہی اس سال کانفرنس کا اجلاس مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ ہوگا اگر اس سال کامیابی ہوئی اور جیسا خیال کیا جاتا ہی مسلمان کثرت کے ساتھہ شریک ہوئے تو کچھہ شک نہیں کہ محمدن یونیورسٹی قایم ہو جاوے اور صرف محمدن یونیورسٹی بلکہ تمام مسلمانوں کی تعلیم ایک اصول پر قایم ہو جاویگی ان وجوہ سے ضرورت ہی کہ مسلمانوں کو آمادہ کیا جاوے کہ اس سال کانفرنس کے اجلاس میں ضرور شریک ہوں " *

"لہذا ضرورت ہی کہ اس مقصد کے لیئے کانفرنس گزٹ شایع کیا جاوے جس میں دربار کے حالات کانفرنس کے مقاصد و اغراض کی تائید میں جہاں کہیں لوکل کمیٹیاں مقرر ہوں اُن کی روئداد ہیں مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق جہاں جہاں کوششیں ہوں اُن کے حالات نیز کانفرنس دھلی کے لیئے جو صاحب ممبر ہونا منظور کریں یا جو صاحب کہ کانفرنس کے لیئے چندہ دیں اُن کے نام نامی مفصل کانفرنس گزٹ میں شایع ہوتے رہیں - لہذا سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی علیگڈھ کی اجازت سے کانفرنس گزٹ کی ایڈیٹری اور اُس کا انتظام میں نے اپنے ہاتھہ میں لیا ہی - فی الحال یہہ اخبار ۴ صفحے کا ہفتہ وار نکلیگا اگر ضرورت ہوگی تو اس کا حجم بڑھادیا جاویگا - اور ارادہ تو یہہ ہی کہ کانفرنس گزٹ مستقل طور سے جاری رہے لیکن فی الحال ۲ مہینے کے لیئے امتحانا جاری کیا جاتا ہی اگر کانفرنس گزٹ کے ذریعہ سے مقاصد و اغراض کانفرنس میں کامیابی ہوئی تو اخبار ہمیشہ جاری رہیگا ورنہ دو مہینے کے بعد افسوس کے ساتھہ بند کردیا جاویگا - فی الحال یہہ تجویز ہوا ہی کہ کانفرنس گزٹ کی

کچھہ قیمت مقرر نہ ہو ممبران کانفرنس کو ہفتہ وار بلا قیمت اور بلا محصول ڈاک روانہ کیا جاوے اور ایجنٹوں کے ذریعہ سے بلا قیمت تقسیم ہو — آیندہ جو کچھہ بھی قرار پاوے چونکہ خریداران البشیر عموما تعلیم یافتہ حالات زمانہ سے با خبر اور قوم کے ہمدرد ہیں لہذا اُنکی خدمت میں کانفرنس گزٹ بلا قیمت بطور ضمیمہ البشیر بھیجا جاویگا تاکہ وہ آیندہ کانفرنس کے حالات اُس کے انتظام دربار دھلی کی کیفیت اور جو کچھہ نتیجہ مسلمانوں کی قسمت کا ہونے والا ہی اُس سے وقتاً فوقتاً واقف ہوتے رہیں" *

" پس نہایت ادب کے ساتھہ درخواست کرتے ہیں کہ بزرگان قوم آمادہ ہوں اور ہر ایک شہر میں اجلاس کی کامیابی کے لیئے مناسب کوشش کریں لوکل کمیٹیاں بناویں جن کا کام ہو کہ آیندہ اجلاس کانفرنس کے لیئے ممبر بنانا اور چندہ ممبری وصول کرنا — لیکن جو صاحب چندہ ممبری وصول کریں وہ نواب محسن الملک بہادر آنریبل سکرٹری محمدن ایجوکیشنل کانفرنس سے رسید بک منگالیں - اور ہر ہفتہ اپنی کوششوں کے نتیجہ کی اطلاع اور فہرست ممبران بغرض اشاعت کانفرنس گزٹ بھیج دیا کریں — بہتر یہہ کہ علیگڈھ سنٹرل اِسٹینڈنگ کمیٹی سے وہ نقشے طلب کرلیں جنکی خانہ پوری ہونا اِبتداً تجویز ہوا تھا کہ کس کس جگہہ کسقدر مسلمان ہیں کیا کیا پیشے کرتے ہیں - سرکاری مدارس مشن اِسکولوں اِسلامی مدارس اُردو مدارس اور دیسی مکاتب میں کس کس قوم کی کیا کیا تعداد ہی اور نیز یہہ کہ کس کس شہر میں تعلیم پانے والے مسلمان لڑکوں کی کیا تعداد ہی اور وہ کیوں تعلیم نہیں پاتے آیا بوجہ تعصب مذہبی یا غفلت یا ناداری چونکہ تعصب اب بہت کم ہوگیا ہی اور جو لوگ آج بھی اِس خیال کے موجود ہیں جو انگریزی تعلیم کو مذہبی خیال سے اچھا نہیں سمجھتے وہ بہت کم ہیں البتہ غفلت بے توجہی اور زیادہ تر افلاس مانع تعلیم ہی- بہر حال جب تک نقشے مرتب نہوں اُس وقت تک کانفرنس درحقیقت مسلمانوں کو پورا نفع نہیں پہونچا سکتی- نقشوں کا مرتب کرنا مقامی مسلمانوں کا کام ہی — اگر ایک ایک مقام پر ایک ایک شخص بھی اس کام کو اپنے ذمہ لے تو نقشوں کا مرتب ہوجانا کچھہ مشکل کام نہیں ہی — پس جہاں کہیں جو صاحب نقشوں کی تیاری کا کام اپنے ذمے لیں وہ براہ مہربانی ہمکو اطلاع دیں اور جو نتیجہ اُن کی کوششوں کا نکلے اُس کو لکھکر بھیجدیں - تاکہ کانفرنس گزٹ میں اُس کو شائع کیا جاوے جب نقشے مرتب ہوجاوینگے اُسوقت اس امر پر غور کیا جاویگا کہ کانفرنس کیونکر مسلمانوں کے لیئے زیادہ تر مفید ہوسکتی ہی - جو عارضی ایجنٹ کانفرنس کے مقرر ہوئے ہیں ' اُن کے دورہ کے حالات بھی کانفرنس گزٹ میں شائع ہوتے رہینگے" *

" فی الحال منشی انوار احمد صاحب سب ایڈیٹر البشیر کانفرنس کے عارضی ایجنٹ ممالک متحدہ میں دورہ کرنے کو مقرر ہوئے ہیں — صوبہ بہار کے ایجنٹ قلم مولوی صاحب ہیں" *

اسلام پر لکچر

نمبر (۳)

انبیاے کرام کی تعداد اور اُن کی بعثت کے مقامات

انبیاے کرام علیہم الصلوۃ والسلام ' جو دنیا کی ہدایت کے لیئے ابتداے آفرینش سے لیکر خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والتسلیم تک مبعوث ہوئے ہیں ' اُن کی تعداد کی نسبت ایسی بے شمار حدیثیں روایت کی گئی ہیں ' جن سے استناد نہیں کیا جا سکتا ' کیونکہ وہ غالبا ضعیف اور موضوع ہیں- ان میں زیادہ صاف اور واضح وہ حدیث ہی جس کو احمد اور طبرانی اور ابن حبان اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اسماء میں ابی امامہ سے روایت کیا ہی — " وہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ انبیا کی تعداد کسقدر ہی ؟ آپ نے فرمایا کہ ایک لاکھہ ۲۴ ہزار ' جن میں تین سو پندرہ رسول ہیں " حاکم اور بیہقی نے جو روایت ابی ذر سے کی ہی اُس میں " مرسلین کی تعداد تین سو تیرہ ہی " حاکم اور ابن سعد کے نزدیک انس کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ انبیا کی تعداد آٹھہ ہزار ہی اُس سے سمجھا جاتا ہی کہ اُن سے مراد مرسلین ہیں اور جابر کی ایک حدیث میں ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک ہزار یا زیادہ پیغمبروں کا ختم ہوں - چونکہ اس قسم کی ضعیف اور موضوع حدیثوں پر کچھہ اعتماد نہیں کیا جا سکتا اس لیئے علماء نے تعداد انبیا کے مسئلہ میں سکوت کا حکم دیا ہی — کیونکہ ایک خاص تعداد کا قائل ہونے والا زیادتی کی نفی کرنے والا ہی — پس جو شخص انبیا کی ایک خاص تعداد کا قائل ہوگا جس میں زیادتی ہونا ممکن ہی تو گویا کہ وہ ان انبیاء کرام کی تکذیب کرنے والا ہوگا جو اِس تعداد سے زیادہ ہیں — سکوت کی وجہ جو ہمارے علما نے بیان کی ہی وہ بھی ہی — مگر اس سے بھی زیادہ قوی حجت یہہ ہی کہ بغیر علم کے خدا کی نسبت کوئی بات کہنا سراسر افترا اور اعتقادی امور میں محض گمان کی پیروی ہی! " و ان الظن لا یغنی من الحق شیئا " حالانکہ خداوند تعالی نے اپنے پیغمبر سے فرمایا ہی " منہم من قصصنا علیک و منہم من لم نقصص علیک " پس ہم کو وہی تعداد کافی ہی جس کا بیان خدا نے قرآن مجید میں فرما دیا ہی اور جن انبیا کا قرآن مجید میں ذکر آیا ہی ان پر تفصیلی ایمان لانا واجب ہی — خداوند تعالی فرماتا ہی " اور یہہ ہماری سچھائی ہوئی دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو اُن کی قوم کے قایل معقول کرنے کے لیئے بتائی ہم جس کو چاہتے ہیں اُس کے مرتبے بلند کردیتے ہیں اے پیغمبر بے شک تمہارا پروردگار حکمت والا اور سب کچھہ جانتا ہی اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق بیٹا اور یعقوب پوتا دو فرزند عطا فرمائے ان سب کو ہم نے رہ راست دکھائی اور ان ہی کی نسل میں سے داود اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسی

" و تلک حجتنا آتیناہا ابراہیم علی قومہ نرفع درجات من نشاء ان ربک حکیم علیم ووہبنا لہ اسحق و یعقوب کلا ہدینا و نوحا ہدینا من قبل و من ذریتہ داود و سلیمان و ایوب و یوسف و موسی و ہرون و کذلک

نجزي المحسنين و زكريا و يحيى و عيسى و الياس كل من الصالحين و اسماعيل واليسع و يونس و لوطا و كلا فضلنا على العالمين"

اور هارون سب کو هم نے راہ راست دکھائي اور خلوص دل سے نیک کام کرنے والوں کو هم ایسے هي صلے عطا فرمایا کرتے هیں اور علی هذاالقیاس زکریا اور یحیی اور عیسی اور الیاس کو که یهه سب همارے نیک بندوں میں سے هیں اور اسمعیل اور یسع اور یونس اور لوط ان سب کو هم نے راہ راست دکھائي اور سب کو دنیا جهان کے لوگوں پر برتري دي " - پس نبوت اور رسالت کي یهي وہ تفضیل هی جس کي وجه سے انبیا تمام لوگوں پر فضیلت رکھتے هیں — انبیاء کرام کے یهه نام اسي طرح پر ایک دوسرے کے ساتهه متصل وارد هوئے هیں- اور خدا فرماتا هی " † و اذکر فی الکتاب ادریس انه کان صدیقا نبیا " اور مرسلین کے قصوں کے بیان میں فرماتا هی "‡ و الی عاد اخاهم هودا " " و الی ثمود اخاهم صالحا " " و الی مدین اخاهم شعیبا " اور نیز فرماتا هی " § واذکر اسماعیل والیسع و ذا الکفل و کل من الاخیار " انبیا کے اس سلسله میں ذو الکفل کا ذکر بهي فرمادیا هی اور سواے حضرت آدم کے جو سلسله نبوت کے شروع کرنے والے اور حضرت محمد صلی الله علیه وسلم کے جو اس سلسله کو ختم کرنے والے هیں سب کا ذکر آ گیا هی — کیونکه ان دونوں کا ذکر قرآن مجید میں مفصل کیا گیا هی •

اِن انبیاء کرام کي تاریخ کے دیکهنے سے معلوم هوتا هی که وہ تمام یا اُن میں سے اکثر بلاد عرب یا اُس کے متصل شام ، عراق اور فلسطین میں مبعوث هوئے تهے - اور زمین کا یهه چهوٹا سا ٹکڑہ جو جزیرہ نما هی اور بحر هند اور بحر احمر اور بحر متوسط سے محدود هی آدم علیه السلام کے بعد حضرت نوح سے لیکر آنحضرت صلی الله علیه وسلم تک انبیا اور مرسلین کي ولادت گاہ رها هی — گویا که خدا نے اپني تمام مخلوق کو گمراهي میں چهوڑ کر صرف اِنهیں ممالک کے باشندوں کو هدایت کے لیئے مخصوص کیا تها - غرضکه نبوت اور رسالت کو صرف اسي قطعه زمین پر محدود کردینے سے مذهب پر ملحدوں کا نهایت سخت شبهه وارد هوتا هی— چونکه اُنهوں نے یهود و نصارا کي کتابوں میں دیکها هی که اُن کے نزدیک انبیا کا سلسله صرف فلسطین اور شام اور اُس کے قرب و جوار میں محدود هی تو اُنهوں نے اِن ممالک کے باشندوں کي طبایع اور ان کے اخلاق و عادات سے بحث کي اور یهه شبهه پیش کیا که ان ممالک کے

† اور قرآن میں ادریس کا مذکور بهي لوگوں سے بیان کرو که وہ بهي بڑے سچے بندے اور پیغمبر تهے —

‡ " اور هم هي نے قوم عاد کي طرف اُن کے بهائي هود کو بهیجا " " اور هم هي نے قوم ثمود کے بهائي صالح کو اُن کي طرف پیغمبر بناکر بهیجا " — "اور هم هي نے مدین والوں کي طرف اُن کے بهائي شعیب کو پیغمبر بناکر بهیجا —

§ اور اسمعیل اور یسع و ذالکفل کو بهي یاد کرو اور یهه سب بهي نیک بندوں میں هیں —

باشندوں میں جو خواص هیں ان میں مذهبي دعوت قایم کرنے اور مذهبي حکومت اور روحاني ریاست کی بنیاد ڈالنے کي استعداد هی اور جو عوام هیں ان میں دعوت کے قبول کرنے کي قابلیت هی - اسي وجه سے ان ملکوں میں بے شمار ادیان اور مذاهب اور فرقے پیدا هوگئے هیں جو دنیا کے کسي دوسرے حصه میں نهیں پائے جاتے •

"انا ارسلناک بالحق بشیرا و نذیرا و ان من أمة الا خلا فیها نذیر" -

مگر جو شخص قرآن مجید کو سمجهتا هی اُس کے دل میں اس قسم کے شبهات اور خطرات هرگز پیدا نهیں هوسکتے — کیونکه خداوند تعالی نے قرآن مجید میں صاف فرمادیا هی " فی الواقع هم هي نے تم کو خوش خبري سنانے والا اور عذاب خدا سے ڈرانے والا بناکر بهیجا هی اور کوئي اُمت ایسي نهیں هوئي که اُس میں کوئي ڈرانیوالا نه گذرا هو " •

یهه آیت اس مسئله میں قول فیصل اور نص قطعي هی که خدا کي رحمت اور آسماني هدایت ایک عام عطیه هی جس سے تمام قوموں کو حصه ملا هی اور روے زمین کي کوئي قوم اُس سے محروم نهیں رهي — اگر یهه اعتراض کیا جاوے که اُس مجمل ذکر میں جو قرآن مجید میں انبیا اور مرسلین کي نسبت کیا گیا هی کسي ایسے پیغمبر کا مذکور نهیں هی جو هندوستان یا چین یا یوروپ یا امریکه میں مبعوث هوا هو — اُس کے جواب میں هم کهتے هیں که ، ان آیات میں انبیاء کرام کا ذکر اس غرض سے نهیں کیا گیا تاکه اُن کا اجمالي بیان هوجاے - بلکه ان آیات میں خدا کے ان قوانین کا بیان کرنا مقصود هی جو قوموں میں انبیا کے ساتهه جاري هیں اور اُس سے غرض یهه هی که مرسلین کے دل مضبوط هوں اور ان کے اُمتیوں کو عبرت حاصل هو — خدا فرماتا هی " † لقد کان في قصصهم عبرة لاولی الالباب " اور نیز فرماتا هی " ‡ و کلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فوادک " اور یهه عبرت اور تثبیت صرف انهیں پیغمبروں کے بیان سے حاصل هوسکتي هی جن کا حال کچهه نه کچهه معلوم تها — یهي وجه هی که ان انبیاء کرام کا ذکر قرآن مجید میں مکرر سه کرر آیا هی جن کي قوموں اور جن کے ملکوں کا حال تفصیلي معلوم تها — اور ان کا ذکر اس قدر نهیں آیا جن کا حال صرف بالاجمال معلوم تها - اس امر کے بیان کرنے کے لیئے که خدا کي رحمت اپنے بندوں کي هدایت کے لیئے پیغمبروں کے بهیجنے میں عام هی کیونکه تمام مخلوق خدا کا کنبه هی جن پر وہ مهربان هی اگر آنحضرت صلے الله علیه و سلم اپني قوم سے کسي ایسے پیغمبر کا ذکر فرماتے جو مثلاً ایک لاکهه برس پیشتر امریکه میں مبعوث هوچکا هی اور اُس کے بعض حالات جو اُس کي قوم کے ساتهه هوئے بیان کرتے تو کیا ایسي عبرت حاصل

† اس میں شک نهیں که عقل والوں کے لیئے ان لوگوں کے حالات میں بڑي عبرت هی —

‡ اور اے پیغمبر دوسرے پیغمبروں کے جتنے قصے هم تم سے بیان کرتے هیں اُن کے ذریعه سے هم تمهارے دل کي ڈهارس بندهاتے هیں —

ہوسکتي جو قوم یہود اور صالح کے حالات سے جو ثمود کے ساتھہ گذرے حاصل ہوئي ؟ ہرگز نہیں — مجہول مطلق کا ذکر کچھہ مفید نہیں ہوسکتا بلکہ وہ غالبا تخیل اور اختراع پر محمول کیا جاتا ہی *

ہم کو کیا معلوم ہی شاید کونفشیوس اہل چین میں پیغمبر مبعوث ہوا ہو کیونکہ اُس کي ہدایت اور حکمت کے آثار اب تک بالکل محو اور نیست و نابود نہیں ہوئے— یہي بات بودہ کي نسبت کہي جاسکتي ہی— اگر یہہ اعتراض کیا جاوے کہ ان قوموں کے عقاید میں ایسي باتیں پائي جاتي ہیں جن کي نسبت اسلام قطعي حکم لگاتا ہی کہ وہ کسي آسماني مذہب کے عقاید نہیں ہیں— خصوصاً بودہ مذہب میں بالکل شرک اور بت پرستي ہی— اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ کیا ان لوگوں میں جن کي نسبت قرآن مجید نے تصریح کي ہی کہ اُن کا مذہب سچا اور ان کي کتاب آسماني ہی ایسے عقاید نہیں پائے جاتے جنکو اسلام شرک اور بت پرستي بتلاتا ہی ؟ — پس جسطرح تاویل اور تحریف سے اُن مذاہب کے اُصول و عقاید فاسد ہوگئے ہیں اسي طرح اُن مذاہب کے اُصول و عقاید بہي فاسد ہوگئے ہوں — " † الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکرالله و ما نزل من الحق و لا یکونوا کالذین اُوتوا الکتاب من قبل فطال علیہم الا مد فقسمت قلوبہم و کثیر منہم فاسقون " چونکہ زمانہ بعثت کو عرصہ دراز گذرا اس لیئے راہ حق سے گمراہ ہوجانے کا گمان ہوتا ہی — عبوت کے نمونے ہمارے سامنے اور دہنے بائیں موجود ہیں *

اگر یہہ کہا جاے کہ جب کہ تم نے ان قوموں کے لیئے جن کے گذشتہ زمانہ میں اخلاق و آداب پاکیزہ اور تہذیب و شایستگي اعلی درجہ کي تھي یہہ بات جائز رکھي ہی کہ اُنہوں نے یہہ اپنے آسماني مذہب سے حاصل کیا ہی تو ان وحشي قوموں کي نسبت تم کیا کہہ سکتے ہو جن میں اور حیوانات میں سوائے بالطبع ضاحک ہونے کے کچھہ فرق نہیں جیسا کہ بعض افریقہ کے حبشي یا جزائر بحر اعظم کے رہنے والے — اگر یہہ جواب دیا جاوے کہ ان میں پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ ان کي ہدایت کے آثار کہاں ہیں اور اگر یہہ کہا جاے کہ ان میں کوئي پیغمبر مبعوث نہیں ہوا تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ " و ان من امة الا خلافیہا نذیر " کے کیا معني ہیں — اس اعتراض کا جواب یہہ ہی کہ خداوند جلت حکمتہ نے انسان کو پیدا کیا ہی اور اُس کے وجود کا کمال تدریجي ترقي پر منحصر رکھا ہی — پس وہ اس کمال کے مراتب میں سے جس مرتبہ کا مستحق ہوتا ہی فورا اُس کو عطا ہوتا ہی — وہ ہمیشہ جو کچھہ حاصل کرتا ہی بقدر اپني استعداد کے حاصل کرتا ہی — غرض کہ اس آیت میں جو عموم ہی اُسمیں اُس قید کي رعایت کرنا ضروري ہی جو نظام عالم میں عام طور پر دیکھي اور تسلیم کي جاتي ہی — جبکہ ہم یہہ کہتے ہیں کہ ہر ایک مونث بچہ جنتي ہی تو اس سے یہہ مراد ہوتي ہی کہ وہ سن ولادت میں جنتي ہی — پس کم سن مونث کے نہ جننے سے یہہ کلیہ قاعدہ نہیں ٹوٹ سکتا — اس بنا پر اگر یہہ فرض کرلیا جاوے کہ اُن وحشي قوموں میں کوئي پیغمبر مبعوث نہیں ہوا جو آسماني الہام کے ذریعہ سے ان کو راہ حق اور طریق اصلاح کي طرف ہدایت کرے تو اس میں شک نہیں کہ اس کي وجہ یہہ ہی کہ ان میں ابھي تک حق کے سمجھنے اور برائي بھلائي کو پہچاننے کي استعداد اور قابلیت پیدا نہیں ہوئي *

اس کے علاوہ تمدن اور شایستگي میں اُن کا ترقي یافتہ نہونا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ ان میں ہدایت کي غرض سے کوئي نذیر مبعوث نہیں ہوا — کیونکہ لوگ ہر زمانہ میں انبیا کي ہدایت سے صرف اُسي قدر فائدہ اُٹھاتے ہیں جس قدر کہ ان میں استعداد ہوتي ہی — بعض انبیا پر صرف چند اشخاص ایمان لائے جیسا کہ نوح علیہ السلام کي نسبت وارد ہوا ہی — اور بعض انبیا ایسے بھي گذرے ہیں جن پر ایک شخص بھي ایمان نہیں لایا جیسا کہ خداوند تعالے نے حضرت نوح کے قصہ کے بعد فرمایا ہی " † ثم بعثنا من بعدہ رسلاً الی قومہم فجاؤھم بالبینات فما کانوا لیومنوا بما کذبوا بہ من قبل " اکثر انبیاء کرام کے آثار ممالک مشرق سے مٹ چکے ہیں حتی کہ ابراھیم علیہ السلام کے صحیفے بھي محفوظ نہیں رہے حالانکہ وہ ابوالانبیا اور خلیل الله ہیں — تمام مومن قوموں میں اُن کا ذکر خیر صرف اس لیئے محفوظ رہا کہ ان قوموں میں شائستگي کي ترقي ہوچکي تھي اور ان میں ایسے لوگ پیدا ہوگئے تھے جو پیغمبروں اور ہادیوں کي قدر پہچانتے تھے اور نیز اس لیئے کہ آپ کے خاندان گرامي میں نبوت کا سلسلہ علی الاتصال جاري رہا — پس باوجود اس کے کون شخص انکار کرسکتا ہی کہ جو پیغمبر جاہل اور وحشي قوموں میں مبعوث ہوتے ہیں ان کے آثار کا محفوظ رہنا مشکل ہی *

مذہب نے بھي تدریجي ترقي کي ہی اور مشرق میں عہد ابراھیم علیہ السلام سے آنحضرت صلے الله علیہ و سلم کے زمانہ تک اُس کي تکمیل ہوئي ہی — پس تمام پیغمبر ، قوموں کے عقاید اور اعمال و آداب اور ان کے قومي تعلقات کي اصلاح کے لحاظ سے برابر نہیں ہیں ، کیونکہ مختلف قوموں اور امتوں کو اصلاح کي ضرورتیں مختلف ہوتي ہیں — بدوے بہ نسبت شہریوں کے کم علم ہوتے ہیں اور ان کے خیالات میں گمراہي بھي کم ہوتي اور بوجہ ان کے سیدھے سادے اور عیش و تنعم سے دور ہونے کے اُن کے اخلاق و آداب میں فساد بھي کم ہوتا ہی اور نیز ان میں سوسائٹیوں

† کیا مسلمانوں کے لیئے ابھي تک اس کا وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور تلاوت قرآن کے لیئے جو خداے برحق کي طرف سے نازل ہوا ہی اُن کے دل گداز ہوں اور اُن لوگوں کي طرح نہو جائیں جن کو اُن سے پہلے کتاب دي گئي تھي (یعني یہود نصاری) پھر اسي طرح اُن پر ایک مدت دراز گذر گئي اور رفتہ رفتہ اُن کے دل سخت ہوگئے اور اب اُن کا حال یہہ ہی کہ اُن میں سے اکثر نافرمان ہیں —

† پھر نوح کے بعد ہم نے اور رسولوں کو اُن کي اپني اپني قوم کي طرف بھیجا تو یہہ پیغمبر اُن کے پاس معجزے لیکر آئے اس پر بھي یہہ لوگ جس چیز کو پہلے جھٹلاتے تھے اُس پر ایمان نہ لائے —

کے حالات مثل شہریوں کے نہیں ہوتے اس لیئے اُن کو تمدني اور ملکي اور سیاسي قوانین کي ضرورت نہیں ہوتي *

ابتداے آفرینش میں نوع انسان کے افراد بالکل سیدھے سادے اور سلیم‌الفطرت تھے - ان میں رفتہ رفتہ اور بتدریج فساد پھیلنا شروع ہوا جب ان میں شرک اور دیگر بد اعمالیاں شایع ہوجاتي تھیں تو خداوند تعالی اُنھیں میں سے ایک عقلمند اور پاکیزہ نفس شخص کو ان کي ہدایت کے لیئے مبعوث کرتا تھا جو خدا کے الہام اور اُس کي وحي کے ذریعہ سے ان کو عذاب سے ڈراتا اور شرک اور بد اعمالیوں سے روکتا اور توحید اور نیک کاموں کا ان کو حکم دیتا تھا اور جو لوگ اُس کي اطاعت کرتے تھے اُن کي حالت درست ہوجاتي تھي — کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو جو فساد ان کي طبایع پر طاري ہوا تھا وہ رفتہ رفتہ فطري نور کو غارت کردیتا اور انسان بالکل شیطان سیرت بن جاتا — دیکھو قرآن مجید میں بعض انبیا کي نسبت صرف توحید کي طرف دعوت کرنا مذکور ہی اور بعض کي نسبت کسي ایسے گناہ سے ممانعت کرنے کا بیان کیا گیا ہی جو اُسوقت قوم میں شایع تھا جیسا کہ حضرت لوط علیہ‌السلام کے قصہ سے معلوم ہوتا ہی اور جیسا کہ خدا نے شعیب علیہ‌السلام کي نسبت فرمایا ہی " † والی مدین اخاھم شعیبا قال یا قوم اعبدواالله مالکم من اله غیرہ ولا تنقصوا المکیال و المیزان " پھر اس کي نسبت بیان کیا ہی " ‡ و یا قوم اوفوا المکیال و المیزان " اس تکرار سے یہہ بات معلوم ہوتي ہی کہ حضرت شعیب کي رسالت سے اہم مقصد یہہ تھا کہ قوم کو صرف خدا کي عبادت اور پورا تولنے اور پورا ماپنے کي طرف دعوت دیجاے - کیونکہ کم تولنے اور ماپنے کي برائي ان کي قوم میں عام طور پر جاري تھي جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہی " § ویل للمطففین الذین اذا کتالوا علی‌الناس یستوفون و اذا کالوھم اووزنوھم یخسرون " — مگر حضرت موسی کي رسالت اسقدر مختصر نہ تھي بلکہ ان کي شریعت وسیع تھي ' جس میں ترک و طن و جنگ و جدل کا بیان تھا — کیونکہ شہري زندگي اور شخصي حکومت نے ایک طرح پر بني اسرائیل کي طبائع کو فاسد کردیا تھا اور دوسري طرح پر ان کو تمدن اور تہذیب و شایستگي کے واسطے آمادہ کر رکھا تھا — اس وجہ سے ان کو ہدایت کرنا سخت دشوار کام تھا *

تمام لوگ ایک قوم اور اُس فطرت کے مطابق تھے جس پر ان کو خدا نے پیدا کیا تھا — اور یہہ اُس وقت تھا جبکہ وہ وحشت اور جہالت کي حالت میں تھے جو بہ نسبت قومي زندگي کے شخصي زندگي سے زیادہ تر قریب ہی — رفتہ رفتہ جس قدر اُن میں ترقي ہوتي گئي اُسي قدر بتدریج اُن کا شیرازہ جمعیت مستحکم ہوتا گیا - اول گھر بنے پھر خاندان قائم ہوگئے - اوررفتہ‌رفتہ بڑے بڑے قبیلے بنگئے - اور اُن سے قومیں ہوگئیں - وہ اپني جمعیت کے لحاظ سے جس‌قدر ترقي کرتے تھے اُسي قدر اُن میں خواہشات کے جھگڑے پیدا ہوتے جاتے تھے — اور اُن کو مشترکہ منفعتوں اور مصلحتوں کے ایک وسیع علم کي ضرورت داعي ہوتي تھي — اور اُس کیلئے اُن میں اُن کے ہرایک دور زندگي میں ایسے ہادي اور رہنما مبعوث ہوتے تھے جو اُن کو شخصي اور نوعي مضرتوں کے چھوڑ دینے کي طرف رہنمائي کرتے اور جس چیز سے اُنکي روحیں اعتقادي فسادسے محفوظ رہیں اُس کي طرف ہدایت کرتے تھے جو دنیا اور آخرت میں موجب سعادت اور باعث فلاح ہی - اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انبیا اور مرسلین کي‌بعثت سے ایک ہي مقصود ہی جس‌کي تفصیل میں بلحاظ قوموں کے حالات اور اُن کي ضرورتوں کے اختلاف واقع ہوجاتا ہی - اور یہہ ہدایت کرنے والے جو قوموں کي اصلاح کے لیئے مبعوث ہوتے ہیں قوموں کي اصلاح کا علم بذریعہ تعلیم کے اکتسابي طور پر حاصل نہیں کرتے - بلکہ وہ بلحاظ اپني فطرت سلیم کے اپني قوم میں ممتاز ہوتے ہیں — اور اُن کو اصلاح کا بدیہي طور پر علم ہوتا ہی جو مخفي ہونے اور فوراً نفس میں پیدا ہوجانے کي وجہ سے وحي کے ساتھہ تعبیر کیا جاتا ہی — اُن کا علم اُن کے نفس پر اثر کرنے والا اور اُس کو کام کرنے کے لیئے مجبور کرنے والا ہوتا ہی - کیونکہ وہ علم فکر اور خیال کا پیدا کیا ہوا نہیں ہوتا جس کے ساتھہ تردد اور تذبذب لگا رہتا ہی — بلکہ وہ محض وجداني اور خدا کي طرف سے ہوتا ہی اور اُس کے ساتھہ ایک دوسرا وجداني علم ہوتا ہی کہ وہ خدا کي طرف سے ہی — خواہ وہ بیداري میں قلب پر القا ہو یا خواب میں *

اس کا نتیجہ یہہ ہی کہ انبیا علیہم السلام کے علوم اور اُن کے اعمال بلحاظ اُن کي قوموں کے حالات کے متفاوت ہوتے ہیں — اسي وجہ سے خدا نے اُن کو ایک دوسرے پر فضیلت دي ہی اور بعض کے مرتبے بلند کیئے ہیں اور بعض کو اُن میں سے اولوالعزم فرمایا ہی - اسي وجہ سے اور نیز قوموں کي زبانوں کے اختلاف سے کبھي کبھي ایک زمانہ میں متعدد پیغمبر قوموں میں مبعوث ہوئے ہیں ' اگرچہ وہ قریب قریب کے رہنے والے ہوں - اور کبھي ایک ہي قوم میں متعدد پیغمبر ہوئے ہیں جیسے موسی اور ہارون بني اسرائیل میں تھے — جبکہ پیغمبروں میں ایک دوسرے کي فضیلت بلحاظ اُن قوموں کے حالات کے ہی جن میں وہ مبعوث ہوتے ہیں تو موسی علیہ‌السلام کے نسبت صالح اور شعیب کے افضل ہونگے اور جو پیغمبر تمام مخلوق کے لیئے مبعوث ہو وہ اُس سے افضل ہوگا جو صرف ایک خاص قوم کے لیئے مبعوث ہو — اس‌مناسبت سے ہم اپنے آیندہ لکچر میں ختم نبوت اور خاتم‌النبیین علیہ‌الصلوۃ والتسلیم کي نسبت گفتگو کرینگے * (المنار)

† اور ہم نے مدین والوں کي طرف اُن کے بھائي شعیب کو پیغمبر بناکر بھیجا اُنھوں نے جاکر لوگوں کو سمجھایا کہ بھائیو اللہ ھي کي عبادت کرو کیونکہ اُس کے سوا تمہارا کوئي اور معبود نہیں — اور ماپ تول میں کمي نکیا کرو —

‡ اورلے بھائیو ماپ تول انصاف کے ساتھہ پوري پوري کیا کرو —

§ کم دینے والوں کي بڑي ہي تباہي ہی کہ لوگوں سے ماپ کرلیں تو پورا پورا لیں — اور جب ماپ کر یا تول کر اُن کو دیں تو کم دیں —

ہوسکتي جو قوم یہود اور صالح کے حالات سے جو ثمود کے ساتھہ گذرے حاصل ہوئي ؟ ہرگز نہیں — مجہول مطلق کا ذکر کچھہ مفید نہیں ہوسکتا بلکہ وہ غالبا تخیل اور اختراع پر محمول کیا جاتا ہی *

ہم کو کیا معلوم ہی شاید کونفشیوس اہل چین میں پیغمبر مبعوث ہوا ہو کیونکہ اُس کي ہدایت اور حکمت کے آثار اب تک بالکل محو اور نیست و نابود نہیں ہوئے— یہي بات بودہ کي نسبت کہي جاسکتي ہی— اگر یہہ اعتراض کیا جاوے کہ ان قوموں کے عقاید میں ایسي باتیں پائي جاتي ہیں جن کي نسبت اسلام قطعي حکم لگاتا ہی کہ وہ کسي آسماني مذہب کے عقاید نہیں ہیں— خصوصاً بودہ مذہب میں بالکل شرک اور بت پوستي ہی— اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ کیا ان لوگوں میں جن کي نسبت قرآن مجید نے تصریح کي ہی کہ اُن کا مذہب سچا اور ان کي کتاب آسماني ہی ایسے عقاید نہیں پائے جاتے جنکو اِسلام شرک اور بت پوستي بتلاتا ہی ؟ — پس جسطرح تاویل اور تحریف سے اُن مذاہب کے اُصول و عقاید فاسد ہوگئے ہیں اسي طرح اُن مذاہب کے اُصول و عقاید بھي فاسد ہوگئے ہوں — " † الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکراللہ و ما نزل من الحق و لا یکونوا کالذین اُوتوا الکتاب من قبل فطال علیہم الامد فقسمت قلوبہم و کثیر منہم فاسقون " چونکہ زمانہ بعثت کو عرصہ دراز گذرا اس لیئے راہ حق سے گمراہ ہوجانے کا گمان ہوتا ہی — عبرت کے نمونے ہمارے سامنے اور دہنے بائیں موجود ہیں *

اگر یہہ کہا جاے کہ جب کہ تم نے ان قوموں کے لیئے جن کے گذشتہ زمانہ میں اخلاق و آداب پاکیزہ اور تہذیب و شایستگي اعلی درجہ کي تھي یہہ بات جائز رکھي ہی کہ اُنہوں نے یہہ اپنے آسماني مذہب سے حاصل کیا ہی تو ان وحشي قوموں کي نسبت تم کیا کہہ سکتے ہو جن میں اور حیوانات میں سواے بالطبع فاحک ہونے کے کچھہ فرق نہیں جیسا کہ بعض افریقہ کے حبشي یا جزائر بحر اعظم کے رہنے والے — اگر یہہ جواب دیا جاوے کہ ان میں پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ ان کي ہدایت کے آثار کہاں ہیں اور اگر یہہ کہا جاے کہ ان میں کوئي پیغمبر مبعوث نہیں ہوا تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ " و ان من امۃ الا خلافیہا نذیر " کے کیا معني ہیں — اس اعتراض کا جواب یہہ ہی کہ خداوند جلت حکمۃ نے انسان کو پیدا کیا ہی اور اُس کے وجود کا کمال تدریجي ترقي پر منحصر رکھا ہی — پس وہ اس کمال کے مراتب میں سے جس مرتبہ کا مستحق ہوتا ہی فورا اُس کو عطا ہوتا ہی — وہ ہمیشہ جو کچھہ حاصل کرتا ہی بقدر اپني استعداد کے حاصل کرتا ہی — فرض کہ اس آیت میں جو عموم ہی اُسمیں اُس قید کي رعایت کرنا ضروري ہی جو نظام عالم میں عام طور پر دیکھي اور تسلیم کي جاتي ہی — جبکہ ہم یہہ کہتے ہیں کہ ہرایک مونث بچہ جنتي ہی تو اس سے یہہ مراد ہوتي ہی کہ وہ سن ولادت میں جنتي ہی — پس کم سن مونث کے نہ جننے سے یہہ کلیہ قاعدہ نہیں ٹوٹ سکتا — اس بنا پر اگر یہہ فرض کرلیا جاوے کہ اُن وحشي قوموں میں کوئي پیغمبر مبعوث نہیں ہوا جو آسماني الہام کے ذریعہ سے ان کو راہ حق اور طریق اصلاح کي طرف ہدایت کرے تو اس میں شک نہیں کہ اس کي وجہ یہہ ہی کہ ان میں ابھي تک حق کے سمجھنے اور برائي بھلائي کو پہچاننے کي استعداد اور قابلیت پیدا نہیں ہوئي *

اس کے علاوہ تمدن اور شایستگي میں اُن کا ترقي یافتہ نہونا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ ان میں ہدایت کي غرض سے کوئي نذیر مبعوث نہیں ہوا — کیونکہ لوگ ہر زمانہ میں انبیا کي ہدایت سے صرف اُسي قدر فائدہ اُٹھاتے ہیں جس قدر کہ ان میں استعداد ہوتي ہی — بعض انبیا پر صرف چند اشخاص ایمان لائے جیسا کہ نوح علیہ السلام کي نسبت وارد ہوا ہی — اور بعض انبیا ایسے بھي گذرے ہیں جن پر ایک شخص بھي ایمان نہیں لایا جیسا کہ خداوند تعالے نے حضرت نوح کے قصہ کے بعد فرمایا ہی " † ثم بعثنا من بعدہ رسلاً الی قومہم فجاؤھم بالبینات فما کانوا لیومنوا بما کذبوا بہ من قبل " اکثر انبیاء کرام کے آثار ممالک مشرق سے مٹ چکے ہیں حتی کہ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے بھي محفوظ نہیں رہے حالانکہ وہ ابوالانبیا اور خلیل اللہ ہیں — تمام مومن قوموں میں اُن کا ذکر خیر صرف اس لیئے محفوظ رہا کہ ان قوموں میں شائستگي کي ترقي ہوچکي تھي اور ان میں ایسے لوگ پیدا ہوگئے تھے جو پیغمبروں اور ہادیوں کي قدر پہچانتے تھے اور نیز اس لیئے کہ آپ کے خاندان گرامي میں نبوت کا سلسلہ علی الاتصال جاري رہا — پس باوجود اس کے کون شخص انکار کرسکتا ہی کہ جو پیغمبر جاہل اور وحشي قوموں میں مبعوث ہوتے ہیں ان کے آثار کا محفوظ رہنا مشکل ہی *

مذہب نے بھي تدریجي ترقي کي ہی اور مشرق میں عہد ابراہیم علیہ السلام سے آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم کے زمانہ تک اُس کي تکمیل ہوئي ہی — پس تمام پیغمبر ، قوموں کے عقاید اور اعمال و آداب اور ان کے قومي تعلقات کي اصلاح کے لحاظ سے برابر نہیں ہیں ، کیونکہ مختلف قوموں اور امتوں کو اصلاح کي ضرورتیں مختلف ہوتي ہیں — بدوے بہ نسبت شہریوں کے کم علم ہوتے ہیں اور ان کے خیالات میں گمراہي بھي کم ہوتي اور بوجہ ان کے سیدھے سادے اور عیش و تنعم سے دور ہونے کے اُن کے اخلاق و آداب میں فساد بھي کم ہوتا ہی اور نیز ان میں سوسائیٹیوں

† کیا مسلمانوں کے لیئے ابھي تک اس کا وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور نزول قرآن کے لیئے جو خداے برحق کي طرف سے نازل ہوا ہی اُن کے دل گداز ہوں اور اُن لوگوں کي طرح نہو جائیں جن کو اُن سے پہلے کتاب دي گئي تھي (یعني یہود نصاری) پھر اسي طرح اُن پر ایک مدت دراز گذر گئي اور رفتہ رفتہ اُن کے دل سخت ہوگئے اور اب اُن کا حال یہہ ہی کہ اُن میں سے اکثر نا فرمان ہیں —

† پھر نوح کے بعد ہم نے اور رسولوں کو اُن کي اپني اپني قوم کي طرف بھیجا تو یہہ پیغمبر اُن کے پاس معجزے لیکر آئے اس پر بھي یہہ لوگ جس چیز کو پہلے جھٹلاتے تھے اُس پر ایمان نہ لائے —

کے حالات مثل شہریوں کے نہیں ہوتے اس لیئے اُن کو تمدنی اور ملکی اور سیاسی قوانین کی ضرورت نہیں ہوتی *

ابتداے آفرینش میں نوع انسان کے افراد بالکل سیدھے سادے اور سلیم‌الفطرت تھے - ان میں رفتہ رفتہ اور بتدریج فساد پھیلنا شروع ہوا جب ان میں شرک اور دیگر بد اعمالیاں شایع ہوجاتی تھیں تو خداوند تعالی اُنھیں میں سے ایک عقلمند اور پاکیزہ نفس شخص کو ان کی ہدایت کے لیئے مبعوث کرتا تھا جو خدا کے الہام اور اُس کی وحی کے ذریعہ سے ان کو عذاب سے ڈراتا اور شرک اور بد اعمالیوں سے روکتا اور توحید اور نیک کاموں کا ان کو حکم دیتا تھا اور جو لوگ اُس کی اطاعت کرتے تھے اُن کی حالت درست ہوجاتی تھی — کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو جو فساد ان کی طبایع پر طاری ہوا تھا وہ رفتہ رفتہ فطری نور کو غارت کردیتا اور انسان بالکل شیطان سیرت بن جاتا — دیکھو قرآن مجید میں بعض انبیا کی نسبت صرف توحید کی طرف دعوت کرنا مذکور ہی اور بعض کی نسبت کسی ایسے گناہ سے ممانعت کرنے کا بیان کیا گیا ہی جو اُسوقت قوم میں شایع تھا جیسا کہ حضرت لوط علیہ‌السلام کے قصہ سے معلوم ہوتا ہی اور جیسا کہ خدا نے شعیب علیہ‌السلام کی نسبت فرمایا ہی " † والی مدین اخاھم شعیبا قال یا قوم اعبدواالله مالکم من اله غیرہ ولا تنقصوا المکیال و المیزان " پھر اس کی نسبت بیان کیا ہی " ‡ و یا قوم اوفوا المکیال و المیزان " اس تکرار سے یہہ بات معلوم ہوتی ہی کہ حضرت شعیب کی رسالت سے اہم مقصد یہہ تہا کہ قوم کو صرف خدا کی عبادت اور پورا تولنے اور پورا ماپنے کی طرف دعوت دیجاے - کیونکہ کم تولنے اور ماپنے کی برائی ان کی قوم میں عام طور پر جاری تھی جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہی " § ویل للمطففین الذین اذا کتالوا علی‌الناس یستوفون و اذا کالوھم اووزنوھم یخسرون " — مگر حضرت موسیٰ کی رسالت اسقدر مختصر نہ تھی بلکہ ان کی شریعت وسیع تھی، جس میں ترک و طن و جنگ و جدل کا بیان تہا — کیونکہ شہری زندگی اور شخصی حکومت نے ایک طرح پر بنی اسرائیل کی طبائع کو فاسد کردیا تھا اور دوسری طرح پر ان کو تمدن اور تہذیب و شایستگی کے واسطے آمادہ کر رکھا تھا — اس وجہ سے ان کو ہدایت کرنا سخت دشوار کام تھا *

تمام لوگ ایک قوم اور اُس فطرت کے مطابق تھے جس پر ان کو خدا نے پیدا کیا تھا — اور یہہ اُس وقت تھا جبکہ وہ وحشت اور جہالت کی حالت میں تھے جو بہ نسبت قومی زندگی کے شخصی زندگی سے زیادہ تر قریب ہی — رفتہ رفتہ جس قدر اُن میں ترقی ہوتی گئی اُسی قدر بتدریج اُن کا شیرازہ جمعیت مستحکم ہوتا گیا - اول گھر بنے پھرخاندان قائم ہوگئے - اوررفتہ‌رفتہ بڑے بڑے قبیلے بنگئے - اور اُن سے قومیں ہوگئیں - وہ اپنی جمعیت کے لحاظ سے جس‌قدر ترقی کرتے تھے اُسی قدر اُن میں خواہشات کے جھگڑے پیدا ہوتے جاتے تھے — اور اُن کو مشترکہ منفعتوں اور مصلحتوں کے ایک وسیع علم کی ضرورت داعی ہوتی تھی — اور اس لیئے اُن میں اُن کے ہرایک دور زندگی میں ایسے ہادی اور رہنما مبعوث ہوتے تھے جو اُن کو شخصی اور نوعی مضرتوں کے چھوڑ دینے کی طرف رہنمائی کرتے اور جس چیز سے اُنکی روحیں اعتقادی فسادسے محفوظ رہیں اُس کی طرف ہدایت کرتے تھے جو دنیا اور آخرت میں موجب سعادت اور باعث فلاح ہی - اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انبیا اور مرسلین کی‌بعثت سے ایک ہی مقصود ہی جس‌کی تفصیل میں بلحاظ قوموں کے حالات اور اُن کی ضرورتوں کے اختلاف واقع ہوجاتا ہی - اور یہہ ہدایت کرنے والے جو قوموں کی اصلاح کے لیئے مبعوث ہوتے ہیں قوموں کی اصلاح کا علم بذریعہ تعلیم کے اکتسابی طور پر حاصل نہیں کرتے - بلکہ وہ بلحاظ اپنی فطرت سلیم کے اپنی قوم میں ممتاز ہوتے ہیں — اور اُن کو اصلاح کا بدیہی طور پر علم ہوتا ہی جو مخفی ہونے اور فوراً نفس میں پیدا ہوجانے کی وجہ سے وحی کے ساتھہ تعبیر کیا جاتا ہی — اُن کا علم اُن کے نفس پر اثر کرنے والا اور اُس کو کام کرنے کے لیئے مجبور کرنے والا ہوتا ہی - کیونکہ وہ علم فکر اور خیال کا پیدا کیا ہوا نہیں ہوتا جس کے ساتھہ تردد اور تذبذب لگا رہتا ہی — بلکہ وہ محض وجدانی اور خدا کی طرف سے ہوتا ہی اور اُس کے ساتھہ ایک دوسرا وجدانی علم ہوتا ہی کہ وہ خدا کی طرف سے ہی — خواہ وہ بیداری میں قلب پر القا ہو یا خواب میں *

اس کا نتیجہ یہہ ہی کہ انبیا علیہم السلام کے علوم اور اُن کے اعمال بلحاظ اُن کی قوموں کے حالات کے متفاوت ہوتے ہیں - اسی وجہ سے خدا نے اُن کو ایک دوسرے پر فضیلت دی ہی اور بعض کے مرتبے بلند کیئے ہیں اور بعض کو اُن میں سے اولوالعزم فرمایا ہی - اسی وجہ سے اور نیز قوموں کی زبانوں کے اختلاف سے کبھی کبھی ایک زمانہ میں متعدد پیغمبر قوموں میں مبعوث ہوئے ہیں، اگرچہ وہ قریب قریب کے رہنے والے ہوں - اور کبھی ایک ہی قوم میں متعدد پیغمبر ہوئے ہیں جیسے موسیٰ اور ہارون بنی اسرائیل میں تھے — جبکہ پیغمبروں میں ایک دوسرے کی فضیلت بلحاظ اُن قوموں کے حالات کے ہی جن میں وہ مبعوث ہوتے ہیں تو موسیٰ علیہ‌السلام بہ نسبت صالح اور شعیب کے افضل ہونگے اور جو پیغمبر تمام مخلوق کے لیئے مبعوث ہو وہ اُس سے افضل ہوگا جو صرف ایک خاص قوم کے لیئے مبعوث ہو — اس‌مناسبت سے ہم اپنے آیندہ لکچر میں ختم نبوت اور خاتم‌النبیین علیہ‌الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت گفتگو کرینگے * (المنار)

† اور ہم نے مدین والوں کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو پیغمبر بناکر بھیجا اُنھوں نے جاکر لوگوں کو سمجھایا کہ بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو کیونکہ اُس کے سوا تمھارا کوئی اور معبود نہیں — اور ماپ تول میں کمی نکیا کرو —

‡ اور اے بھائیو ماپ تول انصاف کے ساتھہ پوری پوری کیا کرو —

§ کم دینے والوں کی بڑی ہی تباہی ہی کہ لوگوں سے ماپ کرلیں تو پورا پورا لیں — اور جب ماپ کر یا تول کر اُن کو دیں تو کم دیں —

اشتہار کتاب الکہل

یہہ کتاب بالفعل مطبع مفید عام آگرہ سے چھپکر شایع ہوئي ہی — الکہلک سے لیکر (شراب) کے مفصل بیان میں ایسي کتاب آج تک اُردو فارسي اور عربي میں نہیں لکھي گئي — جس تحقیق اور تدقیق کے ساتھہ اُس کے مولف جناب حکیم فضل حسین صاحب نے لکھا ہی اُس کا پتا اس دیباچہ سے بخوبي لگتا ہی جس کے لکھنے والے سرجن میجر جے سي ڈون صاحب بہادر ہیں *

صاحب موصوف اس دیباچہ میں فرماتے ہیں " یہہ کتاب نہایت جامع اور مفید تعلیم ہی اور متفرق تصنیفات اور مضامین اور ڈاکٹروں کے اُن متفق علیہ آراء سے تالیف کي گئي ہی جن پر آج کل یورپ میں الکہل کے طریقہ استعمال کا دار و مدار ہی — مصنف کا آخرین کلام اس خصوص میں وہي ہی جو ہم ایک نیک اور دیندار مسلمان سے اُمید کرسکتے ہیں اور یہہ کتاب علی الخصوص ہندوستان اور اُس کے دولتمند متوسط بین العوام والخواص کے لیئے نہایت موزوں ہی جن میں ایسے لوگ بکثرت موجود ہیں جو وائن اور اسپرٹ دار مشروب کا استعمال رکھتے ہیں لیکن اس کي حقیقت سے مطلق واقفیت نہیں رکھتے " *

بڑے بڑے قابل اہل ملک نے اس کتاب کي نسبت راے ظاہر کي ہی کہ اس خصوص میں ایسي کتاب اُردو میں آج تک نہیں لکھي گئي اور اس کا ترجمہ انگریزي بھي شایع کرنا ضروري ہی — چھپائي کي نسبت کچھہ کہنے کي ضرورت ہي نہیں ہی کیونکہ مطبع مفید عام آگرہ کي چھپي ہوئي ہی — کاغذ دو قسم کا ہی گلیز اور سفید سیرام پوري گلیز کاغذ پر جو چھپي ہی وہ مجلد بھي ہی اور غیر مجلد بھي اور ٹیٹل پیج کے بعد تینوں قسم میں مولف کي عکسي تصویر ہی جو بہت خوبي طیار کي گئي ہی — قیمت بنظر رفاہ عام حسب ذیل رکھي گئي ہی — سے محصول و خرچہ بہر حال ذمہ خریدار ہی *

کاغذ سفید سیرام پوري	...	... صہ۴ر
کاغذ گلیز	...	... صہ۴ر
ایضا مجلد	...	... صہ۸ر

پہلے اڈیشن میں کل پانسو جلدیں چھپائي گئي ہیں اور ہاتھوں ہاتھہ بک رہي ہیں — جن حضرات کو خواہش ہو بذریعہ ویلو پے ایبل پارسل یا نقد قیمت بھیجکر مولف سے حسب نشان ذیل منگوالیں ورنہ دوسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پریگا *

پتہ یہہ ہی

حکیم فضل حسین — مظفر پور — تہوت اسٹیٹ ریلوے — صوبہ بہار گورنمنٹ بنگال

المشتہر

اودھ بہاري پرشاد پروفیسر عربي و فارسي بھومیہار برہمن کالیج مظفر پور

اشتہار

قانون شہادت مولفہ جناب مستر سید محمود صاحب چھپ کر طیار ہوگیا ہی — درخواستیں بنام منیجر ڈیوٹي بک ڈپو مدرسۃ العلوم علیگڈھ آنا چاہیئیں *

ضروري اطلاع

اِس بات کے اعلان کي خاص ضرورت معلوم ہوتي ہی کہ بموجب قواعد صرف وہ اصحاب منجانب کالیج و کانفرنس چندہ جمع کرسکتے ہیں جن کے پاس تحریري اجازت آنریري سکرٹري کي ہو — مفصل قواعد ۳۱ جولائي کے پرچہ میں چھاپے گئے تھے *

اخبارات سے درخواست کي جاتي ہی کہ ضروري معاملہ کے اعلان میں ہمکو پوري مدد دینگے *

(دستخط) محسن الملک

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

شرح قیمت اخبار

یہہ اخبار ہفتہ میں ایک بار چھپتا ہی اور ہر پنجشنبہ کو شایع ہوتا ہی *

اخبار کا جاري رہنا معاونین کي اعانت اور قیمت اخبار کے وصول ہونے پر منحصر ہی *

معاونین اخبار وہ حضرات سمجھے جاوینگے جو سالانہ ۵ یا اس سے زیادہ عنایت کریں *

قیمت سالانہ پیشگي علاوہ محصول	...	... ۶ر
ایضا ایضا معہ محصول	...	... ۵
قیمت ششماہي علاوہ محصول	...	... ۳ر
ایضا ایضا معہ محصول	...	... ۳ر
قیمت سہ ماہي علاوہ محصول	...	... ۱ر
ایضا ایضا معہ محصول	...	... ۱ر
قیمت في پرچہ	...	... ۰ر

اُجرت چھاپہ اشتہارات

اشتہار ماسٹروں اور ٹیچروں کا بغرض حصول نوکري کے کالیج یا اسکول میں ہر دفعہ کے لیئے	...	۸ر
باقي اشتہارات ہر دفعہ کے لئے في سطر کالم	...	۲ر

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.
علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No. A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 34. } THURSDAY, 21st AUGUST 1902. روز پنجشنبہ ۲۱ اگست سنہ ۱۹۰۲ ع } سلسلہ جدید جلد ۲ نمبر ۳۴

فہرست مضامین

		صفحہ نمبر
ہماري ضروريات	اڈیٹوریل ...	۵۱۹-۵۲۰
انجمن حمایت الاسلام لاہور	ایضا ...	۵۲۱
خیابان فارس	ایضا ...	۵۲۲
یونیورسٹي کمیشن	...	۵۲۳-۵۲۷
منقولات — رئیس نابہہ کي روشن ضمیري	...	۵۲۷
وکٹوریہ میموریل اسکالرشپ فنڈ	...	
امریکن ٹوسٹ	...	۵۲۸
دربار دھلي کے سرکاري مہمان	...	۵۲۹
ہندوستاني مہمانوں کا مصارف مہماني	...	
رئیسوں سے ویسراے کي ملاقات	...	
سرحدي نقلق - زلزلہ عظیم کي پیشین گوئي	...	۵۳۰
طاعون میں زیادتي — دربار دھلي کي فوج	...	
پولس دربار دھلي — ہارش . قیصر جرمن و الرڈکچنر	...	
قحط زدگان — دربار دھلي -	...	۵۳۱-۵۳۳
تار برقي کي خبریں-	...	
مختلف خبریں	...	۵۳۳
آنریبل سیکرٹري ٹرسٹیان مدرسۃ العلوم	...	۵۳۴
اشتہارات	...	

هماري ضروريات

جب کوئي قوم بے علمي اور جہالت کي حالت سے نکلکر تعلیم اور ارر تہذیب کے دایرہ میں ابتداءً قدم رکھتي ہی تو اُسکو سیکڑوں نئي ضروریات ایسي محسوس ہوتي ہیں جنکا پیشتر گمان تک نہ تھا — اس کي مثال بجنسہ ایسي ہی جیسي کہ کسي نئے امیر کي یعني ایسے شخص کي جو پیشتر مفلس یا تنگدست تھا اور بعد کو امیر ہوگیا ہو — فراخگي - و سایل آمدني کے ساتھہ بسا اوقات انسان فراخ حوصلہ ہوجاتا ہی — جس مکان میں پیشتر مدت العمر بلکہ پشت ہا پشت رہا ہو وہ ناکافي نظر آتا ہی — سواري اور لباس اور آرایش کے مصرف کي چیزیں خرید کرتا ہی - گو گذشتہ تمام عمر ایک ہي شہر میں بسر ہوئي ہو روپیہ ہاتھہ میں آنے کے بعد کسي قدر سیر و سیاحت کا شوق بھي پیدا ہوتا ہی — غرضیکہ اُسکي نظر بالا اور ضروریات زیادہ ہوجاتي ہیں *

جو اثر دولت کا انسان پر اکثر ہوتا ہی وہي اثر مغربي تہذیب کا ملک اور ہماري قوم پر ہی - منجملہ اُن ضروریات کے جو قوم کو محسوس ہو رہي ہیں سب سے مقدم تو بلاشک تعلیم ہی — لیکن اس وقت ہم ناظرین کو ایک دوسري ضرورت کي طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں — یہہ ضرورت ترقي ذرایع آمدني ہی *

تعلیم اور تہذیب کي ترقي ملک کے واسطے نہایت مفید اور ضروري ہی - لیکن اگر ترقي تہذیب کے ساتھہ ملک کي مالي حالت میں ترقي

نہ ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ ایک بہت بڑا نقص باقی ہی جس کی اصلاح روشن خیالی اور ہمدردی کا خاص فرض ہی - ہندوستان کی حالت فی الحال اس لحاظ سے بہت خراب ہی — تعلیم کی طرف تو ضرور ہماری قوم اور ہمارا ملک رجوع ہی لیکن جہاں تک کہ مسلمانوں سے تعلق ہی ہم دیکھتے ہیں کہ ابھی وہ شخص پیدا نہیں ہوا جو مسلمانوں کو مالی یعنی متھریل ترقی کی طرف مایل کرنے کے معاملہ میں وہی کام کرے جو سر سید احمد مرحوم نے دماغی اور اخلاقی ترقی کے سلسلہ میں کیا — بلاشک تعلیم ابتدائی زینہ ہی لیکن غالبا اب وہ وقت آگیا ہی جب زینہ پر چڑھنے کے قابل بنانے پر اکتفاء نہ کیا جاے بلکہ کسی قدر جسمانی سہارا بھی دیا جاے — مسلمانوں کو بالخصوص ضرورت اس قسم کی تلقین اور امداد عملی کی اس وجہ سے ہی کہ ایک گروہ عظیم صرف ملازمت کو ذریعہ آمدنی سمجھنے کا عادی ہی — اور ملازمت میں کسی طرح اُن سب کی گنجایش نہیں ہوسکتی جو اُس میں داخل ہونا چاہتے ہیں - یہہ امر تو مسلمہ ہی بحث یہہ ہی کہ کیا کرنا چاہیئے ہ

جس معاملہ کی طرف ہم سب سے پیشتر اپنی قوم کی توجہ مبذول کرنا چاہتے ہیں وہ اعلی پیشہ جات ہیں — ہماری مراد وکالت - ڈاکٹری - انجنیری سے ہی — وکالت کی بابتہ کہا جاتا ہی کہ اُس میں گنجایش نہیں ہی اور یہہ بابت کسی حد تک ضرور صحیح ہی - لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمانوں کے اس طرف متوجہ نہ ہونے سے جدید وکلا کا سلسلہ بند نہ ہوجائیگا مسلمانوں کو اختیار ہی کہ خواہ اپنا حصہ لیں یا نہ لیں — گذشتہ زمانہ کی لاپروائی کا نتیجہ اس وقت نظر آرہا ہی — اگر اس وقت بھی توجہ نہ کی گئی تو اُس کا نتیجہ آیندہ نظر آئیگا — گو ہم مسلمانوں کو بہ اصرار صلاح دیتے ہیں کہ قانون کی طرف زیادہ متوجہ ہوں لیکن ساتھہ ہی ہم استدعا کرتے ہیں کہ قبل تعلیم قانونی شروع کرنے کے اس امر کی بابتہ حتی الوسع اطمینان کولیا جاے کہ اس پیشہ کے واسطے مناسبت طبعی ہی یا نہیں — ایسے بد قسمت آدمی کم ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی پیشہ کی قابلیت نہ رکھتے ہوں - پس کسی خاص پیشہ سے مناسبت نہ ہونا رنج یا مایوسی یا شرم کی بات نہیں ہی — اس معاملہ کا اندازہ سب سے بہتر خود ہر شخص کے بزرگ کرسکتے ہیں کہ وہ کس کام سے مناسبت رکھتا ہی لیکن ایسے خاندان مسلمانوں میں ابھی زیادہ نہیں ہیں کہ جن میں دو تین پشتوں سے تعلیم مغربی کا سلسلہ جاری ہو پس اس معاملہ میں ہمارے نوجوانوں کو اپنے والدین اور بزرگوں سے زیادہ مدد نہیں ملسکتی ہ

منجملہ دیگر فواید کے ہمارے بورڈنگ کا ایک فایدہ یہہ ہی کہ یہاں کے رہنے والوں کو اسبات کا موقعہ ملتا ہی کہ اپنی حالت کا دوسروں سے مقابلہ کریں قابل بھروسہ احباب اور ہمدرد اوستادوں سے مشورہ کریں اور بالاخر اس معاملہ میں کوئی راے قایم کریں کہ اُن کو کیا کرنا چاہیئے - ہم یہہ نہیں کہتے کہ ایسا ہوتا ہی اور اگر ہوتا ہی تو جس حد تک ہونا چاہیئے اُتنا ہوتا ہی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک کشش ہی کہ مسلمانوں کو سروس کی طرف کھینچے لیئے جاتی ہی - ہم ایسی مثالوں سے واقف ہیں کہ خوش حال اور ہونہار طالب علم نے بی اے پاس کیا اور اُس کے بعد تین چار سال صرف بتلاش تحصیلداری یا نایب تحصیلداری تکاپو میں صرف کردیئے — اس طرحپر وقت اور بہترین حصہ عمر کو صرف کرنا ایک قومی مواخذہ میں مبتلا ہونا ہی — اگر تم وکالت سے مناسبت رکھتے ہو تو اپنا وقت قانون پر صرف کرو کیونکہ گو وکلا کی کثرت ہی مگر لایق وکلاء کی اُتنی کثرت نہیں ہی جتنی ہونی چاہیئے — مسلمان انگریزی داں وکلاء کی بالخصوص کمی ہی پس ہماری یہہ خواہش کہ مسلمان اپنا حصہ لیں ضرور واجبی اور قابل لحاظ ہی ہ

گو ہمارے کالج میں عرصہ دراز سے قانونی درس کا سلسلہ جاری ہی لیکن ہم اس بات کا خوشی سے اعلان اور اعتراف کرتے ہیں کہ کچھہ عرصہ سے اسطرف غیر معمولی توجہ مبذول ہی - بعض قانون داں ٹرسٹیان کالج مقیم علیگڈھ نے لاکلاس کو اپنے اہتمام میں لیلیا ہی اور اُنکی یہہ کوشش اور خواہش ہی کہ آیندہ بہ نسبت گذشتہ کے بہتر نتایج ظہور میں آئیں — یہہ کالج کی خاص خوش قسمتی ہی کہ مسٹر آفتاب احمد خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لا اور بعض دیگر سابق طلبا کالج نے مثل مولوی بہادر علی ایم - اے اور شیخ عبداللہ بی - اے کے خاص علیگڈھ میں اپنا قیام تجویز کیا — یہہ واقعہ نہایت مفید اور نتیجہ خیز ثابت ہوا اور ہوگا ہ

یہہ جو کچھہ تحریر کیا گیا محض سلسلہ تحریر کے تقاضہ سے تھا - اصل موضوع اس آرٹیکل کا نہ ہمارا کالج ہی نہ کوئی خاص پیشہ — ہم اپنی قوم کو اس اہم مضمون کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ اپنی متھریل یعنی مالی حالت کو کیونکر ترقی دیجاے ہ

علاوہ وکالت کے بعض پیشہ اور ہیں کہ جن میں دستگاہ حاصل کرنیکا انتظام اور سامان مہیا ہی — منجملہ اُن کے ڈاکٹری - انجنیری — فارسٹری اور عام صنعت اور حرفت ہی — قطع نظر ان پیشوں کے اور بھی بعض ذرایع ایسے ہیں کہ جن کو ہماری راے میں پیشہ پر بھی ترجیح ہی — یہہ سچ ہی کہ اس معاملہ میں عملی کارروائی کی ضرورت ہی لیکن عملی کارروائی کا سامان مہیا کرنے کے واسطے تحریری صلاح اور رہنمائی بے سود نہیں ہی ہ

(باقی آیندہ)

انجمن حمایت الاسلام لاہور

اِس انجمن کے سترھویں سالانہ جلسہ کي روئداد اِس وقت ہمارے سامنے ہی اور اُسے دیکھکر بے اختیار ہمارے دل سے اُس کے مربیوں اور بانیوں اور کارکنوں کي بے غرضانہ اور ہمدردانہ کوششوں اور اُن کي کامیابي پر مبارک باد اور تحسین و مرحبا کي صدا نکلتي ہی — سترہ برس میں جو مسلسل کوششیں اِس انجمن کے بانیوں نے کیں اور جسطرح پر بتدریج اِس انجمن کو ترقي ہوئي اور رفتہ رفتہ اسکول کے درجہ سے ترقي کرکے کالج کے درجہ تک پہونچا اور امتحانات کے نتایج سے اسکول اور کالج کے انتظام کو ثابت کیا درحقیقت نہایت تعریف اور قدر کے لایق ہی اور اس سے اس امر کي تصدیق ہوتي ہی کہ در حقیقت پنجاب پر زندہ دلي کا خطاب جو سر سید مرحوم نے دیا تھا صادق ہی اور پنجاب کے زندہ دل مسلمان استقلال اور ہمت سے کام کرنے میں تمام ہندوستان کے مسلمانوں سے افضل اور برتر ہیں *

یہہ بات کہ اس انجمن کے بانیوں نے اپنے ہي اوپر بھروسہ کیا اور اپني ہي کوششوں سے اس انجمن کو چلایا اور اپني ہي سعي سے ادنی درجہ سے اُسے اعلی درجہ پر پہونچایا ' اسي انجمن سے مخصوص ہی اور تمام مسلمان انجمنوں میں اُسے اس باب میں فضیلت حاصل ہی — اس کا ثبوت اس سے ہوتا ہی کہ سولہ برس تک انجمن نے اپني تمام ہمت اپنے کام کے پورا کرنے اور اسکول اور کالج کے ترقي دینے میں مصرف رکھي اور چپ چاپ بغیر تصنع اور نمایش کے اپنے اغراض اور مقاصد کي تکمیل میں سرگرم رہي نہ کبھي حکام کو تکلیف دي اور نہ کبھي گورنمنٹ سے مدد مانگي — اور نہ اپنے صوبہ کے حاکم کو اپنے کسي جلسہ میں بلانے کي کوشش کي لیکن جب اُس نے اپني کارروائیوں کو عملي طور پر ثابت کردیا اور اُس کے مفید نتیجے ظاہر کردیئے اُس وقت اپنے صوبہ کے حاکم کو انجمن کے سالانہ جلسہ میں تشریف لانے کي زحمت دي اور جیسي کہ توقع تھي سر میکورتھہ ینگ لفٹنٹ گورنر بہادر نے اپني تشریف آوري سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو عموماً اور اراکین انجمن کو خصوصاً ممنون و مشکور فرمایا اور انجمن کي شان و شوکت اور اُس کے اعتبار کو بڑھایا اور جیسي کہ توقع تھي جناب ممدوح نے انجمن کي کارروائي کو پسند کیا اور اُس کي قدر کي *

ہر انجمن میں سالانہ جلسوں کا ہونا ایک معمولي بات ہی اور لوگوں کا مدعو کرنا اور اِسپیچیں اور لکچر دینا اور دو تین دن تک اپنے بازار کا گرم رکھنا ایک مقررہ رسم ہوگئي ہی — مگر بہت کم ایسي انجمنیں ہیں جنمیں ایسي باتیں ہوتي ہوں جو صرف نمایشي نہوں اور جلسوں کے ختم ہونے کے ساتھہ ہي ختم نہ ہوجائیں مگر ہاں انجمن حمایت اسلام لاہور کو اس کا فخر حاصل ہی کہ اُس کے سالانہ اِجلاس کي کارروائي قصیدہ گوئي اور مرثیہ خوانی پر محدود نہیں ہی بلکہ اُس سے مستقل فائدے حاصل ہوتے ہیں اور مفید نتیجے پیدا ہوتے ہیں — بڑي بات اُن میں سے ایک یہہ ہی کہ عین اِجلاس میں ایک رقم خطیر چندہ کي وصول ہوجاتي ہی اور انجمن کو مالي مدد حاصل ہوتي ہی اور جو لوگ انجمن میں آتے ہیں وہ صرف مشاعرہ کي مجلس کے آنے والے اور ہاے اور واے کرنے والے ہي نہیں ہوتے بلکہ اپني جیبوں میں ابیض نوراني بھرکر لاتے ہیں اور انجمن کو نذر کرتے ہیں — یہہ ہیں کام کرنے کے طریقے اور ہمدردي ظاہر کرنے کي سچي علامتیں اور کام کرنے والوں کي ہمت بڑھانے کے ذریعے اور یہہ ہی سچے مسلمانوں کي سچي ہمدردي کا ثبوت — کاش اسي کي پیروي اور انجمنیں بھي کریں اور اِسي طرح اور صوبوں کے مسلمان بھي اپني انجمنوں کو مدد دیں اور اپنے بزرگ مورثوں کے لایق وارث ہونے کا ثبوت دیں *

اس انجمن کے جلسے حسب معمول ۲۱-۲۲-۲۳ فروري کو کالج کے خوشنما و وسیع صحن میں ہونا قرار پائے تھے مگر شایقین کے اصرار سے ایک دن اور بڑھایا گیا جس میں مولوي حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی اور شاہ سلیمان صاحب سجادہ نشین پھلواري اور چودھري خوشي محمد بي اے نے اپني فصیح و بلیغ تقریروں اور نظموں سے انجمن کي رونق بڑھائي اور اپنے بیش قیمت مضمون سناکر حاضرین کو محظوظ کیا اور سب سے زیادہ قابل ذکر یہہ امر ہی کہ اس دفعہ جو چندہ ہوا وہ بہ نسبت سال گذشتہ کے چندہ کے بہت زیادہ تھا — پچھلے برس چھہ ہزار نقد ہوا تھا اس دفعہ آٹھہ ہزار پانچ سو ستاون روپیہ نقد وصول ہوئے اور دو ہزار روپیہ کے وعدے کیئے گئے جو بعدہ تقریبا سب وصول ہوچکے ہیں *

ایک اور بات اس انجمن کي خصوصیات سے ہی جو کسي اور انجمن میں پائي نہیں جاتي — یہہ اُصول سب پسند کرتے ہیں کہ چندہ تھوڑا تھوڑا مانگا جاے مگر دینے والوں کي تعداد زیادہ ہو مگر اس پر کہیں عمل نہوں ہوتا اور اسبات کي ہر جگہہ شکایت ہی کہ مانگنے والے نہیں ملتے اور مانگنے کا سسٹم یعني طریقہ با قاعدہ اور منتظم نہیں ہی اس انجمن نے اسي اصول کو اختیار کیا مگر عملاً اُس کو کر دکھایا — ہم نے چندہ کي فہرست جو رپورٹ کے آخري ضمیمہ میں درج ہی غور سے دیکھي اور اس بات کے دیکھنے سے ہمکو نہایت خوشي ہوئي کہ بہت چھوٹي چھوٹي رقمیں یہاں تک کہ ایک پیسہ اور دو پیسہ کي رقمیں وصول کي گئیں اور چھوتي چھوٹي رقموں سے آٹھہ ہزار پانچ سو ستاون روپیہ چودہ آنہ نو پائي کي ایک بڑي رقم ہوگئي — یہہ چندہ تین ہزار تین سو اُنیس آدمیوں نے دیا اور وہ بذریعہ ایجنٹوں کے جنکو نہایت کم تنخواہ دي جاتي ہی اور بذریعہ لوکل ایجنٹوں کے وصول کیا گیا اور اس سے یہہ بات ثابت ہوگئي کہ اگر مانگنے کا انتظام اچھي طرح اور بذریعہ دیانت دار ایجنٹوں اور خاص خاص ہمدرد لوگوں کے کیا جاے تو بہت کچھہ چندہ مل سکتا ہی اور بہت بڑي مالي مدد انجمن کو حاصل ہوسکتي ہی *

هم اس انجمن کي کارروائي اور اُسکي کامیابي پر کارکنان انجمن کو مبارکباد دیتے هیں اور خدا سے دعا کرتے هیں که اس انجمن کو اپنے اغراض و مقاصد میں روز افزوں کامیابي حاصل هوتي رهے — همکو پنجاب کے زنده دل مسلمانوں سے اُمید هی که وه اپني بے غرضانه کوششوں سے اس انجمن کو اُس درجه پر پهونچا سکینگے جس درجه پر اس کے باني اور حامي پهونچانا چاهتے هیں *

خیابان فارس

هز اکسلنسي لارڈ کرزن ویسراے و گورنر جنرل هند نے ایران کے حالات پر ایک نهایت عمده کتاب لکهي تهي جس کا نام هی (پرشیا اینڈ دي پرشین کوئسچن) محققین اور مورخین نے اُس کي بهت قدر کي اور بالاتفاق اُس کي نسبت یهه راے ظاهر کي گئي که وه جامع ترین اور بهترین کتابوں میں سے هی جو اس وقت تک ایران کے حالات کے متعلق لکهي گئي هیں — خود مصنف نے اس کتاب کي نسبت لکها هی که یهه کتاب تقریبا تین سال کي لگاتار محنت ' چهه مهینه کے سفر ایران و علاقه جات ملحقه ' اور اس سفر کے بعد سے لایق و مستند اصحاب مقیم ایران کے ساتهه مسلسل خط و کتابت کا نتیجه هی اور بیجا نهوگا اگر میں یهه کهوں که جب تک اس سے بهتر کوئي کتاب ایران کے حالات کے متعلق نه لکهي جاے اُس وقت تک انگریزي زبان میں یهه کتاب مستند سمجهي جائیگي *

خیابان فارس ترجمه پرشیا اینڈ دي پرشین کوئسچن کا هی اور هم کو نهایت خوشي اور فخر هی که یهه ترجمه همارے مدرسةالعلوم کے ایک لایق اور معزز طالب علم نے کیا هی جو اپنے زمانه تعلیم میں بوجه اپني لیاقت اور قابلیت کے کالج کے بهترین طالب علموں میں سے تهے اور جن کو مطالعه اور معلومات بڑهانے کا شوق تها اور فارسي میں اچهي استعداد رکهنے کي وجه سے عمده مترجم سمجهے جاتے تهے اور شاعري سے بهي اُن کو خاص مذاق تها اور اب وه سرکار نظام میں جوڈیشل سکرٹري کے دفتر میں ملازم هیں *

ظفر علي خاں صاحب نے یهه بهت بڑا احسان ملک پر کیا که ایسي نادر اور عمده اور مفید کتاب کا ترجمه اُردو میں کیا اور جو لوگ انگریزي زبان سے نا واقف تهے اُن کو اس کي کتاب کے مضامین سے مستفید هونے کا موقع دیا — جس فصاحت سے اصل کتاب لکهي گئي هوگي اُس کي قدر تو وهي لوگ کرسکتے هیں جو انگریزي زبان سے ماهر هیں مگر اُردو جاننے والے خیابان فارس کو دیکهکر تعجب کرینگے که ترجمه ایسي خوبي سے کیا گیا هی که تالیف اور ترجمه میں کچهه فرق نهیں معلوم هوتا همنے سواے تمدن عرب کے کسي کتاب کا جو یورپین زبان سے اُردو میں ترجمه کي گئي هو ایسا عمده اور فصیح ترجمه نهیں دیکها - هم ظفر علي خاں کو اور اپنے کالج کو مبارک باد دیتے هیں که ایسي عمده اور مفید کتاب کا ایسا پاکیزه اور با محاوره ترجمه پبلک کے سامنے پیش کیا گیا — همکو اس بات کے معلوم هونے سے نهایت خوشي هوئي که هز اکسلنسي لارڈ کرزن نے اس ترجمه کي قدر کي اور اُس کے مترجم کو حضوري اور مکالمه کي عزت بخشي اور اُس کي محنت کي قدر کي اور ترجمه کي تعریف فرمائي — ظفر علي خاں نے ایک عمده نمونه اور ایک پاکیزه نظیر اُن طالب علموں کے لیئے پیدا کي هی جو بعد تحصیل علم کے اپنے اوقات عزیز علم کي توقي میں صرف کرتے هیں اور تصنیف و تالیف سے اپني عزت و شهرت بڑهاتے اور اپنے ملک اور قوم کو فائده پهونچانا چاهتے هیں *

هز اکسلنسي لارڈ کرزن اپني علمي قابلیت میں مشهور هیں اور تحریر و تقریر میں انگلستان کے نامور شخصوں میں سے هیں اُن کي یهه کتاب معمولي کتابوں میں سے نهیں هی نه صرف سرسري طور پر لکهي گئي هی بلکه هز اکسلنسي نے اُس کے لکهنے میں بهت توجه فرمائي هی اور بهت کچهه زحمت و محنت اُٹهائي هی - وه خود اس کتاب کے دیباچه میں لکهتے هیں که " یورپین زبانوں میں ایران کے متعلق گذشته پانچ صدیوں کے اثنا میں جو دو سو اور تین سو کے درمیان کتابیں لکهي گئي هیں اُنهیں یا میںنے خود شروع سے لیکر آخر تک پڑها اور یا اُن کا اسي کتاب میں حواله دیا اور میں سچائي کے ساتهه کهه سکتا هوں که اس کتاب میں جو کئي سو حوالے دیئے گئے هیں اُن میں سے ایک بهي ایسا نهیں جو بجاے اس کے که کسي دوسري کتاب سے نقل کرلیا گیا هو میرے ذاتي مطالعه کا نتیجه نهو - جو ناظرین میري اس محنت پر تبسم کریں اُنهیں میں والنیر کے ان لفظوں میں جواب دونگا — تمهیں یاد رهے که میںنے بهت سي کتابیں اس لیئے پڑهي هیں که تم اُن کے پڑهنے کي زحمت سے بچو اور اُس کے لیئے میرا شکر ادا کرو " اگرچه اس تصنیف کا حقیقي موضوع سیاسي قرار دیا جاسکتا هی تاهم بهت کچهه تاریخي معلومات بهي اُس کے اوراق میں پائے جائیں گے *

آثار قدیمه کي تحقیق میں بهي یهه امر نظر انداز نهیں کیا گیا که اگرچه ایران حقیقي اور اصلي اعتبار سے مدبروں اور تاجروں هي کي جولانگاه هی تاهم اس میں آثار قدیمه بهي به کثرت پائے جاتے هیں جن پر متبحر اور نامور فاضلوں اور عالموں نے اپنے قلم اور طبیعت کو آزمایا هی اور ابهي تک اس میدان میں اُن کي کوششیں جاري هیں اور بقول خود مصنف کے اُن کا روے خطاب اُن لوگوں کي طرف بهي هی جو ایران کے حالات سے کما حقه آگاهي رکهتے هیں اور اُن لوگوں کي طرف بهي جنهیں خود سیاست مدن سے مذاق هی اور جو ایران کے حالات کے دریافت کرنے کے شایق هیں *

یهه کتاب اصلي انگریزي میں ساڑهے تیره سو صفحوں کي ضخامت کي هی اور اُس کا ترجمه ۴ جلدوں میں شایع کیا جائیگا جن میں سے پهلي جلد جو ساڑهے چهه سو صفحه کي هی پبلک کے سامنے پیش کي

گئي هی همکو اُمید هی که اهل ملک اُسے استحسان کي نظر سے دیکھینگے اور اُس کي قدر کرینگے اور اپنے کتب خانوں کو اس عمدہ اور مفید کتاب کے رکھنے سے رونق دینگے تاکہ مترجم کو اُس کي محنت کا صلہ ملے — اور دوسري تیسري اور چوتھي جلدوں کے شایع کرنے کي همت هو — هم پھر اپنے کالیج کے عزیز طالب علم ظفر علي خاں بي اے کو مبارکباد دیتے هیں که بادشاہ دکن هز هائنس میر محبوب علي خاں بہادر جي سي ایس آئي نے اس امر کي اجازت مرحمت فرماکر اُن کي قدر بڑھائي که یہہ ترجمہ حضور ممدوح کے مبارک نام سے مزین کیا جاوے — اور همارا دل مترجم کے دل کي طرح گواهي دیتا هی که جب اس ترجمہ کو شاہ دکن اور ویسراے هند نے پسند کیا اور جبکہ مترجم نے ترجمہ میں اصلي زور قایم رکھنے کي کوشش کي هی تو اُنهیں پوري کامیابي حاصل هوگي اور اُن کي محنت ضایع نهوگي — ان الله لا یضیع اجر العاملین *

یونیورسٹي کمیشن

خلاصہ تجویزات کا

(مترجمہ کار پردازان اخبار هذا)

(دیکھو واسطے سلسلہ کے صفحہ ۵۰۸ — مطبوعہ ۱۴ اگست سنہ ۱۹۰۲ ع)

طالب علموں کي تربیت

هندوستاني طالب علم شاذ و نادر هي خلاف وزي قواعد کے مرتکب هوتے هیں ، لیکن وہ بڑي توجہ کے ساتھہ عنایت آمیز نگراني کے محتاج هیں ، اور هر ایک کالیج کو اس بات پر غور کرنا چاهیئے که یہہ ضرورت کس طرح پر رفع هوسکتي هی — جو طریقہ محمدن اینگلو اورینٹل کالیج علیگڈھ میں جاري هی وہ دوسرے رزیڈنشل کالجوں کي توجہ کے لایق هی *

طالب علموں کي سکونت

(۱) طالب علموں کو لازم هوگا که وہ (الف) اپنے والدین یا سرپرستوں کے پاس (ب) اُن مکانات میں جن کو یونیورسٹي یا وہ کالیج جس سے وہ متعلق هوں پسند کرے یا (ج) ایک هوسٹل میں رهیں جس کي یہہ تعریف بیان کي جاسکتي هی که وہ ایک ایسا مقام هی جو طالب علموں کي سکونت کے واسطے مناسب هی اور یونیورسٹي یا کالیج کي نگراني میں هوتا هی *

(۲) کالیج استاف کے ایک یا دو ممبروں کو هوسٹل کے اندر یا بالکل اُس کے قریب رهنا چاهیئے — سپرنٹنڈنٹ صرف ایک اعلی ملازم هي نهیں ، بلکہ ایک ایسا شخص هونا چاهیئے جو رهنے والوں پر کسیقدر حکومت کرنے کے لایق هو — اگر هر ایک طالب علم کو خاص اُس کے لیئے ایک کمرے کا دینا ممکن نهو تو سونے کے کمرے بڑے بڑے هونے چاهیئیں ، جنکي نگراني به نسبت اُن چھوٹے کمروں کے جن میں دو یا تین طالب علم رهتے هیں زیادہ تر آساني کے ساتھہ هوسکتي هی *

(۳) جو هوسٹل کسي کالیج سے متعلق هوں وہ براہ راست پرنسپل کي نگراني میں هونے چاهیئیں ، اور هر ایک هوسٹل کالیج کے ممبروں کے لیئے مخصوص هونا چاهیئے ، اور غیر شخصوں کو اُن میں کچھہ دخل نهونا چاهیئے *

(۴) رفتہ رفتہ اُن تمام طالب علموں کے واسطے جو والدین یا سرپرستوں کے پاس نہ رهتے هوں مکانات کا مہیا کرنا ایفلیئیشن کي ایک شرط هوني چاهیئے اور بهر کیف جدید کالجوں کي نسبت تو اس شرط کا قرار دینا ضروري هی *

(۵) هوسٹل بالعموم اُن کالجوں سے جن سے وہ متعلق هوں زیادہ فاصلہ پر یا ایک ایسے نواح میں نهیں تعمیر هونے چاهیئیں جو صاف اور شایستہ نهو * .

کتب خواندگي

(۱) ایفلیئیشن کي منظوري اور وقتا فوقتا اُس کي تجدید عام شرایط پر نهیں بلکہ زیادہ تر اُن مضامین اور کتب خواندگي کے لحاظ سے هوني چاهیئے جن کے واسطے کالیج کافي انتظام کرسکتا هو *

(۲) اس بات پر غور کرتے وقت که جو انتظام کوئي کالیج کسي خاص مضمون کے واسطے کرنا چاهتا هی ، آیا وہ کافي هی ، یا نهیں ، اُمور مندرجہ ذیل پر لحاظ کرنا واجب هی *

(الف) آیا کالیج لکچروں کي کافي تعداد کا بندوبست کرسکتا هی یا نهیں — اکثر صورتوں میں یہہ بات معلوم هوگي که " کافي تعداد " به نسبت اُس تعداد کے جو اب قرار دي گئي هی بہت کم هی — اس قسم کے لکچروں میں کمي کرنے کے لیئے کوشش کرني چاهیئے ، جن میں صرف طالب علموں کو نوٹ بتائے جاویں — لکچرار کا مقصد یہہ هونا چاهیئے که وہ اپني جماعت کے عقل و دماغ کو بڑھاوے اور اُن کي رهنمائي کرے ، نہ یہہ که اُن کو اپني کتابوں کے پڑھنے اور بطور خود اُن پر غور کرنے کي ضرورت سے باز رکھے *

(ب) آیا کالیج اپنے طالب علموں کے واسطے کافي تعداد معلموں کي مہیا کرتا هی یا نهیں — اسبات کو تمام صورتوں میں ایک لازمي حصہ کالیج کے کام کا تصور کرنا چاهیئے —

جہاں کہیں کالج میں فیلوز کی ایک جماعت موجود ہو وہاں یہہ امر پسندیدہ ہی کہ ایسے فیلوز اپنے وقت کا ایک حصہ درس و تدریس کے کام میں صرف کریں *

(ج) آیا طالب علموں کو ایک کتب خانہ اور لیبریٹری وغیرہ تک جب کبھی ضرورت ہو رسائی ہوسکتی ہی یا نہیں — طالب علم کو صرف چند گھنٹے فی یوم جماعت میں صرف کرنے چاہیئیں، اور باقی وقت میں اُسکو پڑھنا، لکھنا اور بطور خود تحقیقات کرنا، نہ کہ اپنے لکچر کے نوٹوں کو حفظ یاد کرنا چاہیئے *

(۳) اس بات کا سارٹیفکٹ کہ فلاں طالب علم نے ایک با قاعدہ سلسلہ خواندگی کو پورا کرلیا ہی، اس طرحپر مرتب ہونا چاہیئے جس سے ظاہر ہو کہ اُس نے ایک سلسلہ خواندگی جسکو یونیورسٹی نے حسب تشریح صدر منظور کرلیا ہو پورا کرلیا ہی — تمام قاعدوں کو جنکی رو سے لکچروں میں صرف فی صدی اوسط حاضری کی ضرورت ہو از سرنو مرتب کرنا یا اُن کو منسوخ کرنا چاہیئے *

فیس

(۱) فیس کے قرار دینے میں سب سے پہلے دو ضروری باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے — یعنی اول یہہ کہ فیس اس قدر زیادہ نہیں قرار دینی چاہیئے جس سے تعلیم کی اشاعت رک جاوے — اور دوم یہہ کہ اس قدر کم فیس قرار نہیں دینی چاہیئے جس سے معمولی لیاقت کے ایک غریب طالب علم کو یونیورسٹی کے اُس سلسلہ خواندگی کے پڑھنے کی ترغیب ہو جسکا اختیار کرنا در حقیقت اُس کے حق میں مفید نہیں ہی *

(۲) کسی غریب لیکن در حقیقت لایق طالب علم کو اُس کے افلاس کی وجہ سے اعلی درجہ کی تعلیم کے فواید سے محروم نہیں رکھنا چاہیئے، لیکن یہہ فواید نہ صرف برائے نام فیس مقرر کرنے، بلا امتیاز فری اسکالرشپوں کے دینے، یا فری کالجوں کے مقرر کرنے سے نہیں بلکہ اسکالرشپوں کے ایک وسیع اور فیاضانہ انتظام کے ذریعہ سے اُسکو حاصل ہونے چاہئیں — گورنمنٹ کو ایسی اسکالرشپیں مقرر کرنی چاہیئیں جو بطور نتیجہ امتحانات یونیورسٹی کے عام کمپٹیشن کے لایق ہوں، اور کسی ایفلیئٹڈ کالج میں اور نیز امدادی اور پرایویٹ مدرسوں کے منیجروں کو اسکالرشپیں اُن طالب علموں کے لیئے جو اُن کے خاص کالجوں میں پڑھتے ہوں مقرر کرنی چاہیئیں — اگر فری اسکالرشپیں دی جاویں تو وہ طالب علموں کی کل تعداد میں جو درج رجسٹر ہوں تین فی صدی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئیں *

(۳) ہر ایک یونیورسٹی کے سنڈیکیٹ کو منیجروں کے مشورہ سے مقامی حالات، اعلی درجہ کی تعلیم کی ضرورت، اور اس بات پر غور کرنے کے بعد کہ جن طالب علموں کے اُس مدرسہ میں پڑھنے کی اُمید ہو وہ اس قسم کی تعلیم کے لیئے کافی فیس ادا کرنے کا مقدور رکھتے ہیں یا نہیں کم سے کم شرح فیس قرار دینی چاہیئے — یہہ شرح اول اُن کالجوں سے متعلق ہوگی جنکو گورنمنٹ سے زر نقد کی امداد نہ ملتی ہو — گورنمنٹ کو سرکاری اور امدادی کالجوں دونوں میں فیس کی شرح اُس اقل مقدار سے جو یونیورسٹی نے تجویز کی ہو زیادہ مقرر کرنی چاہیئے، اور سرکاری مدرسوں میں فیس کی شرح امدادی مدرسوں کی بہ نسبت خواہ نخواہ زیادہ مقرر کرنی چاہیئے *

(۴) یونیورسٹی کو اُن کالجوں کے معاملہ میں خاص طور پر سلوک کرنا چاہیئے جو دولتمند فیاض شخصوں نے اس شرط پر کہ کوئی فیس نہ لی جاوے قایم کیئے ہوں، یا جنکے معاونین مذہبی خیالات، حب قومی یا ہمدردی کی وجہ سے بطور معلم کے مفت یا نہایت قلیل معاوضہ پر خاص اس غرض سے کام کرنے پر آمادہ ہوں کہ جو فیس طالب علموں سے لی جاوے اُس میں حتی الامکان نہایت کم مقدار تک تخفیف ہو جاوے — مگر شرط یہہ ہی کہ یونیورسٹی کو اس بات کا اطمینان ہوجاوے کہ اس قسم کے مدرسہ میں مناسب تعداد ٹیچروں کی ہی، اُس میں کافی سامان تعلیم موجود ہی، گورنمنٹ سے اُسکو کچھہ امداد نہیں ملتی ہی، اور اگر وہ آمدنی جو اُس کے معاونین کو میسر ہو ایک معقول عرصہ تک اُسکو بخوبی چلانے کے لیئے کافی ہو تو وہ اُس قاعدہ کے سخت عملدرآمد سے جسکی رو سے فیس کی اقل شرح قرار دی گئی ہی بری ہونا چاہیئے *

اس قسم کے خاص مدرسوں کی نسبت اُن طالب علموں کی تعداد کی جو بغیر فیس کے یا اُس شرح سے کم فیس پر جو یونیورسٹی نے قرار دی ہو داخل کیئے جاویں ایک حد مقرر کرنی چاہیئے، اور یہہ حد ٹیچنگ اسٹاف اور تعلیم کی سہولیتوں کی بنا پر قرار دی جاوے *

طالب علموں کا تبادلہ

(۱) ایک ٹرم کے وسط میں یا در حقیقت ایک سلسلہ خواندگی کے وسط میں کوئی تبادلہ طالب علموں کا بغیر خاص وجوہات کے جن کو حکام کالج قلمبند کردیں اور جن کی اطلاع سنڈیکیٹ کو کی جاوے نہیں ہونا چاہیئے *

(۲) سرکاری اور امدادی مدرسوں کے معاملہ میں سوا شتہ تعلیم طالب علموں کے تبادلہ کے متعلق مناسب قواعد بنا سکتا اور جاری کرسکتا ہی — اگر یونیورسٹی سرکاری قواعد سے رضامند ہو، تو اُس کو غیر امدادی ایفلیئٹڈ مدرسوں کو ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ بطور شرط اپنے ایفلیئٹڈ کے ان کی پابندی کرے — جہاں تک کہ سرکاری قواعد نا کافی ہوں خود یونیورسٹی کو تبادلہ کے قواعد بنانے چاہیئیں جیسا کہ مدراس اور الہ آباد میں کیا گیا ہی *

(۳) فیس بلحاظ ٹرم کے پیشگی ادا کرنی چاہیئے، اور اسبات کا فیصلہ کہ کسقدر مقدار (اگر کچھہ ہو) کسی طالب علم کے تبادلہ پر واپس کی جاوے کالج کو کرنا چاہیئے *

کالج اور اسکول

جبکہ کسي کالج کو ایک هائي اسکول سے تعلق هو ، تو کالج کلاسوں کو ایک علحدہ مکان میں اور علحدہ انتظام کے بموجب پڑھانا چاهیئے *

دوسرے درجہ کے کالج

یونیورسٹیوں کو کسي جدید دوسرے درجہ کے کالج کے ایفلیٹ کرنے سے انکار کردینا چاهیئے - جو کالج اب ایفلیٹ کر لیئے گئے هیں اُن کے معاملہ میں گورنمنٹ اور یونیورسٹي کا مقصد یہہ هونا چاهیئے کہ وہ رفتہ رفتہ یونیورسٹي سے علحدہ کر دیئے جاویں ، تاکہ یونیورسٹي کے طالب علم اپني تعلیم اُنهیں کالجوں میں حاصل کریں جو واقعي کالج کہلاتے هیں - دوسرے درجہ کے اُن کالجوں کو جو اول درجہ تک ترقي کرنے کي اُمید نہیں کرسکتے هیں پھر هائي اسکولوں کے درجہ پر واپس جانا چاهیئے — اُس مدت کا تجویز کرنا جس کے اندر یہہ تبدیلي عمل میں لائي جاسکتي هی هر ایک یونیورسٹي کي راے پر چھوڑا جا سکتا هی — جب کہ ایک دوسرے درجہ کے کالج میں تعلیم کا سامان خراب هو ، یا وہ امتحان انٹرمیڈیئٹ کے لیئے کم طالب علم پہنچتا هو ، تو اُس کو چند روزہ میعاد کي اطلاع دیکر علحدہ کردینا چاهیئے ، اور دوسرے درجہ کے زیادہ تر عمدہ کالجوں سے کہنا چاهیئے کہ وہ ایک معقول مدت کے اندر اور موجودہ طالب کا کافي لحاظ کرکے خواہ تو کالج یا ایک اسکول کے رتبہ پر رهنا پسند کریں - اس صورت میں اور نیز تمام صورتوں میں اول درجہ کے ایک نئے کالج کے قایم کرنے کے معاملہ کا تصفیہ سب سے پہلے سنڈیکیٹ کي تجویز سے مطابق قواعد ایفلیئیشن کے هونا چاهیئے *

مدرسوں کا تسلیم کرنا

یونیورسٹي کو صرف مندرجہ ذیل اقسام کے مدرسوں کو تسلیم کرنا چاهیئے — (الف) اُن مدرسوں کو جو اُس کي مقامي حدود کے اندر واقع هوں اور جن کو سررشتہ تعلیم نے ڈپارٹمنٹل قواعد نافذالوقت کے مطابق تسلیم کرلیا هو اور (ب) اُن مدرسوں کو جو هندوستاني ریاستوں کے اندر واقع هوں اور جن کي نسبت اُس ریاست کي گورنمنٹ جس میں وہ واقع هوں اس بات کي تصدیق کردے کہ اُن کا انتظام اور اهتمام عموماً اُن قواعد کے مطابق هوتا هی جو برٹش انڈیا کے اُس صوبہ میں جاري هیں جس کے ساتھہ اُن کو پولیٹکل طور پر یا بلحاظ تعلیم کے تعلق هو *

کالج کي زندگي

(۱) اُس قسم کي سوسئیٹیوں یا مشغلوں کو جن کي وجہ سے طالب علم اپني جماعت سے باهر ایک جگہہ جمع هوں هر طرح پر ترغیب دیني چاهیئے ، اور اس سلسلہ میں کھیل کود زیادہ وقعت رکھتے هیں *

(۲) یونیورسٹیوں کو مختلف کالجوں کے طالب علموں کے باهم جمع هونے کے لیئے مقامات اور موقعے مہیا کرنے چاهیئیں — مثلاً اُن کو عمدہ کتب خانہ قایم کرنے چاهیئیں جن میں پڑھنے اور گفتگو کرنے کے کمرے پروفیسروں کے لیئے اور ایسے کمرے بھي موجود هوں جن میں طالب علم پڑھ سکیں اور مباحثہ کرسکیں *

عام راے پڑھانے کي نسبت

حکام کالج کو هر طرح پر کي (یعني تشریح) کا استعمال موقوف کرنا چاهیئے *

انگریزي

(۱) میٹریکیولیشن کي جماعتوں کے لیئے انگریزي کي درسي کتابیں نہیں قرار دیني چاهیئیں ، سلسلہ خواندگي عام الفاظ میں بیان هونا چاهیئے ، اور کتابوں کي فہرست تمثیلاً بیان کرني چاهیئے — اس فہرست میں خاصکر تشریح اور تواریخ کي کتابیں شامل هوني چاهیئیں اور وہ اس قدر بڑي هوني چاهیئیں کہ اُن سب کا حفظ یاد کرلینا ناممکن هوجاوے *

(۲) اعلی درجہ کے سلسلہ خواندگي میں کتابیں بطور نمونہ زبان اور عبارت کے منتخب کرني چاهیئیں اور اُن کو کم و بیش غور کے ساتھہ مطالعہ کرنا چاهیئے — جن کتابوں میں تواریخ اور علمي کتابوں کي نکتہ چیني کا ذکر هو اور جن کے پڑھنے کي طالب علم کو فرصت نہو اُن کو فہرست میں داخل نہیں کرنا چاهیئے *

(۳) ایم اے کي ڈگري کے انگریزي کورس کے ساتھہ دیسي یا مشرقي یا مغربي قدیمي زبان کا ایک کورس شامل هونا چاهیئے *

(۴) اینگلو سیکسن زبان ایک هندوستاني یونیورسٹي کے کورس میں شامل نہیں هوني چاهیئے *

(۵) سائنس میں کسي خاص سائنس کي تحصیل شروع کرنے کے بعد طالب علموں کا علیحدہ امتحان انگریزي میں نہیں هونا چاهیئے *

زبان لاطیني

(۱) زبان لاطیني کو علم طب کے طالب علموں کے لیئے ایک لازمي ابتدائي شرط قابلیت کي نہیں قرار دیني چاهیئے *

(۲) جہاں کہیں کہ چند چھوٹي چھوٹي جماعتیں اُسي شہر میں هوں وهاں زبان لاطیني کي تحصیل کے لیئے کالجوں کے درمیان انتظام هونا چاهیئے *

مشرقي کي قدیمي زبانیں

(۱) ایک قدیمي زبان کي تحصیل انٹرمیڈیئٹ اور بي اے ڈگري کے فائنل کورس دونوں میں لازمي هوني چاهیئے — هندوستاني کي ایک دوسري زبان کو بطور دوسري اختیاري زبان کے نہیں تسلیم کرنا چاهیئے *

(۲) لازم ھی کہ سنسکرت کا ٹیچر اس مضمون سے عمدہ واقفیت رکھتا ھو اور مغربی طریقہ تعلیم سے بھی واقف ھو — اُن کی تعلیم اس قسم کی ھونی چاھیئے کہ وہ اُسی رتبہ اور تنخواہ کے مستحق ھوں جیسے کہ دوسرے مضامین کے پروفیسر ھیں *

(۳) سنسکرت پڑھنے اور لکھنے میں دیو ناگری خط کا استعمال کرنا چاھیئے *

(۴) عربی کی تحصیل کو ترقی دینے کے لیئے مندرجہ ذیل اصلاحیں جہاں کہیں کہ اُن کی ضرورت ھو جاری کرنی چاھیئیں *

(الف) صرف و نحو کی عمدہ درسی کتابیں سلسلہ خواندگی کا ایک لازمی حصہ ھونی چاھیئیں *

(ب) بغیر دیکھے ھوئے فقروں اور عبارت کی اعلی درجہ کے تمام امتحانات میں زیادہ وقعت ھونی چاھیئے *

(ج) انگریزی کا ایک معقول علم علاوہ عالمانہ واقفیت زبان عربی اور اُس کے علم ادب کے ایک لازمی لیاقت عربی پروفیسر کے عہدہ کے لیئے ھونی چاھیئے *

(د) عربی پروفیسر کی تنخواہ وغیرہ بشرطیکہ اس میں مندرجہ صدر لیاقتیں موجود ھوں دوسرے ھندوستانی پروفیسروں کی تنخواہ سے کم نہیں ھونی چاھیئے *

(۵) فارسی کی تحصیل کو ترقی دینے کے لیئے لازم ھی کہ —

(الف) اس مضمون کی تعلیم دینے کے لیئے گریجوایٹ جن کی فارسی کی علمیت پر سوائے آرٹس کی ڈگری کے کسیقدر بھروسہ ھو اور جنکی دوسری زبان فارسی ھو مقرر کیئے جاویں *

(ب) فارسی بجائے خود ایم اے کورس کے واسطے ایک مضمون نہ تسلیم کی جائے — اُسکو ھندوستان کی کسی دوسری قدیمی یا دیسی زبان کے ساتھہ شامل کرنا چاھیئے *

(۶) جو امتحانات مشرقی علم میں خطابات عطا کرنے کے لیئے ھوتے ھیں اُنکو ترغیب دینی چاھیئے ' لیکن یونیورسٹیوں کو ان امتحانات کا ذمہ بجز اُس صورت کے نہیں لینا چاھیئے کہ اُنکا اھتمام عمدگی کے ساتھہ ھوسکے ' اور ایک ایسا اسٹینڈرڈ جسکو یونیورسٹیاں پسند کریں قایم رہ سکے اور تبادلہ سے قدیمی علم کی تحصیل کو فائدہ پھونچے *

ھندوستان کی دیسی زبانیں

(۱) یہہ سفارش کی جاتی ھی کہ ایم اے کے کورس میں دیسی زبانوں شامل کی جائیں اور کورس اس قسم کا ھو جس کے ذریعہ سے اُس مضمون سے کامل طور پر واقفیت حاصل ھوسکے *

دیسی زبانوں کے پروفیسروں کا مقرر کرنا ایک ایسا کام ھی جس میں یونیورسٹی کا فنڈ مناسب طور سے صرف کیا جاسکتا ھی *

(۲) بی اے کورس کے ھر ایک درجہ پر دیسی زبان کی عبارت نویسی لازمی ھونی چاھیئے ' لیکن مضمون کا پڑھانا کچھہ ضرور نہیں ھی *

(۳) یہہ اصول قرار دینا چاھیئے کہ صحت کے ساتھہ زبانی ترجمہ کرنا خاطر خواہ طور پر ترجمہ کے واسطے کافی نہیں ھی ' بلکہ ضرور ھی کہ وہ با قاعدہ طور پر صرف و نحو کے قواعد کے بموجب لکھا جاوے *

(۴) علوم و فنون کی تصنیفات کے عوض میں انعامات دینے سے دیسی زبانوں کی تحصیل کو زیادہ تر ترغیب دینی واجب ھی *

(۵) یونیورسٹی پنجاب کے مشرقی صیغہ کو جاری رکھنا اور مشرقی علم کے بیچلر اور ماسٹر کی ڈگریوں کے کورس کو بدستور قایم رکھنا چاھیئے - مندرجہ ذیل ضروری تبدیلیوں کے ساتھہ — انگریزی کو بطور ایک دوسری زبان کے تمام کورس میں لازمی قرار دینا چاھیئے — جہاں کہیں ممکن ھو گریجوایٹ جنھوں نے انگریزی صیغہ میں اعلی درجہ کے اعزاز حاصل کیئے ھوں لکچرار مقرر کیئے جاویں اور اُن سے خواھش کی جاوے کہ وہ اپنے کورس چھپنے کے لیئے تیار کریں - لکچروں کے ان کورسوں کے چھاپنے اور جو مضامین اُن میں شامل نہوں اُن پر درسی کتابوں کے تالیف کرنے اور چھاپنے کے لیئے ھر سال فنڈ علحدہ کردیا جایا کرے — اورینٹل کالج ایفلیئیشن کے اُنھیں قواعد کا تابع ھونا چاھیئے جیسے کہ دوسرے کالج ھیں جو پنجاب یونیورسٹی کے ساتھہ تعلق رکھتے ھیں *

جو نظیر پنجاب یونیورسٹی نے ایک مشرقی صیغہ کے قایم کرنے سے قایم کی تھی اُس کی پیروی سردست کسی دوسری یونیورسٹی کو نہیں کرنی چاھیئے *

(۶) جو اسکول اورینٹل کالج سے متعلق ھی اُس کا کام یونیورسٹی کے مقصد سے خارج ھی *

زبان فرانسیسی

سوائے لڑکیوں کے اور کسی کے لیئے فرانسیسی زبان کو بجائے کسی پرانی زبان کے نہیں تسلیم کرنا چاھیئے *

فلسفہ

(۱) فلسفہ کا مضمون میٹریکیولیشن کے کورس میں شامل نہیں کیا جاسکتا ھی ' بلکہ وہ آرٹس کے کورس کا ایک لازمی حصہ ھونا چاھیئے *

(۲) فلسفہ کے کورس کی تشریح بذریعہ انتخابات کے کرنی چاھیئے — نیز مناسب درسی کتابیں پڑھنے کے لیئے تجویز کرنی چاھیئیں *

(۳) فلسفہ کی خواندگی کے لیئے مندرجہ ذیل مضامین بطور ایک نمونہ کے پیش کیئے جاتے ھیں *

(الف) انٹر میجیئٹ کورس ' منطق اور اصول علم روح انساني *

(ب) بي اے کورس ' ڈي ڈکٹو و انڈ کٹولا لاجک ' علم روح انساني اور علم اخلاق ' نیچرل تھیالوجي اور تاریخ فلسفہ *

(ج) ایم اے کے کورس میں یونان اور جرمني کے فلاسفروں کي کتابوں کے علاوہ هندوستاني فلسفہ کے بعض بڑے بڑے سلسلوں کے مناسب حصہ شامل هونے چاهیئیں جو طالبعلم کي مرضي کے موافق انگریزي یا سنسکرت میں پڑھائے جاویں *

ریاضي

ریاضي کا مضمون میٹریکیولیشن اور انٹرمیجیئٹ کورسوں میں لازمي ' اور آرٹس اور سائنس کي فیکلٹیوں کے اعلی درجہ کے کورسوں میں اختیاري هونا چاهیئے *

تواریخ اور پولیٹکل اکانومي

(۱) انٹر میجیئٹ کورس میں تواریخ نہیں شامل هوني چاهیئے ' بلکہ بي اے اور ایم اے کي ڈگریوں کے واسطے وہ ایک اختیاري مضمون هونا چاهیئے ' پولیٹکل اکانومي کو اُس کے ساتھہ شامل کرنا چاهیئے *

(۲) تاریخ کے مطالعہ کے لیئے مضمون از روے زمانوں کے قرار دینا چاهیئے اور کتابوں کي نسبت سفارش کرني چاهیئے نہ کہ اُن کو مقرر کرنا چاهیئے — اصلي کاغذات کے کسي قدر پڑھنے کا قاعدہ جاري کرنا چاهیئے اور همعصر مورخوں کي تصنیفات کسي قدر پڑھني چاهیئیں — جہاں کہیں تواریخ پڑھائي جاتي هو وهاں ایک عمدہ کتب خانہ بہم پہونچانا چاهیئے — یہہ کورس بڑي احتیاط کے ساتھہ هندوستاني طالبعلموں کي ضروریات کے موافق هونا چاهیئے *

(۳) پولیٹکل اکانومي کے پڑھنے میں توجہ اُن تمدني حالات کي جانب جن سے طالب علم واقف هوں مصروف کرني چاهیئے ' اور اُن کو هندوستان کے تمدني مسائل کي علمي طریقہ میں تحقیقات کي ترغیب دیني چاهیئے *

(باقي آیندہ)

منقولات

رئیس نابہہ کي روشن ضمیري

هم نے تاریخ میں پڑھا تھا کہ شاهنشاہ اکبر هر روز مختلف المذاهب علماء کو جمع کرکے ان میں باهم مباحثہ کرایا کرتا تھا — تحقیق حق کا اس سے بہتر اور کیا طریقہ هوسکتا هی — همکو اس بات کے معلوم کرنے سے بے انتہا مسرت هوئي کہ ایک چھوٹے سے اسٹیٹ پر مہاراجہ صاحب نابہہ نے اس اکبري سنت کو پھر زندہ کیا هی — مہاراجہ صاحب هر روز ایک سبھا جمع کرتے هیں — اُس میں سکھہ جو مہاراجہ صاحب کے هم مذهب هیں اور ویدانتي ' گیاني ' جوگي ' مسلمان ' عیسائي سب طرح کے چیدہ اور برگزیدہ لوگ جمع هوتے هیں — مہاراجہ صاحب هر ایک مذهب کي مذهبي کتابیں سنتے اور بذات خود اُن پر ریمارک کرتے هیں — همکو مہاراجہ صاحب کے دربار کي یہہ حالت اس طرح پر معلوم هوئي کہ مہاراجہ صاحب نے قرآن مجید کا اُردو ترجمہ شمس العلماء مولوي حافظ نذیر احمد صاحب کا کیا هوا اول سے آخر تک پڑھواکر سنا اور چونکہ پڑھنے والا کم سواد سا آدمي تھا — دوبارہ حکیم محمد صدیق صاحب سے سننا شروع کیا — جو شخص دربے تحقیق هوتا هی اس کو چار و ناچار شکوک بھي واقع هوتے هیں چنانچہ مہاراجہ صاحب ایسے شکوک کے نوٹ کراتے جاتے تھے آخرکار ایک دن حکیم محمد صدیق صاحب نے عرض کیا کہ مترجم زندہ دهلي میں موجود هیں — تصنیف را مصنف نیکو کند بیان یہہ شکوک ان پر عرض کیئے جائیں — چنانچہ فارن منسٹر ریاست نے شمس العلماء مولوي نذیر احمد صاحب کو بلاے مہاراجہ صاحب طلبي کا تار دیا اور جناب ممدوح بتقاضاے حمیت اسلامي محض کار دین سمجھکر بلا عذر اپنے مشاغل روز مرہ کو ملتوي فرماکر نابہہ تشریف لے گئے مہاراجہ صاحب کي طرف سے شرایط مہانداري کا سر انجام بخوبي هوا چار دن مولانا صاحب نابہہ میں رهے — پہلے هي دن سبھا میں مہاراجہ صاحب کے شکوک پڑھے گئے اور مولانا صاحب نے في البدیہہ ان کے جواب شافي دیئے — ازاں بعد تحریري شکوک آتے رهے اور ان کے جواب ادا کیئے جاتے رهے — مولنا صاحب زیادہ دنوں تک دهلي سے غیر حاضر رہ نہیں سکتے تھے — ناچار اُنہوں نے باوجود اصرار مہاراجہ صاحب واپسي کي اجازت چاهي اور مہاراجہ صاحب نے اُن کو خلعت هفت پارچہ دیکر بمجبوري رخصت کیا — مولنا صاحب نے جس حالت میں مہاراجہ صاحب کو چھوڑا وہ تو یہہ تھي — کہ جس وقت حکیم محمد صدیق قرآن کا ترجمہ لیکر درباري کمرہ میں داخل هوتے تھے تو دیکھنے کے ساتھہ مہاراجہ صاحب اور اُن کے ساتھہ تمام درباري قرآن مجید کي تعظیم کے لیئے سرو قد کھڑے هو جاتے تھے اور ترجمہ قرآن کُني ریشمي اور زرین غلافوں میں لپٹا هوتا تھا اور مہاراج صاحب جسوقت قرآن کا ترجمہ کھولا جاتا تھا — اس کو تذذوت کرتے تھے — اور پڑھواتے وقت پڑھنے والے سے خطاب کرتے تھے کہ مہاراج کي فرماوندے هیں (یعني اللہ پاک کیا فرماتے هیں) اور قرآن کو بابا قرآن کہکر نام لیتے تھے — اس سے معلوم هوسکتا هی کہ مہاراجہ صاحب کے خیالات قرآن اور اسلام کے ساتھہ کیسے هیں *

(از دارالعلوم دهلي)

وکٹوریہ میموریل اسکالرشپ فنڈ

لیڈي ریواز نے جو حسب ایماے هز اکسلنسي لیڈي کرزن صاحبہ سرمایہ وظائف یادگار وکٹوریہ کي شاخ پنجاب کي پریسیڈنٹ هوئي هیں

مندرجہ ذیل تحریر اس غرض سے مشتہر کی ہی کہ پنجاب میں اس کام کے لیئے جو روپیہ جمع ہوا ہی اُس کے صرف کے متعلق ہر اکسلنسی کی خواہشیں اُن لوگوں کو جو اس معاملہ سے سروکار رکھتے ہیں معلوم ہوجائیں لیڈی ممدوحہ تحریر فرماتی ہیں *

ہندوستان بھر میں سب کو معلوم ہی کہ علیا حضرت ملکہ قیصرہ وکٹوریہ کو اس ملک کی عورات کی بہبودی کا کس درجہ خیال تھا — آغاز سال گذشتہ میں علیا حضرت ممدوحہ کی وفات کے بعد لیڈی کرزن صاحبہ نے تمام صوبجات ہندوستان سے استدعا کی کہ ملک کے تمام مناسب مقامات میں ایک چندہ اس غرض سے وصول کرنے کا بندوبست کیا جاے کہ علیا حضرت کی یادگار قایم کرنے کے لیئے ایک فنڈ قایم کیا جاے اور اس فنڈ کا روپیہ ایسے کاموں میں صرف کیا جاے جو علیا حضرت کو زیادہ پسند ہوتے یعنی یہہ کہ سرمایہ مذکور سے اس باب میں مدد دی جاے کہ ہماری ہندوستانی بہنوں کو وہ آسایش اور ہنرمندی حاصل ہو جو میڈیکل سائنس یعنی فن ڈاکٹری اور نرسوں کی معقول تعلیم کی بدولت برسوں سے ان کو حاصل ہوتی آئی ہی — اس کام کے لیئے پنجاب میں لوگوں نے بڑی فیاضی سے چندہ دیا اور اب وہ روپیہ کام شروع کرنے کے لیئے مہیا ہی — ہر اکسلنسی نے قرار دیا ہی کہ اس کا سب سے بہتر استعمال یہی ہی کہ اس سے فن قابلہ کی تعلیم دی جاے — سرمایہ مذکور کا نام "وکٹوریہ میموریل اسکالرشپ فنڈ" قرار دیا گیا ہی اور اب میں آپ لوگوں کی توجہ صرف اس روپیہ کے صرف کے بارہ میں معطوف کراتی ہوں — لیڈی کرزن صاحبہ نے قرار دیا ہی کہ جہاں تک ممکن ہو یہہ روپیہ اُن موروثی دائیوں کا وظیفہ مقرر کرنے میں صرف کیا جاے جو ان وظائف کے فرائض انجام دینے اور ان کے فوائد حاصل کرنے کے لیئے تیار ہوں *

ہم نے قرار دیا ہی کہ لیڈی ایچیسن کالج لاہور میں اس کام کا آغاز کیا جاے بعد کو اُمید ہی کہ پنجاب کے دوسرے مقامات میں اس کا بندوبست کیا جاے — شرائط وظیفہ یہہ ہیں *

۱ — آٹھہ وظیفے جو لیڈی ایچیسن کالج لاہور میں مل سکینگے — اُن قابلہ عورات کے لیئے قائم کیئے جائینگے جو اس بات کو گوارا کرینگی کہ ان کو ایسی تعلیم دی جاے جس سے وہ اپنے موروثی پیشہ کا کام اُصول صفائی و صحت اور ڈاکٹری تعلیم کے بموجب اس طرح کرسکیں کہ لوگوں کے سوشیل دستورات اور مذہبی خیالات کو ضرر نہ پہونچنے پائے *

۲ — تعلیم دو برس ہوگی — پہلے سال" وظیفہ پانے والی عورتوں کو آٹھہ روپیہ ماہواری ملیگا اور اگر بعض مقررہ آزمایشی امتحانات کو اُنہوں نے پاس کرلیا اور دوسرے سال بھی تعلیم حاصل کرنے کی ان کو اجازت دی گئی تو دوسرے برس نو روپیہ ماہوار پائینگی *

۳ — اس وظیفہ کی اُمیدوار وہ عورت ہوسکیگی جو مشہور معزز خاندان سے تعلق رکھتی ہو اور جس کی عمر سترہ برس سے کم اور تیس برس سے زیادہ نہ ہو — اور ہر اُمیدوار کسی دیسی زبان میں لکھہ پڑہ سکتی ہو *

وظائف کے مزید حالات مسز ایف و نسنٹ - ایم - ڈی متعلقہ لیڈی ایچیسن زنانہ اسپتال لاہور سے استفسار کرنے پر معلوم ہوسکتے ہیں *

جس قدر وظائف خالی ہیں فورا مناسب اُمیدواروں کے نام جاری کردیئے جائینگے اور ان اُمیدواروں کو لازم ہی کہ ڈاکٹر ونسنٹ بارنس صاحبہ کو اطلاعاً جاکر عرضی دیں *

(اودہ اخبار)

ا-ریکن ٹرسٹ

آجکل امریکن تجارتی دنیا میں ایک عجیب و غریب طریقہ ایجاد ہوا ہی وہ یہہ ہی کہ کسی خاص چیز کے بڑے بڑے تاجر ملکر ایک متحدہ انجمن قایم کرتے ہیں اور اپنا کل سرمایہ ایک میں لگادیتے ہیں جس کا مطلب یہہ ہوتا ہی کہ آپس میں مقابلہ بند ہوجاوے اور جو تاجر ان کے ساتھہ شریک نہوں وہ فرداً فرداً چونکہ انجمن کی متفقہ قوت کے مقابلہ میں کمزور ہیں اس واسطے بازار سے نکال دیئے جائیں — اس مطلب کے حاصل کرنے کے لیئے یہہ انجمن جو وہاں ٹرسٹ کے نام سے مشہور ہی پہلے اشیاء فروختنی کو ارزاں کرتے ہیں اور شروع میں کچھہ اپنا نقصان اُٹھاتے ہیں تاکہ تمام تاجروں کی تجارت کو توڑدیں — ظاہر ہی کہ جس انجمن کا کروڑوں روپیہ کا سرمایہ ہو وہ دس بیس لاکھہ کا نقصان آیندہ فائدہ کے لیئے اُٹھا سکتی ہی مگر کوئی ایک تاجر جس کا سرمایہ عموماً دو چار لاکھہ کا ہی اسکے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتا — جب اسطرح سے سب تاجر توڑدیئے گئے تو وہی چیزیں جو پہلے مقابلہ کے توڑنے کے لیئے بازار کے بھاو سے ارزاں کردی گئی تھیں مہنگی ہونی شروع ہوتی ہیں کیونکہ اب تو کل تجارت ایک خاص انجمن کے ہاتھہ میں ہی کوئی خوف مقابلہ کا نہیں ہی جس کی وجہ سے مناسب قیمت پر وہ چیزیں فروخت کی جاویں بلکہ تمام خریدار ایک بیچنے والے کے محتاج ہیں وہ چاہے جو قیمت لے وہ مجبوراً دیوینگے - امریکہ میں ابھی تک کیئے ٹرسٹ قائم ہوچکے ہیں مثلاً گوشت کا ٹرسٹ لوہے کا ٹرسٹ وغیرہ اور ان کی وجہ سے وہاں کی غریب رعایا کو یہہ خوف ہی کہ گو اس وقت سستا مال مل رہا ہی مگر چند روز کے بعد وہ دن آویگا جب ہم کو شاید دوگنی چوگنی قیمت دینی پڑیگی — پریسیڈنٹ روزولٹ جو اس وقت یونیٹڈ اسٹیٹس کے حکمراں ہیں نہایت بیدار مغز آدمی ہیں اور اُنہوں نے اس بلا کا علاج کرنے کی فکر شروع کی ہی — یہہ ٹرسٹ صرف امریکہ ہی میں اپنا کام نہیں پھیلاتے ہیں بلکہ یورپ میں انگلستان اور جرمنی سے مقابلہ کو آمادہ ہیں — انگلستان میں ان کے خلاف کوشش ہو رہی ہی چنانچہ ابھی حال میں ایک ٹرسٹ تمباکو کا قایم ہوا ہی اور

اُس کے منیجر نے کہا ہی کہ ہم انگلستان میں تمباکو کی تجارت کو انگریزوں سے چھیننے کے لیئے ایک لاکھہ پونڈ کا نقصان اُٹھانے کو تیار ہیں انگلستان میں خود ابھی ایک ٹرسٹ چھتریوں کا قایم ہوا ہی کیونکہ جرمنی سے ہندوستان میں سستی چھتریاں آنے لگی ہیں جرمنی سوداگروں کو شکست دینے کے لیئے انگریزی سوداگروں نے ۷½ لاکھہ کے سرمایہ سے یہہ ٹرسٹ قایم کیا ہی۔ ابھی تو اسسے ہم کو کچھہ فائدہ نہوگا کیونکہ کچھہ روز کے لیئے چھتریوں کی قیمت گھٹ جائیگی لیکن اگر اپنے ارادہ میں انگلستان والے کامیاب ہوئے تو چند روز کے بعد قیمت کے بڑھجانے کا البتہ خوف ہی۔ ہندوستان کے تاجروں کی جو ابھی ان باتوں سے اچھی طرح سے واقف نہیں اور جن میں ملکر کام کرنے کی مطلق لیاقت نہیں اُن کی مٹی خراب ہوگی اسی وجہ سے تو کہا جاتا ہی کہ مشرق کے لیئے بغیر مغرب کا علم اور تہذیب حاصل کیئے ہوئے مغرب کا مقابلہ کرنا ناممکن ہی ۔ (وکیل)

دربار دھلی کے سرکاری مہمان

مندرجہ ذیل فہرست اُن فرمانروا و رؤسا کی ہی جنہوں نے دھلی دربار تاجپوشی کے لیئے حضور ویسرائے کا نیوتہ منظور کیا ہی ۔

مدراس — راجہ صاحب کوچین — مہاراجہ صاحب ترانکور ۔

بمبئی — راو صاحب کچھہ — میر خیرپور — مہاراجہ صاحب کولہاپور ۔

بنگال — مہاراجہ صاحب کوچبہار — مہاراجہ صاحب سکم ۔

صوبجات متحدہ — مہاراجہ صاحب بنارس — نوابصاحب رامپور ۔

پنجاب — نواب صاحب بہاولپور — راجہ صاحب جیند — راجہ صاحب کپورتھلہ — راجہ صاحب منڈی — راجہ صاحب نابھہ — مہاراجہ صاحب پٹیالہ — راجہصاحب دھن ۔

آسام — راجہ صاحب منی پور ۔

حیدرآباد — نظام عالیمقام ۔

میسور — مہاراجہ صاحب میسور ۔

بلوچستان — خان قلات ۔

بڑودہ — مہاراجہ صاحب بڑودہ ۔

کشمیر — مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر ۔

سنٹرل انڈیا و راجپوتانہ — نواب بیگم صاحبہ بھوپال — مہاراجہ صاحب چرکھاری — مہاراجہ صاحب چھترپور — مہاراجہ صاحب دتیا (کلاں اور خرد) — راجہ صاحب دیواس — راجہ صاحب دھار — مہاراجہ صاحب گوالیار — مہاراجہ صاحب اندور — نواب صاحب جاورہ — مہاراجہ صاحب اورچھہ — راجہ صاحب رتلام — مہاراجہ صاحب ریوان — مہاراجہ صاحب ستنہ مہاراجہ صاحب الور — مہاراجہ صاحب بیکانیر — راجہ صاحب بوندی — مہاراجہ صاحب دھولپور — مہاراجہ صاحب جیپور — مہاراول صاحب جیسلمیر — رانا صاحب جھالاوار — مہاراجہ صاحب جودھپور — مہاراجہ صاحب قرولی — مہاراجہ صاحب کشن گڈہ — مہاراجہ صاحب کوٹہ — مہاراو صاحب کروی — نواب صاحب تونک ۔ (اودہ اخبار)

ہندوستانی مہمانوں کا مصارف مہمانی

مسٹر کین نے سکرٹری اسٹیٹ ہند سے سوال کیا کہ کیا آپ بیان کرینگے کہ جمعہ گذشتہ کی شام کو انڈیا آفس کے جلسہ میں کیا مصارف ہوگا اور کیا یہہ ہندوستان سے لیا جائیگا ۔

لارڈ جارج ہملٹن نے جواب میں کہا کہ جس جلسہ کے باب میں یہہ سوال کیا گیا ہی وہ ایوننگ پارٹی کا جلسہ نہ تھا بلکہ سرکاری رسوم کا جلسہ تھا جس سے اس ملک کی تاریخ میں اول مرتبہ یہہ بات ہوئی کہ جشن تاجپوشی میں فرمانروائے ہندوستان کا سب سے اعلی و برتر فرمانروا قرار دیاجاوے ۔ اس رسوم کا مصارف سات ہزار پونڈ ہی اور جیسا میں پہلے ہوس کو مطلع کرچکا ہوں یہہ آمدنی ہند سے لیاجائیگا (نعرہ خوشی) ۔

مسٹر کین نے کہا کہ کیا گورنمنٹ ہند سے اس امر کی منظوری حاصل کرلی گئی ہی کہ یہہ مصارف ہندوستان سے لیا جائیگا یا اُس سے اس باب میں کچھہ مشورہ لیا گیا ہی ۔

لارڈ جارج ہملٹن نے جواب دیا یہہ گفتگو نہیں ہی کہ گورنمنٹ ہند سے مشورہ لیاجاے بلکہ انڈیا کونسل ان معاملات میں اعلی اختیارات رکھتی ہی ۔

مسٹر ریڈ منڈ نے کہا کہ میں سوال کرتا ہوں کہ اس خیال سے کہ یہہ ہندوستانی مہمان جشن تاجپوشی کی شرکت کی غرض سے آئے تھے لہذا ہندوستان کو یہہ مصارف نہ دینا چاہیئے ۔ یہہ نہایت ہی ذلیل بات ہی ۔

اس کا کوئی جواب نہیں دیا ۔ (دبدبہ سکندری)

رئیسوں سے ویسراے کی ملاقات

فی الحال ہم نے بیان کیا تھا کہ دربار دھلی میں قدیم رواج کے موافق بازدید کی ملاقات کے بجاے ویسراے خاص خاص ایسے تین رئیسوں سے ملاقات کرینگے جن کو گورنر یا لفٹننٹ گورنر منتخب کرینگے ۔ یہہ امر صرف کمی وقت کے خیال سے ہی ہمکو سرکاری طور سے اطلاع ملی ہی کہ چونکہ دھلی میں ایک سو سے زیادہ حکمران رؤسا موجود ہونگے اور وہاں کی

کارروائي صرف بارہ روز رہیگي اس وجہ سے ویسرائے کو باضابطہ معمولي ملاقات کرنے کي فرصت نہ ملیگي لہذا یہہ امر بالکل موقوف رہیگا - دربار میں عام رئیس ویسرائے کے روبرو پیش ہونگے اور ہز اکسلنسي مختلف اوقات میں تمام صوبہ جات کے رؤسا سے ملاقات کرینگے •

سرحدي نفاق

اخبار انکاشمین کو دریافت ہوا ہی کہ سرحد پر موروثي و ذاتي عداوتوں کا بڑي گرمجوشي سے انتقام لیا جا رہا ہی - روز خاندانوں میں خون ہوتا ہی - صورت معاملات یہاں تک بدل گئي کہ قاضیوں اور ملاؤں کو مداخلت کرنا پڑي - مگر ان جرگوں میں باہمي بہت بڑي عداوت ہی اور کوئي شخص ان کے انتقام کو روک نہیں سکتا ایک فریق کو دوسرے فریق سے ایسي عداوت ہی کہ اُن کو دھمکي دي جاتي ہی کہ وہ چند روز میں بالکل نیست و نابود کردالے جائینگے - فی الحال اس فرقہ کے بہت سے لوگ مارے بھي گئے •

زلزلہ عظیم کي پیشین گوئي

جس زلزلہ کي پیشین گوئي تمام ہندوستان کے لیئے کي گئي اس کے متعلق مسٹر کنڈا سوامي پلے — جونشي ڈنڈیکل کا قول بیان کرتے ہیں کہ ۳۰ یا ۳۱ ماہ حال ایک بجے شب کو تمام ہندوستان میں ہمالیہ سے سیلون تک ایک زلزلہ آئیگا - اس وقت لوگوں کو نہایت احتیاط کرنا چاہیئے - بہتر ہی کہ سب اپنے اپنے مکانوں سے باہر چلے جائیں جہاز کے کپتانوں اور انجنوں کے ڈریوروں اور اس قسم کي تمام کازیوں کے لوگوں کو احتیاط لازم ہی — ایک ہفتہ قبل مطلع سرخ ہوجائیگا اور ہوائے گرم چلیگي اور دن کو تارے نظر آئینگے — یہي علامتیں زلزلہ آنے کي ہیں — اس زلزلہ سے شمالي جانب کي بند یا چال کے پہاڑوں کي عمارتوں کو ضرر پہونچیگا •

طاعون میں زیادتي

دو ہفتہ سے اموات میں اضافہ شروع ہوا ہی بمبئي کے اُنہیں اضلاع میں طاعون نے زور پکڑا ہی جن میں ایک بار اُس نے نقصان عظیم پہونچایا تھا - پنجاب میں گو ابھي زیادتي شروع نہیں ہوئي ہی مگر کانپور میں وبانے بہت زور پکڑا ہی اور پچھلے ہفتہ میں ۲۹ موتیں ہوئي ہیں اہل کانپور نے پریشان ہوکر ہر چہار سمت بھاگنا شروع کیا ہی اور بکثرت لکھنؤ میں پہنچ رہے ہیں — کیسولي میں روز چوبیس شنبہ تک ستہ آدمي مبتلاے طاعون ہوئے اور سات مریض طاعوني جان بحق ہوئے اور سپاٹو کے متعلق سرکاري خبروں سے معلوم ہوا کہ فی الحال کسولي میں دو آدمي مبتلا بطاعون ہوئے جن میں سے ایک فوت ہوگیا - سپاٹو کے تمام مکانات ڈس انفکٹ ہو رہے ہیں اور ان پر چونہ پھیرا جاتا اور ضروري احتیاط کي جاتي ہی •

دربار دھلی کي فوج

قواعد کے بعد دربار دھلي میں جو فوج جائیگي وہ ویسرائي گارڈ کے طور پر ہوگي اس میں رسالہ کا ایک ڈویژن اور توپخانہ اور گھوڑ چڑھے سپاہیوں کا خاص گروہ اور چھ برٹش اور چار ہندوستاني کمپنیاں اور پوڈل فوج کے دو ڈویژن اور کثیرالتعداد مختلف امپیریل سروس اور والنٹیر فوج ہوگي •

پولیس دربار دھلي

دربار دھلي میں پولیس کا بہت بڑا انتظام کرنا لازم ہوگا پچیس پولیس افسر اور کم از کم دو ہزار پولسمینوں کي ضرورت ہوگي - یہہ سب انتظام مسٹر براون پولیس انسپکٹر جنرل پنجاب کے سپرد ہوگا جو کل معاملات کي درستي کے لیئے آغاز ماہ نومبر میں دھلي کو جائینگے •

پولیس کے افسر اکثر آغاز دسمبر میں دھلي پہونچ جائینگے مگر غالبا ابتدائي انتظام ہونے کے لیئے کچھہ افسر پیشتر سے بھیجے جائینگے •

بارش

اکثر قسمتوں میں ہفتہ گذشتہ میں بارش بہت کم ہوئي اور ست پورہ کے پہاڑوں اور وسط ہند کي بلند سطح زمین پر سب سے زیادہ کمي ظاہر ہوئي — گجرات سے بارش ہونے کي کوئي خبر نہیں آئي — آغاز مئي سے ۷ اگست تک ہندوستان کي بارش میں جو کوتاہي پائي گئي اس میں راجپوتانہ حیدرآباد دکن اندور راے پور اور جبل پور کا نمبر سب سے بڑھا ہوا ہی — کمي بارش کي فیصدي مقدار بلوچستان میں بہت زیادہ ہی لیکن وہاں بارش بھي معمولي طور پر بہت کم ہوا کرتي ہی •

قیصر جرمن و لارڈ کچنر

شہنشاہ جرمن نے لارڈ کچنر کو برلن میں آنے کے لیئے نہایت خوشي الفاظ میں مدعو کیا ہی مگر ہمارا خیال ہی کہ اگر جرمني فوج اپنا مافي الضمیر ظاہر کرنا چاہتي ہی تو وہ لارڈ کچنر کا استقبال اُس قدر خوشي سے کرنا نہ چاہتي ہوگي جسقدر شہنشاہ جرمن ظاہر کرتے ہیں

لیکن نہایت خوشي کي بات هي که اُنهوں نے ایسے عمدہ الفاظ میں لارڈ کچنر کي تعریف کي جس کے وہ نہایت مشاق هیں — همکو یقین هی که شہنشاہ جرمن لارڈ کچنر کي کار روائیوں کو پسند کرتے اور اُنکي نہایت عزت کرتے هیں *

قحط زدگان هند

هفتہ گذشتہ میں بمبئي پریسیڈنسي میں بیس هزار ایکسو ستاون قحط زدوں کي زیادتي هوئي - اب تمام هندوستان میں اُنکي کل تعداد تین لاکھہ دو هزار نو سو تینتیس هی - اور بمبئي کي هندوستاني ریاستوں میں تیرہ هزار ساتھہ کي زیادتي هوئي مگر اس کے ساتھہ هي برودہ میں پانچ هزار چھہ سو پچاس کي کمي هوگئي - اب هندوستاني ریاستوں میں ایک لاکھہ پندرہ هزار چار سو بهالیس کل قحط زدہ هیں *

دربار دهلي

یهہ خبر جو مشهور تهي که امیر کابل کي جانب سے پرنس نصرالله خاں دربار دهلي میں شریک هونگے قبل از وقت تهي اور ابهي تک کچھہ قرار نهیں دیا گیا اور سرکاري طور سے اس خبر کي بهي تصدیق نهیں هوئي که ڈیوک آف کناٹ هندوستان کو آنے والے هیں *

دربار دهلي کي تمام آرایش و زیبایش مسٹر پرسي براون پرنسپل اسکول فنون لاهور کو سپرد هوئي هی جو ڈاکٹر وائٹ کے ساتھہ متعلقہ نمایشگاہ دربار دهلي خاص کام پر هیں مسٹر براون ۱۵ — اکتوبر سے دهلي میں رهینگے اور بهائي رام سنگهہ وائس پرنسپل اور چند طلباے اسکول فنون لاهور آراستگي میں اُنکي مدد کرینگے *

اشیاے نمایش کي ایک فهرست تیار کرنے کے لیئے مسٹر براون سے کها گیا هی جو نهایت هي صنعت کا کام هی *

تار برقي کي خبریں

(ماخوذ از پایونیر)

حضور ملک معظم کا هندوستاني کنٹنجنٹ کو ملاحظہ فرمانا

لندن ۱۴ اکتوبر

حضور ملک معظم نے آج پهر کو ایوان وکٹوریہ کے صحن میں هندوستاني فوج کو ملاحظہ فرمایا - فوج نے وکٹوریا سے کوچ کیا اور کولڈ اسٹریم گارڈس کے پیچھے اُس کو آگے آگے تھے — راستہ میں انبوہ خلایق اُن کو چیرز دیتے اور سلام کرتے تھے — اُن کي رنگ برنگ کي پوشاکوں اور شاهي تخت کي سرخ کاشاني مخمل کا سائبان هندوستاني راجاؤں اور قایم مقاموں کے زرق برق لباس اور انگریزي بحري اور بري فوج کے درمیان مثل قوس قزح کے عجیب رنگ برنگ کا منظر دکهاتي تهیں *

حضور ملکہ معظمہ - شاهزادہ ویلز و شاهزادي ویلز اور دوسرے شاهزادے ' لارڈ جارج هملٹن ' لارڈ لینسڈون ' لارڈ رابرٹس ' لارڈ وولسلي اور لارڈ کچنر تشریف رکهتے تھے — یهہ بات صاف ظاهر تهي که لارڈ کچنر اُس فوج کے جس کے وہ عنقریب کمانڈر هونگے نهایت مداح تھے *

حضور ملک معظم نے اول تمغہ جات تاجپوشي فوج کو تقسیم فرمائے اور اُس کے بعد شاهزادہ ویلز نے حضور ممدوح کي طرف سے اس کار روائي کو جاري رکها - اس کے بعد فوج حضور ممدوح کے روبرو هوکر گذري - اور حضور ممدوح نے اُس سے مخاطب هوکر چند کلمات ارشاد فرمائے ' اور ایسے عمدہ کنٹنجنٹ کے دیکهنے پر اپني بڑي رضامندي ظاهر فرمائي — حضور ملک معظم نے اپني بیماري کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا که همکو اُمید هی که کنٹنجنٹ اپني سیر سے محظوظ هوا هوگا اور بخیر و عافیت اپنے وطن کو واپس جاویگا *

لندن ۱۵ فروري

حضور ملک معظم کے حکم سے جنرل ٹراٹر نے کل تمغہ جات تاجپوشي دو مضروب هندوستانیوں کو جو اسپتال میں تھے عطا کیئے — ایک عورت جس کے اُسي وقت پر ضرب آئي تهي مرگئي *

ٹریبونل سے اس مضمون کي ایک چٹهي آئي هی که شیخ السنوسي نے مقام قائم میں انتقال کیا *

لندن ۱۵ اگست

لارڈ میر نے اخبارات کو ایک چٹهي بهیجي هی جس پر گیارہ هندوستاني قایم مقاموں اور مهمانوں کے دستخط هیں اس میں اُنهوں نے بطور ایک وفادار برٹش تخت کے اُس مهماں نوازي اور عنایت کا شکریہ ادا کیا هی جو اُن کي اُن مقامات میں کي گئي جهاں جهاں وہ گئے تھے چٹهي مذکور میں بیان هی که برٹش لوگوں کي نسبت همارا ادب اور التفات پهلے سے بهت کچھہ گهرا هوگیا هی *

لندن ۱۵ اگست

رسالہ برٹش میڈیکل جرنل اس بات سے اظهار کرتا هی که ملک معظم کے لیئے لیک اور عمل جراحي تجویز هوا تها هر مجستي کي تندرستي عمدہ هی اور ایسي صحت پهلے نہ تهي *

لندن ۱۵ اگست

تین برٹش سپاهي قاهرہ میں مبتلاے هیضہ هوئے جن میں سے دو نے قضا کي *

لندن ۱۶ اگست

ملک معظم نے بجواب ایک ایڈریس کے پورٹسموتھ میں بیان کیا کہ ہم لوگ اِس وقت خوشی سے صلح کی حالت میں ہیں اور حال کی مسرتیں ہم کو اس بات پر آمادہ کر رہی ہیں کہ ہم اپنے عمدہ ورثہ کی ترقی اور استحکام کے لیئے بڑی مستعدی کے ساتھہ کار روائی کریں — اُنہوں نے فرمایا کہ ہم سلطنت کی فلاح میں ساعی رہینگے اور ہمکو وہ وفاداری اور اُلفت یاد رہیگی جس نے ہمارے دل پر عمیق اثر کیا ہی *

لندن ۱۶ اگست

بیڑہ جہازات کی قواعد میں ایک سو آٹھہ جہاز تھے جن کی کمان چھہ ایڈمرل کرتے تھے — یہہ قواعد نہایت عمدہ اور پر اثر تھی — سواحل اور دریا میں تماشائیوں کا ایک بہت بڑا مجمع تھا — رایل اور اِمپرلٹی یچٹ دو بجے جہازوں کی قطار میں ہوکر گذرے اور ہر جہاز نے جسکے قریب سے وہ گذرے سلامی دی اور نعرۂ خوشی بلند کیا وہ نشان بردار جہاز کے قریب لنگر انداز ہوئے جہاں تمام بیڑہ جہازات جمع ہوئے جہاں خوشی کا ایک آخری نعرہ بلند ہوا *

لندن ۱۶ اگست

خلاف توقع بویر جنرلوں نے اس قواعد کو نہیں دیکھا اور سوتھہ امپٹن میں داخل ہونیکے بعد لندن کو چلے گئے جنرل جہازنگیریا پر سوار ہوئے جہاں بڑی شد و مد کے ساتھہ خوشی کا نعرہ بلند کیا گیا اُنہوں نے مسٹر چیمبرلین — لارڈ کچنر اور لارڈ رابرٹس سے مختصر گفتگو کی — جنرل بوتھا کے سکرٹری نے کہا کہ اُنہوں نے قواعد اس لیئے نہیں دیکھی کہ وہ تھکے ہوئے تھے لیکن اگر ملک معظم کی خواہش ہوگی تو وہ اُن سے ملاقات کرینگے — سوتھہ امپٹن اور لندن دونوں مقامات میں بویر جنرلوں کے لیئے بڑے جوش و خروش کے ساتھہ مسرت کے نعرے بلند کیئے گئے *

لندن ۱۷ اگست

بیڑہ جہازات کی روشنی برق و رعد کے ایک طوفان سے جو نہایت سخت قسم کا تھا خراب ہوگئی تھی ایک طوفان آب نے اُس مجمع کو درہم برہم کردیا جو کنارہ پر اس عمدہ منظر کی سیر سے محظوظ ہو رہا تھا *

لندن ۱۸ اگست

لارڈ رابرٹس اور کچنر نے سوتھہ امپٹن میں بویر جنرلوں سے ملاقات کی اور اُن کے ہمراہ جہاز وائلڈ فائر پر شاہی یچٹ کو گئے — لارڈ کچنر نے اُنکو ملک معظم کی حضور میں پیش کیا — ملک معظم کی پذیرائی نہایت مخلصانہ تھی — گفتگو میں ضابطہ ملحوظ نہ تھا — اور جنگی امور کا مطلق ذکر نہیں ہوا — لیکن ملک معظم نے بویروں کی ثابت قدم شجاعت اور اُس لحاظ اور مہربانی کا حوالہ دیا جو اُنہوں نے بوئرش قیدیوں اور زخمیوں کے ساتھہ ظاہر کی تھی — یہہ ملاقات ایک چوتھائی گھنٹہ تک رہی *

بویر جنرلوں نے لارڈ کچنر کے ساتھہ جہاز وائلڈ فائر پر لنچ ٹوش کیا اور اُس کے بعد بیڑہ جہازات کی چوطرفہ سیر کی *

لندن ۱۸ اگست

اخبار ٹائیمس کا نامہ نگار سلگھائی بذریعہ تاربرقی اطلاع دیتا ہی کہ بوئرش — امریکن — جرمن اور جاپانی قایم مقاموں نے محصول بضوی کے معاہدہ پر بلا کسی شرط کے دستخط کردیئے مگر آسٹریلیا — بیلجیم اور ڈچ کے قایم مقاموں نے شرطیہ دستخط کیئے ہیں — چینی کمشنر بغیر شاہی منظوری کے دستخط نہیں کرسکتے ہیں — پرتگال کا قایم مقام چاہتا ہی کہ ابھی یہہ معاملہ کچھہ دنوں اور ملتوی رہے *

بمبئی ۱۴ اگست

مغربی ہند کا میٹیریولاجیکل رپورٹر آج رپورٹ کرتا ہی کہ شمال میں بہت بڑا بار پڑا ہوا اور جنوب میں غیر معمولی طور سے کم ہی پنشولہ کے دونوں جانب کوئی موسمی ہوا نہیں ہی لہذا بارش کی کوئی اُمید نہیں ہی *

مغربی ہند کی حالت

بمبئی ۱۵ اگست

ایک ہفتہ ہوا رپورٹ ہوئی تھی کہ اگر پندرہ روز کے اندر عمدہ بارش نہوئی تو بہت بڑے رقبہ میں خریف کی زراعت بالکل جاتی رہیگی اور کپاس کی زراعت میں بھی کچھہ ناکامی ہوگی — ایک ہفتہ تو گذر گیا اور کوئی عام بارش نہیں ہوئی — اور وقتاً فوقتاً جو خفیف ترشح ہوئی اُس سے کوئی اثر نہیں پڑا اب حالت نہایت نازک ہو رہی ہی — اگر جلد تر عمدہ بارش نہوئی تو اس پریسیڈنسی کی وہی حالت ہوجائیگی جو ستمبر سنہ ۱۸۹۹ع میں تھی — اگر اس ہفتہ میں عمدہ بارش ہوئی تو خریف کا کچھہ حصہ بچ جائیگا اور کپاس کی زراعت کے متعلق اطمینان ہوجائیگا لیکن عرصہ تک نہ برسا تو کوئی ایسی بات نہیں ہی جس سے زراعت نا کافی ہو — یہہ امر ایسا نہیں ہی کہ ایک آدہ ضلع میں ہو بلکہ تمام پریسیڈنسی میں یعنی بیجاپور سے جیکب آباد تک اس کا اثر پڑے گا — گجرات کی حالت کچھہ دکن سے زیادہ بد تر نہیں ہی اور دکن کی حالت بھی ویسی ہی ہی جیسی جنوبی ڈویژن اور سندھ کی ہی *

پنجاب

لاہور ۱۵ اگست

دس روز سے پنجاب میں بارش کم ہوئی رہنک و کرنال میں زراعت خشک ہونے لگی تھی اور دلتائی و ملتان میں بھی نہیں برسا اور مقامات پر مزید بارش کی ضرورت ہی مگر شمال پنجاب خصوصاً راولپنڈی میں

اچھي طرح برسا خریف کي تخم ریزي هو رهي هی اور مذکورہ بالا مقامات کے سوا زراعت کي حالت اچھي هی مویشیوں کي حالت بھي اچھي هی اور اکثر اضلاع میں چارہ بکثرت هی اور نرخ غلہ کو قیام نہیں •

مچھروں سے جنگ

سہارنپور ۱۲ اگست

هیڈ کوارٹر کے حکم کے بموجب زیر کمان میجر اسکائلیڈ متعلقہ انڈین میڈیکل سروس لوکل بریگیڈ قایم هوا اور کل سے سہارنپور کے مچھروں سے جنگ و جدل کي کارروائي شروع کي جائیگي — میونسپل بورڈ نے بھي گورنمنٹ کا ساتھہ دیا هی اور بارہ زائد خاکروبوں کي ایک فوج کو مدد دیگي جو ان مچھروں کي نسل دور کرنے پر آمادہ هی جن سے شہر کے تم اور کثیف مقامات پر ملیریا بخار پیدا هوتا هی — اس جنگ میں گولي بارود کے بجاے مٹي کے تیل کا استعمال هوگا — ڈاکٹر راس نے جو ملیریا اور مچھروں کے دور کرنے کے بارہ میں مشہور هیں جو قاعدہ قرار دیا هی اُسي قاعدہ سے جنگ و پیکار هوگي — ڈاکٹر بروین بلر جي اسسٹنٹ افسر حفظان صحت دوم کمانڈر هیں — عوام اس جنگ و جدل کے نتیجہ کو نہایت دلچسپي کے ساتھہ دیکھینگے •

مختلف خبریں

— اُمیدواران عہدہ ایکسٹرا اسسٹنٹي کا امتحان مقابلہ گورنمنٹ کالج لاهور میں ۱۳ اکتوبر کو شروع هوگا - صرف دو آسامیاں هیں •

— هندوستاني فوج سوتھمپٹن کو گئي اور جہاز هارڈنگ پر سوار هوئي وہ پہلے بحري قواعد دیکھے گي اور اس کے بعد هندوستان کو روانہ هوگي •

— انڈیا آفس کا بیان هی کہ ڈیوک آف کینات کے دهلي کي قواعد اور دربار میں شریک هونے کي نسبت کوئي امر اب تک معلوم نہیں هوا •

— عالي جناب لارڈ کرزن میسور کے جنگلوں میں شکار کھیلتے هوئے ۱۳ اگست کو مع الخیر اوٹاکمنڈ میں پہونچے اور حسب قرار داد سابقہ گورنر مدراس کے مہمان هوئے •

— جو والیان ملک دهلي کے دربار میں شریک هونگے وہ پانچ لاکھہ آٹھہ هزار مربع میل پر حکمراني کرتے هیں جو سلطنت جرمني کے رقبہ سے ڈھائي گنا زیادہ هی — ان هندسوں سے کچھہ حال اس بات کا معلوم هوگا کہ هندوستان کي دیسي ریاستوں کي وسعت کسقدر هی •

— علاقہ برار کے مسلمانوں نے ایک عام مجلس اپنے صوبہ کي منعقد کرکے نواب سلام اللہ خاں بہادر اسپیشل مجسٹریٹ دیول گھاٹ کو اس لیئے منتخب کیا کہ نواب صاحب موصوف ان کي طرف سے وکالتاً دربار دهلي کے جلسوں میں حاضر هوکر مسلمانان هند کي طرف سے عالي جناب وایسراے کي خدمت میں ایڈریس پیش کرنے میں شریک هوں •

— زین اور وردي - هندوستان سے چلا گیا هی کہ تین هزار خاکي زین کي وردیاں اور دس هزار جرزي پریچٹر جنوبي افریقہ کے کانسٹیبل سواروں کے لیئے بھیجے •

— ذعام خدمات چین — اسپتال اسسٹنٹوں کو چین کے جانے کا انعام مندرجہ ذیل حساب سے دیا جائیگا •

اعلی اسپتال اسسٹنٹ	درجہ اول	...	ماہانہ
دوم ایضا	درجہ دوم	...	۔
ایضا ایضا	درجہ سوم	...	۔

— گرمي سے هلاکت - فی الحال شدت گرما کے سبب سے لندن میں پانچ آدمي هلاک هوگئے •

— دربار دهلی کي تفصیل - دربار دهلي کے متعلق یکم جنوري سے ۱۰ جنوري سنہ ۱۹۰۳ ع تک فس روز کي تعطیل هندوستان میں هوگي هوم گورنمنٹ اس بارہ میں سرکاري حکم جاري کرنے والي هی •

— لیڈي اولر گا ڈفکومب - لیڈي اولر کاڈنکومب وینسواے اور لیڈي کرزن کي ملاقات کے لیئے هندوستان کو آنے والي هیں اور دربار جشن تاجپوشي تک یہاں مقیم هونگي •

— هز هائینس نظام حیدرآباد — اوسط دسمبر میں دهلي جائینگے - مسٹر ڈنلاپ سي آئي اي اور مسٹر فریدونجي اور کثیرالتعداد اشخاص همراہ هونگے •

— ملک معظم نے کالونیل فوج کو ایڈریس کرتے وقت ان کے وطن دوستي طرز عمل جنگ کي تعریف کي اور فرمایا کہ اُنہوں نے مادري ملک کي جو خدمات انجام دي هیں وہ کبھي فراموش نہونگي •

— ملک معظم نے قواعد کے قبل کالوني کے وزرا اور گورنروں کو تاجپوشي کے تمغے عنایت کیئے جس میں سر ویسٹ رجوے مہاراجہ جیپور اور مہاراجہ بیکانیر شامل تھے - مہاراجہ جے پور نے شرف حضوري کا ایک موقع حاصل کیا تھا جس میں اُنہوں نے ملک معظم کو ایک شمشیر قیمتي دس هزار اسٹرنگ پونڈ کي پیش کي •

— ملک معظم نے ایوان بکنگھم کے میدان میں هندوستاني فوج کي قواعد معائنہ کي هندوستاني شاهزادے اور قایم مقام موجود تھے ملک معظم نے اول مڈل کارونیشن عنایت کیا - پرنس آف ویلز نے اُن کي جانب سے اور تمغے تقسیم کیئے اس کے بعد ملک معظم نے فوج کو ایڈریس کیا اور اُن کي خدمات کي تعریف کي - اور اُن کي بخیروعافیت واپسي اوطن کي اُمید ظاهر کي •

— مہاراج کمار ٹاگور نے شنبہ گذشتہ کو مندرجہ ذیل پیغام تاربرقي لندن سے هز اُنر سر جان ووڈبرن کي خدمت میں روانہ کیا تھا" میں یور اُنر کي اطلاع کے واسطے عرض کرتا هوں کہ کلکتہ کا قایم مقام هونے کي حیثیت سے میں اپنے شاهنشاہ کے جشن تاجپوشي میں شریک هوا اور ایک عجیب ماجرا میري نظر سے گذرا — هر ایک بات کا انتظام نہایت عمدگي کے ساتھہ کیا گیا تھا" اور ایک عظیم الشان رسم کي رونق حضور قیصر هند کي شایستگي اور بارعب صورت اور خوش اخلاقي سے اور بھي دوبالا هوگئي •

آنریري سکرٹري ٹرسٹیان مدرسۃالعلوم علیگڈھ

نواب محسن‌الملک آنریري سکرٹري ٹرسٹیان مدرسۃالعلوم علیگڈھ ۱۹ اگست سنہ ۱۹۰۲ع کو بمبئي روانہ ہوئے اور اپنے عہدہ کا چارج محمد مزمل‌الله خاں صاحب جنٹ سکرٹري ٹرسٹیان رئیس بھیکم پور ضلع علیگڈھ کو دیا - نواب محسن‌الملک کے نام خطوط بذریعہ جنرل پوسٹ آفس بمبئي کے بھیجے جاویں — اور جو خطوط متعلق کالج اور کانفرنس وغیرہ ہوں وہ مصطفی خاں صاحب پرسنل اسسٹنٹ سکرٹري کے نام پر بمقام مدرسۃالعلوم علیگڈھ روانہ کیئے جاویں *

ضروري اِطلاع

پبلک کو اِطلاع دي جاتي ہی کہ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ سے کي جاے *

مصطفیٰ خاں صاحب

پرسنل اسسٹنٹ سکرٹري کالج —

منی آڈر اور ہیکو خریدے جو روپیہ اخبار یا اشتہارات وغیرہ کي بابتہ بھیجا جاے وہ

مرسر صاحب کالج

کے پاس آنا چاہیئے مگر بہتر ہوگا کہ پرسنل اسسٹنٹ صاحب کو علحدہ تحریر کے ذریعہ سے اطلاع دي جاوے *

بحکم نواب محسن الملک

چیف اڈیٹر

کانفرنس

علاوہ غلام مولی صاحب کے مسٹر عبدالحمید بھي جو کانفرنس کے ایجنٹ ہیں في‌الحال صوبہ بہار میں دورہ کر رہے ہیں — حضرات ہمدردان قوم سے درخواست کي جاتي ہی کہ غلام مولی صاحب اور عبدالحمید صاحب کو انجام فرایض قومي میں اِمداد دیں *

بحکم نواب محسن الملک

سکرٹري استیبنڈنگ کمیٹي

رسالۃ التوحید

یہہ کتاب عربي زبان میں مصر کے ایک مشہور اور زبردست فاضل شیخ محمد عبدہ المصري کي جدید تصنیف ہی جس کي بعض نہایت اہم اور ضروري فصلوں کا ترجمہ مولوي رشید احمد صاحب انصاري نے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شایع کیا تہا جس کي کچھہ جلدیں کتاب کي شکل میں علحدہ بھي چھاپي گئي ہیں - قیمت في جلد ایکروپیہ - منیجر ڈیوٹي شاپ مدرسۃالعلوم علیگڈھ سے درخواست کرنے پر مل سکتا ہی *

اِشتہار

قانون شہادت مولفہ جناب مستر سید محمود صاحب چھپ کر طیار ہوگیا ہی — درخواستیں بنام منیجر ڈیوٹي بک ڈپو مدرسۃالعلوم علیگڈھ آنا چاہیئیں *

ضروري اِطلاع

اِس بات کے اعلان کي خاص ضرورت معلوم ہوتي ہی کہ بموجب قواعد صرف وہ اصحاب منجانب کالج و کانفرنس چندہ جمع کرسکتے ہیں جن کے پاس تحریري اجازت آنریري سکرٹري کي ہو - مفصل قواعد ۳۱ جولائي کے پرچہ میں چھاپے گئے تہے *

اخبارات سے درخواست کي جاتي ہی کہ ضروري معاملہ کے اعلان میں ہمکو پوري مدد دینگے *

(دستخط) محسن‌الملک

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

شرح قیمت اخبار

یہہ اخبار ہفتہ میں ایک بار چھپتا ہی اور ہر پنجشنبہ کو شایع ہوتا ہی *

اخبار کا جاري رہنا معاونین کي اعانت اور قیمت اخبار کے وصول ہونے پر منحصر ہی *

معاونین اخبار وہ حضرات سمجھے جاوینگے جو سالانہ ۶ یا اس سے زیادہ عنایت کریں *

قیمت سالانہ پیشگي علاوہ محصول	...	۶
ایضا ایضا معہ محصول	...	۷
قیمت ششماہي علاوہ محصول	...	۳/
ایضا ایضا معہ محصول	...	۳/۸
قیمت سہ ماہي علاوہ محصول	...	۱/۸
ایضا ایضا معہ محصول	...	۱/۱۲
قیمت في پرچہ	...	۰/۲

اُجرت چھاپہ اشتہارات

اشتہار ماسٹروں اور ٹیچروں کا بغرض حصول نوکري کے کالج یا اسکول میں ہر دفعہ کے لیئے	...	۰/۸
باقي اشتہارات ہر دفعہ کے لیئے في سطر کالم	...	۰/۲

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.
علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 35. } THURSDAY, 28th AUGUST 1902. ع ۱۹۰۲ روز پنجشنبہ ۲۸ اگست سنہ { سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۳۵ }

فہرست مضامین

		صفحہ نمبر
آنریبی سکرٹری ٹرسٹیان مدرسۃالعلوم	...	۵۳۵
محمدن ایجوکیشنل کانفرنس (غلط فہمی)	...	۵۳۵
یونیورسٹی کمیشن (انگریزی معہ ترجمہ) اڈیٹوریل	...	۵۳۶-۵۴۳
مصر میں تعلیم کی افسوسناک حالت (صرف اُردو)	...	۵۴۳-۵۴۶
ترجمہ تجاویز یونیورسٹی کمیشن	ایضا ...	۵۴۶-۵۴۹
ڈیوٹی ڈیوٹیشن	(صرف انگریزی) ...	۵۴۹
واقعات اور رائیں	(صرف اُردو) ...	۵۵۰
دربار تاجپوشی	(اشتہار) ایضا ...	۵۵۰
اشتہارات نیلام اراضی	(صرف انگریزی) ...	۵۵۰

آنریبی سکرٹری ٹرسٹیان مدرسۃالعلوم علیگڈھ

نواب محسن الملک آنریبی سکرٹری ٹرسٹیان مدرسۃالعلوم علیگڈھ ۱ اگست سنہ ۱۹۰۲ع کو بمبئی روانہ ہوئے اور اپنے عہدہ کا چارج محمد ل اللہ خاں صاحب جنت سکرٹری ٹرسٹیان رئیس بھیکم پور ضلع گڈھ کو دیا — نواب محسن الملک کے نام خطوط بذریعہ جنرل پوسٹ س بمبئی کے بھیجے جاویں — اور جو خطوط متعلق کالج اور کانفرنس رہ ہوں وہ مصطفی خاں صاحب پرسنل اسسٹنٹ سکرٹری کے نام پر م مدرسۃالعلوم علیگڈھ روانہ کیئے جاویں ●

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

غلط فہمی ؟

ہمارے اخبار مطبوعہ ۱۴ اگست میں ایک مضمون کانفرنس کی بابتہ اخبار البشیر سے نقل کیا گیا تھا جس کا اخیر فقرہ یہہ تھا " صوبہ بہار کے ایجنٹ غلام مولی صاحب ہیں " — ہمکو معلوم ہوا ہی کہ اس فقرہ کا صوبہ بہار کے بعض مقامات پر یہہ مطلب سمجھا گیا کہ بجز غلام مولی صاحب اور کوئی ایجنٹ کانفرنس کا صوبہ بہار میں نہیں ہی — ہم اس بات پر بحث کرنا فضول سمجھتے ہیں کہ ایسا تحریر کرنا غلطی تھا یا ایسا سمجھنا غلط فہمی — بہر صورت نتیجہ واحد ہی — اور ہمکو اسبات کا اعلان ہر دو صورتوں میں ضروری ہی کہ علاوہ غلام مولی صاحب کے ایک صاحب اور بھی ایجنٹ کانفرنس ہیں جو فی الحال صوبہ بہار میں دورہ کر رہے ہیں — یہہ صاحب مسٹر عبدالحمید ہیں ●

یہہ پہلا موقعہ نہیں ہی کہ مسٹر عبدالحمید اس صوبہ میں قومی کام پر گئے ہیں پس اُس نواح کے اکثر عماید اُن سے اور اُن کے اعلی کیرکٹر سے واقف ہیں — ہمکو نہایت افسوس ہی کہ ہمارے نوجوان دوست غلط فہمی کا نشانہ بنے جس کی وجہ سے اُنکو رنج پہونچا اور کام بند کرنا پڑا — چونکہ ایسا ہونا محض ایک سہو اور غلط فہمی کا نتیجہ ہی لہذا ہم پبلک غلطی کا پبلک طور سے اعتراف کرتے ہیں ●

یونیورسٹي کمیشن

(۲)

کچھہ بہت عرصہ نہیں گذرا کہ معاملات تعلیم میں سر سید احمد کي راے نہایت مستند سمجھي جاتي تھي — گو وہ دنیا سے رحلت کرگئے مگر اُن کي بہت سي تحریرات اس قسم کي موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہی کہ کمیشن کي بعض تجویزات کي نسبت وہ کس قسم کي راے دیتے — ہم اُن کي پالسي کو ایک بیش بہا ارث سمجھتے ہیں ' اور اُسي پالسي کے مطابق ہم فیس کے معاملہ کي نسبت کمیشن کي راے سے اختلاف کرنے پر مجبور ہیں •

یہہ بحث صریح اُمورات مالي سے تعلق رکھتي ہی ' اور ہمکو کچھہ تعجب نہ ہوتا اگر فیس کے بڑھانے کي تجویز اس بنا پر کہ تعلیم کے انتظام میں گورنمنٹ کا صرف کثیر ہونا ہی پیش کي جاتي — لیکن کمیشن نے ایسا نہیں کیا ' اور یہہ معاملہ گورنمنٹ کے روبرو بطور ایک ناگوار مالي ضرورت کے نہیں لایا گیا بلکہ بطور ایک تدبیر اصلاح یونیورسٹي کے پیش کیا گیا ہی — درحقیقت جہانتک کہ کمیشن سے تعلق ہی ' اُن کو یہہ امر ظاہرا چنداں قابل لحاظ نہیں معلوم ہوتا کہ فیس بڑھا دي جاوے یا کم کردي جاوے — جو بات کہ کمیشن چاہتي ہی وہ صرف یہہ ہی کہ فیس کے قرار دینے میں دو شرایط پوري ہوني چاہیئں — " اول یہہ کہ فیس اس قدر زیادہ نہ قرار دي جاوے کہ وہ تعلیم کي اشاعت کي مانع ہو — اور دویم یہہ کہ وہ اس قدر کم بھي نہو کہ اُس کے باعث سے ایک غریب طالب علم جو صرف معمولي قابلیت رکھتا ہو ' یونیورسٹي کے سلسلہ خواندگي کے اختیار کرنے پر مایل ہو کیونکہ یونیورسٹي کي تعلیم ایسے اشخاص کے لیئے سود مند نہیں ہی " •

جو طریقہ کمیشن نے اختیار کیا ہی وہ صاف ظاہر ہی — یعني اُسنے دیدہ و دانستہ اس معاملہ کو محاصل مالي کي بحث سے خارج رکھا ہی ' اور عام سود مندي کي وسیع بنیاد پر اُس کو قایم کیا ہی اس بحث میں چند اہم اُمور تنقیح طلب ہیں ' جن میں سے بعض انتظام سلطنت اور ملکي اُمور میں داخل ہیں - ہم اُن کي نسبت رفتہ رفتہ بحث کرینگے — ہمارا سب سے پہلا اور صریح فرض اس بات کا بتانا ہی کہ اس تجویز سے مسلمانوں کے درمیان تعلیم کي ترقي پر غالباً کیا اثر پیدا ہوگا — اس معاملہ کي نسبت خاص کر اپني قوم کے لحاظ سے بحث کرنے میں ہمارے دل میں کوئي تنگ یا تفرقہ انگیز خیال نہیں ہی — ہم اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہہ ایک ایسا معاملہ ہی جس کا اثر عموما تمام ملک پر پڑتا ہی — اور ہم کو کچھہ شبہہ نہیں ہی کہ جو اعتراض ڈاکٹر بانرجي نے اس معاملہ میں کیا ہی ' اُس کي تائید بہت سے تعلیم یافتہ ہندوستاني بلا امتیاز قوم و مذہب کے کرینگے — مگر حقیقت یہي ہی کہ اس تجویز سے

THE UNIVERSITIES' COMMISSION.

(II.)

It is not long since Sir Syed Ahmed was a living authority on matters educational. He is dead but he has left enough on record to show what he would have said as to some of the Commission's proposals. His policy is regarded by us as a precious heritage and it is in conformity with that policy that we are under the necessity of dissenting from the Commission's views on the question of fees.

It is on the face of it a question of finance and we should not have been surprised if the raising of fees had been urged as the sequel of a costly system of education. The Commission have done no such thing. The matter has been represented to the Government not as an unpleasant financial necessity but as a deliberate measure of University reform. So far, indeed, as the Commission are concerned, it is, apparently, immaterial whether the fees are raised or lowered. All they desire is that they should fulfil two conditions :— "Firstly, that they must not be pitched so high as to check the spread of education, and secondly, that they must not be so low as to tempt a poor student of but ordinary ability to follow a University Course which it is not to his real interest to follow." The position taken up by the Commission is plain enough. They have deliberately removed the question from the category of finance and placed it on the broad basis of public utility.

The question divides itself into a number of important issues, some of which trench on the domain of statecraft and politics. We shall come to the latter by and by. Our first and most obvious duty is to point out the probable effects of the proposal on the progress of education among Mahomedans. In discussing the question chiefly with reference to our own community we are animated by no narrow or sectarian spirit. We recognise that it is a matter which affects the country at large; and we do not doubt that Dr. Bannerji's protest on this point will be endorsed by the vast majority of educated Indians without distinction of caste and creed. But the fact remains that the proposal will affect the Mahomedan community

as it will affect no other. Mahomedans are admittedly lagging behind the other great communities in the matter of education, and they are also, comparatively speaking, a poor community. To them, therefore, we must attend before we do anything else.

It is not long since English education was to Mahomedans an object of hatred and aversion. They had unfortunately been led to believe that the choice lay between education and religion, and as most communities similarly situated will probably do, they decided in favour of religion. The first man to point out to them that English education was not incompatible with religion was the late Sir Syed Ahmed. But no sooner did he do so than he lost caste with Mahomedans. The fiat went forth that English education was opposed to religion and its chief advocate was an enemy of Islam.

To turn Mahomedans from the path of self-destruction was not an easy task. An extraordinary man like Sir Syed was wanted to cope with the problem. But powerful though he was even Sir Syed would, we really believe, have failed to achieve the success he did if it had not gradually been borne in upon Mahomedans that English education was a downright necessity. The light in which the matter appeared to them latterly may be summed up in two words "Hands up." People may talk of the forces of civilisation. Some of us would prefer to be more explicit and talk of the forces of bread and butter. A good deal is certainly due to the elevating influence of the former; but the latter must have their due meed of recognition.

How hard pressed the Mahomedans were, and how hard pressed they now are, can be realised only by following the march of certain events. Their mission to India was not a mission of colonisation or commerce. Trade and agriculture were not their favourite pursuits. Service of the crown was what they were chiefly engaged in. It was at once their favourite occupation and their prerogative. It was the channel through which a considerable portion of the revenue of the country passed in *pre*-British days into the pockets of Mahomedans, and sustained thousands of Mahomedan families all over the country. In due course of events native Government

مسلمانوں کي قوم پر جسقدر اثر پڑیگا کسي دوسري قوم پر نہیں پڑیگا — معاملات تعلیم میں مسلمان بلا شبہہ دوسري بڑي قوموں سے پیچھے ہیں ' اور بمقابلہ اور قوموں کے وہ ایک غریب قوم بھي ہیں — پس قبل اس سے کہ ہم کوئي اور بات کریں ہم کو اُن کي طرف متوجہ ہونا چاہیئے *

کچھہ بہت زمانہ نہیں گذرا ہی کہ مسلمان انگریزي تعلیم کو برا سمجھتے تھے اور اُس سے نفرت کرتے تھے — بدقسمتي سے یہہ بات اُن کے ذھن نشین کردي گئي تھي کہ یا تو وہ اپني اولاد کو تعلیم ھي دے لیں ' اور یا اپنے مذھب ھي کو سنبھالے رھیں ' اور جیسا کہ اکثر قوموں جنکي حالت اسي قسم کي ھو غالبا کرنے پر آمادہ ھوجاویںگي اُنھوں نے یہي فیصلہ کیا کہ اپنے مذھب ھي کو ٹھیک رکھنا مناسب ھی — جس شخص نے سب سے پہلے اُن کو یہہ بات بتائي کہ انگریزي تعلیم مذھب کي نقیض نہیں ھی وہ سر سید احمد مرحوم ھي تھے- لیکن اُنھوں نے ایسا کیا ھي تھا کہ مسلمان اُن کو ذات سے خارج سمجھنے لگے — اور یہہ فتوی دیا گیا کہ انگریزي کي تعلیم مذھب کے برخلاف اور اُس کا خاص موید مذھب اسلام کا دشمن ھی *

مسلمانوں کو اپني بربادي کے راستہ سے پھیرنا کچھہ آسان کام نہ تھا ' اور جو مسئلہ پیش نظر تھا اُس کے حل کرنے کے لیئے مثل سر سید کے ایک عجیب شخص کي ضرورت تھي — لیکن گو سر سید احمد ایک زبردست شخص تھے ' تاھم ھمکو یقین کامل ھی کہ وہ بھي اُس کامیابي کے حاصل کرنے میں جو اُن کو حاصل ھوئي قاصر رھتے اگر یہہ بات رفتہ رفتہ مسلمانوں کے دلوں پر نقش نہ ھو جاتي کہ انگریزي تعلیم کي واقعي سخت ضرورت ھی- جس پیرایہ میں اس معاملہ پر پچھلے دنوں میں اُنھوں نے نظر ڈالي اُس کا خلاصہ دو لفظوں میں یہاں کیا جاسکتا ھی یعني یہہ کہ " ھتیار ڈالدو " — لوگوں کو شایستگي کے اثروں کا ذکر کرنے دو — ھم میں سے بعض شخص زیادہ تر صفائي کے ساتھہ گفتگو کرنا اور حصول معاش کي قوتوں کا ذکر کرنا پسند کرینگے — بلاشبہہ بہت سي باتیں شایستگي کے عمدہ اثر سے منسوب کي جاسکتي ھیں ' لیکن آخرالذکر کي قوتوں کا بھي مناسب لحاظ کرنا ضروري ھی *

یہہ بات کہ مسلمان کیسي تنگ دستي کي حالت میں تھے اور اب بھي ھیں صرف بعض واقعات کي رفتار پر نظر ڈالنے سے بخوبي معلوم ھوسکتي ھی — ھندوستان میں مسلمانوں کا کام صرف نئے نئے مقامات کا آباد کرنا یا تجارت کرنا نہ تھا ' تجارت اور زراعت اُن کو مرغوب نہ تھي سرکاري ملازمت ھي وہ شے تھي جس میں وہ خاص کر مصروف تھے نوکري اُن کا مرغوب پیشہ اور اُن کا حق تھا - یہي وہ وسیلہ تھا جس کے ذریعہ سے انگریزوں کي عملداري سے پہلے ملک کي آمدني کا ایک بڑا حصہ مسلمانوں کي جیبوں میں جاتا تھا اور تمام ملک میں ھزارھا مسلمان خاندانوں کي اُس سے پرورش ھوتي تھي — رفتہ رفتہ ھندوستاني حکومت کے بجاے برٹش حکومت قایم ھوئي اور

was superseded by British domination, and higher posts naturally passed into British hands. A considerable number of minor posts still remained open to the natives and of these Mahomedans were at first allotted a large proportion. But as time went on the proportion decreased; and even to the reduced share a condition was attached later on which Mahomedans were illfitted to fulfil. This condition was high education. Mahomedans have since realised the importance of education, but the accumulated weight of lost opportunities is a mill-stone round their necks.

Change of government usually results in serious consequences to the vanquished. British conquest, however, has features which distinguish it from similar occurrences. It was a conquest of civilisation over barberism and not of brute force over brute force. Its main features consequently were extreme caution and a desire to conciliate where conciliation was possible. Far from being "ushered in lightning, thunder or rain" the conquest of India by the British is perhaps the mildest act of intrusion of which history has record. They strove to gain the results of war by peaceful methods. They kept up the forms of native government till long after the reality had disappeared. For a considerable time after the administration had passed into their own hands they suffered native rulers to retain the semblance of authority.

A more resourceful people than the Mahomedans might have made good use of their opportunity. They might have turned their attention to the numerous avenues of livelihood which were opened up in consequence of the suppression of anarchy and misrule. Certain classes of the people actually did so, but the Mahomedans were wedded to Government posts and upon Government patronage they continued to look as the chief means of support. Matters moved rather slowly up to 1857. But in that year the bubble burst up. The vessel, so to speak, had long been unseaworthy, but it had been taken in tow by British men-of-war. The cruel hands of the Company's misguided sepoyes cut the cable asunder with the result that our ship became a complete wreck. When the storm subsided and people had time to take note of the damage, Mahomedans were found to be of those who had suffered most. And among them the chief sufferers were the very families which in former

اعلی درجہ کے عہدے انگریزوں کو ملنے لگے — پھر بھی بہت سے ادنے عہدے ہندوستانیوں کے واسطے کھلے رہے اور اُن کا ایک بڑا حصہ اول اول مسلمانوں کو دیا گیا — لیکن جوں جوں وقت گذرتا گیا یہہ حصہ گھٹتا گیا ' اور تخفیف شدہ حصہ میں بھی بعدہ ایک ایسی شرط لگادی گئی جس کے پورا کرنے کے لیئے مسلمان بخوبی طیار نہ تھے — یہہ شرط اعلی درجہ کی تعلیم تھی ' اُس وقت سے مسلمان تعلیم کی ضرورت کو بخوبی سمجھنے لگے ہیں ' لیکن جو موقعے ہاتھہ سے نکل گئے ہیں اُن کا مجموعی اثر مثل ایک چکی کے پاٹ کے ہی جو اُنکی گردن میں پڑا ہوا ہی •

گورنمنٹ کی تبدیلی سے عموماً مفتوحہ قوم کے حق میں سخت نتیجے پیدا ہوتے ہیں — لیکن انگریزی فتح میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کے باعث سے وہ اُس قسم کے واقعات میں ممتاز ہی — یعنی یہہ ایک فتح شایستگی کی جہالت پر تھی نہ کہ وحشیانہ قوت کی فتح وحشیانہ قوت پر — پس اُس کی خاص صفتیں یہہ تھیں کہ ہر ایک امر میں نہایت احتیاط کی جاوے اور جہاں کہیں ممکن ہو مصالحت سے کام لیا جاے — بجاے اس کے کہ انگریزی فتح ہندوستان میں بطور ایک طوفان کے نازل ہو وہ شاید ملایم ترین دست اندازی ہی جس کا ذکر تواریخ میں پایا جاتا ہی — اُنہوں نے مصالحت آمیز طریقوں میں لڑائی کے نتیجوں کے حاصل کرنے کے لیئے کوشش کی ' اُنہوں نے دیسی حکومت کے طریقوں کو اصلی قوت کے مفقود ہونے کے بعد بھی مدت تک قایم رکھا — اور ملک کا انتظام اپنے ہاتھہ میں آنے کے بعد عرصہ دراز تک اُنہوں نے ہندوستانی حاکموں کو برسر حکومت رہنے دیا •

کوئی دوسری قوم جو مسلمانوں سے زیادہ تر عقلمند اور دور اندیش ہوتی اُس موقع سے جو اُن کو حاصل ہوا عمدہ فائدہ اُٹھا سکتی تھی وہ اپنی توجہ روزگار کے اُن بہت سے ذریعوں کی جانب جو ہنگامہ اور بد نظمی کے دور ہونے کی وجہ سے پیدا ہوگئے تھے معطوف کرسکتی تھی — بعض فرقوں نے واقعی ایسا کیا ' لیکن مسلمان سرکاری نوکری پر جمے ہوئے تھے ' اور وہ گورنمنٹ کی نوکری کو خاص وسیلہ اپنی پرورش کا سمجھتے رہے — سنہ ۱۸۵۷ ع تک تو شاید کسیقدر ڈھیل ڈھال رہی — مگر اِس سال میں بلبلا پھوٹ گیا — یعنی جہاز ایک مدت سے چلنے کے لایق نہ تھا ' لیکن اِنگریزی جنگی جہاز اُس کو اپنے پیچھے کھینچے ہوئے لیئے جاتے تھے — کمپنی کے گمراہ سپاہیوں کے بیرحم ہاتھوں نے لنگر کو توڑ ڈالا اور اُس کا یہہ نتیجہ ہوا کہ ہمارا جہاز بالکل برباد ہوگیا — جب کہ طوفان فرو ہوگیا اور لوگوں کو نقصان کے دیکھنے بھالنے کی مہلت ملی ' تو مسلمان ہی وہ لوگ پائے گئے جن کو سب سے زیادہ نقصان پہونچا تھا — اور اُن میں خاص نقصان اُٹھانے والے وہی خاندان تھے جو زمانہ سلف میں برسر عروج اور متمول تھے —

times were powerful and opulent. This, then, was the situation when Sir Syed began his work as an educationist. This also, with slight modifications, is the existing situation. Many of the best families, best as regards connections and blood, are poverty stricken, and to want of means is superadded want of education. Assuming that the Government wants to move in the matter two courses are open to it :— 1stly. to place high education beyond the reach of the majority of these people by making it more expensive ; 2ndly. to admit them to the domain of high education by keeping the fees within low limits. The Commission advocate the former course, we, the latter. The Commission think that the real interests of these people require that only the more brilliant of them should receive high education. We, on the contrary, think that the best way to safeguard and promote their interests is to educate as many of them as possible.

Education is *prima facie* a useful thing and the more we have of it the better. The burden of proving that what is good in most cases is bad in a particular instance, lies on those who make the statement. The case with which we are here concerned is that of poor Mahomedans. We have stated at some length what their position exactly is. Can it be good for them to be kept without high education. ?

The Commission have not specified the particular interests which would in their opinion be served by the exclusion of these people from the domain of high education. But we presume what the Commission were thinking of are material interests. The point round which this particular matter revolves is Government service. Education, it is felt, is resorted to as a means of gaining admittance into Government service. But the supply exceeds the demand, and the majority of them must fail to get what they seek. We shall admit that it is so and we shall concede that the state of things is a fit subject for statesmen's attention. All the same we fail to see that the exclusion of the majority of the poorer Mahomedans from higher courses of study will improve matters in this respect. What they want are means of livelihood, and if education fails to pave the way for them, a state of comparative ignorance can hardly be instrumental in procuring them.

So far at least as the Mahomedans are concerned, high education has not drawn off the industrial classes from their hereditary

پس یہہ حالت تھي جبکہ سر سید نے اپنا کام بطور مصلح تعلیم کے شروع کیا تھا - اور یہي کیفیت خفیف تغیر و تبدل کے ساتھہ اب بھي ھی — بہت سے عمدہ خاندان جو بلحاظ تعلقات اور نسل کے اعلی رتبہ رکھتے ھیں مفلس اور محتاج ھیں ' اور اُس پر بے تعلیمي ایک اور طرہ ھی — اگر بالفرض گورنمنٹ اس باب میں کچھہ کارروائي کرنا چاھتي ھی تو اُس کے لیئے دو طریقے موجود ھیں — یعني اول یہہ کہ اعلی درجہ کي تعلیم کو زیادہ تر گراں کر کے اِن لوگوں کے دسترس سے باھر کردے - اور دویم یہہ کہ فیس تعلیم کو کم رکھکر اُن کو اعلی درجہ کي تعلیم میں شریک کرے - کمیشن طریقہ اول الذکر کي تائید کرتي ھی اور ھم طریقہ آخرالذکر کي — کمیشن کا یہہ خیال ھی کہ اُن لوگوں کي اصلي بہبودي اُس کے مقتضي ھی کہ جو شخص اُن میں زیادہ تر عقیل اور ھوشیار ھوں صرف اُن کو اعلی درجہ کي تعلیم دي جاوے - بخلاف اس کے ھماري یہہ راے ھی کہ اُن کو نفع پہونچانے کا بہترین طریقہ یہہ ھی کہ اُن میں سے جسقدر شخصوں کو تعلیم دي جاسکے دي جاوے *

تعلیم بادي النظر میں ایک مفید چیز ھی اور جس قدر زیادہ ھم اُس کو حاصل کریں اُسیقدر بہتر ھی — اس بات کے ثابت کرنے کا بار کہ جو بات اکثر صورتوں میں اچھي ھوتي ھی وہ ایک خاص صورت میں خراب ھی ' اُن شخصوں کے ذمہ ھی جو ایسا بیان کرتے ھیں — جس معاملہ سے ھمکو اس مقام پر تعلق ھی وہ غریب مسلمانوں کا معاملہ ھی - ھم کسیقدر تفصیل کے ساتھہ بیان کرچکے ھیں کہ اُن کي حالت ٹھیک کیا ھی - کیا یہہ بات اُن کے حق میں مفید ھوسکتي ھی کہ وہ اعلی درجہ کي تعلیم سے محروم رکھے جاویں-؟ *

کمیشن نے اُن خاص فواید کو بیان نہیں کیا ھی جو اُس کي راے میں غربا کو اعلی درجہ کي تعلیم سے محروم رکھنے سے حاصل ھونگے — لیکن ھم گمان کرتے ھیں کہ جن باتوں کا کمیشن کو خیال تھا وہ معاملات مالي ھیں — جو چیز اصل مرکز بحث ھی وہ سرکاري ملازمت ھی — یہہ خیال کیا گیا ھی کہ تعلیم کي جانب لوگ اِس وجہ سے رجوع کرتے ھیں کہ وہ سرکاري ملازمت میں داخل ھونے کا ایک ذریعہ ھی - لیکن خواھشمندوں کي تعداد ضرورت سے زیادہ ھی ' پس ضرور ھی کہ اکثر لوگ اُس شی کے حاصل کرنے میں جس کے وہ جویاں ھیں ناکامیاب ھونگے — ھم تسلیم کرینگے کہ یہي صورت ھی ' اور ھم یہہ بھي تسلیم کرینگے کہ یہہ معاملہ مدبران سلطنت کي توجہ کے لایق ھی — لیکن پھر بھي ھم یہہ نہیں سمجھہ سکتے ھیں کہ بہت سے غریب مسلمانوں کو اعلی درجہ کي تعلیم سے خارج کردینے سے اس معاملہ میں بہبودي کي کوئي صورت پیدا ھوجاویگي - جس بات کي اُن کو ضرورت ھی وہ ذریعہ معاش ھی ' اور اگر تعلیم کے ذریعہ سے وہ حصول معاش میں کامیاب نہیں ھوسکتے ھیں تو بے علمي کے ذریعہ سے وہ شاید ھي اُس کو حاصل کرسکیں *

جہانتک کہ مسلمانوں سے تعلق ھی اعلی درجہ کي تعلیم کے لالچ سے یہہ دریافت نے اپنے موروثي پیشوں کو نہیں چھوڑا ھی - جو لوگ کالجوں

professions. The classes of people who are attracted to the Colleges are chiefly gentlemen To expect them to adopt professions against which there is a prejudice among gentlemen even in democratic communities is to expect too much. If therefore you find that a certain occupation is closed to all except a small number of them you should help them to qualify themselves for other respectable professions This, we submit, is the only way in which this important matter can be settled. And the first thing requisite for coping with the matter on these lines is that the people concerned should be properly educated. It is, we submit, not high education but the absence of it which leads people to depend too much on the Government. What is wanted is that the people, be they Hindus or Mahomedans, should be taught to rely on themselves. They should be enabled to realise that Government service is only one of the numerous means of earning one's bread and that to seek out those means and adopt the most suitable of them is each individual's own business. The prevalence of such views and the self-reliance and enterprise which are necessary for putting them into practice presuppose a certain amount of general enlightenment. Primary education, therefore, is not the thing for it. To be productive of good in the requisite direction, education must be of a high standard, and it must at the same time be accessible to the majority of the men concerned. University education, it is true, is not deemed necessary, in England, for many lucrative and respectable professions. But, then, the general level of intelligence attained there is incomparably higher than that of India. Moreover entry into professions is there usually preceded by training which is itself in many cases not a bad substitute for University education. In India the prevailing conditions are totally different. Here high education is indispensable for development—both moral and material.

It might be said that facilities for high education have been in existence for half a century, and yet, at the end of that period the results are found to be so unsatisfactory that a Commission has had to be appointed to deal with the whole matter. We cannot undertake to discuss the so called failure of the Universities in this article. Suffice it to say that mending is not quite

کي جانب مائل هوتے هيں وہ خاص کر جنٹلمين فرقہ کے هيں — اُن سے اُن پيشوں کے اِختيار کرنے کي توقع کرنا جن کو آزاد قوموں ميں بھي جنٹلمين ناپسند کرتے هيں حد مناسب سے بڑھکر توقع کرنا هی - پس اگر تم کو يہہ بات معلوم هو کہ فلاں پيشہ سواے معدودے چند کے سب کے ليئے مسدود هی ' تو تمکو اِس غرض سے کہ وہ اپنے تئيں دوسرے معزز پيشوں کے لايق بنا سکيں اُن کو مدد دينا واجب هی — هماري راے ناقص ميں صرف يہي ايک ايسا طريقہ هی جس ميں اس اهم معاملہ کا فيصلہ هوسکتا هی — اور جس بات کي سب سے پہلے اِس طريقہ سے اِس معاملہ کے تصفيہ کے ليئے ضرورت هی وہ يہہ هی کہ جن لوگوں کو اِس معاملہ سے سروکار هی وہ تعليم يافتہ هوں — هماري راے ميں اعلی درجہ کي تعليم سے نہيں بلکہ اُس کے نہونے سے لوگ گورنمنٹ پر حد مناسب سے زيادہ بھروسہ رکھنے پر مائل هوتے هيں — جس بات کي ضرورت هی وہ يہہ هی کہ لوگوں کو خواہ وہ هندو هوں يا مسلمان خود اپني ذات پر بھروسہ رکھنا سکھايا جاوے - وہ اس بات کے سمجھنے کے لايق هونے چاهيئيں کہ معاش پيدا کرنے کے بہت سے ذريعوں ميں سے سرکاري نوکري بھي صرف ايک ذريعہ هی ' اور اُن ذريعوں کا تلاش کرنا اور جو ذريعہ اُن ميں سے نہايت مناسب هو اُس کو اِختيار کرنا هر ايک شخص کا ذاتي کام هی - اس قسم کے خيالات کے پھيلنے اور ذاتي بھروسہ اور اولعزمي کے واسطے جو ان خيالات کو عمل ميں لانے کے ليئے ضروري هی پہلے سے کسي قدر عام روشن خيالي درکار هی - پس ابتدائي تعليم اُس کے واسطے کافي نہيں هی — مقاصد مطلوبہ ميں تعليم سے عمدہ نتيجہ صرف اُسي حالت ميں حاصل هوسکتا هی جبکہ تعليم اعلی درجہ کي هو ' اور اُسي کے ساتھہ وہ اس قسم کي هو کہ گروہ کثير کي رسائي اُس تک هوسکے - يہہ بات سچ هی کہ انگلستان ميں يونيورسٹي کي تعليم بہت سي منفعت بخش اور معزز پيشوں کے ليئے ضروري نہيں خيال کي جاتي هی — ليکن جس قسم کي علميت اور فہم و فراست عموما وهاں پائي جاتي هی وہ بمقابلہ هندوستان کے بہت هي زيادہ هی — علاوہ اس کے وهاں کسي پيشہ ميں داخل هونے سے پہلے عموما اس قسم کي تربيت دي جاتي هی جو في نفسہ اکثر صورتوں ميں نعم‌البدل يونيورسٹي کي تعليم کا هوتي هی — هندوستان ميں حالات موجودہ اس کے بالکل برخلاف هيں — يہاں اعلی درجہ کي تعليم اخلاقي اور مالي دونوں قسم کي ترقيوں کے ليئے ضروري و لازمي هی *

يہہ کہا جا سکتا هی کہ اعلی درجہ کي تعليم کے واسطے پچاس برس سے سہولتيں موجود چلي آتي هيں ' اور پھر بھي اس مدت کے خاتمہ پر نتيجے اسقدر ناقابل اطمينان پائے گئے هيں کہ کل معاملہ کي نسبت تحقيقات کرنے کے ليئے ايک کميشن مقرر کرني پڑي — هم اس آرٹيکل ميں يونيورسٹيوں کي ناکامياي کي نسبت بحث نہيں کرسکتے — صرف اسقدر کہنا کافي هی کہ کسي معاملہ کي اصلاح کرنا اور اُس کو ختم کرديںا ايک بات نہيں هی - اگر تمکو يہہ بات معلوم

ہو کہ موجودہ طریقہ تعلیم کسی خاص بات میں سود مند نہیں ہوا ہی تو بیشک اُس کی اصلاح کرو — لیکن اگر اپنی یونیورسٹیوں کی اصلاح کرتے وقت تم تعلیم کو اسقدر گراں کردو کہ لوگوں کا ایک بڑا اور با وقعت فرقہ اُس سے مستفیض نہوسکے، تو گویا تم اُن حدود سے باہر قدم رکھتے ہو جن کے اندر تمکو کام کرنا چاہیئے تھا — تم گویا معینہ قواعد کو توڑتے ہو، اور علاوہ اس کے اپنے طریقہ تعلیم میں ایک ایسا اُصول داخل کرتے ہو جو ہماری راے میں اُس کی خوبی کو بالکل بگاڑ دیتا ہی ۔

مسلمان ہی صرف وہ لوگ نہیں ہیں جن پر اُس اُصول کے عمل درآمد کا جو کمیشن نے قرار دیا ہی اثر پڑیگا — لیکن بوجوہات چند در چند اُن کو سب سے زیادہ نقصان پہونچیگا — اُن کے حق میں ایک سخت ناانصافی اور اُن پر صریح ایک بڑا جبر ہوگا — مسلمان مثل دوسری قوموں کے چند فرقوں میں منقسم ہیں، لیکن اُن کے صرف دو عام فرقے ایسے ہیں جو در حقیقت قابل لحاظ ہیں — یہہ فرقے "شریف" اور "رذیل" ہیں — امتیاز کا باعث نسل ہی، دولت اور افلاس سوشل معاملات میں کچھہ زیادہ موثر نہیں ہوتے ہیں — دولت کے ذریعہ سے ایک "رذیل" شخص جنٹلمینوں کے ساتھہ ذاتی اختلاط بہم پہونچا سکتا ہی، لیکن اُن کی قوم میں اُس کی شادی نہیں ہوسکتی ہی اور نہ وہ اُن کے ہم رتبہ ہوسکتا ہی — اِسی طرحپر گو ایک جنٹلمین کے حق میں افلاس اپنے دولتمند بھائیوں کے ساتھہ بلا تکلف میل جول کا مانع ہو، لیکن وہ اُن کے درمیان شادی ہونے اور ان کی صحبت میں داخل ہونے کا مانع نہیں ہی — مثلاً ایک بیگم جو والیہ ملک ہو ایک سیاح عالم کے ساتھہ نکاح کرسکتی ہی اور اُس کی قوم میں اُس کی ذات نہیں جاسکتی بشرطیکہ وہ شخص ایک جنٹلمین ہو — ایسا بھی اِتفاق ہوسکتا ہی کہ جو چپراسی تمہارے دفتر کا بکس لیجاتا ہی اُسکی قرابت ایک عہدہ دار کے ساتھہ ہو جو ایک اعلی خاندان سے تعلق رکھتا ہو — تم شخص آخرالذکر کے لڑکوں کو بلا لحاظ لیاقت کے داخل کرنا چاہتے ہو، لیکن شخص سابق الذکر سے تم کہتے ہو کہ "تم دس روپیہ ماہواری دینے کا مقدور رکھتے ہو، پس تمکو اعلی درجہ کی تعلیم سے علحدہ رکھنے کے لیئے ہم بارہ روپیہ مقرر کرینگے — تمہارا لڑکا کوئی غیر معمولی لیاقت رکھنے والا آدمی نہیں ہی اور یونیورسٹی کورس کے پڑھنے سے اُس کو اصلی فائدہ نہ پہونچیگا" جو ناانصافی اس صورت میں ہوگی وہ اسقدر عیاں اور صاف ہی کہ ہم اس خیال سے باز نہیں رہ سکتے ہیں کہ کمیشن نے لوگوں کے اُس فرقہ کی نسبت جس پر اس کا اثر پڑیگا ایک غلطی کی ہی — غالباً کمیشن کو یہہ خیال تھا کہ اعلی درجہ کی تعلیم نے جولاہے سے اُس کا تانا بانا اور لوہار سے اُس کا اہرن چھڑا دیا ہی — جہاں تک کہ ہمکو معلومات ہی ہندوں کی یہہ حالت کسی محسوس درجہ تک نہیں ہی — اور جہاں تک کہ مسلمانوں سے تعلق ہی اُس کی

the same thing as ending. If you find that the existing system has failed in any given direction reform it by all means. But if in reforming your Universities you make education too costly for a large and important section of the people you transgress the limits within which you had to work. You at once break the rules of the game and you, moreover, introduce an element into your system which in our judgment wholly vitiates it.

Mahomedans of course are not the only people who will be affected if the principle laid down by the Commission is put into practice. But for many reasons they will be the greatest sufferers. On them will be inflicted a grave injustice and a distinct hardship. Mahomedans like other communities stand grouped into a number of classes, but of these there are only two general divisions which are really important. These are "Sharif" and "Razil". The line of demarcation here is birth, for "Sharif" is equivalent to gentleman while "Razil" means menial. Wealth and poverty at any rate do not play an important part in purely social matters. Wealth may procure for a "Razil" personal intimacy with gentlemen, but not intermarriage or admission into their ranks. Similarly for a gentleman poverty may be a bar to free and easy intercourse with his rich brethren. But it does not stand in the way of intermarriage and social recognition. Thus a Begum who is ruler of a country might marry an itinerent student of divinity and not loose caste with her people provided the man is a gentleman. It may also come to pass that the peon who carries your office box is related to a brother officer belonging to a high family. You propose to admit the sons of the latter irrespective of merit, but to the former you say, "you can pay Rs. 10 per mensem, so just to keep you off, we shall make it Rs. 12. Your son is not a man of extraordinary ability and it is not to his real interest to follow a University course." So plain is the injustice involved that we can not help thinking that the Commission have made a mistake as to the class of people that will be affected. They were probably under the impression that high education has drawn the weaver from his hand-loom and the smith from his anvil. This, so far as we know, is not the case to any appreciable extent with the Hindus. As far as the Mahomedans are concerned we can speak with more certainty. If the votaries of skilled labour among Mahomedans had taken to high educa-

اگرچہ اکثر وہ نقائص جو مضمون نگار نے بیان کئے ہیں کم و بیش ان تمام مدارس میں پائے جاتے ہیں جن کی درسگاہیں مذہبی اور اخلاقی تعلیم سے عاری ہوتی ہیں اور جن میں تعلیم کے ساتھہ تربیت کا کافی انتظام و اہتمام نہیں ہوتا - گو ہندوستان کے مدارس میں بھی بعض نقائص پائے جاتے ہیں مگر تاہم مصر کے مقابلہ میں ہندوستان کے سرکاری اور پرائیویٹ مدارس کی حالت بسا غنیمت ہی •

شاید بعض لوگوں کو یہہ خیال ہی کہ دولت عثمانیہ کے مدارس کی حالت اچھی ہی — ہم نہایت افسوس کے ساتھہ لکھتے ہیں کہ غالبا یہہ خیال بھی صحیح نہیں ہی — دولت عثمانیہ کی حدود میں جس قدر مدارس سرکاری یا اسلامی ہیں اُن کی حالت نہایت خراب ہی — البتہ دارالسلطنت کے اسکول اور کالج کسی قدر عمدہ اور ترقی یافتہ ہیں - باقی مفصلات اور علاقجات کے مدارس اور بالخصوص عربی مدارس کی حالت مصر سے بھی زیادہ بدتر ہی •

آرٹیکل مذکور کا اقتباس جو ہم نے المؤید سے لیا ہی حسب ذیل ہی :—

" روے زمین کے تمام ممالک میں مدارس کی بنیاد دو عظیم‌الشان مقصدوں پر قایم کی جاتی ہی — پہلی غرض تربیت اور تہذیب نفس ہی جو سب سے بڑی غرض ہی اور دوسری غرض علوم و فنون کی تعلیم ہی •

مگر مصر میں سوائے اُن خاص مدارس کے جو انگلیوں پر گنے جاتے ہیں بالعموم اگر مدارس قایم کرنے سے صرف فخر اور شہرت اور تجارت یا ناموری مقصود نہیں ہوتی تاہم اُن میں قدیم طریقہ کے مطابق ایسی تعلیم دیجاتی ہی جس سے ایسے لوگ پیدا نہیں ہوتے جو اپنے وطن کو فائدہ پہونچائیں اور ملک کی خدمت کریں اور آیندہ نسلوں کے لئے ایک عمدہ نمونہ بنیں بلکہ ایسے لوگ نکلتے ہیں جن کی عقلیں اور دماغ بد اعمالیوں اور عیوب و نقایص سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور جو نہ تربیت کے معنی سمجھتے ہیں اور نہ تعلیم کی اصل غرض سے واقف ہوتے ہیں نہ اُن میں عالی ہمتی اور اولوالعزمی کا نام و نشان پایا جاتا ہی اور نہ وہ سلف رسپکٹ کے اصول سے واقف ہوتے ہیں — غرضکہ اُن کے تمام اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ مسخ ہوجاتے ہیں - اور یہی وہ صفات ہیں جن سے تعلیم و تربیت یافتہ اور غیر تعلیم و تربیت یافتہ انسان میں فرق اور امتیاز پیدا ہوتا ہی •

طالب علم اس مدرسہ سے نکلکر ایک دوسرے بڑے مدرسہ میں داخل ہوتا ہی اور یہہ دنیوی کاروبار کا مدرسہ ہی - اس وقت اُس کی حالت ایسی ہوتی ہی کہ تمام نالایق خصلتوں اور خراب عادتوں جو اُس نے گذشتہ دونوں مدرسوں میں یعنی اپنے خاندان اور اپنے ہم مکتبوں میں سیکھی ہیں اُس میں جمع ہوتی ہیں - مگر وہ خیال کرتا ہی کہ وہ تمام دنیا کے علوم فنون حاصل کرکے مدرسہ سے نکلا ہی - حالانکہ جو کچھہ اُس نے حاصل کیا ہی وہ ایک نہایت بے حقیقت چیز ہی جس کی کچھہ بھی قدر و قیمت نہیں ہوسکتی •

وہ مدرسہ سے ایسی حالت میں نکلتا ہی کہ وطن اور اہل وطن کی اُمیدیں اُسکی طرف لگی ہوئی ہوتی ہیں کہ وہ ملک کی عزت اور عظمت قایم کرنے ، اُس کی دولت اور ثروت کو ترقی دینے کے لئے مفید ہوگا — لیکن افسوس کہ یہہ تمام اُمیدیں پوری نہیں ہوتیں اور وہ اپنے فرایض کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتا اور اپنے عزیزوں اور دوستوں سے قطع تعلق کرلیتا ہی •

مدرسہ میں وہ ایسی حالت میں داخل ہوا تھا جبکہ اُسمیں ادب اور شرم و حیا اور کسیقدر سکون و وقار اور حسن اخلاق کے ذرے چمکتے تھے لیکن اب وہ ایسی حالت میں نکلا ہی کہ اُسکو کسیقدر علم اگرچہ وہ بیکار ہی حاصل ہوگیا ہی لیکن اُس کے اخلاق فاسد ہیں ، — دروغ گوئی اور خود پسندی اُس کی عادت میں داخل ہوگئی ہی ، نہ مذہب کی عزت کرتا ہی نہ قوم اور ملک اور نہ خاندان کی - تمام برائیاں اُس کی ذات میں جمع ہیں •

اِس کے سوائے موجودہ تعلیم کا اور کیا نتیجہ ہوسکتا ہی — اِس لئے کہ مدرسوں کی حالت کو دیکھہ کر اُن میں مذہبی تعلیم اور نفسانی تربیت کے آثار بالکل محو ہوگئے ہیں — تہذیب اخلاق اور تاریخ کی تعلیم اگرچہ برائے نام ہوتی ہی مگر وہ صرف مدرسہ کے قوانین اور پروگرام تک محدود ہی — نہ کوئی معلم اُس کی طرف خیال کرتا ہی اور نہ کوئی انسپکٹر اُس کی نگرانی کرتا ہی پس جو اوقات ان علوم کی تعلیم کے لئے مقرر ہیں اُن کو مدرسین دوسرے علوم کی تعلیم میں صرف کرتے ہیں - میں نے سالہا سال مدراس میں تعلیم و تربیت پائی ہی اور اُس کے بعد مختلف مدارس کی خدمات بطور معلم اور مہتمم کے انجام دی ہیں — مجھکو اپنی تمام عمر میں یہہ بات یاد نہیں کہ کبھی کوئی انسپکٹر مدرسہ میں آیا ہو اور اُسنے مذہبی اور تاریخی تعلیم یا تربیت کی نسبت تاکید کی ہو •

ہماری بیماری جس میں ہم مبتلا ہیں جہالت ہی اور تربیت اور تعلیم اُس کی دوا ہی مگر ہمارے مدارس سے تربیت بالکل معدوم ہی - تعلیم کی حالت نہایت ردی اور پست درجہ میں ہی — امن عامہ میں فتور واقع ہونا ، چوروں اور ڈاکوؤں کی کثرت ، جرایم کی زیادتی ، دغا اور جعل سازی کے مقدمات ، طاعون وغیرہ وبائی امراض کی اشاعت ، ان تمام باتوں کا منشاء وہ عام جہالت ہی جو وادی نیل میں پھیلی ہوئی ہی - اور حاکم محکوم ان حالات کی اصلاح اور اُن کے اسباب کے زایل کرنے میں یورپی کوشش نہیں کرتے - یہہ امر نہایت قبیح اور باعث شرم ہی جس کو ہم آزادی کے ساتھہ شایع کرتے ہیں •

مصر میں ہزاروں آدمی ایسے پائے جاتے ہیں جو معلمی اور مدرسی کی خدمات انجام دیتے ہیں - لیکن ایسے معلم جو اس نام میں کالی

لیاقت رکھتے ہیں بہت کم ہیں اور مدارس کی تعداد بے شمار ہی لیکن بغیر قابل معلموں کے اُن سے مہتم بالشان فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا — بیشک سرکاری مدارس کا انتظام اچھا ہی اور اُنکے اکثر مہتمم و منتظم اپنے کام میں پوری لیاقت اور اہلیت رکھتے ہیں- لیکن اُنکے پروگرام کی پابندی مذہبی تعلیم اور عمدہ تربیت پھیلانے سے اُن کو باز رکھتی ہی — کیونکہ پروگرام میں ان علوم کی تعلیم اختیاری قرار دی گئی ہی - ہمارے مدارس کے انحطاط کے جو اہم اسباب ہیں اُن کو ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں *

اول یہہ کہ معلموں کی تنخواہیں کم ہیں اور جو خدمات اُن کے ذمہ عاید کی گئی ہیں وہ سخت ہیں اور اُن کی تعداد بھی زیادہ ہی — مدرسین کو دیر میں ترقی ملتی ہی ظلم اور سختی کے ساتھہ اُن سے برتاؤ کیا جاتا ہی -انہیں وجوہ سےمصری لوگ اس پیشہ سےنفرت کرنے لگے ہیں — یہی وجہ ہی کہ ٹریننگ کالج کی طرف کوئی طالبعلم توجہ نہیں کرتا اور وہ عنقریب برباد ہوا چاہتا ہی- اب اُسکے طالبعلموںکی تعداد دس سے زیادہ نہیں ہی اسوقت اُس میں جس قدر طالب علم موجود ہیں وہ تعلیم کا فن سیکھنے کے لیئے نہیں داخل ہوئے ہیں مگر وہ صرف وظیفہ حاصل کرنے کے لیئے مدرسہ میں داخل ہوگئے ہیں -حالانکہ اگر اُس تعلیمی اشاعت کی ترقی پر نظر ڈالی جاے جو ملک میں ہو رہی ہی تو ممالک مصر اور سودان میں سالانہ کم از کم دو سو معلموں کی مانگ ہی اور صرف یہی ایک مدرسہ ہی جس میں معلمین کو فن تعلیم سکھایا جاتا ہی جس سے کہ غرض مقصود حاصل نہیں ہوتی — یہی وجہ ہی کہ لارڈ کرومر اپنی تقریر میں قلت معلمین کی شکایت کرتے ہیں حالانکہ وہ معلمین کی تنخواہیں بڑھانے اور مدارس کا دائرہ وسیع کرنے اور طالب علموں کی راہ میں جو مشکلات پیدا کی گئی ہیں اُن کے دور کرنے سے اس نقص کا علاج کرسکتے ہیں *

علاوہ ازیں مدارس کے مہتمم اور مدرس ایسے لوگ انتخاب نہیں کیئے جاتے جن کی خوش اخلاقی اور پاکیزہ خصلت اور علم و فضل مشہور و معروف ہی — بلکہ بعض اوقات ایسے جاہل لوگ اس غرض کے لیئے انتخاب کیئے جاتے ہیں جن سے شریف آدمی ہاتھہ ملانا بھی گوارا نہیں کرتا *

دوسری وجہ پرائیویٹ ٹیوشن ہیں — یہہ نہایت سخت مصیبت ہی جس میں ہمارے مدارس مبتلا ہوگئے ہیں اور اُن کے تنزل اور انحطاط کا نہایت اہم سبب ہی — اس کی وجہ یہہ ہی کہ معلمین کی تنخواہیں کم اور اُن کے اخراجات زیادہ ہیں اُن کو اپنے لباس کی درستی کے لیئے زیادہ خرچ کی ضرورت ہوتی ہی تاکہ وہ طالب علموں کے سامنے اچھی حیثیت سے جائیں اور اُن کی نظروں میں ذلیل نہوں — اس کے علاوہ کھانے پینے اور دوا دارو اور اپنی کلاس کے سبق تیار کرنے کے لیئے کتابوں کے خریدنے میں اُن کو اخراجات کثیر برداشت کرنے پڑتے ہیں اور جب کہ مدرسہ کی آمدنی اُن اخراجات کے لیئے کافی نہیں ہوتی تو وہ پرائیویٹ ٹیوشن کی تلاش میں مصروف ہوتے ہیں خواہ وہ اُن کو دولت مند طالب علموں کے یہاں مل جاے یا کسی دوسرے مدرسہ میں — اِس وجہ سے معلمین کے نفوس میں حرص طمع کی آگ بھڑک اُٹھی ہی اور وہ روپیہ جمع کرنے میں مصروف ہوگئے ہیں اور اس کا نتیجہ یہہ ہی کہ وہ مدرسہ اور اُس کے طالب علموں کی طرف توجہ نہیں کرتے *

(۳) تیسری وجہ دیسی مدارس کے قایم کرنے میں نیت کا خالص نہونا ہی — اس لیئے کہ اکثر دیسی مدارس کے بانیوں نے تعلیم و تربیت کی غرض سے نہیں بلکہ تجارت کی غرض سے مدرسے کھولے ہیں - اُن میں غریبوں کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال مطلق نہیں کیا جاتا اور امیروں کی رعایت بہر حال کی جاتی ہی — اُن کے بچوں کو بغیر استحقاق مدرسہ میں داخل کرلیا جاتا ہی اور بغیر کافی لیاقت کے اُن کو ترقی دیدی جاتی ہی اور اُنکو امتحان میں شریک کیا جاتا ہی - اس کا نتیجہ یہہ ہی کہ یہہ مدارس فائنل امتحانات میں متواتر ناکام ہو رہے ہیں *

۴ — دیسی مدارس میں قانون کی کوئی پابندی نہیں کی جاتی ہی کوئی طالب علم کسی جرم میں مدرسہ سے خارج نہیں کیا جاتا تاوقتیکہ وہ خود مدرسہ میں آنا نہ چھوڑ دے یا اُس کے ماں باپ مدرسہ میں جانے سے اُس کو منع نکردیں - خواہ اُس نے کیسا ہی برا جرم کیا ہو اُس کو بالکل سزا نہیں دی جاتی — خاصکر جبکہ وہ کسی دولتمند کا لڑکا ہو - پس ایسا مدرسہ بہت سے بد اخلاق بدچلن اور آوارہ لوگوں کا ملجا و ماوا ہو جاتا ہی اور اُس کی چار دیواری کے اندر بہت سے بد رویہ اور بد چلن لڑکے جمع ہوجاتے ہیں اور یہہ بدچلنی کی وبا پھیل کر تمام طالب علموں میں سرایت کر جاتی ہی *

اس کے علاوہ ماں باپ اپنے بچوں کے چال چلن کی نگرانی میں مدرسہ کے اندر اور باہر بالکل کوتاہی کرتے ہیں اور اُن کی صحت و صفائی اور حاضری کی بابت وہ کبھی پرواہ نہیں کرتے — مدرسہ میں جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہی نہ اُس کے مہیا کرنے کی طرف توجہ کرتے ہیں - اور نہ اس بات کا خیال کرتے ہیں کہ مدرسہ سے جو اُس کو حکم ملتے ہیں اور مدرسہ کے مہتمم جو اُن کو نصیحتیں کرتے ہیں آیا وہ اُن کی تعمیل کرتے ہیں یا نہیں *

(۵) طالب علموں کی صحت اور جسمانی ریاضت کی طرف بے اعتنائی ہی، خصوصا دیسی مدارس میں - تمام وقت جو مدرسہ کی تعلیم کے لیئے مقرر ہی وہ بیفائدہ باتوں میں ضایع ہوجاتا ہی اور سواے اس کے کہ طالب علموں کا ذہن کند ہو اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا — مدرسہ میں کام کرنے کی اوقات میں کوئی خاص انتظام و ترتیب موجود نہیں ہی — ایسے طالب علم بھی مدرسوں میں داخل کرلیئے جاتے ہیں جو متعدی امراض میں مبتلا ہوتے ہیں اور باوجود مدرسے کا

مکان تنگ ہونے کے طالبعلموں کی زیادہ تعداد قبول کرلی جاتی ہی — خصوصاً دیسی مدارس میں اکثر مکانات تنگ اور گندے ہوتے ہیں جنمیں طالب علموں کا ہجوم ہوتا ہی کوئی طبیب طالب علموں کی صحت کی نگرانی کرنے والا اگرچہ ہفتہ میں ایک ہی بار ہو مقرر نہیں ہوتا — یہہ لوگ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ عقل اور خیالات کو تقویت دینا جسم کی تقویت پر منحصر ہی کیونکہ عقل سلیم صرف جسم سلیم میں ہوسکتی ہی *

(۶) مہتمم مدرسہ اور مدرسین و معلمین کے درمیان ہمیشہ جھگڑوں اور مناقشوں کا برپا رہنا — اُس سے ہمیشہ کے لیئے اُن میں دشمنی اور عداوت کی بنیاد قایم ہوجاتی ہی — اور غیبت اور حسد اور چغلخوری کا بازار خوب گرم ہوتا ہی اور طالب علم گروہوں اور پارٹیوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں- ہر ایک معلم اپنے دشمن کی برائی کرتا ہی — اور اُس کے ساتھہ طالب علموں کے سامنے سخت کلامی اور گالی گلوچ سے پیش آتا ہی — یہہ تمام لوگ خود اپنی نظروں میں ذلیل ہوتے ہیں اور مدرسہ بغاوت اور جنگ و جدل کا میدان بن جاتا ہی اور یہی باتیں بعض اوقات اُس کی تباہی و بربادی کا سبب ہو جاتی ہیں *

(۷) جو معلم اپنے فرایض کو عمدگی اور دیانت داری کے ساتھہ انجام دیتے ہیں اُن کو کوئی صلہ نہیں ملتا ہی اور جو اُس میں کوتاہی کرتے ہیں اُن سے نہ کوئی باز پرس کی جاتی ہی اور نہ اُن کو سزادی جاتی ہی — سب معلموں کے ساتھہ خواہ وہ لایق ہوں یا نالایق کوشش کرنے والے ہوں یا کوتاہی سب کے ساتھہ یکساں سلوک کیا جاتا ہی اس وجہ سے قابل معلموں کی ہمتیں پست ہوگئیں ہیں — اور اُنہوں نے بھی کوشش کے ساتھہ اپنی خدمات انجام دینا چھوڑ دیا ہی ماتحتوں کے دل میں افسروں کی ہیبت باقی نہیں رہی *

۸ — اکثر جدید مدارس سرشتہ تعلیم کے بوسیدہ پروگرام کی تقلید بغیر کسی قسم کے تغیر اور تبدل کے کرتے ہیں - حالانکہ ان کو معلوم ہی کہ یہہ پروگرام ناقص ہی اور ملک کو مفید علوم و فنون کی روشنی سے منور نہیں کرسکتا اور نہ ایسے جوانمرد پیدا کرسکتا ہی جو ان کارآمد علوم سے مسلح ہوں جو زندگی کی کشمکش میں کامیابی حاصل کرنے کے لیئے ضروری ہیں نہ اُن میں استقلال اور خود داری ، ثابت قدمی اور اولعزمی پیدا کرتا ہی - بلکہ وہ ایسے بہائم صفت انسان پیدا کرتا ہی جو ہمیشہ ہانکنے والے کے محتاج ہوتے ہیں - ان لوگوں میں ملکی خدمات کے انجام دینے کی مطلق قابلیت نہیں ہوتی بلکہ جب وہ برسر حکومت ہوتے تو ظلم کرتے اور جب کسی خدمت پر مامور ہوتے تو اُس کو خراب کرتے اور جب تجارت کرتے تو نقصان اُٹھاتے ہیں اور جب کوئی امانت اُن کے سپرد کی جاتی ہی تو خیانت کرتے ہیں - بیشک موجودہ تعلیم کی یہی غرض و غایت ہی اور یہی اُس کے بعض ناگوار نتایج ہیں" *

یونیورسٹی کمیشن

خلاصہ تجویزات کا

(مترجمہ کارپردازان اخبار ہذا)

(دیکھو واسطے سلسلہ کے صفحہ ۵۲۷ - مطبوعہ ۲۱ اگست سنہ ۱۹۰۲ ع)

سائنس کورس

(۱) طالب علموں سے یونیورسٹی کورس کے شروع کرنے سے پہلے سائنس میں پاس کرنے کی خواہش نہیں کرنی چاہیئے *

(۲) طبعیات اور کیمیا انٹرمیجئٹ کورس میں اختیاری ہونے چاہیئیں *

(۳) ان مضامین کی تعلیم میں ایک با قاعدہ کورس عملی تجربہ کا شامل ہونا چاہیئے - یونیورسٹی کو بطور جزو امتحان انٹرمیجئٹ کے عملی جانچ نہیں کرنی چاہیئے — بلکہ ہر ایک اُمیدوار کو اپنے کالیج کے حکام کی طرف سے اس مضمون کا ایک سارٹیفکیٹ پیش کرنا چاہیئے ، کہ اُس نے مقررہ عملی کورس کالیج کی لیبوریٹریوں میں پورا کرلیا ہی ، اور نیز اُس نے کورس کے عملی حصہ میں کالیج کا امتحان جانچ پاس کرلیا ہی — تحریری امتحان اس طرح پر ہونا چاہیئے جس سے یہہ بات معلوم ہوجاوے کہ اُمیدوار یہہ تعلیم حاصل کرچکا ہی ، اور یونیورسٹی کو اپنا اطمینان نسبت اس امر کے کرلینا چاہیئے کہ جس کالیج میں اُس نے تعلیم پائی ہی وہاں اُس کو عملی تعلیم حاصل کرنے کے لیئے کافی سہولیتیں ملی ہیں *

(۴) بیچلر آف سائنس کی ڈگری کے کورس میں مضامین کے مندرجہ ذیل دو مجموعوں میں سے ایک مجموعہ شامل ہونا چاہیئے *

ریاضی ، طبعیات و کیمیا - یا *

طبعیات ، کیمیا و نیچرل سائنس *

نیچرل سائنس سے مراد مندرجہ ذیل سائنس میں سے ایک سائنس سے ہی — (الف) علم نباتات (ب) فزیالوجی (ج) زولاجی (علم حیوانات) (د) جیالوجی (علم طبقات الارض) معہ منرالوجی (معدنیات) و پلنٹالوجی *

منجملہ ان تین مضامین کے ایک مضمون کو طالب علم کا خاص مضمون تصور کرنا چاہیئے ، اور اس میں زیادہ تر سختی کے ساتھہ اُس کی جانچ کرنی چاہیئے — جو اُمیدوار مضامین کا دوسرا مجموعہ پڑھتا ہوں اُن کے واسطے خاص مضمون انتخاب نیچرل سائنس ہونا چاہیئے *

(۵) جو اُمیدوار لٹریري اور سائنٹیفک کورس پڑھنے ھوں اُن کے خطاب علیحدہ علیحدہ بیچلر آف آرٹس اور بیچلر آف سائنس ھونے چاھئیں *

(۶) بي ایس سي کي ڈگري کے واسطے تمام امتحانات میں عملي صیغہ پر بہ نسبت اُس کے جیساکہ اب تک عمل میں آیا ھی زیادہ تر زور دینا چاھیئے — عملي امتحانات تحریري امتحان سے علیحدہ پاس کرنے چاھئیں — اور اُن کي بابت جدے نمبر دینے چاھیئیں؟ — عملي امتحان کو بخوبي اور عمدہ طور سے دینے کے لیئے کافي مہلت دیني چاھیئے *

(۷) مدت تعلیم کي تخفیف یا تعداد مضامین کي کمي کے طور پر کوئي خاص سہولتیں اس غرض سے نہ دیني چاھیئیں کہ کوئي بیچلر آف آرٹس بي ایس-سي کي ڈگري کے واسطے یا بي ایس سي ڈگري والا بیچلر آف آرٹس کي ڈگري کے واسطے جاسکے *

(۸) سائنس کے ایک گریجوایٹ کو اسبات کي اجازت دیني چاھیئے کہ وہ اعلی درجہ کي ڈگري ماسٹر آف سائنس کے واسطے جاوے اور جو مضامین بي ایس سي کورس میں داخل ھیں اُن میں سے ایک مضمون میں خاص لیاقت پیدا کرے اور بي ایس سي کي ڈگري حاصل کرکے ایک مدت معینہ کے بعد اپنے تئیں مضمون مذکور میں امتحان دینے کے لیئے پیش کرے *

(۹) ڈاکٹر کي ڈگري محض ازروے امتحان نہیں دیني چاھیئے ' بلکہ خاصکر اُس خاص سائنس میں جس میں اُمیدوار نے اپني ماسٹر کي ڈگري حاصل کي ھو کسي قدر مدت مثلاً پانچ برس تک اصلي تحقیقات کرنے کي بنا پر دیني چاھیئے *

عام ذوذہ نصب خواندگي کا

آرٹس اور سائنس کے مختلف کورسوں کے لیئے مندرجہ ذیل مضامین کا اشارہ کیا جاتا ھی *

انٹر میجیئٹ کورس —

۱ — انگریزي *

۲ — قدیمي زبان *

۳ — ریاضي *

۴ — مضامین ذیل میں سے ایک مضمون *

(۱) طبعیات و کیمیا - یا *

(۲) ذي ڈکٹو لاجک و اصول علم روح انساني *

بي اے کورس —

۱ — انگریزي *

۲ — قدیمي زبان *

۳ — فلسفہ *

۴ — مضامین ذیل میں سے ایک مضمون *

(۱) ریاضي *

(۲) تواریخ و پولیٹکل اکانومي *

بي ایس سي کورس —

مضامین کے مجموعہ ھاے ذیل میں سے ایک مضمون *

(۱) ریاضي ' طبعیات و کیمیا *

(۲) طبعیات ' کیمیا و نیچرل سائنس *

ایم اے کورس —

مضامین ذیل میں سے ایک مضمون *

(۱) زبانیں — کورس میں یا تو انگریزي معہ ایک قدیمي یا ھندوستان کي ایک دیسي زبان کے ' یا ھندوستان کي ایک قدیمي زبان معہ ایک ھندوستاني دیسي زبان کے *

(۲) فلسفہ *

(۳) تواریخ ' پولیٹکل اکانومي و پولیٹکل فلاسفي *

(۴) ریاضي *

ایم ایس سي کورس —

کوئي ایک مضمون اُن مضامین میں سے جو بي ایس سي کورس میں داخل ھیں *

ڈاکٹر آف لٹریچر اور ڈاکٹر آف سائنس کي ڈگریاں ماسٹر آف آرٹس و سائنس کو بعد چند برس کے جو اصلي تحقیقات میں صرف کیئے جاویں دیني چاھیئیں *

قانون

(۱) قانون کي تحصیل اُس وقت تک کہ طالب علم آرٹس یا سائنس میں معمولي ڈگري کے واسطے اپنا کورس ختم نہ کرلے ملتوي رکھني چاھیئے — اگر یہہ منظور ھو کہ وہ اس پیشہ کے کسي ادني درجہ میں کام کرے ' تو اُس کو انٹر میجیئٹ کورس کے بعد قانون کي تحصیل شروع کرني چاھیئے — اگر وہ بارسٹري کا امتحان دینا یا لا کي ڈگري حاصل کرنا چاھتا ھی تو اُس کو گریجوایٹ ھونے کے بعد شروع کرنا چاھیئے — جیورس پروڈنس (اصول قانون) کو بي اے ڈگري کے کسي کورس میں بطور ایک اختیاري مضمون کے داخل نہیں کرنا چاھیئے *

(۲) قانون کے طریقہ تعلیم کی اصلاح اس طرح پر کرنی چاہیئے کہ مقدمات سے تعلیم حاصل کرنے کا قاعدہ اُس میں داخل کیا جاوے *

(۳) قانون کی ڈگری کے لیئے رومن لا کو ایک ضروری مضمون نہیں قرار دینا چاہیئے *

(۴) قانون کے ایک عمدہ سنٹرل اسکول قایم کرنے یا اُس کو جاری رکھنے اور ترقی دینے کے معاملہ پر ہر ایک یونیورسٹی میں فورا توجہ ہونی چاہیئے — اس قسم کے اسکول کے پروفیسر معہ کسی یونیورسٹی پروفیسروں کے جن کو اُس سے تعلق ہو جج یا وکیل ہوسکتے ہیں جو عدالت کے وقت سے باہر صبح یا شام اپنی جماعتوں سے ملا کریں — ایک اسٹاف معلموں کا جو طالب علموں کو اُن کے پڑھنے میں مدد دینے کے بخوبی لایق ہو اور ایک عمدہ کتب خانہ قانونی کتابوں کا ہونا چاہیئے— جماعت منتظم میں لوکل ہائی کورٹ کی بنچ اور بار کے بہت سے ممبر شریک ہونے چاہیئیں *

میڈیسن (طبابت)

(۱) جس قاعدہ کے بموجب میڈیسن کی تعلیم سرکاری کالجوں پر محدود ہی اُس کو جاری رکھنا چاہیئے *

(۲) میڈیکل کالجوں کے سامان کو خاصکر بلحاظ انتظام عملی کام اور کلاس روم اور ہوسپٹلوں کے ترقی دینا چاہیئے *

(۳) ممالک متحدہ میں ایک میڈیکل کالج قایم کرنا چاہیئے *

(۴) کسی شخص کو کسی خاص مضمون میں لکچر دینے کے لیئے اُس وقت تک کہ اُس نے اُس کی جانب خاص توجہ نکی ہو اور اُس سے خاص واقفیت ظاہر نہ کی ہو نہیں مقرر کرنا چاہیئے — کسی میڈیکل افسر کی نسبت جو کسی خاص مضمون میں خواہ وہ مستقل یا عارضی طور پر لکچر دینے کے واسطے منتخب کیا گیا ہو یہہ نہیں تصور کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے منصب کی وجہ سے کسی دوسری پروفیسری پر جو خالی ہو تبدیل کیئے جانے کا استحقاق رکھتا ہی *

(۵) بمبئی کی یونیورسٹی میں علم طب کے طالب علموں کو بطور ابتدائی شرط داخلہ میڈیکل کورس کے بجاے امتحان (داخلہ) کے امتحان انٹرمیجیئٹ پاس کرنا چاہیئے — لاہور میں ایم بی کی ڈگری کے واسطے آرٹ یا سائنس میں کسی زاید لیاقت کی ضرورت نہیں ہی *

(۶) علم طب کے طالب علموں کو زبان لاطینی میں لیاقت پیدا کرنے کی ضرورت نہیں ہی *

(۷) یونیورسٹیوں کو میڈیسن اور سرجری (جواحی) میں اُن شخصوں کو جو اُس کی قابلیت پیدا کریں بدستور لیسنس اور نیز بیچلر و ڈاکٹر آف میڈیسن کی ڈگریاں دینی چاہیئیں — یہہ لیسنس ڈپلومہ ہونا چاہیئے نہ کہ ایک ڈگری ' اور وہ اُن شخصوں کو دیا جا سکتا ہی جو ڈگری ایم بی کے امتحان میں بلحاظ علمیت کسیقدر کم درجہ اُن شخصوں کی بہ نسبت حاصل کریں جو ڈگری مذکور کے پانے کے مستحق ہوں *

(۸) ہر ایک یونیورسٹی کو اپنے سلسلہ خواندگی و امتحانات کی ترمیم اس طرح پر کرنی چاہیئے کہ ایک ابتدائی سائنٹیفک کورس جس کو طبعیات ' کمسٹری اور جنرل بیالوجی تک وسعت ہو قایم ہوجاوے ' اور اس کے بعد اول ایک انٹر میجیئٹ کورس اناٹمی ' فزیالوجی اور مضامین متعلقہ کا اور دوم میڈیسن ' سرجری اور دوسرے اسی قسم کے مضامین کا ایک اخیر کورس پڑھایا جاوے *

(۹) بیچلر کی ڈگری کے درجہ پر میڈیسن اور سرجری کا علحدہ کرنا مناسب معلوم ہونا ہی لیکن یہہ مناسب ہی کہ ڈاکٹر کی ڈگری کسی خاص مضمون کے عوض میں دی جاوے اور اُمید وار کو اپنا خاص مضمون پیش کرنے کی اجازت دی جاوے اور یونیورسٹی جس طرحپر مناسب خیال کرے خواہ بذریعہ امتحان کے یا اور طرح پر اُس کو جانچے ڈاکٹر کی ڈگری کے اُمید وار کے لیئے ضرور نہیں ہی کہ وہ آرٹس یا سائنس میں ایک ڈگری حاصل کرے *

(۱۰) ہرایک یونیورسٹی کو چاہیئے کہ جسوقت بیکٹی ریالوجی ' حفظان صحت اور سنیٹری انجنیرنگ کی مناسب تعلیم کے واسطے کافی انتظامات ہوجاویں تو فورا سنیٹری سائنس کا ایک ڈپلومہ جاری کردے *

انجنیرنگ

(۱) امتحان انٹرمیجیئٹ تمام یونیورسٹیوں میں ایک ابتدائی جانچ اُن طالب علموں کے لیئے جو انجنیری کا کورس پڑھنا چاہیں ہونی چاہیئے *

(۲) خود یونیورسٹی کو انجنیری کی تعلیم کا ذمہ نہیں لینا چاہیئے *

(۳) اس قسم کی تعلیم کا انتظام جسکی ضرورت طالب علموں کو ریاضی ' طبعیات اور کمسٹری میں امتحان انٹرمیجیئٹ پاس کرنے کے بعد ہو انجنیری کے کالجوں میں ہونا چاہیئے *

(۴) اسی قسم کے کورسوں کے قرار دینے اور مختلف یونیورسٹیوں میں اسٹینڈرڈ کے مساوی کرنے کے واسطے بڑی احتیاط عمل میں لانی چاہیئے *

(۵) کان کھودنے اور برقی انجنیرنگ میں تعلیم دینے کیواسطے زاید اہتمام کی ضرورت ہی *

(۶) یہہ تعلیم ابتدا سے انتہا تک کامل عملی طور کی ہونی چاہیئے *

زراعت

جہانتک ممکن ہو یونیورسٹیوں کو فن زراعت کي تعلیم کو ترقي دینا اور اس امر کي مصلحت پر غور کرنا چاہیئے کہ ایک ایگریکلچرل کورس کے عملي حصہ کے مقابلہ میں اصول اور علمي حصہ کي استعداد کے عوض میں ڈپلومی عطا کیئے جاویں*

تجارت

جہانتک ممکن ہو یونیورسٹیوں اور گورنمنٹ دونوں کو اُن کتابوں کے پڑھنے کي جو تجارتي کاموں کے لیئے مفید ہوں ترغیب دیني چاہیئے — یونیورسٹیاں شاید لندن چیمبر آف کامرس کے امتحانات میں یا کسي دوسرے امتحانات میں جو لوکل گورنمنٹیں مقرر کریں مدد دے سکیں *

پڑھانا

یونیورسٹیوں کو چاہیئے کہ حتي المقدور ہر طریقہ میں ہر قسم کے ٹیچروں کو پڑھانے کے اصول اور طریقہ کو عمدہ طور سے سکھاویں ' اور جہاں کہیں ایسا نہ کیا گیا ہو وہاں فن تعلیم لیسنسوں کے ادا کرنے کي غرض سے امتحانات کے لیئے انتظامات کیئے جاویں — یونیورسٹي کو ٹیچروں کے لیکچروں کے مناسب کورس تجویز کرنے چاہیئیں *

عام قاعدہ امتحانات کا

(۱) یونیورسٹي بمبئي کا پریویس امتحان (ماقبل) موقوف ہونا چاہیئے *

(۲) امتحان میٹریکولیشن کے اسٹینڈرڈ کو بڑھانا چاہیئے *

(۳) مختلف یونیورسٹیوں میں آرٹس اور سائنس کے امتحانات اور ڈگریوں کے ناموں میں مطابقت ہوني چاہیئے — جو تین امتحان آرٹس اور سائنس کي ڈگریوں کے واسطے ہوتے ہیں وہ بنام امتحان میٹري کولیشن ' امتحان انٹر میڈیئٹ اور امتحان ڈگري بي اے یا بي ایس سي موسوم ہونے چاہئیں *

میٹریکیولیشن (۱۹۰۱ء)

(۱) کالجوں کو اسبات کي اجازت نہیں ہوني چاہیئے کہ وہ خاص اپني راے سے طالب علموں سے امتحان داخلہ دلاویں *

(۲) امتحان داخلہ میں ایسي طرح پر اصلاح کرني چاہیئے کہ جن اُمیدواروں کو امتحان مذکور میں شریک نہیں ہونا چاہیئے وہ اُس سے خارج کردیئے جاویں اور اسٹینڈرڈ بڑھا دیا جاوے *

(باقي آیندہ)

---

honour on us by sudden illness. His able lieutenant Mr. C. E. Low presided in his absence. The chairman expressed his sympathy and contributed Rs. 100 by way of practically demonstrating it.

The meeting will probably result in a gain of Rs. 600 or thereabouts. But when a Commissioner writes a letter of sympathy aud a Deputy Commisssoner commends, the College, we judge of the success achieved by a totally different standard. European Government officers are constantly placing us under a deep debt of gratitude. We wish we could tell them. how deeply we really are touched.

As for Central India and Bombay deputation our information mainly derived from extraneous sources is to the effect that some members were discovered a few days ago at Bombay wistfully gazing at the sea. Since they left Jaora, they have been keeping a discreet silence. We invite them to take us into their confidence.

M. A.-O. COLLEGE.

DUTY DEPUTATIONS.

THE latest of the deputations to take the field is the Central Provinces and Berar deputation. As we are more interested in successes than in failures, we shall leave out Gwalior which was the first place they visited. From Gwalior they went to Jhansi which seems to have yeilded something like Rs. 300. After all Jhansi is not quite so barren a country as people would have us believe. The greatest success met with by this deputation so far was at Hoshangabad. This place seems to be so fortunate as to have for its Commissioner and Deputy Commissioner, gentlemen who take keen interest in the progress of education. The whole country has already learned through the *Pioneer* of the meeting which was held there on the 26th instant. We understand that the Commissioner Mr. H. A. Crump was to take the chair but was prevented from conferring the

واقعات اور رائیں

ندوۃالعلما کا سالانہ جلسہ امرت سر میں ۹ — ۱۰ — ۱۱ اکتوبر آیندہ کو قرار پایا ہی شیخ غلام صادق صاحب آنریری مجسٹریٹ امرت سر ناظم معین الندوہ کی درخواست ہی کہ جو صاحب ارادہ شرکت رکھتے ہوں قبل از یکم اکتوبر صاحب موصوف کو مطلع کردیں — ناظم صاحب سے سارٹیفکٹ لینے پر درجہ دوم و انٹرمیڈیٹ و سوم کے کرایہ میں پنجاب ریلوے پر بقدر نصف کے تخفیف ہوسکتی ہی بشرطیکہ پچاس میل سے زیادہ سفر کیا جاے *

اِس خبر سے ہندوستان میں عام خوشی ہوئی کہ بالآخر یہہ فیصلہ ہوا ہی کہ جو مہمان شاہی ہندوستان سے اِنگلستان گئے تھے اُن کے مصارف اِمپیریل خزانہ سے ادا کیئے جائینگے نہ کہ ہندوستان سے — اِس معاملہ میں جو کسیقدر بد دلی چاہیتا تھی اُس کی خاص وجہ یہہ تھی کہ اوایل میں جو تجویز ہوئی تھی اُس کے بموجب ہندوستان اور کالونیز کے درمیان برتاو میں صاف فرق کیا جاتا تھا — گو ہندوستانی حکمران قوم سے نہیں ہیں تاہم اُن کو اِس بات کا خاص شوق ہی کہ شاہی مراعات اور الطاف خسروانہ کے معاملہ میں اُن کے اور دیگر رعایا تخت برطانیہ کے درمیان تمیز نہ کی جاے — ہم اِس فیصلہ پر وزراے سلطنت کو صدق دل سے مبارک باد دیتے ہیں *

بہت کم اخبار ہماری نظر سے ایسے گذرے ہیں جن میں اُس اِنتخاب پر کچھہ نہ کچھہ نکتہ چینی نہ ہو جو شرکت دربار کے معاملہ میں ہندوستانی اخبارات کا ہوا ہی — ہمکو اِس نکتہ چینی کے ایک جزو سے اِتفاق ہی اور دوسرے سے اِختلاف — ہمکو اِس بات سے کچھہ تعرض نہیں ہی کہ بعض اخبارات کس بنیاد پر شریک کیئے گئے — اگر ہمارے کسی ہمعصر کی عزت افزائی کی جاے تو ہمکو کوئی موقعہ اعتراض کا نہیں ہی — ممکن ہی کہ اِس عزت افزائی کی وجہ سے اُسکو آیندہ ترقی کرنے میں مدد ملے — البتہ اِس قدر ضرور ہم کہنا چاہتے ہیں کہ فہرست مطبوعہ میں بعض اخبارات ایسے شامل نہیں ہیں جو ہماری راے میں ہر طرحپر اِس عزت کے مستحق تھے *

جو مہربانی اور ہمدردی اِس سلسلہ میں بالعموم ہمارے ساتھہ اخبارات نے کی ہی ہم اُس کے شکرگذار ہیں لیکن یہہ امر قابل لحاظ ہی کہ اِس اخبار کے چیف اِیڈیٹر کو دوسری حیثیت سے مدعو کیا گیا ہی *

امروہہ ضلع مرادآباد کا بلوہ جو گذشتہ محرم میں ہوا تھا منجملہ اُن افسوس ناک واقعات کے ہی جو گاہے ماہے پیش آجاتے ہیں — اِس کا مقدمہ عرصہ سے دایر تھا مگر ۲۳ اگست کو عدالت شعشن سے فیصل ہوگیا — (۱۶) ملزم سزایاب ہوئے — منجملہ اُن کے سید حسین ممبر میونیسپل بورڈ کو ڈھائی سال کی قید سخت اور پانچ سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی *

ہمکو اِس بات سے خوشی ہوئی کہ اعجاز حسین صاحب آنریری مجسٹریٹ بری ہوگئے *

پایونیر میں ایک چٹھی دستخطی حمیداللہ خاں بابت نایب تحصیلداران ممالک ہذا شایع ہوئی ہی جس میں شکایت کی گئی ہی کہ جو لوگ سنہ ۱۸۹۷ع میں نامزد ہوئے تھے اب تک مستقل نہیں ہوئے — ہمکو ان صاحبوں سے ہمدردی ہی لیکن اِس بحث کا دوسرا پہلو بھی ہی — نایب تحصیلداروں کی تعداد غیر معین نہیں ہی، پس ناوقتیکہ کوئی مستقل جگہہ خالی نہ ہو منجملہ جدید اُمیدواران کوئی مستقل نہیں ہوسکتا — کارسپانڈنٹ کو یہہ شکایت بجا ہی کہ ایسی حالت میں جدید اُمیدواروں کی منظوری مسدود نہیں کی گئی بلکہ سلسلہ جاری ہی — ہم نہیں سمجھہ سکتے کہ جدید اشخاص کی نامزدگی سے اُمیدواران سابق کا کیا نقصان ہوسکتا ہی *

جو کچھہ نقصان ہی وہ اُن کا ہی جو ایسی حالت میں اُمیدوار ہونا پسند کرتے ہیں جب کہ اُن کے اوپر اِس قدر زیادہ اُمیدوار ہیں — اِس معاملہ میں گورنمنٹ کا کوئی قصور نہیں ہی جو کچھہ قصور ہی وہ خود اُن صاحبان کا ہی جو باوجود واقفیت حالات اُمیدوار ہونا پسند کرتے ہیں *

دربار تاجپوشی

مکان موسوم بہ پیلی کوٹھی واقع فیض بازار ملحق گرجا گھر جس میں ایک قطعہ مردانہ و ایک قطعہ زنانہ و ہر دو قطعات میں کئی کئی کمرے اوپر دالان در دالان معہ دو بالا خانہ و تین صحن و چاہ خانہ و غسل خانہ وغیرہ ہیں موقع تاجپوشی میں کرایہ پر دینا منظور ہی جس صاحب کو ضرورت ہو وہ تحریر سے کرایہ طے کریں یہہ پیلی کوٹھی لب سڑک قلعہ کے سامنے میدان قواعد کے پاس جامع مسجد سے قریب ایک فرلانگ کے واقع ہی جو صاحب دیکھنا چاہیں وہ دیکھہ سکتے ہیں — خط کتابت شمس العلما مولوی محمد ذکاءاللہ صاحب خان بہادر دہلی یا مولوی احمد علی خاں صاحب بہادر سب جج علیگڈھ سے کی جاے *

NOTICE is hereby given that the undermentioned plots of land situated in the Aligarh district, the property of Government, will be sold by public auction on Tuesday, the 9th September 1902, at 12 P. M., in the Court of the Collector of Aligarh. Persons desiring to bid for the property should attend at the auction sale on the said date personally or by duly authorised Agent. The purchaser whose bid is accepted by the Collector shall at once deposit one-sixth of the sale price offered as earnest money.

The sale shall not be final until sanctioned by the Commissioner. In default of payment of the balance of the sale proceeds on confirmation of the sale the earnest money will be forfeited and the property resold.

The Collector may refuse to accept the highest, or any, bid for reasonable cause.

Particulars of the property to be sold —

Name of Tehsil.	Name of village.	Measurement of the land to be sold.	Government Revenue.	Annual rental.
Iglas.	Mauza Gailau.	5 Big. 13 Bis.	8 6 0	15 0 0
Iglas.	Mauza Dhaunu.	1 „ 13 „	1 11 0	4 8 0

WALTER LUPTON,
Collector,
Aligarh.

23rd August 1902.

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.
علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 36. } THURSDAY, 4th AUGUST 1902. روز پنجشنبہ ۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ ع

سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۳۶

attend at the auction sale on the said date personally or by duly authorised Agent. The purchaser whose bid is accepted by the Collector shall at once deposit one-sixth of the sale price offered as earnest money.

The sale shall not be final until sanctioned by the Commissioner. In default of payment of the balance of the sale proceeds on confirmation of the sale the earnest money will be forfeited and the property resold.

The Collector may refuse to accept the highest, or any, bid for reasonable cause.

Particulars of the property to be sold :—

Name of Tehsil.	Name of village.	Measurement of the land to be sold.	Government Revenue.	Annual rental.
Iglas.	Mauza Gailau.	5 Big. 13 Bis.	8 6 0	15 0 0
Iglas.	Mauza. Dhaunu.	1 „ 13 „	1 11 0	4 8 0

WALTER LUPTON,

Collector,

Aligarh.

23rd August 1902.

فہرست مضامین

		صفحہ نمبر
اشتہار نیلام اراضي	(صرف انگریزي) ...	۵۵۱
ہمارے علما	(انگریزي معہ ترجمہ) ...	۵۵۲-۵۵۳
محمدن ایجوکیشنل کانفرنس	(صرف اُردو) ...	۵۵۴
ضروري قومي کام	(صرف اُردو) ...	۵۵۴
پریزیڈنٹ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس اجلاس آیندہ	(صرف اُردو)	۵۵۵
سجل جمعیۃ أم القری یعني روئداد معہ معظمہ	(صرف اُردو)	۵۵۶-۵۶۰
ترجمہ تجاویز یونیورسٹي کمیشن	ایضا ...	۵۶۱-۵۶۳
واقعات اور رائیں	(صرف اُردو) ...	۵۶۳-۵۶۴
تار برقي کي خبریں	(صرف اُردو) ...	۵۶۴-۵۶۵
مختلف خبریں	(صرف اُردو) ...	۵۶۵
اشتہارات	(صرف اُردو) ...	۵۶۶

NOTICE is hereby given that the undermentioned plots of land situated in the Aligarh district, the property of Government, will be sold by public auction on Tuesday, the 9th September 1902, at 12 P. M., in the Court of the Collector of Aligarh. Persons desiring to bid for the property should

ھمارے علما

جنوبي هندوستان سے حال میں ایک کارسپانڈنٹ نے همارے پاس ایک تحریر بھیجي تھي اور هماري توجه ایک خبر کي جانب مایل کي تھي جو معلوم هوتا هی که پریزیڈنسي مدارس کے اُردو اخبارات میں فی الحال چھپ رهي هی یعني یهه که تھوڑا عرصه هوا که مکه معظمه میں ایک میٹنگ مسلمانوں کي موجوده حالت پر غور کرنے کے لیئے منعقد هوئي تھي — یهه بیان کیا جاتا هی که اس میٹنگ میں مختلف ملکوں کے مشهور و معروف علما شریک هوئے تھے اور اُنھوں نے اپنے هم مذهبوں کي موجوده نا قابل اطمینان حالت کي نسبت شرح و بسط کے ساتھه گفتگو کي ' اور آخرکار بعض نتیجے قرار دیئے - اس خبر کي جانب هماري توجه مایل کرتے وقت همارے کارسانڈنٹ نے یهه راے ظاهر کي تھي که یهه میٹنگ سوشل لحاظ سے نهایت هي معني تھي — اسلام کے مرکز میں سوشل اصلاح کے معامله پر توجه شروع هوگئي هی ' اور اس وجه سے کارسپانڈنٹ موصوف نے یهه اُمید ظاهر کي که دوسرے مسلمان ملک بھي اس کي پیروي کرینگے اور اپني سوشل حالت کو ترقي دینے کے لیئے اِسي قسم کي تدابیر سوچینگے •

اس خبر سے هم پر عجب اثر هو — سوشل معاملات پر غور کرنے کي غرض سے هندوستان میں هر روز میٹنگ هوا کرتي هیں ' مگر هم نے سابق میں کبھي مکه معظمه میں اس قسم کي میٹنگ کے هونے کا ذکر نهیں سنا تھا — پس همارا میلان بالطبع اس خبر پر اعتبار کرنے کي جانب نه تھا ' اور آخرکار همنے رهنمائي اور آگاهي کي غرض سے اپنے دفتر کے عربي اخبارات کے فیل کو دیکھا - چنانچه همکو اُن اخبارات کے پڑھنے سے کچھه مایوسي نهیں هوئي کیونکه هم کو هرگز یهه توقع نه تھي که ان اخبارات کے پڑھنے سے اس خبر کي تصدیق هوجاویگي — هم نے سابق میں کبھي یهه نهیں سنا تھا که مکه معظمه میں سوشل اصلاح پر غور کرنیکے لیئے کوئي میٹنگ منعقد کي گئي هو ' اور اب بھي یهه خبر سننے میں آنا ضرور نهیں هی ' کیونکه هم اس بات پر یقین کرنے کے لیئے معقول وجه رکھتے هیں که اس قسم کي کوئي میٹنگ اس مقدس شهر میں منعقد نهیں هوئي •

پھر یهه خبر کس وجه سے مشهور هوئي ؟ حقیقت یهه هی که مصر کے ایک رساله موسومه " المنار " میں نهایت عمده آرٹیکلوں کا ایک سلسله اس عنوان سے چھپ رها هی — " روئداد ایسوسي ایشن مکه معظمه" یهه روئدادیں محض فرضي هیں — یهه صرف ایک علمي پیرایه سخن هی جو مولوي عبدالرحمن مصنف ساکن حلب نے اختیار کي هی ابتدا میں مصنف کا نام کچھه عرصه تک ظاهر نهیں هوا - لیکن جبکه حال میں اُن کا انتقال هوگیا تو المنار کے ایڈیٹر نے اُن کي سوانح عمري اور تصنیفات پر ریویو لکھا اور ان آرٹیکلوں کو جو روئداد کے پیرایه میں هیں اُن سے منسوب کیا یهه یقین کیا جاتا هی که یهه مقالمین ابتدا میں ایک کتاب کا حصه تھیں جو اُن حدود سے تجاوز کرگئي تھي

OUR DIVINES.

A CORRESPONDENT wrote to us, the other day, from southern India, calling our attention to a certain statement which seems to have been going the round of the Urdu press in the Madras presidency. It is to the effect that a meeting was held some time ago at Mecca to consider the present condition of the Mahomedans. The meeting, it is said, was attended by a number of eminent divines from various countries who fully discussed the present unsatisfactory condition of their co religionists and finally came to certain conclusions. In calling our attention to the statement our correspondent expressed the opinion that the meeting was in a social sense most significant. The question of reform had been taken up at the centre of Islam. He, therefore, expected that other Mahomedan countries would follow suit and similarly devise means of improving their social condition.

Now, a meeting for the purpose of considering social matters is an every day occurrence in India, but we had never before heard of any such meeting having been held at Mecca. We therefore had a natural disinclination to accept the statement without enquiry and ultimately we turned for guidance and information to our file of Arabic newspapers. They did not disappoint us—for we had never expected anything like confirmation of the news. A meeting at Mecca to consider social reform had never been heard o` before and it need not be heard of now, for, we have good reasons to believe that no such meeting ever took place in the holy city.

How, then, is the statement to be accounted for ? The fact is that a series of very well written articles is being published in a well-known Egyptian Magazine, the "*Almanar*" under the following heading "Proceedings of the Mecca Association." The proceedings are purely imaginary—it is only a literary device adopted by the author, M. Abdul Rahman of Halab. The author's name was not revealed for some time. But he having died recently the Editor of *Almanar* reviewd his li e and work and attributed the articles to him. It is believed that these articles originally formed part of a book which went

beyond the limits permitted to authors in Turkey and in countries under the Sultan's suzerainty. It was consequently suppressed at His Majesty's initiative. The Editor of *Almanar* has now separated harmless articles from objectionable ones and has been publishing the former in his journal since April last. He speaks very highly of them. He thinks they are of an altogether unparalleled excellence, and reflect the opinions of Mahomedan reformers all over the world. We publish an Urdu translation of the first article—proceedings of the first meeting.

The announcement that the Mecca association never had any foundation in fact will, we feel sure, disappoint not a few of our readers. We should ourselves have been glad if it were something real. But the plain truth is that from a purely secular point of view our divines are not, generally speaking, advanced enough to form associations and hold meetings, for the purpose of considering the conditions of Mahomedans. India is probably the only country in which such an association exists. We refer, of course, to the Nudwat-ul-ulma which is to meet at Amritsar (Punjab) on 10th, 11th and 12th of October next. Mainly an association which is concerned with religion, we are glad to say that social and educational matters are also within its sphere. We are under the impression that our College and our educational work is fully approved by this association and we can count on their countenance and support in our humble efforts for the amelioration of the condition of Indian Mahomedans.

We have reason to believe that the Nudwa are rather sore on one point. They complain that their objects are sometimes misunderstood and on a recent notable occasion, criticism even took the form of more or less authoritative denunciation. On this point we have both consolation and advice for them. It may be some consolation to them that there was a time when our objects were similarly misunderstood and our work subjected to violent attacks. We have survived the latter because we were in the right and our critics were in the wrong. The advice we would offer is that they should again formally announce their policy and make it quite clear that the policy is an enlightened policy in harmony with the times and the surroundings.

جہاں تک کہ ٹرکي اور اُن ملکوں میں جو سلطان کے زیر حکومت ہیں مصنفوں کو تحریر کرنے کي اجازت ہی — اسي وجہ سے کتاب مذکور کي اشاعت سلطان ممدوح کے حکم سے روک دي گئي - المنار کے ایڈیٹر نے اب اُن آرٹیکلوں کو جو خالي از مضرت ہیں قابل اعتراض آرٹیکلوں سے جدا کرکے ماہ اپریل گذشتہ سے اُن کو اپنے رسالہ میں چھاپنا شروع کیا ہی اور وہ اُن کي بڑي تعریف و توصیف کرتا ہی - وہ خیال کرتا ہی کہ یہہ مضامین اپني عمدگي میں لاثاني ہیں ' اور اُن سے تمام دنیا کے مسلمان ریفارمروں کي رائیں ظاہر ہوتي ہیں — چنانچہ ہم پہلي آرٹیکل کا اُردو ترجمہ جو جلسہ اول کي روئداد ہی اس اخبار میں چھاپتے ہیں •

ہم یقین کرتے ہیں کہ ہمارے اخبار کے اکثر پڑھنے والوں کو اس خبر کے سنے سے کہ مکہ کي ایسوسي ایشن کي درحقیقت کوئي اصلیت نہ تھي مایوسي ہوگي ' اور خود ہمکو بھي اس بات کے دیکھنے سے کہ وہ کچھہ اصلیت رکھتي ہی بڑي خوشي حاصل ہوتي - لیکن اصل حقیقت صاف صاف یہہ ہی کہ خالص دنیوي امور کے لحاظ سے ہمارے علماے دین عموما اسقدر ترقي یافتہ نہیں ہیں کہ وہ ایسوسي ایشنیں قائم کرسکیں اور مسلمانوں کي حالت پر غور کرنے کي غرض سے میٹنگ منعقد کرسکیں — ہندوستان ہي غالبا صرف وہ ملک ہی جہاں کہ اس قسم کي ایک ایسوسي ایشن موجود ہی - ہماري مراد ندوۃالعلما سے ہی جس کا اجلاس ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ اکتوبر آیندہ کو امرتسر (پنجاب) میں ہونے والا ہی - اگرچہ وہ خاصکر ایک ایسي ایسوسي ایشن ہی جس کا تعلق مذہب سے ہی ' تاہم اس بات کے بیان کرنے سے ہم نہایت خوش ہیں کہ امورات متعلقہ معاشرت و تعلیم و تربیت بھي اُس کے دایرہ کار روائي میں داخل ہیں — ہم یقین کرتے ہیں کہ یہہ انجمن ہمارے کالج اور ہمارے تعلیمي کام کو بخوبي پسند کرتي ہی اور ہمکو بھروسہ ہی کہ وہ ہماري ناچیز کوششوں میں جو ہم ہندوستان کے مسلمانوں کي حالت کي اصلاح کے واسطے کر رہے ہیں ہماري تائید اور اعانت کرے گي •

ہم اس بات پر یقین کرنے کي وجہ رکھتے ہیں کہ ندوۃالعلما کو ایک بات پر بڑا افسوس ہی — یعني وہ اس بات کي شکایت کرتي ہی کہ اُس کے مقاصد کي نسبت بعض اوقات غلط فہمي کي جاتي ہی اور حال ہي میں بعض اعلی حکام کي طرف سے ایک بڑے موقع پر نکتہ چیني کي نوبت مذمت تک پہونچ گئي — اس باب میں ہم انجمن موصوف کي نشفي کرسکتے ہیں اور بطور صلاح کے چند الفاظ عرض کرسکتے ہیں - یعني اُسکو اسبات سے کسیقدر تسلي ہونا چاہیئے کہ ایک زمانہ ایسا تھا جبکہ ہمارے مقاصد کي نسبت اسي طرح پر غلط فہمي کي جاتي تھي اور ہماري کارروائي پر سخت اعتراضات کیئے گئے تھے - لیکن اِن نکتہ چینیوں سے ہمارے کام کو کچھہ نقصان نہیں پہونچا ' اعتراضات کے بعد ہمارا کالج قایم رہا کیونکہ ہم راہ راست پر تھے اور ہمارے نکتہ چین غلطي پر تھے - جو صلاح ہم دینا چاہتے ہیں وہ یہہ ہی کہ انجمن موصوف کو پھر باضابطہ اپني پالسي کا اعلان کرنا چاہیئے اور صاف صاف ظاہر کردینا چاہیئے کہ یہہ پالسي روشن خیالي پر مبني ہی اور زمانہ اور حالت زمانہ کے مطابق ہی •

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

گو ممبروں کي تعداد میں ترقي هوتي جاتي هی تاهم جس رفتار سے ترقي هو رهي هی وه کافي نهیں هی اور همکو یهه پس و پیش هی که اگر آخر وقت پر ممبروں کا هجوم یکبارگي هوا تو کیا انجام هوگا *

اس مرتبه جلسه کا انتظام نهایت دشوار هی اور اُس کے سر انجام کے واسطے یهه لازمي هی که جو کچهه کرنا هی وه چند مهینه پیشتر سے کرلیا جاے - اگر ایسا نه هوا تو انواع اقسام کي مشکلات پیش آئینگي جن کا عین وقت پر حل هونا دشوار هوگا — جب دهلي میں کوئي تفریب شاهي اس قسم کي هوتي هی جیسا که دربار هی تو تهوڑے عرصه کے واسطے دهلي کي حالت اور حیثیت تبدیل هوجاتي هی — پس دسمبر میں دهلي وه دهلي نه هوگي جو اگست میں هی - اُس وقت وه ایک امپیریل شهر هوگا اور امپیریل شهر میں ایک افلاس زده قوم کا جلسه کرنا نهت بڑي جرأت کا کام هی — اگر یهه جلسه خوش اسلوبي سے انجام پاگیا تو من حیث القوم ضرور مسلمانوں کے وقعت میں بهشي اور عزت میں افزایش هوگي — برخلاف اس کے اگر جلسه صفائي اور کافي شان و شوکت اور پورے انتظام کے ساتهه نهوا تو هنسي اور بد نامي بهي پوري هوگي — هم کو اس بات میں مطلق شبهه نهیں هی که ممبروں کي تعداد کافي هوگي — جس بات میں شبهه اور تردد هی وه یهه هی که حسب معمول هر معامله آخر وقت تک ملتوي رکها جائیگا جس کا نتیجه یهه هوگا که عین وقت پر کثرت کام سے کار پردازان کانفرنس سخت پریشان هونگے اور پهر بهي ممبران کو کافي آسایش نه هوگي اور اخراجات بهي دس گنا هونگے *

جس امر پر باقي مانده کل امور کا دار و مدار هی وه یهه هی که جن صاحبوں کو شرکت قبول هو وه فوراً بلا تامل نه صرف فیس ممبري بلکه اُسي کے ساتهه فیس قیام بهي بحساب پانچ روپیه یومیه همارے پاس روانه کردیں خواه کسي اجنٹ کو حواله کریں یا مولوي عبدالاحد صاحب سکرٹري لوکل کمیٹي کے پاس دهلي بهیجدیں — جس مقام پر روپیه بهیجا جائیگا وهیں سے رسید ملیگي — دهلي روپیه بهیجکر هم سے رسید طلب کرنا لاحاصل هی — بعض حضرات نے هم کو لکها هی که اُن کو فیس قیام پیشتر سے بهیجنے میں تامل هی که مبادا کسي وجه سے بعد کو اُن کا قصد فسخ هوجاے — اس معامله کو کمیٹي نے پیشتر طے کردیا هی اور یهه قرار پایا هی که اگر کسي صاحب کا آنا نه هوا اور ۱۵ دسمبر تک اپنے نه آنے کي اطلاع لوکل کمیٹي دهلي کو دیدي تو بعد وضع پانچ روپیه فیس ممبري اور چار یوم کے کرایه کے باقیمانده روپیه جو بهیجا تها واپس کردیا جائیگا - جو حضرات اس بابته پس و پیش کرتے هیں اُن کو یهه بهي خیال فرمانا چاهیئے که اگر پیشتر سے روپیه هاتهه میں نه آئے تو هزارها روپیه کے جو اخراجات هو رهے هیں اور درپیش هیں وه کیونکر ادا هوسکتے هیں *

شک و شبهه و تامل و پس و پیش جن کو هوگا اُن کو هوگا — زنده دلان پنجاب کو کام سے کام هی — خان بهادر برکت علي خاں صاحب نے هم کو اطلاع دي هی که انجمن حمایت اسلام سرگرمي کے ساتهه کارروائي کر رهي هی — انجمن کے بعض ممبران نے یهه راے ظاهر کي که جو میعاد داخل هونے چنده کي هی وه کافي نهیں هی پس بجاے آخر اگست یکم اکتوبر تک مهلت هونا چاهیئے — اس معامله کا تعلق زیاده تر لوکل کمیٹي دهلي سے هی کیونکه مقامي انتظام کا کل بار اُن پر هی - چونکه انجمن حمایت اسلام کي راے کي تصدیق اُن خطوط سے بهي هوتي هی جو همارے پاس مختلف مقامات سے آئے هم نے اس بارہ میں سکرٹري صاحب لوکل کمیٹي سے استفسار کیا اور اُن کي تحریر اس مضمون کي همارے پاس آئي که لوکل کمیٹي کو کوئي عذر توسیع مدت مجوزه میں نهیں هی — اس راے کو بالعموم پسند کیا جائیگا — بعض صوبه جات میں جیسا که سنده هی کسیقدر عرصه کے بعد کارروائي شروع هوئي پس اگر تاریخ تبدیل نه کي جاتي تو سینکڑوں خواهشمند حضرات شرکت سے معذور رهتے — هم اُمید کرتے هیں که اب سنده میں اور دیگر صوبه جات میں نهایت سرگرمي کے ساتهه کوشش کي جائیگي کام زیاده هی اور مهلت کم هی کیونکه اکتوبر کے پهلے دن کو قطعي طور سے مهلت کا آخري دن سمجهنا چاهیئے — اُس کے بعد شاید ممبر هو جانا تو ممکن هو لیکن قیام اور مهمانداري کا انتظام کسي صاحب کے واسطے بجز کسي خاص حالت کے غالباً ممکن نهوگا - جابجا سے دریافت کیا جاتا هی که گهوڑا گاڑي جو بعض مهمان اپنے همراه لائینگے اُن کے واسطے کیا انتظام هوگا — اس کي بابت لوکل کمیٹي نے ابهي کوئي قطعي راے قرار نهیں دي کیونکه جگهه کا انتظام آسان نهیں هی - یهه امر بهر کیف یقیني هی که گهوڑا گاڑي کے واسطے گنجایش زیاده نهوگي *

انجمن حمایت اسلام نے اپنے اهتمام سے قواعد کانفرنس طبع کراکے اپني ماتحت انجمنوں کے ذریعه سے پنجاب میں تقسیم کرائے هیں - هم اُمید کرتے هیں که سنده میں اور نیز دیگر صوبه جات میں جهاں جهاں اسلامي انجمنیں هوں یهه هي کارروائي عمل میں آئیگي *

ضروري قومي کام

علاوه کانفرنس کے مسلمانوں کو من حیث القوم ایک دوسرا ضروري کام درپیش هی جس کي جانب ابهي پوري توجه نهیں هوئي - وه کام یهه هی که تمام مسلمانان هند کي جانب سے ایک متحده ایڈریس مبارکباد دربار دهلي کے موقعه پر بوساطت هز اکسلنسي ویسراے شهنشاه معظم کے حضور میں پیش کیا جاوے — گذشته سرما میں هر چهار طرف سے همارے کان میں یهه صدا آئي که مسلمانوں کو متحده ایڈریس دینا چاهیئے - ایسا نهو که هر صوبه اور هر صوبه میں هر اسلامي انجمن علحده علحده کارروائي کرے - هم نے اُس صدا کو قوم کي صدا اور قوم کا حکم سمجها اور اُسوقت سے اس مبارک تجویز کو عملي شکل میں لانے کي

تدابیر شروع کردیں — سب سے پیشتر جو کچھہ همکو کرنا تھا وہ یہہ تھا کہ با ضابطہ طور پر اس تجویز کي منظوري مختلف صوبہ جات سے بوساطت ریپریزینٹیٹو عمايد اور انجمنوں کے حاصل کریں — جب یہہ کام انجام پا چکا تو دوسرا کام یہہ کیا گیا کہ دهلي میں ایک شاندار اور متعدده جلسہ هوا جس میں شرکت کي غرض سے اور صرف اسي غرض سے کہ اُن کي شرکت عملي طور پر عیاں هوجاے دور دراز مقامات سے مسلمان عمايد تشریف لائے — اس جلسہ میں جو اُمور طی هوئے منجملہ اُن کے پریزیڈنٹ کا تجویز هونا تھا—چنانچہ اسکي بابت قبل ازیں اعلان کردیا گیا هی کہ هز هائینس نواب صاحب بهادر والي رام پور نے بخوشي پریزیڈنٹ هونا قبول فرمالیا هی طهاري ایڈریس کے واسطے بهي ایک مختصر کمیٹي اس جلسہ میں قرار پائي تهي— اس کمیٹي نے بهي اپنا فرض ادا کردیا هی مگر یہہ قرار پایا هی کہ تا منظوري گورنمنٹ ادریس کا مضمون با ضابطہ طور پر شایع نہ کیا جاے— بعد حصول منظوري جو غالبا عنقریب حاصل هو جاویگي یہہ ادریس شایع کیا جائیگا اور مختلف صوبہ جات میں دستخطوں کے لیئے بهیجا جائیگا — اس حد تک کارروائي هو چکي هی اور شاید بعض ناظرین خیال کرینگے کہ سب کچھہ هوگیا اب باقي کیا هی — مگر معلوم هونا چاهیئے کہ اظهار وفاداري کے واسطے یہہ کافي نہیں هی کہ ادریس طیار کرلیا جاے — ادریس کے واسطے کامیابي جس میں رکهکر وہ پیش کیا جائیگا اسي طرح لازمي هی جس طرح عالم اسباب میں روح کے واسطے قالب — مسلمانوں کا کامیابي کس وضع کا هونا چاهیئے ؟ کیا اُس پر جامع مسجد دهلي یا تاجگنج یا کسي دوسري اسلامي عمارت کي تصویر هونا چاهیئے ؟ کم از کم کسقدر اور زیادہ سے زیادہ کہاں تک طیاري کامیابي میں صرف کرنا چاهیئے ؟ یہہ سوالات ابهي طی نہیں هوئے هیں—اور ان کے علاوہ ایک سوال اور بهي طی هونے کو هی وہ یہہ هی کہ صرفہ کہاں سے آئے ؟ همکو قوي اُمید هی کہ جملہ بزرگان قوم بہت جلد همکو اپني راے رزین سے مطلع فرماوینگے — اور اس اُمید قوي سے قوي تر اُمید یہہ هی کہ رزین کو زرین پڑهکر موقع اور ضرورت کا خیال کرینگے — زیادہ لکهنا فضول هی — عاقلاں را اشارہ کافي است *

پریزیڈنٹ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس اِجلاس آیندہ

یقیناً هماري ناظرین هم سے اِتفاق کرینگے کہ هماري عین خوش نصیبي هی کہ اِجلاس آیندہ ایک ایسي فرمان روا کي صدارت میں هوگا جو بلحاظ اعزاز و نیز بلحاظ لیاقت ذاتي کے هماري واسطے باعث فخر و ناز هی — هز هائینس سر سلطان محمد شاہ آغا خان کي ذاتیہ کسي خاص گروہ یا کسي خاص صوبہ پر محدود نہیں هی بلکہ هز هائینس کے ذاتي اوصاف نے تمام هندوستان اور نیز اِنگلستان و یورپ کو یکساں متاثر کر رکها هی — قطع نظر ذاتي خوبیوں کے آپ کو جو خاص مرتبہ مذهبي طور پر حاصل هی وہ خود ایسا هی کہ جسکي مثال اِس ملک میں بهرکیف غالباً نہیں هی — یورپ میں اُس کي مثال هرمولینس پوپ سے اور ملک تبت میں لاما اعظم سے البتہ دي جاسکتي هی — بعض اوقات یہہ خیال کیا جاتا هی کہ صرف خوجہ گان بمبئي آپ کو اپنا پیشواے دین مانتے هیں حالانکہ خوجگان بمبئي اُس کثیرالتعداد گروہ کا ایک خفیف جزو هیں جو آپ کي پیروي کرتے هیں — آپ تمام فرقہ اِسماعیلیہ کے رهنما هیں اور اِس لحاظ سے آپ کو علاوہ همارے شہنشاہ معظم کے دیگر سلاطین سے بهي بہت بڑا واسطہ و سروکار هی — آپ کے پیرو وسط و جنوبي مغربي افریقہ میں نہایت کثرت سے هیں — اِس زمانہ میں جب کہ مردم شماري کا رواج هی یہہ کہنا بیفائدہ هوگا کہ آپکے پیروں کي تعداد بیشمار هی — اس کے صرف یہہ معني سمجهے جائینگے کہ شمار نہیں کیئے گئے — لیکن اِس میں مطلق شبہہ نہیں هی کہ ایسے اشخاص کي نوبت لاکهوں پر نہیں بلکہ کروڑوں پر هی جو آپ کے احکام کو واجب التعمیل سمجهکر آپ کي اطاعت کرتے هیں — آپ کي یہہ پالیسي هی کہ هر ملک کے بادشاہ کو امن و امان قایم کرنے میں اور مفید قوانین کے اِجرا میں مدد دیں — چنانچہ اِس قسم کي خدمات کے عوض شہنشاہ جرمن نے جن کو افریقہ کے بعض حصوں پر حکومت حاصل هی آپ کو تهوڑا عرصہ هوا کہ ایک خاص تمغہ عطا فرمایا تها *

هندوستان سے هز هائینس کے خاندان کا تعلق کچھہ بہت قدیم نہیں هی — آپ کا سلسلہ خلفاء بني فاطمہ سے هی لیکن جس سلسلہ کي وجہ سے موجودہ شہرت اور اعزاز و اقتدار هی — اُس کي بنیاد زیادہ تر ایران میں قایم هوئي هی — چنانچہ آپ کے دادا صاحب جن کا اسم گرامي آغا حسن علیشاہ تها ابتداءً بعهد فتح علیشاہ شاہ ایران نہایت معزز رکن سلطنت تهے اور خود شاہ ممدوح کي دختر سے عقد هوا تها — کچھہ عرصہ کے بعد شاہ ایران آپ کے دادا صاحب سے بد ظن هوگئے جسکي وجہ سے اُن کو ترک وطن کرکے هندوستان آنا هوا — بمبئي میں پیشتر سے اُن کے معتقد اور نیز کچھہ جائداد موجود تهي علاوہ ازیں ایران کي پولیٹکل قیود کے بعد اِنگریزي حکومت کي آزادي اُن کو بہت خوشگوار معلوم هوئي — " قدر عافیت کسي داند کہ بہ مصیبتے گرفتار آید " — پس آغا حسن علیشاہ صاحب نے بمبئي میں مستقل سکونت اختیار کرلي — کچھہ زیادہ زمانہ نہیں گذرنے پایا تها کہ اول جنگ کابل اور نیز جنگ سندہ هوئي — ان مواقع پر آغا صاحب موصوف سے خدمات نمایاں هوئیں اور بالاخر صاحب ممدوح کو منجانب برٹش گورنمنٹ پینشن ملي اور نیز هز هائینس کا معزز خطاب عطا هوا کہ جو صرف فرمانروایان کو ملتا رها هی — هز هائینس آغا حسن علیشاہ نے سنہ ۱۸۸۱ ع میں

جبکہ اُن کا سن تقریبا نوے سال تھا قضا کي - اور بجاے اُن کے جناب آغا علي شاہ صاحب صدر نشین ہوئے - چار سال کے بعد آغا علي شاہ صاحب نے قضا کي اور دس سال کي عمر میں ہز ہائینس سلطان محمد شاہ کو صدارت حاصل ہوئي *

ہز ہائینس کي مثال بھي منجملہ اُن بیشمار واقعات کے ہی جن سے ثابت ہوتا ہی کہ لایق ماں بھي عجیب و غریب نعمت ہی - آپ کي والدہ ایران کي مشہور عالم اور فلاسفر نظام الدولہ کي دختر تھیں - اور جس خوبي کے ساتھہ ممدوحہ نے اپنا فرض در بارہ تعلیم و تربیت ادا فرمایا اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ علاوہ جوہر شرافت کے ممدوحہ نے لیاقت پدري کي میراث بھي پائي تھي — یقینا اُسیکا نتیجہ ہی کہ ہز ہائینس کي تعلیم مشرقي و مغربي ہر دو علوم کے لحاظ سے اتني مکمل ہی کہ في زمانہ ہندوستان میں شاذ و نادر ہي ہوتي ہی *

گو ہز ہائینس ایک فرقہ کے مذہبي پیشوا ہیں آپ کے دیکھنے سے یا معمولي طوز زندگي سے ہرگز یہہ متر شح نہیں ہوتا کہ مذہبي اثر قایم رکھنے کے واسطے کوئي خاص وضع یا انداز اختیار کیا گیا ہی — آپ بحیات سر سید مرحوم علیگڈھ تشریف لائے تھے اور دو روز سر سید کے مہمان رہے تھے — گو اُس وقت آپ اور میں کم عمر تھے تاہم اُسوقت بھي آپ نے ظاہري نمایش کو مطلق جایز نہ رکھا تھا — اور دیکھنے والا جو واقف نہ ہو ہرگز نہیں سمجھتا تھا کہ آپ ایک معمولي تعلیم یافتہ نوجوان جنٹلمین نہیں ہیں بلکہ کروڑوں آدمیوں کے سردار اور پیشوا مذہبي اور دنیوي خزاین اور دولت کے مالک ہیں *

واقعي فرقہ اسماعیلیہ نہایت خوش قسمت ہی کہ اُسکو ایسے روشن خیال پیشوا سے تعلق ہی — ہز ہائینس اپني کثیر آمدني کا بڑا حصہ اس فرقہ کي دیني اور دنیوي بہبود کے واسطے صرف کرتے ہیں لیکن اُنکي ہمدردي اسبات کي اجازت نہیں دیتي کہ عام مسلمانان کي حالت زار پر متوجہ نہ ہوں — جو احسان ہز ہائینس نے ہمارے کالج پر کیا ہی اُس کے اعادہ کي ضرورت نہیں ہی — دوسرا احسان عظیم یہہ ہی کہ ایسے موقعہ پر جبکہ ہر طرح کے سامان دلچسپي موجود ہونگے جناب نے اپنے بیش بہا وقت کا ایک حصہ کانفرنس کي نذر کرنا قبول فرمایا ہی *

یہہ پہلا موقعہ نہ ہوگا کہ تمام مسلمانوں کے بلا لحاظ فرقہ و ملت ہز ہائینس صدر انجمن و ریپریزینٹیٹو ہوں گے — کیونکہ سنہ ۱۸۹۷ ع میں بھي بسلسلہ جوبلي آپ ہي جملہ مسلمانان صوبہ بمبئي کے سرگروہ قرار پائے تھے اور ویسراے کے ذریعہ سے ملکہ معظمہ کي حضور میں ایڈریس پیش کرنے کي غرض سے شملہ تشریف لیگئے تھے - پھر سنہ ۱۸۹۸ ع میں آپ ولایت تشریف لیگئے اور وہاں خود ملکہ معظمہ کے دربار میں بمقام ونڈسر کیسل باریاب ہوئے - اس موقعہ پر ہز ہائینس کو موجودہ شہنشاہ سے ملنے کا بھي موقعہ ملا اور بالاخر ملاقات دوستي کي حد تک پہونچگئي

اُسي سنہ میں ہز ہائینس کو نایٹ گریند کمانڈر کا تمغہ عطا ہوا تھا اور سال حال میں وہ سلسلہ تاجپوشي نایٹ گریند کمانڈر کا خطاب ملا ہی — یہہ بات عام طور پر لندن میں مشہور ہی کہ اس موقعہ تاجپوشي پر آپ کو دربار شاہي میں خاص مرتبہ اور رسوخ حاصل رہا *

سجل جمعیۃ أم القریٰ

یعني

روئداد انجمن مکہ معظمہ

چونکہ ہمارا زمانہ یعني چودھویں صدي کا آغاز ایک ایسا زمانہ ہی جس میں عام طور پر مسلمانوں کي حالت میں ضعف اور اختلال پیدا ہوگیا ہی — اور چونکہ خدا نے دنیا میں ہر چیز کے لیئے کوئي نہ کوئي سبب بنایا ہی اِس لیئے ضرور ہی کہ اِس ضعف و اختلال کا بھي جو تمام دنیا کے مسلمانوں پر طاري ہی کوئي سبب ہوگا — کچھہ عرصہ سے ہمارے علماء و فضلا ، مولفوں اور مصنفوں اور مدبروں نے اس اختلال کے اسباب پر غور کرنا اور مسلمانوں کي حالت کو ترقي دینے کے لیئے بہترین وسائل کي نسبت بحث کرنا شروع کیا — وہ ہندوستان ، مصر ، شام اور قاہرہ کے اخباروں میں اپني رائیں شائع کرنے لگے جن میں سے اکثر مضامین میري نظر سے گذرے — اور میں نے بھي ان کي تقلید کرکے اِس اہم مسئلہ میں جو کچھہ میري راے تھي اُس کو بعض اخبارات میں شایع کیا *

اِس کے بعد میں نے اپني کوشش کے دائرہ کو زیادہ وسیع کرنا چاہا اور مکہ مکرمہ میں جو روحاني ہدایت کا سر چشمہ ہی مختلف ممالک کے علماء و فضلا کي ایک انجمن منعقد کرنے کا اِرادہ کیا — اور خدا کي ذات پر بھروسہ کرکے عرب کے مشہور شہروں کي سیر و سیاحت کي غرض سے میں نے قدم بڑھایا — تاکہ وہاں کے علماء کے خیالات پر اطلاع حاصل ہو اور آیندہ حج کے موقع پر جلسہ کا انتظام ہوسکے - میں اوائل محرم سنہ ۱۳۱۶ ہجري میں اپنے وطن سے جو فرات کے کنارہ پر واقع ہی روانہ ہوا - میں نے اسکندرون سے بحري رستہ اختیار کیا اور بیروت ، دمشق ، یافا اور بیت المقدس کو ہوتا ہوا اسکندریہ پہونچا - پھر مصر میں آیا - اسکے بعد سویز کي راہ سے حدیدہ ، صنعاء اور صعدا ہوکر بصرہ پہونچا اور یہاں سے واپس ہوکر حائل اور مدینہ منورہ میں ٹھہرتا ہوا اوائل ذیقعدہ میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا — اِن شہروں کے جن حضرات علماء اور فضلا نے میري دعوت قبول کي تھي اور جلسہ میں شریک ہونے کا وعدہ کیا تھا ان میں سے اکثر مجھہ سے پیشتر ہي ملکہ معظمہ میں پہونچ چکے تھے - اور ۱۵ تاریخ سے پیشتر ہي جو اجلاس کي تاریخ قرار دي گئي تھي باقي لوگ بھي آگئے — البتہ اسکا افسوس ہی کہ بعض تقدیري اسباب سے فاضل بیروني تشریف نہیں لاسکے — انہوں نے اپني غیر حاضري کي وجوہات سے مجھکو تحریري اطلاع دي اور درحقیقت وہ معذور تھے *

اس اثنا میں کہ ہم جلسہ کی مقررہ تاریخ کا انتظار کر رہے تھے میں نے بعض دوستوں کی مدد سے نہایت تلاش اور جستجو کے بعد جلسہ میں شریک کرنے کے لیئے ۱۲ ممبر اور بہم پہونچائے ' جو مراکش ' ٹیونس ' قسطنطنیہ ' بغچہ سرائے ' ٹفلس ' تبریز ' کابل ' کاشغر ' کازان ' پیکن ' دھلی ' کلکتہ اور لورپول کے رہنے والے تھے — چونکہ میں نے ہی اس جلسہ کو دعوت دی تھی اور مجھہ ہی کو اُسکا تمام انتظام و اہتمام کرنا تھا اس لیئے میں نے فورا مکہ کی آبادی سے علحدہ کنارہ پر ایک ایسا مکان تجویز کیا جس میں مخفی طور پر اجلاس ہوسکیں اور یہہ مکان بنظر احتیاط ایک روسی شخص کے نام سے کرایہ پر لیا گیا تاکہ کوئی تعرض نکرسکے — ۱۵ تاریخ سے مہینہ کے خاتمہ تک سوائے الوداعی اجلاس کے ۱۲ اجلاس ہوئے جن میں نہایت ضروری اور اہم مسائل کی نسبت نہایت آزادی کے ساتھہ مباحثے ہوئے اور نہایت پر جوش تقریریں کی گئیں - اور اُن کی روئداد نہایت احتیاط کے ساتھہ قلمبند کی گئی جیسا کہ اُس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا - اس روئداد میں سوائے اُن باتوں کے جن کو انجمن نے ازراہ مصلحت پوشیدہ رکھنا چاہا تمام بحثیں اور تقریریں ہو بہو درج ہیں *

پہلا اجلاس

یوم دوشنبہ - ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۶ ھجری

دوشنبہ کے روز ۱۵ تاریخ کو ہماری انجمن کا پہلا اجلاس ہوا جس میں مختلف ممالک اسلامیہ کے ۲۲ علماء اور فضلا شریک تھے - یہہ تمام علماء عربی زبان کے سمجھنے اور اُس میں تحریر و تقریر کرنے پر بخوبی قادر تھے - جس وقت تمام ممبر جمع ہوگئے تو میں نے ان کو ایک دوسرے کے ساتھہ انٹروڈیوس کیا - اس کے بعد تمام ممبروں کو ایک مطبوعہ پروگرام تقسیم کیا گیا جو پہلے ہی سے چھپا ہوا تیار تھا - یہہ پروگرام جلاٹین (Gelatine) کے چھاپے میں چھاپا گیا تھا جو انجمن کے کاغذات چھاپنے کے لیئے میں نے ایک ہندوستانی تاجر سے چند روز کے لیئے مستعار مانگ لیا تھا - اس میں ہر ممبر کا نام ' سکونت ' مذہب اور خاص قابلیت اور اُس کے مختصر حالات لکھے ہوئے تھے — اور نیز اس میں وہ اشارات درج تھے جو انجمن کے ممبروں کو استعمال کرنے تھے *

ممبران جو اجلاس میں شریک تھے حسب ذیل ہیں *

سید فراتی ' فاضل شامی ' بلیغ قدسی ' کامل اسکندری ' علامہ مصری ' محدث یمنی ' حافظ بصری ' عالم نجدی ' محقق مدنی ' اُستاد مکی ' حکیم تونسی ' مرشد فارسی ' سعید انگریزی ' مولائے رومی ' عالم کردی ' مجتہد تبریزی ' عارف تاتاری ' خطیب کازانی ' مدقق ترکی ' فقیہ افغانی ' فاضل ہندی ' شیخ سندھی ' امام چینی *

پروگرام تقسیم ہونے کے بعد تمام ممبروں نے پکار کر کہا " لانعبد الاالله " یہہ کلمہ ہماری بھی اخوت کا شعار تھا اور اُس کو پہلے ہی تمام ممبر جانتے تھے — اس کے بعد تمام ممبروں سے اسلام اور مسلمانوں کی بہبودی اور بہی خواہی میں حتی المقدور کوشش کرنے اور اس مبارک انجمن کے معاملات میں امانت اور دیانت پر ثابت قدم رہنے کا عہد لیا گیا *

ان تمہیدی اُمور کے ختم ہونے کے بعد میں نے ممبروں کی خدمت میں عرض کیا کہ اس جلسہ کے لیئے ایک صدر کا انتخاب کرنا ضروری ہی جو اجلاس کے تمام مباحثوں اور تقریروں کی نگرانی اور رہنمائی کرسکے اور ایک سکرٹری ہونا چاہیئے جو اجلاس کی روئداد قلمبند کرتا رہے — اس کے جواب میں علامہ مصری نے کہا کہ ہماری واقفیت ایک دوسرے کے ساتھہ بالکل نئی ہی اور آپ پیشتر ہی سے ہم سب سے واقف ہیں پس میں دونوں انتخاب آپ ہی کی راے پر منحصر کرتا ہوں - علامہ مصری کی یہہ تقریر ختم بھی نہونے پائی تھی کہ تمام ممبروں نے اس سے اتفاق کیا - اُس وقت میں نے جلسہ کے سامنے اعلان کیا کہ میں اُستاذ مکی کو صدارت کے لیئے انتخاب کرتا ہوں اور سکرٹری کی خدمت میں بذات خود انجام دونگا - کیونکہ جو کام میں خود انجام دے سکتا ہوں اُس کے لیئے میں اپنے کسی دوست کو تکلیف دینا پسند نہیں کرتا - جب میری گفتگو ختم ہوئی تو جناب صدر انجمن کی افتتاحی تقریر کے انتظار میں تمام جلسہ پر سکوت اور خاموشی کا عالم طاری ہوگیا — جناب ممدوح نے اپنی افتتاحی تقریر شروع کی اور بعد حمد و صلوۃ کے فرمایا *

حضرات !

ہم میں سے ہر شخص کو معلوم ہی کہ ہم آج کیوں اس مقام پر جمع ہوئے ہیں - سکرٹری صاحب جن کی دعوت پر یہہ جلسہ جمع ہوا ہی ان کی کوششوں کا ہم کو مشکور ہونا چاہیئے — میرے نزدیک اس امر کی ضرورت نہیں کہ میں اس جلسہ کے جمع ہونے کا سبب بیان کروں اور نہ میں آپ کی ہمت کو بڑھانے اور آپ کی غیرت اور حمیت کی آگ کو بھڑکانے کی ضرورت دیکھتا ہوں — مگر میں آپ کے سامنے اجمالی طور پر اس مسئلہ کی تاریخ بیان کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں *

اسلام کے تنزل اور انحطاط کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہی جو زمانہ حال کی پیداوار ہو - بلکہ اُسکی عمر ایک ہزار سال یا اس سے بھی زیادہ ہی — اِن متواتر صدیوں میں اسلام کی عزت اور عظمت کے محفوظ رہنے کا صرف یہہ باعث ہی کہ اس مذہب کی بنیاد نہایت استحکام کے ساتھہ قایم ہوئی تھی اور تمام قومیں بلحاظ جملہ حالتوں کے مسلمانوں کے مقابلہ میں پیچھے تھیں مگر بعض قومیں رفتہ رفتہ مفید اور کارآمد علوم و فنون میں جو انسان کے خیالات کو روشن کرنے والے ہیں ہم سے فایق ہوگئیں اور بتدریج اپنی قوت کو ترقیت کرکے دنیا کی اکثر قوموں اور ملکوں پر مسلط ہوگئیں — اور مسلمان بدستور غفلت کی گہری نیندمیں سوتے رہے - حتی کہ ممالک اسلامیہ کے جسم کے اطراف

شل اور بے حس و حرکت ہوگئے اور قلب یعنی جزیرہ عرب کی حالت خطرہ کے قریب پہونچ گئی — یہہ حالت دیکھکر بعض صاحب بصورت اشخاص جن کو خدا نے عاقبت اندیشی کی توفیق دی تھی متنبہ اور بیدار ہوئے — اُنھوں نے اپنے مواعظ اور نصائح کے ذریعہ سے جو بے شمار اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوتے رہے خواب غفلت میں سونے والے مسلمانوں کو جھنجھوڑنا شروع کیا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اکثر مسلمان چونک اُٹھے اور عام طور پر دلوں میں ایک قسم کی تحریک پیدا ہوگئی — مگر نہایت افسوس ہی کہ اس تحریک کے لیئے کوئی خاص سمت مقرر نہیں اور چاروں طرف منتشر ہونے سے اُس کی قوت ضایع ہو رہی ہی — اُمید ہی کہ خداوند تعالی ہماری انجمن کو توفیق دے کہ وہ تمام مسلمانوں کے لیئے ایک خاص سمت قرار دینے اور اُن کی منتشر اور پراگندہ قوت کو ایک مرکز پر جمع کرنے میں کامیاب ہو *

اس موضوع میں جس قدر مضامین اور آرٹیکل ہمارے علماء اور فضلا کے قلم سے نکلے ہیں ان پر اگر عمیق اور گہری نظر ڈالی جاے تو معلوم ہوتا ہی کہ ان کی بنیاد صرف چار ابتدائی مقاصد پر رکھی گئی ہی *

اول موجودہ حالت کا بیان اور عام طور پر اُس کے اعراض اور متعلقات کی تشریح کرنا جس کا لوگوں پر اثر پڑے اور ان کو غور و فکر کرنے پر آمادہ کرے، حالانکہ یہہ اثر چند مدت سے زیادہ عرصہ تک باقی نہیں رہتا - دوم اس امر کا بیان کہ جو ضعف و اختلال مسلمانوں پر طاری ہی اُس کا سبب عام جہالت ہی — اس کی تشریح میں صرف اجمال اور تلمیح سے کام لیا جاتا ہی ، حالانکہ ضرورت اس بات کی ہی کہ قوم کی جہالت تفصیل اور تشریح کے ساتھہ بیان کی جاے اور اپنے عیوب اور نقائص کے ظاہر کرنے میں شرم و لحاظ کو بالکل بالاے طاق رکھدیا جاے — تیسرے قوم کو موجودہ حالت کے ناگوار نتایج سے نہایت ہولناک پیرایہ میں ڈرانا ، حالانکہ اب نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہی کہ ڈرانے سے کچھہ فائدہ نہیں ہوسکتا — چوتھے قوم کے امراء یا علماء یا تمام قوم کو ملامت کرنا اور ان کے ذمہ الزام لگانا کہ وہ متحد اور متفق ہوکر ترقی نہیں کرتے ، حالانکہ ایسی حالت میں جب کہ وہ باہمی اختلافات اور خصومتوں میں مصروف ہیں اتحاد و اتفاق صرف مشکل ہی نہیں بلکہ قریب قریب ناممکن ہی *

پس یہہ چار مقاصد ہیں جن میں نہایت فصاحت و بلاغت صرف کی گئی ہی اور جو مختلف اسالیب اور پیرایوں میں پوری طرح بیان ہوچکے ہیں ، اور اب اُن سے فائدہ اُٹھانے اور ثمرہ حاصل کرنے کا وقت آ گیا ہی — اور یہہ اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ مرض یا مشترک امراض کی پوری طرح تشخیص نہ ہو جاے کہ مرض کا مقام کہاں ہی اُس کے مائکروب کیا ہیں — اور اُس کے بعد ایسی دوا تجویز نہ کی جاے جو سہل الوصول ہونے کے علاوہ سریع الاثر اور قابل اطمینان ہو، اور پھر وہ دوا ایسی حکمت کے ساتھہ قوم کے جسم میں داخل کی نہ جاے کہ وہم اور عناد کو اپنا کام کرنے کا موقع نہ ملے اور اعضاے قوت شامہ اور ذائقہ اُس کی مخالفت پر آمادہ نہوں *

حضرات ! میرا خیال ہی کہ ہمارے علماء اور فضلا اور مضمون نگاروں نے اس موضوع میں اپنی راے ظاہر کرتے وقت اپنا نام پوشیدہ رکھنے کی جو پالیسی اختیار کی ہی غالبا آپ بھی اُس کو پسند کرتے ہونگے — کیونکہ اس میں بہت سی خوبیاں بلکہ اِس کے متعدد اسباب ہیں — ہماری انجمن کو بھی یہی پالیسی اختیار کرنی چاہیئے اور ہر ایک ممبر کو جب کہ وہ اس موضوع کے متعلق اپنی راے پبلک میں شائع کرے تو حتی الوسع اپنا نام پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے — کیونکہ اِس سے یہہ فائدہ ہوگا کہ ہم میں سے ہرشخص خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ اختیار کرسکیگا - یعنی مذہبی اور قومی بہبودی کی نسبت جو اُس کی راے ہوگی وہ بغیر شرم و لحاظ اور ریا کے اور بغیر عوام الناس کے مذاق کے رعایت اور ان کی ناراضی کے خیال کے صاف صاف اور کھلم کھلا ظاہر کرسکیگا - کیونکہ مریض کے لیئے شرم کرنا موجب ہلاکت اور مرض کا چھپانا سراسر حماقت اور نادانی ہی — قوم کی بہی خواہی عین مذہب ہی اور مذہبی امور میں کوئی شرم کی بات نہیں ہی — نام کے پوشیدہ رکھنے کا ایک فائدہ یہہ بھی ہی کہ اس موضوع کے متعلق جو باتیں خیال میں گذرتی ہیں اُن کو اکثر لوگ جانتے ہیں مگر وہ منتشر اور پراگندہ ہیں اور اُنکے لحاظ سے افراد قوم کئی طبقوں پر منقسم ہیں ؛ علماء کا ایک طبقہ ایسا ہی جو نہایت قدیمی اور بزدل ہی وہ اس قسم کے مسائل کی نسبت غور و خوض کرنے میں عوام کی شورش سے ڈرتا ہی - ایک فرقہ علماء کا ایسا ہی جو ریاکار اور اپنی ضرورتوں اور مصلحتوں کی پیروی کرنے والا ہی - ان دونوں فرقوں کے علاوہ باقی افراد قوم کی یہہ حالت ہی کہ وہ ایسے ناصحوں کی نصیحت قبول کرنے کو اپنی کسر شان سمجھتے ہیں جو معصوم نہیں ہیں — پس اس وجہہ سے وہ اقوال جنکا قائل معلوم نہیں ہوتا زیادہ تر موثر اور زیادہ تر مقبول ہوتے ہیں *

حضرات ! میرا خیال ہی کہ آپ اس بات کو پسند کرینگے کہ ہم ان مذاہب کے باہمی اختلاف کو جنکی ہم بطور تقلید کے پیروی کرتے ہیں اور جنکے اکثر احکام کے ماخذ بھی ہم کو معلوم نہیں ہیں الگ رکھیں — اور جو کچھہ ہم کو قرآن مجید اور سنت نبوی اور اجماع اُمت سے ثابت ہو صرف اُسی پر ہم اعتماد کریں — تاکہ ہماری آراء میں باہم تفوقہ اور اختلاف واقع نہو اور نیز تاکہ جو کچھہ ہم قرار دیں وہ تمام اہل قبلہ کے نزدیک مسلم اور مقبول ہو — کیونکہ مذہب سلف ہی تمام موجود مذاہب کی اصل ہی جسکو کسی فرقہ کا کوئی شخص رد نہیں کرسکتا اور نہ قوم اُسکی طرف رجوع کرنے اور بعض اہم مسائل میں اُس پر اعتماد کرنے سے انکار کرسکتی ہی — کیونکہ وہ مذہب تمام موجودہ مذاہب سے یکساں نسبت رکھتا ہی — پس کسی شخص کو ایک مذہب

مسئلہ میں جو قرآن مجید اور صحیح حدیث سے صریحا مخالف ہو تقلید کا ترک کرنا ہرگز ناگوار نہوگا *

یہہ رائے جو میں نے اس وقت پیش کی ہی آپ میں سے بعض صاحبوں کو ناگوار نہونی چاہیئے — کیونکہ یہہ کوئی جدید خیال نہیں ہی جو مسلمانوں میں بالفعل پیدا ہوگیا ہی — بلکہ سوائے حرمین کے جزیرہ نمائے عرب کے تمام باشندوں کی جن کی تعداد سات اور آٹھہ ملین کے درمیان ہی یہی رائے ہی — یہہ تمام مسلمان سلف کے عقیدے اور فروعی مسائل میں حنبلی یا زیدی یا شافعی مذہب پر ہیں — مذہب اسلام اُنہیں کی زبان میں نازل ہوا اور اُنہیں میں اُس نے نشو و نما پائی — پس وہ لوگ اُس مذہب کے اہل اور اُس کی حفاظت اور حمایت کرنے والے ہیں — ان کو غیروں کے ساتھہ مخالطت اور میل جول کا بہت کم اتفاق ہوا ہی اور مذہبی تفنن جس کا منشا فخر و مباہات ہی ان میں بہت کم پایا گیا ہی — آپ صاحبان کو یہہ خیال نہونا چاہیئے کہ اس قدر عرصہ دراز گذرنے کے بعد ہم ان ائمہ کرام کی تقلید کو ترک کرکے جو بلحاظ علم و فضل اور جامعیت کے ہم سے بدرجہا افضل اور زیادہ تر محتاط اور متورع تھے ، کس طرح اپنے فہم اور اپنی ذاتی تحقیق پر بھروسہ کرسکتے ہیں — غالبا ہم میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں ہی جس کے دل میں یہہ سخت شبہہ نہو کہ ائمہ اور علماء میں کون شخص سب سے افضل اور کس کی تحقیق زیادہ تر اعتبار و اعتماد کے قابل ہی ؟ کیونکہ ان میں بلحاظ نفی و اثبات کے سخت اختلافات چلے آتے ہیں — حتی کہ یہہ اختلافات اکثر اُن فعلی اُمور میں بھی پائے جاتے ہیں جن کا ماخذ ہزاروں دفعہ کا مشاہدہ ہی : مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جمہور صحابہ کرام وتر ایک سلام سے پڑھتے تھے یا دو سلام سے ؟ کیا وہ وتروں میں دعاء قنوت پڑھتے تھے یا صبح کے فرضوں میں ؟ مقتدی قرات پڑھتے تھے یا خاموش رہتے تھے ؟ تکبیرات انتقالی کے وقت وہ ہاتھہ اُٹھاتے تھے یا نہیں ؟ ہاتھہ باندھکر نماز پڑھتے تھے یا ہاتھہ چھوڑ کر ؟ پس جبکہ ایک فعلی عبادت یعنی نماز کی کیفیت کی تحقیق میں جو عظیم الشان مجمعوں میں ادا کی جاتی ہی اور ہر شخص کو جس کے مشاہدہ کا ہزار ہا بار اتفاق ہوتا ہی ہمارے علما در ائمہ میں اسقدر اختلاف اور تباین ہی تو ایسے احکام میں کیا نوبت ہوگی جو کسی ایسے قول یا فعل یا سکوت کی طرف منسوب ہیں جو ایک یا چند بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوا — اور جس کو صرف ایک شخص یا چند اشخاص نے دیکھا *

اِس بنا پر میرے نزدیک کوئی مانع موجود نہیں ہی کہ ہم اِن باہم مختالف اور متناقض نقول کو اور خصوصا ان کو جو بعض اصول سے تعلق ہیں ترک کریں — اور جو کچھہ ہم قرآن و سنت سے سمجھتے ہیں جو ہمارے نزدیک حتی الوسع تحقیق اور تدقیق کے بعد ثابت ہوجاوے وہ سلف صالحین کا مسلک ہی ہم سب بالاتفاق اُس کی طرف رجوع کریں — اِس طرح پر ہماری تمام قوم کے لیئے ایک خاص سمت معین ہوسکتی ہی اور باہمی اتفاق کے ساتھہ ہم قوم کی بہبودی کی مناسب تجویزیں قرار دے سکتے ہیں — ایسی حالت میں قوی اُمید ہی کہ قوم کو ہم جس بات کی طرف دعوت کرینگے وہ فورا اُس کو قبول کریگی *

حضرات ! میں ایک نہایت اہم امر کے لیئے خاص طور پر آپ کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہہ ہی کہ مسلمانوں کے قومی تنزل اور انحطاط کے خطرناک حالات اور انکے بیشمار اسباب جو ہماری انجمن میں بیان کیئے جائینگے ان کو دیکھکر آپ کو گھبرانا اور خوف زدہ ہونا نہ چاہیئے — ایسا نہ ہو کہ ہم خدا کی رحمت سے مایوس نہوجائیں — اور نہ ہمکو اس قول کی صحت پر اعتبار کرنا چاہیئے کہ مسلمانوں کی قوم ایک مردہ قوم ہی اُس کے دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی اُمید نہیں ہوسکتی — اور نہ ہمکو اس رائے کے صائب ہونے پر یقین کرنا چاہیئے کہ جب کسی ملک یا قوم پر ضعف و انحطاط طاری ہوجاتا ہی ، تو وہ رفع نہیں ہو سکتا — رومانی ، یونانی ، امریکن اور جاپانی قوموں کی مثال ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہی — اُنہوں نے ضعف و اختلال کے انتہائی درجہ پر پہونچ جانے اور اپنے تمام اخلاقی اور سیاسی ضروریات کو ضائع کردینے کے بعد دوبارہ از سرنو زندگی حاصل کی ہی — ہمارے اور ان عظیم الشان زندہ قوموں کے درمیان جو ہماری ہمعصر ہیں علم اور اعلی اخلاق کے سوا کوئی بڑا فرق نہیں مگر علمی تربیت کی مدت صرف بیس سال اور اخلاقی تربیت کی مدت چالیس سال ہی — ہمارا فرض ہی کہ ہم خدا کی عنایت پر جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اُس دین مبین پر بھروسہ کریں جس کی عزت و عظمت کا پرچم ایک عالم پر اُڑا رہا ہی اور بلحاظ حکمت اور نظام اور استحکام بنیاد کے کوئی مذہب اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتا *

حضرات ! آپ یقین کریں کہ ہماری مشکلیں عنقریب آسان ہونے والی ہیں — ظاہری اسباب اور قدرتی دلائل اس بات کی بشارت دے رہے ہیں کہ اب زمانے نے پلٹا کھایا ہی — اور اسلام میں ایسے پر جوش اور اور آزاد خیال مدبر پیدا ہوگئے ہیں جن میں سے ایک شخص ہزار کی برابر ہی اور ان کی ایک جماعت ایک لاکھہ کی برابر ہی — پس ان عقلا کی ایک منتظم جماعت اس امر کے لیئے کافی ہی کہ وہ اپنی آواز قوم کے کانوں تک پہونچادے خواہ وہ کیسی ہی گہری نیند میں ہو اور اُس میں چستی اور چالاکی کی روح پھونکدے خواہ وہ کیسی ہی سستی اور کاہلی میں گرفتار ہو — آپ خیال کرسکتے ہیں کہ ہماری اس انجمن کا اس مقدس مقام پر منعقد ہونا منجملہ ان بشارتوں کے ایک عظیم الشان بشارت ہی خصوصا جبکہ اُسکو خداوند تعالے اپنی مہربانی سے ایک مستقل اور باقاعدہ انجمن قایم کرنے کی توفیق دے — مستقل اور باقاعدہ انجمنیں اپنے اغراض و مقاصد کے لیئے اس قدر عرصہ دراز تک کوشش جاری رکھہ سکتی ہیں جسکے لیئے ایک شخص کی عمر وفا نہیں کرسکتی — اور اپنے تمام کام ایسے مستحکم اور سچے ارادوں کے ساتھہ انجام دے سکتی

هيں جن ميں مطلق تردد اور تذبذب نہيں هوسکتا — يہي يہود هی کہ حديث ميں وارد هوا هی کہ " جماعت کے ساتھہ خدا کا هاتھہ هی " اور يہي يہود هی کہ انجمنيں نہايت عظيم الشان اور اهم کام جو عجائبات سے کم نہيں هيں انجام ديتي هيں — اور نوز مغربي قوموں کي ترقي بلکہ هر ايک مہتم بالشان کام ميں کاميابي کا يہي راز هی - کيونکہ خدا کي سنت جو اُس کي مخلوقات ميں جاري هی ' يہہ هی کہ کوئي کام خواہ وہ خاص هو يا عام ' بغير ايک ايسي قوت اور ايسے زمانہ کے سر انجام نہيں پا سکتا جو بلحاظ اهميت کے اُس سے تناسب رکھتے هوں — يعني کسي کام ميں کاميابي حاصل هونے کے ليئے اُس کي مناسب قوت اور مناسب زمانہ کا موجود هونا ايک ضروري شرط هی - اور جو کام تهوڑي قوت کے ذريعہ سے عرصہ دراز ميں انجام پاتا هی وہ اُس کام کي نسبت زيادہ تر مضبوط اور مستحکم اور ديرپا هوتا هی جو زيادہ قوت کي مدد سے تهوڑے عرصہ ميں اختتام کو پہونچايا جاتا هی — هم ميں سے هر شخص کو معلوم هی کہ همارا مسئلہ ايسا نہيں هی جس کے حل کرنے کے ليئے ايک شخص کي چند روزہ عمر وفا کر سکے ' يا کوئي ايسا جبري طريقہ جس کي مزاحمت امکان سے خارج هو اُس کے انجام دينے ميں استعمال کيا جاسکے ' يا کوئي ايسي احمقانہ قوت جس کا جوش و خروش جلد ترقي کرتا اور جلد زايل هوتا هی اُس کے ليئے مفيد هوسکے *

جب کہ هم خيال کرتے هيں کہ بڑے سے بڑے عدد کي بنياد † دو هی ' يہي حال انجمنوں کا سمجهنا چاهيئے - هر ايک انجمن ابتدا ميں دو شخصوں سے شروع هوتي هی پهر رفتہ رفتہ اُس کے ممبروں کي تعداد بڑهتي جاتي هی اور وہ مختلف صورتيں بدلکر آخر کار مکمل هوتي اور پورا استحکام حاصل کرتي هی - اس بنا پر کچهہ بعيد نہيں اگر هم ايک ايسي مستقل اور با قاعدہ انجمن قايم کرسکيں جس کے ساتھہ هماري قومي اُميديں وابستہ هوں — هميں اس قسم کے اوهام ميں مبتلا نہونا چاهيئے کہ مشرقي ممالک ميں انجمنوں کي حالت بوجہ پوليٹکل پيچيدگيوں کے معرض خطر ميں هی اور وہ زيادہ عرصہ تک زندہ نہيں رہ سکتيں - خصوصا جب کہ ان کي مالي حالت اچهي نہو اور وہ مثل يوروپ کي علمي جماعتوں کے کسي سلطنت کے زير حمايت نہوں — بلکہ هم کو مناسب يہہ هی کہ هم نہايت حزم و احتياط ' استقلال اور ثابت قدمي کے ساتھہ حصول مقاصد کے ليئے اپني کوششيں مسلسل جاري رکهيں *

همارا ملک مشرق عظيم الشان کاموں کا مطلع هی اور زمانہ ميں هميشہ عجائبات ظاهر هوتے هيں - قدرت کے نزديک کچهہ مشکل نہيں هی کہ وہ هميں ايک ايسي مستقل اور با قاعدہ انجمن قايم کرنے کي توفيق دے جسکي آواز اس قدر بلند هو کہ جب اُس کا موذن راس گڈ هوپ پر کهڑا هوکر " حي علي الفلاح " کي آواز لگاوے تو اُس کي صدا اقصاے چين کے مسلمانوں کے کانوں ميں گونج اُٹهے *

هم کو اُميد هی کہ اِسلامي سلطنتيں اِس انجمن کو پسند کرينگي بلکہ اُس کي حمايت پر آمادہ هونگي ' اگرچہ کچهہ عرصہ کے بعد ايسا هو — کيونکہ اِس انجمن کا بنيادي مقصد جو صرف قوم کو جہالت کے گڑهے سے نکالنا اور علم و فضل کي بلندي پر پہونچانا هی سياسي رنگ سے بالکل پاک صاف هی - اِس کے متعلق مفصل بحث بعد ميں کي جاويگي *

اب هم ضعف و اختلال کے اُس مرض کو جو بالعموم قوم پر مسلط هو رها هی نہايت تحقيق اور تدقيق کےساتهہ سياسي طور پر تشخيص کرنا شروع کرتے هيں - پس اے حضرات مجهکو اُميد هی کہ آپ صاحبان اس عام اختلال کا سبب دريافت کرنے کے ليئے حتي الوسع غور و فکر کرينگے اور اس مسئلہ ميں جو کچهہ آپ کي راے قايم هو اُس کو آيندہ اجلاس ميں بيان کرينگے انجمن کا اجلاس سواے سہ شنبہ اور جمعہ کے روزانہ منعقد هوگا — وقت اجلاس طلوع آفتاب کے ايک گهنٹہ بعد سے قبل ظهر تک هوگا — اول گذشتہ اجلاس کي کارروائي پڑهي جائيگي اس کے بعد آيندہ کارروائي شروع کي جاويگي *

ميں آج کے اجلاس کو صرف ان ابتدائي مسائل کي فهرست پر ختم کرتا هوں جن کي نسبت هماري انجمن ميں بحث کي جاويگي - هر ايک ممبر کو مناسب هی کہ وہ ان مسائل پر پہلے هي سے کافي غور کرليں — يہہ ابتدائي مسائل دس هيں *

(۱) مرض کا مقام (۲) مرض کے اعراض (۳) مرض کے مائکروب (۴) کيا مرض هيں ؟ (۵) دوا استعمال کرنے کے کون سے وسائل هيں ؟ (۶) مذهب اسلام کيا هی ؟ (۷) اس پر کس طرح عمل هونا چاهيئے ؟ (۸) شرک خفي کيا هی (۹) بدعتوں کا مقابلہ کس طرح کيا جا سکتا هی ؟ (۱۰) ايک تعليمي انجمن قايم کرنے کے ليئے قانون بنانا *

جب صدر انجمن کي تقرير ختم هوچکي تو سکرٹري نے اجلاس کے ختم هونے کا اعلان کيا اور کہا کہ ميں مناسب خيال کرتا هوں کہ ممبر صاحبان ان مسائل جن پر آيندہ اجلاس ميں بحث هوگي يادداشت کي غرض سے قلمبند کرليں تاکہ سهو کا احتمال باقي نہ رهے * چنانچہ سب نے ايسا هي کيا اور جلسہ برخاست هوا اور تمام ممبروں نے ساتهہ بيٹهکر کهانا کهايا - اس کے بعد وہ اپنے اپنے قيام گاہ کو روانہ هوئے * کيونکہ ظهر کي اذان هوچکي تهي اور نماز کا وقت قريب تها *

(باقي آيندہ)

٥٩٢

† مهندسين عرب نے عدد کي تعريف اس طرح کي هی کہ وہ مجموعہ طرفين کا نصف هی - اسل بنا پر اکائي ان کے نزديک عدد کي تعريف سے خارج هی *

یونیورسٹي کمیشن

خاصہ تجویزات کا

(مترجمہ کار پردازان اخبار ھذا)

(دیکھو واسطے سلسلہ کے صفحہ ۵۴۹ - مطبوعہ ۲۸ اگست سنہ ۱۹۰۲ ع)

امتحان داخلہ کے واسطے عمر کي قید

(۱) لازم ھی کہ ھر ایک اُمیدوار نے اُس تاریخ پر جبکہ وہ امتحان میں شریک ھو اپني عمر کا پندرھواں سال ختم کرلیا ھو *

(۲) کسي اُمیدوار کو امتحان داخلہ کے واسطے خواہ تو ایک یونیورسٹي میں یا متعدد یونیورسٹیوں میں تین مرتبہ سے زیادہ شریک ھونے کي اجازت نہیں ھوني چاھیئے — مجلس سینڈیکیٹ کو خاص وجوھات سے جو ھر ایک صورت میں قلمبند کي جاویں اُمیدواروں کے مستثنی کرنے کا اختیار دینا چاھیئے *

پرائیویٹ طالب علم

(۱) امتحان داخلہ کے ھر ایک اُمیدوار کو ایک سارٹیفکیٹ جو صرف خاص صورتوں میں دینا چاھیئے اُس حلقہ کے انسپکٹر سے جس کے اندر وہ رھتا ھو بابں مضمون حاصل کرنا لازم ھوگا کہ جو امتحان صاحب انسپکٹر نے لیا اُسکے نتیجے یا کسي ھائي اسکول کے معمولي امتحان جانچ کے نتیجہ کے لحاظ سے بوجھ معقول اسبات کا گمان ھوتا ھی کہ وہ امتحان داخلہ میں پاس ھوجاویگا *

(۲) جن طالب علموں کو ایک مسلمہ اسکول سے آنا چاھیئے تھا ، مگر وہ قواعد کي پابندي کرنے سے قاصر رھے ھوں اُنکو بطور پرایویٹ طالب علموں کے امتحان میں شریک ھونے کي اجازت نہیں دیني چاھیئے *

(۳) بجز خاص حکم سینٹ کے جو ازروے اُن وجوھات کے واجب و مناسب ھو جو وقت نفاذ حکم کے ھر ایک صورت میں قلم بند کي جاوینگي کسي پرایویٹ طالب علم کو اِمتحان اِنٹرمیجئٹ میں یا بي اے یا بي ایس سي کي ڈگري کے اِمتحان میں شریک ھونے کي اجازت نہیں ھوني چاھیئے *

اِمتحان داخلہ و ملازمت سرکاري

(۱) امتحان اسکول فائنل یا اسکول کے کسي دوسرے امتحان کا اھتمام یونیورسٹي کے کام سے خارج تصور کرنا چاھیئے *

(۲) یونیورسٹیوں کے حق میں نہایت مفید ھوگا اگر گورنمنٹ یہہ ھدایت کردے کہ سرکاري ملازمت میں کسي نوکري کے لیئے امتحان داخلہ بطور ایک ابتدائي یا پوري جانچ کے تسلیم نہیں کیا جاویگا — جن صورتوں میں امتحان داخلہ کے ذریعہ سے پیشہ کے کسي امتحان میں داخل ھونے کي قابلیت پیدا ھوتي ھو اُن میں امتحان مذکور کي جگہہ امتحان اسکول فائنل قایم کرنا چاھیئے *

(۳) یہہ بات مفید ھوگي اگر امتحان اسکول فائنل اُن لڑکوں کے معاملہ میں جو یونیورسٹي کورس پڑھنا چاھتےھوں یونیورسٹي میں داخل ھونے کے لیئے قابلیت کي ایک کافي جانچ قرار دیا جاوے ، ورنہ سب سے زیادہ عمدہ انتظام یہہ معلوم ھوتا ھی کہ امتحان داخلہ کا اُمیدوار امتحان اسکول فائنل کے بعض مضامین میں پاس کرلے ، اور کسي زاید قابلیت کي نسبت جو ضروري تصور کي جاوے یونیورسٹي اُس کا امتحان لیلے *

مذاھبي امتحان

(۱) امتحان داخلہ کے اُمید واروں کا امتحان انگریزي ، ایک قدیمي زبان ، ریاضي ، تواریخ اور جغرافیہ میں ھونا چاھیئے *

(۲) انگریزي کے امتحان میں بے دیکھي ھوئي عبارت ، صرف و نحو اور انشاء پردازي اور دیسي زبان سے انگریزي میں ترجمہ شامل ھونا چاھیئے ، اور اگر نمبروں کے کم کرنے سے گنجایش ھو تو ایک زباني امتحان بھي ھونا چاھیئے *

(۳) کسي اُمید وار کو پاس نہیں کرنا چاھیئے جو انگریزي میں ۴۰ في صدي اور دیگر مضامین میں سے ھر ایک میں ۳۵ في صدي نمبر حاصل نہ کرے — ھر ایک انگریزي مضمون میں کم سے کم ۳۰ في صدي نمبر حاصل کرنے چاھیئیں *

امتحان آنرز

بیچلر کي ڈگري کے واسطے کوئي علحدہ امتحان آنرز نہیں ھونا چاھیئے بلکہ امتحان ایم اے کو امتحان آنرز تصور کرنا چاھیئے — اس تجویز کي وجہ سے کلکتہ میں امتحان کے اِسٹینڈرڈ کا بڑھانا لازم آویگا *

ھندوستاني یونیورسٹیوں کو ایک دوسرے کے اِمتحانات کا تسلیم کرنا

جو ایک ھي قسم کے امتحانات مختلف یونیورسٹیوں میں ھوتےھیں اُنکے اِسٹینڈرڈ کو حتی الامکان مساوي کرنا چاھیئے ، اور جبکہ قریب قریب ایک مساوي اسٹینڈرڈ قرار دے دیا جاویگا اور اُمید وار معقول وجہ ظاھر کردیگا ، تو یہہ امر پسندیدہ ھی کہ ایک یونیورسٹي دوسري یونیورسٹي کے امتحانات کو ایم اے کي ڈگري اور دوسري فیکلٹیوں میں اُسي قسم کي ڈگریوں کے امتحانات کے مساوي تسلیم کرے *

امتحان کي تاريخيں

امتحانات کو ايسي تاريخوں ميں مقرر کرنا چاهيئے که وہ قريب قريب خواندگي کے ٹرم کے بعد واقع هوں، اور اُن کے بعد فورا تعطيل ديدي جاوے، اور خواندگي حتي الامکان باقي ماندہ درسي سال پر تقسيم کردي جاوے *

مقامات امتحان

(۱) مجلس سينڈيکيٹ کو امتحانات کے ليے کے ليئے مناسب مقامات تجويز کرنے کي جانب توجه کرني چاهيئے، اور اس معامله کو لوکل حکام پر نهيں چهوڑنا چاهيئے *

(۲) اس بات کا فيصله هرايک يونيورسٹي پر چهوڑنا چاهيئے که آيا اُس کو امتحانات کے ليئے ايک يا بهت سے سنٹر قرار دينے چاهيئيں *

ممتحنوں کا تقرر

(۱) ممتحن مجلس سينڈيکيٹ کي تجويز سے مقرر هونے چاهيئيں جيسے که ابتک هوتے تهے *

(۲) درخواستوں کي خواهش نهيں کرني چاهيئے، اور جس حالت ميں که سينڈيکيٹ کو بعض اُن درخواستوں کو جو اُس کے روبرو پيش کي جاويں قبول کرنا اور اُن پر التفات کرنا ضروري معلوم هوتا هي، تو اُس کو خواه تو اُن تحقيقاتوں کے ذريعه سے جو وہ خود براه راست يا کالجوں کے پرنسپلوں کي معرفت کرے نهايت لايق ممتحنوں کي خدمات کے بهم پهونچانے کے ليئے کوشش کرني چاهيئے *

(۳) ٹيچروں کو اُن مضامين ميں جو وہ پڑهاتے هوں امتحان لينے کي اجازت دينے چاهيئے — ليکن جب کبهي کوئي ٹيچر کسي مضمون ميں جو اُس نے کسي طالب علموں کو جو امتحان ميں شريک هو پڑهايا هو ممتحن مقرر کيا جاوے، تو کم سے کم ايک دوسرا ممتحن جو اُس مضمون کے پڑهانے ميں شريک نه هوا هو اُس کے ساتهه شريک کرنا چاهيئے — اور اُس وقت ممتحنوں کو بطور ايک بورڈ کے کام کرنا اور بالاتفاق سوالات مرتب کرنے چاهيئيں *

(۴) جس قاعده کے بموجب سنڈيکيٹ کا ايک ممبر ممتحن نهيں هوسکتا هي جهاں کهيں وہ جاري هو اُس کو منسوخ کرنا چاهيئے *

(۵) جبکه ايک سے زيادہ ممتحن مقرر کيئے جاويں، تو ممتحنوں کا ايک بورڈ قايم هونا چاهيئے—ان ميں سے ايک ممبر چيرمين مقرر کيا جاوے اور بورڈ کو سوالات کے مرتب کرنے اور امتحان کے نتيجوں کے طے کرنے کے ليئے جمع هونا چاهيئے *

(۶) جب کبهي ممکن هو سوالات اُنهيں شخصوں کو مرتب کرنے اور اُنهيں کو اُن کي نگراني کرني چاهيئے جبکه ممتحنوں کي تعداد زيادہ هو، تو بورڈ کي ايک سب کميٹي کو سوالات مرتب کرنے چاهيئيں *

امتحان کے طريقے

(۱) جو سوالات مرتب کيئے جاويں اُن کا طرز اکثر صورتوں ميں بدلنا چاهيئے تاکه رٹنے کي ترغيب نهو، اور طالب علموں کو بغور مطالعه کرنے کا پورا فائدہ حاصل هوسکے — آسان سوالات اس مقصد کے ليئے نهايت مناسب هيں — رياضي کے پرچوں ميں اس قسم کے سوالات جو اسٹينڈرڈ کے مناسب هوں کتابي سوالات کے ساتهه بطور ضميمه کے شامل کرنے چاهيئيں * صرف کتابي جوابات کے ليئے زيادہ نمبر نهيں مقرر کرنے چاهيئيں *

(۲) هر ايک سوال کے متعلق نمبروں کے درج کرنے کا طريقه قابل اعتراض هي — يهه امر پسنديدہ هي که اُميد وار کو هر ايک مضمون ميں چند سوالات کے پسند کرنے کا اختيار ديا جاوے، اور اُس کو اُن سوالات ميں سے جو تجويز کيئے گئے هوں صرف بعض سوالات کا جواب دينے کي هدايت کي جاوے — ليکن تمام اعلي درجه کے امتحانات ميں اس قسم کے جزئيات کو ممتحن کي صوابديد پر چهوڑنا چاهيئے *

(۳) جبکه مختلف ممتحن سوالات پر نمبر ڈال ديں، تو وہ هيڈ ممتحن کے پاس واپس بهيجديئے جاويں، اور ممتحن کو سر سري طور پر بعض سوالات کو جانچنا چاهيئے تاکه اُس کو اس بات کا اطمينان هوجاوے که ممتحن ايک هي اسٹينڈرڈ پر عمل کر رهے هيں *

(۴) نتيجوں کي نسبت فيصله کرنے کے ليئے بورڈ ممتحنان کو جمع هونا چاهيئے *

(۵) جبکه کوئي اُميد وار صرف ايک مضمون ميں فيل هو اور جو پورے نمبر اُس کے واسطے ديئے گئے هيں، اُن ميں سے پانچ فيصدي سے زيادہ ميں فيل نهوا هو اور جس نے دوسرے مضامين کے مجموعه ميں لياقت ظاهر کي هو (جس سے يهه مراد هي که اُس نے ۵۰ فيصدي نمبر حاصل کيئے هوں) تو يهه تصور کرنا چاهيئے که وہ امتحان ميں پاس هوگيا — گريس (رعايتي) مارک کے دينے اور ايسي قسم کي دوسري کارروائيوں کي صاف ممانعت هوني چاهيئے *

(۶) بمبئي کے امتحان داخله ميں اول انگريزي کے پرچے ديکهے جاتے هيں، اور جو اُميد وار اس مضمون ميں پاس هوتے هيں اُن کے نمبر رجسٹرار کے پاس بهيج ديئے جاتے هيں — باقي مضامين ميں ممتحنوں کو صرف اُن اُميدواروں کے پرچوں کے ديکهنے اور اُن پر نمبر دينے کي هدايت کي جاتي هي جو انگريزي ميں پاس هوگئے هوں — مناسب هي که يهي طريقه عموما اختيار کيا جاوے *

(۷) اُميدواروں کو اُن نمبروں کے معلوم کرنے کي جو اُنهوں نے حاصل کيئے هوں اجازت هوني چاهيئے، اور اس اطلاع کي بابت اُن سے کچهه فيس لينے چاهيئے — امتحانات کے نتيجوں کے سرکاري طور پر کرنے ميں اُميد واروں کو اُس درجه ميں جس سے وہ متعلق هوں تهجي کي ترتيب سے درج کرنا چاهيئے *

امتحان بذریعہ سیکشنوں کے

کسي امتحان کا پروگرام تیار کرتے وقت اس بات کا بخوبي لحاظ رکھنا چاهیئے کہ مضامین اس قدر کثرت سے نہوں کہ اُمید واروں کے دماغوں پر ناواجب بوجھ پڑے، لیکن اگر اس شرط کي تعمیل کي جاوے تو امتحان کو یکجائي لینا چاهیئے اور سیکشنوں میں نہیں توڑنا چاهیئے *

اُمید وار جو پاس فیل

هر ایک اُمیدوار کے معاملہ پر جداگانہ غور کرنا چاهیئے، اور یہہ امر کہ آیا وہ کالج کو واپس جاوے اور پھر کتب خواندگي یا اُس کے ایک حصہ کو پڑھے کالج پر چھوڑنا چاهیئے — جس سارٹیفکٹ کي بنا پر وہ پھر حاضر هو وہ جدید هونا چاهیئے، اور اُس سے یہہ بات معلوم هوني چاهیئے کہ آیا اپني ناکامیابي کے بعد اُس نے کوئي زاید کورس پڑھا هی یا نہیں - اگر کوئي طالب علم جو کسي امتحان میں پاس یا فیل هوا هو کسي دوسرے کالج کو جانا چاهے، تو قواعد ٹرانسفر (تبادلہ) کے بموجب اُس کو اپنے پہلے کالج کے چھوڑنے کي بابت ایک سارٹیفکٹ حاصل کرنا لازم هی *

ارسطا نیصدي

نقشہ جات اوسط فیصدي سے صرف اُن اُمیدواروں کي تعداد هي ظاهر نہیں هوني چاهیئے جو امتحان کے لیئے بھیجے جاویں، بلکہ اُن طالب علموں کي تعداد بھي ظاهر هوني چاهیئے جو سکنڈ یا فورتھ ایر کلاس میں (یعني جیسي کہ صورت هو) داخل هوں *

یرفو رسٹي کے فنڈ

(۱) اس اصول کو تسلیم کرنا چاهیئے کہ اگر یونیورسٹیوں کو اپنے طالب علموں کي تعلیم کو ترقي دینے کي غرض سے زاید خرچ کا برداشت کرنا لازم هی، تو یہہ بات کچھہ ناواجب نہیں هی کہ وہ بھي زیادہ فیس چارج کریں، اور هر ایک یونیورسٹي کو اسبات پر غور کرنا چاهیئے کہ وہ بذریعہ اُس آمدني کے جو پہلے هي سے اُس کے تصرف میں هی اور نیز اپني فیس میں اضافہ کر کے کہاں تک جدید خرچ کے واسطے فنڈ بہم پہونچا سکتي هی *

(۲) جس پیمانہ پر گورنمنٹ کالجوں کي امداد و اعانت کرتي هی اُس پر بلحاظ اضافہ خرچ کے جو مذکورہ بالا سفارشوں کے منظور کیئے جانے سے عاید هوگا نظر ثاني کي جاسکتي هی - جبتک کہ سرکاري امداد سے یا اور طرح پر یونیورسٹیوں کي مالي حالت کو بخوبي استحکام (مضبوطي) نہو، اُس وقت تک بلحاظ بہتري کے کسي کامل تبدیلي کي اهتمام پیدا نہو محدود عرصہ تک نہیں کرني چاهیئے *

قانون بنانا

ایک خاکہ اُس قانون کا جو ان تجویزات کي تکمیل کے لیئے ضروري هی اس رپورٹ کي دفعہ ۱۹۵ میں بیان کیا گیا هی *

ٹي ریلے —
پریزیڈنٹ
گرو داس بانرجي †
سید حسین بلگرامي —
جے پي هیوایٹ —
الگزانڈر پیڈلر —
ڈي میکینچن —
اے جي بورن —
آرنالڈ — سکرٹري

شملہ ۹ جون سنہ ۱۹۰۲ ع

(ختم شد)

واقعات اور رائیں

چند روز هوئے کہ لندن سے یہہ تار انگریزي اخبارات میں شایع هوا تها کہ روسي اخبار موسومہ نووا ورمیا لکھتا هی کہ روس اُن شرایط کا اب پابند نہیں رهسکتا جو دربارہ مداخلت معاملات کابل سنہ ۱۸۷۳ ع میں درمیان روس اور انگلستان طی پائي تهیں *

آج (روز پنجشنبہ) پھر اُسي مضمون کي خبر شایع هوئي هی اور اس مرتبہ اُس کو ایک دوسرے نامي اخبار روسي سے بھي منسوب کیا جاتا هی — ناظرین کو معلوم هی کہ روس میں اخبار صرف ایک خاص حد تک آزاد هوں ایسي خبریں جن سے پولیٹکل پیچیدگیوں کا اندیشہ هو بلا اشارہ عالم بالا نہیں چھاپ سکتے پس معلوم هوتا هی کہ روس کو یہہ منظور هی کہ یہہ پیچیدہ بحث تازہ کیجاے — جن شرایط کي جانب اشارہ کیا گیا هی اُن کي تائید اور تصدیق اُس سال بھي هوئي تهي جب سرحدي کمیشن نے اپنا کام ختم کیا تها — اُس موقعہ پر روس نے صاف الفاظ میں تسلیم کرلیا تها کہ اُس کو کابل سے کوئي واسطہ اور سروکار نہ هوگا — اب تک اس قول پر روس قایم رها لیکن اب کسي وجہ سے اُسکو یہہ خواهش پیدا هوئي هی کہ افغانستان کے ساتھہ تعلقات پیدا کرے مختصر الفاظ میں غالبا اس کے معني سمجھنے چاهیئیں کہ روس بھي اپنا سفیر کابل میں رکھنا چاهتا هی *

اس بحث سے تین سلطنتوں کو تعلق هی یعني برٹش گورنمنٹ اور کابل گورنمنٹ کو برخلاف روس کے - بموجب معاهدہ گورنمنٹ

† یہ ملحوظي اُس یادداشت کے دستخط کیئے گئے جو نسبت اختلاف راے کے قلم بند کي گئي هی *

گوداس بانرجي

افغانستان بلا منظوري برٹش گورنمنٹ کسي سلطنت غير سے پولیٹکل تعلقات پيدا نہيں کرسکتي پس جہاں تک کہ تعلق تحريرات اور مباحثہ کا ہی ايک طرف ہمارا فارن آفس ہی اور دوسري جانب روس کا — ہمکو اُميد نہيں ہی کہ برٹش فارن آفس اس معاملہ ميں اپني موجودہ پالسي سے سر مو تجاوز کرے — گمان غالب ہی بلکہ تار سے بھي ايسا پايا جاتا ہی کہ اس معاملہ ميں مراسلت ہو رہي ہی ايسي حالت ميں اس خبر کا روسي اخبارات ميں شايع ہونا صاف يہہ معني رکھتا ہی کہ روس تمام دنيا کو مطلع کرکے اپني راے کي پختگي کا اظہار کرنا چاہتا ہی — ممکن ہی کہ کچھہ عرصہ تک يہہ بحث پبلک کے خيالات کا مرکز رہے — ليکن مطلق شبہہ نہيں ہی کہ جس خوبي کے ساتھہ اس قسم کي پيچيدگياں اب تک سلجھتي رہيں اسي طرح يہہ بھي سلجھہ جائينگي *

مانرو ڈاکٹرن کا ذکر بسلسلہ اخبار امريکہ اکثر شايع ہوتا ہی چنانچہ تازہ تار يورپ سے جو آئے ہيں اُن سے بھي پايا جاتا ہی کہ پريزيڈنٹ روز والٹ نے اس پولیٹکل اصول کي پختگي سے پابندي کرنے کا ارادہ ظاہر کيا ہی — ايسا ارادہ ظاہر کرنا تعجب کي بات نہيں ہی البتہ اُس کے برخلاف ظاہر کرنا ضرور تعجب خيز ہوتا — مانرو ڈاکٹرن يہہ ہی کہ جو کچھہ ہونا تھا وہ ہوگيا مگر اب اور آيندہ کوئي يورپين سلطنت امريکہ کے کسي حصہ ميں جديد قبضہ نہيں کرسکتي — ہم نہيں سمجھہ سکتے کہ کوئي پريزيڈنٹ امريکہ اسکے برخلاف يورپين سلاطين کا عمل دخل کسي نئي جگہہ امريکہ ميں پسند کرے — در اصل يہہ مقولہ جو مسٹر مانرو کے نام سے منسوب ہی امريکہ ميں وہي رتبہ رکھتا ہی جو انگلستان ميں في زمانہ امپريلزم اور اُسيطرح ہر دلعزيز اور عام پسند بني ہی *

مولوي انوار احمد صاحب ايجنٹ کانفرنس نے ايک فہرست ہمارے پاس بھيجي ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ کانپور ميں اس وقت تک چاليس ممبر ہوئے ہيں — اُن کي تحرير سے معلوم ہوتا ہی کہ في الحال اس شہر کي آب و ہوا نہايت خراب ہورہي ہی — ہم صدق دل سے اہل شہر کے ساتھہ ہمدردي ظاہر کرتے ہيں *

کانفرنس ايجنٹ نے کلکتہ سے لکھا ہی کہ اُس نواح ميں لوگوں کو يہہ تردد ہی کہ جو تاريخ شرکت مقرر تھي وہ منقضي ہوگئي — ہم ان حضرات کي توجہ اُس آرٹيکل کي جانب مبذول کرتے ہيں جو دوسرے کالم ميں کانفرنس کي بابتہ شايع کيا جاتا ہی اور جس سے معلوم ہوگا کہ يکم اکتوبر تک مہلت ہی *

اس وقت جبکہ ہمارا اخبار چھپنے کو طيار تھا لارڈ کلن مارا کي وفات کي خبر معلوم ہوئي — آپ سنہ ۱۸۸۶ع ميں مدراس کے گورنر مقرر ہوکر آئے تھے *

کاٹھيا وار ڈيوٹي ڈيپوٹيشن اپنا فرض ادا کرنے کے بعد واپس آگيا — اس ڈيپوٹيشن کي سعي سے تقريبا آٹھہ ہزار روپيہ وصول ہوا *

تاربرقي کي خبريں

(ماخوذ از پايونير)

لندن ۳۱ اگست

گورنمنٹ ٹرکي نے روس کي اس درخواست کو کہ چار جديد مسلح تار پوٹو کشتيوں کو ابناے دار ڈنلز سے گذرنے کي اجازت دي جاوے اس بنا پر نامنظور کيا ہی کہ يہہ ايک خلاف ورزي عہدنامہ برلن سے ہوگي *

لندن يکم ستمبر

لارڈ ملنر نے ايک اشتہار جاري کيا ہی جس کي رو سے ايک پونڈ سالانہ محصول کي بجاے جو قوم کافر کے جوانوں پر لگايا جاتا ہی نوجوان مردوں پر ۲ پونڈ محصول جزيہ قرار ديا گيا ہی — يہہ محصول جنوري ميں واجب الادا ہوگا اور اُميد کي جاتي ہی کہ اس کے باعث سے مزدوري کے مسئلہ کے طے کرنے ميں بڑي مدد ملے گي *

لندن يکم ستمبر

اخبار مارننگ پوسٹ نے مسٹر چيمبرلين کي اسپيچ پر تردد اور غصہ ظاہر کيا ہی — اخبار مذکور نے ايک آرٹيکل ميں يہہ بيان کيا ہی کہ اگر صاحب موصوف کا اُصول تسليم کرليا جاوے تو اُس سے مراد سلطنت کے خاتمہ سے ہی *

اخبار ٹائمز کا گمان ہی کہ مسٹر چيمبرلين کي يہہ مراد تھي کہ ڈھائي لاکھہ آدميوں کا مسلح و تيار رکھنا ناممکن ہی — مگر اُس نے يہہ انديشہ ظاہر کيا ہی کہ صاحب موصوف کي گفتگو کي نسبت يہہ غلط تعبير کي جاويگي کہ لوگوں کي حب وطني پر اس بات کا بھروسہ کرنے ميں کہ عوام محکمہ جنگ کے نقصوں کو گو وہ کيسے ہي بڑے کيوں نہوں پورا کرديںگے کچھہ خطرہ نہيں ہی *

اس کے بعد يہہ خبر آئي کہ مسٹر چيمبرلين نے وقت ملاقات کے يہہ بيان کيا کہ ملک اس بات کو منظور نہيں کريگا کہ امن کے وقت ڈھائي لاکھہ آدميوں کي ايک فوج رکھي جاوے جيسي کہ جنوبي ايفريقہ ميں درکار ہوئي تھي *

لندن ۲ ستمبر

پيرس ميں اس مضمون کا ايک غير سرکاري تاربرقي آيا ہی کہ مارٹينک کي آتش فشاني کي وجہ سے ايک ہزار آدمي ہلاک ہوئے ہيں — دو جہاز مفروروں کو سوار کراکر لينے جاتے ہيں *

لندن ۲ ستمبر

اخبار سينٹ جيمس گزٹ اس بات کو تسليم نہيں کرتا ہی کہ خليج فارس ميں ايک روسي بندرگاہ کا ہونا سخت انديشہ کا باعث ہوگا — روسيوں

کا جہازي بیڑہ پہلے ہي سے تین جداگانہ حصوں میں منقسم ہی جن کا باہم متفق ہونا نا ممکن ہی *

آگرہ ۲ ستمبر

یہاں ایک سنگین واردات وقوع میں آئي - یعني کسي نامعلوم شخص نے شہر کے ایک ہندوستاني بیوپاري کے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے اور وہ اس طور پر غایب ہوگیا ہی کہ اُس کا کچھہ پتہ معلوم نہیں ہوتا- صدر بازار کي پولس اب تک مجرم کا سواغ لگانے میں کامیاب نہیں ہوئي ہی *

امیر کابل اور ہندو مانیوں کي تعلیم

پنجاب کے ایک کالج کے لیئے چندہ

لاہور - یکم ستمبر

امیر حبیب‌اللہ‌خاں‌والي‌کابل نے اپني جیب خاص سے انجمن حمایت اسلام لاہور کے واسطے چھہ ہزار روپیہ سالانہ کا چندہ مقرر فرمایا ہی - اور ہز ہائینس نے وعدہ کیا ہی کہ وہ اپنے حین حیات اس امداد کو جاري رکھینگے - نیز ہز ہائینس نے ایک وظیفہ ایکسو پندرہ روپیہ ماہواري کا شیخ غلام محي‌الدین وکیل انجمن موصوف کو عطا کیا ہی - امیر مرحوم کي بیوہ یعني سردار محمد عمر خاں کي والدہ نے بھي یتیم خانہ کے لیئے ایک ہزار روپیہ کا ڈونیشن دیا ہی ' اور سردار محمد امین‌اللہ خاں نے جو امیر کے چھوٹے بھائي ہیں دس دس روپیہ کي دو اسکالرشپس اُن یتیموں کے لیئے مقرر کي ہیں جو امتحان داخلہ کے پاس کرنے کے بعد مدرسہ اسلامیہ میں اپني تعلیم جاري رکھیں *

ایم اے او کالج علیگڈھ

مقام برہان پور — یکم ستمبر

جو ڈیپوٹیشن محمدن اینگلو اورینٹل کالج علیگڈھ کي انجمن‌العرض کي جانب سے اضلاع متوسطہ اور برار کو گیا ہی اُس نے خان بہادر قاضي سراج‌الرحمن آنریري مجسٹریٹ کے مکان پر خاص خاص مسلمان باشندوں کا ایک جلسہ منعقد کیا - مسٹر طرفدار حسین اور سید محمد ادریس نے کالج کے اغراض اور مقاصد بیان بیان کیئے اور سات سو روپیہ سے زیادہ کا چندہ ہوگیا - یہہ تمام نتیجہ خان بہادر ممدوح کي عنایت آمیز اور ہمدردانہ کوششوں کا ہی *

مختلف واقعات

(ماخوذ از پایونیر)

— کلکتہ کے ایک اخبار میں جو یہہ خبر چھپي تھي کہ امیر افغانستان دھلي کے دربار تاجپوشي میں سرکاري طور پر مدعو کیئے گئے ہیں وہ بے اصل ہی — کچھہ بعید نہیں ہی کہ امیر حبیب‌اللہ اس دربار میں اپنا ایک ایلچي بھیجیں — مگر نہ تو ہز ہائینس سے اس وقت پر اپنے ملک کے چھوڑنے کي استدعا کي گئي ہی اور نہ وہ غالبا اُس کو پسندیدہ خیال کرینگے *

— ہز اکسلنسي حضور وایسراے بہادر اپنے موسم سرما کے دورہ میں جو ۲۵ اکتوبر کو شروع ہوگا ۸ نومبر کے قریب اندور میں رونق افروز ہونگے — اس کے بعد حضور ممدوح کے راجپوتانہ کے دورہ میں تمام بڑي بڑي ریاستیں شامل ہونگے اور اجمیر کو بھي تشریف لیجاوینگے — شروع دسمبر میں ہز اکسلنسي متھرا کو تشریف لیجاوینگے اور ۵ ماہ مذکور کے قریب اگرہ میں رونق افروز ہونگے - یہاں چند روز قیام فرماکر ہز اکسلنسي کلکتہ کو تشریف لیجاوینگے *

— جو تہلکہ حال میں زلزلہ کي پیشینگوئي کي وجہ سے پیدا ہوا تھا وہ اُن شخصوں کے غور و تحقیقات کے لیئے جو زیکولاجي کے مسئلوں کے حل کرنے میں مصروف ہیں ایک دلچسپ مضمون ہوگا—صرف مسٹر ایم کندا سوامي پلے ساکن ڈنڈیگل اس تہلکہ کے جوابدہ تھے ' کیونکہ چند دوسرے منجموں نے فوراً اُنکي پیشینگوئي کي تردید کردي تھي — تاہم یہہ افواہ تمام اطراف و جوانب میں پھیل گئي اور دور دور کے دیہات میں تہلکہ پڑ گیا - شادیاں ملتوي کردي گئیں بچے مدرسوں سے طلب کرلیئے گئے اور بعض مقامات میں تمام باشندوں پر ایک ہیبت ناک اثر پڑا - اکثر قصبوں میں لوگ ۳۰ و ۳۱ اگست کي شب کو میدان میں سوئے اور ہر چند اُن کو سمجھایا گیا لیکن کسي طرح پر اُن کا اطمینان نہیں ہوا *

— ہمارا سرحدي کارسپانڈنٹ بیان کرتا ہی کہ ہدی ملا کي سفارش پر امیر کابل نے سید اکبر کو جو قوم اکاخیل کا مشہور و معروف ملا ہی ہندوستان کو واپس جانے کي اجازت دیدي ہی — ہز ہائینس نے سید اکبر کو تحایف دیکر رخصت کیا اور یہہ وعدہ کیا کہ اگر وہ افریدیوں کو اس بات پر مایل کریگا کہ وہ ملک افغانستان میں تاخت و تاراج کرنے سے باز رہیں تو وہ اُس کو سالانہ کچھہ وظیفہ دیا کرینگے — اس سے بلاشبہہ اُن حملوں سے مراد تھي جو قوم ذکاخیل ضلع ڈاکہ میں کیا کرتے ہیں — یہہ بیان کیا جاتا ہی کہ ٹوپہ میں پہونچنے پر بڈھے ملا کي بڑي مدارات کي گئي ' اور مقام باغ میں اُس کے پاس قوموں کے سرگروہوں کي ایک بڑي جماعت موجود ہی - اس مقام پر اُس نے اپني مسجد میں امیر صاحب کي سلامتي کے واسطے علانیہ دعا مانگي *

— صاحب مجسٹریٹ الہ آباد آج کل الزام سوامي ستیاسي کے مقدمہ میں بموجب دفعہ ۱۰۸ مجموعہ ضابطہ فوجداري تحقیقات کر رہی ھیں یہہ دفعہ اُن شخصوں کي نیک چلني کي ضمانت سے متعلق ھی جو اس قسم کي باتوں کو شہرت دیں جن سے بلوہ کے پیدا ھونے کا گمان ھو — یہہ بیان کیا جاتا ھی کہ سوامي مذکور نے آریہ سماج کي نسبت فحش کلمات استعمال کیئے تھے — یہہ سوامي ایک مذھب کے ھندو ھیں اور وہ اپنے جواب میں بیان کرتے ھیں کہ اُنھوں نے آریہ سماج کے مسایل کي اسوجہ سے مذمت کي تھي کہ اُن سے سرکار کي بدخواھي پائي جاتي ھی ھندوستاني سوسائٹي میں اس مقدمہ کا جو کسیقدر غیر معمولي طور کا ھی بڑا چرچا ھورھا ھی *

ضروري اِطلاع

پبلک کو اِطلاع دي جاتي ھی کہ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ سے کي جاے *

مصطفیٰ خاں صاحب

پرسنل اسسٹنٹ سکرٹري کالج —

منیآرڈر اور دیگر ذرایع سے جو روپیہ اخبار یا اشتہارات وغیرہ کي بابتہ بھیجا جاے وہ

مرسر صاحب گاٹ

کے پاس آنا چاھیئے مگر بہتر ھوگا کہ پرسنل اسسٹنٹ صاحب کو علحدہ تحریر کے ذریعہ سے اطلاع دي جاوے *

بحکم نواب محسن الملک

چیف اڈیٹر

کانفرنس

علاوہ غلام مولی صاحب کے مسٹر عبدالحمید بھي جو کانفرنس کے ایجنٹ ھیں في الحال صوبہ بہار میں دورہ کر رھے ھیں — حضرات ھمدردان قوم سے درخواست کي جاتي ھی کہ غلام مولی صاحب اور عبدالحمید صاحب کو انجام فرایض قومي میں اِمداد دیں *

بحکم نواب محسن الملک

سکرٹري استیںڈنگ کمیٹي

رسالۃ التوحید

یہہ کتاب عربي زبان میں مصر کے ایک مشہور اور زبردست فاضل شیخ محمد عبدہ المصري کي جدید تصنیف ھی جس کي بعض نہایت اھم اور ضروري فصلوں کا ترجمہ مولوي رشید احمد صاحب انصاري نے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شایع کیا تھا جس کي کچھہ جلدیں کتاب کي شکل میں علحدہ بھي چھاپي گئي ھیں — قیمت في جلد ایکروپیہ — منیجر ڈیوٹي شاپ مدرسۃ العلوم علیگڈھ سے درخواست کرنے پر مل سکتا ھی *

اِشتہار

قانون شہادت مولفہ جناب مسٹر سید محمود صاحب چھپ کر طیار ھوگیا ھی — درخواستیں بنام منیجر ڈیوٹي بک ڈپو مدرسۃ العلوم علیگڈھ آنا چاھیئیں *

ضروري اِطلاع

اِس بات کے اعلان کي خاص ضرورت معلوم ھوتي ھی کہ بموجب قواعد صرف وہ اصحاب منجانب کالج و کانفرنس چندہ جمع کرسکتے ھیں جن کے پاس تحریري اجازت آنریري سکرٹري کي ھو — مفصل قواعد ۳۱ جولائي کے پرچہ میں چھاپے گئے تھے *

اخبارات سے درخواست کي جاتي ھی کہ ضروري معاملہ کے اعلان میں ھمکو پوري مدد دینگے *

(دستخط) محسن الملک

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

شرح قیمت اخبار

یہہ اخبار ھفتہ میں ایک بار چھپتا ھی اور ھر پنجشنبہ کو شایع ھوتا ھی *

اخبار کا جاري رھنا معاونین کي اعانت اور قیمت اخبار کے وصول ھونے پر منحصر ھی *

معاونین اخبار وہ حضرات سمجھے جاوینگے جو سالانہ ۵ یا اس سے زیادہ عنایت کریں *

قیمت سالانہ پیشگي علاوہ محصول	...	۴
ایضا ایضا معہ محصول	...	۵
قیمت ششماھي علاوہ محصول	...	۲/۸
ایضا ایضا معہ محصول	...	۳
قیمت سہ ماھي علاوہ محصول	...	۱/۴
ایضا ایضا معہ محصول	...	۱/۸
قیمت في پرچہ	...	۰/۲

اُجرت چھاپہ اشتہارات

اشتہار ماسٹروں اور ٹیچروں کا بغرض حصول نوکري کے کالج یا اسکول میں ھر دفعہ کے لیئے	...	۰/۸
باقي اشتہارات ھر دفعہ کے لیئے في سطر کالم	...	۰/۲

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.
علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باھتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ھوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 35. } THURSDAY, 28th AUGUST 1902. روز پنجشنبہ ۲۸ اگست سنہ ۱۹۰۲ ع

نیا سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۳۵

فہرست مضامین

	صفحہ نمبر
آنریبی سکرٹری ٹرسٹیان مدرسۃالعلوم ...	۵۳۵
محمدن ایجوکیشنل کانفرنس (غلط فہمی) ...	۵۳۵
یونیورسٹی کمیشن (انگریزی معہ ترجمہ) آفیشوریل ...	۵۳۶-۵۴۳
مصر میں تعلیم کی افسوسناک حالت (صرف اُردو) ...	۵۴۳-۵۴۶
ترجمہ تجاویز یونیورسٹی کمیشن ایضا ...	۵۴۶-۵۴۹
ڈیوٹی ڈیپوٹیشن (صرف انگریزی) ...	۵۴۹
واقعات اور رائیں (صرف اُردو) ...	۵۵۰
دربار تاجپوشی (اشتہار) ایضا ...	۵۵۰
اشتہارات نیلام اراضی (صرف انگریزی) ...	۵۵۰

آنریبی سکرٹری ٹرسٹیان مدرسۃالعلوم علیگڈھ

نواب محسن الملک آنریبی سکرٹری ٹرسٹیان مدرسۃالعلوم علیگڈھ ۲۹ اگست سنہ ۱۹۰۲ ع کو بمبئی روانہ ہوئے اور اپنے عہدہ کا چارج محمد زمل اللہ خاں صاحب جنٹ سکرٹری ٹرسٹیان رئیس بھیکم پور ضلع علیگڈھ کو دیا — نواب محسن الملک کے نام خطوط بذریعہ جنرل پوسٹ آفس بمبئی کے بھیجے جاویں — اور جو خطوط متعلق کالج اور کانفرنس وغیرہ ہوں وہ مصطفی خاں صاحب پرسنل اسسٹنٹ سکرٹری کے نام پر مقام مدرسۃالعلوم علیگڈھ روانہ کیئے جاویں *

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

غلط فہمی ؟

ہمارے اخبار مطبوعہ ۱۴ اگست میں ایک مضمون کانفرنس کی بابتہ اخبار البشیر سے نقل کیا گیا تھا جس کا اخیر فقرہ یہہ تھا " صوبہ بہار کے ایجنٹ غلام مولی صاحب ہیں " — ہمکو معلوم ہوا ہی کہ اس فقرہ کا صوبہ بہار کے بعض مقامات پر یہہ مطلب سمجھا گیا کہ بجز غلام مولی صاحب اور کوئی ایجنٹ کانفرنس کا صوبہ بہار میں نہیں ہی — ہم اس بات پر بحث کرنا فضول سمجھتے ہیں کہ ایسا تحریر کرنا غلطی تھا یا ایسا سمجھنا غلط فہمی — بہر صورت نتیجہ واحد ہی — اور ہمکو اسبات کا اعلان ہر دو صورتوں میں ضروری ہی کہ علاوہ غلام مولی صاحب کے ایک صاحب اور بھی ایجنٹ کانفرنس ہیں جو فی الحال صوبہ بہار میں دورہ کر رہے ہیں — یہہ صاحب مسٹر عبدالحمید ہیں *

یہہ پہلا موقعہ نہیں ہی کہ مسٹر عبدالحمید اس صوبہ میں قومی کام پر گئے ہیں پس اُس اُس نواح کے اکثر عمائد اُن سے اور اُن کے اعلی کیرکٹر سے واقف ہیں — ہمکو نہایت افسوس ہی کہ ہمارے نوجوان دوست غلط فہمی کا نشانہ بنے جس کی وجہ سے اُنکو رنج پہونچا اور کام بند کرنا پڑا — چونکہ ایسا ہونا محض ایک سہو اور غلط فہمی کا نتیجہ ہی لہذا ہم پبلک غلطی کا پبلک طور سے اعتراف کرتے ہیں *

THE UNIVERSITIES' COMMISSION.

(II.)

It is not long since Sir Syed Ahmed was a living authority on matters educational. He is dead but he has left enough record to show what he would have said as to some of the Commission's proposals. His policy is regarded by us as a precious heritage and it is in conformity with that policy that we are under the necessity of dissenting from the Commission's views on the question of fees.

It is on the face of it a question of finance and we should not have been surprised if the raising of fees had been urged as the sequel of a costly system of education. The Commission have done no such thing. The matter has been represented to the Government not as an unpleasant financial necessity but as a deliberate measure of University reform. So far, indeed, as the Commission are concerned, it is, apparently immaterial whether the fees are raised or lowered. All they desire is that they should fulfil two conditions :—"Firstly, that they must not be pitched so high as to check the spread of education, and secondly, that they must not be so low as to tempt a poor student of but ordinary ability to follow a University Course which it is not to his real interest to follow." The position taken up by the Commission is plain enough. They have deliberately removed the question from the category of finance and placed it on the broad basis of public utility.

The question divides itself into a number of important issues, some of which trench on the domain of statecraft and politics. We shall come to the latter by and by. Our first and most obvious duty is to point out the probable effects of the proposal on the progress of education among Mahomedans. In discussing the question chiefly with reference to our own community we are animated by no narrow or sectarian spirit. We recognise that it is a matter which affects the country at large; and we do not doubt that Dr. Bannerji's protest on this point will be endorsed by the vast majority of educated Indians without distinction of caste and creed. But the fact remains that the proposal will affect the Mahomedan community

يونيورسٹي كميشن

(۲)

كچھہ بہت عرصہ نہيں گذرا كہ معاملات تعليم ميں سر سيد احمد كي راے نہايت مستند سمجھي جاتي تھي — گو وہ دنيا سے رحلت كرگئے مگر اُن كي بہت سي تحريرات اس قسم كي موجود ھيں جن سے ظاھر ھوتا ھی كہ كميشن كي بعض تجويزات كي نسبت وہ كس قسم كي راے ديتے — ھم اُن كي پالسي كو ايک بيش بہا ارث سمجھتے ھيں ' اور اُسي پالسي كے مطابق ھم فيس كے معاملہ كي نسبت كميشن كي راے سے اختلاف كرنے پر مجبور ھيں *

يہہ بحث صريح اُمورات مالي سے تعلق ركھتي ھی ' اور ھمكو كچھہ تعجب نہ ھوتا اگر فيس كے بڑھانے كي تجويز اس بناپر كہ تعليم كے انتظام ميں گورنمنٹ كا صرف كثير ھونا ھی پيش كي جاتي — ليكن كميشن نے ايسا نہيں كيا ' اور يہہ معاملہ گورنمنٹ كے روبرو بطور ايک ناگوار مالي ضرورت كے نہيں لايا گيا بلكہ بطور ايک تدبير اصلاح يونيورسٹي كے پيش كيا گيا ھی — درحقيقت جہانتک كہ كميشن سے تعلق ھی ' اُن كو يہہ امر ظاھرا چنداں قابل لحاظ نہيں معلوم ھوتا كہ فيس بڑھا دي جاوے يا كم كردي جاوے — جو بات كہ كميشن چاھتي ھی وہ صرف يہہ ھی كہ فيس كے قرار دينے ميں دو شرايط پوري ھوني چاھيئيں — " اول يہہ كہ فيس اس قدر زيادہ نہ قرار دي جاوے كہ وہ تعليم كي اشاعت كي مانع ھو — اور دويم يہہ كہ وہ اس قدر كم بھي نہو كہ اُس كے باعث سے ايک غريب طالب علم جو صرف معمولي قابليت ركھتا ھو ' يونيورسٹي كے سلسلہ خواندگي كے اختيار كرنے پر مايل ھو كيونكہ يونيورسٹي كي تعليم ايسے اشخاص كے ليئے سود مند نہيں ھی " *

جو طريقہ كميشن نے اختيار كيا ھی وہ صاف ظاھر ھی — يعني اُسنے ديدہ و دانستہ اس معاملہ كو محاصل مالي كي بحث سے خارج ركھا ھی ' اور عام سود مندي كي وسيع بنياد پر اُس كو قايم كيا ھی اس بحث ميں چند اھم اُمور تنقيح طلب ھيں ' جن ميں سے بعض انتظام سلطنت اور ملكي اُمور ميں داخل ھيں — ھم اُن كي نسبت رفتہ رفتہ بحث كرينگے — ھمارا سب سے پہلا اور صريح فرض اس بات كا بتانا ھی كہ اس تجويز سے مسلمانوں كے درميان تعليم كي ترقي پر غالباً كيا اثر پيدا ھوگا — اس معاملہ كي نسبت خاص كر اپني قوم كے لحاظ سے بحث كرنے ميں ھمارے دل ميں كوئي تنگ يا تفرقہ انگيز خيال نہيں ھی — ھم اسبات كو تسليم كرتے ھيں كہ يہہ ايک ايسا معاملہ ھی جس كا اثر عموما تمام ملک پر پڑتا ھی — اور ھم كو كچھہ شبہہ نہيں ھی كہ جو اعتراض ڈاكٹر بانرجي نے اس معاملہ ميں كيا ھی ' اُس كي تائيد بہت سے تعليم يافتہ ھندوستاني بلا امتياز قوم و مذھب كے كرينگے — مگر حقيقت يہي ھی كہ اس تجويز سے

as it will affect no other. Mahomedans are admittedly lagging behind the other great communities in the matter of education, and they are also, comparatively speaking, a poor community. To them, therefore, we must attend before we do anything else.

It is not long since English education was to Mahomedans an object of hatred and aversion. They had unfortunately been led to believe that the choice lay between education and religion, and as most communities similarly situated will probably do, they decided in favour of religion. The first man to point out to them that English education was not incompatible with religion was the late Sir Syed Ahmed. But no sooner did he do so than he lost caste with Mahomedans. The fiat went forth that English education was opposed to religion and its chief advocate was an enemy of Islam.

To turn Mahomedans from the path of self-destruction was not an easy task. An extraordinary man like Sir Syed was wanted to cope with the problem. But powerful though he was even Sir Syed would, we really believe, have failed to achieve the success he did if it had not gradually been borne in upon Mahomedans that English education was a downright necessity. The light in which the matter appeared to them latterly may be summed up in two words "Hands up." People may talk of the forces of civilisation. Some of us would prefer to be more explicit and talk of the forces of bread and butter. A good deal is certainly due to the elevating influence of the former; but the latter must have their due meed of recognition.

How hard pressed the Mahomedans were, and how hard pressed they now are, can be realised only by following the march of certain events. Their mission to India was not a mission of colonisation or commerce. Trade and agriculture were not their favourite pursuits. Service of the crown was what they were chiefly engaged in. It was at once their favourite occupation and their prerogative. It was the channel through which a considerable portion of the revenue of the country passed in *pre*-British days into the pockets of Mahomedans, and sustained thousands of Mahomedan families all over the country. In due course of events native Government

مسلمانوں کي قوم پر جسقدر اثر پڑیگا کسي دوسري قوم پر نہیں پڑیگا — معاملات تعلیم میں مسلمان بلا شبہہ دوسري بڑي قوموں سے پیچھے ہیں ' اور بمقابلہ اور قوموں کے وہ ایک غریب قوم بھي ہیں — پس قبل اس سے کہ ہم کوئي اور بات کریں ہم کو اُن کي طرف متوجہ ہونا چاہیئے *

کچھہ بہت زمانہ نہیں گذرا ہی کہ مسلمان انگریزي تعلیم کو برا سمجھتے تھے اور اُس سے نفرت کرتے تھے — بدقسمتي سے یہہ بات اُن کے ذہن نشین کردي گئي تھي کہ یا تو وہ اپني اولاد کو تعلیم ہي دے لیں ' اور یا اپنے مذہب ہي کو سنبھالے رہیں ' اور جیسا کہ اکثر قومیں جنکي حالت اسي قسم کي ہو غالبا کرنے پر آمادہ ہوجاوینگي اُنہوں نے بھي فیصلہ کیا کہ اپنے مذہب ہي کو ٹھیک رکھنا مناسب ہی — جس شخص نے سب سے پہلے اُن کو یہہ بات بتائي کہ انگریزي تعلیم مذہب کي نقیض نہیں ہی وہ سر سید احمد مرحوم ہي تھے- لیکن اُنہوں نے ایسا کیا ہي تھا کہ مسلمان اُن کو ذات سے خارج سمجھنے لگے — اور یہہ فتوی دیا گیا کہ انگریزي کي تعلیم مذہب کے برخلاف اور اُس کا خاص موید مذہب اسلام کا دشمن ہی *

مسلمانوں کو اپني بربادي کے راستہ سے پھیرنا کچھہ آسان کام نہ تھا ' اور جو مسئلہ پیش نظر تھا اُس کے حل کرنے کے لیئے مثل سر سید کے ایک عجیب شخص کي ضرورت تھي — لیکن گو سر سید احمد ایک زبردست شخص تھے ' تاہم ہمکو یقین کامل ہی کہ وہ بھي اُس کامیابي کے حاصل کرنے میں جو اُن کو حاصل ہوئي قاصر رہتے اگر یہہ بات رفتہ رفتہ مسلمانوں کے دلوں پر نقش نہ ہو جاتي کہ انگریزي تعلیم کي واقعي سخت ضرورت ہی- جس پیرایہ میں اس معاملہ پر پچھلے دنوں میں اُنہوں نے نظر ڈالي اُس کا خلاصہ دو لفظوں میں بیان کیا جاسکتا ہی یعني یہہ کہ " ہتیار ڈالدو " — لوگوں کو شایستگي کے انعاموں کا ذکر کرنے دو — ہم میں سے بعض شخص زیادہ تر صفائي کے ساتھہ گفتگو کرنا اور حصول معاش کي قوتوں کا ذکر کرنا پسند کرینگے — بلاشبہہ بہت سي باتیں شایستگي کے عمدہ اثر سے منسوب کي جاسکتي ہیں ' لیکن آخرالذکر کي قوتوں کا بھي مناسب لحاظ کرنا ضروري ہی *

یہہ بات کہ مسلمان کیسي تنگ دستي کي حالت میں تھے اور اب بھي ہیں صرف بعض واقعات کي رفتار پر نظر ڈالنے سے بخوبي معلوم ہوسکتي ہی - ہندوستان میں مسلمانوں کا کام صرف نئے نئے مقامات کا آباد کرنا یا تجارت کرنا نہ تھا ' تجارت اور زراعت اُن کو مرغوب نہ تھي سرکاري ملازمت ہي وہ شے تھي جس میں وہ خاص کر مصروف تھے نوکري اُن کا مرغوب پیشہ اور اُن کا حق تھا - یہي وہ وسیلہ تھا جس کے ذریعہ سے انگریزوں کي عملداري سے پہلے ملک کي آمدني کا ایک بڑا حصہ مسلمانوں کي جیبوں میں جاتا تھا اور تمام ملک میں ہزارہا مسلمان خاندانوں کي اُس سے پرورش ہوتي تھي — رفتہ رفتہ ہندوستاني حکومت کے بجاے برٹش حکومت قایم ہوئي اور

اعلی درجہ کے عہدے انگریزوں کو ملنے لگے — پھر بھی بہت سے ادنے عہدے ہندوستانیوں کے واسطے کھلے رہے اور اُن کا ایک بڑا حصہ اول اول مسلمانوں کو دیا گیا — لیکن جوں جوں وقت گذرتا گیا یہہ حصہ گھٹتا گیا ' اور تخفیف شدہ حصہ میں بھی بعدہ ایک ایسی شرط لگادی گئی جس کے پورا کرنے کے لیئے مسلمان بخوبی طیار نہ تھے — یہہ شرط اعلی درجہ کی تعلیم تھی ' اُس وقت سے مسلمان تعلیم کی ضرورت کو بخوبی سمجھنے لگے ہیں ' لیکن جو موقعے ہاتھہ سے نکل گئے ہیں اُن کا مجموعی اثر مثل ایک چکی کے پاٹ کے ہی جو اُنکی گردن میں پڑا ہوا ہی ●

گورنمنٹ کی تبدیلی سے عموماً مفتوحہ قوم کے حق میں سخت نتیجے پیدا ہوتے ہیں — لیکن انگریزی فتح میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کے باعث سے وہ اُس قسم کے واقعات میں ممتاز ہی — یعنی یہہ ایک فتح شایستگی کی جہالت پر تھی نہ کہ وحشیانہ قوت کی فتح وحشیانہ قوت پر — پس اُس کی خاص صفتیں یہہ تھیں کہ ہر ایک امر میں نہایت احتیاط کی جاوے اور جہاں کہیں ممکن ہو مصالحت سے کام لیا جاے — بجاے اس کے کہ انگریزی فتح ہندوستان میں بطور ایک طوفان کے نازل ہو وہ شاید ملایم ترین دست اندازی ہی جس کا ذکر تواریخ میں پایا جاتا ہی — اُنہوں نے مصالحت آمیز طریقوں میں لڑائی کے نتیجوں کے حاصل کرنے کے لیئے کوشش کی ' اُنہوں نے دیسی حکومت کے طریقوں کو اصلی قوت کے مفقود ہونے کے بعد بھی مدت تک قایم رکھا — اور ملک کا انتظام اپنے ہاتھہ میں آنے کے بعد عرصہ دراز تک اُنہوں نے ہندوستانی حاکموں کو برسر حکومت رہنے دیا ●

کوئی دوسری قوم جو مسلمانوں سے زیادہ تر عقلمند اور دور اندیش ہوتی اُس موقع سے جو اُن کو حاصل ہوا عمدہ فائدہ اُٹھا سکتی تھی وہ اپنی توجہ روزگار کے اُن بہت سے ذریعوں کی جانب جو ہنگامہ اور بد نظمی کے دور ہونے کی وجہ سے پیدا ہوگئے تھے معطوف کرسکتی تھی — بعض فرقوں نے واقعی ایسا کیا ' لیکن مسلمان سرکاری نوکری پر جمے ہوئے تھے ' اور وہ گورنمنٹ کی نوکری کو خاص وسیلہ اپنی پرورش کا سمجھتے رہے — سنہ ۱۸۵۷ ع تک تو شاید کسیقدر ڈھیل ڈھال رہی — مگر اِس سال میں بلبلا پھوٹ گیا — یعنی جہاز ایک مدت سے چلنے کے لایق نہ تھا ' لیکن اِنگریزی جنگی جہاز اُس کو اپنے پیچھے کھینچے ہوئے لیئے جاتے تھے — کمپنی کے گمراہ سپاہیوں کے بیرحم ہاتھوں نے لنگر کو توڑ ڈالا اور اُس کا یہہ نتیجہ ہوا کہ ہمارا جہاز بالکل برباد ہوگیا — جب کہ طوفان فرو ہوگیا اور لوگوں کو نقصان کے دیکھنے بھالنے کی مہلت ملی ' تو مسلمان ہی وہ لوگ پائے گئے جن کو سب سے زیادہ نقصان پہونچا تھا — اور اُن میں خاص نقصان اُٹھانے والے وہی خاندان تھے جو زمانہ سلف میں برسر عروج اور متمول تھے —

was superseded by British domination, and higher posts naturally passed into British hands. A considerable number of minor posts still remained open to the natives and of these Mahomedans were at first allotted a large proportion. But as time went on the proportion decreased ; and even to the reduced share a condition was attached later on which Mahomedans were illfitted to fulfil. This condition was high education. Mahomedans have since realised the importance of education, but the accumulated weight of lost opportunities is a mill-stone round their necks.

Change of government usually results in serious consequences to the vanquished. British conquest, however, has features which distinguish it from similar occurrences. It was a conquest of civilisation over barberism and not of brute force over brute force. Its main features consequently were extreme caution and a desire to conciliate where conciliation was possible. Far from being "ushered in lightning, thunder or rain" the conquest of India by the British is perhaps the mildest act of intrusion of which history has record. They strove to gain the results of war by peaceful methods. They kept up the forms of native government till long after the reality had disappeared. For a considerable time after the administration had passed into their own hands they suffered native rulers to retain the semblance of authority.

A more resourceful people than the Mahomedans might have made good use of their opportunity. They might have turned their attention to the numerous avenues of livelihood which were opened up in consequence of the suppression of anarchy and misrule. Certain classes of the people actually did so, but the Mahomedans were wedded to Government posts and upon Government patronage they continued to look as the chief means of support. Matters moved rather slowly up to 1857. But in that year the bubble burst up. The vessel, so to speak, had long been unseaworthy, but it had been taken in tow by British men-of-war. The cruel hands of the Company's misguided sepoyes cut the cable asunder with the result that our ship became a complete wreck. When the storm subsided and people had time to take note of the damage, Mahomedans were found to be of those who had suffered most. And among them the chief sufferers were the very families which in former

پس یہہ حالت تھی جبکہ سر سید نے اپنا کام بطور مصلح تعلیم کے شروع کیا تھا - اور یہی کیفیت خفیف تغیر و تبدل کے ساتھہ اب بھی ھی — بہت سے عمدہ خاندان جو بلحاظ تعلقات اور نسل کے اعلی رتبہ رکھتے ھیں مفلس اور محتاج ھیں، اور اُس پر بے تعلیمی ایک اور طرہ ھی — اگر بالفرض گورنمنٹ اس باب میں کچھہ کارروائی کرنا چاھتی ھی تو اُس کے لیئے دو طریقے موجود ھیں— یعنی اول یہہ کہ اعلی درجہ کی تعلیم کو زیادہ تر گراں کر کے اِن لوگوں کے دسترس سے باھر کردے - اور دویم یہہ کہ فیس تعلیم کو کم رکھکر اُن کو اعلی درجہ کی تعلیم میں شریک کرے - کمیشن طریقہ اول الذکر کی تائید کرتی ھی اور ھم طریقہ آخرالذکر کی — کمیشن کا یہہ خیال ھی کہ اُن لوگوں کی اصلی بہبودی اس کے مقتضی ھی کہ جو شخص اُن میں زیادہ تر عقیل اور ھوشیار ھوں صرف اُن کو اعلی درجہ کی تعلیم دی جاوے - بخلاف اس کے ھماری یہہ راے ھی کہ اُن کو نفع پہونچانے کا بہترین طریقہ یہہ ھی کہ اُن میں سے جسقدر شخصوں کو تعلیم دی جاسکے دی جاوے *

تعلیم بادی النظر میں ایک مفید چیز ھی اور جس قدر زیادہ ھم اُس کو حاصل کریں اُسیقدر بہتر ھی — اس بات کے ثابت کرنے کا بار کہ جو بات اکثر صورتوں میں اچھی ھوتی ھی وہ ایک خاص صورت میں خراب ھی، اُن شخصوں کے ذمہ ھی جو ایسا بیان کرتے ھیں — جس معاملہ سے ھمکو اس مقام پر تعلق ھی وہ غریب مسلمانوں کا معاملہ ھی- ھم کسیقدر تفصیل کے ساتھہ بیان کرچکے ھیں کہ اُن کی حالت ٹھیک کیا ھی - کیا یہہ بات اُن کے حق میں مفید ھوسکتی ھی کہ وہ اعلی درجہ کی تعلیم سے محروم رکھے جاویں-؟ *

کمیشن نے اُن خاص فواید کو بیان نہیں کیا تھی جو اُس کی راے میں غربا کو اعلی درجہ کی تعلیم سے محروم رکھنے سے حاصل ھونگے— لیکن ھم گمان کرتے ھیں کہ جن باتوں کا کمیشن کو خیال تھا وہ معاملات مالی ھیں — جو چیز اصل مرکز بحث ھی وہ سرکاری ملازمت ھی — یہہ خیال کیا گیا ھی کہ تعلیم کی جانب لوگ اِس وجہ سے رجوع کرتے ھیں کہ وہ سرکاری ملازمت میں داخل ھونے کا ایک ذریعہ ھی - لیکن خواھشمندوں کی تعداد ضرورت سے زیادہ ھی، پس ضرور ھی کہ اکثر لوگ اُس شی کے حاصل کرنے میں جس کے وہ جویاں ھیں ناکامیاب ھونگے — ھم تسلیم کرینگے کہ یہی صورت ھی، اور ھم یہہ بھی تسلیم کرینگے کہ یہہ معاملہ مدبران سلطنت کی توجہ کے لایق ھی — لیکن پھر بھی ھم یہہ نہیں سمجھہ سکتے ھیں کہ بہت سے غریب مسلمانوں کو اعلی درجہ کی تعلیم سے خارج کردینے سے اس معاملہ میں بہبودی کی کوئی صورت پیدا ھوجاویگی - جس بات کی اُن کو ضرورت ھی وہ ذریعہ معاش ھی، اور اگر تعلیم کے ذریعہ سے وہ حصول معاش میں کامیاب نہیں ھوسکتے ھیں تو بے علمی کے ذریعہ سے وہ شاید ھی اُس کو حاصل کرسکیں *

جہانتک کہ مسلمانوں سے تعلق ھی اعلی درجہ کی تعلیم کے لالچ سے پیشہ ور فرقوں نے اپنے موروثی پیشوں کو نہیں چھوڑا ھی- جو لوگ کالجوں

times were powerful and opulent. This, then, was the situation when Sir Syed began his work as an educationist. This also, with slight modifications, is the existing situation. Many of the best families, best as regards connections and blood, are poverty stricken, and to want of means is superadded want of education. Assuming that the Government wants to move in the matter two courses are open to it :— 1stly. to place high education beyond the reach of the majority of these people by making it more expensive ; 2ndly. to admit them to the domain of high education by keeping the fees within low limits. The Commission advocate the former course, we, the latter. The Commission think that the real interests of these people require that only the more brilliant of them should receive high education. We, on the contrary, think that the best way to safeguard and promote their interests is to educate as many of them as possible.

Education is *prima facie* a useful thing and the more we have of it the better. The burden of proving that what is good in most cases is bad in a particular instance, lies on those who make the statement. The case with which we are here concerned is that of poor Mahomedans. We have stated at some length what their position exactly is. Can it be good for them to be kept without high education. ?

The Commission have not specified the particular interests which would in their opinion be served by the exclusion of these people from the domain of high education. But we presume what the Commission were thinking of are material interests. The point round which this particular matter revolves is Government service. Education, it is felt, is resorted to as a means of gaining admittance into Government service. But the supply exceeds the demand, and the majority of them must fail to get what they seek. We shall admit that it is so and we shall concede that the state of things is a fit subject for statesmen's attention. All the same we fail to see that the exclusion of the majority of the poorer Mahomedans from higher courses of study will improve matters in this respect. What they want are means of livelihood, and if education fails to pave the way for them, a state of comparative ignorance can hardly be instrumental in procuring them.

So far at least as the Mahomedans are concerned, high education has not drawn off the industrial classes from their hereditary

professions. The classes of people who are attracted to the Colleges are chiefly gentlemen. To expect them to adopt professions against which there is a prejudice among gentlemen even in democratic communities is to expect too much. If therefore you find that a certain occupation is closed to all except a small number of them you should help them to qualify themselves for other respectable professions This, we submit, is the only way in which this important matter can be settled. And the first thing requisite for coping with the matter on these lines is that the people concerned should be properly educated. It is, we submit, not high education but the absence of it which leads people to depend too much on the Government. What is wanted is that the people, be they Hindus or Mahomedans, should be taught to rely on themselves. They should be enabled to realise that Government service is only one of the numerous means of earning one's bread and that to seek out those means and adopt the most suitable of them is each individual's own business. The prevalence of such views and the self-reliance and enterprise which are necessary for putting them into practice presuppose a certain amount of general enlightenment. Primary education, therefore, is not the thing for it. To be productive of good in the requisite direction, education must be of a high standard, and it must at the same time be accessible to the majority of the men concerned. University education, it is true, is not deemed necessary, in England, for many lucrative and respectable professions. But, then, the general level of intelligence attained there is incomparably higher than that of India. Moreover entry into professions is there usually preceded by training which is itself in many cases not a bad substitute for University education. In India the prevailing conditions are totally different. Here high education is indispensable for development—both moral and material.

It might be said that facilities for high education have been in existence for half a century, and yet, at the end of that period the results are found to be so unsatisfactory that a Commission has had to be appointed to deal with the whole matter. We cannot undertake to discuss the so called failure of the Universities in this article. Suffice it to say that mending is not quite

کي جانب مائل هوتے هيں وہ خاص کر جنٹلمين فرقہ کے هيں — اُن سے اُن پيشوں کے اِختيار کرنے کي توقع کرنا جن کو آزاد قوموں ميں بھي جنٹلمين ناپسند کرتے هيں حد مناسب سے بڑھکر توقع کرنا هی - پس اگر تم کو يہہ بات معلوم هو کہ فلاں پيشہ سواے معدودے چند کے سب کے ليئے مسدود هی ' تو تمکو اِس غرض سے کہ وہ اپنے تئيں دوسرے معزز پيشوں کے لايق بنا سکيں اُن کو مدد دينا واجب هی — هماري راے ناقص ميں صرف يهي ايک ايسا طريقہ هی جس ميں اس اهم معاملہ کا فيصلہ هوسکتا هی — اور جس بات کي سب سے پہلے اِس طريقہ سے اِس معاملہ کے تصفيہ کے ليئے ضرورت هی وہ يہہ هی کہ جن لوگوں کو اِس معاملہ سے سروکار هی وہ تعليم يافتہ هوں — هماري راے ميں اعلی درجہ کي تعليم سے نہيں بلکہ اُس کے نہونے سے لوگ گورنمنٹ پر حد مناسب سے زيادہ بھروسہ رکھنے پر مائل هوتے هيں — جس بات کي ضرورت هی وہ يہہ هی کہ لوگوں کو خواہ وہ هندو هوں يا مسلمان خود اپني ذات پر بھروسہ رکھنا سکھايا جاوے - وہ اس بات کے سمجھنے کے لايق هونے چاهيئيں کہ معاش پيدا کرنے کے بہت سے ذريعوں ميں سے سرکاري نوکري بھي صرف ايک ذريعہ هی ' اور اُن ذريعوں کا تلاش کرنا اور جو ذريعہ اُن ميں سے نہايت مناسب هو اُس کو اختيار کرنا هر ايک شخص کا ذاتي کام هی - اس قسم کے خيالات کے پھيلنے اور ذاتي بھروسہ اور اولعزمي کے واسطے جو ان خيالات کو عمل ميں لانے کے ليئے ضروري هی پہلے سے کسي قدر عام روشن خيالي درکار هی - پس ابتدائي تعليم اُس کے واسطے کافي نہيں هی — مقاصد مطلوبہ ميں تعليم سے عمدہ نتيجہ صرف اُسي حالت ميں حاصل هوسکتا هی جبکہ تعليم اعلی درجہ کي هو ' اور اُسي کے ساتھہ وہ اس قسم کي هو کہ گروہ کثير کي رسائي اُس تک هوسکے - يہہ بات سچ هی کہ انگلستان ميں يونيورسٹي کي تعليم بہت سي منفعت بخش اور معزز پيشوں کے ليئے ضروري نہيں خيال کي جاتي هی — ليکن جس قسم کي علميت اور فہم و فراست عموما وهاں پائي جاتي هی وہ بمقابلہ هندوستان کے بہت هي زيادہ هی — علاوہ اس کے وهاں کسي پيشہ ميں داخل هونے سے پہلے عموما اس قسم کي تربيت دي جاتي هی جو في نفسہ اکثر صورتوں ميں نعم البدل يونيورسٹي کي تعليم کا هوتي هی — هندوستان ميں حالات موجودہ اس کے بالکل برخلاف هيں — يہاں اعلی درجہ کي تعليم اخلاقي اور مالي دونوں قسم کي ترقيوں کے ليئے ضروري و لازمي هی *

يہہ کہا جا سکتا هی کہ اعلی درجہ کي تعليم کے واسطے پچاس برس سے سہولتيں موجود چلي آتي هيں ' اور پھر بھي اس مدت کے خاتمہ پر نتيجے اسقدر ناقابل اطمينان پائے گئے هيں کہ کل معاملہ کي نسبت تحقيقات کرنے کے ليئے ايک کميشن مقرر کرني پڑي — هم اس آرٹيکل ميں يونيورسٹيوں کي ناکاميابي کي نسبت بحث نہيں کرسکتے — صرف اسقدر کہنا کافي هی کہ کسي معاملہ کي اصلاح کرنا اور اُس کو ختم کردينا ايک بات نہيں هی - اگر تمکو يہہ بات معلوم

the same thing as ending. If you find that the existing system has failed in any given direction reform it by all means. But if in reforming your Universities you make education too costly for a large and important section of the people you transgress the limits within which you had to work. You at once break the rules of the game and you, moreover, introduce an element into your system which in our judgment wholly vitiates it.

Mahomedans of course are not the only people who will be affected if the principle laid down by the Commission is put into practice. But for many reasons they will be the greatest sufferers. On them will be inflicted a grave injustice and a distinct hardship. Mahomedans like other communities stand grouped into a number of classes, but of these there are only two general divisions which are really important. These are "Sharif" and "Razil". The line of demarcation here is birth, for "Sharif" is equivalent to gentleman while "Razil" means menial. Wealth and poverty at any rate do not play an important part in purely social matters. Wealth may procure for a "Razil" personal intimacy with gentlemen, but not intermarriage or admission into their ranks. Similarly for a gentleman poverty may be a bar to free and easy intercourse with his rich brethren. But it does not stand in the way of intermarriage and social recognition. Thus a Begum who is ruler of a country might marry an itinerent student of divinity and not loose caste with her people provided the man is a gentleman. It may also come to pass that the peon who carries your office box is related to a brother officer belonging to a high family. You propose to admit the sons of the latter irrespective of merit, but to the former you say, "you can pay Rs. 10 per mensem, so just to keep you off, we shall make it Rs. 12. Your son is not a man of extraordinary ability and it is not to his real interest to follow a University course." So plain is the injustice involved that we can not help thinking that the Commission have made a mistake as to the class of people that will be affected. They were probably under the impression that high education has drawn the weaver from his hand-loom and the smith from his anvil. This, so far as we know, is not the case to any appreciable extent with the Hindus. As far as the Mahomedans are concerned we can speak with more certainty. I the votaries of skilled labour among Mahomedans had taken to high educa-

ہو کہ موجودہ طریقہ تعلیم کسی خاص بات میں سود مند نہیں ہوا ہی تو بہرکیف اُس کی اصلاح کرو — لیکن اگر اپنی یونیورسٹیوں کی اصلاح کرتے وقت تم تعلیم کو اسقدر گراں کردو کہ لوگوں کا ایک بڑا اور با وقعت فرقہ اُس سے مستفیض نہوسکے، تو گویا تم اُن حدود سے باہر قدم رکھتے ہو جن کے اندر تمکو کام کرنا چاہیئے تھا — تم گویا معینہ قواعد کو توڑتے ہو، اور علاوہ اس کے اپنے طریقہ تعلیم میں ایک ایسا اُصول داخل کرتے ہو جو ہماری راے میں اُس کی خوبی کو بالکل بگاڑ دیتا ہی ۔

مسلمان ہی صرف وہ لوگ نہیں ہیں جن پر اُس اُصول کے عمل درآمد کا جو کمیشن نے قرار دیا ہی اثر پڑیگا — لیکن بوجوہات چند در چند اُن کو سب سے زیادہ نقصان پہونچیگا - اُن کے حق میں ایک سخت ناانصافی اور اُن پر صریح ایک بڑا جبر ہوگا - مسلمان مثل دوسری قوموں کے چند فرقوں میں منقسم ہیں، لیکن اُن کے صرف دو عام فرقے ایسے ہیں جو در حقیقت قابل لحاظ ہیں — یہہ فرقے "شریف" اور "رذیل" ہیں - امتیاز کا باعث نسل ہی، دولت اور افلاس سوشل معاملات میں کچھہ زیادہ موثر نہیں ہوتے ہیں — دولت کے ذریعہ سے ایک "رذیل" شخص جنٹلمینوں کے ساتھہ ذاتی اختلاط بہم پہونچا سکتا ہی، لیکن اُن کی قوم میں اُس کی شادی نہیں ہوسکتی ہی اور نہ وہ اُن کے ہم رتبہ ہوسکتا ہی - اِسی طرحپر گو ایک جنٹلمین کے حق میں افلاس اپنے دولتمند بھائیوں کے ساتھہ بلا تکلف میل جول کا مانع ہو، لیکن وہ اُن کے درمیان شادی ہونے اور ان کی صحبت میں داخل ہونے کا مانع نہیں ہی — مثلاً ایک بیگم جو والیہ ملک ہو ایک سیاح عالم کے ساتھہ نکاح کرسکتی ہی اور اُس کی قوم میں اُس کی ذات نہیں جاسکتی بشرطیکہ وہ شخص ایک جنٹلمین ہو - ایسا بھی اِتفاق ہوسکتا ہی کہ جو چپراسی تمہارے دفتر کا بکس لیجاتا ہی اُسکی قرابت ایک عہدہ دار کے ساتھہ ہو جو ایک اعلی خاندان سے تعلق رکھتا ہو - تم شخص آخرالذکر کے لڑکوں کو بلا لحاظ لیاقت کے داخل کرنا چاہتے ہو، لیکن شخص سابق الذکر سے تم کہتے ہو کہ "تم دس روپیہ ماہواری دینے کا مقدور رکھتے ہو، پس تمکو اعلی درجہ کی تعلیم سے علحدہ رکھنے کے لیئے ہم بارہ روپیہ مقرر کرینگے - تمہارا لڑکا کوئی غیر معمولی لیاقت رکھنے والا آدمی نہیں ہی اور یونیورسٹی کورس کے پڑھنے سے اُس کو اصلی فائدہ نہ پہونچیگا" جو ناانصافی اس صورت میں ہوگی وہ اسقدر عیاں اور صاف ہی کہ ہم اس خیال سے باز نہیں رہ سکتے ہیں کہ کمیشن نے لوگوں کے اُس فرقہ کی نسبت جس پر اس کا اثر پڑیگا ایک غلطی کی ہی — غالباً کمیشن کو یہہ خیال تھا کہ اعلی درجہ کی تعلیم نے جولاہے سے اُس کا تانا بانا اور لوہار سے اس کا اہرن چھڑا دیا ہی — جہاں تک کہ ہمکو معلومات ہی ہندوں کی یہہ حالت کسی محسوس درجہ تک نہیں ہی - اور جہاں تک کہ مسلمانوں سے تعلق ہی اُس کی

tion a considerable proportion of them would not have been deterred by the operation of the principle under consideration, for the truth is that they are better off than the majority of their peers.

The class of Mahomedans who will be chiefly affected are the middle class. They are divisible into three main groups according to their means:— the rich, the well-off and the poor. The first of these groups is the smallest of all. Some of us even think it is no more than a myth. Be that as it may our contention is that the really poor Mahomedans of the middle class are not the only people who will feel the pinch. The class that is just above them will also suffer. We all know how the latter are situated financially. It was some body's business to explain their position to the European Members of the Commission. There is undoubtedly an air of opulence about them, but there is unfortunately a pest at work in their midst which contrives to make a big hole into their pockets. We refer to the drones of which every family has a large contingent. The bees are hard put to it to keep up appearances. Had they been free to devote their earnings to their own children their means would no doubt have been amply sufficient. But as things stand, the average proportion of dependents to each bread-winner is, we think, 10 to 1. We have excluded the bread-winner's own immediate dependents We refer to those only who would have been earning their own livelihood had they not been out of joint with the times. People talk of the apathy of Mahomedans with respect to education; but this is not quite correct. The fact is that the aristocracy only are callous, while the middle classes are too hard up and the poor too poor, to do all they would like to do.

What are the chief wants of a community so situated? Is high education among them? If so should it be expensive or as inexpensive as possible? In vain did Sir Syed Ahmed live and work, in vain has the community been spending its energies and its money if these questions have not been answered.

To our mind the case is clear. It is a case of poverty being joined on to ignorance. The combination is a bad one—bad for the community, the country and the Empire.

نسبت هم زیادہ تر بھروسہ کے ساتھہ گفتگو کرسکتے ھیں — اگر وہ اشخاص جو پیشہ ور ھیں اعلی درجہ کی تعلیم کی جانب رجوع کرتے تو اُن میں سے بہت سوں کو اُس اُصول کے عمل درآمد سے جو اب زیر تجویز ھی کچھہ خوف و ھراس نہوتا ' کیونکہ حقیقت یہہ ھی کہ اُن کی حالت عموما شرفا کی بہ نسبت زیادہ تر عمدہ ھی •

مسلمانوں کا وہ فرقہ جسپر خاصکر اثر پڑیگا متوسط درجہ کا فرقہ ھی — وہ اپنی حیثیت کے مطابق تین بڑے بڑے گروھوں میں منقسم ھوسکتے ھیں — یعنی دولتمند ' خوشحال اور غریب — ان میں سے پہلے گروہ کی تعداد سب سے زیادہ قلیل ھی — بلکہ ھم میں سے بعض یہہ خیال کرتے ھیں کہ وہ بالکل مفقود ھی — گو کچھہ ھی صورت کیوں نہو لیکن ھمارا دعوے یہہ ھی کہ جو مسلمان در اصل محتاج ھیں صرف وھی ایسے نہیں ھیں جنپر اثر پڑیگا ' بلکہ جو فرقہ ایک درجہ اُن سے اوپر ھی اُس کو بھی نقصان پھونچیگا — ھم سب جانتے ھیں کہ بلحاظ آمدنی کے فرقہ آخرالذکر کی کیا حالت ھی — کسی شخص پر واجب تھا کہ اُن کی حالت کی تشریح کمیشن کے یوروپین ممبروں کے روبرو کرتا — بلاشبہہ اُن کے حالات کے دیکھنے سے اُن میں تمول کے آثار ظاھری پائے جاتے ھیں' لیکن بد قسمتی سے اُن کے پیچھے ایک بلا لگی ھوئی ھی جس سے اُن کی جیب کو بڑا نقصان پھونچتا ھی ' یعنی ھماری مراد اُن مفت خوروں سے ھی جنکی تعداد کثیر ھر ایک خاندان میں ھوتی ھی — کمانے والوں کو ظاھری وجاھت قایم رکھنے کے لیئے سخت مشقت اُٹھانی پڑتی ھی ' اگر وہ اپنی آمدنی خاص اپنے بچوں کی پرورش میں صرف کرسکتے ' تو بلاشبہہ وہ اُن کے واسطے بخوبی کافی ھوتی — لیکن فی الواقع ایسے متعلقین کی اوسط تعداد کو ھرایک کمائی کرنے والے کے ساتھہ وھی نسبت ھوتی ھی جو دس کو ایک کے ساتھہ ھی — ھمنے کمانے والے کے خاص متعلقین کو اس سے خارج کردیا ھی — ھماری مراد صرف اُن شخصوں سے ھی جو بشرطیکہ زمانہ اُنکے نا موافق نہوتا اپنی معاش خود پیدا کرلیتے — لوگ تعلیم کے بارہ میں مسلمانوں کی بے پروائی کا ذکر کرتے ھیں ' لیکن یہہ پوری طرح ٹھیک نہیں ھی — حقیقت یہہ ھی کہ صرف امراء کا فرقہ بیخبر ھی اور اوسط درجہ کے آدمی اِس قدر تنگ حال اور غریب اور اِسقدر بے زر ھیں کہ جو بات وہ کرنا چاھتے ھیں اُس کے کرنے سے معذور ھیں •

پس ھم پوچھتے ھیں کہ جس قوم کی ایسی حالت ھو اُس کی خاص ضروریات کیا کیا ھیں ؟ کیا اعلی درجہ کی تعلیم اُن میں شامل ھی ؟ اگر ھی تو کیا وہ زیادہ خرچ کرانے والی یا حتی الامکان نہایت کم خرچ ھونی چاھیئے — اگر یہہ سوالات حل نہیں ھوچکے تو سر سید احمد ناحق زندہ رھے اور اُنھوں نے بیفائدہ کوشش کی اور ھم نے اپنی قوتیں اور اپنا روپیہ ناحق صرف کیا •

ھمارے نزدیک یہہ معاملہ صاف ھی — حالت یہہ ھی کہ افلاس کے ساتھہ بے علمی بھی ھی ' اور یہہ اجتماع خراب ھی قوم کے لیئے '

ملک کے لیئے اور سلطنت کے لیئے - ہم ان دونوں سے مخلصی چاہتے ہیں - ہم یہ تعلیم کے ذریعہ سے افلاس سے بری ہونیکے لیئے کوشش کر رہے ہیں - اگر کمیشن کوئی اس سے سہل ترکیب بتاتی تو ہم نہایت خوشی سے عمل کرتے لیکن کمیشن نے ایسا نہیں کیا ہی •

" پس معلوم ہوا کہ تم معمولی کام والے آدمیوں کے تیار کرنے کے لیئے کوشش کر رہے ہو نہ کہ بڑے بڑے دانشمندوں ' اہل ہنر اور مصنفوں کے تیار کرنے کے لیئے " - ہمکو اس قسم کا اعتراف کرنے کی کچھہ ضرورت نہیں ہی ' لیکن ہم یہہ بات کہینگے کہ تاوقتیکہ کسی ملک میں ایسے اشخاص بکثرت نہ پیدا ہوجائیں جو تعلیم یافتہ اور معمولی امور دنیوی کے سر انجام کی قابلیت نہ رکھتے ہوں اُس وقت تک اُس ملک میں بڑے بڑے دانشمند اور مدبر اور مصنف پیدا نہیں ہوسکتے - جو شخص سمجھتا ہو کہ دفعتاً بڑے بڑے آدمی پیدا ہوسکتے ہیں وہ شخص خواہ کمیشن کا ممبر ہو یا نہ ہو بڑی غلطی میں مبتلا ہی-اگر تم یہہ بات چاہتے ہو کہ تمہاری یونیورسٹیوں سے لایق آدمی تیار ہوکر نکلیں تو ہمارے نزدیک تمکو اول ہندوستان کی قوموں کی عام قابلیت بڑھانے کے لیئے کوشش کرنی چاہیئے ' اور یہہ نتیجہ اُس صورت میں نہیں حاصل ہوسکتا ہی کہ تم دیدہ و دانستہ قوموں کے ایک بڑے حصہ کو اعلی درجہ کی تعلیم کے فواید سے محروم رکھو •

کوئی شخص ہم سے زیادہ زبردست یا زیادہ تر سرگرم موید عمدہ لیاقت کا نہیں ہوسکتا — لیکن جبکہ ہم علیگڈہ میں یہہ بات کہتے ہیں کہ ہم کثرت تعداد پر عمدہ لیاقت کو ترجیح دیتے ہیں تو اس سے ہماری صرف یہہ مراد ہی کہ ہم یہہ بات پسند نہیں کرتے کہ ملک میں ایسے ایم اے اور بی اے والوں کی بھرمار ہوجاوے جنہوں نے امتحانات اپنے دماغوں میں درسی مضامین ٹھونس کر پاس کیئے ہوں نہ کہ اُنکو بخوبی سوچ سمجھہ کر — پس یہہ ایک بحث قاعدہ و انتظام و سسٹم کی ہی نہ کہ تحکمانہ قید قرار دینے کی •

ایم - کے -

We want to get rid of both. We are striving to get at the former through the latter. If the Commission had pointed out a short cut we would have joyfully followed the lead. But they have done no such thing.

"So you are aiming at the production of ordinary men of business and not great thinkers, scientists and writers"? We need make no such confession; but we shall say this that if any body believes that a country can produce really great men, before it has produced a considerable number of ordinary, up-to-date, good all round men, whom the deeply learned would call mediocre and the half-educated would consider learned—that man, be he a member of the Commission or not, is sadly mistaken. If you desire that your universities should produce good men, you must, we think, first try to raise the general level of the Indian communities, and this result can not be achieved if you deliberately shut out a considerable portion of the communities from the benefits of high education.

There can be no stauncher or more earnest advocates of quality than we are. But when we at Aligarh declare that, we prefer quality to numbers, all we mean is that we do not approve of flooding the country with M. A.'s and B. A.'s who have passed their examinations by stuffing up their mind with texts and not by assimilating them. It is, thus, a question of system and not of arbitrary restrictions.

M. K.

مصر میں تعلیم کی افسوس ناک حالت

گذشتہ ہفتہ کے مصری اخبارالموید میں مصر کی تعلیمی حالت کی نسبت ایک طویل آرٹیکل شایع ہوا ہی جس کا اقتباس ناظرین کی اِطلاع کے لیئے درج اخبار کیا جاتا ہی— یہہ آرٹیکل ایک ایسے شخص کے قلم کا نکلا ہوا ہی جسکی تمام عمر تعلیمی خدمات میں صرف ہوئی ہی اور جو مدراس اور انکے طریقہ تعلیم سے پوری طرح واقفیت رکھتا ہی پس جو کچھہ اُس نے مدارس کی نسبت لکھا ہی اور تعلیم کے جسقدر عیوب اور نقائص بیان کیئے ہیں ان کی صحت میں شک و شبہہ کی مطلق گنجایش نہیں ہی •

مصر میں سرکاری مدارس کے علاوہ فرانسیسی ' امریکن ' اِنگریزی اور یہودی مدارس بھی ہیں جن سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہونچ سکتا - اِس لیئے کہ وہ خاص خاص مذہبی یا سیاسی اصول پر قایم ہوئے ہیں اور اپنی خاص مقررہ اغراض اور مقاصد کے مطابق تعلیم دیتے ہیں - اِسلامی مدارس جو شخصی فیاضیوں کے نتائج ہیں اُن کی حالت تمام قوموں کے مدارس سے زیادہ بدتر اور افسوس ناک ہی مصری اخبارات میں ہمیشہ اُن کی شکایتیں چھپتی رہتی ہیں — جامع ازہر جو ایک نہایت قدیم اور عظیم‌الشان مذہبی درسگاہ ہی اُس کی تعلیم بھی موجودہ زمانہ کی ضروریات کے لیئے ناکافی ہی — سخت تعجب اور افسوس ہی کہ جو لوگ تیس برس اپنی عمر کے ازہر میں صرف کرتے ہیں اُن کو صحت کے ساتھہ عربی زبان میں تحریر اور تقریر کرنے کی پوری قدرت نہیں ہوتی — قطع نظر اُن مسجدوں کے جہاں بعض معلم مذہبی کتابوں کا درس دیتے ہیں تمام مصر میں مذہبی علوم و فنون کی تعلیم کے لیئے صرف یہی ایک درس گاہ ہی جس کی یہہ نوبت ہورہی ہی - غرضیکہ مصر کی تعلیمی حالت نہ دینی تعلیم کے لحاظ سے اچھی ہی اور نہ دنیوی —

اگرچہ اکثر وہ نقائص جو مضمون نگار نے بیان کیئے ہیں کم و بیش اُن تمام مدارس میں پائے جاتے ہیں جن کی درسگاہیں مذہبی اور اخلاقی تعلیم سے عاری ہوتی ہیں اور جن میں تعلیم کے ساتھہ تربیت کا کافی انتظام و اہتمام نہیں ہوتا - گو ہندوستان کے مدارس میں بھی بعض نقائص پائے جاتے ہیں مگر تاہم مصر کے مقابلہ میں ہندوستان کے سرکاری اور پرایویٹ مدارس کی حالت بسا غنیمت ہی *

شاید بعض لوگوں کو یہہ خیال ہی کہ دولت عثمانیہ کے مدارس کی حالت اچھی ہی — ہم نہایت افسوس کے ساتھہ لکھتے ہیں کہ غالبا یہہ خیال بھی صحیح نہیں ہی — دولت عثمانیہ کی حدود میں جس قدر مدارس سرکاری یا اسلامی ہیں اُن کی حالت نہایت خراب ہی — البتہ دارالسلطنت کے اسکول اور کالج کسی قدر عمدہ اور ترقی یافتہ ہیں - بقی مفصلات اور علاقجات کے مدارس اور بالخصوص عربی مدارس کی حالت مصر سے بھی زیادہ بدتر ہی *

آرٹیکل مذکور کا اقتباس جو ہم نے المؤید سے لیا ہی حسب ذیل ہی :—

" روے زمین کے تمام ممالک میں مدارس کی بنیاد دو عظیم الشان مقصدوں پر قایم کی جاتی ہی — پہلی غرض تربیت اور تہذیب نفس ہی جو سب سے بڑی غرض ہی اور دوسری غرض علوم و فنون کی تعلیم ہی *

مگر مصر میں سواے اُن خاص مدارس کے جو انگلیوں پر گنے جاتے ہیں بالعموم اگر مدارس قایم کرنے سے صرف فخر اور شہرت اور تجارت یا ناموری مقصود نہیں ہوتی تاہم اُن میں قدیم طریقہ کے مطابق ایسی تعلیم دیجاتی ہی جس سے ایسے لوگ پیدا نہیں ہوتے جو اپنے وطن کو فائدہ پہونچائیں اور ملک کی خدمت کریں اور آیندہ نسلوں کے لیئے ایک عمدہ نمونہ بنیں بلکہ ایسے لوگ نکلتے ہیں جن کی عقلیں اور دماغ بد اعمالیوں اور عیوب و نقایص سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور جو نہ تربیت کے معنی سمجھتے ہیں اور نہ تعلیم کی اصل غرض سے واقف ہوتے ہیں نہ اُن میں عالی ہمتی اور اولوالعزمی کا نام و نشان پایا جاتا ہی اور نہ وہ سلف رسپکٹ کے اصول سے واقف ہوتے ہیں — غرضکہ اُن کے تمام اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ مسخ ہوجاتے ہیں - اور یہی وہ صفات ہیں جن سے تعلیم و تربیت یافتہ اور غیر تعلیم و تربیت یافتہ انسان میں فرق اور امتیاز پیدا ہوتا ہی *

طالب علم اس مدرسہ سے نکلکر ایک دوسرے بڑے مدرسہ میں داخل ہوتا ہی اور یہہ دنیوی کاروبار کا مدرسہ ہی - اس وقت اُس کی حالت ایسی ہوتی ہی کہ تمام نزایل خصلتوں اور خراب عادتیں جو اُس نے گذشتہ دونوں مدرسوں میں یعنی اپنے خاندان اور اپنے ہم مکتبوں میں سیکھی ہیں اُس میں جمع ہوتی ہیں - مگر وہ خیال کرتا ہی کہ وہ تمام دنیا کے علوم فنون حاصل کرکے مدرسہ سے نکلا ہی - حالانکہ جو کچھہ اُس نے حاصل کیا ہی وہ ایک نہایت بے حقیقت چیز ہی جس کی کچھہ بھی قدر و قیمت نہیں ہوسکتی *

وہ مدرسہ سے ایسی حالت میں نکلتا ہی کہ وطن اور اہل وطن کی اُمیدیں اُسکی طرف لگی ہوئی ہوتی ہیں کہ وہ ملک کی عزت اور عظمت قایم کرنے ، اُس کی دولت اور ثروت کو ترقی دینے کے لیئے مفید ہوگا — لیکن افسوس کہ یہہ تمام اُمیدیں پوری نہیں ہوتیں اور وہ اپنے فرایض کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتا اور اپنے عزیزوں اور دوستوں سے قطع تعلق کرلیتا ہی *

مدرسہ میں وہ ایسی حالت میں داخل ہوا تھا جبکہ اُسمیں ادب اور شرم و حیا اور کسیقدر سکون و وقار اور حسن اخلاق کے ذرے چمکتے تھے لیکن اب وہ ایسی حالت میں نکلا ہی کہ اُسکو کسیقدر علم اگرچہ وہ بیکار ہی حاصل ہوگیا ہی لیکن اُس کے اخلاق فاسد ہیں، — دروغ گوئی اور خود پسندی اُس کی عادت میں داخل ہوگئی ہی ، نہ مذہب کی عزت کرتا ہی نہ قوم اور ملک اور نہ خاندان کی - تمام برائیاں اُس کی ذات میں جمع ہیں *

اِس کے سواے موجودہ تعلیم کا اور کیا نتیجہ ہوسکتا ہی — اِس لیئے کہ مدرسوں کی حالت کو دیکھہ لو اُن میں مذہبی تعلیم اور نفسانی تربیت کے آثار بالکل محو ہوگئے ہیں — تہذیب اخلاق اور تاریخ کی تعلیم اگرچہ براے نام ہوتی ہی مگر وہ صرف مدرسہ کے قوانین اور پروگرام تک محدود ہی — نہ کوئی معلم اُس کی طرف خیال کرتا ہی اور نہ کوئی انسپکٹر اُس کی نگرانی کرتا ہی — پس جو اوقات ان علوم کی تعلیم کے لیئے مقرر ہیں اُن کو مدرسین دوسرے علوم کی تعلیم میں صرف کرتے ہیں - میں نے سالہا سال مدراس میں تعلیم و تربیت پائی ہی اور اُس کے بعد مختلف مدارس کی خدمات بطور معلم اور مہتمم کے انجام دی ہیں — مجھکو اپنی تمام عمر میں یہہ بات یاد نہیں کہ کبھی کوئی انسپکٹر مدرسہ میں آیا ہو اور اُسنے مذہبی اور تاریخی تعلیم یا تربیت کی نسبت تاکید کی ہو *

ہماری بیماری جس میں ہم مبتلا ہیں جہالت ہی اور تربیت اور تعلیم اُس کی دوا ہی مگر ہمارے مدراس سے تربیت بالکل معدوم ہی — تعلیم کی حالت نہایت ردی اور پست درجہ میں ہی - امن عامہ میں فتور واقع ہونا ، چوروں اور ڈاکوؤں کی کثرت ، جرایم کی زیادتی ، دغا اور جعل سازی کے مقدمات ، طاعون وغیرہ وبائی امراض کی اشاعت ، ان تمام باتوں کا منشاء وہ عام جہالت ہی جو وادی نیل میں پھیلی ہوئی ہی - اور حاکم محکوم ان حالات کی اصلاح اور اُن کے اسباب کے زایل کرنے میں پوری کوشش نہیں کرتے - یہہ امر نہایت قبیح اور باعث شرم ہی جس کو ہم آزادی کے ساتھہ شایع کرتے ہیں *

مصر میں ہزاروں آدمی ایسے پائے جاتے ہیں جو معلمی اور مدرسی کی خدمات انجام دیتے ہیں - لیکن ایسے معلم جو اس کام میں کافی

لیاقت رکھتے ہوں بہت کم ہیں اور مدارس کی تعداد بے شمار ہی لیکن بغیر قابل معلموں کے اُن سے مہتمم بالشان فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا — بیشک سرکاری مدارس کا انتظام اچھا ہی اور اُنکے اکثر مہتمم و منتظم اپنے کام میں پوری لیاقت اور اہلیت رکھتے ہیں- لیکن اُنکے پروگرام کی پابندی مذہبی تعلیم اور عمدہ تربیت پھیلانے سے اُن کو باز رکھتی ہی — کیونکہ پروگرام میں ان علوم کی تعلیم اختیاری قرار دی گئی ہی - ہمارے مدارس کے انحطاط کے جو اہم اسباب ہیں اُن کو ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں *

اول یہہ کہ معلموں کی تنخواہیں کم ہیں اور جو خدمات اُن کے ذمہ عاید کی گئی ہیں وہ سخت ہیں اور اُن کی تعداد بھی زیادہ ہی — مدرسین کو دیر میں ترقی ملتی ہی ظلم اور سختی کے ساتھہ اُن سے برتاؤ کیا جاتا ہی -انہیں وجوہ سے مصری لوگ اس پیشہ سے نفرت کرنے لگے ہیں — یہی وجہ ہی کہ ٹریننگ کالج کی طرف کوئی طالبعلم توجہ نہیں کرتا اور وہ عنقریب برباد ہوا چاہتا ہی - اب اُسکے طالبعلموںکی تعداد دس سے زیادہ نہیں ہی اسوقت اُس میں جس قدر طالب علم موجود ہیں وہ تعلیم کا فن سیکھنے کے لیئے نہیں داخل ہوئے ہیں مگر وہ صرف وظیفہ حاصل کرنے کے لیئے مدرسہ میں داخل ہوگئے ہیں -حالانکہ اگر اُس تعلیمی اشاعت کی ترقی پر نظر ڈالی جاے جو ملک میں ہو رہی ہی تو ممالک مصر اور سودان میں سالانہ کم از کم دو سو معلموں کی مانگ ہی اور صرف یہی ایک مدرسہ ہی جس میں معلمین کو فن تعلیم سکھایا جاتا ہی جس سے کہ غرض مقصود حاصل نہیں ہوتی — یہی وجہ ہی کہ لارڈ کرومر اپنی تقریر میں قلت معلمیں کی شکایت کرتے ہیں حالانکہ وہ معلمین کی تنخواہیں بڑھانے اور مدارس کا دائرہ وسیع کرنے اور طالب علموں کی راہ میں جو مشکلات پیدا کی گئی ہیں اُن کے دور کرنے سے اس نقص کا علاج کرسکتے ہیں *

علاوہ ازیں مدارس کے مہتمم اور مدرس ایسے لوگ انتخاب نہیں کیئے جاتے جن کی خوش اخلاقی اور پاکیزہ خصلت اور علم و فضل مشہور و معروف ہی — بلکہ بعض اوقات ایسے جاہل لوگ اس غرض کے لیئے انتخاب کیئے جاتے ہیں جن سے شریف آدمی ہاتھہ ملانا بھی گوارا نہیں کرتا *

دوسری وجہ پرائیویٹ ٹیوشن ہیں — یہہ نہایت سخت مصیبت ہی جس میں ہمارے مدارس مبتلا ہوگئے ہیں اور اُن کے تنزل اور انحطاط کا نہایت اہم سبب ہی — اس کی وجہ یہہ ہی کہ معلمین کی تنخواہیں کم اور اُن کے اخراجات زیادہ ہیں اُن کو اپنے لباس کی درستی کے لیئے زیادہ خرچ کی ضرورت ہوتی ہی تاکہ وہ طالب علموں کے سامنے اچھی حیثیت سے جائیں اور اُن کی نظروں میں ذلیل نہوں — اس کے علاوہ کھانے پینے اور دوا دارو اور اپنی کلاس کے سبق تیار کرنے کے لیئے کتابوں کے خریدنے میں اُن کو اخراجات کثیر برداشت کرنے پڑتے ہیں اور جب کہ مدرسہ کی آمدنی اُن اخراجات کے لیئے کافی نہیں ہوتی تو وہ پرائیویٹ ٹیوشن کی تلاش میں مصروف ہوتے ہیں خواہ وہ اُن کو دولت مند طالب علموں کے یہاں مل جاے یا کسی دوسرے مدرسہ میں — اِس وجہ سے معلمین کے نفوس میں حرص طمع کی آگ بھڑک اُٹھی ہی اور وہ روپیہ جمع کرنے میں مصروف ہوگئے ہیں اور اس کا نتیجہ یہہ ہی کہ وہ مدرسہ اور اُس کے طالب علموں کی طرف توجہ نہیں کرتے *

(۳) تیسری وجہ دیسی مدارس کے قایم کرنے میں نیت کا خالص نہونا ہی — اس لیئے کہ اکثر دیسی مدارس کے بانیوں نے تعلیم و تربیت کی غرض سے نہیں بلکہ تجارت کی غرض سے مدرسے کھولے ہیں — اُن میں غریبوں کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال مطلق نہیں کیا جاتا اور امیروں کی رعایت بہر حال کی جاتی ہی — اُن کے بچوں کو بغیر استحقاق مدرسہ میں داخل کرلیا جاتا ہی اور بغیر کافی لیاقت کے اُن کو ترقی دیدی جاتی ہی اور اُنکو امتحان میں شریک کیا جاتا ہی - اس کا نتیجہ یہہ ہی کہ یہہ مدارس فائنل امتحانات میں متواتر ناکام ہو رہے ہیں *

۴ — دیسی مدارس میں قانون کی کوئی پابندی نہیں کی جاتی ہی کوئی طالب علم کسی جرم میں مدرسہ سے خارج نہیں کیا جاتا تاوقتیکہ وہ خود مدرسہ میں آنا نہ چھوڑ دے یا اُس کے ماں باپ مدرسہ میں جانے سے اُس کو منع نکردیں - خواہ اُس نے کیسا ہی برا جرم کیا ہو اُس کو بالکل سزا نہیں دی جاتی — خاصکر جبکہ وہ کسی دولتمند کا لڑکا ہو - پس ایسا مدرسہ بہت سے بد اخلاق بدچلن اور آوارہ لڑکوں کا ملجا و ماوا ہو جاتا ہی اور اُس کی چار دیواری کے اندر بہت سے بد رویہ اور بد چلن لڑکے جمع ہوجاتے ہیں اور یہہ بدچلنی کی وبا پھیل کر تمام طالب علموں میں سرایت کر جاتی ہی *

اس کے علاوہ ماں باپ اپنے بچوں کے چال چلن کی نگرانی میں مدرسہ کے اندر اور باہر بالکل کوتاہی کرتے ہیں اور اُن کی صحت و صفائی اور حاضری کی بابت وہ کبھی پرواہ نہیں کرتے — مدرسہ میں جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہی نہ اُس کے مہیا کرنے کی طرف توجہ کرتے ہیں - اور نہ اس بات کا خیال کرتے ہیں کہ مدرسہ سے جو اُس کو حکم ملتے ہیں اور مدرسہ کے مہتمم جو اُن کو نصیحتیں کرتے ہیں آیا وہ اُن کی تعمیل کرتے ہیں یا نہیں *

(۵) طالب علموں کی صحت اور جسمانی ریاضت کی طرف بے اعتنائی ہی، خصوصا دیسی مدارس میں - تمام وقت جو مدرسہ کی تعلیم کے لیئے مقرر ہی وہ بیفائدہ باتوں میں ضایع ہوجاتا ہی اور سواے اس کے کہ طالب علموں کا ذہن کند ہو اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا — مدرسہ میں کام کرنے کی اُوقات میں کوئی خاص انتظام و ترتیب موجود نہیں ہی — ایسے طالب علم بھی مدرسوں میں داخل کرلیئے جاتے ہیں جو متعدی امراض میں مبتلا ہوتے ہیں اور باوجود مدرسہ کا

مکان تنگ ہونے کے طالبعلموں کی زیادہ تعداد قبول کرلی جاتی ہی — خصوصاً دیسی مدارس میں اکثر مکانات تنگ اور گندے ہوتے ہیں جنمیں طالب علموں کا ہجوم ہوتا ہی کوئی طبیب طالب علموں کی صحت کی نگرانی کرنے والا اگرچہ ہفتہ میں ایک ہی بار ہو مقرر نہیں ہوتا — یہہ لوگ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ عقل اور خیالات کو تقویت دینا جسم کی تقویت پر منحصر ہی کیونکہ عقل سلیم صرف جسم سلیم میں ہوسکتی ہی •

(۶) مہتمم مدرسہ اور مدرسین و معلمین کے درمیان ہمیشہ جھگڑوں اور مناقشوں کا برپا رہنا — اُس سے ہمیشہ کے لیئے اُن میں دشمنی اور عداوت کی بنیاد قایم ہوجاتی ہی — اور غیبت اور حسد اور چغلخوری کا بازار خوب گرم ہوتا ہی اور طالب علم گروہوں اور پارٹیوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں— ہر ایک معلم اپنے دشمن کی برائی کرتا ہی— اور اُس کے ساتھہ طالب علموں کے سامنے سخت کلامی اور گالی گلوچ سے پیش آتا ہی — یہہ تمام لوگ خود اپنی نظروں میں ذلیل ہوتے ہیں اور مدرسہ بغاوت اور جنگ و جدل کا میدان بن جاتا ہی اور یہی باتیں بعض اوقات اُس کی تباہی و بربادی کا سبب ہو جاتی ہیں •

(۷) جو معلم اپنے فرایض کو عمدگی اور دیانت داری کے ساتھہ انجام دیتے ہیں اُن کو کوئی صلہ نہیں ملتا ہی اور جو اُس میں کوتاہی کرتے ہیں اُن سے نہ کوئی باز پرس کی جاتی ہی اور نہ اُن کو سزادی جاتی ہی — سب معلموں کے ساتھہ خواہ وہ لایق ہوں یا نالایق کوشش کرنے والے ہوں یا کوتاہی سب کے ساتھہ یکساں سلوک کیا جاتا ہی اس وجہ سے قابل معلموں کی ہمتیں پست ہوگئیں ہیں — اور اُنہوں نے بھی کوشش کے ساتھہ اپنی خدمات انجام دینا چھوڑ دیا ہی مانحتوں کے دل میں افسروں کی ہیبت باقی نہیں رہی •

۸ — اکثر جدید مدارس سررشتہ تعلیم کے بوسیدہ پروگرام کی تقلید بغیر کسی قسم کے تغیر اور تبدل کے کرتے ہیں — حالانکہ ان کو معلوم ہی کہ یہہ پروگرام ناقص ہی اور ملک کو مفید علوم و فنون کی روشنی سے منور نہیں کرسکتا اور نہ ایسے جوانمرد پیدا کرسکتا ہی جو ان کارآمد علوم سے مسلح ہوں جو زندگی کی کشمکش میں کامیابی حاصل کرنے کے لیئے ضروری ہیں نہ اُن میں استقلال اور خود داری ، ثابت قدمی اور اولعزمی پیدا کرتا ہی — بلکہ وہ ایسے بہائم صفت انسان پیدا کرتا ہی جو ہمیشہ ہانکنے والے کے محتاج ہوتے ہیں — ان لوگوں میں ملکی خدمات کے انجام دینے کی مطلق قابلیت نہیں ہوتی بلکہ جب وہ برسر حکومت ہوتے تو ظالم کرتے اور جب کسی خدمت پر مامور ہوتے تو اُس کو خراب کرتے اور جب تجارت کرتے تو نقصان اُٹھاتے ہیں اور جب کوئی امانت اُن کے سپرد کی جاتی ہی تو خیانت کرتے ہیں — بیشک موجودہ تعلیم کی بھی غرض و غایت ہی اور یہی اُس کے بعض ناگوار نتایج ہیں" ؛

یونیورسٹی کمیشن

خلاصہ تجویزات کا

(مترجمہ کارپردازان اخبار ہذا)

(دیکھو واسطے سلسلہ کے صفحہ ۵۲۷ — مطبوعہ ۲۱ اگست سنہ ۱۹۰۲ ع)

سائنس کورس

(۱) طالب علموں سے یونیورسٹی کورس کے شروع کرنے سے پہلے سائنس میں پاس کرنے کی خواہش نہیں کرنی چاہیئے •

(۲) طبعیات اور کیمیا انٹرمیجئٹ کورس میں اختیاری ہونے چاہیئیں •

(۳) ان مضامین کی تعلیم میں ایک با قاعدہ کورس عملی تجربہ کا شامل ہونا چاہیئے — یونیورسٹی کو بطور جزو امتحان انٹرمیجئٹ کے عملی جانچ نہیں کرنی چاہیئے — بلکہ ہر ایک اُمیدوار کو اپنے کالج کے حکام کی طرف سے اس مضمون کا ایک سارٹیفکیٹ پیش کرنا چاہیئے ، کہ اُس نے مقررہ عملی کورس کالج کی لیبوریٹریوں میں پورا کرلیا ہی ، اور نیز اُس نے کورس کے عملی حصہ میں کالج کا امتحان جانچ پاس کرلیا ہی — تحریری امتحان اس طرح پر ہونا چاہیئے جس سے یہہ بات معلوم ہوجاوے کہ اُمیدوار یہہ تعلیم حاصل کرچکا ہی ، اور یونیورسٹی کو اپنا اطمینان نسبت اس امر کے کرلینا چاہیئے کہ جس کالج میں اُس نے تعلیم پائی ہی وہاں اُس کو عملی تعلیم حاصل کرنے کے لیئے کافی سہولتیں ملی ہیں •

(۴) بیچلر آف سائنس کی ڈگری کے کورس میں مضامین کے مندرجہ ذیل دو مجموعوں میں سے ایک مجموعہ شامل ہونا چاہیئے •

ریاضی ، طبعیات و کیمیا — یا •

طبعیات ، کیمیا و نیچرل سائنس •

نیچرل سائنس سے مراد مندرجہ ذیل سائنس میں سے ایک سائنس سے ہی — (الف) علم نباتات (ب) فزیا لوجی (ج) زولاجی (علم حیوانات) (د) جیالوجی (علم طبقات الارض) معہ منرالوجی (معدنیات) و پلنٹا لوجی •

منجملہ ان تین مضامین کے ایک مضمون کو طالب علم کا خاص مضمون تصور کرنا چاہیئے ، اور اس میں زیادہ تر سختی کے ساتھہ اُس کی جانچ کرنی چاہیئے — جو اُمیدوار مضامین کا دوسرا مجموعہ پڑھتے ہوں اُن کے واسطے خاص مضمون انتخاب نیچرل سائنس ہونا چاہیئے •

(۵) جو اُمیدوار لٹریري اور سائنٹیفک کورس پڑھتے ہوں اُن کے خطاب علیحدہ علیحدہ بیچلر آف آرٹس اور بیچلر آف سائنس ہونے چاہئیں *

(۶) بي ایس سي کي ڈگري کے واسطے تمام امتحانات میں عملي صیغہ پر بہ نسبت اُس کے جیساکہ اب تک عمل میں آیا ہی زیادہ تر زور دینا چاہیئے — عملي امتحانات تحریري امتحان سے علیحدہ اس کرنے چاہئیں — اور اُن کي بابت جدے نمبر دینے چاہیئیں — عملي امتحان کو بخوبي اور عمدہ طور سے دینے کے لیئے کافي مہلت دیني چاہیئے *

(۷) مدت تعلیم کي تخفیف یا تعداد مضامین کي کمي کے طور پر کوئي خاص سہولتیں اس غرض سے نہ دیني چاہیئیں کہ کوئي بیچلر آف سائنس بي ایس‌سي کي ڈگري کے واسطے یا بي ایس سي ڈگري والا بیچلر آف آرٹس کي ڈگري کے واسطے جاسکے *

(۸) سائنس کے ایک گریجوایٹ کو اسبات کي اجازت دیني چاہیئے وہ اعلی درجہ کي ڈگري ماسٹر آف سائنس کے واسطے جاوے اور جو مضامین بي ایس سي کورس میں داخل ہیں اُن میں سے ایک مضمون میں خاص لیاقت پیدا کرے اور بي ایس سي کي ڈگري حاصل کرکے ایک مدت معینہ کے بعد اپنے تئیں مضمون مذکور میں امتحان دینے کے لیے پیش کرے *

(۹) ڈاکٹر کي ڈگري محض ازروے امتحان نہیں دیني چاہیئے، خاصکر اُس خاص سائنس میں جس میں اُمیدوار نے اپني ماسٹر ڈگري حاصل کي ہو کمي قدر مدت مثلاً پانچ برس تک اصلي تحقیقات کرنے کي بنا پر دیني چاہیئے *

عام ذوذہ نمب خواندگي کا

آرٹس اور سائنس کے مختلف کورسوں کے لیئے مندرجہ ذیل مضامین نامزد کیا جاتا ہی *

انٹر میڈیئٹ کورس —

۱ — انگریزي *

۲ — قدیمي زبان *

۳ — ریاضي *

۴ — مضامین ذیل میں سے ایک مضمون *

(۱) طبعیات و کیمیا - یا *

(۲) دي ڈکٹو لاجک و اصول علم روح انساني *

بي اے کورس —

۱ — انگریزي *

۲ — قدیمي زبان *

۳ — فلسفہ *

۴ — مضامین ذیل میں سے ایک مضمون *

(۱) ریاضي *

(۲) تواریخ و پولیٹکل اکانومي *

بي ایس سي کورس —

مضامین کے مجموعہ ہاے ذیل میں سے ایک مضمون *

(۱) ریاضي ، طبعیات و کیمیا *

(۲) طبعیات ، کیمیا و نیچرل سائنس *

ایم اے کورس —

مضامین ذیل میں سے ایک مضمون *

(۱) زبانیں — کورس میں یا تو انگریزي معہ ایک قدیمي یا ہندوستان کي ایک دیسي زبان کے ، یا ہندوستان کي ایک قدیمي زبان معہ ایک ہندوستاني دیسي زبان کے *

(۲) فلسفہ *

(۳) تواریخ ، پولیٹکل اکانومي و پولیٹکل فلاسفي *

(۴) ریاضي *

ایم ایس سي کورس —

کوئي ایک مضمون اُن مضامین میں سے جو بي ایس سي کورس میں داخل ہیں *

ڈاکٹر آف لٹریچر اور ڈاکٹر آف سائنس کي ڈگریاں ماسٹر آف آرٹس و سائنس کو بعد چند برس کے جو اصلي تحقیقات میں صرف کیئے جاویں دیني چاہیئیں *

قانون

(۱) قانون کي تحصیل اُس وقت تک کہ طالب علم آرٹس یا سائنس میں معمولي ڈگري کے واسطے اپنا کورس ختم نہ کرلے ملتوي رکھني چاہیئے — اگر یہہ منظور ہو کہ وہ اس پیشہ کے کسي ادني درجہ میں کام کرے ، تو اُس کو انٹر میڈیئٹ کورس کے بعد قانون کي تحصیل شروع کرني چاہیئے — اگر وہ بارسٹري کا امتحان دینا یا لا کي ڈگري حاصل کرنا چاہتا ہی تو اُس کو گریجوایٹ ہونے کے بعد شروع کرنا چاہیئے — جورس پروڈنس (اصول قانون) کو بي اے ڈگري کے کسي کورس میں بطور ایک اختیاري مضمون کے داخل نہیں کرنا چاہیئے *

(۲) قانون کے طریقہ تعلیم کی اصلاح اس طرح پر کرنی چاہیئے کہ مقدمات سے تعلیم حاصل کرنے کا قاعدہ اُس میں داخل کیا جاوے *

(۳) قانون کی ڈگری کے لیئے رومن لا کو ایک ضروری مضمون نہیں قرار دینا چاہیئے *

(۴) قانون کے ایک عمدہ سنٹرل اسکول قایم کرنے یا اُس کو جاری رکھنے اور ترقی دینے کے معاملہ پر ہر ایک یونیورسٹی میں فورا توجہ ہونی چاہیئے — اس قسم کے اسکول کے پروفیسر معہ کسی یونیورسٹی پروفیسروں کے جن کو اُس سے تعلق ہو جج یا وکیل ہوسکتے ہیں جو عدالت کے وقت سے باہر صبح یا شام اپنی جماعتوں سے ملا کریں — ایک اسٹاف معلموں کا جو طالب علموں کو اُن کے پڑھنے میں مدد دینے کے بخوبی لایق ہو اور ایک عمدہ کتب خانہ قانونی کتابوں کا ہونا چاہیئے — جماعت منتظم میں لوکل ہائی کورٹ کی بنچ اور بار کے بہت سے ممبر شریک ہونے چاہیئیں *

میڈیسن (طبابت)

(۱) جس قاعدہ کے بموجب میڈیسن کی تعلیم سرکاری کالجوں پر محدود ہی اُس کو جاری رکھنا چاہیئے *

(۲) میڈیکل کالجوں کے سامان کو خاصکر بلحاظ انتظام عملی کام اور کلاس روم اور ہوسپٹلوں کے ترقی دینا چاہیئے *

(۳) ممالک متحدہ میں ایک میڈیکل کالج قایم کرنا چاہیئے *

(۴) کسی شخص کو کسی خاص مضمون میں لکچر دینے کے لیئے اُس وقت تک کہ اُس نے اُس کی جانب خاص توجہ نکی ہو اور اُس سے خاص واقفیت ظاہر نہ کی ہو نہیں مقرر کرنا چاہیئے — کسی میڈیکل افسر کی نسبت جو کسی خاص مضمون میں خواہ تو مستقل یا عارضی طور پر لکچر دینے کے واسطے منتخب کیا گیا ہو یہہ نہیں تصور کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے منصب کی وجہ سے کسی دوسری پروفیسری پر جو خالی ہو تبدیل کیئے جانے کا استحقاق رکھتا ہی *

(۵) بمبئی کی یونیورسٹی میں علم طب کے طالب علموں کو بطور ابتدائی شرط داخلہ میڈیکل کورس کے بجاے امتحان (داخلہ) کے امتحان انٹرمیجیئٹ پاس کرنا چاہیئے — لاہور میں ایم بی کی ڈگری کے واسطے آرٹ یا سائنس میں کسی زاید لیاقت کی ضرورت نہیں ہی *

(۶) علم طب کے طالب علموں کو زبان لاطینی میں لیاقت پیدا کرنے کی ضرورت نہیں ہی *

(۷) یونیورسٹیوں کو میڈیسن اور سرجری (جراحی) میں اُن شخصوں کو جو اُس کی قابلیت پیدا کریں بدستور لیسنس اور نیو بیچلر و ڈاکٹر آف میڈیسن کی ڈگریاں دینی چاہیئیں — یہہ لیسنس ڈپلومہ ہونا چاہیئے نہ کہ ایک ڈگری ، اور وہ اُن شخصوں کو دیا جا سکتا ہی جو ڈگری ایم بی کے امتحان میں بلحاظ علمیت کسیقدر کم درجہ اُن شخصوں کی بہ نسبت حاصل کریں جو ڈگری مذکور کے پانے کے مستحق ہوں *

(۸) ہر ایک یونیورسٹی کو اپنے سلسلہ خواندگی و امتحانات کی ترمیم اس طرح پر کرنی چاہیئے کہ ایک ابتدائی سائنٹیفک کورس جس کو طبعیات ، کمسٹری اور جنرل بیالوجی تک وسعت ہو قایم ہوجاوے ، اور اس کے بعد اول ایک انٹر میجیئٹ کورس اناٹمی ، فزیالوجی اور مضامین متعلقہ کا اور دویم میڈیسن ، سرجری اور دوسرے اسی قسم کے مضامین کا ایک اخیر کورس پڑھایا جاوے *

(۹) بیچلر کی ڈگری کے درجہ پر میڈیسن اور سرجری کا علحدہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی لیکن یہہ مناسب ہی کہ ڈاکٹر کی ڈگری کسی خاص مضمون کے عوض میں دی جاوے اور اُمید وار کو اپنا خاص مضمون پیش کرنے کی اجازت دی جاوے اور یونیورسٹی جس طرحپر مناسب خیال کرے خواہ بذریعہ امتحان کے یا اور طرح پر اُس کو جانچے ڈاکٹر کی ڈگری کے اُمید وار کے لیئے ضرور نہیں ہی کہ وہ آرٹس یا سائنس میں ایک ڈگری حاصل کرے *

(۱۰) ہر ایک یونیورسٹی کو چاہیئے کہ جسوقت بیکٹی ریالوجی ، حفظان صحت اور سنیٹری انجنیرنگ کی مناسب تعلیم کے واسطے کافی انتظامات ہوجاویں تو فورا سنیٹری سائنس کا ایک ڈپلومہ جاری کردے *

انجنیرنگ

(۱) امتحان انٹرمیجیئٹ تمام یونیورسٹیوں میں ایک ابتدائی جانچ اُن طالب علموں کے لیئے جو انجنیری کا کورس پڑھنا چاہیں ہونی چاہیئے *

(۲) خود یونیورسٹی کو انجنیری کی تعلیم کا ذمہ نہیں لینا چاہیئے *

(۳) اس قسم کی تعلیم کا انتظام جسکی ضرورت طالب علموں کو ریاضی ، طبعیات اور کمسٹری میں امتحان انٹرمیجیئٹ پاس کرنے کے بعد ہو انجنیری کے کالجوں میں ہونا چاہیئے *

(۴) اسی قسم کے کورسوں کے قرار دینے اور مختلف یونیورسٹیوں میں اسٹینڈرڈ کے مساوی کرنے کے واسطے بڑی احتیاط عمل میں لانی چاہیئے *

(۵) کان کھودنے اور برقی انجنیرنگ میں تعلیم دینے کیواسطے زاید اہتمام کی ضرورت ہی *

(۶) یہہ تعلیم ابتدا سے انتہا تک کامل عملی طور کی ہونی چاہیئے *

تدابیر شو[illegible] — سب سے پیشتر جو کچھہ همکو کرنا تھا وہ یہہ تھا کہ با[illegible] اس تجویز کي منظوري مختلف صوبہ جات سے بوساطت[illegible] عمايد اور انجمنوں کے حاصل کریں — جب یہہ کام ا[illegible] دوسرا کام یہہ کیا گیا کہ دهلي میں ایک شاندار اور متن[illegible] جس میں شرکت کي غرض سے اور صرف اسي غرض سے [illegible] شرکت عملي طور پر عیاں هوجاے دور دراز مقامات سے تشریف لائے — اس جلسہ میں جو اُمور طی هوئے منجملہ [illegible] نت کا تجویز هونا تھا— چنانچہ اسکي بابت قبل ازیں اعلان کی گیا کہ هز هائینس نواب صاحب بهادر والي رام پور نے بخوشي [illegible] هونا قبول فرمایا هی طیاري ایڈریس کے واسطے بهي ایک مختصر کمیٹي اس جلسہ میں قرار پائي تهي— اس کمیٹي نے بهي اپنا فرض ادا کردیا هی مگر یہہ قرار پایا هی کہ نا منظوري گورنمنٹ ایڈریس کا مضمون با قاعدہ طور پر شایع نہ کیا جاے— بعد حصول منظوري جو غالبا عنقریب حاصل هو جاوے گي یہہ ایڈریس شایع کیا جائیگا اور مختلف صوبہ جات میں دستخطوں کے لیئے بهیجا جائیگا — اس حد تک کارروائي هو چکي هی اور شاید بعض ناظرین خیال کرینگے کہ سب کچھہ هوگیا اب باقي کیا هی — مگر معلوم هونا چاهیئے کہ اظهار وفاداري کے واسطے یہہ کافي نہیں هی کہ ایڈریس طیار کرلیا جاے — ایڈریس کے واسطے کاسکٹ جس میں رکھکر وہ پیش کیا جائیگا اسي طرح لازمي هی جس طرح عالم اسباب میں روح کے واسطے قالب — مسلمانوں کا کاسکٹ کس وضع کا هونا چاهیئے ؟ کیا اُس پر جامع مسجد دهلي یا تاجگنج یا کسي دوسري اسلامي عمارت کي تصویر هونا چاهیئے ؟ کم از کم کسقدر اور زیادہ سے زیادہ کہاں تک طیاري کاسکٹ میں صرف کرنا چاهیئے ؟ یہہ سوالات ابهي طی نہیں هوئے هیں—اور ان کے علاوہ ایک سوال اور بهي طی هونے کو هی وہ یہہ هی کہ صرفہ کہاں سے آئے ؟ همکو قوي اُمید هی کہ جملہ بزرگان قوم بہت جلد همکو اپني راے رزین سے مطلع فرماوینگے — اور اس اُمید قوي سے قوي تر اُمید یہہ هی کہ رزین کو رزین پڑهکر موقع اور ضرورت کا خیال کرینگے — زیادہ لکهنا فضول هی — عاقلاں را اشارہ کافي است •

[illegible] محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

اِجلاس آیندہ

یقیناً هم[illegible] هونگے کہ هماري عین خوش نصیبي [illegible] هی [illegible] صدارت میں هوگا جو [illegible] بلحاظ [illegible] باعث فخر و ناز [illegible] هی [illegible] سر سلطان محمد [illegible] کسي

خاص گروہ یا کسي خاص صوبہ پر محدود نہیں هی بلکہ هز هائینس کے ذاتي اوصاف نے تمام هندوستان اور نیز اِنگلستان و یورپ کو یکساں متاثر کر رکها هی — قطع نظر ذاتي خوبیوں کے آپ کو جو خاص مرتبہ مذهبي طور پر حاصل هی وہ خود ایسا هی کہ جسکي مثال اِس ملک میں بهرکیف غالباً نہیں هی — یورپ میں اُس کي مثال هرمولینس پوپ سے اور ملک تبت میں لاما اعظم سے البتہ دي جاسکتي هی — بعض اوقات یہہ خیال کیا جاتا هی کہ صرف خوجہ گان بمبئي آپ کو اپنا پیشواے دین مانتے هیں حالانکہ خوجگان بمبئي اُس کثیرالتعداد گروہ کا ایک خفیف جزو هیں جو آپ کي پیروي کرتے هیں — آپ تمام فرقہ اِسماعیلیہ کے رهنما هیں اور اِس لحاظ سے آپ کو علاوہ همارے شہنشاہ معظم کے دیگر سلاطین سے بهي بہت بڑا واسطہ و سروکار هی — آپ کے پیرو وسط و جنوبي مغربي افریقہ میں نہایت کثرت سے هیں — اِس زمانہ میں جب کہ مردم شماري کا رواج هی یہہ کہنا بیفائدہ هوگا کہ آپکے پیروں کي تعداد بیشمار هی — اس کے صرف یہہ معني سمجهے جائینگے کہ شمار نہیں کیئے گئے — لیکن اِس میں مطلق شبہہ نہیں هی کہ ایسے اشخاص کي نوبت لاکهوں پر نہیں بلکہ کروڑوں پر هی جو آپ کے احکام کو واجب التعمیل سمجهکر آپ کي اطاعت کرتے هیں — آپ کي یہہ پالسي هی کہ هر ملک کے بادشاہ کو امن و امان قایم کرنے میں اور مفید قوانین کے اِجرا میں مدد دیں — چنانچہ اِس قسم کي خدمات کے عوض شہنشاہ جرمن نے جن کو افریقہ کے بعض حصوں پر حکومت حاصل هی آپ کو تهوڑا عرصہ هوا کہ ایک خاص تمغہ عطا فرمایا تها •

هندوستان سے هز هائینس کے خاندان کا تعلق کچھہ بہت قدیم نہیں هی — آپ کا سلسلہ خلفاء بني فاطمہ سے هی لیکن جس سلسلہ کي وجہ سے موجودہ شہرت اور اعزاز و اقتدار هی — اُس کي بنیاد زیادہ تر ایران میں قایم هوئي هی — چنانچہ آپ کے دادا صاحب جن کا اسم گرامي آغا حسن علیشاہ تها ابتداءً بعهد فتح علیشاہ شاہ ایران نہایت معزز رکن سلطنت تهے اور خود شاہ ممدوح کي دختر سے عقد هوا تها — کچھہ عرصہ کے بعد شاہ ایران آپ کے دادا صاحب سے بد ظن هوگئے جسکي وجہ سے اُن کو ترک وطن کرکے هندوستان آنا هوا — بمبئي میں پیشتر سے اُن کے معتقد اور نیز کچھہ جائداد موجود تهي علاوہ ازیں ایران کي پولیٹکل قیود کے بعد اِنگریزي حکومت کي آزادي اُن کو بہت خوشگوار معلوم هوئي — " قدر عافیت کسی داند کہ بہ مصیبتے گرفتار آید " — پس آغا حسن علیشاہ صاحب نے بمبئي میں مستقل سکونت اختیار کرلي — کچھہ زیادہ زمانہ نہیں گذرنے پایا تها کہ اول جنگ کابل اور نیز جنگ سندہ هوئي — ان مواقع پر آغا صاحب موصوف سے خدمات نمایاں هوئیں اور بالاخر صاحب ممدوح کو منجانب برٹش گورنمنٹ پینشن ملي اور نیز هز هائینس کا معزز خطاب عطا هوا کہ جو صرف فرمانروایان کو ملتا رها هی — هز هائینس آغا حسن علیشاہ نے سنہ ۱۸۸۱ ع میں

جبکہ اُن کا سن تقریبا نوے سال تھا قضا کي - اور بجاے اُن کے جناب آغا علي شاہ صاحب صدر نشین ہوئے - چار سال کے بعد آغا علي شاہ صاحب نے قضا کي اور دس سال کي عمر میں ہز ہائینس سلطان محمد شاہ کو صدارت حاصل ہوئي *

ہز ہائینس کي مثال بھي منجملہ اُن بیشمار واقعات کے ہی جن سے ثابت ہوتا ہی کہ لایق ماں بھي عجیب و غریب نعمت ہی - آپ کي والدہ ایران کي مشہور عالم اور فلاسفر نظام الدولہ کي دختر تھیں - اور جس خوبي کے ساتھہ ممدوحہ نے اپنا فرض در بارہ تعلیم و تربیت ادا فرمایا اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ علاوہ جوہر شرافت کے ممدوحہ نے لیاقت پدري کي میراث بھي پائي تھي — یقینا اُسیکا نتیجہ ہی کہ ہز ہائینس کي تعلیم مشرقي و مغربي ہر دو علوم کے لحاظ سے اتني مکمل ہی کہ في زمانہ ہندوستان میں شاذ و نادر ہي ہوتي ہی *

گو ہز ہائینس ایک فرقہ کے مذہبي پیشوا ہیں آپ کے دیکھنے سے یا معمولي طرز زندگي سے ہرگز یہہ مترشح نہیں ہوتا کہ مذہبي اثر قایم رکھنے کے واسطے کوئي خاص وضع یا انداز اختیار کیا گیا ہی — آپ بتحیات سر سید مرحوم علیگڈہ تشریف لائے تھے اور دو روز سر سید کے مہمان رہے تھے — گو اُس وقت آپ اور میں کم عمر تھے تاہم اُسوقت بھي آپ نے ظاہري نمایش کو مطلق جایز نہ رکھا تھا — اور دیکھنے والا جو واقف نہ ہو ہرگز نہیں سمجھتا تھا کہ آپ ایک معمولي تعلیم یافتہ نوجوان جنٹلمین نہیں ہیں بلکہ کروڑوں آدمیوں کے سردار اور پیشوا مذہبي اور دنیوي خزاین اور دولت کے مالک ہیں *

واقعي فرقہ اسماعیلیہ نہایت خوش قسمت ہی کہ اُسکو ایسے روشن خیال پیشوا سے تعلق ہی — ہز ہائینس اپني کثیر آمدني کا بڑا حصہ اس فرقہ کي دیني اور دنیوي بہبود کے واسطے صرف کرتے ہیں لیکن اُنکي ہمدردي اسبات کي اجازت نہیں دیتي کہ عام مسلمانان کي حالت زار پر متوجہ نہ ہوں — جو احسان ہز ہائینس نے ہمارے کالج پر کیا ہی اُس کے اعادہ کي ضرورت نہیں ہی — دوسرا احسان عظیم یہہ ہی کہ ایسے موقعہ پر جبکہ ہر طرح کے سامان دلچسپي موجود ہونگے جناب نے اپنے بیش بہا وقت کا ایک حصہ کانفرنس کي نذر کرنا قبول فرمایا ہی *

یہہ پہلا موقعہ نہ ہوگا کہ تمام مسلمانوں کے بلا لحاظ فرقہ و ملت ہز ہائینس صدر انجمن و ریپریزینٹیٹو ہوں گے - کیونکہ سنہ ۱۸۹۷ ع میں بھي بسلسلہ جوبلي آپ ہي جملہ مسلمانان صوبہ بمبئي کے سرگروہ قرار پائے تھے اور ویسرائے کے ذریعہ سے ملکہ معظمہ کي حضور میں اڈریس پیش کرنے کي غرض سے شملہ تشریف لیگئے تھے - پھر سنہ ۱۸۹۸ ع میں آپ ولایت تشریف لیگئے اور وہاں خود ملکہ معظمہ کے دربار میں بمقام ونڈسر کیسل باریاب ہوئے - اس موقعہ پر ہز ہائینس کو موجودہ شہنشاہ سے ملنے کا بھي موقعہ ملا اور بالاخر ملاقات دوستي کي حد تک پہونچگئي

اُسي سنہ میں ہز ہائینس کو نایٹ گرینڈ کمانڈر کا تمغہ عطا ہوا تھا اور سال حال میں وہ سلسلہ تاجپوشي نایٹ گرینڈ کمانڈر کا خطاب ملا ہی - یہہ بات عام طور پر لندن میں مشہور ہی کہ اس موقعہ تاجپوشي پر آپ کو دربار شاہي میں خاص مرتبہ اور رسوخ حاصل رہا *

سجل جمعیۃ أم القری

یعني

روئداد انجمن مکہ معظمہ

چونکہ ہمارا زمانہ یعني چودھویں صدي کا آغاز ایک ایسا زمانہ ہی جس میں عام طور پر مسلمانوں کي حالت میں ضعف اور اختلال پیدا ہوگیا ہی - اور چونکہ خدا نے دنیا میں ہر چیز کے لیئے کوئي نہ کوئي سبب بنایا ہی اِس لیئے ضرور ہی کہ اِس ضعف و اختلال کا بھي جو تمام دنیا کے مسلمانوں پر طاري ہی کوئي سبب ہوگا - کچھہ عرصہ سے ہمارے علماء و فضلا ، مولفوں اور مصنفوں اور مدبروں نے اس اختلال کے اسباب پر غور کرنا اور مسلمانوں کي حالت کو ترقي دینے کے لیئے بہترین وسائل کي نسبت بحث کرنا شروع کیا — وہ ہندوستان ، مصر ، شام اور تاتار کے اخباروں میں اپني رائیں شائع کرنے لگے جن میں سے اکثر مضامین میري نظر سے گذرے — اور میں نے بھي ان کي تقلید کرکے اِس اہم مسئلہ میں جو کچھہ میري راے تھي اُس کو بعض اخبارات میں شایع کیا *

اِس کے بعد میں نے اپني کوشش کے دائرہ کو زیادہ وسیع کرنا چاہا اور مکہ مکرمہ میں جو روحاني ہدایت کا سر چشمہ ہی مختلف ممالک کے علماء و فضلا کي ایک انجمن منعقد کرنے کا اِرادہ کیا — اور خدا کي ذات پر بھروسہ کرکے عرب کے مشہور شہروں کي سیر و سیاحت کي غرض سے میں نے قدم بڑھایا — تاکہ وہاں کے علماء کے خیالات پر اطلاع حاصل ہو اور آیندہ حج کے موقع پر جلسہ کا انتظام ہوسکے - میں اوائل محرم سنہ ۱۳۱۶ ھجري میں اپنے وطن سے جو فرات کے کنارہ پر واقع ہی روانہ ہوا - میں نے اسکندرون سے بحري رستہ اختیار کیا اور بیروت ، دمشق ، یافا اور بیت المقدس کو ہوتا ہوا اسکندریہ پہونچا - پھر مصر میں آیا - اِس کے بعد سویز کي راہ سے حدیدہ ، صنعاء اور صعدا ہوکر بصرہ پہونچا اور یہاں سے واپس ہوکر حائل اور مدینہ منورہ میں ٹھیرتا ہوا اوائل ذیقعدہ میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا — اِن شہروں کے جن حضرات علماء و فضلا نے میري دعوت قبول کي تھي اور جلسہ میں شریک ہونے کا وعدہ کیا تھا ان میں سے اکثر مجھہ سے پیشتر ہي ملکہ معظمہ میں پہونچ چکے تھے - اور ۱۵ تاریخ سے پیشتر ہي جو اجلاس کي تاریخ قرار دي گئي تھي باقي لوگ بھي آگئے — البتہ اسکا افسوس ہی کہ بعض تلاذہ اسباب سے فاضل بیروتي تشریف نہیں لاسکے — انہوں نے اپني غیر حاضري کي وجوہات سے مجھکو تحریري اطلاع دي اور درحقیقت وہ معذور تھے

اس اثنا میں کہ ہم جلسہ کي مقررہ تاریخ کا انتظار کر رہے تھے میں نے بعض دوستوں کي مدد سے نہایت تلاش اور جستجو کے بعد جلسہ میں شریک کرنے کے لیئے ۱۲ ممبر اور بہم پہونچائے ' جو مراکش ' تیونس ' قسطنطنیہ ' بغدچہ سرائے ' تفلس ' تبریز ' کابل ' کاشغر ' کازان ' پکن ' دھلي ' کلکتہ اور لورپول کے رہنے والے تھے — چونکہ میں نے ہي اس جلسہ کو دعوت دي تھي اور مجھہ ہي کو اُسکا تمام انتظام و اہتمام کرنا تھا اس لیئے میں نے فورا مکہ کي آبادي سے علحدہ کنارہ پر ایک ایسا مکان تجویز کیا جس میں مخفي طور پر اجلاس ہوسکیں اور یہہ مکان بنظر احتیاط ایک روسي شخص کے نام سے کرایہ پر لیا گیا تاکہ کوئي معرض نہوسکے — ۱۵ تاریخ سے مہینہ کے خاتمہ تک سواے الوداعي اجلاس کے ۱۲ اجلاس ہوئے جن میں نہایت ضروري اور اہم مسائل کي نسبت نہایت آزادي کے ساتھہ مباحثے ہوئے اور نہایت پر جوش تقریریں کي گئیں - اور اُن کي روئداد نہایت احتیاط کے ساتھہ قلمبند کي گئي جیسا کہ اُس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا - اس روئداد میں سواے اُن باتوں کے جن کو انجمن نے ازراہ مصلحت پوشیدہ رکھنا چاہا تمام بحثیں اور تقریریں ہو بہو درج ہیں •

پہلا اجلاس

یوم دوشنبہ - ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۶ ہجري

دوشنبہ کے روز ۱۵ تاریخ کو ہماري انجمن کا پہلا اجلاس ہوا جس میں مختلف ممالک اسلامیہ کے ۲۲ علماء اور فضلا شریک تھے - یہہ تمام علماء عربي زبان کے سمجھنے اور اُس میں تحریر و تقریر کرنے پر بخوبي قادر تھے - جس وقت تمام ممبر جمع ہوگئے تو میں نے ان کو ایک دوسرے کے ساتھہ انٹروڈیوس کیا - اس کے بعد تمام ممبروں کو ایک مطبوعہ پروگرام تقسیم کیا گیا جو پہلے ہي سے چھپا ہوا تیار تھا - یہہ پروگرام جلاٹین (Gelatine) کے چھاپے میں چھاپا گیا تھا جو انجمن کے کاغذات چھاپنے کے لیئے میں نے ایک ہندوستاني تاجر سے چند روز کے لیئے مستعار رنگ لیا تھا - اس میں ہر ممبر کا نام ' سکونت ' مذہب اور خاص قابلیت اور اُس کے مختصر حالات لکھے ہوئے تھے — اور نیز اس میں وہ شرائط درج تھے جو انجمن کے ممبروں کو استعمال کرنے تھے •

ممبران جو اجلاس میں شریک تھے حسب ذیل ہیں •

سید فراتي ' فاضل شامي ' بلیغ قدسي ' کامل اسکندري ' علامہ مصري ' محدث یمني ' حافظ بصري ' عالم نجدي ' محقق مدني ' اُستاد مکي ' حکیم تونسي ' مرشد فارسي ' سعود انگریزي ' مولاے رومي ' عالم کردي ' مجتہد تبریزي ' عارف تتاري ' خطیب کازاني ' مدقق ترکي ' فقیہ فغاني ' فاضل ہندي ' شیخ سندھي ' امام چیني •

پروگرام تقسیم ہونے کے بعد تمام ممبروں نے پکار کر کہا " لانعبد الاالله " یہ کلمہ ہماري باہمي اخوت کا شعار تھا اور اُس کو پہلے ہي تمام ممبر جانتے تھے — اس کے بعد تمام ممبروں نے اسلام اور مسلمانوں کي بہبودي اور بہي خواہي میں حتی المقدور کوشش کرنے اور اس مبارک انجمن کے معاملات میں امانت اور دیانت پر ثابت قدم رہنے کا عہد لیا گیا •

ان تمہیدي اُمور کے ختم ہونے کے بعد میں نے ممبروں کي خدمت میں عرض کیا کہ اس جلسہ کے لیئے ایک صدر کا انتخاب کرنا ضروري ہی جو اجلاس کے تمام مباحثوں اور تقریروں کي نگراني اور رہنمائي کرسکے اور ایک سکرٹري ہونا چاہیئے جو اجلاس کي روئداد قلمبند کرتا رہے — اس کے جواب میں علامہ مصري نے کہا کہ ہماري واقفیت ایک دوسرے کے ساتھہ بالکل نئي ہی اور آپ پیشتر ہي سے ہم سب سے واقف ہیں پس میں دونوں انتخاب آپ ہي کي راے پر منحصر کرتا ہوں - علامہ مصري کي یہہ تقریر ختم بھي نہونے پائي تھي کہ تمام ممبروں نے اس سے اتفاق کیا - اُس وقت میں نے جلسہ کے سامنے اعلان کیا کہ میں اُستاذ مکي کو صدارت کے لیئے انتخاب کرتا ہوں اور سکرٹري کي خدمت میں بذات خود انجام دونگا - کیونکہ جو کام میں خود انجام دے سکتا ہوں اُس کے لیئے میں اپنے کسي دوست کو تکلیف دینا پسند نہیں کرتا - جب میري گفتگو ختم ہوئي تو جناب صدر انجمن کي افتتاحي تقریر کے انتظار میں تمام جلسہ پر سکوت اور خاموشي کا عالم طاري ہوگیا — جناب ممدوح نے اپني افتتاحي تقریر شروع کي اور بعد حمد و صلوۃ کے فرمایا •

حضرات !

ہم میں سے ہر شخص کو معلوم ہی کہ ہم آج کیوں اس مقام پر جمع ہوئے ہیں - سکرٹري صاحب جن کي دعوت پر یہہ جلسہ جمع ہوا ہی ان کي کوششوں کا ہم کو مشکور ہونا چاہیئے — میرے نزدیک اس امر کي ضرورت نہیں کہ میں اس جلسہ کے جمع ہونے کا سبب بیان کروں اور نہ میں آپ کي ہمت کو بڑھانے اور آپ کي غیرت اور حمیت کي آگ کو بھڑکانے کي ضرورت دیکھتا ہوں — مگر میں آپ کے سامنے اجمالي طور پر اس مسئلہ کي تاریخ بیان کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں •

اسلام کے تنزل اور انحطاط کا مسئلہ کوئي نیا مسئلہ نہیں ہی جو زمانہ حال کي پیداوار ہو — بلکہ اُسکي عمر ایک ہزار سال یا اس سے بھي زیادہ ہی — اِن متواتر صدیوں میں اسلام کي عزت اور عظمت کے محفوظ رہنے کا صرف یہہ باعث ہی کہ اس مذہب کي بنیاد نہایت استحکام کے ساتھہ قایم ہوئي تھي اور تمام قومیں بلحاظ جملہ حالتوں کے مسلمانوں کے مقابلہ میں پیچھے تھیں مگر بعض قومیں رفتہ رفتہ مفید اور کارآمد علوم و فنون میں جو انسان کے خیالات کو روشن کرنے والے ہیں ہم سے فایق ہوگئیں اور بتدریج اپني قوت کو تربیت کرکے دنیا کي اکثر قوموں اور ملکوں پر مسلط ہوگئیں — اور مسلمان بدستور غفلت کي گہري نیندمیں سوتے رہے - حتی کہ ممالک اسلامیہ کے جسم کے اطراف

شل اور بے حس و حرکت ہوگئے اور قلب یعنی جزیرہ عرب کی حالت خطرہ کے قریب پہونچ گئی — یہہ حالت دیکھکر بعض صاحب بصیرت اشخاص جن کو خدا نے عاقبت اندیشی کی توفیق دی تھی متنبہ اور بیدار ہوئے — اُنھوں نے اپنے مواعظ اور نصائح کے ذریعہ سے جو بے شمار اخباروں اور رسالوں میں شائع ہوتے رہے خواب غفلت میں سونے والے مسلمانوں کو جھنجھوڑنا شروع کیا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اکثر مسلمان چونک اُٹھے اور عام طور پر دلوں میں ایک قسم کی تحریک پیدا ہوگئی — مگر نہایت افسوس ہی کہ اس تحریک کے ابھی کوئی خاص سمت مقرر نہیں اور چاروں طرف منتشر ہونے سے اُس کی قوت ضایع ہو رہی ہی — اُمید ہی کہ خداوند تعالی ہماری انجمن کو توفیق دے کہ وہ تمام مسلمانوں کے لیئے ایک خاص سمت قرار دینے اور ان کی منتشر اور پراگندہ قوت کو ایک مرکز پر جمع کرنے میں کامیاب ہو *

اس موضوع میں جس قدر مضامین اور آرٹیکل ہمارے علماء اور فضلا کے قلم سے نکلے ہیں ان پر اگر عمیق اور گہری نظر ڈالی جاے تو معلوم ہوتا ہی کہ ان کی بنا صرف چار ابتدائی مقاصد پر رکھی گئی ہی *

اول موجودہ حالت کا بیان اور عام طور پر اُس کے اعراض اور متعلقات کی تشریح کرنا جس کا لوگوں پر اثر پڑے اور ان کو غور و فکر کرنے پر آمادہ کرے، حالانکہ یہہ اثر چند مدت سے زیادہ عرصہ تک باقی نہیں رہتا - دوم اس امر کا بیان کہ جو ضعف و اختلال مسلمانوں پر طاری ہی اُس کا سبب عام جہالت ہی — اس کی تشریح میں صرف اجمال اور تلمیح سے کام لیا جاتا ہی ، حالانکہ ضرورت اس بات کی ہی کہ قوم کی جہالت تفصیل اور تشریح کے ساتھہ بیان کی جاے اور اپنے عیوب اور نقائص کے ظاہر کرنے میں شرم و لحاظ کو بالکل بالاے طاق رکھدیا جاے — تیسرے قوم کو موجودہ حالت کے ناگوار نتایج سے نہایت ہولناک پیرایہ میں ڈرانا ، حالانکہ اب نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہی کہ ڈرانے سے کچھہ فائدہ نہیں ہوسکتا - چوتھے قوم کے امراء یا علماء یا تمام قوم کو ملامت کرنا یا ان کے ذمہ الزام لگانا کہ وہ متحد اور متفق ہوکر ترقی نہیں کرتے ، حالانکہ ایسی حالت میں جب کہ وہ باہمی اختلافات اور خصومتوں میں مصروف ہیں اتحاد و اتفاق صرف مشکل ہی نہیں بلکہ قریب قریب ناممکن ہی *

پس یہہ چار مقاصد ہیں جن میں نہایت فصاحت و بلاغت صرف کی گئی ہی اور جو مختلف اسالیب اور پیرایوں میں پوری طرح بیان ہوچکے ہیں ، اور اب اُن سے فائدہ اُٹھانے اور ثمرہ حاصل کرنے کا وقت آ گیا ہی — اور یہہ اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ مرض یا مشترک امراض کی پوری طرح تشخیص نہ ہو جاے کہ مرض کا مقام کہاں ہی اُس کے مانگروب کیا ہیں — اور اس کے بعد ایسی دوا تجویز نہ کی جاے جو سہل الوصول ہونے کے علاوہ سریع الاثر اور قابل اطمینان ہو، اور پھر وہ دوا ایسی حکمت کے ساتھہ قوم کے جسم میں داخل کی جاے کہ وہم اور عناد کو اپنا کام کرنے کا موقع نہ ملے اور اعضاے قوت شامہ اور ذائقہ اُس کی مخالفت پر آمادہ نہوں *

حضرات ! میرا خیال ہی کہ ہمارے علماء اور فضلا اور مضمون نگاروں نے اس موضوع میں اپنی راے ظاہر کرتے وقت اپنا نام پوشیدہ رکھنے کی جو پالیسی اختیار کی ہی غالبا آپ بھی اُس کو پسند کرتے ہونگے — کیونکہ اس میں بہت سی خوبیاں بلکہ اِس کے متعدد اسباب ہیں — ہماری انجمن کو بھی یہی پالیسی اختیار کرنی چاہیئے اور ہر ایک ممبر کو جب کہ وہ اِس موضوع کے متعلق اپنی راے پبلک میں شائع کرے تو حتی الوسع اپنا نام پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے — کیونکہ اِس سے یہہ فائدہ ہوگا کہ ہم میں سے ہرشخص خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ اختیار کرسکیگا - یعنی مذہبی اور قومی بہبودی کی نسبت جو اُس کی راے ہوگی وہ بغیر شرم و لحاظ اور ریا کے اور بغیر عوام الناس کے مذاق کے رعایت اور ان کی ناراضی کے خیال کے صاف صاف اور کھلم کھلا ظاہر کرسکیگا - کیونکہ مریض کے لیئے شرم کرنا موجب ہلاکت اور مرض کا چھپانا سراسر حماقت اور نادانی ہی — قوم کی بھی خواہی عین مذہب ہی اور مذہبی امور میں کوئی شرم کی بات نہیں ہی — نام کے پوشیدہ رکھنے کا ایک فائدہ یہہ بھی ہی کہ اس موضوع کے متعلق جو باتیں خیال میں گذرتی ہیں اُن کو اکثر لوگ جانتے ہیں مگر وہ منتشر اور پراگندہ ہیں اور اُنکے لحاظ سے افراد قوم کئی طبقوں پر منقسم ہیں : علماء کا ایک طبقہ ایسا ہی جو نہایت قدیمک اور جدل ہی وہ اس قسم کے مسائل کی نسبت غور و خوض کرنے میں عوام کی شورش سے ڈرتا ہی - ایک فرقہ علماء کا ایسا ہی جو ریاکار اور اپنی ضرورتوں اور مصلحتوں کی پیروی کرنے والا ہی - ان دونوں فرقوں کے علاوہ باقی افراد قوم کی یہہ حالت ہی کہ وہ ایسے ناصحوں کی نصیحت قبول کرنے کو اپنی کسر شان سمجھتے ہیں جو معصوم نہیں ہیں — پس اس وجہہ سے وہ اقوال جنکا قائل معلوم نہیں ہوتا زیادہ تر موثر اور زیادہ تر مقبول ہوتے ہیں *

حضرات ! میرا خیال ہی کہ آپ اس بات کو پسند کرینگے کہ ہم ان مذاہب کے باہمی اختلاف کو جنکی ہم بطور تقلید کے پیروی کرتے ہیں اور جنکے اکثر احکام کے ماخذ بھی ہم کو معلوم نہیں ہیں الگ رکھیں — اور جو کچھہ ہم کو قرآن مجید اور سنت نبوی اور اجماع اُمت سے ثابت ہو صرف اُسی پر ہم اعتماد کریں — تاکہ ہماری آراء میں باہم تفرقہ اور اختلاف واقع نہو اور نیز تاکہ جو کچھہ ہم قرار دیں وہ تمام اہل قبلہ کے نزدیک مسلم اور مقبول ہو — کیونکہ مذہب سلف ہی تمام موجود مذاہب کی اصل ہی جسکو کسی فرقہ کا کوئی شخص رد نہیں کرسکتا اور نہ قوم اُسکی طرف رجوع کرنے اور بعض اہم مسائل میں اُس پر اعتماد کرنے سے انکار کرسکتی ہی — کیونکہ وہ مذہب تمام موجودہ مذاہب سے یکساں نسبت رکھتا ہی — پس کسی شخص کو ایک ایسے

مسئلہ میں جو قرآن مجید اور صحیح حدیث سے صریحا مخالف ہو تقلید کا ترک کرنا ہرگز ناگوار نہوگا ●

یہہ راے جو میں نے اس وقت پیش کی ہی آپ میں سے بعض صاحبوں کو ناگوار نہونی چاہیئے — کیونکہ یہہ کوئی جدید خیال نہیں ہی جو مسلمانوں میں بالفعل پیدا ہوگیا ہی — بلکہ سواے حرمین کے جزیرہ نماے عرب کے تمام باشندوں کی جن کی تعداد سات اور آٹھہ ملیون کے درمیان ہی یہی راے ہی — یہہ تمام مسلمان سلف کے عقیدے اور بعضی مسائل میں حنفی یا زیدی یا شافعی مذہب پر ہیں — مذہب اسلام اُنہیں کی زبان میں نازل ہوا اور اُنہیں میں اُس نے نشو و نما پائی - پس وہ لوگ اُس مذہب کے اصل اور اُس کی حفاظت اور حمایت کرنے والے ہیں - ان کو غیروں کے ساتھہ مخالطت اور میل جول کا بہت کم اتفاق ہوا ہی اور مذہبی تفنن جس کا منشا تبحر و مباحثات ہی ان میں بہت کم پایا گیا ہی — آپ صاحبان کو یہہ خیال نہونا چاہیئے کہ اس قدر عرصہ دراز گذرنے کے بعد ہم ان ائمہ کرام کی تقلید کو ترک کرکے جو بلحاظ علم و فضل اور جامعیت کے ہم سے بدرجہا افضل اور زیادہ تر محتاط اور متورع تھے ' کس طرح اپنے فہم اور اپنی ذاتی تحقیق پر بھروسہ کرسکتے ہیں - غالبا ہم میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں ہی جس کے دل میں یہہ سخت شبہہ نہو کہ ائمہ اور علماء میں کون شخص سب سے افضل اور کس کی تحقیق زیادہ تر اعتبار و اعتماد کے لایق ہی ؟ کیونکہ ان میں بلحاظ نفی و اثبات کے سخت اختلافات چلے آتے ہیں - حتی کہ یہہ اختلافات اکثر اُن فعلی اُمور میں بھی پائے جاتے ہیں جن کا ماخذ ہزاروں دفعہ کا مشاہدہ ہی : مثلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جمہور صحابہ کرام وتر ایک سلام سے پڑھتے تھے یا دو سلام سے ؟ کیا وہ وتروں میں دعاء قنوت پڑھتے تھے یا صبح کے فرضوں میں ؟ تقدیمی قرات پڑھتے تھے یا خاموش رہتے تھے ؟ تکبیرات انتقالی کے وقت ہاتھہ اُٹھاتے تھے یا نہیں ؟ ہاتھہ باندھکر نماز پڑھتے تھے یا ہاتھہ چھوڑ کر ؟ پس جبکہ ایک فعلی عبادت یعنی نماز کی کیفیت کی تحقیق میں جو عظیم الشان مجمعوں میں ادا کی جاتی ہی اور ہر شخص کو جس کے مشاہدہ کا ہزار ہا بار اتفاق ہوتا ہی ہمارے علما اور ائمہ میں اسقدر اختلاف اور تباین ہی تو ایسے احکام میں کیا نوبت ہوگی جو کسی ایسے قول یا فعل یا سکوت کی طرف منسوب ہوں جو ایک یا چند بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوا - اور جس کو صرف ایک شخص یا چند اشخاص نے دیکھا ●

اِس بنا پر میرے نزدیک کوئی مانع موجود نہیں ہی کہ ہم اِن باہم مختالف اور متناقض نقول کو اور خصوصا ان کو جو بعض اصول سے متعلق ہیں ترک کریں - اور جو کچھہ ہم قرآن و سنت سے سمجھتے ہیں یا جو ہمارے نزدیک حتی الوسع تحقیق اور تدقیق کے بعد ثابت ہوجاوے اور وہ سلف صالحین کا مسلک ہی ہم سب بالاتفاق اُس کی طرف رجوع کریں — اِس طرح پر ہماری تمام قوم کے لیئے ایک خاص سمت معین ہوسکتی ہی اور باہمی اتفاق کے ساتھہ ہم قوم کی بہبودی کی مناسب تجویزیں قرار دے سکتے ہیں — ایسی حالت میں قوی اُمید ہی کہ قوم کو ہم جس بات کی طرف دعوت کرینگے وہ فورا اُس کو قبول کریگی ●

حضرات ! میں ایک نہایت اہم امر کے لیئے خاص طور پر آپ کو متنبہہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہہ ہی کہ مسلمانوں کے قومی تنزل اور انحطاط کے خطرناک حالات اور انکے بیشمار اسباب جو ہماری انجمن میں بیان کیئے جائینگے ان کو دیکھکر آپ کو گھبرانا اور خوف زدہ ہونا نہ چاہیئے - ایسا نہ ہو کہ ہم خدا کی رحمت سے مایوس نہوجائیں - اور نہ ہمکو اس قول کی صحت پر اعتبار کرنا چاہیئے کہ مسلمانوں کی قوم ایک مردہ قوم ہی اُس کے دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی اُمید نہیں ہوسکتی — اور نہ ہمکو اس راے کے صائب ہونے پر یقین کرنا چاہیئے کہ جب کسی ملک یا قوم پر ضعف و انحطاط طاری ہوجاتا ہی ' تو وہ رفع نہیں ہو سکتا - رومانی ' یونانی ' امریکن اور جاپانی قوموں کی مثال ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہی — اُنہوں نے ضعف و اختلال کے انتہائی درجہ پر پہونچ جانے اور اپنے تمام اخلاقی اور سیاسی ضروریات کو ضائع کردینے کے بعد دوبارہ از سرنو زندگی حاصل کی ہی — ہمارے اور ان عظیم الشان زندہ قوموں کے درمیان جو ہماری ہمعصر ہیں علم اور اعلی اخلاق کے سوا کوئی بڑا فرق نہیں مگر علمی تربیت کی مدت صرف بیس سال اور اخلاقی تربیت کی مدت چالیس سال ہی — ہمارا فرض ہی کہ ہم خدا کی عنایت پر جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اُس دین مبین پر بھروسہ کریں جس کی عزت و عظمت کا پرچم ایک عالم پر اُڑتا رہا ہی اور بلحاظ حکمت اور نظام اور استحکام بنیاد کے کوئی مذہب اُس کا مقابلہ نہیں کرسکتا ●

حضرات ! آپ یقین کریں کہ ہماری مشکلیں عنقریب آسان ہونے والی ہیں - ظاہری اسباب اور قدرتی دلائل اس بات کی بشارت دے رہے ہیں کہ اب زمانے نے پلٹا کھایا ہی - اور اسلام میں ایسے پر جوش اور اور آزاد خیال مدبر پیدا ہوگئے ہیں جن میں سے ایک شخص ہزار کی برابر ہی اور ان کی ایک جماعت ایک لاکھہ کی برابر ہی - پس ان عقلا کی ایک منتظم جماعت اس امر کے لیئے کافی ہی کہ وہ اپنی آواز قوم کے کانوں تک پہونچادے خواہ وہ کیسی ہی گہری نیند میں ہو اور اُس میں چستی اور چالاکی کی روح پھونکدے خواہ وہ کیسی ہی سستی اور کاہلی میں گرفتار ہو — آپ خیال کرسکتے ہیں کہ ہماری اس انجمن کا اس مقدس مقام پر منعقد ہونا منجملہ ان بشارتوں کے ایک عظیم الشان بشارت ہی خصوصا جبکہ اُسکو خداوند تعالے اپنی مہربانی سے ایک مستقل اور باقاعدہ انجمن قایم کرنے کی توفیق دے — مستقل اور باقاعدہ انجمنیں اپنے اغراض و مقاصد کے لیئے اس قدر عرصہ دراز تک کوشش جاری رکھہ سکتی ہیں جسکے لیئے ایک شخص کی عمر وفا نہیں کرسکتی - اور اپنے تمام کام ایسے مستحکم اور سچے ارادوں کے ساتھہ انجام دے سکتی

ھیں جن میں مطلق تردد اور تذبذب نہیں ھوسکتا — یہي بھود ھی کہ حدیث میں وارد ھوا ھی کہ " جماعت کے ساتھہ خدا کا ھاتھہ ھی " اور یہي بھود ھی کہ انجمنیں نہایت عظیم‌الشان اور اھم کام جو عجائبات سے کم نہیں ھیں انجام دیتي ھیں — اور نیز مغربي قوموں کي ترقي بلکہ ھر ایک مہتم بالشان کام میں کامیابي کا یہي راز ھی - کیونکہ خدا کي سنت جو اُس کي مخلوقات میں جاري ھی ' یہہ ھی کہ کوئي کام خواہ وہ خاص ھو یا عام ' بغیر ایک ایسي قوت اور ایسے زمانہ کے سر انجام نہیں پا سکتا جو بلحاظ اھمیت کے اُس سے تناسب رکھتے ھوں — یعني کسي کام میں کامیابي حاصل ھونے کے لیئے اُس کي مناسب قوت اور مناسب زمانہ کا موجود ھونا ایک ضروري شرط ھی - اور جو کام تھوڑي قوت کے ذریعہ سے عرصہ دراز میں انجام پاتا ھی وہ اُس کام کي نسبت زیادہ تر مضبوط اور مستحکم اور دیر پا ھوتا ھی جو زیادہ قوت کي مدد سے تھوڑے عرصہ میں اختتام کو پہونچایا جاتا ھی — ھم میں سے ھر شخص کو معلوم ھی کہ ھمارا مسئلہ ایسا نہیں ھی جس کے حل کرنے کے لیئے ایک شخص کي چند روزہ عمر وفا کر سکے ' یا کوئي ایسا جبري طریقہ جس کي مزاحمت امکان سے خارج ھو اُس کے انجام دینے میں استعمال کیا جاسکے ' یا کوئي ایسي احمقانہ قوت جس کا جوش و خروش جلد ترقي کرتا اور جلد زایل ھوتا ھی اُس کے لیئے مفید ھوسکے •

جب کہ ھم خیال کرتے ھیں کہ بڑے سے بڑے عدد کي بنیاد † دو ھی ' یہي حال انجمنوں کا سمجھنا چاھیئے - ھر ایک انجمن ابتدا میں دو شخصوں سے شروع ھوتي ھی پھر رفتہ رفتہ اُس کے ممبروں کي تعداد بڑھتي جاتي ھی اور وہ مختلف صورتیں بدلکر آخر کار مکمل ھوتي اور پورا استحکام حاصل کرتي ھی - اس بنا پر کچھہ بعید نہیں اگر ھم ایک ایسي مستقل اور با قاعدہ انجمن قایم کرسکیں جس کے ساتھہ ھماري قومي اُمیدیں وابستہ ھوں — ھمکو اس قسم کے اوھام میں مبتلا نہونا چاھیئے کہ مشرقي ممالک میں انجمنوں کي حالت بوجہ پولیٹکل پیچیدگیوں کے معرض خطر میں ھی اور وہ زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں رہ سکتیں - خصوصا جب کہ ان کي مالي حالت اچھي نہو اور وہ مثل یوروپ کي علمي جماعتوں کے کسي سلطنت کے زیر حمایت نہوں — بلکہ ھم کو مناسب یہہ ھی کہ ھم نہایت حزم و احتیاط ' استقلال اور ثابت قدمي کے ساتھہ حصول مقاصد کے لیئے اپني کوششیں مسلسل جاري رکھیں •

ھمارا ملک مشرق عظیم‌الشان کاموں کا مطلع ھی اور زمانہ میں ھمیشہ عجائبات ظاھر ھوتے ھوں - قدرت کے نزدیک کچھہ مشکل نہیں ھے کہ وہ ھمکو ایک ایسي مستقل اور با قاعدہ انجمن قایم کرنے کي توفیق دے جسکي آواز اس قدر بلند ھو کہ جب اُس کا موذن راس گنڈ ھوپ پر کھڑا ھوکر " حي علی‌الفلاح " کي آواز لگاوے تو اُس کي صدا اقصاے چین کے مسلمانوں کے کانوں میں گونج اُٹھے •

ھم کو اُمید ھی کہ اِسلامي سلطنتیں اِس انجمن کو پسند کرینگي بلکہ اُس کي حمایت پر آمادہ ھونگي ' اگرچہ کچھہ عرصہ کے بعد ایسا ھو — کیونکہ اِس انجمن کا بنیادي مقصد جو صرف قوم کو جہالت کے گڑھے سے نکالنا اور علم و فضل کي بلندي پر پہونچانا ھی سیاسي رنگ سے بالکل پاک صاف ھی - اِس کے متعلق مفصل بحث بعد میں کي جاویگي •

اب ھم ضعف و اختلال کے اُس مرض کو جو بالعموم قوم پر مسلط ھو رھا ھی نہایت تحقیق اور تدقیق کےساتھہ سیاسي‌طور پر تشخیص کرنا شروع کرتے ھیں - پس اے حضرات مجھکو اُمید ھی کہ آپ صاحبان اس عام اختلال کا سبب دریافت کرنے کے لیئے حتی‌الوسع غور و فکر کرینگے اور اس مسئلہ میں جو کچھہ آپ کي راے قایم ھو اُس کو آیندہ اجلاس میں بیان کرینگے انجمن کا اجلاس سواے سہ شنبہ اور جمعہ کے روزانہ منعقد ھوگا — وقت اجلاس طلوع آفتاب کے ایک گھنٹہ بعد سے قبل ظہر تک ھوگا — اول گذشتہ اجلاس کي کارروائي پڑھي جائیگي اس کے بعد آیندہ کارروائي شروع کي جاویگي •

میں آج کے اجلاس کو صرف ان ابتدائي مسائل کي فہرست پر ختم کرتا ھوں جن کي نسبت ھماري انجمن میں بحث کي جاویگي - ھر ایک ممبر کو مناسب ھی کہ وہ ان مسائل پر پہلے ھي سے کافي غور کرلیں — یہہ ابتدائي مسائل دس ھیں •

(۱) مرض کا مقام (۲) مرض کے اعراض (۳) مرض کے مائکروب (۴) کیا مرض ھی ؟ (۵) دوا استعمال کرنے کے کون سے وسائل ھیں ؟ (۶) مذھب اسلام کیا ھی ؟ (۷) اس پر کس طرح عمل ھونا چاھیئے ؟ (۸) شرک خفي کیا ھی (۹) بدعتوں کا مقابلہ کس طرح کیا جا سکتا ھی ؟ (۱۰) ایک تعلیمي انجمن قایم کرنے کے لیئے قانون بنانا •

جب صدر انجمن کي تقریر ختم ھوچکي تو سکرٹري نے اجلاس کے ختم ھونے کا اعلان کیا اور کہا کہ میں مناسب خیال کرتا ھوں کہ ممبر صاحبان ان مسائل جن پر آیندہ اجلاس میں بحث ھوگي یادداشت کي غرض سے قلمبند کرلیں تاکہ سھو کا احتمال باقي نہ رھے - چنانچہ سب نے ایسا ھي کیا اور جلسہ برخاست ھوا اور تمام ممبروں نے ساتھہ بیٹھکر کھانا کھایا - اس کے بعد وہ اپنے اپنے قیام گاہ کو روانہ ھوئے - کیونکہ ظہر کي اذان ھوچکي تھي اور نماز کا وقت قریب تھا •

(باقي آیندہ)

† مہندسین عرب نے عدد کي تعریف اس طرح کي ھی کہ وہ مجموعہ طرفین کا نصف ھی - اس بنا پر اکائي ان کے نزدیک عدد کي تعریف سے خارج ھی •

یونیورسٹي کمیشن

خلاصہ تجویزات کا

(مترجمہ کار پردازان اخبار ھذا)

(دیکھو واسطے سلسلہ کے صفحہ ۵۴۹ - مطبوعہ ۲۸ اگست سنہ ۱۹۰۲ ع)

امتحان داخلہ کے واسطے عمر کي قید

(۱) لازم ھی کہ ھر ایک اُمیدوار نے اُس تاریخ پر جبکہ وہ امتحان میں شریک ھو اپني عمر کا پندرھواں سال ختم کرلیا ھو *

(۲) کسي اُمیدوار کو امتحان داخلہ کے واسطے خواہ تو ایک یونیورسٹي میں یا متعدد یونیورسٹیوں میں تین مرتبہ سے زیادہ شریک ھونے کي اجازت نہیں ھوني چاھیئے — مجلس سینڈیکیٹ کو خاص حالات سے جو ھر ایک صورت میں قلمبند کي جاویں اُمیدواروں کے چننے کرنے کا اختیار دینا چاھیئے *

پرائیویٹ طالب علم

(۱) امتحان داخلہ کے ھر ایک اُمیدوار کو ایک سارٹیفکیٹ صرف خاص صورتوں میں دینا چاھیئے اُس حلقہ کے انسپکٹر سے جس میں وہ رھتا ھو بایں مضمون حاصل کرنا لازم ھوگا کہ جو امتحان اب انسپکٹر نے لیا اُسکے نتیجے یا کسي ھائي اسکول کے معمولي امتحان کے نتیجہ کے لحاظ سے بوجھ معقول اسبات کا گمان ھوتا ھی کہ امتحان داخلہ میں پاس ھوجاویگا *

(۲) جن طالب علموں کو ایک مسلمہ اسکول سے آنا چاھیئے تھا اور جو قواعد کي پابندي کرنے سے قاصر رھے ھوں اُنکو بطور پرایویٹ طالب علموں کے امتحان میں شریک ھونے کي اجازت نہیں دیني چاھیئے *

(۳) بجز خاص حکم سینٹ کے جو ازروے اُن وجوھات کے واجب ھوں جو وقت نفاذ حکم کے ھر ایک صورت میں قلم بند کي جاویں کسي پرایویٹ طالب علم کو اِمتحان اِنٹرمیڈیٹ میں یا بي اے یا بي ایس سي کي ڈگري کے اِمتحان میں شریک ھونے کي اجازت نہ ھوني چاھیئے *

اِمتحان داخلہ و ملازمت سرکاري

(۱) امتحان اسکول فائنل یا اسکول کے کسي دوسرے امتحان کا یونیورسٹي کے کام سے خارج تصور کرنا چاھیئے *

(۲) یونیورسٹیوں کے حق میں نہایت مفید ھوگا اگر گورنمنٹ یہہ ھدایت کردے کہ سرکاري ملازمت میں کسي نوکري کے لیئے امتحان داخلہ بطور ایک ابتدائي یا پوري جانچ کے تسلیم نہیں کیا جاویگا — جن صورتوں میں امتحان داخلہ کے ذریعہ سے پیشہ کے کسي امتحان میں داخل ھونے کي قابلیت پیدا ھوتي ھو اُن میں امتحان مذکور کي جگہہ امتحان اسکول فائنل قایم کرنا چاھیئے *

(۳) یہہ بات مفید ھوگي اگر امتحان اسکول فائنل اُن لڑکوں کے معاملہ میں جو یونیورسٹي کورس پڑھنا چاھتےھوں یونیورسٹي میں داخل ھونے کے لیئے قابلیت کي ایک کافي جانچ قرار دیا جاوے ' ورنہ سب سے زیادہ عمدہ انتظام یہہ معلوم ھوتا ھی کہ امتحان داخلہ کا اُمیدوار امتحان اسکول فائنل کے بعض مضامین میں پاس کرلے ' اور کسي زاید قابلیت کي نسبت جو ضروري تصور کي جاوے یونیورسٹي اُس کا امتحان لیلے *

مد امیني امتحان

(۱) امتحان داخلہ کے اُمید واروں کا امتحان انگریزي ' ایک قدیمي زبان ' ریاضي ' تواریخ اور جغرافیہ میں ھونا چاھیئے *

(۲) انگریزي کے امتحان میں بے دیکھي ھوئي عبارت ' صرف نحو اور انشاء پردازي اور دیسي زبان سے انگریزي میں ترجمہ شامل ھونا چاھیئے ' اور اگر نمبروں کے کم کرنے سے گنجایش ھو تو ایک زباني امتحان بھي ھونا چاھیئے *

(۳) کسي اُمید وار کو پاس نہیں کرنا چاھیئے جو انگریزي میں ۳۰ في صدي اور دیگر مضامین میں سے ھر ایک میں ۳۵ في صدي نمبر حاصل نہ کرے — ھر ایک انگریزي مضمون میں کم سے کم ۳۰ في صدي نمبر حاصل کرنے چاھیئیں *

امتحان آنرز

بیچلر کي ڈگري کے واسطے کوئي علحدہ امتحان آنرز نہیں ھونا چاھیئے بلکہ امتحان ایم اے کو امتحان آنرز تصور کرنا چاھیئے - اس تجویز کي وجہ سے کلکتہ میں امتحان کے اِسٹینڈرڈ کا بڑھانا لازم آویگا *

ھندوستاني یونیورسٹیوں کو ایک دوسرے کے اِمتحانات کا تسلیم کرنا

جو ایک ھي قسم کے امتحانات مختلف یونیورسٹیوں میں ھوتےھیں اُنکے اِسٹینڈرڈ کو حتی الامکان مساوي کرنا چاھیئے ' اور جبکہ قریب قریب ایک مساوي اِسٹینڈرڈ قرار دے دیا جاویگا اور اُمید وار معقول وجہ ظاھر کردیگا ' تو یہہ امر پسندیدہ ھی کہ ایک یونیورسٹي دوسري یونیورسٹي کے امتحانات کو ایم اے کي ڈگري اور دوسري فیکلٹیوں میں اُسي قسم کي ڈگریوں کے اِمتحانات کے مساوي تسلیم کرے *

امتحان کی تاریخیں

امتحانات کو ایسی تاریخوں میں مقرر کرنا چاہیئے کہ وہ قریب قریب خواندگی کے ٹرم کے بعد واقع ہوں، اور اُن کے بعد فوراً تعطیل دیدی جاوے، اور خواندگی حتی الامکان باقی ماندہ درسی سال پر تقسیم کردی جاوے *

مقامات امتحان

(۱) مجلس سینڈیکیٹ کو امتحانات کے لینے کے لیئے مناسب مقامات تجویز کرنے کی جانب توجہ کرنی چاہیئے، اور اس معاملہ کو لوکل حکام پر نہیں چھوڑنا چاہیئے *

(۲) اس بات کا فیصلہ ہرایک یونیورسٹی پر چھوڑنا چاہیئے کہ آیا اُس کو امتحانات کے لیئے ایک یا بہت سے سنٹر قرار دینے چاہیئیں *

ممتحنوں کا تقرر

(۱) ممتحن مجلس سینڈیکیٹ کی تجویز سے مقرر ہونے چاہیئیں جیسے کہ اوپر ہوئے تھے *

(۲) درخواستوں کی خواہش نہیں کرنی چاہیئے، اور جس حالت میں کہ سینڈیکیٹ کو بعض اُن درخواستوں کو جو اُس کے روبرو پیش کی جاویں قبول کرنا اور اُن پر التفات کرنا ضروری معلوم ہوتا ہی، تو اُس کو خواہ تو اُن تحقیقاتوں کے ذریعہ سے جو وہ خود براہ راست یا کالجوں کے پرنسپلوں کی معرفت کرے نہایت لایق ممتحنوں کی خدمات کے بہم پہونچانے کے لیئے کوشش کرنی چاہیئے *

(۳) ٹیچروں کو اُن مضامین میں جو وہ پڑھاتے ہوں امتحان لینے کی اجازت دینی چاہیئے — لیکن جب کبھی کوئی ٹیچر کسی مضمون میں جو اُس نے کسی طالب علموں کو جو امتحان میں شریک ہو پڑھایا ہو ممتحن مقرر کیا جاوے، تو کم سے کم ایک دوسرا ممتحن جو اُس مضمون کے پڑھانے میں شریک نہ ہوا ہو اُس کے ساتھہ شریک کرنا چاہیئے — اور اُس وقت ممتحنوں کو بطور ایک بورڈ کے کام کرنا اور بالاتفاق سوالات مرتب کرنے چاہیئیں *

(۴) جس قاعدہ کے بموجب سنڈیکیٹ کا ایک ممبر ممتحن نہیں ہوسکتا ہی جہاں کہیں وہ جاری ہو اُس کو منسوخ کرنا چاہیئے *

(۵) جبکہ ایک سے زیادہ ممتحن مقرر کیئے جاویں، تو ممتحنوں کا ایک بورڈ قایم ہونا چاہیئے — ان میں سے ایک ممبر چیرمین مقرر کیا جاوے اور بورڈ کو سوالات کے مرتب کرنے اور امتحان کے نتیجوں کے طی کرنے کے لیئے جمع ہونا چاہیئے *

(۶) جب کبھی ممکن ہو سوالات اُنہیں شخصوں کو مرتب کرنے اور اُنہیں کو اُن کی نگرانی کرنی چاہیئے جبکہ ممتحنوں کی تعداد زیادہ ہو، تو بورڈ کی ایک سب کمیٹی کو سوالات مرتب کرنے چاہیئیں *

امتحان کے طریقے

(۱) جو سوالات مرتب کیئے جاویں اُن کا طرز اکثر صورتوں میں بدلنا چاہیئے رٹنے کی ترغیب نہو، اور طالب علموں کو بغور مطالعہ کرنے کا پورا فائدہ حاصل ہوسکے — آسان سوالات اس مقصد کے لیئے نہایت مناسب ہیں — ریاضی کے پرچوں میں اس قسم کے سوالات جو اسٹینڈرڈ کے مناسب ہوں کتابی سوالات کے ساتھہ بطور ضمیمہ کے شامل کرنے چاہیئیں * صرف کتابی جوابات کے لیئے زیادہ نمبر نہیں مقرر کرنے چاہیئیں *

(۲) ہر ایک سوال کے متعلق نمبروں کے درج کرنے کا طریقہ قابل اعتراض ہی — یہہ امر پسندیدہ ہی کہ اُمیدوار کو ہر ایک مضمون میں چند سوالات کے پسند کرنے کا اختیار دیا جاوے، اور اُس کو اُن سوالات میں سے جو تجویز کیئے گئے ہوں صرف بعض سوالات کا جواب دینے کی ہدایت کی جاوے — لیکن تمام اعلی درجہ کے امتحانات میں اس قسم کے جزئیات کو ممتحن کی صوابدید پر چھوڑنا چاہیئے *

(۳) جبکہ مختلف ممتحن سوالات پر نمبر ڈال دیں، تو وہ ہیڈ ممتحن کے پاس واپس بھیجدیئے جاویں، اور ممتحنوں کو سرسری طور پر بعض سوالات کو جانچنا چاہیئے تاکہ اُس کو اس بات کا اطمینان ہوجاوے کہ ممتحن ایک ہی اسٹینڈرڈ پر عمل کر رہے ہیں *

(۴) نتیجوں کی نسبت فیصلہ کرنے کے لیئے بورڈ ممتحنان کو جمع ہونا چاہیئے *

(۵) جبکہ کوئی اُمیدوار صرف ایک مضمون میں فیل ہو اور جو پورے نمبر اُس کے واسطے دیئے گئے ہوں، اُن میں سے پانچ فیصدی سے زیادہ میں فیل نہوا ہو اور جس نے دوسرے مضمون کے مجموعہ میں لیاقت ظاہر کی ہو (جس سے یہہ مراد ہی کہ اُس نے ۵۰ فیصدی نمبر حاصل کیئے ہوں) تو یہہ تصور کرنا چاہیئے کہ وہ امتحان میں پاس ہوگیا — گریس (رعایتی) مارک کے دینے اور اسی قسم کی دوسری کارروائیوں کی صاف ممانعت ہونی چاہیئے *

(۶) بمبئی کے امتحان داخلہ میں اول انگریزی کے پرچے دیکھے جاتے ہیں، اور جو اُمیدوار اس مضمون میں پاس ہوتے ہیں اُن کے نمبر رجسٹرار کے پاس بھیج دیئے جاتے ہیں — باقی مضامین میں ممتحنوں کو صرف اُن اُمیدواروں کے پرچوں کے دیکھنے اور اُن پر نمبر دینے کی ہدایت کی جاتی ہی جو انگریزی میں پاس ہوگئے ہوں — مناسب ہی کہ یہی طریقہ عموماً اختیار کیا جاوے *

(۷) اُمیدواروں کو اُن نمبروں کے معلوم کرنے کی جو اُنہوں نے حاصل کیئے ہوں اجازت ہونی چاہیئے، اور اس اطلاع کی بابت اُن سے کچھہ فیس لینی چاہیئے — امتحانات کے نتیجوں کے سرکاری طور پر مشتہر کرنے میں اُمیدواروں کو اُس درجہ میں جس سے وہ متعلق ہوں حروف تہجی کی ترتیب سے درج کرنا چاہیئے *

امتحان بذریعہ سیکشنوں کے

کسی امتحان کا پروگرام تیار کرتے وقت اس بات کا بخوبی لحاظ رکھنا چاہیئے کہ مضامین اس قدر کثرت سے نہوں کہ اُمید واروں کے دماغوں پر ناواجب بوجھ پڑے ، لیکن اگر اس شرط کی تعمیل کی جاوے تو امتحان کو بکجائی لینا چاہیئے اور سیکشنوں میں نہیں توڑنا چاہیئے *

اُمید وار جو پاس نہوں

ہر ایک اُمیدوار کے معاملہ پر جداگانہ غور کرنا چاہیئے ، اور یہہ امر کہ آیا وہ کالج کو واپس جاوے اور پھر کتب خواندگی یا اُس کے ایک حصہ کو پڑھے کالج پر چھوڑنا چاہیئے — جس سارٹیفکیٹ کی بنا پر وہ پھر حاضر ہو وہ جدید ہونا چاہیئے ، اور اُس سے یہہ بات معلوم ہونی چاہیئے کہ آیا اپنی ناکامیابی کے بعد اُس نے کوئی زاید کورس پڑھا ہی یا نہیں - اگر کوئی طالب علم جو کسی امتحان میں پاس یا فیل ہوا ہو کسی دوسرے کالج کو جانا چاہے، تو قواعد ٹرانسفر (تبادلہ) کے بموجب اُس کو اپنے پہلے کالج کے چھوڑنے کی بابت ایک سارٹیفکیٹ حاصل کرنا لازم ہی *

اوسط فیصدی

نقشہ جات اوسط فیصدی سے صرف اُن اُمیدواروں کی تعداد ہی ظاہر نہیں ہونی چاہیئے جو امتحان کے لیئے بھیجے جاویں، بلکہ اُن طالب علموں کی تعداد بھی ظاہر ہونی چاہیئے جو سکنڈ یا فورتھ ایر کلاس میں (یعنی جیسی کہ صورت ہو) داخل ہوں *

یونیورسٹی کے فنڈ

(۱) اس اصول کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ اگر یونیورسٹیوں کو اپنے طالب علموں کی تعلیم کو ترقی دینے کی غرض سے زاید خرچ کا برداشت کرنا لازم ہی، تو یہہ بات کچھہ ناواجب نہیں ہی کہ وہ بھی زیادہ فیس چارج کریں ، اور ہر ایک یونیورسٹی کو امکانات پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ بذریعہ اُس آمدنی کے جو پہلے ہی سے اُس کے تصرف میں ہی اور نیز اپنی فیس میں اضافہ کر کے کہاں تک جدید خرچ کے واسطے فنڈ بہم پہونچا سکتی ہی *

(۲) جس پیمانہ پر گورنمنٹ کالجوں کی امداد و اعانت کرتی ہی اُس پر بلحاظ اضافہ خرچ کے جو مذکورہ بالا سفارشوں کے منظور کیئے جانے سے عاید ہوگا نظر ثانی کی جاسکتی ہی - جبتک کہ سرکاری امداد سے یا اور طرح پر یونیورسٹیوں کی مالی حالت کو بخوبی استحکام حاصل نہو ، اُس وقت تک بلحاظ بہتری کے کسی کامل تبدیلی کی توقع غیر محدود عرصہ تک نہیں کرنی چاہیئے *

قانونی بیانات

ایک خاکہ اُس قانون کا جو ان تجویزات کی تعمیل کے لیئے ضروری ہی اس رپورٹ کی دفعہ ۱۹۵ میں بیان کیا گیا ہی *

کی رلے —
پریزیڈنٹ
گورو داس بانرجی †
سید حسین بلگرامی —
جے پی هیوایٹ —
الگزانڈر پیڈلر —
ڈی مکنچن —
اے جی بورن —
آر ناتھن — سکرٹری

شملہ ۹ جون سنہ ۱۹۰۲ ع

(ختم شد)

واقعات اور رائیں

چند روز ہوئے کہ لندن سے یہہ تار انگریزی اخبارات میں شایع ہوا کہ روسی اخبار موسومہ نووا وریمیا لکھتا ہی کہ روس اُن شرایط کا اب پابند نہیں رہسکتا جو دربارہ مداخلت معاملات کابل سنہ ۱۸۷۳ ع میں درمیان روس اور انگلستان طی پائی تھیں *

آج (روز پنجشنبہ) پھر اُسی مضمون کی خبر شایع ہوئی ہی ! اس مرتبہ اُس کو ایک دوسرے نامی اخبار روسی سے بھی منسوب جانا ہی — ناظرین کو معلوم ہی کہ روس میں اخبار صرف ایک خاص حد تک آزاد ہیں ایسی خبریں جن سے پولیٹکل پیچیدگیوں کا اندیشہ ہو بلا اشارہ عالم بالا نہیں چھاپ سکتے پس معلوم ہوتا ہی کہ روس کو یہہ منظور ہی کہ یہہ پیچیدہ بحث تازہ کیجائے — جن شرایط کی جانب اشارہ کیا گیا ہی اُن کی تائید اور تصدیق اُس سال بھی ہوئی تھی جب سرحدی کمیشن نے اپنا کام ختم کیا تھا — اُس موقعہ پر روس نے صاف الفاظ میں تسلیم کرلیا تھا کہ اُس کو کابل سے کوئی واسطہ اور سروکار نہ ہوگا — اب تک اس قول پر روس قایم رہا لیکن اب کسی وجہ سے اُسکو یہہ خواہش پیدا ہوئی ہی کہ افغانستان کے ساتھہ تعلقات پیدا کرے مختصر الفاظ میں غالبا اس کے معنی سمجھنے چاہیئیں کہ روس بھی اپنا سفیر کابل میں رکھنا چاہتا ہی *

اس بحث سے تین سلطنتوں کو تعلق ہی یعنی برٹش گورنمنٹ اور کابل گورنمنٹ کو برخلاف روس کے - بموجب معاہدہ گورنمنٹ

† یہ ملحوظی اُس یادداشت کے دستخط کیئے گئے جو نسبت اختلاف راے کے قلم بند کی گئی ہی *

گوروداس بانرجی

افغانستان بلا منظوري برٹش گورنمنٹ کسي سلطنت غير سے پولیٹکل تعلقات پیدا نہیں کرسکتي پس جہاں تک کہ تعلق تحریرات اور مباحثہ کا ھی ایک طرف ھمارا فارن آفس ھی اور دوسري جانب روس کا - ھمکو اُمید نہیں ھی کہ ٹرٹش فارن آفس اس معاملہ میں اپني موجودہ پالسي سے سر مو تجاوز کرے - گمان غالب ھی بلکہ تار سے بھي ایسا پایا جاتا ھی کہ اس معاملہ میں مراسلت ھو رھي ھی ایسي حالت میں اس خبر کا روسي اخبارات میں شایع ھونا صاف یہہ معني رکھتا ھی کہ روس تمام دنیا کو مطلع کرکے اپني راے کي پختگي کا اظہار کرنا چاھتا ھی — ممکن ھی کہ کچھہ عرصہ تک یہہ بحث پبلک کے خیالات کا مرکز رھے — لیکن مطلق شبہہ نہیں ھی کہ جس خوبي کے ساتھہ اس قسم کي پیچیدگیاں اب تک سلجھتي رھیں اسي طرح یہہ بھي سلجھہ جائینگي *

مانرو ڈاکٹرین کا ذکر بسلسلہ اخبار امریکہ اکثر شایع ھوتا ھی چنانچہ تازہ تار یورپ سے جو آئے ھیں اُن سے بھي پایا جاتا ھی کہ پریزیڈنٹ روز والٹ نے اس پولیٹکل اصول کي پختگي سے پابندي کرنے کا ارادہ ظاھر کیا ھی - ایسا ارادہ ظاھر کرنا تعجب کي بات نہیں ھی البتہ اُس کے برخلاف ظاھر کرنا ضرور تعجب خیز ھوتا — مانرو ڈاکٹرین یہہ ھی کہ جو کچھہ ھونا تھا وہ ھوگیا مگر اب اور آیندہ کوئی یورپین سلطنت امریکہ کے کسي حصہ میں جدید قبضہ نہیں کرسکتي - ھم نہیں سمجھہ سکتے کہ کوئي پریزیڈنٹ امریکہ اسکے برخلاف یورپین سلاطین کا عمل دخل کسي نئي جگہہ امریکہ میں پسند کرے - در اصل یہہ مقولہ جو مسٹر مانرو کے نام سے منسوب ھی امریکہ میں وھي رتبہ رکھتا ھی جو انگلستان میں في زمانہ امپیریلزم اور اُسیطرح ھر دلعزیز اور عام پسند بھي تھی *

مولوي انوار احمد صاحب ایجنٹ کانفرنس نے ایک فہرست ھمارے پاس بھیجي ھی جس سے معلوم ھوتا ھی کہ کانپور میں اس وقت تک چالیس ممبر ھوئے ھیں - اُن کي تحریر سے معلوم ھوتا ھی کہ في الحال اس شہر کي آب و ھوا نہایت خراب ھورھي ھی - ھم صدق دل سے اہل شہر کے ساتھہ ھمدردي ظاھر کرتے ھیں *

کانفرنس ایجنٹ نے کلکتہ سے لکھا ھی کہ اُس نواح میں لوگوں کو یہہ تردد ھی کہ جو تاریخ شوکت مقرر تھي وہ منقضي ھوگئي - ھم ان حضرات کي توجہ اُس آرٹیکل کي جانب مبذول کرتے ھیں جو دوسرے کالم میں کانفرنس کي بابتہ شایع کیا جاتا ھی اور جس سے معلوم ھوگا کہ یکم اکتوبر تک مہلت ھی *

اس وقت جبکہ ھمارا اخبار چھپنے کو طیار تھا لارڈ کرزن مارا کي وفات کي خبر معلوم ھوئي - آپ سنہ ۱۸۸۶ع میں مدراس کے گورنر مقرر ھوکر آئے تھے *

کاٹھیاوار ڈیوٹي ڈیوٹیشن اپنا فرض ادا کرنے کے بعد واپس آگیا — اس ڈیوٹیشن کي سعي سے تقریبا آٹھہ ھزار روپیہ وصول ھوا *

تاربرقي کي خبریں

(ماخوذ از پایونیر)

لندن ۳۱ اگست

گورنمنٹ ترکي نے روس کي اس درخواست کو کہ چار جدید مسلح تار پیٹرو کشتیوں کو ابناے دار ڈنلز سے گذرنے کي اجازت دي جاوے اس بنا پر نامنظور کیا ھی کہ یہہ ایک خلاف ورزي عہدنامہ برلن سے ھوگي *

لندن یکم ستمبر

لارڈ ملنر نے ایک اشتہار جاري کیا ھی جس کي رو سے ایک پونڈ سالانہ محصول کي بجاے جو قوم کافر کے جوانوں پر لگایا جاتا ھی نوجوان مردوں پر ۲ پونڈ محصول جزیہ قرار دیا گیا ھی - یہہ محصول جنوري میں واجب الادا ھوگا اور اُمید کي جاتي ھی کہ اس کے باعث سے مزدوري کے مسئلہ کے طے کرنے میں بڑي مدد ملے گي *

لندن یکم ستمبر

اخبار مارننگ پوسٹ نے مسٹر چیمبرلین کي اسپیچ پر تردد اور غصہ ظاھر کیا ھی — اخبار مذکور نے ایک آرٹیکل میں یہہ بیان کیا ھی کہ اگر صاحب موصوف کا اُصول تسلیم کرلیا جاوے تو اُس سے مراد سلطنت کے خاتمہ سے ھی *

اخبار ٹائمز کا گمان ھی کہ مسٹر چیمبرلین کي یہہ مراد تھي کہ بڑھائي لاکھہ آدمیوں کا مسلح و تیار رکھنا ناممکن ھی - مگر اُس نے یہہ اندیشہ ظاھر کیا ھی کہ صاحب موصوف کي گفتگو کي نسبت یہہ غلط تعبیر کي جاویگي کہ لوگوں کي حب وطني پر اس بات کا بھروسہ کرنے میں کہ عوام محکمہ جنگ کے نقصوں کو گو وہ کیسے ھي بڑے کیوں نہوں پورا کردینگے کچھہ خطرہ نہیں ھی *

اس کے بعد یہہ خبر آئي کہ مسٹر چیمبرلین نے وقت ملاقات کے یہہ بیان کیا کہ ملک اس بات کو منظور نہیں کریگا کہ امن کے وقت ڈھائي لاکھہ آدمیوں کي ایک فوج رکھي جاوے جیسي کہ جنوبي ایفریقہ میں درکار ھوئي تھی *

لندن ۲ ستمبر

پیرس میں اس مضمون کا ایک غیر سرکاري تاربرقي آیا ھی کہ مارٹینک کي آتش فشاني کي وجہ سے ایک ھزار آدمي ھلاک ھوئے ھیں - دو جہاز مغروروں کو سوار کراکر لیئے جاتے ھیں *

لندن ۲ ستمبر

اخبار سینٹ جیمس گزٹ اس بات کو تسلیم نہیں کرتا ھی کہ خلیج فارس میں ایک روسي بندرگاہ کا ھونا سخت اندیشہ کا باعث ھوگا - روسیوں

کي قدرشناسي کرتے هيں- ابتدا هي سے کميشن نے اپني تجاويز کي نسبت کمزوري کا قابل افسوس اعتراف کيا هي ' کيونکه خود اُس کے بيان کے بموجب يهه تجاويز بعض فرقوں کي اصلاح کي قابليت نهيں رکهتيں - يهه بيان کيا گيا هی که ان فرقوں نے موجوده انتظام کو بگاڑ ديا هی ' اور اگر وه علحده نهيں رکهے جاوينگے تو وه جديد انتظام کو بهي بگاڑ ديںگے — يهه بيان کيا گيا هی که اُن کا خارج کرنا اصلاح کے ليئے ضروري هی — يعني دوسرے لفظوں ميں همکو يهه سمجهنا چاهيئے که نيا طريقه اسقدر کمزور هی که اُسکي پرداخت ميلنس فوڈ اور مدرسيکل سرپ کے ذريعه سے ضروري هی- وه ايک طريقه هاٹ هوس کا هی جس ميں نازک پهول بيروني هوا اور روشني سے محفوظ رکهے جاتے هيں — گو وه طريقه عمده هو يا خراب ' ليکن جب تک که اُس سے باشندگان هندوستان کي ايک جماعت کثير کي ترقي متصور نهو اُس وقت تک هندوستان کے باشندے اُس کو پسند نهيں کرسکتے هيں — يهه ايک ايسا زمانه هی جبکه ۶ بات کي عام خوشنودي کا سب سے زياده خيال کيا جاتا هی - پس تمهارا طريقه ايسا هونا چاهيئے جس سے مطابق اُصول فلاسفر مل گروه عظيم کو فائده عظيم پهنچے *

قطع نظر اس بات سے که کميشن کو ايک ايسے طريقه کے تجويز کرنے کا کوئي استحقاق حاصل نه تها جس کا خاص اصول غريب طالب علموں کو تعليم سے محروم رکهنا هی ' اس بات پر يقين کرنے کي کوئي وجه نهيں هی که افلاس عمده تعليم کا مانع هی — همارے مقامي تجربه کا کل نتيجه اس مسئله کے مخالف هی ' کيونکه اگر همارا کالج کسي بات کو ثابت کرتا هی تو وه يهه ثابت کرتا هی که غريب طالب علم بهر کيف ايسے هي عمده هوتے هيں جيسيکه دوسرے طالب علم هوتے هيں - هر ايک شخص اپنے تجربه سے بهت سي ايسے واقعات کا حواله دے سکتا هی جن سے ثابت هوتا هی ' که جن طالب علموں کو اُس زمانه ميں جبکه وه يهاں تهے کالج سے امداد دينا پڑتي تهي وهي اب آسوده حال اور قوم کے کار آمد رکن هيں - فرض کرو که هم بهي غريب طالب علموں کے حق ميں مزاحمتوں قائم کرديتے ' تو کيا اُس سے کسي شخص يا چيز کو کچهه فائده پهونچتا ؟ - مسلمانوں کے درميان تعليم کا رواج بقينا کم هوتا ' مگر کسي شي کا عمده قسم کا هونا اور اُس کا کمياب هونا ايک بات نهيں هی - معلوم هوتا هی که يهه خيال که اگر تعليم کي افراط نه هوگي تو وه زياده تر عمده هو جاويگي اشياء بيش قيمتي کي تمثيل پر مبني هی- گو يهه تمثيل بازاري چيزوں کے معامله ميں ٹهيک هو ' ليکن تعليم کے معامله ميں وه بغير حرف زني کے تسليم نهيں کي جاسکتي هی — مثلاً ديکهو که في زمانه تعليم اميروں ميں قريب قريب کمياب کے هی - اُن کے گروه ميں عام تعليم کو اکثر اوقات پرائيويٹ انتظامات کے ذريعه سے مدد دي جاتي هی ' بلکه بعض اوقات عام تعليم کي جگهه پرائيويٹ انتظامات هي کيئے جاتے هيں- ليکن کيا اس کي وجه سے هم اُن کے درميان متوسط فرقه کے غريب حصه کي به نسبت زياده تر عمده نتيجے ديکهتے هيں ؟ — ايک ايسے معامله ميں جيسا که يهه هی همارا خود رائي کرنا اچها نهيں هی ' ليکن يهه انصاف کي بات هی که اگر هم لياقت کي عمدگي کو اپنا معيار قرار ديں تو کاميابيوں کي تعداد دولتمند فرقه ميں نسبتاً کم هی - هم ميں سے بعض شخصوں کو يهه يقين هی که يهه تعداد دنيوي مقدور سے بالکل معکوس

progress. At the outset the Commission have made a sad confession of weakness respecting their scheme. From their own showing it is not capable of improving certain classes. The latter, it is said, have undone the existing system and unless they are kept off they will undo the new one. Their exclusion is said to be essential for improvement. In other words we are to understand that the new born system is a weakling which must be maintained by means of Melin's food and Mother Sygel's syrup. It is a hot-house system. It may be a good system or a bad system, but so long as it is not intended to improve the vast majority of the people of India, the people of India cannot approve of it. We live in an age when utilitarianism is in the ascendant. Let your system be such as will effect the greatest good of the greatest number.

Apart from the fact that the Commission had no right to devise a system an essential feature of which is the exclusion of the poorer students, there is no warrant for believing that poverty militates against sound education.

The whole weight of our local experience is opposed to the theory, for if our College proves any thing it proves that poorer students are at least as good as the other ones. From one's own experience one can cite numerous cases which prove that students who had to be supported by the College while they were here are now prosperous and useful members of the community. Supposing we also had placed obstacles in the way of poorer students. Would that have been good for any body or anything? Education would certainly have been less common among Mahomedans, but then high quality is not synonymous with rare. The idea that education will be improved if it becomes less abundant seems to be based on the analogy of precious articles. It may hold good with respect to commodity. With regard to education it cannot be accepted without protest. Education is just at present well nigh rare among the aristocracy. In their case, too, public education is often supplemented and sometimes replaced by private arrangements. But do we on that account see better results among them than we do in the poorer section of the middle class? On a point like this it is not good to be dogmatic, but taking quality for our standard, the proportion of successes is comparatively smaller among the wealthier class. some of us believe it is in an inverse ratio to worldly means. It

نسبت رکھتي ھی - بھرکیف اُن کا یہہ عقیدہ ھی کہ اگر اُسیقدر وقت اور توجہ دونوں فرقوں یعني دولتمند اور غریب فرقہ کي معمولي لیاقت والے شخصوں کي جانب صرف کي جاوے ' تو دولتمندوں کي بہ نسبت غریبوں کے درمیان زیادہ تر عمدہ نتیجے حاصل ھوسکتے ھیں - ھم اس راے پر زور دینا ضروري نہیں خیال کرتے ھیں - ھم کو دولتمندوں کي نسبت شکایت کرنے سے کچھہ سروکار نہیں ھی - ھم صرف غریبوں کے حقوق کي حفاظت کرنا چاھتے ھیں •

ھماري راے میں اس خیال کا اظہار کہ افلاس اور عمدہ قسم کي تعلیم کے درمیان کسي قسم کي نقیض ھی کمیشن کي رپورٹ میں نہیں ھونا چاھیئے تھا ' اور بھرکیف ایک بدیہي امر کي صورت میں ھم سے اُس کا اظہار نہیں کرنا چاھیئے تھا - گو یہہ خیال اھل یورپ کا ھو ' لیکن مشرقي طبیعتوں کے وہ بالکل برخلاف ھی - اگر کوئي حق ایسا ھی جو مشرقي ملکوں میں بلا وسوسہ ھمیشہ غریبوں کو دیا گیا ھی تو وہ علم کي درگاہ پر پرستش کرنے کا حق ھی - بلکہ ھم اس سے بڑھکر یہہ بات کہہ سکتے ھیں کہ مشرقي ملکوں میں علم غریب آدمیوں کا ایک خاص حصہ سمجھا جاتا ھی — بھرکیف اس امر میں کچھہ کلام نہیں ھی کہ افلاس اور علم کا زمانہ قدیم سے ساتھہ چلا آتا ھی اور اُس سے نہایت فیض بخش نتیجے پیدا ھوئے ھیں — افلاس نے علم کے خزانہ کو پر کردیا ' اور علم نے افلاس کو شرف بخشا — جس طریقہ کا ھم نے حوالہ دیا ھی اُس کي بدولت مشرقي علم کے مختلف شعبوں میں نامور شخص پیدا ھوئے ھیں — حقیقت تو یہہ ھی کہ اکثر نامور شخص جنپر ھم مشرقي ملکوں کے رھنے والے فخر کرتے ھیں اُسي طرز کي بدولت پیدا ھوئے ھیں — مثل تمام مشرقي چیزوں کے وہ طریقہ جس کے ذریعہ سے مفلس طالب علم اپني تحصیل علم کي تکمیل کرسکتے تھے اور اُن کے دولتمند بھائي اُن کي مدد کرتے تھے بالفعل معرض زوال میں ھی — مگر وہ پھر بھي جاري ھی - اسي طریقہ کي بدولت بہت سے فنڈ اور قریباً بیشمار پاٹ شالا — مدرسے اور مکتب جاري ھیں — چنانچہ ایک نہایت با وقعت اور کار آمد انسٹیٹیوشن جہاں کہ یہہ طریقہ جاري ھی مصر کا مشہور و معروف مدرسہ " ازھر " ھی - اس مدرسہ میں طالب علموں کے ایک گروہ کثیر کو رھنے کے لیئے جگہہ ' کھانا اور تعلیم مفت جانب گورنمنٹ دي جاتي ھی •

جس حالت میں کہ وہ اسپرٹ (خیال) جسپر یہہ طریقہ مبني ھی ' خاص ھمارے کالج میں اپنا عمل کر رھا ھی تو ھمکو اور جگہہ مثالوں کے تلاش کرنے کي کیا ضرورت ھی — ھم بیان کرچکے ھیں کہ اس باب میں ھم یہاں کیا کر رھے ھیں - گو لوگ یہہ بات کہیں کہ ھم تعلیم کو بیقدر کر رھے ھیں ' لیکن ھم اِس اِلزام کو تسلیم نہیں کرتے ھیں - قبل اس سے ھم ایک آرٹیکل میں قوم کي موجودہ حالت کي تشریح کرچکے ھیں — ھم عرض کرتے ھیں کہ جو طریقہ ھمنے اِختیار کیا ھی وہ بہترین طریقہ ھی جو ھم اختیار کرسکتے تھے - بلکہ ھم یہہ بھي کہہ سکتے ھیں کہ جب کہ

is, at all events, their belief that if the same amount of time and attention be devoted to average members of the two classes, namely the wealthy and the poor, better results can be obtained with the latter than with the former class. We do not think it necessary to press this view. We are not concerned with crying down the rich. We only desire to protect the interests of the poor.

The idea that there is any incompatiblity between poverty and education of a superior quality should not, in our opinion, have found vent in the Commission's report. It should not at all events have been foisted upon us in the shape of a self-evident truth. It may be a European idea but it is opposet to Oriental notions. If there is any right which among orientals has always been ungrudgingly conceded to the poor it is the right of worshipping at the shrine of learning. We can go still further. We can see that in Oriental countries learning is regarded as a privilege of the poor. It is at all events undeniable that poverty and learning have been matched together since times immemorial, and that with the happiest of results. Poverty has enriched learning; learning has ennobled poverty. The system to which we have referred is credited with having produced eminent men in various branches of oriental learning. Indeed, the truth is, that most of the eminent men of whom we orientals are proud, are the products of that system. Like all things oriental the system which enabled impecunious students to pursue their studies at the expense of their wealthier brethren is just at present in a state of decay. But it still exists. It is to this system that we owe numerous funds, and almost numberless *Patshalas*, *Madrasas* and *Maktabs*. One of the most important institutions where the system is in force is the well-known "*Azhar*" of Egypt. It affords shelter to a vast number of students who are fed and taught at the expense of the state.

Why should we go elsewhere in search of examples when the spirit which upholds the system is at work in our own College. We have stated what we are doing in this matter. People may say we are pauperising education. We deny the impeachment. In a previous article we have explained the present position of the community. We submit that the course we have adopted is the best we could adopt. We shall go further and say that conditions being what thery are we had no alternative. To have worked on different lines would not

حالات اِس قسم کے ہیں جیسے کہ بیان کیئے گئے تو ہمکو بجز اِس کے اور کوئي چارہ کار نہ تھا- اگر ہم اسکے برخلاف دوسرے طریقہ پر عمل کرتے تو وہ صرف ایک سخت غلطي نہوتي، بلکہ وہ ایک گناہ ہوتا - یہہ پالسي ہماري اِیجاد کي ہوئي نہیں ہی - اُس کو ایک ایسے شخص نے جاري کیا تھا جو مسلمانوں میں تعلیم کا سب سے بڑا حامي تھا - یہہ اُسي کي پالسي ہی، اور چونکہ باعتبار اصول کے وہ کمیشن کي پالسي کے مطابق نہیں ہی، اِس لیئے ہمارے نزدیک اِس سے واجبي طور پر یہہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہی کہ سر سید مرحوم قبر میں سے اپنا ہاتھہ نکال کر اِس مضرت ناک اصول کے برخلاف خاموشي سے ووٹ دے رہے ہیں *

ہم نے اس اصول کو مضرت ناک ظاہر کیا ہی - ہم نے کچھہ از راہ غصہ ایسا نہیں کیا ہی بلکہ زیادہ تر از راہ افسوس یہہ کلمہ اُس کي نسبت استعمال کیا ہی - افسوس یہہ ہی کہ کمیشن نے ایک نہایت نازک موقع پر غلطي کي ہی - یہہ بات مسلمہ ہی کہ عملي نتیجے قابل اطمینان ہوں، خاصکر اس وجہ سے کہ طالب علم عموماً امتحانات کے پاس کرنے کے واسطے کوشش کرتے ہیں، عمدہ لیاقت کے حاصل کرنے کي اُن کو بہت کم فکر ہوتي ہی — پس ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ جس تجویز پر ہم غور کر رہے ہیں آیا وہ اس باب میں مفید ہوگي یا نہیں - یہہ بات یاد ہوگي کہ کمیشن نے اپني اس مشہور تجویز کے ساتھہ کہ فیس کي شرح اسقدر ہوني چاہیئے کہ غریب قوم اعلی درجہ کي تعلیم کے حاصل کرنے سے باز رہیں، ایک قسم کي رعایت بھي تجویز کي ہی — یعني اُس نے یہہ راے دي ہی کہ لایق غریب آدمیوں کو سرکاري اسکالرشپس دیني چاہیئیں- لیکن وہ معیار کیا ہی جس کے ذریعہ سے مستحق لوگ غیر مستحق شخصوں سے تمیز کیئے جاسکیں - مطابق تجویز کمیشن یہہ امتیاز بجز کامیابي امتحان کے اور کچھہ نہیں ہی — پس یہہ بات بخوبي ظاہر ہی کہ امتحان اپنے پورانے رتبہ پر قایم رہیگا اور اُس کا غلبہ بدستور قایم رہیگا — وہ اب بھي طالب علموں کے لیئے بطور رہنمائي کرنے والے ستارہ کے ہوگا، اور وہ اُسي میں کامیابي حاصل کرنے کے لیئے کوشش کرینگے - چونکہ امتحان کي کامیابي اور کامیاب اُمیدواروں کي فہرست میں عمدہ نمبروں کا آنا مطابق جدید تجویز کے خاص ذریعہ کالج میں داخل ہونے کا ہی، اس لیئے غریب طلباء کے گروہ کثیر میں سے ہر ایک شخص بالطبع اُس میں کامیاب ہونے کے لیئے کوشش کریگا - کوشش نہایت سرگرمي کے ساتھہ ہوگي، غالبا اس سے زیادہ جیسي کہ بالفعل کي جاتي ہی — اور جبکہ ہر ایک شخص منزل مقصود پر پہونچنا چاہیگا، تو اُس کا میلان خواہ نخواہ سب سے زیادہ سہل اور سیدھا راستہ اختیار کرنے کي جانب ہوگا — اس سے مراد رٹنے اور اُن تمام خرابیوں سے ہی جو رٹنے سے تعلق رکھتي ہیں پس پرانا نقص قایم و برقرار رہیگا *

ایک دوسرا عمدہ مقصد اور ہی جو غالبا کمیشن کي تجویز سے حاصل نہوگا - ہم نے رٹنے کي خراب عادت کا ذکر کیا ہی، اسي کے ساتھہ ایک دوسري خرابي لگي ہوئي ہی، یعني یہہ کہ اکثر طالب علم کالج کو دفتروں میں نوکري حاصل کرنے کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں — کمیشن کو بحیثیت علم دوست ہونے کے بالطبع اُس کي نسبت اعتراض ہی، اور یہي دوسري وجہ اس بات کي ہی کہ وہ غریب طالب علموں کي تعداد میں کمي چاہتے ہیں - کمیشن کي تجویز کا نتیجہ بلاشبہہ

have been a mistake If blunder is the stronger word it would have been that and something more. It would have been a sin. The policy is not an innovation of our own It was initiated by the greatest educationist Mahomedans have had. It is his policy, and in as much as from its inception and in its essence it is not in accord with the Commission's policy it is, we believe, a legitimate inference that the late Sir Syed stretches his hand across the grave and against this pernicious principle records a silent vote.

We have characterised the principle a pernicious one. We have done so "more in pity than in wrath" The pity of it is that the Commission have missed their footing at a critical juncture in their course. It is an admitted fact that practical results are unsatisfactory mainly because students generally aim at passing the examinations and not at acquiring sound merit. Let us see whether the recommendation we are considering will be useful in this matter. It will be remembered that side by side with their famous suggestion that fees should operate as a deterrent for the majority of the poorer classes, the Commission have recommended a certain concession. They have suggested that the *deserving* poor should be granted state scholarships But what is the test by which the deserving are to be distinguished from the undeserving? It is nothing more nor less than success in the examination. It is thus perfectly clear that examination will retain its old position. It will continue to exercise its old sway. It will still be the guiding star of the student, his aim and his object. As success in the examination and position on the list is to be the main avenue for entry into the College every one of the vast crowd of poorer students will naturally try to get through it. The struggle will be a keen one, probably much keener than it is at present. And in his desire to arrive at the port which in plain language means position on the list, every one will be tempted to take the shortest course. This means cramming and all the evils which pertain to cramming.

There is another desirable object which is not likely to be promoted by the Commission's proposal. We have referred to the evil habit of cramming. There is an allied evil namely that the college is looked upon by most students as a stepping stone for the office. As friends of learning, the Commission naturally object to this. This is another reason why they would reduce the number of poorer students. The Commission's pro-

posal will, no doubt, result in this that there will be only fifty students in the college where there now are a hundred. But is it likely that the squad that has crossed the bridge will be actuated with higher motives than the comrades they left behind? At the start they all belonged to the same regiment. Their having outstripped their comrades will make little difference with regard to their qualifications and ideals. Their motto was education for the sake of livelihood. It was dictated to them by social and economical conditions. These conditions will remain unaltered. Consequently the motto of the few will be the same as that of the many. There is another consideration. The few who will pass under the new conditions will still be far too many to be provided for by the Government. May be that to some extent tension will be relaxed so far as the demand for Government service is concerned. But so far as the demand for bread is concerned the position will remain unchanged. And if any change took place at all, we fear it would be for the worse and not for the better.

We do not wish to play the part of a seer. Still less do we desire to be prophets of evil. We have offered these remarks in a spirit of diffidence. They proceed from careful study and deep convictions. Independently of the present occasion we have devoted some thought to the question of fostering love of learning. But we believe that the pursuit of knowledge for its own sake is uncommon not because the poor have swarmed into our Colleges but because the wealthy have held aloof from them. While, therefore, no good will result from keeping the poor out of it, much benefit will accrue from bringing the rich into the arena. Encourage the poor and persuade the wealthy: this we submit is the least that can be expected of a true friend of the country. This is the least and not all, for there is a further course open to him. He might *help* the poor and *coerce* the rich. Coercion! Yes coercion. No society can do without it. If coercion in other directions why not in this. We confess the Commission have disappointed us in this matter. They might have left the middle classes to pursue their course under improved conditions and they might have submitted proposals with a view to quickening the pulse of the wealthy.

یہہ ہوگا کہ جس کالج میں بالفعل سو طالب علم ہیں اُس میں صرف پچاس طالب علم رہ جاوینگے — لیکن کیا اس بات کا گمان ہوسکتا ہی کہ جو جماعت قلیل پل کو عبور کرلیگی اُس کے دل میں یہ نسبت اُن کثیر ساتھیوں کے جو اُس نے پیچھے چھوڑے ہیں زیادہ تر بلند حوصلے پیدا ہونگے؟ وقت روانگی کے وہ سب ایک ہی رجمنٹ سے متعلق تھے — اگر وہ اپنے ساتھیوں سے آگے نکل جاوینگے تو اُس کے باعث سے اُن کی لیاقت اور ارادوں میں بہت کم تبدیلی ہوگی اُن کی اصلی غرض یہی تھی کہ روزگار کی خاطر تعلیم و تربیت حاصل کریں، یہہ خواہش اُن کے دل میں سوشل اور تمدنی حالات کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی، یہہ حالات بدستور قایم رہینگی، اور اسی وجہ سے جو غرض گروہ کثیر کی ہوگی وہی غرض قلیل التعداد آدمیوں کی بھی ہوگی — ایک امر اور قابل لحاظ ہی — جو تھوڑے سے آدمی جدید شرایط کے بموجب پاس ہونگے وہ بھی اِس قدر کثرت سے ہونگے کہ گورنمنٹ اُن کے واسطے روزگار مہیا نہ کرسکیگی — ممکن ہی کہ جہاں تک سرکاری نوکری کی خواہش سے تعلق ہی اُس کے لحاظ سے زور کسی قدر کم ہوجاوے، لیکن جہاں تک روزگار کی ضرورت سے تعلق ہی حالت بدستور قایم رہیگی — اور اگر کوئی تبدیلی بھی واقع ہو، تو ہمکو اندیشہ ہی کہ وہ برائی کی جانب راجع ہوگی نہ کہ بہتری کی *

ہم دور اندیش ہونے کا دعوی نہیں کرتے ہیں اور نہ ہم خرابیوں کی نسبت پیشین گوئی کرنا چاہتے ہیں — ہم نے یہہ باتیں کسی قدر تامل کے ساتھہ بیان کی ہیں — یہہ خیالات غور کامل اور دلی اعتقادات سے پیدا ہوئے ہیں — موقعہ موجودہ سے بھی قطع نظر ہم نے کسی قدر توجہ علم کے شوق کا رواج دینے کے معاملہ کی جانب مصروف کی ہی — لیکن ہم یقین کرتے ہیں کہ خالص علم کی نیت سے علم کے تحصیل کرنے کا رواج کچھہ اس وجہ سے اسقدر کم نہیں ہی کہ غریب طالب علم ہمارے کالجوں میں کثرت سے جمع ہوگئے ہیں، بلکہ اُس کے رواج نے کی یہہ وجہ ہی کہ دولتمند آدمی کالجوں سے اب تک علحدہ رہے ہیں — پس گر غریب آدمیوں کو علم سے محروم رکھنے سے کچھہ فائدہ نہوگا، مگر دولتمند آدمیوں کو اُس میں شریک کرنے سے ضرور بڑا فائدہ حاصل ہوگا — غریب آدمیوں کی ہمت بڑھائے اور دولت مندوں کو ترغیب دے — ہمارے نزدیک ملک کے ایک سچے بھی خواہ سے کم از کم اسی بات کی توقع ہوسکتی ہی — یہہ بات تو کم از کم ہی لیکن صرف اسی پر خاتمہ نہیں ہی، کیونکہ ایک دوسرا طریقہ اُس کے واسطے موجود ہی — یعنی وہ غربا کو مدد دیسکتا ہی اور دولتمندوں پر دباو ڈال سکتا ہی — بیشک دباو کا لفظ سنکر بعض صاحب چونکینگے مگر کسی سوسیٹی کا کام بغیر دباو کے نہیں چل سکتا ہی — اگر دوسری باتوں میں دباو ڈالا جاسکتا ہی تو اس بات میں کیوں نہیں دباو ڈالنا چاہیئے — ہم اقرار کرتے ہیں کہ کمیشن نے اس باب میں ہمکو مایوس کیا ہی، کمیشن متوسط درجہ کے لوگوں کو اپنی حالت پر چھوڑ سکتی تھی کہ وہ اصلاح یافتہ حالتوں میں تحصیل علم کریں، اور دولتمند آدمیوں کی نبض کو تیز کرنے کے لیئے تجاویز پیش کرسکتی تھی *

MR. T. MORISON AND THE INDIAN HOSTEL IN LONDON.

We publish a letter received by the last English Mail from Mr. Theodore Morison with regard to his share in the scheme of building a hostel in London for Indian students. It will be seen that Mr. Morison was induced to prepare a scheme on the strength of a statement that it would be favourably received by the Benchers of Inns of Court and that a large sum of money would be available for putting it into execution. The idea did not apparently originate with Mr. Morison and he certainly had no intention of putting his hands into the pockets of Indian magnates.

A perusal of Mr. Morison's letter would show that the scheme made much quicker progress in India than it did in England. Some of our respected contemporaries presented it to their readers, some six weeks ago, in fairly complete outlines. The central figure of course was the Secretary of State for India, but Mr. Morison was not far from him. The other members of the group were retired Anglo-Indians. These latter had plenty of leisure and most of it was devoted to devising plans for repressing young India. The occasion of the present meeting was a new scheme. It was intolerable that young men from India should move freely in the high circles of London society. If they were not speedily checked they would soon become as civilised as Englishmen themselves. That would be disasterous. For this reason they had put their heads together and evolved a scheme for shutting up every young Indian as he came down. It was of course necessary to proceed with caution and under the guise of philanthropy and friendship. In this latter respect Mr. Morison could make himself particularly useful. He had earned a reputation for sympathy with the natives. If he were placed in charge of a hostel for Indians, all suspicions would be laid at rest.

That was the idea of Anglo Indians, but they were sadly mistaken. There is a gentleman in India who is very clever. He at once divined their real object. He took up his pen and wrote out articles showing up the conspirators. It is true, he was mistaken in point of fact, but facts should carry little weight where national interests are concerned. If he had not taken energetic action there is no knowing what would have happened. As it is, India has been saved.

مسٹر ٹي ماريسن اور هندوستاني هوسٹل لندن ميں

هم ذيل ميں ايک چٹھي چھاپتے هيں جو ولايت کي پچھلي ڈاک ميں مسٹر تھيو ڈور ماريسن کے پاس سے آئي هي جس سے معلوم هوتا هي که هندوستاني طالب علموں کے ليئے لندن ميں ايک هوسٹل تعمير کرنے کي تجويز ميں وه کس حد تک شريک هوئے — چٹھي سے واضح هوگا که مسٹر ماريسن نے يهه تجويز اس بيان کي بنا پر کي تھي که قانوني کالجوں کے افسر اُس پر التفات کرينگے اور اس کے جاري کرنے کے ليئے ايک رقم کثير فراهم هو جاويگي — يهه خيال ظاهرا خود مسٹر ماريسن کے ذهن ميں پيدا نهيں هوا تها ' اور اُن کا اراده بلا شبهه هندوستاني روساء کي جيب ميں هاتهه ڈالنے کا نه تها جيساکه بعض اخبارات نے لکها تها *

مسٹر ماريسن کي چٹھي کے پڑهنے سے معلوم هوگا که انگلستان کي به نسبت هندوستان ميں اس تجويز کو زياده تر جلد ترقي هوئي — قريب چهه هفته کا عرصه هوا که همارے بعض معزز معصر اخباروں نے اس تجويز کو کسيقدر مکمل صورت ميں اپنے ناظرين کے روبرو پيش کيا تها — اُن کي تجويز سے معلوم هوتا تها که خاص محرک بلا شبهه سکرٹري آف اسٹيٹ هندوستان تهے ' ليکن مسٹر ماريسن اُن سے کچهه دور نه تهے — اور اس مجمع کے دوسرے شرکاء پنشن يافته اينگلو انڈين تهے — گويا ان شخصوں کو کافي فرصت رهتي هي جس کا ايک بڑا حصه نوجوان هندوستانيوں کي روک تهام کے ليئے تجاويز کے سوچنے ميں صرف کيا کرتے هيں — اس مرتبه ايک جديد تجويز پر غور کرنے کے ليئے سب جمع هوئے تهے يهه بات گويا اُن کو ناگوار تهي که نوجوان هندوستاني لندن کي اعلي درجه کي سوسئيٹي ميں بلا تکلف چلهں پهريں وه سمجهے که اگر وه جلد نه روکے جاوينگے تو وه چند روز ميں ايسے هي شايسته هوجاوينگے جيسےکه انگريز هيں اور اس کا نتيجه خراب هوگا — اسي وجه سے وه باهم مشوره کرنے کے ليئے جمع هوئے اور جو هندوستاني ولايت کو آويں اُن کے مقيد کرنے کے ليئے ايک تجويز سوچي — اس بات کي بلا شبهه ضرورت تهي که احتياط کے ساتهه اور همدردي اور دوستي کے پرده ميں کارروائي کي جاوے — اس باب ميں مسٹر ماريسن اپنے تئيں خاصکر کارآمد بنا سکتے تهے — کيونکه يهه بات مشهور هوگئي تهي که وه هندوستانيوں کے ساتهه همدردي کرتے هيں — اگر وه اس هوسٹل کے جو هندوستانيوں کے واسطے قايم کيا جاوے ' منتظم مقرر کيئے جاتے تو هر قسم کا شبهه رفع دفع هوجاتيگا *

يهه خيال اُن شخصوں کا تها جو جلسه ميں شريک هوئے تهے ' ليکن اُنهوں نے افسوسناک غلطي کي — هندوستان ميں ايک جنٹلمين هي — جو بهت هوشيار هي — اُس نے اُن کے اصلي مقصد کو فورا سمجهه ليا — اُس نے قلم اُٹهاکر آرٹيکليں لکهنا شروع کيں ' جن ميں سازش کرنے والوں کي قلعي کهولي گئي — يهه سچ هي که واقعات کے لحاظ سے اُس نے غلطي کي ' ليکن جهاں کهيں که قومي مطالب سے تعلق هو وهاں واقعات پر کم لحاظ هونا چاهيئے — اگر صاحب موصف مستعدي کے ساتهه کارروائي نه کرتے تو يهه معلوم نه کيا ظهور ميں آتا — پهر کيف اُن کي بدولت هندوستان بچ گيا *

We are not well up in the history of Greece and Rome. Will some scholarly person tell us whether they furnish any parellels.

Mr. Morison writes as follows :—

TO THE EDITOR.

SIR,

As curiously incorrect accounts of my attitude towards the proposed Hostel in London for Indian students seem to be in circulation will you permit me to give you the facts of the case.

I learned from Mr. Richards, K. C., that a very large sum would probably be forthcoming to found such a Hostel, if a good scheme could be brought forward, and that the Benchers of the Inns of Court would look favourably upon such a proposal. I accordingly made inquiries as to the way in which Indian students generally lived in London and was convinced that they generally live narrow and uninteresting lives. They are almost destitute of friends or even acquaintances and are not infrequently imposed upon; many of them spend more money than their parents can afford. If a really good man were put in charge of the Hostel who made it his business to introduce the Indian lads in his charge to nice families in London and who could put them up to the ways of English life upon their arrival, I thought that the Hostel might be of real service to Indians in England. But my inquiry also convinced me that the Indians now in England would not surrender their present liberty; they fear that the Superintendent of such a Hostel would attempt to control their expenditure and their goings out and comings in, and they prefer the freedom of their present mode of life. I therefore drew up a short report upon the subject in which I sketched the kind of Hostel or chambers which I thought needed. I proceeded to say that the financial success of this scheme was extremely problematical as it did not seem to meet a genuine demand and I argued that if this large sum was to be had for the asking it should be spent upon education in India itself. Education in India itself so urgently needs to be strengthened and improved, and existing institutions are so crippled by want of money that I could not recommend that so large a sum should be risked upon a hazardous chance if by any means it could be secured for use in India.

Believe me,

Yours truly,

THEODORE MORISON.

همکو یونان اور روم کي تواریخ سے بخوبي معلومات نہیں هی - کیا کوئي عالم شخص همکو بتا سکتا هی که آیا اس کي کوئي نظیر ان تاریخوں میں پائي جاسکتي هی ؟ *

مسٹر ماریسن کي چٹھي حسب ذیل هی :-

بخدمت اڈیٹر صاحب —

جناب من

هندوستاني طلبه کے لیئے لندن میں مجوزه بورڈنگ هوس کي طرف جو پہلو میںنے اختیار کیا هی چونکه اس کي نسبت نہایت عجیب و غریب غلط بیانیاں پھیل رهي هیں اس لیئے اس امر کے متعلق چند واقعات کے پیش کرنے کي اجازت چاهتا هوں *

مسٹر رچرڈس کے — سي - سے مجھکو معلوم هوا که اگر ایسے هاسٹل کے لیئے کوئي عمده اسکیم پیش کي جاے تو غالبا بہت سا روپیه اس بورڈنگ کے لیئے مل سکیگا — اور یہه که آنر آف کورٹ کے بینچرز بھي اس قسم کي تجویز کو پسند کرینگے — چنانچه میں نے اس امر کے متعلق تحقیقات شروع کي که لندن میں هندوستاني طلبه عموما کس طرح رهتے هیں — مجھکو یقین هو گیا که وه عموما نہایت محدود اور بے لطف زندگي بسر کرتے هیں — نه وهاں اُنکا کوئي دوست هوتا هی اور نه کوئي آشنا اکثر حالتوں میں اُن کے ساتھه چالاکیاں کیجاتي هیں — اور اُن میں سے بہت سے ایسے هوتے هیں جو اپنے والدین کي حیثیت سے بڑھکر روپیه خرچ کرتے هیں - اگر اس بورڈنگ هوس کو کسي ایسے قابل آدمي کي سپردگي میں رکھا جاے جو اپنے زیر نگراني طلبه کو لندن کے اعلی خاندانوں سے ملاے اور جو اُن کے انگلینڈ پہنچنے پر اُنکو انگریزي طرز معاشرت سے اچھي طرح آگاه کرے تو میں خیال کرتا هوں که اس قسم کا بورڈنگ هوس انگلستان میں هندوستاني طلبه کي اعلی خدمت کریگا *

لیکن اس تجسس سے مجھکو یہه بھي یقین هوا که وه هندوستاني جو که آج کل انگلستان میں هیں کسي طرح اپني موجوده آزادي کو کھونا پسند نه کرینگے - اُنکو خوف هی که اس قسم کے بورڈنگ هوس کا سپرنٹنڈنٹ ان کے اخراجات اور اُن کي آمد رفت کي سخت نگراني کریگا - اور اس لیئے وه اپني موجوده طرز زندگي کي آزادي کو قایم رکھنا پسند کرتے هیں — اس لیئے میں نے اس مضمون پر ایک مختصر سي رپورٹ تیار کي جس میں میں نے ایسے بورڈنگ هوس کا کچھه نقشه دکھایا جسکي میرے خیال میں ضرورت هی — میں نے اس میں یہه بھي بتایا که اس قسم کي اسکیم کي مالي کامیابي نہایت مشکوک هی - کیونکه بظاهر یہه کسي موجوده ضرورت کو پورا کرتي هوئي معلوم نہیں هوتي - میں نے یہه بھي بیان کیا که اگر کوئي بڑي رقم مل جائے تو اسکو هندوستان میں هي تعلیم پر صرف کرنا چاهیئے - خود هندوستان میں تعلیم کو تقویت اور ترقي دینے کي اسقدر ضرورت هی اور وهاں کي درسگاهیں بوجه کمي روپیه کے اسقدر معذور هو رهي هیں که میں اسقدر بڑي رقم کو جو کسي نه کسي طرح حاصل هوجاے ایک مخدوش اور مشکوک کام پر صرف کرنے کي سفارش نہیں کرسکتا *

آپکا مخلص

تھیوڈور ماریسن

تعلیم و تربیت

(مصر میں)

اخبار اجیشین گزٹ مطبوعہ مصر میں اس عنوان کے تحت میں ایک نہایت عمدہ آرٹیکل شایع ہوا ہی — چونکہ اس موضوع کے متعلق نہایت مفید اور بیش بہا رایں ظاہر کی ہیں اور بالکل ہندوستان کے حسب حال ہیں لہذا ہم اُس کا ترجمہ بجنسہ اخبار علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں درج کرتے ہیں —

و ھو ہذا

تربیت اور تعلیم کو ترقی دینے کی نسبت جو آواز ہمارے کانوں میں ہمیشہ گونجتی رہتی ہی وہ بیشک اس قابل ہی کہ ہر شخص اُسکی طرف متوجہ ہو — یہہ بات ظاہر ہی کہ خواستگاران ترقی تعلیم و تربیت کا یہہ مقصد نہیں ہی کہ مدرسوں کے نوجوانوں کو امتحانات کے پاس کرنے میں ترقی ہو — بلکہ اُن کا اصلی منشا یہہ ہی کہ تعلیم و تربیت کے جو اصلی نتایج ہیں یعنی اعلی خصلتوں کا نشو و نما ہونا اخلاق و آداب کا درست ہونا ان کے لحاظ سے ترقی ہو *

جب کہ ہم اس مسئلہ پر اس حیثیت سے غور کرتے ہیں تو ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ مصر اور دیگر ممالک میں تعلیم و تربیت کی اشاعت سے کوئی ایسا اعلی نتیجہ اور مفید ثمرہ حاصل نہیں ہوا جیسی کہ ملک کی خواہش ہی — مثال کے طور پر مصر کو لو — ہم پوچھتے ہیں کہ تعلیم و تربیت کا کیا نتیجہ حاصل ہوا — اس ملک میں یا یورپ میں جن لوگوں نے تعلیم سے حصہ لیا ہی کیا وہ سوسائٹی میں عقلی ترقی کے لحاظ سے اس درجہ پر پہونچ گئے ہیں کہ اُنکی طرف اشارہ کیا جاتا ہی ؟ کیا اُن کی تعلیم و تربیت دیکھنے والے اُن پر فخر کرسکتے ہیں ؟ کیا اُن کو قوم میں ایسا ہی رسوخ حاصل ہی جیسا کہ اُمید تھی ؟ کیا اُنہوں نے ملک کی وہ خدمتیں انجام دی جن کی اُمید تھی ؟ کیا اُن کی کوئی ایسی جماعت اس ملک میں موجود ہی جنکو اُستاد اپنے طالب علموں کے سامنے بطور مثال کے پیش کرسکیں ؟ کیا ان سوالات کا حقیقی جواب دینے میں ہم میں سے کسی کو شک و شبہہ ہوسکتا ہی ؟ *

اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ مصر میں بعض تعلیم یافتہ افراد ایسے بھی موجود ہیں جن پر اُن کے اُستاد اور اُن کا ملک فخر کرسکتا ہی — لیکن بد قسمتی سے تعلیم و تربیت یافتہ جماعت میں اُن کی تعداد نہایت قلیل ہی — اور اس سے لا محالہ یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ ان لوگوں کا علم و فضل موروثی اور فطری ہی اور تعلیم سے اُنہوں نے بہت ہی کم فائدہ حاصل کیا ہی اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ یہہ حالت اکثر ممالک میں پائی جاتی ہی — یورپ کے مدارس سے ہر سال کامیاب اُمیدواروں کی بڑی تعداد نکلتی ہی لیکن اُن میں سے کتنے ایسے ہوتے ہیں جو اپنے آثار دنیا میں چھوڑ جاتے ہیں جو آیندہ نسلوں کے لیئے ذریعہ ہدایت ہوں — اگرچہ یہہ شکایت تمام ممالک میں عام طور پر پائی جاتی ہی اور اکثر لوگ تعلیم و تربیت کو امتحانات پاس کرنے اور سارٹیفکیٹ حاصل کرنے کا ذریعہ خیال کرنے لگے ہیں لیکن مصر میں یہہ حالت نہایت افسوس ناک ہی — کتب فروشوں کی دوکانوں کو دیکھیے تو بالکل ویران پڑی ہیں اور عام لوگ صرف ناولوں اور ہزلیات کی خریداری کی طرف متوجہ ہیں — اور جو لوگ اخلاق اور مفید علمی کتابوں کے خواہشمند ہیں اُن کی تعداد نہایت ہی کم ہی جو اُنکاروں پر گنی جاسکتی ہی *

ایسی تربیت سے کیا فائدہ ہوسکتا ہی — اُس کی نسبت راے قایم کرنے کے لیئے صرف اُس کے نتایج اور ثمرات کا دیکھنا کافی ہی — جو تربیت ایسی ہو کہ انسان پر ایک سطحی پردہ ڈال دے جسکے نیچے جہالت اور کمینہ اخلاق نہ چھپ سکیں اُسکے ناقص ہونے میں کون شخص شک و شبہہ کرسکتا ہی — جب کہ انسان ان لوگوں کی آزمایش کرتا ہی جنہوں نے یہہ سطحی تعلیم و تربیت پائی ہی تو اُس کو معلوم ہوتا ہی کہ اُن کے اخلاقی خیالات اور عقلی استعداد اُن کے درجہ کے مناسب ہی — وہ دیکھتا ہی کہ وہ مذہب کی حقارت اور نہایت مہتم بالشان مباحث کے ساتھہ تمسخر کرتے ہیں اور اپنے اوقات ایسی بے معنی گفتگو میں ضایع کرتے ہیں جو عوام الناس اور جہال کے طبقہ سے صرف بقدر اُن عامیانہ نکات کے بالا تر ہوتی ہی جو ان کو حفظ ہوتے ہیں اور جن سے وہ اپنے خیال میں اپنے کلام کو زینت دیتے ہیں — اسی طرح پر وہ اپنی زندگی کے اوقات بسر کرتے ہیں ، نہ اُن کو کوئی آیندہ اُمید ہوتی ہی اور نہ ان کے سامنے کوئی غرض و غایت ہوتی ہی — وہ اپنی زندگی کے دن پورے کر کے مرجاتے ہیں گویا کہ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے اور اپنے مثل ان بہت سے لوگوں سے جا ملتے ہیں جنکی قبروں پر زمانہ نے اس سے زیادہ کچھہ نہیں لکھا کہ " یہہ لوگ نسیم کی طرح دنیا میں آئے اور چلے گئے ، نہ اُنہوں نے دنیا میں کچھہ اثر کیا اور نہ دنیا نے ان میں " *

زیادہ سے زیادہ یہہ ہی کہ ایسی تربیت صرف ادنے درجہ کی خدمتوں کے معمولی کاروبار کے لایق بنا دیتی ہی — مگر کیا یہہ امر ممکن نہیں ہی کہ محل و موقع اور بہترین وسایل کی رعایت کر کے اس حالت کی اصلاح کی جاے ؟ کیا یہہ ممکن نہیں ہی کہ اہل مصر کو لینے پڑھنے کے علاوہ ایک ایسی چیز سکھائی جاے جو اُن کی عقلوں کو ترقی دے اور اُن کے دلوں میں ایک ایسا شعور پیدا کردے جو اُن کو اپنی آیندہ زندگی کے لیئے ایک اعلی غرض و غایت کے قرار دینے پر مجبور کرے ؟ کیا یہہ ممکن نہیں ہی کہ اُن کے دلوں میں بڑی بڑی اُمیدیں پیدا کی جائیں جو اُن کو اہم اُمور کی طرف مایل کریں ؟ کیا ایک ایسی نسل پیدا کرنا ممکن نہیں جو زندگی کے معنی اور اُسکی قدر و قیمت پہچانتی ہو اور یہہ بات جانتی ہو کہ اپنے سادہ لوح بھائیوں کو تعجب میں ڈالنے سے بڑھکر اور برتر زندگی کی ایک اور غایت ہی — اور کیا

کم از کم یہہ ممکن نہیں کہ یہہ لڑکے اعلیٰ وطنیت اور حقیقی جوانمردی کے اُصول پر تربیت کیئے جاویں اور اُنکو ایسا جوانمرد بنایا جاوے جو تمام برائیوں کو اپنے قدموں سے پامال کردالیں اور سچائی کی عزت کریں اور اُن کا فکر اور خیال اُس شخص کی مانند ہو جو اس امر کا یقین کرتا ہی کہ اُس سے اُسکی زندگی کے کاروبار کا حساب لیا جاویگا - کیا یہہ ممکن نہیں کہ ہم اُن کو ایسی طرح پر تربیت کریں کہ وہ یہہ بات سمجھنے لگیں کہ کوئی انسان ایسا نہیں پایا جاتا خواہ وہ کتنا ہی حقیر اور ضعیف اور ادنے درجہ کا ہو جو اپنے بھائیوں اور اپنے ابناء جنس کی خدمت کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو (بشرطیکہ وہ چاہے) - ہم یقین کرتے ہیں کہ یہہ تمام باتیں ممکن ہیں بلکہ ہمارے نزدیک اُن کا عمل میں لانا ضروری ہی جیسا کہ دیگر ممالک میں کیا گیا ہی - پس کوئی وجہ مانع موجود نہیں ہی کہ دیگر ممالک کے تجربہ سے فائدہ نہ اُٹھایا جاوے *

جامع از ہر باوجودیکہ اُس کے طریقہ تعلیم میں بہت سے عیب اور نقص پائے جاتے ہیں تاہم اُس میں ایک ایسی چیز موجود ہی جو سرکاری مدارس کے لیئے ایک مفید سبق ہوسکتا ہی - نظام تعلیم اور طریقہ تعلیم کے لحاظ سے ازہر میں کوئی ایسی بات نہیں ہی کہ جس کی تقلید سرکاری مدارس کرسکیں - لیکن اگرچہ سرکاری مدارس کے طالب علم اپنے دلوں میں غور و فکر کرنے اور اپنی راے پر بھروسہ کرنے اور اپنے اصول پر ثابت قدم رہنے کی ضرورت کو سمجھیں تو یہہ اُن کے لیئے ایک مفید سبق ہوسکتا ہی — یہی وہ صفات ہیں جو ازہر کے بعض طالب علموں کے دلوں میں راسخ کی جاتی ہیں — علاوہ ازیں ہم یہہ بات کہتے ہیں کہ ازہر کی تعلیم میں باوجود نقص اور اختلال کے حرف ایک مفید پہلو بھی موجود ہی - اور وہ یہہ ہی کہ طالب علموں کے دلوں میں زندگی کا ایک اصول اور مذہبی مستحکم اعتقاد راسخ کیا جاتا ہی - باوجودیکہ اکثر لوگ اُن کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مگر وہ اپنے اصول اور عقاید پر بدستور ثابت قدم رہتے ہیں — دوسری عبارت میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ازہر کی تعلیم اُن کی زندگی کو ایک خالص طالب میں تبدیل دیتی ہی اور آیندہ زمانہ میں اُن کو اس ملک اور تمام ممالک اسلامیہ میں صاحب رسوخ بنا دیتی ہی *

پس کیا وجہ ہی کہ ہمارے مدارس اِس طرف التفات نہیں کرتے اور کیا وجہ ہی کہ سال ہا سال گذرتے چلے جاتے ہیں اور مدارس سے صرف ایسے لڑکے نکلتے ہیں جن کے نفس میں نہ قوت ہوتی ہی نہ اُن کی عقلیں کچھہ ترقی یافتہ ہوتی ہیں نہ اُن کے اخلاق اعلیٰ ہوتے ہیں نہ وہ اپنی زندگی کی قدر و قیمت کا اندازہ کرسکتے ہیں — اور نہ وہ اپنے گرد و پیش کے حالات کی طرف خیال کرتے ہیں اور نہ وہ اپنا مرتبہ اپنے ہم قوموں کے درمیان سمجھتے ہیں اور نہ دنیا میں اُن کے لیئے کوئی غرض و غایت ہی بلکہ نہ اُنمیں ایسا شعور ہوتا ہی جو اُن کو غرور اور برائیوں میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھے *

اِس میں شک نہیں کہ ہم کو ایسے لڑکوں کی ضرورت نہیں جو آسان یا مشکل امتحانات میں کامیابی حاصل کرسکیں — بلکہ ایسے جوان مردوں کی ضرورت ہی جو قومی زندگی میں ایک شریف اور اعلیٰ تحریک پیدا کردیں - ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہی جو اُس طریقہ کے مطابق تربیت کیئے جاویں جو سیسل روڈس نے اپنی وصیت میں ایسے لوگوں کے لیئے قرار دیا ہی ' جو دولت یا جھوٹی شہرت حاصل کرنے کے لیئے کوشش کرتے ہیں - بلکہ ایسے لوگوں کی ضرورت ہی جو اپنے بھائیوں کی فلاح و بہبودی میں کوشش کریں - اگر ہمارے مدارس سے یہہ نتیجہ حاصل نہو تو یہہ اُن میں سخت عیب ہوگا *

THE AMIR'S FIRMAN.

امیر کابل کا فرمان

The following is the *Firman* of Amir Habib Ullah Khan sent to the Anjuman Himayat Islam Lahore through Shaikh Ghulam Mohy-ud Din :—

امیر کابل نے جو امداد انجمن حمایت اسلام لاہور کی منظور کی ہی اُسکی بابت مندرجہ ذیل فرمان بھیجا ہی *

عالی جنابان صداقت و ارادت نشانان مولوی عبداللہ خان توپچی صدر و منشی شمس الدین خان دبیر و منشی نظام الدین خان خزانہ دار و دیگر اراکین انجمن حمایت اسلام را واضح خاطر باد — شیخ غلام محی الدین خان وکیل انجمن را بحضور خود طلب فرمودہ از کیفیت کار ہاے انجمن جویا شدیم - اگرچہ سابق ازیں ہم از مقاصد و اغراض و کار ہاے تعلیمی انجمن واقف بودیم امّا از زبان شیخ موصوف اغراض پسندیدہ انجمن و سلسلۂ تعلیم مروجہ مدرسۂ العلوم انجمن و تربیت و تعلیم پسر ہاے یتیم اہل اسلام بشرح و بسط معلوم شدہ است - الحمد للہ کہ شما ہا در تقویم دین متین اسلام ساعی ہستید - از خداوند میخواہیم کہ دریں کار ہاے خیر ترفیق زیادہ رفیق شما باشد — چونکہ قبل ازیں شنیدہ بودیم کہ شما برای مصارف مدرسۃالعلوم وجہ بسیار بکار دارید و مشت مشت آرد جمع کردہ اجراے کار خیر خود می کنید بنابراں بطور یکمشت آرد وظیفہ سالانہ مستمری بقدر شش ہزار (۶۰۰۰) روپیہ کلدار از عین المال خود از ابتداے غرۃالسنہ مبارکہ بازیں یل سال پلنگ مطابق سنہ ۱۳۲۰ ہجری برای انجمن مقرر فرمودہ ایم تا کہ در کارخیر انجمن شریک شدہ اُمید ثواب عاقبت از جناب باری تعالیٰ جل شانہ داشتہ باشیم و سلسلہ این عطیہ معینہ انشاء اللہ تعالیٰ مادامیکہ حیات مستعار باقی است از عین المال خود برای انجمن جاری داشتہ برای حصول مقاصد شما از بارگاہ ایزدی دعا می خواہیم — و بعالی جاہ محمد اسمعیل خان سفیر دولت خدا داد امر فرمودہ ایم کہ وظیفہ مذکورہ را در ہر سال سہ قسط بشما برساند و رسید وجہ را بدستخطی سر کردگان

انجمن و به مهر انجمن گرفته بحضور ارسال دارد — نیز اکنوں که وعدهٔ توفیهٔ قسط اول می باشد به نامبرده تاکید فرموده ایم که مبلغ دو هزار (۲۰۰۰) روپیه کلدار از بابت قسط اول في الفور به شما برساند - یقین است که انشاء الله ازیں وظیفه در اجرائے کار هاے پسندیده و حصول مقاصد حمیده انجمن قدرے سهولت خواهد داد — و برائے سبکدوشي بار مصارف شما وظیفه میرزا غلام محي الدین خاں بقدر یک صد و پانزده روپیه کلدار ماهانه از بیت المال مقرر فرموده ایم — باقي خیریت است — فقط — یوم شنبه ربیع الثاني سنه ۱۳۲۰ هجري —

یازده سطر متن و چهارده و نیم خط حاشیهٔ بدون تراش و لئون تحریر شده است - فقط *

His Highness's Seal —

امیر حبیب الله خاں

دربار دهلي کا مفصل حال

۵ ستمبر شمله — هز اکسلنسي ویسراے آج کے جلسه امپیریل لیجس اوٹو کونسل میں صدر نشین تھے - هز اکسلنسي نے دربار جشن تاجپوشي کے متعلق ایک ضروري دلچسپ اسپیچ دي یعني بیان کیا که — میں چاهتا هوں که دهلي میں جو رسم یا مراسم ادا هونگي اُن کے متعلق کچھه حال بیان کروں - چند ماه آینده میں همارے خیال کا ایک بڑا حصه اُن پر مبذول رهیگا — اس دربار کي وجه سے قدیم دارالسلطنت مغلیه میں ماه جنوري آینده میں لاتعداد لوگ جمع هونگے هزمجستي شاه کي تو انگلستان میں تاجپوشي هوچکي اور وه هند کے هي همارے شاه و شهنشاه هیں جیسے ارتحال جناب ملکه قیصره معظمه کے بعد تھے — کسي رسم سے اُن کے خطابات میں ترقي یا اُن کے جائز درجے میں عمدگي پیدا نهیں هوسکتي هی — پس اس وقت میں یهه سوال کرنے کا موقع هی که هم اُن کي تاجپوشي کا جشن هندوستان میں کیوں کرتے هیں — میرا تو یهه خیال هی که یه سوال کا قابل تسکین جواب عام راے سے مل چکا هی مگر اِس کے بارے میں میں بھي چند الفاظ کهنا چاهتا هوں —

مشرق میں کوئي نئي اور عجیب بات نهیں هی مگر وهاں کے لوگ اپنے امر کے عادي هیں که جب شاه حکمراني پر قایم هو تو وه اور اُس کي رعایا خوشي کرے — زمانه گذشته میں هندوستان کا هر شاه اسي رسم کا برتاؤ کرتا تھا — اور نظیراً کها جا سکتا هی که خطاب یافته سردار اور زمیندار بھي ایسا هي برتاؤ کرتے تھے اب بھي وهي لازم هی - پس دربار کي ایک منظور و مقبول رسم هی جو ایک حصه ملک سے دوسرے حصه ملک تک قبول و منظور هوگي - جب تمام درجوں اور طبقوں میں یهي رسم هی تو اعلی درجه و طبقه میں اُس کا برتاؤ کس قدر لازمي هی — میں اپني جانب سے دیکھتا هوں که یهه رسم اسي پر منحصر نهیں هی که جب ایک شاه انتقال کرے تو سرکاري طور سے دوسرا شاه تسلیم کیا جاوے — دور دراز مقامات کے رهنے والے لکھوکھا آدمیوں کو اس سے بهت کم تعلق هوگا مگر ایسے جلوس سے شاه و رعایا میں بهت کچھه دلچسپي پیدا هوتي هی جس سے بڑي بڑي ضروري باتیں قایم رهتي هیں — تمام زمانه کي آدمیوں نے همیشه یهي خواهش ظاهر کي هی که اُن کا ایک افسر اعلی هو جسکي وه تعظیم و تکریم کریں اور عوام نے تسلیم کیا هی که یهه امر شاهي کے لیئے مناسب و موزوں هی — مگر اس مسلمه کا درجه جب هی قایم هوتا هی جب عوام اس امر پر راضي و خوشنود هوں اس کے بعد سرکاري مسلمه ختم هو جاتا هی اور جو تعلقات پیدا هوتے هیں اُن سے شاه و رعایا کو فاینده پهونچتا هی - ایک قوم کي بقا و قوت دنیا کو اُس کے شاه کي قوت سے معلوم هوتي هی جو یکدلي و اتحاد کے نمونه هیں — هندوستان میں برٹش تاج کے لیئے یهه اتحاد اول مرتبه قایم هوا هی اور تمام بر اعظم نے ایک هي حکمراں کو تسلیم کیا — اس قسم کے اتفاق و اتحاد سے قوم کي پولیٹکل قوت اور حشمت و جلال کو بهت ترقي هوتي هی اور اس سے دنیا کي نظر میں شاه و رعایا دونوں کي بڑي قدر و منزلت هوتي هی *

ایک اور سبب سے بھي میں اس اظهار کو زیاده تر قیمتي سمجھتا هوں یعني ملک کي مختلف تقسیمیں جو هیں یعني قوم و فرقه و مذهب اور رواج کا اختلاف اس کا اثر همیشه صرف اس وجه سے نهیں پڑتا که هم ایک سرغنه کے خیر خواه و فرمان بردار کے تابع اور ایک هي پولیٹکل جسم کے عضو اور ایک هي سلطنت کے باشندے هوں — جسقدر هم اسے تسلیم کرینگے اُسیقدر همارے علی الافراد فائدے کا سبب هوگا - لهذا میں ایک اعلی سنجیدگي کي ایسي کارروائي سمجھکر جس سے هماري قوت کا اظهار هوگا دربار دهلي کي رسم ادا کرونگا اور یهه رسم ایسي نهوگي که جو چند گهنٹه یا چند روز دیکھنے کے بعد فراموش هوجاے — میرے خیال میں برٹش زمانے میں لارڈ لٹن هي اول ویسراے تھے جنهوں نے دربار شهنشاهي جمع کیا گو وه دربار مختلف حالتوں اور چھوٹے درجے کا تھا مگر اُنهوں نے اپنے مدبرانه خیالات سے اس بات کي نظیر قایم کي که ایسے دربار نهایت ضروري و ابدي هیں — مجھکو شک نهیں که اُس شهنشاهي دربار جنوري سنه ۱۸۷۷ ع میں بهت کچھه عمدگیاں پیدا هوئي تھیں اور خداوند کریم کے فضل وکرم سے مجھکو اُمید قوي هی که اس دربار سے بھي جو جنوري سنه ۱۹۰۳ ع میں هوگا بڑي بڑي عمدگیاں پیدا هونگي *

بیشک و شبهه یهه موقع نهایت هي متبرک و تاریخي هوتا اگر اس میں شاه و شهنشاه بلفس نفیس موجود هوتے اور تمام هندوستان کا تاج شهنشاهي اپنے سر پر رکھتے — اس تجویز کے قبل میں نے جرات کرکے هز مجستي کے روبرو اس معامله کي صورت پیش کي تھي — هز مجستي کو یهه خیال نهایت خوشگوار تھا اور وه اسکو بطیب خاطر

انجام دیتے کیونکہ اُنکو ہمیشہ اس ملک سے نہایت اُنس و محبت رہی ہی — اور میں اسبات کی تصدیق کی جرات کرتا ہوں کہ وہ اس بات پر اسی طرح نازاں ہیں کہ وہ اول اول شہنشاہ ہندوستان قرار پائے جس طرح ملکہ وکٹوریہ اول مرتبہ قیصر ہندوستان ہونے پر نازاں تھیں — مگر ہز مجسٹی ضروری امور سلطنت و کارہاے مملکت میں ایسے مصروف و منہمک ہیں کہ اسقدر زمانہ یعنی چند ہفتہ تک انگلستان سے غیر موجود نہیں رہ سکتے اور اسی لیئے اُنہوں نے اپنی اُس خوشی و مسرت کو پورا نکیا جو ہز مجسٹی کے لیئے نہایت دلچسپ تھی — اس مقام پر لوگ اس خبر کو سنکر نہایت خوش ہونگے کہ اس دربار میں شریک ہونے کے لیئے ہز مجسٹی نے شاہی خاندان کی طرف سے اپنے بھائی ڈیوک آف کینات کو مقرر کیا ہی — ڈیوک ڈچز تو مدت تک ہندوستان میں رہ چکے ہیں اور کل فرقہ کے لوگ اُن سے نہایت مانوس ہیں — اُن کی تشریف آوری سے ہماری اس کارروائی میں ایسی نمود ہو جائیگی جو قبل ازیں نہ ہوتی اور تمام ہندوستان کو معلوم ہوجائیگا کہ شاہ کو اس سے کیسی دلچسپی ہی اور ہم خیال کرلینگے کہ شاہ اپنے بھائی کے ذریعہ سے خود بنفس‌نفیس یہاں رونق افروز ہیں — شاہ کے قایو میں یہہ بات نہیں ہی کہ وہ خود تشریف لاتے یا اپنے ولیعہد کو بھیجتے گو ہمیں اُمید ہی کہ ہم کسی زمانہ آیندہ میں ولیعہد کا استقبال کریں ہز مجسٹی نے ہندوستان کو اس بات کی تصدیق کرانے کا نہایت عمدہ ذریعہ حاصل کیا کہ اُن کو ہندوستان سے کس قدر ہمدردی اور کس قدر اس کا پاس و لحاظ ہی ●

میرا خیال ہی کہ دہلی کا یہہ مجمع ایک اور سبب سے بھی قیمتی ہوگا — میرا خیال ہی کہ قاعدہ انتظام ہندوستان کی وجہ سے ہر صوبہ اور ہر ہندوستانی ریاست کا اپنے ہمسایہ سے کم و بیش تعلق بالکل نہیں رہتا مگر ترقی ریلوے اور سوشل قواعد میں کمی ہونے سے تفاوت دور ہو رہا ہی لیکن اب بھی بہت ہی — جنوب کے رہنے والے شہزادے اپنی زندگی میں بھی شمال میں نہیں گئے ہیں اور شمالی روسا بھی بہت کم اپنے گھروں سے باہر نکلے ہوں — اگر یہہ آپس میں ملیں جلیں اور ایک دوسرے سے واقف ہوں اور ایک کے دوسرے پر باہمی خیالات ظاہر ہوں تو ہمدردی پیدا ہو — اور ایسے ہی سرکاری موقع کے سوا ایک دوسرے سے ملنے کا کوئی موقع نہیں ہی — اگر ہم ہز اعظم یورپ کودیکھیں تو معلوم ہوگا کہ جب یورپین فرمانروا ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے ہیں اُس زمانہ سے کیسی دلچسپ ترقی صلح کن کاموں میں ہوئی ہی — زمانہ سابق میں تو وہ ذرا سے شک و گمان پر اپنی فوجوں کو نقل و حرکت دیتے تھے مگر اب وہ آپس میں ملتے جلتے اور ایک دوسرے کا جام تندرستی نوش کرتے ہیں — یونان میں بھی سابقہ خیالات کے موافق ایک عجیب و غریب طریقہ سے کارروائی ہوتی تھی اور اسی وجہ سے تمام چھوٹی چھوٹی سلطنتیں یکدل اور بڑی بڑی سلطنتوں کی فوج سے محفوظ تھیں اس یکجائی کا باعث وہ بازیاں تھیں جو اولمپک کے نام سے مشہور ہیں ●

پھر میرا خیال ہی کہ اس ملک کے برٹش مقاطعوں کے لیئے مختلف صوبجات کے لوگوں کا آپس میں ملنا بہت بڑے فائدہ کا باعث ہی — مدراس کے بہت سے لوگ ایسے ہیں جنھوں نے پنجاب و بمبئی کو نہیں دیکھا اور بنگال سے بالکل ہی ناواقف ہیں — وہسرائے ہی ایک شخص ہی جو تمام ملک سے واقف ہی اور اُس کی جانچ کرسکتا ہی — بعض بعض اشخاص انتظام یکسوئی کے شاکی ہیں مگر میں اُن کو یقین دلاتا ہوں کہ ہندوستان کے مختلف قواعد اور مختلف تجاویز نہایت ہی حیرت انگیز ہیں اور میں وہ شخص نہیں ہوں جو اُن باتوں کو مٹا دینا چاہتا ہوں مگر میں باطمینان تمام کہتا ہوں کہ دربار دہلی ہی کا ایسا موقع ہی جس میں اطراف ہندوستانی کی سویلیئن و سپاہی چند گھنٹہ یا ایک دن کے لیئے نہیں بلکہ دو ہفتہ تک ایک دوسرے سے ملینگے اور وہ اس زمانہ میں باہم ایک دوسرے پر اپنے اپنے خیالات ظاہر کرسکتے ہیں اور اس سے صرف بذات خاص انہیں کو استفادہ نہوگا بلکہ جس انتظام کے وہ ملازم ہیں اُس کو بھی فائدہ پہونچیگا ● ■

مجھے تو معلوم ہوتا ہی کہ شاہ کے آداب و اظہار فرمان برداری کے علاوہ اس دربار سے تمام ہندوستان کو فائدہ پہونچیگا — میں نے تو جیسا کہ سب کو معلوم ہی کہ ایک اور کارروائی سے اس موقع کے حاصل کرنے کی کوشش کی ہی یعنی بندوبست کیا ہی کہ اس شاہانہ دربار میں تمام صنعتی اشیاے ہندوستان کی ایک نمایش دہلی میں ہو اور میں عوام کو قطعاً یقین دلاتا ہوں کہ ان کو اس نمایش گاہ میں وسیع طریقہ سے خوبصورت خوبصورت اشیاء دیکھکر حیرت ہوگی — آیا یہہ بات صحیح ہی کہ مقابلہ یورپ کی وجہ سے قدیم ہندوستانی صنعت وحرفت مٹتی جاتی ہی اور یہہ الزام اکثر وہی لوگ لگاتے ہیں جو اُن کے قائم رکھنے کی بالکل کوشش نہیں کرتے یا جنکی بے پروائی کے ذریعہ سے قدیم دستکاری کو ضرر پہونچتا ہی یا ہندوستان دنیا کے اس قاعدہ کا برتاؤ کرتا ہی کہ جیسی مانگ‌ہوتی‌ویسی ہی اشیاء تیار ہوتی ہیں — حقیقت امر یہہ ہی کہ اس صنعت و حرفت کے معدوم ہونے کی ویسی کار روائی تو نہیں ہوئی ہی جیسی لوگ خیال کرتے ہیں اب بھی ہندوستان میں ایسے قابل صناع موجود ہیں کہ اگر مانگ ہو تو وہ لاثانی صنعت و حرفت کی اشیاء تیار کرسکیں — میں یہہ دعوی نہیں کرتا کہ ایک ہی نمایش میں یہہ بات پیدا ہوجائیگی بلکہ اگر صنعت و حرفت قائم ہی جیسا کہ میرا خیال ہی تو ہم اُسکو زندہ کرکے اور اس کو ترقی دیکر بہت کچھہ فائدہ پہونچائینگے — کیونکہ ہم تمام دنیا میں اس بات کو مشتہر کردینگے کہ ہم کن کن چیزوں کے بنانے کے لائق ہیں اور سب سے زیادہ یہہ بات ہی کہ ہم صناعوں کو حوصلہ دینگے اور اپنے لوگوں کو یہ تعلیم دینگے کہ وہ کن کن چیزوں کو پسند کریں ●

اب میں ایک امر ضروری کے بارہ میں چند باتیں کہنا چاہتا ہوں وہ یہہ کہ آمدنی ہندوستان پر مصارف کا بارکسقدر ڈالا جائیگا میں نے دیکھا ہی کہ اس بارہ میں ایسے بیانات کیئے گئے ہیں جن سے مجھہ ایسے سلجھے شخص کو بھی تشویش ہوئی ہی — میں دیکھتا ہوں کہ بعض بعض اشخاص

علی العموم بیان کرتے ہیں کہ اس دربار میں ہندوستان کا کم از کم ایک کروڑ روپیہ صرف ہوگا — اور ایک اخبار میں میں نے پڑھا کہ لارڈ کرزن بے عقلی کے ساتھہ تزک و احتشام میں دو ملین پونڈ ضائع و برباد کرنے والے ہیں اور نظیرا میں نیرو کے مثل قرار دیا گیا ہوں جس کی نسبت بیان ہی کہ جب شہر روم جل رہا تھا اس وقت وہ بیٹھا ہوا اپنا چکارہ بجایا کیا — میں بذات خود ہرگز یہہ بات پسند نہیں کرتا کہ ہر چھوٹی بڑی سرکاری کارروائی کی جانچ پیسوں اور آنوں اور روپیوں میں کی جاوے — بعض بعض سرکاری کارروائیاں ایسی ہیں جن میں جس قدر صرف کیا جاوے وہ کم ہی اور چند کارروائیاں ایسی ہیں جن میں بہت ہی کم صرف کیا جاوے — میں کامل طور سے اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ یہہ خیالات ہر شخص کو پسند نہ آئینگے مگر نہایت صدق دل سے یہہ دلیل کرتا ہوں اور یہہ امر نہایت قابل غور ہی کہ گو یہہ کام کیسا ہی قابل خواہش اور ضروری ہو مگر سرکاری روپیہ اُس میں فضول طریقے سے نہ اُڑانا چاہیئے اور یہہ بات ایسی ضروری و لابدی معلوم ہوتی ہی کہ میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں *

یہہ خیالات دو قسم کے لوگوں کی جانب سے ظاہر کیئے گئے —ایک قسم کے لوگ تو یہہ کہتے ہیں کہ درحالیکہ اکثر حصص ہند میں امساک باران اور گرانی پھیلی ہوئی ہی تو دہلی میں کسی قسم سے روپیہ نہ صرف کرنا چاہیئے اور دوسری صف کے اشخاص کا قول ہی کہ ہاں دہلی میں کچھہ روپیہ نہ کہ زر کثیر صرف کرنا چاہیئے *

قسم اول کے لوگوں کو میں جواب دینا ہوں کہ چند ہفتے ہوئے کہ ہمکو یہہ تشویش لاحق تھی کہ دیکھیئے گجرات و دکن اجمیر و حصص وسط ہند و پنجاب میں کیا صورت پیدا ہوتی ہی مگر میں سچ کہتا ہوں کہ اودھر تین ہفتہ میں مجھہ کو ایسی خوشی ہوئی کہ جب سے میں ہندوستان میں آیا ہوں کبھی مجھکو ایسی خوشی نہیں ہوئی — کیونکہ جن مقامات پر پانی کی بہت بڑی ضرورت تھی وہاں باران رحمت کا نزول ہوا اور میں یقین کرتا ہوں کہ جسقدر احتمال قحط تھا وہ سب دفع ہوگیا — شاید کسی جگہہ کوئی خفیف گرانی ہو مگر عام قحط کا احتمال اب نہیں ہی — اگر لو فرضاً یہہ بارش نہوتی اور میں اپنی پیشگوئی میں غلطی کرتا ہوں تو کیا کوئی شخص ایک لمحہ بھی یہہ خیال کرسکتا ہی کہ ہم جو چند لاکھہ دہلی میں صرف کرنے والے ہیں اس سے تکلیف میں کمی ہوجاتی جسکی کسی حصہ ہندوستان میں ضرورت ہوتی سنہ ۱۸۹۸ ع کے آغاز قحط میں میں نے گورنمنٹ کی جانب سے اطمینان دلوایا تھا کہ جہاں تک رفع تکلیف اور جان بچانے کے لیئے درکار ہوگا وہاں تک ایک روپیہ دینے میں بھی خست نہوگی — ہم اسی وعدہ پر برابر قایم ہیں اور اگر زمانہ دربار میں ہم کو قحط پیش آیا تو ہم اُس سرکاری کوشہ سے ایک آنہ بھی نہ لینگے جو محتاجوں کی امداد میں صرف کیا جاتا — سب سے پہلے اُن کا استحقاق ہمیں ہی اور ہم اِستحقاق کو ادا کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں *

یہہ دوسری قسم کے نکتہ چین ہیں جو یہہ بات بیان کرتے ہیں کہ دربار میں کچھہ نہ کچھہ صرف ضرور ہوگا مگر اُن کو احتمال ہی کہ کہاں صرف کثیر نہو — جب لارڈلٹن نے سنہ ۱۸۷۷ع کے آغاز موسم سرما میں جلسہ جمع کیا تھا تو میری عمر اسقدر تھی کہ مجھکو بخوبی یاد ہی کہ اس زمانہ میں قحط پھیلا ہوا تھا اور ان کی فضول خرچی اور غلطی کے بارے میں ہندوستان کے اخباروں اور پارلیمنٹ لندن میں سخت اعتراض ہوا تھا — مگر میں نے لارڈ لٹن کی تیار کردہ فرد حساب میں دیکھا کہ دہلی کے جشن میں پچاس ہزار پونڈ اور تمام ہندوستان کے اِظہار مسرت میں ایک لاکھہ پونڈ صرف ہوئے تھے - لیکن ایک طریقہ سے تو ہماری اب اور ہی حالت ہی — سنہ ۱۸۷۷ع کا جلسہ صرف ایک سرکاری جلسہ تھا مگر میں نے کوشش کی ہی کہ ہر حصہ ہندوستان سے اعلی درجہ کے درباری جمع کیئے جائیں اور یہہ جشن مسرت صرف افسروں ہی کا نہیں بلکہ عوام کا جلسہ ہوگا اور اس کے یہہ معنی ہیں کہ آیندہ موسم سرما میں دہلی میں بہت سے کمپ اور بہت سے مہمان ہونگے اور اس وجہ سے سنہ ۱۸۷۷ع کی نسبت اس میں زیادہ صرف ہوگا — ہمارے اس ذاتی انتظام کے علاوہ راستے درست ہوجاتے اور پچیس برس سے سوشل حالتیں سنبھل جانے کی وجہ سے بہت سے لوگ جمع ہونگے اور ہر شخص یہاں آنا چاہیگا اور جسقدر لوگ یہاں موجود ہونگے واقعی انکی تعداد بہت زیادہ ہوگی — ان تمام امور سے مقدار کارروائی زیادہ ہوجائیگی — ہرچند یہہ امر ہی مگر جو عوام اس امر کی واقفیت کے مستحق ہیں میں اُن کو مطمئن کرتا ہوں کہ یہہ کل انتظام نہایت کفایت شعاری کے ساتھہ ہوگا *

مجھکو یاد ہی کہ قبل روانگی ہندوستان میں نے مینشن ہوس اِنگلستان میں لارڈ سالسبری کی اِسپیچ سنی تھی اُس میں اُنہوں نے آیندہ کمانڈرانچیف ہند لارڈ کچنر کی اِس بات کی تعریف کی کہ ان میں نہایت کفایت شعاری کے ساتھہ تجارتی اصول پر جنگ کرنے کی قابلیت موجود ہی میرا خیال ہی کہ ہر دربار کے بارہ میں اِس بات کو یاد رکھنا چاہیئے — دہلی میں جو تمام مکانات و عمارات بغرض خاص تیار ہو رہی ہیں وہ ایسی چیزوں سے تیار ہو رہی ہیں کہ جب ان مکانوں کی حاجت نرہیگی تو اُن اشیاء کی قیمت قایم رہیگی اور وہ فروخت کرڈالی جائینگی اور اکثر ساٹھہ یا اسی فی صدی تک مصارف وصول ہوجائیگا - مہمانان تاج پوشی کے آرام و آسائش کے لیئے خیمے اور گھوڑے وغیرہ جمع کیئے گئے ہیں وہ بھی اسیطرح فروخت کرڈالے جائینگے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اکثر ان کی قیمت پوری پوری ملیگی- تمام کہربائی روشنی کا سامان جس سے کمپ اور قلعہ روشن ہوگا وہ اُن کلوں کا ایک جزو ہی جس کا فوجی محکمہ کے لیئے حکم دیا گیا ہی اور اس سے پنکھا کھینچنے اور باغوں میں روشنی کرنیکی آزمایش ہوگی *

ادنی ادنی تفصیلات میں ہم ایسا بندوبست و انتظام کر رہے ہیں کہ کسیطرح روپیہ ضائع نہو بلکہ کسی نہ کسی طریقہ سے پھر واپس مل جاے -

اس ملک کي گورنمنٹ کي ریلوے ملکیت پر جب میں خیال کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ خواہ ہم خود اُنکي کار روائي کریں یا دوسروں کے ہاتھوں سے کرائیں مگر ان کا تمام منافع یا اُسکا بڑا حصہ ہمارے ہي ہاتھہ میں آئیگا لہذا میں خیال کرتا ہوں کہ نکتہ چینوں کو چاہیئے کہ انتظار کرکے اس بات کو دیکھیں کہ دسمبر و جنوري و فروري کي آمدني کیا ہوتي ہی اسکے بعد واویلا مچائیں — گورنمنٹ نے جو کچھہ صرف کیا ہی اگر اس کا بیشتر حصہ واپس نہ ملا تو مجھکو حیوت ہوگي *

ڈاک تار برقي کي آمدني بہت اچھي ہوگي اور وہ سرکاري خزانہ میں داخل ہوگي *

بالاخر میں ان لوگوں سے جو کہتے ہیں کہ بیفائدہ و بے سود مصارف کثیر ہو رہا ہی چاہتا ہوں کہ وہ اپني آنکھیں کھولکر دیکھیں کہ مہینوں سے ہندوستان میں کیا کار روائي ہو رہي ہی — میں بیان کرتا ہوں کہ لکھوکھا ہندوستاني مزدور اور صناع اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں اور دربار کي تیاري کر رہے ہیں — کانپور و جبلپور و لاہور کي کاٹن ملوں کو جاکر دیکھنا چاہیئے جہاں خیمے تیار ہو رہے ہیں اور زمین و ساز اور گاڑي سازي کے کارخانوں کو دیکھنا چاہیئے کہ وہاں کس طرح کام ہو رہا ہی اور صدہا لیتا وکثوریہ گاڑیاں تیار ہو رہي ہیں پھر درزي کے کارخانوں کو دیکھنا چاہیئے جہاں دریاں اور قالین بنے جا رہے ہیں اور آرائش ساز کارخانوں میں کمپوں کي آرائش کا تمام سامان تیار ہو رہا ہی ہندوستاني ریاستوں میں نظر کرنا چاہیئے کہ خیاط اور زر دوز دن رات اپنے اپنے کام میں مصروف و مشغول ہیں اس کے بعد ہندوستاني قصبوں اور موضعوں کو دیکھنا چاہیئے جہاں کسیرے اور زرگر و منبت کار و سنگتراش و رنگ ساز اور لاکھہ کا کام بنانے والے اپنا اپنا کام بنا رہے ہیں ان سب مقامات کو دیکھنے کے بعد یہہ راے قائم کرنا چاہیئے کہ دربار دہلي کے سبب سے ان لوگوں کے کاموں کو کس قدر ترقي ہوگئي — اگر اپنے بعض دوستوں کي مشورت کے مطابق ہم کار روائي کریں اور کل ان تمام کاموں کے ملتوي کردینے کے لیئے اِشتہار جاري کریں تو میں پیشگوئي کرتا ہوں کہ تمام ملک میں واویلا مچ جاے اور بغیر کسي شخص کو فائدہ پہونچائے صناعوں اور دستکاروں کو جو موقع ہاتھہ آیا ہی وہ اُن کے ہاتھہ سے جاتا رہے اور گویا اُن پر بڑا ظالم ہوا *

میں نے یہہ دلیل اس غرض سے کي ہی کہ یہہ بات ظاہر کروں کہ دہلي میں جو کچھہ مصارف ہوگا وہ محض براے نام ہوگا اور آمدني ہندوستان جو ہم ایک ہاتھہ سے صرف کر رہے ہیں وہ پھر دوسرے ہاتھہ سے واپس دینگے ہمنے اس دربار کے لیئے مارچ گذشتہ کے بجٹ میں چھبیس لاکھہ روپیہ کے مصارف کا اِنتظام کیا تھا — اس مقدار کو بعض بعض اشخاص نے اپني راے سے زیادہ کرکے ایک کروڑ روپیہ بلکہ دو ملین اسٹرلنگ تک قرار دیا ہی اس مصارف میں میں وہ چار لاکھہ روپیہ شریک نہیں کرتا ہوں جو نمائش گاہ کے لیئے ہیں — کوئي ایسا شخص نہیں ہی جو یہہ دلیل کرسکے کہ یہہ روپیہ جشن تاج پوشي کے متعلق صرف ہو رہا ہی — اسمیں کا بیشتر روپیہ وصول ہوجائیگا اور میرا خیال ہی کہ خواہ تاجپوشي ہوتي یا نہوتي مگر سرکاري روپیہ ایسے کام میں صرف کرنا عقلمندي اور فائدے کي بات ہی — میں اُس حساب میں فوجي مصارف کا آٹھہ لاکھہ پچاس ہزار روپیہ بھي شامل نہیں کرتا — ہم صرف دربار کے لیئے دہلي میں فوج لانے میں اسقدر روپیہ تو کبھي نہ صرف کرتے یہہ روپیہ فوجي قواعد اور جنگ مصنوعي میں صرف ہوگا اس زمانے کي فوجي تعلیم و تربیت کي وجہ سے ایسا فوجي صرف ضروري ہی اور یہہ قواعد و جنگ مصنوعي دربار کے قبل ہوگي — یہہ صرف ویسا ہي ہی جیسا لارڈ ڈفرن نے سنہ ۱۸۸۶ ع میں اسي مقام پر اُس زمانے میں کہا تھا جب نہ تو کوئي دربار تھا نہ کوئي جشن تاجپوشي تھا — اب چھبیس لاکھہ پچاس ہزار روپیے باقي رہے اور وہ لوکل مصارف رہا جو لوکل گورنمنٹیں اپني اپني تیاري کریں اس کي نسبت میں بیان کرچکا ہوں کہ اسکا بیشتر حصہ وصول ہوجائیگا دربار دہلي میں جو خاص مصارف ہوگا فی الحال اُسکا تخمینہ غیر ممکن ہی اور میں اُمید کرتا ہوں کہ میں اس بات کو کافي طور سے بیان کرچکا ہوں کہ یہہ مصارف اُس مقدار سے کہیں کم ہوگا جو لوگوں نے خیال کي ہی اور ہندوستان میں کوئي سرکاري رسم ایسي کفایت شعاري سے نہوئي ہوگي جس کفایت شعاري سے یہہ انجام پائیگي *

میرا خیال ہی کہ مصارف کے متعلق جو بہت بڑا خیال ہوا تھا اور جسکي نسبت مجھے اُمید ہی کہ میں نے اُسکي تشویش کو دور کردیا اُسکو اس خیال سے بھي کسیقدر ترقي ہوئي کہ ہندوستان کو ہندوستاني رؤسا اور فوج کنٹنجنٹ جشن تاجپوشي انگلستان کي دعوت مہماني وغیرہ کا ایک حصہ ہندوستان کو دینا پڑیگا ہمنے اس باب میں ہوم گورنمنٹ سے خط و کتابت کي اور اُسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ ہمنے نہایت خوشي کے ساتھہ کہ سکرٹري اسٹیٹ ہند نے سرکاري خزانہ کو اس بات پر راضي کیا کہ ہندوستاني مہمانوں کا کل مصارف مہمانداري وہ خود یعني امپیریل خزانہ ادا کریگا اس میں ہندوستاني روسا اور قایم مقاموں اور فوج کنٹنجنٹ اور والنٹیروں کي دعوت اور انڈیا آفس کي رسومات کا تمام مصارف شریک ہی یہہ اُصول کہ ہر ملک اپنے مہمانوں کا مصارف ادا کرے میري راے میں نہایت صحیح و درست ہی اور میں اُمید کرتا ہوں کہ یہہ اُصول تسلیم کیا جائیگا اور آیندہ اسکے مطابق برتاو کیا جائیگا *

میں اُمید کرتا ہوں کہ میں نے کافي طور سے ظاہر کردیا کہ روم جلتا نہیں ہی (اس کے برعکس سرسبزي کا ایک بہت بڑا زمانہ پیش ہی) اور نہرو چکارہ بجا رہا ہی *

میں ہندوستان کے بارہ میں بہت کچھہ پیشگوئي نہیں کرتا ہوں نہ میں یہہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے لیئے اندروني یا بیروني کیا کیا خرابیاں پیش آئیں مگر بحیثیت بشري میں کہہ سکتا ہوں کہ کوئي صورت ایسي نہیں معلوم ہوتي کہ اب سے جنوري تک کوئي ایسا واقعہ

پوش آئے جس سے ہم دھلي میں جمع نہوسکیں اور دل سے خوشي نہ کریں— اب ہمارے لیئے یہہ بات باقي ہی کہ اپنے جشن ہندوستان میں کوشش کرکے وہي کامیابي حاصل کریں جو انگلستان میں حاصل ہوئي ہی - کرہ ارض کي جانب سے آیندہ جنوري میں بہت سي آنکھیں دھلي کي طرف نگراں ہونگي اور ہم کو ایک موقع ملیگا کہ شاہ سے ہندوستان کي خیر خواہي کي جانچ کریں بلکہ تمام دنیا کو اس بات کا ثبوت پہونچائیں کہ ہندوستان خواب خرگوش یا کاہل وجودي میں مبتلا نہیں ہی بلکہ یہہ ہر طرح چست و چالاک ہی اور اپني مستعدي و آمادگي کے سبب سے یومًا فیومًا ترقي کرتا جاتا ہی *

میري دلي خواہش تو یہي ہی کہ تمام ہندوستان کے لوگ ایک دل اور ایک طبیعت اور ہم آہنگ ہوکر ان رسوم کو انجام دیں اور جو لوگ جشن دھلي میں شریک نہیں ہوسکتے ہیں وہ اپنے گھروں پر اور حوالي میں اسي طرح کے جلسے اور دعوتیں کریں اور مجھکو اُمید ہی کہ ایسا ہي انتظام کیا جائیگا *

ایک مختصر معاملہ میرے ذاتي تعلق کا ہی اور اس کو اپني تقریر ختم کرنے کے قبل میں بیان کرنا چاہتا ہوں اور اس کے بیان کرنے کا زیادہ تر سبب یہہ ہی کہ اس کو بہت کچھہ شہرت ہوئي ہی میں نے دیکھا کہ بہت سي اطراف میں بیان کیا جاتا ہی کہ جب دربار ختم ہوجائیگا اور اُس کے متعلقہ تفکرات موقوف ہو جائینگے تو میں ذاتي اور پولیٹکل اوالعزمي کي وجہ سے استعفا دے کر انگلستان چلا جاونگا — میں نہیں جانتا کہ دو برس کے عرصہ میں ایسي خبریں کتني بار مشہور ہوئیں — ان خبروں کے بانی مبانی اور جو لوگ ان کو یقین کرتے ہیں وہ میرے بارہ میں بے سوچے سمجھائے اس بات کے خیال کرنے میں بے انصافي کرتے ہیں کہ میں اپنا پورا پورا کام انجام دینے کے قبل ہل کے سامنہا سے اپنا ہاتھہ اُٹھالونگا *

جب سے میں ہندوستان کو آیا ہوں اُس زمانہ سے میري طبیعت میں کبھي ایسا خیال نہیں پیدا ہوا اور باستثناے اُمور نا معلوم ایسي کار روائي کرنے کا ہرگز میرا ارادہ نہیں ہی — وہ بہت سا کام جو میرے اور میرے مشیروں نے انجام دینا چاہا تھا وہ بالکلیہ انجام پذیر نہیں ہوا اور جب تک مجھکو اُس سے مدد ملیگي جس میں ابھي تک کمي نہیں ہوئي ہی اور جب تک اِس کام کي انجام دھي کے لایق مجھکو قلدرستي و طاقت حاصل ہی میں خیال کرتا ہوں کہ اگر میں اس کام کو ترک کروں تو گویا اپنے فرض منصبي سے گریز کرتا ہی - یہہ امر کہ بہبودي ملک کے لیئے کام کرنے کے قابل ہی ایسا نہیں ہی جسے میں ابھي بیان کرسکوں مگر میں تو خیال کرتا ہوں کہ نہایت ہي متبرک امانت مجھکو سپرد کي گئي ہی اور اُس کو میں نہایت خوشي وخوبي کے ساتھہ انجام دوں *

واقعات اور رائیں

آج ہم اپنے اخبار میں حضور ویسراے کي اسپیچ کا ترجمہ چھاپتے ہیں جو حضور ممدوح نے چند روز ہوئے کہ شملہ پر دربار دھلي کي بابت ارشاد فرمائي ہی — قطع نظر اس کے کہ خود ہندوستان میں بھي بفضلہ سب خیالات کے حضرات موجود ہیں انگلستان میں بعض صاحبوں نے دربار کو غیر ضروري اور نا مناسب تصور کیا ہی اور اُس کي بابت مضامین لکھے ہیں - منجملہ ان کے ایک صاحب مسٹر میکلین ہیں جو زمانہ گذشتہ میں عرصہ تک ممبر پارلیمنٹ بھي تھے - اُن کے مضمون کا ماحصل یہہ ہی کہ ایسے دربار میں خود بادشاہ کا رونق افروز ہونا لازمي ہی چونکہ وہ تشریف نہ لاسکینگے دربار محض بے سود بلکہ نا مناسب ہی — ہم ضرور یہہ سمجھتے ہیں کہ اگر خود شہنشاہ ہند دھلي میں جلوہ افروز ہوتے تو ہندوستان کي عین خوش نصیبي تھي اور واقعي نہایت عمدہ پولیٹکل نتیجہ حاصل ہوتا تاہم مجبوري بھي دنیا میں ایک چیز ہی — یہہ ضرور نہیں ہی کہ اگر خود شہنشاہ تشریف نہ لاسکیں تو اُن کا جانشین دربار نہ کرے — اس دربار کے متعلق یہہ امر خاص قابل لحاظ ہی کہ حضور ویسراے کا دلي منشا ہی کہ ہر فرقہ کے لوگ اُس میں شریک ہوں — اگر لارڈ کرزن کي طاقت میں ایسا شامیانہ نصب کرنا ہوتا جس میں تمام ہندوستان بیٹھہ سکے تو وہ یقینا دریغ نہ کرتے *

یہہ امر بھي بعض تعلیم یافتہ فرقوں میں نہایت شکر گذاري کي نظر سے دیکھا جائیگا کہ حضور ویسراے پردہ نشین لیڈیز کے واسطے دربار میں خاص انتظام کرنے والے ہیں — یہہ اپني قسم کا سب سے پہلا واقعہ ہندوستان کي تواریخ میں ہوگا اور یقینا اس کا ایک خاص اثر ہوگا جس کو اپنے اپنے خیال کے موافق ہر شخص اچھا یا خراب خیال کریگا — ہم یقین کرتے ہیں کہ جن لوگوں کا رسم و رواج اور ذاتي خیال اس کے موافق ہو وہ شکر گذاري کے ساتھہ اس مہرباني سے مستفید ہونگے *

دربار میں جو کار روائي ہوگي اُس کا خلاصہ تازہ اخبار سے کیا جاتا ہی — جب معمولي درباري ہندوستاني اور یورپین اپني اپني جگہہ بیٹھہ جائینگے تو والیان ملک کي سواریاں آنا شروع ہونگي مگر بوجہ تنگي وقت سلامیاں نہ کي جائینگي — بعد والیان ملک کے گورنران اور لفٹننٹ گورنران کي سواریاں آئینگي — چونکہ دربار پنجاب کي سر زمین پر ہوگا لہذا لفٹننٹ گورنر پنجاب کا حق سب پر مرجع ہوگا — پھر کمانڈر انچیف آئینگے اور بالاخر خود حضور ویسراے کي سواري نہایت کروفر سے آئیگي گو پانیر نے کچھہ نہیں لکھا مگر گمان غالب ہی کہ شہزادہ ڈیوک آف کناٹ جو شہنشاہ کے مرسلہ تشریف لائینگے خود

ویسرائے کے جارس میں شریک ہوں گے — بعد ازاں نقیب بہ آواز بلند حضور ایڈورڈ ہفتم کے شہنشاہ ہونے کا اعلان کرے گا — حاضرین نعرہ خوشی بلند کرینگے — اور سلامی فیر ہوگی — اس کے بعد حضور ویسرائے حاضرین دربار سے مخاطب ہوکر اسپیچ کرینگے — اور شہنشاہ کا پیغام جو یقیناً اُس موقعہ پر بذریعہ تار آئیگا سنایا جائیگا — بعد اختتام اسپیچ والیان ملک فرداً فرداً ویسرائے کی حضور میں پیش ہونگے اور ہر والی ملک کا نام اور خطاب بہ آواز بلند ادا ہوگا — بوقت پیش ہونے کے ہر والی ملک کو اختیار ہوگا کہ اگر اظہار وفاداری کی غرض سے کچھہ کہنا چاہیں تو کہیں واضح ہو کہ اس پروگرام میں ترمیم ہونا بھی ممکن ہی *

کچھہ عرصہ ہوا کہ روس نے سلطان سے چار تار بوٹو جہازوں کے دارڈینلز سے گذرنے کی اجازت طلب کی تھی مگر سلطان نے اجازت نہیں دی — تازہ تار سے معلوم ہوتا ہی کہ روس کو اس معاملہ میں اصرار ہی اور سلطان دیگر سلاطین یورپ سے اپیل کرنے والے ہیں — تار سے معلوم ہوا کہ یورپ میں یہہ خیال کیا جاتا ہی کہ روس کا یہہ مطلب ہی کہ سلطان کو قرضہ کے یکجائی کرنے اور بغداد ریلوے کی تکمیل کرنے میں دقت واقع ہو *

آج (پنجشنبہ) کے تاروں سے معلوم ہوتا ہی کہ روس میں نشکی ریلوے کی خبر سے بھی بہت ہلچل ہی ناظرین کو معلوم ہوگا کہ یہہ ریل بہ سرپرستی گورنمنٹ ہند بنے والی ہی اور اس کا مقصد یہہ ہی کہ ہندوستان اور ایران کے درمیان تجارت کو ترقی ہو — روس کو اندیشہ ہی کہ یہہ ریل بالآخر بغداد ریلوے سے ملجائیگی — نقشہ سے معلوم ہوگا کہ اگر شاہ ایران اور سلطان اور گورنمنٹ آف انڈیا ہم صلاح ہو جائیں تو ایسا ہونا ممکن ہی مگر اس لین کو تقریباً کل ملک ایران شروا و غیرہ طے کرنا ہوگا روسی اخبار زور دیتے ہیں کہ روس فوراً اپنی ریل بنانا شروع کردے *

عین قبل طباعی اخبار یہہ خبر بذریعہ تار معلوم ہوکر افسوس ہوا کہ سر جان ووڈ بون بعارضہ پیچش بمقام دار جلنگ سخت علیل ہیں اور خاص پرچہ خبر (بلیٹن) جاری ہوتا ہی *

کانفرنس

علاوہ غلام مولی صاحب کے مسٹر عبدالحمید بھی جو کانفرنس کے ایجنٹ ہیں فی الحال صوبہ بہار میں دورہ کر رہے ہیں — حضرات ہمدردان قوم سے درخواست کی جاتی ہی کہ غلام مولی صاحب اور عبدالحمید صاحب کو انجام فرایض قومی میں امداد دیں *

بحکم نواب محسن الملک

سکرٹری اسٹینڈنگ کمیٹی

اشتہار

قانون شہادت مولفہ جناب مسٹر سید محمود صاحب چھپ کر طیار ہوگیا ہی — درخواستیں بنام منیجر ڈپوٹی بک ڈپو مدرسۃالعلوم علیگڈہ آنا چاہئیں *

رسالۃ التوحید

یہہ کتاب عربی زبان میں مصر کے ایک مشہور اور زبردست فاضل شیخ محمد عبدہ المصری کی جدید تصانیف ہی جس کی بعض نہایت اہم اور ضروری فصلوں کا ترجمہ مولوی رشید احمد صاحب انصاری نے علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شایع کیا تھا جس کی کچھہ جلدیں کتاب کی شکل میں علحدہ بھی چھاپی گئی ہیں — قیمت فی جلد ایکروپیہ — منیجر ڈپوٹی شاپ مدرسۃالعلوم علیگڈہ سے درخواست کرنے پر مل سکتا ہی *

علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ

شرح قیمت اخبار

یہہ اخبار ہفتہ میں ایک بار چھپتا ہی اور ہر پنجشنبہ کو شایع ہوتا ہی *

اخبار کا جاری رہنا معاونین کی اعانت اور قیمت اخبار کے وصول ہونے پر منحصر ہی *

معاونین اخبار وہ حضرات سمجھے جاوینگے جو سالانہ ۴ یا اس سے زیادہ عنایت کریں *

قیمت سالانہ پیشگی علاوہ محصول	...	۴
ایضا ایضا معہ محصول	...	۴
قیمت ششماہی علاوہ محصول	...	۲
ایضا ایضا معہ محصول	...	۲
قیمت سہ ماہی علاوہ محصول	...	۱
ایضا ایضا معہ محصول	...	۱
قیمت فی پرچہ	...	۰/۲

أجرت چھاپہ اشتہارات

اشتہار ماسٹروں اور ٹیچروں کا بغرض حصول نوکری کے کالج یا اسکول میں ہر دفعہ کے لیئے ... ۰۸

باقی اشتہارات ہر دفعہ کے لیئے فی سطر کالم ... ۰۱

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈہ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No. A. 178

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series. VOL. II. No. 38. THURSDAY, 18th SEPT. 1902. روز پنجشنبہ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ ع

سلسلہ جدید جلد ۲ نمبر ۳۸

فہرست مضامین

		صفحہ نمبر
نوٹس	(صرف اُردو) ...	۵۸۳
ہمارا میل بیگ — ایجوکیشنل کانفرنس (انگریزی معہ ترجمہ اُردو)	...	۵۸۴-۵۸۹
مہاراجہ صاحب بہادر جیپور کی رونق افروزی کیمبرج میں	(انگریزی معہ ترجمہ) ...	۵۹۰-۵۹۲
سجل جمعۃ اُم القریٰ یعنی روئداد انجمن مکہ معظمہ	(صرف اُردو) ...	۵۹۲-۵۹۷
واقعات اور رائیں	(صرف اُردو) ...	۵۹۷
اشتہارات	(صرف اُردو) ...	۵۹۸

کانفرنس

ہمارا خیال اس طرف رجوع کیا گیا تھا کہ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس آیندہ میں مشہور و معروف مسٹر ٹاٹا کو مدعو کیا جاے اور اگر ممکن ہو تو بعد معمولی کارروائی کے اُن کی خدمت میں ایک خاص اڈریس پیش کیا جاے — اس میں مطلق شبہہ نہیں ہوسکتا کہ اس فیاض دل پارسی جنتلمین نے تعلیم کے معاملہ میں جو کچھہ کیا ہی اُس کی مثال اس ملک میں نہیں ہی — اگر کانفرنس اُن کا خاص اعزاز کرے تو خود کانفرنس کی عزت ہی — ہم خوش ہونگے اگر اس معاملہ میں اظہار راے کیا جائیگا ●

لوکل کمیٹی دھلی نے چند جدید قواعد مرتب کیئے ہیں — معمولی فیس قیام و طعام صرف روپیہ یومیہ ہی اور ایک درجہ عہ روپیہ روز اور دوسرا عہ۸ر یومیہ کا بھی قرار دیا گیا ہی — اول الذکر درجہ کے ممبروں کے واسطے آراستہ کمرے (اور شاید بعض حالتوں میں آراستہ خیمہ) مہیا کیئے جائینگے اور کل انتظام اُن کے آرام کا اسی پیمانہ پر ہوگا — اس درجہ میں غالباً یوروپین ممبروں کے واسطے بھی انتظام ہوگا — عہ۸ر یومیہ کے درجہ میں قیام کا بندوبست شہر میں کیا جائیگا — طعام کا انتظام بھی اس میں داخل ہی — عہ یومیہ ادا کرنے والے ممبروں کی ذاتی گاڑیاں اور گھوڑے کانفرنس کے اصطبل میں رہ سکینگے ●

شرح فیس یہہ ہی

ایک گھوڑا اور ایک دوپیہ گاڑی فی یوم	...	عہ۸ر
ایک گھوڑا اور ایک چوپیہ گاڑی فی یوم	...	عہ۸ر
جوڑی اور گاڑی	...	عہ۸ر

ملازموں کے کھانے کی بابت ۸ر یومیہ لیا جائیگا — بحالت قیام کوئی دوسری جگہہ کھانے سے فیس میں کمی نہیں ہوسکتی — طعام اور قیام لازم ملزوم ہیں — کم از کم ۷ یوم کی فیس ادا کرنا لازم ہی — صرف ممبروں کو قیام کا حق ہوگا نہ کہ وزیٹروں کو ●

ھمارا میل بیگ

نوٹ مترجم — اس قسم کے مضامین کا ایسا ترجمہ ھونا کہ اصل کا لطف باقی رھے نہایت مشکل ھی —

ایجوکیشنل کانفرنس

گو ایک ایڈیٹر کا میل بیگ (ڈاک کا تھیلہ) اُس کی خاص ملکیت ھو ' لیکن جو چیزیں اُس کے اندر ھوتے ھیں وہ صرف اُس کے واسطے نہیں ھوتے ھیں — اِسی وجہ سے ھم اپنے میل بیگ کی چٹھیوں کے بعض مضامین میں اپنے ناظرین کو شریک کرنا چاھتے ھیں — شاید یہہ سوال کیا جاوے کہ ھم صرف بعض میں اُن کو کیوں شریک کرتے ھیں ' سب میں کیوں نہیں کرتے تو اِس کی ایک نہایت معقول وجہ ھی — ھمارے میل بیگ پر نہ تو فولاد کی چادر چڑھی ھوئی ھی اور نہ وہ لوھے سے منڈھا ھوا ھی ' اور اِسوجہ سے وہ ھمکو غضبناک اشخاص سے پناہ دینے کے لایق نہیں ھیں — اِس سے ھماری یہہ مراد ھرگز نہیں ھی کہ اُس کی بعض چٹھیاں کسی گروہ یا کسی متنفس کی ذاتیات سے متعلق ھوتی ھیں — ھمارا میل بیگ اِس قدر چھوٹا ھی کہ اِس قسم کی خبروں کے واسطے اُس میں کافی جگہہ نہیں ھوسکتی ھی — علاوہ بریں گو کوئی بیگ کیسا ھی عمدہ کیوں نہ ھو لیکن وہ فائر پروف نہیں ھوسکتا ھی (یعنی ایسا کہ اُس پر آگ اثر نہ کرے) اور بھرکیف ھمارا میل بیگ تو فائر پروف نہیں ھی اور جس روز وہ ذاتیات سے متعلق چٹھیاں لیکر ھمارے پاس آویگا تو ھم نہایت خوشی سے اُس کو جلا دینگے — یہہ بات ظاھرا بخوبی معلوم ھی کہ ھم کو اِس معاملہ میں نہایت احتیاط ھی — پس مندرجہ ذیل باتوں میں سے ایک بات تحقیق ھی یا تو اس قسم کے مضامین کبھی روانہ نہیں ھوتے ھیں ' یا اگر وہ روانہ بھی ھوتے ھیں تو وہ ھمارے ھاتھہ میں آنے سے پہلے راستے میں رہ جاتے ھیں *

ذاتی اعتراضات صرفہ اِس قسم کے نہیں ھوتے ھیں جن سے کوئی شخص ناراض ھو — بلکہ اگر تم کسی عام پسند اِنسٹیٹیوشن ' مثلاً ایک کالیج ' یا کانگریس یا کانفرنس پر حملہ کرو تو تم کو اِسی طرح سنگسار ھونے کا اندیشہ ھی جیسے کہ دوسری صورت میں — ھمنے کانفرنس کا ذکر کچھہ اتفاقیہ نہیں کیا — چند روز سے محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کی نسبت ھمارے پاس بغیر ھماری خواھش کے چٹھیاں آ رھی ھیں — اُنمیں سے بعض چٹھیات پر ڈاک خانہ کی مہر اور دوسرے نشانات ھوتے ھیں جن سے صاف ظاھر ھوتا ھی کہ ھمارے پاس پھونچنے سے پہلے یہہ چٹھیاں کسیقدر فاصلہ طی کرکے آئی ھیں — مگر بعض چٹھیات پر اِس قسم کی کوئی نشانیاں نہیں ھوتی ھیں — ھم ان کو اپنی میز پر رکھا ھوا پاتے ھیں ھمکو اِس ماجرہ سے جبکہ وہ اول ظہور میں آیا نہایت حیرت ھوئی — ھم نے کہا کیا یہہ ھوسکتا ھی کہ ھمکو کسی خفیہ سوسائیٹی کے ایجنٹوں نے گھیر لیا ھو ؟ ھم قانون کی خاص حمایت میں رھتے ھیں — کیا ھمکو قانون کی مدد طلب کرنی چاھیئے ؟ کیا یہہ ھوسکتا ھی کہ بعض مہاتما کانفرنس کے معاملات کیجانب توجہ ظاھر کرتے ھوں ' اور اپنی خبروں کے مشتہر کرنے کے لیئے ھمارے اخبار کے کالموں سے کام لینا چاھتے ھوں ؟ — واضح رھے کہ اس قسم کے واقعات سابق میں بھی ظہور میں آ چکے ھیں —

OUR MAIL BAG.

EDUCATIONAL CONFERENCE.

AN editor's mail bag may be his own property but its contents are not meant exclusively for him. We therefore propose to share some of the contents of our mail bag with our readers. Some o the contents? Why not all? Well, for a very simple reason. Our mail bag is neither steel-plated nor iron-clad. It is consequently ill-fitted to afford us shelter against irrate readers. We are far from hinting that the contents are partly directed against individuals. Our mail bag is much too small to afford space for such contributions. Moreover the best of bags is not fire proof. Ours at all events is not, and it would be a pleasure to us to burn it down the day it came to us containing personal attacks. It is apparently well-known that we are very touchy on this point. So one o the following things is certain. Either such contributions never start on their journey or if they do they drop away before coming into our hands.

But personal attacks are not the only attacks that give offence. If you attack a popular institution—a College, a Congress, a Conference—you are quite as liable to be stoned to death as in the other case. We have not mentioned the Conference at random. We have of late been the unwilling recipients of letters about the Mahomedan Educational Conference. Some of these have postal and other marks shewing unmistakeably that they had travelled some distance—long or short—before reaching us. Others show no such marks. We simply find them on our table. The incident greatly puzzled us when it first happened. Could it be that we were surrounded by agents of some secret society? We live under the special protection of law. Should we invoke its aid? Could it be that some of the *Mahatmas* had been interesting themselves in the affairs of the Educational Conference, and wanted to use our columns for the dissemination of their views. Such incidents, be it remembered, have happened before. Many of our readers

یا ایک ملک کے دو صوبوں یا ایک صوبہ کے دو شہروں یا ایک شہر کے دو گھروں کو دیکھا جاتا ھی جن میں ایک کے باشندے مسلمان اور دوسرے کے غیر مسلمان ھیں تو معلوم ھوتا ھی کہ مسلمان اپنے ھمسایوں کی نسبت لحاظ چستی اور چالاکی اور اپنے ذاتی اور قومی حالات میں انتظام کے بہت پیچھے ھیں — اسی طرح وہ ھر ایک فن اور صنعت میں بہ نسبت اپنے حریفوں کے ادنی درجہ پر ھیں - حالانکہ شہروں کے اکثر اور دیہات کے تمام مسلمان اپنی اُن صفات کی بخوبی حفاظت کرتے ھیں جو ان میں اور ان کے ھمسایوں میں موجب امتیاز اور خصوصیت ھیں اور اکثر اخلاقی فضائل مثلاً امانت اور سخاوت اور شجاعت ان میں پائے جاتے ھیں *

ایسی حالت میں کیا سبب ھی کہ اختلال ان کے لیئے ایسا لازمی ھوگیا ھی جیسے معلول کے لیئے علت - جہاں کہیں اسلام کا وجود ھی وھاں یہہ بیماری ضرور پائی جاتی ھی حتی کہ بعض حکماء نے یہہ خیال کیا ھی کہ اسلام اور شایستگی دونوں جمع نہیں ھوسکتے - یہی وہ سخت مشکل ھی جس کی نسبت نہایت تحقیق اور تدقیق کے ساتھہ بالاستیعاب بحث کرنا ھماری انجمن کا پہلا فرض ھی - تاکہ ھم کو اس بیماری کی اصل معلوم ھوجاوے اور اُس کے دفعیہ کی کوشش کرسکیں - اور مرض کے دفعیہ بعد مریض کے تندرست ھونے میں کیا شبہہ ھوسکتا ھی *

فاضل شامی نے کہا کہ میں جناب صدرانجمن کی اس راے کے ساتھہ اتفاق کرتا ھوں کہ اُنھوں نے مسلمانوں کے موجودہ تنزل کو عام اختلال کے ساتھہ تعبیر کیا ھی - میرے نزدیک یہہ اختلال عام اور روے زمین کے تمام مسلمانوں کو محیط ھی *

فاضل ھندی نے فرمایا کہ اگرچہ میں بلحاظ علم و فضل کے اپنے ممتاز دوستوں کی برابر نہیں ھوں مگر مجھکو اسلامی ممالک میں سیر و سیاحت کا زیادہ تر اتفاق ھوا ھی — میں نے اکثر ممالک اور اِن کے باشندوں کے حالات کو بنظر غائر مطالعہ کیا ھی ' میرے نزدیک کچھہ شک نہیں کہ یہہ اختلال جو مسلمانوں پر طاری ھی عام ھی - اگرچہ وہ بعض ایسے مقامات میں جہاں مسلمانوں کے سوا کوئی دیگر قوم آباد نہیں ھے (مثلاً وسط جزیرہ عرب یا بعض سواحل افریقہ) پوری طرح ظاھر نہیں ھوا اور نہ ایسے مقامات میں ظاھر ھوتا ھی جہاں مسلمانوں کے ھمسایہ بھی ایسے بت پرست فرقے ھیں جو مذھب میں نہایت سخت تشدد و غلو رکھتے ھیں — مثلاً وہ فرقہ جو قدیم زمانہ کے صابئین کی اولاد ھی اور دجلہ کے دونوں کناروں پر آباد ھی — اُس فرقہ کے لوگ عبادت کی غرض سے پانی میں ڈوبے رھتے ھیں اور اپنے اوقات کا اکثر حصہ اسیطرح ضائع کرتے ھیں — اور حبشیوں میں کونگو اور ھندوں میں بودہ جلکا اعتقاد یہہ ھی کہ تمام مصیبتیں اور بلائیں حتی کہ موت بھی ساحروں اور جادوگروں کے اعمال کی تاثیر سے واقع ھوتی ھی - پس کہ اس قسم کے لوگوں کی حالت مسلمانوں سے بھی زیادہ مختل ھی - اس سے یہہ لازم نہیں آتا کہ مسلمانوں کا اختلال عام نہیں ھی *

صاحب صدرانجمن نے فرمایا کہ فاضل ھندی نے جو تفصیل اور ترمیم کی ھی وہ بالکل ٹھیک ھی — اس لیئے میں اپنی اس راے کو واپس لیتا ھوں کہ مسلمان مطلقاً سب سے زیادہ پست ھیں اور یہہ کہتا ھوں کہ مسلمان سواے اُن فرقوں کے جو دین میں نہایت سخت تشدد اور غلو رکھتے ھیں سب سے زیادہ پست درجہ میں ھیں *

حافظ بصری نے کہا کہ میرے نزدیک دھریین اور طبعیین وغیرہ کو بھی شمار کرنا ضروری ھی جن کا کوئی مذھب نہیں ھوتا - کیونکہ نہ وہ کسی خاص نظام کے پابند ھوتے ھیں اور نہ ان کے اخلاق کسی اُصول پر مبنی ھوتے ھیں ان کی تمام زندگی تکلیف اور کدورت میں گذرتی ھی — ان کی حالت مذھب کے ماننے والوں کے مقابلہ میں نہایت پست ھوتی ھی جیسا کہ وہ خود اقرار کرتے ھیں کہ ھم دنیوی زندگی کے لحاظ سے تمام لوگوں میں زیادہ بد بخت اور بد نصیب ھیں *

فاضل ھندی نے جواب دیا کہ پیشتر میرا بھی یہی خیال تھا کہ نوع انسان میں ایسے افراد بھی پائے جاتے ھیں جن کا کوئی مذھب نہیں ھی - مگر میرے وسیع تجربہ نے یہہ بات ثابت کردی ھی کہ دین اپنے عام معنوں میں (یعنی نفس کا ایک ایسی زبردست قوت کے وجود کو تسلیم کرنا جو کائنات میں تصرف کرتی ھی اور اُس کے آگے گردن جھکانا) انسان کے لیئے ایک فطری امر ھی — رھی یہہ بات کہ لوگ کہتے ھیں کہ فلاں شخص دھریہ یا طبیعی ھی اس کا مطلب یہہ ھی کہ اُس کے نزدیک وہ زبردست قوت دھر یا طبیعت ھی - پس میرے نزدیک علماے اخلاق کا یہہ قول بالکل صحیح ھی کہ انسان کا کوئی فرقہ بے دینی کی صفت سے متصف نہیں کیا جا سکتا - بلکہ ھر ایک انسان کوئی نکوئی مذھب رکھتا ھی ' خواہ وہ صحیح ھو یا فاسد ھو - اور فاسد یا کسی صحیح اصل سے ماخوذ ھو یا اُسکی اصل بھی فاسد ھو - اور دونوں قسم کے فاسد میں موجب فساد خواہ کمی ھو یا زیادتی یا خلط ملط — غرضکہ اسطرح پر مذھب کی آٹھہ قسمیں ھوتی ھیں *

پس صحیح مذھب دنیوی ترقی اور کامیابی اور اُخروی بہبودی اور فلاح کا کفیل ھی — دونوں قسم کے فاسد مذھب جن میں موجب فساد کمی اور نقصان ھوتا ھی بعض اوقات ان کے پیرو ایک خاص نظام معیشت کے پابند ھوتے رھیں اور دنیوی ترقی میں بہ مراتب مختلفہ کامیاب ھوتے ھیں - مگر جن مذاھب میں باعث فساد زیادتی یا خلط ملط ھوتا ھی وہ مذھب اپنے پیروں کے لیئے قطعاً موجب تباھی اور بربادی ھوتے ھیں — اب میں صرف اسقدر اور عرض کرنا چاھتا ھوں کہ اس مبحث کے متعلق میری یہہ تقریر نئی قسم کی ھی — پس التماس یہہ ھی کہ اس کی تائید یا تردید میں کچھہ کی جاے وہ بعد غور کامل کی جاے *

صاحب صدرانجمن نے فرمایا کہ حضرات علما و فضلا ! میں آپکا مرتبہ اس سے بالا تر سمجھتا ھوں کہ آپ کے سامنے آداب مناظرہ کی تفصیل

کرنے کي ضرورت ہو — مگر میں ایک خاص امر کي طرف آپ کو توجہ دلاتا ہوں جو یقینا آپ کے خیال میں بھي ہوگا یا جس کي تصریح ہوجانا آپ پسند کرتے ہونگے — اور وہ یہہ ہی کہ کسي شخص کو اپني ذاتي راے پر اصرار نہونا چاہیئے — ہم میں سے ہر شخص کو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ جو راے وہ ظاہر کرتا ہی وہ صرف ایک خیال ہی جو اُس کے دل میں پیدا ہوا ہی جو بسا اوقات صحیح ہوتا ہی اور بعض اوقات اُس میں غلطي ہونا ممکن ہی — اگرچہ وہ بظاہر اجلاس میں بھروسہ کے ساتھہ بیان کیا جاتا ہی لیکن در حقیقت اُس کي تصحیح اور دوسرے ممبروں کي راےوں پر اطلاع حاصل کرنا مقصود ہوتا ہی — پس کسي شخص کے لیئے اپني راے کا پابند ہونا لازمي نہیں ہی اور اگر وہ اُس سے رجوع کرکے کسي دوسرے شخص کي راے سے اتفاق کرے اس صورت میں بھي کسي قسم کي ملامت اُس کے ذمہ عاید نہیں ہوسکتي — کیونکہ درحقیقت مناظرہ اور مجادلہ کرنا ہمارا مقصود نہیں ہی — بلکہ ہم مباحثہ کو رہے ہیں اور تحقیق حق ہمارا اصلي مقصود ہی — اگر ہمکو کسي مقرر کي کوئي راے نہایت پسند آئے تو کچھہ مضائقہ نہیں کہ ہم لفظ " † مرحبی " پکار کر کہیں اور اس طرح پر اپني خوشي اور پسندیدگي کا اظہار کریں — ان اصولوں کو مد نظر رکھکر اب ہم کو مسلمانوں کے عام اختلال کے اسباب کي نسبت بحث کرنا چاہیئے *

فاضل شامي نے کہا کہ میرے نزدیک اس اختلال کا منشا بعض اعتقادي اور اخلاقي امور ہیں مثلاً جبریت کا عقیدہ جس نے باوجود اُس اعتدال کے جو اُس میں پیدا کیا گیا تھا تمام قوم کو باطن میں جبریہ اور ظاہر میں قدریہ بنادیا ہی (مرحبی) اور مثلاً زہد اور نفس کشي اور قوت لایموت پر قناعت کرنے کي ترغیب دینا اور دولت و ثروت ، عزت اور برتري حاصل کرنے کے شوق کو دلوں سے محو کردینا اور عظیم الشان کاموں کي طرف پیش قدمي کرنے کا خیال مٹا دینا اور مسلمانوں کو مرنے سے پیشتر مثل مردوں کے زندگي بسر کرنے کي ترغیب دینا یہہ تمام اصول جو دماغ کو بے حس و حرکت کرنے والے اور ہمتوں کو پست کرنے والے اور سستي اور کاہلي کي روح پھونکنے والے ہیں سراسر افترا اور بالکل بہتان ہیں نہ اُن کو عقل قبول کرسکتي ہی اور نہ شریعت نے اُنکا حکم دیا ہی — بعض ایسے ہي امور کي وجہ سے حضرت عثمان نے ابوذر غفاري کو حلا وطن کردیا تھا *

بلیغ قدسي نے اس کے جواب میں کہا کہ یہہ جبریت اور زہد و قناعت کے اصول جو ہماري قوم کے عقاید کے ساتھہ مخلوط ہورہے ہیں اور نیز وہ اصول جو ان سے بھي بڑھکر اسباب کو معطل کرنے والے اور زندگي کو غارت کرنے والے ہیں تمام مذاہب میں موجود ہیں — تاکہ وہ ایک حیثیت سے انساني طبیعت کي حرص و طمع کے ساتھہ مل جلکر طلب مقاصد میں توسط اور اعتدال کي حالت پیدا کردیں اور دوسري حیثیت سے عاجزوں اور مفلسوں اور فلاکت زدوں کے لیئے باعث تسلي اور فقیروں اور دولتمندوں کے درمیان حصول جملوازمات کا ایک ذریعہ ہوں *

† یہہ لفظ بجاے چیرز کے استعمال کیا گیا ہی

تقدیر کے عقیدہ پر تمام مذاہب کا اتفاق ہی — ہر قسم کي برائي بھلائي خدا کي طرف سے پائي جاتي ہی — یا بھلائي خدا کي طرف سے اور برائي نفس یا شیطان کي طرف سے تسلیم کي جاتي ہی — مگر تاہم ہر ایک انسان کسي واقعہ کو تقدیر کي طرف صرف اُسي وقت منسوب کرتا ہی جبکہ وہ اُس کے سبب سے جاہل ہوتا یا حصول منفعت اور رفع مضرت میں ناکام رہتا ہی — اور اسطرح پر وہ اپني جہالت اور ناداني یا کمزوري اور ناکامي کو خوبصورتي کے ساتھہ تقدیر کے پردہ میں چھپانا چاہتا ہی — چونکہ اِن اخیر صدیوں میں مسلمان بالعموم دنیا کے واقعات اور نتائج کے اسباب سے جاہل اور ہر قسم کے دنیوي کار و بار کے انجام دینے سے عاجز ہوگئے اس لیئے اُنہوں نے تقدیر اور زہد کے زیر سایہ پناہ لي جسکي وجہ دینداري نہیں ہی بلکہ محض ملمع سازي ہی — دیکھو رہبانیت اختیار کرنا اور دولت و ثروت کو لات مارنا عیسائیت میں اعلی درجہ کي عبادت اور ذریعہ قرب الہي ہی تو کیا اس سے شارع کا یہہ مقصد تھا کہ نوع انسان ایک ہي نسل کے بعد صفحہ ہستي سے نیست و نابود ہوجاوے یا اُس کا یہہ مقصد تھا کہ اس حکم کي تعمیل صرف چند افراد تک محدود رہیگي ؟ اس مقام پر چند افراد کي تخصیص کو عقل ہرگز نہیں قبول کرسکتي — اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ اس قسم کے جبریت اور زہد و قناعت کے اُصول کو عام اختلال کا سبب قرار دینا صحیح نہیں ہی — بلکہ یہ اُصول انسان کي حرص و طمع اور اُس کي بلند پروازیوں میں اعتدال پیدا کرتے ہیں *

خلفاے راشدین اور صحابہ کرام نے دنیوي دولت و ریاست اور اُخروي اجر و ثواب کے حاصل کرنے میں جسقدر مشقتیں برداشت کي ہیں ان پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس وقت قوم عملي طور پر زاہد تھي اور اِس وقت ہمارا زہد جس کا ہم دعوی کرتے ہیں سراسر جھوٹا اور بالکل ریائي ہی — (مرحبی) *

میرا خیال یہہ ہی کہ اس عام اختلال کا سبب وہ تغیر تبدل ہی جو اسلامي طرز سیاست میں باوقات مختلف ہوتا رہا ہی — اسلامي سیاست ابتداءً بالکل جمہوري اور ریپبلک تھي اور خلفاے راشدین کے مبارک زمانہ کے بعد ملک کي اندروني شورشوں اور خانہ جنگیوں کے متواتر جاري رہنے سے اسلامي طرز سیاست نے شاہي رنگ بدلا مگر تاہم شریعت کے بنیادي اُصول کي قید اُس کے ساتھہ لگي رہي — اور اس کے بعد وہ بالکل آزادانہ اور شخصي ہوگیا — اس تغیر تبدل کي نسبت جو اسلامي طرز سیاست میں واقع ہوا جب غور کیا جاتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ اُس کا اصلي سبب حسب ذیل ہی *

چونکہ صحابہ کرام فتوحات میں مصروف تھے اور مختلف ملکوں کے شہروں میں پھیلے ہوئے تھے اِس وجہ سے شرعي قواعد صدر اول میں نہ لکھے گئے اور نہ اُن کي تدوین ہوسکي — اور جب زمانہ مابعد میں

تحریر و تدوین شروع ہوئی تو علماء میں سخت اختلافات اور تناقض پیدا ہوئے — مختلف قوموں کے جو لوگ مذہب اسلام میں داخل ہوئے تھے اُن کی رائیں حد اعتدال سے تجاوز کرنے لگیں - انہوں نے اصولی اور فروعی اختلافات میں اُنہیں پہلوؤں کو ترجیح دی جو ان کے سابقہ مشرکانہ خیالات سے مناسبت رکھتے تھے - سیاسی حکام اور مدبران ممالک نے اس اختلاف کو گروہ بندی اور پولیٹکل خود مختاری اور مطلق العنانی کا بہترین ذریعہ خیال کرکے اُس سے فائدہ اُٹھایا — جس کا یہہ نتیجہ ہوا کہ اسلامی سلطنت ایسے گروہوں پر منقسم ہوگئی جو بلحاظ مذہبی اصول کے باہم مختلف اور بلحاظ سیاست کے ایک دوسرے کے دشمن اور خون کے پیاسے تھے ' ان میں ہمیشہ جنگ و جدل اور خوں ریزی کا سلسلہ برابر جاری رہتا تھا — یہہ حالت دیکھکر دشمنوں کو بھی حرص و طمع دامنگیر ہوئی اور اسلامی گروہوں کو ایک ہی وقت میں اندرونی اور بیرونی لڑائیوں کی مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا - ان لڑائیوں سے کبھی کبھی بہت تھوڑے عرصہ کے لیئے فرصت ملتی تھی اور بقدر اُس فرصت کے علوم اور شایستگی کو ترقی ہوتی تھی - چونکہ ان لڑائیوں کا سلسلہ صدیوں تک جاری رہا اس لیئے مسلمانوں کی قوم بلحاظ پیشہ اور اخلاق کے ایک جنگی قوم ہوگئی اور علوم و فنون اور صنعت و حرفت سے بہت دور جا پڑی - کچھہ عرصہ کے بعد جب لایق سپہ سالاروں اور سامان حرب و ضرب میں کمی واقع ہوئی تو کامیاب لڑائیوں کا سلسلہ بکلیت منقطع ہوگیا اور قوم صرف مدافعت پر قناعت کرنے لگی - اور خصوصا دو صدیوں سے یعنی جب سے کہ مغرب میں فن جنگ ترقی کرکے ایک وسیع علمی فن ہوگیا ہی جو ہمارے خواب و خیال میں نہیں بھی حالت جاری ہی - اور مسلمان آپس میں کٹتے مرتے اور اپنی قوت کو غارت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی اعانت اور ہمدردی نہیں کرتے — یہی حالت ہی جس نے مسلمانوں کی مستعدی اور چستی و چالاکی کو برباد کرکے ان میں عام اختلال اور افسردگی پیدا کردی ہی *

حکیم ٹھورنسی نے اس کے جواب میں کہا کہ مسلمانوں کے سوا بعض دیگر قوموں مثلا جرمن میں بھی خود مختار اور مطلق العنان حکومتیں موجود تھیں ' جو مذہبی اصول میں باہم مختلف اور سیاسی گروہوں پر منقسم تھیں * اور اُن میں ہمیشہ جنگ و جدل کا سلسلہ برابر جاری رہتا تھا - مگر تاہم ان میں عام طور پر اختلال پیدا نہیں ہوا — پس ضرور ہی کہ مسلمانوں کے عام اختلال کا کوئی دوسرا سبب ہوگا *

میں خیال کرتا ہوں کہ ہماری موجودہ مصیبت اُس سخت جہالت کے باعث سے ہی جو ہمارے امراء کے گروہ کثیر کی طبائع میں راسخ اور مستحکم ہوگئی ہی — یہہ فرقہ خود بھی گمراہ ہوا اور اپنی بداعمالیوں سے تمام قوم کو سیدھے راستہ سے گمراہ کیا - اس گروہ کی جہالت خنزیروں اور چوپایوں سے بھی زیادہ ترقی کرگئی ہی - چانچہ اُن فضایل و مسائل سے جو نیچر نے اُن کو عطا کئی ہیں اپنی ذاتی حفاظت کرتے ہیں — مگر یہہ گروہ اپنے گیروں کو خود اپنے ہاتھوں سے تباہ اور برباد کررہا ہی - اس گروہ میں بعض افراد ایسے بھی موجود ہیں جو دیدہ دانستہ گمراہی میں مبتلا ہیں - وہ قوم کی بدحالی کو دیکھکر روتے اور افسوس کرتے ہیں تاکہ یہہ خیال کیا جاوے کہ وہ قومی بہبودی کے کاموں کے انجام دینے سے مجبور ہیں — وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کی سیاسی اصلاح کا خواستگار ظاہر کرتے ہیں حالانکہ جو کچھہ وہ اپنی زبان سے کہتے ہیں ان کے دل پر اُس کا مطلق اثر نہیں ہوتا — وہ بظاہر اصلاح کی طرف اپنی رغبت ظاہر کرتے ہیں مگر باطن میں اپنے دین و دنیا کو غارت کرنے ' اپنی رفعت اور برتری کی عمارت کو ڈھانے ' اپنی عزت کو برباد کرنے اور مسلمانوں کو ذلیل کرنے کے لیئے بدستور ہر وقت آمادہ رہتے ہیں - یہہ ایک ایسا مہلک مرض ہی جو امراء سے علما کے گروہ میں سرایت کرگیا ہی اور اُن سے رفتہ رفتہ قوم کے ہر درجہ و ہر طبقہ میں پھیل گیا ہی *

مولاے رومی نے اِس کے جواب میں کہا کہ بالخصوص امراء کے ذمہ اِلزام لگانا صحیح نہیں ہی - کیونکہ ہمارے امراء ہماری ہی قوم کا ایک گروہ ہی اور ہر طرحپر ہماری ہی مثل ہی — یہہ ایک مشہور ضرب المثل ہی کہ " جیسے تم ہوگے ویسے ہی تمہارے حاکم ہونگے " پس اگر ہم مریض نہ ہوتے تو ہمارے امراء و حکام کی یہہ نوبت نہوتی -

میرے نزدیک ہماری موجودہ مصیبت کا سبب یہہ ہی کہ ہم آزادی کو ہاتھہ سے کھو بیٹھے ہیں ' ہم اُس کے معنی فراموش کرچکے اور اُس کے فوائد سے محروم ہوگئے ہیں - اور اِسوقت آزادی کا لفظ بھی ہمارے لیئے ایک موجب وحشت چیز بن گیا ہی - آزادی کی یہہ تعریف کی گئی ہی کہ اِنسان اپنے قول و فعل میں مختار ہو کوئی شخص ظلم اور نا اِنصافی کی راہ اُس کے ساتھہ تعرض نکرسکے - یہہ بھی آزادی کا ایک شعبہ ہی کہ حقوق میں مساوات کا لحاظ رکھا جاوے اور حکام سے جو درحقیقت رعایا کے وکیل ہیں محاسبہ کیا جاوے اور حق کے مطالبہ اور نصیحت کے کرنے میں خوف و ہراس کو مطلقا راہ ندی جاوے - ما سوا اس کے تعلیم کی آزادی ' تحریر و تقریر کی آزادی ' پریس کی آزادی ' علمی مباحثات کی آزادی ہی — آزادی کا ایک شعبہ عدالت معہ اپنے تمام اقسام کے ہی تاکہ کسی شخص کو کسی ظالم اور غاصب ' عیار اور فریب باز کا کھٹکا باقی نرہے - اُس کا ایک شعبہ امن ہی - مثلاً مذہبی امن ' جان و مال کا امن ' عزت و آبرو کا امن ' علم اور اُس کے فوائد کا امن — پس آزادی در حقیقت مذہب کی روح ہی - حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف ایک شعر منسوب ہی جسمیں اُنہوں نے دین کو شرعی احکام اور امن قایم کرنے پر محدود کیا ہی — وہ شعر حسب ذیل ہی -

و ما الدین الا ان تقام شرائع * و تومن سبل یبتنا و ھضابہ

اس میں شک نہیں کہ انسان کے لیئے زندگي کے بعد آزادي سب سے زیادہ قیمتي اور عزیز چیز ھی - اُس کے معدوم ہونے سے تمام اُمیدیں خاک میں مل جاتي ھیں ' اعمال باطل ہوجاتے ھیں ' انساني نفوس جیتے جي مرجاتے ھیں ' شریعتیں معطل اور قوانین مختل ہو جاتے ھیں - ھماري قوم میں بکریاں چرانے والا بھي بالکل آزاد تھا ' وہ بادشاہ کي کوئي حقیقت نہیں سمجھتا تھا اور امیرالمومنین کو یا عمر اور یا عثمان کہکر پکارتا تھا - مگر اب ھماري یہہ نوبت پہونچ گئي ھی کہ ھم بچہ کو اُس کي ماں کي گود میں قتل کرتے اور اُس کي ماں کو سکوت پر مجبور کرتے ھیں اور اُس کو ھرگز اپني جرات نہیں ھوتي کہ وہ اپنے زلہ و فریاد سے ھمارے کانوں کو اذیت پہونچائے — ھماري قوم کا ایک ادنی سپاھي دشمن کے ایک بڑے لشکر کو پناہ دیتا تھا اور سب لوگ اُس کے عہد کو تسلیم کرتے تھے — مگر اب ھماري یہہ حالت ھوگئي ھی کہ ھم ایک بڑے لشکر کو جمعہ اور عیدین کي نماز سے روکتے ھیں حالانکہ سوائے جھوٹي شان و شوکت کے اِس کي کوئي ضرورت داعي نہیں ھوتي (موحیل) *

ایسي حالت میں اگر قوم اپني زندگي سے اُکتا جاے اور اُس پر عام اختلال اور افسردگي طاري ھوجاے تو کچھہ تعجب کي بات نہیں ھی - صدیاں گذرچکي اور بہت سي نسلیں بدل چکي ھیں کہ ھم اِسي مصیبت میں مبتلا ھیں - اس لیئے نا اُمیدي اور بیکاري ' سستي اور ناھنجاري ' محنت اور کوشش سے نفرت اور لہو و لعب سے الفت ھماري طبیعتوں میں مستحکم ھوگئي ھی - لہو و لعب سے ھمارے نفوس کو جو مقید ھیں اپني تکالیف میں تسکین حاصل ھوتي ھی اور بیکاري ھمارے فکر کے لیئے جو چاروں طرف سے محصور ھورھا ھی موجب راحت ھوتي ھی - ھم ان تمام باتوں سے جو محنت اور کوشش سے تعلق رکھتے ھیں نفرت کرنے لگے ھیں حتی کہ نہ ھم مفید کتابوں کا مطالعہ کرسکتے ھیں اور نہ کسي نصیحت کا سننا گوارا کرسکتے ھیں - کیونکہ اس سے ھمارے دلوں میں اُس عزیز چیز کي یاد تازہ ھوجاتي ھی جسکو ھم غارت کرچکے ھیں اور ھماري روح کو سخت تکلیف اور صدمہ ھوتا ھی — اگر ھم ھزلیات اور خرافات میں مصروف ھوکر اُس خیال کو فراموش نکردیں تو عجب نہیں کہ ھمارا طائر روح قفس عنصري سے پرواز کرجاے - اسیطرح رفتہ رفتہ ھمارے احساس ضعیف ھوگئے اور ھماري غیرت فنا ھوگئي اور جو شخص ھم کو ھمارے فرائض کي یاد دلاتا ھی اُسپر ھم غصہ کرتے ھیں - اس کي وجہ صرف یہي ھی کہ ھم اُن کے ادا کرنے سے قاصر ھیں *

ھماري قوم میں بعض ایسے گروہ بھي پائے جاتے ھیں جو صدھا سال سے غلامي اور ذلت و خواري کے ساتھہ مالوف ھوگئے ھیں — پس انحطاط اُن کے لیئے ایک امر طبعي بن گیا ھی جسکي مفارقت اُن کو ایک نہایت تکلیف دہ چیز ھی - یہي وجہ ھی کہ ھندوستان ' مصر اور ٹیونس کے مسلمان جن کو امن و آزادي کي نعمت عطا ھوئي ھی اپنے اُن مسلمان بھائیوں کي حالت پر جو اِسلامي ممالک میں رھتے ھیں رحم نہیں کرتے بلکہ اُن میں سے جو لوگ اپنے مسلمان حاکموں کے برخلاف ایجیٹیشن پھیلاتے ھیں اُن کو وہ بري نگاھوں سے دیکھتے ھیں اور اکثر اوقات وہ اِصلاح کے خواستگاروں کو ملحد اور بے دین اور باغي خیال کرتے ھیں — گویا کہ اُن کے نزدیک محض مسلمان حاکم کا وجود ھی تمام چیزوں سے حتی کہ عدل وانصاف سے بھي مستغني کردیتا ھی - اور گویا کہ ھر حالت میں اُس کي اطاعت مسلمانوں پر واجب ھی اگرچہ وہ اُن کے ملکوں کو برباد کرتا اور اُن کي اولاد کو قتل کرتا ھو — غرض کہ آزادي کا کھو بیٹھنا مسلمانوں کے عام اختلال کا اصلي سبب ھی *

مجتہد تبریزي نے اِس کے جواب میں کہا کہ یہہ حالت عام نہیں ھی — حالانکہ ھمارا قومي اختلال روز بروز بڑھتا اور مستحکم ھوتا جاتا ھی — پس لا محالہ اُس کے لیئے کوئي دوسرا سبب ھوگا *

مجھکو معلوم ھوتا ھی کہ ھمارا موجودہ تنزل اور انحطاط خود ھماري طرف سے ھی — کیونکہ ھماري قوم دنیا میں بہترین اقوام تھي جو لوگوں کے لیئے ظاھر ھوئي تھي - ھم صرف خداے وحدہ لا شریک کي عبادت کرتے اور صرف اُسي کے سامنے اپنے عجز و انکسار کا اظہار کرتے تھے - جو شخص جس وقت تک اُس کي اطاعت کرتا تھا اُسي وقت تک ھم اُس کي اطاعت کرتے تھے — ھم نیک کاموں کا حکم دیتے اور بري باتوں سے منع کرتے تھے - خلافت اور حکومت کے معاملات ھمارے باھمي مشورہ سے طی ھوتے تھے - ھم نیکي اور پرھیزگاري میں ایک دوسرے کي مدد کرتے اور گناہ اور نافرماني میں باھمي اعانت نکرتے تھے — یہہ تمام باتیں ھم نے چھوڑ دي ھیں — حالانکہ ھماري شریعت میں بري باتوں سے روکنا عملا ھونا چاھیئے — اور اگر یہہ ممکن نہو تو زبان سے اور اگر یہہ بھي ممکن نہو تو دل سے - تیسرے درجہ سے یہہ مقصود ھی کہ خائنوں اور فاسقوں سے اعراض کرنا چاھیئے اور دلوں میں ان کي طرف سے نفرت ھوني چاھیئے *

اس میں شک نہیں کہ اس مذھبي فرض کي تعمیل اُن کے متابعہ کرنے کے لیئے کافي ھوگي اور اس حکم کي تعمیل کسي شخص کے لیئے ناممکن نہیں ھی - خدا نے فرمایا ھی "† ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض" پس یہي سبب ھی کہ قوم اپنے حکام کي پرستش اور

† اور اگر اللہ بعض لوگوں کے ذریعہ سے بعض کو کوسي حکومت سے نہ ھٹاتا رھے تو ملک کا انتظام درھم برھم ھوجاے *

خواهشات اور اوهام کي پيروي ميں گرفتار هی اور هم امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کو ترک کرکے فاسقوں اور آژر نافرمانوں کي اطاعت ميں مصروف هيں- خداوند تعالی نے فرمايا هی " † و لتکن منکم امة يدعون الی الخير ويامرون بالمعروف و ينهون عن المنکر و اولئک هم المفلحون " حديث ميں وارد هوا هی که " ‡ تم کو امر بالمعروف اور نهي عن لمنکر کرنا چاهيئے ورنه خدا تمهاري قوم کے شرير لوگوں کو تم پر مسلط کريگا اور پهر تم ميں سے اچهے لوگ دعا کرينگے مگر قبول نهوگي "- اس کے علاوه بهت سي آيتيں اور حديثيں ايسي هيں جن سے معلوم هوتا هی که امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کے ترک کرنے سے لامحاله ذليل و خوار هوتے هيں- پس ميرے نزديک يهي سبب هی جس سے موجوده عام اختلال پيدا هوا هی *

۶۲۱

واقعات اور رائيں

گذشته هفته ميں يورپ سے کوئي ايسي خاص خبريں نهيں آئيں جنکي جانب ناظرين کي توجه بالخصوص مبذول کرنا مناسب هو — البته مابين روس اور سلطان جو چار تاريخو جهازوں کے ڈارڈينلز سے گذرنے کي بابت بحث تهي وه طے هوگئي- جس تار ميں يهه خبر تهي که روس نے اپنا دعوي واپس ليليا اُس ميں يهه ذکر بهي تها که سلطان نے روس کو صوبه البانيا ميں ايک نيا کانسل کا دفتر کهولنے کي اور وهاں اپنا کانسل رکهنے کي اجازت ديدي - اس سے خواه مخواه خيال هوتا هی که جهازوں کي بابته جو فيصله هوا وه کس بنياد پر هوا — ناظرين کو معلوم هوگا که گو کانسل بهي ايک قسم کا سفير هوتا هی ليکن در اصل کانسل کا خاص فرض اسقدر هی که اپنے ملک کي تجارت کو ترقي دينے کي تدابير عمل ميں لائے اور اپنے تجاران کے حقوق کي موقعه پر حفاظت کرے — البانيا ايسا صوبه هی که جهاں تجارت کے مواقعه بهت کم هيں ليکن جو سلطنت سائبيريا اور وسط ايشيا کے غير آباد بيابانوں ميں لهوکها روپيه صرف کرکے ريل نکال سکتي هی اُس [illegible] کانسل رکهنا کيا دشوار هی *

همارا گذشته پرچه نکلنے کے بعد هندوستان ميں جو سب [illegible] پيش آيا وه ايک حادثه ريل کا هی جو درميان مدراس اور بمبئي [illegible] ۳ بجے شب بروز شنبه پيش آيا — يهه حادثه جو کڈاپا کے قريب [illegible] آيا اسقدر سنگين قسم کا تها که شايد هندوستان ميں پيشتر کوئي اتنا عظيم نه گذرا هوگا — ناظرين خود خيال کرسکتے هيں که اس سے زياده سنگين واقعه کيا هوسکتا هی که ريل پل پر سے دريا ميں گرجائے مزيدبرآں شب کا وقت هو اور بارش نهايت شدت سے هورهي هو — (پنجشنبه) کے تاروں سے معلوم هوتا هی که اس وقت تک ساٹهه (۶۰) لاشيں برآمد هوچکي هيں مگر اسکا صحيح اندازه هونا نهايت دشوار هی که در اصل کتني جانيں ضائع هوئي هيں — اس ٹرين ميں دو بشپ بهي تهے — وه بچگئے مگر دو يورپين ليڈياں جو ايک مذهبي فرقه سے متعلق تهيں هلاک هوگئيں اور چند يورپين اور بهي ضايع هوئے — منجمله ان کے ايک يورپين ايجنٹ تها جو مدراس سے لکهنو بيش قيمت جواهرات لےکر آرها تها مگر چهار شنبه کے تاروں سے معلوم هوتا هی که جواهرات جو دخميا ايک لاکهه ستر هزار کي قيمت کا تها باز يافت هوگيا *

ولايت کے اخباروں سے معلوم هوتا هی که شاه ايران نے انگلستان ميں بهت اچها اثر نهيں چهوڑا اور بعض حرکات شهنشاه ممدوح کي بالخصوص باعث ناگواري هوئيں- ايک روز حضور ممدوح بمقام وولوچ افسران توپخانه کے ساتهه اُن کي مسکوت ميں لنچ نوش کر رهے تهے - هنوز نصف کهانا بهي ختم نه هوا تها که شاه ميز پر سے اُٹهکر ايک کمره ميں جو اُن کے واسطے عليحده آراسته کيا گيا تها تشريف لے گئے اور وهاں جاکر آرام کرنے لگے — پانير کے کارسپانڈنٹ نے يهه بهي سنا هی که خود شاه بهي لندن سے کسيقدر ناخوش گئے- همارے شهنشاه نے اپني تصوير مرصع بطور نشاني شاه کے پاس قبل اُن کي مراجعت کے بهيجي تهي مگر شاه نے تصوير واپس کردي- کيونکه شاه جس شي کے خواهاں تهے وه ايک تمغه هی جسکو گارٹر کهتے هيں اور جو سب سے اعلی برٹش تمغه هی — همارے شهنشاه کو شاه ايران کي خواهش پيشتر سے بهي معلوم هوگي- ليکن اِس واقعه کے بعد بهي وه خاص تمغه دينا مناسب نهيں سمجها گيا *

جديد ايجاد

يورپ کے تازه تاروں سے معلوم هوتا هی که ايک جديد چيز ايجاد هوئي هی جسکے ذريعه سے ڈاک کي چٹهياں ايک الومينم کے بکس ميں بند هوکر بوساطت تار کے ايک مقام سے دوسرے مقام کو بحساب ۲۵۰ ميل في گهنٹه جاسکتي هيں لندن ميں بهي آزمايش هو رهي هی *

---

† اور تم ميں ايک گروه ايسا بهي هونا چاهيئے جو لوگوں کو نيک کاموں کي طرف بلائيں اور اچهے کام کرنے کو کهيں اور برے کاموں سے منع کريں اور ايسے هي لوگ اپني مراد کو پهونچينگے -

‡ اس حديث کو بزار نے عمر سے اور طبراني نے ابو هريره سے روايت کيا هی ان دونوں کي سندیں ضعيف هيں - ترمذي ميں بهي به تبديل بعض الفاظ يهه حديث روايت کي گئي هی — ابو عيسی کهتے هيں که يهه حديث حسن هی —

تقرر

پانیر کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ سوما میں ہمارے ہوشل عزیز جمع مسٹر برون رک صاحب اپنے اصلی عہدہ کلکٹری علیگڈہ پر واپس ہونگے *

دربار تاجپوشی

مکان موسومہ بہ پیلی کوٹھی واقع فیض بازار ملحق گرجا گھر جس میں ایک قطعہ مردانہ و ایک قطعہ زنانہ و ہر دو قطعات میں کئی کئی کمرے اور دالان در دالان معہ دو بالا خانہ و تین صحن و چار پاخانہ و غسل خانہ وغیرہ ہیں موقع تاجپوشی میں کرایہ پر دینا منظور ہی جس صاحب کو ضرورت ہو وہ تحریر سے کرایہ طے کریں یہہ پیلی کوٹھی لب سڑک قلعہ کے سامنے میدان قواعد کے پاس جامع مسجد سے قریب ایک قرلانگ کے واقع ہی جو صاحب دیکھنا چاہیں وہ دیکھہ سکتے ہیں — خط کتابت شمس العلما مولوی محمد ذکاءاللہ صاحب خان بہادر رئیس دہلی سے کیجائے *

ضروری اطلاع

پبلک کو اطلاع دی جاتی ہی کہ علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ سے کی جاے *

محمد اسمٰعیل خاں صاحب

پرسنل اسسٹنٹ سکرٹری کالج —

مگر آرڈر اور دیگر ذرایع سے جو روپیہ اخبار یا اشتہارات وغیرہ کی بابت بھیجا جاے وہ

مسٹر صاحب گرایم

کے پاس آنا چاہیئے مگر بہتر ہوگا کہ پرسنل اسسٹنٹ صاحب کو علیحدہ تحریر کے ذریعہ سے اطلاع دی جاوے *

بحکم نواب محسن الملک

چیف اڈیٹر

ضروری اطلاع

اس بات کے اعلان کی خاص ضرورت معلوم ہوتی ہی کہ بموجب قواعد صرف وہ اصحاب منجانب کالج و کنفرنس چندہ جمع کرسکتے ہیں جن کے پاس تحریری اجازت آنریری سکرٹری کی ہو — مفصل قواعد ۳۱ جولائی کے پرچہ میں چھاپے گئے تھے *

اخبارات سے درخواست کی جاتی ہی کہ ضروری معاملہ کے اعلان میں ہمکو پوری مدد دینگے *

(دستخط) محسن الملک

اشتہار

قانون شہادت مؤلفہ جناب مستر سید محمود صاحب کا چھپ طیار ہوگیا ہی — درخواستیں بنام منیجر ڈیوٹی بک ڈپو مدرسۃالعلوم علیگڈہ آنا چاہیئیں *

رسالۃ التوحید

یہہ کتاب عربی زبان میں مصر کے ایک مشہور اور زبردست فاضل شیخ محمد عبدہ المصری کی جدید تصنیف ہی جس کی بعض نہایت اہم اور ضروری فصلوں کا ترجمہ مولوی رشید احمد صاحب انصاری نے علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شایع کیا تھا جس کی کچھہ جلدیں کتاب کی شکل میں علحدہ بھی چھاپی گئی ہیں — قیمت فی جلد ایکروپیہ — منیجر ڈیوٹی شاپ مدرسۃالعلوم علیگڈہ سے درخواست کرنے پر مل سکتا ہی *

علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ

شرح قیمت اخبار

یہہ اخبار ہفتہ میں ایک بار چھپتا ہی اور ہر پنجشنبہ کو شایع ہوتا ہی *

اخبار کا جاری رہنا معاونین کی اعانت اور قیمت اخبار کے وصول ہونے پر منحصر ہی *

معاونین اخبار وہ حضرات سمجھے جاوینگے جو سالانہ عطیہ اس سے زیادہ عنایت کریں *

قیمت سالانہ پیشگی علاوہ محصول	...	... عطیہ
ایضا ایضا معہ محصول	...	... عطیہ
قیمت ششماہی علاوہ محصول	...	... عطیہ
ایضا ایضا معہ محصول	...	... عطیہ
قیمت سہ ماہی علاوہ محصول	...	... عطیہ
ایضا ایضا معہ محصول	...	... عطیہ
قیمت فی پرچہ	...	... ۳؍

اُجرت چھاپہ اشتہارات

اشتہار مالکوں اور ٹیچروں کا بغرض حصول نوکری		
کے کالج یا اسکول میں ہر دفعہ کے لیئے	...	... ۸؍
باقی اشتہارات ہر دفعہ کے لیئے فی سطر کالم	...	... ۱؍

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.
علیگڈہ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور شایع کیا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 39. } THURSDAY, 25th SEPT. 1902. روز پنجشنبہ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ ع { سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۳۹ }

فہرست مضامین

		صفحہ نمبر
مدرسۃالعلوم اور کرکٹ	(صرف اُردو) ...	۵۹۹
پولس کی اصلاح	(انگریزی معہ ترجمہ) ...	۶۰۰-۶۰۴
مدرسۃالعلوم اور کرکٹ - ایک ہندوستانی کرکٹر -		
مسٹر احسان الحق	(صرف اُردو) ...	۶۰۴-۶۰۶
اعلام اور عورتوں کا مسئلہ	(صرف اُردو) ...	۶۰۶-۶۰۸
ڈیوٹی ڈیپوٹیشن	(صرف اُردو) ...	۶۰۹-۶۱۰
اولڈ بوائز ڈنر مدرسۃالعلوم علیگڈہ	(صرف اُردو) ...	۶۱۰-۶۱۱
خط شیخ عبداللہ معہ رپورٹ محمد علی حاتم ٹریولنگ		
ایجنٹ سر سید احمد میموریل فنڈ	(صرف اُردو) ...	۶۱۱-۶۱۲
واقعات اور رائیں	(صرف اُردو) ...	۶۱۳-۶۱۴
اشتہارات	(صرف اُردو) ...	۶۱۴

مدرسۃالعلوم اور کرکٹ

طلبا کو ولایت بھیجنے کے معاملہ میں بہت کم ہندوستان کے کالج ایسے خوش قسمت اور کامیاب ہونگے جیسا کہ ہمارا کالج ہی — مگر باوجودیکہ بکثرت طلبا ولایت گئے اور وہاں سے کسی نہ کسی صیغہ میں کامیاب ہوکر واپس آئے ، ایک صیغہ اُن سے اب تک باقی رہگیا تھا اور وہ کرکٹ کا صیغہ ہی جس میں ہمارا کالج اس ملک میں بالخصوص ممتاز ہی — ہمکو نہایت مسرت ہی کہ ہمارے دوست اور عزیز مسٹر احسان الحق نے اس صیغہ میں بھی اس درجہ کمال دکھلایا کہ دیکھنے والوں کو جو اُن سے نا واقف ہیں ولایت میں بسا اوقات یہہ گمان ہوا کہ وہ مشہور معروف رنجیت سنگھہ جی ہیں — اس پرچہ میں ناظرین کو ایک ارٹکل اس عنوان کے تحت میں ملیگا ، وہ ایک ارٹکل کا ترجمہ ہی جو بمبئی گزٹ کے ایک کارسپانڈنٹ نے مسٹر احسان الحق سے ملاقات کرنے کے بعد ولایت سے لکھکر بھیجا ہی — یہہ ارٹکل صرف دلچسپ ہی نہیں ہی بلکہ پر نصائح بھی ہی — اُس میں جو ایک کم سن لڑکے کا واقعہ درج ہی اُس سے ناظرین اندازہ کرینگے کہ انگلستان میں قدرداني کا مادہ کس قدر ہی *

مسٹر احسان الحق جالندھر کے ایک معزز خاندان سے ہیں - اُن کے والد صوبہ دار میجر بہادر غلام حسین صاحب ہیں جن کي روشن خیالي اور اولوالعزمي محتاج ثبوت نہیں ہی اُن کے بھائي مسٹر محمد امین صاحب ہمارے کالج کے سابق طالب علم ہیں جو خود بھي کرکٹ میں اس قدر دستگاہ رکھتے ہیں کہ چند سال تک اس کالج میں کرکٹ کے کپتان تھے — في الحال وہ بریلي میں کورٹ انسپکٹر ہیں *

مسٹر احسان الحق نے بیرسٹري کا امتحان پاس کرلیا ہی — وہ غالبا آیندہ مہینہ میں واپس آجائینگے *

ہم صدق دل سے مبارکباد دیتے ہیں اُن کے خاندان کو ، مگر اُن سے زیادہ ہم اپنے کالج کو مبارکباد دیتے ہیں *

POLICE REFORM.

We beg most sincerely to congratulate the Viceroy on the zeal and energy which characterise his administration. No one who has watched the course o public events during his tenure o the Viceroyalty can fail to realise that Lord Curzon wishes to make the most of his opportunity. It is possible that His Excellency will not be remembered like Lord Cornwallis as the author of a particular administrative measure; but there is no doubt that he will leave the impress o his remarkable personality on most o the departments which deal with our affairs.

It was almost inevitable under the existing circumstances that the police department should engage His Excellency's attention. But apart from the act that improvement in the working of the department will be most welcome we are not aware of any special reasons why a Commission should have been set to work at this juncture. The police is not the only department with which the people of India come into contact, nor is it the only department in which there is room for improvement. The Putwari, for example, is of no less importance to the "teeming millions" than the policeman. But while the latter and his department have, in recent times, formed the subject of inquiry more than once, the former has been suffered to continue his career almost unnoticed and unchecked. There again is the subordinate executive branch of the irrigation department. So far as the cultivators and landlords are concerned these officials stand in almost the same position as the Putwari and so ar as we know they share with the Putwari his immunity from formal inquiry and public criticism.

We are far rom contending that reform should not be attempted unless it can be introduced at one andthe same time into all departments. But we do desire to point out that the police department appears to occupy a somewhat unenviable position in this respect. In the first place it attracts more attention officially than most of the other departments similarly circumstanced, and secondly most men seem to think they know all about the police. The provincial police Committee must have had opportunities of forming a correct estimate of the information possessed by the general public on the subject. We ourselves have attentively followed their proceedings and have been carefully reading the evidence which has been published. We

پولس کی اصلاح

هم صدق دل سے هز اکسلنسي حضور ویسرائے کو اُس سرگرمي اور مستعدي پر مبارکباد دیتے هیں جو هز اکسلنسي کے انتظام کي ایک خاص صفت هی — جس شخص نے هز اکسلنسي کے زمانہ حکومت میں عام واقعات کي رفتار پر غور سے توجہ کي هوگي وہ ضرور اس بات کو سمجھہ سکتا هی کہ جو موقع لارڈ کرزن کو اس وقت حاصل هی اُس سے وہ نہایت فایدہ اُٹھانا چاهتے هیں — ممکن هی کہ لوگ هز اکسلنسي کو مثل لارڈ کارنوالس کے بطور موجد ایک خاص انتظامي تجویز کے یاد نکریں ' لیکن اس امر میں کچھہ کلام نہیں هی کہ هز اکسلنسي اپني عجیب و غریب لیاقت کا نقش اکثر سررشتوں پر جن سے همارے معاملات کا انتظام متعلق هی چھوڑ جاوینگے •

موجودہ صورتوں میں یہہ بات لازمي تھي کہ هز اکسلنسي کي توجہ سررشتہ پولس کي جانب مایل هو — مگر قطع نظر اس بات سے کہ سررشتہ مذکور کے انتظام کي اصلاح سے لوگ نہایت خوش هونگے ' هم کو کوئي خاص وجہ اس بات کي معلوم نہیں هی کہ اس وقت پر ایک کمیشن کس لیئے مقرر کي گئي هی — صرف پولس هي ایسا سررشتہ نہیں هی جس سے هندوستان کے باشندوں کو کام پڑتا هو ' اور نہ وهي صرف ایسا محکمہ هی جس میں اصلاح کي گنجایش هو — مثلاً هندوستان کے " کروڑوں باشندوں " کے نزدیک گانوں کا پٹواري پولسمین کي بہ نسبت کچھہ کم وقعت نہیں رکھتا هی لیکن جس حالت میں کہ پچھلے زمانہ میں پولسمین اور سررشتہ پولس کي نسبت چند مرتبہ تحقیقات هو چکي هی ' تو پٹواري کي جانب مطلق توجہ نہیں کي گئي هی اور یہہ گوارا کرلیا گیا هی کہ وہ اپني کارروائي کو بغیر کسي قسم کي خبرگیري اور روک ٹوک کے جاري رکھے — علاوہ اس کے سررشتہ ایپاشي کا سب ارڈینیٹ انتظامي شعبہ اس قسم کا هی جسکي جانب کچھہ توجہ نہیں کي گئي هی — جہاں تک کہ کاشتکاروں اور زمینداروں سے تعلق هی ' اُس کے لحاظ سے ان ماتحت عہدہ داروں کو اُسي قسم کے اختیارات حاصل هیں جو پٹواري کو هیں ' اور جہاں تک هم کو معلوم هی وہ بھي مثل پٹواري کے باضابطہ تحقیقات اور پبلک کي نکتہ چیني سے بالکل آزاد هیں •

همارا هرگز یہہ مراد نہیں هی کہ جب تک اصلاح ایک هي وقت پر تمام سررشتوں میں جاري نہوسکے ' اُس وقت تک اُس کا ارادہ هي نہ کیا جاے — بلکہ هم یہہ بات ظاهر کرنا چاهتے هیں کہ اس باب میں پولس کي حالت کسیقدر خراب اور نا قابل رشک معلوم هوتي هی — اول یہہ کہ پولس کي جانب دوسرے اکثر سررشتوں کي بہ نسبت جنکي حالت اسي قسم کي هی سرکاري طور پر زیادہ توجہ کي جاتي هی ' اور دویم یہہ کہ اکثر شخصوں کا یہہ خیال معلوم هوتا هی کہ پولس کي نسبت وہ کل حالات سے واقف هیں پراونشیل پولس کمیٹي کو اُس واقفیت کي نسبت جو اِس معاملہ میں عوام کو حاصل هی ایک صحیح اندازہ کرنے کے بہت سے موقعہ حاصل هوئے هونگے — هم خود کمیٹي مذکور کي کارروائیوں کو بڑي توجہ کے ساتھہ دیکھہ رهے هیں '

find that one witness after another came forward and said the police were in a bad way. Each witness illustrated his remarks according to his own range of knowledge, but here the evidence of most witnesses apparently ended. The sum total of the evidence, then, is: the police do this and the police do that. This shows rather a limited range of vision and even in this limited range there seemingly was want of variety. For example we are not aware that sufficient prominence has been given to the fact that the police officers in outlying places very often levy a fixed sum annually from each and every village in their respective circles. It is not considered a bribe. It has the sanction of custom and is thus one of the numerous *Huqs* which people have often to pay in this conservative country. Let any one who wishes to examine the matter take up the accounts of a village head-man. There in all probability he will find a certain sum under the heading of village expenses or "Mulba" as it is sometimes called. Let him ask for details and in nine cass out of ten he will find that it consists partly, indeed, mostly of payments made to the minor officials of the revenue and police departments.

There are more things, it is said, in heaven and earth than are dreamt of by philosophy. Similarly one might say there are more taxes in this country than the officials are, at least officially, cognisant of. We can assure the reader from our personal knowledge that they constitute a heavy charge on the resources of the peasantry and have an important bearing on his poverty and its dire consequences. Let us confine ourselves to the police though as we have indicated they are by no means the only people to blame. The Committee have, for obivous reasons, had a pretty full exposition of what we shall call the urban evils. We have indicated a rural evil and there are other such evils which are equally common. The police, for example, constantly meddle with private affairs. They often pretend that they have authority to investigate matters of domestic morality and such occurrence as a scuffle or simple *mar pit*. You can examine the *Roznamcha*, and even if you do so with powerful lenses, you will not find a trace of such doings. Well, there are the evils. There are many more evils. Where is the remedy?

اور همنے شہادت کو جو مشتہر کي گئي هی بڑے غور سے پڑها هی — همکو معلوم هوتا هی که تمام گواهوں نے یکے بعد دیگرے کمیٹي کے روبرو یهي بیان کیا که پولس کي حالت خراب هی اور هرایک گواه نے مطابق اپني معلومات کے اپنے بیان کي تشریح کي ' لیکن اس پر اکثر گواهوں کي شہادت ظاهرا ختم هوگئي — پس شہادت کا خلاصه یهه هی که پولس یهه کرتي هی اور پولس وه کرتي هی — اس سے کسیقدر ایک محدود واقفیت ظاهر هوتي هی ' اور اس محدود دائرہ میں بهي ظاهرا مختلف باتوں سے لا علمي ظاهر هوتي تهي — مثلاً همکو معلوم نهیں هی که آیا اِس بات پر کافي زور دیا گیا هی یا نهیں که بهرحالات میں پولس اکثر هر سال هر ایک گانوں سے جو اُس کے حلقه کے اندر واقع هو ایک رقم معینه وصول کیا کرتي هی — یهه رشوت نهیں خیال کي جاتي هی — وه بموجب دستور کے واجب هی اور اس طرحپر وه منجمله اُن بهت سے حقوق کے هی جو رعایا کو اس ملک میں جو پرانے رسم و رواج کا نهایت پابند هی اکثر اوقات ادا کرنے پڑتے هیں — اگر کوئي شخص اس معامله کو تحقیق کرنا چاهے تو اُس کو ایک گانوں کے مکهیا کے حساب کو دیکهنا چاهیئے — ظن غالب هی که اس حساب میں اُس کو ایک رقم خرچ دیهه یا " ملبه " کے نام سے (جیساکه بعض اوقات کها جاتا هی) ملیگي — اگر وه اُس کي تفصیل دریافت کریگا تو دس میں سے نو صورتوں میں اُس کو معلوم هوگا که اُس میں کسیقدر بلکه بیشتر وه رقومات شامل هیں جو محکمه مال اور پولس کے ادنی اهلکاروں کو دي گئي هیں *

یهه کها گیا هی که آسمان اور زمین پر اِس قدر چیزیں هیں جن کا فلسفي میں خواب و خیال بهي نهیں هی- اسي طرحپر هم یهه کهه سکتے هیں که جن محصولات کا علم بهرکیف سررشته کے طور پر افسروں کو هی اُن سے بهت زیاده محصولات اس ملک میں جاري هیں - هم اپني ذاتي واقفیت سے ناظرین اخبار کو اس بات کا یقین دلا سکتے هیں که کسانوں کي آمدني پر ان محصولات کا ایک بڑا بهاري بار هی ' اور اُن کے افلاس اور اُسکے هولناک نتیجوں پر اُس کا بڑا اثر هوتا هی- هم صرف پولس کي نسبت لکهنے پر اِکتفا کرتے هیں ' گو فقط وهي لوگ ایسے نهیں هیں (جیسا که هم سابق میں بیان کرچکے هیں) جو قابل الزام هوں - کمیٹي پر صریح وجوهات سے اُن خرابیوں کا بخوبي حال کهل گیا هی جنکو هم دیهاتي خرابیاں کهتے هیں ' اور اسي قسم کي دوسري خرابیاں بهي هیں جو اسي طرح پر عموما جاري هیں مثلاً پولیس همیشه لوگوں کے ذاتي معاملات میں دست اندازي کرتي هی — اکثر اوقات وه یهه حیله کرتے هیں که اُن کو لوگوں کے ذاتي چال چلن اور اس قسم کے معاملات کي نسبت جیسي که ایک تکرار یا محض مار پیٹ هی ان کو تحقیقات کرنے کا اختیار حاصل هی- تم پولس کے روز نامچه کو دیکهه سکتے هو ' اور گو تم نهایت زبردست شیشه کے ذریعه سے بهي اُسکو دیکهو ' تاهم اُس میں تم کو اس قسم کي کارروائیوں کا مطلق نشان نه ملیگا — پس یهي خرابیاں هیں ' اور علاوه ان کے اور بهت سي خرابیاں هیں — لیکن اُن کا علاج کیا هی *

اِس بات کا خیال کرنا غلطی ہوگی کہ جو کچھہ ہو رہا ہی سرکاری عہدہ دار اُس سے واقف نہیں ہیں— اور یہہ خیال کرنا کہ اکثر عہدہ دار سچے دل سے اِن خرابیوں کی انسداد کے خواہاں نہیں ہوتے ہیں اور بھی زیادہ بڑی غلطی ہوگی لیکن خرابیاں پھر بھی موجود ہیں ' اور ہمارے عہدہ دار اُن کو گرفت نہیں کرسکتے ہیں — یہہ ایک فال بد ہی — اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ گو سرکاری کار روائی کتنی ہی مستعدی اور سرگرمی کے ساتھہ کیوں نہو ' مگر جب تک کہ ملک کے باشندے شایستگی کے ایک اعلی درجہ تک نہ پہونچیں گے اُس وقت تک اُس میں پوری کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی ہی •

جو امور ضابطہ کی کارروائی سے تعلق رکھتے ہیں اور جنکی نسبت صرف واقف کار شخص معقول راے دے سکتے ہیں قطع نظر اُن سے پولس کی اصلاح کے معاملہ کا دار مدار ہماری دانست میں اِس سوال پر ہی کہ ہم کو اعلی قسم کے آدمی کیونکر بہم پہونچا سکتے ہیں ؟ - جس درجہ تک شایستگی بالفعل اِس ملک میں پہونچ گئی ہی اُس کو صرف کسی حکم کے ذریعہ سے یکبارگی ترقی نہیں دی جاسکتی ہی - اسی طرح اِس قسم کا انتظام جاری کرنا بھی نا ممکن ہی جس سے خرابیوں کا کلیتاً اِنسداد ہوجاوے — جو کچھہ گورنمنٹ بالفعل کرسکتی ہی وہ در اصل صرف یہی ہی کہ نہایت عمدہ شخصوں کو جو ہندوستان کی سرکاری سروس کے لیئے دستیاب ہوسکتے ہیں بہم پہونچاوے — اِس میں کچھہ شبہہ نہیں ہی کہ حکام بالا دست کی طرف سے بڑی توجہ کے ساتھہ نگرانی ہونے سے زیادہ تر عمدہ نتیجے پیدا ہونگے ' لیکن زیادہ تر دار و مدار ہمیشہ اُن شخصوں پر ہوگا جو سب آرڈینیٹ درجوں میں نوکر رکھے جائیں - سرکاری ملازمت کے ایگزیکٹو اور جوڈیشل شعبوں میں صرف نوجوان تعلیم یافتہ شخص چند سال سے نوکر رکھے گئے ہیں ' اور اُس کے نتیجے عمدہ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ نہایت عمدہ ہیں — پس کیا وجہ ہی کہ جو شائستہ پولس پر حکمراں ہیں وہ اسی قسم کی پالیسی اختیار نکریں — گو پالیسی میں بلاشبہہ حسب دلخواہ کسیقدر تبدیلی ہوئی ہی ' لیکن جو کچھہ اب تک کیا گیا ہی وہ کافی وافی نہیں ہی - ہم جانتے ہیں کہ اعلی طبقوں میں لوگوں کو عموماً یہہ خیال ہی کہ شریف تعلیم یافتہ نوجوان آدمیوں کو پولس کی نوکری پسند نہیں ہوتی ہی — یہہ بیان قطعی غلط نہیں ہی ' لیکن ہماری راے میں بلاشبہہ مبالغہ کیا گیا ہی - اگر ضرورت واقع ہو تو اِس معاملہ کی آزمایش ہوسکتی ہی — حکام کو چاہیئے کہ وہ شرایط ملازمت قرار دیں اور اِس بات کا اعلان کردیں کہ اِس قدر اُمیدواروں کی ضرورت ہی — اور ہم کو نہایت تعجب ہوگا اگر اِشتہار چھپنے کے بعد ایک عرصہ قلیل کے اندر اُمیدواروں کی تعداد مطلوبہ بہم نہ پہونچ جاوے - گو تعلقہ داروں کے لڑکے اور دوسرے مقامات میں اُن کے بھائی بند پولس کی جانب مائل نہیں ' لیکن ہندو اور مسلمان جنٹلمینوں کے لڑکے جو ضروری علمی اور جسمانی قابلیتیں رکھتے ہیں ایسے موجود ہیں جو ہمارے نزدیک یقیناً پولس میں

It would be a mistake to suppose that the officers of Government do not know what goes on. It would be a still greater mistake to think that most of the officers are not actuated with a sincere desire to put down the evils. The evils however, exist. They elude the grasp of our officers. This is an ominous fact. It shows that however energetic official action may be, it cannot be wholly successful until the people of the country attain a higher standard of civilisation.

Apart from matters of routine on which experts only can express a sound opinion, the matter of police reform in our judgment resolves itself into this question—How can we obtain the best men available? The prevailing standard of civilisation in the country cannot, of course, be raised by order. It is equally impracticable to introduce a system which will wholly eradicate corruption. To obtain the best men procurable in the Indian service market is practically all the Government can do at present. Closer supervision on the part of higher officers will of course, be productive of better results, but much must always depend on the men you employ in comparatively subordinate grades. Educated young men only have of late been enlisted in the executive and judicial branches of the service. The results are good, extremely good, we should say. Why is it that a similar policy has not been adopted by those who rule over the police? There has certainly been some change of policy in the desired direction, but what has up till now been done is not enough. We know that there is an idea abroad in the highest circles that young men of position and education do not care for the police. The statement is not incorrect but in our opinion it certainly is an exaggeration. The matter can be tested if occasion arises. Let the authorities lay down their conditions; and let them notify that so many candidates are wanted. We should be greatly surprised, if within a short time after the notification is published, the requisite number of applicants is not forthcoming. The police may not attract the scions of Taluqdars and their brethren elsewhere. But there are sons of gentlemen, Hindus and Mahomedans, possessing the requisite educational and physical qualifications who will, we believe, readily enlist in

the police. The police has a special attraction for *Pathans* and similar nationalities. If the matter is tested it will probably be found that many of the best families among these people are already represented in the police.

We are unable to accept the prevailing idea on this point as wholly correct. Our own idea is that the police authorities have not hitherto been sufficiently sympathetic in their dealing with educated young men. There is apparently a strain of prejudice respecting education. The idea exists in certain quarters that education is incompatible with the kind of work the police have to do. Failures do occasionally occur, but for that education is not wholly responsible. So long as they do not receive more encouragement, success for educated men, must be uncommonly difficult in the police. Such is actually the case, and there is another reason why it is so. We refer to the existence of a similar prejudice among the rank and file. Want of sympathy up above, and existence of antipathy among co-adjutors—this is what educated men have often to face. We speak with some knowledge of the facts when we say that educated young men when they get into the police, are beset with difficulties which arise in consequence of their being men of a comparatively superior type. There is a similar prejudice in existence against the training school men. The verdict of the majority apparently is that they are no good. Time will undoubtedly bring about the desired change of attitude. We mention the matter now because the authorities are, most properly, unwilling to trust to time only.

We have already said that apart from details with which most outsiders must be incompetent to deal, the question of police reform is a question of imparting into the department men of a higher calibre. We have no doubt that the matter will be viewed in this light by the Commission itself. And when they come to consider this matter they will also consider the question of pay and of *izzat*. If a suggestion be permitted we would say that there should be some decentralisation in the matter of recruiting. We are not in

فوراً بھرتي هوجاوينگے - پٹھان اور ايسي هي دوسري قومين پوليس کو خاص کر پسند کرتي هيں- اگر اس معاملہ کي آزمايش کي جاوے تو غالباً معلوم هوجاويگا کہ ان قوموں کے اکثر معزز خاندانوں کے لوگ پہلے هي سے پوليس ميں نوکر هيں *

جو خيال لوگوں کا عموماً اسکي نسبت هي اُس کو هم کليتاً صحيح تسليم نہيں کرسکتے هيں - خاص همارا يہہ خيال هي کہ حکام پوليس نے تعليم يافتہ نوجوان آدميوں کے ساتھہ اپنے برتاو ميں اب تک کافي همدردي نہيں کي هے - تعليم کي نسبت ظاهرا کسيقدر تعصب معلوم هوتا هي - يعني بعض شخصوں کا يہہ خيال هي کہ تعليم کو اُس کام سے مناسبت نہيں هي جو پوليس کو انجام دينا پڑتا هي — گو اکثر اوقات ناکامياني هوتي هي ' ليکن اُس کا الزام سراسر تعليم کے ذمہ عايد نہيں هوسکتا — جب تک کہ تعليم يافتہ شخصوں کو زيادہ تر ترغيب نہ دي جاويگي اُس وقت تک اُن کے حق ميں پوليس ميں کاميابي کا هونا نہايت دشوار هوگا — يہہ دقت واقعي پيش آتي هي ' اور سوائے اِس کے اس کي ايک دوسري دقت بھي هي - يعني هماري مراد عوام الناس ميں اسي قسم کے تعصب کے موجود هونے سے هي — اپنے سے اوپر کے درجہ والوں کا همدرد نہونا اور اپنے هم عصروں کے درميان نفرت کا هونا — يہہ وہ باتيں هيں جو تعليم يافتہ آدميوں کو اکثر اوقات برداشت کرني پڑتي هيں — هم اصلي واقعات کي نسبت کسي قدر واقفيت کے ساتھہ يہہ بات کہتے هيں کہ تعليم يافتہ نوجوان آدميوں کو پوليس ميں بھرتي هونے کے بعد بعض مشکلات پيش آتي هيں جو اسوجہہ سے پيدا هوتي هيں کہ وہ نسبتہ اعلی درجہ کي لياقت رکھنے والے هوتے هيں -- اُن شخصوں کي نسبت بھي جو ٹريننگ اسکول ميں تعليم پاتے هيں لوگوں کو اسي قسم کا تعصب هي - مجاريتي کا فتوی ظاهرا يہہ هي کہ وہ لايق اور هوشيار نہيں هوتے هيں - وقت کے اثر سے بلاشبہہ رفتہ رفتہ مطلوبہ تبديلي خيالات ميں پيدا هوجاويگي - هم اس وقت اس معاملہ کا ذکر اس وجہہ سے کرتے هيں کہ حکام صرف وقت پر بھروسہ کرنا نہيں چاهتے هيں اور يہہ بالکل واجب هي *

هم سابق ميں بيان کرچکے هيں کہ قطع نظر جزئيات سے جنکو اکثر شخص جو پوليس سے تعلق نہيں رکھتے هيں بخوبي نہيں سمجھہ سکتے هيں پوليس کي اصلاح کي بحث گويا اسبات کي ايک بحث هي کہ زيادہ تر اعلی درجہ کي لياقت کے لوگ سررشتہ مذکور ميں بھرتي کيئے جاويں — هم کو کچھہ شبہہ نہيں هي کہ خود کميشن اسي پرتو ميں اس معاملہ پر نظر کرے گي — اور جبکہ وہ اس معاملہ پر غور کرے گي تو وہ تنخواہ اور عزت کے معاملہ پر بھي غور کرے گي — اگر هم راے دينے کے مجاز هيں تو هم يہہ بات کہتے هيں کہ بھرتي کرنے کے معاملہ ميں اور شخصوں کو بھي کسيقدر اختيار دينا چاهيئے - هم امتحان مقابلہ

کو پسند نہیں کرتے ہیں ' لیکن ہم یہہ راے دیتے ہیں کہ کالجوں کے پرنسپلوں کو اُمیدواروں کے نامزد کرنے کا اختیار دیاجاوے — یہہ صرف ایک طریقہ مقصد مطلوبہ کے حاصل کرنے کا ہی ' ممکن ہی کہ سواے اس کے اور طریقے اور غالبا اس سے بھی زیادہ تر عمدہ طریقے کمیشن کے خیال میں گذریں •

favour o' competitive examinations. We would suggest, however, that principals of Colleges may be allowed to nominate candidates. This is only one way of attainingthe object. Other and possibly better courses will suggest themselves to the Commission.

مدرسۃالعلوم اور کرکٹ

ایک ہندوستانی کریکٹر

مسٹر احسان الحق

بمبئي گزٹ کا کارسپانڈنٹ ہمارے ایک سابق طالب علم کي بابت ولایت سے لکھتا ہی —

"اگرچہ مسٹر احسان الحق کو انگلستان میں آئے ہوئے صرف دو یا تین سال کا عرصہ ہوا ہی ' مگر کرکٹ کھیلنے میں اُن کي بڑي شہرت ہوگئي ہی — اور یہہ بات نہایت افسوس کے لایق معلوم ہوتي ہی کہ اُنہوں نے مڈل سکس کي طرف سے اول درجہ کے کرکٹ کے لیئے اپني تیاري شروع کي تھي کہ اُن کو اپنے پیشہ بیرسٹري کي وجہ سے (وہ جن میں بیرسٹر مقرر ہوئے تھے) ہندوستان کے جانے کي ضرورت پیش آئي — مسٹر ڈبلیو اے بیٹسپورتھہ ماہ اگست کے اخبار " کرکٹ " میں لکھتے ہیں کہ قریب ایک مہینے کے عرصہ میں وہ انگلستان سے روانہ ہونگے ' اور غالب ہی کہ اُن کو کرکٹ کھیلنے کا بہت کم موقع ملیگا کیونکہ اُن کا مکان جلندھر میں ہی ' جہانکہ سواے ملیٹري ٹیم کے بہت کم آدمي کرکٹ کھیلتے ہیں — جب سے وہ انگلستان میں آئے ہیں اُس وقت سے بحیثیت کریکٹر ہونے کے اُن کي کارگذاري بلا شبہہ نہایت عمدہ ہی — کیونکہ اُنہوں نے اپني پہلي سال (سوزن) سنہ ۱۹۰۰ع میں ہیمپ اسٹیڈ کي طرف سے ۱۱۶۰ رن کیئے تھے ' اور تمام میچوں میں اُن کے رنوں کا مجموعہ ۱۴۵۹ تھا جن کا اوسط قریب ۳۸ کے تھا — سال گذشتہ میں اُنہوں نے کل ۱۹۵۵ رن کیئے جن کا اوسط ۴۸ تھا ' اور گیند پھینکنے میں ۸۵ وکٹ لیئے اور بحساب اوسط صرف ۱۵ رن ہر ایک کھیلنے والے کو دیئے ہندوستان میں اُن کے سب سے زیادہ عمدہ رن ۵۲ ہر ایک اننگس میں بمقابلہ پٹیالہ کے ۶۲ بمقابلہ آگرہ کلب کے اور ۵۳ بمقابلہ الہ آباد کلب کے تھے — بلحاظ بیٹسمین ہونے کے اُن کي نگاہ نہایت عمدہ ہی ' اور وہ بے شمار ہٹ کرتے ہیں — اُن کي ڈرایونگ جو وہ ظاہرا بغیر کسي دشواري کے کرتے ہیں نہایت زبردست ہی — اگر وہ انگلستان میں زیادہ تر عرصہ تک ٹھہر سکتے تو اُن کي ذات سے بڑي بڑي باتوں کي توقع کي جاسکتي تھي •

ایسا اکثر ہوا کہ جب کبھي مسٹر احسان الحق ایک کرکٹ بیگ لیجاتے ہوئے دیکھے گئے ہیں تو لوگوں کو بعض اوقات اُن پر رنجیت سنگھہ کا دھوکا ہوا ہی — اُن کا یوں ہی کہ " بسا اوقات ایسا وقوع میں آیا ہی ' لیکن مجھکو اس بات کے کہنے کي ضرورت نہیں ہی کہ بیٹنگ کے وقت لوگوں نے میري نسبت ایسا خیال نہیں کیا ' بلکہ صرف اُس وقت جبکہ میں میدان کرکٹ کے قریب پہونچتا تھا یا وہاں سے واپس آتا تھا — ایک روز میں لارڈ پول اسٹریٹ میں تھا — اُس وقت ایک چھوٹا لڑکا میرے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ کا بیگ اُٹھاکر لے چلونگا — میں نے جواب دیا کہ وہ اس لایق نہ تھا لیکن اُس نے اسقدر منت و سماجت کي کہ میں نے اپنا بیگ اُس کو دیدیا — جبکہ ہم اُس پلیٹ فارم پر پہونچے جہاں سے میري ٹرین روانہ ہونے کو تھي تو میں نے اپني جیب میں ہات ڈالکر کچھہ پیسے اُس کو دینا چاہا ' مگر اُس نے اُن کے لینے سے انکار کیا اور یہہ کہا کہ وہ بجز میرے دستخط کے اور کچھہ نہیں چاہتا — اس پر مجھکو بہت تعجب ہوا ' کیونکہ میں اپنے تئیں ہرگز اسقدر مشہور نہیں خیال کرتا تھا کہ کوئي شخص میرے دستخط حاصل کرنے کي تمنا کرے — لیکن اُس لڑکے کو خوش کرنے کے لیئے میں نے اُس کتاب میں جو اُس نے پیش کي اپنے دستخط کردیئے — اُس نے دستخط کي طرف دیکھا اور متعجب ہوکر کہا کہ " کیا تم رنجیت سنگھہ نہیں ہو — تم نے کرکٹ کہاں سیکھي " — میں نے جواب دیا کہ علیگڈھ کالج میں جو ہندوستان میں مسلمانوں کا سب سے بڑا کالج ہی ' مسٹر احسان الحق کا بیان ہی کہ گو اس سے پہلے میرے بھائي نے جو تین چار برس تک کرکٹ ٹیم کے کپتان رہے تھے اس کھیل کا مجھہ سے اول اول ذکر کیا تھا — کالج میں خوش قسمتي سے مسٹر شوکت علي جو اُسوقت ٹیم کے کپتان تھے میرے پرسان حال ہوئے اور اُنہوں نے مجھکو کرکٹ کے سکھانے میں بڑي محنت کي — اُنہوں نے مجھکو الیون میں داخل کیا لیکن پہلے سال میں میرا کھیل نہایت خراب رہا ' اور میں نے کل موسم میں صرف قریب بیس رن اوسط کے حساب سے کیئے — مگر با ایں ہمہ میں ٹیم سے نہیں نکالا گیا ' اور اگلے دو برس میں اوسط سے زیادہ بڑھ گیا — مجھکو ایک مرتبہ دوسرے اسکول کے مقابلہ میں ایک عجیب تجربہ

حاصل ہوا - قبل کھیل شروع کرنے کے میں وکٹ کا فاصلہ اپنے (بلہ) بیٹ سے ناپا کرتا تھا ، اور اس میچ میں میں نے فاصلہ کے ناپنے وقت اتفاقاً ایک بل گرادیا - اِس پر فیلڈ نے فوراً ہی استعانہ کیا اور اِمپائر نے مجھکو اوٹ قرار دیا - مہربی خوش نصیبی سے فریق مخالف کے کپتان نے کہا کہ یہہ سب واہیات ہی اور اُسنے میرے گوانگ اوٹ کا کچھہ خیال نہیں کیا " *

" علیگڈہ کالج میں کرکٹ مشق کے لیئے کیا اِنتظامات کیئے گئے ہیں ؟ " -

" ہم سال بھر ہر روز چار بجے سہ پہر سے لیکر سارھے چھہ بجے شام تک کھیلتے تھے لیکن ہمکو کسی قسم کی تعلیم لفظ کوچنگ کے معنی کے لحاظ سے جیسا کہ وہ اِنگلستان میں اِستعمال کیا جاتا ہی نہیں دی گئی - مگر لڑکے کسی لڑکے کی ہاسی کرنے جو خراب اِسٹروک کرتا تھا ایک دوسرے کو تعلیم دیتے تھے ، اور جب کبھی ہم کسی اِنگریزی ٹیم کے مقابلہ میں کھیلتے تھے ، اور کسی عمدہ بیٹسمین سے ہمارا مقابلہ ہوتا تھا ، تو اُس کی اِسٹروک کو بغور دیکھتے رہتے تھے اور اُسکے بعد اُس کی نقل کرتے تھے — آج کل علیگڈہ کالج کرکٹ میں ہندوستان میں سب سے زیادہ زبردست ہی سال گذشتہ میں ٹیم نے مدراس اور بنگلور تک دورہ کیا تھا ، اور کل فاصلہ جو اُسنے طی کیا تھا قریب پانچ ہزار میل کے تھا - اُنھوں نے دو مرتبہ پارسیوں کو ، اور دو مرتبہ پٹیالہ والوں کو شکست دی ہی (پٹیالہ کی ایک ٹیم میں جے ٹی ہیرن اور ہیرا ڈوبل شامل ہیں) — اُمید ہی کہ وہ کارونیشن کے ہفتہ میں بمقام دھلی آل انڈیا یعنی تمام ہندوستان کے ساتھہ کھیلیں گے " *

" کیا تم ہمیشہ اِسی طرز پر مشق کرتے تھے جیسے کہ تم اب کرتے ہوئے " *

" جس وقت میں نے کرکٹ شروع کی تھی تو میرا طرز نہایت خراب تھا اور میں بلہ پر بہت کچھہ جھکتا تھا — آخر کار ایک جنٹلمین ڈاکٹر نیپیر نام ، اگر جو عمدہ ہٹ کرنے والے تھے اور جو (مجھہ سے بیان کیا گیا) انگلستان کی کسی کونٹی کی طرف سے کھیل چکے تھے ، مجھکو سکھانے کو اپنے ساتھ ٹھیک کس طرح پر کھڑا ہونا اور اپنی اونچائی کو رکھنا اور کس طرح بلہ اُٹھانا چاہیئے — سنہ ۱۸۹۱ ع میں میں نے کالیا سے بغور رفاقت میں مجھکو کھیلنے کا مطلق کوئی موقع نہیں ، نے عورتوں کی دولے والد نے مجھہ سے کہا کہ مجھکو انگلستان جانا ہ کو کھانے لگا — اور خوش ہوا کیونکہ وہاں مجھکو کثرت سے کرکٹ کی طرح پہننے لگی میرے ایک دوست نے جو مسٹر شوکت علی کپتان شمال کے زفرمانی کی تھا میرا تذکرہ مسٹر اسلاٹرت سے کیا ، جنکی وساطت اس کا تمام گرمیق کلب میں داخل ہوگیا — میرا وقت بحیثیت نہایت مسرت و خوشی کے ساتھہ گذرا ہی " *

" جب ہل بورپ کو اپنے سن کھیلے تو انگلستان میں آپ نے کرکٹ کی نسبت کیا ترقی دینے کا خیال کیا *

" مجھہ کو ہوئے — اس معلوم ہوئی کہ وہ زیادہ تر اعلی درجہ کی تھی — بولنگ ہ تھا ، اور مجھکو بہت جلد معلوم ہوا کہ گو کوئی شخص کتنی ہی مرتبہ رن کیوں نہ کرے لیکن بولر ہمیشہ اُس کو اوٹ کرنے کے لیئے کوشش کرتے ہینگے - برخلاف اسکے ہندوستان میں لوگوں کو اُسوقت مایوسی ہوجاتی ہی جبکہ اُن کے مقابلہ میں قریب ۵۰ رن ہو جاتے ہیں - حالانکہ اس بات میں وہ ترقی کرتے جاتے ہیں ، اور مجھکو یقین ہی کہ آیندہ بولر ترقی کرتے رہینگے - میں نے کیول میدانوں کو زیادہ تر عمدہ پایا کیونکہ ہندوستان میں در اصل عمدہ فیلڈ نہایت کمیاب ہوتے ہیں علی گڈہ کالج میں ہمارے خاص کرکٹ کے فیلڈ عمدہ تھے لیکن نرم تھے - مجھکو معلوم ہوا کہ اِنگلستان کا فیلڈنگ ہندوستان کی بہ نسبت زیادہ تر عمدہ ہی ، اور مجھکو اس بات کا اقرار کرنا واجب ہی کہ جس وقت میں اول مرتبہ اِنگلستان میں آیا ، تو میں میدان میں نہایت سست تھا گو میں عموماً کیچ کرسکتا تھا — لیکن مسٹر اسٹاڈرد نے اس کا مجھہ سے ذکر کیا اور میں اب اُمید کرتا ہوں کہ میں نے بڑی ترقی کی ہی " *

" کیا آپ اِنگلستان کو آنے سے پہلے بولنگ کر سکتے تھے " *

" صرف کسیقدر - بلکہ درحقیقت میں علیگڈہ کالج ٹیم کے نزدیک صرف ایک چیانج بولر تھا یعنی جب اصل بالر خستہ ہوگیا تو میں بولنگ کیا - لیکن میں نے اِنگلستان میں بڑی مشق کی ، کیونکہ مجھکو اُس کا نہایت شوق تھا اور مجھکو اپنی اُمید سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی - بعض اوقات میں ایک اینڈ پر جبکہ وہ نئی ہوتی ہی تو میں اُسکو Swerve کرسکتا ہوں یعنی خم دے سکتا ہوں - لیکن میں مطلق نہیں جانتا کہ میں کیونکر اور کس لیئے ایسا کرتا ہوں - میں بارہا اِسکی وجہ دریافت کرنے میں سرگرداں رہا ہوں لیکن میں اِس کا خاطر خواہ جواب حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوا — میں نے مسٹر اسٹیفورتھہ سے بھی اِس کا اکثر ذکر کیا ہی ، لیکن ہم نے کوئی رائے قرار نہیں دی ہی — جو کچھہ میں جانتا ہوں وہ صرف یہہ ہی کہ بعض اوقات جب کہ میں بولنگ کے لیئے جاتا ہوں میں دیکھتا ہوں کہ گیند سوئیرو کرتی ہی اور بعض اوقات نہیں کرتی ہی - ہوا کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی ہی ، ایک مرتبہ رجمنڈ کے مقابلہ میں جب کہ دن عمدہ اور صاف تھا میں نے سوئیرو کی وجہ سے چند رن میں پانچ وکٹ لے لیئے - جس وقت گیند گھس جاتی ہی تو سوئیرو پھر ترقی نہیں رکھتی ہی ، *

" اِنگلستان میں آپ کو کون سے کھیل سے سب سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی ہی " *

" اِس میں ذرا بھی شبہہ نہیں ہوسکتا ہی کہ وہ میچ اننگس ۱۳۵ رن کی تھی جو میں نے مڈل سکس سیکنڈ الیون کی طرف سے سسکس سیکنڈ الیون کے مقابلہ میں برائیٹن میں کی تھی - مسٹر ویپ نے مسٹر ہیمن کے اِشارہ پر مجھہ سے کھیلنے کی خواہش کی تھی " *

مسٹر احسان الحق نے ایک واقعہ کی نسبت جو ہندوستان میں اُن کے ایک میچ کے درمیان ظہور میں آیا ایک نہایت دلچسپ قصہ بیان کیا ہی وہ اب زبان انگریزی نہایت درستی کے ساتھہ بولتے اور لکھتے ہیں ، لیکن چونکہ ہر ایک شخص کے لیئے کسی بات کا آغاز ہونا

لازمي هی اِسلیئے که کوئي زمانه ایسا تها جبکه اُنکي لوقت ایسي نه تهي — چنانچه وه بیان کرتے هیں که مجهکو اپنے اِبتدائي زمانه میں اِنگریزي الفاظ کا تلفظ ادا کرنا نهایت مشکل معلوم هوا اور لفظ " How is that " کا بولنا میري قوت سے باهر تها — پس بجاے اس کے که میں پوري بات کهوں ' جیسا که قاعده هی میں نے صرف لفظ اِمپائر کے پهلے پي اِکتفا کیا — فریق مخالف کا کپتان اِس بات کو جانتا تها ' اور اُس نے اِمپائر کو متنبهه کیا اگر میں هاوز دیٹ نه کهوں تو وه کسیکو آوٹ نه قرار دے ' کیونکه قانون میں حکم هی که الفاظ هاوز دیٹ اِمپائر استعمال کرنے چاهیئیں — وقت بولنگ کے هر چند میري منت و سماجت کي لیکن اُسکا کچهه اثر نهوا اور اِمپائر نے میرے کهنے کا کچهه لحاظ نه کیا — لیکن وقت بیٹ کرنے کے میري باري آئي — هم بهي بیلس (Bails) کے کهیل رهے تهے کیونکه بهه ماجرا اُس وقت کا هی جبکه میں نهایت کم سن تها تهوڑي دیر بعد ایک گیند میرے ڈنڈے کے قریب هوکر گذري اور آف اسٹمپ سے جاکر لگي ' لیکن میں نے جانبوجهکر اراده نهیں کیا — مجهه سے بیان کیا گیا که میں آوٹ هوگیا ' لیکن میں نے جواب دیا که قانون میں یهه حکم هی که جس وقت بیلس نهو — تو ایک اسٹمپ کو زمین سے گوادینا چاهیئے اور ایسا نهیں کیا گیا تها — میري دلیل لاجواب تسلیم کي گئي ' اور اگرچه میں بعده دو مرتبه بولڈ هوا تاهم میں اُسوقت تک که کاٹ کیا جاوں آوٹ نهیں هوا " •

ذیل میں ایک فهرست اُن سنچوریوں یعني صدیوں کي هی جو مسٹر احسان الحق نے کهٹے هیں •

۵ جنوري سنه ۱۸۹۷ ع بمقام آگره بمقابله میروٹهه کالج	...	† ۱۰۴
۲۵ نومبر سنه ۱۸۹۷ ع بمقام بریلي بمقابله بریلي کلب	...	† ۱۰۱
۲۳ فروري سنه ۱۸۹۸ ع بمقام بلند شهر بمقابله بلند شهر	...	† ۱۰۳
۵ نومبر سنه ۱۸۹۸ ع بمقام علیگڈه بمقابله ٹوندله دلب	...	† ۱۲۵
افگانستانی میچ		
۲ جون سنه ۱۹۰۰ ع بمقام وات فورڈ بمقابله ریسٹ هرٹس	...	۱۵۳
۳ جون سنه ۱۹۰۰ ع بمقام هیمپ اسٹیڈ	...	۱۰۹
۲۶ جولائي سنه ۱۹۰۰ ع بمقام هیمپ اسٹیڈ بمقابله		
اواد ریسٹ منسٹر	...	۱۳۷
۱۱ مئي سنه ۱۹۰۱ ع بمقام سوینٹن بمقابله سر بیٹن	...	۱۰۰
۱۰ جون سنه ۱۹۰۱ ع بمقام برائیٹن بمقابله سسکس (دریم)	...	۱۳۵
۲۹ جون سنه ۱۹۰۱ ع بمقام هیمپ اسٹیڈ		
بمقابله گائیز هاسپٹل	...	۱۰۹
۶ جولائي سنه ۱۹۰۱ ع بمقام هیمپ اسٹیڈ بمقابله سینٹ		
بارتهلو میوهاسپٹل	...	۱۸۰
۲۸ اگست سنه ۱۹۰۱ ع بمقام چارلٹن پارک بمقابله چارلٹن		
پارک	...	† ۱۳۳
۱۵ جولائي سنه ۱۹۰۲ ع بمقام هولمس ڈیل بمقابله ارٹکس		† ۱۳۵

† اس سے مراد ناٹ آوٹ سے هی —

اسلام اور عورتوں کا مسئله

" † الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم من بعض و بما انفقوا من اموالهم " " و لهن مثل الذي علیهن بالمعروف و للرجال علیهن درجة " •

یهه خداوند عالم نے فرمایا هی جو زمین و آسمان و تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا اور دین فطرت کا قایم کرنے والا هی تاکه اُس کے ذریعه سے اُس کے بندے عورتیں اور مرد اپنے فطري کمال تک جو اُن کے نفوس میں ودیعت کیا گیا هی پهونچ سکیں — علمي اور تاریخي شهادتوں سے ثابت هوچکا هی که مردوں کي سرداري عورتوں پر جس کي طرف قرآن مجید نے رهنمائي کي هی سراسر حق اور واقعي اور ٹهیک فطرت کے مطابق هی — لیکن مردوں نے ظلم کیا اور اپني اُس سرداري کے اختیارات کو بري طرح استعمال کیا — اور عورتوں کو غلام بنالیا ' لڑکیوں کو زنده دفن کو — اور اگر اُن کي ضرورت نه هوئي تو وه اُن کو فنا کرکے نوع انساني کو صفحه هستي سے نیست و نابود کردینے — دنیا میں کوئي شریعت ایسي موجود نهیں هی جس نے عورتوں کے ساتهه انصاف کیا هو اور مردوں اور عورتوں کو اُن کے حقوق عطا کئے هوں اگر کوئي مذهب ایسا هی تو وه صرف مذهب اسلام اور شریعت اسلام هی لیکن افسوس مسلمانوں نے پوري طرح اُس کي رعایت نه کي •

خداوند تعالی نے فرمایا هی که مرد کے ذمه عورت کے ویسے هي حقوق هیں جیسے که مرد کے حقوق عورت کے ذمه هیں — مرد کو صرف اسقدر امتیاز حاصل هی که وه خاندان کا سرپرست اور گهر کا رئیس هی — کیونکه خاندان قوم کا نمونه هی پس جس طرح پر قوم کے معاملات بغیر منصف رئیس کے درست نهیں هوتے طرح خاندان کے لئے بهي ایک رئیس کا هونا ضروري هی جس کو دیگر ممبروں پر امتیاز اور اقتدار حاصل هو •

انساني سیرت میں یهه ایک معمولي بات هی که جو شخص کسي کام کا ذمه لیتا هی اُسکي طرف سے بدظن هوجاتے هیں — رسول الله صلی الله علیه وسلم کو بهي اِس بات کا تجربه هوا — جو نوع انساني میں جاري هیں تمام لوگوں سے زیاده تکلیف دهی تهے — یهي وجه هی که آپ نے نوع و سکونات کے بارے میں عورتوں اور

† " مرد عورتوں کے سر دهرے هو هیں ایک یهه که آدمیوں میں الله نے بعض یعني مرد کو عورتوں پر برتري دي هی اور دوسرا سبب یهه که مرد اپنا مال خرچ کیا هی " — " اور جیسے مردوں کا دستور کے مطابق عورتوں کا حق مردوں پر ویسے هي موافیت هی " •

غلاموں کے ساتھہ نرمی اور انصاف سے معاملہ کرنے کی وصیت فرمائی اور اپنی قبر کی اور نیز دیگر انبیا اور صالحین کے قبروں کی تعظیم کی ممانعت فرمائی - کیونکہ جو وصیت ایسی حالت میں کی جاتی ہی اُس کی نسبت لوگوں کو زیادہ تر خیال ہوتا ہی — اِس لیئے کہ ایسے وقت کا کلام زیادتر موثر ہوتا ہی اور نیز اِس لیئے کہ یہہ امر بدیہی طور پر معلوم ہی کہ اِنسان موت کے وقت وہی باتیں کرتا ہی جو اہم اور نہایت ضروری ہوتی ہیں - اِس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہوسلم کو معلوم تھا کہ نہایت سخت فتنہ جو امت کو اعتقاد اور عبادت کی راہ میں پیش آنے والا ہی وہ قبروں کی تعظیم اور انبیا صلحاء کے وسیلہ سے خواہش منفعت و دفع مضرت ہی اور سخت فتنہ جو امت کو سوشل معاملات میں پیش آنے والا ہی وہ عورتوں کا مسئلہ ہی بلکہ اِس فتنہ کی نہایت توضیح آئی ہی — اور اِن دونوں معاملوں میں ایسا ہی ہوا عورتوں کا فتنہ اِس طرح پر پیش آیا کہ مردوں نے بلحاظ حقوق کے اپنے ساتھہ اُن کی مساوات ترک کردی اور اُن کی کفالت کا فرض ادا نہیں کیا - شریعت نے ہر ایک عورت کے لیئے کفیل قرار دئے ہیں : پہلا کفیل اُس کا باپ ہی جو اُس کی تربیت کی بالکل پورا نہیں کرتا ہی اور اُس کی عقل خرافات اور اوہام میں گرفتار ہوجاتی ہی اِس کے بعد وہ دوسرے کفیل کے سپرد ہوتی ہی یہہ اُس کا شوہر ہی وہ اُسی کا مثل کیا جاتا ہی اور کسی حالت میں اُس کو اپنے ساتھہ مساوات کا مرتبہ نہیں دیتا ہی — پھر جب شوہر مرجاتا ہی — تو وہ آخری زندگی میں تیسرے کفیل کے سپرد ہوتی ہی یہاں اُس کا انجام سب سے زیادہ برا ہوتا ہی - اگرچہ وہ کفیل اُس کا بیٹا ہی ہو — یہہ مردوں کی کفالت عورتوں پر وہ ہی جس کو شریعت نے سوشل امور کے ساتھہ مخصوص کیا ہی - مساوات حقوق کے ساتھہ قیود بھی ہیں — عورت کو حق نہیں ہی کہ وہ سوا اپنے محرم کی معیت کے سفر کرسکے اور اگر اُس کا نکاح ہوچکا ہی تو شوہر کی اِجازت اور اُس کی رضامندی بھی ضروری ہی اگرچہ سفر حج ہی کے لیئے ہو عورت کو اپنے مال میں تصرف کرنے کا پورا حق دیا گو ہی شوہر یا اور کسی کفیل کو کوئی حق نہیں ہی کہ وہ اُس کے مال میں سے بغیر رضامندی کے ایک حبہ بھی لے سکے — مگر مسلمانوں نے عورتوں کی دولت میں بغیر کسی حق کے تصرف کیا اور اُس کو کھانے لگے — اور اُن کو آزاد چھوڑ دیا - اور وہ زمانہ جاہلیت کی طرح پھرنے لگیں - اُنہوں نے نماز پڑھنا اور زکوۃ دینا چھوڑ دیا اور خدا رسول کے نافرمانی کی اور پھر اپنے خاوندوں کی نافرمانی کرنے لگیں اس کا تمام گناہ مردوں پر ہی ۔

جب اہل یورپ کو اپنے سوشل معاملات کی اصلاح اور اپنی تمدنی معیشت کو ترقی دینے کا خیال ہوا تو وہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ ہوئے — اس سے اُن معاملات میں بڑی ترقی ظاہر ہوئی — لیکن عورت سوائے اِسلامی تربیت کے درجہ کمال کو نہیں پہونچ سکتی - اسلامی تربیت سے ہماری مراد وہ تربیت ہی جو اِسلام نے فرض کی ہی نہ وہ جس پر چند صدیوں سے مسلمان عمل کر رہے ہیں - میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ اُنہوں نے اپنے مذہب کی تعلیم اور اپنے پیغمبر کی وصیت پر عمل نہیں کیا یہی وجہ ہی کہ یورپین تربیت میں فساد کے اجزا موجود تھے جن کے بڑھنے سے سوشل بیماریاں اور تمدنی امراض پیدا ہوئے — اور فرانس میں اُن کا نہایت سخت اثر نمایاں ہوا اُس کی نسل ضعیف ہوگئی اُس کی پیدائشوں کی تعداد اس قدر گھٹ گئی کہ قوم کے فنا ہوجانے کا اندیشہ ہوگیا — اِس کا تمام گناہ مردوں پر ہی ۔

اِس مرض اور اُس کے ناگوار نتائج سے یورپ کے عقلاء نے قوم کو ڈرایا اور جو شخص مذہب اسلام سے کسیقدر واقف تھا اُس نے تصویح کی کہ اِسلام کی پسندیدہ تعلیم اور اُس کے حقیقی فضائل کیطرف رجوع کرنا چاہیئے - اُنہوں نے بیان کیا کہ مردوں ہی نے عورتوں کو گمراہ کیا ہی اُن کی تربیت کو فاسد کیا ہی — اور یورپ کی بعض صاحب فہم عورتوں نے صراحت کے ساتھہ تعدد زوجات کی تمنا ظاہر کی ہی تاکہ ہر عورت کے لیئے کفیل ہوسکے - " ویکلی ریکورڈ " نے اخبار لندن ٹرتھہ سے ایک مضمون نقل کیا ہی جو ایک عورت کا لکھا ہوا ہی اُس کا خلاصہ حسب ذیل ہی ۔

" ہمارے ملک میں آوارہ لڑکیوں کی کثرت ہی اور یہہ بلا عام طور پر دیکھی جاتی ہی - اور بہت کم لوگ اُس کے اسباب کی نسبت بحث کرتے ہیں — میں اُن لڑکیوں کی طرف نظر کرتے ہوں تو میرا دل رنج و غم سے پارہ پارہ ہوجاتا ہی - حالانکہ میرا غم و اندوہ اگرچہ تمام لوگ میرے ساتھہ اُس میں شریک ہوں اُن کے لیئے کچھہ مفید نہیں ہوسکتا ہی — صرف ایسی کام سے فائدہ ممکن ہی جو اِس نازک حالت کو روکنے والا ہو — در حقیقت فاضل ٹومسن کی رائے نہایت صائب ہی - اُنہوں نے اِس مرض کو پوری طرح تشخیص کرلیا ہی اور ایسی دوا تجویز کی ہی جو بلحاظ شافی ہونے کے قابل اطمینان ہی اور وہ یہہ ہی کہ مرد کے لیئے جائز ہونا چاہیئے کہ وہ ایک سے زیادہ نکاح کرسکے — اِس طرح پر یہہ مصیبت بقینا رفع ہوجائیگی - اور ہماری بہت سی لڑکیاں صاحب خانہ ہوجائینگی - سخت مصیبت یہہ ہی کہ یوروپین مرد صرف ایک عورت پر اِکتفا کرنے کے لیئے مجبور کیا جاتا ہی - پس یہی روک ہی جس نے ہماری لڑکیوں کو آوارہ بنادیا ہی اور اُن کو مردوں کے اُمور میں شریک ہونے پر مجبور کیا ہی — اگر مرد کے لیئے ایک نکاح سے زیادہ جائز نہ کیا گیا تو اِس میں شک نہیں کہ یہہ مصیبت اور بھی زیادہ سخت اور خطرناک ہوجائیگی - اُن بیاہے ہوئے مردوں کی تعداد گمان اور تخمینہ کے احاطہ سے باہر ہی جنکی غیر شرعی اولاد ہی جو

نوع انساني کے لیئے ایک وبال اور باعث ننگ و عار ھی - اگر تعدد زوجات جائز ھوتا تو بھی اولاد اور اُن کي مائیں موجودہ مصیبت اور ذلت میں مبتلا نہوتیں - اور اُنکي عزت اور اُنکي اولاد کي آبرو قایم رھتي — کیونکہ مرد کے کاموں میں عورت کا مزاحمت کرنا ھمارے لیئے موجب بربادي ھونے والا ھی — دیکھو عورت کي خلقت پکار کر کہہ رھي ھی کہ جو اُس کے فرائض ھیں وہ مرد کے نہیں ھیں — اور جو مردوں کے فرائض ھیں وہ عورتوں کے نہیں ھیں - تعدد زوجات کے جائز ھونے سے ھر ایک عورت صاحب خانہ اور شرعي اولاد کي ماں بن سکتي ھی " - مس ایني روڈ نے جو ایک مشہور انشا پرداز ھی اخبار ایسٹرن مہل میں ایک نہایت مفید آرٹیکل شائع کیا ھی جس میں سے ھم حسب ذیل اقتباس درج کرتے ھیں *

" ھماري لڑکیوں کا گھروں میں خدمت گاري کے کار و بار میں مشغول رھنا بہتر اور کارخانوں کے کار و بار انجام دینے کي نسبت کم خطرناک ھی جہاں کہ اُن کي عفت کے دامن پر بسا دفعہ لگتا ھی جو عمر بھر کے لیئے اُن کي زندگي کي رونق کو برباد کر دیتا ھی - کاش ھمارے ملک مسلمانوں کے ملکوں کي مانند ھوتے جہاں حشمت اور وقار اور عفت اور پاکیزگي اور پاکدامني پائي جاتي ھی - خدمتگاریاں اور لونڈیاں نہایت آرام کے ساتھہ زندگي بسر کرتي ھیں اور مثل گھر کي اولاد کے اُن کے ساتھہ معاملہ کیا جاتا ھی - اُنکي عزت پر بري نظر نہیں ڈالي جاتي - بیشک یہہ بات انگلستان کے لیئے باعث عار ھی کہ اُس کي لڑکیاں نالایق خصلتوں اور مردوں کے ساتھہ میل جول میں ضرب المثل ھوں — ھم کیوں اس بات کي کوشش نہیں کرتے کہ لڑکي صرف وھي کام انجام دے جو اُس کي طبعي فطرت کے موافق ھی اور مردوں کے کام اُنھیں کے لیئے چھوڑدے اور اپني آبرو کو محفوظ رکھے " — لوئي کوک نے اخبار ایکو میں لکھا ھی جس کا ترجمہ حسب ذیل ھی — " مرد عورتوں کے ساتھہ اختلاط کي طرف مائل ھیں — اسي وجہ سے عورت کو اُن کاموں کي جرات پیدا ھوئي ھی جو اُس کي فطرت کے مخالف ھیں اور جس قدر اختلاط بڑھتا جاتا ھی اُسي قدر غیر شرعي اولاد کي کثرت ھوتي جاتي ھی — عورت کو سخت مصیبت کے ساتھہ مقابلہ کرنا پڑتا ھی کیونکہ جس مرد سے وہ حاملہ ھوئي ھی وہ اُس کو چھوڑ دیتا ھی اور اُس کو فقر و فاقہ کي تکلیفیں اور ذلت و رسوائي کي مصیبتیں جھیلني پڑتي ھیں — بلکہ بعض اوقات اُس کا انجام موت ھوتا ھی — فاقہ کي یہي وجہ ھی کہ حمل اور اُس کے عوارض کي وجہ سے وہ کام کرنے سے معذور رھتي ھی جس کے ذریعہ سے اپني قوت حاصل کرتي — ذلت و رسوائي اس سے زیادہ اور کیا ھوسکتي ھی کہ اکثر عورتیں خود کشي کرلیتي ھیں — مرد کو ان میں سے کوئي تکلیف نہیں ھوتي ھی - ان تمام باتوں کے علاوہ سارا الزام اور تمام جوابدھي عورت ھي کے ذمہ ھوتي ھی — حالانکہ اختلاط کا سبب زیادہ تر مرد ھی — کیا وہ وقت نہیں آیا کہ ھم اُن وسایل کي نسبت بحث کریں جو اس مصیبت میں کسیقدر کمي کرنے والے ھوں جو مغربي تہذیب کے لیئے ایک بد نما دھبہ ھی ؟ کیا وہ وقت نہیں آیا ھی کہ ھم ایسے طریقے اختیار کریں کہ لاکھوں بیگناہ بچے قتل سے محفوظ رھیں ؟ اس کا گناہ صرف مرد کے ذمہ ھی جو عورت کو اغوا کرتا ھی اور وہ بوجہ اپنے رقیق القلب ھونے کے مرد کے وعدوں کا یقین کرلیتي ھی اور جب وہ اپني ضرورت رفع کرلیتا ھی تو اُس کو چھوڑ دیتا ھی اور وہ سخت عذاب کي مصیبت میں مبتلا ھوتي ھی *

اے لوگو ! ! تم چند آنوں کے فریب میں مت آو جو تمہاري لڑکیاں کارخانوں میں کام کرکے حاصل کرتي ھیں — اُن کا انجام وھي ھونا ھی جو ھم نے اوپر بیان کیا ھی - اُن کو مردوں سے الگ رھنے کي تعلیم دو - اُن کو اُن فریبوں کے انجام سے خبردار کرو جو مخفي طور پر اُن کي تاک میں لگے ھوئے ھیں — مردم شماري سے ثابت ھوتا ھی کہ ولدالزناؤں کي تعداد بڑھتي جاتي ھی — کیونکہ عورتوں کا اختلاط مردوں کے ساتھہ ترقي کرتا جاتا ھی - کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اکثر حرامي اولاد کي مائیں وھي عورتیں ھیں جو کارخانوں میں کام کرتي یا گھروں میں خدمتگاري کے کار و بار انجام دیتي ھیں - اور نیز اکثر اعلی سوسائیٹي کي وہ عورتیں ھیں جن پر مردوں کي نگاہیں زیادہ تر پڑتي ھیں — اگر ایسے ڈاکٹر موجود نہوتے جو اسقاط کي دوائیں دیتے ھیں تو اولاد زنا کي تعداد موجودہ حالت سے کہیں زیادہ ھوتي - ھماري دنائت اور کمینہ پن کي حالت اس حد تک ترقي کرگئي ھی جس کا امکان خیال میں بھي نہ آ سکتا تھا — حتی کہ ھمارے ملک کے بعض حصوں کے مرد کسي لڑکي کو اپني زوجہ بنانا منظور نہیں کرتے جبتک کہ اُس کا تجربہ نہوچکا ھو یعني اُس کے پاس کوئي زنا کي اولاد نہ ھو جس کے ساتھہ وہ اپنا دل بہلائیں - یہہ سوسائیٹي کي حالت کا انتہائي نازل ھی " *

غرض کہ تمام ممالک میں مردوں ھي نے عورتوں کو اغوا کیا ھی اور اُن کے اخلاق و ادب کو فاسد کیا ھی - کیونکہ فطري طور پر وھي اُس کے کفیل اور سرپرست ھیں — اہل یورپ زندہ ھیں اور اُن کے افراد اپني سوسائٹي اور قوم کے امراض کا شعور اور احساس رکھتے ھیں - اسلیئے وہ چلاتے اور افسوس کرتے ھیں رفتہ رفتہ اُن پر تمدني امراض کے ایسے حملے ھوں گے جو اسلامي اصول اور فروع کے معلوم کرنے پر مجبور کرینگے " † سنریھم آیاتنا فی الافاق و فی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق " وہ ابھي تک اُن پر ظاھر نہیں ھوا کیونکہ اُس پر بہت سے کثیف پردے پڑے ھوئے ھیں اور جو پردہ سب سے زیادہ کثیف ھی وہ اس مذھب کے موجودہ پیرو اور اُن کے رسوم و رواج ھیں جن کو اسلام سے کچھہ تعلق نہیں بلکہ وہ اُس کے منافي ھیں * (المنار)

† عنقریب ھم ان کو اپني قدرت کي نشانیاں دنیا کے اطراف میں بھي دکھلائینگے اور ان کے اپنے درمیان میں بھي یہاں تک کہ ان پر ظاھر ھوجائیگا کہ یہہ (قرآن) بر حق ھی -

ڈیوٹي ڈیپوٹیشن

ممبران ڈیوٹي ڈیپوٹیشن متعینہ روھیلکھنڈ (مسٹر محمود حسن صاحب و عبدالحمید خاں صاحب و خاکسار راقم) ۲ ستمبر کو مرادآباد سے قصبہ بچھرایوں کو روانہ ھوئے - روسا اور عماید قصبہ کو ھمارے آنے کي پہلے سے اطلاع تھي - مولوي قیام‌الدین صاحب نے گجرولہ اسٹیشن پر سواري بھیجدي تھي - دن کے دو بجے ھم لوگ پہنچکر مولوي صاحب موصوف کے دولت خانہ پر مقیم ھوئے — منشي محمد احمد صاحب ڈپٹي کلکٹر مرادآباد بھي وھاں تشریف رکھتے تھے — چنانچہ اُن سے مل کر یہہ راے قرار پائي کہ یہاں کوئي میٹنگ نہ کي جاوے بلکہ سب صاحبان سے علحدہ علحدہ ملنا چاھیئے اور چندہ کے واسطے درخواست کرنا چاھیئے - ڈپٹي صاحب موصوف نے خود ایک اشرفي قیمتي عطا فرمائي اور مبلغ ۱۰۰ (سو روپیہ) بذریعہ اقساط ۱۰ في ماہ دینے کا وعدہ فرمایا — ھم لوگ ڈپٹي صاحب موصوف کے نہایت ممنون ھیں کہ اُنھوں نے علاوہ ذاتي چندہ کے دیگر طور سے بھي ھماري اعانت فرمائي - مولوي فضل حق صاحب رئیس قصبہ جو کالج کے سچے دوست اور خیر خواہ ھیں ھم لوگوں کے ساتھہ مرادآباد سے تشریف لیگئے تھے اور وھاں پہونچکر مولوي صاحب موصوف نے مولوي عبداللطیف صاحب و مولوي عظمت علي صاحب رئیسان قصبہ سے تحریک کي کہ وہ مولوي خلیل‌الرحمن صاحب و مولوي جمیل‌الرحمن صاحب و مولوي مقبول‌الرحمن صاحب صاحبزادگان مولوي ابراھیم علي صاحب سے چندہ کے واسطے درخواست کریں — مولوي صاحبان موصوف قصبہ میں سب سے بڑے جاگیر دار ھیں مگر افسوس کہ بوجہ قرضہ ریاست بہت زیربار ھی اور اس وجہ سے مولوي صاحبان موصوف نے مبلغ ۱۰۰ (دو سو روپیہ) کا وعدہ فرمایا جس میں سے مبلغ ۵۰ روپیہ وصول ھوگیا اور بقیہ ۱۵۰ انشا اللہ ماہ دسمبر تک وصول ھوجاویگا - ھم لوگ مولوي صاحبان کي اس ھمدردي کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ھیں — جو ممبران بچھرایوں گئے تھے اُن کي تعداد اس قصبہ پر اثر ڈالنے کے واسطے بالکل ناکافي تھي اس لیئے فوراً تار دے کر محمد اسلم صاحب و رشید محمد خاں صاحب کو مرادآباد سے بلایا گیا - مولوي عبدالحفیظ صاحب نے جو قصبہ کے بہت لایق اور بڑے رئیس ھیں مہتمم پریومن صاحب رئیس سلیم پور کو ایک خط لکھا جس میں اُن سے ڈیپوٹیشن کے چندے کے واسطے درخواست کي — مہتمم صاحب نے ۵۰ روپیہ کا وعدہ فرمایا اور یہہ رقم ماہ نومبر تک مولوي صاحب موصوف کے ذریعہ سے وصول ھو جاویگي — مولوي صاحب نے خود ایک رقم عطا کي عطا فرماکر ھمکو ممنون منت فرمایا — ھم لوگ مولوي عبدالواحد صاحب سابق طالب علم کالج و مولوي قیام‌الدین صاحب کے تہ دل سے مشکور ھیں کیونکہ ایسے قصبہ میں جو کچھہ کامیابي ھوئي وہ آپ صاحبان ھي کي مدد اور صلاح مفید اور کوشش بلیغ سے ھوئي — پانچ یوم کے عرصہ میں قصبہ بچھرایوں سے کل مبلغ ۲۵۰ (پانچسو پچیس) کا وعدہ ھوا اور اُس میں سے مبلغ ۲۰۰ (دو سو بیس) وصول ھوگئے — مولوي عظمت علي صاحب و مولوي عبداللطیف صاحب و مولوي فضل حق صاحب و مولوي عبدالحفیظ صاحب و مولوي قیام‌الدین صاحب و مولوي عبدالواحد صاحب کا خاص طور سے شکریہ ادا کیا جاتا ھی *

۱۲ ستمبر کو بوقت صبح ڈیپوٹیشن بھمراھي مولوي فضل حق صاحب و مولوي قیام‌الدین صاحب حسن پور کو روانہ ھوا — حسن پور پہونچکر نواب عبدالکریم خاں صاحب کے دولت خانہ پر مقیم ھوئے - نواب صاحب نے ایک مکان پہلے سے ھم لوگوں کے واسطے طیار کر رکھا تھا جس کي وجہ سے ھم لوگوں کو حد سے زیادہ آرام ملا - نواب صاحبان کا خاندان ضلع مرادآباد میں اپني فیاضي عالي حوصلگي اور قومي ھمدردي کے واسطے مشہور اور في الحقیقت جو کچھہ تعریف سني گئي وہ بجا اور درست نکلي *

نواب عبدالمجید خاں صاحب و نواب عبدالرحیم خاں صاحب و نواب عبدالوحید خاں صاحب و نواب عبدالعلي خاں صاحب نے علاوہ اپني ذات خاص سے ایک معقول رقم عطا فرمانے کے بہت زیادہ مدد کي اور ھمارے ڈیپوٹیشن کے ساتھہ بہت ھمدردي ظاھر فرمائي — نواب ابراھیم خاں صاحب و نواب احمد حسین صاحب کے بھي ھم لوگ بہت مشکور ھیں - ڈیپوٹیشن نواب صاحبان موصوف کا حد سے زیادہ مشکور ھے - کیونکہ خاطر تواضع جو آپ صاحبان سے ظاھر ھوئي وہ احاطہ تحریر سے باھر ھی *

بڑي بڑي رقمیں جو وصول ھوئیں وہ حسب ذیل ھیں *

حسن پور

۱	نواب عبدالکریم خاں صاحب ...	۲۰۰ ماہ
۲	نواب عبدالمجید خاں صاحب و نواب عبدالرحیم خاں صاحب و نواب عبدالوحید خاں صاحب و نواب عبدالعلي خاں صاحب	۱۰۰ ماہ

۳ نواب ابراهیم خاں صاحب ... صہ

۴ نواب احمدحسین خاں صاحب نے مبلغ صہ } کا وعدہ فرمایا

ابراهیم خاں صاحب مختار ... صہ

نواب محمد حسین خاں صاحب ... صہ

محمد خاں صاحب سب انسپکٹر ... صہ

علي محمد خاں صاحب رئیس سیهالي ... صہ

کریم داد خاں صاحب رئیس منوتہ ... صہ

بچھڑا ہوں

مولوي خلیل الرحمن صاحب و مولوي جمیل الرحمن صاحب و مولوي مقبول الرحمن صاحب ... صہ

مولوي قیام الدین صاحب ... صہ

مولوي فضل حق صاحب ... صہ

مولوي عبدالحفیظ صاحب ... صہ

مولوي محمد علي صاحب ... صہ

دیپٹي محمد احمد صاحب } ایک اشرفي صہ ۲

ڈیپوٹیشن ۱۵ ستمبر کو حسن پور سے روانہ ہوا — اور مرادآباد پہونچکر کام ختم کیا گیا — مگر مرادآباد سٹي میں کچھہ وعدے باقي رهگئے تھے جنکو محمد اکرم صاحب و محمد اسلم صاحب و ماسٹر محمود حسن صاحب وصول کر رهے هیں — اس ڈیپوٹیشن نے اب تک کل روپیہ قریب ستره سو کے جمع کیا هی — صحیح رقم مرادآباد کا کام ختم هونے پر انشاءالله شایع کي جاویگي ٭

عباس خاں

سکرٹري روهیلکهنڈ ڈیپوٹیشن

اولڈ بوائز ڈنر مدرسۃ العلوم علیگڈہ

جناب اڈیٹر صاحب — تسلیم — جو جلسہ کہ اولڈ بوائز ڈنر کا مدرسۃ العلوم علیگڈہ میں هر سال هوا کرتا هی اور جس کے لیئے سب سے زیادہ موزوں زمانہ تعطیلات دسہرہ کا هی اُس میں اس سال یہہ مشکل پیش آئي هی کہ تعطیلات دسہرہ من ابتداے ۹ لغایت ۱۲ اکتوبر هیں اور کالج اس زمانہ میں بند هوگا — اور ۱۵ اکتوبر سے پیشتر نہیں کهلیگا — ایسي صورت میں دسہرہ کي تعطیل میں ڈنر کي تاریخ مقرر کرنا محض بے سود هی — جو فوائد کہ اس سالانہ مجمع سے مقصود هیں وہ کالج کي تعطیل کے زمانہ میں جبکہ بورڈنگ هوس بالکل سنسان هوتا هی هرگز حاصل نہیں هوسکتے — اس لیئے اس وقت تک یہہ امر مشورہ طلب رها کہ علاوہ تعطیلات دسہرہ کے اور کون سي تعطیلوں میں ڈنر کي تاریخ مقرر کیجاوے — بعض اولڈ بوائز کا یہہ خیال تها کہ حالت موجودہ میں ڈنر بمقام دهلي کانفرنس و کارونیشن کے موقعہ پر هونا چاهیئے مگر بعض پرانے طلبا نے بذریعہ خطوط و مضامین اخبار اس سے اختلاف کیا هی اور اُن کي وجوهات اختلاف بلا شبہہ معقول هیں — جو اصلي غرض اولڈ بوائز ڈنر کي هی وہ کسي اور مقام پر سواے کالج کے حاصل نہیں هوسکتي — اور هر شخص کا دهلي جانا شریک هونا بهي مشکل هی — اور نہ اولڈ بوائز ایسوسي ایشن دهلي میں اس موقعہ پر اپنے کل ممبروں کو دعوت عام دیسکتي هی اور نہ اُن کي مدارات کا اهتمام کرسکتي هی — مگر جن صاحبوں نے کہ عجلت کے ساتهہ بغیر دریافت کیئے هوئے یہہ راے قائم کرلي هی کہ سنٹرل کمیٹي علي گڈہ اس کا فیصلہ کرچکي هی کہ دهلي میں ڈنر هوگا اور اُنهوں نے اپنے حقوق کے اتلاف کي شکایت کي هی کہ کل اولڈ بوائز سے دریافت کیئے بغیر اس قسم کا فیصلہ کیوں کرلیا گیا — افسوس هی کہ اُنهوں نے اس پر غور کرنے کي تکلیف گوارا نہیں کي کہ جب دسہرہ کي تعطیل میں کالج بند رهیگا اور کوئي تعطیل دسمبر تک مثل دسہرہ کے نہیں هی جس میں عام دفاتر سرکاري بند هوں اور هر اولڈ بوائز کو شرکت کا موقعہ مل سکے تو پهر اس سال ڈنر کے لیئے کون سي تاریخ مقرر کي جاے — في الحقیقت اولڈ بوائز کي یہہ شکایت درست هی کہ پرنسپل صاحب کالج نے ایسي تاریخیں تعطیلات کالج کي کیوں مقرر کیں جس سے اس سالانہ جلسہ میں هرج واقع هوا اور میرے نزدیک ایک ریزولیوشن منجانب اولڈ بوائز سکرٹري و پرنسپل کالج کي خدمت میں بهیجنا مناسب هوگا کہ آیندہ کالج کي سالانہ تعطیل کي تاریخیں مقرر کرنے میں اس امر کا ضرور لحاظ رکها جاے کہ ایام تعطیل دسہرہ میں کالج کهلا رهے — مگر سوال تو یہہ هی کہ اس سال کیا کیا جاے — دهلي میں کانفرنس و کارونیشن کے موقعہ پر جس قدر اولڈ بوائز جمع هونگے ان کا ایک اجلاس ضرور هوگا مگر وہ اجلاس ڈنر کا قائم مقام نہیں هوسکتا هی — پس اس وقت یہہ امر فیصلہ طلب هی کہ اس سال ڈنر هو یا نہ هو — اور اگر هو تو کب هو ٭

سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹي اولڈ بوائز نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ع میں بلحاظ تمام مشکلات مذکورہ بالا کے یہہ تجویز کیا هی کہ اس سال کا ڈنر ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۰۲ع کو بروز شنبہ هونا چاهیئے —

اس تاریخ پر کانفرنس اسٹان اور نیز شب برات کی تعطیل ہی اور دوسرے روز یکشنبہ ہی اس طرح سے دو روز کی فرصت ملسکتی ہی — اگرچہ اُن صاحبوں کو جو دور دراز سے سفر کرکر تشریف لانا چاہینگے ۱۴ نومبر کو مقامی تعطیل حاصل کرنے یا رخصت لینے کی تکلیف گوارا کرنی ہوگی— مگر سوائے اس تاریخ کے اور کوئی موقعہ ایسا بھی نہیں ہی کہ دو روز کی تعطیل جمع ہوسکے — ۱۵ نومبر کے سہ پہر کو اجلاس اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کا ہوسکیگا اور اگر ضرورت رہی تو یکشنبہ کی صبح کو دوسرا اجلاس بھی ہو جاویگا *

اُمید ہی کہ اولڈ بوائز براہ مہربانی اپنی راے سے مطلع فرمائینگے کہ موجودہ حالت میں یہہ تجویز اسٹینڈنگ کمیٹی کی قابل منظوری ہی یا نہیں — اگر کوئی اعتراض اس تاریخ میں بھی ہو تو ہمارے پر جوش نکتہ چیں دوست محمد یعقوب صاحب جنھوں نے اس معاملہ میں مہربانی سے اپنی راے ارادتاً ظاہر کی ہی اور اگرچہ اُنھوں نے قبل از وقت سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی پر اعتراض کیا ہی مگر با اینہمہ ہم ان کی مہربانی کے مشکور ہیں، صرف اعتراض کرنے پر اکتفا نکرینگے بلکہ ہم کو بتلا دینگے کہ ایسی صورت میں اور کونسی تاریخ مقرر کی جاوے *

اگر اسٹینڈنگ کمیٹی کی اس تجویز سے کسی اولڈ بوائز نے اختلاف کر کے کوئی دوسری معقول تدبیر بتائی تو سمجھا جاوے گا کہ اس تجویز کو کل اولڈ بوائز پسند کرتے ہیں اور اُس کے موافق خطوط دعوت جاری کردیئے جائینگے— اس موقعہ پر یہہ بھی درخواست کی جاتی ہی کہ جن اولد بوائز کی خدمت میں سال گذشتہ میں بسبب غلطی یا نہ معلوم ہونے پتہ و نشان کے خطوط دعوت نہ پہونچے ہوں یا جن صاحبوں کے مقامات بعد پہونچنے خطوط سالگذشتہ کے بدل گئے ہوں وہ براہ مہربانی اپنے مفصل پتہ سے مطلع فرماویں — آج کل تمام اولڈ بوائز کے اسماء گرامی کا رجسٹر تیار ہورہا ہی اور بہت سے صاحبوں کا پتہ صحیح نہیں معلوم ہی — اگر خود اولڈ بوائز اس بارے میں ہماری مدد کرینگے تو بہت آسانی ہوگی — صرف ایک پوسٹ کارڈ پر اپنا صحیح پتہ سنہ سنہ کالج چھوڑنے کے پراکٹر بورڈنگ ہوس مدرسۃالعلوم علی گڈھ کے پاس لکھکر بھیجدیں *

بہادر علی سکرٹری اولڈ بوائز ایسوسی ایشن
علی گڈھ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ع

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب تسلیم !

محمد علی حاتم صاحب ٹریولنگ ایجنٹ سر سید احمد میموریل فنڈ کی رپورٹ ارسال خدمت ہی — ایسی رپورٹوں کا اخبار میں شایع ہونا بہت ضروری ہی *

مجھکو آپ کی قومی ہمدردی سے اُمید ہی کہ آپ اس رپورٹ کو اپنے اخبار میں شایع فرماکر مجھکو ممنون فرماوینگے *

العبد ——————— د

S. ABDULLAH

بی - اے - ایل - ایل - بی
سکرٹری سر سید احمد میموریل فنڈ

علیگڈھ

۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ ع

رپورٹ محمد علی حاتم ٹریولنگ ایجنٹ سر سید احمد میموریل فنڈ

بخدمت شریف جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب بی - اے ایل - ایل - بی سکرٹری سر سید احمد میموریل فنڈ *

جنابعالی !

میں حسب الارشاد ۴ جولائی سنہ ۱۹۰۲ع کو بغرض وصول چندہ موعودہ علیگڈھ سے سہارنپور گیا بعدہ میرٹھہ اور میرٹھہ کے بعض قصبوں میں بغرض اشاعت مقاصد یونیورسٹی و وصول سرمایہ میموریل فنڈ دورہ کیا — ۲۹ اگست سنہ ۱۹۰۲ع تک ضلع میرٹھہ میں مقیم رہا — ۲۹ اگست سنہ ۱۹۰۲ع کو بغرض انجام دینے ایک ضروری پرائیویٹ کام کے اپنے مکان کو گیا — مکان پر جانے کے بعد میں علیل ہوگیا تھا لہذا ترتیب رپورٹ میں تاخیر ہوئی — زمانہ سفر میں ہمیشہ بذریعہ پرچہ جات ڈایری آفس کو اطلاع دیتا رہا ہوں *

سہارنپور !

چندہ موعودہ سابق میں مبلغ مصلہ اور مبلغ مصلہ چندہ حال میں جملہ مبلغ للحصہ وصول ہوئے — لوکل کمیٹی سہارنپور نے وعدہ کیا ہی کہ چندہ موعودہ باحتیاط ماہواری وصول کرکے روانہ کیا جاوے گا — اُمید ہی کہ بہت جلد بقایا وصول ہوجاویگی — اصحاب ذیل نے یہاں لوکل کمیٹی وغیرہ قائم کرنے و نیز دیگر امور میں مجھکو مدد دی *

مولوی عبداللہ جان صاحب وکیل *
مولوی سخاوت حسین صاحب بی - اے ہیڈ ماسٹر *
مولوی نیاز احمد خاں صاحب بی — اے وکیل *
مولوی شہاب الدین صاحب بی - اے - ایل ایل بی *
حافظ منظور احمد صاحب جنرل مرچنٹ *
سید نورالحسن صاحب سب رجسٹرار *

یہانکے بعد میں بموجب آپ کی تحریر کے میرٹھہ آیا —

میرٹھ !

یہاں متفرق تاریخوں میں بہ ہمراہی منشی نیاز احمد صاحب سابق طالب علم و منشی حامد حسین صاحب و منشی مشیر احمد صاحب وصول یابی ہوئی کل تعداد زر وصول شدہ مبلغ ۱۲۰ ھی جس میں سے مبلغ ۱۲۰ چندہ موعودہ سابقہ اور مبلغ ۱۲۰ چندہ حال میں وصول ہوئے ۔منشی جانعالم صاحب سب انسپکٹر لال کرتی نے جنپر مبلغ ۱۲۰ چندہ موعودہ سابق باقی ہے وعدہ کیا ہی کہ وہ باقساط اپنا چندہ ادا کرینگے — قسط کی تعداد ۱۰ ماہوار ظاہر فرمائی ہی *

یہاں صاحبان ذیل نے مجھکو وقتاً فوقتاً ہر قسم کی مدد دی *

مولوی سید اصغر علی صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر *

مولوی سید محمد ہاشم صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر *

مسٹر عبدالقادر خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لا *

خواجہ غلام الثقلین صاحب بی اے - ایل ایل بی *

سید ظہورالحسنین صاحب نائب کورٹ انسپکٹر *

منشی محمد عمر علی صاحب پرسنل اسسٹنٹ *

بابو منظور حسین صاحب کلرک کمسریٹ آفس *

سید اظہر علی صاحب طالب علم *

قصبہ سردھنہ !

اِس قصبہ میں میں کئی مرتبہ بغرض وصول چندہ گیا مگر کوئی کامیابی نہوئی - البتہ وعدہ کیا گیا ہی کہ ستمبر کی کسی تاریخ میں یہاں ایک جلسہ بغرض فراہمی چندہ منعقد ہو — صاحبان ذیل نے کوشش کا وعدہ فرمایا ہی *

نواب سید احمد شاہ صاحب رئیس قصبہ مذکور *

منشی امیر علی صاحب رئیس و سکرٹری میونیسپل بورڈ *

منشی اولاد علی صاحب تحصیلدار قصبہ مذکور *

منشی وزیر خاں صاحب پینشنر اِنسپکٹر پولیس *

قصبہ باغپت !

اِس قصبہ میں بھی کوئی کامیابی نہوئی — منشی رحمت علی صاحب تحصیلدار قصبہ مذکور نے وعدہ فرمایا ہی کہ جسوقت منشی خورشید علی خاں صاحب رئیس قصبہ مذکور اپنے وطن کلانور سے واپس آوینگے اُس وقت ایک جلسہ بغرض فراہمی چندہ منعقد ہوگا صاحبان ذیل نے کوشش کا وعدہ فرمایا ہی *

منشی رحمت علی صاحب تحصیلدار *

منشی نعمت اللہ خاں صاحب سب اِنسپکٹر *

آغا شجاع الحسن صاحب سب اِنسپکٹر *

منشی نیاز احمد خاں صاحب ڈپٹی امین *

منشی امین الدین خاں صاحب محرر رجسٹری *

منشی اِبراہیم خاں صاحب *

قصبہ غازی آباد !

منشی علی حسن خاں صاحب تحصیلدار نے جن کے ذمہ چندہ موعودہ سابق ۱۰۰ ہیں وعدہ فرمایا کہ میں اِس رقم کو باقساط بشرح ۱۰ ماہوار ادا کرونگا — چندہ حال میں اِس قصبہ سے بہ نگرانی منشی محمد حیات صاحب نایب تحصیلدار و بہ ہمراہی منشی محمد وصی صاحب نایب واصل باقی نویس مبلغ ۱۰۰ وصول ہوئے - چونکہ مجھکو سردھنہ جانا ضروری تھا اِس وجہ سے یہاں صرف ایک یوم قیام کیا - اُمید ہی کہ اس قصبہ سے قریب ایک سو روپیہ متفرق وصول ہوجاویگا *

قصبہ شاہزاد !

اِس قصبہ سے بہ امداد و بہمراہی منشی معشوق علی صاحب اطہر و حافظ عبدالقدیر صاحب ایڈیٹر " الملک " مبلغ ۳۰۸ پائی وصول ہوئے — صاحبان ذیل نے مقاصد یونیورسٹی کے ساتھ بڑی بڑی ہمدردی ظاہر فرمائی اور یہہ بھی اُمید ہی کہ یہہ حضرات وقتاً فوقتاً ہر قسم کی رعایت و ہمدردی فرماتے رہینگے *

سید محمد محسن صاحب رئیس و ممبر میونیسپل بورڈ *

منشی مستحسن خاں صاحب سب رجسٹرار *

آغا شیر علی صاحب سب اِنسپکٹر *

سید ابن حسن صاحب رئیس و ممبر میونیسپل بورڈ *

سید محمد خلیل صاحب *

سید سجاد حسین صاحب رئیس و ممبر میونیسپل بورڈ *

یہاں چندہ موعودہ حال میں قریب مبلغ ۱۰۰ کے باقی ہیں جس کے وصول کا کام لوکل کمیٹی نے اپنے ذمہ لیا ہی - یہاں ایک لوکل کمیٹی قایم کی گئی جس کے سکرٹری منشی معشوق علی صاحب اطہر و پریسیڈنٹ سید محمد محسن صاحب ہیں *

لوکل کمیٹی کے سکرٹری نے ایک مفصل رپورٹ معہ کیفیت وصول چندہ وغیرہ اکثر اخبارات میں بغرض اشاعت روانہ کردی ہی *

العبد ــــــــــــــــــــــــ

محمد علی حاتم ٹریولنگ ایجنٹ

سر سید احمد میموریل فنڈ

واقعات اور رائیں

ہفتہ گذشتہ

ناظرین نے خیال فرمایا ہوگا کہ اس عنوان کے تحت میں ہم بالعموم ایسے کل واقعات کا ذکر کیا کرتے ہیں جنکی بابت گذشتہ ہفتہ کے انگریزی اخباروں میں تار کی خبریں یا مضامین شایع ہوئے ہوں - ہمارا مطلب یہہ ہوتا ہی کہ اگر کوئی صاحب انگریزی اخبار نہ دیکھتے ہوں تو اُن کو خاص خاص واقعات کی اطلاع صرف ہمارے پرچہ سے ہوجاے — یہہ مضامین صرف انگریزی اخبارات سے لیئے جاتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے ترجمہ کی نوبت اُردو اخباروں میں اس وقت تک نہیں آئی ہوتی *

آج (پنجشنبہ) پانیر نے یہہ خبر شایع کی ہی کہ ولایت سے جو ایک زبردست کرکٹ ٹیم آنے والا ہی وہ ہمارے کالج ٹیم سے بمقام علیگڈھ آخر جنوری میں کھیلیگا - ہمکو یقین تھا کہ کوئی نہ کوئی میچ ضرور وہ ہمارے الیون سے کھیلینگے ، کیونکہ اب ہمارا الیون اس رتبہ کا ہی کہ کوئی اعلی درجہ کا ٹیم جو ولایت سے یہاں تک آنے کی تکلیف گوارا کرے اُس سے بازی کھیلے بغیر واپس جانا پسند نہیں کرسکتا — تاہم ہماری خواہش پوری نہیں ہوئی ، کیونکہ ہم یہہ چاہتے تھے کہ خاص دربار کے ایام میں دہلی میں ہمیں میدان و ہمیں چونکاں کا مضمون ہو - ہمکو معلوم ہوا ہی کہ ولایت کا الیون اُس وقت دہلی ہوگا بلکہ ایک میچ بھی کھیلیگا جس میں دوسری طرف تمام ہندوستان کے چیدہ چیدہ کھیلنے والے ہونگے — بعض ہمدردان کالج نے جو خواب بھی دیکھتے ہیں تو کالج اور چندہ کا ہمکو خیال دلایا تھا کہ جس طرح ولایت میں خاص خاص مقامات پر بیٹھکر دیکھنے کا ٹکٹ لگتا ہی اُسی طرح دہلی میں بھی چند شامیانے اس غرض سے مخصوص کیئے جائیں ، اور پھر ہمارا کالج ولایت کے الیون سے کھیلے *

رومیلیا جو منجملہ اُن صوبہ جات کے ہی جو پیشتر سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھے اور اب خود مختار سلطنتیں ہیں فی الحال یہودرعایا کے ساتھہ سختی کر رہا ہی - اس پر امریکہ اور نیز بعض دیگر سلطنتوں کو سخت اعتراض ہی - چنانچہ امریکہ نے تجویز کیا ہی کہ تمام سلاطین ہم صلاح ہوکر رومیلیا کو سبق دیں — تازہ تاروں سے معلوم ہوتا ہی کہ غالبا اس پر عمل نہ کیا جائیگا - سلاطین یورپ بالعموم اسقدر توجہ صرف سلطنت عثمانیہ پر مبذول فرماتے ہیں - چنانچہ اس ہفتہ کے تاروں سے معلو ہوتا ہی کہ سفیر روس نے سلطان سے ملاقات کی اور صوبہ البیلیا کی حالت درست کرنے کا تقاضا کیا *

مولوی انوار احمد صاحب ایجنٹ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس تقریبا ایک مہینہ سے اس صوبہ میں دورہ کر رہے ہیں مولوی صاحب کی جانفشانی کا یہہ نتیجہ ہی کہ جن مقامات سے پیشتر صدا تک نہیں آئی تھی وہاں سے اب زر نقد آ رہا ہی — تقرر اجنٹان تجربہ سے مفید بلکہ بہت مفید ثابت ہوا ، چنانچہ عنقریب چند اجنٹ اور بھیجے جائینگے — تاہم چونکہ وقت تنگ ہی اور کام زیادہ ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمدردان قوم کسی اجنٹ کے منتظر نہ رہینگے — ہم بالخصوص صوبہ اودہ سے ملتجی ہیں کہ زیادہ توجہ کی جاے *

پانیر سے معلوم ہوتا ہی کہ دہلی دربار کے متعلق یہہ انتظام بھی ہوگا کہ وہ مشین مہیا کی جاے جس سے تصاویر رواں لی جاتی ہیں — یہہ ایک جدید ایجاد ہی جس نے عالم تصویر کے معنی ترمیم کردیئے ، کیونکہ تصاویر چلتی پھرتی نظر آتی ہیں *

الہ آباد ہائی کورٹ میں ایک مقدمہ پیش ہوا جس میں بحث یہہ تھی کہ نعش کے متعلق جرم سرقہ ہوسکتا ہی یا نہیں — مسٹر جسٹس برکٹ نے فیصلہ کیا کہ خواہ زندہ ہو یا مردہ جسم انسانی کے متعلق چوری کا جرم مطابق پینل کوڈ نہیں ہوسکتا *

انگلستان کے ایک اخبار نے یہہ خبر شائع کی ہی کہ چین اور روس میں ملک تبت کی بابت معاہدا ہوا ہی — جسکا مفہوم یہہ ہی کہ اگر کوئی تیسری سلطنت مداخلت کرے تو دونوں سلطنتیں باہمی اتفاق سے اُسکی مزاحمت کرینگی - روس تبت کی فوج درست کریگا اور چین اُس کی تجارت کو ترقی دیگا *

لارڈ سالسبری سابق وزیر اعظم کا مزاج ناساز ہی ، مگر یوں کیا جاتا ہی کہ اندیشہ کا موقعہ نہیں ہی *

فی الحال خدیو مصر قسطنطنیہ تشریف رکھتے ہیں *

سنٹرل پراونسز کے عہدہ چیف کمشنری کا چارج مسٹر فریزر صاحب نے بتاریخ ۱۶ ستمبر مسٹر ہیوت کو دیدیا اور خود شملہ روانہ ہوئے — مسٹر فریزر پولیس کمیشن کے پریزیڈنٹ ہیں اور چونکہ وہ شملہ آ گئے ہیں سمجھنا چاہیئے کہ اب اصل کام پولیس کمیشن کا شروع ہونے والا ہی *

جنرل بوتھا وڈلاری وغیرہ مشاہیر جنگ ٹرنسوال آج کل یورپ میں جا بجا اس غرض سے لکچر دے رہے ہیں کہ ٹرنسوال کے برباد شدہ خاندانوں کی امداد کے واسطے ایک فنڈ قایم کیا جاے - حالانکہ انگلستان نے نہایت فیاضی کی ، مگر نقصان اسقدر عظیم ہوا ہی کہ انگلستان کی امداد کافی نہیں ہوسکتی - آج کے تاروں سے معلوم ہوتا ہی کہ ایک فیاض دل امریکن نے ایک رقم کثیر عطا کی ہی *

نہایت افسوس ہی کہ کانپور میں پلیگ کی اسقدر شدت ہی کہ اُس کی وجہ سے بکثرت آدمی شہر چھوڑ کر چلے گئے - فی الحال یورپین

باشندگان شہر پلیگ کے ٹیکہ کی جانب بالخصوص متوجہ ہیں، اور اس امر پر بھی غور کیا جاتا ہی کہ باشندگان شہر کو کیونکر ٹیکہ کی جانب راغب کیا جاے — ایک فوجی افسر نے یہہ راے ظاہر کی ہی کہ جب تک مفت ٹیکہ لگایا جائیگا اہل شہر کبھی قدر نہ کرینگے، پس تھوڑی فیس قایم کی جاے — ایک کمپنی (وولن مل) نے اشتہار دیدیا ہی کہ منجملہ اُس کے ملازمین یا مزدوروں کے اگر بعد ٹیکہ لگنے کے کوئی شخص پلیگ سے ضایع ہوگا تو اُس کے ورثا کو ایکسو روپیہ دیئے جائینگے *

لارڈ کچنر جدید کمانڈر انچیف ۱۸ اکتوبر کو دھلی تشریف لے آئینگے *

فیاضی اور روشن خیالی فی زمانہ اس ملک میں پارسی کمیونٹی کا حصہ ہوگئی ہیں گذشتہ ہفتہ میں یہہ خبر معلوم ہوئی کہ کسی پارسی صاحب نے پچاس لاکھہ روپیہ مصارف خیر کے واسطے گورنمنٹ کو تفویض کیا ہی ابھی مقاصد کی پوری تفصیل معلوم نہیں ہوئی اور اس دریا دل پارسی جنٹلمین نے اپنا نام بھی پبلک سے پوشیدہ رکھا ہی مگر قیاس کیا جاتا ہی کہ مسٹر واڈیا — سی — آئی — ای — نے یہہ رقم عطا کی ہی *

ہم اس بات کا اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ جدید تجاویز کے بموجب ہم خاص خاص مضامین کی بابت جو ہمارے پاس بنابر اشاعت بحوالہ اس اعلان کے بھیجے جائیں کارسپانڈنٹوں کی خدمت میں معقول رقم بلحاظ مضمون پیش کرنے پر آمادہ ہیں جو مضامین قبول نہ کیئے جائینگے وہ واپس کیئے جائینگے *

دربار تجویزی

مکان موسومہ بہ پیلی کوٹھی واقع فیض بازار ملحق گرجا گھر جس میں ایک قطعہ مردانہ و ایک قطعہ زنانہ و ہر دو قطعات میں کئی کئی کمرے اور دالان در دالان معہ دو بالا خانہ و نوین صحن و چار پاخانہ و غسل خانہ وغیرہ ہیں موقع تاجپوشی میں کرایہ پر دینا منظور ہی جس صاحب کو ضرورت ہو وہ تحریر سے کرایہ طے کریں یہہ پیلی کوٹھی لب سڑک قلعہ کے سامنے میدان قواعد کے پاس جامع مسجد سے قریب ایک فرلانگ کے واقع ہی جو صاحب دیکھنا چاہیں وہ دیکھہ سکتے ہیں — خط کتابت شمس العلما مولوی محمد ذکاءاللہ صاحب خان بہادر رئیس دھلی سے کیجائے *

IMPORTANT.

ENGLISH BLANKETS ! SPECIAL OFFER ! !

Owing to our first consignment of English Blankets having arrived earlier than was expected this season, and with a view to make room for other consignments expected shortly, we are selling the following English Blankets at the following cheap prices :—Scarlet Blankets (superior quality) 100 by 50, Rs. 2-12 : White Blankets 100 by 50, Rs. 2 : Scarlet Blankets 96 by 50, Rs. 1-14 ; Scarlet Blankets (small) 84 by 48, Rs. 1-10 : Grey Blankets (large) 96 by 50, Rs 2-4 : Cooli (Brown) Blankets 84 by 50, Rs. 1-14 ; and Army Blankets, Rs. 2 each.

The Imprimis English Camera. This is a marvel. Be up to date and buy one. Simple enough for a beginner, good enough for an expert. For Portrait, Landscape and Marine work, with double dark slide and hand-book on photography. Price Rs. 5.

Apply to :—

MESSRS. HARRY & Co.,
69. Harrison Road,
CALCUTTA.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

شرح قیمت اخبار

یہہ اخبار ہفتہ میں ایک بار چھپتا ہی اور ہر پنجشنبہ کو شایع ہوتا ہی *

اخبار کا جاری رہنا معاونین کی اعانت اور قیمت اخبار کے وصول ہونے پر منحصر ہی *

معاونین اخبار وہ حضرات سمجھے جاوینگے جو سالانہ عـہ یا اس سے زیادہ عنایت کریں *

قیمت سالانہ پیشگی علاوہ محصول	...	عـہ
ایضا ایضا معہ محصول	...	...
قیمت ششماہی علاوہ محصول	...	...
ایضا ایضا معہ محصول	...	...
قیمت سہ ماہی علاوہ محصول	...	...
ایضا ایضا معہ محصول	...	...
قیمت فی پرچہ	...	...

اُجرت چھاپہ اشتہارات

اشتہار ماسٹروں اور ٹیچروں کا بغرض حصول نوکری کے کالج یا اسکول میں ہر دفعہ کے لیئے ... ۸ر

باقی اشتہارات ہر دفعہ کے لیئے فی سطر کالم ... ۲ر

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the nstitute Press, Aligarh.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۴۰ — روز پنجشنبہ ۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ ع

New Series
VOL. II. No. 40. — THURSDAY, 2nd OCT. 1902.

فہرست مضامین

		صفحہ نمبر
لوکل	(صرف اُردو) ...	۶۱۵
روس کا خواب	(انگریزی معہ ترجمہ) ...	۶۱۶-۶۱۹
پنیر کی رائے کالج کے متعلق (انگریزی معہ ترجمہ) ...		۶۱۹-۶۲۱
سجل جمعۃ اُم القریٰ یعنی روئداد انجمن مکہ معظمہ	(صرف اُردو) ...	۶۲۱-۶۲۴
ضروری اطلاع - اعلان از طرف لوکل کمیٹی محمدن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈہ	(صرف اُردو) ...	۶۲۴-۶۲۶
دربار قصیری دھلی سنہ ۱۸۷۷ع	(صرف اُردو) ...	۶۲۶-۶۲۹
واقعات اور رائیں	(صرف اُردو) ...	۶۲۹-۶۳۰
اشتہارات	(صرف اُردو) ...	۶۳۰

لوکل

پچھلے ہفتہ کے لوکل واقعات میں ایک خاص قابل ذکر واقعہ یہہ ہی کہ آنریبل ممتازالدولہ نواب محمد فیاض علی خاں بہادر رئیس پہاسو و پریسیڈنٹ ٹرسٹیان مدرسۃالعلوم علیگڈہ کالج جو بحیثیت قدیم مقام بریجات متحدہ جشن تاجپوشی ملک معظم میں شریک ہونے کی غرض سے انگلستان تشریف لے گئے تھے ' خیروعافیت کے ساتھہ مراجعت فرماے علیگڈہ ہوئے - ریلوے پلیٹ فارم پر علیگڈہ و بلند شہر کے معزز اور مقتدر رؤساء ' شرفاء ' وکلا اور بعض مقامی عہدہ داران کا ایک گروہ کثیر اور ہر درجہ و ہر طبقہ کے مسلمان اور ہندو صاحبان کا ایک جم غفیر جناب ممدوح کے استقبال کی غرض سے موجود تھا *

جس وقت ٹرین ٹیفیری اور آنریبل ممدوح گاڑی سے اُترے تو بعض ہندو اور مسلمان رؤساء کی طرف سے کچھہ روپئے نواب صاحب پر نثار کیئے گئے اور اس کے بعد اُن کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے اور بکثرت پھول برسائے گئے — جب نواب صاحب اسٹیشن سے باہر تشریف لائے تو سونے اور چاندی کے پھول جو نہایت نازک اور خوشنما بنے ہوئے تھے اُن پر نچھاور کیئے گئے - حاضرین نے مع الخیر واپسی اور اُس اعزاز پر جو انگلستان میں اُنکا ہوا مبارکباد دی - اور نواب صاحب ممدوح اپنے کوٹھی کو روانہ ہوئے *

کنور محمد عبدالغفور خاں صاحب رئیس دھرم پور - راجہ جعفر علی خاں صاحب رئیس پنڈراول - میر احمد حسن صاحب - کنور غفور علی خاں صاحب رئیس دانپور - نواب یوسف علی خاں صاحب رئیس چھتاری اور منشی کنور پرشاد صاحب اور لالہ نرائنداس صاحب وغیرہ رؤساء کی طرف سے نہایت پرتکلف دعوتیں ہوئیں اور ہو رہی ہیں - جس بات سے ہمکو خاص خوشی ہوئی وہ یہہ ہی کہ کنور محمد عبدالغفور خاں صاحب رئیس دھرم پور نے بعد اختتام دعوت ڈھائی سو روپیہ کسی نیک کام میں صرف کرنے کے لیئے نواب صاحب کی نذر کیئے - نواب صاحب نے ان میں ڈھائی سو روپیہ اور اپنی طرف سے اضافہ کر کے پانسو روپیہ محمدن کالج کی مسجد میں بھیجدیئے — چونکہ دعوتوں کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا اور بعض رؤساء کی ابھی دعوتیں باقی ہیں اس لیئے مدرسۃالعلوم کی مسجد میں اور بھی رقمیں وصول ہونے کی اُمید ہی *

روس کا خواب

حال میں روس کي نسبت ایک دلچسپ آرٹیکل ایک روسي صاحب کا لکھا هوا هماري نظر سے گذرا — اس آرٹیکل میں قابل لحاظ بات یهه هی که روس کے آیندہ عروج کا اُس میں کسیقدر مبالغه کے ساتهه اندازہ کیا گیا هی — راقم آرٹیکل کو بهروسه هی که وہ زمانه آنے والا هی جبکه روس تمام دنیا پر حکمراني کریگا - اپنے ملک کي موجودہ حالت کا ذکر اُس نے دوسرے انداز سے کیا هی - یعني وہ اس بات کو تسلیم کرتا هی که روس میں سخت بد انتظامي هی ' اُس کي زمین کے پوشیدہ خزانوں کي نسبت شاید هي تحقیقات کي جاتي هی اور اُس کے باشندے جهالت میں ڈوبے هوئے هیں — خاص اُس کے بیان کے بموجب روس اپني موجودہ حالت پر فخر کرنے کے لیئے بڑي وجه نهیں رکهتا هی — پس یهه کیونکر هوسکتا هی که وہ صرف عظیم‌الشان ترقي هي نکریگا بلکه وہ اُن ملکوں سے بهي سبقت لیجاویگا جو اب اُس سے برتر تسلیم کیئے جاتے هیں ? - اس امر کي نسبت راقم آرٹیکل نے نهایت صفائي قلب اور ایسے بهروسه کے ساتهه گفتگو کي هی جو عموماً ایک پیغمبر کا خاصه هوتا هی نه که ایک فلاسفر کا — اُس کي راے میں اسبات کا ظاهر کرنا ضروري نهیں هی که آیندہ صرف وهي سلطنت جسکي آبادي سب سے زیادہ هوگي دنیا پر حکمراني کریگي - وہ کهتا هی که اس میں کچهه شک نهیں هی که جو تاثیرات آج کل اپنا عمل کر رهي هیں ' اُن کے باعث سے دنیا کے ملک رفته رفته بالکل ایک دوسرے کي برابر هوجاوینگے ' اور جبکه وہ برابر هوجاوینگے اور خاصکر فوجي تیاري اور ساز و سامان میں ' تو صرف آبادي کي تعداد کثیر میزان کے پله کو جهکادیگي — اور اس طرح پر یقین کامل هی که روس باقي تمام ملکوں سے فوق لیجاویگا - اگر کوئي شخص اس بات کو نه سمجهه سکے تو یهه اُس کا قصور هی - راقم مذکور بیان کرتا هی که روس پهلے هي سے ایک اول درجه کي سلطنت هی اور پهر بهي برخلاف دوسري سلطنتوں کے جو اس امر کا دعوی کرتي هیں که وہ صرف بچپن کي حالت میں هی - روس کا پهیلاو ناممکن هی — وہ ضرور پهیلیگا اور ترقي کریگا — آج کل اُس کي کل آبادي چودہ کرور سے زیادہ هی — وہ زمانه آویگا (اور یهه زمانه اُسي مدت زندگي کے اندر آسکتا هی جو بني نوع انسان کے لیئے مقرر کي گئي هی) جبکه اُس کي آبادي قریب تیس کرور کے هوگي - اور جبکه وہ اس تعداد تک پهونچ جاویگي تو راقم چٹهي کے بیان کے بموجب اُس کي ترقي غالبا کسیقدر سست هوجاویگي — لیکن یهه رکاوٹ صرف چند روزہ هوگي کیونکه سائنٹیفک اصول کے لحاظ سے روس کا ملک بالکل اس لایق هی که اُس کي آبادي اسي یا نوے کرور کي حد تک پهونچ سکے — جو مرتبه روس کا اُس وقت هوگا جبکه اُس کي آبادي اس تعداد تک پهونچ جاویگي وہ بآساني خیال میں آ سکتا هی — چونکه دنیا پر صرف وهي سلطنت حکمراں هوگي جسکي آبادي سب سے زیادہ هوگي '

RUSSIA'S DREAM.

THE other day we came across an interesting article on Russia from the pen of a Russian. The chief feature of the article is a somewhat sanguinary estimate of Russia's future greatness. The writer is convinced that the time will come when Russia will dominate the world. Of the present condition of his country he speaks in a different strain. He admits that it is shockingly misgoverned, the resources of its soil are scarcely exploited, its population is plunged in ignorance. On his own showing Russia has not much reason to be proud of its present condition. How will it come about, then, that it will not only improve immensely but will out-strip countries which are now admittedly its superiors? On this point the writer speaks with the utmost frankness, and with that confidence which usually characterises the prophet, rather than the philosopher. In his opinion it is scarcely necessary to demonstrate that henceforward numbers will govern the world. The levelling influences which are at work cannot fail to place the countries of the universe on a footing of complete equality. And when they have become equal, specially in military equipment, numbers only will turn the scales. The superiority of Russia over all other countries is thus assured. If any one fails to realise that fact it must be his own fault. Russia, says the writer, is already a first class power and yet unlike the other powers which play that role, it is only in its infancy. Retrogression on its part is impossible. It is bound to expand and to grow. Its total population at the present day is well over 140,000,000. The time will come—and that within the span of life allotted to man—when its population will stand at 300,000,000. When it has reached that figure, its speed will, according to the writer, probably slacken a bit, but the check will be only a temporary one; for Russia is perfectly capable, from a scientific point of view, of attaining the limit of eight or nine hundred million souls. It is easy to imagine the position Russia will occupy when it has attained those numbers. As numbers are to govern the world, and as nothing can happen which will prevent the population of Russia

اور چونکہ کوئي بات ایسي وقوع میں نہیں آ سکتي ہی جو ایک صدي کے اندر روس کي آبادي کے سہ چند ہوجانے کي مانع ہو ' اِس لیئے روس " ایسے عروج پر پہونچ جاویگا جیسا کہ کسي دوسرے ملک کو نصیب ہونا بمشکل خیال میں آ سکتا ہی " - ایم ڈي بلنسکي نے صرف واقعات کے بیان کرنے اور اُن سے اپنے نتیجوں کے اخذ کرنے پر اکتفا نہیں کیا ہی - اُن کي راے میں یہہ بات کہ کثرتِ آبادي کے ذریعہ سے روس کا اِنتظام زیادہ تر عمدہ ہوسکتا ہی اور وہ آخرکار کامل عروج کو پہونچ سکتا ہی ایسي صاف ظاہر اور لازمي ہی کہ یہہ توقع کي جاتي ہی کہ تمام اشخاص جنکي طبیعتیں تعصب و بد ظني سے مبرا ہیں اِس بات کو تسلیم کرینگے کہ روس آخرکار غالب آویگا اور روسي ڈبل ایگل (یعني دو سر والے عقاب †) کے سامنے تعظیماً برہنہ سر کھڑے ہونگے - گو مانشیر ڈي بلنسکي اعلی درجہ کي لیاقت و اِستعداد رکھتے ہوں ' مگر ظاہرا وہ خصلت اِنساني کي کنجرفتاري سے واقف نہیں ہیں — جو مسئلہ اُنہوں نے پیش کیا ہی گو وہ روسیوں کے اصول کے موافق نہایت مسرت بخش کیوں نہو ' لیکن بعض دوسري قوموں کے نزدیک وہ ناپسندیدہ ہوگا — یہہ قومیں ایک حد معینہ تک صبر و تحمل کے ساتھہ خاموش بیٹھي ہوئي سنا کرینگي ' وہ بلا تامل اِس بات کو تسلیم کرینگي کہ اگر روس کے ملک میں سب طرح خیریت رہي تو روس کے واسطے آیندہ زیادہ تر بہبودي و ترقي کي اُمید ہی — لیکن اِس سے زیادہ وہ غالباً ایم بلنکي کي باتوں پر اعتبار نہیں کرسکتے ہیں — عقاب ایک غارت گر پرند مشہور ہی ' اور اُس کے غلبہ سے مراد تمام پرندوں کے نیست و نابود ہونے سے ہی جو اُس کے چنگل میں پھنس جاویں (اور یہي مراد صاف راقم چٹھي کي معلوم ہوتي ہی) اگر قبل اِس سے کہ روس تمام دنیا پر واقعي حکمران ہوجاوے دنیا میں ایسے لوگ پیدا ہوجاوینگے جو از راہ ناعاقبت اندیشي تلوار کو نیام سے باہر کھینچ کر اِنسان کي خونریزي کریں ' تو کیا اِس بات کا گمان ہوسکتا ہی کہ جن شخصوں کو روسي ہونے کي عزت حاصل نہیں ہی وہ ایم بلنسکي سے اُس وقت جب کہ وہ ایک ایسا مسئلہ بیان کرتے ہوں جس سے اُن پر روس کے کامل قبضہ ہونے کا اِشارہ پایا جاوے ' آمین کہینگے ؟ *

یہہ مسئلہ کہ روس انجام کار تمام حریفوں پر جو اب موجود ہیں یا آیندہ پیدا ہوں غالب آویگا بکثرت روس میں جاري ہی - یہہ مسئلہ بظاہر صرف غیر ذمہ دار محبان قوم پر محدود نہیں ہی ' بلکہ اعلی سے اعلی عہدہ دار اور پولیٹکل مجمعوں تک اُس کا اثر پہونچ گیا ہی جو تسلي اور اطمینان روس میں اِس مسئلہ سے پیدا ہوتے ہیں اُسیکے باعث سے غیر شخصوں کو روس کي فارن پالیسي کي بہت سي باتیں سمجھہ میں نہیں آتي ہیں — روسیوں کے دلوں میں یہہ خیال مضبوط جما ہوا ہی کہ روس کو آخرکار اپنے رقیبوں پر ضرور غلبہ حاصل ہوگا اور اِسي وجہ سے روس باطمینان اُس وقت کا منتظر ہی — جلد ترقي کرنا خطر

† دو سر کا عقاب روس کا مارکہ ہی جس طرح انگلستان کا مارکہ شیر ہی -

from at least trebling itself within a century, the "Double-headed Eagle" will acquire a "transcendental station such as it is difficult to conceive falling to the lot of any other country." M. De Blinski does not content himself with stating his facts and drawing his conclusions therefrom. So evident and so inevitable is the march of Russia through numbers to increased efficiency and ultimately to complete ascendency that all persons of unprejudiced minds are expected to acquiesce in its triumph and to stand, as it were, bare-headed in front of the Russian Double Eagle. Now, Monsieur De Blinski may be a man of high attainments, but he is apparently not acquainted with the perversity of human nature. The doctrine which he has put forward may be a most gratifying one from a Russian point of view, but it must be gall and wormwood to some other nationalities. Up to a certain point these latter will be patient listeners. They will readily concede that *if all goes well at home*, the future has better things in store for Russia. But beyond that, they are not likely to follow M. Blinski. The eagle is notoriously a voracious bird. Its triumph means (and the writer clearly implies) the extirpation of bird-life within its sweep. If before the world came actually to be dominated by Russia, men would doubtless be found under the sky who would be rash enough to draw the sword and spill human blood, is it likely that people who have not the honour of being Russians will say Amen to Mr. Blinski, while he expounds a doctrine which points to their complete absorption by Russia.

The doctrine of Russia's ultimate triumph over all rivals, present and prospective, is obviously widely prevalent in Russia. It is seemingly not confined to irresponsible patriots but has permeated the highest official and political circles. It is the comforting complacency this doctrine breeds, which is responsible for much that is unintelligible to outsiders in Russian foreign policy. The idea is deeply ingrained in the Russian mind that the ultimate ascendency of Russia over its rivals is assured, and that consequently Russia can easily afford to wait. Rapid

expansion is dangerous, for it creates distrust. Let Russia, therefore, move slowly, with rubber-soled boots if possible. There is no occasion for hurry. All will come about to the best advantage of Russia in the long run.

Apart from its desire to have the freedom of the Dardanelles conferred on it, there are two quarters of the globe concerning which Russian intentions are not dubious. In journalistic parlance—as we all know—these regions are termed the Far East and the Near East. Russia is conterminous with China in one direction, and with eastern countries nearer home, in the other. In the south-east the Czar's dominions adjoin Manchuria, while at its south-western boundary are Persia and Afghanistan. All European countries are more or less interested in Russian designs in these quarters; but the Government that is most closely concerned is our own Emperor's Government. In both quarters His Britannic Majesty has interests of tremendous importance to protect and safeguard. Russia is profuse in its assurances of friendship, and so far as the present Emperor is personally concerned, these protestations are probably not insincere. But no sensible Englishman, specially no English statesman, can fail to realise, that however sincere they may be at the present moment, Emperor Nicholas's assurances are not binding on his successors or on the ambitious oligarchy which is the real, and in essential points, permanent power behind the throne. Apart from this fact there are many symptoms which, when rightly interpreted, will prevent our Government from assigning to these assurances anything like a permanent value.

Our readers have, no doubt, heard of Russian Railway enterprise both in Siberia which adjoins Manchuria, and in the vast regions of Central Asia, which are conterminous with the Perso-Afghan frontiers. No one objects to Russia building as many railways as it likes within its dominions. But the object with which they are built naturally interests the civilised world. Railways are usually built for the purposes of trade and of travel. They are also built exclusively for military and political purposes. Which of these ends are to be served by Russian railways in Siberia and Central Asia? As every one knows, Russia proper is thinly populated and its trade and commerce are also

ناک ہی کیونکہ اُس کے باعث سے بد گمانی پیدا ہوتی ہی = پس روس کو آہستہ آہستہ بلکہ اگر ممکن ہو تو ربڑ سواتی بوٹ پہن کر حرکت کرنا چاہیئے — شتابی کی کوئی وجہ نہیں ہی ' کیونکہ آخرکار ضرور نتیجہ روس کے حق میں بہتر ہوگا *

قطع نظر اِس بات سے کہ روس اپنے ڈارڈنیلز میں اپنے جہازوں کی آمد و رفت کے واسطے آزادی کا خواستگار ہی ' کرہ زمین کے دو حصے ایسے ہیں جنکی نسبت روس کے ارادے کچھہ مشتبہ نہیں ہیں - اخبار نویسوں کے محاورہ میں جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں یہہ ملک اقصائے مشرق اور ادنائے مشرق کہلاتے ہیں روس ایک طرف چین سے اور دوسری طرف اُن مشرقی ملکوں سے جو ہم سے زیادہ تر قریب واقع ہیں ملا ہوا ہی — گوشہ جنوب و مشرق میں شاہنشاہ روس کی سلطنت منچوریا سے ملی ہوئی ہی ' اور ایران اور افغانستان اس کی جنوبی مغربی سرحد پر واقع ہیں— جو منصوبے روس کے ان ملکوں میں ہیں اُن سے تمام یوروپین ممالک کی کم و بیش غرض متعلق ہی ' لیکن جس گورنمنٹ کو سب سے زیادہ تعلق ہی وہ خاص ہمارے شاہنشاہ کی گورنمنٹ ہی — ان دونوں ملکوں میں حضور ممدوح کو نہایت اہم حقوق کی حفاظت اور خبر گیری کرنی ضروری ہی — روس ہمیشہ دوستانہ قول و قرار کرتا ہی ' اور جہانتک کہ اُس کے شاہنشاہ حال سے ذاتی تعلق ہی اُس کے لحاظ سے یہہ قول و قرار غالبا جھوٹے نہیں ہیں - لیکن کوئی ذی فہم انگریز اور خاصکر کوئی انگریزی مدبر اس بات کے سمجھنے میں خطا نہیں کرسکتا کہ گو روس کے یہہ قول و قرار اس وقت پر کیسی ہی صدق دلی کے ساتھہ کیوں نہوں تاہم اُن کی پابندی شاہنشاہ نکولس کے وارثوں یا اُس کے اہلکاروں کی جماعت پر لازمی نہیں ہی جو تخت کے پیچھے اصلی اور اکثر ضروری باتوں میں ایک مستقل قوت ہی - قطع نظر اس سے بہت سی علامتیں ایسی ہیں کہ اگر اُن کی تعبیر صحیح طور پر کی جاوے تو ہماری گورنمنٹ کی نظر میں اُن وعدوں کی وقعت نہیں ہوسکتی *

ہمارے اخبار کے پڑھنے والوں نے بلاشبہہ سنا ہوگا کہ روس سائبیریا میں جو منچوریا سے ملا ہوا ہی اور نیز وسط ایشیا کے اُن وسیع قطعات میں جو ایران اور افغانستان کی سرحدات سے ملے ہوئے ہیں ریلوے بنانے کے باب میں بڑی والعزمی اور سرگرمی ظاہر کر رہا ہی — کسی شخص کو اس امر میں تعرض نہیں ہوسکتا کہ روس اپنے قلمرو کے اندر جسقدر چاہے آہنی سڑکیں تیار کرے — لیکن جس مقصد سے یہہ سڑکیں تیار کی جاتی ہیں اُس سے قدرتی طور پر شایستہ ملکوں کی غرض متعلق ہی - آہنی سڑکیں تجارت اور سفر کی اغراض کے لیئے بنائی جاتی ہیں — نیز وہ جنگی اور پولیٹکل مقاصد کے لیئے بنائی جاتی ہیں — پس سوال یہہ ہی کہ سائبیریا اور وسط ایشیا میں روسی ریلوں کے بننے سے ان میں سے کونسا مقصد حاصل ہوسکتا ہی ؟

admittedly in their infancy. There is, therefore, plenty of room in the very heart of the Empire for the growth of population and of trade. Yet the spectacle is presented to a bewildered civilised world of the expenditure of millions of money in barren, wind-swept, ice-bound Asiatic regions at the extremities of the Empire. Traffic and trade there are practically none in Siberia or Central Asia, and even if there were, a relatively poor country like Russia can ill afford to carry succour to distant and comparatively unimportant provinces, while there is a demand for capital in European Russia itself. But it is useless to argue the point. The Railways are an accomplished fact, and the world may think of them what it likes. Russia, of course, would have us believe that they do not form part of a scheme of aggression. But as we have said, Russia can give such assurances with a certain, workable amount, of diplomatic sincerity. The role of the present generation of its statesmen apparently is to pave the way for the future,—that future which to Russian minds is perfectly assured. If, therefore, Russia marches at all at this juncture, it must do so with stealthy steps. And if it beats a drum it must be a muffled drum.

M. K

(*To be continued*)

THE "*Pioneer*" ON THE M. A.-O. COLLEGE.

In its leading article to-day the *Pioneer* deals with the annual report of our College in that spirit of sympathy which always characterises its remarks on our humble efforts. We can do no more at present than thank our respected contemporary for its observations and reproduce a portion of the article. The *Pioneer* writes:—

"In his excellent report of the year's work Mr. Llewellyn Tipping, the Officiating Principal, shows that the college is growing in prosperity and good work year by year. Out of a total of 620 students, there are 496 boarders. They come from every part of India and from beyond, from Somaliland, from Mauritius, from Arabia, and from Uganda. In the school there are 266 boarders. The students have a system of self-government which works admirably; they have debating societies and clubs;

ہر شخص یہہ بات جانتا ہی کہ خاص روس کي آبادي بہت کم ہی اور اُسکي تجارت بھي یقینا بچپن کي حالت میں ہی پس آبادي اور تجارت کي ترقي کے لیۓ خاص سلطنت کے اندر کافي گنجایش ہی — با ایں ہمہ تمام شایستہ ملک عالم استعجاب میں یہہ بات دیکھہ رہے ہیں کہ کرورں روپیہ برفجر اور ویران اور برف سے گھرے ہوئے ایشیائي ملکوں میں جو سلطنت کي انتہائي حدود پر واقع ہیں صرف کیا جاتا ہی سائبیریا یا وسط ایشیا میں تجارت کي گنجایش زیادہ نہیں ہی ' اور اگر ہوتي بھي تو ایک مفلس ملک کو مثل روس کے اسقدر مقدور نہیں ہوسکتا کہ وہ دور و دراز اور کم حیثیت صوبوں میں اُس حالت میں کہ خاص روس واقع یورپ میں سرمایہ کي ضرورت ہی' کرورں روپیہ صرف کرے — لیکن اس کي نسبت بحث کرنا بے فائدہ ہی - آہني سڑکیں تیار ہوگئي ہیں اور دنیا کے لوگوں کو اختیار ہی کہ جو چاہیں اُن کي نسبت خیال کریں — روس بلا شبہہ ہمکو اس بات کا یقین دلانا چاہے گا کہ یہہ آہني سڑکیں دست درازي کي کسي تجویز کا حصہ نہیں ہی — لیکن جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں روس اس قسم کے قول قرار کسي قدر مدبرانہ صداقت کے ساتھہ کرسکتا ہی — اُس کے مدبروں کي موجودہ نسل کا ظاہرا یہہ کام ہی کہ وہ آیندہ کے واسطے راستہ تیار کردیں یعني اُس زمانہ آیندہ کے واسطے جس کے آنے کا روسیوں کو یقین کامل ہی — پس اگر روس اس وقت پر حرکت بھي کریگا تو وہ دبے ہوئے پاؤں کے ساتھہ ہوگي اور اگر وہ دھول بجاویگا تو اُس کي آواز بھي دھیمي ہوگي *

ایم - کے

(باقي آیندہ)

پانیر کي راے کالج کے متعلق

پانیر نے آج اپنے لیڈنگ آرٹکل میں ہمارے کالج کي رپورٹ کا ذکر اُس ہمدردي کے ساتھہ کیا ہی جو یہہ معزز اخبار ہمیشہ ظاہر کیا کرتا ہی — ہم اپنے معزز ہمعصر کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور فی الحال مندرجہ ذیل اقتباس پر کفایت کرتے ہیں — پانیر لکھتا ہی : -

" مسٹر لینولن ٹپنگ نے اپني قابل تعریف رپورٹ میں دکھلایا ہی کہ کالج کي فارغ البالي اور اُس کے فواید سال بہ سال زیادہ ہونے جاتے ہیں منجملہ ۶۲۰ طلبا کے ۴۹۶ بورڈر ہیں اور یہہ ہندوستان کے ہر ایک حصہ کے رہنے والے ہیں اور نیز بعض بیروني مقامات سے آئے ہیں مثلاً ملک سومالي ' جزیرہ ماریشس ' عربستان اور یوگنڈا سے - ۲۶۶ بورڈر اسکول کي جماعتوں میں ہیں — طلبا کے درمیان سلف گورنمنٹ کا ایک طریقہ جاري ہی جو بہت عمدہ طور سے چلتا ہی — مثلاً مباحثہ کے لیۓ کلب اور سوسیٹیاں

ھیں — کھیل میں وہ سب سے بڑھی ھوئی ھیں — اُن کی اپنی ھی مسجد اور مذھبی تعلیم دینے والے ھیں غرضکہ اُن میں ایک ایسی باھمی کارپویٹ زندگی کے سامان ھیں — جس سے کالج یا بیرونی دنیا کا چھوٹی اسکیل پر نمونہ سمجھا جا سکتا ھی — اِس کا نتیجہ یہہ ھی کہ موجودہ اور سابق طلبا اپنے کالج سے بہت محبت رکھتے ھیں — جس چیز کی ضرورت ھی وہ روپیہ ھی تاکہ کالج کی ترقی قایم رھے — تمام ھندوستان کے مسلمان اِس ضرورت کو تسلیم کر رھے ھیں اور گذشتہ زمانہ میں ھر چہار طرف سے برابر چندہ آیا ھی — لیکن چونکہ اب گنجایش باقی نہیں رھی کالج نے مجبور ھوکر امسال ۸۰ طلبہ کو داخل کرنے سے اِنکار کردیا — کالج میں داخل ھونے کی خواھش اِس قدر زیادہ ھی کہ اُس سے ھم کو یہہ خیال ھوتا ھی کہ فیس بڑھا دینی چاھیئے مگر ممکن ھی کہ اِس معاملہ میں بعض مشکلات ھوں جن سے ھم نا واقف ھیں - لیکن جب مسٹر ٹپنگ اِس بات کا ذکر کرتے ھیں کہ اُس کے بانی کا خیال تھا کہ کالج رفتہ رفتہ مسلمانوں کی تعلیم کا مرکز بن جاے اور زمانہ گذشتہ کی بڑی بڑی اسلامی درسگاھوں کا مقابلہ کرنے لگے تب البتہ کالج کی خامی کا ھمکو خیال ھوتا ھی - مثل دیگر کالجوں کے اُس کو بھی موجودہ طرز تعلیم سے نقصان پہونچنا ضرور ھی — یہہ صحیح ھی کہ الہآباد یونیورسٹی نے اس معاملہ میں بہت کچھہ کیا ھی کہ امتحانات کو علم نہ رکھے بلکہ خاص خاص مضامین کے ساتھہ مخصوص کرے لیکن علیگڈہ کے نتایج امتحان دیکھنے سے ھمکو خیال ھوتا ھی کہ اب بھی بہ نسبت حصول علم کے امتحان پاس کرنے پر زیادہ توجہ کی جاتی ھی مثلاً ایم - اے کے امتحان میں صرف ایک طالب علم شریک ھوا برخلاف اُس کے ایف اے میں ۶۴ اور بی اے میں ۳۴ شریک ھوئے - ھمنے ظاھر کیا ھی کہ امتحان ایم — اے ھی صرف ایسا امتحان ھی جس سے اصل علم کے حصول کی توقع ھوسکتی ھی - پھر ھمکو یہہ بھی دیکھنا چاھیئے کہ کیا سالگذشتہ کے اندر کالج میں کوئی ایسا رسالہ تصنیف ھوا جس پر تمام دنیا کے مسلمانوں کا خیال رجوع ھو اگر ایسا ھوا ھی تو رپورٹ میں کہیں تذکرہ نہیں ھی— اُس کی لائبریری کی نسبت کہا جاتا ھی کہ نہایت پست حالت میں ھی - حتی کہ مذھب کے متعلق بھی صرف درسی کتابیں ھیں اور اُسکی عربی دیپٹنگ سوسئیٹی کی حالت بھی ابتر ھی - کیا قاھرہ قرطبہ اور بغداد کے مسلمانوں نے اسی طرح دوامی شہرت حاصل کی تھی ؟ ھماری راے میں وہ علم سے شوق رکھتے تھے نہ کہ امتحان پاس کرنے سے — اُن کے کتب خانوں میں گو قلمی کتابیں تھیں مگر تین ھزار سے زیادہ نہیں - اگر یہہ منظور ھی کہ مدرسۃالعلوم اُس درجہ پر پہونچے جو اُس کے بانی کے ذھن میں تھا تو مسلمانوں کو چاھیئے کہ اپنے گذشتہ زمانہ کے عظیم‌الشان واقعات کو یاد رکھیں اور اس بات پر آمادہ ھوجائیں کہ وہ کالج کے واسطے تکالیف گوارا کرینگے اور مستعدی کے ساتھہ کوششوں کا سلسلہ جاری رکھینگے" *

they excel in games, they have their mosque and religious teachers; they have a real corporate life, a microcosm of the outside world. As a result there has grown up among past and present pupils a deep sentiment of love for the *Alma Mater*. What is wanted most is money to insure the continued growth of the college. Mahomedans all over the country are responding to this want, and subscriptions have lately been flowing in freely. But the college had to refuse 80 students this year for want of accommodation. Indeed, with such a demand it seems to us that the fees might be raised, though, of course, there may be difficulties in this direction of which we are ignorant. But it is when Mr. Tipping speaks of the ideal of its founders that the College should "become in course of time a great centre of Mahomedan education that shall offer light and leading to Moslems in every part of British India and challenge comparison with the most famous Islamic schools of old," that we are brought at once to realise its limitations. Like all other Indian colleges it must suffer from the blight of the present University system. It is true that Allahabad is one of the Universities which has gone a considerable way in making the examinations more special than general; but from the results at Aligarh we must infer that there is still far too much attention given to pass work to the almost entire neglect of real learning. Thus, there was only one student who went up for the M. A. Examination, compared with 64 for the Intermediate and 34 for the B. A. Yet, as we have shown, the M. A. is the only course where a certain amount of learning, in the true sense of the word, is to be looked for. Again, has the College during the year produced any treatise which is calculated to attract the attention of learned Moslems throughout the world? If it has done so there is no mention of it in the report. Its library is said to be miserably inadequate, even in theology it has recourse to text-books, while its Arabic Debating Society is "in a languishing condition." Was it thus that the Moslem schools of Cairo and Baghdad and Cordova attained to a lasting fame? They, it seems to us, were more devoted to learning than to degree examinations. Their libraries, though in manuscript, consisted of more than three thousand volumes. If the Mahomedan Anglo-Oriental College is to become what it was meant to become by its founders, Mahomedans in India must bear in remembrance those great traditions, and they must be prepared for great sacrifices and continued and strenuous efforts."

ہم اُمید کرتے ہیں کہ جو نکتہ چینی قریب خاتمہ کے کی گئی ہی اُسکو مسلمان اپنے ذہن میں رکھینگے اور یہہ بھی سمجھینگے کہ یہہ نکتہ چینی عین ہمدردی سے کی گئی ہی — زمانہ گذشتہ کے اسلامی کتب خانوں میں جنکا ذکر پالیر نے کیا ہی غالبا تین ہزار سے زیادہ کتابیں تھیں — مگر اس بات سے جو کچھہ پالیر نے لکھا ہی اُسکا اثر کم نہ ہونا چاہیئے بلکہ زیادہ ہونا چاہیئے *

We trust the Mahomedans will bear in mind the weighty criticism towards the end of the extract. They will, no doubt, understand that it has been made in a spirit of deep and genuine sympathy. There were probably more than three thousand volumes in the great libraries to which reference is made. But instead of detracting from the effect of the remarks that should make them still more impressive.

سجل جمعیۃ اُم القریٰ

یعنی

روئداد انجمن مکہ معظمہ

دوسرا اجلاس

یوم چہار شنبہ ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۹ ھجری

مقام مکہ معظمہ

سلف صالحین کے مبارک زمانہ میں ہماری شریعت آسان اور واضح تھی، اُس کے اوامر اور نواہی صاف صاف تھے۔ پس ہر ایک مسلمان خواہ وہ مرد ہو یا عورت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض بجا لاتا تھا — اُس وقت ہمارا طرز معیشت بالکل سیدھا سادہ تھا۔ اس کے بعد جب ہمارے تمدن کا دائرہ وسیع ہوا تو ہم نے اس فرض کے ادا کرنے کے لیئے منتسب مقرر کیئے — پھر ہمارے مذہب میں ایسی قومیں داخل ہوئیں جن میں خانہ بدوشی اور تفرق کا مادہ موجود تھا، اُنہوں نے احتساب کو ذریعہ اکتساب ٹھہرایا اور اپنی تمام ہمت اور توجہ خراج کے وصول کرنے اور سورشتہ جنگ کی درستی میں جو خراج گیری کا ذریعہ تھا مصروف کی۔ پس احتساب بالکل باطل ہوگیا اور اُسنے یہہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی رخصت ہوا — یہہ امر منجملہ ان اسباب کے شمار کیا جاسکتا ہی جو ہمارے موجودہ اختلال میں موثر ہیں — مگر یہہ مسلمانوں کے موجودہ اختلال اور افسردگی کا تنہا سبب نہیں بن سکتا *

چونکہ ہمارے امراء نے اپنی تمامتر ہمت خراج گیری اور فوجی دستگی میں مصروف کی اس لیئے وہ مذہب سے بالکل غافل اور بے خبر ہوگئے — اور اگر قرآن مجید میں یہہ آیت نہوتی " و اطیعوالله و اطیعوا الرسوْل و اولی الامر منکم " تو وہ یقینا اُس کو بھی پس پشت ڈال دیتے — پس مذہب کی طرف سے غفلت اور بیخبری نے عام مسلمانوں میں سڑایت کرکے ان کو یہہ روز منحوس دکھلایا کہ ان کے دل مذہب کے اثر سے بالکل خالی ہوگئے اور صرف اُن کی زبانوں پر اُس کا نام ہی نام باقی رہگیا — یہہ افسوسناک حالت امراے عجم میں خصوصیت کے ساتھہ دیکھی جاتی ہی جن کے ظاہری اور باطنی حالات اس بات کا قطعی فیصلہ کرتے ہیں کہ اُن کی دینداری سراسر جھوٹی اور ریائی ہی اور وہ صرف قوم کے سیدھے سادے لوگوں پر اپنا تسلط اور اقتدار مستحکم کرنے کے لیئے مذہب کو بطور پالیسی کے استعمال کرتے ہیں — اسی طرح اُن کے ظاہری اور باطنی عقاید ان کے مشرک ہونے کا ثبوت دیتے ہیں اگرچہ یہہ شرک خفی ہو جس کی ان کو خبر نہو *

اگر اُن کے اس شرک کے ساتھہ اُن کے ظلم و ستم اور جبر و تعدی کو اضافہ کیا جاوے تو اسلامی شریعت اور عقل سلیم اس امر کا قطعی فیصلہ کرتی ہی کہ غیر مسلمان بادشاہ ان سے افضل اور مسلمانوں پر حکومت کرنے کے زیادہ تر قابل ہیں — کیونکہ وہ مسلمان حاکموں کی نسبت عدل و انصاف سے زیادہ تر قریب اور دنیا کے ممالک کو آباد کرنے اور اُن کے باشندوں کو ترقی کے مدارج پر پہونچانے کی زیادہ تر قدرت رکھتے ہیں — اور خدا کی بھی حکمت ہی کہ اکثر مسلمانوں کے ہاتھوں سے حکومت اور سلطنت چھین لی گئی ہی جیساکہ اس آیت سے مفہوم ہوتا ہی " † وما کان ربک لیھلک القریٰ بظلم و اھلھا مصلحون " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر فخر کیا ہی کہ آپ کسریٰ نوشیروان عادل کے زمانہ میں پیدا ہوئے — آپ نے فرمایا ہی " ‡ ولدت انا فی زمن الملک العادل " یعنی میں عادل بادشاہ کے زمانہ میں پیدا ہوا *

ابن طباطبا نے اپنی مشہور تصنیف " الاداب السلطانیہ والدول الاسلامیہ " میں لکھا ہی کہ جب سنہ ۶۵۶ ھجری میں ہلاکو خاں نے جو آنش پرست تھا بغداد فتح کیا تو اُس نے علماے بغداد سے ایک فتوی دریافت کیا کہ کافر بادشاہ جو عادل ہو بہتر ہی یا مسلمان ظالم — اس کا جواب لینے کی غرض سے علماء کا ایک گروہ مدرسہ مستنصریہ میں جمع ہوا — اکثر علماء اس کا جواب لکھنے اور عادل کافر کو ظالم مسلمان پر ترجیح دینے میں پس و پیش کر رہے تھے رضی الدین علی بن طاؤس نے جو علماء میں ایک نہایت معزز و محترم فاضل تھا استفتا اپنے ہاتھہ میں لیا اور اُسپر اپنی مہر کردی — اُس کے بعد باقی علماء نے مہریں کیں *

† اور اے پیغمبر تمہارا رب ایسا بے انصاف نہیں ہی کہ بستیوں کو ناحق ہلاک کر مارے اور وہاں کے لوگ نیکو کار ہوں —

‡ یہہ حدیث سراسر موضوع اور بالکل باطل ہی اگرچہ اُس سے بعض مشاہیر علماء مثلا حجۃ الاسلام امام غزالی وغیرہ نے استشہاد کیا ہی —

میں خیال کرتا ہوں کہ ہماری موجودہ مصیبت کا اہم سبب یہہ ہی کہ مذہبی رابطہ جو ہمارے درمیان میں تھا اُس میں انحلال و اختلال پیدا ہوگیا ہی — ہمارے مذہب کی بنیاد عام مسلمانوں کی بہبودی اور خیر خواہی پر ہی — اس رابطہ کی حفاظت اور عام معاملات کی نگرانی سوائے امام کے روساء مذہب کے ساتھہ مخصوص نہیں ہی اور اگر امام موجود نہوگا تو عام معاملات میں نہایت ابتری اور انتشار واقع ہوگا اور مذہبی تعلق اور سیاسی ارتباط میں سخت اختلال پیدا ہوگا — جیسا کہ دیکھا جاتا ہی — ہماری قوم میں بسمارک جیسا مدبر کہاں ہی جو ہمارے امراء میں اتحاد و اتفاق پیدا کرا کے رشتہ اخوت کو مستحکم کرے — اس کے علاوہ ہم میں کوئی قومی اور جنسی رابطہ بھی موجود نہیں ہی — کیونکہ جزیرہ عرب کے سوا تمام ممالک کے مسلمان مختلف قوموں اور مختلف جنسوں کی یادگار ہیں — ان میں سوائے بیت اللہ کی طرف سجدہ کرنے کے کوئی وجہ جامع موجود نہیں ہی *

یہہ بات ظاہر ہی اگر دیگر قوموں اور ملتوں میں مذہبی پیشوا اور ان کے عام مذہبی منتظم تعلقات ، یا پیشواؤں کے قایم مقام مثلاً مذہبی واعظ ، مدارس کے مہتمم ، معلم اور پروفیسر جو بلحاظ اصول کے باہم متفق میں نہ ہوتے تو یہہ مذاہب بھی برباد ہوجاتے اور قوم کے اخلاق و عادات مختلف اور متناقض ہوجاتے اور ان پر بھی وہی مصیبت نازل ہوتی جو ہم پر ہو رہی ہی کہ ہماری قوم کا ہر ایک فرد بذاتہ ایک قوم معلوم ہوتا ہی *

محقق مدنی نے اس کے جواب میں کہا کہ صرف مذہبی رابطہ اور جنسی اتحاد کا موجود نہونا ہمارے موجودہ عام اختلال کا کافی سبب نہیں ہوسکتا ، بلکہ ضرور ہی کہ اس کا کوئی اور زیادہ تر عام اور اہم سبب ہوگا — اس بارہ میں اگر میرا ذاتی خیال پوچھا جاے تو میں کہہ سکتا ہوں ہماری موجودہ مصیبت کا اصلی سبب یہہ ہی کہ تحریف کرنے والے علماء اور صوفیوں کی بدولت عام مسلمانوں کو دینی اور دنیوی معاملات میں سخت انتشار واقع ہوگیا ہی — ان لوگوں نے مذہب پر مسلط ہوکر اُس کو غارت کیا اور پھر مسلمانوں کو برباد کرکے چھوڑا — کیونکہ مذہب صرف علم کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہی اور علم صرف علماء کاملین سے حاصل ہوسکتا ہی — علماء جو قوم میں انبیاء علیہ السلام کے قایم مقام ہیں اُن کا کام یہہ ہی کہ وہ قوم کو دنیوی بہبودی اور اُخروی صلاح و فلاح کے وسائل کی طرف رہنمائی کریں — اس میں شک نہیں کہ یہہ مقام نہایت ارفع اور اعلی اور یہہ مرتبہ قوم میں نہایت بلند اور ممتاز ہی — اس مقدس فرض کے انجام دینے اور اُس کی تکلیفات کے برداشت کرنے میں جسقدر عالی ہمتی اور اولوالعزمی کام میں لائی جاویگی اُسیقدر قوم میں زیادہ عزت و شرف اور برتری حاصل ہوگی — مگر بد قسمتی سے بعض کم علم اور پست حوصلہ اشخاص کو اس عظیم الشان اور بلند ترین مرتبہ پر پہونچنے کی خواہش دامنگیر ہوئی جو اُن کی ہمت اور طاقت سے باہر تھا — اُنہوں نے زاہدوں کا مسلک اختیار کیا اور مذہب میں عجیب و غریب باتیں اختراع کرکے علماے کاملین کی صورت میں جلوہ گر ہوئے — اور اس حیلہ سے اُنہوں نے علماے کی مزاحمت کرنا چاہی جن کے علو مرتبت پر ان کو حسد ہوا تھا — یہہ ایک معمولی بات ہی کہ کم علم شخص تصوف کے سایہ میں پناہ لیتا ہی جیسا کہ کم حیثیت آدمی نیچر اور مفلس شخص اپنے ظاہری لباس کی درستی اور زیب و زینت کی طرف مائل ہوتا ہی (مرحبی) *

غرض کہ یہہ ملمع ساز علماء قرآن مجید کی ایسی تاویلیں کرکے جو اُس کی محکم نظم و ترتیب کے بالکل منافی نہیں عام مسلمانوں کو دھوکا دینے لگے — اُنہوں نے صرف بسم اللہ یا صرف اُس کی " ب " کی تفسیر میں ضخیم کتابیں لکھیں جو محض بے معنی خرافات اور ہذیانات اور ایسے دعووں سے بھری ہوئی ہیں جن کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں دیجا سکتی — پھر اُنہوں نے قوم کے سامنے ایسے خاص اسرار ظاہر کئے جنکہ وہ مدعی تھے اور ایسے علوم لدنی اور مقامات اور احکام اور ذرایع تقرب الہی کی قوم کو تعلیم دی جو محض مصنوعی اور بالکل اختراعی تھے — غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ وہ اس صحیح حدیث کے مصداق ہیں " لتبتعن سنن من قبلکم شبرابشبر وذراعا بذراع " اور اُنہوں نے یہود و نصاری تمام رسمیں اخذ کی ہیں — اگر موجودہ مراسم پر غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اُن میں بیشتر تقلیدی اور بہت کم اختراعی ہیں *

ان تمام قبیح رسموں کے اخذ کرنے سے ان گمراہ کرنے والوں کی یہہ غرض تھی کہ جہال کا طبقہ ان پر فریفتہ ہوجاوے اور ضعیف العقل اشخاص اور عوام الناس اور امراء جو نفسانی امراض میں مبتلا ہیں اور جو شرک کی طرف آسانی کے ساتھہ مایل ہوسکتے ہیں اُن کے دام فریب میں آ جائیں — کیونکہ عبادت خواہ اُس کا منشا حصول منفعت ہو یا دفع مضرت ایسی چیز کے لیئے زیادہ آسانی کے ساتھہ کی جاسکتی ہی جو اُن کی آنکھوں کے سامنے ہو اور اُن کے ادراکات سے بالا تر نہو — مگر ایسی ذات کی عبادت کرنا جو نہ جوہر ہی ، نہ عرض ہی ، نہ آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہی ، نہ خیال میں سما سکتی ہی اور نہ اُس کی مانند کوئی چیز ہی ، سخت دشوار ہی — اور نیز ایسی عبادت جو سراسر لہو و لعب ہو اُس کا بجالانا شرعی تکلیفات کی پابندی کرنے کی نسبت نفس اور طبیعت کے لیئے زیادہ تر آسان ہوتا ہی — خداوند تعالی نے مشرکین عرب کی عبادت کی کیفیت قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمائی ہی " وما کان صلاتہم عندالبیت الا مکاء و تصدیہ " یعنی " خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا ان کی نماز ہی کیا تھی " سو ان لوگوں نے بھی تالیاں بجانے شور و شغب اُٹھانے اور بے شرمی کرنے کو خدا کی عبادت قرار دیا ہی (مرحبی) *

غرض کہ اسی قسم کے وسائل سے ان دغا بازوں کو اپنے نالایق مقاصد میں کامیابی ہوئی — اس کامیابی کا اہم سبب یہہ بھی تھا کہ ان میں سے

ایک گروہ نے کرامت اور خرق عادت اور نیز اس امر کا دعوی کیا کہ وہ مخلوقات میں تصرف کرسکتا اور خدا کی تقدیر بدل سکتا ہی - اور ریائی زہد اور جھوٹی پرہیزگاری اور شیطانی تقشف دکھلاکر عوام کالانعام کے دلوں کو اپنی طرف مائل کیا — اور جاہل اور کاہل اور کم عقل اشخاص کو فریفتہ کرنے کی غرض سے ان کے لیئے ایسی رسمیں ایجاد کیں جن کا نام " آداب سلوک " رکھا گیا — حالانکہ نہ خدا نے ان کے لیئے کوئی سند نازل فرمائی ہی اور نہ کسی صحابی اور تابعی نے ان پر عمل کیا ہی — وہ ظاہر میں ادب اور باطن میں شوک ہیں - جاہلوں اور احمقوں کو سمجھایا کہ علمی طریق اور ظاہری شریعت پر عمل کرنے سے تقرب الہی ناممکن ہی — ہاں مشایخ کی جوتیاں سیدھی کرنے، انکی کشف و کرامات پر ایمان لانے ، اصحاب قبور کے خرق عادات پر اعتقاد رکھنے کی بدولت خدا سیدھا ہونا آسان ہی - اُنہوں نے اپنے کمینہ مقاصد کی تائید میں جھوٹی حدیثیں بنانے کی جرات کی اور ان کو اپنی تصنیفات اور تالیفات میں خوب شائع کیا — حتی کہ بہت سے علماے کاملین متقدمین اور متاخرین کو بھی ان کی نسبت دھوکا ہوا ہی - حالانکہ حدیث کی معتبر کتابوں میں اُن کی کچھ بھی اصل نہیں ہی — اُنہوں نے ترغیب وترھیب دونوں ذریعوں سے لوگوں کو اپنی طرف مایل کیا — ترغیب اُن کو اس بات کی دی کہ ان کے ارادتمندوں کے حلقہ میں داخل ہوجانا اُخروی بھبودی کا ذریعہ ہی — اور اس بات سے ان کو ڈرایا کہ جو لوگ ان کی قطبیت اور غوثیت پر ایمان نہیں لاتے یا جو اُن کی نسبت بدگمانی کرکے ان کی جناب میں سوء ادبی کے مرتکب ہوتے ہیں تو وہ اُن کو اور اُن کے مال و اولاد کو فوری نقصان پہونچا سکتے ہیں (مرجی) *

قدیم زمانہ میں ان دغابازوں کو بغداد ، مصر ، شام اور † طلمسان کے بازاروں میں بڑی کامیابی ہوئی اور ان ایمان فروشوں کی کوئی جنس بڑی قدر و قیمت کے ساتھہ ہاتھوں ہاتھہ لی گئی — لیکن قسطنطنیہ میں گذشتہ چار صدیوں سے اُن کی جس قدر گرم بازاری ہو رہی ہی اُس کی نظیر ان شیطانی افعال کی گذشتہ تاریخ میں نہیں مل سکتی — ان اوہام اور خرافات کو وہاں اسقدر شہرت اور رواج حاصل ہوا ہی کہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اُس کے اکثر باشندے اسلام کے پیرو نہیں ہیں بلکہ یہی شیطانی حرکات اُن کا مذہب ہی — گویا کہ جسوقت وہ رومیوں کے بعد ملک کے وارث ہوئے تو اُن کی تمام قبیح عادات اور خصائل اور رسوم بھی ان کو وراثت میں پہونچیں - اُنہوں نے رومیوں سے اکثر رسمیں جیسا کہ ہم اوپر بیان کرچکے ہیں اخذ کرکے اسلام کے ساتھہ ان کو چسپاں کردیا اور فرمایا کہ یہہ مذہب کے حقائق و دقائق اور اُس کے مخفی اور رموز و اِسرار ہیں جو سینہ بسینہ منتقل ہوتے چلے آتے ہیں اور جن کے سمجھنے سے علماء و فقہا ، محدثین اور متکلمین کی عقلیں قاصر ہیں - اِس قسم کے خرافات اور ہذیانات کی وباے طاعون ان صدر مقامات سے نکلکر تمام دنیاے اِسلام میں پھیل گئی — اول اُس نے امراء کے گروہ سے آگے بڑھکر کم فہم علماء کی جماعت میں سرایت کی اور ان سے تجاوز کرکے عام مسلمانوں میں شائع ہوگئی *

اُس قسم کے وسائل سے اِن دغابازوں کو بڑی کامیابی ہوئی اور امراء کے گروہ میں ان کو بہت بڑا رسوخ اور اعزاز حاصل ہوگیا جسکے ذریعہ سے اُنہوں نے سخت فتنے اور فساد برپا کیئے : اکثر مدارس کو ویران کرکے اُن میں اُن سست اور کاہل اشخاص کو آباد کیا جو ان کے کشف و کرامات کے قائل تھے - اور اکثر جامع مسجدیں اُن مست قلندروں سے لبریز ہوگئیں جو ڈھولک کی تالوں پر رقص کرتے اور اس شیطانی حرکت کو ذریعہ تقرب الہی خیال کرتے ہیں — چونکہ ان کی ڈھولک کی عجیب و غریب آواز سے بعض وہم پرست اشخاص کے دلوں میں لرزہ اور اضطراب میں ایک قسم کی جنبش محسوس ہوتی ہی اس کو وہ سمجھتے ہیں کہ اِن پر وجد و حالت طاری ہوئی ہی — غرضکہ اُنہوں نے اپنے رسوخ اور اعزاز کے ذریعہ سے تمام مال زکاۃ اور بادشاہوں اور امیروں کے اوقاف کی تمام آمدنی جو ممالک عثمانیہ میں " دعا کو " اور " طعامیہ " کہلاتی ہی انہیں اخوان الشیاطین! کے دوزخ شکم کے لیئے وقف کردی (مرجی) *

اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ علماء کو سخت تنگی اور دشواری لاحق ہوئی — نہ اُن کے لیئے رزق کا کوئی ذریعہ باقی رہا نہ اُن کی عزت و حرمت باقی رہی — علم اور مذہب کے برباد ہونے کے لیئے یہی سبب کافی ہی کیونکہ عام مسلمانوں کو ان دغابازوں سے جو دولت مند ہونے کے علاوہ صاحب عزت و حرمت ہیں سچے علماء دین کو شناخت کرنا جو فقر و فاقہ کے مصائب میں مبتلا تھے سخت دشوار ہوگیا — ان کے عقاید فاسد ہوگئے اُن کا یقین متزلزل ہوگیا - اور ان میں سے اکثر اشخاص خدا کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کرنے لگے اور اُس کے قوانین کی قوت مفقود ہوگئی - ان وجوہ سے اُن کی دنیا بھی برباد ہوئی - اور یہہ تمام اختلال ان پر طاری ہوا *

مولاے رومی نے اس کے جواب میں کہا کہ اکثر مذاہب کی حالت یہی ہی کہ ایک عرصہ دراز گذرنے کے بعد ان میں فساد پیدا ہو جاتا ہی اور عقاید اور مسایل اپنی ابتدائی حالت پر باقی نہیں رہتے - لیکن ان مذاہب کے پیروں میں ایسے زبردست اور اولوالعزم اشخاص پیدا ہوتے ہیں جو عوام الناس کو متنبہ کرتے اور اُن کے شکوک و شبہات دور کرتے ہیں - اور اگر ان کے مذہبی اُصول و قواعد درحقیقت کمزور ہوتے ہیں اور ان کی بنیاد مثل اسلامی اُصول و قواعد کے مستحکم نہیں ہوتی تو وہ بجاے

† اس نام کے دو شہر مغرب میں قریب قریب واقع ہیں — ان دونوں میں ایک بہت قدیم ہی اس کا پہلا نام اقادیر ہی — دوسرے کی آبادی نئی ہی اس کو مغرب کے بادشاہوں ملثموں نے آباد کیا تھا اس میں شاہی لشکر اور اراکین سلطنت رہتے ہیں — (معجم البلدان یاقوت حموی) —

مذھبي قواعد کے ایسے مصنوعي قواعد و قوانین تجویز کرتے ھیں جو قوم کے امن و راحت اور دنیوي انتظام کے کفیل ھوتے ھیں - اسلیے ھیں وہ ھر قسم کي مشکلیں اور صعوبتیں برداشت کرتے اور اپني ذاتي عظمت و برتري کي حفاظت میں جو درحقیقت قوم کي عظمت اور برتري کے ساتھہ وابستہ ھی بلکہ اپني اور قوم کي زندگي کي حفاظت میں حتی‌الوسع تمام ممکن وسائل عمل میں لاتے ھیں — علماے محققین نے نہایت دقیق اور عمیق مباحث کے بعد یہہ بات ثابت کي ھی کہ قوم کے اخلاق و عادات کے فاسد ھونے کا اصلي باعث اور نوع انسان کي شقاوت اور بد بختي کا بنیادي سبب صرف ایک اور محض ایک ھی جس کے ساتھہ کوئي دوسرا شریک نہیں — اور وہ قانوني تسلط ھی جس میں انحلال و اختلال ھو — یہہ انحلال خواہ اس وجہ سے ھو کہ ان قوانین میں کسي قسم کا کوئي نقص ھی یا وہ قوانین کسي شخصي اقتدار و اختیار کے تابع ھیں — بد قسمتي یہہ ھی کہ ھماري قوم میں زمانہ اپنے زبردست اور اولوالعزم اشخاص کے پیدا کرنے سے بخل کرتا ھی جو لوگوں کو متنبہ کرتے اور ان کے شکوک و شبہات رفع کرتے ھیں اور جب تک وہ اپنے اعلی مقاصد میں کامیاب نہ ھوں استقلال اور ثابت قدمي کے ساتھہ اپني متواتر کوششوں کا سلسلہ جاري رکھتے ھیں اور آخر کار قوم کي طرف سے شکریہ اور اعزاز و احترام حاصل کرتے ھیں — میري راے یہہ ھی کہ ھماري موجودہ مصیبت کا اصلي سبب یہہ ھی کہ ھمارا مذھب رسمي علما یا بعبارت دیگر عمامہ پوش جہال کي حمایت اور نگرانی میں داخل ھوگیا ھی " *

تقریر کا سلسلہ یہاں تک پہونچا تھا کہ جلسہ کے سکرٹري نے صدر انجمن کو اطلاع دي کہ مقررہ وقت گذر چکا اور جلسہ کے برخاست ھونے کا وقت آن پہونچا — صدر انجمن نے ممبران انجمن کو متنبہ کرنے کے لیئے " لا نعبد الا اللہ " پکار کر کہا اور فرمایا کہ ھمارے دوست رومي کي تقریر نہایت زبردست اور دلچسپ ھی - اُمید ھی کہ وہ آیندہ اجلاس میں اُس کا بقیہ نہایت بسط اور تفصیل کے ساتھہ ختم کرینگے - چونکہ ظہر کا وقت قریب آ گیا ھی اس لیئے میں جلسہ کے برخاست ھونے کا اعلان کرتا ھوں اور کل انشاءاللہ تعالی وقت مقررہ پر اجلاس شروع ھوگا *

ضروري اِطلاع

اعلان از طرف لوکل کمیٹي محمدن اِیجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ

محمددن اینگلو اورینٹل ایجوکیشنل کانفرنس کا سولھواں اجلاس دھلي میں قرار پانا

یہہ امر قطعي طور پر طی ھوگیا ھی کہ سولھواں اجلاس محمدن اینگلو اورینٹل اِیجوکیشنل کانفرنس کا دھلي میں ھوگا — لوکل کمیٹي دھلي اور سنٹرل اِسٹینڈنگ کمیٹي علیگڈھ کي اتفاق راے سے جو تجویزیں سابق میں مشتہر کي گئي تھیں - اُن میں خاص وجوہ سے ترمیم کي ضرورت پائي گئي کیونکہ اس دفعہ کانفرنس کي حالت خاص ھی — دھلي جیسے شہر میں بزمانہ دربار شہنشاھي ھرچیز کا انتظام وسیع پیمانہ پر کرنا نہایت مشکل امر ھی — جسکي تکمیل میں لوکل کمیٹي کوشش بلیغ کر رھي ھی اورعجب نہیں کہ آیندہ بھي خفیف ترمیم کي ضرورت داعي ھو — اگر ایسا ھوا تو ان کو بھي اطلاع عام کے لیئے مشتہر کیا جاویگا — لہذا تجاویز مفصلہ ذیل بہ ترمیم و تنسیخ تجاویز سابقہ پبلک کي اطلاع کے لیئے مشتہر کي جاتي ھیں *

(۱) کانفرنس کا اجلاس دھلي کے دربار کے موقع پر ھوگا — ۲۷ - دسمبر سنہ ۱۹۰۲ ع اور جنوري سنہ ۱۹۰۳ ع کے درمیان میں بلحاظ رسوم دربار و حسب گنجایش وقت اجلاس کانفرنس کے منعقد کیئے جاوینگے - جنکا ٹھیک پروگرام آخر نومبر یا شروع دسمبر سنہ ۱۹۰۲ ع میں شائع ھوگا — تعداد اجلاس کي سردست سات تجویز کي گئي ھی † *

(۲) ممبري کي معمولي فیس بدستور پانچروپیہ ھوگي اور وزٹري کي دو روپیہ *

(۳) اخباروں کے اڈیٹر اور مدرسۃالعلوم علیگڈھ کے طالب علم بذریعہ سوتھفدت سکرٹري اسٹینڈنگ کمیٹي علیگڈھ آنریري ممبر اور وزیٹر سمجھے جاوینگے — مگر اُنکو بابت قیام و طعام کے فیس معینہ ادا کرني ھوگي - طلباء مدرسۃالعلوم علیگڈھ کے قیام کا حتی‌الوسع کمیٹي انتظام خاص کریگي اور اُن سے دو روپیہ یومیہ لیا جائیگا *

ممبروں کي اٹینڈنگ و بورڈنگ یعني رھنے اور کھانے وغیرہ کا اِنتظام

(۴) کانفرنس کے ممبروں سے علاوہ صرف معمولي فیس ممبري کے فیس بورڈنگ و لاجنگ (جس میں تفیس ھندوستاني طرز کا کھانا اور ضروري سامان قیام داخل ھی) صرف یومیہ لیجاویگي - اور ھر کمرہ میں جو ۳½ × ۳½ گز سے کم نہوگا — دو ممبر ٹھیرائے جاوینگے اور ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ ع سے ۱۰ جنوري سنہ ۱۹۰۳ ع تک ممبروں کو ٹھیرنے کا اختیار ھوگا - جو ممبر باھر سے تشریف لاوینگے اُن کا اسٹیشن سے لانا اور بعد ختم کانفرنس اسٹیشن پر پہونچانا اسي فیس میں کمیٹي اپنے ذمہ لیتي ھی بشرطیکہ اپني تشریف آوري کي اطلاع تحریري

† تقریبا کوئي دن ایسا نہوگا جبکہ کوئي نہ کوئي تقریب سرکاري طور پر ایسي پیش نہ آے جس میں ھمارے اکثر معزز ممبران اور وزیٹران کي شرکت لازمي طور پر یا بطور سیر و تفریح ضروري خیال نہ کي جاوے - اِس لیئے کانفرنس کے اجلاسوں کا روزانہ ایک وقت پر منعقد ھونا بخیال رونق جلسہ و بلحاظ سہولت شرکاے جلسہ مناسب معلوم ھوتا ھی —

بقید وقت وتاریخ پہلے سے دیں اور روانگی سے ۲۴ گھنٹے پہلے یہاں سکرٹری لوکل کمیٹی کو آگاہ کردیں - جو صاحب سفر و تفریح کے لیئے اپنی قیام گاہوں سے باہر جانا چاہینگے اُن کو سواری کا خود بندوبست کرنا ہوگا — اور حتی‌الوسع کانفرنس بھی کرایہ کی سواری کا انتظام کردیگی *

(۵) جو لوگ عہ یومیہ فیس بورڈنگ و جنگ دینگے اُن کے واسطے عمدہ فرنشد کمرے مہیا کیئے جاوینگے - جن کے متعلق غسل خانہ اور پاخانہ بھی خاص طور کا ہوگا — اور کمروں کی وسعت کے لحاظ سے مناسب تعداد میں مہمان وہاں ٹھہرائے جاوینگے ‡ *

(۶) جو ممبر اپنی راحت کے واسطے خاص قسم کا انتظام وسیع پیمانہ پر کرنا چاہیں تو اُنکو اس بارہ میں سکرٹری لوکل کمیٹی کانفرنس دہلی سے جلد خط وکتابت کرنی چاہیئے *

(۷) جو ممبر پانچ و دس روپیہ فیس یومیہ سے کم دینا چاہیں تو اُن سے دو روپیہ ۸ یومیہ علاوہ فیس ممبری کے لیا جاویگا - اور اُن کے قیام کے لیئے شہر میں مکانات کا بندوبست کمیٹی کی طرف سے ہوگا — اور سوائے سواری کے کھانے اور ضروری سامان کا انتظام کمیٹی کرے گی — البتہ اسٹیشن سے لانے اور بعد ختم کانفرنس اسٹیشن تک پہنچانے کا انتظام بغیر زائد صرف کے کمیٹی اپنے ذمہ لیتی ہی بشرطیکہ اطلاع آمد و روانگی کی پہلے سے دیجاوے *

(۸) ممبروں سے اُنکے ملازموں کے کھانے کی بابت ۸ر یومیہ لیا جاویگا — مگر کوئی جگہ علیحدہ اُنکے واسطے نہوگی *

(۹) جو ممبر کسی ایجنٹ کانفرنس یا سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی علیگڈہ کو اپنی شرکت کے ارادہ سے قبل ۲۵ اکتوبر کے مطلع کردینگے اور اُسکے ساتھ فیس ممبری اور ۷ یوم کی فیس بورڈنگ و لاجنگ ادا کردینگے یا جن ممبروں کی درخواستیں مع فیس مذکورالصدر کے ۲۵ اکتوبر تک سکرٹری لوکل کمیٹی دہلی کے پاس آجاوینگی - اُنکا انتظام کمیٹی اپنے ذمہ لیتی ہی — اِسکے بعد کمیٹی ذمہ دار نہیں ہی - بشرط امکان اس کے بعد آنے والے ممبروں کی درخواست منظور ہوگی - اور اگر انتظام نہوسکیگا تو ایسی درخواست نامنظور کیجاویگی — اور بصورت نامنظوری درخواست علاوہ فیس ممبری کے فیس لاجنگ و بورڈنگ فورا واپس کردی جاویگی *

(۱۰) اگر کسی ممبر نے بابت بورڈنگ و لاجنگ وغیرہ کے پیشگی روپیہ بھیجدیا ہو اور اتفاق سے اُسکا آنا نہو اور ۵ دسمبر تک اپنے نہ آنیکی اطلاع لوکل کمیٹی دہلی کو بھیجکر اپنا بھیجا ہوا پیشگی روپیہ واپس چاہے تو اُس کا روپیہ سوائے پانچ روپیہ فیس ممبری اور صرفہ منی‌آرڈر کے کل واپس کردیا جاوے گا — مگر بعد ۵-دسمبر کے کوئی درخواست واپسی فیس کی منظور نہوگی *

‡ ابھی تک یہہ تجویز ہی کہ کیمپ کانفرنس میں پانچ روپیہ اور دس روپیہ فیس والے مہمان ٹھہرائے جاوینگے —

(۱۱) اگر کوئی ممبر جس نے فیس بورڈنگ ولا جنگ پیشگی بھیجدی ہو خود نہ آوے اور اپنی جگہہ پر دوسرے کو بھیجنا چاہے تو اُس کی جگہہ پر نامزد کیئے ہوئے دوسرے شخص کو جگہہ دیجائیگی اور سوائے حصہ فیس ممبری کے اور کوئی رقم زائد اُس سے نہ لی جاویگی بشرطیکہ اِس تبدل کی درخواست ۲۵-دسمبر سنہ ۱۹۰۲ ع تک پہونچ جاے *

(۱۲) جن ممبروں نے کہ فیس ممبری حصہ عطا فرمائی ہی وہی فیس لاجنگ اور بورڈنگ بھیجکر کانفرنس کے مہمان ہوسکتے ہیں - یہہ حق وزیٹروں کو باستثنائے طلباء مدرسۃالعلوم علیگڈہ کے حاصل نہوگا *

(۱۳) کسی ممبر سے سات یوم سے کم کی فیس بورڈنگ ولاجنگ نہ لیجاویگی - جن ممبر صاحبان نے کہ کم ایام کی فیس بھیجی ہی وہ ازراہ عنایت بہت جلد اِس کمی کو پورا فرمائیں *

(۱۴) کسی ممبر کانفرنس کے ساتھہ سوائے ملازم کے دوسرا شخص خواہ کسی عمر کا ہو قیام نہیں کر سکتا البتہ بشرط گنجایش لڑکوں کو جگہہ دیجاویگی اور اُن کو بجز فیس ممبری کے باقی کل اخراجات مثل ممبروں کے ادا کرنے ہوں گے *

(۱۵) مکان کانفرنس میں مقیم ہوکر دوسری جگہہ کھانا کھانے سے فیس میں کوئی کمی نہوگی —

(۱۶) اگر کوئی صاحب غیر مذہب ممبر کانفرنس ہوکر مہمان کانفرنس رہنا چاہیں تو اُن کو سکرٹری لوکل کمیٹی کانفرنس دہلی سے خط و کتابت کرنا چاہیئے اگر ممکن ہوا تو اُن کے لاجنگ اور بورڈنگ کے واسطے خاص طور پر انتظام کیا جاویگا - مگر فیس عہ یومیہ سے کم نہ لی جاویگی *

(۱۷) جو ممبر عہ یومیہ یا خاص فیس والے اپنی گاڑی اور گھوڑے کے لیئے جگہہ چاہینگے اُن کے لیئے کانفرنس کیمپ میں فیس مفصلہ ذیل پر انتظام کیا جاویگا - مگر اِس فیس میں گھانس دانہ شامل نہیں ہی - اگر گھانس وغیرہ کا انتظام چاہینگے تو مناسب طور پر کانفرنس کرسکیگی - ایسی درخواستیں آخر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ع تک سکرٹری کے پاس آجانی ضرور ہیں -

شرح فیس یہہ ہی

ایک گھوڑا - اور ایک دو پہیہ گاڑی یومیہ عہ۸ر } گاڑیاں اور بشرط
ایک گھوڑا - اور ایک چوپہیہ گاڑی - یومیہ عہ۸ر } گنجایش گھوڑے بھی
دو گھوڑے اور ایک چوپہیہ گاڑی - یومیہ عہ۸ر } سایہ‌دار جگہہ میں رکھے جائینگے -

(۱۸) ہر قسم کی فیس سکرٹری لوکل کمیٹی دہلی کے نام جلد آنا چاہیئے — اور اگر سنٹرل اِسٹینڈنگ کمیٹی علیگڈہ یا ایجنٹان کمیٹی کو فیس ادا کریں تو اِس کی اِطلاع سکرٹری لوکل کمیٹی کو ضرور کردیں *

(۱۹) ڈائننگ روم یعني کھانے کے کمرے ہر قیام گاہ کے علحدہ آراستہ کیئے جائینگے - اور مہمانوں کو اُن میں یکجا کھانا تناول فرمانا ہوگا الا جو صاحب کہ علیل ہونگے اُن کے قیام گاہ پر پرھیزي کھانا حسب ہدایت ڈاکٹر یا طبیب کے بہت اہتمام کے ساتھہ بھیجا جاویگا *

(۲۰) بنظر حفظان صحت کمپ کانفرنس میں ایک عارضي ہاسپٹل قایم کیا جاویگا - جسمیں ایک سند یافتہ ڈاکٹر اور ایک طبیب بھي ہوگا اور ایک ضروري اور مختصر دوا خانہ بھي ہوگا — اور معمولي شکایات کا علاج بلا زاید فیس کے کیا جاویگا *

(۲۱) تجویز ہی کہ واسطے سہولت مہمان کانفرنس کے کمپ کانفرنس میں سرکاري ڈاک خانہ جسپر مہر اینگلو اورینٹل ایجوکیشنل کانفرنس کیمپ دھلي کي ہرگي قایم کرادیا جاویگا *

(۲۲) کمپ کانفرنس شہر سے ملا ہوا اجمیري دروازے کے باہر زیر فصیل لب سڑک واقع ہی - یہاں سے دربار کمپ کا فاصلہ پانچ میل سے زاید ہی — کیمپ کانفرنس اور دیگر فرودگاہ ممبران کا پتہ و نشان و نقشہ جات وغیرہ دسمبر تک مفصل طور پر شایع کیئے جاوینگے † *

(۲۳) ممبران کانفرنس - کالج کے اولڈ بائز — تعلیم یافتہ نوجوانوں اور قوم کے بہي خواہوں سے اُمید ہی کہ وہ اِس قومي کام میں مدد کرینگے - اور کانفرنس کے اغراض و مقاصد کو سمجھکر اپنے عزیزوں اور دوستوں کو ممبر ہونے یا کانفرنس کو اور کسي طرح سے مالي مدد پہونچانے کے لیئے سعي فرمائینگے - اِس لیئے کہ کانفرنس دھلي کي خاص حالت ہی اور معمول سے بہت زیادہ خرچ کي ضرورت ہی — لوکل کمیٹي دھلي نے ذاتي جوکھوں اُٹھاکر اِس عظیم‌الشان کام کو اپنے ذمہ لیا ہی اور باھمي ذمہ داري سے زر کثیر بہم پہونچاکر کام چلا رہی ہی ‡ *

عبدالاحد

آنریري سکرٹري لوکل کمیٹي محمدن اینگلو اورینٹل ایجوکیشنل کانفرنس دھلي

۲۷ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ع

† نمبر ۱ — بغرض سہولت ممبران خیال ہی کہ ایسے نقشے جن سے شہر دھلي کے خاص خاص مشہور مقامات و کمپ دربار شہنشاہي - و کمپ کانفرنس و جدید ریلوے وغیرہ کي کیفیت بخوبي معلوم ہو چھپوا کر بقیمت مشتہر کیئے جاویں اور ممبروں کي طلب پر بھیجے جاویں -

‡ نمبر ۲ — جن صاحبوں نے درخواستیں حسب اعلان مجریہ سابقہ آخر اگست سنہ ۱۹۰۲ تک مع فیس کے بھیج دي ہوں اگر وہ چاہینگے اور ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ع تک اطلاع دینگے تو ہم اُن کے واسطے قواعد سابقہ کي پابندي اِختیار کرسکینگے *

دربار قیصري دھلي سنہ ۱۸۷۷ع

لارڈ لٹن کي رپورٹ

یہہ وہ کیفیت ہی جو لارڈ لٹن نے دھلي کے دربار قیصري سنہ ۱۸۷۷ع کے متعلق ملکہ معظمہ مرحومہ کو تحریر فرمائي تھي

از جانب لارڈ لٹن بحضور ملکہ معظمہ

مجھکو حضور کي خدمت میں اِس قدر باتوں کي رپورٹ کرني ہی، اور اُس کے لکھنے کے لیئے اِس قدر کم فرصت ہی کہ اگر ذاتي احسان مندي سرکاري کام سے فوقیت نرکھتي ہوتي — تو میں نہیں جانتا کہ اِس عریضہ کو کہاں سے شروع کروں - دل کا دن لیڈي لٹن اور میرے واسطے اُس پیش بہا اور خوشنما پیالہ کے پہونچنے سے جو حضور نے ہمارے چھوٹے لڑکے کو عطا فرمایا ہی ایک نہایت خوشي کا دن تھا — میں حضور کي خدمت میں اُس فخر کو جو اپني ملکہ معظمہ اور مہربان خاتون کے پیارے اور واجب‌التعظیم ہاتھوں سے اِس نادر عطیہ کے ملنے سے ہم کو حاصل ہوا ہی اور نہ اِس بات کو کہ ہم بطور ایک دستکاري کے کام کے اُس کي خوبصورتي اور لطافت کے نہایت مداح ہیں کافي طور پر ظاہر نہیں کرسکتا ہوں — یہہ خوبصورت تحفہ بطور ایک ارث کے ہوگا اور وہ نسلاً بعد نسل اُس خاندان میں رہیگا جس کے لیئے حضور کا گاڈ سن (منہہ بولا) ہونا بشرطیکہ اُس کي عمر میں برکت ہو احسانمندي اور دلي خیرخواہي کے اُن خیالات کو اپنے پیچھے چھوڑیگا جو اُس کا والد اس موقع پر اُس کي طرف سے بڑے فخر کے ساتھہ ظاہر کرتا ہی *

پرسوں (یعني ۲۳ دسمبر کو) میں معہ لیڈي لٹن اور اپنے تمام اسٹاف کے ٹھیک اُس وقت پر دھلي پہونچا جو تین مہینے پہلے قرار دیا گیا تھا — ریلوے اِسٹیشن پر تمام ہندوستاني والیان ملک اور راجاؤں نے میرا استقبال کیا، اور ٹرین سے اُترنے سے پہلے میں نے اُن کے خیر مقدم اور جس خلوص کے ساتھہ اُنہوں نے واسرائے کي دعوت قبول کي تھي اُس کے شکریہ کے اِظہار میں اُن سے مخاطب ہوکر چند الفاظ کہے مسٹر تھارنٹن قایم مقام سکرٹري صیغہ خارجیہ نے اُن کا اُردو میں ترجمہ کیا اور تب مہاراجہ صاحب کشمیر - ہندھیہ - ہولکر - نظام - مہاراجہ جےپور — اور دوسرے راجاؤں کے ساتھہ ہاتھ ملانے کے بعد میں فوراً معہ لیڈي لٹن کے اپنے ہاتھي پر سوار ہوا اور ہماري دونوں چھوٹي چھوٹي لڑکیاں دوسرے ہاتھي پر ہمارے پیچھے تھیں — دھلي میں ہوکر لشکر گاہ تک جہانکہ ہم غروب آفتاب کے وقت پہونچے سواري کے گذر نے میں تین گھنٹہ سے زیادہ صرف ہوئے — وایسرائے اور اسٹاف کے پیچھے حضور کي گورنمنٹ ہند کے خاص خاص سول اور ملیٹري عہدہ‌دار ہاتھیوں پر سوار تھے جن پر زرق برق جھولیں پڑي ہوئي تھیں — سڑکوں پر کئي میل تک فوج صف بستہ کھڑي

تھي ' اور هندوستاني والیان ملک کي فوج حضور کي افوج کے ساتھه شامل کردي گئي تھي — تمام راسته میں فوج کے پیچھے لوگوں کا کثرت سے هجوم تھا اور وہ ظاهرا نهایت سرگرم اور پرجوش معلوم هوتے تھے - مکانات کے دریچوں - دیواروں اور چھتوں پر بکثرت هندوستاني اور یوروپین بھرے هوئے تھے ' اور هندوستاني همکو سلام کرتے اور یوروپین چیرز دیتے تھے - هندوستاني ریاستوں کي فوج جو مختلف اقسام کي تھي اُس کے دیکھنے سے ایک خاص طور کا لطف معلوم هوتا تھا ' اور جن شخصوں نے اُس منظر کو دیکھا هی ' وہ شاید پھر کبھي ایک هي مقام پر عجیب و غریب هتیاروں وردیوں اور صورتوں کا ایسا پر رونق اور مختلف الانواع مجموعہ نہیں دیکھینگے — جو شخص حضور کي فوج هائیلینڈرز کو دیکھتے تھے وہ سب اُسکي نهایت تعریف و توصیف کرتے تھے ' اور اگر حضور ایسي عمدہ فوج پر فخر کریں تو کچھہ بیجا نہوگا *

هندوستاني والیان ملک اور سرداروں نے ریلوے استیشن پر میرا استقبال نهایت گرمجوشي کے ساتھہ کیا مهاراجہ صاحب بهادر جیپور نے (جنہوں نے وایسراے کے کیمپ میں اپنے خاص کارخانہ کے گیس سے روشني کي هی) سر جن اِسٹوبچي سے فرمایا کہ هندوستان نے کبھي ایسا مجمع نہیں دیکھا هی جسمیں صرف تمام بڑے بڑے هندوستاني راجے اور والیان ملک هي نہیں (جن میں سے بہت سے سابق میں کبھي نہیں ملے تھے) بلکہ قلات ' برهما ' سیام اور مشرق کے دور و دراز مقامات کے سردار اور ایلچي بھي حضور کي اطاعت بجا لانے کے لیئے جمع هوئے هیں — مهاراجہ صاحب ممدوح نے فرمایا کہ جو مشکلات اِس عظیم‌الشان دربار کے اهتمام و انصرام میں پیش آئیں اور آخرکار حل کي گئیں اور جو کامیابي اُس میں حاصل هوئي اُس کا وہ بخوبي اندازہ نہیں کرسکتے تھے اور حقیقت یہہ هی کہ جہاں تک میں تحقیق کرسکتا هوں اِس وقت تک اهل یورپ اور هندوستاني متفق‌اللفظ هوکر صرف یہہ راے دیتے هیں کہ همارے عظیم‌الشان کام کا نهایت خوش اسلوبي اور عمدگي کے ساتھہ آغاز هوا اور هر طرح پر اُمید هی کہ وہ ایسي هي کامیابي کے ساتھہ انجام کو پہونچیگا *

اتوار اور کرسمس آرام کے دن تھے - بشپ آف مدراس و آرک ڈیکن بیلي نے وایسراے کے کیمپ میں نماز پڑھائي اور بالحاظ اُن واقعات کے جن کي خوشي هم بڑي دھوم دھام کے ساتھہ منانا چاهتے تھے حضور کي جان و مال کي سلامتي کے لیئے خاص دعا مانگي گئي — همارا کرسمس کا دن ایک ناگهاني اور افسوسناک صدمہ کے باعث سے سست اور اُداس هوگیا - یعني کپتان کلیٹن جو حضور کي نویں رجمنٹ لینسرز سے متعلق تھے اور دهلي میں بطور ایکسٹرا ایڈیکانگ کے میرے اسٹاف میں شامل تھے ' پولو کھیلتے وقت اپنے ٹٹو پر سے گر پڑے اور اُن کي گردن کي هڈي ٹوٹ گئي اور اُسي رات کو اُن کا خاتمہ هوگیا — وہ ایک نهایت عمدہ اور هوشیار عہدہ دار تھے ' اور سب لوگ جو اُن کو جانتے تھے اُن سے دلي محبت رکھتے تھے - اُن کي بے موقع وفات حضور کے فوجي صیغہ کے لیئے ایک بڑے نقصان اور اُن کے همعصر عہدہ داروں اور بہت سے دوستوں کے لیئے مدایمي رنج و افسوس کا باعث هی — بیچارے لارڈ ولہم بریسفورڈ کو جو لڑکپن سے اُن کو جانتے اور اُن سے مثل بھائي کے محبت رکھتے تھے اُن کي وفات سے اسقدر صدمہ اور رنج هوا هی کہ اُس کو دیکھکر کلیجہ شق هوتا هی - میں نے اُن کي رجمنٹ کے سپاهیوں اور افسروں کو ایک چٹھي مشعر اظهار اپني دلي همدردي کے تحریر کي هی - وہ دملي میں کیمپ کے اندر دفن کیئے گئے *

سہ شنبہ کو (۲۶ دسمبر) دس بجے صبح سے لیکر سات بجے شام تک میں هندوستاني سرداروں سے ملاقات کرنے اور جو شخص مستحق تھے اُن کو نشانات اور تمغوں اور دوسرے اعزاز کے دینے میں جو حضور نے عطا فرمائے هیں مصروف رها — دربار جو تمام دن اور بڑي رات گئے تک جاري رها ' نهایت باروںق اور پر لطف تھا اور بڑي کامیابي کے ساتھہ انجام کو پہونچا - جس ترتیب سے وایسراے نے سرداروں سے ملاقات کي وہ ایک جدید اصول پر نهایت غور و تامل کے ساتھہ قرار دي گئي تھي اور اُس سے وہ تمام مشکلات اور رنجشیں جو اکثر نشست کي نسبت هوا کرتي هیں بالکل رفع دفع هوگئیں - اور هر ایک سردار میرے خیمہ سے نهایت بشاش اور خوش اور دلي احسانمندي اور سچي خیر خواهي و وفاداري کا اظهار کرتا هوا واپس گیا — تمغے نهایت صنعت اور کاریگري کے ساتھہ بنائے گئے هیں اور سب لوگ عموماً اُن کي تعریف کرتے هیں — جن شخصوں کو یہہ تمغے دیئے گئے هیں وہ اُن پر نهایت فخر کرتے هیں ' اور ابھي سے یورپین اور هندوستانیوں کے درمیان نقرئي تمغوں کے حاصل کرنے کے واسطے بھي بڑي کوشش اور مقابلہ هو رها هی یہہ تمغے خاصکر اس لحاظ سے نهایت کارآمد هوئے هیں کہ میں اُن کے ذریعہ سے حضور کي طرف سے بہت سي ادنی خدمات کا صلہ دے سکا هوں جن کے عوض کسي قسم کا دوسرا تمغہ یا عزت نہیں دي جاسکتي تھي - نشانات کے دینے سے جن پر هر رنگ کي نهایت نفیس چیني سائن پر عمدہ دستي زر دوزي کا کام کیا گیا هی (جو رنگ هر ایک نشان کے واسطے تجویز کیا گیا تھا وہ اُس سردار کے لیئے نهایت موزوں تھا جس کو وہ دیا گیا) نهایت عمدہ اثر پیدا هوا هی — ان نشانات میں صرف یہہ نقص هی (جس کا مجھکو پہلے هي سے خیال تھا) کہ پیتل کي پچھڑوں کے باعث سے جن پر خوشنما کام بنا هوا هی وہ اسقدر بھاري هوگئے هیں کہ دو زبردست هائیلینڈروں کي متفقہ کوشش ایک نشان کے اُٹھانے کے لیئے درکار هوتي هی - اور میں خیال کرتا هوں کہ اسي وجہ سے هندوستاني سرداروں کو جن کو یہہ نشانات دیئے گئے هیں آیندہ جلوسوں میں اُن کو هاتھیوں کي پشت پر لے جانا پڑیگا - چنانچہ اُنہوں نے اُس قواعد میں جو میں نے دهلی سے اپني روانگي کے دن ملاحظہ کي جلوس کے ساتھہ اول موقع پر اُن سے کام لیتے وقت ایسا هي کیا — جن شخصوں نے حضور کي شبیہہ کو دیکھا جو بڑے درباري خیمہ میں وایسراے کے تخت کے اوپر لگائي گئي تھي اُن سب کے نزدیک وہ ایک نهایت عمدہ شبیہہ

حضور کي تھي — هندوستاني سرداروں نے خاص شوق اور غور کے ساتھہ اُس کو دیکھا بھالا *

۲۷ دسمبر روز چہار شنبہ کو میں نے مثل سابق دس بجے صبح سے ایک بجے سہ پہر تک هندوستاني سرداروں سے ملاقات کي ' اور ڈیڑہ بجے سے ساڑھے سات بجے تک اُنکي ملاقات باز دید میں وقت صرف هوا میں اس بات کا بیان کرنا بھول گیا کہ سہ شنبہ اور چہار شنبہ کي شب کو میں نے بمبئي اور مدراس کے گورنروں کي بڑے تکلف کے ساتھہ دعوت کي - اُس کے بعد جب تک میرا قیام دهلي میں رها میرا شام کا وقت هر روز اِسیطرح پر لفٹننٹ گورنروں اور کمانڈرانچیف اور گورنر جنرل گوا کي دعوت اور ملاقاتوں میں صرف هوا - اِن دعوتوں میں سیام ' نیپال اور یارقند کے سفیر علاوہ بہت سے معزز هندوستانیوں کے مدعو کیئے گئے - پنجشنبہ کو ڈنر کے بعد میں نے دربار لیوي منعقد کیا جو ایک بجے رات تک رها ' اور کہتے هیں کہ اُس میں ڈھائي هزار آدمي شریک هوئے تھے — اور میں یقین کرتا هوں کہ یہہ سب سے بڑا دربار لیوي تھا جو کسي وایسراے یا گورنر جنرل نے هندوستان میں کیا هی *

اِس جلسہ میں اُن طبع زاد کلمات خیر خواهي و گرمجوشي کا جو مہاراجہ سیندھیہ نے دربار قیصري میں بیان کیئے تھے ' اور مہاراجہ هولکر کي احسانمندي کا بعوض اس وعدہ کے کہ خاندیش کي سرحد کي اصلاح اُن کے موافق کي جاویگي (اور یہہ ایک ایسي احسانمندي تھي جو فوراً گورنمنٹ اِنگریزي کے اِخراجات قحط کے واسطے آٹھہ هزار پونڈ چندہ دینے سے عملي صورت میں ظاهر کي گئي) ذکر کرنے کے بعد لارڈ لٹن نے یہہ بیان فرمایا هی کہ " جو قابل اِطمینان اور دوستانہ قول و قرار مہاراجہ کشمیر نے کیئے هیں وہ شاید چنداں ضروري نہیں هیں کیونکہ اُن کي وفاداري کي نسبت پہلے هي سے اِطمینان اور بھروسہ تھا - لیکن شاید حضور مجھکو اِس سردار کي نسبت ایک خفیف ماجرہ کے عرض کرنے کي اجازت عطا فرماوینگي جس سے یہہ بات بخوبي ظاهر هوتي هی کہ اِس دربار قیصري کا مہاراجہ صاحب ممدوح اور دوسرے شخصوں پر کیسا اثر هوا هی - جو ملاقات میري اول مرتبہ چند مہینے پہلے مہاراجہ صاحب کشمیر کے ساتھہ هوئي اور جس کا یہہ نتیجہ هوا کہ میں نے کمانڈ میں ایک اِنگریزي عہدہ دار کے مقرر کرنے کي نسبت اُن کي رضامندي حاصل کرلي ' اُس میں مجھکو معلوم هوا کہ گو وہ میرے ساتھہ نہایت خوش اخلاقي اور تپاک سے پیش آئے تاهم وہ گورنمنٹ انگریزي اور میري نسبت نہایت بدظن تھے اُن کا یہہ خیال معلوم هوتا تھا کہ هر ایک لفظ جو میں نے اُنسے کہا تھا ضرور ایک خفیہ معني رکھتا تھا اور اُس کي نسبت احتیاط کرنا اُنکا فرض تھا — جب تک میرے اور مہاراجہ صاحب ممدوح کے درمیان گفتگو هوتي رهي ' مہاراجہ صاحب ممدوح نے بنظر احتیاط اپنے تمام مشیروں کو اپنے پاس موجود رکھا اور کسي سوال کا جواب دینے سے پہلے جو میں اُن سے دریافت کرتا تھا وہ اُن مشیروں سے اِستفسار کرلیتے تھے — اور اگرچہ آخرکار اُنہوں نے میري تجویزوں کو قبول کرلیا لیکن صریح معلوم هوتا تھا کہ اُنہوں نے ایک رات اُن پر غور کرنے کے بعد کسي قدر بیدلي اور بد گماني کے ساتھہ اُن کو منظور کیا تھا - مگر دربار قیصري کے بعد دوسرے دن میں نے بعض زاید جزئیات کے طے کرنے کي غرض سے مہاراجہ کشمیر کے ساتھہ دوسري مرتبہ پرویٹ ملاقات کي ' اور اس موقع پر اُن کا کل برتاو اور طرز گفتگو اُس کے برخلاف تھا - اُنہوں نے اپنے تمام مشیروں کو فوراً رخصت کردیا ' اور علاوہ ہمارے اور مسٹر تھارنٹن میرے فارن سکرٹري اور کرنل برن کے اور کوئي شخص کمرہ میں نہ تھا ' اور جبکہ میں نے اُن سے اس بات کي تشریح کرنا شروع کیا کہ میں کن وجوهات سے اُن سے فلاں بات کا خواستگار تھا تو اُنہوں نے مجھکو فوراً یہہ بات کہکر روک دیا کہ " اِن تمام باتوں کي تشریح کرنا فضول هی — اب مجھکو یقین هوگیا کہ آپ کوئي ایسي بات نہیں چاهتے هیں جو میرے اور میري ریاست کے حق میں مفید نہو — هماري مطالب سلطنت کے مطالب کے مطابق هیں - آپ حکم دیجیئے اور اُس کي فوراً تعمیل کي جاویگي " - میں حضور کو اطلاع دے چکا هوں کہ مہاراجہ کشمیر کے ایک بیٹے نے دربار قیصري میں بطور میرے پیچ (خواص) کے کام دیا تھا — میں یہہ بات ٹھیک ٹھیک عرض کرتا هوں کہ تمام هندوستاني والیان ملک چھوٹے اور بڑے جس سے میں پہلے سے واقف تھا اس موقع کي تعظیم و تکریم کرنے میں ایک دوسرے کي همسري کرتے تھے ' اور مجھکو سچے دل سے یقین هی کہ اس عظیم‌الشان مجمع کے ذریعہ سے میں بہت سے اور شخصوں کے ساتھہ بھي جن سے میں اُس وقت اول هي مرتبہ ملا تھا نہایت دوستانہ اور کانفیڈنشل تعلقات قایم کرسکا هوں *

۲۸ دسمبر روز سہ شنبہ مثل ایام گذشتہ کے هندوستاني والیان ملک کے ساتھہ ملاقات کرنے میں صرف هوا ' اور شام کو ایک ڈنر اور دربار لیوي هوا — اس لیوي میں اس کثرت سے آدمي شریک تھے ' اور ڈیروں اور خیموں میں جن میں آمد و رفت کے دروازے خواہ نخواہ کسیقدر چھوٹے اور تعداد میں کم هوتے هیں اسے مجمع کثیر کي آسایش اور ترتیب میں اسقدر دشواري پیش آئي کہ اُس کي بخوبي روک تھام نہوسکي ' اور چونکہ اس کشمکش میں اکثر لوگوں کو کسیقدر تکلیف هوئي اس لیئے بعض پوربین نے جو دهلي کو اس بات کا مصمم ارادہ کرکے آئے تھے کہ وهاں کوئي نہ کوئي حیلہ شکایت کا پیدا کرینگے جب کہ اُن کو کوئي اور حیلہ نہ مل سکا تو یہہ شکایت کي کہ اس لیوي میں اُنکي آسایش کے واسطے مناسب انتظامات نہیں کیئے گئے تھے — لیکن درحقیقت میں نہیں جانتا کہ جو کچھہ میرے اسٹاف کے لوگوں نے کیا جو باوجود اس کے کہ اُن کي تعداد میں اس موقع پر بڑا احتشام کیا گیا تھا ایک هفتہ سے زیادہ عرصہ تک شب و روز اُن پیچیدہ انتظامات میں جو ویسراے کے بہت سے مہمانوں کي خاطر داري کے لیئے ضروري تھے اور دربار کے متعلق دوسري بیشمار جزویات کے انصرام میں مصروف رهے تھے اُس سے زیادہ اور کیا کیا جاسکتا تھا — اپني طرف سے میں اُن کے تمام انتظامات کي عمدگي اور دور اندیشي کي کافي تعریف و توصیف نہیں کرسکتا هوں

اور نہ اپني احسانمندي نسبت اُس مستعدي کے ظاہر کر سکتا ہوں جس کے ساتھہ اُنہوں نے اپني تمام سخت محنتوں برداشت کي تھیں — خاصکر کرنل بون اور کرنل کالي جو پچھلے پندرہ روز میں اڑتالیس گھنٹوں میں سے دو گھنٹہ سے زیادہ نہ سوئے ہونگے ' اور جن کي بے تکان کوششوں کي بدولت اس دربار میں پوري کامیابي حاصل ہوئي ہی میرے شکریہ کے مستحق ہیں — اگر اُن لوگوں کي تعداد کثیر پر لحاظ کیا جاوے جو دہلي میں جمع ہوئے ہیں اور وہ بھي سب خیموں اور ڈیروں کے اندر ' اور جنمیں حضور کے سب سے اعلی درجہ کے انتظامي عہدہ دار جو ہندوستان کے ہرایک حصہ سے آئے ہیں اور جن کے ساتھہ ہر ایک کا پرسنل اسٹاف ہی ' میري خاص کونسل کے ممبر معہ اپني بیویوں اور بال بچوں کے جن کي خاطر و تواضع بطور ذاتي مہمان ویسرائے کے کي گئي ' اخبار نویسوں کے تمام ریپریزینٹیٹو خواہ وہ ہندوستاني ہوں یا یورپین ' پندرہ ہزار سے زیادہ انگریزي فوج ' علاوہ ۴۵۰ ہندوستاني راجاؤں اور سرداروں کے جن میں سے ہرایک کے ساتھہ دو سو سے لیکر پانسو تک ہمراہي ہیں ' غیرسلطنتوں کے سفیر معہ اپنے مصاحبوں کے ' غیر ملکوں کے کانسل یا بہت سے وحشي اور نا تربیت یافتہ سرحدي سردار معہ اپنے گھوڑوں اور اُونٹوں وغیرہ کے ' اور پھر ایک بے شمار انبوہ پربیوبت شخصوں کا جو ملک کے ہر ایک گوشہ سے اس دربار کے شوق میں کھنچے ہوئے چلے آئے ہیں شامل ہیں ' تو میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر اسبات پر بنظر انصاف غور کیا جاوے تو میرے نزدیک کوئي صاف دل شخص اس امر سے انکار نہیں کرسکتا کہ ایسے انبوہ کثیر کا ایک جگہہ جمع کرنا ' اُن کي سکونت اور کھانے پینے کا انتظام کرنا بغیر اس کے کہ اُن میں ایک شخص بھي بیمار ہو ' یا انتظامات کي خرابي کي وجہ سے کوئي حادثہ ظہور میں آوے ' اور رسد کے مہیا کرنے میں ایک لمحہ کي ابتري یا ایک گھنٹہ کي دیر ہو ' اور پھر اُن سب کا راضي خوشي ' اورہموض اُس مہمانداري کے جو (سرکاري روپیہ کے خرچ سے جسکي تعداد نہایت واجبي اور مناسب تھي اُنکي کي گئي تھي شکرگذار اور ہمارا مداح واپس جاتا ' ایک ایسا کام تھا جس سے اُن تمام شخصوں کي بڑي لیاقت اور تعریف پائي جاتي ہی جو اُس کے انجام دینے میں مصروف تھے۔

(باقي آیندہ)

واقعات اور رائیں

یہہ خول کرنے کي معقول وجہ معلوم ہوتي ہی کہ جو اہم اور سنگین قسم کے واقعات اِس وقت یورپ میں سلطنت عثمانیہ کو پیش آ رہے ہیں وہ پورے طور پر تاروں اور اخباروں کے ذریعہ سے ظاہر نہیں ہوتے پس ہمکو مطلق تعجب نہوگا اگر کسي روز کسي سخت پیچیدگي کي خبر دفعتاً سني جاے — بلکہ یا اِس وقت ایک خاص جوش کي حالت میں ہی — شہنشاہ روس کے چچا گرینڈ ڈیوک نکلس اِس وقت وہاں رونق افروز ہیں اور مذہبي اور فوجي دونوں قسم کي مراسم شپکا پاس کي فتح کي یادگار میں ہو رہي ہیں — یہہ وہ درہ ہی کہ جہاں روس کو سنہ ۱۸۷۷ ع میں بمقابلہ سلیمان پاشا فتح ہوئي تھي — اب اس درہ کے قریب ایک عظیم‌الشان معابد یعني گرجا گھر تعمیر ہوا ہی جس کي افتتاح دھوم دھام کے ساتھہ ہوئي — اگر اسي پر اکتفا ہوتا تو افسوس کا موقعہ نہ تھا مگر تار کي خبروں سے معلوم ہوتا ہی کہ اس جوش نے بہت خوفناک شکل اختیار کي ہی صوبہ مقاسٹر میں جو سرحدي صوبہ ہی جنگ شروع ہوگئي ہی چنانچہ اس وقت تک بلگیریا کي طرف کے ۵۲ آدمي مقتول اور ۱۱۲ مجروح ہوئے ہیں — یکم اکتوبر کے تاروں سے یہہ بھي معلوم ہوتا ہی کہ ٹرکي بھي پوري تیاري کر رہي ہی چنانچہ ۳۸ بٹالین اس وقت میدان میں ہیں *

دہلي دربار کے متعلق گورنمنٹ نے یہہ انتظام کیا ہی کہ ہر قسم کي جنس بکثرت گورنمنٹ کے گوداموں میں جمع رہیگي اور مناسب نرخ سے ہر شخص کو مل سکیگي — اس سامان کي فراہمي میں اس وقت ۴۴۰ گاڑیاں کام کر رہي ہیں علی‌ہذا ایکہزار شتر اور سات سو خچر بار برداري کر رہے ہیں — ۱۵ اکتوبر سے غالبا دوکانیں کھل جائینگي — خاص خاص چیزوں کا نرخ تحریر کیا جاتا ہی *

گاے کا گوشت	...	۱۰ر سے ۶ر ٹار تک
بکري کا گوشت	...	۶ر سے ۱۲ر ٹار تک
قبل روٹي	...	۱۶ في روپیہ
آٹا	...	في من ۶ر سے ۳ر۴ تک
چاول	...	في من ۱۱ر سے ۹ر۴ تک

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ علاوہ والیان ملک اور خاص مہمانوں کے عام شایقین یورپین اور ہندوستاني کے واسطے متعدد کیمپ قرار دیئے گئے ہیں — جہاں تک ہمکو علم ہی کیمپ نمبر اول میں جگہہ نہیں ہی — کیمپ نمبر ۲ میں تیس روپیہ یومیہ معہ کھانے کے صرف ہوگا کیمپ نمبر ۳ البتہ ایسا ہی جس کي جانب ہم ناظرین کي خاص توجہ مبذول کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اکثر ناظرین اُس سے مستفید ہوسکتے ہیں — اس کیمپ میں خیمہ کے واسطے شایقین کو خواہ انگریز ہوں یا ہندوستاني درخواست دینے پر جگہہ مل سکتي ہی صرف صفائي کے اخراجات کے واسطے قلیل رقم ادا کرنا ہوگا باقي انتظام ہر شخص اپني خواہش کے مطابق کرسکتا ہی درخواستیں سکرٹري ایکزیکیوٹو کمیٹي دہلي کے پاس بلا تاخیر جانا چاہیئے کیونکہ یورپین اصحاب اس جگہہ کو بہت جلد گھیر لینگے اور پھر بجز باغات کہیں جگہہ نہ رہ جائیگي *

مس سوراب جي ایک تعلیم یافتہ پارسي لیڈي ہیں جو صرف معمولي تعلیم ہي سے مستفید نہیں ہوئي ہیں بلکہ قانون بھي جانتي ہیں — آپ فی‌الحال ولایت تشریف رکھتي ہیں اور وہاں کے معزز اخباروں میں یہہ تحریک کي ہی کہ منجانب کورٹ روڈ ارڈس قانون داں لیڈیاں پردہ نشین زمینداروں کو صلاح قانوني دینے کي غرض سے ملازم رکھي

جائیں - اس تجویز کو اخبار لندن ٹیمس نے پسند کیا ھی مگر پانیر کو اُسکی کامیابی میں اور ضرورت میں کلام ھی *

ھمکو اطلاع دی گئی ھی کہ مسٹر عبدالوھاب صاحب زبیری جو ھمارے کالج سے سالگذشتہ میں گریجوایٹ ھوئے ھیں منجانب دھلی لوکل کمیٹی محمدن ایجوکیشنل کانفرنس بطور ایجنٹ متعین ھوکر پنجاب بھیجے گئے ھیں ھم اُمید کرتے ھیں کہ اُن کو پوری امداد دی جائیگی *

چند روز ھوئے کہ مانشیر زولا نے جو ملک فرانس کا بہت بڑا ناول نویس تھا انتقال فرمایا انکی سوانح عمری ایسی ھی جس سے نوجوانوں کو پوری ھمت ھونا چاھیئے - ابتداے عمر میں بالکل مفلس تھے اور آخر عمر میں اگر فرانس کا سردار کہا جاے تو بیجا نہ ھوگا *

ذاکث بالخیر

ترکی قصہ کا ترجمہ

مسٹر سجاد حیدر بی - اے منجملہ لایق ترین سابق طلباء کالج کے ھیں — اُن کو لٹریچر سے بالخصوص دلچسپی ھی اور انگریزی اور اُردو دونوں میں دخل اور دستگاہ ھی — بحالت قیام علیگڈھ جب کہ وہ حاجی محمد اِسمعیل خاں صاحب رئیس دھلوی کے پرویٹ سکرٹری تھے مسٹر سجاد حیدر کو ترکی زبان سے واقفیت حاصل کرنے کا بھی موقعہ ملا اور اِسی واقفیت کا نتیجہ ھی کہ اُنھوں نے حال میں ایک مختصر مگر دلچسپ ترکی قصہ کا اُردو میں ترجمہ کیا ھی — ترکی محاوروں کا اُردو میں ادا ھونا بظاھر بہت مشکل معلوم ھوتا ھی اور غالباً اِسی وجہ سے اِس ترجمہ میں بعض الفاظ اور محاورہ ایسے ھیں جنکی فصاحت کسیقدر مشتبہ ھی - لیکن فصاحت کے مسایل کا طی کرنا آسان نہیں ھی قطع نظر اِس کے قصہ کی دلچسپی میں اُن کی وجہ سے کمی نہیں ھوسکتی — تاوقتیکہ کسی قوم اور ملک کی حالت سے واقفیت نہو اس بات کا معلوم کرنا دشوار ھی کہ کسی ناول یا کسی ڈراما میں جو کیرکٹر رکھے گئے ھیں اور جنکی بلھمی گفتگو اُس میں درج ھی وہ لوگ اگر واقعی عالم ھستی میں ھوتے تو خود اُس ملک کے معزز اور مستند اشخاص اُن کو سوسیٹی کے کس طبقہ میں سمجھتے — مگر بظاھر ایسا معلوم ھوتا ھی کہ اِس قصہ کے کیرکٹر اوسط درجہ کے لوگ ھیں - اِس قصہ میں زن و شو کا جو مکالمہ ھی اُس کی نسبت ھمارے ملک اور قوم میں ضرور نکتہ چینی کی جائیگی مگر خیال کرنا چاھیئے کہ صرف یہہ بھی ایک حالت اِسلامی ممالک میں ایسی ھی کہ جس میں جائز اور مناسب طور پر ذوق شوق کی گفتگو ھوسکتی ھی پس اگر اس سے بھی دست برداری کی جاے تو منجملہ دو صورتوں کے ایک صورت لازم آتی ھی یعنی یہہ کہ ناجائز حالت پر قصہ مبنی کیا جاے یا اِس مضمون ھی کو یکقلم نظر انداز کیا جاے — ایک تیسری صورت بھی ھی جو شاعری میں اختیار کی جاتی ھی اور جسکی نسبت نہ جائز کا گمان ھونا ھی نہ ناجائز کا مگر یہہ صورت صرف شاعری میں ممکن ھی — چونکہ جو صورت اِس ناول میں اختیار کی گئی ھی وہ دوسری صورت سے بہتر ھی اور اِس مضمون کا ترک کرنا بھی خالی از قباحت نہیں ھی ھم اُمید کرتے ھیں کہ ھمارے ناظرین زن و شو کے اِس مکالمہ کو اچھی نظر سے دیکھینگے — مسٹر سجاد حیدر کو جو مشکلات اِس کام میں پیش آئی ھونگی اُن کا صلہ صرف ملک اور قوم کی قدر دانی ھوسکتا ھی پس ھم اُمید کرتے ھیں کہ ھمارے ناظرین اِس کے مطالعہ سے دریغ نہ فرمائینگے — یہہ کتاب ھمارے کالج میں مترجم سے مل سکتی ھی *

دربار تجپوشی

مکان موسومہ بہ پیلی کوٹھی واقع فیض بازار ملحق گرجا گھر جس میں ایک قطعہ مردانہ و ایک قطعہ زنانہ و ھر دو قطعات میں کئی کئی کمرے اور دالان در دالان معہ دو بالا خانہ و تین صحن و چار پاخانہ و غسل خانہ وغیرہ ھیں موقع تاجپوشی میں کرایہ پر دینا منظور ھی جس صاحب کو ضرورت ھو وہ تحریر سے کرایہ طے کریں یہہ پیلی کوٹھی لب سڑک واقعہ کے سامنے میدان پواعد کے پاس جامع مسجد سے قریب ایک قرلانگ کے واقع ھی جو صاحب دیکھنا چاھیں وہ دیکھہ سکتے ھیں — خط کتابت شمس العلما مولوی محمد ذکاءاللہ صاحب خان بہادر رئیس دھلی سے کیجائے *

IMPORTANT.

ENGLISH BLANKETS ! SPECIAL OFFER ! !

Owing to our first consignment of English Blankets having arrived earlier than was expected this season, and with a view to make room for other consignments expected shortly, we are selling the following English Blankets at the following cheap prices :—Scarlet Blankets (superior quality) 100 by 50, Rs. 2-12 ; White Blankets 100 by 50, Rs. 2 ; Scarlet Blankets 96 by 50, Rs. 1-14 ; Scarlet Blankets (small) 84 by 48, Rs. 1-10 ; Grey Blankets (large) 96 by 50, Rs 2-4 ; Cooli (Brown) Blankets 84 by 50, Rs. 1-14 ; and Army Blankets, Rs. 2 each.

The Imprimis English Camera. This is a marvel. Be up to date and buy one. Simple enough for a beginner, good enough for an expert. For Portrait, Landscape and Marine work, with double dark slide and hand-book on photography. Price Rs. 5.

Apply to :—

MESSRS. HARRY & Co,
69. Harrison Road,
CALCUTTA.

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the nstitute Press, Aligarh.
علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باھتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ھوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 41-42. } THURSDAY, 16th OCT. 1902. روز پنجشنبہ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ ع

سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۴۱و۴۲

فہرست مضامین

		صفحہ نمبر
تصحیح غلطی	(صرف اُردو) ...	۶۳۱
معاملات قومی میں مراسلت	(صرف اُردو) ...	۶۳۱
یونیورسٹی کمیشن نمبر ۴ (انگریزی معہ ترجمہ)	...	۶۳۲-۶۳۶
لوکل — کمیونیکیشن	(انگریزی معہ ترجمہ) ...	۶۳۷
دربار قصیری دھلی سنہ ۱۸۷۷ ع	(صرف اُردو) ...	۶۳۷-۶۴۰
گولکنڈہ	(صرف اُردو) ...	۶۴۰-۶۴۲
اطلاع بذام نان افیشیل (غیر سرکاری) جنٹلمینوں کے جو دربار تاجپوشی میں مدعو کیئے گئے ہیں	(انگریزی معہ ترجمہ) ...	۶۴۲-۶۴۴
واقعات اور رائیں	(صرف اُردو) ...	۶۴۵
اشتہارات	(صرف اُردو) ...	۶۴۶

ضمیمہ ء علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

تصحیح غلطی

قواعد کانفرنس مطبوعہ پرچہ گذشتہ میں غلطی سے دفعہ (۱) کی عبارت میں درمیان ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ ع اور جنوری سنہ ۱۹۰۳ ع ۸ کا ہندسہ چھپنے سے رھگیا تھا پس معلوم ہونا چاھیئے کہ ۲۷ دسمبر اور ۸ جنوری کے مابین بلحاظ موقعہ اجلاس ہونگے *

معاملات قومی میں مراسلت

مندرجہ ذیل مراسلت بذریعہ تار اور ڈاک درمیان نواب محسن الملک بہادر اور جناب مولانا سید علی صاحب مجتہد — قومی معاملات میں ہوئی ہی *

تار منجانب نواب محسن الملک مورخہ ۲۷ ستمبر

" کمیٹی تعلیم فقہ اھل تشیع کی تمنا ہی کہ جناب کو اپنا پیشوا مدت العمر کے لیئے بنائیں براہ عنایت لکھنؤ میں جو جلسہ کانفرنس ہونے والا ہی اُس کے صدر انجمن آپ ہوں ورنہ ہم لوگ پیش خدا آپ کی فریاد کرینگے " *

علاوہ تار متذکرہ بالا مندرجہ ذیل خط مورخہ یکم اکتوبر نواب صاحب نے مجتہد صاحب کی خدمت میں بھیجا *

خط

جناب مولانا و سیدنا ادام اللہ برکاتکم —

تسلیم قبول ہو — میں نے جناب والا کی خدمت میں ایک تار روانہ کیا کہ حضرت کمیٹی دینیات علیگڈہ کی ہمیشہ کے لیئے سر پرستی منظور فرمائیں تاکہ آپ کی ذات بابرکات کی برکت سے تعلیم دینیات کا عمدہ انتظام ہو اور لوگوں کو پورا اطمینان ہو — اُسکے ساتھہ میں نے یہہ بھی عرض کیا ہی کہ کانفرنس کے لیئے جو حال میں لکھنؤ میں جلسہ ہونے والا ہی اُسکی سرپرستی اور صدر انجمنی بھی قبول فرما کر تمام مسلمانوں کو ممنون فرمائیں — درحقیقت آپ کو مسلمانوں کے حال زار پر رحم کرنا چاھیئے اور اس کشتی قوم کو جو طوفان میں مبتلا ہی بچانا اور کنارے پر لگانا چاھیئے اگر آپنے اس میں تامل کیا تو آپ معاف فرمائیں کہ قوم کو بہت نقصان پہونچیگا اور ہم سب خدا کے سامنے یہہ فریاد کرینگے کہ ایخدا تونے جن کو اپنے پیارے نبی کی اُمت کی کشتی کا نا خدا بنایا تھا اُس نے اُسے طوفان سے نہ بچایا اور وہ کنارے پر لگا سکتا تھا مگر نہ لگایا — ہم سب مسلمان آپ کی طرف دیکھہ رہے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ آپ ہمکو نا اُمید نہ کرینگے *

محسن الملک

یونیورسٹي کمیشن

(۴)

هم اپنے گذشته آرٹیکل میں اُن تمام باتوں کو بیان کرچکے هیں جو همکو فیس کے معاملہ میں کمیشن کي تجاویز کي نسبت بیان کرني تهیں — هم نے اس معاملہ پر کسي خاص فرقہ کے لحاظ سے نظر نهیں کي هی — اسي کے ساتهه یهه بات لازمي تهي که اس اخبار کي جانب سے مسلمانوں کے قومي مطالب کي جانب خاص توجه کي جاوے - پس جو معامله همارے نزدیک سب سے زیادہ ضروري معلوم هوا اُس کي نسبت کسي قدر تفصیل کے ساتهه گفتگو کرنے کے بعد هم کو اب اس بات کا موقع حاصل هی که هم اپني توجه اس رپورٹ کے دوسرے حصوں کي جانب مبذول کریں *

اس معاملہ کے متعلق هم کو اس بات کے دیکهنے سے نهایت خوشي هی که جو خیالات همارے عموما کمیشن کي کار روائي کي نسبت هیں وہ خاص خاص باتوں میں پایونیر کے خیالات کے مطابق هیں — هندوستان کے خاص سر برآوردہ اخبار نے (کیونکه پایونیر بلا شبهه ایسا هي هی) حال میں کمیشن کي نسبت ایک سلسله نهایت عمدہ آرٹیکلوں کا چهاپا تها، اور ان آرٹیکلوں کے ضمن میں اُس نے رپورٹ کي کمزور باتوں کو ایسي آزادي اور زور کے ساتهه ظاهر کیا تها جس سے اُس کے پهلے آرٹیکل میں جس کو هم نے "غیر موثر اور بے لطف" کها تها ان صفتوں کے نهونے کا بهت کچهه بدل هوگیا تها *

مگر جس حالت میں که هم اکثر امور کي نسبت پایونیر کي تائید کرنے پر آمادہ هیں، تو هم یهه بهي یقین کرتے هیں که اس سر برآوردہ اخبار نے ایک نهایت اهم معامله کے متعلق کمیشن کي نسبت ناواجبي سخت تحریر کي تهي اُس نے کمیشن کي نسبت اس وجه سے اعتراض کیا تها که اُس نے یهه سفارش نهیں کي که یونیورسٹیوں کي هیئت بالکل تبدیل کردي جاوے — پایونیر نے اس بات پر افسوس ظاهر کیا تها که یونیورسٹیاں اب بهي بدستور ممتحن جماعتیں رهینگي اور اُن میں اور تعلیم دینے والي یونیورسٹیوں کے درمیان امتیاز رهیگا — جس ارادہ کے ساتهه یهه نکته چیني کي گئي وہ نهایت تعریف کے لایق هی — اس میں کچهه کلام نهیں هوسکتا هی که تعلیم دینے والي یونیورسٹیاں عموماً اُس قسم کي یونیورسٹیوں کي به نسبت جیسي که آج کل هندوستان میں موجود هیں عموماً بهت زیادہ مفید هوتي هیں — قسم اول الذکر کي یونیورسٹیوں کي فضیلت دوسري قسم کي یونیورسٹیوں پر درحقیقت ایسي ظاهر و عیاں هی که همارے نزدیک اُس کے ثابت کرنے کے لیئے کسی دلایل کے پیش کرنے کي ضرورت نهیں هی — لیکن جو بات که بغیر قوي دلایل کے تسلیم نهیں کي جاسکتي هی (اور پایونیر نے کوئي دلایل پیش نهیں کي هیں) وہ یهه هی که اس تبدیلي کا جاري کرنا اب ممکن هی *

UNIVERSITIES' COMMISSION.

IV.

In the course of our previous articles we have said all we need say concerning the Commission's proposals on the subject of fees. We have not taken a sectarian view of the matter. At the same time it was inevitable that the interests of the Mahomedan community should receive special treatment at the hands of this journal. Having dealt at some length with a subject which appeared to us to be of supreme importance, we are now free to turn our attention to other portions o the report.

It is a pleasure to us to note, in this connection, that the views we entertain with reference to the Commission's work generally, are, on material points, substantially in accord with those of the *Pioneer*. The leading journal o' India—for, that the *Pioneer* undoubtedly is—lately published a series of excellent articles on the Commission. In the course of these articles it pointed out the weak points of the report with a freedom and force which more than made up for the absence of these qualities from its first leader which we took the liberty to characterise "unconvincing and jejune."

But while we are prepared to follow the *Pioneer* on most points, we believe that the leading journal was unduly severe on the Commission regarding a certain matter of great moment. It found fault with them for having failed to recommend that the character of the Universities should be wholly changed. It deplored the act that the Universities would still remain examining bodies, as distinguished from teaching Universities. The intentions with which the criticism was offered are highly commendable. There can be no doubt, whatever, that teaching Universities are, as a rule, much more useful than the existing Indian type of them. So obvious, indeed, is the superiority of the one type over the other, that no arguments are, we think, necessary to prove it. What, however, cannot be accepted without strong reasons—the *Pioneer*, by the by, has given no reasons—is, that it is feasible now to introduce the change.

We do not mean to suggest difficulties on the score of the teaching Universities being aliens to the country. We are aware that the chief feature of teaching Universities has never been wholly absent from the educational institutions of the East It has, indeed, been fully recognised that real scholarship is unattainable unless the student resides under the personal guardianship of the teacher. There is another idea of the same nature prevalent in the East, namely that the paternal roof and domestic cares are wholly incompatible with the pursuit of knowledge. Far from being aliens, therefore, teaching Universities are, we believe, congenial to Eastern ideals.

But while, on general grounds, teaching Universities are beyond criticism, we must not overlook the circumstances which are calculated to tie the hands of the Commission in this matter. To begin with, we are far from certain that it was within their competence to recommend such a drastic change. At all events, there is the fact that it was not a clean slate on which the Commission had to write. There is such a thing as vested interests. These are opposed to such a change. So overwhelming is the weight of these interests that teaching universities of the type of Cambridge and Oxford—the best type we know of—are practically out of the question. Had the Commission recommended the change, it would probably have been necessary for them to formulate a wholly new system from which some of the best features of English universities would have to be omitted.

The main feature of the English teaching universities, we take it, is centralisation. The Colleges are grouped together in university towns. They are independent of each other in many matters of detail. At the same time they supplement each other's efforts. They have some professors and some institutions in common, and while each College preserves its individuality, it owes allegiance to a central authority to which all Colleges alike look for guidance and control. Under this system close co-operation is secured, while individual independence is preserved. There is another feature, and it is to this feature that many of the best results are due. The students live inside the Colleges and in matters social, physical, intellectual and

ہماري مراد اس بنا پر مشکلات کي جانب اشارہ کرنے سے نہیں ہی— کہ تعلیم دینے والي یونیورسٹیوں سے اس ملک کو موانست نہیں ہی— ہم جانتے ہیں کہ تعلیم دینے والي یونیورسٹیوں کي جو خاص صفت ہی وہ مشرقي ملکوں کي درسگاہوں سے کبھي بالکل معدوم و مفقود نہیں رہي ہی — بلکہ یہہ بات درحقیقت بخوبي تسلیم کي گئي ہی کہ جبتک طالب علم معلم کي ذاتي سرپرستي میں نہ رہینگے اُس وقت تک اعلي استعداد حاصل نہیں ہوسکتي — ہی اسي قسم کا ایک دوسرا خیال عموماً مشرق میں پھیلا ہوا ہی — یعني یہہ کہ والدین کے ساتھہ رہنے اور خانگي تفکرات کو اکتساب علم سے مطلق مناسبت نہیں ہی - پس ہم یقین کرتے ہیں کہ تعلیم دینے والي یونیورسٹیاں بجاے اس کے کہ وہ بالکل اجنبي ہوں مشرقي خیالات سے موافق ہیں *

لیکن جس حالت میں کہ عام وجوہات پر تعلیم دینے والي یونیورسٹیاں تنقید چیني کے قابل نہیں ہیں ، تو ہمکو وہ باتیں بھي نظر انداز نہیں کرني چاہیئیں جن کے باعث سے اس معاملہ میں کمیشن کے ہاتھوں کے بندھا ہوا ہونے کا گمان ہوتا ہی — اول تو ہمکو ہرگز یہہ یقین نہیں ہی کہ کمیشن اس قسم کي عظیم تبدیلي کي سفارش کرنے کي مجاز و مختار تھي بہرکیف اصلیت یہہ ہی کہ یہہ ایک صاف اسلیٹ نہ تھي جس پر کمیشن کو لکھنا پڑا — ایسے کام بھي ہوتے ہیں جن سے لوگوں کے خاص اغراض متعلق ہوتے ہیں جن کو ویسٹڈ انٹرسٹ کہا جاتا ہی — اور یہہ اغراض اور انٹرسٹ اس قسم کي تبدیلي کے مخالف ہیں — یہہ اغراض ایسے اہم ہیں کہ کیمبرج اور آکسفورڈ کے نمونہ کي تعلیم دینے والي یونیورسٹیوں کا قایم ہونا (اور یہہ سب سے زیادہ عمدہ نمونہ ہی جس سے ہم واقف ہیں) در حقیقت خارج از بحث ہی — اگر کمیشن اس تبدیلي کي سفارش کرتي تو اُس کو غالباً بالکل ایک نئے طریقہ کا تجویز کرنا لازم آتا جس سے انگلستان کي یونیورسٹیوں کي بعض بہترین باتوں کو فروگذاشت کرنا پڑتا *

ہم خیال کرتے ہیں کہ انگلستان کي تعلیم دینے والي یونیورسٹیوں کي خاص صفت ایک مرکز پر جمع ہونا ہی — تمام کالج اُنہیں قصبوں میں جمع ہوتے ہیں جہاں یونیورسٹي ہوتي ہی - اُن کو اکثر اندروني اُمور میں ایک دوسرے سے کچھہ تعلق نہیں ہوتا ہی ، اور اُسي کے ساتھہ وہ ایک دوسرے کي کوششوں میں مدد دیتے ہیں — اُن کے بعض پروفیسر اور بعض انسٹیٹیوشن مشترک ہوتے ہیں ، اور جس حالت میں کہ ہر ایک کالج کي ذاتي حالت اور خصوصیت بدستور قایم رہتي ہی ، تو وہ ایک ایسي سنٹرل (یکجائي) حکومت کا تابع ہوتا ہی ، جس کے تمام کالج اپني رہنمائي اور نگراني کے لیئے برابر دست نگر ہوتے ہیں- اِس طریقہ میں وہ ایک دوسرے کي بڑي مدد کرسکتے ہیں * اور اُن کي ذاتي آزادي بھي قایم رہتي ہی - ایک دوسري صفت اور بھي ہی اور اسي صفت کي بدولت اکثر نہایت عمدہ نتیجے پیدا ہوتے ہیں — یعني طالب علم کالجوں کے اندر رہتے ہیں ، اور سوشل ، جسماني ،

moral, they are subject to one and the same influence. It is well-known that men who have been to a University can be easily distinguished in England from persons who have received their education elsewhere. It means a lot, we think. It means that so complete, so efficient, is the system that all or nearly all who are trained under it, yield to its influence: and when they leave the University, they emerge from it, as from a machine, bearing the hall-mark of excellence.

There is not an educated man in the country who is not fascinated by what he sees and what he hears of English Universities. We, on our part, at all events, long for the day when a system which yields such excellent results, would be feasible in India. That day, however, has not dawned yet. To begin with there is the existing system, a veritable mill-stone round the reformer's neck. Under this system a number of Colleges have grown up in important towns. In these Provinces alone we have several. Excellent as they are there would be no room for them under a system which has Oxford and Cambridge for its pattern. This is a stumbling block: but great as it is, it is not the only obstacle in our way. One can conceive a system which, without going the length of locating all Colleges in one and the same town, would still secure greater cohesion among them and a larger or smaller measure of control on the part of the central authority. But what one cannot conceive is that corporate life in the Colleges themselves which would bring individual students under the influence of the teachers, and by widening the range of our Colleges would at once bring them nearer the level of the Colleges at Oxford and Cambridge.

India, as we all know, is the home of institutions the keystone of which is exclusiveness. You cannot expect a Hindu student to disregard stringent commandments which prevent him from associating not only with non-Hindus, but also, to a smaller extent, with Hindus who do not fulfil certain conditions. This is a difficulty which may well daunt the stoutest reformer. It may have stayed the hands of the Commission also. The differences which exist within the extensive bounds of Hinduism are marked enough. But still wider is the gulf which divides Hindus from non-Hindus. It is not only a matter of providing separate kitchens and separate places

عقلي اور اخلاقي معاملات میں وہ ایک ھي اثر کے تابع ھوتے ھیں — یہہ بات مشہور و معروف ھی کہ جو لوگ کسي یونیورسٹي میں رہ چکتے ھیں وہ انگلستان میں اُن شخصوں سے باساني پہچانے جا سکتے ھیں جنہوں نے اور جگھہ تعلیم پائي ھو — ھمارے نزدیک یہہ بات بہت پر معني ھی — یعني اُس سے یہہ مراد ھی کہ وھاں کا انتظام ایسا مکمل اور ایسا عمدہ ھی کہ تمام شخص یا قریب قریب سب جو اُس میں تعلیم و تربیت پاتے ھیں اُس کے اثر کو قبول کرلیتے ھیں اور جبکہ وہ یونیورسٹي کو چھوڑتے ھیں تو وہ اُس سے اسي طرح پر نکلتے ھیں جیسے کہ کوئي چیز ایک کل سے نکلتي ھی ' یعني اُس کي عمدگي کا نشان اُن پر ھوتا ھی *

اس ملک میں کوئي تعلیم یافتہ شخص ایسا نہیں ھی کہ جو کچھہ وہ انگلستان کي یونیورسٹیوں کي نسبت دیکھتا اور سنتا ھی وہ اُس کے دل پر مثل افسوں کے اثر نکرتا ھو — خود ھم بھرکیف اُس دن کي تمنا کرتے ھیں جبکہ ھندوستان میں اُس انتظام کا جاري کرنا جس سے ایسے عمدہ نتیجے پیدا ھوتے ھیں ممکن ھو — لیکن اُس دن کي صبح ھنوز نمودار نہیں ھوئي ھی — اول تو موجودہ طریقہ تعلیم ھی جو مثل چکي کے پاٹ کے ریفارمر کي گردن میں لٹکا ھوا ھی — اس طریقہ کے بموجب چند کالج بڑے بڑے شہروں میں قایم ھوگئے ھیں ' چنانچہ انہیں صوبوں میں متعدد کالج موجود ھیں ' اور گو یہہ کالج عمدہ ھیں لیکن ایک ایسے انتظام میں جس کا نمونہ آکسفورڈ اور کیمبرج ھوں اُن کے واسطے کوئي گنجایش نہوگي — یہہ ایک سخت سد راہ ھی — اور گو وہ ایک بڑي سد راہ ھی مگر صرف وھي ھماري راہ میں حایل نہیں ھی — ایسا طرز بھي ممکن ھی جس کے بموجب بغیر اس قدر طوالت کے کہ تمام کالج ایک ھي شہر میں رکھے جاویں اُن کے درمیان زیادہ تر اتفاق و اتحاد قایم رہ سکے ' اور سنٹرل اتھارٹي کیطرف سے بھي کم و بیش نگراني ھوسکے — مگر جو بات خارج از امکان ھی وہ خود کالجوں کي متحدہ اور باقاعدہ زندگي ھی جس میں ھر ایک طالب علم معلموں کي زیر نگراني رھتا ھی ' اگرایسا ممکن ھوتا تو ھمارے کالجوں کے مقاصد کو زیادہ تر وسعت ھوجاتي اور وہ اُس کے باعث سے بلا تامل قریب قریب آکسفورڈ اور کیمبرج کے کالجوں کي برابر ھوجاتي *

ھندوستان جیسا کہ ھم سب جانتے ھیں ایسے دستورات اور رسم و رواج کا گھر ھی جن کا اصول علحدگي ھی — تم ایک ھندو طالبعلم سے یہہ توقع نہیں کرسکتے ھو کہ وہ اُن سخت احکام کا لحاظ نہ کریگا جو اُس کو صرف اُن شخصوں سے ھي نہیں جو ھندو نہوں بلکہ کسیقدر اُن ھندوؤں سے بھي جو بعض شرایط پوري نہیں کرتے ھیں آزادي سے ملنے جلنے سے اور خوردونوش سے باز رکھتے ھیں — یہہ ایک ایسي دشواري ھی جس سے نہایت قوي دل والا ریفارمر بھي خوف کھا سکتا ھی — اور ممکن ھی کہ اُس نے کمیشن کے بھي ھات باندہ دیئے ھوں — جو اختلافات خاص مذھب ھنود کي کثیر جماعت کے درمیان پائے جاتے ھیں وہ بھي نمایاں ھیں لیکن وہ تفرقہ اور بھي زیادہ ھی جو ھندوؤں کو غیر ھندوؤں

of worship. The differences go deeper down than that and cover the ground of moral ideals and material interests. So far as Mahomedans are concerned, we live in the hope that an era of better relations and greater union will dawn between the two great communities. But when we speak of this hope, we lay aside the role of a practical educationist and assume that of a lover of his country, who often hopes against hope. With the best intentions in the world, the Commission could not have undertaken the role. They could not possibly have recommended that the Government should ally itself with a scheme calculated to level down ancient institutions. And yet they must have seen distinctly enough, that so long as these institutions and the ideas arising therefrom are in existence, there is little scope and hardly any occasion for an Indian Oxford or Indian Cambridge. Teaching Universities of the English type are excellent institutions; but India is not prepared for them. India must, therefore, forego them and in doing so it must pay a penalty which to our mind is one of the heaviest which a backward country can pay for its low place in the scale of modern civilisation.

We cannot find fault with the Commission for having failed to recommend that the oak of cooler climes should be planted on the soil of India. The soil must be prepared first, which, in plainer language, means that a more primitive system must first be allowed to accomplish its work. This being our view, the question which we are prepared to raise, refers not to the English type of Universities, which is at present out of the question, but to a more primitive system which, while falling short of the English system, would still be a long step in the right direction. The elements of such a system exist in the country at the present moment. All that is necessary is that their existence should be recognised and taken advantage of by the University. We shall confine ourselves to the United Provinces only. Here we have first class Colleges at Lucknow, Agra, Cawnpore and Aligarh, and these Colleges are already identified with different communities and sections of the communities in India. In the Canning College we have an institution—a very rich institution—which practically belongs to the landed aristocracy of Oudh. The Agra College is practi-

سے علحدہ کرتا ہی — یہہ معاملہ صرف علحدہ باورچی خانوں اور علحدہ پرستش گاہوں کے مہیا کرنے کا نہیں ہی — بلکہ اختلافات اس سے بھی زیادہ گہرے ہیں اور وہ اخلاقی خیالات اور دنیوی مطالب سے تعلق رکھتے ہیں — جہاں تک کہ مسلمانوں سے تعلق ہی ہم یہہ اُمید کر رہے ہیں کہ ان دو بڑی قوموں کے درمیان زیادہ تر عمدہ تعلقات اتحاد و اتفاق کے زمانہ کا آغاز ہوگا — لیکن جب کہ ہم اس اُمید کا ذکر کرتے ہیں تو ہم ایک عمل پسند مصلح تعلیم کی حیثیت کو بالاے طاق رکھہ کر اپنے ملک کے اُس چاہنے والے کا جامہ اختیار کرتے ہیں جو اکثر اوقات اُمید کے برخلاف اُمید کیا کرتا ہی — اگرچہ کمیشن تعلیم کے ارادے کتنے ہی نیک ہوتے تو بھی وہ اس کام کو اختیار نہیں کرسکتی تھی — وہ غالباً یہہ سفارش نہیں کرسکتی تھی کہ گورنمنٹ ایک ایسی تجویز کے ساتھہ اتفاق کرے جس سے قدیمی دستورات کی پامالی متصور ہو — اور پھر اُس کو یہہ بات بھی صاف صاف معلوم ہوگئی ہوگی کہ جب تک یہہ دستورات اور وہ خیالات جو اُن سے پیدا ہوتے ہیں قایم رہینگے ، اُسوقت تک بہت کم اُمید اور شاید ہی کوئی موقعہ ہندوستان میں آکسفورڈ یا کیمبرج کی مانند یونیورسٹیوں کے قایم ہونے کا ہوسکے — انگلستان کے نمونہ کی سی تعلیم دینے والی یونیورسٹیاں عمدہ انسٹیٹیوشن ہوتی ہیں ، مگر ہندوستان اُن کے واسطے تیار نہیں ہی پس ہندوستان کو لازم ہی کہ اُن کا خیال ترک کردے ، اور اس طرح پر وہ تاوان ادا کرے جو ہمارے خیال میں منجملہ اُن نہایت سنگین تاوانوں کے ہی جو ایک پس ماندہ ملک زمانہ حال کی میزان شایستگی میں اپنے ہلکے سنگ ہونے کے عوض میں ادا کرسکتا ہی *

ہم کمیشن پر کوئی گرفت اس لحاظ سے نہیں کرسکتے ہیں کہ اُس نے یہہ سفارش نہیں کی کہ سرد ملکوں کا درخت ہندوستان کی سرزمین پر لگایا جاوے — اول زمین کا تیار کرنا واجب ہی ، جس سے صاف صاف لفظوں میں یہہ مراد ہی کہ سب سے پہلے ایک زیادہ تر ابتدائی سلسلہ کو اپنا کام پورا کرنے دینا چاہیئے ، — اور چونکہ ہمارا یہہ خیال ہی تو جو سوال ہم پیش کرنا چاہتے ہیں وہ انگلستان کے نمونہ کی یونیورسٹیوں سے متعلق نہیں ہی جو بالفعل خارج از بحث ہی ، بلکہ ایک زیادہ تر ابتدائی سلسلہ سے متعلق ہی ، اور اگرچہ یہہ سلسلہ انگریزی سلسلہ کی برابر نہو تاہم وہ ایک بڑا لمبا قدم راہ راست پر ہوگا — اس وقت ہر اس قسم کے سلسلہ کے اجزا اس ملک میں موجود ہیں ، اور جس بات کی ضرورت ہی وہ صرف یہہ ہی کہ اُن کی موجودگی تسلیم کی جاوے اور یونیورسٹی اُن سے فائدہ اُٹھاوے — ہم صرف ممالک متحدہ کی نسبت گفتگو کرینگے — چنانچہ یہاں اول درجہ کے کالج لکھنو — آگرہ — کانپور — اور علیگڈہ میں موجود ہیں ، اور یہہ کالج پہلے ہی سے ہندوستان کی مختلف قوموں اور فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں — چنانچہ کیننگ کالج لکھنو (جو ایک نہایت دولتمند کالج ہی) ایک ایسا انسٹیٹیوشن ہی جو اودہ کے تعلقہ داروں سے متعلق ہی — آگرہ کالج در اصل ایک ہندو کالج ہی — کانپور میں عیسائیوں کے لیئے ایک عمدہ کالج موجود ہی — علیگڈہ کالج ایک اسلامیہ کالج ہی — ان

کالجوں کو ایک بڑا حصہ لوکل سیلف گورنمنٹ کا دیا گیا ہی کیونکہ اُن کا اندروني انتظام اُن کے اپنے منتظموں کے متعلق ہی — اس باب میں کسي تبدیلي کي ضرورت نہیں ہی - جس بات کي ضرورت ہی وہ صرف یہہ ہی کہ ان کالجوں سے متعلق ڈینامي نیشنل (خاص فرقہ سے متعلق) ہوسٹل قایم کیئے جاویں - ہماري یہہ رائے ہی کہ جہاں کہیں اس قسم کے ہوسٹل پہلے ہي سے موجود ہیں وہاں اُنکو وسعت دینا اور اُنکا انتظام اُس قاعدہ پر کرنا چاہیئے جو بالفعل علیگڈہ کالج میں جاري ہی - ہم براے خدا ڈینامي نیشنل کالجوں کے خیال سے خوف زدہ ہوکر اپني طبیعتوں کو پریشان مت کرو - جس حالت میں کہ کوئي انتظام عموماً لوگوں کے حسب دلخواہ ہو تو حکام کو کس وجہ سے اُس کو منسوخ کرنا چاہیئے — اور آخرکار کالجوں کو کلیتاً ڈینامي نیشنل ہونے کي ضرورت نہیں ہی اگر یہہ امر قابل اعتراض ہو - اگر کسي نمونہ کي ضرورت ہی تو یہاں علیگڈہ میں تمہارے لیئے ایک نمونہ موجود ہی - وہ ایک مسلمانی کالج ہی اور اُس کا کام اُس روپیہ سے ہوتا ہی جو خاصکر مسلمان دیتے ہیں — اُس کا انتظام مسلمان ٹرسٹیوں کا ایک بورڈ کرتا ہی - اُس کے اکثر طالب علم مسلمان ہیں ، اور اُس کے قواعد اور ضوابط مسلمانوں کي ضرورتوں کے موافق بنائے گئے ہیں - بورڈنگ ہاؤس میں اسلامي احکام کي پابندي ہوتي ہی ، اور نیشن یعني قوم کا خیال طالب علموں کے دلوں میں پیدا کیا جاتا ہی ، اور اُس کو ترقي اور ترغیب دي جاتي ہی — باوجود ان سب باتوں کے وہ صرف ایک قومي کالج ہی نہ کہ مذہبي *

ہم اس بات سے واقف ہیں کہ جو طریقہ علیگڈہ میں جاري ہی اُس کي کمیشن نے تعریف کي ہی — نیز ہم اس بات سے واقف ہیں کہ کمیشن نے ہوسٹل کے قاعدہ کو وسعت دیئے جانے کي سفارش کي ہی - یہاں تک تو یہہ امر قابل اطمینان ہی ، لیکن ہم کو اندیشہ ہی کہ اسقدر کافي بخوبي کافي نہیں ہی کمیشن سے کسي قدر زیادہ معمول اور عملي اور زیادہ تر وسیع کارروائي کي اُمید کي جسکتي تھي — اگر کمیشن اس بات کو سمجھتے لیتي کہ ایک عمدہ سلسلہ کي جڑ یہاں موجود ہی اور اُس کو صاف صاف تجویزوں کي بنیاد قرار دیتي تو گورنمنٹ غالباً موجودہ مصالحہ سے زیادہ تر عمدہ طور پر کام لے سکتي تھي - یعني گورنمنٹ ایک ایسے نہایت مفید انتظام کي بنیاد قایم کرسکتي تھي جس کے بموجب ہوسٹلوں کا سلسلہ مختلف فرقوں کے لیئے گورنمنٹ کي سرپرستي میں جاري ہوسکتا تھا — اگر گورنمنٹ اس معاملہ پر توجہ فرماوے تو اب بھي کچھہ بہت دیر نہیں ہوئي ہی — در حقیقت یہہ معاملہ جزئیات سے متعلق ہی نہ کہ اصول سے بشرطیکہ ڈینامي نیشنل ہوسٹلوں کا معاملہ جو اصول سے متعلق ہی اُس کا مانع نہ تصور کیا جاوے — لیکن ہم اُمید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ اس مشکل سے صاف عبور کرجاویگي گو یہہ مشکل کمیشن کے لایق ہاتھوں کي پیدا کي ہوئي ہی † — ہم یقین کرتے ہیں کہ ڈي نامي نیشنل اصول صرف ایک ایسي بنیاد ہی جسکي بنا پر اس وقت اس معاملہ میں عملي کارروائي کا کرنا ممکن ہی *

† کمیشن نے تحریر کیا ہی کہ محمدن یونیورسٹي ڈي نامي نیشنل ہوگي اور اس بنیاد پر شبہہ ظاہر کیا ہی کہ گورنمنٹ منظور نہ کریگي —

cally a Hindu College. At Cawnpore we have an excellent College for Christians The Aligarh Collegs is a Mahomedan College. A large measure of local self-government has already been conceded to these Colleges which, in internal matters, are governed by their own Boards of Management. There need be no change in this respect. All that is wanted is that there should be denominational hostels attached to these institutions. Where they already exist they should, we submit, be enlarged and managed on the system now in vogue at Aligarh. Do not, we beg you, let the bugbear of denominational Colleges disturb your minds. If an arrangement is satisfactory to the people at large, why should the authorities go and veto it. And, after all, the Colleges need not be wholly denominational if that is objectionable. Here at Aligarh you have a model, if a model be wanted. It is a Mahomedan College. It is carried on with funds supplied principally by Mahomedans. It is managed by a Board of Mahomedan Trustees. Most of its students are Mahomedans, and its rules and regulations have been framed to suit them. Islamic commandments are enforced in the hostel and the spirit of nationality is there cultivated, fostered and encouraged. With all that, it is only a national and not a denominational College.

We are aware that the Commission have commended the system in force at Aligarh. We are also aware that they have recommended the extension of the hostel system. This is satisfactory so far as it goes, but, we are afraid, it does not go far enough. Something more definite, more practical and more comprehensive, might have been expected of the Commission. If they had recognised the existence of the germs of an improved system and formed them the basis of definite recommendations, the Government might have been in a better position to utilise the existing materials. It might have been enabled to lay the foundation of a most useful organisation, under which the hostel system would have progressed under Government patronage on a denominational basis. It is not too late, even now, if the Government care to take up the matter. Indeed, it is a matter of detail and not of principle, unless the question of denominational hostels, which falls under the latter category, be considered a bar. We hope, however, that the Government will steer clear of this obstacle, even though it has been raised by the competent hands of the Commission. Denominational basis is, we believe, the only one on which, at the present moment, practical action in the matter is feasible.

لوکل

اوپننگ سیریمنی

۱۲ ماہ حال کو وقت صبح کے قصبہ اترولي میں جو اس ضلع کي ایک تحصیل کا ہیڈ کوارٹر ھی روئي کے ایک پریس کے جاري ھونے پر ایک دلچسپ رسم عمل میں آئي *

اس پریس کے حصہ داروں نے جس کے سر برآوردہ ممبر مشرز رامچند اور ھر دیو داس رئیس ھاتھرس اور لالہ لکھو مل رئیس اترولي ھیں صاحب مجسٹریٹ و کلکٹر بہادر ضلع کو اس رسم کے ادا کرنے کي تکلیف دي تھي ' اور اکثر سرکاري اور غیر سرکاري یورپین اور ھندوستاني جنٹلمین بھي مدعو کیئے گئے تھے *

حاضرین جلسہ نے صاحب مجسٹریٹ مسٹر ڈبلیو - جے اي — لیٹن صاحب بہادر کا استقبال ایک شامیانہ میں کیا جو کوٹھي کے احاطہ کے اندر نصب اور نہایت لطف کے ساتھہ آراستہ کیا گیا تھا — ھندوستاني بینڈ بھي اُس وقت باجا بجا رھا تھا — حصہ داروں کي طرف سے ایک ایڈریس جس میں صاحب مجسٹریٹ بہادر کا خیر مقدم کیا گیا تھا پڑھي گئي ' اور صاحب ممدوح نے نہایت موزوں الفاظ میں اُس کا جواب دیا — صاحب مجسٹریٹ بہادر نے اس پریس کي کامیابي کے ساتھہ ھمدردي ظاھر کرنے کے بعد فرمایا کہ اس زمانہ میں تجارتي کارخانوں کا جاري کرنا نہایت مناسب اور ضروري اور کارآمد ھی — اس کے بعد صاحب ممدوح نے ایک چھوٹا سا پہیہ گھما کر جس سے تمام کل حرکت کرنے لگي پریس کے جاري کرنے کي رسم کو لوگوں کے نعرہ ھاے خوشي کے درمیان ادا فرمایا *

اس رسم کے ختم ھونے کے بعد صاحب مجسٹریٹ بہادر پھر شامیانہ کو واپس تشریف لے گئے اور عطر اور پان کے تقسیم کیئے جانے کے بعد جلسہ ختم ھوا *

جو عمدہ انتظامات پریس کے حصہ داروں نے اس جلسہ کے واسطے اور نیز اپنے ھندوستاني اور یورپین مہمانوں کي آسایش کے لیئے کیئے تھے اُن پر وہ مبارکبادي کے مستحق ھیں *

LOCAL.

Communicated

THE town of Atrauli, which is the head-quarters of a sub-division in this district, was the scene of an interesting ceremony on the morning of the 12th instant, on the occasion of the opening of a Cotton Jinning Mill.

The shareholders of the Mill of whom Messrs. Ram Chand and Hardeo Das of Hathras and Lala Nathoo Mal of Atrauli are the leading members, invited the Magistrate and Collector to perform the ceremony. Other European and Indian gentlemen, official as well as non-official, were also invited.

The District Magistrate, Mr. W. J. E. Lupton, was received by the audience in a Shamiana within the factory enclosure which was nicely decorated. An Indian Band played. An address welcoming the District Magistrate was read on behalf of the shareholders to which the District Magistrate replied in most appropriate terms. The District Magistrate, after wishing success to the Mill, pointed out the wisdom, necessity, and importance of commercial enterprises in these days. He then proceeded to perform the function of opening the Mill, which consisted in turning over a small wheel which set the whole machinery in motion, amidst loud cheers.

This being over, the Magistrate again returned to the Shamiana where after the distribution of *Attar* and *Pan* the ceremony was brought to a close.

The shareholders of this Mill are to be congratulated on the excellent arrangements they had made both for the ceremony and for the comforts of their guests, European and native.

دربار قیصري دھاي سنہ ۱۸۷۷ع

لارڈ لٹن کي رپورٹ

(مترجمہ کارپردازان علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ)

(واسطے سلسلہ کے دیکھو صفحہ — ۱۲۹ مطبوعہ ۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ع)

سر ڈنکر راو (وزیر اعظم مہاراجہ سیندھیا) نے میرے ایک مشیر سے کہا کہ " اگر کوئي شخص اِس بات کو سمجھنا چاھے کہ انگریز کس وجہ سے ھندوستان کے مالک ھیں ' اور ضرور بالضرور ایسے ھي رھینگے تو وہ بادشاھي نشان کي مینارں پر جاوے اور وھاں سے اس عجیب و غریب لشکر پر نظر ڈالے — اُس کو چاھیئے کہ اس کیمپ کي ترتیب ' صفائي ' قاعدہ اور اُس کے تمام انتظام کي عمدگي پر غور کرے ' تو اُس کو فوراً معلوم ھوجاویگا کہ اُس کیمپ میں حکمراني کرنے کے ھر ایک استحقاق کا جو ایک قوم کو دوسري قوم پر حاصل ھو سکتا ھی خلاصہ موجود ھی " یہہ لطیفہ مجھکو ایک دوسرے لطیفہ کي یاد دلاتا ھی جس کو سنکر شاید حضور بہت خوش ھونگي — یعني مہاراجہ ھولکر نے جبکہ میں اُن سے رخصت ھوا مجھہ سے کہا کہ " ھندوستان ابتک پتھروں کا ایک بڑا ڈھیر تھا جن میں سے بعض بڑے بڑے اور بعض چھوٹے تھے — اب مکان تعمیر ھو گیا ھی اور چھت سے لیکر بنیاد تک اُس کا ھر ایک پتھر ٹھیک مقام پر لگا ھوا ھی " — میں خیال کرتا ھوں کہ ھمارے یورپین خان قلات اور اُن کے وحشي سرداروں کو

خاصکر بڑے شوق اور دلچسپي کے ساتھہ دیکھتے تھے — معلوم ہوتا ہی کہ خود خان موصوف اور اُن کے تمام سرداروں پر اِس دربار کا اس قدر اثر ہوا ہی جس کي کہ منجیہ کو توقع نہ تھي ایک سال سے کچھہ کم عرصہ ہوا کہ وہ سب ایک دوسرے کے ساتھہ برسر جنگ تھے ' لیکن دھلي سے جاتے وقت وہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے ' اور اُن کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ جو حکومت اُنہوں نے وہاں بچشم خود مشاہدہ کي اُس کي مصمم یہہ نیت ہی کہ وہ آیندہ سے صلح و امن کے ساتھہ رہیں ' اور اپنے جھگڑوں سے اُس کي سرحد پر فتور برپا نہ کریں — خان موصوف نے ایک نشان کے ملنے کي درخواست کي — ہرمجسٹي سے اِس بات کي تشریح کي گئي کہ نشانات صرف حضور کے ملازمت سرداروں کو دیئے جاتے ہیں ' اور چونکہ وہ ایک خود مختار سردار تھے اِس لیئے اُن کو کوئي نشان بغیر اس کے کہ اُن کي خود مختاري میں خلل واقع ہو نہیں دیا جا سکتا تھا — خان موصوف نے جواب دیا — " لیکن میں حضور قیصر ہند کا ایک ملازمت سردار ہوں اور میں ایسا ہي خیر خواہ اور تابعدار ہوں جیسا کہ کوئي دوسرا سردار ہی — میں ایک خود مختار سردار نہیں ہونا چاہتا ہوں ' اور میري تمنا ہی کہ میرا نشان بھي باقي تمام سرداروں کے نشانات کي مانند ہو — پس براہ مہرباني منجھکو ایک نشان عنایت فرمایا جاوے " *

جو خیالات چترال اور یسین کے ایلچي اور سردار جو اور بھي زیادہ وحشي ہیں دھلي سے اپنے ساتھہ لیجاوینگے اور ہماري سرحد کے اُس بڑے حصہ میں پھیلاوینگے جہاں کہ لوگ گورنمنٹ انگریزي کے وجود سے بجز اس کے کہ وہ ایک نہایت کمزور سلطنت ہی ' اور جس کي نسبت کافرستان میں عموما یہہ خیال کیا جاتا ہی کہ وہ روس سے نہایت خایف ہی واقف نہیں ہیں ' اُن سے منجھکو رفتہ رفتہ نہایت عمدہ نتیجہ کے پیدا ہونے کي توقع ہی — دو برھمي سرداروں نے جو برھما کے بعید ترین حصہ سے آئے تھے منجھہ سے کہا کہ " برھما کا بادشاہ خیال کرتا ہی کہ دنیا میں وہ سب سے بڑا بادشاہ ہی — جس وقت ہم واپس جاوینگے تو ہم اُس کي تمام رعایا سے کہیں گے کہ وہ کچھہ چیز نہیں ہی — جب سے دنیا پیدا ہوئي ہی اُس وقت سے کوئي ایسي سلطنت نہیں ہوئي ہی جیسي کہ ہم نے یہاں دیکھي ہی " — جو خیالات دھلي میں رہ کر ان لوگوں کے دل میں پیدا ہوئے ہیں اور جو کچھہ اُنہوں نے یہاں دیکھا بھالا ہی اُس کا وہ ایک روز نامچہ لکھہ رہے ہیں ' اور اُنہوں نے میرے پاس اُس کے ایک نسخہ کے بھیجنے کا وعدہ کیا ہی — منجھکو کچھہ شبہہ نہیں ہی کہ وہ نہایت عجیب اور دلچسپ ہوگا — مہاراجہ صاحب کشمیر اور چند دوسرے ہندوستاني سرداروں نے حضور کي خدمت میں نذر پیش کیا شاہي تاج کے نذر کرنے کي خواہش ظاہر کي تھي ' لیکن چونکہ ہر ایک سردار اس بات پر اصرار کرتا ہی کہ یہہ تاج خاص اُسي کا عدیہ ہو اس لیئے میں نے اس خیال کو روک دیا ہی ' کیونکہ اگر وہ پورا کیا جاوے تو حضور کو مختلف اقسام کے چھہ سات تاجوں کے پیش ہونے سے پریشاني ہوگي اور نذر کرنے والوں کے درمیان سخت رشک پیدا ہوگا — راجپوتانہ کے سردار ذکر کر رہے ہیں کہ جس مقام پر دربار قیصري ہوا تھي وہاں وہ قیصر ہند کي سنگ مرمر کي ایک اسٹیچو بنواوینگے ' اور چند ہندوستاني سرداروں نے منجھہ سے یہاں یا دیگر عمارات رفاہ عام کے تعمیر کرنے اور خیراتي کاموں کے جاري کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہی جو اس دربار کي یادگار میں حضور کے نام نامي سے موسوم ہونگي — مگر منجھکو پھر اپني رپورٹ کي جانب رجوع کرنا چاہیئے *

۲۹ دسمبر روز جمعہ ہندوستاني سرداروں سے ملاقات کرنے اور اُن کو تمغہ جات وغیرہ دینے گورنروں اور لفٹنٹ گورنروں کو نشانات اور ممبران کونسل اور دوسرے شخصوں کو جو اُن کے رہنے کے مستحق ہیں تمغوں کے تقسیم کرنے میں صرف ہوا ۳۰ دسمبر روز شنبہ کو میں نے خان قلات سے ' اور بعض سرداروں سے آخري ملاقات بارڈیر ' اور نظام حیدرآباد ' گائیکوار بڑودہ کے خاندان کي لیڈیوں اور بیگم صاحبہ بھوپال اور شہزادي ناجور سے ملاقات کي — سہ پہر کو میں نے بڑي دیر تک کونسل کا ایک نہایت ضروري اجلاس کیا جس میں ہم نے اخلاع قحط زدہ کے اِنتظام کیواسطے مختلف امور طے کیئے ' چونکہ نسبت ہم لوکل گورنمنٹوں کے ساتھہ خاطر خواہ فیصلہ نہ ہوسکنے اگر یہہ دربار قیصري نہ ہوتا جسکے باعث سے ہمکو مدراس اور بمبئي کے گورنروں کے ساتھہ ذاتي مشورہ کرنے کا موقع حاصل ہوا — میں حضور کو اِس بات کي اطلاع دیتے ہوئے سر فلپ وڈ ہوس کے حق میں واجبي سمجھتا ہوں کہ میرے نزدیک بمبئي میں وہ قحط کا اِنتظام عمدہ اصولوں پر نہایت خوبي کے ساتھہ کر رہے ہیں لیکن ہمکو مجبور ہوکر سر رچرڈ ٹیمپل کو مدراس بھیجنا تھا تاکہ روپیہ بے جا طور پر صرف نہونے پاوے — جو ہماري دانست میں اگر نہ روکا جاوے تو آخرکار پریزیڈنسي مذکور میں بہت سي جانوں کے تلف ہونے کا باعث ہوگا — سر فیر دربار قیصري کي بدولت جس میں اودھ کے تمام بڑے بڑے تعلقدار جمع ہوئے تھے میں اُن کے اتفاق رائے سے اودھ کو بہت جلد ممالک مغربي و شمالي کے ساتھہ شامل کرنے کے لیئے اِنتظامات کي امید ہوسکتي ہیں — حکومت یہہ بھي نہ دھاي کے عظیم الشان دربار کي بدولت بجاے اِس کے کہ وہ محض ایک نمایش تھا میں بہت سے اہم اِنتظامي مسئلوں کو قوراً خاطر خواہ طور پر طے کرسکا ہوں *

۳۱ دسمبر روز یکشنبہ — قحط کے کام اور دوسرے کاموں کے جمع ہوجانے کي وجہ سے منجھکو آج صبح سے لیکر دوپہر تک سخت محنت کرني پڑي — مگر سہ پہر کو میں خوب صورت قطب کي لاٹ کو معائنہ کرسکا (جو دھلي کے عجائبات میں سے ہی) جہاں کہ ڈیوک آف کنگھیم معہ اپني لڑکیوں (اور لارڈ اور لیڈي ڈون کے جو آج کل ہمارے پاس ٹھیرے ہوئے ہیں اور جن کي تشریف آوري لیڈي لٹن کے لیئے بڑے اطمینان اور ہم دونوں کے حق میں بڑي خوشي کا باعث ہی) وہاں کے کھنڈرات میں ہمارے ساتھہ کھانے پینے میں شریک ہوئے *

یکم جنوري روز دوشنبہ دربار قیصري کا دن تھا اور میں حضور کے روبرو اُس کي کیفیت بیان کرنے کا اِرادہ نہیں کرسکتا ہوں — خوش قسمتي سے موسم نہایت عمدہ تھا — ہرایک شخص جس نے اُس کو مشاہدہ کیا اِس راے میں متفق ہی کہ وہ نہایت عظیم‌الشان اور نہایت دلچسپ تماشہ تھا جیسا کہ کبھي اُنہوں نے نہیں دیکھا تھا — میں حضور کي خدمت میں اُس گنتگو کا خلاصہ ارسال کرتا ہوں جو میں نے سرداروں سے مخاطب ہوکر کي تھي — سہ پہر کو سرکاري کاروبار انجام دیا گیا اور ایک شاہانہ دعوت میں جو شام کو ہوئي مجھکو یہہ فخر حاصل ہوا کہ میں نے قیصر ہند کے نام سے حضور کي سلامتي کے تندرست کي تحریک کي — میں نہایت عاجزي کے ساتھہ اِس بات کي اِجازت چاہتا ہوں کہ جو الفاظ میں نے اِس پر افتخار اور نہایت پسندیدہ فرض کے انجام دینے وقت استعمال کیئے تھے اُن کي ایک رپورٹ حضور میں اِرسال کروں *

لارڈ لٹن نے دربار قیصري کي کیفیت بیان کرنے کا اِرادہ نہیں کیا ہی لیکن لارڈ ممدوح کي چٹھي کے تتمہ کے طور پر اِس رسم کي ایک مختصر کیفیت بیان کیجاتي ہی اِس دربار کے لیئے بیس بڑے بڑے خیمے کسي قدر فاصلہ پر ایک وسیع میدان کے قریب شہر دہلي کے شمال کي طرف استادہ کیئے گئے تھے — ان میں سے سب سے بڑے خیمہ میں جو شمال ایک انحراف دایرہ کے قریب آٹھہ سو فٹ لمبا تھا وایسراے کے تخت کے سامنے مدراس اور بمبئي کے گورنر، والیان ملک موجودہ دہلي معہ اپنے خاص خاص مصاحبوں کے اور مختلف اعلی درجہ کے سرکاري عہدہ دار بیٹھے ہوئے تھے، اور یہہ سب اس طرح پر بٹھائے گئے تھے کہ ہندوستاني سردار اعلی حکام کے ساتھہ ملے ہوئے تھے — باقي دو خیموں میں جو عقب میں وایسراے کے تخت کي جانب راست و چپ اِستادہ کیئے گئے تھے ایک گروہ کثیر تماشائیوں کا اور گورنر جنرل مقبوضات پرتگال واقع ہندوستان، خان خانان، غیرسلطنتوں کے ایلچي اور کانسل اور یوروپین اور ہندوستاني سردار اور شرفا جز ہندوستان کے ہرایک حصہ سے آئے تھے بیٹھے ہوئے تھے — گورنمنٹ انگریزي کي یوروپین اور ہندوستاني فوج اُس میدان میں جو لشکر کے گرد واقع تھا ایک وسیع دایرہ میں صف بستہ کھڑي ہوئي تھي — وایسراے دربار کے موقع پر دو پہر سے تھوڑي دیر بعد رونق افروز ہوئے، اور جو فوج جمع تھي اُس نے ایک شاہي سلامي سر کي — صدر دروازہ پر پہونچ کر وایسراے معہ لیڈي لٹن اور اپنے پرسنل اِسٹاف کے اپني گاڑي سے اُترے، اور معہ اپنے اسٹاف کے جو آگے آگے تھا جلوس کے ساتھہ تخت کي جانب بڑھے — ہز اکسلنسي طبقہ ستارہ ہند کا تمغہ اور لباس پہنے ہوئے تھے، اور تمام حاضرین دربار نے کھڑے ہوکر ہز اکسلنسي کا استقبال کیا اور جب تک ہز اکسلنسي تخت پر جلوہ افروز نہیں ہوئے اُس وقت تک باجے والے نیشنل اینتھم بجاتے رہے — اسکے بعد خاص منادي کرنیوالے نے اُس اشتہار کو جس میں حضور ملکہ معظمہ کے قیصر ہند ہونے کا اعلان کیا گیا تھا انگریزي میں اور اُس کے بعد فارین سکرٹري نے اُردو میں پڑھکر سنایا — اُس کے خاتمہ پر ۱۰۱ توپیں سلامي کي سر کي گئیں اور اُس کے ساتھہ فوج بھي جو باہر جمع تھي بندوقیں فیر کرتي رہي — شاہي نشان بلند کیا گیا اور باجے والوں نے پھر نیشنل اینتھم بجانا شروع کیا — تھوڑي دیر بعد وایسراے کھڑے ہوئے اور اہل دربار سے مخاطب ہوکر گنتگو فرمائي — اور اپني گنتگو کے خاتمہ پر باواز بلند اُس پیغام تاریخي کو پڑھکر سنایا جو حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند نے اُس روز اپنے نام سے ارسال فرمایا تھا — اس گنتگو کے ختم ہونے کے بعد تمام اہل‌دربار از خود کھڑے ہوگئے اور متواتر چیرز دینے میں فوج کے شریک ہوئے — اکثر سرداروں نے جو اُس وقت حاضر تھے مبارکباد دینے کے لیئے کوشش کي، مگر کوئي اُن کي بات کو نہ سن سکا — مہاراجہ سیندھیہ سب سے پہلے کھڑے ہوئے اور باواز بلند کہا کہ " شاہنشاہ بادشاہ — خداوند کریم حضور کو برکت دے — ہندوستان کے راجے اور سردار حضور کو دعا دیتے ہیں اور یہہ دعا مانگتے ہیں کہ حضور کي بادشاہت اور حکومت ہمیشہ قایم رہے " *

اِس طبع زاد گنتگو کي نسبت راے دیتے وقت لارڈ لٹن حضور ملکہ معظمہ کو تحریر فرماتے ہیں کہ " اُن کے (مہاراجہ سیندھیہ کے) الفاظ ایک خاص معني رکھتے ہیں جو تمام ہندوستان میں تسلیم کیئے جاتے ہیں گو اُن کے ترجمہ سے وہ ظاہر نہیں ہیں اور اُن کا ٹھیک ترجمہ انگریزي میں نہیں ہوسکتا ہی — جو الفاظ مہاراجہ سیندھیہ نے اپني نسبت اور اپنے بھائي دوسرے راجاؤں کي نسبت حضور کا مرتبہ ظاہر کرنے کے لیئے استعمال کیئے وہ ایسے الفاظ ہیں جن سے ہندوستان کے راجاؤں نے اب تک بڑي احتیاط کے ساتھہ اجتناب کیا ہی — کیونکہ اعلي الفاظ سے مراد ایسے ناطق احکام کے جاري کرنے سے ہی جن کي فرمان برداري لازمي و واجبي ہی — پس چونکہ یہہ الفاظ مہاراجہ سیندھیہ کي زبان سے بحیثیت قایم مقام تمام ہندوستاني راجاؤں اور سرداروں کے جو اُس وقت وہاں جمع تھے نکلے تھے، اِس لیئے اُن کے لحاظ سے ہندوستان میں حضور کي حکومت آیندہ بغیر کسي قسم کے شک و شبہہ کے ہمیشہ کے واسطے قایم ہوتي ہی *

اس کے بعد وایسراے کي چٹھي میں ملکہ معظمہ کو یہہ لکھا ہی — سہ شنبہ ۲ جنوري ہندوستاني والیان ملک کے ڈیپوٹیشنوں سے جن میں بہت سے آدمي شریک تھے ملاقات کرنے میں صرف ہوا — انمیں سے ایک سردار یعني ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر جودھپور نے ایم پریس کیپ جیتا تھا *

۳ جنوري روز چہار شنبہ خاص کر سوسالار جنگ اور مختلف پولیٹکل عہدہ داروں کے ساتھہ پرایویٹ ملاقاتوں میں صرف ہوا — لیکن میں نے اور لیڈي لٹن نے سپاہیوں کي ورزشوں کو دیکھا اور شب کو آتشبازي کي سیر کي جس میں تماشائیوں کا بڑا ہجوم تھا آتشبازي کے بعد میں نے گورنر جنرل گوا کو ایک الوداعي ڈنر دیا اور اُس کے بعد ایک بڑا جلسہ ریسپشن ملاقات) ہوا *

۵ جنوري روز جمعه کي صبح کو ميں نے تمام انگريزي فوج کو ملاحظه کيا اور اُس سے پہلے فوج نے تمام هندوستاني سرداروں کے روبرو جو دهلي ميں موجود تھے مارچ پاسٹ کي قواعد دکھائي تھي — حضور کي فوج کي شکل و صورت نهايت عمده معلوم هوتي تھي اور تمام قواعد بحيثيت ايک تماشه هونے کے خاص دربار قيصري سے کچھه کم پر رونق نه تھي *

مهاراجه صاحب بهادر سيندهيه و کشمير جو حضور کے دو آنريبي جنرل هيں اور نيز خان قلات اور بهت سے هندوستاني واليان ملک اس قواعد ميں موجود تھے ليکن دهوپ اسقدر تيز تھي که ميرے ايڈيکانگ لارڈ وليم بيسفورڈ کو جن کو اپنے دوست کپتان کليمن کي افسوسناک وفات سے سخت صدمه پهونچا بها کاپتي پر بهي بيهي غش آ گيا، اور درحقيقت ميں نهايت شکر گذار هوں که ميں نے بهه مشقت بجز اس کے که ميرا طلائي تمغه ڈيره کو جاتے وقت فيته سے علحده هوکر خاک ميں گر پڑا اور جس کو پوليس اب تک تلاش نهيں کرسکي هي بعد کسي زيادہ بڑے سخت حادثه کے برداشت کي — قواعد کے خاتمه پر ميں ليفٹ کے پاس گيا اور کمانڈروں سے مخاطب هوکر چند الفاظ کهے اور ميں اُن کي رپورٹ بهي اس عريضه کے ساتهه حضور کي خدمت ميں ارسال کرتا هوں *

ميں خيال کرتا هوں که ميں اس بات کا بيان کرنا بهول گيا که اگلے پنجشنبه کو تمام دن هندوستاني سرداروں کي الوداعي ملاقاتوں ميں صرف هوا نيز پنجشنبه کو ميں بحيثيت صدر انجمن هندوستاني سرداروں کے ايک چهوٹي سي کانفرنس ميں جو ميو کالج کے ساتهه دلچسپي رکهتے هيں شريک هوا *

هماري کارروائي کي ايک رپورٹ اس عريضه کے ساتهه منسلک هي

جمعه کي شام کو هم دهلي سے روانه هوئے دوسرے دن سنيچر کو ميں پٹياله ميں پهونچا اور وهاں کم سن مهاراجه کو گدي پر بٹهايا — اُن کي عمر صرف پانچ برس کي هي اور مجهکو اِس لڑکے پر جو نهايت هونهار معلوم هوتا هي بڑا رحم آيا که اُس کو ايک پبلک لائف کي مشکل جناب رسميات اِس قدر بے وقت ادا کرني پڑيں — شهر پٹياله نهايت خوبصورتي کے ساتهه آراسته کيا گيا تها اور معلوم هوتا تها که تمام باشندے بازاروں اور سڑکوں ميں جمع هوگئے هيں — اتوار کو هم نے اتياله ميں قيام کيا اور ۸ جنوري روز دوشنبه کو عليگڈه پهونچکر ميں نے محمدن کالج کا بنيادي پتهر رکها — اور ميں اُس کي کارروائي کي ايک رپورٹ ملفوف کرتا هوں — چند روز ميں ميں پهر للکنه پهونچ جاونگا اور سر جان اسٹريچي کے ساتهه جو هماري کرنسل کے ليئے بڑي تقويت کا باعث هيں ماه مارچ آينده کے واسطے بجٹ کا کام شروع کرونگا *

اب مجهکو صرف اِس بات کي درخواست کرنا هي که جس فياضي کے ساتهه حضور نے اُس کار عظيم کے متعلق جو اب خوش قسمتي سے بخوبي انجام کو پهونچ گيا هي بيش بها ترغيب سے عزت بخشي اُس کے عوض ميں از راه عنايت خسروانه ميرا دلي شکريه قبول فرمائيں اور اس بات کي التجا کرنا باقي هي که حضور دربار قيصري کي اس نهايت نا مکمل کيفيت کو از راه مهرباني معاف فرماوينگي — حقيقت يهه هي که جو کثرت کام کي پچهلے پندرہ روز کے اندر مجهپر رهي اُس کا اثر اب مجهکو معلوم هونا جاتا هي اور مجهکو انديشه هي که ميں اس لمبي اور خواه مخواه بے ترتيب چٹهي کے ذريعه سے اُس کامل کامياني کي پوري کيفيت جس پر ميں اپني عزيز اور معظم و مکرم ملکه قيصر هند کو اُن کي وفادار رعايا کي طرف سے مبارک باد دينے کي اجازت چاهتا هوں حضور کے زيور پيش کرنے سے قاصر رها هوں — ليکن مجهکو اُميد هي که اس واقعه کي کيفيت ايسے فلم سے جو بہ نسبت ميرے فلم کے کم درماندہ اور زيادہ پر دل چسپ لينے والا هوگا لکهي جاويگي، اور اُسکي کامياني کے در پردہ مگر پر مطالب ثبوت عرصه تک هماري قيصر هند کي حضور ميں اُنکي عظيم الشان سلطنت کے تمام اطراف و جوانب سے پهونچتے رهينگے *

صرف ايک اور خبر ايسي هي جسکي اطلاع ميں اس مطول چٹهي کے ختم کرنے سے پہلے حضور کو دينا چاهتا هوں يعني يهه که ميو کالج نے آخر کار علمي اتحاد کي نسبت ميري تجويز کو قبول کرليا هي اور ميرے ايلچي کے ساتهه اُنکے جوابات کي نسبت گفتگو کرنے کے ليئے اپنے دو وزير پشاور کو بهيجے هيں *

حضور کا وفادار و تابعدار خادم

لٹن

(از دهلي ٹيليگراف)

گولکنڈہ

مسٹر ملا باري مشهور معروف پارسي اخبار نويس اور مصنف نے تهوڑے زمانه سے ايک ماهوار رساله موسومه " ايسٹ اينڈ ويسٹ " يعني مشرق اور مغرب نکالنا شروع کيا هي — يهه رساله هندوستان ميں بلحاظ خوبي مضامين لا جواب هي اور انگلستان کے اعلي درجه کے رسالوں کا هم پله هي — اس رساله ميں نهايت مفيد اور دلچسپ مضامين ماه بماه شايع هوا کرتے هيں — هم اُميد بلکه التجا کرتے هيں که همارے انگريزي دان ناظرين جو اُس کي قيمت ادا کرنے کي استطاعت رکهتے هوں اس معزز اور نهايت مفيد رساله کي خريداري سے دريغ نه فرمائيں *

آج روز پنجشنبه جو جلد همارے پاس پهونچي هي اُس ميں گولکنڈه کے تاريخي حالات کي بابت ميجر هيگ کا ايک دلچسپ مضمون هي جس کا ترجمه يهه هي *

گولکنڈہ کا قلعه ايک ايسي پهاڑي پر بنا هوا هي جو بلا اتصال ايک ميدان ميں شهر حيدرآباد سے تقريبا ۷ ميل کے فاصله پر دريائے موسي کے

شمالي کنارہ پر واقع هی - قلعه کي عمارت تحفظ کے لحاظ سے بہت مضبوط هی اور اُس کے چہار طرف سنگین دیواریں هیں جن کے اندر وہ رقبه هی جس پر کسي زمانه میں قطب شاهي سلاطین کا دارالسلطنت آباد تها - شہر مدت گذیر سے ویران هی اور اب قلعه کے اندر ایک چهاوني هی جس میں هز هائنس نظام کي قواعد داں فوج کا ایک حصه رهتا هی — ریاست کا خزانه بهي یہاں رکها جاتا هی اور گو اصل قلعه ویراني کي حالت میں هی بعض عمارات اُس میں اب بهي آباد هیں اور کام میں لائي جاتي هیں *

یہه بات معلوم نہیں هی که اس پہاڑي کو حفاظت کے واسطے ابتداءً کب درست کیا گیا تها ، مگر بیان کیا جاتا هی که پیشتر کسي زمانه میں اُس پر ایک دهس یا خام قلعه واقع تها جس کو وجیانگر کے کسي راجه نے تعمیر کیا تها — اس کے ابتدائي حالات تاریخي بالکل معلوم نہیں هیں اور عالبا قطب شاهي سلاطین کے زمانه تک یہه جگهه خاص دخل لحاظ نه تهي — بعهد محمد شاه لشکري جو که بیرشوں بادشاه خاندان بهمني کا تها مالک تلنگانه میں فساد برپا هوا اور سلطان قلي جو که پیشتر ایک علاقه کا سپهسالار مقرر کیا گیا تها که امن و امان قایم کرے اور داکوں کو جو لوٹ مار کر رهے تهے زیر کرے یہه شخص قبل اپنی شاهي منصب کا منتخب تها اور چونکه بیگمات کو صوبه تلنگانه میں جاگیریں ملي هوئي نہیں ، اُن سب نے مل کر یہه کوشش کي که یہه خیر خواه اعلیحضرت فساد رفع کرنے کي غرض سے تعینات کیا جاوے تاکه اُن کے ذرایع آمدني میں خلل واقع نہو — اس نوجوان ترک نے اپنا فرض جس خوبي سے ادا کیا خود اُس کے معاونین کو بهي اندازه نه تها اس وقت سلطنت کي حالت ایسي نازک تهي که فوج کشي کرنے سے اُس کي بربادي مقصود تهي لهذا اس نوجوان افسر نے تدبیر اور ذاتي خوش اخلاقي سے کام لیا - چونکه اُس کو بہت مشکلات در پیش تهیں اُس نے بہت جلد فساد دور کردیا - اس کا یہه نتیجه هوا که بیگمات حرم اور دیگر امرا جن کي جاگیریں صوبه تلنگانه میں واقع تهیں سلطان قلي کے دوست اور مدد و معاون هوگئے *

بعهد محمود شاه جو محمد شاه لشکري کا وارث اور فرزند تها سلطان قلي ایوان سلطنت میں شمار هونے لگا - اُس کو قطب الملک کا خطاب ملا اور نیز گولکنڈه معه دیهات توابع و جوار بطور جاگیر عطا هوا - اس عطیه کے بعد تهوڑے عرصه میں وہ تلنگانه کي فوج کا کماندرانچیف مقرر هوا جس سے اُسکو اور بهي استحکام هوگیا — سنه ۹۱۸ هجري یعني سنه ۱۵۱۲ع میں قطب الملک نے بهي وهي طریقه اختیار کیا جو یوسف عادل خاں ، احمد نظام الملک اور فتح الله عماد الملک گورنران بیجاپور ، احمد نگر اور برار نے اختیار کیا تها - یعني گو وہ پیشتر بهي در واقع خود مختار تها مگر اب علانیه طور پر بهمني پادشاه کي جانب سے کام کرنا بند کردیا اور آزادي سے حکمراني کرنے لگا - اُس نے اپني خود مختاري کا با ضابطه اعلان کردیا اور گولکنڈه کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا - اس واقعه سے پیشتر سلطان قلي نے بجاے دهس کے ایک سنگي قلعه تعمیر کرلیا تها — اُس کي وفات کے بعد اُس کے وارث اس قلعه کي عمارت میں اضافه کرتے رهے - مثل اپنے همسایه عادل شاهي بادشاهان بیجاپور قطب شاهي سلاطین گولکنڈه کو عمارت کے معاملہ میں افراط تفریط نہیں تهي تاهم اس خاندان کے سلاطین نے بهي اچهي اچهي عمارات طیار کرائیں - محمد قلي چهارم بادشاه خاندان قطب شاهي نے اس قلعه میں بہت کچهه اضافه کیا اور نیز اپني سهولت کے واسطے شہر حیدرآباد کي بنا ڈالي - واضح هو که پہلا نام اس شہر کا بهاگ نگر تها - یہه نام مسماة بهاگ متي کے نام پر رکها گیا تها جو سلطان محمد قلي کے محلات میں هندو منکوحه تهي — عبدالله قطب شاه نے بهي سلطان محمد قلي کے بعد قلعه کي تعمیر پر پوري توجه کي اور نیز ایک وسیع انبار خانه اُس کے اندر تعمیر کرایا - اس انبار خانه کي بنا کا پته ایک کتبه سے ملتا هی جو اب تک قلعه میں موجود هی - اُس کا مضمون یہه هی " در عهد دولت پادشاه جم جاه مالک سره عبدالله قطب شاه بسعي بنده درگاه خیرات خاں این انبار خانه باتمام رسید - رجب المرجب سنه ۱۰۵۲ هجري " *

قلعه کے دروازه سے ملا هوا ایک سه منزله سابع خانه هی — جس پہاڑي پر قلعه کي اندروني عمارت واقع هی اُسکي چوٹي پر ایک بہت بڑا نمود بنا هوا هی جسکي چهت پر سے گردنواح کا پر فضا منظر دکهلائي دیتا هی - یہه قیاس کیا جا سکتا هی که اسي چهت پر شام کے وقت سلاطین قطب شاهي بیٹها کرتے تهے اور نیز اسي مقام سے اس خاندان کے اخیر بادشاه ابوالحسن نے اُس جنگ کا مشاهده کیا تها جو اُسکے اور شہنشاه دهلي کے درمیان اس مقصد سے هوئي تهي که جسطرح قطب شاهي سلطنت چهین لي گئي تهي اسي طرح قلعه بهي فتح کیا جاے *

هم اُس واقعه کو بیان کرنا چاهتے هیں جو گول کنڈه کي تواریخ میں سب سے زیادہ عظیم اور دلچسپ هی یعني اورنگ زیب کا حمله اور قطب شاهي خاندان کي بربادي - اپني جواني میں بعهد شاه جہاں اورنگ زیب صوبه دکن کا گورنر رها تها اور اُس نے اورنگ آباد کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا دیا — اُس نے اُسي زمانه میں یہه قصد کرلیا تها که جو دو خود مختار سلطنتیں دکن میں باقي تهیں یعني بیجاپور اور گول کنڈه اُن دونوں کو برباد کردے - بلکه گول کنڈه کي سلطنت اُسوقت بهي بال بال بچ گئي تهي - اِس واقعه کي حقیقت یہه هی که سنه ۱۰۶۶ هجري یعني ۶۶ - ۱۶۵۵ع میں میر جمله نے جو منجمله قوي تر ارکان سلطنت قطب شاهي تها اپنے پادشاه کو غرور اور سوتیلي کرکے ناراض کردیا تها - عبدالله قطب شاه کو یہه بهي معلوم هوا که میر جمله محلات شاهي سے بلکه خود عبدالله کي والده سے تعلق نا جایز رکهتا هی — قطب شاه نے حالت غصه میں اپنے ارادہ کا جو میر جمله کي سرکوبي کي بابته تها اظهار کردیا اور اسطرحپر یہه خبر خود میر جمله کو ایسے وقت میں معلوم هوگئي جبکه وہ شہر سے باهر تها - میر جمله نے خبر سننے کے بعد فوراً اورنگ زیب سے مراسلت شروع کردي - اُس سے پناه کا خواهاں هوا اور لکها که اگر آپ گولکنڈه فتح کرنا چاهیں تو هر طرحپر امداد دونگا اور یہه کام زیادہ مشکل نہیں هی — ادهر یہه هو رها تها

اودھر عبداللہ قطب شاہ نے میر جملہ کے فرزند میر محمد امین کو حراست میں کردیا — اورنگ زیب نے متواتر احکام بھیجے کہ میر محمد امین چھوڑ دیا جاے مگر قطب شاہ نے لحاظ نہ کیا اورنگ زیب نے اپنے والد شہنشاہ کي منظوري حاصل کرکے گولکنڈہ پر حملہ کرنے کي طیاري کردي - اورنگ زیب نے یہہ ترکیب کي کہ اپنے فرزند سلطان محمد کو گولکنڈہ کي سمت میں معہ جماعت کثیر اس حیلہ سے بھیجا کہ شہزادہ بنگال کو جارہا ھی تاکہ سلطان شجاع کي دختر سے شادي کرے — اپنے فرزند کے پیچھے خود اورنگ زیب کثیرالتعداد فوج لیکر روانہ ھوگیا - جب سلطان محمد سے حیدرآباد چھہ میل رھگیا تو عبداللہ قطب شاہ کو خوف پیدا ھوا اور جب اُس نے سنا کہ شاھزادے کے پیچھے پیچھے شاھي فوج بھي آرھي ھی تو پریشان ھوا اور جو کچھہ مال واسباب بیش قیمت تھ اُس کو لیکر حیدرآباد سے گولکنڈہ بھاگ گیا — نوجوان شاھزادہ حسین ساگر کے قریب خیمہ زن ھوا - اور چونکہ بادشاہ تو مقرر ھي ھو گیا تھا شہر حیدرآباد خوب لوٹا گیا — مغل بادشاہ کي اور گولکنڈہ کي فوج میں ایک جنگ بھي اسیوقت ھوئي جسمیں مغل فوج کو فتح ھوئي - یہہ حالت دیکھکر عبداللہ قطب‌شاہ نے چاھا کہ شہزادہ کو رضامند کرے ، مگرشاھزادہ نے جواب دیا کہ تاوقتیکہ میر جملہ کا کل مال اسباب اُس کے حوالہ نہ کردیا جاے مصالحت ممکن نہیں ھی — جبکہ شہزادہ اور عبداللہ کے درمیان یہہ گفتگو جاري تھي خود اورنگ زیب معہ فوج موقعہ پر پہونچگیا اور گولکنڈہ کا محاصرہ با قاعدہ طور سے شروع ھوگیا

قبل ازیں شہنشاہ دھلي نے اپنے گورنران مالوہ وغیرہ کو حکم دیدیا تھا کہ اورنگ زیب کي امداد کریں چنانچہ بموجب ھدایت شاھي شایستہ خاں گورنر مالوہ معہ دیگر اراکین موقعہ پر آگیا محاصرہ ھو رھا تھا اور قریب تھا کہ گولکنڈہ فتح ھو جاے کہ دفعتاً بادشاہ نے دھلي سے حکم بھیجدیا کہ جنگ ختم کردیجاے اور عبداللہ قطب شاہ کو معافي دیجاے اس زمانہ میں شاھجہاں پر اُس کے بڑے فرزند دارا شکوہ کا اثر زیادہ تھا ور غالباً دارا شکوہ نے بادشاہ کو یہہ خیال دلایا تھا کہ گولکنڈہ بہت زرخیز خطہ کا مرکز ھی اگر وہ فتح ھوگیا تو اورنگ زیب کي طاقت حد مناسب سے متجاوز ھو جائیگي — اورنگ زیب نے حکم شاھي کي بلا عذر تعمیل کي مگر جن شرایط سے اُس نے معافي دي اُن سے صاف ظاھر ھوتا ھی کہ گولکنڈہ میں کچھہ دم باقي نہ رھگیا تھا — اورنگ زیب نے کل صرفہ جنگ عبداللہ قطب شاہ سے وصول کرلیا اس کے علاوہ اُس کي دختر سے اپنے فرزند کا عقد کیا اور یہہ شرط کرالي کہ داماد وارث تخت و تاج ھوگا — میر جملہ کے اھل خاندان اور اُس کا کل مال و اسباب اورنگ زیب کے حوالہ کیا گیا بلکہ یہہ بھي گمان ھوتا ھی کہ عبد اللہ نے اپني والدہ سے بھي دست برداري کي — عبداللہ نے اپني دختر کو جہیز میں رام گڈہ کا علاقہ عطا کیا یہہ علاقہ شاھي علاقہ سے ملحق تھا اور اب اُس میں شامل ھوگیا - عبداللہ نے یہہ بھي قبول کرلیا کہ بادشاہ کا نام اپنے سکہ پر لکھے اور گویا اس طور پر سلطنت کا باجگذار ھوگیا — میر جملہ بھي اورنگ زیب کے اعلکاروں میں داخل ھوگیا اور شاھي فوج گولکنڈہ سے ھٹگئي - اورنگ زیب منتظر موقعہ تھا - گولکنڈہ تو اُسکے قبضہ میں شرایط نکاح کي روسے آنیوالا ھي تھا مگر وہ یہہ چاھتا تھا کہ بیجاپور اور خود دھلي پر قبضہ کرلے - اُسنے سمجھہ لیا ھوگا کہ اب سب سے پہلے دھلي کي طرف متوجہ ھونا چاھیئے اور اُسنے جو اپنے والد کے حکم کي تعمیل بلاعذر کي تھي اُس سے غالباً دھوکہ دینا مقصود تھا — اس کے بعد دوسال کے اندر وہ اپنے باپ اور بھائیوں کو مقید یا جلاوطن کرکے تخت نشین ھوگیا — بعض وجہات سے تخت نشیني کے بعد چند سال تک اُسکو گولکنڈہ کي طرف متوجہ ھونیکا موقعہ نہیں ملا مگر اُسکا دلي مقصد شروع سے یہہ تھا کہ دکن کي سلطنتوں کو زائل کرکے کابل سے راس کماري تک اپنا حکم جاري کردے *

(باقي آیندہ)

اطلاع بنام اُن نان آفیشل (غیر سرکاري) جنٹلمینوں کے جو دربار تاجپوشي میں جو ماہ جنوري سنہ ۱۹۰۳ع میں بمقام دھلي منعقد ھونے والا ھی شریک ھونگے اور جن کو پراونشیل کیمپ میں جگھہ دي جاویگي *

۱ — ممالک متحدہ کا پراونشیل کیمپ لارنس روڈ پر ممالک متوسطہ اور حیدرآباد کے کیمپوں کے متصل اُس مقام سے گوشہ شمال و مغرب کي طرف جہاں کہ روھتک کي سڑک نہر نجف گڑہ کو عبور ھی نصب کیا جاوے گا *

۲ — اس کیمپ کا ایک حصہ نان آفیشل ھندوستاني جنٹلمینوں کے واسطے علحدہ رکھا جاویگا — ھر ایک شخص کے خیموں کے لیئے جگہہ مقرر کي جاوے گي — عموما ایک یا دو خیمہ اور پانچ سے دس تک ھمراھي کافي ھونگے گو گورنمنٹ کي منظوري سے خاص خاص صورتوں میں اس حد سے تجاوز کرنے کا اختیار دیا گیا ھی نیز لشکر کے عقب میں گاڑیوں اور گھوڑوں وغیرہ کے لیئے جگہہ دي جاویگي *

Notice to Non-official Gentlemen attending the Coronation Darbar to be held at Delhi in January, 19 3, who will be accommodated in the Provincial Camp

1. The United Provinces Provincial Camp will be pitched on the Lawrence Road, close to the Camps of the Central Provinces and Hyderabad, to the north-west of the spot where the Rohtak road crosses the Najafgarh Canal.

2. One portion o this Camp will be set apart for non-official native gentlemen. Space will be allotted for the tents of each gentleman. Ordinarily one or two tents, and from five to ten followers, should suffice, though this limit has, with the sanction of Government, been allowed to be exceeded in special cases. Space will also be allotted in the rear of the Camp or carriages, horses &c.

۳ — جنٹل مینوں سے استدعا کیجاتي هی که وہ فوراً کمشنروں کي معرفت اُس تاریخ کي اطلاع دیں جبکه وہ اپنے خیموں کا اسباب اور اپنے گھوڑے اور سواریاں بشرطیکه اُن کا بھیجنا منظور هو روانه کرنا چاهتے هوں — یہه خیمے ایسے وقت پر روانه کرنے چاهیئیں که وہ یکم دسمبر سے پہلے دهلي میں پہونچ جاویں (نه که یکم نومبر سے پہلے جیسي که سابق میں اطلاع دي گئي تهي) *

۴ — نیز جنٹل مینوں کو فوراً براہ راست گورنمنٹ کو اُس تاریخ کي جب که وہ دهلي کو روانه هونا چاهتے هوں اور راسته اور وقت روانگي اطلاع دیني چاهیئے کي — یہه تاریخ اِس طرح پر مقرر کرني چاهیئے که وہ ۲۷ دسمبر تک دهلي میں پہونچ جاویں *

۵ — گورنمنٹ حکام ریلوے کو اُن تاریخوں کي اِطلاع دیدیگي تاکه وہ آمدرفت کے واسطے وقت پر اِنتظامات کرسکیں — واضح هو که حکام ریلوے بطور تخمینے کے یہه اِطلاع چاهتے هیں — جس قدر جگهه کي واقعي ضرورت هو اُس کي نسبت هرایک مہمان کو خود حکام ریلوے کے ساتهه خط و کتابت کرني چاهیئے *

۶ — صاحب ڈپٹي کمشنر دهلي اُن تخمینوں کے بموجب جو گورنمنٹ کے پاس بھیجیگي رسد کا اِنتظام کر رهے هیں *

۷ — جو رسمیات دهلي میں دربار کے موقعه پر ادا کي جاوینگي اُن کي نسبت آیندہ اِطلاعیں جلدي کي جاوینگي — مگر جو اِنتظام بالفعل کیا گیا هی اُس کا پروگرام حسب ذیل هی *

۲۹ دسمبر روز دوشنبه — رونق افروزي حضور وبسراے بہادر بوقت ۱۱ بجے ۳۰ منٹ صبح و روانگي جلوس شاهانه لشکر گاه تک *

۳۰ دسمبر روز سه شنبه — افتتاح نمایش گاه فنون و دستکاري هندوستان *

یکم جنوري روز پنجشنبه — دربار تاج پوشي بوقت دوپہر یا بوقت صبح قبل از دوپہر — اور اِسٹیٹ ڈنر وایسریگل کیمپ میں بوقت ۸ بجے شب *

۲ جنوري روز جمعه — آتش بازي و روشني بوقت ۱۰ بجے شب *

۳ جنوري روز شنبه — هندوستاني تمغه جات کے عطا کے لیئے ایک دربار قلعه میں بوقت ۹ بجے شب منعقد کیا جاویگا *

۴ جنوري روز یکشنبه — نماز بوقت ۱۱ بجے صبح *

۵ جنوري روز دوشنبه — هندوستاني سرداروں کے مصاحبوں اور ملازموں کا ملاحظه *

3 Gentlemen are requested to intimate at once, through Commissioners, the date on which they propose to despatch their camp equipage, and their horses and conveyances if intended to be sent. The tents should be despatched so as to arrive at Delhi not later than December 1st (not 1st November as formerly intimated).

4. Gentlemen should also intimate at once to Government direct the date on which they propose to leave for Delhi, and the route and time of departure. This date should be fixed so that they will arrive at Delhi not later than 27th December.

5. The Government will communicate the dates to the Railway authorities, so that timely arrangements may be made by them to meet the traffic. It should be understood that the Railway authorities require this information as an estimate. With reference to the actual accommodation required, each visitor should correspond himself with the Railway authorities.

6. The Deputy Commissioner of Delhi is arranging for supplies in accordance with estimates to be furnished by Government.

7. Notices of ceremonies to be observed at Delhi on the occasion of the Darbar will be issued. As at present arranged, the programme is as follows :—

Monday, 29th December...		Arrival of the Viceroy at 11-30 A.M., and State Procession to the Camp.
Tuesday, 30th	„ ...	Public Opening of the Indian Arts Exhibition.
Thursday, 1st January	...	Coronation Darbar at noon or early in the afternoon; and State Dinner in Viceregal Camp, 8 P.M.
Friday, 2nd	„ ...	Fireworks and Illuminations. 10 P.M.
Saturday, 3rd	„ ...	A Chapter of the Indian Orders will be held in the Fort at 9 P.M.
Sunday, 4th	„ ...	State Service, 11 A.M.
Monday, 5th	„ ...	Review of the Retainers of Native Chiefs.

Tuesday, 6th	„	...	State Ball in the Diwan-i-Am in the Fort.
Thursday, 8th	„	...	Review of British and Indian Troops, 11 A M.
Friday, 9th	„	...	Reception of Ruling Chiefs in Viceregal Camp.
Saturday, 10th	„	...	Public departure of the Viceroy.

8. Gentlemen are expected not to leave Delhi till after the departure of His Excellency the Viceroy, which will be on the 10th January.

9. A seat for each gentleman invited will be allotted in the block reserved for this Government in the Amphitheatre where the Darbar will be held. Tickets will be distributed later on.

It may be possible to allot two or three additional seats for relatives or friends of the gentlemen invited, if the names are sent in at once through the Commissioner of the Division, so as to enable this Government to secure tickets for seats.

10. If any assistance is required at Delhi by any gentleman or his representative, application may be made as follows :—

From 15th October to 15th November	To P. Bramley, Esq., District Superintendent of Police on duty at the United Provinces Camp at Delhi.
After 15th November ...	To H. T. Morgan, Esq., Under-Secretary to Government, Consular Camp, Delhi.

11. Notices giving further particulars will be issued from time to time, but application may be made in case of necessity for information on any point to the Commissioner of the Division in which the gentleman resides.

W. H. L. IMPEY,

Chief Secretary to Government,

United Provinces of Agra and Oudh.

The 26th September 1902.

۶ جنوري روز سه شنبه — اسٹیٹ ہال (سرکاري جلسه رقص و سرود) دیوان عام میں اندر قلعه کے *

۸ جنوري روز پنجشنبه — قواعد انگریزي اور هندوستاني فوجوں کي برقت ۱۱ بجے صبح *

۹ جنوري روز جمعه — ملاقات والیان ملک کي وئسریگل کیمپ میں *

۱۰ جنوري روز شنبه — روانگي حضور وایسراے بهادر پبلک طور پر *

۸ — یهه اُمید کیجاتي هی که جنٹل مین هز اکسلنسي وایسراے کي روانگي سے پهلے جو که ۱۰ جنوري کو عمل میں آویگي دهلي سے روانه نهوں *

۹ — جو صاحب مدعو کیئے گئے هیں اُن میں سے هر ایک کے لیئے اُس حصه میں جو ایم فیتھیٹر کے اندر جهاں که دربار منعقد هوگا گورنمنٹ هند کے لیئے مخصوص کیا گیا هی ایک نشست کي جگهه دي جاوے گي — ٹکٹ بعده تقسیم کیئے جاوینگے *

جو صاحب مدعو کیئے گئے هیں اُنکے رشته داروں یا دوستوں کے لیئے دو یا تین زاید نشستوں کا دینا ممکن هوگا بشرطیکه اُن کے نام فورا صاحب کمشنر قسمت کي معرفت بهیجدیئے جاویں تاکه یهه گورنمنٹ نشستوں کے لیئے ٹکٹ حاصل کرسکے *

۱۰ — اگر کسي جنٹل مین یا اُس کے قایم مقام کو دهلي میں کسي قسم کي مدد کي ضرورت هو تو درخواست حسب ذیل روانه کیجاوے *

۱۵ اکتوبر سے ۱۵ نومبر تک	نزد پي بریملي اسکوئر — ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس متعینه کیمپ ممالک متحدده بمقام دهلي *
بعد ۱۵ نومبر کے	نزد ایچ ٹي مارگن اسکوئر-انڈر سکرٹري گورنمنٹ ' کانسلر کیمپ دهلی

۱۱ — اس قسم کي اطلاعیں جن میں زاید تفصیل بیان کیجاویگي وقتا فوقتا جاري کیجاوینگي ' لیکن بحالت ضرورت کسي امر کي نسبت اطلاع حاصل کرنے کے لیئے اُس ڈویژن کے کمشنر کے پاس جس میں سائل رهتا هو درخواست کیجاسکتي هی *

ڈبلو ایچ ایل امپي

چیف سکرٹري گورنمنٹ

ممالک متحدہ آگرہ و اودہ

مورخه ۲۶ ستمبر سنه ۱۹۰۲ع

Supplement to the Aligarh Institute Gazette,

Thursday, 13th October 1902.

ضمیمہ اخبار علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

مطبوعہ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ ع

مختلف خبریں

قبل ازیں لکھا گیا تھا کہ ترکی کے سرحدی صوبہ میں فتنہ و فساد برپا ھی — ھفتہ گزشتہ میں بلکہ دو ھفتہ تک کوئی خاص خبر اِس بابت یورپ سے نہیں آئی — یہہ البتہ معلوم ھوا کہ شاہ روس کے چچا بعد مراسم درہ شپکا بخط مستقیم قسطنطنیہ تشریف لے گئے اور اُن کا جنگی جہاز محللات سلطانی کے متحاذ لنگر انداز ھی جس سے کسیقدر ناگواری ھوئی — اِس کے بعد ۱۵ اکتوبر کو اِنگریزی اخبارات نے یہہ خبر شایع کی کہ ترکی فوج اور مفسدان بلگیریا کے درمیان ۸ اور ۹ اکتوبر کو سخت معرکہ ھوا، جسمیں منجملہ تین سو مفسدوں کے چالیس مقتول اور ساٹھہ مجروح اور مقید ھوئے — واضح ھو کہ یہہ فساد (جسپر جنگ کا اطلاق نہیں ھوسکتا) درمیان سلطنت بلگیریا اور سلطنت عثمانیہ نہیں ھی، بلکہ اصلیت یہہ ھی کہ بلگیریا کے اغوا سے اُس سلطنت کے بعض اھل رعایا سلطنت عثمانیہ کی سرحد کو طی کرکے فساد کر رھے ھیں، چنانچہ سلطان نے یورپین سلاطین سے شکایت کی ھی کہ بلگیریا اپنی رعایا کو قابو میں نہیں رکھتی، اور مفسد لوگ سرحد طے کر آتے ھیں — اس فتنہ‌وفساد کا مرکز صوبہ میسیڈونیا ھی، اور یورپ میں صرف یہہ ھی صوبہ سلطان کے تابع رھگیا ھی — گلیڈ استون کا مشہور قول بعض ناظرین کو یاد ھوگا کہ ترکی کو بدھنا بوریہ لیکر یورپ سے نکالدینا چاھیئے — نہیں کہا جاسکتا کہ کب ایسا ھوگا مگر سامان ضرور مہیا ھیں *

صوبہ البینیا واقعہ سلطنت عثمانیہ میں روس اپنا جدید کانسل رکھنا چاھتا تھا، مگر سلطان کو اسکی منظوری میں تامل تھا، علاوہ ازیں خود باشندگان صوبہ مخالف تھے — کچھہ عرصہ ھوا کہ سلطان نے منظوری دیدی، اور ۱۵ اکتوبر کے تاروں سے معلوم ھوتا ھی کہ منجملہ باشندگان کے جو شخص خاص مخالف تھا وہ زیر اور مقید ھوگیا ھی *

سردار یحیی خاں اپنے داماد سابق امیر یعقوب خاں کے ساتھہ عرصہ تک ھندوستان میں نظر بند رھے — تھوڑا عرصہ ھوا کہ وہ کابل چلے گئے تھے اور اُن کی نواسی سے امیر حبیب‌اللہ نے عقد بھی کرلیا تھا — عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ سردار یحیی خاں کا اثر معاملات سلطنت میں روز افزوں ترقی کریگا، بالخصوص اس وجہ سے کہ امیر اپنی جدید بیگم صاحبہ سے بہت مانوس ھیں — مگر قضا نے سردار موصوف کو مہلت نہ دی — اگر وہ زندہ رھتے تو کیا عجب ھی کہ اُن کے داماد سردار یعقوب خاں کے حق میں بہتر ھوتا *

ھمنے ناظرین کی توجہ دھلی دربار کے متعلق کمپ نمبر ۳ کی جانب بالخصوص مبذول کی تھی — تازہ خبر سے معلوم ھوتا ھی کہ اب یہہ کمپ بھی پر ھوگیا *

محمدن کالیج کی تعطیل کلاں ختم ھوگئی — جدید یورپین پروفیسر مسٹر ٹول (Mr. J. A. Towle) علیگڈھ آگئے اور آج جناب پرنسپل صاحب بھی تشریف لانے والے ھیں — نواب محسن‌الملک بہادر ابھی بمبئی سے روانہ نہیں ھوئے، مگر عنقریب تشریف لائینگے *

کانفرنس کے متعلق مولوی محمد عبدالاحد صاحب سکرٹری لوکل کمیٹی کی جانفشانی مدح اور شکریہ سے بالا ھی — علاوہ ازیں ایسے ھمدرد قوم کا شکریہ ادا کرنا خالی از اندیشہ نہیں ھی — وہ کہہ سکتے ھیں کہ میں جو کچھہ کرتا ھوں اپنی قوم کے واسطے کرتا ھوں — شکریہ کیسا — بھرکیف ھم کو مسرت ھی کہ دھلی میں سرگرمی سے کام ھو رھا ھی — مولوی انوار احمد صاحب ایجنٹ فی‌الحال ضلع بلیا میں محنت شافہ کر رھے ھیں، اور سید مصطفے حسین طالب علم کالیج ایجنٹ متعینہ لکھنو وھاں ایسی لیاقت سے کام کر رھے ھیں کہ ھمارے پاس معزز حضرات کے خاص خطوط اُن کی محنت اور قابلیت کے اعتراف میں آئے ھیں — کیا ان امور سے مسرت اور جرات نہیں ھوتی ؟ ایک معاملہ اس سلسلہ میں بالخصوص قابل ذکر ھی — یہہ بات کسی طرح مناسب نہیں ھی کہ عین اُسی موقعہ اور وقت پر رزولیوشن طیار کیئے جائیں — پس جن صاحبوں کو رزولیوشن پیش کرنے ھوں، براہ عنایت بلا توقف رزولیوشن طیار کرکے سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی کے دفتر میں بمقام علیگڈھ روانہ فرماویں *

صوبہ روھیلکھنڈ میں منجانب لوکل کمیٹی دھلی چودھری نعمت الہی صاحب بطور ایجنٹ کانفرنس تعینات ھوئے ھیں *

Prited and published by Mahomed Mumtaz-ud-din at the Institute Press Aligarh.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باھتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ھوا

واقعات اور رائیں

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

جس وقت هم نے اپنے گذشته پرچه میں صوبه اوده سے التجا کي تهي که کانفرنس کے معامله میں زیاده توجه کي جاے تو همکو یهه گمان بهي نه تها که هم کو اس قدر جلد اس بات کا موقع ملیگا که لکهنؤ کو جو صدر مقام اُس صوبه کا هی اُس کي توجه اور کوشش پر مبارکباد دیں — مگر همکو اس امر کي اطلاع سے مسرت هوئي که ۵ اکتوبر کو ایک باوقعت جلسه قومي مقاصد کے واسطے اس شهر میں بصدارت جناب مولوي سید علن صاحب هوا جس میں علاوه پر جوش تقریروں اور مفید رزولیوشن کے مبلغ پندره سو روپیه کا چنده بهي هوگیا — جناب سید علن صاحب کے نام نامي اور خصایل حمیده محتاج ایڈیٹوریل صراحت نهیں هیں مگر یهه بات البته قابل لحاظ هی که مدرسة العلوم علیگڈه اور محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کي تواریخ میں یهه پهلا موقعه تها که جناب ممدوح نے اُن کي امداد اور سرپرستي فرمائي هو — همکو اطلاع هوئي هی که اس موقعه پر بهي جناب سید صاحب کو کچهه تامل تها مگر نواب محسن الملک نے اول ایک تار دیا اور پهر ایک خط لکها اور ان دونوں تحریروں میں بحالت تامل و انکار پیش خدا فریاد کرنے کا ارادہ ظاهر کیا — نواب محسن الملک کے تار اور خط کو ناظرین اخبار هذا کے اول صفحه پر پائینگے *

انگریزي اخبارات سے معلوم هوتا هی که حیدرآباد میں کچهه عرصه سے جاگیر پائیگاه کے متعلق بعض اهم معاملات درپیش تهے جن کو حضور نظام نے حال میں طی فرمایا هی — ابتدا میں کل جاگیر جس کي آمدني تقریباً نصف کروز تهي نواب شمس الامرا کو واسطے اخراجات فوجي عطا هوئي تهي — رفته رفته یهه جاگیر تین حصص میں منقسم هوکر سر وقار الامرا سر خورشید جاه اور سر آسمان جاه کے قبضه میں آئي چونکه ان تینوں اُمرا نے انتقال کیا ورانت کے معاملات حضور نظام کے اجلاس میں پیش هوئے — بحالت موجوده صرف سر آسمان جاه کي جائداد سے تقریبا پچاس لاکهه محاصل هوتا هی اور صرف ایک بچه وارث هی سر خورشید جاه نے تقریبا پندره لاکهه کي جاگیر علاوه کثیر زر نقد چهوڑي — اُن کے دو فرزند نواب امام جنگ اور نواب ظفر جنگ هیں — سر وقار الملک نے بهي دو وارث چهوڑے مگر جائداد جس کي آمدني بارہ لاکهه هی مقروض هی — حضور نظام نے یهه فیصله صادر فرمایا هی که بلا لحاظ اس بات کے که وه اولاد اولی هی یا نهیں جو فرزند شاهي خاندان کي بیگم کے بطن سے هی وه وارث هوگا مگر بحیثیت متولي نه که بحیثیت مالک و مختار — پانیر کے ایک واقف کار کارسپانڈنٹ نے یهه راے دي هی که اب فوج پائیگاه کا رکهنا بے سود هی لهذا اُس کو بتدریج ڈسبینڈ کردیا جاوے اور سپاهیوں کو کاشتکاري میں لگا دیا جاے — علی هذا امرا کے واسطے آمدني (Civil List) ایک جزو علحده کرنے کے بعد باقیمانده محاصل داخل خزانه (Privy Purse) هونا چاهیئے *

هم نے ذکر کیا هی که لکهنؤ کے جلسه میں دلچسپ تقریریں هوئیں — ابهي همارے ایجنٹ سید مصطفی حسین صاحب نے جنکو هم مبارک باد دیتے هیں همکو مفصل اسپیچیں نهیں بهیجیں مگر نواب فتح نواز جنگ بهادر بیرسٹر ایٹ لا کي نهایت پر مغز اسپیچ کا ایک حصه جو بالخصوص علماء دین کي توجه کے قابل هی هم ذیل میں درج کرتے هیں *

" اب انصاف کهیئے که اس زمانه میں جبکه زبان انگریزي میں هزاروں کتابیں رد اسلام میں لکهي جارهي هیں جو خیالات کو برهم کرتي هیں آیا علما کا فرض هی یا نهیں که خود انگریزي پڑهیں اور دین کي حفاظت کریں ان کتابوں کي تردید لکهیں — آیا یهه ضرور هی یا نهیں که یهه علماء دین تعلیم کے صیغه میں دلچسپي لیں اور اپني راے اور حکم سے اُس تعلیم کو اس طرح چلائیں که دین کي حفاظت هو — علیگڈه کالج جو مسلمانوں کا کالج هی هر مسلمان کو راے دینے کا حق هی اگر علماء اُس میں شریک هوں اور اُسکي تعلیم دینیات کو اپنے هاتهه میں لیں تو یهه هزارها مسلمان طالب علموں کي هدایت کا موجب هو برخلاف اس کے اگر همارے علماء یهه سب تماشا دیکهیں اور اپنے گهروں میں بیٹهے رهیں تو اُنهوں نے هرگز اپني فرضي هدایت کو ادا نهیں کیا — یهه اعتراض که اُن کي هدایت پر تعمیل نهیں کیجاتي اولاً اُس وقت هو سکتا هی که وه همارے شریک هوں اپني آنکهه سے کالج کو دیکهیں تعلیم جس طرح هوتي هی اُس کو دیکهیں احکام صادر فرمائیں اور پهر اُن احکام کي اگر تعمیل نهو تو بلا شبهه هم لوگ مجرم هیں علاوه اس کے اُن کا فرض هدایت کرنے کا هی هم اگر نه مانیں تو عنداللہ ماخوذ هونگے مگر یهه عذر علما کا پیش خدا نهیں سنا جائیگا که چونکه اُن کو ظن غالب تها که اُن کي هدایت پر عمل نهوگا لهذا وه هم سے جدا رهے اور اپنے فرضي امر بالمعروف و نهي عن المنکر کو ادا نهیں کیا " *

NEW BOOKS

BY

EX-STUDENTS OF M. A.-O. COLLEGE.

Mr Syed Amir Ali Bilgrami of King's College, Cambridge, has recently written an excellent brochure on English education in India. It has been printed at the Lawrence Asylum Press, Madras. In the course of a recent article on education the *Pioneer* referred to the brochure in favourable terms. It is really a work of merit which deals within a small compass with the features which chiefly distinguish English Universities from those in India. We do not know whether the brochure is on sale. But probably it can be had from the author whose address is,—Chudderghat, Hyderabad, Deccan.

We beg to thank the author for the present of a copy. It is not improbable that on another occasion we shall have more to say about it.

جدید

تصانیف سابق تلامذہ کالج

مسٹر سید امیر علی بلگرامی نے جن کی تعلیم کی تکمیل کیمبرج یونیورسٹی میں ہوئی ھی ایک مختصر مگر نہایت مفید مضمون بزبان انگریزی لکھا ھی اور یہہ مضمون ایک مجلد کتاب کی شکل میں لارنس اسائلم پریس مدراس میں طبع ہوا ھی - اس کا نام یہہ ھی " انگریزی تعلیم ہندوستان میں " اس کتاب کی پانیر نے بھی حال میں تعریف کی تھی اور واقعی یہہ اس قابل ھی کہ جو حضرات تعلیم سے دلچسپی رکھتے ھیں اس کا مطالعہ کریں -- اس کتاب میں نہایت خوبی کے ساتھہ دکھلایا گیا ھی کہ ہندوستان کے اور ولایت کے طرز تعلیم میں کیا تفاوت ھی *

ہم صحت سے نہیں کہہ سکتے کہ یہہ کتاب قیمتاً بھی مل سکتی ھی یا نہیں بہر کیف اگر شایقین مصنف کو بمقام چادر گہاٹ حیدرآباد دکن لکھینگے تو غالباً کتاب دستیاب ہوسکیگی *

جو جلد ہمارے پاس بطور ہدیہ بھیجی گئی ھی ہم اُس کا شکریہ ادا کرتے ھیں - اور اُمید کرتے ھیں آیندہ کسی موقعہ پر ہم اس کتاب کی بابت کچھہ بالتفصیل لکھہ سکینگے *

IMPORTANT.

ENGLISH BLANKETS ! SPECIAL OFFER ! !

Owing to our first consignment of English Blankets having arrived earlier than was expected this season, and with a view to make room for other consignments expected shortly, we are selling the following English Blankets at the following cheap prices :—Scarlet Blankets (superior quality) 100 by 50, Rs. 2-12 ; White Blankets 100 by 50, Rs. 2 ; Scarlet Blankets 96 by 50, Rs. 1-14 ; Scarlet Blankets (small) 84 by 48, Rs 1-10 ; Grey Blankets (large) 96 by 50, Rs 2-4 ; Cooli (Brown) Blankets 84 by 50, Rs. 1-14 ; and Army Blankets, Rs. 2 each.

The Imprimis English Camera. This is a marvel. Be up to date and buy one. Simple enough for a beginner, good enough for an expert. For Portrait, Landscape and Marine work, with double dark slide and hand-book on photography. Price Rs. 5.

Apply to :—

MESSRS. HARRY & Co,

69. Harrison Road,

CALCUTTA.

رسالۃ التوحید

یہہ کتاب عربی زبان میں مصر کے ایک مشہور اور زبردست فاضل شیخ محمد عبدہ المصری کی جدید تصنیف ھی جس کی بعض نہایت اہم اور ضروری فصلوں کا ترجمہ مولوی رشید احمد صاحب انصاری نے علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شایع کیا تھا جس کی کچھہ جلدیں کتاب کی شکل میں علحدہ بھی چھاپی گئی ھیں - قیمت فی جلد ایکروپیہ - منیجر ڈیوٹی شاپ مدرسۃالعلوم علیگڈہ سے درخواست کرنے پر مل سکتا ھی *

ثالث بالخیر

دلچسپ ترکی قصہ کا ترجمہ

جس کے مولف مسٹر سجاد حیدر بی - اے - ھیں مترجم سے بمقام مدرسۃالعلوم علیگڈہ مل سکتا ھی *

قیمت فی جلد ٥

اطلاع

ہمکو ناظرین کی خدمت میں اس امر کی اطلاع کرنا ضروری ھی کہ گذشتہ ہفتہ میں بوجہہ تعطیل دسہرہ اخبار کا وقت پر نکلنا ممکن نہ تھا اس لیئے وہ پرچہ نہیں نکالا گیا *

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈہ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 43. } THURSDAY, 23rd OCT. 1902. روز پنجشنبہ ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ ع { سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۴۳ }

فہرست مضامین

		صفحہ نمبر
آنریري سکرٹري	(صرف اُردو) ...	۶۴۷
افسوس ناک واقعہ	(صرف اُردو) ...	۶۴۷
ندوۃ العلما	(انگریزي معہ ترجمہ) ...	۶۵۳-۶۴۸
ہندوستان کے حفظان صحت کا رہنما	(انگریزي معہ ترجمہ)	۶۶۰-۶۵۳
عربي بول چال	(صرف اُردو) ...	۶۶۰
واقعات اور رائیں	(صرف اُردو) ...	۶۶۲-۶۶۰
اشتہارات	(صرف اُردو) ...	۶۶۲

آنریري سکرٹري مدرسۃ العلوم

نواب محسن الملک بہادر آنریري سکرٹري کالج دوشنبہ گذشتہ کو بمبئي سے علیگڈھ واپس آئے ہیں *

افسوسناک واقعہ

اِس ہفتہ کے واقعات میں ایک نہایت اندوہناک واقعہ جو غالباً ہندوستان کے مسلمانوں میں نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ پڑھا جاویگا یہہ ہی کہ شمس العلماء مولوي سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوي نے ایک سو دس برس کي عمر میں دس مہینہ کي طویل علالت کے بعد ۱۰ رجب یوم دوشنبہ کو مابین المغرب والعشا انتقال فرمایا اور اُن کي وفات سے ہندوستان میں حدیث کا چراغ گل ہوگیا " انا للہ و انا الیہ راجعون " — آپ قصبہ سورج گڈہ ضلع مونگیر کے خاندان سادات میں سے تھے جس کے مورث عالمگیر کے عہد میں عہدہ قضا پر مامور تھے — ابتدائي تعلیم آپ نے غالباً اپنے وطن میں حاصل کي — عنفوان شباب میں آپ دھلي میں وارد ہوئے جو اُس وقت ہندوستان میں علم اور شائستگي کا مرکز تھا — اور دینیات کي کتابیں حضرت مولانا شاہ اسحق صاحب اور مولانا عبدالخالق صاحب سے پڑھیں - اگرچہ آپ کو بالمشافہ شاہ صاحب کے حلقہ درس میں شریک ہونے کا موقع نہیں ملا مگر اس میں شک نہیں کہ آپ کو حضرت شاہ صاحب کي خدمت میں نسبت تلمذ ہی چنانچہ مولانا قطب الدین نے اپني کسي تصنیف میں اس امر کي تصریح کي ہی — آپ ایک جید فاضل اور مسلم الثبوت محدث تھے روایات فقہي کا جو استحضار آپ کو حاصل تھا وہ محتاج بیان نہیں ہی — آپ کے مناقب میں صرف اِس قدر بیان کر دینا کافي ہی کہ آپ نصف صدي سے زیادہ عرصہ تک علم حدیث کي تدریس میں مصروف رہی اور عمر کا ایک معتدبہ حصہ اِس متبرک علم کي خدمت میں بسر ہوا — ہزارہا طالبان حدیث آپ کے حلقہ درس میں شریک ہوکر فیضیاب ہوئے — ہماري دعا ہی کہ خداوندتعالی مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرماوے اور اُن کے پس ماندوں کو صبر جمیل کي توفیق دے *

ندوۃالعلماء

ایک دلچسپ لکچر

ہمارے اکثر ناظرین بلا شبہہ اِس بات سے واقف ہیں کہ مسلمانوں کے [illegible] کی ایسوسی ایشن نے جو ندوۃالعلما کے نام سے مشہور ہی اپنا سالانہ جلسہ ۹ و ۱۰ اور ۱۱ ماہ حال کو امرتسر میں منعقد کیا — ہم جلسہ کی کارروائی پر اِس اخبار میں ریویو نہیں کرسکتے ہیں ' لیکن بشرط امکان ہم آیندہ کسی موقع پر اُس کی نسبت اپنی راے تحریر کرینگے — لیکن اِس اثنا میں ہم اپنے ناظرین اخبار کی توجہ اُس عمدہ لکچر کی جانب مائل کرنا چاہتے ہیں جو مولوی حبیب الرحمان خاں صاحب رئیس ضلع ہذا نے اس جلسہ میں دیا تھا *

اِس لکچر میں چند باتیں ایسی ہیں جو خاصکر ہماری توجہ کے لائق معلوم ہوئیں — چنانچہ ہم اُن میں سے ہر ایک امر کی نسبت یکے بعد دیگرے لکھتے ہیں — لکچرار نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہی کہ ترقی کی موجودہ حالت میں مسلمانوں نے اہل یورپ کی شایستگی کی صرف ظاہری باتیں یعنی کھانے اور پہننے کا طریقہ اختیار کرلیا ہی — جو ترقی اِس پیرایہ میں ہوئی ہی اُس کو وہ پسند نہیں کرتے ہیں — جو بات وہ چاہتے ہیں وہ یہہ ہی کہ پہلے اِس سے کہ ہم کسی یورپین کی تقلید دوسری باتوں میں کریں ' ہمکو اُس کی اخلاقی صفتیں اختیار کرنی واجب ہیں لکچرار سے اختلاف کرنا ناممکن ہی — کوئی شخص یہہ نہ کہیگا کہ اہل یورپ کی عمدہ صفتوں کے اختیار کرنے سے پہلے اُن کا لباس اختیار کیا جاوے — لیکن ایک امر واقعی ایسا ہی جس کی نسبت ہم صاحب لکچرار سے اختلاف کرنے پر اپنے تئیں مجبور پاتے ہیں — ہمارا یہہ خیال نہیں ہی کہ اہل یورپ کی صرف ظاہری باتیں اُس فرقہ نے اختیار کی ہیں جن کی طرف لکچرار کا صریح اشارہ معلوم ہوتا ہی — جو اخلاقی اور عملی ترقی فی زمانہ ہو رہی ہی ' گو وہ بلحاظ رفتار کتنی ہی آہستہ اور بلحاظ فوط ہمدردی نا قابل اطمینان ہو تاہم اِس امر میں کہ ہر ایک بات میں ترقی ہو رہی ہی کچھہ کلام نہیں ہوسکتا — حالت موجودہ جبکہ جملہ امور میں تغیر تبدل جاری ہی قوم کی اخلاقی اور دماغی ترقی کی وسعت کا اندازہ کرنا کچھہ آسان کام نہیں ہی — علاوہ اس کے ہمکو بلحاظ مصلحت اس امر کی نسبت زیادہ بحث کرنے میں توقف کامل ہی — لیکن ہم اس بات کے ثابت کرنے کے لیئے کہ گورنمنٹ کے اعلی درجہ عہدہ داروں نے یہہ راے ظاہر کی ہی کہ نئی پود کی وجہ سے سرکاری محکموں کی اخلاقی حالت عمدہ ہوگئی ہی مستند راویوں کا حوالہ دے سکتے ہیں — علی ہذا قانونی پیشہ کی نسبت بھی اسی قسم کی شہادت مل سکتی ہی — چونکہ اکثر نوجوان مسلمان اپنی تعلیم کے ختم کرنے کے بعد ان دونوں میں سے کسی نہ کسی پیشہ کو اختیار کرتے ہیں ' اس لیئے ہماری دانست

THE NUDWAT-UL-ULMA.

An interesting Lecture.

Most of our readers are, no doubt, aware that the Association of Mahomedan divines known as the Nudwat-ul-ulma, held its Annual Sessions at Amritsar on the 9th, 10th and 11th instant. We are unable to review the proceedings in this issue, but, if possible, we shall do so on another occasion. Meanwhile we desire to commend to the notice of our readers the excellent lecture delivered in the meeting by M. Habib-ur-Rahman Khan, a Rais of this district.

There are a few points in this lecture which specially attracted our attention. We shall take them one by one. The lecturer has come to the conclusion that at the present stage of development Mahomedans have adopted only the externals of European civilisation *i. e.* its mode of living and dress. He does not seem to approve of progress in this shape. What he desires is that we should adopt the moral virtues of the European before we ape him in other respects. To differ from the lecturer is impossible. No body will say that the European's dress should be assumed before the European's virtues are adopted. There is, however, one point of fact on which we find ourselves in disagreement with the lecturer. We do not think the European's externals only have been adopted by the class of people to whom the lecturer's reference is obviously intended. However slow, and, from a patriotic point of view, unsatisfactory may be the moral and intellectual progress which is being made, progress there undoubtedly is [illegible]ong the line. It is not easy, in the present state of transition, to gauge the extent the community's moral and intellectual progress. Moreover we have some hesitation in enlarging on the point on the ground of propriety. But we could quote authorities to show that some of the highest officers of Government have expressed the opinion that the moral tone of the services has been raised in consequence of the infusion of new blood. Similar evidence is available with regard to the legal profession. As most young Mahomedans, after completing their education, enter one of these walks of life, the test we have suggested and the testimony we have brought forward, are, we think, both relevant and conclusive. The question to which we referred is an issue of fact. We

میں جو معیار ہم نے قرار دي تھي اور جو ثبوت ہم نے پیش کیا ہی وہ مناسب اور قطعي ہی — جن امور کا اب تک ذکر تھا وہ واقعات سے متعلق ہیں — اب ہم تھوڑا سا اِس امر کي نسبت لکھنا چاہتے ہیں کہ یورپ کي شایستگي کي خارجي باتیں جو اختیار کي گئي ہیں اُن سے کیا بات ظاہر اور ثابت ہوتي ہی — یہہ معاملہ کم و بیش ہر شخص کي ذاتي راے سے تعلق رکھتا ہی — قابل اعتبار کي یہہ راے ہی کہ یہہ خارجي باتیں قابل لحاظ نہیں ہیں اور شاید في زمانہ وہ اُن کے رواج کو روکنا بھي واجب سمجھتے ہیں — لیکن اِس معاملہ میں ہماري راے جداگانہ ہی — ہماري راے میں یہہ خارجي باتیں جو اختیار کي گئي ہیں بہت اچھا شگون اور عمدہ علامت ہیں — ہمارے نزدیک اُن کو ظاہري علامات اُس ہمدردي کا تصور کرنا چاہیئے جو ہماري قوم یورپین آئین کے ساتھہ رکھتي ہی — بعض لوگوں کا یہہ خیال ہی کہ اُن سے صرف علامتہ تقلید کي خواہش پائي جاتي ہی — برخلاف اس کے ہمارا یہہ یقین ہی کہ اُن باتوں کي بنیاد وہ بیدار مغزي ہی جس کے باعث ہم لوگ رسم و رواج کي اُن قیود سے آزاد ہونا چاہتے ہیں جو علانیہ طور سے یا در پردہ مضرت ناک معلوم ہوں — نئي نسل کے اُن لوگوں کو جن کي عمر بیس سال سے کم ہی اس بات کا بمشکل اندازہ ہوسکتا ہی کہ بیس سال آگے ترکي کوٹ اور ٹوپي کا پہننا یا انگریزوں کے ساتھہ میز پر بیٹھکر کھانا کھا لینا کیسا اہم معاملہ تھا — لوگوں کو اس بات کا ہرگز یقین نہیں ہوتا تھا کہ کوئي شخص جو اُن کو عزیز ہو یا جس کي وقعت اُن کي نظروں میں ہی ایسے افعال کا مرتکب ہوسکتا ہی — ہم نے سنا ہی کہ ایک موقعہ پر لوگوں نے کہا کہ جب جانیں کہ سر سید احمد جو اسباب میں رہنما اور پیشوا تھے جس بات کي اپني تحریر اور تقریر میں تلقین کرتے تھے اُس پر خود بھي کاربند ہوں — اور اُن کو سخت استعجاب ہوا جب اُنہوں نے دیکھا کہ واقعي سر سید انگریزي لباس پہنتے ہیں اور یورپین کے ساتھہ خورد نوش سے پرہیز نہیں کرتے — گو اُس وقت سے زمانہ کا رنگ بہت کچھہ بدل گیا ہی تاہم اب بھي اُن خارجي اُمور کو اختیار کرنا جن کا ذکر ہی ضرور کسیقدر اخلاقي جرات کا ثبوت ہی *

جو مسلک ہمارا اِس معاملہ میں ہی وہ بآساني سمجھا جاسکتا ہی — ہم یہہ نہیں کہتے کہ " دیسي لباس کو ترک کردو اور اہل یورپ کے لباس اور بود باش اختیار کرو " لیکن اگر کوئي شخص اِس طرح پر عمل کرنا مناسب خیال کرے تو ہم سد راہ بھي نہ ہونگے — اگر کوئي شخص اپني زندگي کے بہترین حصہ کو یورپین زبانوں اور یورپین علوم کے سیکھنے میں صرف کرے ' اور اگر وہ در حقیقت اُن اخلاقي اور عقلي صفتوں کي خوبیوں کو سمجھہ لے جو اہل یورپ میں پائي جاتي ہیں تو یہہ بالکل ایک قدرتي بات ہی کہ وہ مثل اہل یورپ کے لباس اختیار کرے اور یوروپین طریقہ میں رہا کرے — ہمارے نزدیک یہہ خارجي باتیں منجملہ اُن مدارج کي ہیں جو ہمارے نوجوانوں کو طے کرنے پڑتے ہیں — گو وہ نسبتاً کیسي ہي چھوٹي باتیں کیوں نہوں ' لیکن ہم یقین کرتے ہیں کہ

shall now offer a few remarks as to the significance and meaning of the external aspects of European civilisation. This is more or less a matter of opinion. The learned lecturer considers they are unimportant and also perhaps that their adoption should be discouraged at present. We are of a different opinion. In our opinion they are a happy augury. They may be taken as outward tokens of the sympathy and respect our community has for most European institutions. Some people think they merely indicate a spirit of slavish imitation. We, on the other hand, believe they arise from the awakening which is in progress and from the readiness to cast off the shackles of any custom which may appear injurious either directly or indirectly. Young gentlemen of the generation which is in its teens have no idea of what it meant twenty years ago to put on a Turkish coat and fez or to sit down at meals with Europeans. People never believed that some one whom they loved or respected could do either of these things. On one occasion, we believe, the late Sir Syed who was the pioneer and forerunner in this respect, was publicly challenged to practise what he preached. And lo and behold! the old gentleman, for he was old even then, took up the challenge and actually ate with Europeans. Things have greatly altered since those days, but even in our own day it requires a certain amount of moral courage to do some things which some of us consider the most ordinary things in the world.

Our own attitude in these matters is easily explained. We do not say "Discard the native costume. Dress like a European. Live like a European." But if any body thinks it fit to do so, we certainly shall not discourage him. If a man devotes the best years of his life to the study of European languages and science, if he really understands the excellence of moral and intellectual qualities which characterise Europeans, it is the most natural thing in the world for him to dress like a European and live in European style. To our mind they are a part of the process which young Mahomedans have to go through. However superficial they may

comparatively be, we believe they form a link in the chain of transition. From this point of view, we believe, things like dress and mode of living are more important than the lecturer would be willing, perhaps, to allow.

We give it to the lecturer to say that he highly appreciates European mode of living. In the course of his lecture he speaks in glowing terms of the additions made by Europeans to comforts of life. There can be no doubt that the learned gentleman desires to live in, and be of, the times, in which he is born. It is all the more pity, therefore, that he should have indulged in derisive remarks about the matter of dress. If, however, he has erred he has done so in good company. We remember a speech by a very exalted personage the gist of which is this "Imitate a European in his qualites of head and heart but let alone his dress." Why? The grounds which formed the basis of the exhortation were, we believe, more or less sentimental. Even if they were of a solid nature they could, we think, be opposed by reasons equally solid. We do not for a moment mean to say that every young man who puts on European dress, does so on solid grounds. But then, in every day life many things are done without premeditation on the part of each individual. All the same they often arise from distinct motives, and have a significance of their own, for the thoughtful. Be that as it may, of one thing we are certain. If there is any one who has no right to lift his finger against the adoption of European dress and ways, it is the Englishman. Let him remember the famous Persian couplet "you have thrown me into the deep sea and still you say 'beware, and do not get wet'".

There is another point which, we think, calls for comment. The lecturer has stated it as a fact that the moral condition of the community was better prior to 1857. We are quite willing to congratulate the community on its proximity to a better past. But we have grave doubts whether the historian will be equally willing to accept the statement. It is probably true that in the Imperial city of Delhi, to which the authorities quoted mainly refer, there were ormerly more *Khanqahs* or seats of moral and religious instruction than there are now. It is also probably true that

وہ تغیرات کي زنجیر میں بطور ایک کڑي کے ھیں — پس اس بنا پر اس قسم کي باتیں مثلاً پوشاک اور طریقہ اوقات بسري بہ نسبت اُس کے جیسا کہ شاید صاحب لکچر فرماتے ھیں زیادہ تر ضروري اور قابل وقعت ھیں *

ھمارا فرض ھی اس بات کا ظاھر کرنا کہ لکچرار صاحب یوروپین طرز زندگي کو پسند کرتے ھیں — چنانچہ اپنے لکچر کے ضمن میں اُنہوں نے نہایت ستایش آمیز الفاظ میں اُس ترقي کا ذکر کیا ھی جو اھل یورپ نے زندگي کي آسایشوں میں کي ھی — اس امر میں کوئي کلام نہیں ھوسکتا ھی کہ یہہ عالم جنٹلمین اُس زمانہ میں جس میں وہ پیدا ھوئے ھیں رھنا اور اُسکے مطابق عمل کرنا چاھتے ھیں — اسي وجہسے یہہ امر زیادہ تر افسوس کے لایق ھی کہ اُنہوں نے پوشاک کے معاملہ کي نسبت حقارت آمیز باتیں تحریر کي ھیں — لیکن اگر اُنہوں نے غلطي کي ھی، تو یہہ غلطي ایسي ھی جو بعض دیگر لایق اشخاص سے بھي سرزد ھوئي ھی — ھمکو ایک نہایت جلیل القدر شخص کي اسپیچ یاد ھی جسکا خلاصہ یہہ تھا " تمکو چاھیئے کہ دل و دماغ کي صفتوں میں ایک یوروپین کي تقلید کرو لیکن اُس کے لباس سے کچھہ سروکار مت رکھو" — ھم پوچھتے ھیں کہ کیوں ؟ ھم یقین کرتے ھیں کہ جن وجوھات پر یہہ ھدایت کي گئي تھي وہ کسیقدر خیالي تھیں — اگر اُنکي اصلیت کسي مضبوط بنا پر ھوتي تو بھي ھماري دانست میں اُن کي تردید میں مستحکم دلائل پیش کیئے جاسکتے تھے — ھماري مراد ھرگز اس بات کے کہنے سے یہہ نہیں ھی کہ ھر ایک نوجوان شخص جو یوروپین لباس اختیار کرتا ھی معقول وجوھات پر ایسا کرتا ھی — لیکن کار و بار روز مرہ میں بہت سي باتیں ھر ایک شخص کي جانب سے بغیر سوچے سمجھے ظہور میں آتي ھیں — مگر اس کے یہہ معني نہیں ھیں کہ وہ فعل عبث ھیں اور دانشمندوں کي نظر میں خاص معني نہیں رکھتیں — گو کچھہ ھي کیوں نہو، لیکن ایک بات کا تو ھمکو پورا یقین ھی یعني اگر کسي شخص کو یورپین لباس اور طریقوں کے برخلاف نکتہ چیني کرنے کا کوئي استحقاق حاصل نہیں ھی تو وہ شخص انگریز ھی — اُس کو فارسي کا وہ مشہور معروف شعر یاد رکھنا چاھیئے جسکا ترجمہ یہہ ھی کہ " تونے مجھکو گہرے سمندر میں پھینکدیا ھی، اور پھر بھي تو یہہ کہتا ھی کہ خبردار کپڑے تر مت کرنا"

ایک دوسري بات ھی جو ھمارے نزدیک قابل لحاظ ھی یعني صاحب لکچرار نے اِس بات کو بطور ایک اصل واقعہ کے بیان کیا ھی کہ لوگوں کي اخلاقي حالت سنہ ۱۸۵۷ ع سے پہلے زیادہ تر عمدہ تھي — ھم نہایت خوشي سے لوگوں کو اس بات پر مبارکباد دیتے ھیں کہ وہ اس بہتر زمانہ گذشتہ سے ابھي قریب ھیں — مگر ھم کو اس امر میں نہایت کلام ھی کہ آیا مورخ بھي اس بیان کو اسي طرح پر تسلیم کریگا یا نہیں — غالبا یہہ بات صحیح ھی کہ دھلي کے شہنشاھي شہر میں جس سے وہ مقولے جن کا حوالہ دیا گیا ھی خاصکر تعلق رکھتے ھیں

زمانہ حال کي بہ نسبت زیادہ تر خانقاہیں یا اخلاقي اور مذہبي درسگاہیں موجود تھیں — اور یہہ بھي غالبا صحیح ھی کہ اُس زمانہ میں مذہبي اور اخلاقي اثرا کے اس قسم کے مرکزوں کا بہ نسبت اُسکے جیسا کہ في زمانہ ممکن ھی زیادہ تر عروج تھا — لیکن گو یہہ واقعات في نفسہ عظیم کیوں نہ ھوں یہہ نہیں ثابت کرتے کہ شایستگي کي برکتیں جن میں اخلاقي تہذیب بھي شامل ھی اب بہ نسبت زمانہ سلف کے زیادہ تر کثرت سے پھیلي ھوئي نہیں ھیں — حقیقت یہہ ھی کہ اخلاقي خیالات کے معیار میں کسیقدر تغیر ھوگیا ھی — پس جن شخصوں کي دلچسپي کا انحصار مذھب پر ھی وہ بالطبع اس بات کو بہت کم سمجھہ سکتے ھیں بلکہ شاید اُس کي طرف اُن کا میلان بھي نہیں ھی کہ کسقدر زبردست دنیوي اثر اِس باب میں عمل کر رھے ھیں — گو یہہ معاملہ شاید عملي طور پر زیادہ تر ضروري نہیں ھی، لیکن اگر کسي مبہم بات کا صاف کرنا ایک عمدہ کام ھو تو ھم یقین کرتے ھیں کہ کوئي اور شخص اس معاملہ کي نسبت زیادہ تر آزادي اور تشریح کے ساتھہ بحث کریگا *

اب ھم امر اخیر پر جس کا ھم ذکر کرنا چاھتے ھیں نظر ڈالتے ھیں، یہہ بحث ایک نہایت اھم معاملہ سے متعلق ھی — لکچر کے خاتمہ پر قابل لکچرار نے ندوہ کے دارالعلوم واقع لکھنو کے اغراض و مقاصد کي نسبت بحث کي ھی — واضح ھو کہ یہي خاص عملي کام ھی جو ندوہ کر رھا ھی، اور یہہ ایک ایسا کام ھی جس میں بانیان مدرسہ کي تجویز کے بموجب زر کثیر کا صرف لازم آویگا — اس مدرسہ کے مقاصد نہایت پسندیدہ ھیں — یعني اُس کا مقصد ایسے عالم وفاضل مولویوں کا تیار کرنا ھی جو زمانہ موجودہ سے کسیقدر موافقت رکھتے ھوں، اور اس طرح پر موجودہ نسل اور آیندہ نسلوں کي مذھب اور نیکي کے راستہ پر رھنمائي کرنے کے قابل ھوں *

کوئي مسلمان ایسا نہیں ھی جو نہ دل سے ھر طرح پر اس مدرسہ کي بہبودي کا خواھاں نہو — اور چونکہ ھم اپنے تئیں اُس کے بھي خواھوں میں شمار کرتے ھیں اس لیئے ھم یہہ بات چاھتے ھیں کہ اس تجویز میں اسباب کامیابي موجود ھوں — صاحب لکچرار بیان فرماتے ھیں (جس کو ھم درحقیقت پہلے ھي سے جانتے تھے) کہ زبان انگریزي اس مدرسہ میں بطور سکنڈ لینگویج کے سکھائي جاویگي — یہہ خیال جہاں تک کہ اُسپر غور کیا جاوے ٹھیک معلوم ھوتا ھی، لیکن سوال یہہ ھی کہ آیا یہہ بخوبي کافي ھی یا نہیں ؟ — اس مدرسہ کے گریجوایٹ غالبا تھوڑي بہت واقفیت انگریزي سے حاصل کرسکینگے — اور ھم کو اس بات کے تسلیم کرنے میں بھي کچھہ تامل نہیں ھی کہ جہاں تک زبان انگریزي کي استعداد سے تعلق ھی یہہ گرایجوایٹ اوسط درجہ کے انٹرنس پاس شدوں کے ھم پلہ ھونگے — لیکن اِس سے زیادہ ھم کچھہ تسلیم نہیں کرسکتے — پس یہہ امر پھر بھي بحث طلب باقي رھیگا کہ آیا زبان انگریزي کي کسیقدر واقفیت حاصل کرنے سے اس مدرسہ کے گرایجوایٹ ھماري اگلي نسلوں

influence possessed greater
sible. But these facts, however
, do not prove that the blessings of civili-
al regeneration is included, are not now more
an they were in the old days. The fact is that
s of moral conceptions has undergone a change. Those
ple, therefore, whose interest is concentrated on religion, are naturally enough, slow to perceive, and perhaps unwilling to recognise, the immensity and power of the non-religious influences operating to the same end. The matter is not perhaps of much practical importance. But if it be meritorious to point out a fallacy, we trust, some one will deal with the matter more freely and fully.

When we come to the last point which we propose to notice, we touch upon a matter of great moment. Towards the close of the lecture the learned gentleman has dealt with the aims and objects of the Nudwa's Dar ul-uloom or school at Lucknow. It should be noted that this is the chief practical work which the Nudwa is doing, and it is an undertaking which, according to the founders' scheme, will involve a considerable outlay of money. The objects of the institution are most laudable. It aims at turning out learned theologians who should be in touch with the times they live in, and should thus be able to guide our present and future generations in the path of religion and rectitude.

There is not a Musulman (by the way, the plural of this word is not Musulmen) who will not cordially wish the school every possible success. And it is precisely because we count ourselves among its well-wishers that we want to be sure that the elements of success exist in the scheme. The lecturer tells us—what in fact we already knew—that English will be taught in the school as a second language. This is a step in the right direction so far as it goes; but the question is does it go far enough? The graduates of the institution will probably be able to acquire a smattering of English. We are willing to concede that so far as proficiency in the English language is concerned they will be equal to the average Entrance-passed. But here our concession must end. It must still remain an open question whether by acquiring some knowledge of the English language the graduates of the institution will be enabled to

fulfil towards our future generations the duties which the *Ulmas* of Yore performed towards our forefathers?

Our remarks have brought us to the threshold of some important, difficult and delicate questions. In considering these questions all one can do is to take his clue from the existing state of moral and religious beliefs and disbeliefs. If we can find out with some certainty what exactly are the forces which are militating against a more intense religious life in our own days, we can form some idea of what our *Ulamas* will have to cope with in the near and comparatively distant future.

We are unable and not too willing to enter upon a discussion of these questions. Gentlemen like the lecturer are better qualified to deal with them. The qualifications required are wide knowledge enlightenment, and sympathy with the younger generation. These M. Habib-ur-Rahman Khan possesses in an eminent degree. We invite him and the leaders of the Nudwa to take up the matter in right earnest. If they do so, we, at all events, should not be surprised if they come to the conclusion that their present scheme should be altered in some respects. We do not complain of want of sympathy on the part of the Nudwa with our College; but we are afraid, they have not realised that the institution is quite capable of turning out the exact type of men they want. What is wanted is encouragement and initiative on the part of *Ulmas* and financial help on the parts of the wealthy. We know that what we have said will raise a smile in some quarters. Well, there is a smile in these quarters too, but there is a difference of motives. We know what ideas are prevalent about the College. Some people will smile because they believe them to be correct. We smile because we believe them to be incorrect. We can name some young men, ex-students of this College, both of the *Sunni* and *Shia* persuasions, who are perfectly competent to satisfy the Nudwa's test. Poor Syed Agha Husain who was a *Shia* has joined the majority. Of the others, Qari Sarfaraz Husain has made a name for himself as an earnest champion of Islam. And there is another and still another whose modesty we shall

وہ تغیرات کی زنجیر میں بطور ایک کڑی ہوں گے یا نہیں جو زمانہ اس قسم کی باتیں مثلاً پوشاک ۔ ادا کرتے تھے ؟ *

اُس کے جیسا کہ شاید صاحب تحریر کیا ہی اُس کے بعد ہم کو بعض اہم قابل وقعت ہیں * ۔ کی نسبت گفتگو کرنی لازم آئی ہی — ان ۔ جو کچھہ ہم کرسکتے ہیں وہ یہہ ہی کہ ہم لوگوں ہمارا فرض ۔لاقی اور مذہبی اعتقادات اور غیر اعتقادات پر لحاظ کریں — زندگی ۔ کسیقدر وثوق کے ساتھہ یہہ بات معلوم کرسکیں کہ جو قوتیں ہمارے اُنکے میں سخت‌دین داری اور مذہبی عقاید کی پابندی کے برخلاف عمل کر رہی ہیں وہ ٹھیک ٹھیک کیا ہیں تو ہم اس بات کا کسیقدر اندازہ کرسکتے ہیں کہ ہمارے علما کو آیندہ زمانہ میں جو قریب تر ہی کیا کام کرنا پڑیگا *

ہم ان اُمور کی نسبت زیادہ تر بحث نہیں کرسکتے ہیں اور نہ کرنا چاہتے ہیں — کیونکہ صاحب لکچرار جیسے لایق و فایق شخص ہماری بہ نسبت ان معاملات پر زیادہ تر عمدگی کے ساتھہ بحث و گفتگو کرسکتے ہیں — جن قابلیتوں کی ضرورت ہی وہ یہہ ہیں — علمیت ، روشن خیالی اور موجودہ نسل کے لوگوں کے ساتھہ ہمدردی — یہہ صفتیں بدرجہ اولی مولوی حبیب‌الرحمن خاں میں موجود ہیں — ہم مولوی صاحب ممدوح اور ندوۃ‌العلما کے سرگروہوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ پر دلی توجہ فرماویں — اور اگر وہ ایسا کرینگے تو بہرکیف ہم کو اِس بات پر کچھہ تعجب نہوگا کہ آخرکار اُنکی یہہ راے قرار پاوے کہ اُن کی موجودہ تجویز میں بعض اُمور کے لحاظ سے ترمیم کی جاوے — ہم اپنے کالج کی نسبت ندوۃ‌العلما کی طرف سے ہمدردی کے نہونے کی کچھہ شکایت نہیں کرتے ہیں ، — لیکن ہم کو اِس بات کا اندیشہ ہی کہ مجلس موصوف نے اس بات کو بخوبی نہیں سمجھا ہی کہ ہمارا کالج ٹھیک اُسی قسم کے آدمیوں کے تیار کرنے کی بالکل قابلیت رکھتا ہی جیسے کہ اُس کو مطلوب ہیں — اگر ضرورت ہی تو صرف علما کی جانب سے ترغیب اور پیش قدمی کی اور متمول شخصوں کی جانب سے مالی امداد کی ہی — ہم جانتے ہیں کہ جو کچھہ ہم نے بیان کیا ہی اُس کو سنکر بعض لوگ ہنسینگے — بہتر ہی ، لیکن ہم بھی تو اِیک بات پر کسیقدر ہنستے ہیں — البتہ صرف ہمارے اور اُن کے اغراض میں یک گونہ اختلاف ہی — ہم کو معلوم ہی کہ کالج کی نسبت لوگوں کے عموما کیا خیالات ہیں — بعض شخص اس وجہ سے ہنسینگے کہ وہ ان خیالات کو یقیناً صحیح سمجھتے ہیں ، اور ہم اس وجہ سے ہنستے ہیں کہ ہمارے نزدیک وہ یقینا غلط ہیں — ہم اس کالج کے بعض سنی اور شیعہ طالب علمان سابق کے نام بیان کرسکتے ہیں ، جو اس کام کے پورا کرنے کی بخوبی قابلیت رکھتے ہیں جو ندوہ کی مد نظر ہی — سید آغا حسین جو شیعہ تھے انتقال کر گئے منجملہ دوسرے شخصوں کے قاری سرفراز حسین نے مذہب اسلام کی سرگرم حمایت میں بڑی نیکنامی حاصل کی ہی — اور اِسی وضع کی اور سابق طلبا

بھي ھے جن کا ھم نام ظاھر کرنا نہیں چاھتے ھیں — یہہ سب سرکاري ملازم ھیں ' گو اُن کو سرکاري ملازمت سے کچھہ مناسبت نہیں ھی — اگر ضروري روپیہ بہم پہونچ جاوے تو ھم اُن کو قلم کے کام سے علحدہ کرکے اُس کام میں لگاسکتے ھیں جس کے انجام دینے کي وہ نہایت قابلیت رکھتے ھیں *

ھم نے ایک تجویز کا ذکر سنا ھی جو بمبئي کا ایک روشن خیال اور نہایت عالي رتبہ شخص سوچ رھا ھی - وہ تجویز یہہ ھی کہ ھمارے کالج میں دینیات کي ایک فیکلٹي قایم کي جاوے — یہي وہ چیز ھی جس کي ضرورت ھی ' اور جن اسباب کي ضرورت اُس کے قایم کرنے کے لیئے ھی وہ پیش قدمي اور روپیہ ھی — اگر قوم کالج کي نسبت اپنا فرض ادا کرے تو کالج بھي بخوشي قوم کي نسبت اپنا فرض ادا کریگا *

respect. They are in Government service, though they have no business to be in Government service. If the requisite money be forthcoming, we can detach them from quill-driving, and put them on the work they are best fitted to perform.

We have heard of a scheme which is maturing in the enlightened mind of a very high personage on the Bombay side. It is neither more or less than the establishment in our College of a faculty of theology. This is the very thing that is wanted; and all that is needed to found it is initiative and money. If the community will do its duty towards the College, the College shall be quite willing to do its duty towards the community.

GUIDE TO SANITATION IN INDIA.

MYSTERY OF FAMINE & PLAGUE EXPOSED.

(CONTRIBUTED BY Dr. U. L. DESAI, M. D.)

AWAKE! YE LAZY ONES! FOR YOUR HOUSE IS ON FIRE, AND THE ROOF IS FALLING IN.

Plague, Famine and heavy mortality are the topics of the day in India and gloomy topics they are. The greatest of the Empires in the world—the British Indian Empire and the numerous Native States under its protection are struggling hard to extricate themselves from the evils: and it is the duty of every loyal citizen to find out the cause or causes of these evils.

India is a country where, whether under British Government or Native rule, people have always looked up to their rulers for every thing, and not done much to save themselves. People in India are very heavy leaners. In home difficulties they lean on their elders; in social difficulties they lean on the head-men; in difficulties like the plague and famine they lean entirely on their respective Government; and the result is that some

ھندوستان کے حفظان صحت کا رھنما

قحط اور وبا کي اصل وجہ کا اظہار

(رقمزدہ ڈاکٹر یو ایل دیسائي صاحب — ایم ڈي سنڈ یافتہ ولایت)

اے کاھل الوجود شخصو ! جاگو ھوشیار ھو ! تمہارا گھر جل رھا ھی اور چھت گر رھي ھی *

ھندوستان میں آج کل وبا اور قحط اور کثرت اموات کا چرچا جا بجا ھو رھا ھی ' اور یہہ چرچا افسردگي پیدا کر رھا ھی - دنیا کي سب سے بڑي سلطنت یعني ھندوستان مقبوضہ انگلستان اور جو بہت سي ھندوستاني ریاستیں اُس کے زیر حمایت ھیں وہ اپنے تئیں اِن مصیبتوں سے بچانے کے لیئے سخت کوشش کر رھي ھیں ' پس ایسي حالت میں ھر ایک خیر خواہ رعیت کا یہہ فرض ھی کہ وہ اِن مصیبتوں کا سبب دریافت کرے *

ھندوستان ایک ایسا ملک ھی جہاں خواہ انگریزي گورنمنٹ میں یا ھندوستاني حکومت میں لوگ ھمیشہ ھرایک بات کے لیئے اپنے حاکموں کے دست نگر رھے ھیں اور اپني حفاظت کے واسطے خود زیادہ کوشش نہیں کي ھی - ھندوستان کے باشندے دوسرے شخصوں پر بڑا بھروسہ کرنے والے ھیں — خانگي مشکلات میں وہ اپنے بزرگوں پر ' سوشیل مشکلات میں اپني برادري کے سر پنچوں پر ' اور اِس قسم کي مشکلات میں جیسي کہ وبا اور قحط ھیں وہ بالکل اپني گورنمنٹ پر بھروسہ رکھتے ھیں ' اور اِس کا نتیجہ یہہ ھی کہ کسي دوسرے کو وہ بات کرني پڑتي ھی

one has to do which nobody is capable of doing in the land, and that some one is always the Government.

In the present difficulties people are making few efforts themselves, and leaving too much to be done by others. Whence arises this tendency towards helplessness, without the least regard to self-respect and self-supporting habits—virtues, which have made European Nations what they are, independent, prosperous, and famous. It is through ignorance on their own parts—gross ignorance, which levels the intellect of even a grown up Indian to that of a big baby.

The Saint Rama has written in "*Uttar Ramayan*":—

"Ignorance is the real cause of all misfortunes, and evils. No amount of efforts to counteract these misfortunes and evils (resulting from ignorance) will be successful, so long as the real cause, ignorance, is there. Therefore counteract that ignorance which is the prolific source of numerous misfortunes and evils, by the only antidote against ignorance, *And That Antidote is Knowledge*".

A remarkable proof of the above dictum is found in the disappointing results, obtained in the Plague operations, for no amount of fumigation, disinfection, evacuation, segregation, medical inspection, and protective and curative inoculation have been spared to eradicate plague, and yet so long as overcrowding, unhealthy habits, want of cleanliness, extreme hatred for light and ventilation, and numerous other customs, habits and sentiments resulting from ignorance of the laws of personal, general, social, intellectual, and religious hygiene, are there among the people of India, plague, which in my opinion is the final manifestation of physical, mental and spiritual ill-health, will always be there.

Plato long ago said that "Ignorance is the root of misfortune". Errors in eating, drinking sleeping, dressing, house-construction, ventilation, light-accommodation, sexual isolation, sexual association, medicating, the bad habits of childhood and of adult age, and numerous other misfortunes and evils, whether sanitary, social, moral or religious, could be traced to ignorance. In India, as elsewhere, ignorance has cast a black shadow over every hearth-stone; it has made a dark corner in every institution of

جس کو ملک میں کوئي شخص انجام نہیں دے سکتا ھی ' اور وہ ھمیشہ گورنمنٹ ھوتي ھی *

موجودہ مشکلات میں لوگ خود بہت کم کوشش کر رھے ھیں ' اور بہت سي باتیں دوسروں پر چھوڑ رھے ھیں — اور یہي وجہ ھی کہ اُن کا میلان طبع اپنے تئیں بے بس سمجھنے کي جانب ھی اور خود داري اور اپني مدد آپ کرنے کي عادتوں کا مطلق لحاظ نہیں کرتے — اور یہہ ایسي صفتیں ھیں جن کي بدولت یوروپین قومیں اُس درجہ کو پہونچ گئي ھیں جیسي کہ وہ اب ھیں یعني آزاد ' آسودہ حال اور مشہور و معروف — یہہ خاص اُن کي سخت نا واقفیت کا نتیجہ ھی کہ ایک جوان ھندوستاني کي عقل بھي مثل ایک بڑے لڑکے کے ھوتي ھی *

سري رامچندر نے اوتر رامایں میں فرمایا ھی کہ "بے علمي تمام مصیبتوں اور برائیوں کا اصلي سبب ھی ' اور جب تک اصلي سبب یعني بے علمي موجود رھیگي ' اُسوقت تک گو کیسي ھي کوششیں ان مصیبتوں اور خرابیوں کے روکنے کے لیئے کي جاویں (جو لاعلمي سے پیدا ھوتي ھیں) لیکن اُس میں کامیابي نہوگي - پس اُس لاعلمي کا دفعیہ جو بے شمار مصیبتوں اور برائیوں کي جڑ ھی اُس چیز کے ذریعہ سے کرو جو صرف اُس کا علاج ھی اور وہ علاج علم ھی " *

اِس مسئلہ کا ایک نہایت عمدہ ثبوت اُن مایوسي دلانے والے سبق سے پایا جاتا ھی جو وبا کے اِنتظام میں حاصل ھوا ھی ' کیونکہ گو وبا کے دور کرنے کے لیئے دھوني ' صفائي ' مکانات کے خالي کرانے ' مریضوں کے علحدہ رکھنے ' ڈاکٹري معائنہ کرنے ' اور اناکیولیشن (ٹیکا) لگانے میں کسي قسم کي کوتاھي نہیں کي گئي ھی ' لیکن جب تک مکانات میں گنجایش سے زیادہ باشندوں کا رھنا ' غیر صحت بخش عادتیں ' صفائي کا نہونا ' روشني اور ھوا سے بدرجہ غایت نفرت کا ھونا ' اور علاوہ اس کے اور بہت سے دستور اور عادات اور خیالات جو ذاتي اور عام اور سوشل ' عقلي اور مذھبي حفظ صحت کے اصول سے بے بہرہ ھونے سے پیدا ھوتے ھیں ھندوستان کے باشندوں کے درمیان جاري رھینگے ' اُس وقت تک وبا جو میري دانست میں آخري اور بدترین کرشمہ جسماني ' عقلي اور روحاني بیماري کا ھی ھمیشہ اُن میں موجود رھیگي *

فلاطون کا یہہ قول تھا کہ "بے علمي مصیبت کي جڑ ھی" کھانے ' پینے ' سونے ' کپڑے پہنے ' مکان بنانے ' ھوا اور روشني کا اِنتظام کرنے ' عورت کي صحبت سے علحدہ رھنے ' اور اُس سے صحبت کرنے ' معالجہ کرنے میں ' جو غلطیاں سرزد ھوتي ھیں وہ اور لڑکپن اور نوجواني کي خراب عادتیں ' اور بہت سي دوسري مصیبتیں اور خرابیاں خواہ وہ حفظان صحت ' سوشل ' اخلاقي ' یا مذھبي اُمور سے متعلق ھوں ' بے علمي سے منسوب کي جاسکتي ھیں — ھندوستان میں مثل دیگر مقامات کے بے علمي نے ھر ایک گھر پر اپنا نحس سایہ ڈالدیا ھی ' اور علم کے ھر ایک انسٹي ٹیوشن پر سیاہ دھبہ لگایا ھی — اُس نے

learning ; it has clothed with bigotry and intolerance thousands who claim to be religious. It even revels in the halls oi science, putting smoked glasses over the eyes of those who claim to be philosophers and sages. Ignorance has created numerous moral and physical pit-holes ready to engulf the population of India.

There are two kinds of ignorance, real and wilful. The latter is the outgrowth of the former. No sane person will voluntarily sacrifice health through wilful ignorance, unless that wilful ignorance is plumply backed by some of the genuine article, viz. ignorance of the laws of personal, general and moral hygiene. Like "the Jacobs", "Original Jacobs", & "Real Original Jacobs" they are all Jacobs after all. A person may shut his eyes to a disagreeable truth, resolve within himself that he will not see it, and impatiently trample it under his feet, and yet did he fully comprehend the consequenecs, he would desist from his folly. Bigotry and recklessness lead to mental and physical suffering; and though life may be short under such circumstances, it is always long enough for nature to inflict her penalties.

A better understanding of the laws of life and health, laws of personal, general, and moral hygiene, would speedily put an end to recklessness entered upon with a partial knowledge of the consequences. As for instance, look at the terrible plague expenditure going on in some places. It would pay ten times in health and substance to spend the same money on sanitary measures resulting in cleanliness and comforts of people.

The money spent after temporary plague sheds, if utilized in improving the "Dirty homes of India", and building permanent and pacca hospitals for infectious diseases, would be spent in a measure productive of good. Real ignorance is the fearful enemy of mankind. Let us commence at the very beginning of a human being in India. Various social institutions prevailing in India deny the knowledge of the essential conditions to bring into the world a healthy child, on account of faulty marriage institutions which completely ignore the laws of mental and physical adaptation. The next thing resulting from such marriages

ہزارہا آدمیوں کو جو پابند مذہب ہونے کا دعوی کرتے ہیں تعصب اور بے اعتدالی کا لباس پہنا دیا ہی — سائنس کی تحقیقات و تجربہ کے کمروں میں بھی اُس کا ظہور پایا جاتا ہی— اور اُس نے اُن شخصوں کی آنکھوں پر جو فلسفی اور دانشمند ہونے کا دعوی کرتے ہیں تاریک عینک لگا دی ہی — غرضہ کہ بے علمی نے اخلاقی اور جسمانی صحت کے لحاظ سے بے شمار خرابیاں پیدا کردی ہیں ' اور قریب ہی کہ ہندوستان کے تمام باشندے اُن میں مبتلا ہوجاویں *

بے علمی دو قسم کی ہوتی ہی — اصلی اور ارادی — دوسری قسم کی بے علمی اول قسم کی بے علمی سے پیدا ہوتی ہی — کوئی ذی عقل شخص ارادی لا علمی کی وجہ سے دیدہ و دانستہ اپنی تندرستی کو نقصان نہ پہونچاویگا جب تک کہ کوئی اصلی شی اُس لا علمی کی بڑی مددگار نہ ہو یعنی ذاتی ' عام ' اور اخلاقی حفظ صحت کے اصول کی ناواقفیت — گو کوئی شخص حق بات کی جانب سے اپنی آنکھیں بند کر لے ' اور اپنے دل میں مصمم ارادہ کرلے کہ وہ کبھی اُس کی طرف نظر نکریگا ' اور بے صبری کے ساتھہ اُسکو پامال (یعنی اُس کی تردید) کرے ' تاہم اگر وہ اُس کے نتیجوں کو بخوبی سمجھتا تو وہ اپنی حماقت سے ضرور باز رہتا — تعصب اور بے احتیاطی سے دماغی اور جسمانی تکلیف پیدا ہوتی ہی ' اور گو ایسی صورتوں میں انسان کی عمر کم ہو ' تاہم وہ اسقدر بڑی ہوتی ہی کہ قدرت کے ہاتھوں سے اُس کو زندگی میں سزا مل جاتی ہی *

اگر لوگوں کو زندگی اور تندرستی کے قوانین ' اور ذاتی ' عام اور اخلاقی حفظ صحت کے اصول سے زیادہ تر واقفیت ہوجاے تو جو بے جا حرکات نتیجوں سے بخوبی واقف نہونے کی وجہ سے سرزد ہوتی ہیں اُن کا برائے آیندہ بالکل انسداد ہوجاویگا — مثلا جو صرف کثیر وبا کے انتظام میں بعض مقامات پر ہو رہا ہی اسپر غور کرو — اگر یہی روپیہ تدابیر حفظان صحت میں صرف کیا جاوے ' تو اُس کے باعث سے لوگوں کی تندرستی اور آسایش دس حصہ زیادہ ہوجاویگی اور وہ نہایت صفائی اور آرام و آسایش کے ساتھہ بسر اوقات کرینگے *

جو روپیہ عارضی پلیگ شیڈ یعنی مکانات کی تیاری میں صرف کیا جاتا ہی ' اگر وہ " ہندوستان کے میلے گھروں " کی درستی اور متعدی امراض کے لیئے مستقل مکانات اور پکے اسپتالوں کی تعمیر میں صرف کیا جاوے تو گویا وہ ایک منفعت بخش کام میں صرف ہوگا — واقعی بے علمی انسان کا ایک خطرناک دشمن ہی — پس ہمکو چاہیئے کہ ہندوستان میں انسان کی زندگی پر اِس کے اغاز ہی سے غور کرنا شروع کریں — جو طرح طرح کے رسم و رواج ہندوستان میں جاری ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہی کہ لوگ اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ ایک تندرست بچے کی پیدایش کے لیئے کون سی شرایط ضروری ہیں ' کیونکہ وہ لڑکوں کی شادی کے متعلق اس قسم کے خراب انتظامات کرتے ہیں جن میں دماغی اور جسمانی موافقت اور مناسبت کے اصولوں

پر بالکل لحاظ نہیں کیا جاتا ھی — دوسری بات جو اس قسم کی شادیوں کا نتیجہ ھی وہ ایسے بچوں کی ایک نسل ھی جو اتفاقیہ جوش طبیعت کا نتیجہ ھوتے ھیں، نہ کہ اُن والدین کی خواھش کا جو باھم رضامند ھوں، اور جنھوں نے پہلے سے ایسے ضروری کام کا ارادہ اور تیاری کرلی ھو — جن بچوں کا حمل اس طرح پر والدین کی بیماری کے زمانہ میں ھوتا ھی، یا وہ زنا بالجبر کے بعد پیدا ھوتے ھیں جو ایک بڑی عمر کا خاوند گیارہ یا بارہ برس کی ایک لڑکی کے ساتھہ یا ایک بیرحم خاوند ایک ناراضمند بیوی کے ساتھہ کرے، وہ تمام عمر کمزور رھتے ھیں — اور اس کا یہہ نتیجہ ھوتا ھی کہ وہ بہت جلد ھر قسم کی متعدی بیماریوں مثلاً پلیگ وغیرہ میں باسانی مبتلا ھوجاتے ھیں — بہت ھی کم ھندوستانی اپنی حاملہ بیویوں سے بد سلوکی کرتے وقت اس بات سے واقف ھوتے ھیں کہ جو بچہ رحم میں ھوتا ھی اُس کو اُس کے باعث سے کسقدر نقصان پہونچتا ھی *

جبکہ بچہ پیدا ھوتا ھی تو ھزار ھندوستانی عورتوں میں سے ایک بھی یہہ نہیں جانتی ھی کہ اُس بچہ کی کیونکر پرورش کریں اور کھونکر اُس کو کپڑوں پہناویں — اگر ماکی طرف سے کھلانے پلانے میں کوئی قصور ھوتا ھی تو اُس کے عوض میں بھی بچہ کو سزا بھگتنا ھوتی ھی، یعنی بچہ کو کسی میلی دوا کی ایک زاید خوراک کھانا ھوتا ھی جو کوئی ھمسایہ عورت یا ناواقف بید بتلاتا ھی اور جس میں افیون اکثر پڑتی ھی — بچوں کو افیون دینے کا دستور نہایت خراب ھی اور اِس مجرمانہ عادت کی ترقی کے روکنے کے لیئے لازم ھی کہ اُس کا قطعی انسداد قانون کے ذریعہ سے کیا جاوے *

بے علمی جاھل آدمی کو اندھا بناکر بیماری اور موت کے گڑھے میں پھینکدیتی ھی، کیونکہ بے علمی تمام خراب عادات، دستورات، اور رسم و رواج کی جڑ ھی *

جسمانی اور اخلاقی زوال لاعلمی کا نتیجہ ھی — انسان کی جسمانی اور اخلاقی حالتوں کے درمیان بڑی ھمدردی اور مناسبت ھوتی ھی — ممکن نہیں ھی کہ ھندوستانی ایسے مضرت ناک دستورات کو جیسے کہ بچوں کی شادی، کثرت ازدواج اور لڑکین کی مباشرت ھی برابر جاری رکھیں، اور اُن کی جسمانی قوت میں جو آج اُن کو اپنے اخلاقی شعور و امتیاز کے برخلاف عمل کرنے میں مدد دیتی ھی خلل واقع نہو گو شاید رفتہ رفتہ ایسا ھو — صرف یہی بات کافی نہیں ھی کہ کسی قوم کی صرف اخلاقی خصلت کی حفاظت کی جاوے — بلکہ اُس کو استحکام اور ترقی دینا واجب ھی — جس طرح پر کہ جسمانی ورزش سے انسان کے رگ و پٹھے مضبوط ھوجاتے اور بڑھتے ھیں، اسی طرح اخلاقی قوی کے استعمال سے اخلاقی طاقت بڑھتی ھی، اور یہہ اخلاقی طاقت لوگوں کو خیر خواہ، خوش دل، دلیر اور مرفہالحال بنا دیتی ھی — اور جب کہ دماغ کی حالت ایسی عمدہ ھوتی ھی، تو اُس سے قوت حافظہ کو ترقی ھوتی ھی، دل باقاعدہ حرکت کرتا ھی، جگر اور گردہ اپنا کام ٹھیک ٹھیک کرتے ھیں، سانس پورے طور پر چلتا ھی اور اُن کے جسم میں اسقدر چستی و چالاکی

is a race of children born of accidents, accidents of gratified passions, and not the products of willing parents who premeditated and prepared themselves for so important a work. Children, thus conceived during parental illness, or as the off spring of a rape perpetrated by an elderly husband on a wife 11 or 12 years old, or by a brutal husband upon an unwilling wife, go through life with a weakly nervous and vascular system: and as a consequence soon fall an easy proy to all sorts of infectious diseases, such as plague. Few Indian husbands when treating their pregnant wives with unkindness are conscious of the injury they are inflicting upon the miniature being in the Embryo.

If the babe is born, not one Indian mother in a thousand knows how to rear a child, how to clothe, feed, and nurse the poor thing. For every fault of feeding on the part of the mother, the child has to get an extra dose of some dirty concoction prescribed by a neighbouring woman or an ignorant Vaid, in which opium may be the chief ingredient. The custom of giving opium to children is shocking, and to prevent this criminal tendency growing, it should be put down by an Act of penal code.

Ignorance leads ignorance hand in hand in congenital blindness, to the abyss of disease and death, for ignorance is the mother of all bad habits, usages, customs and institutions.

Physical deterioration and moral deterioration are results of ignorance. Great sympathy exists between physical and moral man. Indians cannot persistently revel in such institutions as child marriages, polygamy and early consummation, institutions which are known to be wrong, without wearing away, by slow degrees, perhaps, the nervous strength, which, to-day, sustains them in the violation of their moral sense. It is not sufficient that the moral nature of a people be simply preserved. It must be built up. As physical exercise develops the muscles, so the exercise of the moral faculties develops the moral strength; and this moral strength makes people loyal, benevolent, courageous and happy; and such a popular condition of mind promotes digestion, gives regular pulsation to the heart, action to the liver and kidneys, full and deep respiration and

muscular life and elasticity such as the Spartans of old had. All nations are not run in one mould. Each nation forms, from investigation and reflection, a moral standard considerably its own. It is not what people of other nationalities say of our nation, that should make us great, powerful and happy. It is what we can feel regarding ourselves: it is the self-respect which a noble life creates. If our consciences can unequivocally pronounce the verdict Right, we are at once invincible—we are happy—we are healthy. The applause of others may tickle our vanity, but the applause of conscience sinks a shaft of moral strength, of unfathomable pleasure, down into the very soul's centre.

Nations are made of individuals and consequently it is only necessary that every person should know how much his own health and happiness depends upon those of his neighbour and set himself about possessing the knowledge of the laws of physical and moral nature, chiefly those relating to moral and physical hygiene, and be just, truthful and tolerant.

That possessing this knowledge he must make himself a fountain from which such knowledge would spread around him far and wide. Some of our leading men in India whether in Legislative council or municipal corporation completely ignore this subject.

There are dwarfed insect class of men in India, patting each other on the shoulder, as "our first men", "our social reformers", "our politicians", and yet if you were to take away from them that of which the future generations would divest them, you could not find them even with a microscope!

Do you not know just such men? If you were to think of those belonging to your own circle of acquaintance, and ask not what this and that men are worth as factors in material things, but what they are by their righteousness, faith, love, patience, and meekness, those things which are to make up our manhood in the eternal world, would you not find among them those of whom, if their selfishness, their heartlessness, their grasping skill, their wordly wisdom, were taken from them, there would be scarcely

ہوتي ہی جیسي کہ زمانہ سلف میں اسپارٹا والوں میں ہوتي تھي - تمام قومیں ایک ہي سانچہ میں نہیں ڈھلي ہوئي ہیں - ہر ایک قوم تحقیقات اور غور کي رو سے ایک ایسا اخلاقي پیمانہ قایم کرلیتي ہی جو بیشتر خاص اُسي سے مخصوص ہوتا ہی — جو کچھہ دوسري قوموں کے آدمي ہماري قوم کي نسبت کہیں ' اُسکي وجہ سے ہم زبردست ' طاقتور اور خوش نہیں ہوسکتے ہیں — بلکہ جو کچھہ ہم خود اپني نسبت خیال کریں ' اور جو سیلف رسپکٹ ایک شریفانہ زندگي سے پیدا ہوتي ہی اُس کے ذریعہ سے ہم کو اصلي طاقت اور خوشي حاصل ہوسکتي ہی — اگر ہمارا کانشنس (ایمان) ہماري نسبت ایماندار اور نیک ہونے کا صاف صاف فتوی دیدے ' تو ہم بلا تامل خوش اور تندرست ہیں — گو اور شخصوں کي تعریف سے ہمکو خوشي اور فخر حاصل ہو ' لیکن جو تعریف ہمارا ایمان کرے اُس کي اخلاقي طاقت اور بے انتہا خوشي کا تیر خاص ہماري روح پر لگتا ہی *

قومیں افراد سے بني ہوئي ہیں ' اور اسي وجہ سے یہہ ضرور ہی کہ ہر ایک شخص اس بات کو معلوم کرے کہ خاص اُس کي تندرستي اور خوشي اُس کے ہمسایہ کي تندرستي اور خوشي پر کسقدر منحصر ہی — اور جسماني اور اخلاقي خصلت کے قوانین اور خاصکر اُن قوانین کے جاننے کے لیئے کوشش کرے جو اخلاقي اور جسماني حفظ صحت سے متعلق ہیں ' اور اپنے آپ کو انصاف پسند اور راست باز اور متحمل بنائے — اور اِس واقفیت کے حاصل کرنے کے بعد اُس کو اپنے تئیں ایک ایسا چشمہ علم بنانا واجب ہی جس سے اُس کے چاروں طرف دور دور تک علم کي ندیاں پھیل جاویں - ہندوستان میں ہمارے بعض سربرآوردہ شخص خواہ وہ قانوني کونسل میں ہوں یا میونیسپل کارپوریشن میں ' اِس معاملہ پر مطلق لحاظ نہیں کرتے ہیں *

ہندوستان میں پست قد کیڑوں کي قسم سے ایسے آدمي موجود ہیں جو ایک دوسرے کي پیٹھہ ٹھوک کر یہہ بات کہتے ہیں کہ "یہہ ہماري قوم میں اول درجہ کے لوگ" "ہمارے سوشل ریفارمر" اور "ہمارے پولیٹیشن" ہیں - لیکن اگر تم اُن سے اُس چیز کو چھین لو جسکو آیندہ نسلوں کے لوگ اُن سے چھین لینگے تو تم خورد بین کے ذریعہ سے بھي اُن کو نہ دیکھہ سکوگے ! *

کیا تم اِس قسم کے آدمیوں کو نہیں جانتے ہو ؟ اگر تم اُن شخصوں کا خیال کرو جو خاص تمہارے ملاقاتیوں کے مجمع سے تعلق رکھتے ہیں ' اور یہہ دریافت نہ کرو کہ فلاں فلاں شخص مادي چیزوں میں بحیثیت اجزا ہونے کے نہیں بلکہ از روے اپني راست بازي ' ایماندري ' محبت ' تحمل اور غربت کے جن سے عقبی میں ہماري عاقبت درست ہوتي ہی کیا وقعت رکھتے ہیں ' تو کیا تم کو اُن کے درمیان ایسے شخص نہیں ملینگے کہ اگر اُنکي خود غرضي ' اُنکي سخت دلي ' اُنکي چالاکي اور اُنکي دنیوي عقلمندي ' اُنسے علحدہ کرلي جاوے ' تو اُن میں کچھہ بھي باقي نہیں رہیگا - جہالت ہمارے

anything left. Ignorance leads some of our leading men and led by them, a chain is formed of "Blind leads the blind". It requires a strong initiative of the educated public at large, guided by the light-bearers of general science, for public hygiene to become a recognized power in the State.

Arise! ye people, therefore, and save yourselves from this ignorance. Do you expect the children of early marriages, brought up in insanitary surroundings, fed on a lot of nasty, indigestible, and ill nutritive stuffs, clothed in a careless manner, brought up under unhealthy home influences, where ignorant parents and relatives are always quarrelling, educated in over crowded schools by lazy teachers, to enjoy the blessings of health, prosperity and longevity? Do you expect young girls, overworked and overburdened with the responsibilities of home and motherhood at a tender age, to propagate a healthy and intellectual race? Do not many of these poor girls die in child-bed, ill treated by ignorant and dirty midwives, or those that survive the occasion fall a prey to puerperal fever which makes the Indian ladies, from a princess down to a maid-servant, unfit for home and motherhood even after a single period of child-bearing? Do not many infants die, because young ignorant mothers do not know how to clothe them, feed them, and save them from Quacks and Charlatans Do not many children go through life halt and maimed, for ignorant parents and teachers smaked them cruelly on their heads, backs and limbs regardless of the facts that they might get demented, suffer from spinal caries, or live paralysed.

Do not young men, forgetting their noble religion, smoke, drink ardent liquors, keep late hours, adopt habits of recklessness, unsteadiness and indebtedness, and commit numerous other physical, mental and spiritual sins dealing decay and death unto them?

Do not ingnorant Vaids and Hakims kill the people by inches, by administering opium, ganja, mercury, arsenic, aconite, sulphate of copper, and numerous other poisonous compounds

بعض سر برآوردہ شخصوں کي رهنمائي کرتي هی، اور جب که وہ دوسرے شخصوں کي رهنمائي کرتے هیں تو ایک ایسا سلسلہ قایم هوجاتا هی که گویا " اندها اندهے کي رهنمائي کرتا هی " حفظ صحت کے عام اصول سلطنت میں صرف اُسي وقت ایک مسلمہ قوت اختیار کرسکتے هیں که تعلیم یافتہ آدمي عموماً بڑي مضبوطي کے ساتهہ اِس باب میں پیش قدمي کریں اور عام سائنس کي روشني دکهانے والے اُن کے رهنما هوں *

پس لوگو — تم اُٹهو اور اِس جهالت سے اپنے تئیں بچاؤ — کیا تم یهہ توقع کرسکتے هو که جو بچے نم عمري کی شادیوں کي اولاد هونگے، جو غیر صحت بخش مکانات میں رهینگے، جنکي پرورش کثیف، دیر هضم اور غیر مقوي چیزوں سے کي جاویگي، جن کو بے احتیاطي کے ساتهہ کپڑے پهنائے جاوینگے، جن کو گهر کے غیر صحت بخش اثروں میں تعلیم و تربیت دي جاویگي، جهاں که نادان والدین اور رشتہ دار همیشه لڑتے جهگڑتے هیں، جو کاهل الوجود معلموں کے ذریعه سے ایسے مدرسوں میں تعلیم پاوینگے جن میں کثرت سے طالب علم اِکٹهے هوں، وہ تندرستي، آسودہ حالي، اور بڑي عمر کي برکتوں سے حظ اُٹها سکینگے؟ کیا تم نوجوان لڑکیوں سے جن پر چهوٹي سي عمر میں خانہ داري اور پرورش اولاد کي ذمہ داریوں کا بوجهه پڑ جاتا هی، یهہ توقع کرتے هو که وہ ایک تندرست اور عقلمند نسل پیدا کرینگي؟ کیا ان بیچاري لڑکیوں میں سے بہت سي لڑکیاں جن کا ناواقف اور غلیظ دائیاں بري طرح علاج کرتي هیں زچه خانه میں نهیں مرجاتي هیں یا جو اس موقع پر زندہ رهتي هیں وہ مرض پرسوت میں مبتلا نهیں هوجاتي هیں، جو ایک مرتبه بچه جننے کے بعد هي هندوستاني بیویوں کو شاهزادي سے لیکر خادمہ تک گهر کے کام اور بچه پیدا کرنے کے لایق نهیں رکهتا هی؟ - کیا بہت سے شیر خوار بچے اس وجه سے تلف نهیں هوتے هیں که اُن کي نوجوان ناواقف مائیں یهہ نهیں جانتي هیں که اُن کو کسطرح کهلاویں پهناویں، اور عطائیوں کے معالجه سے اُن کو محفوظ رکهیں— کیا اکثر بچے تمام عمر اِس وجه سے لنگڑے لولے نهیں رهتے هیں که نادان والدین اور معلم بیرحمي کے ساتهہ اُن کے سر، پیٹهه اور هات پیروں پر بلا لحاظ اس بات کے کوڑے مارتے تهے که وہ پاگل هوجاوینگے، اُن کي ریڑہ میں زخم هوجاویگا، یا وہ عمر بهر مفلوج رهیں گے *

کیا نوجوان آدمي اپنے عمدہ مذهب کو فراموش کر کے حقه، منشي عرقیات نهیں پیتے هیں، دیر سے نهیں سوتے اُٹهتے هیں، اوباشي، تلون مزاجي اور قرضداري کي عادتیں نهیں اختیار کرتے هیں - اور دوسرے بہت سے جسماني، عقلي اور روحاني گناہ نهیں کرتے هیں، جو اُن کے تنزل اور موت کا باعث هوتے هیں؟ *

کیا نادان بید اور حکیم افیون، گانجه، پارہ، سنکهیا، ایکونائیٹ، سلفٹ آف کاپر، اور دوسري بہت سي زهر دار مرکبات اور ادویات دیکر جنکي مقدار، خواص اور اُن اثروں سے جو بعدہ پیدا هوتے هیں وہ ناواقف هوتے هیں لوگوں کو نهیں

and stuffs, of which neither the doses, the physiological properties and after effects they know ? Are not the people as well as their Vaids and Hakims grossly ignorant of the nursing of invalids during serious illnesses ? Are not their final hours of making peace with God horribly disturbed by wailings and howlings of ignorant relatives, and the final struggle to part with this life made extremely terrible ? for no one seems to know how to treat the dying.

The heavy infant mortality, untimely or premature deaths of the young men and women, the terrible general mortality rate, and the weak physical and mental stamina, are degrading the people of India and making them less fit for the struggle in life, besides rendering them incapable of taking part in the coming struggle amongst the nations, as citizens of a vast empire.

Thus broken down in physical and mental health, they fail to be prosperous citizens, for sickness begets poverty. As a result of sanitary evils, and ignorance of personal, general and home hygiene, various kinds of fevers are the most necessary condition of existence in India ; and they vary from a mild attack of ague, to that terrible manifestation which we call Plague. There are very few people in India, who do not suffer from fever of some kind, and all know that various degrees of post febrile dementia, and organic lesions of Brain, Heart, Lungs, Spleen, Liver, stomach, blood, nerves and muscles, are very common among the natives, after fevers, rendering them not only debilitated but lazy and intellectually dull. This accounts for the difficulty a European finds in making himself understood by his native servants. It also accounts for the heavy percentage of failures, at various University Examinations in India, among native students and the great scarcity which now prevails in India of men fit for heavy and responsible work, whether physical or mental. Here is a solution for the increasing poverty of India. Insanitary habits leading to diseases, diseases leading to mental and physical ill health and decay and these resulting in physically weak, lazy, and unintelligent agriculturists, stupid labourers, unskilled artisans, unintelligent students, unenterprizing merchants, and jabbering politicians, half of whom do not know what they are

مار ڈالتے ھیں ؟ کیا لوگ اور اُن کے بید اور حکیم سخت بیماري کے زمانہ میں مریضوں کي خبر گیري اور علاج کے اصولوں سے محض ناواقف نہیں ھوتے ھیں ؟ کیا اُن کے اخیر وقت میں جبکہ اُن کو خداوند کریم کي درگاہ میں اپني مغفرت کي دعا مانگني چاھیئے ناواقف رشتہ داروں کي گریہ و زاري کے باعث سے خلل نہیں واقع ھوتا ھی اور اخیر کوشش جو روح اس قالب عنصري کے چھوڑنے کے واسطے کرتي ھی وہ نہایت ھولناک نہیں ھوتي ھی ؟ کیونکہ کوئي شخص اس بات سے واقف نہیں ھوتا ھی کہ جو شخص قریب المرگ ھو اُس کا علاج کسطرح کرنا چاھیئے *

بچوں کا بہ کثرت فوت ھونا — نوجوان مردوں اور عورتوں کي بے وقت وفات ھونا ، عام اموات کي ھولناک تعداد ، جسماني اور عقلي کمزوري ، ھندوستان کے باشندوں کي ذلت کا باعث ھیں ، اور علاوہ اس کے جو مقابلہ قوموں کے درمیان بحیثیت رعایا ایک وسیع سلطنت کے ھونے والا ھی ، اُس میں شریک ھونے کے وہ ناقابل ھوگئے ھیں ، وہ زندگي کي کشمکس کے واسطے بخوبي لایق نہیں ھیں *

پس جبکہ اُن کي جسماني اور عقلي تندرستي اس طرح پر بگڑ جاتي ھی تو وہ آسودہ حال رعایا نہیں ھونے پاتے ھیں ، کیونکہ بیماري سے افلاس پیدا ھوتا ھی — حفظان صحت کے متعلق جو خرابیاں پھیلي ھوئي ھیں ، اور جو نا واقفیت لوگوں کو ذاتي اور عام اور پریویت حفظان صحت کے اصول سے ھی اُس کا یہہ نتیجہ ھی کہ ھندوستان میں زندگي کي نہایت لازمي شرط مختلف اقسام کے بخار ھیں — اور یہہ بخار خفیف تپ لرزہ سے لیکر اُس ھولناک درجہ تک ھوتے ھیں جس کو پلیگ (طاعون) کہتے ھیں — ھندوستان میں بہت کم آدمي ایسے ھیں جن کو کسي نہ کسي قسم کے بخار کي تکلیف نہو ، اور سب یہہ بات جانتے ھیں کہ بخار کے بعد ھندوستانیوں کو اکثر اوقات مختلف اقسام کي بیماریاں دماغ ، دل ، پھیپھڑہ ، تلي ، جگر ، معدہ ، خون ، اور اعصاب کي ھوجاتي ھیں اور وہ فقط کمزور ھي نہیں کرتیں بلکہ اُن کي عقل بھي سست ھوجاتي ھی — اور یہي وجہ اس بات کي ھی کہ ایک یورپین کو اپنے ھندوستاني ملازموں کو اپني بات کے سمجھانے میں بڑي دقت پیش آتي ھی — اور نیز یہي وجہ ھی کہ ھندوستان کي مختلف یونیورسٹیوں کے امتحانات میں ھندوستاني طالب علموں کي ناکامیابي کا اوسط بہت زیادہ ھوتا ھی ، اور ھندوستان میں ایسے آدمي اب کمیاب ھیں جو اعلی اور ذمہ داري کے کام کے انجام دینے کے لایق ھوں — اس مقام پر ھندوستان کے روز افزوں افلاس کي بھي وجہ معلوم ھوجاتي ھی - یعني میلا کچیلا رھنے کي عادتوں سے بیماریاں ، اور ان بیماریوں سے دماغي اور جسماني بیماري ، اور زوال ، اور پھر ان سے کم زور ، سست اور کم عقل کاشتکار ، بیوقوف محنتي ، بے ھنر کاریگر ، کم فہم طالب علم ، کم ھمت سوداگر ، اور زمانہ ساز پولیٹیشن ، پیدا ھوتے ھیں جن میں سے نصف کو بات کرتے وقت یہہ بھي نہیں معلوم ھوتا ھی کہ وہ کس بات کا ذکر کر رھے

ھیں — پس اس میں کچھہ کلام نہیں ھی کہ اکثر ریاستوں کو لایق عہدہ دار اور اکثر اوالعزم تاجروں کو ھوشیار آدمی بڑے بڑے کارخانوں کے اھتمام کے لیئے دستیاب نہیں ھوسکتے ھیں - اور اسطرح پر لوگوں کی دنیوی آسودگی کو ترقی دینے کے لیئے ملک کی دولت کے خفیہ سر چشموں سے آدھا بھی کام نہیں لیا جاتا ھی — چنانچہ اس کی تصدیق کپڑا بننے کی کلوں اور بہت سے بڑے بڑے کارخانوں کے بگڑ جانے سے اور بمبئی اور دیگر مقامات کے بنکوں میں جنکے مالک ھندوستانی ھیں تغلب کے ھونے سے ھوتی ھی — کیونکہ دیانت دار اور لایق شخصوں کے نہ ملنے اور بڑی سرگرمی کے ساتھہ نگرانی کے نہونے سے تمام اوالعزم ریاستیں اور تاجر برباد ھوگئے ھیں گو لوگوں کے پاس سرمایہ موجود ھی لیکن وہ اُس کو کسی کام میں لگانے سے اندیشہ کرتے ھیں *

(باقی آیندہ)

talking about. No doubt then that many states cannot find capable officers, and many enterprizing merchants cannot find capable men to conduct big concerns, and thus the resources of the country are not half drawn upon to increase the worldly prosperity of the people. The failures of mills and many big concerns (including Bank defalcations in Bombay and elsewhere owned by natives, illustrate this fact: for want of honest and capable men and want of untiring supervision has ruined all enterprizing states and merchants. Capital is there but people are afraid to invest it in anything.

(*To be continued*)

عربي بول چال

——— ** ———

موالف کتاب مذکورالصدر نے ھمارے پاس ایک جلد ریویو کی غرض سے بھیجی ھی چنانچہ ھم اپنے مترجم و اسسٹنٹ سب اڈیٹر صاحب کی راے جس سے ھمکو اتفاق ھی ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ھیں:-

غالبا ھندوستان کے صدھا اشخاص ہر سال دنیا کے مختلف ممالک میں سیر و ساحت کا لطف اُٹھاتے اور کار آمد تجربوں اور مفید معلومات سے بہرہ اندوز ھوتے ھیں — مگر ایسے لوگوں کی تعداد نہایت قلیل ھی جو اپنی جدید معلومات سے اپنے ملک و قوم کو فایدہ پہونچانے کی زحمت گوارا کریں — منشی محبوب عالم صاحب اڈیٹر پیسہ اخبار لاھور اسی گروہ میں سے ھیں - حال میں اُنہوں نے مصر و شام کی سیاحت کے بعد ایک مفید تحفہ ملک کے روبرو پیش کیا ھی - یہہ ۱۶۰ صفحہ کی ضخامت کی ایک کتاب ھی جسکا نام عربي بول چال ھی اس کتاب میں زمانہ حال کی عربی زبان جو عرب، مصر، شام اور سودان وغیرہ میں عام طور پر بولی جاتی ھی اُس کے مفردات اور جملے اور مختلف موقعوں کے رقعے اور تاجرانہ خط و کتابت کے نمونے جدا جدا عنوانوں کے تحت میں معہ ترجمہ اُردو درج کیئے گئے ھیں- اس قسم کے الفاظ اور محاورات مصر و شام اور قسطنطنیہ کے اخبارات میں بکثرت استعمال کیئے جاتے ھیں - راقم الحروف قریبا دس سال سے عربی اخبارات کا مطالعہ اور ان کے مضامین ترجمہ کر رھا ھی لیکن تاھم اس وقت تک بھی بعض الفاظ اور محاورات ایسے آتے ھیں جن کے سمجھنے اور ترجمہ کرنے میں سخت دقت اور حیرانی پیش آتی ھی — میرے خیال میں یہہ کتاب ان لوگوں کے لیئے نہایت مفید ھوگی جو عربی اخبارات پڑھنے یا ان کے مضامین اور خبروں کا ترجمہ کرنا چاھتے ھیں - ھندوستان کے بعض اخباروں میں مصر و ترکی کی خبریں عربی اخبارات سے ایسے طور پر ترجمہ ھوکر شایع ھوتی ھیں جن کو پڑھکر بے اختیار ھنسی آتی ھی — میرے نزدیک اس کی زیادہ تر یہی وجہ ھی کہ ھندی مترجموں کو عربی زبان کی جدید اصطلاحات اور محاورات سے پوری واقفیت نہیں ھی - جن حضرات کو عربی اخبارات پڑھنے کا شوق ھی یا جو صاحب جدید عربی زبان سے اُردو میں ترجمہ کر رھے ھیں یا جو صاحب عربی میں گفتگو کرنے کا طریقہ سیکھنا چاھتے ھیں اُن کے لیئے یہہ کتاب بطور ایک رھنما کے کام دیگی *

اسی مضمون کی ایک کتاب حافظ عبدالرحمان صاحب امرتسری سیاح نے جو ایک عرصہ تک مصر و شام اور روم کی سیاحت کرچکے ھیں تالیف کرکے شایع کی ھی — مگر یہہ کتاب اب تک میری نظر سے نہیں گذری - اور اسی موضوع میں ایک کتاب مسٹر آرنلڈ صاحب سابق پروفیسر مدرسۃالعلوم علیگڈھ نے تالیف کی ھی جو مطبع رفاہ عام لاھور میں مولوی سید ممتاز علی صاحب کے اھتمام سے چھپ رھی ھی — چونکہ عربی زبان کے جدید الفاظ زیادہ تر یورپین زبانوں سے ماخوذ ھیں اور مغربی زبانوں میں اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھی جاچکی ھیں اس لیئے مجھکو اُمید ھی کہ یہہ تالیف بلحاظ جامعیت اور استیعاب اور تحقیق کے اس موضوع میں بہترین تالیف ثابت ھوگی *

عربي بول چال کارخانہ پیسہ اخبار لاھور سے بقیمت ۱۲ آنہ مل سکتی ھی *

خاکسار
رشید احمد

واقعات اور رائیں

اگر کوئی صاحب کانفرنس کی خدمت اپنے مقام پر کرنا چاھیں تو کوئی اشتہار یا اعلان مانع نہیں ھی — ھم تو خود چاھتے ھیں کہ جہاں تک ممکن ھو ھر شہر اور قصبہ اور قریہ میں ایک دو صاحب کمر ھمت باندھکر کارے بکنند — اگر کوئی صاحب سکرٹری کانفرنس کمیٹی علیگڈھ

یا دھلي سے ایسي خواهش ظاهر کرینگے تو واپسي ڈاک اُن کي خدمت میں سند اور رسید کي کتاب بهیجدي جاویگي- یهه مطلق ضرور نهیں هی که وه صاحب سکرٹري صاحبان سے ذاتي تعارف رکهتے هوں — منجمله اُن صاحبان کے جو اس طریق سے خدمت قومي انجام دے رهے هیں حافظ ساجد حسین صاحب وکیل اورنگ آباد ملک دکن هیں — چونکه یهه قومي فلاح کا کام هی جسکو پالیٹکس سے مطلق کوئي تعلق نهیں هی ' عمایدِ ریاستها دیسي اور افسران و اهلکاران سرکار انگریزي کو کوئي تامل اور پس و پیش نهیں هونا چاهیئے *

همنے اپنے گذشته پرچه میں تحریر کیا تها اور پهر لکهتے هیں که اب وه وقت آ گیا هی جبکه کانفرنس میں جن مضامین پر بحث هونا هی وه بشکل رزولیوشن سنٹرل کمیٹي علیگڈه کے دفتر میں پهونچ جائیں — یهه خواهش عام هی اور واقعي بهت بجا هی که خوبي مباحثه کے لحاظ سے آینده جلسه شاندار اور با اثر هو — یهه نتیجه اسبات کا محتاج هی اور مقدم یهه هی که چند هفته پیشتر خاص خاص مضامین قرار پا جائیں — یونیورسٹي کمیشن کي رپورٹ نظر انداز کرنے کے قابل نهیں هی ' مگر بیرونجات سے اُس کے متعلق بهي اِس وقت تک کوئي رزولیوشن کمیٹي کے دفتر میں نهیں پهونچا *

کچهه عرصه هوا که هم نے انگریزي اخبار کي بنا پر لکها تها که روس نے چین کے ساتهه ملک تبت کے معامله میں ایک جدید معاهده کیا هی - گذشته هفته میں بعض ولایت کے اخباروں میں عهد نامه کي نقل بهي شایع هوئي جس سے معلوم هوتا هی که روس اس ملک کي سپاه کو آراسته کریگا اور چین ذرایع تجارت کو ترقي دیگا اور کسي تیسري سلطنت کو مداخلت نه کرنے دینگے - اگر یهه معاهده واقعي هوا هی تو اُس کو فارن یعني خارجي پالیٹکس میں ایک اهم واقعه سمجهنا چاهیئے — تبت هندوستان کي سرحد سے ملحق هی پس برٹش گورنمنٹ کو پورا حق هی که جو کچهه کارروائیاں وهاں هوں اُن کو غور سے دیکهے *

ولایت کے تازه تاروں سے اس خبر کي تصدیق هوتي هی که روس چاهتا هی که افغانستان کے ساتهه براه راست مراسلت کا سلسله قایم کرے - منجانب روس اس معامله میں برٹش گورنمنٹ سے تحریک هوئي هی اور بیان کیا گیا هی که جس مراسلت کي خواهش هی وه ملکي معاملات یعني پالیٹکس سے متعلق نه هوگي بلکه سرحدي معاملات کي بابت هوگي — جواب یهه دیا گیا هی که روس اپنا مطلب بالتفصیل ظاهر کرے اور یهه بهي از راه عنایت بیان فرمائے که اس امر کا اطمینان کیونکر هوگا که واقعي ملکي معاملات خارج از بحث رهینگے - تین هفته هوئے که همارے پرچه میں فارن پالیٹکس پر ایک مضمون بعنوان روس کا خواب شایع هوا تها — ضروریات اخبار کے تقاضه سے هم نے اُس سلسله کو درمیان میں قطع کردیا تها — آینده هفته میں اُسي عنوان کا دوسرا مضمون غالبا نکلیگا *

ناظرین کو معلوم هوگا که سمالي لینڈ میں برٹش گورنمنٹ کچهه عرصه سے ایک ملا کو اور اُس کے جرگه کے باغیوں کو زیر کرنے کي کوشش کر رهي هی — ۱۱ اکتوبر کو معلوم هوا تها که اس معامله میں زیاده سرگرمي شروع هوئي هی — ۲۳ تاریخ کو جو تار شایع هوئے اُن سے معلوم هوتا هی که اس ملا کي قوت کا صحیح اندازه نهیں کیا گیا — ۶ اکتوبر کو جو جنگ هوئي اُس میں دو یوروپین افسر اور پچاس دیسي سپاهي مقتول اور دو یورپین افسر اور سو سپاهي مجروح هوئے — خیال کیا جاتا هی که کرنیل سوایٹن (Col Swayne) کے پاس پورے دو هزار آدمي بهي نهیں هیں اور جو هیں وه بهي آزموده کار نهیں هیں- دوشنبه کي شب میں هندوستان سے بذریعه تار فوج طلب کي گئي اور غالباً آج (پنجشنبه کو) بمبئي سے روانه بهي هو گئي هو گي غالبا اب جلد سنا جائیگا که ملا کا کام تمام هوگیا اور اس طرح پر غالب کے اس قول کي تصدیق هو جائیگي که

درد کا حد سے گذرنا هی دوا هو جانا

مسٹر اسٹیفن ویلو (Mr. Stephen wheelar) سابق اڈیٹر سول ملیٹري گزٹ اور مصنف سوانح عمري امیر عبدالرحمن خاں ولایت سے خاص اس کام پر تعینات هوئے هیں که دربار کے حالات سرکاري طور پر لکهیں *

پولیس کمیشن نے شهادت لینے کا جو طریقه قرار دیا هی وه یهه هی که اول تحریري شهادت پر غور کرینگے - بعد ازاں جن گواهوں کي طلبي مفید یا ضروري معلوم هوگي اُن کو طلب کرینگے اور زباني شهادت لینگے — جو حضرات طلب کئے جائینگے اُن کو سفر خرچ بهي دیا جائیگا — مقامي افسر گواه تجویز کرینگے مگر هر شخص کو اختیار هی که سکرٹري کمیشن سے براه راست درخواست کرے که اُس کو شهادت دینے کي اجازت دي جاے - که گواه کے پاس چند سوالات آئینگے جن کے جوابات تحریر کرنا هونگے — علاوه جوابات کے اگر کچهه اپني طبیعت سے لکهنا هو تو کوئي امر مانع نهیں هی *

هم کسي گذشته پرچه میں تحریر کیا تها که مس سوراب جي جو که ایک [illegible] پارسي لیڈي هیں اسبات کي ساعي هیں که پرده نشین زمینداروں کي اعانت کے واسطے قانون داں لیڈیاں منجانب کورٹ افوارڈس مقرر کي جائیں — کچهه عجب نهیں هی که یهه تجویز آینده عملي صورت اختیار کرے' کیونکه بعض نهایت معزز اور اعلی افسر اُسکو پسند کرتے هیں - همنے وه چٹهیاں پڑهي هیں جو مسٹر جسٹس امیر علي جج هائي کورٹ کلکته اور مسٹر جسٹس بلیر اور مسٹر جسٹس ناکس جنجان

ھائیکورٹ الہ آباد نے اس تجویز کی موجدہ کو تحریر کی ھیں اور ھم نہیں سمجھہ سکتے کہ اس سے زیادہ یہہ معزز حضرات کیا لکھہ سکتے تھے — مسٹر جسٹس ناکس نے ضلع غازی پور کی ایک رئیسہ کی مثال بھی دی ھی — اور جملہ صاحبان نے متفق ھوکر یوں کہا ھی کہ اُن کے روبرو اس قسم کے مقدمات اور معاملات برابر پیش ھوتے رھتے ھیں جن سے ثابت ھوتا ھی کہ پردہ نشینوں کو اپنی جایداد اور اپنے قانونی حقوق کی حفاظت میں سخت دشواریاں پیش آتی ھیں *

بتاریخ ۲۱ اکتوبر بنارس میں ایک باوقعت جلسہ بصدارت راے بہادر آنریبل منشی مادھو لال یونیورسٹی کمیشن کی رپورٹ سے اختلاف ظاھر کرنے کی غرض سے منعقد ھوا — رورنڈ مسٹر کنگ صاحب پرنسپل لنڈن مشن اسکول نے پہلا رزولیوشن پیش کیا جسکا مفہوم یہہ تھا کہ اگر کمیشن کی تجاویز پر عمل کیا گیا تو تعلیم کو اور لوگوں کے تعلیمی حقوق کو سخت صدمہ پہونچیگا — دیگر رزولیوشن بھی اسی قسم کے تھے — مسٹر جسٹس گروداس کی راے کو اس جلسہ نے پسند کیا اور ایک باوقعت کمیٹی مقرر کی گئی تاکہ جلسہ کی طرف سے ایک میموریل گورنمنٹ کو بھیجے *

ڈاکٹر واٹس صاحب متہمم نمایش دربار دھلی کی راے ھی کہ بماہ فروری مختلف اوقات میں تمام ھندوستان کے تحصیلداروں کو موقعہ دیا جاے کہ وہ دھلی آکر نمایش دیکھیں تاکہ اُن کے ذریعہ سے تمام ملک میں حالات کی اشاعت ھوجاے *

اشتہارات

ثالث بالخیر

دلچسپ ترکی قصہ کا ترجمہ

جس کے مولف مسٹر سجاد حیدر بی - اے - ھیں مترجم سے بمقام مدرسۃالعلوم علیگڈھ مل سکتا ھی *

قیمت فی جلد ۰/۵

اِشتہار

قانون شہادت مولفہ جناب مسٹر سید محمود صاحب کا چھپ طیار ھوگیا ھی — درخواستیں بنام منیجر ڈپوٹی بک ڈپو مدرسۃالعلوم علیگڈھ آنا چاھیئیں *

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

شرح قیمت اخبار

یہہ اخبار ھفتہ میں ایک بار چھپتا ھی اور ھر پنجشنبہ کو شایع ھوتا ھی *

اخبار کا جاری رھنا معاونین کی اعانت اور قیمت اخبار کے وصول ھونے پر منحصر ھی *

معاونین اخبار وہ حضرات سمجھے جاوینگے جو سالانہ ۴ یا اس سے زیادہ عنایت کریں *

قیمت سالانہ پیشگی علاوہ محصول ...	...	۴/
ایضا ایضا معہ محصول ...	...	۴/۸
قیمت ششماھی علاوہ محصول ...	...	۲/۸
ایضا ایضا معہ محصول ...	...	۲/۱۲
قیمت سہ ماھی علاوہ محصول ...	...	۱/۱۲
ایضا ایضا معہ محصول ...	...	۱/۱۴
قیمت فی پرچہ ...	...	۰/۲

اُجرت چھاپہ اشتہارات

اشتہار ماسٹروں اور ٹیچروں کا بغرض حصول نوکری کے کالج یا اسکول میں ھر دفعہ کے لیئے ... ۰/۸

باقی اشتہارات ھر دفعہ کے لیئے فی سطر کالم ... ۰/۲

IMPORTANT.

ENGLISH BLANKETS ! SPECIAL OFFER ! !

Owing to our first consignment of English Blankets having arrived earlier than was expected this season, and with a view to make room for other consignments expected shortly, we are selling the following English Blankets at the following cheap prices :—Scarlet Blankets (superior quality) 100 by 50, Rs. 2-12 ; White Blankets 100 by 50, Rs. 2 ; Scarlet Blankets 96 by 50, Rs. 1-14 ; Scarlet Blankets (small) 84 by 48, Rs. 1-10 ; Grey Blankets (large) 96 by 50, Rs 2-4 ; Cooli (Brown) Blankets 84 by 50, Rs. 1-14 ; and Army Blankets, Rs. 2 each.

The Imprimis English Camera. This is a marvel. Be up to date and buy one. Simple enough for a beginner, good enough for an expert. For Portrait, Landscape and Marine work, with double dark slide and hand-book on photography. Price Rs. 5.

Apply to :—

MESSRS. HARRY & Co.,

69. Harrison Road,

CALCUTTA.

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باھتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ھوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 44. } THURSDAY, 30th OCT. 1902. روز پنجشنبہ ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ ع { سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۴۴

Resolution I. sanctions an increase of Rs. 50, in the present pay of Professor H. Tipping, from 1st April 1902. The increase has been sanctioned subject to the following remark made by a Trustee "Without regard to the question whether Mr. H. Tipping would be the best successor of Mr. Morison we should appreciate his services as a professor in the College."

Mr. G. G. Brown's pay has also been raised to Rs. 450 rom 1st April last.

Provision has been made for a lecturer in science on Rs. 80 per mensem. The post of Assistant Bursar has been brought under reduction and the appointment of an "experienced accountant" on Rs 100 per mensem, sanctioned. This will be a temporary arrangement. The trustees are strongly in favour of the permanent incumbent being an ex-student of the College (*Vide* res: 10). The payment of Rs 4,000 to Mrs. Beck (the balance due to her) is sanctioned. It was decided to include H. E. Maharaja Kishen Pershad, Prime Minister, Hyderabad, in the distinguished role of Visitors. Application will be made to Government for a loan o Rs. 25,000, free of interest, for building purposes. Debentures will be resorted to in case of failure to get the loan. Attendance was meagre, but the record would show that a considerable amount of useful business was transacted.

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

اجلاس سالانہ ٹرسٹیان کالج (صرف انگریزی) ... ۲۶۳
روس کا خواب (انگریزی معہ ترجمہ) ... ۲۶۴-۲۶۸
پولیسیز لاسٹ ٹور (انگریزی معہ ترجمہ) ... ۲۶۸-۲۶۹
سالانہ اجلاس ٹرسٹیان مدرسۃالعلوم علیگڈھ (صرف اُردو) ۲۶۹-۲۷۱
محمدن ایجوکیشنل کانفرنس (صرف اُردو) ... ۲۷۱-۲۷۲
سجل جمعیۃ أم القری یعنی روئداد انجمن مکہ معظمہ
(صرف اُردو) ... ۲۷۳-۲۷۵
روس میں مسلمانوں کی تعلیمی حالت (صرف اُردو) ... ۲۷۵-۲۷۷
ٹولڈ بائز ڈنو (صرف اُردو) ... ۲۷۷-۲۷۸
واقعات اور رائیں (صرف اُردو) ... ۲۷۸

TRUSTEES' ANNUAL MEETING.

We should have liked to publish an English translation of the resolutions passed by the Trustees on the 26th instant: but want of space forbids it. All we can do is to give the gist o the more important resolutions for the information of such of our readers as cannot read Urdu.

روس کا خواب

(۲)

(واسطے سلسلہ کے دیکھو اخبار — مطبوعہ ۲ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ ع)

في زمانہ فارن پالیٹکس کي ایک خاص صفت جس کي جانب اُن اہل ایشیا کي خاص توجہ مایل ہوتي ہی جن کو اس قسم کے معاملات سے دلچسپي ہوتي ہی وہ خوش خلقي اور تہذیب ہی جو سلطنتوں کي باہمي خط و کتابت اور معاملات سے پائي جاتي ہی — چنانچہ نہایت اہم اور پر لفروخنگي پیدا کرنے والے مسئلوں کي نسبت ہمیشہ بحث و گفتگو ہوا کرتي ہی — مگر بادشاہوں یا وزیروں کي جانب سے بد مزاجي یا لاف زني کا شاذ و نادرہي ظہور ہوتا ہی — علی ہذا اسبات کا ظاہر کرنا بلکہ تسلیم کرنا بہي کہ ملک گیري یا دست درازي کا ارادہ ہی باستثناء خاص خاص موقعوں کي وضع کے خلاف سمجھاجاتا ہی — یہہ بات سچ ہی کہ اخباروں کے ایڈیٹر اکثر اوقات اِس مضمون پر زیادہتر آزادي کے ساتھہ اپنے خیالات ظاہر کیا کرتے ہیں — لیکن اُن ملکوں میں بہي جیسا کہ روس ہی جہانکہ اخبارات در اصل دوسروں کے قابو میں رہتے ہیں وزراے سلطنت قاعدہ کي رو سے اخبار نویسوں کي راے کے ذمہ دار نہیں قرار دیئے جاسکتے ہیں — تجربہ سے یہہ بہي ثابت ہوتا ہی کہ نہایت معزز اخبار بہي جیساکہ سینٹ پیٹرسبرگ کا اخبار نووریمیا ہی معتبر رہنما نہیں ہوتے ہیں اور اُن پر اطمینان نہیں کیا جا سکتا — اور وہ بعض اوقات محض ذیلو میٹیکل اغراض کے لیئے تہلکہ پیدا کردیتے ہیں — لیکن باایںہمہ جو آرٹیکل حال میں اخبار مذکورالصدر نے ہندوستان کي نسبت روس کے ارادوں کے متعلق تحریر کیئے ہیں وہ قابل لحاظ معلوم ہوتے ہیں — یہہ آرٹیکل کسي طرح پر اخبار نووریمیا کي پچھلي تحریرات کے برخلاف نہیں ہیں، کیونکہ اُس نے بارہا لوگوں کے دلوں میں یہہ خیال پیدا کیا ہی کہ روس کي نگاہ ہندوستان پر ہی — اگر ہم بالفعل اس امر کي نسبت تفصیل کے ساتھہ لکھنا نہیں چاہتے ہیں تو اُس کي یہہ وجہ ہی کہ ہم روس کي فارن پالیسي کي نسبت بہ ہیئت مجموعي مختصراً بحث کرنا چاہتے ہیں نہ کہ صرف اِس اخبار کي تحریرات کے لحاظ سے *

ہم بیان کرچکے ہیں کہ سفارتي تحریرات میں دست درازي اور ملک گیري قریب قریب ممنوع الفاظ ہیں جس سے ہماري مراد یہہ ہی نہ اگرچہ ہر ایک ملک کے اخبار نویس اکثر اوقات ایک دوسرے پر دست درازي کے منصوبوں کا الزام لگاتے ہیں، تاہم اس قسم کے خیالات کا ہونا اُس وقت بہي تسلیم نہیں کیا جاتا ہی جبکہ سلطنتیں واقعي اپني حکومت و اختیار کو بڑھانے اور ملکوں کو ضبط کرنے میں مشغول ہوں — ہم نہیں کہتے کہ یہہ غلط طریقہ ہی — جس بات کو ہم ظاہر کرنا چاہتے ہیں، وہ صرف یہہ ہی کہ یہہ بد گماني کا باعث ہی جو پیدا تو ہوتي ہی لیکن شاذ ہي اُس کا اظہار کیا جاتا ہی — جو الفاظ مدبران سلطنت کي زبان اور قلم سے نکلیں اگر اُن کے کوئي معني ہوسکتے ہیں تو یورپ میں کوئي سلطنت ایسي نہیں ہی جو اپني ذمہ داریوں کو بڑھانا

RUSSIA'S DREAM.

A New Development.

II.

(Continued from our issue of 2nd October.)

One of the most remarkable features o foreign politics, a feature which specially attracts the attention of Asiatics who concern themselves with such matters, is the suavity which marks the intercourse of States with each other. The most difficult and irritating questions are being constantly discussed, and yet such a thing as loss of temper, or the use of a boastful expression, on the part of kings or ministers, is of rare occurrence. Similarly, it is unfashionable to declare or even admit—except in rare instances—that the idea of conquest and aggression is entertained. Newspaper editors, it is true, occasionally express themselves on the subject with greater freedom. But even in countries like Russia, where newspapers are practically kept in leading strings, ministers can not be held officially responsible for the opinion of newspapers. Experience also shows that even the most respectable papers like the *Novoe Vremya* of St. Petersberg, are not a safe guide: and that they are sometimes suffered to create sensations for diplomatic purposes only. But, even after making due allowances for these facts, the articles recently published by the above-mentioned journal, as regards Russia's intentions respecting India, would appear to be remarkable to a degree. They are by no means inconsistent with its previous statements, for the *Vremya* has, again and again, lent itself to creating the impression, that Russia has its eye on India. If we refrain at present from enlarging on the point, it is because we wish to discuss briefly Russian foreign policy as a whole, and not with reference to the statements of the *Vremya* only.

We have said that aggression and conquest are well nigh tabooed words in the language of diplomacy. What we mean is that although the newspapers of each country often accuse the other of entertaining schemes of aggression, the harbouring of such ideas is not admitted by responsible persons, even when aggrandisement and annexation are actually in progress. We do not say this is wrong. All we desire to point out is, that it is a source of mutual distrust between Powers, which is felt but hardly ever expressed. If words spoken and written by responsible statesmen have any meaning, there is not a power in Europe that desires to multiply its responsibilities. And yet, if facts are facts, and not merely so many

چاهتي هو — تاهم اگر واقعات در اصل واقعات هيں اور محض دهوکا هي نهيں هيں تو سلطنتيں غير ملکوں پر قبضه کرنے ميں هرگز تامل نهيں کرتي هيں — پس جبکه معاملات کي يهه کيفيت هي تو اس بات کا سمجهنا اور اُس کي پيشين گوئي کرنا که قريب يا بعيد مشرقي ملکوں ميں روس کيا کرنا چاهتا هي کچهه آسان نهيں هي - اگر يورپ ميں کوئي ملک ايسا هي جهانکه لوگ روس کي کارروائيوں يا اُس کي باتوں کو بڑي توجه کے ساتهه ديکهتے اور سنتے هوں تو وه ملک انگلستان هي -- اور پهر بهي اعلي ترين انگريزي جماعتوں ميں اصولي باتوں ميں بهي اختلاف راے هي — اور قريبا يورپ کے باقيمانده تمام ملکوں کي نسبت بهي کها جا سکتا هي — ليکن جس حالت ميں که يورپ کے مدبروں کے خيالات مختلف قسم کے هيں تو ادني اور اقصاے مشرق دونوں ميں هر درجه کے ايشيا والے در اصل اس امر ميں متفق الراے هيں که روس کا دلي ارادہ اپني حکومت کے بڑهانے اور ديگر ملکوں پر قبضه کرنے کا هي — هم وجوهات مناسب سے ايسي باتيں تحرير کرنا نهيں چاهتے هيں جس سے لوگوں ميں تهلکه اور انديشه پيدا هو — ليکن پهر بهي هم واقعات سے چشم پوشي نهيں کرسکتے هيں جن سے يهه نتيجه مترشح هوتا هي که اگرچه روس کو کسي قسم کي جلدي نهيں هي تاهم اُس کا پروگرام بلاشبهه طي هوچکا هي ' اور اُسپر رفته رفته اور جوں جوں موقعے هات آتے جاتے هيں عمل کيا جاتا هي — کيا يهه امر قابل لحاظ نهيں هي که امير صاحب مرحوم کے عهد ميں جو عرصه تک قايم رها روس نے افغانستان کي گورنمنٹ کے ساتهه براه راست خط و کتابت کرنے کے معامله کو چهيڑنا يا بهرکيف اُس پر زور دينا نهيں چاها ؟ اگر کوئي وقت ايسا تها جبکه اس قسم کا معامله کسي قدر معقول وجه کے ساتهه چهيڑا جا سکتا تها ' تو وه وقت تها جبکه سرحديں قرار نهيں پائي تهيں يا اُن کي حدود بندي هو رهي تهي ' يا اُن کے طي هونے کے بعد بهت جلد ايسا کرنا چاهيئے تها — با ايں همه روس نے صرف اس وجه سے که امير عبدالرحمان ايک ايسے شخص تهے جن پر کوئي اثر نهيں ڈالا جاسکتا تها انگلستان کے فارين آفس کے ساتهه خط و کتابت کرنے پر قناعت کي - مگر اب وبعض معاملات کي نسبت امير کے ساتهه براه راست خط و کتابت شروع کرنا چاهتا هي — کيا اس کي يهه وجه هي که اس وقت اهم معاملات درپيش هيں اور اُن کے تصفيه ميں تاخير هو رهي هي ؟ — پبلک کو اس قسم کے معاملات کي کوئي اطلاع نهيں هي ' اور اگر وه درپيش بهي هيں تو جس طرح پر زمانه گذشته ميں معاملات طي هوتے رهے وهي قاعده آيندہ کے واسطے بهي کافي هونا چاهيئے - علاوه اس کے هم کو ڈپلوميٹک فقرات کي کوئي لغات جو امير عبدالرحمن کي وفات کے بعد تاليف کي گئي هو ايسي معلوم نهيں هي جو هم کو يهه بات سمجهاتي هو که جو تنازعات ايسي دو خود مختار سلطنتوں کے درميان جيسي که روس اور افغانستان هيں سرحدات سے متعلق هوں وه پالٹيکس کے زمره ميں شامل نهوں هيں — ايسا کهنا انگريزوں کي فهم و فراست کي تحقير کرنا هي — تاهم اگر معتبر خبروں پر اعتبار کيا جاوے تو روس نے واقعي يهي دليل پيش کي هي — جو خط و کتابت روس نے انڈيا آفس کے ساتهه کي هي اُسکے ضمن ميں اُسنے اس بيان پر زور ديا هي که جن اُمور کي نسبت وه

illusions States are never slow or unwilling to seiz foreign territory. That being the state of things, it is not easy to foresee and foretell what Russia intends to do, either in the Near or the Far East. I there is any country in Europe, where Russian movements are watched, and Russian utterances listened to, with the closest attention, it is England. And still, in the highest English circles, there is a difference of opinion even on cardinal points. The same may be said of nearly all the other countries of Europe. But while European politicians are divided into different schools of thought, Asiatics of all grades of society, both in the Near and Far East, are practically agreed, that Russia is bent on aggrandisement and annexation. For obvious reasons, we are unwilling to play the role of the sensation-monger and alarmist. All the same, we can not ignore facts which point to the conclusion that although Russia is in no hurry, it certainly has a settled programme, which is being acted upon gradually and as opportunities occur. Is it not remarkable, that during the long reign of the late Amir, Russia did not desire to open, or at least to press, the question of direct correspondence with the Government of Afghanistan? If there was a time when such a question might have been raised with show of reason, it was when the boundaries were not settled; when the frontiers were being demarcated, or soon after that had been done. And yet, simply because Abdul Rahman was a man on whom no impression could be made Russia contented itself, during that critical period, with dealing with the British Foreign Office. It now desires to enter into direct correspondence with the Amir on certain subjects. Is it because important questions are pending, and their settlement is being delayed? The public knows of no such questions, and even i they exist, the system which has worked smoothly enough in the past, should also suffice for the future. Again, we know of no new dictionary of diplomatic phrases, compiled since Abdul Rahman's death, which teaches us that disputes relating to boundaries, between two independent powers like Russia and Afghanistan, do not come under the category of politics. To say so is to insult British intelligence. And yet if authentic reports are to be relied upon, Russia has actually advanced that argument. In the course of its communication to the India Office, it has given prominence to the statement that the matters on which it desires to communicate with the Amir, would relate only to minor boundary affairs. The British Government, we are told, has asked for further details as to the method of correspondence,

its limitations, and as to the guarantee for the observance of these limitations. It would, doubtless, have been most impolitic and uncivil, to give a more definite reply in the negative, at the present stage of the correspondence. But, we all know, that the request made by Russia can not, and will not, be acceded to, unless reasons exist, which are unknown to the public.

It of course suits Russia to minimise the matter. But one can easily see that if it were really an unimportant matter of routine, Russia would not have cared to create the sensation, and rouse the feelings, which its demand for official intercourse with the Amir, has given rise to in England. No, it is not an unimportant matter, and Russia knows it, better than any other power. Its importance will be easily understood, when it is seen that observance of limitations as to nature of the correspondence, is impracticable. The British Government can not open a censor's office, on the Russo-Afghan frontier. Once the gates are opened, they are opened for all and sundry; and they are opened for good. There can be no efficient check, nor would Russia probably submit to any. Under certain circumstances it might have been arranged that all communications from Russia, on minor matters, should pass through the hands of the British Agent at Kabul. But there are reasons for believing, that this arrangement will not afford a basis for settlement. In the absence of telegraphic communication between the Viceroy and his Agent, British statesmen would be reluctant to remove the existing checks. Even if the British Cabinet agreed to do so, it is almost certain that Russia will say "Let us have the whole thing or nothing at all"

There are two points in this connection which have, we believe, greatly enhanced the difficulties of a compromise. Firstly: the attitude adopted by Russia in Central Asia has the appearance of a counter move with reference to British action in the Far East. For example, it is well-known that Russia looks with great disfavour on the Anglo-Japanese treaty. It naturally wants, therefore, to tease England: just as an amiable neighbour, in private life, would, under similiar circumstances. In the second place, as every tyro in foreign politics knows, what Russia really wants is a real footing in Afghanistan, and not merely the liberty of correspondence, on minor matters. Circumstances being what they are, it is quite obvious, that the present move is most important and significant. If Russia succeeded, it would be a great success. It would result in the

امیر کے ساتھہ خط و کتابت کرنا چاہتا ہی وہ صرف خفیف سرحدی معاملات سے متعلق ہونگے — یہہ بیان کیا جاتا ہی کہ گورنمنٹ انگریزی نے خط و کتابت کے طریقہ ' اُس کی قیود ' اور اُن قیود کی پابندی کی کفالت کی نسبت زاید تفصیل دریافت کی ہی — سر دست اُس سے زیادہ تر صاف صاف جواب کا دینا نہایت خلاف مصلحت اور غیر مہذبانہ ہوتا — لیکن ہم سب یہہ بات جانتے ہیں کہ جب تک کوئی وجوہات موجود نہوں جنسے پبلک واقف نہیں ہی اُس وقت تک روس کی درخواست منظور نہیں کی جاسکتی ہی ' اور نہ منظور ہوگی *

اِس معاملہ کو خفیف ظاہر کرنا بالشبہہ روس کے مطالب کے موافق ہی — لیکن ہر ایک شخص بآسانی یہہ بات سمجھہ سکتا ہی کہ اگر یہہ معاملہ در حقیقت ایک خفیف معمولی معاملہ ہوتا ' تو روس کو اس قسم کے تہلکہ اور بے اخروشگی پیدا کرنے کی ہمت نہوتی جیسی کہ امیر صاحب کے ساتھہ براہ راست خط و کتابت کرنے کی خواہش سے انگلستان میں پیدا ہوئی ہی — یہہ ایک خفیف معاملہ نہیں ہی اور روس بہ نسبت کسی دوسری سلطنت کے اس کو بہتر جانتا ہی — اس معاملہ کی عظمت اُس وقت بآسانی سمجھہ میں آجاویگی جبکہ اس بات پر غور کیا جاویگا کہ خط و کتابت کی نوعیت کی نسبت قیود کی پابندی کرنا خارج از امکان ہی — گورنمنٹ انگریزی روس اور افغانستان کی سرحد پر دفتر سینسر (یعنی وہ عہدہ دار جو اخبارات کی نگرانی اور روک ٹوک کرتا ہی) قایم نہیں کرسکتی ہی — جب کہ ایک مرتبہ دروازہ کھل جاویگا تو وہ سب بے واسطے کھل جاویگا اور مستعمل طور سے کھل جائیگا — کوئی روک ٹوک موثر نہیں ہوسکتی ہی اور نہ روس غالباً کسی روک ٹوک کو مانیگا — بعض صورتوں میں بھہ انتظام کیا جاسکتا تھا کہ خفیف معاملات میں روس کی جانب سے تمام خط و کتابت ایجنٹ انگریزی متعینہ کابل کی معرفت ہونی چاہیئے — لیکن اِس بات پر یقین کرنے کی وجہ موجود ہی کہ یہہ انتظام تصفیہ کی بنیاد نہیں ہوسکیگا — جس صورت میں کہ وایسرائے اور اُن کے ایجنٹ کے درمیان بذریعہ تار برقی کے خبروں کی آمد ورفت نہیں ہوسکتی ہی ' تو انگریزی مدبروں کو موجودہ روک ٹوک کے موقوف کرنے میں کونہ تامل ہوگا — اگر کابنٹ انگلستان کی مجلس وزرا اِس بات کو منظور بھی کرلے ' تو اِس امر میں کچھہ کلام نہیں ہی کہ روس یہہ بات کہیگا کہ " یا تو جو چیز مانگتے ہیں وہ چیز دیدو ورنہ کچھہ مت دو " *

اِس باب میں دو باتیں ایسی ہیں جن کے باعث سے ہم یقین کرتے ہیں کہ روس اور انگلستان کے درمیان فیصلہ ہونے کی مشکلات بہت زیادہ ہوگئیں ہیں — اول یہہ کہ جو طریقہ روس نے وسط ایشیا میں اختیار کیا ہی وہ ظاہر میں انگلستان کی اُس کارروائی کا جو وہ اقصاے مشرق میں کر رہا ہی ایک جواب معلوم ہوتا ہی — مثلاً یہہ بات بخوبی معلوم ہی کہ جو عہد نامہ انگلستان اور جاپان کے درمیان ہوا ہی اُس کو روس نہایت ناپسند کرتا ہی پس وہ خواہ نخواہ انگلستان کو ٹھیک اُسی طرحپر دق کرنا چاہتا ہی جیسیکہ ایک ہمسایہ دوسرے کو پریویٹ زندگی میں اِسی قسم کی صورتوں میں کیا کرتا ہی — دوم (جیسا کہ فارین پالیٹکس میں دلچسپی رکھنے والے جانتے ہیں) جس بات کا روس درحقیقت خواہاں ہی وہ یہہ ہی کہ افغانستان میں اُس کا نفوذ پیر جم جاوے ' نہ یہہ کہ خفیف معاملات میں خط و کتابت کرنے کی اُس کو آزادی حاصل ہو — پس جب کہ صورت حال یہہ ہی تو یہہ امر صریح ظاہر ہی کہ روس کی حال کی کارروائی نہایت اہم اور پر معنی ہی — اگر روس کو اِس میں کامیابی حاصل ہوئی تو وہ ایک

removal of those limitations, which British statesmenship and the King's coin, have placed on the Amir's power of intercourse with foreign powers. If after the removal of the existing barrier, it failed to make the most of its achievement, Russian diplomacy will not be what it is.

One of the most significant signs, in this connection, is the fact that it was not through the free and usually well-informed press of England, but through one of the shackled journals of St. Petersberg, that the world first heard of the new development. Who supplied the information to the Russian paper? If it was the Russian Office, what was its object in publishing to the world, news which it generally delights in keeping locked up in its own bosom? It certainly points to this conclusion: that Russia wants to impress England with its earnestness as though it had burnt its boats, in the sight of Europe. The attitude which England has adopted, is both dignified and correct. Where a neighbouring power would probably have succumbed to fits of hysteria, England has merely asked for further information. Meanwhile there is not a ripple on the smooth face of current affairs. If there is any anxiety or excitement in England, it is combined with dignity and reserve. In India by which we mean the India of Indians, no body is surprised at the Russian move, and no body is much concerned. We are occupied with other and more useful subjects. There is the gracious, earnest and most reassuring letter from the Viceroy to the local Governments, on the Universities Commission. There is the Educational Conference: there are numerous Conferences for social reform: there is the National Congress, and finally, there is the forthcoming Darbar.

In spite of its show of earnestness it is highly probable that Russia is quite prepared, on this occasion, for a polite refusal. All the same we must admire Russian diplomacy, and doff our hats to it. If a beginning had to be made in the matter, could there be a better opportunity for beginning than the present? There are two parties besides the moving power, to be considered in the matter. They are the British Government and the Amir. Taking the latter first, we find that he is a young ruler who has yet to win his spurs in the field of politics. By all accounts His Highness is an able man; but natural ability, and the experience derived from personal experience, are two different things. Should Russia have waited until time and circumstances had enabled the young Amir to gain a deeper insight into foreign politics? That obviously would have

بڑي کامیابي هوگي اور اُس کے باعث سے وہ قیود دور هوجاوینگي جو انگریزوں کي مدبري اور بادشاہ کے سکہ یعني زر نے غیر سلطنتوں کے ساتھہ خط و کتابت کرنے کے باب میں امیر صاحب کے اِختیارات پر لگائي هیں - اور اگر موجودہ روک ٹوک کے دور هونے کے بعد روسي مدبر اپني کارگذاري سے نہایت فائدہ اُٹھانے میں قاصر رهیں، تو پھر روس کي حکمت عملي کي عمدگي پر بٹہ لگیگا *

اس باب میں ایک نہایت پر مطلب علامت یہہ بات هی کہ لوگوں کو اس جدید کارروائي کي اطلاع اول اول کچھہ انگلستان کے آزاد اور عموما واقف کار اخبارات کے ذریعہ سے نہیں بلکہ سینٹ پیٹرسبرگ کے اُن اخباروں میں سے جن کو پوري آزادي حاصل نہیں هی ایک اخبار کے ذریعہ سے هوئي تھي - روس کے اخبارات کو یہہ خبر کس نے دي ؟ اگر روسي دفتر نے دي تو دنیا کے لوگوں کي اطلاع کےلیئے اُس خبر کے مشتہر کرنے سے جس کو دفتر مذکور عموما اپنے سینہ کے اندر بند رکھنے سے خوش هوتا هی اُس کا کیا مطلب تھا ؟ - اس سے بلا شبہہ یہہ نتیجہ پایا جاتا هی کہ روس انگلستان کے دل پر اپني سرگرمي کا اثر ڈالنا چاهتا هی، گویا کہ اُس نے اپني کشتیاں روپ کي آنکھوں کے سامنے جلا دي هیں اور پیچھے هٹنا ناممکن کرلیا هی - جو طریقہ انگلستان نے اس موقع پر اختیار کیا هی وہ با وقعت اور صحیح هی — جس صورت میں کہ دوستي همسایہ سلطنت اس کارروائي کو دیکھکر غالبا موقعہ سے چوکنے لگاتي تو انگلستان نے اُس کي نسبت صرف زاید حالات دریافت کیئے هیں — لیکن اس عرصہ میں کار و بار روز مرہ میں کسي طرح کا رخنہ نہیں هی ' اور اگر انگلستان میں کسي قسم کا تہلکہ یا تردد هی ' تو اُس کے ساتھہ خود داري اور احتیاط بھي شامل هی - هندوستان میں جس سے هماري مراد هندوستانیوں کي هندوستان سے هی کسي شخص کو اس بات پر تعجب نہیں هی کہ روس نے ایسا کیا ' اور نہ کسي کو اُسکي زیادہ پروا هی — هماري توجہ دوسرے زیادہ تر مفید معاملات کي جانب مصروف هی — مثلا ویسرائے کي عنایت آمیز، دلسوز اور نہایت اطمینان بخش چٹھي هی جو یونیورسٹي کمیشن کے بارہ میں لوکل گورنمنٹوں کے پاس آئي هی ' اور ایجوکیشنل کانفرنس اور سوشل اصلاح کے واسطے اور بہت سي مجلس، اور نیشنل کانگریس اور آخرکار دهلي کا اگلا دربار قیصري هی *

باوجودیکہ روس بڑي سرگرمي ظاهر کرتا هی ' لیکن ظن غالب هی کہ وہ اس موقع پر ایک مہذب انکاري جواب ملنے کے لیئے تیار هی — پھر حال هم کو روس کي حکمت عملي کي تعریف و توصیف اور اُس کي تعظیم کرنا واجب هی — اگر اس معاملہ میں شروعات کرنا لازم تھا تو کیا اس شروعات کے لیئے موجودہ موقع کي بہ نسبت اور کوئي زیادہ تر عمدہ موقع هوسکتا تھا ؟ اس معاملہ میں علاوہ متحرک قوت کے دو فریق هیں — یعني گورنمنٹ انگریزي اور امیر افغانستان — اگر هم اول امیر صاحب کا خیال کریں تو هم دیکھتے هیں کہ وہ ایک نوجوان حاکم هیں جسکو پالیٹکس کے میدان میں هنوز نام آوري حاصل کرني هی — هز هائینس هر طرحپر ایک لایق شخص هیں، لیکن قدرتي لیاقت اور جو تجربہ کام کرنے سے حاصل هوتا هی وہ دو مختلف چیزیں هیں — کیا روس کو اُس وقت تک اِنتظار کرنا چاهیئے تھا جبکہ نوجوان امیر صاحب بلحاظ وقت اور حالات زمانہ کے ممالک غیر کے پالیٹکس سے زیادہ تر واقفیت حاصل کرنے پر قادر هوجاتے ؟ ایسا کرنا سراسر خلاف

been un-Russian. Then, there is England, the other power concerned, and indeed the predominent factor in the matter. England is acknowledged to be formidable; but it has recently had to wage a big war, and according to Russian ideas it is just at present a little out of breath. These, then, are the main features of the situation as it probably presented itself to Russia, in Central Asia. Both the powers concerned were, it probably appeared to Russia, in a more impressionable state of mind than they had been for many years. Here, therefore, was a grand opportunity. Russia must seize it and thus advance a step further in the fulfilment of its settled programme.

There are, of course, many other considerations besides those we have mentioned. There are, for example, the so-called "historical reasons" of the *Novo Vremya*. What the Russian paper exactly means by "historical reasons" can only be surmised. But take it in whatever light you like, the phrase is significant. What is history, after all, but a record of expansion and aggression. This, at all events, is apparently the most agreeable feature of history, in the opinion of Russian diplomats.

ULYSSES' LAST TOUR.

We have to report a serious incursion into the College, on the night of 28th October, on the part of a band of buccaneers, headed by the notorious Ulysses. The night was pitch dark, but fortunately they were ill-advised enough to choose the comparatively early hour of 8-30 P.M. for their raid. When we came upon the scene accompanied by a magistrate, we found the entire College staff, and all the students, young and old, assembled in the Strachey-hall, into which the captain of the College corps had, with admirable strategy, managed to push the buccaneering band. It was a formidable band, eight in all, captained by a famous Greek veteran, conjured up from the land of the dead by the able pen of our Headmaster, Mr. J. R. Cornah. They were attired in quaint old costumes, but had apparently been disarmed before we arrived, for we did not notice any weapons. What we did notice, however, was the boat which had brought them to these shores. How they had managed to sail straight into the College, which has not the advantage of being situated even on the Cam is more than we can tell. The votaries of the brush, perhaps, would be able to explain the feat,

عقل ہوتا — بعد اِس کے اِنگلستان دوسری سلطنت ہی جسکو اس معاملہ سے سروکار ہی اور جو درحقیقت اُس میں ایک رکن اعظم ہی — یہہ امر مسلمہ ہی کہ اِنگلستان کی قوت نہایت عظیم ہی، لیکن حال میں اُسکو ایک بڑی لڑائی لڑنی پڑی ہی، اور روس کے خیال کے بموجب بالفعل اُس کا کسی قدر سانس چڑھا ہوا ہی — پس جو صورت اِس معاملہ کی وسط ایشیا میں غالباً روس کو معلوم ہوئی ہوگی اُس کے یہہ خاص خاص پہلو ہیں جو ہم نے صدر میں بیان کیئے ہیں — روس نے غالباً یہہ خیال کیا ہوگا کہ دونوں سلطنتوں کی طبیعتیں اِسوقت بہ نسبت اُسکے جیسیکہ بہت سے برسوں سے تھیں زیادہ تر اثر پذیر حالت میں ہیں — پس اِس وقت نہایت عمدہ موقع ہی — اُس کو اس موقع سے کام لینا اور اسطرح پر اپنے مجوزہ پروگرام کے پورا کرنے میں ایک قدم اور آگے بڑھنا چاہیئے *

جو باتیں ہم نے بیان کی ہیں اُن کے علاوہ بلاشبہہ اور بہت سی باتیں ہیں — مثلاً وہ تواریخی وجوہات ہیں جنکا اخبار نووریمیا نے ذکر کیا ہی — اس امر کی نسبت کہ تواریخی وجوہات سے روسی اخبار کی ٹھیک کیا مراد ہی صرف قیاس ہی کیا جاسکتا ہی — لیکن جسطرح پر چاہو اُس کے معنی سمجھہ لو یہہ فقرہ واقعی پر معنی ہی — تواریخ آخر کار کیا ہی، وہ ایک داستان سلطنتوں کے پھیلنے اور دست درازی کرنے کی ہی — اور پھر کیف ظاہرا روسی مدبروں کی راے میں تواریخ کی یہہ ہی ایک نہایت پسندیدہ صفت ہی *

یولیسیز لاست ٹور

ہمکو اسبات کی اطلاع دینا ضرور ہی کہ ۲۸ اکتوبر کی شب کو قزاقوں کے ایک گروہ نے جسکا سرغنہ مشہور معروف یولیسز تھا ہمارے کالج پر سخت تاخت کی — رات نہایت اندھیری تھی مگر خوش قسمتی سے اُن کو یہہ خراب صلاح دی گئی کہ اُنھوں نے اپنی تاخت کے واسطے سرشام ½ ۸ بجے کا وقت پسند کیا — جس وقت ہم معہ ایک مجسٹریٹ کے موقع پر پہونچے تو ہمنے دیکھا کہ کالج کا کل اسٹاف اور تمام طالب علم کم عمر اور پختہ عمر اسٹریچی ہال میں جمع ہیں، جسکے اندر کالج کے والنٹیر کور کے کپتان نے قابل تعریف ہوشیاری کے ساتھہ قزاقوں کے گروہ کو محصور کردیا تھا — یہہ ایک نہایت زبردست گروہ تھا، جس میں کل آٹھہ شخص تھے اور اُن کا کپتان ایک مشہور و معروف پورانا یونانی سپاہی تھا جس کو ہمارے لایق ہیڈ ماسٹر جے آر کارنا کے پرزور قلم نے جادو کے زور سے تھوڑے عرصہ کے لیئے عدم آباد سے عالم ہستی میں کھینچ بلایا تھا — یہہ زبردست گروہ قدیم زمانہ کی وضع کا عجیب و غریب لباس پہنے ہوئے تھا — غالبا ہمارے پہونچنے سے پہلے ان کے ہتیار چھین لیئے گئے تھے کیونکہ جب ہم وہاں پہونچے تو ان کے پاس کوئی ہتیار موجود نہ تھا — لیکن جو کچھہ ہم نے دیکھا وہ ایک کشتی تھی جس کے ذریعہ سے وہ ان سواحل تک پہونچے تھے — یہہ بات ہمارے گمان اور قیاس سے باہر ہی کہ وہ کس حکمت کے ساتھہ کشتی کے ذریعہ سے براہ راست کالج میں پہونچ گئے حالانکہ ہمارا کالج اس خوبی سے محروم ہی کہ وہ کسی دریا کے ساحل پر بھی واقع ہو — جو لوگ فن مصوری سے ماہر ہیں وہ شاید اس کرشمہ کی تشریح کرسکینگے *

جو شخص اُن باتوں سے بخوبی واقف نہیں ہیں جو ڈراما (ناٹک) سے تعلق رکھتے ہیں وہ اس بات کو نہیں سمجھہ سکتے ہیں کہ کسي نقل کو اسٹیج پر دکھانے میں کس قدر محنت اور اُس کے واسطے کسقدر لیاقت درکار ہوتي ہی - یہہ بات یاد رکھني چاہیئے کہ کوئي انڈرگرایجویٹ اسٹیج پر نہیں آیا جس سے اُس کي وقعت میں خلل واقع ہوا — ایکٹر باستثنائے ایک شخص کے سب کم عمر اسکول کے طالب علم تھے — یہہ بات ظاہر ہی کہ قبل اس سے کہ یہہ کم عمر لڑکے لیاقت و ہوشیاري کے اس درجہ کو پہونچیں ' کسي شخص نے اُنکے ساتھہ ضرور سخت محنت و کوشش کي ہوگي - ہم مسٹر واٹنس کو مبارک باد دیتے ہیں ' کیونکہ یہہ لیاقت طالب علموں کو اُنہیں کي بدولت حاصل ہوئي ہی *

یہہ نقل اس موقع پر مسٹر ماریسن اور مسس ماریسن کي خاطر کي گئي تھي جو حال میں انگلستان سے اپني محنتوں کے موقع پر واپس تشریف لائے ہیں - کسي شخص کو ہنسنا نہیں چاہیئے — ہمنے دیدہ و دانستہ ایسے الفاظ استعمال کیئے ہیں جن سے معلوم ہو کہ مسٹر ماریسن پھي محنت کے میدان میں واپس آئے ہیں *

Those who are not well up in matters dramatic, have no idea of the labour that is involved in, and the talent that is required for, putting a burlesque on the stage. It should also be remembered that no under-graduates compromised their dignity by appearing on the stage. The actors, with one notable exception, were all young school boys. It is obvious that some body must have worked hard with them before the young men could have been brought to the present pitch of efficiency. We congratulate Mr. T. H. Vines, for it is to him that the efficiency is due.

The burlesque was performed on this occasion in honour of Mr. and Mrs. Morison recently returned from England to the scene of their labours. No body need smile. We have advisedly said *their* labours.

جلسہ سالانہ ٹرسٹیان مدرسۃالعلوم علیگڈھ

بتاریخ ۲۶ اکتوبر ۱۱ بجے دن کے سالانہ اجلاس ٹرسٹیان مدرسۃالعلوم کا اسٹریچي ہال میں منعقد ہوا — مندرجہ ذیل ٹرسٹیان شریک تھے *

چیرمین

خان بہادر مولوي زین العابدین خاں صاحب *

ٹرسٹیان موجودہ

۱ سید زین الدین صاحب *
۲ آفتاب احمد خاں اسکوئر *
۳ مولوي بہادر علي صاحب *
۴ مولوي احمد علي خاں صاحب *
۵ محمد مزمل‌الله خاں صاحب *
۶ نواب محسن‌الملک بہادر — آنریري سکرٹري *

مندرجہ ذیل رزولیوشن اجلاس میں پاس ہوئے *

رزولیوشن نمبر ۱

قرار پایا کہ مسٹر ایل ٹپنگ پروفیسر کي تنخواہ میں شروع سال یعني یکم اپریل سنہ ۱۹۰۲ ع سے پچاس روپیہ ماہوار کا اضافہ کیا جاے *

رزولیوشن نمبر ۲

اس جلسہ کي راے میں مسٹر ایل ٹپنگ پروفیسر کا اضافہ بانباع مفصلہ ذیل ریمارک کے جو صاحبزادہ آفتاب احمد خاں اسکوئر نے جلسہ فنانس کمیٹي منعقدہ ۲۹ جون سنہ ۱۹۰۲ ع میں کیئے ہیں اور جسکي تائید محمد مزمل‌الله خاں صاحب نے کي ہی منظور کیا جاے *

" میري" راے میں بلا لحاظ اس امر کے مسٹر ایل ٹپنگ عہدہ پرنسپلي کے لیئے مسٹر ماریسن کے بہترین جانشین ہیں یا نہیں ہمکو اُن کي خدمات کي بحیثیت پروفیسر کالج کے قدر کرني چاہیئے " *

رزولیوشن نمبر ۳

قرار پایا کہ مسٹر جے جے برون پروفیسر کي تنخواہ شروع سال یعني یکم اپریل سنہ ۱۹۰۲ ع سے بموجب رزولیوشن نمبر ۳ منظور شدہ اجلاس ٹرسٹیان منعقدہ ۳۱ جنوري سنہ ۱۹۰۰ع کے بجاے چار سو روپیہ کے ساڑھے چار سو روپیہ قرار دیجاے *

رزولیوشن نمبر ۴

قرار پایا کہ سائنس کي تعلیم کے لیئے اسي روپیہ ماہوار پر ایک لکچرار مقرر کیا جائے *

رزولیوشن نمبر ۵

قرار پایا کہ اورینٹل لائبریري کي نگراني کے لیئے مولوي رشید احمد صاحب کو دس روپیہ ماہوار الاونس شروع سال یعني یکم اپریل سنہ ۱۹۰۲ ع سے دیا جائے *

رزولیوشن نمبر ۶

یہہ اجلاس دو پریپریشن ٹیچرز کے تقرر کو پندرہ پندرہ روپیہ ماہوار پر منظور کرتا ہی *

رزولیوشن نمبر ۷

قرار پایا کہ ماسٹر جلال‌الدین حیدر کي تنخواہ میں دس روپیہ ماہوار کا اضافہ شروع سال یعني یکم اپریل سنہ ۱۹۰۲ ع سے منظور کیا جائے *

رزولیوشن نمبر ۸

قرار پایا کہ مسٹر ٹي ایم سمسن ہیڈ کلرک دفتر آنریري سکرٹري ٹرسٹیان کي تنخواہ میں دس روپیہ ماہوار کا اضافہ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۲ع سے منظور کیا جائے *

رزولیوشن نمبر ۹

قرار پایا کہ اسسٹنٹ برسر کا عہدہ تخفیف کرکے جس سے پچپن روپیہ ماہوار کي بچت ہوگي سو روپیہ ماہوار پر ایک تجربہ کار محاسب مقرر کیا جائے اور پینتالیس روپیہ ماہوار کا زاید خرچ منظور کیا جائے *

رزولیوشن نمبر ۱۰

قرار پایا کہ بوجہ اُن ضروریات کے جنکا مکرر تجربہ ہوچکا ہی اِس عہدہ کا تقرر اس شرط سے منظور کیا جائے کہ کسي خاص شخص کے واسطے یہہ عہدہ مخصوص نہ سمجھا جائے — اور بالفعل صرف ایک سال کے واسطے یہہ تقرر منظور کیا جائے - آیندہ جبکہ مستقل تقرر ہو تو اس امر کي پوري کوشش کیجائے کہ جہاں تک ممکن ہو کوئي لایق طالب علم اُس کالج کا اسي عہدہ پر مقرر کیا جائے اور اسبات کي کوشش کي جائے کہ کسي خاص طالب علم کو دفتر آدیٹر میں بھیجکر فن محاسبي میں تعلیم دلائي جائے *

رزولیوشن نمبر ۱۱

قرار پایا کہ مرمت مکانات کے لیئے چار ہزار روپیہ منظور کیا جائے *

رزولیوشن نمبر ۱۲

قرار پایا کہ اسکول کی عمارت بڑھانے کے واسطے دو ہزار روپیہ منظور کیا جائے *

رزولیوشن نمبر ۱۳

قرار پایا کہ ٹھیکہ دار باغ کالج کو بمعاوضہ نقصان کے ایکسو پچاس روپیہ منجملہ زر ٹھیکہ کے معاف کیا جاے *

رزولیوشن نمبر ۱۴

قرار پایا کہ مسس بیک کو منجملہ دس ہزار روپیہ کے جو چار ہزار روپیہ دینا باقی ہیں وہ ریزرو فنڈ سے ادا کردیا جاے *

رزولیوشن نمبر ۱۵

قرار پایا کہ مبلغ آٹھہ سو روپیہ ڈپریکیشن – ان بلڈنگ کے نام سے خرچ میں درج کیئے گئے ہیں وہ احاطہ کالج کی جالیوں میں صرف کیئے جائیں *

رزولیوشن نمبر ۱۶

قرار پایا کہ بموجب اسکیم منظور شدہ اجلاس ٹرسٹیان منعقدہ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۲ع کے پراکٹر کی تنخواہ میں یکم اپریل سنہ ۱۹۰۲ع سے پچیس روپیہ ماہوار اور (۸) سب پراکٹروں کی تنخواہ میں دس دس روپیہ ماہوار کا اضافہ کیا جاے *

رزولیوشن نمبر ۱۷

اس اجلاس کی راے ہی کہ جو اضافہ آٹھہ سب پراکٹروں کا منظور کیا گیا ہی اُس میں وہ ایک سب پراکٹر جسکو سب کمیٹی منعقدہ ۸ جولائی سنہ ۱۹۰۲ع نے نا قابل قرار دیا تھا اپنے عہدہ سے علیحدہ کیا جاے اور بجاے اُس کے کوئی لایق آدمی مقرر کیا جاے *

رزولیوشن نمبر ۱۸

قرار پایا کہ بابو جادھب چندر چکرورتی رجسٹرار کو ڈیڑھ سو روپیہ اور سید عبدالباقی پوسر کو چھتر روپیہ بابت معاوضہ زاید کام کے جو اُنہوں (جانچ حسابات) کے زمانہ میں اُنھوں نے کیا دینا منظور کیا جاے مگر آیندہ کے لیئے یہہ نظیر نہ سمجھی جاے *

رزولیوشن نمبر ۱۹

قرار پایا کہ بجٹ جس طور پر مرتب ہوا ہی منظور کیا جاے *

رزولیوشن نمبر ۲۰

قرار پایا کہ ہز اکسلنسی جناب مہاراجہ کشن پرشاد مدارالمہام ریاست حیدرآباد دکن بموجب قاعدہ قواعد و قوانین ٹرسٹیان کے کالج کے وزیٹر مقرر کیئے جاویں *

رزولیوشن نمبر ۲۱

قرار پایا کہ واسطے تکمیل بعض عمارات نا تمام کالج کے گورنمنٹ سے پچیس ہزار روپیہ بلا سود قرض دینے کی درخواست کی جاے – اور بحالت نامنظوری اُس کے پچیس ہزار کے ڈیبنچر پانچ روپیہ فی صدی سالانہ پر جاری کیئے جاویں *

رزولیوشن نمبر ۲۲

قرار پایا کہ سر سید احمد میموریل فنڈ ایسوسی ایشن سے درخواست کی جاے کہ منجملہ رقم چندہ کے جو اُس کو اب تک وصول ہوا ہی بالفعل پچیس ہزار روپیہ واسطے ریفنڈ کرنے رقومات غبن شدہ مد تعمیرات کے کالج فنڈ کو ادا کرے *

رزولیوشن نمبر ۲۳

قرار پایا کہ منجملہ چندہ موصولہ و موعودہ کرزن ہسپتال کے جو رقم بچتہ تعمیر شفا خانہ سے زاید ہو وہ دیگر عمارات کالج میں صرف کی جاے † *

رزولیوشن نمبر ۲۴

قرار پایا کہ بورڈنگ ہوسوں کے کرایہ سے جو آمدنی (بعد منہائی وظایف) ہوتی ہی وہ پورانے بورڈنگ ہوسوں کی مرمت اور نئے بورڈنگ ہوسوں کی تعمیر کے واسطے مخصوص کردی جاے تاکہ جدید بورڈنگ ہوسوں کی تعمیر کا کام بھی ایک سلسلہ کے ساتھہ جاری رہ سکے *

رزولیوشن نمبر ۲۵

اس اجلاس کی یہہ راے ہی کہ جو رقم کرایہ مکانات بورڈنگ ہوس کی اُس رقم سے زاید بچے جو سالانہ بجٹ میں مرمت کے لیئے منظور ہوتی ہی وہ بلا منظوری ٹرسٹیان کے کسی کام میں صرف نکی جاے *

رزولیوشن نمبر ۲۶

قرار پایا کہ آنریری سکرٹری ٹرسٹیان سے درخواست کی جاے کہ بموجب رزولیوشن نمبر ۳۱ منظور شدہ بجٹ میٹنگ منعقدہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ ع کے جو اُن کو اجازت دیگئی تھی کہ وہ کاغذات دفتر آنریری سکرٹری کو باضابطہ اور اُس کے رجسٹر تیار کرائیں اور اس کام کے لیئے جو خرچ ضروری ہو وہ دیا جاے بلحاظ اُس کے ایک مفصل رپورٹ اس امر کی ٹرسٹیوں کو پیش کریں کہ بتعمیل رزولیوشن مذکورہ بالا اب تک کیا کاروائی کی گئی ہی اور آیندہ کیا کاروائی مدنظر ہی اور مجلد رجسٹر ہاے دفتر سکرٹریٹ کے نقشے کس نہج پر مرتب کیئے گئے ہیں اور سکرٹری اس بارہ میں سید محمود صاحب ٹرسٹی و وزیٹر کالج کی راے اور مشورہ اور مدد طلب کریں اور یہہ رپورٹ آیندہ سالانہ اجلاس ٹرسٹیان میں پیش کی جاے *

رزولیوشن نمبر ۲۷

اس اجلاس کی راے میں تاتکمیل ترتیب دفتر سکرٹری حسب رزولیوشن نمبر ۲۶ کے ۲۰ روپیہ ماہوار کا خرچ منظور کیا جاے *

رزولیوشن نمبر ۲۸

یہہ تحریک کہ مبلغ سترہ ہزار سات سو ستائیس روپیہ گیارہ آنہ جو بابت یادگار مرحوم مغفور سر سید احمد خاں کے چندہ سے وصول ہوئے تھے اور جو غبن ہوگئے وہ سر سید احمد میموریل فنڈ ایسوسی ایشن سے اس غرض سے طلب کیا جاے کہ وہ اُس عمارت کی تعمیر میں

† ہمکو شک ہی کہ رزولیوشن کی عبارت میں سہو کتابت سے یہہ فقرہ رہ گیا ہی " بعد استمزاج چندہ دہندگان " چونکہ سکرٹری صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے ہیں فی الحال موقعہ دریافت کرنے کا نہیں ہی – اڈیٹر

صرف کیا جاے جس کے لیئے سنہ ۱۸۸۱ ع سنہ ۱۸۸۶ ع میں وہ زر غبن شدہ جمع کیا گیا تھا بالفعل ملتوی رکھی گئی *

رزولیوشن نمبر ۲۹

یہہ تحریک کہ سترہ ہزار سات سو سائیس روپیہ گیارہ آنہ رقم غبن شدہ یادگار مرحوم مغفور سو سید احمد جو سو سید احمد میموریل فنڈ سے ملیگا وہ تعمیر دفتر سکرٹری میں صرف کی جاے بربناے رزولیوشن نمبر ۲۸ کے بالفعل ملتوی کی گئی *

رزولیوشن نمبر ۳۰

یہہ تحریک کہ گوشہ جنوب مغرب عمارت کالج بطرف چپ صدر دروازہ کالج اُس خالی اراضی گوشہ مقابل سالار منزل کے دفتر سکرٹریٹ کے لیئے تجویز کر دیا جاے بر بناے رزولیوشن نمبر ۲۸ و نمبر ۲۹ بالفعل ملتوی رکھی گئی *

رزولیوشن نمبر ۳۱

قرار پایا کہ چٹھی ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن مورخہ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۲ ع بابت نگرانی انتظام بورڈنگ ہوس یونیورسٹی الہ آباد کے متعلق جو جواب دفتر سے مرتب ہوا ہی اور ٹرسٹیوں کے ملاحظہ کے لیئے بھیجدیا گیا تھا وہ فوراً خدمت میں ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن کے بھیجا جاے — کیونکہ اس معاملہ میں زیادہ دیر مناسب نہیں ہی *

رزولیوشن نمبر ۳۲

قرار پایا کہ واسطے تحریر دستاویز متعلق بیس ہزار روپیہ کے جو گورنمنٹ نے بورڈنگ ہوس کے واسطے دینا منظور کیا ہی بموجب راے گورنمنٹ ایڈوکیٹ مورخہ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ ع کے ٹرسٹیوں کی طرف سے آنریری سکرٹری کو اجازت دیجاے اور اُن کو مجاز کیا جاے کہ منجانب ٹرسٹیان دستاویز پر دستخط کریں اور جو کچھہ کارروائی قانونی واسطے تکمیل دستاویز ضروری اور مناسب ہو اُس کو جملہ ٹرسٹیان کی جانب سے عمل میں لائیں *

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

بجناب والا خطاب نواب محسن الملک بہادر

۱ — جناب کے اِرشاد کی تعمیل میں اپنے وہ خیالات جو محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے متعلق میں نے زبانی عرض کیئے تھے، قید تحریر میں لاکر خدمت عالی میں بھیجتا ہوں *

۲ — میری راے میں اُس جماعت کی کارروائیوں سے جس جماعت کا نام محمدن ایجوکیشنل کانفرنس ہی اِس اعتبار کرکے کہ وہ مسلمانوں کی تعلیمی معاملات پر غور و فکر کرنے والی ایک مجلس ہی مطلق فائدہ مسلمانوں کی قوم کو نہیں ہوا ہی — اور اِس لحاظ سے ضرور ہی کہ یا یہہ کانفرنس توڑ دی جاے یا اُس میں ترمیم و اِصلاح کی جاے *

۳ — میرے ذہن میں یہہ ہی کہ اِس کے مقاصد یہہ ہیں یا ہونے چاہیئں *

(۱) مسلمانوں کی موجودہ تعلیم کے اوپر اِس نظر سے غور کرنا کہ آیا کافی ہی یا نہیں ؟ — مفید ہی یا نہیں ؟ قابل اِصلاح ہی یا نہیں ؟ *

(۲) اگر کافی اور مفید نہیں ہی یا قابل اِصلاح و ترمیم ہی تو اُس کی بابت اپنے خیالات وقتاً فوقتاً ظاہر کرتے رہنا *

(۳) اگر ممکن ہو تو کچھہ عملی مدد بھی دیتے رہنے کی کوشش کیئے جانا *

(۴) منطقی دلایل میں اور مباحثہ کے واسطے بڑی گنجایش ہوا کرتی ہی لیکن سچ یہہ ہی کہ یہہ مقاصد اب تک حاصل نہیں ہوئے ہیں اور اگر ہوتے ہیں تو بہت کم اور جہاں تک تجربہ رہا ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب تک کوئی جدید ترمیم نہ ہوگی اُس وقت تک یہہ کانفرنس صرف پہول والوں کی سیر یا کسی دوسرے میلے سے زاید وقعت نہیں رکھتی ہی کہ سال بھر میں ایک مرتبہ لوگ نام آوری کے شوق یا فیشن کے اعتبار سے یا دل نا خواستہ شریک ہوجاتے ہیں *

(۵) میں طوالت کے قطع کردینے کے لحاظ سے اور نیز اس وجہ سے کہ پورے ریویو کے واسطے بڑی فرصت درکار ہی وہ اصول پیش کردینا چاہتا ہوں جن کے اوپر عمل سے شاید یہہ جلسہ اصلی فایدہ پہونچا سکے — نظر بریں میری راے میں : —

(الف) اس بات کی کوشش نہ کرنا چاہیئے کہ کثیر لوگ اس میں شریک ہوں بلکہ صرف یہہ کوشش ہونا چاہیئے کہ صرف چیدہ اور منتخب اشخاص جمع ہوا کریں اور چیدہ اشخاص کے انتخاب کے واسطے یہہ یا مثل اس کے کوئی طریقہ اختیار رہنا چاہیئے *

(۱) ہر ایک شہر و قصبہ سے خواہش کیجاے کہ وہ اپنے باشندوں میں سے اپنا ایک یا دو یا اس سے زاید اشخاص کو (مثلاً پانچ یا دس ہزار مسلمانوں میں سے ایک شخص کو) بطور ڈیلیگیٹ کانفرنس میں شرکت کے واسطے نامزد کر کے بھیجیں *

(۲) انتخاب کرنے والوں کو خود سمجھہ لینا چاہیئے کہ ایسا شخص نامزد کریں جسکو تعلیمی معاملات سے واقفیت اور دلچسپی ہو *

(۳) یہہ میعاد مقرر ہونا چاہیئے کہ کون اشخاص انتخاب کرنیکا حق رکھتے ہیں — میرے نزدیک ذیل کی شرایط یا مثل اس کے تجویز کیئے جائیں — یعنی وہ شخص ڈیلیگیٹ کو منتخب کرنیکا حق رکھے گا جو کہ پانچ روپیہ کانفرنس کے مقاصد کے واسطے کم سے کم اُس سال میں ادا کردے اور وہ شخص جو کہ انٹر گریجوایٹ کم سے کم ہو —

یا ایک طریقہ یہہ اختیار کیا جاے کہ جو قصبہ یا شہر کہ مثل ایک سو روپیہ کانفرنس کے مقاصد کے واسطے جمع کردے وہ ایک ڈیلیگیٹ بھیج سکے گا اور جو دو سو جمع کردے وہ دو ڈیلیگیٹ *

(ب) جو ڈیلیگیٹ جمع ہوں اُن کو اپنا تمام وقت تعلیمی معاملات کے مشوروں میں صرف کرنا چاہیئے — اور نمایشی رزولیوشنوں اور ایسی اسپیچوں سے جس کا مقصد سواے لفاظی اور فصاحت کے یا مباحثہ کی طوالت کے کچھہ نہیں ہوتا پرہیز کرنا لازم ہی — اگر بغیر اسپیچ کے کھانا ہضم نہیں ہوسکتا تو صرف اختتامی یا ایک اختتامی اسپیچ پر اکتفا کیا جاے *

یہہ ڈیلیگیٹ آپس میں کل متفق ہوکر یا سیکشن کام تقسیم کردینے کے بعد اس طرح امور پر غور اور اُن کو طی کریں جس طرح پر کہ اپنے گھر کے کار و بار میں مشورہ ہوا کرتا ہی جس کے مطابق کام کرتے ہیں اور کام پورا پورا ہوتا ہی — میری راے میں یہہ طریق عمل اختیار کرنے سے چند منتخب اشخاص کو اچھی طرح موقع اور وقت مشوروں کا ملیگا اور جو تضیع اوقات اب ہوا کرتی ہی وہ نہ ہونے پائیگی یا کم ہوجائیگی *

(ج) جو راے کہ اہل مجلس کی قرار پائے اُس کو جہاں تک زاید مشتہر کرنا ممکن ہو اختیار کیا جاے اور اس واسطے گو کہ بعض نظروں کو اچھا نہیں معلوم ہوگا لیکن ملک کی حالت یہی بتا رہی ہی کہ ارزاں چھپائی میں کارروائی چھاپی جاے تاکہ معین صرف میں زاید مطبوعات حاصل ہوسکیں یا کانفرنس اپنا ایک ارزاں اخبار جاری کرے جو ہفت یا براے نام قیمت پر تقسیم ہوا کرے *

(د) میری راے میں اقسام تعلیم میں جزرسی و کفایت شعاری وغیرہ کے لحاظ سے بہت سے والدین حیران ہیں کہ اُن کو اپنی اولاد کی تعلیم کیونکر دلانا چاہیئے — اور نیز مسلمان لوگ اس مسئلہ کے حل پر قادر نہیں ہوتے ہیں کہ وہ تعلیم کی ابتدا کیونکر کریں — کس وقت میں قرآن مجید پڑھائیں کسوقت میں اُردو کسوقت میں فارسی کسوقت میں عربی جو کہ لازمی ہوتی جاتی ہی اور پھر کسوقت میں انگریزی پڑھائیں؟ غرضکہ یہہ مسایل ہیں جن میں ماہر اشخاص کو جمع ہوکر غور کرکے اپنی راے اور مشورے سے لوگوں کو آگاہ کرنا چاہیئے اور چونکہ زمانہ کی رفتار تیز ہی تو اِن مسایل میں بھی روز بروز جدت اور نئی حالتیں پیدا ہوتی جاتی ہیں — پس یہہ نہیں کہ اکتفا ہو جاے کہ دس برس اول مثلاً فلاں نے یوں لکھہ دیا ہی ! بلکہ اگر کام کرنا ہی تو ہمیشہ ہمیشہ اِن باتوں پر یا مثل اس کے جدید باتوں پر غور کرتے رہنا لازم ہی *

(۷) چونکہ یہہ امر ناممکن ہی کہ ہر ایک شخص اعلی تعلیم حاصل کرے — پس ایسی تعلیم پر جو غریب مسلمانوں کے واسطے مفید اور کارآمد ہو وقتا فوقتا غور کرنا چاہیئے — اور سوچ سمجھکر یہہ بتانا چاہیئے کہ فلاں طریقہ تعلیم اگر اختیار کیا جاے تو مفید ہوگا — پیشوں کو جہاں تک تعلیمی کانفرنس سے تعلق ہی اُس کو اُس پر غور و فکر کرتے رہنا چاہیئے — میں اسمارہ میں اپنا خیال ظاہر کرونگا کہ میری راے کئی سال سے ہی کہ اگر ایک اسکول خانساماني کے کام کا جاري کیا جاے تو ادنی درجہ کے نہ صرف عوام بلکہ اشراف مسلمانوں کو حد سے زاید فائدہ ہوگا کہ اُس کے نکلے ہوئے شاگرد رفرشمنٹوں ہوٹلوں کے عمدہ منیجر ہوسکینگے ! اُس کے نکلے ہوئے شاگرد ویسراے اور والیان ملک کے پیش خدمت ہوسکینگے ! شاید یہہ خیال ہو کہ اسکول میں کیا سکھایا جائیگا — مختصرا گذارش کرونگا —

(۱) اسقدر تعلیم سے اُردو صاف لکھہ پڑھہ لی جاسکے اور اسقدر انگریزی کہ بل وغیرہ لکھہ پڑھہ سکے (۲) اسقدر حساب جو اس پیشہ کے واسطے ضروری ہو (۳) انگریزی اور ہندوستانی کھانا پکانا (۴) میز کا سجانا اگر ممکن ہو ڈرائنگ روم وغیرہ کا سجانا (۵) اسقدر سینا کہ پرانے کپڑے کی مرمت کرسکے *

علاوہ اسکے میری راے میں چھپائی کام کی اور اُس میں علی الخصوص کاپی نویسی سکھانے کے واسطے اسکولوں کے کھلنے کی بڑی ضرورت ہی — کس واسطے کہ جاہل کاپی نویسوں سے اب کام نہیں چل سکتا اور روز بروز ان کی مانگ بڑھ رہی ہی — غرضکہ غور کیا جاے تو بہت سے اس قسم کے کام نکل سکتے ہیں جس کے واسطے اسکول قایم ہوسکتے ہیں اور میرے نزدیک ایجوکیشنل کانفرنس کا کام بھی ہی ایسے امور پر غور کرکے اپنی راے اور مشورہ سے پبلک کو آگاہ کرتی رہے *

(۸) اب اس سے آگے قدم بڑھا کر وہ اُن صلاحوں میں جو وہ لوگوں کو دیگی جو مزاحمتیں ہوں اُن کے رفع کرنے میں تابمقدور کوشش کریں — اگر سرمایہ کی ضرورت ہو تو جہاں تک ممکن ہو اُس کی فکر بھی کریں یہہ مختصر ایک خاکہ ہی جو قلم برداشتہ پیش کیا گیا ہی *

(۹) آخر میں جو سب سے مختصر الفاظ میں کہہ سکتا ہوں وہ یہہ ہی کہ نمایش اور دکھاوے کو کم کرو اور کام کو زیادہ کرو موجودہ حالت میں جو روپیہ ریل کے کرایہ میں کانفرنس کی وجہ سے مسلمانوں کا خرچ ہو جاتا ہی مجھکو اُس کا سال بھر پورا قلق رہتا ہی کہ اے کاش یہہ روپیہ اُن کے بال بچوں پر ہی صرف ہوا ہوتا *

جناب کا ادنی خادم

حاجی محمد اسمعیل خاں

۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ ع

سجل جمعیۃ اُم القریٰ

یعنی

روئداد انجمن مکہ معظمہ

تیسرا اجلاس

یوم پنجشنبہ ۱۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۶ ھجری

مقام مکہ معظمہ

تیسرے اجلاس میں شریک ہونے کی غرض سے تمام ممبران انجمن وقت مقررہ پر تشریف لائے لیکن اتفاقاً صاحب صدرانجمن کی تشریف آوری میں کسیقدر تعویق ہوئی — وہ قریبا آدہ گھنٹہ کے بعد تشریف لائے اور عذر کیا کہ مجھکو ملاقات کی غرض سے شریف مکہ نے طلب فرمایا تھا جس کی تعمیل مجھپہ لازمی تھی — مجھکو خیال نہ تھا کہ گفتگو کا سلسلہ اسقدر دراز ہوگا کہ میں وقت مقررہ پر اجلاس میں شریک نہو سکونگا — لیکن برخلاف اُمید سلسلہ گفتگو کو طول ہوا اور میں مقررہ وقت پر حاضری سے قاصر رہا *

اس کے بعد اُنہوں نے فرمایا کہ ہم مولائے رومی کی دلچسپ تقریر کے مشتاق ہوں جو پچھلے اجلاس میں نا مکمل رہ گئی تھی — اُمید ہی کہ وہ اُس کو پورا کرینگے — اس پر مولائے رومی نے اپنی تقریر کا سلسلہ شروع کیا اور فرمایا کہ :-

"میرے نزدیک ہماری موجودہ مصیبت کا اصلی سبب یہہ ہی کہ ہمارا مذہب رسمی علما یا بہ عبارت دیگر عمامہ پوش جاہلوں کی حمایت اور نگرانی میں داخل ہوگیا ہی — اور انہیں کو امرا اور حکام کی حضور میں تقرب حاصل ہی اور وہی قاضی اور مفتی کے عہدوں کی خدمات انجام دیتے ہیں — اسلامی ممالک میں ان عمامہ پوش جاہلوں نے اپنے لیئے ایک ایسا قانون بنا رکھا ہی جس کا اُصول دو سو دنیوں سے اس وقت تک یہہ چلا آتا ہی کہ علم ایک معمولی خطاب ہوگیا جو جہال کو دیا جاتا ہی حتی کہ بعض اوقات محض اُمی بلکہ بچے بھی اُس سے محروم نہیں رہتے *

اور جس کو یہہ خطاب مرحمت ہوجاتا ہی وہ محض برسوں کے گذرنے یا صرف حکام کی عنایت کی بدولت علوم و معارف کے مراتب اور فضائل و کمالات کے مدارج میں ترقی کرتا چلا جاتا ہی خصوصا جبکہ وہ علما کے خاندان سے ہو — پس جبکہ وہ بچہ اور گہوارہ میں ہوتا ہی تو "اعلم العلماے المحققین" کے نام سے پکارا جاتا ہی - جب اُس کا دودہ چھٹتا ہی تو وہ "افضل الفضلاء المدققین" کے لقب سے مخاطب کیا جاتا ہی — اور جب وہ سن تمیز کو پہونچتا ہی تو "اقضی قضاۃ المسلمین معدن الفضل والیقین رافع اعلام الشریعۃ والدین وارث علوم الانبیاء والمرسلین" کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہی — اور اسی طرح بلحاظ عمر کے اُس کے خطاب بھی بڑھتے جاتے ہیں حتی کہ آخرکار اُس کو "اعلم العلماء المتبحرین و افضل الفضلاء المتورعین معدن الفضل والیقین" کا عظیم الشان خطاب عطا ہوتا ہی *

کسی شخص کو یہہ خیال ہرگز ہونا چاہیئے کہ امراء اور حکام کی طرف سے ان عمامہ پوش جاہلوں کی اسقدر تعریف و توصیف اور مدح و ثنا صرف اس لیئے کی جاتی ہی کہ اس کے معاوضہ میں وہ بھی اُن کو — المولی المقدس، ذی القدرۃ، صاحب العظمۃ و الجلال، المنزہ عن التطیر و الامثال، واہب الحیاۃ، ظل اللہ، مہبط الہامات، سلطان السلاطین، مالک رقاب العالمین، ولی نعمۃ الثقلین، ملجاء اھل الخافقین" کے خطابات سے یاد کریں جو ذریعہ تکبر اور موجب فخر مباہات ہیں *

اس میں شک نہیں ہی کہ اس گروہ کے اکثر علماے متبحرین اپنے جھوٹے خطابات کو صحت کے ساتھہ نہیں پڑھ سکتے — اسی طرح جو لوگ صاحب تقدس و طہارت اور شریعت کا جھنڈا اُٹھانے والے ہیں علانیہ خدا کے احکام کی مخالفت کرنے والے دیکھے جاتے ہیں *

اُن پر یہی حجت کافی ہی کہ وہ اپنے آپ کو زرین اور عروسانہ لباس سے ممتاز کرتے ہیں جو اسلام میں قطعاً حرام ہی — یہہ لباس اُنہوں نے رومی کے کلیساؤں اور مذہبی پیشواؤں سے اخذ کیا ہی جو مذہبی فرایض ادا کرنے کے وقت اور اکثر دیگر مجلسوں میں زر دوزی قبائیں اور زرین ٹوپیاں استعمال کرتے ہیں — ہماری قوم کے اکثر خطیب جب ممبر پر کھڑے ہوکر کہتے ہیں (یا ایہاالناس اتقوا اللہ) تو اُن کے بدن پر یہی مکروہ لباس ہوتا ہی جس کو اسلام نے حرام کیا ہی *

ان عمامہ پوش جاہلوں نے صرف اسی قانون پر اکتفا نہیں کی بلکہ اُس کے ساتھہ ایک دوسرا قانون بھی جاری کیا ہی جسکی وجہ سے درس تدریس، وعظ و نصیحت، خطابت اور امامت اور تمام مذہبی خدمات کی مثل سامان کے خرید اور فروخت ہوتی ہی اور وہ کبھی بطور ہبہ کے اور اکثر اوقات بطور وراثت کے نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی ہیں — اس قسم کے خدمات کبھی غیر وارث لوگوں کو بھی مل جاتی ہیں جو دوسروں کو زیادہ قیمت دیتے ہیں یا اُن کی خوشامد کرتے ہیں — اس قانون کا یہہ نتیجہ ہوا کہ تمام مذہبی خدمات جہال اور منافقین کے گروہ میں محدود ہوگئیں *

جس وقت بعض اسلامی گورنمنٹوں نے انتظامی مجلسیں قایم کیں تو یہہ عمامہ پوش جاہل ان میں بھی داخل ہوگئے اور قاضی اور مفتی اُن کا خطاب ہوا — جس شہر میں انتظامی مجالس ہیں اُن کے دو ممبر قاضی اور مفتی بھی ہوتے ہیں جو اکثر اوقات ایسے احکام جاری کرتے ہیں جو شریعت کے بالکل منافی ہوتے ہیں — مثلاً سود اور محصول آب کاری اور غیر شرعی ٹیکس وغیرہ وغیرہ جن سے الگ رہنا علماء کو مناسب تھا — عیسائیوں کے مذہبی علماء ایسی مجلس میں حاضر نہیں ہوتے جہاں عیسائی مذہب کے برخلاف تمدنی قوانین کی رو سے نکاح ہونا یا طلاق دی جاتی ہی اور نہ وہ کسی ایسی دستاویز پر گواہی کرتے ہیں جس میں سود کی ادائیگی لازم ہوتی ہی - چہ جائیکہ وہ ایسے احکام اپنے دستخطوں سے جاری کریں جو عیسائیت کے منافی ہوں *

اسی طرح جب عرفی محکمے قائم کیئے گئے تو یہہ عمامہ پوش وہاں بھی دخل در معقولات دینے سے باز نہ رہے اور عرفی محکمہ کے اعلی افسر قاضی صاحب قرار دیئے گئے جہاں وہ اپنی تجویزات سے سود کی ڈگریاں دینے لگے اور بجاے شرعی تعزیرات کے فوجداری سزاؤں اور جرمانوں کے احکام نافذ فرمانے لگے جو دین اسلام کے بالکل منافی اور خدا کی مقرر کی ہوئی حدود کا سراسر ابطال ہی جن کی قرآن مجید میں تصریح کی گئی ہی —

اِس کے علاوہ محض گمان اور قیاس پر یا شخص واحد اور فاسقوں اور فاجروں کي شہادت پر بندگان خدا کو سزا دینا، تمام عرفي احکام کو خواہ وہ حق ہوں یا باطل نافذ کرنا، داوان اور جرمانوں کا وصول کرنا، فریقین سے اِسٹیمپ فیس کي وصول یابي پر شرعي احکام کا نفاذ منحصر رکھنا، یہہ تمام باتیں ایسي ہیں جو عرفي محکموں کے لیئے لازمي ہیں *

اِن عمامہ پوش جاہلوں کي حرکات میں سب سے زیادہ نقصان رساں یہہ حرکت ہی کہ وہ ہمیشہ حکام کو اِس امر پر آمادہ کرتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے ذاتي اِستقلال اور خود مختاري اور مطلق العناني پر ازے رہیں اور موجودہ حالت کي حتی الوسع حفاظت کریں اگرچہ وہ مضر ہي ہو — اور جہاں تک ممکن ہو اصول مشاورت کي ہتک کیا کریں اگرچہ وہ ایک ایسي سنت ہی جسکي خلفاے عظام نے ابتدا کي ہی — وہ ہمیشہ ان کے کانوں میں پھونکتے رہتے ہیں کہ تدبیر مملکت میں قوم کا شریک ہونا اور نکتہ چیني کے لیئے اُس کو آزادي عطا کرنا شرعي سیاست کے برخلاف اور اُمرا اور احکام کے تسلط اور اقتدار میں اختلال و اختلال پیدا کرنے والا ہی — اِس کي تائید میں وہ ایسے دلائل بیان کرتے ہیں کہ اگر شاہي سطوت اور جبروت کا پاس نہوتا تو ان کي تردید میں کسي شخص کو بھي تامل نہ تھا *

سخت ترین مصیبت یہہ ہی کہ جس وقت بعض اجنبي سلطانیں اُن کے طرز سیاست پر اعتراض کرتي ہیں تو وہ اِسي قسم کے اصول سے حجت پکڑ کر ان کو جواب دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مذہب اِسلام کے قواعد اصول مشاورت کے منافي ہیں وہ موجودہ نظام اور موجودہ تمدني ترقیات قبول نہیں کر سکتے — اپنے آپ کو وہ محض معجزہ ظاہر کرتے ہیں کہ رعایا کے مذہب اور ان کے عام خیال کي رعایت ضروري ہی *

غرض کہ ان قوانین کي بدولت جہلا علماے کاملین کے منصب پر پہونچ گئے اور ان کے وسائل رزق غصب کر لیئے گئے جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ تحصیل علوم کي رغبت رفتہ رفتہ کمزور اور ہمت پست ہوگئي اور عام مسلمان بقدر ضرورت علم حاصل کرنے پر جو حصول رزق کا ذریعہ ہوسکے اِکتفا کرنے لگے — اِسي طرح رفتہ رفتہ مذہب فاسد ہوگیا، اہل علم کا نشان مٹ گیا، مذہبي تربیت غارت ہوگئي اور آخرکار قوم پر وہ عام افسردگي اور اختلال طاري ہوا جس کے اسباب کي نسبت ہماري انجمن میں بحث ہو رہي ہی *

عالم کردي نے اِس کے جواب میں کہا کہ جو مرض بیان کیا گیا ہی صرف بعض اِسلامي گروہوں میں محدود ہی، اِس لیئے میرے نزدیک وہ عام اِختلال کا سبب نہیں قرار دیا جا سکتا — میرے خیال میں عام سبب یہہ ہی کہ ہمارے علماء نے صرف دیني علوم پر اکتفا کي اور باقي علوم و فنون کو مثل ریاضیات اور طبعیات کے مہمل چھوڑ دیا — یہہ علوم و فنون اُس وقت کچھہ زیادہ مفید اور کارآمد نہ تھے مگر مسلمانوں میں سے اُن کے جاننے والے اُٹھہ گئے — اُن کي کتابیں برباد ہوگئیں — عام و خاص ان سے نفرت کرنے لگے اور اُن کے جاننے والوں اور سیکھنے والوں کو فاسق و فاجر ملحد اور زندیق کہنے لگے — حالانکہ مغرب میں پہونچکر یہي علوم و فنون نشو و نما پانے اور رفتہ رفتہ ترقي کرنے لگے اور کئي صدیوں کے بعد اُن کے عظیم الشان ثمرات اور فوائد تمام مادي اور اخلاقي معاملات میں ظاہر ہوئے اور اب وہ مثل آفتاب کے ہوگئے ہیں جس کي روشني کے بغیر زندگي نا ممکن ہی — اور مسلمانوں کو اپنے تمام معاملات کلیات اور جزئیات میں اُن کي سخت ضرورت اور احتیاج ہی — بچوں کي تربیت سے لیکر تدبیر ممالک تک اور زمین میں غلہ اُگانے سے لیکر آسمان سے پانی برسانے تک سوئي اور پیچک بنانے سے لیکر توپ اور بندوق بنانے اور بھاپ اور بجلي سے کام لینے تک تمام باتیں انہیں علوم و فنون پر منحصر ہیں *

اس میں شک نہیں کہ مسلمان ان جدید اِنکشافات کے بعد طبعي علوم سے بہت بڑے فوائد حاصل کرنے لگے ہیں یعني ان کے ذریعہ سے کتاب اللہ کے بعض ایسے رموز و اسرار حل ہوگئے ہیں جو اس وقت تک مخفي تھے اور جن کي تفسیر اور تاویل میں مفسرین سخت ٹھوکریں کھاتے رہے ہیں *

بلکہ مسلمان فلسفہ خاصہ کے سخت محتاج ہوگئے ہیں جس کي بدولت مغربي علماء ہمارے دین کے بنیادي اصول سے ہماري نسبت زیادہ واقفیت رکھتے ہیں — مثلاً وہ قیاس سے اس امر پر استدلال کرتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام عقل و اخلاق کے لحاظ سے دنیا بھر میں سب سے افضل ہیں اور مثلاً وہ دیگر مذاہب سے مقابلہ کرکے حکم لگاتے ہیں کہ اسلام بلحاظ حکمت کے اعلی درجہ کا مذہب ہی *

میرا خیال ہی کہ اگر یہہ کوتاہي نہوتي تو موجودہ اختلال بھي طاري نہوتا — مجھکو خدا کي عنایت سے آمید ہی کہ کچھہ عرصہ کے بعد جس کي تحدید نہیں ہوسکتي ہماري قوم ان مفید اور کارآمد علوم و فنون کي طرف متوجہ ہوگي اور اپنے گمشدہ مسلم اور تابندہ کو دوبارہ حاصل کریگي — اور مسلمان اپنے مذہب کو پھر بالفعل دنیا میں ایجادینگے — کیونکہ علوم و فنون کا نور عملاً کو جس قدر عیسائیت سے دور پھینکتا ہی اُسي قدر اسلام سے قریب کرتا جاتا ہی — اس کي یہہ وجہ ہی کہ خرافاتي مذہب اور روشن عقل دونوں ایک دماغ میں جمع نہیں ہوسکتے *

اس بوالعجبي کا الزام اگرچہ علماء متقدمین کے ذمہ بھي عاید ہوتا ہی مگر انصاف یہہ ہی کہ اس میں زیادہ تر قصور علماء متاخرین کا ہی — کیونکہ ان کے زمانہ میں ان علوم کے فوائد پوري طرح ظاہر ہوگئے مگر ذہم ان کے حاصل کرنے کي طرف توجہ نہ کي — البتہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ صرف فنون زبانداني اور فقہ اور عقاید کي تحصیل کے لیئے کسیقدر منطق اور مراتض کي تحصیل کي غرض سے کسیقدر حساب پر اکتفا کرتے ہیں جس سے بہت کم فائدہ حاصل ہو سکتا ہی *

اسي طرح ہم اپنے واعظوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ نوافل اور مستحبات کي نسبت بحث کرتے اور یہودیوں سے لي ہوئي حکایات کے بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں — یہي حال ہمارے صوفیوں اور اہل طریقت کا ہی وہ صرف اپنے اپنے سلسلہ کے اقطاب اور ابدال اور اوتاد کي کرامات اور خرق عادات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور موسیقي اُصول کے ساتھہ جھوم جھوم کر اُن کي داستانیں بیان کرتے ہیں *

غرضکہ علماء متقدمین اور متاخرین کي کرتوت ہي اور ان مفید علوم و فنون سے عام مسلمانوں کے الگ رہنے کا یہہ نتیجہ ہوا کہ وہ تمام قوموں سے پیچھے رہگئے — اگر آیندہ پچاس سال تک بھي نفرت باقي رہي

تو بلا شک و شبہہ ان میں اور ان کے ہمسایوں میں اسقدر بعد ہو جاویگا جسقدر کہ انسان اور باقي حیوانات میں ہی — پس دنیا کي دائمي ترقي کا اُصول اس عام اختلال کا باعث ہی جیساکہ خداوند تعالی نے فرمایا ہی " † قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون " *

کامل اسکندري نے اس کے جواب میں کہا کہ یہہ بھي منجملہ دیگر اسباب کے ایک سبب ہی مگر یہہ تنہا ہماري مشکلات کے حل کرنے کے لیئے کافي نہیں ہی — اس لیئے کہ علوم طبعیہ اور فنون حکمیہ کے مفقود ہوجانے سے یہہ لازم نہیں آتا کہ قوم کے افراد سے قومي احساس اور اعلی اخلاق بھي مفقود ہو جاویں - کیونکہ وہ بعض جاہل قومیں اقوام میں بھي پائے جاتے ہیں — بلکہ ہمارے اخلاقي زندگي میں اختلال واقع ہونے کا یہہ سبب ہی کہ ہمارے دلوں میں دیگر قوموں کے مقابلہ حقیري کرنے سے مایوسي ہوگئي ہی — کیونکہ جسوقت ہماري قوم نئي علم اور ترقي یافتہ تھي اُس وقت تمام قومیں ہماري نسبت پست حالت میں تھیں ہم اپنے علم و فضل اور تري اور ترقي پر مغرور ہوکر اطمینان کے ساتھہ سوگئے — مگر رفتہ رفتہ دوستوں کرکے ہم سے آملیں ، ہم بدستور سوتے رہے وہ ہم سے آگے بڑہ گئیں اور ہم کو پیچھے چھوڑ گئیں - ہم پھر بھي غافل سوتے رہے - پس اس وقت ہمارے ان کے درمیان اسقدر بعدالمشرقین ہی جس کو دیکھکر ہم خود اپني آنکھوں میں حقیر اور ذلیل ہوگئے ، ہماري ہمتیں پست اور ہمارے احساس کمزور ہوگئے ، اس لیئے ہم کو ان کے ساتھہ مقابلہ کرنے سے مایوسي ہوئي - پس ہم اس مقابلہ کے میدان سے الگ ہٹ گئے اور قرآن مجید کي یہہ آیت ہماري زبان پر تھي " ‡ سواء علینا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محیص " اس کے بعد ہم اپني آیندہ تقدیر خدا کو سونپ کر بدستور خواب غفلت میں مصروف ہوگئے - اب ہم اپني کامیابي صرف تمنا اور دعا کے ذریعہ سے چاہتے ہیں اور اس امر سے غافل ہیں کہ خداوند تعالی نے دنیا کے تمام حالات کو ظاہري اسباب پر منحصر فرمایا ہی — پس یہي نا اُمیدي ہمارے موجودہ اختلال کا سبب ہی *

عارف تاتاري نے اس کا جواب دیا کہ یہہ صرف ایک خاص حالت کي شکایت ہی جو جواب کے لیئے کافي نہیں ہوسکتي کیونکہ ہم پوچھتے ہیں کہ اس خواب غفلت کا کیا سبب ہی اور وہ کیوں صرف مسلمانوں پر طاري ہوئي ہی اور دیگر قوموں پر نہیں ہوئي جنہوں نے پست حالت سے اعلی حالت تک ترقي کي ہی — مسلمان مثل اہل چین کے ان سے بہت دور اور بالکل الگ تھلگ نہ تھے اور نہ وہ امریکہ کے اصلي باشندوں سے زیادہ وحشي اور جاہل تھے *

میرے نزدیک اصلي سبب یہہ ہی کہ ہماري قوم سے اولوالعزم سردار اور دردمند لیڈر مفقود ہوگئے ہیں — نہ کوئي ایسا حاکم موجود ہی جو قوم کو طوعا و کرہا سیدھے رستہ پر لاوے اور نہ کوئي صاحب اثر حکیم ہی جس کي پیروي کرنے میں حکام اور عوام الناس کو عار نہو - نہ ہماري قوم میں متحد المقصد تربیت ہی جس سے ایک عام راے پیدا ہوسکے اور جسمیں کسي وقت اختلاف اور تناقض واقع نہو - نہ قوم میں ایسي با قاعدہ انجمنیں ہیں جو قومي بہبودي کے لیئے اپني کوششیں مسلسل جاري رکھیں *

فقیہ افغاني نے اس کے جواب میں کہا کہ ایسے امرا اور حکما جن کي تعریف کي گئي ہی پست اور ادنی درجہ کي قوموں میں اتفاقي طور پر شاذ و نادر پیدا ہوجاتے ہیں — عام راے اور باقاعدہ انجمنیں صرف قومي شعور کے مفقود ہوجانے سے مفقود ہوتي ہیں اور اسي کي نسبت ہم بحث کر رہے ہیں — میرے نزدیک اس عام بیماري کا اصلي سبب فقر و افلاس ہی جو تمام قوم پر چھایا ہوا ہی — کیونکہ افلاس تمام برائیوں کي تخمیوں کا اصل اُصول ہی : - اُسي کي وجہ سے ہمارے اخلاق فاسد ہوگئے ہیں ، اُسي کي بدولت ہماري آرا میں تفرقہ اور اختلاف پیدا ہوا ہی ، ہمارے دیني تفرق بھي اُسي کا نتیجہ ہی ، اُسي سے ہمارا احساس بلکہ ہماري تمام چیزیں مفقود ہوگئي ہیں — ہم بلحاظ فطرت کے دوسروں سے کچھہ کم نہیں ، ہماري تعداد بھي بہت ہی ، ہمارے ممالک بھي ایک دوسرے کے ساتھہ متصل ہیں — ہماري زمینیں سر سبز اور زرخیز اور معاون دولت و ثروت سے لبریز ہیں - ہماري شریعت سیدھي اور سچي ہی اور ہم زندہ قوموں سے صرف مالي قوت میں کم ہیں جو علوم و فنون کے سوا کسي دوسرے ذریعہ سے حاصل نہیں ہوسکتي اور نیز یہہ علوم و فنون سواے دولت کثیر کے اور کسي طرح حاصل نہیں ہوسکتے پس ہم اُس حیرت انگیز اشکال میں مبتلا ہیں جو اہل منطق کي اصطلاح میں " دور " کہلاتا ہی — کاش اس دور کے توڑنے کي جو ہم کو محیط ہی خدا توفیق دے ورنہ صفحہ ہستي سے نیست و نابود ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہی *

قوم کے افلاس کا ایک اہم سبب یہہ ہی کہ ہماري شریعت اس بات کا حکم دیتي ہی کہ دولتمندوں کے مال میں غریبوں اور محتاجوں کا بھي ایک مقررہ حق ہی جو امیروں سے وصول کیا جاتا اور فقیروں میں تقسیم ہونا چاہئے — مگر بد قسمتي سے ہماري اسلامي حکومتوں نے اس فقہہ کو بالکل اُولت دیا ہی — وہ فقیروں اور مسکینوں سے روپیہ وصول کرتي اور دولتمندوں کو دیتي ہیں *

(باقي آیندہ)

---

† کیا جاننے والے اور ان جان برابر ہوسکتے ہیں ؟ —

‡ اب خواہ بے صبري کریں یا صبر کریں ہمارے لیئے دونوں حالتوں برابر ہیں ہم کو کسي طرح چھٹکارا نہیں —

روس میں مسلمانوں کي تعلیمي حالت

**

پچھلے ہفتہ کے مصري اخبار اللواء میں ایک روسي مسلمان کي ، جو صوبہ قزان یعني قازار کا باشندہ ہی ایک طویل مراسلت شائع ہوئي ہی ، جس میں اُس نے اپنے صوبہ کے مسلمانوں کي سیاسي حالت بالاجمال اور تعلیمي حالت کسیقدر تفصیل کے ساتھہ بیان کي ہی — چونکہ عربي اخبارات ان تمام ممالک میں جہاں مسلمان آباد ہیں پڑھے جاتے ہیں اس لیئے راقم مراسلت نے ایک عربي اخبار کے ذریعہ سے اپنے مسلمان بھائیوں کو اپنے صوبہ کے حالات سے مطلع کرنے کي کوشش کي ہی تاکہ مختلف اقطاع و جوانب کے مسلمان ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوں اور اپني تعلیمي کوششوں میں ایک خاص سمت اختیار کریں جو دنیوي بہبودي اور اُخروي صلاح و فلاح کا باعث ہو - مسلمانان روس کے حالات غالبا ہندوستان میں دلچسپي کے ساتھہ پڑھے جائینگے اور ہمارے

علماء کو اُن سے بعض مفید سبق حاصل ہونگے اس لیئے ہم اُنکا خلاصہ ذیل میں درج کرتے ہیں — راقم مراسلت لکھتا ہی کہ : —

" گذشتہ زمانہ میں ہم صوبہ قزان یعنی قازار کے مسلمان خود اپنے اوپر حکومت کرتے تھے — کیونکہ ہماری افراد میں رشتہ اتحاد و اتفاق مستحکم تھا ' ہمارے خیالات ایک متحدہ سمت اور مشترک غرض و غایت کی طرف متوجہ تھے — مگر قسمت کی برگشتگی نے ہم کو سیدھے رستہ سے گمراہ کردیا ' ہماری جمعیت میں تفرقہ اور اِختلاف پیدا ہوگیا ' اندرونی شورشوں اور نزاعوں کا بازار گرم ہوا ' جس سے ہماری قوت کو زوال آیا اور ہمارا ملک سنہ ۱۹۶۱ ہجری میں روس کے قبضہ میں آگیا — دو صدیوں تک گورنمنٹ روس کے ماتحت ہم اپنی بد اعمالیوں کی سزا بھگتتے رہے — سنہ ۱۱۹۲ ہجری میں ہمنے متفق ہوکر گورنمنٹ سے خواہش کی کہ ایک اسلامی محکمہ قایم کیا جاوے — چونکہ اِن صوبجات میں مسلمانوں کی تعداد کم نہیں ہی اِس لیئے گورنمنٹ میں ہماری یہہ درخواست منظور ہوئی ' اور مقام " ارنبرگ " میں مجوزہ محکمہ قایم کیا گیا اور اُسی کا نام " محکمہ جمعیۃ شرعیہ محمدیہ " رکھا گیا — شیخ الاسلام اِس محکمہ کے افسر قرار دیئے گئے اور ان کے ماتحت تین قاضی مقرر ہوئے جن میں ایک رومیلی اور دوسرا انا ضولی اور تیسرا ایرانی تھا سنہ ۱۲۰۳ ہجری میں یہہ محکمہ شہر (اوخا) میں منتقل کیا گیا جو مسلمانوں کی آبادی کے وسطی مقام ہی ۷۵ برس تک یہہ محکمہ کرایہ کے مکان میں رہا اِس کے واسطے ایک عالیشان عمارت بنانے کی تجویز کی گئی تھی اور اِس مطلب کے لیئے سرمایہ جمع کرنے کی غرض سے ہرایک نکاح پر ایک خفیف رقم عاید کی گئی تھی جو شوہر کو ادا کرنی پڑتی تھی — اِس ۷۵ سال کے عرصہ میں سات ملین ایک لاکھہ بیس نکاح ہوئے جس سے ایک معقول رقم جمع ہوگئی اور سنہ ۱۲۸۲ میں عمارت مکمل ہوئی اور اُس کا افتتاح عمل میں آیا — یہہ دن روسی مسلمانوں کے لیئے عیدسے کچھہ کم نہ تھا — جو مسلمان اِس محکمہ کے ماتحت ہیں وہ ۱۸ ضلعوں میں رہتے ہیں اور اِن کی مسجدوں کی تعداد پندرہ ہزار سے زیادہ ہی *

یہہ محکمہ بالخصوص اِسلامی معاملات مثلاً نکاح ' طلاق اور وراثت کے مسائل میں اپنا فیصلہ صادر کرتا ہی — علاوہ ازیں ائمہ اور مدرسین اور خطیبوں اور واعظوں کا امتحان لینا اور ضرورت کاملی اُن کو ایسے کاموں میں مشغول ہونے کی تحریری اجازت دینا ہی جس کی اُن میں اہلیت ہوتی ہی — غرضکہ اُس کو مذہبی حیثیت سے تمام مسلمانوں پر تسلط اقتدار حاصل ہی اور وہ نظارت داخلیہ کے ماتحت ہی *

اِس محکمہ کے فوائد صرف مسلمانوں ہی تک محدود نہیں رہے بلکہ خود گورنمنٹ کو اس سے بڑا فائدہ پہونچا — کیونکہ اُس کی بدولت گورنمنٹ روس اور مسلمانوں کے درمیان رشتہ محبت مستحکم ہوگیا اور تمام ملک میں ہر طرح امن و امان قایم ہوا *

اِس محکمہ سے جس قدر فوائد حاصل ہونے کی اُمید تھی اُن میں سے ایک نہایت اہم فائدہ فوت ہونا رہا کیونکہ جس قدر مدارس اُس کے ماتحت تھے اُن میں طریقہ تعلیم ناقص تھا اور ائمہ اور خطیبوں اور مدرسوں کو سند کے دینے میں کافی احتیاط نہوتی تھی — اکثر نااہل اشخاص سندیں حاصل کرلیتے تھے اور اکثر مذہبی عہدے قابلیت سے نہیں بلکہ وراثت کے طور پر ایک شخص سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتے تھے — مگر خداوند تعالے نے اپنی مہربانی سے یک ایسا شخص بھیجدیا جس نے اس ناقص رسم کی اصلاح کی اور وہ اسوقت تک بدستور اسلام کی تقویت اور حمایت میں کوشش اکر رہا ہی *

یہہ شخص علامہ خیرالله سعیدالدین بن عثمانوف ابراہیمی ہی جو بعد تحصیل و تکمیل (اوخا) میں وارد ہوئے اس وقت وہ متعدد فرایض انجام دیتے ہیں — وہ میونیسپل بورڈ میں ممبر ہیں ' محکمہ کے ایک عہدہدار ہیں ' جمعیۃ خیریہ اسلامیہ میں ممبر ہیں — اِس کے علاوہ سرکاری میں تدریس کا کام کرتے اور گرمیوں میں تصنیف و تالیف میں مصروف رہتے ہیں — صرف ' نحو ' منطق اور فقہ میں جدید طرز پر ان کی متعدد تالیفات شائع ہوچکی ہیں ' جو ملک میں بڑی عظمت اور قدر کے ساتھہ لی جاتی ہیں *

اِس جلیل القدر امام کا ایک کارنامہ یہہ ہی کہ جب وہ اوخا میں آئے تو مسلمان مثل عیسائیوں کے ہیت کا استعمال کرتے تھے انہوں نے اس رسم کو باطل کیا اور بجاے ہیت کے سبز یا سفید عمامہ کو مسلمانوں میں رواج دیا *

اِس شہر میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیئے پندرہ مدرسے ہیں جن میں ۵۰۰۰ ہزار سے زیادہ طالب علم تعلیم پاتے ہیں — یہہ مدارس چار درجوں میں منقسم ہیں : ابتدائی ' رشدی ' اعدادی ' اور عالیہ — ابتدائی ' رشدی اور اعدادی میں مدت تعلیم تین تین سال ہی مگر مدارس عالیہ میں مدت تدریس چار سال ہی — اور طالب علم ۱۳ برس میں ان چاروں درجوں کو طے کرتے اور تمام علوم و فنون مروجہ میں پورا ماہر ہوکر نکلتا ہی *

ابتدائی مدارس میں ترکی زبان میں لکھنا پڑھنا اور گفتگو کرنا ' توحید ' تاریخ اسلام ' یورپ کا جغرافیہ ' علم اخلاق فقہ ' قرآن مجید معہ تجوید اور حساب کے تعلیم دی جاتی ہی — رشدی مدارس میں ترکی اور عربی صرف و نحو معہ امثلہ ' منطق ' فقہ ' حدیث ' جغرافیہ ' اصول ہندسہ ' تاریخ اسلام ' حساب جزو تک اور روسی زبان کی تعلیم ہوتی ہی — اعدادی مدارس میں روسی زبان ' مختصر وقایہ فقہ میں ' شرح شمسیہ منطق میں ' علم کلام ' اصول ' بیان و بدیع ' اصول حدیث ' ہیئت نظری جدید ' حکمت نظری جدید کی تدریس ہوتی ہی — اور مدارس عالیہ میں ہدایہ فقہ میں ' ترصیح اور تلویح اصول میں ' بیضاوی تفسیر میں ' جلال طلم میں ' مشکوۃ شریف حدیث میں پڑھائی جاتی ہیں " *

روس کے اسلامی مدارس میں درس و تدریس کا یہہ پروگرام ہی جو راقم مراسلت نے لکھا ہی — اِس کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اکثر کتابیں اور علوم و فنون وہی ہیں جن کی تدریس ہندوستان کے اِسلامی مدارس میں ہوتی ہی — مگر اِس پروگرام میں چند باتیں خصوصیت کے ساتھہ قابل لحاظ ہیں : اول یہہ کہ اِس میں جدید ہیئت اور حکمت داخل درس کی گئی ہی حالانکہ ہمارے اِسلامی اور عربی مدارس میں اِس وقت تک صرف حکمت قدیم پر اِکتفا کی جاتی ہی — دوسرا امر یہہ ہی کہ رشدی اور اعدادی مدارس میں ۶ سال تک روسی زبان کی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہی حالانکہ ہمارے ہندوستان کے علماء اپنی مقدس درسگاہوں کو انگریزی زبان سے ملوث کرنا پسند نہیں فرماتے — بلاشک ندوۃالعلماء اِس عام قاعدے سے مستثنی ہی کیونکہ اُس نے اپنے دارالعلوم میں عربی علوم و فنون کے ساتھہ انگریزی زبان کی تعلیم بھی بطور اختیاری مضمون کے جاری کردی ہی — ہمکو اُمید ہوتی ہی کہ آخرکار ہندوستان کے اِسلامی مدارس بھی رفتہ رفتہ دارالعلوم ندوۃالعلماء کی تقلید کرنے پر آمادہ ہونگے اور ہماری اسلامی درسگاہوں سے ایسے تعلیم یافتہ نکلینگے جو زمانہ حال کی ضروریات سے زیادہ تر باخبر ہونگے اور اسلام کی ایسی خدمات انجام دے سکینگے جن کی اس وقت ضرورت ہی — اِس پروگرام میں تیسری بات قابل لحاظ یہہ ہی

کہ تاریخ و جغرافیہ بھی بطور ایک درسی مضمون کے تسلیم کیا گیا ہی اور اُس کی تعلیم چھ سال تک لازمی قرار دی گئی ہی - ہندوستان کے اسلامی مدارس میں اس ضروری اور مفید مضمون کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہی اور وہ اس قابل نہیں سمجھا جاتا کہ درسی مضامین کی فہرست میں داخل کیا جاے - یہی وجہ ہی کہ جب اُن مدارس کے تعلیم یافتہ فارغ التحصیل ہوکر نکلتے ہیں تو اُن کو دنیا کے حالات سے بالکل ناواقفیت ہوتی ہی میں نے کسی کتاب یا رسالہ میں ایک مستند فاضل کی نسبت دیکھا ہی کہ وہ تاریخ کی تعلیم کو شریعت کی رو سے مکروہ خیال کرتے ہیں اُن کے نزدیک کراہت کی یہہ وجہ ہی کہ بالعموم تاریخی کتابیں غلط صحیح ' جھوٹ سچے واقعات کا مجموعہ ہوتی ہیں - میں تسلیم کرتا ہوں کہ بالشک تاریخ کی کتابیں ایسی ہی ہیں ' اُن میں ہر قسم کے واقعات درج ہیں لیکن اگر تاریخ کے لیئے کراہت کی یہہ وجہ تسلیم کی جاے تو مجھکو معلوم نہیں کہ جناب ممدوح فقہ کی نسبت کیا فتوی دینگے جس کی کتابیں ہر قسم کی غلط صحیح ' رطب و یابس اور راجح مرجوح اقوال کا مجموعہ ہیں - اسیطرح حدیث کی کتابوں کی نسبت کس قسم کا فتوی دیا جاویگا جن میں صحیح ضعیف اور موضوع ہر قسم کی حدیثیں درج ہیں *

اس کے بعد راقم مراسلت لکھتے ہیں کہ " ہمارے مدارس میں ابتداے ستمبر سے خاتمہ اپریل تک تدریس کا سلسلہ جاری رہتا ہی - مئی میں طالب علم اپنی خواندگی یاد کرتے اور امتحان کے لیئے تیار ہوتے ہیں - اس کے بعد تمام علما ' فضلا ' معلمین اور مدرسین کے روبرو جنکی تعداد ۱۲۰ ہی اور جن کے رئیس علامہ خیرالله سدیدالدین ہیں طلبہ کا امتحان لیا جاتا ہی - اُن مدرسین میں صرف دو شخص تنخواہ پاتے ہیں *

اس شہر میں لڑکیوں کے واسطے تین مدرسے ہیں جن میں تمام مسلمان فاضل عورتیں تعلیم دیتی ہیں - ایک مدرسہ میں ۱۸۰ لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں - یہہ مدرسہ علامہ موصوف کی نگرانی میں ہی - دوسرا مدرسہ ایک مسلمان فاضلہ مریم خانم کی نگرانی میں ہی - یہہ مدرسہ لڑکیوں اور اُن کی استانیوں کو گرمی جاڑوں کا لباس اپنی طرف سے دیتا ہی - تیسرے مدرسہ میں قریباً ۳۰۰ لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں یہہ مدرسہ علامہ صدرالدین زیروف کی نگرانی میں ہی - ان مدارس کے لیئے خاص طبیب مقرر ہیں جو صحت و مرض کی حالت میں طلباء کی عیادت کرتے ہیں - اِن زنانہ مدارس میں مدت تعلیم صرف ۵ سال ہی - اِن مدارس کی بدولت اس وقت شہر اوخا اور اُس کے گردونواح کی قریبا تمام لڑکیاں ترکی زبان میں لکھنے پڑھنے اور معمولی حساب کتاب میں پوری دستگاہ رکھتی ہیں اور تدبیر منزل اور تربیت اولاد کا ضروری فرض ادا کرنے کے بخوبی قابل ہو گئی ہیں *

غرضکہ ہمارے ملک میں اِس محکمہ کے اجزاء اور علامہ خیرالله سدیدالدین کی کوششوں کی بدولت علوم و معارف کے لحاظ سے مسلمانوں کو بڑی ترقی حاصل ہوئی - اِس وقت مسلمان تمام صوبجات روس میں بلحاظ لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم و تربیت یافتہ ہونے اور دماغی ترقی کرنے کے اعلی درجہ میں شمار کیئے جاتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھہ حاکم و محکومانہ تعلقات بھر صورت قابل اطمینان ہیں - پس امام خیرالله سدیدالدین بن عثمانوف کا ملک روس میں وہی مرتبہ ہی جو مرحوم سید احمد خان کا ہندوستان میں ہی - درحقیقت یہہ دونوں نہایت جلیل القدر امام ہیں جنکی کوششوں کی بدولت اِسلام کے دو ملکوں کو جنکے درمیان بعدالمشرقین ہی عزت حاصل ہوئی - خداوند تعالی اُن دونوں اِسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزاے خیر عطا فرماوے " *

اولڈ بائز ڈنر

مندرجہ ذیل تحریر سکرٹری صاحب اولڈ بائز ایسوسی ایشن نے ہمارے پاس بھیجی ہی — بوجہ کمی گنجایش ہم صرف ترجمہ چھاپتے ہیں *

چونکہ سالانہ جلسہ اولڈ بوائز ڈنر مدرسۃالعلوم علیگڈہ اُس سال تعطیلات دسہرہ میں بوجہ بند ہونے کالج کے نہ ہوسکا اور منجانب استیفڈنگ کمیٹی اولڈ بوائز ایسوسی ایشن علیگڈہ کی یہہ تجویز بغرض استصواب براے جملہ اولڈ بوائز کے اخبارات میں شایع کی گئی تھی کہ ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۰۲ع کو اولڈ بوائز ڈنر کرنا مناسب ہی یا نہیں — اس پر صرف دو تین اولڈ بوائز صاحبوں کی طرف سے اعتراض ہوا مگر اُنہوں نے کوئی دوسری تاریخ اِس سے زیادہ مناسب نہیں بتلائی چنانچہ ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ع کو اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کا جلسہ ہوا جس میں اکثر اولڈ بوائز موجودہ علی گڈہ شامل تھے - بعد مباحثہ و غور کامل کے یہہ قرار پایا کہ ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۰۲ع یوم شنبہ کو ڈنر کی تاریخ رکھی جاوے *

جن اولڈ بوائز صاحبوں کے پتہ بذریعہ کالج ڈائرکٹری یا کسی دوسرے ذریعہ سے صحیح صحیح معلوم ہوسکتے ہیں اُن کی خدمت میں خطوط دعوت منجانب مسٹر تھیوڈور ماریسن پرنسپل روانہ کیئے جا رہے ہیں البتہ جن صاحبوں کے پتے سکرٹری اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کو کسی طرح پر نہیں معلوم ہوسکے اُن کی خدمت میں آپ کے بیش بہا اخبار کے ذریعہ سے حسب ذیل دعوت دی جاتی ہی - اور کل پروگرام کی نقل بھی پیش کی جاتی ہی *

درخواست شرکت

اسٹاف اور طلباء مدرسۃالعلوم علیگڈہ ہر ایک اولڈ بواے علیگڈہ کی خدمت میں ملتمس ہیں کہ وہ بتاریخ ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ع یوم شنبہ سالانہ جلسہ اولد بوائز ڈنر میں بمقام علیگڈہ اپنی شرکت سے مسرت بخشیں — یہہ بھی التماس ہی کہ وہ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے ایجلسوں میں بھی جن کی تفصیل مفصلہ ذیل پروگرام میں ہی شریک ہوں اگر وہ کسی وجہ سے علیگڈہ میں تشریف لاکر شریک نہ ہوسکیں تو براہ مہربانی اُمور مفصلہ ذیل پر توجہ فرماویں *

(الف) بتاریخ ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۰۲ع جس مقام پر اُن کو سہولیت ہو جلسہ اولڈ بوائزڈنر قرار دیں اور تمام اولڈ بوائز علیگڈہ کالج کو جو اُن کی قیامگاہ کے گرد نواح میں ہوں شریک کریں *

(ب) جو حضرات کہ کالج اولڈ بوائز نہیں ہیں مگر اُن کو مدرسۃالعلوم علیگڈہ کے ساتھہ ہمدردی ہی وہ بھی ایسے ڈنر میں مدعو کیئے جاویں *

(ج) تمام اولڈ بوائز سے معہ روپیہ فی کس بطور چندہ اولڈ بوائز سنٹرل ایسوسی ایشن علیگڈہ وصول ہونا چاہیئے *

(د) ایسے جلسہ ڈنر کی روئداد بہ تفصیل اسماء گرامی اُن حضرات کے جو شریک ہوں معہ چند ایسوسی ایشن اگر کچھہ جمع ہوا ہو سکرٹری اولڈ بوائز علیگڈہ کے پاس بھجوادینا چاہیئے ہر حالت میں جواب بنام تھیوڈور ماریسن پرنسپل علیگڈہ کالج ملنا چاہیئے *

پروگرام جلسہ اولڈ بوائز ڈنر بمقام علیگڈہ سنہ ۱۹۰۲ع

۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ ع

شام - ساڑھے سات بجے - اسٹریچی ہال میں جلسہ ملاقات و گفتگو باہمی (کنورسیشن) منعقد ہوگا — جس میں طلبا

موجودہ مختلف قسم کے علمی تماشے پیش کرینگے۔
اور ممبران اُردوے معلی اپنے لطیف اشعار سے محظوظ فرماوینگے *

۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ ع

صبح - ساڑھے سات بجے - ابتدائی اجلاس اولڈ بوائز ایسوسی ایشن — پرنسپل ہال میں *
صبح - گیارہ بجے — جملہ اولڈ بوائز ڈائننگ ہال میں کھانا کھائینگے *
سہ پہر — ۲ بجے — اجلاس اولڈ بوائز ایسوسی ایشن پرنسپل ہال میں بعد اجلاس کے تمام اولڈ بوائز موجودہ کا گروپ کھینچا جاویگا *
سہ پہر - ساڑھے چار بجے - جملہ اولڈ بوائز کو گارڈن پارٹی دی جاویگی — ہندو اولڈ بوائز کے لیئے علحدہ میز کا انتظام کیا جاویگا — گریجوایٹ کلب میں *
شب — ۸ بجے — ڈنر اسٹریچی ہال میں دیا جاویگا *

(دستخط) ہیو ڈور ماریسن پرنسپل
علیگڈھ — ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ ع

واقعات اور رائیں

جن امور کی جانب ہماری خاص توجہ رہتی ہی وہ تعلیمی امور ہیں اور تعلیم کے متعلق ہفتہ گذشتہ میں جو سب سے اہم اور با عظمت کام ہوا وہ یہہ ہی کہ ہز اکسلنسی ویسرائے ہند نے ایک گشتی چٹھی لوکل گورنمنٹوں کو یونیورسٹی کمیشن کی بابت بھیجی — اس چٹھی میں گورنمنٹ ہند نے ایسے الفاظ میں جو پر جوش کہے جاسکتے ہیں ملک کو یقین دلایا ہی کہ گورنمنٹ کا ہرگز یہہ مقصد نہیں ہی کہ تعلیم کے معاملہ میں جس فیاضانہ پالسی پر اب تک عمل رہا ہی اور جسکا سلسلہ سنہ ۱۸۵۴ ع سے قایم ہی اُس سے سرمو انحراف کیا جاوے — گورنمنٹ کا دلی منشا صرف اسقدر ہی کہ تعلیم آیندہ زیادہ نتیجہ خیز اور کار آمد ہو — اس چٹھی میں بعض امور کا بخاص طور پر ذکر کیا گیا ہی — مثلاً فیس کے معاملہ کا — سکنڈ گریڈ کالجوں کا اور قانونی تعلیم کا امر آخرالذکر کی نسبت صاف طور پر یقین دلایا گیا ہی کہ گورنمنٹ یہہ نہیں چاہتی کہ صرف ایک مقام پر ہر صوبہ میں ایک سنٹرل کالج ہو اور وہاں قانون کی تعلیم دیجاے — گو سنٹرل کالج ہر صوبہ میں غالبا کھولا جائیگا تاہم جہاں جہاں دیگر مقامات پر قابل اطمینان انتظام ہوگا وہاں بھی تعلیم بدستور جاری رہیگی — علی ہذا معلوم ہوتا ہی کہ صرف وہ سکنڈ گریڈ کالج یونیورسٹی سے خارج کیا جائیگا جو باوجود مہلت ملنے کی تعلیم کا انتظام مطابق احکام نہ کر سکیگا — فیس کی بابت بھی گورنمنٹ نے صاف تحریر کیا ہی کہ ہرگز یہہ منشا نہیں ہی کہ غربا تعلیم سے محروم رہیں - بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ فیس کے معاملہ میں خاص شکایت صرف ایسے کالجوں کی ہی جو اپنی فیس اس غرض سے کم کرتے ہیں کہ دوسرے کالجوں کو چھوڑ کر بلا لحاظ خوبی تعلیم طلباء چلے آئیں — جو لوگ کالجوں کی حالت سے واقف ہیں وہ سمجھینگے کہ وہ کیا خرابی ہی جس کا انسداد مد نظر ہی - قراین سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ گو فیس تعلیم میں زیادہ اضافہ نہ ہوگا مگر امتحان کی فیس غالبا بڑھائی جائیگی — پانیر نے چٹھی کو محض معمولی چٹھی تحریر کیا ہی — اُس کی وجہ یہہ ہی کہ وہ سکنڈ گریڈ کالجوں کا مخالف ہی اور نہیں چاہتا ہی کہ ولایت کے نمونہ پر تعلیمی یونیورسٹیاں قایم کی جائیں — ہمنے ۱۶ اکتوبر کے پرچہ میں کسیقدر تفصیل کے ساتھہ ظاہر کیا ہی کہ فی الحال یونیورسٹیوں کی نوعیت کا پانیر کی تجویز کے موافق تبدیل کیا جانا تقریبا نا ممکن ہی - ہم گورنمنٹ ہند کی اِس چٹھی کو بہت اچھا شگون سمجھتے ہیں - جن امور میں گورنمنٹ نے صفائی اور جوش کے ساتھہ اپنی راے کا اِظہار کیا ہی اُن میں گورنمنٹ کے منشا کی بابت شک اور شبہہ ظاہر کرنا ہماری راے میں خلاف اِنصاف اور خلاف تہذیب ہی *

علاوہ اُس چٹھی کے جسکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہی یہہ بات بھی طمانیت بخش ہی کہ قبل اس کے کہ گورنمنٹ ہند تعلیم کے معاملہ میں رزولیوشن صادر کرے ہوس آف کامنس کو اِس معاملہ میں مباحثہ اور اِظہار خیالات کا موقع ملیگا — اِس مضمون کا تار کل اخبارات انگریزی میں شایع ہوا ہی *

مسٹر چیمبرلین وزیر نوآبادی ہا اِنگلشیہ کا اِرادہ ہی کہ آخر ماہ نومبر میں بذات خود جنوبی ایفریقہ کو تشریف لیجائیں اور ٹرانسوال کے معاملات پر وہیں جاکر راے قایم کریں اِس سے پہلے کبھی کسی کیبینٹ منسٹر نے اس قسم کا دورہ نہیں کیا *

---

۲۶ اکتوبر حضور وایسراے معہ اپنے اسٹاف کے دہلی رونق افروز ہوئے اور تقریبا تمام دن دربار کے متعلقات کے ملاحظہ میں صرف کیا - پانیر کا کارسپانڈنٹ تار دیتا ہی کہ چھوٹی سے چھوٹی بات بھی حضور ممدوح نے نظر انداز نہیں فرمائی حتی کہ اس بات کا بھی بذات خود امتحان کے ذریعہ سے اطمینان کرلیا کہ ڈی اس پر کس جگہہ کھڑے ہوکر ہاتھہ ملانے میں سہولیت ہوگی شام کے وقت لارڈ اور لیڈی کرزن جامع مسجد تشریف لے گئے اور مینار پر سے شہر اور دربار کمپ کا منظر ملاحظہ کیا *

---

۲۷ اکتوبر حضور وایسراے بمقام دتیا رونق افروز ہوئے — افسوس ہی کہ اُس روز ایک اتفاق ناگہانی پیش آ گیا — وایسراے اور مہاراجہ صاحب اسٹیشن سے جا رہے تھے اور دونوں ایک ہی گاڑی میں تھے — شہر میں داخل ہونے کے بعد ایک تنگ گلی میں گاڑی کا ایک گھوڑا بگڑ گیا حتی کہ گاڑی ٹوٹ گئی مگر خوشی کا مقام ہی کہ چوٹ مطلق نہیں آئی *

لارڈ کریمبورن نایب وزیر خارجیہ نے بجواب ایک سوال کے ہوس آف کامنس میں بیان کیا کہ سرحدی معاملات کی بابت جو مراسلت روس سے ہورہی ہی وہ ابھی شایع نہیں کیجاسکتی *

پانیر کے لوکل کارسپانڈنٹ نے کانپور سے جو چٹھی ۲۴ اکتوبر کو لکھی ہی اُس میں اس بات پر زور دیا ہی کہ یورپین تجار کو میونیسپل معاملات میں زیادہ دخل دیا جاے اور ظاہر کیا ہی کہ جسقدر ٹیکس اِن میں سے ایک ایک متنفس دیتا ہی اُتنا سب ممبران موجودہ ملکر بھی نہیں دیتے — ممبران کی بیدار مغزی اور قابلیت میں بھی شبہہ ظاہر کیا ہی یورپین تجاروں کو دخل - زیادہ دینا ایک ایسا معاملہ ہی جس سے واقعات کو تسلیم کرنے کے بعد بھی اتفاق نہیں کیا جا سکتا *

گورنمنٹ صوبہ جات متحدہ نے ایک گشتی چٹھی بنام دربانان طلبیدہ گورنمنٹ جاری کی ہی اور درخواست کی ہی وہ حضرات اپنے خیمہ یکم نومبر کے بعد جس قدر جلد ممکن ہو بھیجدیں — گو ضابطہ سے یکم دسمبر تک مہلت ہی مگر تعجیل کی ضرورت پائی جاتی ہی *

سید زین الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر متعینہ علیگڈھ جھانسی کو تبدیل ہوگئے *

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.
علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 45. } THURSDAY, 6th NOV. 1902. روز پنجشنبہ ۶ نومبر سنہ ۱۹۰۲ ع { سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۴۵

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

کانفرنس	(صرف اُردو) ...	۶۷۹
ایم اے او کالج ایسوسی ایشن	(انگریزی معہ ترجمہ)	۶۸۰-۶۸۳
لندن میں " ایم اے او کالج ایسوسی ایشن" (علیگڈھ)		
و روئداد جلسہ	(انگریزی معہ ترجمہ) ...	۶۸۳-۶۸۸
اسلام اور دولت برطانیہ	(صرف اُردو) ...	۶۸۸-۶۹۲
واقعات اور رائیں	(صرف اُردو) ...	۶۹۲-۶۹۴
اشتہارات	(صرف اُردو) ...	۶۹۴

کانفرنس

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس امسال دھلي میں تجویز کرنا ایک مشکل کام تہا ، حتی کہ اکثر لوگوں کو اس کي کامیابي میں شبہہ تہا — مگر وہ قول صادق آیا کہ مردے از غیب بروں آید و کارے بکند — اس بات کي شکایت بهي همنے سني هی که بعض حضرات جن سے دھلي کے انتظامات کے متعلق امداد ملنے کي توقع کي جاسکتي تهي اس جانب کماحقہ متوجہ نہیں هوئے ، مگر تاهم اس سے بحث نہیں هی که ایک نے کیا یا دس نے ، دھلي میں جو کچهہ هوگیا بہت غنیمت هی — اصل شکایت قوم سے هی که اول تو پوری توجہ نہیں کي گئي اور جو کچهہ کي گئي وہ بهي زیادہ تر اخیر دو مہینہ میں — یہہ موقعہ خاص تہا — اگر پیشتر سے توجہ کیجاتي تو ابتک بہت کچهہ هوجاتا اور بکفایت هوجاتا - اگر همکو معلوم هوتا که قوم کانفرنس کو پسند نہیں کرتي تو کوئي خاص موقعہ شکایت کا بهي نہیں تہا — یہہ اظہر من الشمس هی که من حیث القوم اگر تعلیم یافتہ اور حامي تعلیم اشخاص کسي قومي کام کو پسند کرتے هیں تو وہ یہہ هي کانفرنس هی — همکو یقین هی که جتنا وقت قریب آتا جائیگا اُسیقدر قوم کا شوق زیادہ هوتا جائیگا — افسوس هی تو یہہ هی که جو کچهہ آیندہ کرینگے یا گذشتہ مہینہ میں کیا وہ پیشتر نہ کیا *

اول مرتبہ میعاد فیس ممبري و طعام و قیام بهیجنے کي آخر اگست مقرر کي گئي — بعد ازاں ۲۵ اکتوبر تاریخ قرار دیگئي ، لیکن تاریخ ختم هوجانے کے بعد بهي درخواستیں سنٹرل کمیٹي کے دفتر میں تار پر آئیں اور فیس بهي تار پر آئي جس سے معلوم هوتا هی که ابهي بہت لوگ ممبر هونا چاهتے هیں - همکو یہہ بهي معلوم هوا که ابهي کمیٹي کي مالي حالت بهي ایسي متقضي هی که دروازہ بند نہ کیا جاے — نظر بہحالات سنٹرل کمیٹي نے بہ اتفاق راے لوکل کمیٹي دھلي یہہ تجویز کیا هی که درخواستوں کي منظوري کا سلسلہ جاري رهی مگر فیس قیام و طعام میں اضافہ کردیا هی — بجاے پانچ روپیہ یومیہ کے آیندہ چیہ روپیہ لیئے جائینگے اور بجاے دس روپیہ یومیہ کے پندرہ روپیہ لیئے جائینگے — دو روپیہ ۸/ یومیہ کي شرح میں کوئي ترمیم نہیں کي گئي *

M. A.-O. COLLEGE ASSOCIATION IN LONDON AND AN INDIAN HOSTEL.

In another column we publish a statement of the aims and objects of an Association recently formed in London by the ex-students of our College and some of its friends and supporters. It will be seen that the word "hostel" or a synonymous word does not occur in the statement; and we are not sure that the Association can, on the existing information, be described as a "step towards the formation of an Indian Hostel in London." The words we have quoted were used by our respected contemporary the *Pioneer*, on 20th October, in announcing the birth of the Society. Naturally enough the announcement created in some quarters a desire for fuller information which, thanks to Mr. M. R. B. Kadri, duly came to hand by the last English mail

We have not referred to the *Pioneer's* statement or, perhaps we should say, the *Pioneer's* view of the matter, in a spirit of carping criticism. Far from wishing to find fault with the leading journal we desire to repeat what we have said on previous occasions, that we are deeply indebted to it for the way in which it usually deals with matters connected with our College. But while owning to a sense of indebtedness to the *Pioneer*, we are glad, for more than one reason, that the *Pioneer's* view has not been borne out by fuller and later information.

The establishment of a hostel for Indian students in London is of course an important question. It is also a matter in which to be premature is to court failure. It is possible that in particular quarters definite opinions are entertained on the subject; but public opinion, by which we mean the opinion of educated natives of India, is still, so far as we know, in the earliest stage of formation. It may not be the first occasion on which the question has cropped up, but if it ever cropped up on previous occasions, it is obvious that it was short-lived, and nothing remains of it now, not even its bones and ashes. In its present form the question came into prominence only a few months ago when Mr. H. C. Richards, M. P., did something in England and somebody sounded the big drum in India. This of course does not mean that the subject was or has since been properly discussed in India; but the responsibility

ایم — اے — او کالج ایسوسي ایشن

اور انڈین ہوسٹل لندن میں

آج ہم اپنے اخبار میں اُس ایسو سي ایشن کے مقاصد کي کیفیت طبع کرتے ہیں جو تھوڑا عرصہ ہوا کہ لندن میں ہمارے کالج کے بعض سابق طلبا اور کالج کے دوستوں نے قایم کي ہی — مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ لفظ ہوسٹل یا اُسکے ہم معني کوئي لفظ اس کیفیت میں استعمال نہیں ہوا ہی اور ہمکو اس بابتہ شک ہی کہ بحالات موجودہ اس ایسوسي ایشن کي بابتہ یہہ کہنا جایز ہی کہ وہ ایک ذریعہ لندن میں ہندوستانیوں کے واسطے ہوسٹل قایم کرنے کا ہی — یہہ الفاظ اس ایسو سي ایشن کے قایم ہونے کي اطلاع کرتے وقت ہمارے معزز ہمعصر پانیر نے ۲۰ اکتوبر کو استعمال کیئے تھے — جب ہمنے پانیر کے ریمارکس پڑھے تو خواہ مخواہ اطلاع مزید کي خواہش پیدا ہوئي اور ہم شکر گذار ہیں مسٹر ایم ار — بي — قادري کے کہ اُنکي مہرباني سے یہہ خواہش پوري ہوگئي *

ہمنے پانیر کي ریمارکس اور الفاظ کا ذکر معتراضانہ عیب جوئي کي نیت سے نہیں کیا — بجاے اس کے کہ ہم عیب جوئي کریں ہمنے پیشتر لکھا ہی اور پھر لکھتے ہیں کہ ہم اس معزز اخبار کے شکر گذار ہیں کہ کالج کے معاملات سے اُظہار ہمدردي کیا کرتا ہی — لیکن جبکہ ہم پانیر کي عنایت کے معترف ہیں تو ساتھہ ہي اُس کے ہم یہہ بھي کہتے ہیں کہ ہمکو اس بات سے بوجوہات چند خوشي ہوئي کہ جو خیال پانیر نے اس ایسوسي ایشن کي بابتہ ظاہر کیا تھا اُس کي تصدیق مزید اطلاع سے جو ہمارے پاس آئي نہیں ہوتي ہی *

لندن میں ہندوستانیوں کے واسطے ہوسٹل قایم کرنا ایک اہم مسئلہ ہی اور یہہ ایک ایسا معاملہ ہی کہ اِس میں قبل از وقت کارروائي کرنے سے ناکامي لازم آتي ہی — یہہ ممکن ہی کہ بعض حضرات نے اس معاملہ میں کوئي مستقل راے قایم کرلي ہو لیکن پبلک اوپینین جس سے ہماري مراد تعلیم یافتہ گروہ کي راے ہی ابھي محض ابتدائي حالت میں ہی — شاید یہہ پہلا موقعہ نہو جبکہ اس مسئلہ پر توجہ ہوئي ہی لیکن اگر کبھي پیشتر یہہ معاملہ پبلک کے روبرو پیش ہوا تھا تو اب اُسکي کوئي علامات باقي نہیں ہیں — موجودہ شکل میں یہہ مسئلہ صرف چند ماہ ہوئے کہ پبلک کے سامنے آیا جبکہ مسٹر رچارڈس صاحب ممبر پارلیمنٹ نے ولایت میں کچھہ کارروائي کي اور یہاں ہندوستان میں ایک صاحب نے نقارہ بجایا — ظاہر ہی کہ اِس کے یہہ معني نہیں ہیں کہ اس مضمون پر ہندوستان میں اُس وقت یا اُس کے ما بعد پورے طور پر مباحثہ ہوا ہی لیکن اس کي ذمہ داري اور جوابدہي ہندوستان کي پبلک

rests with the movers in England and not with the Indian public. It was, of course, quite the right thing to approach the Right Hon'ble the Secretary of State for India; but having earned his Lordship's approval, the movers should at once have sent out to this country a full and authorised statement on the subject. Even if it had been decided to defer action or to drop the matter altogether, Indian public should have been informed of what had really occurred.

So far as we know this was not done. The result was sad. Some body took up his pen and wrote out an article in which sentiment was made to do duty for facts and vituperation for judgment. From certain quarters nothing else, at least nothing better, can under any circumstances be expected where European officials are concerned. Even an authorised statement would probably have failed with them; but with other sections of the press and Indian public, it would have carried due weight. It should have enabled cautious and self respecting journalists to take up the subject themselves and not leave it to those only who are content with deriving their information from private letters or stray tit bits in the press. If the matter had been properly discussed in India, we should have been in a position to form an opinion as to which way the wind blew. But as it is, if perchance our friends in England had embarked on the scheme at this juncture, we should have greatly doubted whether they would be successful.

To begin with it is not a suitable matter for action on the part of a single Indian community, more specially the Mahomedan community. It is obvious that the establishment and maintenance of a hostel in London will cost a considerable amount of money. Where would it come from, if Mahomedans only moved in the matter? We do not think that Mahomedans as a community are rich enough for that, but even if they are their co-operation is badly wanted for educational schemes of greater importance in India. We believe it was on this ground that Mr. Theodore Morison severed his connection with the Hostel scheme after he had given expert opinion on certain matters. At least this is what we understood from his letter to this journal. At all events it is one of the accepted maxims with us, that so long as the costly schemes now in progress are not completed, it would be a mistake for Mahomedans to divert their energies or their money into other channels.

کي نہیں ھی بلکہ اُن کي ھی جو اس تجویز کے بانی تھے— یہہ تو بلاشک مناسب تھا کہ حضور سکرٹري آف اسٹیٹ کے روبرو یہہ معاملہ پیش کیا جاے مگر اُن کي ھمدردي کا اظہار ھوجانے کے بعد مناسب تھا کہ فورا ھندوستان میں مفصل اور مستند کیفیت شایع کي جاتي — اگر یہہ قرار پایا تھا کہ کارروائي ملتوي کي جاے یا ھوسٹل اسکیم کے خیال ھي سے درگذر کیا جاے تاھم جو کچھہ کارروائي ھوئي تھي اُس کي باضابطہ اطلاع ھندوستان میں کرنا ضروري تھا — جہانتک ھمکو علم ھی ایسا نہیں کیا گیا جسکا نتیجہ افسوس ناک ھوا — ایک صاحب نے اپنا قلم اُٹھاکر مضامین نویسي شروع کردي کہ جس میں خیالي باتوں سے واقعات اصلي کا کام لیا گیا اور دشنام سے جنجمنٹ کا — بعض گروہ ضرور ایسے ھیں جن سے کسي حالت میں یہہ توقع نہیں کي جاسکتي کہ جس معاملہ میں یورپین افیشل کا تعلق ھی وہ بجز دشنام اور الزام دھي کچھہ اور کرینگے — اگر کوئي مستند کیفیت بھي شایع کي جاتي تو اُن پر تو کچھہ اثر نہ ھوتا لیکن ھندوستان کے اخبارات اور پبلک کے دیگر طبقوں پر ضرور اثر ھوتا — اُسکا یہہ نتیجہ ھوتا کہ محتاط اور مہذب اخبار ویس خود اس مضمون پر لکھنا شروع کردیتے بجاے اس کے کہ صرف اُنھیں حضرات کا قلم چلے جو نج کي چٹھیوں اور پریس کے منتشر پرچہ اور پرزوں کو اطلاع کے لیئے کافي سمجھتے ھیں — اگر اس مسئلہ پر مناسب طور سے ھندوستان میں بحث ھوتي ھوتي تو ھم کو معلوم ھوجاتا کہ لوگوں کے خیالات کارجھان کس طرف ھی— لیکن بحالت موجودہ اگر کسي اتفاق سے ھمارے دوست جو لندن میں ھیں ھوسٹل اسکیم شروع کردیتے تو ھمکو اُن کي کامیابي میں شک ظاھر کرنا پڑتا *

سب سے پیشتر تو یہہ دیکھنا چاھیئے کہ یہہ ایسا معاملہ نہیں ھی جس میں کسي ایک قوم اور ملت کا جداگانہ کارروائي کرنا مناسب ھو، بالخصوص مسلمانوں کا — یہہ ظاھر ھی کہ ھوسٹل کے قایم کرنے اور جاري رکھنے کے لیئے زر کثیر کي ضرورت ھی — آخر یہہ روپیہ کہاں سے آئیگا اگر صرف مسلمان ھي اس باب میں کارروائي کریں ؟ ھمارے خیال میں حیثیت القوم مسلمان اسقدر بار گراں برداشت نہیں کرسکتے اور اگر بالفرض کر بھي سکتے ھوں تو جسقدر روپیہ وہ صرف کرسکیں وہ زیادہ تر اھم اور مفید تعلیمي کاموں کے واسطے مطلوب ھی جو ھندوستان میں جاري ھیں — ھم یقین کرتے ھیں کہ اسي بنیاد پر مسٹر تھیو ڈور ماریسن نے بعد بعض امور میں صلاح دینے کے اس اسکیم سے قطع تعلق کرلیا — بھرکیف جو چٹھي اخبار ھذا کو صاحب موصوف نے بھیجي تھي اُس سے یہہ ھي پایا جاتا تھا — یہہ اصول ھر حال میں ھمارے یہاں مسلمہ سمجھا جاتا ھی کہ تاوقتیکہ جو کام اس وقت در پیش ھیں اور جن کے انجام کے لیئے لاکھوں روپیہ مطلوب ھی وہ ختم نہ ھوجائیں مسلمانوں کو اپنا خیال دوسرے کاموں کي طرف رجوع نہیں کرنا چاھیئے نہ اپنا روپیہ دوسرے کاموں میں صرف کرنا چاھیئے *

Apart from foregoing considerations the establishment of a Hostel for Indian students, in London, is a matter on which there is a good deal to say on both sides. When we first wrote on the subject a few months ago, we did not say a word on the merits of the question. We only took exception to sinister motives being ascribed to those who, it was said, were moving in the matter. The chief mover in the matter appears to have been Mr. H. C. Richards, M. P. He is not personally unknown in this country. Is it at all likely that a man like him, the key-note of whose character appears to be good humour and cosmopolitan generosity, would join even a Secretary of State in the innocent pastime of retarding the growth of a people? But while we are absolutely certain that the movers wanted to do a service to India, we hold that it is quite proper to doubt whether the Hostel would be useful.

A considerable change has lately come over the ideas of all concerned in the matter of educating young Indians in England. Among other matters on which there is now practically a concensus of opinion, is the matter of age that is most suitable for the purpose. It is now believed, at least in Upper India, that unless a boy is going for the Civil Service, or unless his family have personal friends in England, he should not be sent until he has acquired some maturity. That being the case, the necessity for close personal supervision does not exist to the extent it once did. Even if the necessity exists we believe there are reliable establishments and good families ready and willing to fulfil the duties of friend, philosopher and guide.

One of the chief merits of residence in England from educational point of view is that the student is often enabled to gain an insight into English home life—a sealed book to Indians in India. This is a great advantage which can not lightly be passed over. It is quite true, indeed we have the authority of one of our own officers for it, that in search of the elixir, inexperienced youths are sometimes led to brackish, stagnant, waters. But if it is so, is a costly Indian Hostel which cannot offer the advantages of residence in a family, absolutely necessary to guide young men to the right path? You can not keep young men under lock and key. All you can do is to give them friendly advice. This to our mind does not point to the necessity of a regular Hostel. Unless we are greatly mistaken the Association which our Professor Ziauddin, now a student at Cambridge, and

اگر ہم اس معاملہ میں بحیثیت مسئلہ کے غور کریں تو یہی معلوم ہوگا کہ ہوسٹل کا لندن میں قایم کرنا ایسی بحث ہی جس پر دونوں طرف سے بہت کچھہ لکھا جاسکتا ہی — جب ہم نے اپنا پہلا آرٹکل چند مہینہ آگے اس مضمون پر لکھا تھا تو ہم نے اصل مضمون کے متعلق کچھہ راے ظاہر نہیں کی تھی — ہم نے صرف اسبات پر اعتراض کیا تھا کہ جن اصحاب کی نسبت خیال کیا جاتا تھا کہ اس اسکیم کے پیروکار ہیں اُن سے بد نیتی منسوب کی جاے — خاص محرک مسٹر ایچ — سی — رچارڈس ممبر پارلیمنٹ معلوم ہوتے ہیں — اس ملک میں اُن سے ذاتی واقفیت رکھنے والے بھی ہیں — کیا یہہ امر قرین قیاس ہی کہ ایسا شخص جس کے خاص اوصاف خوش مزاجی اور سب اقوام کے ساتھہ فیاضی کے برتاو ہوں وہ کسی سکرٹری آف اسٹیٹ کے ساتھہ شریک ہوکر بھی کسی قوم کی ترقی میں حارج ہونا پسند کریگا! — لیکن جبکہ ہم کو اس بات کا یقین کامل ہی کہ محرک اور اُس کے شرکا ہندوستان کی خدمت کرنا چاہتے تھے تو ساتھہ ہی اُس کے ہمارا یہہ خیال بھی ہی کہ یہہ بالکل واجبی بات ہی کہ اس بابت شبہہ کیا جاے کہ کیا ہوسٹل واقعی مفید ہوگا *

ولایت میں نوجوانوں کو بھیجکر تعلیم دلانے کے معاملہ میں حال میں خیالات کے اندر تبادلہ عظیم واقعہ ہوا ہی — جہاں اور اُمور ایسے ہیں کہ جن میں تقریبا سب متفق ہیں، منجملہ اُن کے یہہ معاملہ بھی ہی کہ اس کام کے واسطے کیا عمر موزوں ہی اب یہہ یقین کیا جاتا ہی یا کم از کم اپر انڈیا میں تو ایسا ہی ہی کہ بجز اُس حالت کے کہ کوئی طالب علم سول سروس کے واسطے جاتا ہو یا یہہ کہ اُس کے خاندان کے خاص دوست ولایت میں موجود ہوں طالب علم کو کسیقدر پختگی آ جانے کے بعد ولایت بھیجنا چاہیئے— ایسی حالت میں ذاتی نگرانی کی اب اُس قدر ضرورت باقی نہیں رہی جتنی اوایل میں تھی — اگر ضرورت بھی ہی تو نگرانی اور صلاح نیک کے واسطے اب بھی کارخانہ موجود ہیں اور اچھے اچھے خاندان بھی آمادہ ہوجاتے ہیں *

تعلیمی لحاظ سے انگلستان رہنے کی ایک خاص صفت اور خوبی یہہ ہی کہ وہاں رہکر طالب علم کو اکثر ہوم لایف سے واقفیت ہوجاتی ہی جو اس ملک میں ناممکن ہی — یہہ بہت بڑا فایدہ ہی جس کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے — یہہ سچ ہی بلکہ خود ہمارے کالیج کے ایک افسر کی سند اسبابت موجود ہی کہ آب حیات کی تلاش میں نا تجربہ کار نوجوان بعض اوقات کھاری اور بدبودار پانی کے پاس پہونچ جاتے ہیں— لیکن اگر ایسا ہی تو کیا بجز اس کے کوئی علاج نہیں ہی کہ ایک انڈین ہوسٹل جس میں زر کثیر صرف ہوگا اور جس میں رہنے سے فیملی میں رہنے کے فواید حاصل نہیں ہوسکتے قایم کیا جاوے؟ — آپ نوجوانوں کو مقفل تو رکھہ نہیں سکتے — آپ صرف یہہ کرسکتے ہیں کہ اُن کو دوستانہ صلاح دیں — ہمارے نزدیک اس سے ہوسٹل کی ضرورت ثابت نہیں ہوتی — اگر ہم کسی بڑی غلطی میں مبتلا نہیں ہیں تو جو

ایسوسي ایشن همارے پروفیسر ضیاء الدین حال طالب علم کیمبرج اور مسٹر قادري اور دیگر طلباء سابق و معاونین کالج نے قایم کي هی اُس سے وہ کل مطالب حاصل هوسکینگے جو واقعي ضروري هیں *

همکو اپني آنکھه سے ولایت کي زندگي کي حالت دیکھنے کا فائدہ حاصل نہیں هوا هی لہذا هم نے جو کچھه لکھا هی کم و بیش امتحانا هی — همکو خوشي هوگي اگر کوئي ایسے صاحب اس معاملہ میں همکو لکھینگے جو وثوق کے ساتھه اظہار راے کرنے کا حق رکھتے هوں *

خاتمہ پر هم اُن مستعد دوستوں کا شکریہ ادا کرتے هیں جن کي بدولت اس کالج کي شہرت اور نیک نامي بوٹش امپائر کے مرکز میں پہونچي هی اور بطور صلاح هم اُن کو یاد دلاتے هیں که به حیثیت سابق طلباء کالج اُن کو حق هی که اُن با حشمت انگریز صاحبان سے مہرباني کي توقع کریں جن کے اسما گرامي کا اندراج کالج کے معزز وزیٹروں کي فہرست میں هی — همکو اکثر خیال آیا هی که کالج کو چاهیئے که کم از کم سال میں ایک مرتبه مثلاً فونڈرس ڈے پر ان بڑے آدمیوں سے مراسلت کیا کرے اُن میں بعض ایسے هیں که جن کے احسان کا قرضه کالج کبھي ادا نہیں کرسکتا پس یہه بات مناسب هی که کالج وقتاً فوقتاً اس امر کا اقبال کیا کرے *

لندن میں

"ایم اے او کالج ایسوسي ایشن" (علیگڈھ)

نمبر ۶۲ البرٹ اسٹریٹ ریجنٹ پارک

این ڈبلیو

۶ اکتوبر سنه ۱۹۰۲ ع

جناب عالي — میں نہایت خوشي کے ساتھه مندرجه بالا ایسوسي ایشن کي روئداد آپ کي خدمت میں بھیجتا هوں — مجھے اُمید هی اور یقین هی که آپ هم سے اتفاق کرینگے که مدت دراز سے اس ملک میں اس قسم کي سوسائیٹي کي ضرورت تھي - هم ابھي یہه نہیں کہه سکتے که یہه مدرسۃالعلوم علیگڈھ کي ترقي اور عموما مسلمانوں کي تعلیم کے واسطے کہاں تک مفید هوگي — مگر اتنا ضرور کہه سکتے هیں که اگر هم اُن طریقوں پر جو هم نے اختیار کیئے هیں برابر کام کرتے رهے اور برانچ ایسوسي‌ایشن کي (جو مجھے اُمید هی که وهاں جلد قائم هوجاویگي) امداد ملتي رهي تو هم ممبران ایم اے او کالج کو جو آیندہ یہاں آوینگے اور جو یہاں پہلے سے موجود هیں عملي مدد دیسکینگے ایسوسي ایشن کا آپ کي اُن هدایات پر جو آپ وقتاً فوقتاً دینگے نہایت

Mr. Kadri and other ex-students and friends of our College have established, should be quite equal to doing all that is really necessary.

We have not the advantage of a first hand knowledge of conditions of life in England. The observations we have made are, therefore, more or less tentative. We shall be glad to hear on the subject from some one who can speak with more authority.

In conclusion we beg to thank our energetic friends in England who have carried the name and fame of their *alma mater* to the centre of the British Empire. And by way of a suggestion we would remind them that as ex-students of this College they have special claims on the kindness of those great Englishmen whose names are inscribed in the roll of the illustrious Visitors of this College. The idea has often occurred to us that once in the year at least, say on the Founder's Day, the College should place itself into communication with these great men. To some of them at least the College owes a debt of gratitude it can never repay. It is, therefore, only fit and proper that the College should own it from time to time.

THE M. A.-O. COLLEGE ASSOCIATION, (*Aligarh*)

62, ALBERT STREET,
REGENT'S PARK,
N. W.
6th October, 1902.

DEAR SIR,

I HAVE much pleasure in sending you a copy of the proceedings of the above Association, and I hope and trust that you shall agree with us that there was a long-felt necessity of any such organization in this country. We are not yet in a position to say how far it shall prove of any use to the advancement of the cause of M. A.-O. College and Muhammadan education in general, but we can say this much that if we can work persistently on the lines we have adopted and can have the mutual help of the branch association there which I hope shall soon be started, we shall be able to give some practical help to the members of M. A.-O. College coming here in future, and even to those who are already here.

It shall always be the duty and the extreme pleasure of this Association to act upon any advice which you shall kindly give

from time to time. Hoping that our attempts shall meet with success and your approval.

Yours sincerely,
M. R B. KADRI,
Managing Secretary.

PROCEEDINGS OF THE MEETING.

A MEETING was held on the 1st October, 1902, at the residence of Mr. M R B KADRI, 62, Albert Street, Regent's Park, in which the following resolutions were adopted :—

1. That an Association to be called "M. A.-O. COLLEGE ASSOCIATION," (ALIGARH), be started.

2. That the objects of the Association be—

(*a*) To assist and advise as regards accommodation and the course of studies any Indian student recommended by the Principal, M. A.-O. College, Aligarh, the president of any branch Association connected with the M. A. O. College, or by any old member of this Association, resident in India, on his first arrival in England.

(*b*) To bring about social intercourse among the friends and students of the M. A.-O. College by holding gatherings, at homes, or by any other way decided by the Association.

(*c*) To hold a dinner annually.

3. That the Association will consist of Patrons, President, Vice-Presidents, Chairman, Vice-Chairman, one Secretary, two Assistant Secretaries, Members, Honorary Members and Associates.

3a. That the Chairman, Vice-Chairman, and Secretaries be elected at the annual meeting.

4. That the business of the Association be carried on by a Managing Committee consisting of the Chairman, Vice-Chairman, Secretaries, and six other Members, elected annually.

5. That the Managing Committee may transact its business either by correspondence or by holding meetings, as may be convenient.

6. That the Managing Committee may invite any member of the Association to take part in its deliberations.

7. Any Indian gentleman in the United Kingdom sympathising with the M. A. O. College, Aligarh, can be elected a

خوشي سے عمل کرنا فرض ہوگا — اُمید ہی کہ آپ ہماري کوششوں کو پسندیدگي کي نظر سے دیکھینگے اور ہمیں ان میں کامیابي ہوگي *

الراقم ——————— م
ایم - آر - بي - قادري
مینیجنگ سکرٹري

روئداد جلسہ

یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ع کو مسٹر آر - بي - قادري کے قیام گاہ (۶۲ البرٹ اسٹریٹ ریجنٹس پارک) پر ایک جلسہ منعقد ہوا اور مندرجہ ذیل رزولیوشن پاس ہوئے :—

۱ — ایک ایسوسي ایشن جس کا نام ایم اے او کالج ایسوسي ایشن ہو قایم کرنا چاہیئے *

۲ — ایسوسي ایشن کے مقاصد حسب ذیل ہونگے :—

(الف) ہندوستاني طالب علم کو جسکي سفارش پرنسپل ایم اے او کالج علیگڈھ یا کسي برانچ ایسوسي ایشن کے پریسیڈنٹ جسکا تعلق ایم اے او کالج سے ہو، یا اس ایسوسي ایشن کے کسي سابق ممبر نے جو ہندوستان میں مقیم ہو کي ہو جانے قیام اور نصاب تعلیم کے بارے میں انگلینڈ پہونچنے پر راے و صلاح دینا *

(ب) جلسے یا ایٹ ہوم at homes یا دیگر ذرایع سے جو ایسوسي ایشن تجویز کرے ایم اے او کالج کے طلباء اور احباب میں ارتباط بڑھانا *

(س) ہر سال ایک ڈنر دینا *

۳ — ایسوسي ایشن میں Patrons پیٹرنس - پریسیڈنٹ - وایس پریسیڈنٹ — صدرانجمن — نایب صدرانجمن سکرٹریان — اور چھ دیگر ممبر جو ہر سال منتخب کیئے جائینگے شامل ہونگے *

۳ اے — چیرمین — وائس چیرمین اور سکرٹریان سالانہ اجلاس میں منتخب کیئے جاوینگے *

۴ — ایسوسي ایشن کا کاروبار ایک مینیجنگ کمیٹي انجام دیگي جس میں چیرمین، وایس چیرمین، سکرٹریان اور چھ دوسرے ممبر شامل ہوں گے اوروہ ہر سال منتخب کیئے جاوینگے *

۵ — مینیجنگ کمیٹي اپنے کام کا انجام یا تو خط و کتابت سے یا جلسوں کے انعقاد سے جیسا مناسب ہوگا کرینگے *

۶ — مینیجنگ کمیٹي کو اختیار ہوگا کہ وہ ایسوسي ایشن کے کسي ممبر کو کسي مسئلہ پر غور کرنے میں شریک کرے *

۷ — کوئي ہندوستاني جنٹلمین جو سلطنت متحدہ (گریٹ برٹن اینڈ اٹر اینڈ) میں ایم اے او کالج کا ہمدرد ہو ایسو سي ایشن کا ممبر

منتخب کیا جا سکتا ہی - ہر ایک ممبر کو ۷ شلنگ ۶ پینس سالانہ چندے کے طور پر اخراجات کے واسطے ادا کرنے ہونگے *

۸ — کوئي انگلش جنٹلمین جو هندوستانیوں کي تعلیم میں عموما اور اس ایسو سي ایشن کے مقاصد سے خصوصا دلچسپي رکھتا هو آنریري ممبر منتخب کیا جاسکتا هی *

۸ (الف) کوئي لیڈي جسکو اس ایسو سي ایشن کے مقاصد سے همدردي هو ایسوشي ایٹ (Associate) منتخب کي جاسکتي هی *

۹ — مقصد (الف) کي ایک سب کمیٹي مقرر هوگي جس کا نام کنسلٹنگ (Consulting) کمیٹي هوگا اور جس میں که صدرانجمن — سکرٹریان - ایسو شي ایٹس ونیز تین اور ممبر جس کا انتخاب سالانه هوا کریگا شامل هونگے *

۱۰ ایسو سي ایشن کے دو اسسٹنٹ سکرٹري علحدہ علحدہ منیجنگ اور کنسلٹنگ کمیٹي کے سکرٹري هونگے *

۱۱ — سکرٹري منیجنگ کمیٹي کے فرایض حسب ذیل هونگے *

(۱) ممبران ایسو سي ایشن کا ایک رجسٹر رکھنا اور اُن لوگوں کے جن کے ممبر هونے کي اُمید هو پتہ حاصل کرنا *

(۲) سوشل جلسوں کا انتظام کرنا اور دعوت کے خطوط ممبران و آنریري ممبران و دیگر اعلکاران ایسوسي ایشن و نیز جمیع حضرات کي خدمت میں بهیجنا جن کے نام صدرانجمن نایب صدرانجمن اور سکرٹري تجویز کرے *

(۳) ایسو سي ایشن کا حساب رکھنا *

۱۲ — سکرٹري کنسلٹنگ کمیٹي کے فرایض حسب ذیل هونگے *

(الف) لندن اور نیز بیرونجات کے ایسي خاندانوں کے نام کا رجسٹر رکھنا جو بوردرس کو لینا پسند کریں *

(ب) نئے آنے والوں کا استقبال کرنا اور اُن کو ممبران ایسو سي ایشن سے ملانا *

۱۳ — لارڈ جارج هملٹن (Hamilton) کي خدمت میں درخواست کي جاے که وہ اس ایسوسي ایشن کے پیٹرن هوں *

لارڈ اسٹینلي (Stanley) آف ایلڈرلي سے درخواست کي جاے که وہ پریسیڈنٹ کا کام کریں *

سر چارلس لایل (Lyall) سے درخواست کي جاے که وہ چیرمین (Chairman) کا کام کریں *

۱۴ — میجر سید حسین بلگرامي ٹرسٹي ایم اے او کالج اور آر - سي - رچارڈس (Richards) اسکوئر کے - سي - ایم - پي وایس چیرمین منتخب کیے جاویں *

member of the Association. Every member will pay a subscription of 7s. 6d. a year, to meet the current expenses of the Association.

8. Any Englishman interested in the education of the Indians in general, and the objects of this Association in particular, can be elected as an Honorary Member.

8a. Any lady in sympathy with the objects of this Association, may be elected an Associate.

9. That in connection with the object (*a*). a Sub-Committee called the Consulting Committee be appointed consisting of the Chairman, Secretaries, Associates, and three other members, elected annually.

10. That the two Assistant Secretaries of the Association will respectively be the Secretaries of the Managing and Consulting Committees.

11. That the duties of the Secretary of the Managing Committee will be—

(1) To keep a Register of the members of the Association, and to obtain the addresses of those who are likely to become members.

(2) To arrange social gatherings, and to issue invitations to all the Members, Honorary Members and other office-bearers, and to all other gentlemen suggested by the Chairman, Vice-Chairman, or Secretary.

(3) To keep the accounts of the Association.

12. That the duties of the Secretary of the Consulting Committee will be—

(*a*) To keep a Register of the addresses of the families that are likely to take in boarders, in London and in Country.

(*b*) To receive all new-comers, and to introduce them to the members of the Association.

13. That Lord George Hamilton be requested to act as Patron of this Association.

Lord Stanley of Alderly be requested to act as the President.

Sir Charles Lyall be requested to act as the Chairman.

14. That Major Syed Hasan Bilgrami, trustee of the M.A.O. College, and R. C. Richards, Esq., K. C., M. P., be elected Vice-Chairmen.

Shams-ul Ulema Syed Ali Bilgrami to be elected the Secretary of the Association.

Mr. Razzaq Bakhsh Kadri be elected Joint Secretary of the Association, and the Secretary of the Managing Committee.

Mr. Abul Hasan be elected the Secretary of the Consulting Committee and the Joint Secretary of the Association.

15. That the following gentlemen be appointed Honorary Members—

Charles Strachey, Esq., 33, Carlisle Square, Chelsea, S. W.

W. A. Releigh, Prof. of Lit., Glasgow University.

Mr. George Ross.

Mr. J. Kennedy, 14, Fragnel Lane, Finchley Road, N. W.

Mr. Conrad Beck, 141, Holland Road, Kensington, W.

Horace Beck, 233, Albion Road, Stoke Newington.

Major General Dickinson, 37, Sussex Gardens, Hyde Park.

Bernard Holland, Esq., 32, Kensington Square.

Percy S. Allen, Esq., The Cottage, Long Walk, Oxford.

Sir A. Cohen, 20, Gt. Cumberland Place. Marble Arch.

Rev. J. Gardner Brown, St. James' Vicarage, Lower Clapton, London, N. E.

Rev. Cornish, Asheldham Vicarage, Southminster, Essex.

5. The following be appointed Associates of the Association—

Miss E. J. Beck, 233, Albion Road, Stoke Newington, N.

Mrs. Theodore Beck, 2, Scaradale Terrace, Wright's Lane, Kensington, S. W.

Miss Manning, 5, Pembridge Crescent, Bayswater.

16. That the following gentlemen may be elected members of the Managing Committee—

Mr. Mohamed Amin Faqih.

Syed Ishrat Hosain.

Mr. Abdul Latif.

Mr. Agha.

Mr. Mukhtar Ahmad.

Sh. Makbul Hosain.

And the following gentlemen Members of the Consulting Committee—

شمس العلما مولوي سيد علي بلگرامي ايسو سي ايشن کے سکرٹري منتخب کيئے جائيں *

مسٹر رزاق بخش قادري ايسو سي ايشن کے جائنٹ سکرٹري اور منيجنگ کميٹي کے سکرٹري منتخب کيئے جائيں *

مسٹر ابوالحسن سکرٹري کنسلٹنگ کميٹي اور جائنٹ سکرٹري ايسو سي ايشن منتخب کيئے جائيں *

۱۵ — حضرات مندرجہ ذيل آنريري ممبر مقرر ہوں *

چارلس اسٹريچي اسکوئر ۳۳ کارلائل اسکوئر چيلسي اين ڈبليو *

ڈبليو - اے - ريلے پروفيسر لٹريچر گلاسگو يونيورسٹي *

مسٹر جارج راس *

مسٹر جے کنيڈي ۱۴ فريگنسل لين فنچلے روڈ کنٹيگسٹن ڈبليو *

مسٹر کانريڈ بيک ۱۴۱ هالينڈ روڈ کنٹيگسٹن *

هوريس بيک ۲۳۳ البين روڈ اسٹوک نيوانگٹن *

ميجر جنرل ڈکنسن ۳۷ سسيکس گارڈن هائيڈ پارک *

برنارڈ هالينڈ اسکوئر ۳۲ کنٹيگسٹن اسکوئر *

پرسي - ايس - الين ڈي کاٹيج - لونگ واک — آکسفورڈ *

سر اے کوهن ۲۰ گريٹ کمبر لينڈ پليس ماربل آرچ *

ريورينڈ جے گارڈنر براون سينٹ جيمس و کاريج لور کليمپٹن لندن *

ريورينڈ کارنش اشيلڈهم و کاريج ساوتهه منسٹر ايسکس *

۵ — ليڈياں مندرجہ ذيل ايسو سي ايشن کي ايسو سي ايٹ منتخب کي جائيں *

" مس " اي جے بيک ۲۳۳ البين روڈ اسٹوک نيوانگٹن *

مسز تهيو ڈور بيک ۲ اسکار ڈيل ٹريس کنٹيگسٹن *

مس منننگ ۵ پيمبرج کريسنٹ بے واٹر *

۱۶ — مندرجہ ذيل اصحاب منيجنگ کميٹي کے ممبر منتخب کيئے جا سکتے هيں *

مسٹر محمد امين فقيہ *

سيد عشرت حسين *

مسٹر عبداللطيف *

مسٹر آغا *

مسٹر مختار احمد *

شيخ مقبول حسين *

اور مندرجہ ذيل کنسلٹنگ کميٹي کے ممبر منتخب کيئے جا سکتے هيں *

Mr. S. Aijaz Hosain.

Mr. M. Barkat-Ullah.

17. That as regards immediate action the Meeting proceed to adopt the following resolutions—

(1) That the proceedings of to-day's Meeting be published, and a copy be sent to all the members of the Managing Committee with the request to hold meetings in their towns, and to enlist the names of members, collect subscriptions, and to send them to the Secretary of the Managing Committee.

(2) That a copy of to-day's proceedings be sent to the Principal of the M. A.-O. College, Aligarh, and to the Secretary of the Old Boys' Association at Aligarh.

(3) That the M. A.-O. C. Old Boys' Association at Aligarh be requested to make all the members of this Association as their Honorary Members and invite them at its annual dinner and other meetings after their return to India.

(4) That the first social gathering be held on the 1st January, 1903, the day of Coronation of King-Emperor in India, and the great Durbar in Delhi, and that the invitations of this social gathering be issued at least six weeks before.

All communications concerning the Consulting Committee should be addressed to Mr. Abul Hasan, 250, Portsdown Road, Maida Vale, London, W., and all those concerning the Managing Committee to Mr. M. R. B. Kadri, 62, Albert Street, Regent's Park, London, N. W.

The following gentlemen have already accepted the membership of the Association—

Mr. Haider Hasan, Em. Coll., Cambridge.

Mr. Abdul Bari.

Mr. Abul Hasan.

Mr. M. R. B., Kadri.

Mr. Ziauddin Ahmad, M. A., D. Sc.

Sheikh Makbul Hosein, B. A., M. R. A., C. R. A. C., Cirencester,

Sheikh Shahid Husain.

Mr. Ishrat Husain, Christ College, Cambridge.

Mr. Md. Ismail, St. John's College, Cambridge.

Mr. Ali Akber Mirza, St. John's College, Cambridge.

مسٹر سید اعجاز حسین *

مسٹر ایم برکت‌الله *

۱۷ — فورا کام شروع کرنے کے واسطے مندرجہ ذیل رزولیوشن پاس کیئے جائیں *

(۱) کہ آج کے جلسے کي روئداد چھاپي جاے اور منیجنگ کمیٹي کے هر ایک ممبر کے پاس ایک ایک کاپي بھیجي جاے - اور درخواست کي جاے - اپنے اپنے شهروں میں جلسے منعقد کریں اور ممبر بنائیں — چندہ جمع کریں اور سکرٹري منیجنگ کمیٹي کے پاس بھیجدیں *

(۲) آج کے جلسہ کي روئداد پرنسپل ایم اے او کالج علیگڈھ اور سکرٹري اولڈ بائز ایسوسي‌ایشن کے پاس بھیجي جاوے *

(۳) ایم اے او کالج ایسو سي‌ایشن سے درخواست کي جاے کہ وے اس ایسوسي‌ایشن کے تمام ممبروں کو اپنے آنریري ممبر بنائیں اور اُن کے هندوستان واپس جانے پر اُن کو سالانہ ڈنر و نیز دیگر جلسوں میں مدعو کیا کریں *

(۴) پہلا سوشل جلسہ یکم جنوري کو جو هندوستان میں ملک معظم کي تاج پوشي اور دربار دهلي کي تاریخ هی منعقد کیا جاے - اور اس کي دعوت کے خطوط کم از کم چھ هفتے پیشتر جاري کیئے جائیں *

کنسلٹنگ کمیٹي کے بارے میں تمام خط و کتابت مسٹر ابوالحسن ۲۵۰ پورٹس ڈاؤن روڈ میڈا ویل لندن اور منیجنگ کمیٹي کے بارے میں تمام خط و کتابت مسٹر آر - بي - قادري ۶۲ البرٹ اِسٹریٹ ریجنٹس پارک لندن کے نام هوني چاهیئے *

حضرات مندرجہ ذیل نے ممبري قبول کرلي هی *

مسٹر حیدر حسن ایمنول کالج کیمبرج *

مسٹر عبدالهادي *

مسٹر ابوالحسن *

مسٹر آر - بي - قادري *

مسٹر ضیاءالدین احمد ایم - اے - ڈي - ایس - سي *

شیخ مقبول‌حسین بي - اے - ایم - آر - اے - سي - آر - اے - سي *

شیخ شاهد حسین *

مسٹر عشرت حسین کرایسٹ کالج کیمبرج *

مسٹر حیدر بیگ کرایسٹ کالج کیمبرج *

مسٹر محمد اِسمٰعیل سینٹ جانس کالج کیمبرج *

مسٹر علي اکبر مرزا سینٹ جانس کالج کیمبرج *

مسٹر محمد امین *
مولوي برکت‌الله پرنسپل اوریئینٹل اکیڈیمي *
مسٹر محمد اصغر آکسفورڈ *
مسٹر مختار احمد ایڈنبرا *
مسٹر اعجاز حسین بڈل ٹیمپل *
مسٹر سید سجاد حسین *
مسٹر آر - کے - خاں ٹرینٹي هال کیمبرج *
شمس‌العلماء سید علي بلگرامي ۲۵ وکٹوریا روڈ *
میجر سید حسین بلگرامي ۱۱۶ ایبري روڈ *
مسٹر آغا آکسفورڈ *
مسٹر ایم اے صمد ایم اے *
مسٹر ایس آر خان لنکن ان * فقط

Mr. Md. Amin.
Moulvi Burkut Ullah, Principal, Oriental Academy.
Mr. Md. Asghar, Oxford. [124, Chancery Lane, W. C.
Mukhtar Ahmad, Edinburgh.
Mr. Aijaz Hosain, Middle Temple.
Mr. Sajjad Hosain.
Mr. A. R., Khan, Trinity Hall, Cambridge.
Shams-ul-ulema Syed Ali Bilgrami, 25, Victoria Road, [Upper Norwood, S. E
Major Syed Hasan Bilgrami, 116, Ebury Street, S. W.
Mr. Agha. Oxford. [Near Victoria Station.
Mr. M. A., Samad, M. A. H. S. King & Co.
Mr. S. R. Khan, Lincoln's, Inn.

اسلام اور دولت برطانیه

فی‌الحال انگلستان میں دولت برطانیه اور اُس کي نوآبادیوں کي نسبت جو اطراف عالم میں واقع هیں ایک ضخیم کتاب شایع هوئي هی جس‌کي پانچ جلدیں هیں — اس کتاب کے مختلف مباحث کو مختلف انشا پردازوں نے لکھا هی — هر ایک آرٹیکل ایک ایسے شخص نے لکھا هی جو اُس موضوع میں اعلیٰ‌ترین قابلیت اور وسیع ترین واقفیت رکھتا هی - پهلي جلد هندوستان کي نسبت هی — اس کے تمام آرٹیکل هندوستان اور انگلستان کے مشهور انشا پردازوں اور مدبران ملک کے قلم سے نکلے هیں جو هندوستان میں ایک عرصه تک حکومت کرچکے هیں اور جن کو هندوستان کے حالات کا پورا تجربه هی — اس جلد کا دیباچه سر ریمونڈسٹ نے لکھا هی - اس جلد میں ایک آرٹیکل مدراس کي نسبت هی جو لارڈ ویلوک سابق گورنر مدراس کا لکھا هوا هی — ایک آرٹیکل بمبئي کي نسبت هی جو لارڈ هیرس سابق گورنر بمبئي نے لکھا هی - ایک آرٹیکل پنجاب کي نسبت هی جو سر جیمس لائل نے لکھا هی — ایک آرٹیکل بنگال کي نسبت هی جو مسٹر رومیش چندر دت کے زور قلم کا نتیجه هی — اسي جلد میں تین آرٹیکل هندوستان کي عورتوں کي نسبت هیں : پهلا آرٹیکل هندو عورتوں کي نسبت مسٹر کرشنا راو نے اور دوسرا آرٹیکل مسلمان عورتوں کي نسبت مولوي برکت‌الله نے اور تیسرا آرٹیکل پارسي لیڈیوں کي نسبت مسٹر کاظیر نے لکھا هی — غرضکه اسي طرح پر اس کتاب کي پانچوں جلدیں اور ان کے تمام آرٹیکل نهایت مشاهیر اور مسلم‌الثبوت انشا پردازوں نے لکھے هیں جن کي مسلمه قابلیت اور وسیع واقفیت میں کسي قسم کا کلام نهیں هوسکتا اور جن کا قول اُس موضوع میں جس پر اُنهوں نے لکھا هی سب سے زیادہ معتبر اور مستند هی *

اس کتاب میں جو مضمون بالخصوص مسلمانوں کے لیئے نهایت اهم اور قابل غور هی اور جس کي طرف هم اپنے ناظرین کو خصوصیت کے ساتھه متوجه کرنا چاهتے هیں وه اِس کتاب کي پانچویں جلد میں شایع هوا هی جس کا دیباچه انگلستان کے مشهور مصنف سر جان لیک نے لکھا هی — یهه مضمون جس کا عنوان " اِسلام اور دولت برطانیه " هی مسٹر آر - جي - کوریٹ کے زبردست قلم کا نتیجه هی جو ایک نهایت نامور اور آزاد خیال انشا پرداز هیں اور جن کو اسلامي مسائل کي نسبت نهایت وسیع اور عمیق واقفیت حاصل هی - اِس مضمون کا عربي ترجمه مصر کے روزانه اخبار المؤید نے مسلسل چهاپنا شروع کیا هی جس کے چار نمبر همارے پاس پهونچ چکے هیں - چونکه یهه موضوع اِسلام اور مسلمانوں کے لیئے نهایت اهم هی اِس لیئے هم اُس کا اُردو ترجمه اخبار مذکور سے چهاپتے هیں تاکه هندوستان کے مسلمانوں کو اِس اهم موضوع اور اُس کے آیندہ نتایج پر غور کرنے کا موقع ملے *

ایک مشهور جمله جو زبان زد خاص و عام هی، یهه هی که " برٹش ایمپائر دنیا بهر میں سب سے بڑي اِسلامي سلطنت هی " یهه جمله گو بعض اشخاص کے نزدیک هذیان اور خرافات سے زیادہ وقعت نهیں رکھتا - خصوصا جبکه اُن وسیع اِسلامي علاقجات پر نظر ڈالي جاتي هی جو قیصر روس کے ماتحت یا چین کي آسماني سلطنت کے زیر حکومت یا دولت عثمانیه کے تحت اقتدار میں واقع هیں تو یهه جمله بلا شک و شبهه اپنے کهنے والے کے جنون پر دلالت کرتا هی — لیکن جبکه مختلف ممالک کي مردم شماري پر ایک سرسري نظر کي جاتي هی تو صاف معلوم هوجاتا هی که یهه جمله هذیان اور خرافات نهیں هی بلکه وه ایک حقیقت واقعي هی جس میں کسي قسم کا شک و شبهه نهیں هوسکتا *

دولت عثمانیه † تین ملین مسلمانوں پر یورپ میں اور بارہ ملین مسلمانوں پر ایشیا میں حکومت کرتي هی - اِس پر اگر اِن مسلمانوں کي تعداد اضافه کي جاے جو افریقه میں دولت عثمانیه کي رعایا هیں تو دولت عثمانیه کے مسلمانوں کي مجموعي تعداد ۱۶ ملین سے زیادہ نهیں

† ایک ملین — دس لاکھه هی -

هی - اسي طرح چين کي اِسلامي سلطنت ميں مسلمان رعايا کي تعداد ۳۲ ملين سے زيادہ نهيں هی اور روسي مسلمانوں کي تعداد ۶ ملين سے متجاوز نهيں هی — اِس کا بيان هندسوں ميں حسب ذيل هی :—

ٹرکي کي مسلمان رعايا يورپ ميں		...	۳۳۵۰۰۰۰
ايضا	ايضا ايشيا ميں	...	۱۲۰۰۰۰۰۰
ايضا	ايضا افريقہ ميں	...	۱۰۱۰۰۰۰
ميزان دولت عثمانيہ		...	۱۶۳۶۰۰۰۰
روس کي مسلمان رعايا		...	۲۶۰۰۰۰۰
بخاري کے باشندے		...	۲۵۰۰۰۰۰
خيوی کے باشندے		...	۷۰۰۰۰۰
ميزان سلطنت روسيہ		...	۳۸۰۰۰۰۰
چين ميں مسلمان		...	۳۲۰۰۰۰۰۰

اِن تينوں ممالک کے مسلمانوں کي مجموعي تعداد ۵۴۱۶۰۰۰۰ هی ، حالانکہ صرف هندوستان کے مسلمانوں کي تعداد جيساکہ هم آگے چلکر تفصيل کرينگے اِس سے بقدر تين ملين کے زيادہ هی - ليکن اگر اِس کے ساتھہ وہ تعداد بهي شامل کي جاے جو سلطنت برطانيہ کے زير اقتدار واقع هی تو يہہ فرق دوچند هو جاتا هی — هندوستان کي اخير † مردم شماري سنہ ۱۸۹۱ ع سے معلوم هوتا هی کہ هندوستان کي آبادي ۲۷۷ ملين هی جس ميں ۱/۵ مسلمان هيں — يہہ مردم شماري ايسے وقت ميں هوئي تهي جبکہ بهت سے مسلمان جو قرب و جوار کے علاقجات ميں گئے هوئے تهے يا جو سرحدي اضلاع ميں جنگ و جدل ميں مصروف تهے شمار ميں نهيں آ سکے - ذيل ميں ايک جدول درج کيا جاتا هی جس سے هندوستان اور اُس کے قرب و جوار کے علاقجات کي تعداد جو خليج هند کے سواحل پر واقع هيں ظاهر هوگي - يہہ تمام اعداد سرکاري کاغذات سے ليئے گئے هيں جو بهروثوق قابل وثوق هيں *

جدول

هندوستان		...	۵۷۳۲۱۱۶۴
علاقجات سرحد		...	۱۷۴۰۰۰
امريکہ شمالي و وسطي		...	۲۰۰۰۰
امريکہ جنوبي		...	۲۹۰۰۰
استريليا و او قيانوس		...	۱۹۰۰۰
سيلون		...	۲۲۲۰۰۰
جزائر ملاديو		...	۳۰۰۰۰
جزائر لاکاديو		...	۱۴۰۰۰
بلوچستان		...	۵۰۰۰۰۰
بحرين		...	۲۵۰۰۰
سقوطرہ		...	۱۲۰۰۰
عدن و پريم		...	۴۱۰۰۰
جزيرہ مورش		...	۳۴۷۶۳
راس گڈ هوپ		...	۱۵۰۹۹
هندوستاني ديگر نوآبادیوں ميں		...	۱۴۶۰۵
ميزان		...	۵۸۴۷۱۹۸۱

علاوہ ازيں جزيرہ ملايا اور ابناے (B. Strait Settlement) کے گرد انگريزي نو آبادیوں ميں بے شمار مسلمان آباد هيں — اِن علاقجات کي مردم شماري کے نقشجات سے مسلمانوں اور غير مسلمانوں کي تفصيل نهيں معلوم هوتي ليکن هم اِن اطراف کے باشندوں کو دو قسموں پر منقسم کرسکتے هيں : چيني اور مسلمان — ذيل کي جدول سے مسلمانوں کي تعداد ظاهر هوتي هی *

نوآبادیوں ميں		...	۲۴۳۸۲۸
اضلاع جزيرہ ملايا ميں		...	۲۴۹۹۳۸
بورنيو انگريزي		...	۱۷۴۰۰۰
جزيرہ برنوي		...	۱۷۵۰۰
سراوک		...	۴۵۰۰۰
جزيرہ لا بي وان		...	۵۵۶۰
ميزان		...	۱۰۳۰۸۲۶

اگرچہ قبرص اور مصر کي مردم شماري کے سرکاري نقشجات هماري پاس موجود هيں مگر مجاهل افريقہ (Darkest) جو انگلستان کي ما تحت هی وهاں کے مسلمانوں کي تعداد هم کو معلوم نهيں هوسکتي - ايسي صورتوں ميں صرف تخمينہ سے کام ليا جاتا هی - حالانکہ بلاد صومال کے مسلمانوں کا بهي صحيح تخمينہ نهيں هوسکتا — اِن علاقجات کي بابت هم کو صرف اسقدر معلوم هی کہ اِن ميں صرف مسلمان هي مسلمان آباد هيں اور مذهب اِسلام حبشيوں کے درميان نهايت سرعت کے ساتھہ پهلتا جاتا هی — ذيل کي جدول سے حتی الامکان اِن ممالک کے مسلمانوں کي تعداد ظاهر هوتي هی *

قبرص		...	۴۷۹۲۶
مصر		...	۸۹۷۸۷۷۵
سودان مصري		...	۱۰۵۵۰۰۰۰۰
بلاد نيجر		...	۲۵۰۰۰۰۰۰

† مردم شماري سنہ ۱۹۰۱ ع کے نقشجات بهي شايع هوچکے هيں جس ميں هندوستان کي آبادي ميں بهت اضافہ هوا هی اور بالخصوص مسلمانوں کي تعداد ميں نسبتاً زيادہ ترقي هوئي هی مگر غالباً يہہ مضمون اُن کے شايع هونے سے پهلے لکها گيا هی -

لائبوس	...	...	۳۷۲۰۰۰
نوآبادي گولڈ کوسٹ	...	...	۱۵۰۰۰۰
گیمبیا	...	...	۲۳۰۰۰
سرالیون	...	...	۷۰۰۰۰
نوآبادي وسطي افریقہ	...	...	۲۲۵۰۰۰۰
اوگنڈ	...	...	۱۰۰۰۰۰
زنجبار وپمبا	...	...	۲۰۰۰۰۰
صومال	...	...	۵۰۰۰۰
میزان		...	۴۷۴۸۳۹۹۷

اگر اِن تینوں جدولوں کو جمع کیا جاوے تو حسب ذیل مجموعہ حاصل ہوتا ہی *

پہلا جدول	...	...	۵۸۴۷۱۹۸۱
دوسرا جدول	...	...	۱۰۳۰۸۲۶
تیسرا جدول	...	...	۴۷۴۸۳۹۹۷
میزان		...	۱۰۷۵۷۶۸۰۴

یہہ مجموعہ جو مسلمانوں کي حقیقي تعداد سے بہت کم ہی ہم کو صاف طور پر بتلاتا ہی کہ جسقدر مسلمان روے زمین پر آباد ہیں اُن میں سے قریبا نصف دولت برطانیہ کي رعایا ہیں - لیکن اِس موضوع میں جو بات خاصکر اہم اور قابل لحاظ ہی وہ یہہ ہی کہ دولت برطانیہ کي رعایا میں مسلمانوں کي تعداد ۲۹ فیصدي ہی اور یہہ نسبت روز بروز بڑھتي جاتي ہی *

انگریزي نوآبادیوں میں مسلمان اپنے فرائض کے ادا کرنے میں بالکل آزاد ہیں اور اس قدر سرعت کے ساتھہ ترقي کر رہے ہیں جسکي نظیر دیگر ممالک میں نہیں مل سکتي - چونکہ ان کي تعداد زیادہ ہی اور ان کي دولت و ثروت کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا ہی اِس لیئے وہ دیگر قوموں کے مقابلہ میں ایک ممتاز رتبہ رکھتے ہیں - ہندوستان میں جیساکہ سر رچرڈ ٹیمپل کہتے ہیں کہ " زراعت مسلمان کاشتکاروں کے ہاتھہ میں ہی اور جہاز راني مسلمانوں ملاحوں کے قبضہ میں ہی اور یہي حال تجارت کا ہی " علاوہ ازیں ہندوستان در حقیقت علمي ' اخلاقي اور تمدني حیثیت سے اُن تمام اسلامي ممالک کا مرکز شمار کیا جاتا ہی جو اُس کو محیط ہیں — یہي حال مصر کا ہی وہ بوجہ اپنے جغرافي مرکز اور ترقي کے میدان میں پیش قدم ہونے کے لحاظ سے قرب و جوار کے ممالک میں جدید تہذیب اور شایستگي کي اشاعت کا ذریعہ خیال کیا جاتا ہی — پس کچھہ تعجب نہیں نہ کسي دن مسلمانان ہند کي دیني ' علمي ' اخلاقي اور سیاسي ترقي کي شعاعیں قرب و جوار کے اسلامي ممالک مثلا افغانستان ' بلوچستان ' کاشغر بلکہ ایران کو بھي منور کریں *

یہہ تمام اسباب اور نیز جو ان کے ساتھہ شامل ہیں دولت برطانیہ کي حدود کے اندر اور باہر عنقریب مسلمانان ہند کو اس اعلی مرتبہ پر پہونچانے والے ثابت ہونگے جو دنیاے اسلام میں ان کے لایق ہی - اِس میں شک نہیں کہ جو وسائل اور ذرائع اِس مقصد کے لیئے ضروري ہیں وہ اِن کو حاصل ہیں — مجھکو معلوم نہیں کہ وہ اِن سے فائدہ اُٹھائینگے یا نہیں ؟ *

یہہ امر در حقیقت بہ نسبت اُس کے زیادہ تر اہم ہی جیساکہ ہم میں سے اکثر اشخاص خیال کرتے ہیں - کیونکہ اِس حیثیت سے کہ ہماري سلطنت دنیا میں سب سے بڑي اسلامي سلطنت ہی ہمارا نہایت ضروري اور ابدي فرض ہی کہ ہم اِس سوال کے مختلف پہلوں پر غور کریں کہ " آیا اسلام ترقي اور کامیابي کا ذریعہ ہی یا تنزل اور انحطاط کا باعث ہی ؟ " *

ہم کو نہ صرف اپني ذات اور اپني مصلحتوں کے سامنے بلکہ تمام دنیا کے سامنے مسلمانوں کي آیندہ حالت کي نسبت جوابدہي کرنا ہی - کیونکہ مسلمان دولت برطانیہ میں ایک بہت بڑا جزو ہیں اور اُس کي مصلحتیں اور اُس کي آیندہ حالت مسلمانوں کي مصلحتوں اور اُن کي آیندہ حالت کے ساتھہ وابستہ ہی — حتی کہ سر رچرڈ ٹیمپل کہتے ہیں کہ " سلطنت اسلامیہ اور سلطنت برطانیہ میں فرق کرنا ناممکن ہی " *

انگریز اگرچہ خواب غفلت میں مدہوش اور سخت غلطي میں مبتلا ہیں مگر متواتر حادثات یکے بعد دیگرے ان کو بیدار کر رہے ہیں اور اُن کو معلوم ہوتا جاتا ہی ہماري وہ تجارتي منڈیاں جنکو ہم اپنے لیئے مخصوص سمجھتے تھے ہمارے حریف ہم سے چھین رہے ہیں - اسلیئے کچھہ بعید نہیں کہ انگریز اپني خواب غفلت سے ہوشیار ہوں اور اُس طرز سیاست میں مناسب ترمیم کریں جس کا عملدرآمد ہم ایک عرصہ سے اپنے ہموطن مسلمان کے ساتھہ کر رہے ہیں *

بیشک اس سے انکار نہیں ہوسکتا ہی کہ ہمنے زمانہ بغاوت سے اُس وقت تک مسلمانوں سے قرب حاصل کرنے میں کسیقدر ترقي کي ہی جب کہ سر سید مرحوم اس امر کي شکایت کرتے تھے کہ انگریز حکام رعایا سے علیحدہ رہتے اور ان سے نفرت کرتے ہیں - مگر باوجود اس کے مسلمانوں کے ساتھہ برتاو میں بہت سي غلطیاں ہم سے سرزد ہوئي ہیں جیسا کہ ڈاکٹر ہنٹر کہتے ہیں جن کا قول اشارہ میں بلاشبہہ مستند اور قابل وثوق ہی - وہ کہتے ہیں کہ " جسوقت صدر دیواني اور نظامت عدالت دونوں محکمہ توڑ دیئے گئے تو انگریزوں کا اختلاط اسلامي عناصر کے ساتھہ بالکل مفقود ہوگیا اور ہمارے محکمے غرض مقصود سے بہت دور جا پڑے کیونکہ ہمارے جج عربي زبان سے عموما ناواقف ہوتے ہیں جس کے بغیر مسلمانوں میں کوئي شخص رسوخ نہیں حاصل کرسکتا کیونکہ اس زبان کو اسلامي شریعت کے ساتھہ ایسا ارتباط ہی جو کسي طرح جدا نہیں ہوسکتا " *

علاوہ ازیں مسلمانوں کی اکثر جاگیریں اور تنخواہیں بلا وجہ ضبط کرلی گئیں اِس لیئے ڈاکٹر موصوف مناسب خیال کرتے ہیں کہ " یہہ جاگیریں اِن کے مالکوں کو واپس دی جائیں تاکہ مسلمانوں کو مذہبی اور اخلاقی تربیت میں جو اُمت محمدیہ کے لیئے ضروری ہی اُن سے مدد ملے " اِس میں شک نہیں کہ اگر ہم ڈاکٹر مذکور کی نصیحت پر عمل کرینگے تو اِس سے ہماری بہت سی انتظامی اور سیاسی فروگذاشتوں کی تلافی ہو جاویگی جو ہمارے ہندوستان کے بعض حکام سے سرزد ہوئی ہیں اِن میں سب سے بڑی غلطی یہہ ہی کہ مسلمانوں کے لیئے اعلی تعلیم کے دروازے بند ہوگئے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہہ ہی کہ سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں اِن کی کمی ہوئی — اِس سے جو اضطراب اور بے چینی اِن کے دلوں میں محسوس ہو رہی ہی اُس کو اُنہوں نے لارڈ رابرٹس کے سامنے سنہ ۱۸۹۳ع میں اِس طرح پر بیان کیا تھا " مسلمانان ہند آپ سے یہہ اُمید رکھتے ہیں کہ آپ ان کی بسالت اور دلیری ' میدان جنگ میں ثابت قدمی ' صداقت اور وفاداری کی نسبت شہادت دینگے کیونکہ آپ کو ہماری ان صفات کا بارہا تجربہ ہوچکا ہی اور آپ کو اس میں بہت وسیع واقفیت حاصل ہی تاکہ جس وقت ہمارے سامنے ملکی محکموں کے دروازے بند ہو جائیں تو ہمکو سرشتہ جنگ میں ترقی کرنے کا موقع ملے اور اس طرح پر ہمارے اُس نقصان کی تلافی ہوجاوے *

جن لوگوں نے انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان دوستانہ تعلقات کے مستحکم کرنے میں مدد دی منجملہ اِن کے سر سید احمد خاں ہی جس نے سنہ ۱۸۷۵ع میں یورپ کے کالجوں کے نمونہ پر علیگڈھ کالج قایم کیا تاکہ مسلمانوں کے بچوں کو موجودہ زمانہ کے مطابق حقیقی تربیت دی جاوے اور اُن کو اپنے سچے مذہب کے سمجھنے اور سرکاری عہدے حاصل کرنے کے لیئے تیار کیا جاوے یہہ کالج اپنے منتظموں کی قابلیت کو ثابت کر چکا ہی جس کی حکام انگریز نے یکے بعد دیگرے شہادت دی ہی — حتی کہ سر ولیم میور نے بھی جس کا رضامند کرنا ہر شخص کو مشکل ہی اور جو مذہب اسلام پر طعن کرنے والوں میں ایک ممتاز شخص ہی اور جس کی متعدد تالیفات موجود ہیں *

جس غرض کے لیئے مرحوم سید احمد خاں نے یہہ کالج قایم کیا تھا وہ جیساکہ لارڈ الجن سابق گورنر جنرل ہند کہتے ہیں یہہ ہی کہ " مسلمانوں کے بچوں کو حقیقی اور اسلامی تربیت دی جاوے اور ان میں اخلاقی خوبیاں اور مردانہ صفات پیدا کی جاویں اور ان کو اپنی ذات پر بھروسہ کرنے اور اپنے نفس کی عزت کرنے اپنے فرایض کے انجام دینے اور دوستی اور وفاداری پر ثابت قدم رہنے کے لیئے اُن کو تیار کیا جاوے — نہ کہ صرف تعلیم دینا اِس کالج کا مقصود ہی " — لارڈ الجن کے اِس بیان پر اِس قدر اور اضافہ ہوسکتا ہی کہ مسلمان بچوں کے دلوں میں پرہیزگاری اور گورنمنٹ کے ساتھہ سچی دوستی اور وفاداری کا بیج بونا اِس کالج کا اصلی مقصود ہی *

اِس میں شک نہیں کہ بذریعہ اِن تمام وسائل کے جو مسلمانوں کو ترقی دینے جو قیصر اقورۃ ھفتم کی رعایا ہیں اور اِن کو اپنی محبت کی طرف کھینچنے اور نیز جیساکہ سر سید مرحوم کہتے ہیں اِن کو رنج و راحت میں انگریزوں کا ہمدرد بنانے کے لیئے ممکن ہیں ہمکو اِس قسم کے کالجوں کی مدد کرنا واجب ہی *

اپنی غلطیوں کی تلافی اور اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرنے اور ترقی کے زینہ پر ان کو سہارا لگانے کے علاوہ ہمارا یہہ بھی فرض ہی کہ ہم اُن خیالات کو زایل کرنے کی کوشش کریں جو بعض انگریزوں کے ذہن میں صرف اِس لیئے پیدا ہوگئے ہیں کہ اُنہوں نے مذہب اسلام کی حقیقت کے سمجھنے میں غلطی کی ہی — اِس جہالت کا نتیجہ مسلمانوں کو اپنا دشمن بنانے کے سوا کچھہ نہیں ہوسکتا — مسٹر مالرین ماریسن نے بیان کیا ہی کہ " مسلمانوں نے ہندوستان کی تمام مسجدوں میں نمازوں کے بعد خداوند تعالے کی جناب میں نہایت عاجزی کے ساتھہ دعائیں کیں کہ وہ ہمکو ہمارے دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرماوے — یہہ اِس امر کی دلیل ہی کہ مسلمان اگرچہ مذہبی عقاید میں ہم سے مختلف ہیں مگر قیصر ہند کی رعایا ہونے کے لحاظ سے وہ ہمارے بھائی ہیں — یہہ پہلا ہی مرتبہ ہی جبکہ مسلمانوں نے ایک ایسے شہنشاہ کی فوجوں کے فتحمند ہونے کے لیئے دعائیں کی ہیں جو ان کا ہم مذہب نہیں ہی *

انصاف یہہ ہی کہ یہہ نہایت مستحکم دلیل ہی جو مسلمان اپنے دلی خلوص اور سچی لائلٹی اور اصلی وفاداری کے ثبوت میں پیش کرسکتے ہیں *

ہم میں سے ہر شخص اُس سین کی اہمیت سے یقینا واقف ہی جسکا پارٹ افغانستان اُس حالت میں کرسکتا ہی جبکہ ہم کو روس کے ساتھہ معرکہ جنگ پیش آے — پس ہمکو اِس امر سے واقف ہونا نہایت ضروری ہی کہ ہمارے تعلقات افغانستان کے مسلمانوں کے ساتھہ جنکا ہمارے دشمن کے ساتھہ خفیہ طور پر معاہدہ کرلینا ممکن ہی ہندوستان کے مسلمانوں پر منحصر ہیں جو ہمارے اور افغانوں کے تعلقات کو زیادہ تر مستحکم کرسکتے ہیں *

اگر ہم ایشیا سے قطع نظر کر کے افریقہ پر نظر ڈالیں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ اس براعظم کے واسطے علاقجات میں فرقہ سنوسیہ کا اقتدار بڑھتا جاتا ہی — اِس فرقہ کے لوگ ہماری مدافعت کے لیئے جہاں تک کہ اِن کے امکان میں ہی سخت کوشش کر رہے ہیں — پس اگر ہم مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچنے میں اپنا قدم آگے نہیں بڑھائینگے تو ہم آیندہ حالت میں اپنے سوا کسی کو ملامت نہیں کرسکینگے *

ایشیا اور افریقہ میں برٹش سلطنت کی بنیاد مستحکم کرنے کا بہترین ذریعہ یہہ ہی کہ ہم کو یہہ بات مسلمانوں کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کریں کہ اِن کی اور ہماری مذہبی اور سیاسی مصلحتیں

ایک دوسرے کے ساتھہ مربوط ہیں — اِس لیئے مسلمانوں کو اِس بات کا جاننا ضروری ہی کہ اِن کے اکثر معتقدات جن کو مذہبی خیال کرتے ہیں اِن کو مذہب سے کوئي علاقہ نہیں ہی اور نہ قرآن مجید سے اِن کي تائید ہوسکتي ہی جیسا کہ جسٹس امیر علي کہتے ہیں کہ " مسلمانوں کے تنزل اور انحطاط کا سبب زیادہ تر وہ خیال ہی جو ان کے ذہن میں پیدا ہوگیا ہی کہ مذہب کے سمجھنے میں عقل سے کام لینے کا زمانہ سلف کے مجتہدوں پر ختم ہوگیا اور موجودہ زمانہ میں اجتہاد کرنا ناجایز ہی اور مشہور مذاہب میں سے کسي ایک مذہب کي تقلید کیئے بغیر کوئي شخص سچا مسلمان نہیں ہوسکتا اِس بنا پر ہر ایک مسلمان اپني ذاتي راے اور ذاتي خیال کو بالکل الگ رکھتا ہی اور ایسے مفسرین اور مجتہدین کي راییوں کا اعتقاد رکھتا ہی جو نویں صدي میں گذرے ہیں اور اِن خیالات کي طرف التفات نہیں کرتا جو زمانہ کي ترقي سے سولھویں صدي میں پیدا ہوئے ہیں " صدر اسلام میں مسلمانوں کي یہہ حالت نہ تھي *

(باقي آیندہ)

واقعات اور رائیں

دربار کے متعلق تخفیف کرایہ ریل کا اِشتہار منجانب اِیسٹ اِنڈیا کمپني دیا گیا ہی اُس کا خلاصہ یہہ ہی کہ بشرطیکہ جس اِسٹیشن سے سفر شروع کیا جاے وہ دھلي سے کم از کم ۱۰۰ میل ہو تو اِیسٹ اِنڈیا اور اُس کي شاخوں پر فرسٹ اور سیکنڈ کلاس میں دونوں طرف کا سفر صرف ایک طرف کا کرایہ دینے پر ہوسکتا ہی — اِنٹر کلاس میں اُسي قسم کے ریٹرن ٹکٹ کے واسطے سویم درجہ کے کرایہ کا دوگنہ دینا ہوگا — تھرڈ کلاس کا ریٹرن ٹکٹ ڈیورھا کرایہ دینے پر مل سکیگا — یہہ تخفیف صرف ۸ لغایت ۲۵ دسمبر نفاذ پذیر رہیگي اور دھلي سے ۲۲ جنوري تک واپسي کي مہلت ہوگي *

اِسٹیشن دھلي سے سنٹرل کمپ اِسٹیشن تک کرایہ فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کا معمولي طور پر ۸ آنہ ہوگا — البتہ جس شب کو اِسٹیٹ بال ہوگي یا جس روز خاص دربار ہوگا اُس روز سلیم گڈہ تک کي واپسي کے ٹکٹ کے صرف لیئے جائینگے *

اِسپیشل ٹرینس کي بابت معمولي کرایہ میں ۱۰ میل کا کرایہ اضافہ کیا جائیگا *

پارسلوں کے واسطے دھلي میں ایک اِسٹیشن سے دوسرے اِسٹیشن تک ۲ آنہ في پارسل لیا جائیگا *

ہمکو اِس بات کے معلوم ہونے سے خوشي ہوئي کہ رؤساء ضلع ہذا حسب معمول اپني خیرخواہي کا اِظہار دربار کے موقعہ پر جوش اور والعزمي سے کرنا چاہتے ہیں — چونکہ گورنمنٹ کا حکم ہی کہ ہر ضلع میں بھي یکم جنوري کو دربار ہو لہذا دربار تو ہر صورت میں ہوگا لیکن یہہ ہر ضلع کے حکام اور زیادہ تر ہر ضلع کے رؤساء اور سربرآوردہ اشخاص کي روشن خیالي اور ہمت پر اور ٹیسٹ پر منحصر ہی کہ علاوہ دربار کے جو کچھہ ہو وہ کیا ہو اور کس طرحپر ہو — ۹ نومبر کو بوقت ۹ بجے دن کے ان امور پر غور کرنے کے واسطے رؤساء و جنٹلمین ضلع ہذا کراستھویت ہال میں جمع ہونے والے ہیں *

— :**: —

دھلي دربار کے متعلق عرصہ سے یہہ امر زیر بحث تھا کہ آیا موٹر کار (Motar car) کا چلانا دربار کمپ کي سڑکوں پر جائز رکھا جاے یا نہیں ؟ ناظرین کو معلوم ہی کہ یہہ نو ایجاد گاڑي برقي قوت سے چلتي ہی اور اُس کے واسطے کوئي خاص سڑک درکار نہیں ہوتي - یہہ ہي اُس کي خوبي ہی اور اسي میں خدشہ بھي ہی - چنانچہ ولایت میں اکثر حادثہ پیش آتے ہیں — ایکز کیٹو کمیٹي کو اور بالخصوص انسپکٹر جنرل صاحب پولیس کو اجازت دینے میں یک گونہ تامل تھا - معمولي گاڑیاں جن کے آنے کي اطلاع کمیٹي کو ہی وہ اسقدر کثیرالتعداد ہیں کہ اگر مسلسل ایک قطار میں کھڑي کي جائیں تو پچیس میل کي ایک لین ہوگي - باوجود اینہمہ حضور ویسراے سے استمزاج کے بعد کمیٹي نے موٹر کار کا چلانا جایز قرار دیدیا ہی ' لیکن مالکان موٹر کار اپني گاڑیوں کا معائنہ کرائینگے اور کمیٹي کا اطمینان کرینگے کہ چلانے والا واقف کار ہی *

منجملہ دیگر سامان تفریح دربار کے موقعہ پر آتشبازي کا بھي خاص اہتمام اور مشہور و معروف آتشباز مسٹر پراک ولایت سے آئینگے — اس کام کے واسطے پندرہ سو پونڈ کي منظوري ہی *

ہمارے کالج کے معاون اور قوم کے مشہور و معروف خیر خواہ مسٹر مہندي حسن نواب فتح نواز جنگ بہادر نے کانفرنس کے متعلق آج (پنجشنبہ) کے پایئر میں ایک چٹھي شایع کي ہی — اس تنگ وقت میں ہم اس چٹھي کے متعلق مفصل کچھہ تحریر نہیں کرسکتے - البتہ دو باتیں ایسي ہیں جن کي بابتہ ہمکو چند فقرات لکھنے کا موقعہ ہی — مسٹر مہدي حسن تحریر کرتے ہیں کہ بار بار اظہار لا یلتي نہیں کرنا چاہیئے - اس کا مطلب ہم نہیں سمجھے — براہ مہرباني کانفرنس کے اُس رزولیوشن کا حوالہ دیا جاے جس سے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ موقعہ اور بے موقعہ اظہار وفاداري گورنمنٹ کیا جاتا ہی — دوسرا سوال ہم یہہ کرتے ہیں کہ مسٹر مہدي حسن کو یہہ کیونکر معلوم ہوا کہ کانفرنس یونیورسٹي کمیشن کے متعلق یا خاموشي اختیار کریگي اور یا جھوٹي تعریف کریگي ؟ گو ہمارا اخبار اس قابل نہیں ہی کہ وہ ایسے معزز بزرگوں کي نوٹس میں آئے ' تاہم اگر مسٹر مہدي حسن ہمارے پچھلے پرچے ملاحظہ فرمائینگے تو اُن کو معلوم ہوگا کہ یونیورسٹي کمیشن کي طرف سے غفلت نہیں کي گئي — ہم اِس سلسلہ میں یہہ بھي درخواست کرتے ہیں کہ ہمارا وہ آرٹیکل بھي ملاحظہ کیا جاے جو " Our mail bag " ہمارا میل بیگ - کے عنوان سے ۱۸ ستمبر کے پرچہ میں شایع ہوا ہی *

نسخہ لکھنا تو ہم اخبار نویس لوگ بھي جانتے ہیں ' بلکہ یہي ہمارا خاص کام ہی — جو کام قوم کے ارکان کا ہي وہ دوسرا ہی *

۵ نومبر کے انگریزي اخبارات میں ایک تار اس مضمون کا شائع هوا که گرینڈ ڈیوک پال جو شہنشاہ روس کے چچا هیں اپنے فوجي عہدہ سے برخاست کردیئے گئے - ابھي تک یہہ معلوم نہیں هوا که اُن سے کیا جرم سرزد هوا هی *

جس وقت همارا اخیر پرچہ نکلا تھا تو حضور ویسرائے بمقام دتھا رونق افروز تھے — وهاں سے ۲۸ اکتوبر کو جھانسي جلوہ افروز هوئے — اڈریس کے جواب میں بندیلکھنڈ کي زراعتي حالت سے اظہار همدردي فرمایا اور یاد دلایا که سنه ۱۸۹۷ع لغایته سنه ۱۹۰۰ع تقریبا ۳۲½ لاکھہ جمع سرکاري معاف کي گئي هی اور دس لاکھہ تقاوي تقسیم کي گئي هی - اُسي روز جھانسي سے ویسرائے بمقام اورچہ تشریف لیگئے ' اورچہ سے ۳۰ اکتوبر کي شام کو روانہ هوکر ۳۱ اکتوبر کو بمقام مہو پہونچے مگر راستہ میں ایک مقام پر چند گھنٹے قیام فرما کر ماندھاتا کي قدیم عمارات کي سیر کي گئي - مہو میں یکم نومبر کو مہاراجہ هولکر اور اُن کے بعد ولیعہد سے ملاقات هوئي - ۲ نومبر کو مہو سے روانہ هوکر ویسرائے بمقام دھار رونق افروز هوئے - یہہ بھي ایک چھوٹي ریاست هی - اس مقام پر ۴ نومبر کو مانڈو کي سیر کي گئي جو قدیم اسلامي سلطنت مالوہ کا صدر مقام تھا - ۵ نومبر کو حضور ممدوح دھار سے مہو واپس تشریف لیگئے *

آج پنجشنبہ کے ایک تار سے معلوم هوتا هی که سمالي لینڈ میں ملا نے ایک سرکاري چوکي پر حملہ کیا اور اُس کو کسي حد تک کامیابي بھي هوئي — ۲۷ نومبر تک تین هزار سپاہ سرکاري جمع هوجاویگي - وجہ قلت پاني وغیرہ بڑي جمعیت سے حملہ کرنا خلاف مصلحت سمجھا جاتا هی *

افسوس که بوجہ علالت بنگال کمانڈ کے جنرل صاحب کو جن کا قیام نہني تال رهنا هی گذشتہ هفتہ میں ولایت جانا پڑا *

۴ نومبر کو پولیس کمشن بمقام دھاکہ تھا *

مسٹر ارنیج صاحب ڈائرکٹر جنرل تعلیمات نے ۳ و ۴ نومبر کو علیگڈھ کالج ملاحظہ کیا *

۵ نومبر کو پانھو کي ایک تحریر سے معلوم هوا که امریکہ میں ایک ڈاکٹر صاحب جن کا نام لٹلفیلڈ (Littlefield) هی اس بات کے دعویدار هیں که وہ ایک ترکیب سے مردہ کو زندہ کرسکتے هیں بشرطیکه اعضاے رئیسہ برقرار اور درست هوں - معلوم هوتا هی که اس وقت تک زیادہ تر جانوروں پر امتحان کیا گیا هی *

نواب افسرالدولہ بہادر مشہور و معروف فوجي و ایواني افسر حیدرآباد کو حضور شہنشاہ هند نے لفٹننٹ کرنل کا خطاب عطا فرمایا هی *

اولڈ بائز ڈنر کا پروگرام گذشتہ پرچہ میں شایع کرتے وقت غلطي سے بجاے نومبر کے بعض مقامات پر اکتوبر طبع هوگیا هی یہہ ایسي غلطي هی جس سے کسیکو مغالطہ نہیں هوسکتا بهرکیف هم پھر اطلاع دیتے هیں که جو کچھہ هونا هی وہ ۱۴ اور ۱۵ نومبر کو هوگا - جن مقامات پر پلیگ هی وهاں سے هم کسي صاحب کي شرکت کي بمشکل توقع کرسکتے هیں *

مندرجہ ذیل کتب همارے دفتر میں ریویو کي غرض سے پہونچیں *

(۱) سیاحت قسطنطنیہ مصنفہ مسز میکس مہولر مترجمہ خواجہ سید رشید الدین صاحب مودودي *

(۲) مشاهیر نسواں - مولفہ ومصنفہ منشي فاضل مولوي محمد عباس صاحب ایم — اے جاینٹ ایڈیٹر پیسہ اخبار *

(۳) عربي بول چال مصنفہ مولوي محمد عبدالرحمان صاحب *

(۴) از ولایت کتاب بابت قیمت اجناس - موالفہ مسٹو ولیم ڈگبی صاحب سي - آئي - اي *

بعض نہایت دلچسپ حالات متعلق کابل انگریزي اخبار کالکتہ کو مرزا غلام محمد افغاني تاجر کے ذریعہ سے باضابطہ انٹرویو کے بعد معلوم هوئي هیں مرزا صاحب فرماتے هیں که ۵ ستمبر کو امیر نے ایک دربار منعقد کیا جس میں ایک تحریر با آواز بلند پڑھي گئي جو بدست سکندر خاں گورنمنٹ روس کي جانب سے آئے تھے خلاصہ اس تحریر کا یہہ تھا که گورنمنٹ روس کي راے میں وہ وقت آگیا هی که تجارتي تعلقات درمیان روس اور افغانستان زیادہ مستحکم کیئے جائیں - گورنمنٹ روس نے یہہ بھي تحریر کیا تھا که اِسبات کا اندیشہ نہ کرنا چاهیئے که روس ملک دبا لیگا کیونکہ ایسا کرنے میں انگلستان سے تعلقات خراب هوجائینگے پس افغانستان کو اندیشہ کا موقعہ نہیں هی — جب تحریر ختم هوگئي تو امیر نے حاضرین دربار سے دریافت فرمایا که کیا جواب دیا جاے اُس پر علي یار خاں قزلباش نے کہا که یہہ ترکي کنہ جو کفار کي چٹھیاں لایا هی اِس قابل هی که اِس کے اِتنے جوتہ لگائے جائیں که چاند گنجي هوجاے اور یہہ هي همارا جواب هونا چاهیئے *

اِس تقریر سے اُمیر نہایت برهم هوئے اور فرمایا که اگرجوتے کسي کے لگینگے تو خود اُس کے جو ایسي بیهودہ تقریر کرتا هی حاضرین نے دیکھا که امیر کو غصہ آ گیا اِس وجہ سے سب خاموش رهے — تب امیر نے خود هي ایک نہایت معقول جواب لکھا دیا جس کا اصل ماحصل یہہ تھا که یہہ مسئلہ اہم هی - دفعتاً جواب نہیں دیا جا سکتا - یہہ اندیشہ هی که افغان لوگ روسي تجار سے لڑیں یا حملہ کریں جس کا نتیجہ اچھا نہ هو گا اور بالاخر یہہ بھي لکھدیا که اس قسم کي تحریریں ایندہ برٹس گورنمنٹ کے ذریعہ سے آنا چاهیئیں - منجانب امیر سکندر خاں قاصد کو ۵۰ روپیہ بطور انعام دیا گیا *

غالباً یہہ خبر دلچسپي کے ساتھہ پڑھي جائیگي که حضور شاہ ایران نے شیخ علي یوسف مالک و ایڈیٹر المویدد کو بمقام پیرس دوسرے درجہ کا تمغہ " شیر خورشید " عطا فرمایا جس کي مفصل کیفیت انہوں نے

بذریعہ تار اپنے اخبار کو لکھي ھی اور ۱۷ ستمبر کے المويد میں شائع ھوئي ھی *

صاحب اخبار پیپرس سے لکھتے ھیں کہ " مجھکو دولت ایران کے وزیر اعظم کي ملاقات کي عزت حاصل ھوئي — مرزا اسحاق خاں سفیر ایران متعینہ واشنگٹن سابق کانسل جنرل متعینہ مصر نے مجھکو ان کي خدمت میں پیش کیا تھا — جناب ممدوح نے نہایت مہرباني سے میرا استقبال کیا اور فرمایا کہ " میں ھمیشہ آپکا اخبار المويد پڑھتا ھوں اور اُس کے وہ اھم مضامین جو دنیاے اسلام کے مشترکہ فوائد کي نسبت لکھے جاتے ھیں نہایت غور کے ساتھہ مطالعہ کرتا ھوں " — میں نے جناب ممدوح کا شکریہ ادا کیا — دوسرے پھر ملاقات ھوئي اور مصر کے متعلق باتیں ھوتي رھیں رخصت ھوتے وقت فرمایا کہ پیرس سے روانگي سے پیشتر ایک مرتبہ اور آپ مجھسے ملیں چنانچہ میں ۸ ستمبر کو ظہر کے بعد حاضر ھوا — اس وقت ان کي خدمت میں بعض وزراے دولت ایران و مصاحبان شاہ کنجکاوہ حاضر تھے — جناب ممدوح نے فرمایا کہ " میں نے آپ کا اور آپ کي عظیم‌الشان اسلامي خدمات کا ذکر اپنے آقاے نعمت کے حضور میں کیا — حضور ممدوح نے ان کے صلہ میں آپ کو دوسرے درجہ کا تمغہ شیر خورشید عطا فرمایا ھی — یہہ تمغہ اور اُس کي نسبت فرمان میں آپ کي سپرد کرتا ھوں — حضور ممدوح اُمید کرتے ھیں کہ آیندہ آپکي بیش بہا خدمات کي دولت ایران کي طرف سے مزید قدرشناسي کي جاویگي " — اسکے بعد فرمایا کہ " اسلامي ممالک کے لیئے اس سے زیادہ کوئي چیز مفید نہیں ھوسکتي کہ وہ باھمي اتحاد و ارتباط کے مفید کاموں کے ذریعہ سے اپني مصلحتوں اور منفعتوں کي حفاظت کریں اور آپ جیسے روشن خیال اخبار نویس اس قسم کي اھم خدمات قابلیت کے ساتھہ انجام دیسکتے ھیں " *

اشتہارات

ثالث بالخیر

دلچسپ ترکي قصہ کا ترجمہ

جس کے مولف مسٹر سجاد حیدر بي — اے — ھیں مترجم سے بمقام مدرسۃالعلوم علیگڈھ مل سکتا ھی *

قیمت في جلد ۰/۵

اشتہار

قانون شہادت مولفہ جناب مسٹر سید محمود صاحب کا چھپ طیار ھوگیا ھی — درخواستیں بنام منیجر ٹیوٹي بک ڈپو مدرسۃالعلوم علیگڈھ آنا چاھیئیں *

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

شرح قیمت اخبار

یہہ اخبار ھفتہ میں ایک بار چھپتا ھی اور ھر پنجشنبہ کو شایع ھوتا ھی *

اخبار کا جاري رھنا معاونین کي اعانت اور قیمت اخبار کے وصول ھونے پر منحصر ھی *

معاونین اخبار وہ حضرات سمجھے جاوینگے جو سالانہ ۴ یا اس سے زیادہ عنایت کریں *

قیمت سالانہ پیشگي علاوہ محصول	...	۴
ایضا ایضا معہ محصول	...	۴/
قیمت ششماھي علاوہ محصول	...	۲/
ایضا ایضا معہ محصول	...	۲/۴
قیمت سہ ماھي علاوہ محصول	...	۱/
ایضا ایضا معہ محصول	...	۱/۴
قیمت في پرچہ	...	۰/۲

اُجرت چھاپہ اشتہارات

اشتہار ماسٹروں اور ٹیچروں کا بغرض حصول نوکري کے کالج یا اسکول میں ھر دفعہ کے لیئے	...	۰/۸
باقي اشتہارات ھر دفعہ کے لیئے في سطر کالم	...	۰/۲

IMPORTANT.

ENGLISH BLANKETS ! SPECIAL OFFER ! !

Owing to our first consignment of English Blankets having arrived earlier than was expected this season, and with a view to make room for other consignments expected shortly, we are selling the following English Blankets at the following cheap prices :—Scarlet Blankets (superior quality) 100 by 50, Rs. 2-12: White Blankets 100 by 50, Rs. 2: Scarlet Blankets 96 by 50, Rs. 1-14: Scarlet Blankets (small) 84 by 48, Rs. 1-10: Grey Blankets (large) 96 by 50, Rs. 2-4: Cooli (Brown) Blankets 84 by 50, Rs. 1-14: and Army Blankets, Rs. 2 each.

The Imprimis English Camera. This is a marvel. Be up to date and buy one. Simple enough for a beginner, good enough for an expert. For Portrait, Landscape and Marine work, with double dark slide and hand-book on photography. Price Rs. 5.

Apply to :—

MESSRS. HARRY & Co.,

69. Harrison Road,

CALCUTTA.

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باھتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ھوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 46. } THURSDAY, 1 th NOV. 1902. ع { روز پنجشنبہ ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۰۲ ع

سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۴۶

فہرست مضامین

		صفحہ نمبر
اسلامي دنیا کا جغرافیہ	(صرف اُردو) ...	۶۹۵
ہمارا میل بیگ	(صرف انگریزي) ...	۶۹۷-۶۹۶
ہندوستان کے حفظان صحت کا رھنما (انگریزي معہ ترجمہ)		۷۰۳-۶۹۸
تعلیم ممالک متحدہ میں	(صرف اُردو) ...	۷۰۴-۷۰۳
جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر اور مسلمان (انگریزي معہ ترجمہ)		۷۰۶-۷۰۵
اخلاق	(انگریزي معہ ترجمہ) ...	۷۰۶
سید عبدالرحمن کواکبي	(صرف اُردو) ...	۷۰۷-۷۰۶
اسلام اور دولت برطانیہ	(صرف اُردو) ...	۷۰۹-۷۰۸
واقعات اور رائیں	(صرف اُردو) ...	۷۱۰-۷۰۹
اشتہارات	(صرف انگریزي) ...	۷۱۰

اسلامي دنیا کا جغرافیہ

بہت کم ناظرین ہم سے اُس بات میں اختلاف کرینگے کہ منجملہ بیشمار قومي ضروریات کے اسلامي دنیا کے جغرافیہ سے واقفیت ہونا ایک مقدم چیز ہی — بیشک مدارس انگریزي میں جغرافیہ پڑھایا جاتا ہی، مگر اول تو اسلامي ممالک کا اُس میں بالخصوص ذکر نہیں ہی دوم اصطلاحات انگریزي کے ذریعہ سے جو واقفیت مطلوب اور ضروري ہی وہ حاصل نہیں ہوتي، سوم ہمارا یہہ مراد نہیں ہی کہ صرف طلبا کو اسلامي دنیا کا جغرافیہ پڑھایا جاے، بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ عام شایقین اور بالخصوص ہمدردان قوم کے واسطے یہہ ضروري واقفیت پیدا کرنے کا سامان مہیا ہونا چاہیئے — ہمارا مقصد صرف اُسي صورت میں حاصل ہوسکتا ہی جب ایک خاص جغرافیہ بزبان اُردو تہذیب دیا جاے*

ہمکو معلوم نہیں ہی کہ جو خاص بندوبست اس اخبار کے متعلق اس بات کا ہی کہ مصري اخبارات بالخصوص المویّد اور المنار سے ترجمہ ہوکر ناظرین کي خدمت میں پیش کیا جاے اُس کي کس حد تک قدر کیجاتي ہی — مگر ہم ناظرین کي خاص توجہ اپنے اخبار کے اس پہلو اور فیچر کي طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں — یہہ انتظام صرف کثیر کا باعث ہی، مگر سمجھتے ہیں کہ یہہ صرف بہت بجا اور مناسب اور مفید ہی — اگر کوئي زبان ایسي ہی جس سے اسلامي دنیا میں تھوڑي یا بہت واقفیت ہر جگہہ ہی تو وہ عربي ہی، اور اگر عربي زبان میں کوئي اخبار ایسا ہی جو اعلی درجہ کے یورپین اخبارات کا ہم پلہ ہی تو وہ المویّد ہی — یہہ ہی اخبار ایسا ہی جسکے ذریعہ سے اگر آپ چاہیں تو تقریباً تمام اسلامي دنیا میں اپنے خیالات اور خیالات کي اشاعت کرسکتے ہیں — ہم تو تقریبا ہر ہفتہ کسي نہ کسي مضمون کا اس اخبار سے ترجمہ چھاپتے ہیں، مگر زیادہ خوشي اس بات کي ہی کہ گاہے گاہے المویّد بھي ہمارے مضامین کو اپنے کالموں میں جگہہ دیتا ہی اور گاہے گاہے ہم سے اور اس معزز اخبار کے اراکین سے براہ راست مراسلت بھي ہوتي ہی — مثلا چند روز ہوئے کہ اسسٹنٹ ایڈیٹر المویّد نے ہم کو لکھا تھا کہ جو مضامین ہمارے اخبار میں سجل امالکي کے عنوان سے ترجمہ ہوکر چھپتے ہیں اگر اُن کا انگریزي ترجمہ بھي کیا جاوے تو بہتر ہو *

ہم نے اصل مرکز سخن سے دانستہ کسي قدر گریز کیا ہی اور ہمارا مطلب یہہ ہی کہ اس قسم کے مضامین کے سمجھنے کے لیئے جن کا ہم ترجمہ کیا کرتے ہیں جغرافیہ ممالک اسلام سے واقفیت ضروري ہی — مثلا اسي پرچہ میں عبدالرحمن کواکبي کے مختصر حالات چھاپے گئے ہیں اور انکا تحریر میں مندرجہ ذیل نام استعمال ہوئے ہیں *

حلب ، سویدیہ ، نہر ساجور ، بیرہ جسک ، مرعش ، اورفہ ، نہر عاصي ، در کوش *

ہم نہیں کہہ سکتے کہ منجملہ ناظرین کتنے صاحب ان الفاظ کو محتاج صراحت نہ سمجھینگے *

ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس معاملہ کو کانفرنس سے تعلق ہی یا نہیں اور آیا کوئي صاحب اس بابت کوئي رزولیوشن پیش کرنا اپنے ذمہ لینگے یا نہیں — بحیثیت اخبار نویس ہمارا کام صرف توجہ دلانا ہی *

) the College some fifteen years ago by the late Mr. Joseph ;e.k should be hunted up and if discovered it should forthwith e put up in a conspicuous place. Acclimatised clocks are of ourse more reliable than those which are imported to-day and ut up to-morrow. Here is an acclimatised clock. It has een fifteen years in the wood. So let it be put up; and hat done the authorities can dispense with the doctors and is watch.

This of course was a digression. What we and the reader re chiefly concerned with is the series of mysterious letters lealing with the Educational Conference which are discover- d of a morning at intervals on our desk. The last piece f criticism we dealt with was to the effect that the proceedings of the Conference are rather uninteresting except when a debate is occasionally raised on some side ssue. We expressed our disagreement with this view and we do so now. There is a fallacy underlying this criticism. The debates, we understand, do not come up to the critic's standard, which is probably due to the fact that he possesses a high order of education and intelligence, and naturally enough he supposes that all members of the Conference are of the same high calibre. This of course is not the fact, though we do not say so in disparagement of any person or group of persons. India is a big country and Mahomedans are scattered all over the peninsula. Some provinces are more advanced than others, and consequently those who attend the Conference belong to different classes in the scale of modern civilisation. No large meeting of upper and middle class Englishmen can present so much variety in that respect: but if alongside Englishmen sat representatives of Russia, Spain, and some of the South American states, the critic would have some idea of what our meetings are generally like. A simple resolution emphasising the necessity of educating our girls may have no interest for persons like the present critic. When the resolution is put to the meeting they will probably content themselves with ejaculating "Of course oh! of course! educate them by all means." But we would bid them beware. The votaries of the "new light" are not the only people for whose benefit the Conference is held. We must take special note of those who would get very few marks, if marks were given for general enlightenment from European stand-point. Our correspondent, whoever he is, does not seem to be unaware of the disparity we have referred to. Referring to our previous comments on his mysterious letters we find that he himself

OUR MAIL BAG.

Educational Conference.

II.

Our first article under this heading appeared on the 18th September. If the reader cannot recollect what we then wrote as to the nature of the letters which form the subject of these comments and as to the mystery which surrounds them, we would beg him to refresh his memory by reading the article again. Unless he remembers that there was considerable difference of opinion as to the source of the letters, that some ascribed them to the agency of the *Mahatmas* who live on the Himalayas, while others put them down to somnambolism the reader cannot realise the significance of the incident which we are about to relate It greatly annoyed us when it first occurred. Time however sooths; and we now realise that there are other people besides editors who must likewise do their duty. Doctors, for example, come under this category. Whether they do or do not, the fact remains that within twenty-four hours after our first article had appeared, the doctor under whose care we are supposed to live, and whom we had till then regarded as somewhat of a myth, entered our office without notice, and with a significant smile, asked us to put off work and engage in conversation with him. We were about to make some remarks on the advisability of every body minding his own business, when the doctor pulled out a formidable-looking document from his pocket, and gave us a broad hint that he had authority for coming. This of course changed the aspect of affairs. We saw that it was an official affair; and consequently while making our next remark to the doctor, we dropped the first person singular, and employed the editorial we. This was apparently too much for the doctor. "Please, sir, do not speak of yourself as if you were a regiment." Well! *this* was too much for *us*. We flourished our pen in the doctor's face, so as to give a hint of the dire consequences that might follow impudence, but seeing it had no effect, as the doctor apparently thought the lancet was more powerful than a pen, we resorted to the somewhat vulgar practice of shouting.—"Doctor *we* defy you. *Our* pulse beats sixty times within so many seconds; so *we* are all right. There! There is an end of it". The doctor left us that instant and may he never return! We editors know more about every science and department of knowledge than the so-called experts. At all events we can examine our own pulse. All that is really necessary is that the big clock which was presented

blind: so the two human figures, we suppose, represent justice. But why should the justices be making for the well? And what connection has justice with the subject he is discussing? He abruptly begins at the bottom of the sketch "That would be the result. But that catastrophy has been averted because a large number of Mahomedans young, middle-aged and old, take part in the Conference who are quite as enlightened as the best among the gentlemen in question, and who display greater patriotism than most of those who have been to England. It does require a certain amount of patriotism for comparatively advanced people to interest themselves in the proceedings of a Conference which is still walking in a circle. Educate, Educate! You may be tired of hearing that word, but what about your co religionists in Sindh. The vast majority of your co-religionists in Sindh and also I think in Madras do not even now realise the necessity of sending their sons to modern schools. Would you not like to take part in proceedings which may result in opening their eyes.? Mr. Justice Boddam presided over your last Conference. He regularly presides over the committee meetings of your Madras folk. Do you suppose that he derives great instruction from those proceedings? Again, take other Europeans who help you. If it is true that there are among you a number of gentlemen whose education has raised them above the majority of their community, they are the very people whose voices should be heard in the meetings of the Conference."

The arguments advanced by our correspondent are, we believe, perfectly sound. We do not know, however, what warrant he has for supposing that most of those who have received their education in England do not co-operate with the leaders of the Conference. In one of his earlier letters he referred to a circular which somehow fell into his hands. It was a letter of appeal from the Hon: Secretary at Aligarh to these very personages; but to the best of our knowledge it was not issued. I Honorary Secretary's office cannot look after confidential documents there must be a screw loose somewhere. Our correspondent himself apparently gloats over the incident; for in another part of his letter which we propose largely to suppress he makes these remarks "The idea prevails in well-informed circles that it is not the best conducted office in the College. I do not expect that you will agree with this view, but if the rumour is correct it clearly shows that local self-government, so far as Mahomedans are concerned, is a delusion and sham." The only apology we can offer is that nothing can be kept hidden from a correspondent who knows all the secrets which we know ourselves.

mentioned the fact that a simple resolution (which he termed the "Saplain resolution") laying down that the time had come when the Conference should concern itself with social reform, gave rise to a storm at the Madras meeting. The sonorous eloquence of the mover, it is true, acted like opiates on the majority of members. The resolution was carried by a large majority; but the recognised leaders of our Madras brethren took care to show that *they* would have nothing to do with such a revolutionary proposal.

If anything can illustrate the practical difficulties of satisfying Mahomedans of different schools of thought the above-mentioned incident does. It is well-known that Mahomedans stand divided into various groups. We have equal respect for all of them, so do not let it be supposed that in our judgment the "new light" means something good, and the "old school," the reverse of good. We shall employ these phrases simply because at the present stage of the world's progress words and phrases are the only mediums for the expression of ideas. Well, then, Mahomedans are divisible into several groups. There are those excellent people who do not concern themselves with the existing movements, and stand by themselves high and dry. Then there are elderly gentlemen, the representatives of a generation that is advanced in its T's. Among those of them who interest themselves in modern movements, there is a considerable difference of opinion. Then there are those whom our mysterious correspondent calls "the precious product of the age." There is division among them too, or as the correspondent remarks, "those who have been to England loose no opportunity of showing that they have been to England." The letter proceeds "I know, Mr. Editor, that you have a partiality, a very natural partiality, for these young gentlemen. You may rest assured that I owe them no grudge. What I say is that they were expected to plunge into the whirlpool. Instead of doing that, they stand aloof, as though they got a drenching in England and are still busy drying their cloths." This is a funny way of expressing. What the correspondent obviously means is that the gentlemen whom *we* shall not more particularly specify, do not attend the meetings of the Conference. Further on he speaks in simpler and we hope less offensive terms. He says "I know what is wrong. They feel that the Conference is not for them. That may be true. But let them reflect. If those only came to the Conference who need instruction, who will lead the way.?" Our correspondent is evidently a painter. Here he draws a rough sketch. There are two human figures, apparently both blind. One holds the other by the hand and they seem to be making towards some place which is apparently a ditch or a well. We have heard that justice is always painted

GUIDE TO SANITATION IN INDIA.

MYSTERY OF FAMINE & PLAGUE EXPOSED.

(CONTRIBUTED BY Dr. U. L. DESAI, M. D.)

:●●:

(Continued from our issue of 23rd October, Page 660.)

:*:

In future the science of Political Economy will have to be constructed on different principles, for the wealth of nations does not consist of land, labour and capital only. That mighty factor intellect—steady, sober, honest, intellect, controls them all; for without intellect labour would be misplaced and wasted: without intellect agricultural operations would be clumsily carried out: and capital spent in ill-timed, illegitimate and speculative pursuits as is illustrated by the abuse of Tajavi advances by the ryots during the recent famines, on marriage, pregnancy and death ceremonies and by wasting seeds on lands at premature periods, being ignorant of the fact that monsoons set in India, now-a days, one fortnight later. Indian farmers should be encouraged to live on farms for the better management of their lands to prevent overcrowding in small insanitary villages, resulting in diseases and plague. If farmers stay on their farms they would fence their agricultural lands, and thus the terrible damage done to crops by loitering cattle, would be prevented.

In India a clerk earning Rs. 15 per month would not hesitate to incur a debt of 1.000 Rupees to marry his son eight or ten years old: he then complains of family debts contracted by his father for a similar purpose and his inability to give higher education to his son, whom without sufficient education, either literary, scientific, or artistic, he has put in that cursed path of being a family man, at the age of 15 or 16. If Indians would educate their children first, spend their money in putting them on their way to earn their livelihood, and leave them to find wives for themselves, there would be no famine in India. Why should there be famine in India, where the food stuffs are as cheap as they could be, and no famine in Europe where food stuffs are 10

ہندوستان کے حفظان صحت کا رہنما

قحط اور وبا کي اصل وجہ کا اظہار

(مرتبہ ڈاکٹر یو ایل دیسائي صاحب — ایم ڈي سند یافتہ ولایت)

(واسطے سلسلہ کے دیکھو اخبار — صفحہ ۶۶۰ مطبوعہ ۲۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ع)

† پولیٹکل اکونمي کے سائینس کو آیندہ دوسرے اُصولوں پر ترتیب دینا پڑیگا ' کیونکہ قوموں کي دولت صرف زمین — محنت اور سرمایہ سے مرکب نہیں ہی — وہ زبردست قوت یعني اِستقلال کے ساتھہ ایمانداري اور دانشمندي اُن سب کو قابو میں رکھتي ہی — کیونکہ بغیر عقل کے محنت بیجا اور رایگان ہوگي ' اور بغیر عقل کے زراعت کے کاروبار بري طرح سے انجام پاوینگے ' اور سرمایہ بے وقت ' ناجایز اور خیالي منفعت بخش کاموں میں صرف ہوگا — جیسا کہ اِس بات سے ثابت ہوتا ہی کہ کاشتکاروں نے پچھلے قحط میں تقاوي کا روپیہ بیجا طور پر شادیوں اور اُن رسومات میں جو پیدایش اور موت سے تعلق رکھتي ہیں صرف کیا اور بے وقت اراضیات پر بیج کو برباد کیا ' کیونکہ وہ اِس بات سے واقف نہیں ہیں کہ آج کل بارش ہندوستان میں پندرہ دن کي تاخیر سے ہوتي ہی — ہندوستان کے کاشتکاروں کو اِس بات کي ترغیب دیني چاہیئے کہ وہ اپني اراضیات کے زیادہ تر عمدہ اِنتظام کے واسطے اپنے مزرعوں پر رہا کریں تاکہ چھوٹے چھوٹے غیر صحت بخش دیہات میں کثرت سے باشندے جمع نہونے پاویں جس کا نتیجہ بیماري اور وبا ہوتي ہی — اگر کسان اپنے مزرعوں پر رہا کرینگے تو وہ اپني مزروعہ زمینوں کے گرد باڑہ باندہ سکینگے ' اور اِس طرح پر جو سخت نقصان مویشي کے کھیتوں کے اندر گھس آنے سے ہوا کرتا ہی وہ نہ ہونے پاویگا *

ہندوستان میں ایک کلارک کو جسکي آمدني پندرہ روپیہ ماہواري ہو اپنے بیٹے کي شادي کے لیئے جس کي عمر آٹھہ یا دس برس کي ہوگي ایک ہزار روپیہ کے قرض لینے میں ہچکچہ نامل نہ ہوگا — اِس کے بعد وہ اپني خانداني زیر باري کي شکایت کرتا ہی ' اور اپنے بیٹے کو زیادہ تر اعلی درجہ کي تعلیم دینے سے معذوري ظاہر کرتا ہی اور اُس کو بغیر اس کے کہ وہ علوم و فنون یا صنعت و دستکاري میں کافي تعلیم حاصل کرے ۱۵ یا ۱۶ برس کي عمر میں دنیا داري کے جھگڑے میں ڈال دیتا ہی — اگر ہندوستاني اول اپنے لڑکوں کو تعلیم دے لیں ' اور اپنا روپیہ اُن کو اپني معاش حاصل کرنے کے طریقہ پر ڈالنے میں صرف کریں ' اور اپنے واسطے بیوي کا تلاش کرنا اُنہیں پر چھوڑ دیں تو ہندوستان میں کبھي قحط نہ پڑیگا — اِس کي کیا وجہ ہی

† اِس مضمون کا ایک حصہ ایسا ہی جو عام شایقین کے واسطے چنداں دلچسپ نہ ہوگا — ہماري مراد اُن فقرات سے ہی جنمیں عناصر کا بیان ہی ہم نے ان پر ۱ لغایت ۵ نمبر ڈال دیئے ہیں جو صاحب چاہیں اُنکو نظر انداز کرسکتے ہیں باقي حصہ نہایت مفید پایا جائیگا - اِیڈیٹر -

times as costly? simply because people in India are rendering themselves less and less capable of buying their scanty food. Want of rains no doubt increases the difficulty, but there are many avoidable causes that are allowed a free play. Take, for example, the heavy destruction the rats are causing to crops in the fields, and to grains stored up in houses. It may be a sin to kill rats by arsenious acid, but is it also a sin to keep grains properly stored in the houses that rats may not have access to them. I have seen heaps of corn lying anywhere in houses, and thus freely fed, rats are increasing at a terrific rate in nearly all the towns and villages of India, and apart from the destruction they cause in the fields, they eat up $\frac{1}{10}$th. of the products stored up in houses—besides damaging clothes and inflicting various kinds of injuries to the inhabitants—to speak nothing of plague that the rats are spreading by carrying the filth of drains and dung hills on their bodies, and rubbing them against eatables, clothes and beddings, carelessly thrown about in houses. The damage done to crops in the fields by loitering cattle and the utmost neglect of Indian farmers to have their fields fenced against cattle and other intruders is a significant item in the failure of crops.

India is a great country for "*Kismet*" and "Kismet" begets famine, rats and plague. "Kismet" indeed is great, for it has brought British Rulers to India too; to fight against the rats, famine and plague; and the stoic Native with folded hands watches with interest this mighty struggle of Great Britain and the various native rulers to drive famine and plague out of the land. Causes of plague are avoidable and unavoidable.

Causes of increased mortality are almost all avoidable. The whole Sanitary science hangs on the purity of earth, water, light, air, and Æthereal media and the vacuum pervaded by it.

Earth.—Earth possesses the property of odour which is its distinguishing quality. Earth is of two kinds, eternal and

کہ ہندوستان میں جہاں کہ اشیاے خوردني ایسي ہي ارزاں ہیں جیسي کہ ہوسکتي ہیں قحط ہو اور یورپ میں جہاں کہ یہہ چیزیں دس گني زیادہ گراں ہیں کوئي قحط نہ ہو — اس کي صرف یہہ وجہ ہی کہ ہندوستان کے باشندے اس طرحپر عمل کرتے ہیں کہ وہ اپني قلیل خوراک کے خریدنے کے واسطے بھي روز بروز زیادہ بے مقدور ہوتے جاتے ہیں — بارش کے نہونے سے دشواري بلاشبہہ زیادہ ہوجاتي ہی ' مگر بہت سي آفات جن سے بچنا ممکن ہی ایسي ہیں جو بلا روک ٹوک اپنا عمل کرتي ہیں — مثلاً غور کرو کہ چوہے کھیتوں میں فصلوں کو اور جو غلہ مکانوں میں جمع ہوتا ہی اُس کو کسقدر سخت نقصان پہونچاتے ہیں — گو سنکھیا کے ذریعہ سے چوہوں کا ہلاک کرنا گناہ ہو ' لیکن کیا غلہ کو مکانات کے اندر اس طرح پر احتیاط سے جمع رکھنا بھي کہ چوہے وہاں تک نہ پہونچ سکیں گناہ میں داخل ہی ' — میں نے مکانات میں جابجا غلہ کے ڈھیر پڑے ہوئے دیکھے ہیں ' اور چوہوں کي تعداد جنکو اس طرح پر بلا تکلف کھانا ملتا ہی قریباً ہندوستان کے تمام قصبات اور دیہات میں ہولناک رفتار سے زیادہ ہوتي جاتي ہی — اور قطع نظر اُس نقصان کے جو وہ کھیتوں میں کرتے ہیں ' وہ $\frac{1}{10}$ حصہ اُس پیداوار کا کھا جاتے ہیں جو مکانات میں جمع ہوتي ہی — اور علاوہ اس کے کپڑوں کو کاٹ ڈالتے ہیں اور باشندوں کو طرح طرح کے نقصانات پہونچاتے ہیں اور وبا کا تو کچھہ ذکر نہیں ہی جو چوہوں کے باعث سے اسطرح پر پھیلتي ہی کہ وہ نالیوں اور گھوروں کي غلاظت اپنے جسموں پر لگاکر لے جاتے ہیں اور اُس کو خوردني چیزوں ' کپڑوں اور بستروں سے رگڑتے ہیں جو بڑي بے پروائي کے ساتھہ مکانات میں ادھر اُدھر پڑي ہوتي ہیں — جو نقصان فصلوں کو کھیتوں میں مویشي کے پھرنے اور ہندوستاني کاشتکاروں کي سخت غفلت سے کہ وہ مویشي اور دوسرے جانوروں کے روکنے کے لیئے اپنے کھیتوں کے گرد باڑہ نہیں باندہتے ہیں ہونا ہی وہ بھي پیدا وار کي کمي کا ایک خاص سبب ہی •

ہندوستان میں "قسمت" کا بڑا دور دورہ ہی اور قسمت سے قحط چوہے اور وبا پیدا ہوتي ہی — قسمت بلاشبہہ ایک بڑي چیز ہی ' کیونکہ قسمت ہي انگریزي حکام کو چوہوں ' قحط اور وبا سے لڑنے کے لیئے ہندوستان کو لائي ہی ' اور بےبرا ہندوستاني ہات پر ہات رکھے ہوئے بڑي دلچسپي کے ساتھہ اُس زبردست کوشش کو دیکھہ رہے ہیں جو برطانیہ اعظم اور مختلف دیسي سردار اس ملک سے قحط اور وبا کے نکالنے کے لیئے کررہے ہیں — وبا کے اسباب ایسے ہیں جن سے بچ سکتے ہیں اور نہیں بھي بچ سکتے ہیں •

اموات کي بیشي کے قریباً تمام اسباب ایسے ہیں جنکا دفعیہ ہوسکتا ہی ' حفظان صحت کے کل فن کا دار و مدار خاک ' پاني ' روشني ' ہوا اور اکاش (خلا) کي صفائي پر ہی •

(۱) خاک کے اندر خوشبو کي خاصیت موجود ہی جو اُس کي ایک ممتاز صفت ہی — زمین (مٹي) دو قسم کي ہی دوامي اور

non-eternal. Eternal in the form o' atoms; non-eternal in the form of products. The earth in the form of products is of three kinds: organized body, organ of sense, and inorganic mass. The body is that of us men. The organ connected with it is nose (or properly sense of smell) which is the recipient of odour, and the inorganic mass is clod, stone &c.

غیر دوامي - دوامي دروں کي شکل میں اور غیر دوامي پیداوار کي شکل میں — جو مٹي پیداوار کي شکل میں هی وہ تین قسم کي هی یعني حس دار جسم - الحس - اور غیر حس‌دار جسم - جسم هم انسانوں کا هی ' اور جو آلہ اُس سے متعلق هی وہ ناک (یا سونگھنے کا آلہ) هی جو خوشبو کو لیتا هی ' اور غیر حس دار جسم مٹي کا ڈلا اور پتھر وغیرہ هیں *

Water. Water is that whose quality is coldness to the touch. It is eternal and non-eternal. The former as atoms and the latter as products. Water in the form of a product is of three kinds, organised body as that of Varuna-Loka, its organ o' sense is tongue, its inorganic mass is in the rivers, oceans &c.

(۲) پاني وہ هی جسکي صفت یہہ هی کہ وہ چھونے سے سرد معلوم هوتا هی - وہ دوامي اور غیر دوامي هی - یعني اول بشکل ذروں کے اور دویم بشکل پیداوار کے - پیدا وار کي صورت میں پاني تین قسم کا هوتا هی — یعني حس دار جسم جیسے کہ † ورن لوک — اُس کے حس کا آلہ زبان اور اُس کا غیر حس دار جسم دریا اور سمندر وغیرہ هیں *

Light.—Tejas is that which is hot to the touch It is eternal and non-eternal: the former as atoms and the latter as products. As products its organised body is the world presided over by the sun. The sense connected with it is the vision, which apprehends colours, and the inorganic mass is the burning wood, electric sparks, the digestive fire, and the bright minerals, as gold, diamond etc.

(۳) روشني — † تیج وہ هی جو چھونے سے گرم معلوم هوتا هی - وہ دوامي اور غیر دوامي هی — یعني دوامي بشکل ذروں کے اور غیر دوامي بشکل پیدا وار کے - بطور پیداوار کے اُس کا حس دار جسم دنیا هی جس کا حاکم سورج هی - جو حواس اُس سے متعلق هی وہ نظر هی جو رنگوں کو پہچانتي هی — اور غیر حس دار جسم جلتي هوئي لکڑي — بجلي چنگاریاں - سوخت کرنے والي آگ - اور روشن معدنیات مثل سونہ ' هیرے وغیرہ کے *

Air. —Air is devoid o visible form, and is known by its touch. It is eternal and non-eternal. Eternal as atoms and non-eternal as products. The products are its organised body in Vayu Loka: as sense it is connected with skin and its inorganised mass is observed in the movement o trees and other objects.

(۴) هوا - هوا کي صورت دکھائي نہیں دے سکتي هی — اور وہ چھونے سے محسوس هوتي هی - وہ دوامي اور غیر دوامي هی - دوامي بشکل ذروں کے اور غیر دوامي بشکل پیدا وار کے - پیدا وار اُس کا حس دار جسم وایولوک میں هی ' بطور حواس کے وہ چمڑے سے تعلق رکھتي هی ' اور اُس کا غیر حس دار جسم درختوں اور دوسري چیزوں کي حرکت میں دیکھا جاتا هی آکاش *

Akasha—Akasha is eternal and infinite, and its existence is deduced not from distinct perception, but from inference. Sound is relegated to it and is a peculiar quality apprehended by only one external organ of such beings as men are. Now a quality abides in a sub-stratum which is qualified, but neither soul nor any of the our elements, earth, water, light and air can be its sub-stratum, for it is apprehended by the organ of hearing only The qualities of earth and the rest are not apprehended by hearing, but sound is; therefore it is not a quality of those substances, nor is it a quality of time, space and mind; since it is a peculiar quality, and those three substances

(۵) آکاش دوامي اور غیر محدود هی ' اور اُس کا وجود صاف صاف دیکھنے سے نہیں بلکہ نتیجہ سے پایا جاتا هی - آواز اُس میں گونجتي هی اور وہ ایک ایسي خاص صفت هی جسکو ایسے ذي روحوں کا جیسے کہ انسان هیں صرف ایک ظاهري حواس پہچان سکتا هی - صفت ایک ایسے طبق میں رهتي هی جو موصوف بہ صفت هوتا هی ' لیکن نہ تو روح اور نہ چار عنصروں (یعني خاک ' پاني ' روشني ' هوا) میں سے کوئي عنصر اُس کا طبق نہیں هوسکتا هی ' کیونکہ وہ صرف آلہ سماعت کے ذریعہ سے شناخت هوسکتي هی - مٹي کي صفتیں اور باقي اور صفتیں سامعہ کے ذریعہ سے سمجھہ میں نہیں آتي هیں لیکن آواز سمجھہ میں آتي هی - پس وہ اُن چیزوں کي صفت نہیں هی ' اور نہ وہ وقت — خلا اور دل کي صفت هی ' کیونکہ وہ ایک مخصوص صفت هی اور اُن تینوں چیزوں میں کوئي مخصوص صفت

† غیر زبان کا لفظ هی -

have none, but such as are common to many, therefore a sub-stratum other than all these is inferred and that one is the ethereal element. It is one, for there is no evidence for diversity, and its unity is congruous, as infinity accounts for ubiquity. It is infinite because it is found everywhere. It is eternal because it is infinite.

Not only the human body but the whole of the animal and vegetable kingdoms, are composed of these 5 elements of the ancients. If these five elements, viz. earth, water, light, air and Akasha are free from pollutions, the organisms who owe their beings to them, and always exist surrounded by them, keep healthy. Not only the body of a man has in its composition, the earth, water, light, air and Akash, but walking and lying he is always in contact with them: not only that more than $\frac{1}{2}$th of the weight of his body is water, and he drinks water, but he inhales it with air, and lives always surrounded by an envelope of steam, which is water: not only there is heat in his body, but he lives in the midst of light, either from the sun, moon, stars or a rush light in his home: not only that there is air entering into the composition of his body, but he breathes air and lives floating in the ocean of air: not only that there is Akash (the word Akash means space, with its contents other than earth, water, air and light, and is a very comprehensive term) or space in the human body, but man lives in space, and the wider the extent of space he obtains during his existence, the healthier he lives. Want of space means over-crowding, and over-crowding means pollution of earth, water, air and light in various forms, resulting in numerous diseases, particularly all forms of infectious diseases. A house with big rooms, extensive court-yards, and open grounds in its vicinity, is healthier than one with limited space or Akash, within and without. A town situated on a limited site with narrow streets, small houses, and close houses, is a dangerous place to live in, as is proved by the extreme unhealthiness prevailing in such towns.

Such being the case, the health of man and all domestic animals depends entirely upon the purity of these five elements of the ancients. In India within the last two centuries, the sudden growth of large centres of populations like Bombay, Bangalore, Madras and Calcutta, has thrown great temptations in the way of Government and finance speculators to encourage the construction of huge buildings, with the result that overcrowding has increased to such an extent as to give a ratio of 700 human beings located in one acre of land, without the least provision for comforts or sanitary needs. In European countries it is only by the help of special sanitary measures, precautions and enactments that large centres of populations thrive with some show of health, but in India where sanitation is not at all

نہیں ھی بلکہ اُن میں وہ صفتیں ھیں جو اکثر چیزوں میں مشترک ھوتي ھیں ' پس سوائے اُن کے ایک طبق اور بھي پایا جاتا ھی اور وہ طبق عنصر ھوائي ھی — وہ ایک ھي ھی کیونکہ اختلاف کا کوئي ثبوت موجود نہیں ھی اور اُسکي یکرنگي ایک ھي سي ھی ' کیونکہ غیر محدود ھونا ثبوت اس کے ھر جگہہ موجود ھونے کا ھی — وہ غیر محدود ھی کیونکہ وہ ھر جگہہ پائي جاتي ھی ' اور وہ دوامي ھی کیونکہ وہ غیر محدود ھی *

صرف جسم انساني ھي نہیں بلکہ تمام حیوانات اور نباتات بھي متقدمین کے ان پانچ عنصروں سے مرکب ھیں — اگر یہہ پانچ عنصر یعني خاک — پاني — روشني — ھوا اور آکاش آلودگي سے صاف پاک ھوں ' تو جن اجسام کا وجود اُن کي بدولت ھی اور جو ھمیشہ اُن سے گھرے ھوئے رھتے ھیں ' وہ تندرست رھتے ھیں — اِنسان کا صرف جسم ھی خاک — پاني — روشني — ھوا اور آکاش سے مرکب نہیں ھوتا ھی ' بلکہ وہ چلتے پھرتے سوتے ' ھمیشہ اُن سے اتصال رکھتا ھی — صرف یہي نہیں ھی کہ اُس کے جسم کے وزن کے $\frac{1}{2}$ حصہ سے زیادہ پاني ھی ' اور وہ پاني پیتا بھي ھی ' بلکہ وہ ھوا کے ساتھہ اُس کا دم لیتا ھی ' اور ھمیشہ بھاپ کے ایک غلاف سے گھرا ھوا رھتا ھی جو کہ پاني ھوتا ھی — اُسکے جسم کے اندر صرف گرمي ھي نہیں ھوتي ھی — بلکہ وہ روشني کے درمیان رھتا ھی جو خواہ تو سورج — چاند اور ستاروں سے پیدا ھوتي ھی ' یا بتي کے ذریعہ سے اُس کے مکان کے اندر ھوتي ھی — صرف یہي بات ھي نہیں ھی کہ ھوا اُس کے جسم کے اندر نفوذ کرتي ھی ' بلکہ وہ ھوا کا دم لیتا ھی ' اور ھوا کے سمندر میں تیرتا رھتا ھی — اِنسان کے جسم میں صرف آکاش ھي نہیں ھوتا ھی (لفظ آکاش سے مراد خلا سے ھی معہ اُن چیزوں کے جو اُس کے اندر ھیں سوائے خاک ' پاني ' ھوا ' اور روشني کے — اور وہ ایک نہایت جامع لفظ ھی) بلکہ اِنسان خود آکاش میں رھتا ھی ' اور جس قدر زیادہ خلا کي وسعت اُس کو اپني زندگي میں حاصل ھوتي ھی اُسي قدر وہ زیادہ تندرست رھتا ھی — خلا کي کمي سے مراد لوگوں کے ایک مقام پر بکثرت جمع ھونے سے اور بکثرت جمع ھونے سے مراد مختلف صورتوں میں خاک ' پاني ' ھوا اور روشني کے بگڑجانے سے ھی ' جس کا یہہ نتیجہ ھوتا ھی کہ بہت سي بیماریاں اور خاص کر ھم قسم کي متعدي بیماریاں پیدا ھوتي ھیں *

جس مکان میں بڑے بڑے کمرے — وسیع صحن اور اُس کے قرب میں کھلا ھوا میدان ھو تو اُس کے رھنے والے کے نسبت اُس مکان کے جس کے اندر اور باھر آکاش کم ھو زیادہ تر تندرست ھوتا ھی — جو قصبہ ایک محدود رقبہ پر واقع ھو ' اور اُس کے راستے تنگ اور مکانات چھوٹے چھوٹے اور بند ھوں اُس میں رھنا اندیشہ کا باعث ھی ' جیسا کہ اِس بات سے ثابت ھوتا ھی کہ اِن قصبوں میں ھمیشہ نہایت سخت بیماري رھتي ھی *

پس جبکہ یہہ صورت ھی تو انسان اور تمام پالتوجانوروں کي تندرستي بالکل متقدمین کے ان پانچوں عنصروں کي صفائي پر منحصر ھی — ھندوستان میں پچھلي دو صدیوں کے اندر آبادي کے مرکزوں مثل بمبئي ' بنگلور اور مدراس اور کلکتہ کے دفعتا بڑہ جانے کي وجہہ سے گورنمنٹ اور اُن شخصوں کو جو خیالي نفع کي طمع میں کسي کام میں کثرت سے

regarded as a necessary science, any large centres of populations and overcorwding resulting therefrom, are positive dangers to healthy existence and a successful local Government, particularly if the Municipal administration should happen to be corrupt and unintelligent. It is high time that the Government of India did awake to the necessity of granting degrees in Sanitary Science at all the Indian Universities and allot even in the lowest educational curriculum a substantial share to sanitary education. That the medical, revenue and police services should be well instructed in sinitary laws and enactments, and the question of village sanitation and the disposal of home refuse and town refuse should be taken up with a certain amount of earnestness and practical wisdom. If you wish to keep a town clean, see that the streets are kept clean. If you wish to see the streets clean, see that the houses in the streets are clean. If you wish to keep the houses clean see that the people who live in the houses are not ignorant of the laws of cleanliness of person and home. The efforts to spread the knowledge on sanitary matters among indigenous masses, will have to be made on a huge scale, but such an attempt is not hopeless. Every state should have sanitary preachers, who would go about the country and spread knowledge on personal, general and home hygiene. This should be backed up by free distribution of sanitary tracts. Such a spread of knowledge among indigenous masses would be no small help to State efforts in other channels through the executive authorities, whether medical, judicial, revenue, police, municipal or educational. People should be made thoroughly to understand that unless personal cleanliness and home cleanliness, cleanliness of the soil they live on and are surrounded by, cleanliness of the water they drink, food they eat, and the air they breathe, are rigorously carried out in all their details, a healthy existence free from fever and plague is an impossibility. A prosperous British Indian Empire presupposes a healthy population free from Plague and other infectious diseases; and that cannot happen unless supreme efforts are put forth for the sanitary regeneration of India.

روپیہ لگا دیتے ہیں بڑے بڑے مکانات کے بنوانے کی ترغیب ہوتی ہی - جس کا نتیجہ یہہ ہوا ہی کہ آبادی کی کثرت اُس حد کو پہونچ گئی ہی کہ ایک ایکڑ زمین میں سات سو آدمیوں کے رہنے کا اوسط نکلتا ہی — اور اُن کی آسایش یا ضروریات حفظ صحت کا مطابق کچھہ بندوبست نہیں ہوتا ہی یوروپین ملکوں میں حفظ صحت کے متعلق صرف خاص خاص تدبیروں احتیاطوں اور قوانون کی مدد سے آبادی کے بڑے بڑے مرکز ترقی پر ہیں ' اور اُنکی تندرستی بھی کسیقدر عمدہ ہی — مگر ہندوستان میں جہانکہ حفظان صحت ایک ضروری سائینس نہیں سمجھا جاتا ہی ' آبادی کے بڑے بڑے مرکز اور حد مناسب سے زیادہ آبادی کی کثرت جو اُس سے پیدا ہوتی ہی ' تندرستی کے سانھہ بسر اوقات کرنے ' اور ایک کامیاب لوکل گورنمنٹ کے حق میں قطعی خطرہ کا باعث ہوتی ہی - خصوصا اُس حالت میں کہ میونیسپل انتظام خراب ہو اور ہوشیاری اور عقلمندی کے سانھہ نکیا جاوے — اب وہ زمانہ ہی کہ گورنمنٹ ہند ہندوستان کی تمام یونیورسٹیوں میں فن حفظان صحت کے متعلق ڈگریوں کے عطا کرنے کی ضرورت سے آگاہ و خبردار ہو ' اور ادنی ترین تعلیمی کورس میں بھی فن حفظان صحت کی تعلیم کو ایک معقول حصہ دے — صیغہ طبابت - مال اور پولس کے ملازموں کو حفظان صحت کے قوانین اور قاعدوں میں بخوبی تعلیم دینی چاہیئے ' اور دیہات کی صفائی اور مکانات اور قصبات کی آرایش اور کوڑے صاف کرنے کے معاملہ پر کسیقدر سرگرمی اور عملی دانشمندی کے سانھہ توجہ کرنی چاہیئے — اگر تم کسی قصبہ کا صاف رہنا چاہتے ہو تو تم اِس بات کا خیال رکھو کہ سڑکیں رکھی جاویں اور اگر سڑکوں کا صاف رہنا چاہتے ہو تو اس بات کی احتیاط رکھو کہ جو مکانات سڑکوں پر واقع ہوں وہ بھی صاف ہوں ' اور اگر تم مکانات کی صفائی چاہتے ہو تو اس بات کی خبر گیری کرو کہ جو شخص اُن مکانات کے اندر رہتے ہیں وہ جسم اور مکان کی صفائی کے قوانین سے ناواقف نہوں - اگرچہ دیسی باشندوں کے درمیان اُمورات متعلقہ حفظان صحت کا علم پھیلانے کی کیئی زبردست کوششیں کرنی پڑینگی ' مگر اس قسم کی کوشش خالی از اُمید بہبود نہوگی - ہر ایک ریاست میں معاملات متعلقہ حفظ صحت کی نسبت واعظ ہونے چاہیئیں ' جو ملک میں جا بجا دورہ کیا کریں ' اور جسم اور مکان کی صفائی ' اور عام صفائی کے اُصولوں سے لوگوں کو واقف کریں — اس کی تائید کے واسطے اُمورات حفظ صحت کی نسبت چھوٹے چھوٹے رسالے بکثرت مشتہر کرنے چاہیئیں — اور جب کہ دیسی باشندے عموما ان باتوں سے واقف ہوجاوینگے ' تو جو کوشش گورنمنٹ دوسرے کاموں میں حکام کارپرداز کی معرفت خواہ وہ صیغہ میڈیکل ' جوڈیشل ' مال ' پولیس ' میونیسپل ' تعلیم سے تعلق رکھتے ہوں اُن میں اُس کے باعث سے کچھہ کم مدد نہیں ملیگی — یہہ بات لوگوں کے بخوبی ذہن نشین کردینی چاہیئے کہ جب تک جسم اور گھر ' اور اُس زمین کی صفائی جس پر وہ رہتے ہیں اور جس سے وہ گھیرے ہوئے ہیں ' اور جو پانی وہ پیتے ' جو کھانا وہ کھاتے ہیں ' اور جس ہوا کا وہ دم لیتے ہیں اُن سب کی صفائی بلحاظ تمام جزئیات کے بخوبی نہیں کی جاویگی ' اور وقت تک ایسی تندرستی کے سانھہ زندگی بسر کرنا جو بخار اور وبا سے بری ہو محض ناممکن ہی — ہندوستان میں انگریزی سلطنت گو اُس صورت میں کامیابی اور ترقی ہوسکتی ہی کہ اُس کی آبادی وبا اور دوسری بیماریوں سے بری ہو — اور یہہ اُس وقت تک نہیں ہوسکتا ہی جب تک کہ ہندوستان میں انتظام صفائی کی درستی کے لیئے سخت کوشش نہ کی جاوے •

England has saved India from "Sati" and Infanticide; it has saved Africa from slavery. It has to perform a greater mission still, that of saving the population of India—a population ten times that of England, Scotland, and Ireland from bigotry and insanitation.

British Government and the numerous native states under its protection must fight insanitation in the land by numerous sanitary enactments, and their wise execution, if the ruin due to Plague and other infections and contagious diseases which is threatening India in immediate future has to be avoided. For the British Indian Empire to flourish unprotected by the wise and intelligent execution of sanitary enactments is an impossibility. It is a matter of Imperial concern and solicitude. That there should exist a diseased member in the mighty British Empire, as India at present is, is indeed a source of weakness to its immense might.

(To be continued.)

انگلستان نے هندوستان کو ستي اور دختر کشي سے محفوظ رکھا هی — اور اُس نے ایفریقه کو غلامي سے نجات دي هی ' لیکن اُس کو اِس سے بھي زیادہ ایک بڑا کام کرنا هی یعني هندوستان کے باشندوں کو جنکي تعداد انگلستان ' اِسکاٹلینڈ اور آئرلینڈ کي آبادي سے دس گني هی تعصب اور عدم صفائي سے نجات دینا *

وبا اور دوسرے امراض متعدي کي وجه سے جو تباهي عنقریب هندوستان پر نازل هونے والي هی اگر اُس سے بچنا منظور هی تو گورنمنٹ انگریزي اور اُن کثیرالتعداد هندوستاني ریاستوں کو جو اُس کے زیر حمایت هیں ملک کي صفائي کا اِنتظام بهت سے قوانین اور عملدرآمد کے ذریعه سے کرنا واجب هی — کیونکه قوانین حفظان صحت کے عاقلانه عملدرآمد کے بغیر هندوستان میں سلطنت انگریزي کا نشو و نما پانا ناممکن هی — یهه شاهي گورنمنٹ کي توجه اور فکر کے لایق معامله هی زبردست انگریزي سلطنت کے جسم میں ایک بیمار کا عضو کا هونا جیسي که هندوستان بالفعل هی درحقیقت اُس کے زبردست طاقت کے حق میں ایک سبب کمزوري کا هی *

(باقي آیندہ)

تعلیم ممالک متحدہ میں

تقریر جناب سر جیمس ڈگس لاٹوش صاحب بهادر

یونیورسٹي الهآباد کا سالانه اجلاس کنوکیشن ۷ نومبر روز جمعه کو میور سنٹرل کالج الهآباد میں منعقد هوا — هز آنر جناب نواب لفٹننٹ گورنر بهادر اس جلسه میں رونق افروز تهے اور حاضرین سے مخاطب هوکر حسب ذیل گفتگو فرمائي *

"یهه زمانه هندوستان کي اعلی درجه کي تعلیم کي تواریخ میں ایک اهم زمانه هی — سلطنت هندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک هم اپني ترقي کو جانچ رهے هیں ' اور بڑي توجه کے ساتهه اِسبات پر غور کر رهے هیں که هم اپني یونیورسٹي کے اِنتظام کو کسطرح پر ترقي دے سکتے هیں — هم اِس پودہ کو جڑ سے اُکهاڑنا نهیں چاهتے هیں ' بلکه هم اُس کي بالیدگي کو ترقي دینا اور جو اُمور مناسب طور پر اُسکے نشو و نما هونے کے مانع هیں اُن کو دفع کرنا چاهتے هیں — میں اِس وقت یونیورسٹي کمیشن کي رپورٹ کي نسبت جسکو تم سب نے پڑها هی ' اور نه اُس چٹهي کي نسبت جو حالهیں اِس معامله کے متعلق گورنمنٹ هند کے پاس سے آئي هی بحث کرنا نهیں چاهتا هوں ' میں نهیں خیال کرتا که یونیورسٹي کمیشن نے یونیورسٹي الهآباد میں کچهه بهت نقص نکالا هی ' لیکن اکثر جزئیات اِس قسم کے هیں جو صرف اُس وقت فیصله کے لایق هونگے جبکه اُن تمام شخصوں کي رائیں جو اعلی درجه کي تعلیم کے ساتهه دلچسپي رکهتے هیں سن لي اور جانچ لي جاوینگي لیکن بعض اُمور ایسے هیں جو اُصول سے تعلق رکهتے هیں ' اور جو بات که شاید سب سے زیادہ ضروري هی وہ ایک ٹیچنگ (تعلیم دینے والي) یونیورسٹي کا قایم کرنا هی — هماري یونیورسٹي اِمتحانات کا اسٹینڈرڈ اور کتب خواندگي قرار دیتي هی ' — اور اِس طرح پر ایفلیئیٹڈ کالجوں کي تعلیم کي در پردہ نگراني کرتي هی — لیکن طالب علموں کے رهنے کے لیئے اُس کے پاس خاص مکانات — اور خاص پروفیسر ' لکچرار ' کتب خانے ' کانفرنس روم اور لیبوریٹري موجود نهیں هیں — القصه وہ اعلی درجه کے مطالعه اور تحقیقات کا ایک سنٹرل اسکول نهیں هی *

ٹیچنگ یونیورسٹي کا مسئله بیشتر محاصل سے متعلق هی — هماري یونیورسٹي کي آمدني نصف لاکهه روپیه سے کسیقدر زیادہ اور همارا سرمایه صرف ۳۴هزار روپیه هی — یونیورسٹي کلکته کي آمدني ڈهائي لاکهه روپیه اور اُس کا سرمایه پانچ لاکهه روپیه سے زیادہ هی — هماري آمدني اور توفیر اسقدر کم هی که امتحان کے کام کے علاوہ اُسمیں کسي بڑے خرچ کي گنجایش نهیں هوسکتي هی — اگر هم ایک ٹیچنگ یونیورسٹي کا قایم هونا چاهتے هیں تو همکو اُسکے اخراجات کے ادا کرنےکا انتظام کرنا چاهیئے — هر ایک ملک میں یونیورسٹیاں پرابویٹ فیاض شخصوں کي قایم کي هوئي هیں — اور اعلی درجه کي عقلي اور اخلاقي قابلیت رکهنے والے شخصوں کي اُس وقت تک دلجمعي نهیں هوتي هی جب تک که وہ اپني دولت کو عمدہ کام میں صرف نکریں — هندوستان کے دوسرے صوبوں میں فیاض طبع شخص پیدا هوگئے هیں ' اور اگرچه ان اضلاع کے باشندے منفرداً ایسے دولت مند نهیں هیں جیسیکه بعض دوسرے صوبوں کے باشندے هیں ' تاهم همارے یهاں ایسے بڑے بڑے گروہ اور فرقے موجود هیں که اگر وہ متفق هوکر اعلی درجه کي تحصیل علم کے واسطے ایک سنٹرل اسکول کے قایم کرنے کا مصمم ارادہ کرلیں تو وہ کسي ایسي بات کا جو در اصل کار آمد هو قصد کرسکتے هیں — مثلاً اُن میں سے هر ایک فرقه یونیورسٹي میں کسي علم کا پروفیسر مقرر کرنے کے لیئے سرمایه مهیا کرسکتا هی — اور همارے موجودہ اِنتظام میں اِس قسم کے اعلی درجه کي خواندگي باحسن وجوہ بیچلر کي ڈگري کے بعد اختیار کي جاسکتي هی — میں خیال کرتا هوں که یهه بات عموما تسلیم کي جاتي هی که ایفلیئیٹڈ کالجوں میں اُس سلسله تعلیم کا کافي انتظام هی جس کے ذریعه سے بي

اے یا بی ایس سی کی ڈگری تک پہونچتے ہیں — ان ڈگریات سے خاطر خواہ طور پر وہ درجہ ظاہر ہوتا ہی جس پر عام تعلیم ختم اور خاص طور کی تعلیم شروع ہونی چاہیئے — ہمارے قانون پڑھنے والے طالب علم اب بھی اپنی ڈگریاں خاص طور کی تعلیم شروع کرنے سے پہلے حاصل کرتے ہیں — اور اس امر میں کچھہ کلام نہیں ہوسکتا ہی کہ جو عام تعلیم موجودہ ڈگری کورسوں میں دی جاتی ہی وہ ہر ایک شخص کے لیئے کارآمد ہی — اُس کے باعث سے اُس قسم کی تنگ خیالی پیدا نہیں ہونے پاتی ہی جو اکثر اوقات قبل از وقت خاص قسم کی تحصیل علم کی جانب توجہ کرنے سے پیدا ہوتی ہی — یہہ کہا گیا ہی کہ منطق علم کی تفریق کرتا ہی ، تواریخ اس کے زمانے قرار دیتی ہی ، نظم اُسکو خوبصورتی بخشتا ہی اور فلسفہ علم کو متحد کرتا ہی — ریاضی توجہ کو ترقی دیتی ہی زبانوں کے ذریعہ سے تصحیح ہوتی ہی — تواریخ سے دماغ کو قوت فلسفہ سے طاقت اور نظم سے بلند خیالی حاصل ہوتی ہی *

جس طالب علم کا مقصد اعلی درجہ کی علمیت کا حاصل کرنا ہو اُس کو یقینا ڈگری حاصل کرنے کی ترغیب دینی چاہیئے ، لیکن ہمارے صوبہ جات کو صرف ممتاز عالموں کی ہی ضرورت نہیں ہی ، بلکہ ہوشیار کاشتکاروں ، تاجروں ، کاریگروں ، طبیبوں ، سرجنوں اور معلموں کی بھی ضرورت ہی — یہہ بات بہتر ہی کہ یہہ تمام شخص ایک عمدہ عام طور کی تعلیم حاصل کریں ، گو ہم یہہ توقع نہیں کرسکتے ہیں کہ اس قسم کے پروفیشنل طالب علم اپنی خاص تعلیم کو اُس وقت تک کہ وہ اپنی ڈگری حاصل کرلیں ملتوی کرسکینگے — وہ اس قسم کی خاص تعلیم امتحان انٹر میجیٹ کے پاس کرنے کے بعد شروع کرسکتے ہیں ، لیکن اُس حالت میں ہمکو یقیناً ڈسٹرکٹ اسکولوں اور ہائی اسکولوں کی تعلیم دینے والی قوت اور اسباب تعلیم کو ترقی دینے کے لیئے کوشش کرنی واجب ہی ، تا کہ نوجوان طالب علم زیادہ تر عمدہ طور پر طیار ہوکر کالجوں کو آویں اور اپنی تعلیم و تربیت سے زیادہ تر فائدہ اُٹھا سکیں — اگر ہم اعلی درجہ کی تعلیم و مطالعہ کے لیئے ایک سنٹرل اسکول قایم کرنے کی مقدرت رکھتے ہیں تو ایک صیغہ ایسا ہی جس میں مجھکو اُمید ہی کہ اس قسم کا مطالعہ شروع کیا جائیگا ، اور وہ اس ملک کی دیسی زبان اور ہندوستان کی اُس قدیمی زبان کا جس سے وہ نکلی ہی عالمانہ طور پر مطالعہ کرنا ہی — یہہ بات قابل افسوس ہوگی کہ سنسکرت ، عربی اور فارسی کا علم باشندگان ملک کے انگریزی تعلیم یافتہ فرقےسے معدوم ہوجاے ، اور یہہ بات بھی قابل افسوس ہوگی کہ ہمارے صوبجات کی دیسی زبان کو مناسب طور سے ترقی نہ دی جاوے اور وہ صرف ایک دھقانی زبان ہوجاوے — ان صوبجات میں ایک تعلیم یافتہ ہندو جنٹلمین اور ایک تعلیم یافتہ مسلمان جنٹلمین ٹھیک ٹھیک وہی زبان بولتے ہیں — ہندو جنٹلمین باوجودیکہ وہ سنسکرت سے واقف ہوتا ہی سنسکرت کے اُن الفاظ کو جو عام زبان کا حصہ نہیں ہوتے ہیں استعمال نہیں کرتا ہی — اور مسلمان جنٹلمین گروہ عربی جانتا ہی ہندوستانی زبان میں غیر معروف عربی الفاظ کا استعمال نہیں کرتا ہی — لیکن جب تک کہ کوئی شخص سنسکرت، عربی اور فارسی سے واقف نہو اُس وقت تک وہ ہندوستانی زبان سے جو ہندوستان کی تمام دیسی زبانوں کی بہ نسبت زیادہ کثرت سے مروج ہی عالمانہ واقفیت حاصل نہیں کرسکتا ہی ، اور نہ اُس کی ترقی میں مدد دے سکتا ہی — یہی کیفیت انگریزی زبان کی ہی ، کیونکہ اُس کی عالمانہ واقفیت کے لیئے زبان لاطینی ، فرانسیسی اور جرمن کی کسی قدر واقفیت ضروری ہی — علم زبان ایک دل فریب مطالعہ ہی اور جس شخص کی زبان مادری ہندوستانی ہو اُس کے لیئے علم زبان میں بہت سے دلچسپ مسائل موجود ہیں ، یعنی سنسکرت سے بذریعہ پراکرتوں کے الفاظ کی بناوٹ کے قوانین کا سراغ لگانا اور سنسکرت کا اُس کی ہمزاد زبان فارسی کے ساتھہ اور شاید زبان لاطینی کے ساتھہ مقابلہ کرنا — اس قسم کی تمام کارروائی سے ان صوبوں کی زبان کو ترقی ہوگی اور وہ مالا مال ہوجاوے گی — لیکن یہہ صرف ایک جزو ڈگری حاصل کرنے کے بعد مطالعہ و تحصیل علم کرنے کا ہی — ممکن ہی کہ بعض شخصوں کا میلان علم ریاضی ، اور بعض شخصوں کا میلان سائنس ، اور بعض شخصوں کا میلان فلسفہ اور دوسروں کا میلان تواریخ اور آرکیولاجی (علم عمارات قدیمہ) کی جانب ہو — لیکن گو وہ کوئی مضمون اختیار کیوں نہ کریں ، مگر سب کی بنیاد ایک عمدہ عام تعلیم جس کا اختتام کرنے کی ترغیب یونیورسٹی ایفلیئیٹڈ کالجوں کو دیتی ہی ہونی چاہیئے *

دوسری بات جس پر ہر ایک شخص کا اتفاق ہی یہہ ہی کہ طالب علموں کے رہنے کے لیئے مکانات کا مہیا کرنا نہایت پسندیدہ ہی — میں نہایت خوشی سے بیان کرتا ہوں کہ پچھلے برسوں میں کالجوں کے متعلق ہوسٹلوں کے قایم کرنے کے لیئے بڑی کوشش کی گئی ہی — اور میور کالج کے متعلق دونئے ہوسٹل اب زیر تعمیر ہیں — ہوسٹل اور ایک بورڈنگ ہوس میں یہہ فرق ہی کہ لفظ سابق الذکر میں اب یہہ بات شامل ہی کہ ٹیچنگ اتھارٹی ہمیشہ بورڈروں کی نگرانی اور اُن کا انتظام کیا کرے — ہوسٹل کے ذریعہ سے جہاں تک کہ فی زمانہ ممکن ہی ہندوستانی طالب علمی کا ایک نہایت عمدہ دستور پور قایم ہوتا ہی ، یعنی یہہ کہ درسگاہیں طالبعلموں کے لیئے جاے سکونت بھی ہیں ، اور یہہ کہ معلم کو اپنے شاگردوں پر مثل والدین کے حکومت عمل میں لانی چاہیئے جب تک کہ سر سید احمد خاں مرحوم نے علیگڈھ کالج قایم نہیں کیا تھا اُسوقت تک ان صوبہ جات کے باشندوں نے بورڈنگ ہوسوں کی ضرورت و منفعت کو بخوبی نہیں سمجھا تھا — میں شکرگذاری کے ساتھہ یہہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ ہماری پبلک سروس کی کارگذاری سے یہہ بات ثابت ہوگئی ہی کہ اگر ہمارے کالجوں میں ایک عمدہ انگریزی تعلیم دی جاوے تو اُس کے باعث سے لوگوں کے اخلاق و عادات زیادہ تر درست ہوجاتے ہیں ، لیکن ہمارے موجودہ انتظام میں اخلاقی اور مذہبی خصلت ایک ہوسٹل میں رہنے سے نہایت عمدہ طور پر قایم ہوسکتی ہی ، اور گورنمنٹ کی نامی نیشنل ہوسٹلوں بلکہ کئی نامی نیشنل کالجوں کے قایم ہونے سے نہایت خوش ہوتی ہی " *

(از پایونیر)

THE LIEUTENANT-GOVERNOR AND THE MAHOMEDANS.

His Honour the Lieutenant-Governor of the United Provinces received a deputation of the Nadwat-ul-Ulama in Allahabad on Saturday (8th. November.) The Nadwat-ul-Ulama is an association of Mahomedan gentlemen who are interesting themselves in the religious education of the Mahomedan community. In his reply to the Deputation His Honour said :—

"I accepted with pleasure your proposal to present to me an address explanatory of the aims and objects of your Association, for it is well that these should be made publicly known, and on the best authority—yourselves. You do no more than justice to the rule of His Majesty the King-Emperor of India in speaking of the perfect freedom and religious liberty which each and every class of His Majesty's subjects enjoys in matters of religion. And this liberty is not based on a disdainful toleration, but on a perception of the truth that in every nation he that feareth God and worketh righteousness is accepted by Him. You adopt the principle that the powers that be are ordained of God, and you declare that loyalty and faithfulness to the British Government is for you a religious duty.

"Your aim and object is educational : to combine the acquirement of secular learning with the formation of a religious and moral character. It is a noble aim.

"As to your methods, you wish to put an end to the quarrels and divisions among the different sects of Islam : to strive for unity, the fruit of which is peace and charity. How this end is to be attained is not very clear. I presume that the Ulama will direct attention to the essential points on which all Mahomedans agree, and will allow liberty in minor points of ritual and observance. You hope to induce theologians of the different sects to lay aside their differences and to co-operate in carrying out your educational ideal. How far you will succeed I cannot say. I confess that I can discern no indications that you are likely to succeed, and among Christians the work of great and wise men of saintly character towards this end has moved fruitless.

"I note that it is no part of your programme to establish a theological school which would teach with authority an enlightened theology. You wish to deal with general students ; and you desire that your students should be proficient in English, and should at the same time be masters of oriental learning. Does this aim differ from that of the late Sir Syed Ahmed Khan ? His aim was to regenerate the Mahomedan community by secular

جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر اور مسلمان

هز آنر جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ نے ۸ نومبر روز شنبہ کو بمقام الہ آباد ندوۃالعلما کے ایک ڈیپوٹیشن سے ملاقات فرمائی۔ ندوۃالعلما مسلمان جنٹلمنوں کی ایک ایسو سی ایشن هی جو مسلمانوں کی مذهبی تعلیم کی جانب توجہ و دلچسپی ظاهر کر رهے هیں — ڈیپوٹیشن کے جواب میں هز آنر نے حسب ذیل ارشاد فرمایا —

" میں نے آپ کی اِس تجویز کو کہ آپ مجھکو ایک ایڈریس جس میں آپ کی ایسو سی ایشن کے مقاصد و اغراض کی تشریح کی جاوے دینا چاهتے تھے نہایت خوشی کے ساتھہ قبول کیا ' کیونکہ یہہ بات مناسب هی کہ ان مقاصد کا اعلان عام طور پر اور نہایت عمدہ سند کے ساتھہ یعنی خاص آپکی طرف سے کیا جاوے آپ کا یہہ کہنا کہ حضور قیصر هند کی رعایا میں سے هر ایک متنفس اور هر ایک فرقہ کو مذهبی معاملات میں کامل آزادی حاصل هی گویا حضور ممدوح کی حکومت کی داد دینا هی — اور یہہ آزادی کچھہ حقارت آمیز تحمل پر مبنی نہیں هی ' بلکہ اِس حقیقت کے سمجھنے پر مبنی هی کہ هر ایک قوم میں خداوند تعالی اُس شخص کو قبول کرتا هی جو اُس سے ڈرتا هی اور راہ راست پر چلتا هی۔ آپ نے یہہ اُصول اختیار کیا هی کہ جو قوتیں هیں وہ خدا تعالی کے حکم سے هیں ' اور آپ اِس بات کا اعتراف کرتے هیں کہ گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواهی اور وفاداری آپ کے نزدیک ایک مذهبی فرض هی *

آپ کا مقصد تعلیم و تربیت سے متعلق هی یعنی دنیوی علم کی تحصول مذهبی اور اخلاقی خصلت کے قایم کرنے کے ساتھہ شامل کی جاوے — اور یہہ ایک عمدہ مقصد هی *

جو طریقے آپ نے اختیار کیئے هیں اُن سے معلوم هوتا هی کہ آپ اُن جھگڑوں اور تفرقوں کو جو اسلام کے مختلف فرقوں کے درمیان پڑ جاتے هیں دور کرنا اور اتفاق و اتحاد کے واسطے کوشش کرنا چاهتے هیں جس کا ثمرہ امن اور ثواب هی — لیکن یہہ بات صاف صاف نہیں معلوم هوتی کہ یہہ مقصد کس طرح پر حاصل هوسکتا هی ' میں خیال کرتا هوں کہ علما اپنی توجہ اُن خاص اور ضروری اُمور کی جانب جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق هی مصروف کرینگے ' اور رسم و رواج کی خفیف باتوں میں آزادی دینگے — آپ یہہ اُمید کرتے هیں کہ مختلف فرقوں کے علما کو اپنے اختلافات کو بالاے طاق رکھنے اور آپ کے تعلیمی مقصد کی تکمیل میں شریک هونے پر آمادہ کرسکینگے — میں نہیں کہہ سکتا کہ آپ کو اس میں کہاں تک کامیابی حاصل هوگی — میں اقرار کرتا هوں کہ میں کوئی علامات اس بات کی نہیں دیکھہ سکتا کہ آپ کو غالبا کامیابی حاصل هوگی ' اور عیسائیوں میں جو کوشش بڑے بڑے اور دانشمند اولیا صفت شخصوں نے اسباب میں کی هی وہ بے سود ثابت هوئی هی *

مجھکو معلوم هوتا هی کہ ایک ایسے تھیولاجیکل اسکول کا قایم کرنا جو مستند طریقہ میں معقول دینیات کی تعلیم دے آپ کے پروگرام میں شامل نہیں هی — آپ عام طالب علموں کے واسطے انتظام کرنا چاهتے هیں ' اور آپ کی یہہ خواهش هی کہ آپ کے طالب علم انگریزی میں لایق هوں اور اُسی کے ساتھہ مشرقی علوم کے جاننے والے بھی هوں — کیا اس مقصد میں اور سر سید احمد خاں مرحوم کے مقصد میں کچھہ فرق هی؟ اُن کا مقصد دنیوی تعلیم اور اخلاقی اور مذهبی تربیت کے ذریعہ سے مسلمانوں کی قوم کی اصلاح کرنا تھا — پس اگر آپ کا بھی خیال هی

instruction and by moral and religious training. If you are of the same mind should you not support the 'Aligarh College rather than form a separate Dar-ul-Ulama? Is it well that the efforts and energies of the community should be dissipated?

"You also mention the establishment of an orphanage, and recently at Cawnpore I had an opportunity of inspecting it. There is no higher form of charity than that which puts an orphan in the way of earning for himself an honest and honourable livelihood, and by work such as this we can, in the words of the Koran, declare the bounty of God to us in giving us more than a sufficiency for ourselves". *Pioneer.*

NOTICE.

The Indian Police Commission will shortly visit Benares, Allahabad, Lucknow and Agra. Any person resident in the United provinces of Agra and Oudh who desires to furnish evidence to the Commission is requested to apply to the undersigned, who will forward to him a copy of questions on the subject of the Commission's enquiries. The replies to these questions should be forwarded to the Secretary with the least possible delay and they must in any case reach him not later than the 21st. November. If on a perusal of these replies the Commission considers that it is desirable to examine the witness orally he will be informed in due course of the date and place of such examination. To enable the Commission to meet the convenience of witnesses so far as possible each individual is requested to note on his replies the place at which he wishes to be examined.

All communications for the Commission should be addressed "The Secretary, Indian Police Commission—Camp" without the addition of any post town.

(Sd.) H. A. STUART.
Secretary, Indian Police Comission.

"True Copy"
(Signed.)
Registrar,
Judicial Secretary's Department,
Govt. Secty. U. P. of Agra and Oudh.

تو کیا آپ کو بجاے اس کے کہ ایک علحدہ دارالعلماء قایم کریں علیگڈہ کالج کی امداد نہیں کرنی چاہیئے ؟ کیا یہہ مناسب ہی کہ قوم کی کوششیں اور قوتیں متفرق ہوجاویں ؟ *

نیز آپ نے ایک یتیم خانہ کے قایم کیئے جانے کا ذکر کیا ہی اور مجھکو حال میں بمقام کانپور اُس کے معائنہ کرنے کا موقع حاصل ہوا — کوئی ثواب کا کام اس سے بڑھکر نہیں ہی کہ کسی یتیم کو ایسے ڈھنگ پر ڈالا جاوے کہ وہ ایمانداری اور عزت و آبرو کے ساتھہ اپنی معاش پیدا کرسکے — اور ایسے کام سے جیسا کہ یہہ ہی ہم قرآن مجید کے الفاظ میں خداوند کریم کی اِس بخشش کا کہ اُس نے ہمکو ہماری حاجتوں سے زیادہ عطا فرمایا ہی اعلان کرسکتے ہیں " * (از پایونیر)

اِطلاع

اِنڈین پولیس کمیشن عنقریب بنارس ' اِلہ آباد ' لکھنؤ اور آگرہ کا دورہ کریگی — اگر کوئی شخص جو ممالک متحدہ آگرہ و اودہ کا باشندہ ہو کمیشن کے پاس شہادت بھیجنا بھیجنا ہی تو اُس سے یہہ اِستدعا کی جاتی ہی کہ وہ راقم سے اُس کی نسبت درخواست کرے ' اور راقم اُس مضمون پر جسکی نسبت کمیشن تحقیقات کرنا چاہتی ہی اُس کے پاس سوالات کی ایک نقل بھیج دیگا — اِن سوالات کے جوابات حتی الامکان بغیر تاخیر کے سکرٹری کے پاس بھیجنے چاہیئیں ' اور ہر حالت میں وہ ۲۱ نومبر تک اُس کے پاس پہنچ جانے چاہیئیں — اگر بعد ملاحظہ اِن جوابات کے کمیشن کی یہہ راے ہو کہ گواہ کا زبانی اِظہار لینا پسندیدہ ہی ' تو وقت مناسب کے اندر اُس کو اِس قسم کی شہادت کی تاریخ اور مقام کی اِطلاع دی جائیگی — اِس غرض سے کہ کمیشن جہاں تک ممکن ہو گواہوں کی آسایش کا اِنتظام کرسکے ہر ایک شخص سے یہہ اِستدعا کی جاتی ہی کہ وہ اپنے جوابات پر اُس مقام کا نام لکھدے جہاں کہ وہ اِظہار دینا چاہتا ہو *

جو مراسلات کمیشن کے لیئے ہوں اُن سب کو " سکرٹری اِنڈین پولیس کمیشن — کیمپ " کے پتہ سے بغیر اِضافہ کرنے نام کسی ڈاک خانہ کے اِرسال کرنا چاہیئے *

(دستخط) ایچ اے اِسٹوارٹ
سکرٹری اِنڈین پولیس کمیشن
نقل مطابق اصل
(دستخط)
رجسٹرار ڈپارٹمنٹ جوڈیشل سکرٹری
گورنمنٹ سکرٹریٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودہ

سید عبدالرحمن کواکبی

۶ ربیع الاول یوم جمعہ کو سید عبدالرحمن کواکبی کی وفات سے سخت صدمہ پہونچا — یہہ شخص اسلامی دنیا کے ارکان میں ایک بڑا رکن اور علماے زمانہ حال میں بہت بڑا عالم اور حکماے تمدن میں بہت بڑا حکیم اور مشہور سیاح تھا — مرحوم حلب کے ایک نہایت معزز اور اعلی خاندان کا ممبر تھا ' سنہ ۱۲۶۵ میں پیدا ہوا اور ابھی سن تمیز کو نہ پہونچا تھا کہ اُس کی والدہ نے اِنتقال کیا ' اس لیئے اُس کے والد نے اُس کی تربیت کا کام اُس کی خالہ کے سپرد کیا ' جو اِنطاکیہ کے ایک نہایت معزز اور شریف گھرانے کی خاتون تھیں ' اور جو باعتبار عقل اور دانائی اخلاق و آداب کے منجملہ اُن مشہور عورتوں کے تھی جن کی نظیر مشرقی ممالک میں خصوصا اس زمانہ میں بہت کم مل سکتی ہی — غرضکہ حکیم نے اپنی خالہ کے کنار عاطفت میں تربیت پائی اور حلم ' بردباری ' نرمی ' پاکیزگی ' عزت ' شجاعت ' تواضع ' شفقت ' مروت ' اور غریبوں کے ساتھہ ہمدردی وغیرہ اعلی اوصاف اُس کی طبیعت میں راسخ ہوگئے — درحقیقت اُس کا حلم وقار اِس درجہ کا تھا جس کو سب لوگ تعجب کی نظر سے دیکھتے تھے — ایڈیٹر المنار لکھتا ہی کہ میں نے کسی شخص کے اخلاق و عادات ایسے نہیں دیکھے — جن پر نکتہ چینی کرنا اِس قدر دشوار ہو جسقدر سید عبدالرحمن کواکبی کے اخلاق پر دشوار ہی — حلب کے مدرسہ کواکبہ میں جو اُس کے خاندان

کي طرف منسوب هی ' عربي علوم و فنون کي تعليم پائي اُس کے بعد فارسي اور ترکي سيکهي اور رياضيات اور طبيعيات اور بعض جديد علوم و فنون صرف اپني ذاتي محنت اور مطالعه سے حاصل کيئے — مرحوم کے تمام کاموں میں قومي همدردي کي جهلک پائي جاتي تهي — سنه ۱۲۹۲ میں ایک اخبار ترکي اور عربي میں جاري کیا جس کا نام فرات تها — یهه سنه ۹۷ تک جاري رها — سنه ۹۳ میں ایک دوسرا اخبار جاري کیا — اِس کا نام ' الشهبا ' تها — مگر جس سر زمین پر شخصي حکومت هوتي هی اُس کي آب و هوا میں کچهه ایسي سمیت پیدا هو جاتي هی که اُس میں اخبارات سرسبز نهیں هوسکتے — چونکه اُس کو بوجه اپني دیانت اور راستبازي کے خائن حکام کے رضامند رکهنے میں ناکامي هوئي — اور اپني تحریروں میں اُن کي خواهشات کا لحاظ نرکهه سکا اِس لیئے یهه دونوں اخبار بهي جاري نه رهه سکے — اُن اخباروں کے بند هونے کے بعد دولت عثمانیه کي مختلف خدمات انجام دیں — منجمله اُن عهدوں کے جن پر وه مامور هوا اکثر عهدے آزادي تهے جن کے معاوضه میں اُس کو کوئي تنخواه نهیں ملتي تهي بلکه وه بسا اوقات سرکاري کار و بار کي عمدگي اور خوش اسلوبي کے ساتهه انجام پانے کے لیئے اپنے پاس سے بهي خرچ کرنے میں دریغ نکرتا تها — یهه ایک ایسي خصلت هی جس کي نظیر مشرق میں نهیں دیکهي گئي *

واضح هو که سید عبدالرحمن صرف اهل قلم اور رفارمر هي نه تها بلکه عملي کاروائیوں کي طرف بهي راغب تها *

اُس نے بسا اوقات ایسے عظیم‌الشان کاموں کے لیئے گورنمنٹ سے لائسنس طلب کیئے جو اُس کے اهل ملک کے خواب و خیال میں بهي نهیں آ سکتے تهے — مثلاً سویدیه میں ایک بندرگاه تعمیر کرنا اور بندر مذکور سے حلب تک ریلوے لائن جاري کرنا — (۲) نهر ساجور کو جس کا پاني بالکل ضائع جاتا هی پهیر کر حلب میں لانا — اگر یهه کام پورا هوجاتا تو حلب کا تمام علاقه سرسبز اور شاداب هوجاتا (۳) حلب ' بیره جسک ' مرعش ' اورفه کو برقي روشني سے روشن کرنا — یهه برقي طاقت نهر عاصي کے آبشار سے حاصل کي جاتي جو مقام در کوش کے قریب واقع هی — مرحوم نے اِس مقام کو جاکر دیکها اور علمي طور پر تجربه کرکے یهه فیصله کیا اِس آبشار کي اِصلاح کرنا اور اُس سے اِس قدر برقي قوت حاصل کرنا ممکن هی جو اِن شهروں کے روشن کرنے کے لیئے کافي هوسکے (۴) حلب کے علاقه میں دفنی کي کان نکالنا *

اِن تمام کاموں میں رشوت خوار حکام نے اُس کي مزاحمت کي اور کوئي کام وه پورا نهیں کرسکا — بعد کوشش بلیغ دافنے کي کان نکالنے کا اُس کو لائسنس ملا اور تین برس تک وه اِس کام میں مصروف رها — لیکن گورنر حلب نے بعض وجوه سے ناراض هوکر یهه ٹهیکه فسخ کرادیا *

چونکه مرحوم نے اولوالعزمي اور عالي همتي اپنے اسلاف سے وراثت میں پائي تهي — کیونکه وه سید ابراهیم صفوي اردبیلي کي اولاد میں تها — جس نے اردبیل سے هجرت کرکے حلب میں سکونت اختیار کي تهي — خاندان صفویه کي امارت کي داستانیں مشهور معروف هیں اِس لیئے وه حکام سے بالکل نه ڈرتا تها حالانکه ان کي حکومت بالکل شخصي اور مطلق‌العنان تهي — ایک مرتبه اُس نے صوبه حلب کے گورنر عارف پاشا کي بد اعمالیوں کي شکایتیں کسي دوسرے شخص کے ذریعه سے قسطنطنیه کو لکهاني چاهیں — مگر اتفاقاً گورنر کو اِس کي اطلاع هوگئي — اُس نے مرحوم کو فوراً قید میں ڈالدیا اور تمام کاغذات ضبط کرلیئے اور ایک جعلي کاغذ بناکر یهه الزام اُس کے ذمه عاید کیا که وه صوبۂ حلب کو کسي غیر سلطنت کے سپرد کرانا چاهتا هی — اِس جرم کي سزا پهانسي تهي — مگر اِس مقدمه کي ترتیب میں ایک قانوني غلطي رهه گئي جو ایسے شخص سے هرگز پوشیده نهیں رهه سکتي تهي جو دولت علیه کے تمام قوانین کا حافظ تها — مرحوم نے فوراً اِس غلطي کي بنا پر قسطنطنیه کو درخواست روانه کي که مقدمه دوسرے صوبه میں منتقل کیا جاوے — چنانچه یهه درخواست منظور هوئي اور مقدمه صوبه بیروت میں منتقل کیا گیا — جهاں وه اِس الزام سے صاف بري هوگیا — اور جب وه حلب میں واپس آیا تو گورنر معزول کیا گیا اور سب سے پهلے معزولي کي اطلاع مرحوم هي نے اُس کو پهونچائي — جب وه معزول هوکر قسطنطنیه کو روانه هوا تو مرحوم بهي فوراً قسطنطنیه کو پهونچا — تاکه اُس کے برخلاف مقدمه دائر کرے — لیکن گورنر نے وهاں پهونچتے هي وفات پائي — حکیم عبدالرحمن دو سال هوئے که هجرت کرکے مصر میں چلا آیا تها — یهاں پهونچکر روئداد انجمن مکه معظمه تصنیف کي جس کے دو آرٹیکلوں کا اُردو ترجمه همارے اخبار میں چهپ چکا هی — جو شخص اِس کتاب کو پڑهیگا اُس کو معلوم هوجائیگا که مصنف نے مسلمانوں کے حالات اِن کے عقاید اور علوم و فنون اور اخلاق و عادات اور رسم و رواج کي تاریخ کے مطالعه میں اپني عمر کا ایک بڑا حصه صرف کیا هی — مرحوم کي دوسري تصنیف — طبائع الاستبداد هی — جس کي نسبت ایڈیٹر المنار لکهتا هی — که جهانتک هم جانتے هیں اور جهاں تک هم نے مغربي تالیفات کے واقفکاروں سے سنا هی ایسي عجیب کتاب نه مشرق میں لکهي گئي هی — اور نه مغرب میں *

اخیر میں وه بالکل صرف مسلمانوں کي موجوده حالت دریافت کرنے کي طرف متوجه هوگیا تها تاکه اُن کي اصلاح کے لیئے مناسب طور پر کوشش کرسکے — اول تمام دولت عثمانیه کے ممالک کو دیکها — ترکوں عربوں کردوں اور ارمنیوں کے حالات دریافت کیئے — پهر مصر اور سودان کي سیاحت کي — پهر افریقه کے مشرقي مواصل اور ایشیا کے مغربي سواحل کو دیکها گذشته سال پهر دوباره تمام عرب کي سیاحت کي — وهاں کے امراء اور قبائل کے سرداروں سے ملکر اُن کے خیالات معلوم کیئے — اِس کے بعد کراچي گیا وهاں سے ایک اٹالین جهاز کے ذریعه سے تمام سواحل عرب و سواحل مشرقي افریقه کي سیاحت کي — اب ٹیونس — طرابلس الغرب اور الجزائر کي سیاحت کا قصد تها — مگر موت نے مهلت ندي — مصر کے علماء فضلاء کے گروه پر اُس کي وفات کا سخت اثر هوا — جس روز اُس کي وفات هوئي اُس کي صبح کو خدیو مصر کو اطلاع پهونچي اُنهوں نے خواهش ظاهر کي که همارے خرچ سے مرحوم کي تجهیز و تکفین عمل میں آوے *

افسوس صد افسوس که ایسا غیر معمولي شخص دنیا سے اُٹهه گیا اور اس بات کا بهي همکو خاص افسوس هی که وه هندوستان آکر کراچي سے واپس تشریف لے گئے — اگر وه علیگڈه آتے اور کالج ملاحظه کرتے تو همارے واسطے باعث فخر هوتا اور یهه بهي ممکن هی که حکیم کے همدردي بهرے هوئے دل کو بهي کسیقدر تسکین هوتي *

اسلام اور دولت برطانیہ

ہم نے کہا ہی کہ صدر اسلام میں یہہ حالت نہ تھی کیونکہ جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ و سلم) نے معاذ ابن جبل کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجنا چاہا تو اُس سے پوچھا کہ تو کسطرح حکومت کریگا؟ اُس نے جواب دیا کہ کتاب اللہ کے مطابق — آپ نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں کوئی حکم تجھکو نہ ملے؟ کہا رسول اللہ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرونگا — آپ نے فرمایا کہ اگر اُس میں بھی نہ ملے؟ کہا کہ میں اپنی راے سے اجتہاد کرونگا — اس پر آپ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہی جس نے پیغمبر کے رسول کو ایسی توفیق دی جو پیغمبر کو پسند آئی — پیغمبر (صلی اللہ علیہ و سلم) نے اُس کے جواب کو پسند کیا اور دوسرے لوگوں کو اُس کی پیروی کرنے کی ترغیب دی — کاش ہمارے مسلمان بھائی جو نہایت خفیف باتوں میں بھی اپنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ و سلم) کی سنت پر چلتے ہیں اس عبارت سے ایک مفید سبق حاصل کریں اور اُسکو اپنے دلوں کے صفحات پر نقش کریں — کیونکہ یہہ امر نہایت ضروری ہی کہ اگر مسلمان موجودہ حالتوں اور موقعوں سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں تو ان کو قرون متوسطہ کے معلموں اور مجتہدوں اور ان کی مذہبی آراء کی تقلید سے اپنے آپ کو آزاد کرلینا چاہیئے — جس چیز کی مسلمانوں کو نہایت سخت ضرورت ہی وہ یہہ ہی کہ ان کو مذہب اسلام کے سرچشمہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے جو بالکل خالص اور پاک صاف ہی — اور یہہ کہ ہمارا اتحاد ان کے ساتھہ اس مقصد کے حاصل ہونے میں بہت بڑی مدد دیگا *

اگر کوئی انگریز ان اوہام کو دفع کردے جو اُس ذہن کو محیط ہیں تو وہ مذہب اسلام کی حقیقت کے سمجھنے پر ہر شخص کی نسبت زیادہ تر قادر ہوسکتا ہی — کیونکہ اسلام بالکل و شبہہ فطرت اور عقل سلیم کے مطابق ہی — ہر ایک انگریز اپنے مسلمان بھائیوں کی نہایت مہتم بالشان خدمت اِس طرح پر انجام دے سکتا ہی کہ وہ مسلمانوں کو اپنے مذہب کا صحیح اندازہ کرنے اور اُس کو موجود مسائل میں استعمال کرنے کی ترغیب دے — اور تاکہ وہ اپنے اس فرض کے انجام دینے کے قابل ہوجاوے ہر ایک یورپین شخص پر اِس بات کا جاننا فرض ہی کہ اِس مشرقی مذہب کی قدر و قیمت کس طرح پر معلوم ہوسکتی ہی *

یہہ کوئی آسان کام نہیں ہی — کیونکہ ہم میں سے اکثر لوگوں کی یہہ حالت ہی کہ اسلام کی طرف سے کراہت اور نفرت گویا کہ اُن کی گھٹی میں پڑی ہی علاوہ اِس اسلام کی نسبت جس قدر ہماری معلومات ہیں وہ ہم کو مذہب اسلام کی حقیقت سے بہت دور پھینکدیتی ہیں خصوصاً اِس لیئے کہ ہم عربی زبان کے ذریعہ سے اسلامی اُصول سے واقف نہیں ہوسکتے — مذہب اسلام کی طرف سے اِس قسم کی نفرت صرف بعض اُن اشخاص پر محدود نہیں ہی جو خاص اغراض کی بنا پر اسلام پر طعن کرتے ہیں بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض بڑے بڑے عہدہ دار جن کے خیالات اور اعتقادات سے اہم نتایج پیدا ہوتے ہیں وہ بھی خواہشات کے ساتھہ قدم بقدم چلنے اور سخت غلطی کرتے ہیں اور باوجود ایسی سخت غلطی کرنے کے نہ وہ احمق خیال کیئے جاتے ہیں اور نہ اِن کی تحقیر کی جاتی ہی — لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے مولف اور مصنف جو ان کے عیوب اور فضائح بیان کرتے ہیں وہ معتدل سمجھے جاتے ہیں اور ان کی تعریف کی جاتی ہی کہ وہ کسی ایک طرف قابل نہیں ہیں — اور اکثر مولفین جن کی تالیفات میں ہر ایک صفحہ پر اسلام کے ساتھہ قلبی عداوت ظاہر ہوتی ہی بعض اوقات ان کے ذمہ یہہ تہمت لگائی جاتی ہی کہ وہ مذہب اسلام کے ساتھہ محبت رکھنے والے اور اُس کے حامی ہیں *

موجودہ زمانہ کے مولفین اور مصنفین سے ہم قطع نظر کرتے ہیں — اور اُس پالیسی کی ایک یا دو مثالیں بیان کرتے ہیں جس پر ان کے اسلاف کا عمل درآمد رہا ہی: ہم دیکھتے ہیں کہ † کمینہ ‡ مورچی نہایت بیحیائی کی بات کہتا ہی جبکہ اُس نے قرآن مجید کی بارھویں سورۃ میں ایک لفظ پڑھا جو ایک معیوب معنوں کا احتمال رکھتا ہی حالانکہ عربی زبان کے اُصول اُس معنی کی تائید نہیں کرتے تو کہا کہ (پیغمبر علیہ السلام کی جناب میں سوء ادبی ہی) نہ آیت کی تفسیر کی طرف التفات کیا اور نہ اُس لفظ کے معنوں پر غور کی *

دوسرا شخص § گریشس ہی جس نے بعد میں بلا ندامت اِس امر کا اقرار کیا کہ اُس نے پیغمبر اسلام کی نسبت ایک محض جھوٹا قصہ صرف اپنے دل سے گڑھا ہی کہ پیغمبر اپنے پیروں سے کہتے تھے کہ روح القدس ایک کبوتری کی شکل میں میرے پاس آتی ہی اور میرے کانوں میں سے دانے چگتی ہی — اس خرافات کو اکثر مولفوں نے بلا غور و فکر نقل کیا ہی *

ہم کو کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جو اس قسم کے بے اصل مطاعن کی تردید کرنے پر آمادہ ہوا ہو — مسٹر سیل جس نے اِن خرافات کی طرف توجہ نہیں کی اُس کے ذمہ یہہ اتہام لگایا گیا کہ وہ فریبا مسلمان ہی — پس اس کے بعد کچھہ تعجب نہیں کہ جن ممالک کا مطلع اسقدر مکدر اور تیرہ و تار ہو وہاں حقایق کی روشنی پھیلانا سخت مشکل کام ہی *

باوجود اِن تمام باتوں کے نواب عمادالملک نواز جنگ اپنی ایک چٹھی میں جو اُنہوں نے چند سال پیشتر ڈاکٹر لیٹنر کو لکھی تھی کہتے ہیں کہ " مشرقی علوم کے وہ یوروپین علماء جنہوں نے عربی زبان کو اچھی طرح سیکھا ہی اور تفسیروں کی مدد سے قرآن مجید کو سمجھکر پڑھا ہی اور اپنے دلوں کو اوہام سے بخوبی پاک صاف کرلیا ہی ان کے لیئے یہہ امر ممکن ثابت ہوا ہی کہ ان مسائل میں جن کے لیئے فتوے موجود اور جنکے لیئے موجود نہیں ہیں بخوبی تمیز کرسکیں — ایسے اشخاص مذہب اسلام کی نسبت کچھہ لکھتے ہیں تو نہایت اعتدال اور احترام کے ساتھہ لکھتے ہیں " نواب ممدوح نے اپنی ایک اسپیچ میں یہہ تجویز پیش کی تھی کہ " یوروپین علماء اور روشن خیال مسلمانوں کی ایک کانفرنس منعقد ہونا چاہیئے جو مذہب اسلام کی حقیقت کو ظاہر کرے " بے شک ایسی کانفرنس اسلام کو ان اوہام سے پاک کرے گی جو خوش عقیدہ مسلمانوں اور نیز اسلام کے دشمنوں نے اُس میں داخل کردیئے ہیں اور ہمارے ان خیالات کے زائل کرنے میں بہت مدد دیگی جو محض بدگمانی اور اسلامی تعلیمات سے نا واقفیت کے باعث ہمارے دلوں میں پیدا ہوگئے ہیں — اس میں شک نہیں کہ کوئی مسلمان اپنے

† بعینہ یہی الفاظ ہیں —

‡ اٹلی کا ایک مصنف ہی — سنہ ۱۶۰۴ میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۶۷۵ میں بمقام رومہ فوت ہوا — اکثر مذہبی انجمنوں میں ممبر تھا —

§ ہالینڈ کا ایک مصنف ہی جو سنہ ۱۵۸۳ ع سے سنہ ۱۶۴۵ ع تک زندہ رہا *

مذهب کي نسبت هم سے مباحثه کرنا اُس وقت تک پسند نهيں کرسکتا جب تک که همارے دلوں ميں اسلام کي نسبت بدگماني اور اُس کي تعليمات سے نا واقفيت باقي هی *

ايک مشهور پادري صاحب کي نسبت بيان کيا جاتا هی که اُنهوں نے قرآن مجيد کا انگريزي زبان ميں بهي ايک حرف تک نهيں پڑها تها اور باوجود اس کے جب کبهي وه کسي مسلمان کے ساتهه مباحثه کرتے تهے تو فرماتے تهے که قران (نعوذ باللہ) شيطان کا بنايا هوا هی اور وه سراسر دهوکا اور فريب هی *

اگر درحقيقت هم کوئي بهلائي کرنا چاهتے هيں تو هم کو عيسائيت کے اس قسم کے اصول سے احتراز کرنا لازم هی — مسلمانوں ميں جس نظر سے وه عيسائي ديکهے جاتے هيں جو ان کے ساتهه مذهبي مباحثے کرتے هيں اُسکا اندازه کرنا همارے خيال کي وسعت سے باهر هی ليکن اُنکے مباحثوں سے جو حالت ايک مسلمان کے دل کي هوسکتي هی اُسکا کسيقدر اندازه همارے خيال ميں آسکتا هی — مسلمانوں کے ليئے جو اس امر کا اعتقاد رکهتے هيں که " انما المسيح عيسی بن مريم رسول الله و کلمة القاها الی مريم و روح منه " يهه امر نا ممکن هی که وه پيغمبر اسلام کي جناب ميں سوء ادبي کرنے والے عيسائيوں کو ترکي به ترکي جواب ديسکيں — پس اس کے معلوم کرنے کے بعد مسلمانوں کے مذهب پر طعن کرنا نهايت ذلت اور بڑي بے شرمي کي بات هی — اگر بطور جدل کے يهه بات تسليم بهي کرلي جاوے که ايک مسلمان عيسائيوں کے مجمع ميں آئے اور حضرت مسيح اور عيسائيت کي نسبت اُسي لهجه ميں گفتگو کرے جس طرح عيسائي اسلام اور پيغمبر اسلام کي نسبت کرتے هيں اور همارے الفاظ اور تعبيرات اور همارے ذاتي اغراض کي تقليد کرے تو هم اُسکو اور اُس کے اقوال کو کس طرح پسند کرسکتے هيں ؟ کيا همارے ليئے اس امر کا اعتقاد رکهنا ممکن هی که مسلمان جسکي زبان حضرت مسيح کے احترام کي وجه سے بند هی هم ايسے اقوال سے اُس کي محبت حاصل کرسکتے هيں جو اُس کے غصه کو پهڑکانے والي اور اُس کے خون کو جوش اور هيجان ميں لانے والے هوں *

اگر هم اِن اوهام کي قيود سے آزاد هوجائيں جو مذهب اسلام کي نسبت همارے دلوں ميں راسخ هوگئے هيں تو ميں نهايت وثوق کے ساتهه کهه سکتا هوں که هم مسلمانوں کو اپني محبت کي طرف مائل کرسکتے هيں — کيونکه جو لوگ مسلمانوں کي طبيعت سے واقف هيں ان کو معلوم هی که مسلمانوں کے دلوں ميں اُس انگريز کي نهايت عزت و وقعت هوتي هی جو مذهب اسلام کي حقيقت سے کسيقدر واقف هوتا هی خصوصاً جبکه وه انگريز مسلمانوں کے مذهب کي نسبت جو ان کو نهايت عزيز هی ايسے الفاظ ميں گفتگو کرے جو عداوت سے خالي هوں ايسے انگريز کو مسلمانوں کے ساتهه اتحاد پيدا کرنے ميں کسي قسم کي دشواري پيش نهيں آتي — کيونکه وه اسلام اور اُس کي حقيقي تعليمات کو بخوبي سمجهتا هی اور خاصکر اس ليئے که جو مسلمان ايسا کرتا هی وه قرآن کے اس حکم کي تعميل کرتا هی " ولاتجادلوا اهل الکتاب " يعني " اهل کتاب سے مجادله مت کرو " اس آيت کو اسلام کے دشمن بعض اوقات مسلمانوں کے مذهبي تعصب اور تنگدلي کے ثبوت ميں بطور دليل پيش کرتے هيں ليکن اس کے بعد يهه قول هی " إلا بالتي هي احسن الا الذين ظلموا منهم " يعني مگر " نهايت تهذيب اور شايستگي کے ساتهه — مگر جو لوگ اِن ميں ظالم اور نا انصاف هيں اِن سے مجادله نکرنا چاهيئے " يهه اخير فقره عيسائيت کے بهادروں کے حال پر پوري طرح منطبق هی — مسلمان اس آيت کے اخير فقره پر عملدرآمد کرتے هيں اس کي دليل يهه هی که مسٹر بوزو پرس نے جو ايک کٹا عيسائي هی يهه اراده کيا که ايک مسلمان کو مباحثه کے ليئے برانگيخته کرے — اُس نے انکار کيا اور آخر کار مسٹر موصوف کو ناراض هوکر يهه کهنا پڑا که گويا اس عبارت کا قائل (ولاتجادلوا اهل الکتاب) کسي ادنے موضوع کي نسبت بهي اپني راے ظاهر کرنے ميں پس و پيش رکهتا هی ايسے مسلمان اگرچه مباحثوں کي محفليں منعقد نهيں کرتے مگر وه هر شخص کے سامنے اپنے مذهب کي حقيقت بيان کرنے کے ليئے هر وقت آماده رهتے هيں *

واقعات اور رائيں

هم نے اپنے اخير پرچه ميں ناظرين کو اطلاع دي تهي که حضور وايسراے چند رياستوں ميں دوره کرنے کے بعد مهو واپس تشريف لائے — اس چهاوني سے حضور ممدوح ۵ نومبر کو بوقت شام روانه هوئے اور براه اوجين ۶ نومبر کو ۱۰ بجے صبح کے بمقام اسٹيشن بون پهونچے — يهاں سے حضور ممدوح و ليڈي کرزن ۴۵ ميل کي مسافت گاڑيوں پر طي کرنے کے بعد قريب ساڑهے ۴ بجے شام کے بمقام کوٹه رونق افروز هوئے — کوٹه کے ساتهه بوندي کا نام بهي بالعموم ليا جاتا هی مگر در اصل يهه علحده علحده دو رياستيں هيں جن کا حد فاصل تقريبا ايک صدي سے دوسري صدي تک درياے چمبل هی — ان دونوں رياستوں کو اکثر هاراوتي بهي کها جاتا هی ۹ نومبر کو حضور وايسراے بمقام بوندي رونق افروز هوئے اور ۱۱ تاريخ تک وهيں تشريف رکهتے تهے *

—o—

۱۱ نومبر کو يا شايد ايک روز قبل پارليمنٹ ميں هندوستان کا بجٹ پيش هوا — يهه ايک ايسا موقعه هوتا هی که هر قسم کے مضامين پر بحث کرنے کي گنجايش هوتي هی — چنانچه مسٹر کين (Mr. Cain) نے حسب معمول آبکاري کے متعلق اعتراضات کيئے اور صوبه آسام کا خاص طور پر ذکر کيا — چنانچه منجانب گورنمنٹ تسليم کيا گيا که اس صوبه ميں آبکاري کے معاملات واقعي غور طلب هيں — مسٹر بهونگري (هندوستاني ممبر) نے اُس بد سلوکي کي جانب خيال رجوع کيا جو هندوستانيوں کے ساتهه ٹرانسوال ميں هوتي هی اور وه يهه هی که نه وه آزادي سے تجارت کرسکتے هيں ' نه اپنا روپيه صرف کرکے اعلی درجه کي ريل گاڑيوں ميں سفر کرسکتے هيں ' نه اس بات کے مجاز هيں که جهاں اور شرفا رهتے هوں وهاں رهيں — جهاں تک همکو علم هی يهه بد سلوکياں جن کو قوانين کے ذريعه سے جائز کرايا گيا هی صرف ٹرانسوال پر محدود اور منحصر نهيں هيں بلکه آسٹريليا وغيره ميں بهي اس قسم کا برتاؤ شهنشاه کي هندوستاني رعايا کے ساتهه هوتا هی — مسٹر بهونگري نے اس بات پر بهي زور ديا که حضور لارڈ کرزن کي ميعاد حکومت ميں توسيع کي جاے اور معلوم هوتا هی

کہ اس بات پر بذریعہ چیرز عام طور پر پسند کیا گیا — سکرٹری آف اسٹیٹ نے بھی ویسرائے کی بہت تعریف کی — سکرٹری آف اسٹیٹ نے یہہ بھی فرمایا کہ ہندوستانی روسا سے ملنے کے بعد مجھکو صحیح اندازہ ہوا کہ کسقدر جوش وفاداری ہی — حسابات سے معلوم ہوتا ہی کہ اٹھارہ لاکھہ پونڈ کی سال رواں میں بچت ہوگی مگر ٹیکس میں تخفیف کی توقع کرنا فعل عبث ہی *

افسوس ہی کہ ۱۱ نومبر کی صبح کو بمقام اسٹیشن سنڈیلا جو لکھنؤ سے پانچ اسٹیشن آگے سہارنپور کے راستہ پر ہی ایک حادثہ پیش آیا۔ یعنی ایک مال گاڑی اور ایک دوسری گاڑی جس میں قلی تھے آپس میں لڑگئیں جس کی وجہ سے نو قلی فوت ہوئے اور چونتیس مجروح ہوئے *

ملا نجم‌الدین جو کہ ایک مشہور معروف سرحدی ملا ہیں کچھہ عرصہ سے کابل میں مقیم تھے — تھوڑا عرصہ ہوا کہ وہ اپنے وطن واپس آئے اور نہایت کروفر سے تخت رواں پر سفر کیا — ملا نجم‌الدین جنکو ملا هدایتی کہتے ہیں امیر حبیب‌اللہ خاں کے اُستاد ہیں، مگر یہہ شخص برٹش گورنمنٹ سے سخت مخالفت رکھتا ہی — اس واسطے پانیر یہہ اُمید کرتا ہی کہ امیر اُسکو پولیٹکل کام پر افریدیوں کے پاس نہ بھیجینگے *

پولیس کمیشن کے متعلق ایک نوٹس ہمارے پاس جوڈیشل سکرٹری صاحب کے دفتر سے اخبار میں چھاپنے کی غرض سے آیا ہی چنانچہ معہ ترجمہ اس پرچہ میں چھاپا جاتا ہی *

---

۱۱ نومبر کو پولیس کمیشن بمقام کلکتہ تھا *

پانیر نے یہہ خبر شائع کی ہی کہ مہاراجہ کشن پرشاد بہادر مستقل طور سے مدارالمہام ریاست حیدرآباد مقرر ہوئے ہیں — چنانچہ عنقریب ایک خاص دربار منعقد ہوگا۔ جس میں فرمان اُنکو حوالہ کیا جائیگا — اس خبر سے مہاراجہ صاحب کے دوستوں اور خیر خواہوں کو خاص خوشی ہوگی اور ہم بھی جناب ممدوح کو مبارکباد دیتے ہیں *

کچھہ عرصہ ہوا کہ ٹائٹھہ لانسرس پر اس وجہ سے گورنمنٹ کا خاص عتاب ہوا ہی کہ پے در پے دو ہندوستانیوں کی جانیں اس یورپین رسالہ کے کسی سوار کے ہاتھہ سے ضایع گئیں، اور یہہ عجیب اتفاق ہی کہ دونوں واقعات صرف چند ہفتوں کے اندر وقوع میں آئے — اول واقعہ کی ہنوز تحقیقات ختم نہیں ہوئی تھی کہ معلوم ہوا کہ رسالہ کے ایک ہندوستانی باورچی پر کسی نے اس قدر سخت مظالم کیئے کہ وہ دو روز اسپتال میں رہنے کے بعد فوت ہوگیا *

مجرم لا پتہ ہی اور خود مجروح بھی بہ حالت حیات کسی کو شناخت نہ کرسکا — خود رسالہ کی جانب سے پانچسو روپیہ کا انعام مخبر کے واسطے تجویز ہوا ہی مگر کوئی مخبری نہیں ہوئی گورنمنٹ نے تمام افسروں کو رخصت سے طلب کرلیا اور ایک سال کے واسطے رخصت بند کردی گئی اور رسالہ کو حکم دیا گیا کہ دہلی کی مصنوعی جنگ میں شریک ہو حالانکہ یہہ رسالہ جنگ ٹرانسوال میں شریک تھا اور اب آرام کا مستحق تھا *

پایونیر نے 9 نومبر کو تعلیم کے نتائج کی بابت ایک لیڈنگ آرٹکل شایع کیا ہی جو بہت غور کے قابل ہی پانیر نے یورپین اور ہندوستانی طلبا کا مقابلہ کیا ہی اور دکھلایا ہی کہ یورپین کو جو تعلیم اُس کے گھر پر ہوتی ہی وہ اُس کی سبقت اور فضیلت کا باعث ہوتی ہی *

پانیر نے اس بات پر بھی افسوس ظاہر کیا ہی کہ دیسی زبانوں میں مفید اور دلچسپ کتابیں تصنیف نہیں کیجاتیں — حتی کہ تالیف بھی نہیں کیجاتیں *

NEW BOOK.

Syed Amir Ali Bilgrmi on English Education in India.

To behad of Messrs. Pearson.

SECUNDERABAD.

DECCAN.

Price As. 12.

IMPORTANT.

ENGLISH BLANKETS! SPECIAL OFFER!!

Owing to our first consignment of English Blankets having arrived earlier than was expected this season, and with a view to make room for other consignments expected shortly, we are selling the following English Blankets at the following cheap prices:—Scarlet Blankets (superior quality) 100 by 50, Rs. 2-12: White Blankets 100 by 50, Rs. 2: Scarlet Blankets 96 by 50, Rs. 1-14: Scarlet Blankets (small) 84 by 48, Rs 1-10: Grey Blankets (large) 96 by 50, Rs 2-4: Cooli (Brown) Blankets 84 by 50, Rs. 1-14; and Army Blankets, Rs 2 each.

The Imprimis English Camera. This is a marvel. Be up to date and buy one. Simple enough for a beginner, good enough for an expert. For Portrait, Landscape and Marine work, with double dark slide and hand-book on photography. Price Rs. 5.

Apply to:—

MESSRS. HARRY & Co.,

69. Harrison Road,

CALCUTTA.

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 47.

THURSDAY, 20th NOV. 1902. روز پنجشنبہ ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۰۲ ع

سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۴۷

فہرست مضامین

		صفحہ نمبر
ایڈریس جشن تاجپوشی	(صرف اُردو) ...	۷۱۱
ہندوستان کے حفظان صحت کا رھنما (انگریزی معہ ترجمہ)		۷۱۲-۷۱۷
چھٹواں اولڈ بوائز ڈنر	سنہ ۱۹۰۲ ع (انگریزی معہ ترجمہ)	۷۱۷-۷۱۹
محمدن ایجوکیشنل کانفرنس	(صرف اُردو) ...	۷۱۹-۷۲۰
اسلام اور دولت برطانیہ	(صرف اُردو) ...	۷۲۰-۷۲۱
واقعات اور رائیں	(صرف اُردو) ...	۷۲۲
اشتہار	(صرف انگریزی) ...	۷۲۲

ایڈریس جشن تاجپوشی

منجانب

مسلمانان ہند

یقیناً ہمارے ناظرین کو اِس خبر سے قلق ہوگا کہ سنٹرل کاروانیشن کمیٹی نے منجانب مسلمانان ہند جس ایڈریس متحدہ کے پیش کرنے کا اِنتظام کیا تھا اُس کا پیش ہونا بعض جدید تجاویز و احکام گورنمنٹ ہند کی وجہ سے ممکن نہیں معلوم ہوتا — جس وقت ابتداً متحدہ ایڈریس پیش کرنا تجویز کیا گیا تھا تو یہہ خیال تھا کہ دربار کے زمانہ میں اس فرض کے ادا کرنے کا بہت اچھا موقعہ ہوگا مگر اب جو خیال کیا جاتا ہی تو ہم دیکھتے ہیں کہ اُس زمانہ میں حضور وایسراے اِس قدر مشغول ہوں گے کہ ایسا کوئی کام نہ کرسکینگے جسکو دربار سے صرف ضمنی یا خارجی تعلق ہو — حقیقت یہہ ہی کہ یہہ معاملہ ہمارے خیال اور راے کا نہیں ہی ' بلکہ ہم نے جو کچھہ تحریر کیا ہی وہ ایک چٹھی پر مبنی ہی جو منجانب لوکل گورنمنٹ اِس بارہ میں آئی ہی — حالانکہ اِس چٹھی میں اڈریس پیش کرنے کی ممانعت نہیں ہی اور اب بھی کمیٹی کو موقعہ ہی کہ اگر چاہیں بوساطت لوکل گورنمنٹ اپنا اڈریس ویسراے کی حضور میں بہ استدعاے روانگی ولایت بھیجدیں — چونکہ ایسا کرنے میں جو تجاویز منظور شدہ ہیں اُن میں تبادلہ عظیم لازم آتا ہی لہذا کمیٹی نے یہہ قرار دیا ہی کہ اپنی وفاداری کا باضابطہ اظہار مسلمانان ہند فی الحال ملتوی رکھیں — اس تجویز سے جو اسوقت دست برداری کیجاتی ہی وہ کسی ایسے حکم کی وجہ سے نہیں ہی جو خاص اِس اڈریس کی ممانعت پر مشتمل ہو — بلکہ چٹھی لوکل گورنمنٹ سے معلوم ہوتا ہی کہ حضور ویسراے نے قبل کمیٹی کی درخواست جانیکے عام احکام اِس قسم کے جاری فرمائے ہیں کہ جنکی رو سے اُس موقعہ پر کسی اڈریس کا پیش ہونا ممکن نہ ہوگا *

واضح ہو کہ یہہ تنسیخ تجویز یا التوا یا دست برداری جو کچھہ بھی ہی ' صرف اُس اظہار وفاداری سے متعلق ہی جو متحدہ اڈریس کی شکل میں باضابطہ طور سے کیا جاتا ورنہ اگر نفس معاملہ پر لحاظ کیا جاے تو مسلمانان ہند نے اپنا فرض ادا کردیا — ہماری مراد کمیٹی سے نہیں ہی بلکہ در اصل مسلمانان ہند سے ہی — جو جلسہ دھلی میں ہوا تھا اُس میں بعض حضرات جو مسلمہ ریپریزینٹیٹیو مسلمانان کے اپنے نواح میں ہیں شریک تھے بعد ازاں بمبئی ' مدراس ' برار اور اودہ وغیرہ میں با ضابطہ جلسے ہوئے اور صدر کمیٹی کے پاس مطبوعہ روئیدادیں اور بعض حالتوں میں رزولیوشن بھیجے گئے — ان کارروائیوں کی بابت کمیٹی تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہی *

GUIDE TO SANITATION IN INDIA.

MYSTERY OF FAMINE & PLAGUE EXPOSED.

(Contributed by Dr. U. L. Desai, M. D.)

:**:

(Continued from our issue of 13th November, Page 703.)

:*:

ADULTERATION OF FOOD AND DRUGS.

In a country like India where Government has to take initiative in almost everything, the legislature has to frame measures for the protection of individuals from frauds in mercantile transactions concerning food, drink and drugs. Even though under Local Self-Government Scheme propagated in India, the execution of the Public Health Laws has been remitted to the elected representatives of communities, and the state, as represented by its central government, has reserved to itself only certain powers of initiation, superintendence and control: in my opinion, these powers have to be rigidly and copiously supplemented and enforced by the state. In this matter native states are indeed better off, if they chose to exercise a power which would be of great good for the health and prosperity of their people. Visit to an Indian Bazaar, and the analysis of ghee, milk, oil, sweet-meats, groceries, vegetables, fruits and numerous other eatables will give very disheartening results. The dirty appearance of sweet-meat shops, the dirty and rusty vessels in which these things are kept, and the dirty measures, scales and hands with which various stuffs are served to customers, are disgusting. The fetid stuffs preserved in dirty and rusty cans in grocer's shops, some of which have not been cleaned for generations, are matters of general occurrence.

The adulteration of ghee, oil, flour, milk, and other eatables nd the promiscuous sale of mouldy grains, account for many diseases of the Stomach and Intestines in India. There are ew indigenous grocery stuffs as dates, Kismis, and others, which f purchased rom native shops, are not full of vermins and moulds,

ہندوستان کے حفظان صحت کا رہنما

قحط اور وبا کي اصل وجہ کا اظہار

(رقمزدہ ڈاکٹر یو ایل دیسائي صاحب — ایم ڈي سند یافتہ ولایت)

(واسطے سلسلہ کے دیکھو صفحہ ۷۰۳ اخبار مطبوعہ ۱۳ نومبر)

اشیاے خوردني اور ادویات میں آمیزش کرنا

ایک ایسے ملک میں جیسا کہ ہندوستان ہی جہاں کہ گورنمنٹ کو تقریباً ہر ایک بات میں پیش قدمي کرني پڑتي ہی مجلس واضع آئین و قوانین کو اشیاہ خوردني و نوشیدني اور ادویات کے متعلق تجارتي کاروبار کو دھوکہ سے محفوظ رکھنے کے لیئے قوانین بنانے لازم آتے ہیں- اگرچہ لوکل سیلف گورنمنٹ کي تجویز کے بموجب جو ہندوستان میں جاري کي گئي ہی قوانین متعلقہ حفظان صحت کي تعمیل قوموں کے منتخب شدہ قایم مقاموں کو سپرد کي گئي ہی ' اور سلطنت نے پیش قدمي ' اور نگراني اور اِنتظام کرنے کے باب میں صرف بعض اختیارات اپنے واسطے مخصوص رکھے ہیں ' تاہم میري راے میں سلطنت کو ان اختیارات کا عمل اور اُن کا نفاذ بڑي سختي کے ساتھہ کرنا پڑتا ہی - اِس معاملہ میں دیسي ریاستیں درحقیقت زیادہ تر عمدہ حالت میں ہیں ' بشرطیکہ وہ اُس اختیار کو عمل میں لانا چاہیں جو اُن کي رعایا کي تندرستي اور بہبودي کے حق میں نہایت مفید ہوگا - اگر آپ ہندوستان کے کسي بازار میں جاویں اور گھي ' دودہ ' تیل ' مٹھائي ' مصالحہ و ادویات ' ترکاري ' میوہ جات اور دوسري بیشمار خوردني و نوشیدني چیزوں کے اجزا کي تنقیح و تحقیقات کریں تو نہایت مایوسي پیدا کرنے والے نتیجے ظاہر ہونگے - مٹھائي کي دوکانات کي میلي کچیلي شکل ' اور وہ غلیظ اور زنگ آلودہ ظروف جن میں یہہ چیزیں رکھي جاتي ہیں ' اور میلے اوزان اور پیمانوں اور ترازوؤں کے دیکھنے سے جن سے یہہ چیزیں وزن کرکے خریداروں کو دي جاتي ہیں نفرت پیدا ہوتي ہی - اور وہ متعفن چیزیں جو میلے زنگ آلودہ ظروف میں عطاروں کي دوکانات میں رکھي جاتي ہیں اور جو مدتوں سے صاف نہیں ہوئے ہیں عموما ہر روز دیکھنے میں آتي ہیں •

گھي ' تیل ' آٹا ' دودہ اور دوسري خوردني چیزوں کي آمیزش اور سڑے ہوئے غلہ کي بلا اِختیار فروخت ہندوستان میں معدہ اور انتڑیوں کي بہت سي بیماریوں کا باعث ہوتي ہی - دیسي عطاروں کي بہت کم چیزیں از قسم چھواروں اور کشمش اور دوسري چیزوں کے ایسي ہیں کہ وہ بیرون اور گھن سے بھري ہوئي نہ ہوں - جس حالت میں کہ مثل

Sale of butcher's meat, poultry, game., flesh and fish, in the absence of an Act similar to (C.F. The Public Health Act 1875 C 116) that of England, is a source of great danger: for slaughter-houses promiscuously situated in an overcrowded population, give rise to nuisances of a serious description by uncleanliness, the putrefacation of collected blood, the effluvia of collected intestinal contents, and the decomposition of many kinds of animal matter and offal. The inspection of animals before slaughter, and of their carcases is not properly carried on in India. (cf. The Public Health Act 1875, c./66.

The cleanliness and decoration of shops and the stuffs exposed for sale therein, are matters of great importance to the public. There should be more markets for all kinds of things in large and small towns of India, and they should be so situated and constructed as to facilitate the inspection of almost every thing exposed for sale therein. The great frauds and cheatings practised by dealers in India could also be controlled to some extent, if there would be more markets, and a rigorous carrying out of an Act similar to ("Sale of Food and Drugs Act 1875 of England) which demands that no person shall mix, colour, stain, or powder any article of Food with any ingredient or material, so as to render the article injurious to health, with an intent that the same may be sold in that state

Adulteration of Ghee—Ghee is one of the staple luxuries of an Indian home, and is a source of many serious ailments. The chief adulteration that the ghee is subjected to in India, is the substitution of foreign fats, and adulteration by lard and other animal fats and certain vegetable fats, as cotton seeds oil, cocoa-nut oil, and doli or mowra oil. Old rancide ghee gives tyro-toxicon poisoning, and its symptoms are a sense of constriction in the throat, nausea, vomitting, diarrhœa, and great nervous prostration

Wheat flour—Wheat flour should be free from acidity and mouldy smell. The colour should be white; a yellow colour indicates age, fermentation, and conversion of starch into dextrin and sugar. "Caries" or "Smut" (a species of fungi) gives the flour a disagreeable smell, and the bread a blue colour. It causes Diarrhœa. Other organisms found in wheat flour are "Vibriones" in fermenting flour, and "Acarus Farinae" in damp flour. The chief impurities in flours are foreign starches and mineral

انگلستان کا کوئی قانون (پبلک ہیلتھ ایکٹ سنہ ۱۸۷۵ ع) جاری نہیں تو قصاب کا گوشت، مرغی، اور شکار، اور مچھلی کی فروخت سخت خطرہ کا باعث ہی — کیونکہ جو کھیلے ایک گنجان آبادی میں بلا امتیاز واقع ہوتے ہیں اُن کی غیر صفائی، خون جو جمع ہوجاتا ہی اُس کے سڑنے اور آنتوں کے مواد کی عفونت اور بہت سی قسم کے حیوانی مادہ اور فضلہ کے سڑنے سے نہایت سخت طور کے مضرت ناک نتیجے پیدا ہوتے ہیں — ہندوستان میں ذبح کرنے سے پہلے جانوروں کا بعد اُنکی لاشوں کا معائنہ مناسب طور سے نہیں کیا جاتا ہی — (پبلک ہیلتھ ایکٹ سنہ ۱۸۷۵ ع) *

دوکانات اور اُن چیزوں کی صفائی اور آراستگی جو اُن میں فروخت کے لیئے رکھی جاتی ہیں عوام کے حق میں نہایت ضروری ہی — ہندوستان کے بڑے بڑے اور چھوٹے چھوٹے قصبوں میں تمام اقسام کی چیزوں کے لیئے زیادہ بازار ہونے چاہیئیں، اور وہ ایسے موقعوں پر واقع اور اُن کی تعمیر ایسے قرینہ سے ہونی چاہیئے کہ جو چیزیں اُن میں فروخت کے لیئے رکھی جاویں اُن میں سے ہر ایک چیز کے ملاحظہ میں سہولیت ہو — اگر ہندوستان میں زیادہ بازار موجود ہوں اور ایک ایسے قانون کی تعمیل (جیسا کہ انگلستان کا قانون متعلقہ فروخت اشیاء خوردنی و ادویات سنہ ۱۸۷۵ ع ہی) بڑی سختی کے ساتھ کی جاوے جس کا منشا یہہ ہی کہ کوئی شخص کھانے کی کسی چیز میں کوئی ایسا جزو، رنگ، یا مغرف یا مادہ جس سے وہ چیز انسان کی تندرستی کے حق میں مضر ہو جاوے اس غرض سے کہ وہ اُس حالت میں فروخت کی جاسکے نہ ملاوے تو جو بڑے بڑے فریب اور دھوکے دوکاندار دیتے ہیں اُن کی بھی کسی قدر روک ٹوک ہوجاوے گی *

گھی کی آمیزش — گھی ہندوستان کے ہر ایک گھر میں عیش و آرام کی خاص خاص چیزوں میں سے ہی اور بہت سی سخت بیماریوں کا مخرج ہی — جو خاص آمیزش ہندوستان میں گھی میں کی جاتی ہی وہ دوسرے جانوروں کی چربی اور بعض نباتی چربی ہی جیسیکہ بنولے کے بنولوں کا تیل، نارئل کا تیل یا مہوے کا تیل ہی — پورانے متعفن گھی سے ایک قسم کا زہر پیدا ہو جاتا ہی، اور اُس کے اثر بد کی علامات یہہ ہیں کہ حلق میں ایک قسم کی اینٹھن اور اختلاج اور پیچش پیدا ہو جاتی ہی اور اعضا نہایت سست اور کمزور ہو جاتے ہیں *

گیہوں کا آٹا — گیہوں کے آٹے میں ترشی اور بدبو نہیں ہونی چاہیئے — اُس کا رنگ سفید ہونا چاہیئے — زرد رنگ اُس کے پورانے ہونے، خمیر پیدا ہونے اور ماوہ کے شکر بن جانے کی علامت ہی — گھن کے پیدا ہونے سے آٹے میں ایک ناگوار بو پیدا ہو جاتی ہی اور روٹی نیلے رنگ کی ہو جاتی ہی — اور اُس سے پیچش پیدا ہوتی ہی — دوسرے مادے جو گیہوں کے آٹے میں پائے جاتے ہیں (Vibriones) خمیر دار آٹے میں اور (Acarus Farinae) گیلے آٹے میں ہوتی ہی — خاص

matters. Best flour is that which is ground in a hand-mill in once's own home.

The chief ways in which health may be affected by the articles of food are :—

(1) Certain essential constituents of diet may be deficient or in excess.

(2) Flesh may contain some poisonous substance administered as a drug or eaten as food by the animal.

(3) Poisonous substances may be derived from the vessels in which the food has been kept. Thus tinned provisions (fruit, flesh, fish or milk,) may become poisonous, and cider or vinegar kept in lead glazed vessels may cause lead poisoning.

(4) Injurious substances may be added or substituted accidentally, or by way of adulteration.

(5) Certain kinds of food are liable to be occasionally poisonous even in the fresh state, under unknown conditions (Mussel poisoning).

(6) Putrefactive or fermentative changes may have commenced.

(7) Poisonous substances may be developed either as a result of parasitic growth ("Verdet" Ergot) or from unknown causes (tyro-toxicin).

(8) The flesh or milk of an animal suffering from certain specific or parasitic diseases, may impart the disease, (*e. g.* Tuberculosis, Trichinosis, Hydatids). Actinomycosis affords an instance of somewhat parallel danger from vegetable food.

(9) Food and especially milk may become infected by virus of human origin, (*e. g.* Diphtheria, Enteric Fever, and Scarlet Fever).

(10) Disease or more rarely idiosyncracy apart from disease may render certain kinds of food injurious, which to ordinary persons are wholesome.

(11) Certain accessories of diet may be injurious if used injudiciously (*e. g.* alcohol, tea &c.)

غلاظت آٹے میں خارجي مادہ اور جماداتي مادہ ہوتا ہی — سب سے بہتر آٹا وہ ہی جو ہاتھہ کي چکي میں گھر پر پیسا جاوے *

خاص طریقے جن میں کھانے کي چیزوں کا اثر تندرستي پر ہوتا ہی یہہ ہیں *

(۱) ممکن ہی کہ کھانے کے بعض ضروري اجزا مقدار میں کم یا زیادہ ہوں *

(۲) ممکن ہی کہ گوشت میں کوئي زہر آلودہ چیزہو جو بطور دوا کے دي گئي ہو یا جس کو جانور نے بطور غذا کے کھایا ہو *

(۳) زہر آلودہ چیزیں اُن برتنوں سے جن میں کھانا رکھا گیا ہو پیدا ہو سکتي ہیں - مثلاً جو چیزیں ٹین میں بند ہوتي ہیں، (میوا، گوشت، مچھلي یا دودہ) اُن میں سمیت پیدا ہوسکتي ہی، اور نارنگي یا سرکہ جو سیسہ کے روغني برتنوں میں رکھا جاوے سیسہ کا زہر پیدا کر سکتا ہی *

(۴) ممکن ہی کہ مضرت رساں چیزیں کھانے کي چیزوں میں اضافہ ہوجاوں یا اتفاقیہ یا بذریعہ آمیزش کے بجاے اصلي چیزوں کے داخل ہوجاویں *

(۵) بعض اقسام کے کھانے کي چیزیں اگر اوقات تازہ حالت میں بھي اور نامعلوم صورتوں میں زہردار ہوسکتي ہیں *

(۶) ممکن ہی کہ سڑنے والي یا خمیر پیدا کرنے والي تبدیلیاں شروع ہوگئي ہوں *

(۷) زہر دار چیزیں خواہ تو بطور نتیجہ پیدایش کیڑوں کے ("Verdet" Ergot) یا نا معلوم اسباب سے (tyro-toxicin) پیدا ہوسکتي ہیں *

(۸) ایسے جانور کے گوشت یا دودہ سے جو بعض خاص بیماریوں میں مبتلا ہو بیماري پیدا ہوسکتي ہی مثلاً
(Tuberculosis, Trichinosis, Hydatids)
(Actinomycosis) یہہ ایک مثال ایسي قسم کے خطرہ کي ہی جو نباتاتي خوراک سے پیدا ہوتا ہی *

(۹) کھانے کي چیزیں اور خاصکر دودہ انساني مادہ سے بوجہ قربت مریض متاثر ہوسکتے ہیں مثلاً امراض مندرجہ ذیل کا اثر کھانے کي چیزوں پر ہوسکتا ہی ڈپتھیریا-انکارات فیور - انٹرک فیور -
Diptheria, Scarlet Fevere, Enteric Fever.

(۱۰) بیماري کي وجہ سے یا قطع نظر بیماري سے شاذ و نادر توہمات کي وجہ سے بعض اقسام کا کھانا جو معمولي شخصوں کے حق میں صحت بخش ہو ضرر رساں ہوسکتا ہی *

(۱۱) غذا کے بعض ذریعے (مثلاً شراب اور چاہ وغیرہ) اگر بے احتیاطي کے ساتھہ اِستعمال کیئے جاویں تو وہ مضر ہوسکتے ہیں *

دودھ — ھندوستان میں جہاں کہ اکثر شخص ترکاري کھانے والے ھیں ' صرف دودھ ھي عوام کے لیئے مقوي غذا ھی — اور بچوں اور مریضوں کے لیئے تو وہ ایک خاص غذا ھی *

اگر دودھ بدرو کي ھوا کے سامنے رکھا جاوے تو وہ اُس غلاظت کو بہت جلد جذب کرلیتا ھی *

کھانے کي کوئي چیز ایسي نہیں ھی جسپر خراب اثر اس قدر موثر ھوسکتا ھو جیسا کہ دودھ پر ھوتا ھی *

اگر مویشي بیمار ھوں یا اُن کو خراب کھانا اور غلیظ پاني ملتا ھو ' یا اگر وہ خراب طرح پر رھتے ھوں ' تو دودھ غیر صحت بخش ھوجاتا ھی — دودھ کاڑھتے وقت اگر تھن پہلے سے نہ دھولیا جاوے ' اور اگر دودھ دوھنے والے کے ھاتھ اور وہ برتن جس میں وہ دودھ نکالے صاف نہ ھوں تو دودھ بگڑ جاتا ھی — اگر راستے میں اُس کو کھلے ھوئے برتن میں بازار کو لے جاویں ' اور وھاں وہ گرد اور خراب ھوا میں رکھا رھے اور اُس کے بعد خریداروں کو اُن کے میلے برتنوں میں دیا جاوے تو دودھ جس میں خراب مادہ اس طرح جمع ھوجاتا ھی ھر قدم پر ایک خطرناک مال ھوجاتا ھی — پھر اگر وہ دودھ ایک میلي بوتل میں بھرا جاوے تو جو بچہ اُس کو پیتا ھی وہ یقینا بیمار ھوجاتا ھی — اس صورتوں میں یہہ بات بلا ریب ثابت ھوگئي ھی کہ دودھ سوخ بخار ' انٹرک فیور ' ڈپتھیریا ' — ھیضہ اور اسہال کے مادہ کا پہونچانے والا ھوتا ھی تھن میں جلن کے ھونے سے جسکو گاجت کہتے ھیں اور پیر اور مونھہ کي بیماریوں سے aphthous stomatitis کي بیماري ' زبان کي سوجن ' اور خاصکر بچوں میں تنفس پیدا ھوسکتا ھی — Tuberculosis دودھ کے ذریعہ سے منتقل ھوسکتا ھی *

جو دودھ اُن گایوں سے دوھا جاوے جن کے تھن میں ٹیوبرکیولاسس کی بیماری یا زخم ھو وہ اُن شخصوں میں جو اِس دودھ کو استعمال کریں اور خصوصا بچوں میں مرض ٹیوبرکیولاسس کو پھیلادیگا — بعض قسم کي کھمبیاں جنمیں سے اکثر سطح پر ایک نیلاگوں پرت پیدا کردیتي ھیں بسا اوقات دودھ میں ملجاتي ھیں اور اُس کے اندر بڑھتي رھتي ھیں ' جس سے مرض اسٹامیٹیٹس ' بد ھضمي اور سخت سوزش کي اُن شخصوں انتڑیوں میں جو اُس دودھ کو استعمال کریں پیدا ھوتي ھی — بعض نباتات مثلا (Rhus Toxicodelnron) اور (Euphorbium) دودھ میں زھریلي خاصیتیں پیدا کردیتي ھیں *

جو دودھ بڑي دیر تک رکھے رھنے ' اور گرمي ' یا عفونت کے جذب کرنے ' یا صفائي کے نہونے سے ترش یا متعفن ھوجاتا ھی اُس سے انتڑیوں میں سوزش پیدا ھوجاتي ھی ' اور وہ بلاشبہہ بچوں میں وبائي پیچش کا ایک بڑا سبب ھوتا ھی *

Milk—In India, where most of the people are vegetarians, milk is the only nutritious food for the public. For children and invalids milk is the staple food.

Milk exposed to sewer gas absorbs it rapidly.

There is no article of dietary so much exposed to contamination as milk.

If cattle are diseased, or they get bad food and dirty water, or if they are housed badly, milk becomes unhealthy. While milking, if the udder is not previously washed, and if the hands of the milkman and the vessel in which he milks are not clean, milk gets contaminated. If on its way, it is carried in open vessels to Bazaar, and there exposed to dust and foul gases, and then served to customers in their unclean pots, milk, thus gathering contaminations, becomes a dangerous fluid at every step. If it then enters a dirty milk bottle, the child who feeds on it surely becomes ill. Milk has been proved beyond doubt, in a large number of instances, to act as the carrier of infection of Scarlet Fever, Enteric Fever, Diphtheria, Cholera and Dysentery. An inflammatory affection of the udder known as garget, and foot and mouth disease, are capable of producing illness with aphthous stomatitis, swelling of the tongue, and fetor of the breath, especially in children. Tuberculosis is transmissible by milk.

Milk from cows suffering from tuberculosis of the udder in the form of softening nodules, or abscesses, will spread tuberculosis in those using the milk, particularly children. Certain fungi, some of which cause a blue layer upon the surface, occasionally gain access to milk and multiply in it, giving rise to stomatitis, dyspepsia, and severe gastric or gastro-intestinal irritation, in those who drink the milk. Certain Vegetables, as Rhus Toxicodendron and Euphorbium, impart poisonous properties to milk.

Milk that from long standing, warmth, absorption of effluvia, or want of cleanliness, has become sour or offensive, is liable to cause gastro-intestinal irritation and is beyond doubt an important factor in the Etiology of epidemic diarrhoea in children.

In some large towns artificial milk is manufactured as follows :—

Sugar roasted imparted the yellow colour : oil produced the fat : eggs gave an appearance of richness, starch was added to represent the casein or curd ; and water did the rest.

Milk of a grazing cow is far healthier than that of one tied down in a stable.

In England, the Dairies, Cowsheds, and Milk-shops Order of 1885 was issued by the Privy Council in pursuance of the 34th section of the Contagious Diseases (animals) Act of 1878 This Act laid down that the trade of cow-keeper, dairy men, and purveyor of milk, could only be carried on by registered persons. Unless a cowshed is properly provided as regards lighting, ventilation, including air space, and the cleansing, drainage and water-supply, to the satisfaction of the sanitary authority, it could not be used as such.

The cowshed should be in a proper condition, (*a*) for the health and good condition of the cattle therein, (*b*) for the cleanliness of milk vessels used therein for containing milk for sale, and (*c*) for the protection of the milk therein, against infection and contamination.

Section 9.—It shall not be lawful for any cow keeper, or dairy man, or purveyor of milk, or occupier of a milk shop, (*a*) to allow any person suffering from a dangerous infectious disorder, or having recently been in contact with a person so suffering, to milk cows, or to handle vessels, used for containing milk for sale, or in any way to assist as regards the production, distribution or storage of milk.

Section 10.—It shall not be lawful to have any water closet, earth closet, privy, cesspool, or urinal to be within, communicate directly with, or ventilate into, any dairy, or any room used as a milk-store, or a milk shop

Section 15.—The milk of a cow suffering from cattle-plague, pleuro-pneumonia, or foot and mouth disease, (*a*) shall not be mixed with other milk, (*b*) and shall not be sold or

بعض بڑے بڑے شہروں میں مصنوعی دودھ ذیل کے طریقہ میں تیار کیا جاتا ھی *

شکر اگر بھونی جاوے تو اُس سے زرد رنگ پیدا ھوتا ھی — تیل سے چربی پیدا ھوتی ھی ' انڈوں سے صفائی اور عمدگی آجاتی ھی* مادہ دھی کی شکل پیدا کرنے کے لیئے اضافہ کیا جاتا ھی اور باقی کام پانی دیتا ھی *

ایک چرتی ھوئی گائے کا دودھ اُس گائے کے دودھ کی بہ نسبت جو ایک مکان میں بندھی ھوئی ھو زیادہ تر صحت بخش ھوتا ھی — انگلستان میں پریوی کونسل نے دودھ کے کارخانوں — گوشالوں اور دودھ کی دوکانات کے متعلق سنہ ۱۸۸۵ ع کا حکم وانون امراض متعدی جانوران سنہ ۱۸۷۸ع کی دفعہ ۳۴ بموجب جاری کیا تھا اس ایکٹ میں یہہ حکم تھا کہ گائے پالنے والے ' دودھ دوھنے والے اور فروخت کرنے والے کا پیشہ صرف وہ شخص کرسکتے ھیں جن کے نام حسب قاعدہ درج رجسٹر ھوگئے ھوں — جب تک کہ کسی گوشالہ میں مناسب طور سے روشنی اور ھوا اور میدان ' اور صفائی ' پانی کے نکاس اور پانی کی رسد کا حاکم صفائی کے اطمینان کے موافق انتظام نہو اُس وقت تک وہ بطور گوشالہ کے کام میں نہیں لایا جاسکتا ھی اِس قانون کی بعض دفعات کا مضمون حسب ذیل ھی *

گوشالہ (الف) اُن مویشیوں کی تندرستی اور بہبودی کے واسطے جو اُس کے اندر رھتے ھوں (ب) دودھ کے اُن برتنوں کی صفائی کے واسطے جو فروخت کے لیئے دودھ کے رکھنے کے لیئے وھاں استعمال کیئے جاویں اور (ج) جو دودھ اُن برتنوں میں رکھا ھو اُس کو خراب ھونے سے محفوظ رکھنے کے لیئے عمدہ حالت میں ھونا چاھیئے *

دفعہ ۹ — جائز نہوگا کہ کوئی گوالیہ — یا دودھ دوھنے والا ' یا دودھ فروخت کرنے والا یا دودھ کی دوکان پر بیٹھنے والا (الف) کسی شخص کو جو کسی خطرناک متعدی بیماری میں مبتلا ھو یا حال میں اُس شخص سے ملا ھو جو اس طرح بیمار ھو دوکان کے اندر آنے دے ' گائیں کو دوھنے یا اُن برتنوں کو چھونے دے جو فروخت کے لیئے دودھ رکھنے کے واسطے کام میں لائے جاتے ھوں یا کسی طرح پر دودھ کے نکالنے ' تقسیم کرنے یا اُس کا ذخیرہ جمع کرنے میں اُس شخص سے مدد لے *

دفعہ ۱۰ — جائز نہوگا کہ کوئی غسلخانہ ' پاخانہ ' کنڈی یا پیشاب خانہ کسی دودھ کے کارخانہ یا کسی کمرہ کے اندر جو دودھ کے ذخیرہ کے لیئے کام میں لایا جاوے یا کسی دوکان کے اندر ھو ' یا براہ راست اُس سے ملا ھوا ھو ' یا اُس کی ھوا اُس کے اندر جاتی ھو *

دفعہ ۱۵ — جو گائے مویشیوں کے وبائی مرض ' پلورو نمو مونیا (pleuropneumonia) یا پیر اور مونھہ کی بیماری میں مبتلا ھو اُس کا دودھ (الف) دوسرے دودھ کے ساتھہ نہیں ملایا جاوے گا (ب) وہ غذا کے واسطے فروخت یا استعمال نہیں

used for food, (c) and shall not be sold or used for food of other animals, unless it has been boiled.

کیا جاوے گا اور (ج) جب تک کہ اُس کو جوش نہ دیا جاوے وہ دوسرے جانوروں کی خوراک کے لیئے فروخت یا استعمال نہیں کیا جاوے گا *

Fish—The least decomposition in fish causes gastro-intestinal irritation. The liver of the halibut and mussels causes diarrhœa, rash and sometimes fatal symptoms.

مچھلی — مچھلی کے ذرا بھی سڑ جانے سے انتڑیوں میں سوزش پیدا ہوتی ہی - قسم ھیلی بٹ اور مسلس کی مچھلی کے جگر کے کھانے سے پیچش اور بعض اوقات مہلک علامتیں پیدا ہوتی ہیں *

The flesh of animals suffering from any inflammatory disease, and meat in an advanced state of putrefaction, cause diarrhœa, acute gastro-intestinal irritation, and other manifestations of septic poisoning.

جو جانور کسی سوزش پیدا کرنے والی بیماری میں مبتلا ہوں اُن کے گوشت سے ' اور جو گوشت نہایت سڑگیا ہو اُس سے پیچش اور آنتوں میں سخت جلن ' اور سمیت کی دوسری علامات پیدا ہوتی ہیں *

Certain parasites, Tænia in beef, mutton, and pork, and Trichina in pork, are transmissible to man. Sheep are liable to Strongylus Filaria in the lungs, Distoma Hepaticum in the Liver and Cœnurus Cerebralis in the brain ; Also to Anthrax, Tuberculosis, Pleuro-Pneumonia, Foot and Mouth disease, Cattle-Plague, Farcy, Glanders, Sheep-pox, Rabies, Septicæmia, Pig-typhoid, and Hog Cholera.

بعض قسم کے کیڑے یعنی گائے ' بھیڑ ' اور سور کے گوشت کی ٹینیا (Tænia) اور ٹریچنا (Trichina) انسان کو منتقل ہوسکتے ہیں — بھیڑوں کے پھیپھڑوں میں مرض اسٹرانگیلس (Strangylus Filaria)' جگر میں مرض ڈسٹوما (Distmia Hepaticum) اور دماغ میں conorus ciribrelis انتھریکس (Anthrax) ٹیوبر کیولاسس (Tuberculosis) پلورو نیو مونیا (Pleuro-neumonia) اور نیز مونہہ کی بیماریاں' وائی بیماری (Farcy) — (Glanders) چیچک — ربیز (Rabies) سیپٹی کیمیا (Septicæmia) پگ ٹائفائیڈ (Pig-typhoid) اور ھاگ کالیرا (Hog-Cholera) پیدا ہوسکتا ہی *

Certain methods of preservation of food-stuffs are :—by exclusion of air, exclusion of germs, injection of preservative solutions, application of preservatives to the surface, by picking, drying, by continuous exposure to cold, by hermetically sealing in tin cases, in vacuo, or in sterilised air.

کھانے کی چیزوں کے محفوظ رکھنے کے بعض طریقے یہہ ہیں — ہوا کا نکالدینا — کیڑوں (germs) کا نکال دینا — حفاظتی سوایشن کا انجکت کرنا — سطح پر حفاظتی چیزوں کا استعمال کرنا - بیننا خشک کرنا - متواتر سردی میں رکھنا - ٹین کے بکسوں میں - خلا میں ' یا ہوا میں جو صاف پاک ہو سر بمہر بند کرکے رکھنا *

Fairs are very common in India, they being an old institution. In certain towns and villages they are very common. The exposure for sale of unwholesome provisions or infected cattle, needs supervision. Fairs are often the means of the spread of infectious diseases as Cholera. Certain regulations for conducting fairs are very important. (Public Health Act Section 167).

پہلے ہندوستان میں کثرت سے ہوتے ہیں اور اُن کا رواج قدیمی ہی- بعض قصبوں اور دیہات میں یہہ میلے نہایت کثرت سے ہوتے ہیں - ان میلوں میں خراب اجناس یا بیمار مویشی کے فروخت کے لیئے پیش کرنا سخت نگرانی کا محتاج ہی — میلے اکثر اوقات امراض متعدی کے پھیلنے کا جیسا کہ ہیضہ ہی ذریعہ ہوتے ہیں — میلوں کے اِنتظام کے لیئے بعض قوانین کا جاری کرنا نہایت ضروری ہی (پبلک ہیلتھ ایکٹ دفعہ ۱۶۷) *

Fields are injurious to health. Habitations near rice fields during early stages of the crops, render such inhabitants liable to fall a victim to Malaria. In Italy there is a law, that no human habitation could be allowed within 1,000 Metres of the rice fields.

کھیت تندرستی کے لیئے مضر ہوتے ہیں - جو مکانات چاول کے کھیتوں قریب ہوتے ہیں اُن کے باشندوں کا فصل کے اِبتدائی زمانہ میں بخار کلیریا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہی — چنانچہ اِٹلی میں یہہ قانون جاری ہی کہ چاولوں کے کھیتوں سے ایک ہزار میٹر کے فاصلہ † کے اندر اِنسان کی سکونت کا کوئی مکان نہیں بنایا جاسکتا ہی *

(*To be continued.*)

(باقی آیندہ)

6TH OLD BOYS' DINNER.

چھٹواں اولڈ بوائز ڈنر — سنہ ۱۹۰۲ع

1902.

15th November 1902.

۱۵ نومبر سنہ ۱۹۰۲ ع

THE following resolutions were passed at a Meeting of the Old Boys Association, held on the 15th Instant :—

مندرجہ ذیل رزولیوشن اولڈ بائز ایسوسی ایشن کے جلسہ میں جو ۱۵ نومبر سنہ ۱۹۰۲ ع کو منعقد ہوا پاس ہوئے *

I. THAT the College Trustees be requested to grant to the Old Boys Association the privilege of nominating a candidate for election as Trustee of the College for every fourth vacancy occurring on the Board of the Trustees.

۱ — ٹرسٹیان کالج سے یہہ درخواست کی جاوے کہ وہ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کو یہہ حق عطا فرماویں کہ ہر چوتھے خالی عہدہ کے لیئے جو بورڈ ٹرسٹیان میں واقع ہو ایک اُمید وار بطور ٹرسٹی کالج کے نامزد کیئے جانے کی غرض سے منتخب کیا کرے *

† شاید ایک ہزار گز ہوگا — اِیڈیٹر

II. That the Old Boys Association is of opinion that the Old Boys should, when visiting Europeans, take off either their head-gear or their shoes; but the Old Boys Association recommends all the Old Boys to take off their caps on such occasions.

III. That as the Local Government has discontinued the privilege tentativly granted from year of opening Personal Ledgers of subscription to the M. A.-O. College in the District Treasuries on account of the numbers of subscribers being very small, it is desirable to collect 1 per cent. subscription from all persons ready to subscribe, through the Old Boys Association, and that when the number of such subscribers amounts to at least five hundred then the question of memorializing the Government on the subject be brought again before the Old Boys.

IV. That payments made by the Old Boys towards any other College subscriptions shall not be regarded as payments towards the Old Boys Fund under 1 per cent. scheme

V. That the Old Boys Association will ask, from time to time, Old Boys and other gentlemen interested in literary research to serve as Honorary Lecturers in the College.

That a Sub-Committee of the following gentlemen be formed to put this resolution into practice:—

1. Mr. T. Morison (President).
2. Mr. Mahomed Ali (Secretary).
3. Qari Sarfaraz Hosein.
4. Mr. Aftab Ahmad Khan.
5. Khwaja Ghulam-us-saqlain.

VI. That in continuation of the two Resolutions about improving the quality and status of the Indian teaching-staff of the College, passed last year and the year before, it is desirable that the Honorary Secretary to the Trustees of the M. A.-O. College be requested by a deputation of the Old Boys to take steps to get the sanction of the Trustees in that behalf.

That the following gentlemen should form such a deputation:—

Mr. Shaukat Ali.
Mr. Mahomed Ali.
Sheikh Abdulla.
Habibulla Khan.
Shah Zahir Alam.

VII. That this Association very highly appreciates the efforts of the Old Boys in England and should feel much pleasure in affiliating the said Association in England to the Central Old Boys Association at Aligarh.

۲ — اولڈ بوائز ایسوسي کي یہہ راے ھی کہ اولڈ بوائز اھل یورپ سے ملتے وقت یا تو اپني ٹوپي اور یا اپني جوتیاں اُتار لیا کریں — لیکن اولڈ بوائز ایسوسي ایشن تمام اولڈ بوائز سے یہہ سفارش کرتي ھی کہ وہ ایسے موقعوں پر اپني ٹوپیاں اُوتار لیا کریں *

۳ — چونکہ لوکل گورنمنٹ نے اِس وجہ سے کہ چندہ دینے والوں کي تعداد بہت کم ھوتي ھی اِس حق کو کہ محمدن اینگلو اورینٹل کالج کے لیئے ضلع کے خزانوں میں ذاتي کھاتے کھولے جاویں جو امتحانا عطا کیا گیا تھا منسوخ کردیا ھی ' اس لیئے یہہ امر پسندیدہ ھی کہ ایک روپیہ فیصدي چندہ اُن تمام شخصوں سے جو چندہ دینے پر آمادہ ھوں اولڈ بوائز ایسوسي ایشن کي معرفت وصول کیا جاوے ' اور جس وقت اس قسم کے چندہ دینے والوں کي تعداد کم سے کم پانسو تک پہونچ جاوے تو اس امر کي نسبت گورنمنٹ سے درخواست کرنے کا معاملہ پھر اولڈ بوائز کے روبرو پیش کیا جاوے *

۴ — جو روپیہ اولڈ بوائز کالج کے کسي دوسرے چندہ کے لیئے ادا کرینگے وہ "روپي اسکیم" کے بموجب اولڈ بوائز کے فنڈ کا چندہ متصور نہوگا *

۵ — اولڈ بوائز ایسوسي ایشن وقتاً فوقتاً اولڈ بوائز اور دیگر صاحبان سے جو علمي تحقیقات کے ساتھہ دلچسپي رکھتے ھوں یہہ درخواست کریگي کہ وہ کالج میں بطور آنریري لکچرار کے مدد دیں *

اس رزولیوشن کي تعمیل کے لیئے ایک سب کمیٹي صاحبان مندرجہ ذیل کي قایم کي جاوے *

۱ مسٹر ٹي ماریسن (پریزیڈنٹ) *
۲ مسٹر محمد علي (سکرٹري) *
۳ قاري سرفراز حسین *
۴ مسٹر آفتاب احمد خاں *
۵ خواجہ غلام الثقلین *

۶ — بہ تسلسل اُن دو رزولیوشنوں کے جو کالج کے ھندوستاني ٹیچنگ اسٹاف کي عمدگي اور حیثیت کو ترقي دینے کي نسبت سال گذشتہ اور اُس سے پہلے سال میں پاس ھوئے تھے یہہ امر پسندیدہ ھی کہ آنریري سکرٹري محمدن اینگلو اورینٹل کالج کي خدمت میں بذریعہ ڈیپوٹیشن اولڈ بوائز کے یہہ درخواست کي جاوے کہ مغربي الیہ اس باب میں ٹرسٹیوں کي منظوري حاصل کریں *

صاحبان مندرجہ ذیل اس ڈیپوٹیشن میں شامل ھوں *

مسٹر شوکت علي *
مسٹر محمد علي *
شیخ عبداللہ *
حبیب اللہ خاں *
شاہ ظہیر عالم *

۷ — جو کوششیں اولڈ بوائز نے انگلستان میں کي ھیں اُن کي یہہ ایسوسي ایشن نہایت قدر کرتي ھی ' اور جو ایسوسي ایشن انگلستان میں قایم کي گئي ھی اُس کو نہایت خوشي کے ساتھہ سنٹرل اولڈ بوائز ایسوسي ایشن علي گڈھ کے ساتھہ شامل کرتي ھی *

سنٹرل ایسوسي‌ایشن علیگڈھ کي اسٹینڈنگ کمیٹي نہایت خوشي سے اُن فرماشوں کي تعمیل کریگي جو انگلستان کي مذکورہ بالا ایسوسي‌ایشن اپنے اغراض و مقاصد کي تکمیل کي غرض سے کریگي جیسے کہ اُس جلسہ کي روئداد میں بیان کیئے گئے ھیں جو یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ ع کو انگلستان میں منعقد ھوا تھا *

۸ — اولڈ بوائز ایسوسي ایشن اپني دلي احسانمندي سید جعفر حسین صاحب دسٹرکٹ انجنیر مرار ریاست گوالیار کي خدمت میں بلحاظ اُن قابل تعریف کوششوں کے ظاھر کرتي ھی جو موصوف الیہ نے ایم اے او کالیج کے لیئے التزاما ایک روپیہ چندہ وصول کرنے کے بارہ میں جس کي راے مسٹر ایل ٹپنگ پروفیسر کالیج مذکور نے دي ھی فرمائي ھیں *

That the Standing Committee of the Central Association at Aligarh will very gladly comply with any requisitions made by the said Association in England in furtherance of their aims and objects as described in the proceedings of the meeting in England held on the 1st October 1902.

VIII. The Old Boys Association expresses the sense of its deep gratitude to Syed Jaafer Hosein Sahib, District Engineer, at Morar, Gwalior State, for the laudable efforts made by him to organize systematically the collection of 1 Rupee subscription for the M. A.-O. College as suggested by Mr. L. Tipping, Professor of the same College.

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس

بعالي خدمت جناب معلی القاب نواب محسن‌الملک بہادر

میرا عریضہ جو جناب نے علیگڈھ گزٹ میں چھاپا ھی میں دیکھتا ھوں کہ اُس پر مختلف حضرات نے خیال رجوع کیا ھی اور میں ابھي چند دنوں تک اُن تحریرات کے پڑھنے کا جو میري معروضات کے خلاف یا تائید میں لکھے جائینگے اور اُن بیانات کے سننے کا جو اس کے متعلق مجھہ سے ھونگے انتظار کرونگا اور ضرورت ھوگي تو پھر کچھہ عرض کرونگا مگر ایک غلط فہمي جو میرے اس پروپوزل سے ھوئي کہ خدمتگاري سکھانے یا کاپي نویسي کي تعلیم کا کیوں بندوبست نہ ھونا چاھیئے اُس کي بابت کچھہ عرض کرنا چاھتا ھوں *

یعني میں نے ان دونوں قسموں کي تعلیم کے واسطے اِسکول کھولے جانے کي ضرورت کي طرف جو اشارہ اپنے عریضہ میں کیا تھا اُس سے میرا مقصد یہہ تھا کہ اگر یہہ کانفرنس مسلمانوں کو تعلیم کے متعلق صلاح و مشورے دینے والي جماعت ھی تو اُسکو اپنے مشوروں کو زیادہ وسیع پیمانہ پر پھونچانا چاھیئے اور اس واسطے ایسے تعلیمي صیغے بھي بتلانا چاھیئیں جس پر کم سرمایہ والے یا خاص خاص خیال والے مسلمان عمل کرنے سے اپنے تئیں زاید مفید بنا سکیں *

اگر یہہ جملے اب بھي تشریح کے محتاج رھے ھیں تو میں یہہ عرض کرونگا کہ کانفرنس کا صرف یہہ فرض نہ ھونا چاھیئے کہ وہ صرف اھل دول اور آسودہ اشخاص کے واسطے ھي کچھہ راستے نکالا کرے بلکہ اُس کو اُن غریب مسلمانوں کو بھي فراموش نہیں کرنا چاھیئے کہ جو اسقدر مقدرت نہیں رکھتے کہ تعلیمي مصارف کي برداشت کرسکیں — علاوہ بریں یہہ امر ناممکن ھی کہ کوئي قوم اپنے کل افراد کو علی‌الخصوص جبکہ اُس کي تعداد اسقدر کثیر ھو جیسي کہ مسلمانوں کي ھی، گریجوایٹ بنا سکے یا کل افراد کو صرف ایک ھي راستہ پر کامیابي کے ساتھہ چلا سکے — اور اگر ایسا نہیں ھی تو کیوں نہ ھم مختلف گروہ اور فرقوں یا مختلف انقوست رکھنے والوں کو کم سے کم جدا جدا نیک مشورہ ھي دیا کریں — اگر آپ اپنے بیش قیمت اخبار میں زیادہ جگہہ دینا قبول فرمائیں تو میں چند سطریں اور بھي اس غرض سے لکھونگا کہ میري نظر میں سواے اُن دو پیشوں کے جن کي بابت میں نے اپنے عریضہ میں اشارہ کیا ھی اور جن پر میں مکرر زور دیتا ھوں اور بھي پیشے ھیں جن کو غریب آدمیوں کو حاصل کرنے کي ترغیب دي جاسکتي ھی اور اگر لوگوں کو یہہ معلوم ھوگا کہ کانفرنس ایسے اُمور پر غور کرتي ھی تو بہت سے طریقے اس سے بھي بہتر دوسرے اشخاص ضرور پیش کرینگے — یعني :—

۱ — میں نے حال میں کسي اخبار میں دیکھا ھی کہ ٹایپ رایٹروں کي مانگ روز بروز بڑھتي جاتي ھی — اگر یہہ صحیح ھو تو کیوں نہ کانفرنس لوگوں کو ترغیب دے کہ ٹایپ رایٹنگ کے سیکھنے کا مختلف شہر والے انتظام کریں — اور پھر یہہ کہ اُس کے واسطے یعني اس کام کے سکھانے کے واسطے کیا کیا کرنا ھوگا ؟ *

میرے نزدیک تھوڑي سي انگریزي پڑھے ھوئے بہت سے لوگ روزگار میں اُس طریقہ سے لگ سکتے ھیں *

۲ — کچھہ مہینے اول مجھکو بمبئي کے ایک جنٹلمین کي زباني یہہ معلوم ھوا کہ شارٹ ھینڈ رائیٹنگ † ایک بڑي آمدني کا کام اور اِس کے سیکھنے کے واسطے (بشرطیکہ اول درجہ کي مشق ھو) صرف انگریزي کي عمدہ زباندانی کي ضرورت ھی اور اسي سلسلہ میں معمولي کام سیکھنے کے واسطے معمولي انگریزي دانی کافي ھی — مجھہ سے اُس جنٹلمین نے یہہ بھي کہا کہ اچھے واقف کار کے واسطے ھزار پانچسو روپیہ ماھوار کي آمدني بالکل ممکن ھی اور اس کے ادنی درجوں میں سارٹیفکیٹ یافتہ

† شارٹ ھینڈ رائیٹنگ Short-hand writing وہ فن ھی جس کے ذریعہ سے تقریروں کا نہایت عجلت سے قلمبند کرنا ممکن ھی — اِس میں بجاے حروف کے خطوط اِستعمال ھوتے ھیں — چونکہ جنجان ھائي کورٹ کے واسطے تحریري تجاوز لازمي نہیں ھیں لہذا پھر ھائي کورٹ میں کم از کم ایک ماھر فن ملازم ھوتا ھی اِس کے علاوہ بڑے بڑے اخبار بھي اِس قسم کے ماھر فن ملازم رکھتے ھیں — صوبہ جات متحدہ کے اندر لکھنو میں ایک مشنري اِسکول اِس فن کے اور نیز ٹائیپ رائیٹنگ سکھانے کے واسطے ھی * ایڈیٹر —

ساٹھہ آسي روپیہ مہینہ بخوبي کما سکتے ھیں — مجھکو اُس کي زباني یہہ بھي معلوم ھوا کہ اُس میں فیل کوئي نہیں ھوتا یعني یہہ ایک بہت سہل پیشہ ھی اور صرف ایک سال کہا یا دو سال کہا (جسکو میں اِس وقت بھول گیا ھوں) اِس کے حاصل کرنے کے واسطے کافي ھی — اگر یہہ باتیں سچ ھیں تو کیوں کانفرنس لوگوں کو اِس کے حاصل کرنے کا مشورہ نہیں دیتي — یا اس کي ترغیب کہ لوگ اِس کا انتظام کریں کیوں نہیں کرتے *

یہہ چند مثالیں بس نہیں ھیں اس قسم کے بہت سے تعلیمي مشورے ھیں جنپر میري راے میں ایجوکیشنل کانفرنس کا غور کرنا اُس کے فرایض میں داخل ھی — مگر ایسے مشورے سوچنا اور دینا سہل کام نہیں ھی — کیونکہ نہ صرف بتا دینا کافي نہوگا کہ فلاں کام کرو بلکہ اُسي کے ساتھہ میں بہت کچھہ وقت اِن پرو پوزلوں کے حالات کي تحقیق میں صرف کرنا پڑیگا جس سے دوسروں کو آگاہ کرنا لازم ھوگا *

علاوہ بریں میرا یہہ مقصد ھرگز نہیں ھی کہ غریب یا کم مایہ مسلمانوں کي طرف توجہ کے ساتھہ اُونچے درجے والوں کو چھوڑ دینا چاھیئے — بلکہ اُن کے متعلق بھي بہت سے مزید سوالات ھیں جو کانفرنس کو حل کرتے رھنا چاھیئے اگر یہہ مقصود ھو کہ کانفرنس کچھہ کام کرنا چاھتي ھی *

میرے نزدیک :—

۱ — کانفرنس کو وقتاً فوقتاً اس پر غور کر کرکے کہ کون صیغہ تعلیم زیادہ مفید آیندہ کو معلوم ھوتا ھی اپني راے کو ھمیشہ ظاھر کرتے رھنا چاھیئے — یعني زمانہ کے حالات - مانگ اور موجودگي کي بنا پر آیندہ کو بیرسٹري - انجنیري — ڈاکٹري وغیرہ وغیرہ میں سے زیادہ فائدہ کس میں نظر آتا ھی اُس کي اطلاع دیتے رھنا چاھیئے *

۲ — فنون و حرفت کے متعلق کانفرنس کو ان امور پر غور کرکے اپني راے قلمبند کرنا چاھیئے کہ کون سے پیشے سیکھنا آج کل مفید ھیں اور وہ کس یا کن کن ملکوں میں حاصل کیئے جاتے ھیں اور پھر ھر ایک پیشے کے متعلق یہہ بتانا چاھیئے کہ اُس کے حاصل کرنے کے بعد اُن کے چلانے کے واسطے ابتداءً کم سے کم سرمایہ کسقدر ھونا لازم ھی *

میري راے میں مسلمانوں کو اِس قسم کے مشورے بہت مفید ھونگے جس سے مربي اپنے بچوں کي تعلیم اور اُس کے آیندہ نتایج پر غور کرسکنے کے قابل ھوتے رھینگے جو اب بہت کم قابل ھیں — اِس وقت بہت سے مسلمان صرف قسمت آزمائي پر تعلیم دلا رھے ھیں کیونکہ ھر ایک شخص کا کام یہہ نہیں ھی کہ وہ ان تمام مراتب پر غور کرسکے — اِس کے واسطے بڑي فرصت اور وسیع معلومات کي ضرورت ھی *

میں نے اپنا پہلا عریضہ محض مختصر لکھا تھا اور یہہ بھي مختصر ھی مگر تاھم اِس میں چند وہ باتیں بھي عرض کردینا چاھتا ھوں جو کہ میرے نزدیک کانفرنس کو اپنا سرمایہ خرچ کرنے میں عمل میں لانا چاھیئیں *

یعني میرے نزدیک کانفرنس کو اپنے سرمایہ میں ایک حصہ اس واسطے رکھنا چاھیئے جس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے قابل مدد گروہ کو ارزاں ذریعہ سے تعلیم حاصل کرلینے میں مدد ملے - اِس سے غرض میري یہہ ھی کہ جس جس شہر یا قصبہ میں اسکول یا کالج ھیں وھاں کے اُن غریب باشندوں کو جو مقامي اسکولوں یا کالجوں میں تعلیم حاصل کرنا چاھتے ھیں مگر اس قدر اُن کي آمدني نہیں ھی کہ وہ پوري تعلیم کا صرف ادا کریں بس اُن لوگوں کو تھوڑي تھوڑي مدد دینا چاھیئے تاکہ کچھہ اپنے گھر سے لگائیں اور کچھہ مدد فنڈ میں سے لیکر تعلیم حاصل کرسکیں *

اور کانفرنس کو ایک ایسا فنڈ مقرر کرنا چاھیئے کہ جس کو ترقي دیکر وہ کسي کسي طالب علم کو انگلینڈ کي تعلیم کے واسطے یا مثلاً جاپان میں پیشہ کي تعلیم کے واسطے بھیج سکے *

میرا خیال ھی کہ ان دونوں تحریکوں کے متعلق شاید کانفرنس میں منظوري ھو چکي ھی — اگر میري یہہ یاد سچ ھی تو سوال یہہ ھوگا کہ عمل کیا ھوا ! ؟ *

خواستگار معافي
آپ کا خادم
حاجي محمد اسمعیل خاں

۱۶ نومبر سنہ ۱۹۰۲ ع

اسلام اور دولت برطانیہ

نمبر (۳)

(دیکھو واسطے سلسلہ کے صفحہ ۷۰۹ — مطبوعہ ۱۳ نومبر سنہ ۱۹۰۲ ع)

اسلام دنیا میں روشني پھلانا اور تاریکیوں کو دفع کرنا ھی اسلام طبعي طور پر علم کا حامي اور ترقي کا معاون ھی - اس دعوے کے ثبوت میں بہت سے دلائل پیش کیئے جاسکتے ھیں - مسٹر بوزورتھ ایک مقام پر لکھتے ھیں کہ جس وقت یورپ جہالت کي تاریکیوں میں گرفتار تھا اُس وقت عرب متواتر پانچ صدیوں سے دنیا کو علوم و معارف کي روشني سے منور کر رھے تھے — عربوں ھي نے علوم ادب و کلام کو از سر نو زندہ کیا ، اُنھوں نے حکما یونان کے اقوال کو اپني زبان میں ترجمہ کیا ، اُنھوں نے ابو لونیوس کے ھندسہ کو سمجھا اور ارسطو نے منطق کي اصلاح کي اور عربوں ھي نے علم زراعت کو ترقي دي اور علم جبر و مقابلہ اور کیمسٹري کو ایجاد کیا اور اپنے شہروں کو جسطرح مساجد اور محلات سے آراستہ کیا اُسیطرح ان کو مدرسوں اور کتبخانوں سے زینت دي — اور یوروپ کو قرطبہ کے فلسفہ اور سلرنو کي طبعیات کي تعلیم دي *

محمد پیغمبر (صلی اللہ علیہ و سلم) کي تمام حدیثیں علوم و فنون حاصل کرنے اور ان پر عمل کرنے کي ترغیبوں سے بھرے پڑے ھیں — اس موضوع میں بعض حدیثیں ھم اس مقام پر نقل کرنا مناسب خیال کرتے ھیں :—

آپ نے فرمایا کہ " علم سیکھو کیونکہ جو شخص خدا کے واسطے علم سیکھتا ھی وہ خدا سے ڈرتا ھی " " علماء انبیاء کرام کے وارث ھیں جن کو علمي وراثت پھونچي ھی - جسکو علم سے حصہ ملا ھی در حقیقت اُس کو بڑا حصہ ملا ھی - جو شخص طالب علم کا رستہ طی کرتا ھی خدا اُس کے واسطے جنت کا راستہ آسان کردیتا ھی " " قیامت کے دن علما کي سیاھي شہداء کے خون کے ساتھہ وزن کي جائیگي " (اور ایک روایت میں یہہ ھی کہ علماء کي سیاھي شہداء کے خون سے افضل ھی) " جو شخص خدا کے واسطے علم سیکھتا ھی وہ اُس کي عبادت کرتا ھی " ایک عالم عابد پر اُسیقدر فضیلت رکھتا ھی جسقدر کہ چودھویں رات کا چاند تمام ستاروں پر فضیلت رکھتا ھی " *

بس یہي مذھب عربوں کي ترقي کا باعث تھا کیونکہ اُنھوں نے اُس کو ٹھیک سمجھا تھا - اب یہہ امر قابل غور ھی کہ اس وقت مذھب اسلام اپنے پیروں کے دلوں میں زندگي کي روح کو کیوں نہیں اُکساتا اور خصوصاً دولت برطانیہ کے مسلمانوں میں جو بہت سي ایسي فضیلتوں کے ساتھہ مخصوص ھیں جو ان کو سلف صالحین کي پیروي کرنے اور تہذیب اور شایستگي کي اشاعت کرنے میں مدد دے سکتے ھیں ؟

سر دست هم مسلمانوں کي بحث قطع کرتے هيں اور صرف اس مذهب کے نظام پر غور کرتے هيں *

اِس وقت هماري بحث اگرچه ان مسايل کے ساتهه مخصوص هوگي جن کو شاهي مسايل کے ساتهه کسي قسم کا تعلق اور ارتباط هی ليکن کسيقدر دوسرے مسايل ميں بهي غور کرنا مناسب معلوم هوتا هی — مذهب اسلام کو پوري طرح سمجهنے اور جو کام اُس نے دنيا ميں کيئے ان کو معلوم کرنے کے ليئے يهه امر نهايت ضروري هی که ان حالات اور موقعوں سے واقفيت حاصل کي جاے جن ميں قران مجيد نازل هوا تها - کيونکه اِن حالات کي واقفيت سے مسلمانوں کي آسماني کتاب کي تفسير ميں بهت بڑي مدد ملسکتي هی *

زمانه حال کے بعض دشمنان اسلام نے لوگوں کو اس امر کے يقين دلانے کي کوشش کي هی که اسلام سے پيشتر عرب کے باشندے موحد تهے حالانکه اس موضوع کي نسبت جن جن مصنفوں نے لکها هی وه اس باب ميں متفق هيں که صابيين اور مجوسيوں کے مذهب فاسد هوچکے تهے اور سواے بت پرستي کے ان ميں کچهه بهي باقي نهيں رها تها - مسٹر بوزورتھ سمتھ کهتے هيں که وه عربوں ميں بت پرستي عام طور پر پهيلي هوئي تهي اور اکثر باشندوں کا يهي مذهب تها " خانه کعبه ميں ۳۶۰ بتوں کا موجود هونا توحيد کي اُس مقدار کو بخوبي بيان کرتا هی جو عرب ميں اُسوقت پائي جاتي تهي *

اسيطرح ان کا يهه قول بهي صحت سے معرا هی که محمد صلی الله عليه و سلم) نے اهل عرب سے نصرانيت چهين لي — سر وليم ميور جو اسلام کا دشمن هی لکهتا هی که " انجيل کي بشارت کے پانچ صديوں بعد تک بهي عرب ميں عيسائي چند نفر سے زياده نه تهے جو مختلف موقعوں پر متفرق هو رهے تهے *

ڈوزي کهتا هی که " يهه بات عادت ميں داخل هو گئي هی که هم مذهب اسلام کي هر ايک خوبي کو عيسائيت کي طرف منسوب کرتے هيں مگر يهه دعوي اُس بحث کے نتائج کے ساتهه اتفاق نهيں کرتا جو صداقت اور انصاف پسندي کے ساتهه بلارو رعايت کي جاتي هی — محمد کے زمانه ميں جو عيسائيت بلاد عرب ميں تهے اُس کے بيان سے سکوت کرنا زياده تر اولی اور انسب هی " *

مذهب اسلام سے پيشتر جيسي کچهه عرب کي ادني اور اخلاقي حالت تهي اُسکي توضيح کے ليئے هم مسٹر بوزورتھ سمتھ کي ايک عبارت نقل کرتے هيں — اُنهوں نے لکها هی که " غلطيوں کو معاف کرنا اور خطاوں سے درگذر کرنا عربوں کے نزديک بزدلي اور نامردي خيال کيا جاتا تها اور بدلا لينا نهايت مقدس فرض سمجها جاتا تها — خونريز عداوتيں اور کيئے ايک نسل سے دوسري نسل کي طرف منتقل هوتے تهے — اکثر اوقات وهی انتقام باعث خوشي هوتا تها جبکه ايک قبيله اپنے مخالف قبيله کو صفحه هستي سے بالکل نيست و نابود کر ديتا تها — مسکرات کا استعمال عام طور پر شائع تها اور اس کے نتائج مهلک تهے — قمار بازي کي طرف رغبت اس درجه بڑهي هوئي تهي که بعض لوگ اپني آزادي بلکه اپني زندگي کو بازي ميں لگا ديتے تهے مگر عربوں کا نهايت قبيح اور وحشيانه فعل يهه تها که وه لڑکيوں کو ان کي ولادت کے بعد فوراً زنده دفن کر ديتے تهے اور اس سے بهي زياده تر قبيح يهه فعل تها که لڑکي چهه سال کي عمر ميں زنده دفن کي جاتي تهي اور سب سے زياده قبيح يهه امر تها که لڑکي کا قسي القلب باپ بذات خود اس هولناک جرم کا مرتکب هوتا تها — عورتوں کي حالت نهايت پست اور ادني درجه کي تهي — اُسکو کسي قسم کا کوئي حق حاصل نه تها - نه اُسکو وراثت ميں حصه ملتا تها بلکه وه خود ايک ملکيت سمجهي جاتي تهي جو ورثه سے وارث کي طرف منتقل هوتي تهي — وارث کو حق حاصل تها که وه اُس کے ساتهه بلا اُسکي مرضي کے نکاح کرسکے اسي سے عرب ميں وه نکاح پيدا هوا جو بيٹا اپنے باپ کي بيوه سے کرتا تها - اس قسم کے ناگوار نکاحوں کي پيغمبر اسلام نے ممانعت کردي تعدد زوجات بغير کسي حد و انتها کے مباح سمجها جاتا تها مگر محمد نے اُس کے ليئے ايک خاص حد معين کي - اسيطرح طلاق مطلقا مباح تهي - اکثر اوقات باپ اپنے بيٹے کو ديوتاؤں کے راضي کرنے کي غرض سے قرباني کرديتا تها *

ان تمام قبيح اور شنيع افعال کي پيغمبر اسلام نے ممانعت کي - اسيطرح غلاموں پر ظالم و ستم کرنے اور سختي کے ساتهه ان سے معاملہ کرنے کي بهي ممانعت کي - اس موقع پر يهه امر خاصکر قابل لحاظ هی که مذهب اسلام نے ان عظيم الشان اصلاحات کے نافذ کرنے ميں کامياني حاصل کي حالانکه يهوديت اور عيسائيت نے صديوں تک بهي ان امور کي طرف التفات نهيں کي *

جس زمانه ميں مذهب اسلام دنيا ميں ظاهر هوا وه زمانه تعدد زوجات اور غلامي کے باطل کرنے کے ليئے مناسب نه تها مگر تاهم اسلام ان کے جواز ميں مناسب حدود اور شرائط قايم کرسکا - ايک خاص قابل غور يهه امر هی که في الحال اسلام باوجوديکه پست حالت ميں هی مگر تاهم اُسکا تسلط وحشي قوموں پر وهي قايم هی — کينن تيار اپنے مضمون ميں جو اُنهوں نے اخبار ٹائمس مطبوعه ۷ اکتوبر سنه ۱۸۸۷ ع ميں شائع کرايا تها لکهتے هيں که " جس وقت افريقه کا کوئي قبيله مذهب اسلام قبول کرليتا هی تو وه کبهي بت پرستي اور عيسائيت کي طرف رخ بهي نهيں کرتا — بے شک اسلام بے تمدن اور شايستگي کي ايسي خدمات انجام دي هيں جن سے عيسائيت قاصر هی - انگريز سياحوں اور فوجي افسروں کے اقوال سے ان عملي نتايج کي بخوبي تصديق هوتي هی جو افريقه ميں اسلام سے حاصل هو رهے هيں - جس وقت کوئي قبيله اسلام قبول کرتا هی تو وه بت پرستي اور بهوت پريت کي عبادت انسان کا گوشت کهانا بچوں کا قتل کرنا اور منتر جنتر اور جادو ٹونا هميشه کے ليئے بالکل چهوڑ ديتا هی اور تعدد زوجات اور غلام بنانے ميں مقرره حدود پر قايم رهتا هی اور پهر اپني تمام بري خصلتوں اور رذيل عادتوں سے پاک هوجاتا هی " *

حقيقت يهه هی که همکو خوش هونا چاهيئے که همارے پاس نوع انسان کو ترقي دينے کے ليئے ايسا عمده ذريعه موجود هی هم پر لازم هی که هم مسلمانوں کي انکے کاموں ميں مدد کريں کيونکه وه ان وحشي اقوام کو حيوانيت کے طبقه سے انسانيت کے درجه ميں منتقل کررهے هيں - اگر هم اپنے مسلمان بهائيوں کي رهنمائي کريں اور ان کو مدد ديں تو وه ان قوموں کو ترقي کے اُنچے درجوں پر پهونچا سکينگے *

واقعات اور رائیں

ہم ناظرین کی خاص توجہ حاجی محمد اسمٰعیل خاں صاحب کی اُس تحریر کی جانب مبذول کرنا چاہتے ہیں جو بعنوان محمدن ایجوکیشنل کانفرنس اس پرچہ میں طبع کی گئی ہی - حاجی صاحب کی تحریر سابق میں بعض تحریکات ضرور اس قسم کی تھیں جن میں غلط فہمی یا اختلاف اور اعتراض کی گنجایش تھی - مثلاً یہہ امر مشتبہہ ہی کہ کانفرنس کو مسلمانوں میں خانساماں گیری کے معزز پیشہ کے رواج دینے کی جانب توجہ کرنا چاہیئے یا نہیں — جو تحریر آج چھاپی جاتی ہی وہ اس قسم کے اعتراضات سے بالا معلوم ہوتی ہی — در اصل ہمارے کارسپانڈنٹ کا مطلب یہہ ہی کہ محض علمی تعلیم پر توجہ اور کوشش محدود نہ کی جاے بلکہ مسلمانوں کو ایسے فنون کے حاصل کرنے میں بھی مدد دیجاے جو ذریعہ معاش ہوسکتے ہیں - یہہ بحث تیکنیکل ایجوکیشن سے متعلق ہی اور اگر کانفرنس نے اس جانب توجہ نہیں کی تو ہمارے معزز کارسپانڈنٹ کو اس بابت تحریکات پیش کرنے کا بیشتر بھی موقعہ حاصل تھا اور اب بھی ہی *

ہمنے اپنے آخر پرچہ میں حضور ویسراے کی رونق افروزی مقام بھاندی کا ذکر کیا تھا — ۱۳ تاریخ کو حضور ممدوح نے بمقام دیولی قیام فرمایا - ۱۴ کو نصیرآباد تشریف لائے اور اُسی روز بعد ڈنر کے اسپیشل ٹرین میں اودے پور روانہ ہوئے — اس مقام کو پانچھر نے قوم راجپوت کا مکہ تحریر کیا ہی — ۱۵ نومبر کو منجانب ریاست بہت بڑی دعوت ہوئی جس میں منجانب مہاراناصاحب رزیڈنٹ صاحب نے ویسراے کا ٹوسٹ پڑھا اور پھر حسب قاعدہ خود ویسراے نے مہاراناصاحب کا ٹوسٹ پڑھا کیا — اپنی تقریر میں ویسراے نے فرمایا کہ مہاراناصاحب سخت محنت امور ریاست کے سرانجام میں کرتے ہیں شاید یہہ بہتر ہو کہ ہز ہائینس کسیقدر زیادہ راحت لیں اور بیرونی امداد سے مستفید ہوں *

۱۶ نومبر کی شب کو پھر ایک دعوت محل میں ہوئی دونوں موقعوں پر ڈنر کے بعد ہز ہائینس بھی میز پر تشریف لائے ۱۶ تاریخ کے ڈنر کے بعد روشنی اور آتشبازی کا انتظام بھی تھا - محل سے متصل ایک بہت بڑی جھیل ہی جس کے چہار طرف خوشنما پہاڑیاں ہیں اور بیچ میں جا بجا خشکی کے قطعات بطور جزایر ہیں جن میں محلات اور باغات اور سیر گاہیں بنی ہوئی ہیں - اتفاق سے اُس شب کو ماہ کامل کی چاندنی کا لطف بھی تھا پس قدرتی اور مصنوعی اسباب تفریح ایک جگہہ جمع تھے *

۱۷ کی شب کو حضور ویسراے اودے پور سے روانہ ہوئے اور ۱۸ کو چتور گڑھ مشہور معروف قلعہ کا ملاحظہ کیا - یہہ قلعہ ایک پہاڑی پر واقعہ ہی جس کی چوٹی مسطح ہی اسکا عرض تقریبا نصف میل ہی اور طول ۴ میل - شہر بھی ان حدود کے اندر آباد ہی - ۱۸ کو ۵ بجے حضور ممدوح اجمیر رونق افروز ہوئے اور ۱۹ کو معہ چند ممبران اسٹاف خود بمقام آبو تشریف لے گئے اور لیڈی کرزن معہ فرن سکرٹری صاحب وہیں سے جودھپور گئیں *

جب پرانے طلباے کالج جنکو اولڈ بائز کہا جاتا ہی سال میں ایک مرتبہ کالج میں جمع ہوتے ہیں تو علاوہ ڈنر کے ایک یا دو اجلاس مفید باتوں پر غور کرنے کے لیئے بھی ہوتے ہیں چنانچہ جو تجاویز امسال ان اجلاسوں میں منظور ہوئیں وہ مولوی بہادر علی صاحب سکرٹری کی خواہش کے موافق اس پرچہ میں چھاپی جاتی ہیں- اگر مولوی بہادر علی صاحب علیل نہ ہوجاتے تو غالبا کوئی مفصل تحریر بھیجتے - علاوہ اُن صاحبوں کے جو علیگڈہ آئے اور جنکی تعداد ساٹھہ بیان کی جاتی ہی ہمکو اس بات سے خاص مسرت ہی کہ لکھنؤ، بنارس، سندیلہ اور کشمیر میں بھی اُسی تاریخ پر ڈنر ہوئے جن کی اطلاع ہمورزہ بذریعہ تار علیگڈہ آئی *

افسوس ہی کہ ہز آنر سر جان وودبرن کا مزاج ابھی تک کسیقدر ناساز ہی — ہم اُمید کرتے ہیں کہ حضور ممدوح دربار دھلی سے بیشتر قطعی تندرست ہوجاوینگے *

IMPORTANT.

ENGLISH BLANKETS! SPECIAL OFFER!!

Owing to our first consignment of English Blankets having arrived earlier than was expected this season, and with a view to make room for other consignments expected shortly, we are selling the following English Blankets at the following cheap prices:—Scarlet Blankets (superior quality) 100 by 50, Rs. 2-12: White Blankets 100 by 50, Rs. 2: Scarlet Blankets 96 by 50, Rs. 1-14: Scarlet Blankets (small) 84 by 48, Rs. 1-10: Grey Blankets (large) 96 by 50, Rs 2-4: Cooli (Brown) Blankets 84 by 50, Rs. 1-14; and Army Blankets, Rs 2 each.

The Imprimis English Camera. This is a marvel. Be up to date and buy one. Simple enough for a beginner, good enough for an expert. For Portrait, Landscape and Marine work, with double dark slide and hand-book on photography. Price Rs. 5.

Apply to:—

MESSRS. HARRY & Co,
69. Harrison Road,
CALCUTTA.

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.
علیگڈہ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 48. } THURSDAY, 27th NOV. 1902. روز پنجشنبہ ۲۷ نومبر سنہ ۱۹۰۲ ع { سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۴۸

فہرست مضامین

		صفحہ نمبر
سر جان اوڈ برن	(صرف اُردو) ...	۷۲۳
پولس کي اصلاح نمبر (۲)	(انگریزي معہ ترجمہ) ...	۷۲۴-۷۳۰
عرب پر لکچر	(انگریزي معہ ترجمہ) ...	۷۳۰-۷۳۱
نوٹس	(انگریزي معہ ترجمہ) ...	۷۳۱-۷۳۲
مجوزہ محمدن یونیورسٹي	(صرف اُردو) ...	۷۳۲-۷۳۴
سجل جمعیۃ أم القری یعني روئداد انجمن مکہ معظمہ	(صرف اُردو) ...	۷۳۴-۷۳۷
واقعات اور رائیں	(صرف اُردو) ...	۷۳۷-۷۳۸
اشتہارات	(صرف اُردو و انگریزي) ...	۷۳۸

سر جان اوڈ برن

ہم نے گذشتہ پرچہ میں سر جان اوڈبرن کي صحت کي اُمید ظاہر کي تھي — دراصل اِس اُمید کا اظہار خواہش دلي پر مبني تھا نہ کہ افواہ یا معتبر اخبار پر کیونکہ خبریں اندیشہ ناک قسم کي سني گئي تھیں اور افواہیں خبروں سے بھي بدتر تھیں — لفٹننٹ گورنر کا رتبہ ایسا ہی کہ ہر حالت میں اتنے بڑے عہدہ دار کي وفات سے تمام ملک پر اثر ہونا لازمي بات ہی لیکن ناظرین نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ جو مہتم سرجان اوڈ برن کا کیا گیا اور کیا جا رہا ہی اُس کا تعلق اُن کے عہدہ اور رتبہ سے اتنا زیادہ نہیں ہی جتنا کہ اُن کے ذاتي خصایل اور اخلاق سے ہی — مرحوم سرجان اوڈبرن منجملہ اُن معدودہ چند حکام یورپین کے تھے کہ جن کو ہندوستاني معززین و عوام الناس ہمزبان ہوکر اخلاق کا مجسم نمونہ سمجھتے ہیں — مرحوم نے اپني خصلت میں اپنے برتاو سے بخوبي ثابت کردیا کہ یہہ خیال محض غلط ہی کہ سرکاري کام کے انجام کے لیئے کج خلقي ضروري ہی — یہہ ایک ایسا خیال ہی کہ جو اکثر نوجوان افسروں کے ذہن نشین دیکھا جاتا ہی اور اِس میں شبہہ نہیں کہ اخلاق برتنے میں بعض اوقات تکلیف ضرور برداشت کرنا ہوتي ہی — مگر اپنے ہم جنسوں کو مسخر کرنا یہہ اخلاق کا ایسا انعام اور صلہ ہی کہ اُس کے مقابل میں جو تھوڑي یا بہت تکلیف ہوتي ہی وہ قابل لحاظ نہیں ہی — سر جان اوڈ برن کي ملازمت کا بہت بڑا اور اُن کي عمر کا سب سے بہتر حصہ صوبہ اودھ میں مختلف عہدوں پر صرف ہوا — اُن کا جو اثر اودھ میں تھا اور آخر وقت تک رہا اُس کي مثال زمانہ حال میں نظر نہیں آتي — اس اثر کو مرحوم نے صرف سرانجام کار منصبي پر محدود نہیں رکھا بلکہ متعدد مواقع پر تعلقداران و دیگر اشخاص معززین کے باہمي تنازعات ایسے رفع کیئے کہ اگر وہ نہ سلجھتے تو سخت تباہي ہوتي — اُس خاص اثر کے استعمال کا موقع کہ جو اُن کو حاصل تھا سرکاري کاموں میں بالخصوص بعہد سر الفرڈ لیل مسودہ قانون لگان اودھ کے سلسلہ میں مرحوم کو حاصل ہوا — کیونکہ اس مشکل کام میں زیادہ حصہ واقعي سرجان اوڈ برن اور مسٹر مکنانکي صاحب مرحوم کا تھا — اگر یہہ دونوں صاحب پس پردہ نہ ہوتے اور اپنا پورا اثر گورنمنٹ کے مقاصد کے حصول میں صرف نہ کرتے تو کیا عجب ہی کہ یہہ قانون لگان جو بالآخر اس قدر مفید ثابت ہوا آج واجب التعمیل نہوتا •

ہم اس موقع پر نہایت شکر گذاري کے ساتھہ یاد کرتے ہیں کہ جب محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کا اجلاس کلکتہ میں ہوا تو سر جان اوڈبرن نہایت مہرباني اور ہمدردي کے ساتھہ پیش آئے اور خود بھي ایک اجلاس میں رونق افروز ہوئے اگر ہمکو مغالطہ نہیں ہی تو یہہ پہلا موقع تھا کہ کسي صوبہ کے حاکم نے اس قسم کي عزت کانفرنس کو بخشي ہو — ایسے حاکم کي وفات کا جسقدر رنج کیا جاے بجا ہی چنانچہ جس روز اُن کي وفات کي خبر علیگڈہ پہونچي اُس روز کالج بند کردیا گیا اور ہر طرح پر اظہار رنج اور افسوس کیا گیا •

POLICE REFORM.

II.

In the literature which is gathering round the subject of police reform there is one matter which occupies a very large space. We refer to honesty or rather its allegod absence in the department. Statements by witnesses on this point are so frequent that one is apt to get tired of hearing the same story over and over again; and to wish that the Commission would apply the "Closure" to this particular subject. As we stated in our first article on police reform, we do not believe that evidence of this kind will greatly add to the information already possessed by the authorities. As, however, the Government of India have thought it fit and proper that the police linen should be washed in public, we cannot find fault with witnesses for being so persistent on the subject of venality as to be almost monotonous.

If there is one thing more than another which has made the police odious, it is want of honesty in the class of officers with whom the public come chiefly into contact. There are good reasons, therefore, why the point should be pressed. Possession, it is said, is ninety-nine points of law. Similarly it might be said that honesty is ninety-nine points of police reform. It is perfectly true that honesty by itself is not sufficient to keep the police machine going. But it will probably be conceded that without honesty the outturn of the machine must continue to be totally unsatisfactory. Intelligence which leads to efficiency is of course a most desirable quality, but when it is not combined with honesty, intelligence in a police officer, invested with powers over his fellow-men, is not exactly a boon. As a matter of fact, it is *the* curse of the police department that we have serving in it as officers in charge of stations a considerable number of men who could give points in natural acuteness to officers of a similiar grade in many other departments and who make improper use of their powers and natural intelligence. Men of this type are generally very difficult to deal with from the D. S. P.'s point of view. He may know all about them and may still be powerless to deal with them according to the law. Again, they are generally a very useful class of men in point of purely police work, and

پولس کي اصلاح

(۲)

جو تحریرات پولس کي اصلاح کے معاملہ کي نسبت ہو رہي ہیں اُن میں ایک بات ایسي ہی جس کي نسبت بہت کچھہ بحث و گفتگو کي گئي ہی — ہماري مراد پولس ڈپارٹمنٹ کي دیانت داري یا یوں کہو کہ اُس میں دیانت داري کے نہونے سے ہی — اِس امر کي نسبت گواہوں کے بیانات اِس کثرت سے ہوئے ہیں کہ ہر ایک شخص بار بار اُسي داستان کے سننے سے تنگ آ جاے تو عجب نہیں ہی — ہم کو یقین نہیں ہی (جیسا کہ ہم نے پولس کي اصلاح کي نسبت اپنے پہلے آرٹیکل میں بیان کیا تھا) کہ اِس قسم کي شہادت سے اُن معلومات میں جو حکام کو پہلے ہي سے حاصل ہی بہت کچھہ اضافہ ہوجاویگا — لیکن چونکہ گورنمنٹ ہند نے اسبات کو مناسب خیال فرمایا ہی کہ پولس کے حالات کا عام طور پر انکشاف کیا جاے ' اِس لیئے ہم گواہوں پر کوئي گرفت اِس لحاظ سے نہیں کرسکتے کہ وہ دیانت داري کے معاملہ پر اسقدر زور دیتے ہیں اور برابر ایک ہي بات بیان کرتے ہیں *

اگر کوئي بات ایسي ہی جسنے بہ نسبت کسي دوسري بات کے پولس کو زیادہ تر قابل نفرت بنا دیا ہی تو وہ عہدہ داروں کے اُس فرقہ میں جس سے پبلک کو خاصکر سابقہ پڑتا ہی دیانت داري کا نہونا ہی — پس اسبات کے لیئے کہ اس معاملہ پر کیوں زور دیا جاوے معقول وجوہات موجود ہیں — بیان کیا جاتا ہی کہ قانون دیواني میں ۹۹ حصہ صرف قبضہ پر لحاظ ہوتا ہی اسي طرح پر یہہ کہا جاسکتا ہی کہ دیانت داري فیصدي ۹۹ حصہ پولس کي اصلاح کا ہی — گو یہہ بالکل سچ ہی کہ صرف دیانت داري پولس کي کل کو چلتا ہوا رکھنے کے لیئے کافي نہیں ہی — لیکن غالبا یہہ بات تسلیم کي جاویگي کہ بغیر دیانت داري کے پولس کے کام ضرور ہمیشہ بالکل غیر قابل اطمینان رہینگي — ہوشیاري جو عمدگي کام کا ذریعہ ہوتي ہی ' بلا شبہہ ایک نہایت پسندیدہ صفت ہی ' مگر جبکہ دیانت داري اُس کے ساتھہ شامل نہو تو پولس کے ایک عہدہ دار میں جس کو اپنے ہم جنسوں پر اختیارات حاصل ہوں ہوشیاري کا ہونا نعمت نہیں ہی — در حقیقت یہہ پولس کي شامت اعمال ہی کہ اُس میں بہت سے ایسے شخص بطور تھانہ داروں کے کام کرتے ہیں جو اکثر دوسرے سررشتوں کے اُسي درجہ کے عہدہ داروں کو قدرتي مستعدي و چالاکي کے باب میں ہدایت کرسکتے ہیں — اور جو اپنے اختیارات اور قدرتي ہوشیاري کو نا مناسب طور پر کام میں لاتے ہیں — تسترکت سپرنٹنڈنٹ پولس کے نگراني کے لحاظ سے اس قسم کے لوگ عموما نہایت مشکل سے قابو میں آسکتے ہیں — وہ اُن کي نسبت تمام حالات سے واقف ہوسکتا ہی ' اور پھر بھي ممکن ہی کہ وہ قانون کے بموجب اُن کے گرفت کرنے سے معذور ہو — علاوہ اس کے وہ خاص پولس کے کام کے لحاظ سے نہایت کار آمد ہوتے ہیں ' اور جب تک کہ اُن کے برخلاف نہایت زبردست ثبوت موجود نہو اُس وقت تک پولس کے تجربہ کار

even experienced Superintendents are often unwilling to bring them into trouble unless there is a strong case against them. Adepts in manœuvering, skilled in supplying those links of evidence which make a case almost impregnable irrespective of its real merits, accustomed to saying the right thing at the right time, they serve the state with one hand and fleece the public with the other. We wish to guard ourselves against misunderstanding. We have imputed dishonesty to some only, and not all station officers. No one, therefore, need be offended whom the cap does not fit.

Whatever may be the exact proportion of dishonest station officers in the police, the fact remains that there is no dearth of natural shrewdness and intelligence in that service. At all events from a reformer's point of view it would be comparatively easy to arrange, if necessary, that clever men should be enlisted in future. When a candidate presents himself before an officer, the latter's experience can be relied on to lead him generally to a correct conclusion in respect of the man's intelligence. What cannot be ascertained in the beginning or easily provided for by means of rules for later stages, is that the man shall continue to be honest. For these and many other obvious reasons the matter of honesty should receive special attention. Granting that it is necessary to make efforts to secure honesty, the issues into which the case divides itself are, we think, these:—(*a*) What guarantee can be demanded of recruits at the outset (*b*) what additional checks, if any, can be introduced with that object.

Before offering any remarks on the issues we have suggested we wish to deal with another question closely connected with the subject of honesty in the police. We refer to the question of pay. It is often said that the present pay is too small to permit of *thanedars* practising honesty, that if you wish to keep station officers straight, you must increase their pay. The matter is of the utmost importance. It indeed constitutes from some people's point of view the chief practical difficulty in the way of police reform. We shall say what we have to say on the point later on But this we might say at once, that if honesty cannot be secured until police officers are paid in due proportion to the powers they

سپرنٹینڈنٹ بھی اکثر اوقات اُن کو مصیبت میں پھسانا نہیں چاہتے ہیں — چونکہ یہہ شخص بخوبی واقفکار اور شہادت کے اُس سلسلہ کے مہیا کرنے میں جس سے ایک مقدمہ بلا لحاظ اپنی حقیقیت کے نہایت مضبوط ہوجاتا ہی نہایت ہوشیار اور وقت مناسب پر ٹھیک بات کے کہنے کے عادی ہوتے ہیں ' اس لیئے وہ ایک ہات سے تو سلطنت کی خدمت کرتے ہیں ' اور دوسرے ہات سے پبلک کو لوٹتے ہیں — ہم اپنے تئیں غلط فہمی سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں — ہم نے بدیانتی صرف بعض تھانہ داروں سے منسوب کی ہی نہ کہ کل سے — پس جس شخص کے سر پر ٹوپی ٹھیک نہ آوے (یعنی جس پر اُس کا اطلاق نہو) اُس کو نا خوش نہیں ہونا چاہیئے *

گو پولس میں بد دیانت تھانہ داروں کی ٹھیک تعداد کچھہ ہی کیوں نہو ' لیکن امر واقعی یہہ ہی کہ صیغہ مذکور میں قدرتی فہم و فراست کی کچھہ کمی نہیں ہی — بہرکیف ایک ریفارمر کے اُصول کے بموجب اس بات کا انتظام کرنا (بشرطیکہ اُس کی ضرورت ہو) نسبتاً آسان ہوگا کہ آیندہ سے صرف ہوشیار آدمی پولس میں بھرتی کیئے جاویں — جس وقت کوئی اُمیدوار ایک عہدہ دار کے روبرو حاضر ہوتا ہی تو عہدہ دار مذکور کے تجربہ پر اس بات کا بھروسہ کیا جا سکتا ہی کہ وہ عموماً اُس شخص کی ہوشیاری کی نسبت صحیح راے قرار دے سکیگا — جو بات شروع میں تحقیق نہیں ہوسکتی ہی ' یا جس کا آیندہ بذریعہ قواعد کے باسانی انتظام نہیں ہوسکتا ہی ' وہ یہہ ہی کہ آیا یہہ شخص ہمیشہ دیانت دار رہیگا — ان وجوہات سے اور بہت سی دوسری صریح وجوہات سے دیانت داری کے معاملہ پر خاص توجہ ہونی چاہیئے — اگر یہہ فرض کیا جاوے کہ دیانت دار آدمیوں کے نوکر رکھنے کے لیئے کوشش کرنا ضروری ہی ' تو جن تنقیحات پر یہہ معاملہ منقسم ہوتا ہی وہ ہماری دانست میں یہہ ہیں (الف) دیانت داری کی غرض سے نئے ملازمین سے ابتدا میں کس قسم کی کفالت چاہی جاسکتی ہی (ب) اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے لیئے کس قسم کی زاید روک ٹوک قایم کی جاسکتی ہی *

اُن امور کی نسبت جن کا ہم نے اشارہ کیا ہی کسی راے کے دینے سے پہلے ہم ایک دوسرے معاملہ کی نسبت گفتگو کرنا چاہتے ہیں جو پولس کی دیانت داری سے بڑا تعلق رکھتا ہی — یعنی ہماری مراد تنخواہ کے معاملہ سے ہی — اکثر کہا جاتا ہی کہ موجودہ تنخواہ اسقدر قلیل ہی کہ تھانہ دار ایمانداری کے ساتھہ کام نہیں کرسکتے ہیں — اور اگر آپ یہہ بات چاہتے ہیں کہ تھانہ دار راست بازی کے ساتھہ عمل کریں تو آپ کو اُن کی تنخواہ بڑھانی چاہیئے — یہہ معاملہ نہایت اہم ہی ' بلکہ بعض اشخاص کے خیال کے بموجب پولس کی اصلاح میں وہ خاص عملی مشکل کا باعث ہی — جو کچھہ ہم کو اس بارہ میں کہنا ہی اُس کو ہم آیندہ بیان کرینگے — مگر ہم بلاتامل یہہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اگر دیانت داری کا اُس وقت تک اطمینان نہیں ہوسکتا ہی کہ جب

wield, then we think it would be as well for the Commission to wind up their proceedings without taking any further trouble. The resources of the Government are no doubt vast, but so large are the powers of station officers, and so numerous are the stations scattered all over the country, that to give these officers salaries which would be commensurate with their powers is, we believe, practically infeasible. In speaking of the powers of officers in-charge of stations we are not referring merely to the powers with which they are invested according to regulations. The latter are large enough, but still greater is the authority exercised by them *de facto*. This is due to various causes. A station officer is the centre—one might almost say the natural centre—of authority within a certain area. Consequently most of the rules that have been framed with a view to keeping down his official powers on account of his being an officer of a comparatively low grade, have in actual practice proved largely abortive. Apart from the cause we have indicated there are other circumstances from which the station officer, irrespective of grade, derives his powers. These circumstances arise partly from (what we might call) the good will of the D. S. P. and partly from the immense practical difficulties of exercising supervision during a considerable portion of the year from the District Headquarters.

While we are on this part of the subject, we might as well mention the existing checks provided by departmental or Government orders. Powers of supervision are at present centred in the D. S. P., under the District Magistrate. Let us see how in the vast majority of cases the District Superintendents exercise these powers. During the camping season which generally lasts from the middle of October to the end of March, these officers visit police stations, inspect the records with the help of their *Paishkars*, inspect kit or "grand guthri" as it is often called, see some *kawaid* which, however, by a tacit understanding, is of the simplest and most elementary kind; and then the D. S. P. must naturally think of making a move. But wait. Some papers have probably been kept in the *Paishkar's busta* to be dealt with on the spot. Some of these, combined with any irregularities discovered in the course of inspection, impel the officer to speak to the *thanadar* strongly or perhaps to transfer him, or to stop his special allowance. May be that the *thanadar* has done well, in which case of course there is no punishment to be awarded. We have not mentioned the D. S. P's *Shikar* while on tour. Why should we? If it interferes with work it must be

تک کہ عہدہ داران پولس کو اُن اختیارات کی مناسبت سے جو وہ عمل میں لاتے ہیں تنخواہ نہ دی جاوے، تو ہمارے نزدیک بہتر ہوگا کہ کمیشن بغیر مزید تکلیف اُٹھانے کے اپنی کارروائی ختم کردے — گورنمنٹ کی آمدنی کے ذرایع بلاشبہہ نہایت وسیع ہیں، لیکن تھانہ داروں کے اختیارات اسقدر وسیع اور جو تھانہ جات جابجا ملک میں قایم ہیں اُن کی تعداد اسقدر کثیر ہی کہ ان عہدہ داروں کو ایسی تنخواہوں کا دینا جو اُن کے اختیارات کے مناسب ہوں ہمارے نزدیک عملاً نا ممکن ہی — تھانہ داروں کے اختیارات کا ذکر کرتے وقت ہم صرف اُن اختیارات کا ذکر نہیں کرتے ہیں جو قانوناً اُن کو حاصل ہیں — یہہ اختیارات فی نفسہ کافی وسیع ہیں، لیکن وہ حکومت اس سے بھی زیادہ وسیع ہی جسکا وہ در اصل بطور خود برتاو کرتے ہیں — اس کے اسباب مختلف ہیں — ایک تھانہ دار رقبہ معینہ کے اندر حکومت کا مرکز بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ حکومت کا ایک قدرتی مرکز ہی — اسی وجہ سے جو قواعد اُس کے منصبی اختیارات کو اس نظر سے کہ وہ ایک ادنے درجہ کا عہدہ دار ہی روکنے کی غرض سے بنائے گئے ہیں اُن میں سے اکثر قواعد عملدرآمد کے وقت بیشتر بے سود ثابت ہوئے ہیں — قطع نظر اُس سبب سے جو ہم نے بیان کیا ہی، دوسرے اسباب بھی ایسے ہیں جن سے تھانہ دار کو بلا لحاظ درجہ کے خاص اختیارات حاصل ہوتے ہیں — یہہ اسباب کسیقدر دستورکت سپرنٹنڈنٹ پولس کی خوشنودی سے اور کسیقدر اس وجہ سے کہ سال کے ایک بڑے حصہ میں ضلع کے صدر مقام سے نگرانی کرنے میں سخت مشکلات پیش آتی ہیں پیدا ہوتے ہیں ●

جس حالت میں کہ ہم مضمون کے اس حصہ کی نسبت بحث کرتے ہیں تو ہم اُس روک ٹوک و ذرایع نگرانی کو بھی بیان کرینگے جو ڈپارٹمنٹل احکام یا گورنمنٹ کے احکام کی رو سے مہیا ہیں — نگرانی کے اختیارات بالفعل صرف دستورکت سپرنٹنڈنٹ پولس کو بماتحتی مجسٹریت ضلع حاصل ہیں — پس ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ اکثر صورتوں میں دستورکت سپرنٹنڈنٹ کسطرح پر ان اختیارات کو عمل میں لاتے ہیں — دورہ کے زمانہ میں جو عموماً وسط اکتوبر سے اخیر مارچ تک رہتا ہی یہہ عہدہ دار اپنے پیشکار کی مدد سے تھانوں کا معائنہ کرتے ہیں، اور اسباب یا "گرینڈ گتھری" کو جیسے کہ وہ مشہور ہی ملاحظہ کرتے ہیں، کچھہ قواعد دیکھتے ہیں جو ارادتاً نہایت سادہ اور ابتدائی طور کی ہوتی ہی اور اُس کے بعد صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس وہاں سے کوچ کرنے کا قصد کرتے ہیں — لیکن ذرا توقف کیجیئے — پیشکار کے بستہ میں غالبا بعض کاغذات اس غرض سے رکھے ہوئے ہیں کہ موقع پر اُن کی نسبت فیصلہ کیا جاوے — ان میں سے بعض کاغذات معہ کسی بے ضابطگیوں کے جو معائنہ کے وقت ظاہر ہوئی ہوں حاکم موصوف کو اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ تھانہ دار کے ساتھہ سختی سے گفتگو کرے یا شاید اُس کو کسی دوسرے مقام کو تبدیل کردے، یا اُس کا خاص الاونس بند کردے — ممکن ہی کہ تھانہ دار نے کوئی عمدہ کار گذاری کی ہو، اور اُس صورت میں ظاہر ہی کہ اُس کو کوئی سزا نہیں دی جائیگی — ہم نے دستورکت سپرنٹنڈنٹ پولس

کے شکار کا جو وہ دورہ کے زمانہ میں کھیلا کرتے ھیں کچھہ ذکر نہیں کیا ھی — اور ھم کس لیئے اُس کا ذکر کریں ؟ اگر شکار کام میں خلل انداز ھوتا ھی تو وہ صرف بعض حالتوں میں خلل انداز ھوتا ھوگا ' اور اس بات کا کہنا کہ وہ کس وقت خلل انداز ھوتا ھی اور کس وقت نہیں ھوتا ھی ھمارا کام نہیں ھی — علاوہ اس کے اس موقع پر ھمارا مقصد ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹوں کي کار روائي میں نقص نکالنے کا نہیں ھی - جو کچھہ ھم نے اُن کے معائنہ کي نسبت جو وہ تھانوں میں کیا کرتے ھیں بیان کیا ھی اُس سے ھماري ھرگز یہہ مراد نہیں ھی کہ معائنہ اکثر صورتوں میں ایسے مکمل نہیں ھوتے ھیں جیسے کہ وہ ھوسکتے ھیں - جو کچھہ ھم چاھتے ھیں وہ صرف اس بات کا ظاھر کرنا ھی کہ معاملہ کي نوعیت کے لحاظ سے یہہ معائنہ ضرور محدود ھونگے اور ان کا اثر دور تک نہ پہونچیگا - اُن کے ذریعہ سے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس شاذ و نادر ھي اُن مقدمات پر اپني انگلي رکھہ سکتے ھوں (یعني اُن کو پہچان سکتے ھیں) جن میں تھانہ دار نے کوئي فاش غلطي نکي ھو ' مگر جن میں وہ برابر بعض غریب دیہاتیوں کي تکلیف کا باعث ھوا ھو - اس قسم کي کارروائي سے جو کاغذات میں درج ھوتے ھی کوئي جانچ اُس کار روائي کي نہیں ھوسکتي جو تھانہ دار رعایا کے حق میں کرتے ھیں - صرف وھي عہدہ دار اپنے کاغذات سے پکڑے جاسکتے ھیں جو بیوقوف یا نا تجربہ کار یا غافل ھوں - تجربہ سے ظاھر ھوتا ھی کہ ایک تھانہ دار ظالم اور روپیہ پیدا کرنے کے فن میں طاق ھو ' اور پھر بھي اُس کي کار روائي نہایت عمدہ ھو - یہہ خاص ھماري ھي راے نہیں ھی — بلکہ تمام شخص جو واقف حال ھیں اس حقیقت سے بخوبي آگاہ ھیں - یہہ بات صحیح ھی اور پولس کے عہدہ دار اور سپاھي بھي بقینا ایسا ھي سمجھتے ھیں کہ سزا صرف بیوقوف شخصوں کو ملا کرتي ھی — یہہ ایک عام خیال ھی کہ اگر کوئي شخص یہہ بات جانتا ھو کہ اپنے افسران بالا دست کو کس طرح پر خوش رکھے اور اپنے ھات پیر کو بھي بچائے رکھے تو اُس کو روپیہ پیدا کرنے کي وجہ سے بہت اندیشہ نہیں کرنا چاھیئے — جو خیال اس طرح پر عموما پھیلا ھوا ھو اُس میں ضرور بالضرور سچ کا ایک بڑا حصہ ھوگا - بھرکیف ھماري راے میں یہہ ایک ایسا خیال ھی جس سے بد دیانتي کو ترقي اور تقویت ھوتي ھی -- پولس میں انتظامي اور عدالتي دونوں قسم کي سزائیں بکثرت دي جاتي ھیں اور سخت ھوتي ھیں — لیکن اس قسم کے خیالات کے ھونے سے وہ خوف دلانے والا اثر جس کا پیدا کرنا ان سزاؤں سے مقصود ھوتا ھی بہت کچھہ کم اور نرم اور خفیف ھو جاتا ھی — اگر سزا سے وہ پاک صاف کرنے والا اثر پیدا ھوتا جو اُس سے پیدا ھونا چاھیئے تو بھرکیف ان صوبوں میں جن سے ھم کو ذاتي واقفیت حاصل ھی صیغہ پولس اس وقت تک قریب قریب بالکل صاف پاک ھوجاتا - سال میں بہت سے عہدہ داروں اور سپاھیوں کو سزا دي جاتي ھی ' اور در حقیقت جیل خانہ جانا ایک عہدہ دار پولس کے دور ملازمت میں ایک غیر متوقع واقعہ نہیں خیال کیا جاتا ھی — لیکن تعجب ھی کہ ان باتوں سے مطلوبہ اثر بہت کم پیدا ھوتا ھی — سزا ھونا بد قسمتي خیال کي جاتي ھی اور بس •

in a certain number of cases only; and it is not for us to say where it does, or where it does not. Moreover it is not our object, at this juncture, to find fault with the D. S. P. In the remarks we have made in respect of their visits to stations, we do not for a moment mean to insinuate that the inspections are not in most cases as thorough as such inspections can be. All we desire is to point out that from the very nature of the case the range of such inspections must be narrow, and their effect not far-reaching. They can rarely enable a D. S. P. to put his finger on cases in which the *thanadar* has made no ugly mistake, but in which he has all the same caused suffering to some poor people Such *kar-rawai* as is to be found in the record is no test of a *thanadar's* work with respect to the people. It is only simpletons or inexperienced or negligent officers, who are in most cases caught from their own record. Experience shows that a station officer may be an oppressor and an expert in the art of making money, and still his *kar-rawai* may be exceedingly good. This is no theory of our own. The fact is perfectly well-known to all who are acquainted with things as they actually are in the police. It is almost a truism, and is certainly so regarded by police officers and men, that punishment overtakes fools only. The idea is very prevalent that if a man only knows how to please his superiors and to "*bachao* (protect,) his hands and feet" he has little to fear in consequence of making money. An idea which is so generally accepted must have a large grain of truth in it. At all events it is, we think, one which promotes and sustains corruption. Punishments in the police both of an executive and judicial nature are frequent and severe. But the deterrent effect which they are intended to produce is largely mitigated, softened, and curtailed, by the prevalence of such notions as we have mentioned. If punishment had the purifying effect it should have, in these provinces at least of which we have personal knowledge, the service should, by this time, have been well nigh wholly purified A large number of officers and men are punished during the year; and indeed going to jail has almost come to be regarded as a not unlikely event in a police officer's career. But strange to say the state of things produces little effect in the desired direction. It is regarded as a piece of bad luck and *bus.*

It is not a bright picture we have endeavoured to paint. We are sorry that we had to do it; but we are not conscious of having made exaggerated statements. As we stated in our first article our information is not based on hearsay. With every desire to discountenance unwarrantable attacks, we believe we would have failed in our duty, if we had not said what we have.

Those who think that shortness of pay is at the root of corruption, no doubt presuppose that it is stern necessity which compels station officers to do things they should not do. This may be the case with a certain number of individuals, but we are afraid the evil in its existing magnitude cannot be so accounted for. But although we are unable to admit that any such extenuating circumstances exist to an appreciable extent, we believe that on other grounds the question of pay should be carefully considered. We should take the necessities of life and not official powers for our standard; and in that light, we should consider, whether the average pay allowed at present is sufficient for a native gentleman of the middle class? The matter has not yet been dealt with in detail, so far as we know. What is wanted is not general statements but a rough calculation approaching something like mathematical correctness. We hope the Commission will take up the point if it has not done so already. It is true that circumstances vary with individuals, but men of the same class in life generally have so many things in common that it should be possible to arrive at a farely correct conclusion. We refrain at present from entering on the task ourselves, but we shall venture, not without great diffidence, to give a warning. We know what opinions are held in Anglo-Indian circles with reference to the household wants of the average native gentleman. We have often thought that these opinions would be shocking if they were not amusing. Truth is often unpalatable; but the fact is that as a community Anglo-Indians are supremely ignorant of the realities of Indian life. Such indeed is the general ignorance on native affairs, that if the Anglo-Indian Government were not an exceedingly strong Government, there might have been trouble on that score. It is, we believe, in consequence of their ignorance of real facts, that

جس تصویر کے کھینچنے کی ہم نے کوشش کی ہے وہ ایک اچھی تصویر نہیں ہے — ہم کو نہایت افسوس ہے کہ ہمکو ایسی تصویر کھینچنا پڑے لیکن ہم نہیں جانتے کہ ہم نے کوئی مبالغہ آمیز باتیں بیان کی ہوں — ہماری اطلاع جیسا کہ ہم اپنے پہلے آرٹیکل میں بیان کرچکے ہیں کچھہ سماعی باتوں پر مبنی نہیں ہے — گو ہم کسی طرح پر نا جایز حملوں کی تائید کرنا نہیں چاہتے ہیں، تاہم یقین کرتے ہیں کہ جو کچھہ ہم نے بیان کیا ہے اگر ہم اُس کو بیان نکرتے تو ہم اپنے فرض کے ادا کرنے سے قاصر رہتے ●

جو شخص یہہ خیال کرتے ہیں کہ تنخواہ کی قلت بد دیانتی کا خاص سبب ہے، بلا شبہہ اُن کا یہہ عقیدہ معلوم ہوتا ہے کہ سخت ضرورت ہی وہ چیز ہے جو تھانہ داروں کو اُن باتوں کے ارتکاب پر مجبور کرتی ہے جو اُن کو نہیں کرنی چاہئیں — گو بعض شخصوں کی یہی کیفیت ہو لیکن جس درجہ تک یہہ خرابی بالفعل پہونچ گئی ہے اُس کی وجہ ضروریات خانگی نہیں ہوسکتی — لیکن اگرچہ ہم یہہ بات تسلیم نہیں کرسکتے ہیں کہ اس قسم کی قابل لحاظ اور قابل معافی وجوہات کسی محسوس درجہ تک موجود ہیں، تاہم یہہ یقین کرتے ہیں کہ دوسری وجوہات پر بھی تنخواہ کے معاملہ میں بخوبی غور کرنا مناسب ہے — ہم کو ضروریات زندگی نہ کہ سرکاری اختیارات کو اپنا معیار قرار دینا چاہیئے، اور اس بنا پر ہمکو غور کرنا چاہیئے کہ آیا اوسط تنخواہ جو بالفعل دی جاتی ہے وہ اوسط درجہ کے ایک ہندوستانی جنٹلمین کے لیئے کافی ہے یا نہیں؟ — جہاں تک کہ ہم کو معلوم ہے اس معاملہ کے ہر ایک جزئیات اور پہلو پر غور نہیں کیا گیا ہے — جس بات کی ضرورت ہے وہ عام نتیجات نہیں ہیں بلکہ ایک سر سری حساب کی ضرورت ہے جو مثل ریاضی کے ایک سوال کے اگر کلیتا نہیں تو قریب قریب صحیح ہو — ہم کو اُمید ہے کہ کمیشن اس معاملہ پر غور کریگی اگر بالفرض اُس نے اب تک ایسا نہ کیا ہو — گو یہہ بات سچ ہے کہ لوگوں کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں، لیکن مساوی حیثیت کے لوگوں میں عموما اسقدر باتیں مشترک ہوتی ہیں کہ بدرجہ اوسط ایک صحیح نتیجہ کا قرار دینا ممکن ہوگا — ہم سر دست خود اس کام کے شروع کرنے سے اجتناب کرتے ہیں، لیکن ہم ایک معاملہ میں متنبہ کرنا چاہتے ہیں گو یہہ بھی بغیر بڑی تامل کے نہیں کیا جاتا — ہم جانتے ہیں کہ اوسط درجہ کے ہندوستانی جنٹلمینوں کی ضروریات خانہ داری کی نسبت اینگلو انڈین سرکل اور دایرہ میں کیا رائے ہے — ہم نے اکثر خیال کیا ہے کہ اگر یہہ رائیں ہنسی دلانے والی نہوتیں تو وہ نہایت حیرت انگیز ہوتیں — سچ بات اکثر اوقات ناگوار ہوتی ہے، مگر حقیقت یہہ ہے کہ بحیثیت مجموعی اینگلو انڈین صاحبان ہندوستانیوں کی زندگی کی اصلی باتوں سے نہایت ناواقف ہوتے ہیں — ہندوستانی معاملات کی نسبت عام ناواقفیت در حقیقت اس درجہ تک ہے کہ اگر اینگلو انڈین گورنمنٹ ایک نہایت زبردست گورنمنٹ

many, indeed the majority of, Anglo-Indians believe that a native gentleman can live very cheap. The idea is fostered and supported by a certain class of native officials whom we need not more particularly specify. They feel not without some truth, that it would never do for them to admit that their salaries were insufficient for their wants. Many of them go further and keep up the appearance of living very cheap, while they really spend a fairly large amount. The dodge is not unknown to Anglo-Indian officers, but if the man who practises it can be easily detected, he must be a clumsy actor. Be that as it may, the fact remains that the notions which prevail on the point in Anglo-Indian circles, are very often based on incorrect information and on fallacies. It is perfectly true that native gentlemen of the old or oldish school, with whom we are here concerned, do not as a rule, spend freely on many things which absorb a considerable portion of the European's earnings. That however matters but little in the long run. It is quite possible that a native (or Indian, whichever you prefer) may live like a hermit for ninety-nine days, and on the hundredth—say the day of his son's marriage—he may spend away like a prince, perhaps even like a mad prince. Contingencies of this class are a recognised and recurring factor in the lives of native gentlemen; and the man who spends little on himself or the education of his children, is often the very person who is specially keen on providing for special, unforeseen or foreseen, occasions.

Facts being what they are, we trust the Commission will bring an independent judgment to bear on the point. It is certainly not the duty of the Government to give its officers of lower grades sufficient pay to enable them to live luxurious lives; but the policy of giving no more than is sufficient to attract fairly intelligent, useful men, is in this country equally dangerous. Low pay and large powers have a certain recognised meaning which in many native states is fully understood by high and low. People are apt to reason by analogy when similiar conditions present themselves in British India. They are of course wrong, but we are speaking of things as they are. When pro-

نہوتي تو اس بنا پر غالبا خرابي پيدا هو سکتي تهي — هم يقين کرتے هيں کہ اصل حقيقتوں سے اُن کے ناواقف هونے کا يہہ نتيجہ هی کہ بہت سے اينگلو انڈين بلکہ در حقيقت اُن کي مجاريتي يہہ يقين کرتي هی کہ ايک هندوستاني جنٹلمين نہايت کم خرچ پر گذر اوقات کرسکتا هی — هندوستاني اهلکاروں کا ايک فرقہ جس کا هم زيادہ تر خصوصيت کے ساتهہ ذکر کرنا نہيں چاهتے هيں اس خيال کو پيدا کرتا اور اُس کي تائيد کرتا هی — اُن کا يہہ خيال هی اور وہ بلا شبہہ کسيقدر صحيح هی کہ اس بات کا تسليم کرنا کہ اُن کي تنخواهيں اُنکي ضرورتوں کے ليئے ناکافي هيں هرگز اُن کے حق ميں مفيد نہوگا — بلکہ اُن ميں سے اکثر اس پر عمل کرتے هيں، اور ظاهر ميں اسطرح پر رهتے هيں کہ گويا اُن کا خرچ نہايت کم هی گو وہ در اصل درپردہ ايک رقم کثير صرف کرتے هيں - يہہ چالاکي کچهہ اينگلو انڈين عہدہ داروں سے پوشيدہ نہيں هی، ليکن اگر وہ شخص جو اس قسم کي چالاکي کرے باساني پکڑا جاسکے تو وہ ضرور ايک بےسليقہ کام کرنے والا هوگا — گو کچهہ هي سبب کيوں نہو، مگر يہہ امر واقعي هی کہ جو خيالات اس معاملہ کي نسبت اينگلو انڈين مجمعوں ميں هيں وہ اکثر اوقات غلط اطلاع اور ايسي باتوں پر مبني هوتے هيں جو بظاهر صحيح معلوم هوتي هيں مگر در اصل غلط هيں — يہہ بات بالکل سچ هی کہ پورانے فرقہ کے هندوستاني جنٹلمين جنکا هم يہاں ذکر کر رهے هيں بہت سے کاموں ميں جن ميں اهل يورپ کي آمدني کا ايک بڑا حصہ صرف هوجاتا هی عموما زيادہ روپيہ صرف نہيں کرتے هيں — ليکن يہہ بات چنداں قابل لحاظ نہيں هی - يہہ بات بالکل ممکن هی کہ ايک هندوستاني ننانوے دن تک مثل ايک درويش کے بسر کرے اور سوويں دن (يعني مثلاً اپنے فرزند کي شادي کے دن) وہ مثل ايک راجا بلکہ شايد مثل ايک پاگل راجا کے روپيہ خرچ کردے - يہہ بات مسلم هی کہ اس قسم کے اتفاقات هندوستاني جنٹلمينوں کي زندگي ميں اکثر اوقات پيش آتے هيں، اور جو شخص اپني آسايش کے ليئے يا اپنے بچوں کي تعليم ميں بہت کم صرف کرتا هی، اکثر اوقات وهي شخص هوتا هی جس کو خاص کر اتفاقيہ موقعوں يا پہلے سے معلوم شدہ موقعوں کے واسطے روپيہ کا انتظام کرنے کي زيادہ تر فکر رهتي هی *

پس جبکہ اصل حقيقت اس قسم کي هی جيسے کہ بيان کي گئي تو هم اُميد کرتے هيں، کہ کميشن اس معاملہ کي نسبت ايک آزادانہ راے قايم کرے گي — بلا شبہہ گورنمنٹ کا يہہ فرض نہيں هی کہ وہ اپنے ادنی درجہ کے عہدہ داروں کو اس قدر تنخواہ دے کہ وہ عيش و عشرت کے ساتهہ اپني زندگي بسر کرسکيں - ليکن يہہ پالسي کہ جس قدر تنخواہ بدرجہ اوسط هوشيار اور کار آمد شخصوں کے ملازمت کي جانب مايل کرنے کے ليئے کافي وافي هو اُس سے زيادہ تنخواہ ندي جاوے اس ملک ميں سخت خطرناک هی - کم تنخواہ کے ساتهہ بڑے بڑے اختيارات کا عطا کرنا ايک خاص مسلمہ معني رکهتا هی، جن کو اکثر هندوستاني رياستوں ميں اعلی و ادنی بخوبي سمجهتے هيں - لوگ اکثر اوقات از روے تشبيہہ کے جب کبهي اُسي قسم کي صورتيں برٹش انڈيا ميں پيش آتي هيں

secutions are instituted for bribery—specially when they become uncommonly frequent—what is the prevailing sentiment in certain police circles? One often hears sentiments like these—"Is this justice? This is gross injustice! Look at our expenses. Who does not know we have to incur all these expenses?" It may be supposed that such sentiments prevail in interested circles. This is only partially true. The case which the men concerned often contrive to make up, is not a particularly weak one Consequently, officers who are themselves above reproach, and who know that they are themselves powerless to change the existing state of things, have often been caught in the midst of an operation which is termed searching of the heart.

There is much more to be said on this and cognate points But, for want of space, we have to wind up these remarks, and to postpone further consideration of the subject.

A LECTURE ON ARABIA.

Rev. Mr. Zivemer, who is, we understand, a citizen of the United States, delivered the other day an interesting lecture in the Hall of the College, on matters connected with Arabia. The reverend gentleman is also the author of a book "Arabia the cradle of Islam." He has spent 12 years in the country, but his acquaintance does not extend to the province of Hedjaz which of course has special interest for Mahomedans. We are able to give only a very brief summary of the interesting lecture.

He said that he was addressing an audience to whom Arabia was as dear as it was to him. Arabia was the cradle of Islam. Commercially and historically India was closely connected with Arabia. In size Arabia was five times as large as France, but the population was estimated only between 6 and 8 millions. It was a topsi turvi land. A traveller saw its worst parts first. As he penetrated inland he saw the better ones. The province of *Yamen* was most beautiful and fertile; and had excellent climate of which outsiders could have no idea. From Busra to Baghdad the country was one vast

تو وهي معني لگاتے هيں — وہ بلاشبہہ غلطي پر هيں ' ليکن هم اُن باتوں کا ذکر کر رهے جو واقعي ظهور ميں آتي هيں — جبکہ رشوت ستاني کي بابت مقدمات دائر کيئے جاتے هيں (خاصکر اُس وقت جبکہ غير معمولي طور پر وہ بکثرت ظهور پذير هوتے هيں) پوليس کے بعض مجمعوں ميں لوگوں کا عموماً کيا خيال هوتا هی ؟— اکثر اوقات اس قسم کي باتيں سننے ميں آتي هيں " کيا يہہ انصاف هی ؟ يہہ سخت نا انصافي هی ! همارے اخراجات کو ديکهو - کون شخص نهيں جانتا هی کہ هم کو يہہ تمام اخراجات برداشت کرنے پڑتے هيں ؟ " — يہہ خيال کيا جاسکتا هی کہ اس قسم کے خيالات صرف اُن لوگوں کے هيں جنکي غرض اس معاملہ سے متعلق هی يہہ صرف جزوا صحيح هی نہ کہ کليتا - جو دلايل بعض اوقات وہ لوگ جن کو اُس سے تعلق هوتا هی پيش کرتے هيں ' وہ چنداں کمزور نهيں هوتے هيں- اسي وجہ سے وہ عہدہ دار جو خود بے لوث هوتے هيں اور جو يہہ بات جانتے هيں کہ وہ خود حالت موجودہ کے بدلنے سے قاصر هيں ' اکثر اوقات ان دلايل کو سنکر انصاف پسندي سے خاموش هوجاتے هيں *

اس مضمون پر اور دوسرے هم قسم مضمونوں پر بہت کچهہ لکها جا سکتا هی — مگر بوجہ قلت گنجايش کے هم اس تحرير کو ختم کرتے هيں اور اس معاملہ پر زيادہ تر غور کرنا آيندہ کے ليئے ملتوي کرتے هيں *

ايک ليکچر عرب پر

ريورينڈ مسٹر زويمر نے جو همکو معلوم هوا هی کہ اميريکہ کے باشندے هيں حال ميں معاملات متعلقہ عرب پر محمدن کالج کے هال ميں ايک دلچسپ لکچر ديا — صاحب ممدوح نے ايک کتاب موسومہ " عرب دي کريڈل آف اسلام " تصنيف فرمائي هی — صاحب موصوف بارہ برس عرب ميں رهے هيں ' مگر اُن کي واقفيت کو صوبہ حجاز تک وسعت نهيں هوئي هی جو بلاشبہہ مسلمانوں کے ليئے خاص دلچسپي کا مقام هی — هم اس دلچسپ لکچر کا صرف ايک نهايت مختصر خلاصہ اس مقام پر بيان کرسکتے هيں *

صاحب ممدوح نے فرمايا کہ وہ ايک ايسے مجمع سے مخاطب هوکر گفتگو کر رهے هيں جس کے نزديک عرب ايسا هي عزيز هی جيسا کہ خود اُن کو هی- عرب اسلام کا سر چشمہ هی- بلحاظ تجارت اور تواريخ کے هندوستان کو عرب کے ساتهہ بڑا تعلق هی - وسعت ميں عرب فرانس سے پانچ حصہ زيادہ بڑا هی ' ليکن اُسکي آبادي صرف ساتهہ اور اسي لاکهہ کے درميان تخمينہ کيگئي هی- وہ ايک عجب گڑبڑ ملک هی- ايک مسافر کو اول اُس کے نهايت خراب حصے نظر پڑتے هيں ' اور جس قدر وہ ملک کے اندر کي طرف بڑهتا جاتا هی اُس کو زيادہ تر عمدہ حصے دکهائي ديتے هيں — يمن کا صوبہ نهايت خوشنما اور سيراب هی ' اور اُس کي آب و هوا نهايت عمدہ هی جس کي خوبي کو غير ملک کے باشندے نهيں سمجهہ سکتے هيں — بصرہ سے بغداد تک تمام ملک ايک

باغ کھجور کے درختوں کا ھی — لکچرار نے دیکھا کہ کالج کي کلغي ایک کھجور کا درخت تھا — اُنھوں نے ایک طالب علم سے دریافت کیا کہ اس سے کیا مراد ھی ' اور اُس نے جواب دیا کہ اُس سے مراد ترقي ھی — لیکن لکچرار نے کہا کہ وہ بے غرضي — خیر خواھي اور فیضي کي بھي ایک نشاني ھی — خیر خواھي اس لحاظ سے کہ وہ صرف عرب میں پھلتا پھولتا ھی — بے غرضي اس نظر سے کہ وہ زیادہ خبر گیري کا محتاج نہیں ھی — اور فیضي اس وجہ سے کہ وہ بہت سے آدمیوں کي گذر اوقات کا ذریعہ ھی *

بحرین اس لحاظ سے مشہور و معروف ھی کہ وھاں موتي کثرت سے پیدا ھوتے ھیں — چنانچہ وھاں سال پیوستہ میں دو لاکھہ پچاس ھزار پونڈ کي قیمت کے موتي پیدا ھوئے تھے — یہہ کام بنیوں کے ھاتھوں میں ھی جن میں سے ساٹھہ اس ضلع میں رھتے ھیں *

وھابي فرقہ کے ذکر میں لکچرار نے عبدالوھاب کي جو اس فرقہ کا بانی تھا نہایت تعریف و توصیف کي — اُس نے اھل عرب کو غور و فکر کرنا سکھایا اور وہ ایک اصلي ریفارمر تھا — سنہ ۱۸۱۰ ع میں مصر کے ابراھیم پاشا نے اس تحریک کا قلع قمع کیا اور اب اُس میں بہت کم جان باقي ھی — لکچرار نے اپني کتاب کي سفارش کي جسکا ھم ابھي ذکر کرچکے ھیں *

صاحب پرنسپل محمدن کالج اس جلسہ میں صدر انجمن تھے اور لکچرار کے شکریہ کا معمولي ووٹ پاس کیا گیا *

نوٹ

کالج کرکٹ ٹیم نے ھفتہ گذشتہ میں زیر نگراني اپنے نئے کپتان سعید محمد خاں کے بمقام بریلي اور لکھنو کھیلا — ھر دو مقامات میں وہ حسب معمول خوش قسمت رھے — بریلي میں جیم خانہ اور لکھنو میں محمد باغ کلب نے اُس کا مقابلہ کیا — اشفاق نے جو بریلي سے ٹیم میں نیا بھرتي ھوا تھا اپنے وطن میں نیکنامي حاصل کي ' اور لکھنو میں عابد اور حامد نے بڑے بڑے اسکور کیئے — جو مہمانوازي اور محبت بریلي میں مسٹر شوکت علي اور محمد امین کپتان سابق نے جو برابر گیند کو اسطرح پر لڑکاتے رھے کہ اُن کے مہمان اُس سے نہایت محظوظ ھوئے ٹیم کے حق میں ظاھر کي اُس کي نسبت مسرت آمیز خیالات کے ساتھہ ٹیم علیگڈھ کو واپس آگئي ھی *

— : ** : —

جناب نواب محسن الملک بہادر آنریري سکرٹري محمدن کالج نے اپنے زمانہ قیام بمبئي میں محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے متعلق ایک بڑا کام انجام دیا — یعني معلوم ھوتا ھی کہ نواب صاحب ممدوح نے انجمن اسلام کے ساتھہ اس غرض سے خط و کتابت شروع کي کہ انجمن موصوف کانفرنس کي سنٹرل کمیٹي کو اُس پر فضا شہر میں جو سمندر کے

date-plantation. He noted the College crest had a palm tree. He asked a student what it signified. He said it signified progress. But he (the lecturer) said it also stood for unselfishness, loyalty and munificence; loyalty because it thrived only in Arabia; unselfishness because it did not require much looking after; munificence because it was the means of so many persons' livelihood.

Bahrein was noted for pearl-fishery. Last year the output was worth £2,50,000. The business was in the hands of *banias* of whom there were sixty in the district.

Speaking of the *Wahabi* movement he spoke very highly of Abdul-Wahab, the founder. He made Arabia think and was a real reformer. The movement was crushed in 1810 by Ibrahim Pasha of Egypt. It now had little vitality left in it. The lecturer recommended his book, which we have already mentioned.

The chair was occupied by the Principal and, of course, the usual vote of thanks to the lecturer was passed.

NOTES.

THE College cricket team, under their new Captain, Said Mahomed Khan, played during the last week at Bareilly and Lucknow. In both places they had their usual good luck. At Bareilly they were opposed by the Gymkhana, and at Lucknow by the Mahomed Bagh Club. Ashfaq, a recruit from Bareilly, distinguished himself in his native town, while at Lucknow Abid and Hamid piled up big scores. The team have returned with pleasant memories of the hospitality and affection shown them at Bareilly by Messrs. Shaukat Ali and Mahomed Amin—the genial ex-Captains, who kept the ball rolling to the satisfaction of their guests.

During his stay at Bombay the Honorary Secretary, Nawab Mohsin-ul-Mulk, was able to accomplish an important piece of work in connection with the Mahomedan Educational Conference. He appears to have opened negotiations with the Anjuman-i-Islam, with a view to their considering the advisability of inviting the Central Committee of the Conference to hold

کڑہ پر واقع ھی سنہ ۱۹۰۳ع کا اجلاس منعقد کرنے کے لیئے مدعو کرنے کي مصلحت پر غور فرماوے – بہر حال اس قسم کا پیغام دعوت آ گیا ھی جسپر ایک ایسے معزز و ممتاز شخص کے دستخط ثبت ھیں جیسیکہ آنریبل مسٹر بدرالدین طیب جي پریزیڈنٹ انجمن موصوف ھیں – سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹي ابتک اپني باضابطہ منظوري نہیں بھیج سکي ھی ' لیکن اسباب میں یقینا کچھہ شبھہ نہیں ھی کہ مسلمانان بمبئي کي دعوت نہایت خوشي کے ساتھہ قبول کي جاویگي پریزیڈنسي بمبئي ھي صرف وہ صوبہ ھی جسکي مہمان نوازي سے کانفرنس نے ابتک حظ نہیں اُٹھایا ھی – اور اسي وجہ سے انجمن اسلام کي دعوت خاص کر زیادہ تر باعث مسرت ھوگي *

the meeting of 1903 in that beautiful seaside town. At all events such an invitation has been received and bears the signature of a man no less distinguished than the Honb'le Mr. Budr-ud-din Tyabji, the President of the Anjuman. The Central Standing Committee have not yet been able to communicate their formal acceptance; but it is of course beyond doubt that the hospitality of Bombay Mahomedans would be accepted with great pleasure The presidency of Bombay is the only important province the hospitality of which the Conference has not yet enjoyed. The Anjuman-i-Islam's offer will, therefore, be specially welcome,

مجوزہ محمدن یونیورسٹي

—————: ** :—————

رقمزدہ محمد حیات بي اے از مدرسۃالعلوم

مسلمانوں میں اپني علحدہ یونیورسٹي بنانے کا خیال کوئي نیا خیال نہیں ھی – زمانہ عروج اسلام میں بھي جبکہ اُس کے پیروں نے اپنے علم فتوحات کو مشرق سے مغرب تک پہنچادیا تھا اور پراني دنیا کے ایک نصف پر انکي سلطنت قایم ھوگئي تھي انہوں نے بڑے بڑے دارالعلوم اور مدرسوں کي بنیادیں ڈالیں اور ھر مذھب و ملت کے نام لیوا شایقین علم کے لیئے ان کے دروازے کھولدیئے چنانچہ قرطبہ و غرناطہ اور بغداد و دمشق کا نام تاریخ عالم میں بحیثیت زمانہ متوسط کے عظیم الشان اسلامي مرکز علوم ھونے کے ھمیشہ یادگار رھیگا *

دنیا میں اسلامي سلطنت کا طرز حکومت چاھے کچھہ ھي کیوں نہ رھا ھو لیکن مسلمانوں کے دارالعلوموں کي بنیاد ھمیشہ رفاہ عام اور فائدہ انام کے اصول پر رھي یا یوں کہو کہ دولت علم کے دربار میں تخصیص مذھب اور امتیاز ملت کو بار نہ تھا اسپین کے دارالعلوموں میں ھزارھا مسیحي شوق طلب میں گویا فیض علمي سے سیراب ھونے کو عین سر چشمہ علوم کے گرد ھر حصہ یورپ سے جوق جوق آکر جمع ھوئے تھے اور کامیاب جاکر اپنے دور دست وطنوں میں اھل عرب کے علوم و فنون کي اشاعت کرتے تھے جر برٹ جو بعد ازاں پوپ سلوسٹر ثاني ھوا اور یورپ میں علم ریاضي کي اشاعت میں صرف ھمت کے لیئے مشہور ھی قرطبہ کے دارالعلوم میں طفل مکتب رھا تھا – اور کہتے ھیں کہ کومپني کا مشہور پادري روسیلینس بھي جس نے فلسفہ میں نامنلسٹ کي شاخ ایجاد کي اور جو سب سے پہلا شخص ھی جس نے پیرس کي یونیورسٹي میں اقسام اور ان میں جزو کل کے فرق کي تشریح کي اور جس کے صدقہ شاگردي میں پیٹر ابیلارڈ نے ابتدائي اصول فلسفہ عہد متوسط (اسکالسٹک) کے نہ صرف سیکھے بلکہ بارھویں صدي کے شروع میں اُن کا ایسا زبردست مجتہد گزرا ارسطو کے علم کلام کو جس کے اھل عرب حامي اور اُستاد تھے اُن سے حاصل کرنے کے لیئے اسپین گیا تھا – اس زمانہ انحطاط میں بھي قاھرہ کا وسیع دارالعلوم " الازھر "

جہاں قریب بارہ ھزار کے طالب علم اسلامي دنیا کے مختلف ممالک سے طلب علم کے لیئے جمع ھیں اس کا کافي ثبوت ھی کہ یونیورسٹي کا طریق زندگاني جہاں اُستاد و شاگرد یکجا رھتے اور روز و شب ایک دوسرے سے مصاحبت رکھتے ھوں وہ چیز ھی جسے مسلمانوں نے آج کیا بلکہ ھمیشہ سے اعلي تعلیم و تعلم کا ضروري جزو خیال کیا ھی *

نظر بران اگر ھندوستان کے مسلمان بحیثیت روایات قومي کے وارث اور خلف سلف ھونے کے دفعتہیں حکومت برطانیہ کے اثر شایستگي نے اور بھي ھوشیار کردیا ھی سستي کے توسیدہ لبادہ کو اُتار کر پھنکدیں اور ذاتي کوشش سے اپني آیندہ نسلوں کي خاطر خواہ تعلیم و تربیت کے واسطے ایک علحدہ یونیورسٹي بنانے کي طرف جو من حیث القوم ان کي قابلیتوں اور ضرورتوں کے لیئے بطریق احسن مناسب ھو پرواز کریں تو کیا وجہ تعجب ھی ؟ اور اگرچہ وہ اب تک تعلیمي سامان اوران آسانیوں کي قدر کرنے اور اُن سے مستفید ھونے میں جو ھندوستان میں حکومت برطانیہ نے ھر قوم کے لیئے فراھم کردیئے ھیں بہت سست قدم رھے لیکن جہاں تک مدرسۃالعلوم علیگڈھ بوجہ اپني خاص خصوصیت یعني رھایشي ڈھنگ کے جو ھر اسم با مسمی یونیورسٹي کا جز و لازمي ھی ایک آیندہ یونیورسٹي کي داغ بیل خیال کیا جاسکتا ھی مسلمان اپنے ترقي یافتہ اھل ملک سے بازي لیگئے ھیں – سنہ ۱۸۷۷ ع جیسے ابتدائي زمانے میں جبکہ مدرسۃالعلوم کي بنیاد رکھي جا رھي تھي ایک بڑے اسلامي دارالعلوم کے خیالات اس کے بانیوں کي چشم تصور میں ترمرا رھے تھے – لارڈ لٹن کو انکے ھاتھوں سنگ بنیاد رکھے جانے کي تقریب میں جو سپاسنامہ پیش کیا گیا تھا اُس میں متوقعہ یونیورسٹي کا کسي قدر جوش اُمید کے ساتھہ ان الفاظ میں ذکر کیا ھی :–" اور جب ھم اپني پیش آمدہ مشکلات اور اُس قدر کامیابي پر جو اب تک حاصل ھوئي نظر کرتے ھیں تو ھمیں بے شک یہہ اُمید ھوتي ھی کہ آیندہ بھي سرکار انگریز اور اپنے اھل ملک دونوں سے وہ فیاضانہ مدد جس نے ھمارے خیالي پلاؤ کو یہاں تک پکادیا اسي طرح بلکہ اور زیادہ ملتي رھیگي اور جو بیج آج ھم بوتے ھیں اُس میں سے ایک دیو زاد درخت پھوٹے گا جس کي شاخیں اس سرزمین کے برگد کي طرح مضبوط جڑیں پکڑ لینگي اور ان

سے اور تازہ و توانا پودے پیدا ہونگے — " اور یہہ کہ کسي دن یہہ مدرسہ بڑھتے بڑھتے یونیورسٹي ہوجائیگا جس کے پروردہ ہندوستان کے اس سرے سے اُس سرے تک پھیل کر آزادانہ تحقیقات وسعت خیالات و بے تعصبي اور حسن اخلاق کي پاک کتاب کا وعظ کرینگے " *

حقیقت میں لارڈ لٹن کے بعد ایسي ہي مسلسل تقویت متواتر وایسرایان ہند و گورنران صوبہ کے ہاتھوں وقتا فوقتا ملتي رہي ہے کہ وہ اب مسلمانوں کے صلاح و فلاح قومي کي تجاویز کے دفتر کا ایک مستقل ضمیمہ ہوگیا ہے — اس باب میں سر انٹوني پیٹرک میکڈانل کے فصیح و بلیغ الفاظ جواب مجوزہ یونیورسٹي کے متعلق فضلائہ مضامین کے فراہم شدہ ذخیرہ میں احسن الکلام کي منزلت رکھتے ہیں اعادہ کرنا بہت ٹھیک ہوگا — حامیان کالج کے جواب سپاسنامہ میں جناب ممدوح نے بمقام علیگڈھ سنہ ۱۸۹۶ ع میں ارشاد فرمایا کہ : — " یہہ اُمید سے زیادہ نہیں کہ یہہ مدرسہ ایک دن اسلامي یونیورسٹي اور یہہ جگہ قرطبۃ الشرق بن جائیگي — ان مکانات میں مسلمانوں کي قابلیتیں نئي معلومات اور ایجاد کریں گي اور تاج برطانیہ کے زیر حمایت وہ تمدني ' مذہبي اور ملکي اصلاحیں سر انجام دیں گي جنکے نام مکہ اور استمبول میں سنائا نظر آتا ہے " *

سر سید احمد خاں بانی کالج کي موت نے مسلمانوں میں ایک تازہ تحریک انکي دیرینہ آرزو محمدن یونیورسٹي کو عملي صورت میں لانے اور اس شکل سے اپنے بزرگ رہنما کي یاد کو بقاے دوام بخشنے کي پیدا کي — انہوں نے اکثر مقامات پر ماتمي جلسہ کیئے جنکي صدارت عموما حکام انگریزي نے قبول کي چنانچہ اُس جلسہ کے جو علیگڈھ میں سر سید کي وفات کے تھوڑے ہي دن بعد منعقد ہوا تھا صوبجات متحدہ کے صاحب لفٹننٹ گورنر بہادر صدر نشین ہوئے تھے — اور انہوں نے لارڈ ایلگن کي ایک چٹھي اپنے نام پڑھ کر سنائي تھي جس میں حضور معلی نے اس تحریک سے کمال اظہار ہمدردي کیا تھا اور اٹھ ہزار کي رقم چندہ یادگار میں عطا فرمائي — ایک صدر کمیٹي علیگڈھ میں بصدارت نواب محسن الملک بہادر قایم کي گئي ہے جو ملک کے تمام حصوں میں فراہمي چندہ اور شہر بشہر اپني حمایت اغراض کے لیئے مقامي انجمنیں چلانے کے لیئے اپنے گماشتہ بھجواتي ہے — اس کے سوا اِس تحریک کے دیگر پر جوش بہي خواہان نے بھي اپنے طور پر چندہ جمع کرنے اور عوام الناس کي راے کو موافق مقصد بنانے میں کوئي کمي نہیں کي ہے — ایک حد تک انکي کوششیں اور مساعي مشکور بھي ہوئي ہیں — لہذا موجودہ رفتار ترقي سے جو اس جہت میں حاصل ہوئي یہہ اُمید بعید نہیں کہ ہندستان میں ایک اسلامي دارالعلوم کي تجویز اب بہت مدت تک محض ایک خواب خوش اور شیخ چلي کا خیال ہي خیال نہ رہیگي *

اس یونیورسٹي کي آخر کار کیا صورت ہوگي ' ابھي کچھہ نہیں کہہ سکتے — ابتدائي حالت میں مجملا موجودہ کالج کي ایک بہتر صورت ہوگي ' آمدني میں ترقي کے ساتھہ جماعت معلمین میں بھي ہر شاخ علوم کي وقتا فوقتا تازہ ایزادیں ہوتي رہیں گي اور اس طریقہ سے پروفیسروں کي تعداد بیس پچیس بورڈین اور زیادہ نہیں تو اتنے ہي دیسي مدرسوں تک جو اپنے خاص علوم کے ملہم ہونگے پہنچ جائیگي — مدرسہ کي عمارات مکانیت کو بھي اتنا وسیع کیا جائیگا کہ ایک ہزار اور اس سے زیادہ طلباء بھي ایک وقت میں ایک ہي جگہہ رہایش کرسکیں — یہہ یونیورسٹي یا ابھي کالج ہي رہے تاوقتیکہ اس کے ہر صیغہ کي پوري تکمیل نہوجائے اور اس طرح اپنے حامي کاروں کو پیش گاہ سرکار میں حاضر ہوکر اپنے طالب کو خود مدارج فضیلت دیسکنے کي عطاے سند کي درخواست کا مستحق نہ ثابت کردے ' موجودہ ہندوستاني یونیورسٹیوں کے امتحانات نے لیئے بدستور طلباء کو تیار کرتا رہیگا *

ایسي یونیورسٹي کي ضرورت چند وجوہات سے پیدا ہوئي ہے جن میں سب سے اہم وجہ یہہ ہے کہ آج کل کي ہندوستاني یونیورسٹیاں مسلمانوں کي تعلیمي ضروریات اور لوازمات سے عاري ہیں — یہہ یونیورسٹیاں بلا لحاظ اختلاف عادات و رواج و اخلاق و خیالات قومي و مذہبي نصب العین مختلف اقوام ہند کے دو تمدن کي ناہموار حالت میں ہیں قایم کي گئي ہیں ' اگر ذہني قابلیتوں کے نشو و نما کے لیئے ناقص و نا کافي سامان پیش کرتے ہیں تو اپنے دست نگروں کي اخلاقي حالت کي ترقي اور اس کي اہمیت کي طرف مطلق توجہ نہیں کرتیں *

مذہبي معاملہ میں ان محکموں کي مطلقا خاموشي منجملہ اُن بنیادي اصول کے ہے جن پر وہ قایم ہیں اور سچ بھي ہے کہ ہندوستان کي سرکاري یونیورسٹیاں اس سے زیادہ اور کیا کرسکتي ہیں ؟ اب یہہ بات عام طور پر تسلیم ہوچکي ہے کہ کوئي طریقہ تعلیم بغیر جزو دینیات کے کامل نہیں ہوسکتا — در اصل ہندوستاني ہي زمین کے پردے پر وہ لوگ ہیں جنہوں نے بے چون و چرا ایک ایسا طریقہ تعلیم جس میں دینیات کو بالکل ترک کردیا گیا ہے ناچار گوارا کرلیا — مسلمانوں نے جو کسي دلخواہ حد تک موجودہ یونیورسٹیوں سے فائدہ نہیں اُٹھایا اس کي وجہ یہہ ہے کہ بسبب اپني کھلم کھلا لامذہب قماش کے بقول کارڈنل نیومن " یہہ کافر یونیورسٹیاں " ان کے واسطے مطلق کوئي شے دلفریب نہیں تھیں — ایک مدت تک مسلمان ان یونیورسٹیوں کے پاس بھي نہ پھٹکے — کیونکہ ان کے نزدیک ان میں شامل ہونا تعلیم و مذہب میں سے ایک کو اختیار کرنا تھا — یہہ دیکھکر کہ یونیورسٹي کي سند سرکاري ملازمت اور علمي پیشوں کي راہ کا ایک سہل الوصول پروانہ ہوتي ہے وہ اب اس کے قریب جانے لگے ہیں اور اب چونکہ یونیورسٹي کمیشن نے بھي کوئي

تجویز ذھني تعلیم کے سوا اخلاقي اور مذھبي تعلیم کي نہیں کي نہ وہ کرسکتي تھي اس لیئے مسلمانوں پر اور بھي اپني خاص یونیورسٹي کا قایم کرنا جو ان کي رفع ضروریات تعلیمي کو کافي ھو لازمي ھوگیا — تمام شایستہ ملکوں میں جہاں حکومت اور ملک دونوں ایک ھي قوم و مذھب کے ھیں اعلی تعلیم حکومت کے قبضہ و تصرف سے عموما آزاد ھی اور ھندوستان میں تو جہاں حکومت غیر مذھب ھونے کے سبب سے رعایا کي تعلیمي ضروریات کو نہ سمجھہ سکتي ھی نہ ان کي قدر کرسکتي ھی اور بھي زیادہ تعلیم آزاد ھوني چاھیئے - غالبا یھي وجہ ھی کہ یونیورسٹي کمیشن نے بھي مسلمانوں کي قومي ضروریات تعلیمي کي قدر کي نہ ان کو سمجھا کیونکہ ھم دیکھتے ھیں کہ صرف اس عذر پر کہ وہ ایک مذھبي یونیورسٹي ھوگي - اسلامي دارالعلوم کے خیال و اُمید کو اگرچہ اس کا سرانجام بھي ھوسکے پست کیا گیا ھی — آخر کیا فرق ممبران یونیورسٹي کمیشن نے ایک مخصوص مذھب یونیورسٹي اور مخصوص مذھب کالج میں جس کے وہ خود حامي ھیں دیکھا ؟ اس کي کوئي تشریح نہیں *

جو وجوھات وہ ایک مخصوص مذھب کالج کي تائید قیام میں دے سکتے ھیں مخصوص مذھب یونیورسٹي کے مسئلہ میں بھي بلکہ دوگني قوت کے ساتھہ وھي وجوھات کام آسکتي ھیں — کوئي عظیم‌الشان مخصوص مذھب کالج جس میں رھایشي ڈھنگ بھي ھو اور طلباء کي تعداد فہرست میں ایک ھزار تک ھو — آثار قوي ھیں کہ مدرسۃ‌العلوم علیگڈہ عنقریب ایسا ھو جائیگا - اگر برائے نام نہیں‌تو کیا حقیقت میں بھي‌ایک مخصوص مذھب یونیورسٹي ھوگا ؟ یونیورسٹي کا مفہوم یقینا یہہ نہیں ھی‌کہ مثل اکسفورڈ اور کیمبرج کے چند کالجوں کا مجموعہ ھو یا ھندوستاني یونیورسٹیوں کي طرح ایک صوبہ کے صوبہ پر اس کا عمل و تصرف ھو - کیونکہ یورپ اور امریکہ میں کیا ایسي یونیورسٹیاں موجود نہیں ھیں جن میں صرف ایک یا دو ھي کالج ھیں ؟ آئرلنڈ میں ڈبلن یونیورسٹي اسکے ثبوت میں ایک مثال موجود ھی — لہذا اگر کسي مخصوص مذھب کالج میں ایک اسم با مسمی یونیورسٹي کے تمام لوازمات اور مصالحے موجود ھوں تو اس کي ضروریات کے مطابق نصاب تعلیم مقرر کرنے اور خود فضیلت کے درجے عطا کرنے میں عذر کیا معني ؟ *

ممبران کمیشن کي خلاف تجویز نے جو اُن سے ایک نا خواستہ طور پر سرزد ھوئي مسلمانوں کو ایک سخت دھوکے میں ڈالدیا - مسلمان ممبر کمیشن پر یہہ اس کا قومي فرض تھا کہ وہ اپنے لائق ساتھیوں کے سامنے تمام واقعات اس مسئلہ کے متعلق پیش کرکے مسلمانوں کے ترقي تعلیم کے میدان میں پیچھے رھنے کے اسباب اور زیر بحث یونیورسٹي کي جس کے قیام کي علیگڈہ میں تجویز ھی اور جو ان کي قومي اور مذھبي ضروریات کو کافي ھوگي اشد ضرورت اُن کے ذھن نشین کرتا *

(از ایسٹ اینڈ ویسٹ)

سجل جمعیۃ اُم القریٰ

یعني

روئداد انجمن مکہ معظمہ

—

تیسرا اجلاس

یوم پنجشنبہ ۱۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۶ ھجري

مقام مکہ معظمہ

سعید انگلستاني نے اس کے جواب میں کہا کہ مسلمان بحیثیت مجموعي دولتمند ھیں - علوم و فنون میں بتدریج ترقي کرنے اور بحري اور بري سیاحتوں کے لیئے جس قدر روپیہ کي ضرورت ھی اُس کے جمع کرنے میں وہ کسي غیر قوم کے محتاج نہیں ھوسکتے — کیونکہ زکاۃ جو صاحب نصاب لوگوں پر فرض ھی اور دیگر مالي کفارات کي صورت میں دولتمندوں کے مال میں قوم کے فقیروں اور قومي کاموں کے لیئے ایک معقول حصہ مقرر ھی — پس اگر مسلمان حقیقتاً مسلمان بن کر زندگي بسر کریں تو ان کو فقر و فاقہ کا ھرگز خوف نہیں ھوسکتا اور وہ ایسے عام مشترک اور منتظم اصول پر زندگي بسر کرسکتے ھیں جسکي تمنا یورپ کي مہذب اور شایستہ قومیں ایک عرصہ سے کر رھي ھیں اور اب تک ان کو اپني اس آرزو میں کامیاب ھونے کا کوئي مناسب طریقہ معلوم نہیں ھوا - حالانکہ اس مقصد کے حاصل کرنے کي غرض سے اُن کي بہت سي جماعتیں اور انجمنیں کوشش کر رھي ھیں جن کے ممبروں کي تعداد لاکھوں اور ملینوں تک پہونچي ھوئي ھی اور جن کے نام " کامن " " یونین " " نہلسٹ " اور " سوشیلسٹ " ھیں — اس قسم کي تمام جماعتیں حقوق اور حالت معیشت میں مساوات یا قریبا مساوات کي خواستگار ھیں — مگر یہہ مساوات یا قریباً مساوات کي بنیاد مذھب اسلام میں بذریعہ زکاۃ ، صدقات ، خیرات اور کفارات کے مذھبي طور پر مستحکم کي گئي ھی - لیکن جسطرح زکاۃ اور کفارات کا معطل کردینا اُس عام اختلال میں موثر ھی جس کے اسباب کي نسبت ھماري انجمن میں بحث ھو رھي ھی اسي طرح زکاۃ کے ترک کردینے سے اُس کے وہ عظیم‌الشان ثمرات بھي فوت ھوگئے ھیں جو شارع کو مقصود تھے — اس لیئے کہ زکاۃ کي بدولت ھر ایک مسلمان کو اپني دولت کا ھر سال اندازہ ھوجاتا ھی اور وہ اپنے اخراجات اپني ثروت اور آمدني کے مطابق کرتا ھی — بلاشبہہ صرف اس مقصد کے حاصل ھونے کي غرض سے اگر اپنے مال کا چالیسواں حصہ خرچ کیا جاوے تو کسیطرح نامناسب نہیں ھی — اسلامي شریعت سب سے پہلي شریعت ھی جس نے عام لوگوں اور گورنمنٹوں کو بچت اصول کي طرف رھنمائي کي جس پر پراٹویٹ اور پولیٹکل اکونمي کا انحصار ھی *

مجھکو خیال ھوتا ھی کہ اس عام اختلال کا سبب جسنے ھمکو اور ھمارے مذھب کو نقصان پہونچایا ھی یہہ ھی کہ ھماري قوم میں عام

اجتماعات مفقود هوگئے هیں اور ان اخیر صدیوں میں مسلمان شارع کي اُس حکمت کو فراموش کرچکے هیں جو نماز جماعت اور جمعه اور عام اجتماع حج سے مقصود تهي - همارے خطیبوں اور واعظوں نے حکام کے خوف سے قومي معاملات میں دخل دینا ترک کردیا هی اور اپني اس بزدلي پر پرده ڈالنے کي غرض سے یهه فرماتے هیں که عام معاملات کي نسبت گفتگو کرنا ایک فضول اور لایعني کام هی اور اکثر اوقات اُس کو غیبت تجسس اور فتنه پردازي خیال کرتے هیں - یهه وبا علما سے سرایت کرکے تمام افراد قوم میں پهیل گئي اور هر شخص اپني ذات اور اپني زندگي کي حفاظت میں مصروف هو رها هی — ایسا معلوم هوتا هی که هر شخص بذات خود ایک قوم هی - اسیطرح رفته رفته هر مسلمان ان حقوق سے جاهل هوگیا جو اسلام اور نوع انسان کے اُس کے ذمه هیں اور اس امر سے غافل هوگیا که وه مدني الطبع هی اور بغیر باهمي شرکت کے اُس کا زنده رهنا نا ممکن هی اور قرآن مجید اور حدیث نبوي کے احکام کو پس پشت ڈال دیا (مرحبی) *

اس کے بعد چونکه اسي حالت پر صدیاں گذر گئیں اور بهت سي نسلیں فنا هوگئیں اس لیئے قومیت کا احساس رفته رفته مضمحل هوکر بالکل مفقود هوگیا اور اب یهه نوبت پهونچ گئي که اگر نعوذ باللہ خانه کعبه منهدم کردیا جاے تو کسي مسلمان کي پیشاني پر ایک لحظه سے زیاده شکن باقي نه رهے — میں یهه نهیں کهتا که ایک هفته سے زیادہ لوگوں کا جوش و خروش باقي نه هی (جیسا که بعض آثار میں وارد هوا هی) کیونکه اس سے اُس زمانه کے لوگ مراد هیں *

اگر موجوده زمانه کي زنده قوموں کي حالت پر کسیقدر غور کے ساتهه نظر کي جاتي هی جن کے پاس عام جلسوں اور مجمعوں کے منعقد کرنے کے لیئے ایسے مقدس وسائل موجود نهیں هیں جیسیکه همارے پاس هیں تو معلوم هوتا هی که اُنهوں نے اس مقصد کے لیئے بهت سے وسائل مهیا کر رکھے هیں جن سے عام جلسوں کے منعقد هونے اور قوم کے کانوں میں آواز پهونچانے اور ان کي توجه بعض ضروري امور کي طرف مائل کرنے میں بهت آسانی هوتي هی : —

(۱) ان کے یهاں هفته میں ایک دن بیکاري اور فارغ البالي کے لیئے مخصوص هی - تاکه لوگ اپنے پرائیویٹ مشغلوں سے بیفکر هوکر مختلف جلسوں میں جمع هوں اور تبادله خیالات سے فائده اُٹهاویں *

(۲) خاص خاص دن اُنهوں نے اس مقصد کے لیئے مخصوص کر رکھے هیں که قوم کے گذشته مشاهیر کے کار نامے بیان کیئے جائیں تاکه نئي نسل کے نوجوانوں کو ان کي اقتدا کرنے اور شهرت اور نام آوري کے بلند مدارج پر پهونچنے کي ترغیب هو *

(۳) اپنے شهروں اور قصبوں میں پبلک عمارتیں تعمیر کرنا تاکه جلسوں کے جمع هونے اور لکچر دینے اور اپني فیلنگس کو ظاهر کرنے میں آساني هو *

(۴) پبلک سپر گاهیں قایم کرنا تاکه معمولي اور تفریحي جلسے اور تهواروں کے موقعوں پر مجمعے هوسکیں *

(۵) لوگوں کو عبرت خیز سین دکهلانے اور ان کے کانوں میں نصیحت اور حکمت کي باتیں ڈالنے کي غرض سے تهیٹر قایم کرنا — اگرچه ان میں بعض باتیں بیحیائي کي بهي هوتي هیں مگر وه صرف عوام الناس کو اس طرف مائل کرنے کي غرض رکهي گئي هیں — ان کا خیال یهه هی که تهیٹر میں بحیثیت مجموعي نقصان کي نسبت فائدے زیاده هیں *

(۶) وه اپني قومي تواریخ کي اشاعت و اذاعت میں جو نهایت شرح و بسط کے ساتهه فلسفي ڈهنگ پر لکهي گئي هو غایت درجه کي کوشش کرتے هیں — تاکه افراد میں قومي حمیت کي فیلنگ زیاده تر مستحکم هو *

(۷) آثار قدیمه کي حفاظت کرنا اور دنیا کي نفیس اور نادرالوجود چیزیں فراهم کرنا جن سے فخر و مباهات کا خیال پیدا هوتا هی *

(۸) قدیم زمانه کے اهم واقعات کي تمثیلیں قایم کرنا تاکه ان کي یادگار دلوں میں هر وقت تازه رهے *

(۹) روزانه اخباروں میں هر قسم کے واقعات کا شائع کرنا تاکه افراد قوم کے خیالات میں وسعت پیدا هو *

(۱۰) گیتوں اور غزلوں میں حکمت و نصیحت اور غیرت و حمیت کي باتیں درج کرنا — تاکه قوم کي اجتماعي زندگي کي نشو و نما هو اور افراد قوم کے دلوں میں غیرت اور حمیت اور نشاط اور اُمنگ پیدا هو *

مگر مسلمانوں نے جیسا که هم اوپر بیان کرچکے هیں اُن تمام مقدس وسائل کا اِستعمال کرنا ترک کردیا هی جو باهمي مشورت اور ایک دوسرے کي خیر خواهي اور باهمي میل جول کي غرض سے شریعت نے قایم کیئے هیں — ان وسائل سے میري مراد نماز جماعت اور جمع اور حج سے هی - ایک عرصه سے مسلمانوں میں یهه خیال پیدا هوگیا هی که ان ارکان سے شارع کا مقصود سواے سیدهي سادي عبادت کے اور کچهه نهیں هی حالانکه شارع کي حکمت اس سے زیاده تر بلیغ هی - میرے نزدیک مسلمانوں کے عام اختلال کا بڑا سبب یهي هی (مرحبی) *

امام چیني نے اس کے جواب میں کها که یهه مستقل سبب نهیں هوسکتا بلکه وه عوارض سے زیاده تر مشابهه معلوم هوتا هی *

میرے نزدیک اس اختلال کا بڑا سبب یهه هی که همارے اُمرا اور حکام متکبر اور مغرور هونے کے علاوه خوشامدي اور منافق علما کي طرف میلان رکهتے هیں جو ان کے سامنے گردن جهکاتے اور ان کي خوشامد کرتے اور ان کي خواهشات کے مطابق بنانے کي غرض سے مذهبي احکام میں

تعریف کرتے ھیں - ایسے علماء سے بہتری کی کیا اُمید ھوسکتی ھی جو دین کو برباد کرکے دنیا حاصل کرتے ھیں اور اُمرا کی دست بوسی صرف اس لیئے کرتے ھیں کہ عوام‌الناس ان کی دست بوسی کریں اور حکام کے حضور میں صرف اسوجہ سے ذلت اور حقارت قبول کرتے ھیں کہ ھزاروں عوام کا انعام میں ان کی عزت اور عظمت زیادہ ھو - اُن کا خاص مشغلہ باھمی بغض و حسد ھی — کسی کام کو خوبی کے ساتھہ انجام دینے کی ان میں قابلیت نہیں ھی حتی کہ ان کی خصومت کا انجام بھی سوائے ایک دوسرے کی تکفیر کے اور کچھہ نہیں ھوتا *

یہہ ایک نہایت سخت اور لا علاج مرض ھی — کیونکہ اُمرا اور حکام کا تکبر ان کو حقیقی علماء کی طرف رغبت کرنے سے روکتا ھی جن میں فی‌الجملہ ایک قسم کی سختی ھوتی ھی اور اُس کا ھونا نہایت ضروری ھی کیونکہ اگر یہہ نہ ھو تو دین بالکل مفقود ھوجاے (مرجی) *

پس بلا شک و شبہہ اس زمانہ میں سب سے افضل جہاد یہہ ھی کہ عام مسلمانوں کی نظروں سے علماے مذا فقین کی عزت اور وقعت گھٹانے کی حتی‌الوسع کوشش کی جاے اور اُن کو حقیقی علماے اسلام کی عظمت ووقعت کرنے کی ترغیب دی جاے - کیونکہ جسوقت حکام کو معلوم ھوگا بالعموم مسلمان ان کی وقعت کرتے ھیں تو وہ بھی طوعاً و کرھاً ان کی وقعت و اطاعت کرنے پر مجبور ھونگے — ھماری قوم کے حکماء کا فرض ھی کہ وہ اسلام کے حقیقی علماء کے خیالات کو وسیع اور ان کی عقلوں کو زیادہ تر روشن کرنے کے لیئے نرم وسائل استعمال میں لائیں - کیونکہ عام صرف جہالت ہ رفع کرنے والا ھی اور عقل و دانائی کے لیئے کچھہ زیادہ مفید نہیں ھی- پس لا محالہ ان کو اس امر کی تعلیم دینا نہایت ضروری ھی کہ مذھبی‌سیاست کو کس طرح عمل میں لانا چاھیئے- ھمارے چینی مسلمانوں میں حکماء نے یہی طریقہ اختیار کر رکھا ھی - ھمارے ملک میں کوئی شہر ایسے دانشمند حکماء سے خالی نہیں ھی جو عام مسلمانوں سے ممتاز نہ ھوں اور جن کو علماء بھی ایک حد تک لیڈر نہ تسلیم کرتے ھوں *

جو لوگ ھمارے ملک میں حکما کے لقب سے موسوم ھوتے ھیں ان کا نام اسلام کی اصطلاح میں "اھل حل و عقد" ھی جن کی بیعت کے بغیر شرعی طور پر امامت کا انعقاد نہیں ھوسکتا - یہہ قوم میں اعلی طبقہ کے حاس اور ممتاز لوگ ھوتے ھیں جن کے ساتھہ معاملات میں مشورہ کرنے کا خدا نے اپنے پیغمبر کو حکم فرمایا ھی اور جن کو ازروے شریعت کے امام اور اُس کے عمال و حکام کی نگرانی اور ان سے مطالبہ اور مواخذاہ کرنے حق حاصل ھوتا ھی- کیونکہ وہ قوم کے سودھرے اور عام مسلمانوں کے قایمقام (ریپریزینٹیٹو) ھیں - اسلامی حکومت میں اُن کا مرتبہ مثل ان لوگوں کے ھوتا ھی جو پارلیمنٹری گورنمنٹوں میں ھوس آف کامنس اور ھوس آف لارڈس کے ممبر ھوتے ھیں - یا شخصی حکومتوں میں جو مرتبہ شاھی خاندان کے ممبروں کا ھوتا ھی کیونکہ ان کو شاھی احکام کی نگرانی کا حق حاصل ھوتا ھی - یا جو مرتبہ امراے قبائل عرب کے مقابلہ میں شیوخ کو حاصل ھوتا ھی کیونکہ امراے قبائل کو صرف انہیں تجاویز کے نافذ کرنے کا اختیار ھی جن کو شیوخ بالاتفاق قرار دیتے ھیں *

اگر عہد رسالت سے اس وقت تک اسلامی حکومتوں کے مختلف دوروں کی تاریخ کو بنظر غائر مطالعہ کیا جاتا ھی تو معلوم ھوتا ھی کہ ان کی ترقی اور ان کا انحطاط " اھل حل و عقد " کے اقتدار کی قوت و ضعف اور عام معاملات میں ان کی شرکت کے ساتھہ وابستہ ھی *

جبکہ ھم اسلامی تاریخ پر نظر ڈالتے ھیں تو ھم کو معلوم ھوتا ھی کہ آنحضرت صلےاللہ علیہ و سلم بہ تعمیل حکم الہی (وشاورھم فی‌الامر) سب سے زیادہ مشورہ کی اطاعت کرنے والے تھے حتی کہ آپنے امر خلافت کو بھی جو نہایت اھم معاملہ تھا صرف امت کی راے پر چھوڑ دیا — اس کے بعد خلیفہ اول (رضی اللہ عنہ) نے اپنا جانشین مقرر کرنے میں اکابر صحابہ کی راے لی اور اس کے بعد خلیفہ ثانی (رضی اللہ عنہ) نے خلیفہ اول کا اتباع کیا اور اپنا جانشین انتخاب کرنے کے لیئے ایک مجلس شوری ترتیب دی اور جب خلیفہ ثالث (رضی اللہ عنہ) نے بعض اھم معاملات میں اکابر صحابہ کی مخالفت کی تو ان کی خلافت میں تزلزل واقع ھوا اور فتنے و فساد برپا ھوئے جو تاریخ میں مذکور ھیں- اس کے بعد چونکہ امیر معاویہ میں خود راے نہ تھی اس لیئے ان کا عہد حکومت بہ نسبت کسی قدر سابق کے اچھا رھا — اسیطرح دولت امویہ جس وقت تک " اھل حل و عقد " کے تسلط اور اقتدار کے تحت میں رھی جس میں زیادہ تر اکابر بنی امیہ شامل تھے اُس وقت تک اُس کا ستارہ رفعت اور برتو کے آسمان پر چمکتا رھا — یہی حال دولت عباسیہ کا تھا جب تک کہ روساء بنی ھشم کی نگرانی میں رھی — مگر جبکہ خلیفوں اور حاکموں نے خود رائی اور مطلق العنانی پر کمر باندھی اور خداوندی احکام اور پیغمبر کی سنت کی مخالفت کرنے لگے تو حکومت اور سلطنت ان کے ھاتھوں سے جاتی رھی اور تباھی اور بربادی پر اُنکا خاتمہ ھوا *

اسیطرح جبکہ گذشتہ یا موجودہ اسلامی سلطنتوں کی شاخوں میں سے کسی شاخ پر نظر کی جاتی ھی بلکہ جب بادشاھوں اور حاکموں میں سے کسی حاکم یا بادشاہ کی لایف پر غور کیا جاتا ھی یا اگر کسی سر گروہ خاندان بلکہ کسی انسان کی حالت کا مطالعہ کیا جاتا ھی تو صاف معلوم ھوتا ھی کہ آبادی اور بربادی مشورت اور خود رائی کے اصول کے ساتھہ وابستہ ھی *

پس جبکہ یہہ امر ثابت ھوچکا ھی تو ھم معلوم کرسکتے ھیں کہ اُس عام اختلال کا سبب جس کی نسبت بحث ھو رھی ھی یہی ھی کہ ھمارے حکام میں خود رائی اور مطلق العنانی سر کشی اور نا فرمانی کے درجہ کو پہونچ گئی ھی اور قوم کے " اھل حل و عقد " نے اپنی جہالت اور نادانی یا بزدلی اور نا مردی کے باعث سے احتساب اور نگرانی کا فرض ادا کرنا چھوڑ دیا ھی - یہہ مسلمانوں کی صرف بعض قوموں

کي حالت هی — اور اکثر مسلمانوں کي یهه نوبت پهونچ گئي هی که نه ان میں کوئي عالم اور نه هادي هی اور نه ایسا کوئي دلسوز اور غیرتمند لیدر موجود هی — بلکه ان کے دیني اور دنیوي معاملات میں سخت پراگندگي اور انتشار واقع هو رها هی — جس بد نصیب قوم کي یهه نوبت پهونچ گئي هو اُس کے لیئے شاید هي کوئي دوا کار گر هوسکتي هی — اگر ممکن هی تو کسیقدر حکماء کي توجه سے ممکن هی جو قوم کے هر ایک طبقه میں ممتاز هیں اور خدا کي ایک سنت اُس کي مخلوقات میں یهه هی که کوئي قوم کسي وقت بهي حکما سے خالي نهیں هوسکتي *

(باقي آیندہ)

واقعات اور رائیں

بتاریخ ۲۰ نومبر حضور ویسراے نے بمقام آبو جین مذهب کے معابد کا ملاحظه فرمایا اور ۲۱ تاریخ آبو روڈ استیشن سے روانه هوکر ساڑهے آٹهه بجے صبح کے بتاریخ ۲۲ نومبر بمقام جودهپور پهونچ افروز هوئے — لیڈي کرزن اور اسٹاف کا ایک حصه یهاں پهلے سے تشریف رکهتے تهے — ۲۲ تاریخ بوقت سه پهر حضور ممدوح نے امپیریل سروس رساله کا معائنه فرمایا — یهه رساله اس موقع پر خود مهاراجه صاحب کے زیر کماند تها — بوقت شب دعوت هوئي که جس میں خود مهاراجه صاحب جودهپور نے حضور ویسراے کا جام صحت پینا تجویز کیا اور ویسراے نے حسب معمول جواب دیا اور مهاراجه صاحب کا ٹوست پرو پوز کیا — اثناء تقریر میں جو بزبان انگریزي خود مهاراجه صاحب نے کي صاحب ممدوح نے خواهش ظاهر فرمائي که اُن کو سمالي لهانڈ فوج کے ساتهه جانے کي اجازت دي جاے اور افسوس ظاهر کیا که وه بوجه علالت چین نه جاسکے *

حضور ویسراے نے اپني اسپیچ میں اس بات کا خوشي کے ساتهه ذکر فرمایا که سب سے پیشتر حضور ممدوح کے عهد میں امپیریل فوجوں سے بادشاه کے غنیم سے لڑنے کا کام لیا گیا اور نه صرف سرحدي مقامات پر بلکه نیز دور دراز چین میں — حضور ممدوح نے یهه بهي فرمایا که مارواڑ کي وفا داري پر بوقت ضرورت پورا بهروسه کیا جاسکتا هی — جودهپور سے حضور ویسراے ۲۳ تاریخ کي شب میں روانه هوئے اور ۲۴ تاریخ کو ساڑهے آٹهه بجے صبح کے بمقام بیکانیر رونق افروز هوئے — حضور ممدوح اور لیڈي کرزن لال گڈه محل میں فروکش هیں — یهه محل سنگ سرخ سے تعمیر هوا هی اور ریگستان میں واقع هی اس کي عمارت کي نهایت تعریف کي جاتي هی — اُسي روز سه پهر کو ویسراے شکار کو تشریف لیگئے اور ۲۵ تاریخ کو بیکانیر واپس تشریف لائے — اُسي روز بوقت سه پهر حضور ممدوح نے ایک جدید کلب تعمیر کردہ مهاراجه صاحب بهادر کي افتتاح کي رسم ادا فرمائي اور شب کو ایک بهت بڑي دعوت میں شریک هوئے — مهاراجه صاحب بهادر بیکانیر اعلی درجه کے تعلیم یافته اور روشن خیال نوجوان حاکم هیں چنانچه اُنکي اسپیچ سے جو که خود مهاراجه صاحب نے بزبان انگریزي ادا فرمائي اُن کي لیاقت و بیدار مغزي کا پته لگتا هی — یهه بهي ناظرین کو یاد هوگا که مهاراجه صاحب بیکانیر بذات خود اپني فوج کے ساتهه چین کي جنگ میں شریک هوئے تهے — کچهه عرصه هوا که ایک فرزند اور ولیعهد ریاست بهي تولد هوا هی که جسکا ذکر اس موقع پر کیا گیا — یهه بهي خوشي کي بات هی که باوجود سخت قحط کے جو عرصه تک رها ریاست پر صرف بارہ لاکهه کا قرضه هی جو گورنمنٹ عالیه نے تیاري ریل کے واسطے عطا کیا هی — مهاراجه صاحب نے اسبات کا ذکر بهي اپني اسپیچ میں کیا که انتظام ریاست آیندہ امتحاناً نئے طرز پر کیا جائیگا جس سے یهه مراد معلوم هوتي هی که بجاے مدارالمهام کے کونسل کے مشوره سے خود مهاراجه صاحب جمله امور انجام دینگے *

حضور ویسراے نے اپني اسپیچ میں اسبات کا ذکر فرمایا که مهاراجه صاحب کو نام آوري اور عمده خدمات کرنے کے مواقع به کثرت حاصل هیں اور اُن خطابات کا ذکر کیا جو پے در پے مهاراجه صاحب نے حاصل کیئے اور یهه بهي فرمایا که هر فرمان روا کا فرض هی که اپني زندگي رعایا کے واسطے وقف کردے *

بتاریخ ۱۸ نومبر ایک دسته فوج سرکاري نے مقام گماتي پر جو که ضلع بنوں سے ملحق مگر سرحد سرکاري سے باهر هی حمله کیا اور چهه غارت گروں کو جو که ایک نهایت مضبوط برج کے اندر تهے تمام دن لڑائي کے بعد هلاک کیا مگر یهه برج اس قدر مضبوط تها که باوجود گوله باري اس پر اثر نه هوا اور بالاخر حمله کرنا پڑا اس حمله میں دو انگریز افسر اور دو هندوستاني افسر هلاک هوئے اور تین انگریز افسر ایک هندوستاني افسر اور پانچ سپاهي مجروح هوئے یهه واقعه زیاده تر اس وجه سے پیش آیا که جس قسم کي توپ ایسے کاموں کے واسطے مطلوب هوتي هی اُس قسم کي موجود نه تهي — گو بیش بها جانیں ضایع هوئیں مگر براے آیندہ یقینا معقول انتظام هوجائیگا اور جو سلسله غارت گري اور اغوا رسانی کا عرصه سے جاري تها وه محدود هوجائیگا اور اس مقام تک ایک ایسي سڑک تیار هوجائیگي که فوج سرکاري کو آیندہ بهت آساني هوگي *

کل بتاریخ ۲۸ نومبر سر پاور پامر کمانڈرانچیف افواج هند اپنے جانشین لارڈ کچنر کو چارج دیکر پینتالیس سال کے بعد هندوستان کي فوجي ملازمت سے کنارہ کش هونگے — گو که سر پاور پامر مستقل کمانڈرانچیف نهیں تهے اور عرصه دراز تک اُن کو اپنے قیام کي بابت یک گونه بے اطمینانی بهي رهي تاهم جمله واقف کاروں کو اِس بات سے اتفاق هوگا که صاحب ممدوح نے صرف کام چلایا هی نهیں بلکه نهایت لیاقت کے ساتهه اُس کو انجام دیا — اُن کے زمانه میں متعدد ترمیمات فوجي

معاملات میں ایسی ہوئیں جن کو صرف وہ افسر کرسکتا تھا جس کو پورا تجربہ ہو اور جسکو اپنے اوپر پورا بھروسہ ہو — چارج کی رسم غالبا بمبئی میں ادا ہوگی جہاں اُس روز جدید کمانڈرانچیف بھی تشریف لے آئینگے •

———: oo :———

دھلی کے دربار کی نسبت ہمکو صرف اس قدر کہنا ہی کہ جو لوگ اُس کو ایک بہت بڑی چیز سمجھتے ہیں وہ اگر اس وقت بھی موقع پر جائیں اور بچشم خود ملاحظہ کریں تو وہ یقینا کہینگے کہ جسقدر وہ سمجھتے تھے اُس سے اصل چیز کہیں زیادہ بڑی اور باعظمت ہی در حقیقت صرف مشاہدہ سے طیاریوں کی عظمت کا اندازہ ممکن ہی — اگر ضروری اجناس کی فروخت کا انتظام منجانب گورنمنٹ نہ ہوتا تو سخت مشکلات پیش آتیں اور اب بھی بعض چیزیں نہایت گراں ہیں — ولایت سے بڑے بڑے اخباروں کے کارسپانڈنٹ آ رہے ہیں اور اس وقت بھی تقریبا ایک درجن موجود ہیں •

یہہ قرار پایا ہی کہ ۷ جنوری کو شاہزادہ ڈیوک آف کنات کو منجانب فریمیسن فرقہ کے دیوان خاص میں دعوت دی جاے — اس فرقہ کے خاص خاص نامزد شدہ حضرات بتیس روپیہ ادا کرنے پر شریک ہوسکینگے •

مسٹر اے جے ڈنلاپ صاحب سکرٹری صیغہ مال ریاست حیدرآباد کی مدت ملازمت انگریزی گورنمنٹ میں قریب الاختتام ہی مگر منجانب ریاست درخواست کی گئی ہی کہ تین سال تک اُن کو مہلت دی جاے — مسٹر کلسن واکر صاحب فنانشل مشیر بھی صحت پاکر ولایت سے واپس تشریف لے آئے ہیں اور اپنا کام شروع کردیا ہی •

کانفرنس کے متعلق دھلی میں مستعدی سے کام ہو رہا ہی مگر افسوس ہی کہ اس وقت تک جن مضامین پر بحث ہوگی اُن کی نسبت بیرونجات سے تحریرات صرف ایک یا دو آئی ہیں — ایسی حالت میں کیونکر توقع کی جاسکتی ہی کہ مباحثہ جیسا ہونا چاہیئے ویسا ہوگا — اُمید کی جاتی ہی کہ جناب معلی القاب سر جیمس لاڈوش صاحب بھی کسی روز جلسہ میں تشریف لاکر عزت افزائی فرمائینگے •

———:•:———

جو صاحب دربار کمپ کو خطوط وغیرہ بھیجیں اُن کو چاہیئے کہ لفظ دھلی نہ لکھیں بلکہ کارونیشن دربار کمپ اور جس خاص کمپ میں مکتوب الیہ ہو اُس کا نام و نشان تحریر کریں — صوبجات متحدہ کا جو کمپ ہی اُس کے رہنے والوں کو خطوط مندرجہ ذیل پتہ سے بھیجنے چاہیئیں — کمپ پوسٹ آفس نمبر ۹ کمپ صوبہ جات آگرہ و اودہ دربار کمپ •

یہہ خبر نہایت افسوس کے ساتھہ سنی گئی کہ ۲۱ نومبر کو خواجہ محمد یوسف صاحب نے اِنتقال فرمایا — آپ ایک نامی وکیل اور ذی مقدرت رئیس اور نہایت خوش اخلاق بزرگ تھے خاص شہر علیگڈھ میں آپ سے خاص اور عام کو گرویدگی تھی اور آپ کی پوزیشن ایسی تھی کہ جو شخص کول کو جانتا تھا اُس کا آپ کے نام سے نا واقف ہونا نہایت مشکل تھا — عرصہ دراز تک ابتدائی زمانہ میں خواجہ صاحب کو کالج سے بھی خاص تعلق رہا اور اسی بنیاد پر بروز انتقال نواب محسن الملک کی تحریک سے ایک خاص میٹنگ اِسٹریچی ہال میں بمراد اِظہار رنج اور ہمدردی منعقد ہوا — ہم بھی اُن کے فرزندوں اور اعزہ سے دلی ہمدردی ظاہر کرنے کی اِجازت چاہتے ہیں •

ضروری اِطلاع

اِس بات کے اعلان کی خاص ضرورت معلوم ہوتی ہی کہ بموجب قواعد صرف وہ اصحاب منجانب کالج و کانفرنس چندہ جمع کرسکتے ہیں جن کے پاس تحریری اجازت آنریری سکرٹری کی ہو - مفصل قواعد ۳۱ جولائی کے پرچہ میں چھاپے گئے تھے •

اخبارات سے درخواست کی جاتی ہی کہ ضروری معاملہ کے اعلان میں ہمکو پوری مدد دینگے •

(دستخط) محسن الملک

IMPORTANT.

ENGLISH BLANKETS ! SPECIAL OFFER ! !

Owing to our first consignment of English Blankets having arrived earlier than was expected this season, and with a view to make room for other consignments expected shortly, we are selling the following English Blankets at the following cheap prices :—Scarlet Blankets (superior quality) 100 by 50, Rs. 2-12 ; White Blankets 100 by 50, Rs. 2 ; Scarlet Blankets 96 by 50, Rs. 1-14 ; Scarlet Blankets (small) 84 by 48, Rs. 1-10 ; Grey Blankets (large) 96 by 50, Rs. 2-4 ; Cooli (Brown) Blankets 84 by 50, Rs. 1-14 ; and Army Blankets, Rs. 2 each.

The Imprimis English Camera. This is a marvel. Be up to date and buy one. Simple enough for a beginner, good enough for an expert. For Portrait, Landscape and Marine work, with double dark slide and hand-book on photography. Price Rs. 5.

Apply to :—

MESSRS. HARRY & Co.,

69. Harrison Road,

CALCUTTA.

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 46. } THURSDAY, 4th DEC. 1902. روز پنجشنبہ ۴ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ ع { سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۴۶

فہرست مضامین

		صفحہ نمبر
ایم اے او کالج اور ہز ہائینس نظام	(صرف اُردو) ...	۷۳۹
حضور ویسرائے بہادر کا دورہ	(صرف اُردو) ...	۷۳۹۰
محمدن اینگلو اورینٹل کالج روپی فنڈ	(انگریزی معہ ترجمہ)	۷۴۰-۷۴۲
کالج اور ہز ہائینس نظام	(انگریزی معہ ترجمہ) ...	۷۴۲-۷۴۳
ہندوستان کے حفظان صحت کا رہنما	(انگریزی معہ ترجمہ)	۷۴۳-۷۴۷
انجمن تہذیب الاطفال	(انگریزی معہ ترجمہ) ...	۷۴۷-۷۴۸
سجل جمعیۃ أم القری یعنی روئداد انجمن مکہ معظمہ	(صرف اُردو) ...	۷۴۸-۷۵۱
جغرافیہ اسلامی دنیا	(صرف اُردو) ...	۷۵۱-۷۵۲
واقعات اور رائیں	(صرف اُردو) ...	۷۵۳-۷۵۴
اشتہارات	(اُردو و انگریزی) ...	۷۵۴

ایم اے او کالج اور ہز ہائینس نظام

اُمید کی جاتی ہی کہ حضور نظام بتاریخ ۲۵ دسمبر دہلی رونق افروز ہونگے — چونکہ حضور ممدوح کا اسپیشل علیگڈھ پر حاضری یعنی بریکفسٹ کے وقت ٹھہرنے والا ہی ٹرسٹیان و افسران کالج نے اس موقعہ سے مستفید ہونا چاہا اور حضور ممدوح سے بذریعہ پرسنل سکرٹری صاحب بذریعہ تار درخواست کی کہ منجانب کالج بریکفسٹ کی دعوت قبول فرمائیں — گو حضور ممدوح نے اس درخواست کو قبول نہیں فرمایا مگر تاہم جن وجوہ سے اور جن مہرباني آمیز الفاظ سے اپنی معذوری کا اظہار فرمایا ہی وہ خود ہماری رائے میں ٹرسٹي صاحبان کے فخر کرنے کے واسطے کافي ہی — اول تو یہہ بات اظہر من الشمس ہی دوم خود حضور ممدوح کے جواب سے بھي ثابت ہوتا ہی کہ واقعي حضور نظام اس کالج پر خاص نظر عنایت خسروانہ رکھتے ہیں *

حضور ویسرائے بہادر کا دورہ

یوں تو ہز اکسلنسي لارڈ کرزن بالقابہ کا ہر ایک دورہ نتیجہ خیز اور ملک کے لیئے مفید ہوتا ہی ' تاہم ہمارے خیال میں آج کل کا دورہ سب سے زیادہ با اثر نتیجہ خیز اور اہم معلوم ہوتا ہی — اس دورے میں حضور وایسرائے نے زیادہ تر راجپوتانہ کي قدیم ریاستوں کو دیکھا ہی ' اور راجپوتوں کي بہادر قوم کے بہادر راجوں مہاراجوں کو جو نصیحتیں کي ہیں وہ ایسي نہیں کہ راجپوتوں ہي کے لیئے قابل عمل ہوں ہم خیال کرتے ہیں کہ ہر ایک رئیس ' ہر ایک سردار اُن سے مستفید ہوسکتا ہی اور ہمیں اُمید ہی کہ مستفید ہوگا *

جیپور کي ریاست اور رئیس کي وقعت ظاہر کرنے کي ہمیں ضرورت نہیں ' ظاہر ہی کہ راجپوت ریاستوں میں اُسکا درجہ بہت بلند ہی ' علاوہ ازیں خود رئیس کا طرز عمل ایسا ہی جوہر دیکھنے والے اور سوچنے والے شخص کي توجہ اپني طرف مائل کیئے بغیر نہیں رہ سکتا — ہم یہہ نہیں کہہ سکتے کہ آیا جو طرز عمل لایق مہاراجہ جیپور نے اختیار کیا ہی ' وہ باوجود اپني تمام خوبیوں کے (اور غالباً ہمسے بڑھکر اُنکا کوئي معترف نہ ہوگا) موجودہ زمانہ کے لیئے مناسب ہی یا نہیں ' پھر بھي اس میں شبہہ نہیں کہ روشنضمیري مع پابندي مذہب و رسوم دیرینہ کا عمدہ نمونہ اگر تلاش کیا جائے تو مہاراجہ صاحب جیپور سے بڑھکر کہیں نہ ملیگا — اور اسي وجہ سے مہاراجہ صاحب کي اسپیچ اور حضور وایسرائے کي جانب سے اُسکا جواب دونوں قابل غور ہیں *

محمدن اینگلو اورینٹل کالج

روپی فنڈ

———— : ** : ————

یہہ اکثر کہا جاتا ہی کہ آرٹیکل اور اسپیچیں اور لکچر عملی طور پر بہت کم کارآمد ہوتے ہیں - یہہ بات کسیقدر صحیح ہی ' لیکن اسی کے ساتھہ یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ٹھیک طور کی علمی کوششوں سے خواہ وہ تحریری ہوں یا زبانی بسا اوقات عملی نتیجے پیدا ہوتے ہیں — یعنی اُن کے باعث سے سمجھہ دار آدمی غور کرنے اور کام کرنے والے آدمی عملی کارروائی پر آمادہ ہوجاتے ہیں — چنانچہ مسٹر ٹپنگ کے اُس آرٹیکل کو جس میں ایم اے او کالیج کے متعلق ایک روپی فنڈ قایم کرنے کی راے دی گئی تھی اور جو ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۰۲ ع کو اخبار پایونیر سے ہمارے اخبار میں نقل کی گئی تھی عام اتفاق سے آخرالذکر مد میں قرار دینا چاہیئے — اُس نے بعض شخصوں کو غور کرنے اور عملی کارروائی کرنے پر آمادہ کیا ہی — ہم عموما قبل از وقت کسی بات کا ذکر کرنا پسند نہیں کرتے ہیں - لیکن چونکہ ہر ایک تجویز کی ابتدا ہونی چاہیئے ' اس لیئے اگر ہم اسی وقت یہہ بیان کردیں کہ اس تجویز کو عملی صورت پر لانے کے لیئے بڑی بڑی تیاریاں ہو رہی ہیں تو اُس سے کچھہ حرج نہوگا - چنانچہ محمد جعفر حسین صاحب نے جن کو کالج ہذا کے بہت سے ہوا خواہ ایک سرگرم کارکن جانتے ہیں اس معاملہ پر بڑی سرگرمی کے ساتھہ توجہ کی ہی - موصوف الیہ مرار میں عہدہ ڈویژنل انجنیری پر ممتاز ہیں ' اور وہ بالفعل صریح وجوہات سے اپنے اوقات کا صرف ایک حصہ اس کام میں صرف کرسکتے ہیں - ظاہرا وہ ایک ایسے شخص ہیں جو نا مکمل طریقہ میں کسی کام کے کرنے کے قایل نہیں ہیں — اسی وجہ سے اُن کا ارادہ ایک لمبی رخصت لینے کا ہی ' تاکہ وہ کچھہ عرصہ تک اپنا وقت تمام و کمال اس ضروری کام میں صرف کرسکیں - ہم مسٹر جعفر حسین کو اُن کے عمدہ ارادہ پر مبارک باد دیتے ہیں اور ہر طرح پر اُن کی کامیابی کے خواہاں ہیں - اسی کے ساتھہ ہم ایک بات جتانا چاہتے ہیں - روپیہ پیسہ کے معاملات بالعموم نازک ہوتے ہیں — ہماری مراد کسی شخص کی بے توقیری کرنے سے نہیں ہی جبکہ ہم یہہ راے دیں کہ ہر ایک چندہ دینے والے کو حسب حیثیت اپنے کچھہ دینے سے پہلے اس بات کا بخوبی اطمینان کرلینا چاہیئے کہ وہ ایک مجاز ایجنٹ کے ساتھہ معاملہ کر رہا ہی - اس قسم کے تمام ایجنٹوں کے نام چٹھیات اجازتی یا اسناد جاری ہونگی ' اور یہہ اُمید کی جاویگی کہ وہ (یعنی ایجنٹ) ہر ایک چندہ دینے والے کو ایک مطبوعہ رسید دیویں خواہ وہ اُس کو طلب کرے یا نکرے — مسٹر جعفر حسین کی نسبت بلا شبہہ یہہ بھروسہ کیا جا سکتا ہی کہ وہ ان جزئیات کی جانب توجہ فرماوینگے — ہماری مراد صرف یہہ ہی کہ اس معاملہ کا بخوبی اعلان کیا جاوے *

M. A.-O. COLLEGE.

RUPEE FUND.

It is often said that articles and speeches and lectures are of little practical value. This is true to some extent; but it should be remembered at the same time, that literary efforts of the right type—whether written or oral—often lead to practical results. They set thoughtful people thinking and stimulate practical men to take practical action. Professor Tipping's article suggesting a "Rupee Fund" in connection with the M. A. O. College which was republished in these columns from the *Pioneer* on 27th July must, by common consent, be placed under the latter category. It has made some people think and has stimulated them to action. As a rule we do not approve of making premature statements. But as every scheme must have a beginning no harm will be done if we just announced that preparations are being made on a large scale to give practical shape to the scheme. Mr. Jaafer Husain—known to a large circle of friends of this College as an earnest worker—has taken up the matter with great zeal. He holds the post of Divisional Engineer at Morar and for obvious reasons he can at present devote only a portion of his time to this work. He is apparently a man who does not believe in doing things by halves. Consequently he intends taking long leave in order that he may be free for a time to devote himself wholly to this important work. We congratulate Mr. Jaafer Husain on his excellent idea and we wish him every success. At the same time we beg leave to sound a note of caution. Money matters are proverbially delicate. We mean no disrespect to any body when we suggest that before paying his mite every subscriber should satisfy himself thoroughly that he is dealing with an authorised agent. To all such agents letters of authority or *sanads* will be issued and they will be expected to give a printed receipt to every subscriber whether the latter asks for it or not. Mr. Jaafer Husain may, no doubt, be trusted to see to these details. All we mean is to give publicity to the matter.

جو سوالات اس معاملہ کے متعلق پیدا ہوئے منجملہ اُن کے ایک یہہ بھی سوال تھا کہ آیا ڈونیشن کی تعداد ایک روپیہ پر محدود ہونی چاہیئے یا نہیں - ہم کو معلوم ہوا ہی کہ خاص خاص شخصوں کی فیاضی پر اس قسم کی کوئی قید نہیں لگائی جاویگی — اسی کے ساتھہ ہرایک شخص اپنا ایک روپیہ ادا کر کے ایجنٹ کو رخصت کرسکتا ہی - ہمکو یہہ بھی معلوم ہوا ہی کہ چندہ دینے والے کو اس بات کی اطلاع دینے کا اختیار حاصل ہوگا کہ آیا اُس کا ڈونیشن قطعی ہی یا وہ ہر سال ادا کیا جاویگا — لیکن جس خیال پر یہہ تجویز مبنی ہی وہ یہہ ہی کہ چندے سالانہ ادا کیئے جاویں - ایک روپیہ سالانہ کچھہ بہت زیادہ نہیں ہی ' اور اکثر آدمی جو ایک مرتبہ ایک روپیہ ادا کریں غالبا ہر سال اُس کا ادا کرنا منظور کرلینگے — اس تجویز کی نوعیت کے لحاظ سے اُس کی کامیابی کے لیئے یہہ امر ضروری ہی کہ بہت سے آدمی ایجنٹ کا کام انجام دینے کے لیئے آمادہ ہوجاویں — نیز یہہ بات ضرور ہی کہ ہر ایک شخص جسکے پاس ایجنٹ پہونچے اپنا روپیہ فورا ادا کردے — یہہ بات مناسب نہیں ہی جیسا کہ ہرایک شخص جانتا ہی کہ ایجنٹوں کے ساتھہ جو اپنے کاروبار میں مصروف ہوں طول طویل بحث و گفتگو کی جاوے ' اور گفتگو کے اخیر پر یہہ وعدہ کیا جاوے کہ ایک بڑی رقم براہ راست افسران کالج کے پاس بھیجدی جاویگی — ہمارے نزدیک اس قسم کے وعدوں کا یہہ جواب مناسب ہوگا کہ " جناب اگر دینا ہی ایک روپیہ اس وقت عنایت فرمائیے " •

ہم سر سید میموریل فنڈ کے معاملہ میں یہہ بات دیکھہ چکے ہیں کہ وعدے شاذ و نادر ہی پورے کیئے جاتے ہیں - اس فنڈ کے متعلق ایک رقم کثیر اُن شخصوں کے ذمہ واجب الادا ہی جن کو معمولی صورتوں میں وعدہ کرنے اور پھر اُسکے ایفا نہ کرنے پر افسوس ہوتا - ہم خیال کرتے ہیں کہ وعدوں کے مضمون پر ایک دلچسپ لکچر اُس مصالحہ سے تالیف کیا جا سکتا ہی جو سر سید میموریل فنڈ ایسوسی ایشن کے دفتر میں موجود ہی - اس محنت کے قبول کرنے کے لیئے موزوں اور مناسب شخص بلاشبہہ ایسوسی ایشن مذکور کے آنریری سکرٹری ہیں - ہم اُن سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس رائے پر غور کریں ' اور اس قسم کے علمی اور فلسفیانہ اخبارات موجود ہیں جو اُن کے مضمون کو بخوشی قبول کرلینگے - ہم خود اُس کے مشتہر کرنے کا وعدہ نہیں کرسکتے ہیں ' کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ ایک افسوس ناک مضمون ہوگا — خاص کر اس وجہ سے کہ سکرٹری موصوف کا مزاج کچھہ عرصہ سے اس قسم کا ہی جو برعکس بشاش کے ہی — جو کیفیت اُن کی ہی اُس کے دیکھنے سے ہمارے دل پر بڑا اثر ہوا — ہم نے ڈاکٹر سے اُن کی بیماری کا ذکر کیا ' اور اُس نے یہہ رائے دی کہ " پوراني بیماري مایوسي کي ہی " •

ہم یقین کرتے ہیں کہ روپی فنڈ ایسوسی ایشن کی قسمت اس سے زیادہ اچھی ہوگی - تاچپوشی کے زمانہ میں دھلی میں اُن کی کوششوں کے لیئے ضرور ایک عمدہ موقع ہوگا - کالج کے سینیر طالب علم جو دھلی

One of the questions which arose in this connection was whether donations should be limited to one rupee. We understand that no such restrictions will be placed on individual liberality. At the same time everybody can say good-bye to the agent after he has paid his rupee. It will also, we understand, rest with the donor to notify whether his donation is final or would be paid annually. But the idea underlying the scheme is that subscriptions should be paid annually. One rupee per annum is not much; and most of those who pay once would probably consent to pay regularly. From the very nature of the scheme it is essential for its success that a large number of gentlemen should offer themselves for the work of an agent. It is also essential that every body who is approached by an agent should pay his rupee with alacrity. As every one knows it is not the right thing to enter upon long discussions with busy agents, and finally to wind up the conversation by promising to send a large sum direct to the central authorities "One rupee, Sir, now or never" that we think would be the proper answer to such promises.

We have seen in connection with the Sir Syed Memorial Fund that promises are rarely fulfilled. A considerable amount of money is due in connection with that fund from gentlemen who, under ordinary circumstances, would be sorry to make a promise and not fulfil it. An interesting essay could, we think, be compiled on promises from the existing materials in the office of Sir Syed Memorial Fund Association. The proper person to undertake the labour is, of course, the Honorary Secretary of that Association. We invite him to consider the suggestion; and there are literary and philosophical journals which will readily accept the contribution. We can not promise to publish it ourselves, for we know it would be mournful reading, specially as the said Secretary is and has been for some time in a mood the reverse of pleasant. We were greatly moved by the spectacle he presents. We submitted his case to the doctor whose verdict was "Chronic despondency."

The Rupee Fund Association will, we sincerely trust, have better luck. Delhi, during the Coronation weeks, should offer a good field for their enterprise. Senior students of the College who are

going to Delhi in large—one might almost say appalling—numbers, should make excellent agents. If it is intended to utilise them, we trust their enlistment into the Rupee Fund Volunteer Corps will be undertaken at once. Some people think that our students while at Delhi should carry some distinctive mark of their connection with the College, and a certain gentleman wrote to a vernacular paper suggesting a badge on the arm. We are unable to support the suggestion. A badge on the arm may mark out our students from other visitors, but it might give offence to the sanitary officials who will also carry a badge.

There can be little doubt that the Rupee Scheme has already become popular. Nawab Salam-ullah Khan of Dewalghat, Berar, one of the best friends the Collge has, wrote to the *Pioneer* some time ago, notifying that he also intends to do his utmost for its success. We trust that all gentlemen who are interested in it will correspond with Professor L. Tipping who—as was fit and proper—has undertaken the duties of the General Secretary. The chief charm of the scheme, in our opinion, lies in the smallness of the sum required for membership, and the agents will be ill-advised if they pressed for larger contributions after receiving the requisite rupee.

It is a pity that the member of our staff who has active editorial charge of the paper is likely to take sick-leave. If all went well, however, it is intended to bring out extra editions of this paper from Delhi, during the Coronation weeks. Certain arrangements have already been made with that object, but we regret that they are limited to printing and publishing Urdu matter only. Subscribers are invited to notify their addresses during that period, unless their permanent address will do.

M. A.-O. COLLEGE AND H. H. THE NIZAM.

WE have the pleasure to publish the following telegrams which have passed between the Honorary Secretary of the College and the Personal Secretary to H. H. the Nizam :—

To Nawab Ahmad Hossain Sahib, Peshi Secretary to H. H. the Nizam, Hyderabad, Deccan.

(PRIVATE—DEFERRED.)

The trustees of the College regard themselves extremely fortunate at the news that His Highness the Nizam will be

کو نہایت کثرت سے جانے والے ہیں عمدہ ایجنٹ ہونگے — اگر اُن سے کام لینا مقصود ہی تو ہم یقین کرتے ہیں کہ روپی فنڈ والنٹیر پلٹن میں اُن کا بھرتی کرنا فوراً شروع کیا جاویگا — بعض لوگوں کا خیال ہی کہ ہمارے طالب علموں کے پاس جبکہ وہ دھلی میں موجود ہوں کوئی خاص نشانی اس بات کی کہ وہ کالج کے ساتھہ تعلق رکھتے ہیں ہونی چاہیئے اور ایک صاحب نے ایک دیسی اخبار میں یہہ راے لکھی تھی کہ اُن کے بازو پر ایک بیج ہونا چاہیئے — ہم اس راے کی تائید نہیں کرسکتے ہیں - بازو پر نشان کے ہونے سے ہمارے طالبعلم دوسرے وزیٹروں سے غالبا ممتاز ہو جاوینگے - لیکن شاید اہلکاران صیغہ صفائی کو جن کے پاس اس قسم کا نشان ہوگا یہہ امر ناگوار ہو *

اس امر میں بہت کم شبہہ ہو کہ روپی اسکیم کو لوگ پسند کرنے لگے ہیں — کچھہ عرصہ ہوا کہ نواب سلام اللہ خاں صاحب رئیس دیول گھاٹ صوبہ برار نے جو کالج کے نہایت عمدہ دوستوں میں سے ہیں اخبار پایونیر کو لکھا تھا کہ وہ بھی اس اسکیم کی کامیابی کے واسطے حتی الامکان کوشش کرنا چاہتے ہیں - ہم کو بھروسہ ہی کہ جن صاحبوں کو اس تجویز کے ساتھہ دلچسپی ہی وہ سب پروفیسر ٹپنگ کے ساتھہ خط و کتابت کرینگے جنہوں نے جنرل سکرٹری کا کام اپنے ذمہ لیا ہی جیساکہ نہایت مناسب اور موزوں تھا — اس تجویز کی خاص خوبی ہماری دانست میں یہہ ہی کہ ممبری کے لیئے ایک نہایت قلیل رقم درکار ہی ' اور یہہ مناسب نہوگا کہ ایجنٹ لوگ ایک روپیہ کے وصول ہونے کے بعد زیادہ چندہ کی نسبت اصرار کریں *

افسوس ہی کہ ہمارے اسٹاف کا ایک ممبر جس کے متعلق اس اخبار کی ایڈیٹری کا کام ہی غالبا بیماری کی وجہ سے رخصت لیگا - لیکن اگر ہر طرح پر خیریت رہی تو یہہ ارادہ ہی کہ تاجپوشی کے ہفتوں میں دھلی سے اس اخبار کے زاید (اکسٹرا) پرچے نکالے جاویں — چنانچہ چند انتظامات اسی نظر سے کیئے گئے ہیں ' مگر ہم کو افسوس ہی کہ یہہ انتظامات صرف اُردو مضامین کے چھاپنے اور شایع کرنے پر محدود ہیں — خریداران اخبار سے استدعا کی جاتی ہی کہ اگر اُن کا مستقل پتہ کافی نہو تو وہ اس زمانہ میں اپنی ایڈریس سے ہم کو مطلع فرماویں *

کالج اور ہز ہائینس نظام

ہم نہایت خوشی سے مندرجہ ذیل پیغامات تاربرقیوں کو چھاپتے ہیں جو محمدن کالج کے آنریری سکرٹری اور ہز ہائینس حضور نظام کے پرسنل سکرٹری کے درمیان گذرے ہیں *

بخدمت نواب احمد حسین صاحب سکرٹری پیشی ہز ہائینس نظام حیدرآباد دکن *

(پریویٹ — ڈیفرڈ)

کالج کے ٹرسٹی اس خبر کو سنکر اپنے تئیں نہایت خوش نصیب خیال کرتے ہیں کہ ہز ہائینس حضور نظام ۲۵ ماہ حال کو حاضری تناول

فرمانے کے لیئے علیگڈھ میں قیام فرماوینگے - ٹرسٹیان موصوف نہایت ادب کے ساتھہ التجا کرتے ھیں کہ اُن کو معہ پرنسپل کالج اور یورپین پروفیسروں ' ھندوستانی اسٹاف ' اور طالب علموں کے ھز ھائینس کی خدمت میں آداب بجا لانے کے لیئے حاضر ھونے کی اجازت دی جاوے — نیز وہ اس بات کی درخواست کرنے کی جرات کرتے ھیں کہ ھز ھائینس از راہ الطاف خسروانہ اُن کو اپنے اُس عزیز سردار کی تواضع کرنے کی عزت بخشینگے جسکی فیاضی اور سخاوت کی بدولت خاصکر یہہ کالج قایم ھوا ھی — بریکفست (حاضری) ریلوے استیشن علیگڈھ کے ریفرشمنٹ روم میں پیش کی جاویگی *

جواب

از جانب پرسنل سکرٹری ھز ھائینس نظام - حیدرآباد
بخدمت نواب محسن الملک بہادر آنریری سکرٹری ٹرسٹیان
ایم اے او کالج علیگڈھ

میں نے آپ کا پیغام تار برقی مورخہ ۳ دسمبر ھز ھائینس حضور نظام کی خدمت میں پیش کیا — چونکہ ھز ھائینس نے اُس جنگی تعظیم کو جو راستہ میں انگریزی چھاونیوں میں دی گئی ' اور نیز پبلک استقبال کو جو تجویز کیا گیا تھا اور پرایویٹ دعوتوں کو جو بہت سے دوسرے مقامات پر دی گئیں قبول نہیں فرمایا ھی ' اس لیئے ھز ھائینس اب علیگڈھ کو اُس قاعدہ سے مستثنی کرنا جو ھز ھائینس نے اپنے اگلے سفر کے لیئے قرار دیا ھی مناسب تصور نہیں فرماتے — ھز ھائینس کے ارشاد کے بموجب میں کالج کے ٹرسٹیوں ' پروفیسروں اور طالب علموں کا شکریہ ادا کرتا ھوں اور یہہ عرض کرتا ھوں کہ ھز ھائینس کو اس بات پر افسوس ھی کہ وہ علیگڈھ اسٹیشن پر اُن سے ملنے اور اُن کی تواضع قبول کرنے کی خوشی حاصل کرنے سے معذور ھیں *

pleased to stop for breakfast at Aligarh on the 25th instant. They most respectfully pray to be permitted to present themselves at the platform together with Principal and European Professors, native staff and students of the College to pay their humble respects to His Highness. They further take the liberty of praying that His Highness be pleased graciously to confer upon them the supreme honour of entertaining their beloved Prince to whose munificence and generosity the College chiefly owes its existence. Breakfast will be served in the Refreshment Room at the Aligarh Railway Station.

RRPLY.

FROM Personal Secretary to H. H. the Nizam, Hyderabad.

To Nawab Mohsin-ul-Mulk, Bahadur, Honorary Secretary to the M A -O College, Aligarh.

Submitted to H. H. the Nizam your telegram dated 3rd Dec. As His Highness has already declined military honours offered at British cantonments *en route* as well as public receptions proposed and private entertainments tendered at numerous other Stations, H. H. does not now see his way to making Aligarh an exception to the rule he has adopted for his forthcoming journey Am commanded to thank the trustees, professors and *alumni* of the College and to say that H. H. regrets he has to forego the pleasure of meeting them and of accepting their hospitality at Aligarh Station.

ھندوستان کے حفظان صحت کا رھنما

قحط اور وبا کی اصل وجہ کا اظہار

(رقمزدہ ڈاکٹر یو ایل دیسائی صاحب —
ایم ڈی سنڈ یافتہ ولایت)

(واسطے سلسلہ کے دیکھو صفحہ ۷۱۷ اخبار مطبوعہ ۲۰ نومبر)

زمین

تندرستی کا دار مدار اُس زمین کی نوعیت اور حالت پر ھی جس پر باشندے رھتے ھیں

زمین کی کیمیائی اور طبعی بناوٹ اور اُس کی سطح کی ظاھری صورت اُمور حفظ صحت سے خصوصا بلحاظ آب و ھوا ' بیماری ' پڑاو کے موقعوں ' مکانات ' دیہات ' قصبات ' پانی کی رسد ' عام سیر گاہ ' اور قبرستان یا مرگھٹوں کے بڑا تعلق رکھتی ھی *

GUIDE TO SANITATION IN INDIA.

MYSTERY OF FAMINE & PLAGUE EXPOSED.

(CONTRIBUTED BY DR. U. L. DESAI, M. D.)

(Continued from our issue of 20th November, Page 717.)

SOIL.

HEALTH DEPENDS UPON THE NATURE AND CONDITION OF THE SOIL, THE INHABITANTS LIVE ON.

THE chemical and physical constitution of the soil, and the configuration of its surface, have an important bearing upon many hygienic questions, especially as regards climate, disease, sites of camps, and houses, villages, towns, water supplies, public parks and burial or cremation grounds.

Ground air is present in all rocks except the very hardest, above the ground water level, filling all the space unoccupied by water or solid particles, and its volume depending on the porosity and other conditions of the soil; loose sand may contain 50 p. c. and porous several times its volume of air.

Ground air contains moisture, organic matter of animal or vegetable origin, and sometimes N H 3, H 2 S, or C H 4. Corbonic acid is in excess, and increases with the depth. It also varies greatly according to the nature of the soil, and the intensity of the local chemical changes, that are going on in it. Oxygen is in relatively small proportion and increases with the depth. At 13 feet, 14 p. c. of Co 2 and 7. 5. p. c. of oxygen is found in a soil of average quality. Many causes contribute to keep the ground air in constant movement, among them being wind, percolation of rain, variations in temperature, barometric prussure, and rise and fall of ground water. All rocks are more or less permeable and therefore capable of containing air or water in their interstices. A cubic yard of granite or marble holds about a pint of water, sand-stone 25 gallons, and sand 50 gallons.

The mineral constituents of soil are of the utmost variety, the organic matters being important from a hygienic point of view. The soil is being constantly polluted by dead animal and vegetable matter, and the excreta of various animal life, and the waste products of several trades and industries, particularly in overcrowded centres of populations. These are constantly being removed by putrefacation, nitrification, and the influence of vegetation. Apart from such obvious examples as burial grounds, dung hills, manured fields, sewage collections, and the like, unintentional pollution of the soil goes on, upon an enormous scale, especially around human dwellings, and the habitations of domestic animals. Nitrates are commonly found in abundance, in the soil of any long inhabited place, and Carbonic acid and other simple compounds are formed concurrently; offensive gases are given off during putrefaction, but are deodorized and oxydized by passing through ærated soil. Vegetable matters being persistent, undergo putrefaction and slow oxidation.

زمین کي هوا تمام چٹانوں میں بجز اُن کے جو نہایت سخت هوتي هیں پاني کے لیول سے اوپر موجود هوتي هی ' اور وہ اُس تمام خلا میں جس میں پاني یا منجمد ذرے نہیں بھري هوتي هی ' اور اُسکي مقدار زمین کے مسام دار هونے اور دوسري حالتوں پر منحصر هوتي هی — ڈھیلے ریت میں ۵۰ في صدي اور مسام دار ریت میں چند حصہ زیادہ هوا کي مقدار هوسکتي هی *

زمین کي هوا میں رطوبت — حیواني یا نباتاتي مادہ ' اور بعض اوقات این ایچ ۳ — یا ایچ ۲ — ایس یا سي ایچ ۴ — هوتا هی کاربونک ایسڈ بہت زیادہ هوتا هی اور جسقدر زمین کي گہرائي هوتي هی اُسي قدر وہ زیادہ هوتا جاتا هی — نیز وہ زمین کي نوعیت اور مقامي کیمیائي کي شدت تغیرات کي شدت کے مطابق جو اُس میں برابر جاري رهتے هیں بدلتا رهتا هی — اکسیجن کي مقدار نسبتا کم هوتي هی ' اور وہ بھي زمین کي گہرائي کے ساتھہ بڑھتي جاتي هی — ۱۳ فٹ پر ۱۴ فیصدي کاربونک ۲ ' اور ۷ و ۵ فیصدي اکسیجن اوسط قسم کي زمین میں پائي جاتي هی — زمین کي هوا اکثر وجوهات سے هميشہ حرکت میں رهتي هی — منجملہ اُن کے تیز هوا ' مینہہ کي سرایت — ٹیمپریچر کي تبدیلیاں — برامیٹر کا دباو یا بار — اور زمین کے پاني کا چڑها و اوتار هی — کم و بیش تمام چٹانیں سرایت پذیر هوتي هیں ' اور اسیوجہ سے هوا یا پاني اُن کے شگافوں میں تھیر سکتا هی — گرینٹ یا سنگ مرمر کے ایک مکعب گز میں قریبا ادہ سیر پاني اور سینڈ اسٹون میں ۲۵ گیلن پاني اور ریت میں ۵۰ گیلن پاني هوتا هی *

زمین کے جمادي اجزا نہایت مختلف طور کے هیں ' اور اُس کے مادي اجزا حفظ صحت کے اُصول کے بموجب نہایت قابل لحاظ هوتے هیں — زمین مردہ حیواني اور نباتاني مادہ اور مختلف جانوروں کے فضلہ اور مختلف کارخانوں اور دوکانات کي نا کارہ پیدا وار کے باعث سے خاص کر آبادي کے گھنے مرکزوں میں هميشہ الودہ هوتي رهتي هی — یہہ مادے سڑنے ' شورہ کے پیدا هونے اور نباتاتي اثر سے هميشہ علحدہ هوتے رهتے هیں — اس قسم کي صریح مثالوں سے قطع نظر جیسے کہ قبرستان — گھورے — کھتواڑے هوئے کھیت ' اور گانالیوں کي آلایش وغیرہ هی زمین خاصکر انسانوں کے مکانات اور جانوروں کے رهنے کے مقامات کے آس پاس بغیر کسي ارادہ کے هميشہ آلودہ هوتي رهتي هی — هر ایک مقام کي مٹي میں جس میں بہت دنوں سے آبادي هو شورہ عموما بکثرت پایا جاتا هی ' اور کاربونک ایسڈ اور دوسرے سادہ مرکبات اُن کے ملنے سے پیدا هوجاتے هیں — سڑنے کے زمانہ میں متعفن گیس پیدا هوتے هیں ' مگر اُن کي مفونت اُس زمین میں هوکر جس میں کاربونک ایسڈ موجود هو گذرنے سے دور هوجاتي هی — چونکہ نباتاتي مادے زیادہ تر عرصہ تک قایم رهتے هیں اس لیئے وہ سڑ جاتے هیں اور اکسائیڈ اُن میں بہ دیر پیدا هوتا هی *

In the neighbourhood of villages or towns, any large collections of organic effluvia are dangerous, and the common practice to fill up hollows, and to alleviate low lying sites by trade refuse, ashes, household refuse, stable refuse, and even excremental refuse, is to be greatly deprecated. Such collections, if made in hollows and low lying sites, such a made soil, should not be utilised for building purposes, unless within 6 years of its free exposure to air and rain. A free outlet for drainage will accelerate the process of purification.

Nitrogenous organic matter is oxidized to some extent by filtration, with formation of Nitrates. In the upper layers of the soil, to a depth of one or two feet, nitrification of a different kind takes place, by the action of certain microbes. They require oxygen, and an alkali or alkaline earth. Calcic Sulphate increases their activity: boiling or the presence of an antiseptic destroys it.

Among the most important specific diseases, Anthrax, Tetanus, Malaria, Enteric Fever, Cholera, Diarrhoea, and Plague, are concerned with telluric conditions. Dampness of soil is favourable to small-pox, all kinds of Fevers, Phthisis, Diphtheria, Rickets, and Goitre.

Rapid rise and fall in ground water level, pollution of the soil, with vegetable, animal and trade impurities, and a certain earth temperature, increase the activity of specific organisms present in the soil.

Efficient drainage of the soil improves all these conditions.

Many specific diseases may be regarded as having their habitat in the soil, whence they are transmitted to man or other animals by exhalation (miasm), by water, or by inoculations.

Phthisis mortality bears a direct relation to dampness of sub-soil, and the height of ground water. Dampness of soil is favourable to all affections of the respiratory system, rheumatism and Neuralgias.

The presence of clay and high ground water level render a soil cold. Porous soils, like sand or gravel, with low ground water, are the warmest and in the main most healthy.

A site not naturally healthy should be improved. If damp, it may be drained, or trenches may be cut around it so as to

دیہات یا قصبات کے قرب و جوار میں مادي غلاظت کا کثرت سے جمع ہونا، خطرناک ہوتا ہی، اور یہہ طریقہ کہ گڑھوں کو یا نشیب کي زمینوں کو کار خانوں کي آلایش، راکھہ، مکانات کے کوڑے کرکٹ، اصطبلوں کے فضلہ بلکہ لید وغیرہ سے بھر دیتے ہیں نہایت ناپسندیدہ ہی - اس قسم کے کھاد کوڑہ کو اگر وہ گڑھوں اور نشیب کي زمینوں میں جمع کیا گیا ہو یعني اُس مٹي کو جو اس طرح بني ہو اُس وقت تک کہ وہ چہہ برس تک بخوبي ہوا اور مینہہ میں نرھي ہو عمارتي مقاصد کے واسطے کام میں نہیں لانا چاہیئے — اگر بلا روک ٹوک پاني کا نکاس ہو تو اُس کے باعث سے صفائي جلد تر ہوسکیگي *

شوریت دار مادہ فلٹر ہونے سے کسقدر اکسائیڈ ہوجاتا ہی اور نایٹریٹ بنجاتا ہی — زمین کے اوپر کے طبقوں میں ایک یا دو فٹ کي گہرائي تک بعض مائیکروب (یعني نہایت چھوٹے چھوٹے کیڑوں) کے اثر سے دوسرے طور کي شوریت پیدا ہوتي ہی — اُن کے واسطے اکسیجن اور کھریا یا کھریا دار مٹي درکار ہوتي ہی — کیلسک سلفیٹ کے باعث سے اُن کي تیزي زیادہ اور جوش دینے یا کسي اینٹي سپٹک کے موجود ہونے سے وہ زائل ہوجاتي ہی *

منجملہ خاص خاص بڑي بیماریوں کے اینتھرکس - ٹیٹني نس - ملیریا - بخار انٹرک - ہیضہ - پیچش اور پلیگ زمین کي حالتوں سے تعلق رکھتے ہیں — زمین کي رطوبت چیچک جملہ اقسام بخار پتھیسس، ڈپتھیریا، رکٹس، اور گوئیٹر کے پیدا ہونے میں بڑي مدد دیتي ہی *

زمین کے پاني کي لیول کے اوتار چڑھاو، نباتاني، حیواني اور کارخانوں کي غلاظتوں کے باعث سے زمین کے آلودہ ہونے، اور زمین کے ایک خاص ٹیمپریچر کے باعث سے اُن خاص مادوں کي قوت جو زمین کے اندر موجود ہوں اور زیادہ بڑھجاتي ہی *

اگر زمین سے پاني کے نکاس کا انتظام عمدہ ہو تو اُس سے ان تمام حالتوں کي اصلاح ہو جاتي ہی *

بہت سي خاص بیماریوں کي نسبت یہہ خیال کیا جاسکتا ہی کہ اُن کا مسکن زمین میں ہوتا ہی جہاں سے کہ وہ بذریعہ تنفس، یا پاني، یا انا کیولیشن کے انسان کو منتقل ہوجاتے ہیں *

جو امراض مرض پتھس کي وجہ سے ظہور میں آتي ہیں، وہ براہ راست زمین کے نیچے کے طبق کي رطوبت اور زمین کے پني کي اونچائي سے تعلق رکھتي ہیں — زمین کي رطوبت تنفس کي بیماریوں، مرض وجع المفاصل اور نیوز لگیا کے مددگار ہوتے ہیں *

چکني مٹي اور زمین کي پاني کے لیول کے اُونچا ہونے سے زمین سرد ہوجاتي ہی — مسام دار مٹي مثل ریت یا کنکر کے جس کے نیچے پاني ہو سب سے زیادہ گرم اور خاصکر نہایت صحت بخش ہوتي ہی *

جو موقع قدرتي طور پر صحت بخش نہو اُس کي اصلاح کرني واجب ہی — اگر وہ مرطوب ہو تو اُس میں پاني کے نکاس کے لیئے

intercept the subsoil water, on its way from higher ground. The site itself may be artificially elevated. Trees are desirable for shelter or ornament, but should not be allowed to interfere with light or circulation of air. Rank or superabundant vegetation must be cleared away, but short grass is beneficial.

From the above remarks it will be seen, that the pollution of earth is a serious matter. The earth of a town, particularly if overcrowding exists, gets saturated with all sorts of organic excretions and effluvia from human beings and domestic animals, and as a result of home refuse and trade refuse. Such an earth becomes unfit for human habitation, as years advance, and the older the site of a town the more unhealthy it becomes. Drainage system of any kind, if built without skill and not kept properly clean, does more harm than good, if the people who use it are ignorant, and abuse the house connections. Leakage from drains is a most dangerous method of polluting the earth. For Indian towns and villages, dry scavenging is the best. There should be wheeled boxes, lined with tin, in every street, for household refuse, and these should be removed by oxen every day, and cleaned in fields especially allotted for the purpose, thus securing the double object of cleaning and manuring. Numerous contrivances could be made by bricks and mortar, or tin lining, with a view to guard against pollution of earth by not allowing excretions of any kind to fall on it.

BUILDINGS.

The materials commonly used in India for building purposes are bricks, mud, mortar and cement. Brick and mud walls are pervious and the air passing through them in either direction is filtered, and the wall becomes charged with organic, impurities.

The exclusion of damp and impure ground-air, by means impervious basements, is necessary in inhabited houses, and this could be done by covering the basement in every part with a layer of concrete six inches thick. Any impervious material of the full thickness of the wall, above the highest point at which the wall is in contact with the earth, will prevent damp from rising in the walls by capillary attraction. The walls se-

نالیاں بنائی جاسکتی ھیں ' یا اُس کے گرد خندق کھودی جاسکتی ھی ' تاکہ وہ نیچے کے پانی کو زیادہ تر اُونچی زمین سے آتے وقت راستہ میں روک لیں — اور یہہ مقام مصنوعی طور پر بلند کیا جا سکتا ھی — گو درخت سایہ یا آرایش کے لیئے پسندیدہ ھیں ' لیکن روشنی یا ھوا کی آمد و رفت میں وہ مزاحم نہیں ھونے چاھیئیں — خود رو یا فضول درختوں کو صاف کرنا چاھیئے — لیکن چھوٹی گھاس مفید ھوتی ھی *

تحریر صدر سے واضح ھوگا کہ زمین کا بگڑ جانا ایک نازک معاملہ ھی — ایک قصبہ کی زمین خاصکر اُس حالت میں کہ اُس میں آبادی حد مناسب سے زیادہ ھو ھر قسم کے مادی فضلہ اور غلاظت سے جو انسانوں اور پالتو حیوانوں سے خارج ھوتی ھی اور گھر کے اور دوکانات کے کوڑا کرکٹ سے مرطوب ھوجاتی ھی — اس قسم کی زمین جوں جوں زیادہ برس گذرتے جاتے ھیں انسان کی سکونت کے ناقابل ھوجاتی ھی ' اور جس قدر پرانی کسی قصبہ کی زمین ھوتی ھی اُسی قدر زیادہ وہ غیر صحت بخش ھوجاتی ھی — پانی کے نکاس کے کسی انتظام سے اگر وہ ھوشیاری کے ساتھہ نہ کیا جاوے اور مناسب طور سے صاف نرکھا جاوے — تو درحالیکہ جو شخص اُس سے فایدہ اُٹھاویں وہ ناواقف ھوں اور جو چیزیں مکان سے تعلق رکھتی ھوں اُن کو بے جا طور پر کام میں لاویں اُس سے بہ نسبت فائدہ کے نقصان زیادہ تر پہونچتا ھی — نالیوں سے پانی کا ٹپکنا زمین کے آلودہ کرنے کا نہایت خطرناک طریقہ ھی ھندوستان کے قصبات اور دیہات کے لیئے خشک صفائی سب سے زیادہ مفید ھی — ھر ایک محلہ میں گھروں کے کوڑے کرکٹ کے لیئے پہیہ دار صندوق جن کے اندر ٹین مڈھی ھو ھونے چاھیئیں اور بیل ھر روز اُن کو اُٹھاکر لے جایا کریں اور وہ اُن کھیتوں میں صاف کیئے جاویں جو خاص اس مقصد کے لیئے تجویز کیئے گئے ھوں — اور اس طرح پر صفائی اور زمین میں کھاد ڈالنے کے دونوں مقصد حاصل ھوجاوینگے — اینٹ اور گچھہ کے ذریعہ سے یا ٹین سے منڈھکر بہت سی ترکیبیں کی جاسکتی ھیں تاکہ کسی قسم کی غلاظت زمین پر نہ گرنے پاوے اور وہ آلودگی سے محفوظ رھے *

مکانات

جو چیزیں ھندوستان میں عمارت بنانے کے لیئے عموما کام میں لائی جاتی ھیں وہ اینٹ ' یا نکار ' گچھہ اور سیمنٹ ھیں *

اینٹ اور مٹی کی دیواریں مسام دار ھوتی ھیں ' اور جو ھوا اُن میں ھوکر کسی طرف کو گذرتی ھی وہ فلٹر ھوجاتی ھی اور دیوار میں مادی غلاظت بھر جاتی ھی — ٹھوس اور پختہ بنیادوں کے ذریعہ سے مرطوب اور غلیظ ھوا کا خارج کرنا مکانات مسکونہ میں ضروری ھی ' اور اس کی ترکیب یہہ ھی کہ بنیاد کا ھر ایک حصہ کانکریٹ کی چھہ انچہ موٹی ایک تہ کا پلاسٹر کر دیا جاوے — اگر کوئی ٹھوس مصالحہ دیوار کی پوری چوڑائی میں اُس مقام سے اوپر جہاں کہ دیوار زمین سے ملتی ھو لگا ھو تو وہ رطوبت کو بذریعہ کیپلری کشش کے دیواروں کے اندر چڑھنے

سے روکیگا — جو دیواریں ایک مکان کو دوسرے مکان سے جدا کرتی ہوں اُنکے ہر ایک حصہ کو چھت تک یا اُس سے اوپر لے جانا چاہیئے تاکہ چھت کے نیچے کسی قسم کا اتصال نرہے اور ایک مکان میں آگ لگنے یا متعدی بیماری پیدا ہونے کی حالت میں دوسرے مکان میں اُس کے پھیلنے کا اندیشہ نرہے *

خاص چھت کے ذریعہ سے گرمی و سردی کی شدت سے بہت کم پناہ ملتی ہی — اور جو کمرے عین اُس کے نیچے ہوں (بشرطیکہ وہ سکونت کے واسطے ہوں) اُن میں چھت گیری کا لگانا مناسب ہی *

کمروں کا عرض طول اُس آسایش اور غرض پر منحصر ہی جس کے لیئے وہ تعمیر کیئے جاویں — ہر ایک مسکونہ کمرہ میں ایک ایسی کھڑکی کا ہونا جو اوپر نیچے کھلتی ہو ضروری ہی ' اور ٹھیک شمال کی طرف یا اس طرح پر کہ دھوپ نہ آ سکے مکان کا رخ نہیں ہونا چاہیئے *

اس غرض سے کہ ہر ایک کمرہ میں روشنی کا حصہ اُس میں پہونچ سکے یہہ امر پسندیدہ ہی کہ مکانات کی قطاریں شمال اور جنوب کی طرف ہوں اور مربع مکانات کے گوشے اُن سمتوں میں واقع ہوں *

ہر ایک مکان کے آگے اور پیچھے دونوں طرف ایک کھلا ہوا میدان ہونا چاہیئے جو لمبائی میں کم سے کم مکانات کی بلندی کے برابر ہو ' تاکہ جو کمرے سب سے نیچے کی منزل پر واقع ہوں اُن میں کافی روشنی اور ہوا پہونچ سکے چھوٹے چھوٹے صحنوں میں جو چاروں طرف سے گھرے ہوں مکانات کی ترتیب ہونا قابل اعتراض ہی ' کیونکہ ہوا بخوبی اُن میں چکر نہیں لگا سکتی — ہی جو مکانات دوسرے مکانات کی پشت پر بنے ہوں وہ غیر صحت بخش ہوتے ہیں کیونکہ وہ تاریک اور کم ہوا دار ہوتے ہیں *

(باقی آیندہ)

parating one house from another should be carried up, to or above the roof in every part, to prevent communication, beneath the roof, including danger in case of fire or infectious disease, in one of the houses.

The roof itself affords very little protection from the extremes of temperature, and the rooms immediately beneath it, if intended for occupation, should have a ceiling over them.

The size of the rooms depends upon the convenience and purpose for which it is made. In every inhabited room, a window opening top and bottom is essential, and a due northern or sunless aspect is to be avoided.

For the sake of securing a share of sunlight in every room, it is preferable that rows of houses should run north and south, and that square buildings should have angles in those directions.

Every house should have both in front and rear an open space at least equal in length to the height of the buildings, so as to allow sufficient light and ventilation for the rooms, on the lowest floor. The arrangement of houses in small closed squares, is objectionable, since the air cannot circulate freely. Back to back houses are unhealthy being dark and ill-ventilated.

(*To be continued*)

انجمن تہذیب الاطفال

بخدمت صاحب ایڈیٹر علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

انجمن تہذیب الاطفال ' کے ممبر ۱۲ نومبر سنہ ۱۹۰۲ع کو ایک پورانے مشہور و معروف مقام میں جو جواہر علی خاں کے امام باڑہ کے نام سے معروف ہی جمع ہوئے — اس جلسہ میں بہت سے طالب علم معہ اپنے لایق پرنسپل مسٹر آر ایم اے ڈی — ایم اے — اور رؤسا اور اہل عملہ کے اس بات پر اپنی دلی خوشی ظاہر کرنے کے لیئے کہ مسٹر جے ڈبلیو ہوز سول سروس ڈپٹی کمشنر فیض آباد بخیروعافیت انگلستان سے واپس تشریف لے آئے شریک ہوئے *

مولوی سید محمد حسین صاحب مجتہد رئیس فیض آباد بالاتفاق جلسہ کے صدر انجمن منتخب کیئے گئے — قاضی خیرالدین حسین خاں انسپکٹر آبکاری ' حکیم سید ابو ابراہیم ایجنٹ وٹیقہ ڈپارٹمنٹ اور چند طالبعلموں نے اسپیچیں دیں — نیز حضور ملک معظم و ملکہ معظمہ کی سلامتی اور ترقی عمر و دولت کے واسطے دعائیں مانگی گئیں — اس کے

ANJUMAN-I-TEHZIBUL ATFAL.

To

THE EDITOR OF THE *Aligarh Inetitute Gazitte*.

The members of "Anjuman-i-Tahzibul-Atfal" met on the 12th November 1902 at a historical place called Jawahir Ali Khan's Imambara. The meeting was attended by a large number of school boys, with their worthy Principal, Mr. R. N. Day, M. A., *Raises* and *Amlas* of Kachehries, to express their hearty joy on the safe return of Mr. J. W. Hose, C, S Deputy Commissioner of Fyzabad from England.

Moulvi Syed Muhammed Husain Mujtahid, Fyzabad, was unanimously voted to the Chair Speeches were delivered by Qazi Khairuddin Husain Khan, Excise Inspector, Hakeem Syed Abu Ibrahim, Agent, Wasika Department and several boys. Prayers were also offered for the long life of their Most Exalted Majesties. Then the Secretary on behalf of the members of

بعد سکرٹري نے ممبران انجمن کي طرف سے گفتگو کي — مسلمانوں کے مذهبي کتاب میں مسلمانوں کو خداوند تعالے اور اُس کے رسول اور اُن شخصوں کے جو اُن پر حکمراں هوں " اُن کي اطاعت و فرمانبرداري کرنے کي سخت هدایت کي گئي هی — سکرٹري نے اپني اسپیچ کے ضمن میں قرآن مجید اور دوسري مذهبي کتابوں سے اس قسم کي بهت سي مثالوں کا حواله دیا - مثلاً اُنهوں نے ایک مشهور قصه بیان کیا جس کا مضمون یهه هی که " ایک مرتبه اتفاقاً حضرت موسی بادشاه وقت کے آگے چلے جاتے تهے اور خدا تعالی نے اُن کو بادشاه ملک کي تعظیم کرنے کا حکم دیا اور آگے چلنے سے منع فرمایا " - پس جس حالت میں که پیغمبروں کو حکام کي اطاعت اور تعظیم کرنے کي هدایت کي گئي هی تو هم پر اُن کي (یعني حاکموں کے) اطاعت و تعظیم کرنا دو چند فرض هی " — اُنهوں نے یهه بهي کها که " میں بڑے فخر کے ساتهه یهه بیان کرتا هوں که هم گورنمنٹ انگریزي کو اُسي تعظیم و تکریم کي نگاه سے دیکهتے هیں جس کا خدا تعالی اور اُس کے پیغمبر نے دیا هی ' اور یهه تعظیم کچهه کسي خوف یا جبر کي وجه سے نهیں هی بلکه طبع زاد هی اور باهمي محبت پر مبني هی - یهه عقیده مسٹر هوز کے منصفانه اور قابلانه انتظام کي وجه سے جن کي دانشمندي ' عمده راے ' دور اندیشي اور وبائي امراض کے انسداد کي تدبیروں کي ذریعه سے یهه ضلع اب تک هیضه اور هولناک مرض طاعون کے دوره سے محفوظ رها هی همارے دلوں مضبوط جڑ پکڑ گیا هی " *

جلسه کے برخاست هونے سے پهلے مولوي سید ابو محمد نے حضور ملک معظم اور ملکه معظمه کے واسطے تین چیرز اور مسٹر جے ڈبلیو هوز اسکوئر کے واسطے تین چیز کي تحریک کي *

اس کے بعد اهل جلسه کي تفریح طبع کے واسطے آتشبازي چهوڑي گئي اور اُس سے وه بهت محظوظ هوئے *

فیض آباد — سید محمد نصیر
۲۴ نومبر سنه ۱۹۰۲ ع — سکرٹري

the "Anjuman" spoke. The religious book of the Muhammadans enjoins on them strictly to obey God, His Prophet and those who rule over them. In the course of his speech he quoted many similar instances from the holy Quran and other religious books as well; for instance, he cited a notable parable which runs thus,—"Once upon a time Moses, the prophet, happened to walk before the then King and was commanded by God to respect him (*viz.* the ruler of the country)and forbidden to walk ahead." "When prophet has been enjoined to obey and respect the rulers then we are doubly bound to obey them (rulers)." He further said that he was proud to say "we look upon the British Government with as much respect as ordered by God, and His prophet, and this respect is not through any fear or compulsion but voluntary and based on mutul affection. The above belief has been more firmly rooted in our hearts by the just and able administration of Mr. J. W. Hose, C. S., through whose sagacity, soundness of judgment, foresight and precaution against epidemic diseases, the district has hitherto been safe from the casual visits of cholera and the dreadful bubonic plague."

Before the meeting could be dissolved Moulvi Syed Abu Muhammad proposed three cheers for the King Emperor and three cheers for Mr. J. W. Hose.

Afterwards the party was entertained at fireworks which pleased them much.

Fyzabad, SYED MUHAMMAD NASIR.
14th November, 1902. *Secretary.*

سجل جمعیة اُم القریٰ

یعني

روئداد انجمن مکه معظمه

—

تیسرا اجلاس

یوم پنجشنبه ۱۸ ذیقعده سنه ۱۳۱۶ هجري

مقام مکه معظمه

عالم نجدي نے اس کے جواب میں کها که" چین کي سیاسي حالتیں دیگر ممالک کي سیاسي حالتوں سے بهت کچهه مختلف هیں - چین میں ایسے بادشاه اور جابر حکام نهیں هیں جیسے که دیگر ممالک میں هیں— پس اس لیئے چین میں حکماء هر قسم کے خطرات سے محفوظ اور مطمئن هیں -اس کے علاوه چین میں اس وقت تک اسلام اپني پراني حالت پر باقي هی نه اُس میں تفنن پیدا هوا هی اور نه اُس میں سختیاں اور دشواریاں اضافه کي گئي هیں— مگر تاهم اس عام اختلال کے دائره سے وه بهي خارج نهیں هی - اب هم اس مرض کے اصلي سبب کي نسبت بحث کرتے هیں - واضح هو که قوم کے علما یا حکام کے موجوده حالات اس عام اختلال کے مستقل سبب نهیں قرار دیئے جاسکتے " *

اس کے بعد انهوں نے کها که " میں خیال یا گمان نهیں کرتا بلکه میں یقین کرتا هوں که اس عام اختلال کا سبب جو تمام اسلامي گروهوں پر طاري هی خود یهي موجوده مذهب هی - اس سے بڑهکر اور کیا دلیل هوسکتي هی که ان میں باهم تلازم هی — یهه بات اسقدر بدیهي اور ظاهر هی جس میں شدت ظهور کي وجه سے خفا پیدا هوگیا هی — پس ان

مباحث اور تقریروں کے بعد جو گذشتہ اجلاسوں میں ہوچکی ہیں اور جن میں محقق مدنی کی تقریر بالخصوص نہایت مفصل اور مدلل ہی اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی شک باقی رہ سکتا ہی کہ ہمارا موجودہ مذہب ہمارے اقرار اور اقوال کے اعتبار سے نہیں بلکہ ہمارے تدین اور اعمال کے اعتبار سے ہرگز وہ مذہب نہیں ہی جس کی بدولت ہمارے اسلاف نے صدیوں تک دنیا پر حکومت کی ہی — بلکہ اُس میں رفتہ رفتہ ایسے تغیرات پیدا ہوگئے ہیں جنہوں نے اُس کے نظام کو مختل کردیا ہی *

اور وہ یہہ ہی کہ اسلاف کے بعد ان کے اخلاف نے مذہب کے بہت سے احکام کی تعمیل کرنا ترک کردیا تھا مثلاً مذہب کی حمایت کے لیئے علم اور دولت کا مہیا کرنا ' نیکی کا حکم دینا ' بدی سے روکنا ' حدود کا قایم کرنا ' زکاۃ کا دینا وغیرہ جس کی توضیح میرے اکثر دوست کرچکے ہیں — اور متاخرین نے بہت سی بدعتیں اور خرافات اسپر اضافہ کیں جنکو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہی — مثلاً عبادت قبور ' علم غیب اور قضا و قدر میں تصرف کے دعووں کو تسلیم کرنا *

اس قسم کی حالتیں جو مذہب اسلام پر طاری ہوئی ہیں خواہ وہ تغیرات ہیں اور خواہ متروکات یا اضافات ہیں مگر زیادہ تر اصول مذہب سے تعلق رکھتی ہیں اور بعض کو مذہب کے اصل اصول یعنی توحید کے ساتھہ تعلق ہی — یہہ باتیں ایسی ہیں جو اس عام اختلال کا سبب قرار دی جاسکتی ہیں — خداوند تعالی نے فرمایا ہی " ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم " (مرحبی) *

ایک معترض کہہ سکتا ہی کہ اگر یہہ امر تسلیم بھی کرلیا جاوے کہ مذہب میں بہ نسبت حالت سابقہ کے تغیر واقع ہوا ہی تو اس تغیر کی تاثیر اُس عام اختلال میں کیا ہوسکتی ہی جو دنیوی زندگی سے تعلق رکھتا ہی — ہم دنیا کی اکثر زندہ قوموں کی حالت جن کی ترقی اور برتری پر ہمکو رشک آتا ہی اپنی آنکھوں سے دیکھہ رہے ہیں — ان کے مذہبی اصول و فروع میں بہت کچھہ تغیر تبدل واقع ہوا ہی مگر اس تغیر تبدل سے ان پر وہ عام اختلال طاری نہیں ہوا ہی جو بد قسمتی سے مسلمانوں پر طاری ہی — بلکہ ان قوموں کے اکثر حکماء کا خیال یہہ ہی کہ ان کی ترقی کا آغاز اُسی وقت سے ہوا ہی جب کہ انہوں نے مذہبی امور کو دنیوی امور سے بالکل علحدہ کردیا ہی — اور مذہب کو ایک ایسی چیز تسلیم کیا ہی جس کو صرف نفس سے تعلق ہی اور زندگی کے حالات اور معاملات سے جو قوانین فطرت کے مطابق جاری ہیں اُس کو کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں *

جواب اِس اِعتراض کا یہہ ہی کہ جسطرح ہرایک اِنسان اِس امر کا خواستگار ہی کہ اُس کو اپنے تمام اخلاق و آداب اور اعمال و افعال میں ایک ایسے قانون کا اتباع کرنا چاہیئے جو اُس سوسائیٹی کے قانون سے جس کا وہ رکن ہی مطابق ہو اگرچہ یہہ مطابقت صرف اصولا ہو — کیونکہ اگر ایسا نہوگا تو وہ ایک محض بے اُصول شخص سمجھا جائیگا سوسئیٹی کے ممبر اُس سے نفرت کرینگے اور وہ ہمیشہ تکلیف اور مصیبت میں رہیگا اور حقارت کی نظر سے دیکھا جائیگا - اسی طرح ہرایک قوم اپنے درمیان ایک ایسا عام قانون جاری کرنے کے لیئے مجبور ہی جو ان قوموں کے قوانین سے فی الجملہ موافقت اور مناسبت رکھتا ہو جن سے اُس کو ہمسایگی یا تجارتی تعلق یا پولیٹکل ارتباط ہو — کیونکہ اگر ایسا نہوگا تو وہ قوم وحشی اور اکھڑ سمجھی جائیگی اور دیگر قومیں اُس سے نفرت کرینگی اور وہ ہمیشہ تکلیف اور مصیبت میں رہیگی اور حقارت کی نظر سے دیکھی جائینگی *

اِس کی وجہ یہہ ہی کہ انسان کا طبعی قانون سراسر وحشیانہ ہی جس میں کسی قسم کی بھلائی اور نیکی نہیں ہی — کیونکہ اُسکی بنیاد زندگی کی کشمکش ' حفظ نوع ' زیادہ سہل پر مزاحمت کرنے ' قوت پر بھروسہ کرنے ' جب جاہ ' حب ریاست ' دولت جمع کرنے کی حرص ' وقت اور موقع کی مطابقت اور ایک حالت پر قایم نرہنے پر ہی — اور یہہ تمام باتیں اصول شر اور موجبات ضرر ہیں — ان میں صرف وہی مقدس قانون اعتدال پیدا کرسکتا ہی جو انسان کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہی اور وہ فطری الہام کے ذریعہ سے ایک زبردست قوت کا یقین کرتا ہی جس نے نفس انسانی میں راست روی کا الہام کیا ہی *

اس میں شک نہیں کہ انسان کی اس دینی فطرت کو اُس کی زندگی کے حالات اور معاملات سے بہت بڑا تعلق اور ارتباط ہی — کیونکہ یہہ ایک نہایت زبردست اور اعلی درجہ کا محافظ اور نگراں ہی جو انسان کے تمام طبعی قوانین میں جو نقصان رساں ہیں اعتدال پیدا کرنا اور زندگی کی تلخیوں اور رنج و الم کو جن سے کوئی فرد بشر محفوظ و مامون نہیں رہسکتا ہلکا کرتا ہی — کیونکہ وہ ہر ایک ایمان والے کو حشر و نشر اور جزا و سزا کا اُمیدوار بناتا ہی *

جبکہ تمام مذہبوں اور ملتوں کی حالت کو بنظر غائر مطالعہ کیا جاتا ہی اور تاریخی طور پر تحقیق و تدقیق کی جاتی ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ تمام مذاہب کی اصل در حقیقت صحیح اور آسمانی ہی جس میں کسی قسم کی کجی اور گمراہی نہیں ہی — اور نیز معلوم ہوتا ہی کہ ہر ایک مذہب ابتداء اپنے پیروؤں کو ترتیب و انتظام کی طرف رہنمائی کرنے والا اور ان کے دلوں میں نشاط اور اُمنگ کی روح پھونکنے والا اور بلحاظ دنیوی زندگی کے ان کو ترقی اور برتری کی معراج پر پہونچانے والا ہوتا ہی — مگر رفتہ رفتہ اُس میں تغیر تبدل ' کمی بیشی اور تحریف و تاویل کیجاتی ہی جن کی اصل شرک اور تشدد فی الدین ہی — اور وہ درجہ بدرجہ قوم کو تنزل اور انحطاط کے قعر مذلت میں گراتا جاتا ہی حتی کہ وہ قوم اپنی پہلی حالت کی نسبت بھی زیادہ تر جاہل اور وحشی ہوجاتی ہی اور آخر کار یا تو اُسکا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹجاتا ہی اور اُس کے باقی افراد دوسری قوموں کے ساتھہ مل جاتے ہیں اور یا خداوند تعالی اپنی عنایت اور مہربانی سے اُس قوم میں کوئی رسول بھیجتا ہی جو اُس کے دین کی تجدید کرتا ہی یا کوئی نبی یا حکیم مبعوث فرماتا ہی جو ان مذہبی اصول و فروع کی اصلاح کرتا ہی جو فاسد ہوگئے ہیں — چنانچہ گذشتہ قوموں مثلاً عاد ' ثمود ' سریان '

اسرائیل ' کنعان اور بنی اسمعیل میں ایسا ہی ہوا — خداوند تعالی نے فرمایا ہی " وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ھداھم حتی یبین لھم ما یتقون " *

غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ شرک اور تشدد فی الدین دونوں چیزیں انسان کے لیئے طبعی امر ہیں جن کی طرف وہ بذریعہ نفسانی خواہشوں اور شیطانی وسوسوں کے راغب ہوتا ہی — کیونکہ نفس انسانی بہ نسبت ایسے معبود کے جو محض عقلی اور آنکھوں سے اوجھل ہو ایسی چیز کی عبادت کی طرف زیادہ تر راغب ہوتا ہی جو آنکھوں کے سامنے موجود ہو اور نیز مذہبی تشدد کی طرف اُسکو فطری طور پر رغبت ہی اور شیطان تحریف اور تاویل کے ذریعہ سے اُسکو گمراہ کرتا ہی حتی کہ وہ مذہب کو فاسد کردیتا ہی - (مرحبی) *

اگر ان اخیر صدیوں میں اسلام کی حالت پر نظر کی جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ اُس میں بھی وہی خرابی پیش آئی جو اس سے پیشتر مذاہب میں پیش آچکی ہی جن کے واقعات خداوند تعالی نے قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ہم کو اُس خرابی میں مبتلا ہونے سے ڈرایا تھا اور اُس سے بچنے کی تدبیر ارشاد فرمائی تھی *

اس سے میری مراد وہ تحریف و تاویل ہی جو اسلام کے بعض اصول اور اکثر فروع میں کی گئی ہی اور اُس میں تشدد ہوگیا اور اُس میں شرک خفی و جلی داخل ہوگیا ہی - ان وجوہ سے اسلام میں تجدید کی ضرورت داعی ہوئی ہی تاکہ ہدایت اور گمراہی صاف صاف ظاہر ہوجاوے — میرے نزدیک یہہ حالت اس اختلال کا سب سے بڑا سبب ہی جس کی نسبت بحث ہورہی ہی — خداوند تعالی نے فرمایا ہی " من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا " *

حضرات حاضرین ! میں اپنا مافی الضمیر مجمل طور پر آپکی خدمت میں عرض کرچکا ہوں اور میں خیال کرتا ہوں کہ ایسے متبحر علماء اور فضلا کے روبرو توضیح اور تفصیل کی ضرورت نہیں ہی *

صاحب صدرانجمن نے فرمایا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اس مرض کے امراض و اسباب اور اُسکے مائکروب اور اُس کے علاج اور طریقہ استعمال کی نسبت کافی بحث ہوچکی ہی — ہم نے پہلے اجلاس میں قرار دیا تھا کہ ہم اس مسئلہ کی نسبت بحث کرینگے کہ اسلام کیا ہی اور اُس کے نتایج کیا کیا ہیں - یہہ مسئلہ بھی پروگرام میں درج ہی جس میں مسائل قابل بحث کی تفصیل کی گئی ہی — میرے نزدیک ہمارے دوست عالم نجدی کی تقریر بحث کو اس طرف منتقل کرنے کے لیئے نہایت موزوں ہی خاصکر جبکہ وہ براہ مہربانی آیندہ اجلاس میں اپنے پاکیزہ خیالات کو مزید توضیح اور تشریح کے ساتھہ بیان فرماویں - کیونکہ مذاہب کے اصول اور فطرت کے قوانین اور مذہبی تغیر و تبدل اور تحریف و تاویل کے مسائل اس قدر مہتم بالشان ہیں جنکی تحقیق اور تدقیق میں اطناب اور تفصیل کی ضرورت ہی — لہذا ہم اپنے دوست سے اُمید کرتے ہیں کہ وہ کل کے اجلاس میں کسیقدر تفصیل کے ساتھہ گفتگو کرینگے - کیونکہ اب اجلاس کے برخاست ہونے کا وقت آگیا ہی * ۰

چوتھا اجلاس

(مقام مکہ معظمہ ۲۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۹ ھجری)

مقام اجلاس میں وقت پر تمام ممبران جلسہ جمع ہوگئے — اول گذشتہ اجلاس کی روئداد پڑھی گئی — اِس کے بعد صاحب صدرانجمن نے بحث شروع کرنے کی اِجازت دی *

عالم نجدی نے حسب ایماے صدر انجمن اپنی تقریر کو جو پچھلے اجلاس میں بالاجمال کی گئی تھی زیادہ توضیح اور تفصیل کے ساتھہ بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا :—

حضرات حاضرین ! میں آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ میں اپنی نامربوط تقریر کے آغاز میں چند مقدمات اور تعریفات بطور تمہید عرض کرکے جن سے آپ میری نسبت زیادہ تر واقف ہیں اور جو آپ کے وسیع اور عمیق علم کے نزدیک مرتبہ بدیہیات میں ہیں آپ کی سامعہ خراشی کروں - کیونکہ ہرایک مقرر کو خیالات کا تسلسل اور قیاس کی ترتیب قایم رکھنے کے لیئے اس کی ضرورت ہوتی ہی *

ایک ایسی زبردست قوت کا شعور جو کائنات میں منتظم اصول اور مطرد قوانین کے مطابق تصرف کرتی ہی نوع اِنسان میں ایک فطری امر ہی — عوام الناس اِس زبردست قوت کو لفظ " طبیعۃ " سے تعبیر کرتے ہیں - مگر جو لوگ سیدھے رستہ پر چلنے والے ہیں ان کو اِس امر کیطرف ہدایت کی گئی ہی کہ یہہ قوت ایک ذات مستجمع الصفات کے تحت و تصرف میں ہی جسکو لفظ " اللہ " سے تعبیر کیا جاتا ہی - یہہ شعور نفس کی قوت اور اُس کے ضعف کے اعتبار سے قوی یا ضعیف ہوتا ہی — اور لوگ اِس قوت کی ماہیت کے سمجھنے اور بیان کرنے میں مختلف ہیں — یہہ اختلاف ان کے ادراکات کے اختلاف یا تربیت کے اختلاف سے پیدا ہوتا ہی - اور یہی ہدایت یا گمراہی کا موجب ہوتا ہی - مگر گمراہی کا پلہ بھاری ہی — کیونکہ انسانی عقول خواہ وہ کتنی ہی وسیع اور قوی ہوں لیکن تاہم وہ ازلیۃ اور ابدیت اور لا مثال اور لا زماں اور لا مکاں کے گراں سنگ پہاڑوں کا تحمل نہیں کرسکتیں — ان امور کا علم بوجہ سخیت دشوار اور دقیق ہونے کے " علم ما و راے عقل" کہلاتا ہی — اِس لیئے گمراہوں کی نسبت یہہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ہدایت پانے والوں کی نسبت بلحاظ عقل کے ادنی درجہ میں ہیں - بلکہ ان میں سے اکثر اشخاص گذشتہ اور موجودہ زمانہ میں ہدایت پانے والوں کی نسبت بدرجہا زیادہ عقلی و فہیم ہوئے ہیں - لیکن تصور کی صعوبت نے ان کو اوہام کے نا پیدا کنار سمندروں اور گمراہی کی تاریکیوں میں مبتلا کردیا — مگر خداوند تعالی کی مہربانی اُس کے بعض بندوں کے لیئے مقدر تھی اور نیز اُس نے دوسروں پر حجت قایم کرنی چاہی اس لیئے اُس نے بعض ایسے اکمل افراد پیدا کیئے جو اس قوت کی ماہیت کے سمجھنے اور بیان کرنے میں عام افراد کی نسبت بمراتب ممتاز تھے — اُنہوں نے مخلوق کو ہدایت کی - یہہ لوگ انبیاء

علیہم السلام ھیں— بعض انبیاء کرام نے اپنے گرد و پیش کے لوگوں کے لیئے شریعت قایم کی اور معجزات اور خوق عادات سے ثابت کیا کہ وہ رسول ھیں ان کے مخاطب اُن کا اتباع کرنے کے لیئے مکلف ھیں - بعض لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رسالت کی گواھی دی اور ان کی ھدایتوں کی پیروی کی - ایسے لوگوں کو انہوں نے اوھام اور گمراھی کی تاریکیوں سے ھدایت کی روشنی میں پہونچایا — یہہ لوگ مومنین کہلاتے ھیں — یہہ پہلا مقدمہ ھی (مرحبی) *

منجملہ ایمان والوں کے ھمارا مسلمانوں کا گروہ ھی - ھم یقین کرتے ھیں کہ محمد بن عبداللہ الھاشمی القرشی العربی بلحاظ حکمت اور فضیلت کے سب سے اعلی مرتبہ رکھتے تھے - ھم تصدیق کرتے ھیں کہ آپ خدا کے رسول تھے جو تمام کافہ انام کی ھدایت اور ملة ابراھیمی کی تجدید کرنے اور خداے وحدہ لا شریک کی عبادت کی طرف دعوت کرنے اور ان اوامر اور نواھی کی تلقین کرنے کی غرض سے مبعوث ھوئے تھے جو دنیوی ترقی اور بہبودی اور اخروی صلاح و فلاح کے کفیل ھیں *

جو قواعد ھمارے مذھب کے اصل اصول ھیں منجملہ ان کے ایک یہہ ھی کہ ھمکو اس امر کا اعتقاد رکھنا چاھیئے کہ محمد صلی اللہ علیہ و سلم نے خدا کی رسالت اُس کے بندوں کو پہونچائی - اوامر اور نواھی میں سے کوئی بات باقی نہیں رکھی اور نہ کسی چیز کو پوشیدہ رکھا اور اپنی رسالت کے فرض کو بطور شارع ھونے کے پوری طرح ادا کیا اور مذھب کی تکمیل کی *

منجملہ ھمارے مذھبی اھم قواعد کے ایک یہہ ھی کہ جو کچھہ ھمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے مذھبی احکام ھم تک پہونچائے ان میں کوئی چیز بڑھانا یا کم کرنا یا اپنی عقل سے ان میں تصرف کرنا ھمارے لیئے قطعی حرام ھی - بلکہ ھم کو صرف اُنہیں اُمور کا اتباع کرنا واجب ھی جن کی بابت قرآن مجید کی محکم آیات میں تصریح آئی ھی یا جو کچھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا یا کیا یا جائز رکھا ھی یا جن امور پر صحابہ کرام نے اجماع کیا ھی — یہہ تمام امور ھمارے لیئے واجب الاتباع ھیں خواہ ان کی حکمت ھمکو معلوم ھوسکتی ھو یا نہ ھوسکتی ھو — ھمارے لیئے یہہ بھی ضروری ھی کہ ھم قرآن مجید کی آیات متشابہات کو خدا کے علم پر تفویض کریں اور یہہ کہیں " آمنا بہ کل من عند ربنا " " ما یعلم تاویلہ الا اللہ " *

ھمارے مذھبی قواعد میں سے ایک یہہ بھی ھی کہ ھم باقی دنیوی معاملات میں اپنے اختیار سے جس طرح چاھیں تصرف کرسکتے ھیں بشرطیکہ ھم ان عام قواعد کی رعایت کریں جو ھمارے لیئے لازمی یا مستحب قرار دیئے گئے ھیں اور مقتضاے حکمت اور فضیلت کے مطابق ھیں مثلاً اپنی ذات یا کسی دوسرے شخص کو نقصان نہ پہونچانا ، کمزور پر مہربانی کرنا ، مفید علم و عمل کے لیئے کوشش کرنا ، امور میں اعتدال قایم رکھنا ، معاملات میں انصاف کرنا اور اپنے تمام وعدوں کو پورا کرنا وغیرہ وغیرہ جو عام طور پر عمدہ اور شریفانہ اصول تسلیم کیئے جاتے ھیں — یہہ دوسرا مقدمہ ھی *

ان دونوں مقدموں سے بعض نہایت اھم مسائل مستنبط ھوتے ھیں جنکی نسبت جداگانہ اور کسیقدر تفصیل کے ساتھہ بحث کرنا مناسب معلوم ھوتا ھی - منجملہ ان کے ایک مسئلہ یہہ ھی کہ خالق کے وجود پر ایمان لانا انسان کے لیئے ایک فطری امر ھی جیساکہ پیشتر گذر چکا ھی — صرف اس مقصد کے لیئے ان کو پیغمبروں اور رسولوں کی ضرورت نہیں ھی - بلکہ خدا کی توحید اور تفرید اور اُس کی تنزیہہ و تقدیس کی طرف رھنمائی کرنے کے لیئے ان کی ضرورت ھوتی ھی - قوم نوح ، قوم ابراھیم ، زمانہ جاھلیت کے عرب ، یہود ، نصاری ، فارس کے مجوسی ، ھندوستان اور چین کے بت پرست ، افریقہ اور امریکہ کے وحشی اور ان کے سوا نوع انسان کے باقی افراد بلحاظ اپنی دینی فطرت کے خالق کے وجود کو تسلیم کرنے والے تھے اور ھیں - ان میں کوئی شخص خدا کا قطعی منکر نہیں ھی — چنانچہ خداوند تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ھی " و ان من شی الا یسبح بحمدہ " مگر بات یہہ ھی کہ انسان کی طبیعت پر شرک کا مادہ غالب ھی - وہ خدا کو بعض کلی امور اور اھم معاملات مثلاً خالقیت ، رازقیت اور حیات و ممات وغیرہ کی تدبیر اور انتظام کے لیئے مخصوص خیال کرتے ھیں - گویا کہ یہہ لوگ خدا کا مرتبہ اس سے بالاتر سمجھتے ھیں کہ وہ جزئیات امور کی تدبیر میں مصروف ھو - اُن کا گمان یہہ ھی کہ خدا کے ماتحت بہت سے مقربین اور کارکن ، فرشتے ، جنات ، ارواح ، انسان و حیوان اور اشجار و احجار ھیں جو خدا کی مرضی اور اُس اختیار کے بموجب جو ان کو عطا ھوا ھی اپنے اپنے متعلقہ کاروبار انجام دیتے ھیں — اور جس طرح قوانین فطرت اور نفسانی حالات مثلاً جادو وغیرہ زمینی اور آسمانی کائنات میں دخل و تصرف رکھتے ھیں اسی طرح یہہ چیزیں بھی جزئی امور کی تدبیر میں اختیار رکھتے ھیں اور نیز ان کو ایک قسم کی قدسی قوت دی گئی ھی اور علم غیب بھی عطا کیا گیا ھی *

یہہ وھم ان کو صرف اس وجہ سے پیدا ھوا ھی کہ انہوں نے خدائی سلطنت کے انتظام کو دنیوی سلطنت کے انتظام پر قیاس کیا ھی - کیونکہ دنیا کے بادشاہ اور شہنشاہ صرف بعض نہایت اھم امور اور اصولی انتظامات کی زمام اختیار اپنے قبضہ اقتدار میں رکھتے ھیں اور فروعی امور اور جزئی کاروبار اپنے اراکین سلطنت اور حکام اور عمال کو تفویض کرتے ھیں — اور سلطنت کے تمام کاروبار مقرر قوانین کے مطابق انجام پاتے ھیں (مرحبی) *

(باقی آیندہ)

اسلامی دنیا کا جغرافیہ

جناب اڈیٹر صاحب علیگڈھ گزٹ دام مجدکم -

بعد از سلام مسنون گذارش ھی — میں گذشتہ ھفتہ میں امرتسر سے رام پور آرھا تھا کہ سہارنپور میں جناب مولوی عبداللہ جان صاحب وکیل کے مکان پر آپکا اخبار نمبر ۴۶ مورخہ ۱۳ نومبر میری نظر سے گذرا — اس نمبر میں جس قدر مضامین درج ھوئے ھیں یوں تو اپنی

همیت کے لحاظ سے هرایک بجاے خود بہت عمدہ اور قابل قدر هی مگر جو مضمون خصوصیت سے میري دلچسپي کا باعث هوا وہ " اسلامي دنیا کا جغرافیہ " هی — هندوستان کے مسلمانوں اور بالخصوص عربي اخبارات پڑهنے والے مسلمانوں کي آگاهي اور سهولت کے واسطے آپ کي یہہ تجویز مجھے بہت مستحسن معلوم هوئي کہ بلاد اسلامیہ کا ایک خاص جغرافیہ اُردو زبان میں مرتب کیا جاے تاکہ شہر - پہاڑ - دریا - اور هم چو قسم الفاظ جو عربي اخبارات میں مذکور هوتے هیں ناظرین ان کو بخوبي سمجھہ سکیں *

گذشتہ زمانہ کي تالیفات دیکھنے سے معلوم هوتا هی کہ یہہ خیال آج سے بہت مدت پیشتر مسلمانوں میں پوري ترقي پر تها — اس کے ثبوت میں علامہ زمخشري اور قزویني اور دیگر علما کي یادگاریں همارے هاتھہ میں موجود هیں — مگر اس فن میں سب سے ممتاز اور کثیرالمنفعت کتاب معجم‌البلدان هی جو یاقوت حموي تاجر نے سالها سال کے سفر اور مرو جیسے عظیم‌الشان کتب خانہ کي ورق گرداني کے بعد لکهي — ساتویں صدي هجري تک جس قدر شهروں — پہاڑوں - اور دریاؤں کے حالات مسلمان سیاحوں اور مصنفوں نے اپنے جغرافیوں اور سفرناموں میں لکهے تهے اس فاضل تاجر نے اُن سب کو حروف تهجي کي ترتیب سے قلم بند کیا — یہہ کتاب پچهلي صدي کے آخري حصہ میں چار ضخیم جلدوں کے اندر بہت صفائي اور خوشخطي کے ساتهہ یوروپ میں چهپ چکي هی — علماے سلف کے علاوہ هماري زمانہ کے اهل علم نے بهي ضروریات وقتي کے مطابق اپني توجہ صرف کرنے میں کچهہ کمي نہیں کي — ترکوں نے ایک کتاب " قاموس‌الاعلام " کے نام سے چهہ موٹي موٹي جلدوں میں چهاپي هی اور دنیا کے مشاهیر - اقوام - شهروں — پہاڑوں — اور دریاؤں کے حالات تیرهویں صدي تک اس میں لکهے هیں — شامي دائرۃالمعارف کے نام سے ایک بڑي وسیع کتاب بیروت میں تیار کر رهے هیں جسکي گیارہ جلدیں اب تک شائع هوچکي هیں — یہہ دونوں کتابیں حروف تهجي کي ترتیب پر هیں اور آخري کتاب میں بمقابلہ قاموس‌الاعلام یہہ زیادتي هی کہ اس میں هر قسم کے علمي مضامین پر بهي بحث کي گئي هی — گویا یہہ عربي انسائکلوپیڈیا هی *

مجھے ان بزرگوں کے بعد اپنے ملک کے مصنفوں کا شکر گزار هونا بهي مناسب معلوم هوتا هی جنهوں‌نے ملک کي فائدہ رساني کي غرض سے یہہ خدمت اپنے ذمہ لي اور بلاد اسلامیہ کے مختلف ملکوں کے متعلق عربي اور انگریزي تصنیفات کا ترجمہ کرنے سے ایک معقول ذخیرہ تالیفات جدیدہ کا شایع کیا — میں اس بات کو قبول کرتا هوں کہ ان خیر خواهان قوم خصوصا محب وطن اور میرے مکرم‌دوست مولوي محمد انشاءالله صاحب کي کتب سے ممالک اسلامیہ تحت حکومت دولت عثمانیہ کے ذریعہ سے عام ممالک اسلامیہ کے حالات جستہ جستہ معلوم هوسکتے هیں — مجھے اس کے تسلیم کرنے میں بهي کوئي عذر نہیں کہ وہ جغرافیہ جو آج سے کچهہ مدت پیشتر علیگڈہ سوسئیٹي کي طرف سے کئي حصوں میں شائع هوا تها اپنے وقت پر بلاد اسلامیہ واقع ایشیا کے تفصیلي حالات کا ایک اچها آئینہ تها — مگر اس وقت جس ضرورت پر آپ نے ملک کو توجہ دلائي وہ ایک ایسے جغرافیہ کي هی جو اُن اعلام اور اسماء کے سمجهنے میں رهنمائي کا کام دے جو عربي اخبارات یا اُردو اخباروں میں اُنکا ترجمہ پڑهتے هوئے مستعمل هوتے هیں اور میں خیال کرتا هوں کہ اس ضرورت کو موجودہ کتب پورا نہیں کرسکتیں — ان کتابوں سے اخبار خواني کے دوران میں مدد لینا کوہ کندن اور کاہ برآوردن کي مثل سے کچهہ کم نہوگا *

بلاد عربیہ خصوصا مصر شام ٹونس اور مراکو کے ملکي اور تجارتي تعلقات جو کچهہ عرصہ سے ممالک یوروپ کے ساتهہ مرتبط هورهے هیں اور عربي اخبارات میں اُن کے اسماء معرب هوکر استعمال کیے جاتے هیں اس خصوصیت نے جدید جغرافیہ کي ضرورت کو اور بهي بڑها دیا هی — هندوستاني مسلمان جنکے پاس دنیا کا جغرافیہ علی‌العلوم انگریزي زبان کے ذریعہ سے آیا هی وہ لوندرہ سے لندن — پاریز سے پیرس — واشنطون سے واشنگٹن — بکین سے پیکن — صرب سے سرویا - قفقاز سے کوہ قاف - سویسرہ سے سوئیٹزرلینڈ - کس طرح سمجهینگے — کیا کوئي عربي اخبار پڑهنے والے بزرگوار کہہ سکتے هیں کہ مصر اور شام کے اخباروں میں ان الفاظ کا استعمال نہیں هوتا — اگر هوتا هی تو جملہ ناظرین ان الفاظ کو بخوبي سمجهہ لیتے هیں — اگر نہیں سمجهتے تو اُنکي سهولت کے واسطے کوئي قاموس الاعلام اُردو میں موجود هی — اگر یہہ دقتیں واقعي هیں اور اُن کے رفع کرنے کي کوئي سبیل موجود نہیں تو پهر همارے ملک کے مصنفوں اور مترجموں کو ایک جدید جغرافیہ لکهنے میں کیا عذر هوسکتا هی *

میں نے اپنے زمانہ سیاحت مصر - استنبول — اور شام میں اس قسم کے الفاظ معلوم کرنے کي کچهہ کوشش کي تهي اور پهر سال گذشتہ میں عرب سیاحوں کے متعدد جغرافیے جو سلسلہ وار یورپ میں چهپ چکے هیں حیدرآباد کے کتب خانہ آصفیہ کے ذریعہ میري مزید آگاهي کا باعث هوئے — مگر سفر اور وطن کا شغل مجھے ایسي کتاب لکهنے کا مانع رها — میں نے یورپ کے ملکوں اور اُن کي دارالسلطنتوں اور بعض دیگر ممالک کے اعلام معربہ کي فهرست نمونہ کے طور پر اپنے رسالہ عربي بول چال کے صفحہ ۹۸ میں درج کي هی اور میں اُمید کرتا هوں کہ جو صاحب ان اسما کو رسالہ مذکورہ میں ملاحظہ فرمائینگے اُن کو جدید جغرافیہ کے لکهنے میں ذرہ بهي مخالفت نہ هوگي - دهلي کا جلسہ کانفرنس چونکہ مختلف بلاد کے روشن ضمیر علماء کا مجمع هوگا اگر آپ کي تجویز اس میں پیش کي جاے تو خالي از فائدہ نہیں — اور میں اس کام کے واسطے آمادہ هوں کہ جو صاحب جدید جغرافیہ تالیف فرمائیں میں بقدر اپني معلومات کے اُن کي مدد کرونگا — یہہ جغرافیہ حروف تهجي کي ترتیب پر هونا چاهیئے اور اس کا نام " اسلامي دنیا کے جغرافیہ " کي جگهہ عربي اخبارات کا جغرافیہ مناسب هوگا *

ان سطور کے ختم کرنے سے پیشتر مجھے اس امر کا ظاهر کرنا ضروري معلوم هوتا هی کہ ایسے جغرافیہ کے متعلق بلاشبہہ ایک اٹلس کي ضرورت هوگي — بیروت میں دو اٹلسیں (ایک چهوٹي اور ایک بڑي) بالفعل چهپ چکي هیں لیکن ان اٹلسوں سے بہتر وہ اٹلسیں هونگي جن کے چهاپنے کا ارادہ همارے دوست منشي رحمت‌الله صاحب رعد مالک مطبع نامي کانپور کر رهے هیں — منشي صاحب کو چهاپہ کي صفائي اور نقاشي میں جو کمال حاصل هی وہ اس امر کي پوري ضمانت هی کہ اُن کے چهاپہ شدہ نقشوں کي چمک اس جدید جغرافیہ کے واسطے آئینہ جهاں نما کا کام دیگي رعد صاحب نے گذشتہ ملاقات میں بمقام کانپور — ان نقشوں کا خاکہ مجھے دکهلایا تها اور اُنکي گفتگو سے معلوم هوتا تها کہ وہ اس کام کو تجارت کے علاوہ ایک خاص اسلامي خدمت سمجهتے هیں *

راقم — م

عبدالرحمن امرت سري

واقعات اور رائیں

حضور وایسراے ۲۷ نومبر کو ۴½ بجے شام جیپور پہونچے — هز هائینس مہاراجه نے نہایت گرمجوشي اور عقیدت کیشي سے استقبال کیا - اور حضور وایسراے کي سواري نہایت تزک و احتشام کے ساتھه رزیڈنسي کوٹي جلو میں امراے و اعیان ریاست تھے خیر یہہ تو وہ باتیں تھیں جن کے لیئے ریاست همیشه سے مشہور هی ؛ مگر اُسي شام کو بعد دعوت جو اسپیچیں هوئیں اُنکے پر معني هونے نے وایسراے کي اس تشریف آوري میں ایک خاص اهمیت پیدا کردي هی *

هز هائینس مہاراجه نے حضور وایسراے کا ٹوسٹ پروپوز کرتے وقت اس بات پر زور دیا که میں بحیثیت راجپوت اور هندو کے اپني پراني رسوم اور انسٹیٹیوشن کا بیحد دلدادہ هوں ، اور مجھے افسوس هوتا هی جب میں نارنگ ملک پر تیزي سے چڑھتا دیکھتا هوں ، اور اُنھوں نے اس بات پر خوشي ظاهر کي که خود لارڈ کرزن اُن لوگوں کو پسند فرماتے هیں جو اپني پراني عمدہ عادتوں اور خصلتوں کو قایم رکھتے هیں *

پھر مہاراجه نے آیندہ دهلي دربار کي طرف اشارہ کیا اور ثابت کیا که اُسے ایک محض کھیل تماشا نه سمجھنا چاهیئے بلکه اُسے ایک عظیم‌الشان جلسه سمجھنا چاهیئے جو کل هندوستان کے دل پر اثر کرے گا اور وفاداري اور برٹش گورنمنٹ کي عظمت کے خیال کو اور بڑھائیگا *

حضور وایسراے نے جواب میں ان تمام خیالات کي نہایت عمدہ الفاظ میں تائید کي اور کہا که اگر کوئي ریاست اپني پراني طرز حکومت قایم رکھکر عمدہ انتظام کرے تو اُسے بیحد پسندیدگي کي نگاہ سے دیکھتا هوں ، اور میرے دل میں ایسے رئیس کي بہت وقعت قایم هوتي هی — میں اُس شخص کو پسند نہیں کرتا جو تیري کي سي زندگي بسر کرے یعني عیش عشرت کے سوا جس کا کوئي مقصد نہو بلکه میں اُسے پسند کرتا هوں جو شہد کي مکھي کي طرح محنت کرکے شہد جمع کرے *

دربار کے انتظامات کي خبریں روز آرهي هیں اور هر روز کوئي نئي بات معلوم هوتي هی ۴ دسمبر کے پائنیر کے ایک تار سے یہہ معلوم هوا هی که جن حضرات کو مختلف مقامات اور جلسوں کے دیکھنے کا ٹکٹ لینا هو اُنکے واسطے علحدہ علحدہ آفس قایم کیئے گئے هیں — جو حضرات که گورنمنٹ کے مہمان هیں یا اُن کیمپوں میں هیں جو گورنمنٹ کي طرف سے مقرر کیئے گئے هیں انہیں ٹکٹ آساني سے مل سکیں گے مگر انہیں اپنے اپنے کیمپ کے دفتروں کو درخواست دینی پڑیگي — مثلاً جو صاحب بنگال کیمپ میں ٹھہریں گے اور مثلاً رسم افتتاح نمایش دیکھنا چاهیں انہیں سیکرٹري بنگال ٹکٹ آفس - دربار کیمپ کو لکھنا چاهیئے ، اور اسي طرح دوسرے کیمپ والوں کو اپنے کیمپ کے دفتر کو — مگر ۱۵ دسمبر سے قبل درخواست بھیجنے کي کوئي ضرورت نہیں *

هز اکسلنسي لارڈ کچنر (همارے نئے کمانڈرانچیف) ۲۸ دسمبر کو ولایت سے بمبئي پہونچے اور اسي روز اپنے جلیل‌القدر عہدہ کا چارج لیلیا -

حضور ممدوح وهاں سے سیدھي بھرت پور گئے حضور وایسراے سے ملنے کي غرض سے کیونکه اُس زمانه میں لارڈ وهیں تھے *

ٹائمز آف انڈیا لکھتا هی که بمبئي میونیسپلٹي کو جسنے لارڈ کچنر کو ایڈریس دینے میں پس و پیش کیا ، یہہ بھي خبر هی که وہ صرف بڑے جنرل اور فاتح سوڈان و ٹرنسوال هي نہیں بلکه تعلیم کے بہت بڑے حامي اور پھیلانے والے هیں ، فتح سودان کے بعد انہوں نے جو پہلا کام کیا وہ یہہ تھا که ایک لاکھه پونڈ کے صرف سے خرطوم میں ایک کالج قایم کرایا ، چنانچه باشندگان اس کالج سے متمتع هو رهے هیں ، اور وهاں علم کي روشني پھیل رهي هی بوئروں کے مشہور جنرل ڈیوٹ کي ایک کتاب شائع هوئي هی جس میں اس نے نہایت صفائي کے ساتھه گذشته جنگ ٹرانسوال پر بحث کي‌هی ؛ اور انگریزي افواج اور جنرلوں کے اپني راے بہت بیباکانه ظاهر کي هی ؛ اور اُن کے نقص بتائے هیں ، تا هم آخر میں کل باشندگان ٹرانسوال سے اپیل کي هی که وہ ماضي کو بھول جائیں ، اور برٹش گورنمنٹ کے وفادار رعایا بنکے رهیں *

پارسیوں کي شہرت فیاضي ، اور مفید فیاضي کے لیئے اس قدر عام هوگئي هی که همیں اُس کي طرف اشارہ کرنے کي کوئي ضرورت نہیں حال میں خبر آئي هی که بمبئي کے پارسي بیرونٹ ، سرڈنشا پیٹٹ کي والدہ بائي اوا بائي فرامجي پیٹٹ نے پانچ لاکھه روپیه اس غرض سے دیا هی که غریب اور نادار پارسیوں کے مکانات بنائے جائیں جن میں وہ بغیر کرایه کے رهیں ، تاکه وہ صفائي اور ارام سے رہ سکیں *

مسٹر ایچ سي فنشا نے جو عرصه تک دهلي میں بحیثیت کمشنر رہ چکے هیں ایک کتاب لکھي هی جو حال هي میں شائع هوئي اس کتاب کا نام هی " دهلي : پاست اینڈ پریزنٹ " (دهلي : گذشته و موجوده) ، جس میں اس بد قسمت مگر آج کل خوش قسمت شہر کے بہت مفصل اور مبسوط حالات درج هیں - یہہ کتاب بہت موقع سے شائع هوئي هی کیونکه آج کل سب کي نگاهیں دهلي هي کي طرف هیں، همیں اُمید هی که کوئي صاحب اس کتاب کا ترجمه اُردو میں کرینگے کیونکه یقیناً ایسي کتاب اُردو خواں پبلک کے لیئے بھي بہت دلچسپ هوگي *

کہا جاتا هی که بہت سے افریدي ، امیر افغانستان کي فوج میں بھرتي هوگئے تھے ، مگر اُن میں سے اکثر نوکري چھوڑ چھوڑ کر آ رهے هیں کیونکه بظاهر انہیں اس بات کا اطمینان نہیں معلوم هوتا که اُن کي تنخواہ انہیں با قاعدہ طور پر ملیگي *

چند روز هوئے که سکرٹري آف اسٹیٹ هند نے پارلیمنٹ میں ایک سوال کے جواب میں بیان کیا که گورنمنٹ کے پاس کوئي تجویز ایسي نہیں آئي جس سے معلوم هو که محمد عبدالرحمان برادر امیر حبیب‌الله خاں دعویدار سلطنت هیں اور یہہ بھي کہا که یہہ نہیں کہا جاسکتا هی که اگر

کوئي خانہ جنگي واقعہ ہوگي تو گورنمنٹ موجودہ امیر کي طرفداري کریگي یا نہ کریگي — آخرالذکر جو اب بعد اُس معاہدہ کے جو درمیان برٹش گورنمنٹ اور امیر کابل کے ہی ضرور کسي قدر حیرت انگیز معلوم ہوتا ہی *

حضور ویسراے کل بروز جمعہ ڈیگ علاقہ ریاست بھرت پور سے آگرہ تشریف لائینگے اور تاج گنج کا بالخصوص معائینہ فرمائینگے — حضور ممدوح نے تاج گنج کي مرمت اور آراستگي میں خاص توجہ فرمائي ہی اور یہي خاص وجہ اُس کے معائینہ کي ہی — آگرہ سے حضور ویسراے دھلي تشریف لیجائینگے *

تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہی کہ حجاز میں روپیہ کي قیمت بہت کم لگائي جاتي ہی جس سے ہندوستاني حاجیوں کا سخت نقصان ہوتا ہی — اگر ساورن جو سونے کا سکہ ہی دیا جاتا ہی تو ایک سو نو پیاسٹر کے برابر سمجھا جاتا ہی لیکن اگر روپیہ ساورن کے برابر دیا جاے تو صرف ۸۶½ پیاسٹر دیئے جاتے ہیں *

ضروري اِطلاع

اِس بات کے اعلان کي خاص ضرورت معلوم ہوتي ہی کہ بموجب قواعد صرف وہ اصحاب منجانب کالج و کانفرنس چندہ جمع کرسکتے ہیں جن کے پاس تحریري اجازت آنریري سکرٹري کي ہو - مفصل قواعد ۳۱ جولائي کے پرچہ میں چھاپے گئے تھے *

اخبارات سے درخواست کي جاتي ہی کہ ضروري معاملہ کے اعلان میں ہمکو پوري مدد دینگے *

(دستخط) محسن الملک

IMPORTANT.

ENGLISH BLANKETS ! SPECIAL OFFER ! !

Owing to our first consignment of English Blankets having arrived earlier than was expected this season, and with a view to make room for other consignments expected shortly, we are selling the following English Blankets at the following cheap prices :—Scarlet Blankets (superior quality) 100 by 50, Rs. 2-12 ; White Blankets 100 by 50, Rs. 2 : Scarlet Blankets 96 by 50, Rs. 1-14 ; Scarlet Blankets (small) 84 by 48, Rs. 1-10 ; Grey Blankets (large) 96 by 50, Rs. 2-4 ; Cooli (Brown) Blankets 84 by 50, Rs. 1-14 ; and Army Blankets, Rs. 2 each.

The Imprimis English Camera. This is a marvel. Be up to date and buy one. Simple enough for a beginner, good enough for an expert. For Portrait, Landscape and Marine work, with double dark slide and hand-book on photography. Price Rs. 5.

Apply to :—

MESSRS. HARRY & Co.,

69. Harrison Road,

CALCUTTA.

The Aligarh Institute Gazette.

—o—

REDUCED ADVERTISEMENT RATES.

(Either in English or Urdu or in both.)

Whole Page, per mensem—In advance	... Rs.	12	0	0
One Column, per mensem—In advance	... ,,	6	8	0
Half Column, per mensem—In advance	... ,,	4	0	0
Quarter Column, per mensem—In Advance	... ,,	2	8	0

No contract accepted for less than twelve months at the above Rates. For six months, 25 per cent. or 4 Annas more per Rupee per month, and for 3 months 37½ per cent. or 6 Annas more per Rupee per month will be charged.

All casual Advertisements will be charged at 2 annas per line. No advertisement, however small, will be charged at less than 8 Annas per insertion.

Concession.—A Copy of *The Aligarh Institute Gazette* will be supplied to every Advertiser, if desired, for the period of the contract, regularly, at reduced Rates, but must be paid for in advance, only to cover the postage, &c., viz. :—For an advertiser of a whole page, Rs. 5 ; One column, Rs. 5-8 ; Half column Rs. 6 ; and Quarter column, Rs. 7 per Annum will be charged.

Communications regarding literary subjects, intended for publication in the *Institute Gazette*, should be addressed to "The Honorary Editor." Letters relating to Advertisements and printing, &c., should be addressed to the Manager, *Institute Press*, Aligarh. Money should be remitted to the Bursar of the M. A.-O. College.

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR:—*MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 10. } THURSDAY, 11th DEC. 1902. ع روز پنجشنبہ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ { سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۵۰ }

فہرست مضامین

صفحہ نمبر

علما و درازي عمر (صرف اُردو) ... ۷۵۵
هندوستان کے حفظان صحت کا رهنما (انگریزي معہ ترجمہ) ۷۵۶-۷۶۰
ندوۃالعلما (صرف اُردو) ... ۷۶۰-۷۶۱
مدرسۃالعلوم مسلمانان علیگڈھ کي سالانہ رپورٹ (صرف اُردو) ۷۶۱-۷۶۲
سجل جمعیۃ اُم القری یعني روئداد انجمن مکہ معظمہ
(صرف اُردو) ... ۷۶۳-۷۶۶
راے نسبت ندوۃ العلما (صرف اُردو) ... ۷۶۶-۷۶۷
پروگرام — کارروائي محمدن اینگلو اوریئنٹل ایجوکیشنل
کانفرنس دهلي ، (صرف اُردو) ... ۷۶۷
واقعات اور رائیں (صرف اُردو) ... ۷۶۷-۷۶۹
اشتہارات (اُردو و انگریزي) ... ۷۷۰

علما اور درازي عمر

چند سال کا عرصہ گذرا کہ مولوي حبیب الرحمان خاں صاحب نے معارف میں ایک بسیط مضمون لکھا تھا جس میں اُنہوں نے اعداد سے ثابت کیا تھا کہ علماء و فضلا کي عمریں نسبتاً زیادہ دراز هوتي هیں — مصر کے ایک طبي میگزین "طبیب العائلہ" میں ڈاکٹر هولڈن کي تحقیقات کے نتایج شائع هوئے هیں جن کا ماحصل وهي هی جو مولوي صاحب ممدوح نے اسلامي علماء کي عمریں شمار کرکے قرار دیا تھا — ڈاکٹر مذکور نے هر درجہ و هر طبقہ کے لوگوں کي عمر کي نسبت تحقیقات کرکے یہہ نتیجہ نکالا هی کہ علماء اور خصوصاً علماے هیئت کي عمر سب سے زیادہ دراز هوتي هی — ظاهر هی کہ انساني عمر کا اوسط ۳۳ سال هی مگر ڈاکٹر مذکور نے ۷۰۰۰ شخصوں کي نسبت حساب لگایا تو معلوم هوا کہ یہہ اوسط علماے هیئت میں ۷۴ سال اور فائن آرٹس والوں میں ۵۹ سال اور ادیبوں میں ۶۵ اور علما میں ۷۴ سال هی •

اُس نے علماے هیئت میں ایک هزار شخصوں کي عمروں کي نسبت تحقیق کي تو ثابت هوا کہ اُن میں سے ۵۹۹ ستر برس سے زیادہ زندہ رهے اور ۲۵۶ ستر سے اَناسي برس تک زندہ رهے اور ۱۲۶ اَسي سے نواسي تک زندہ رهے اور ۱۹ ننانوے برس تک پهونچے اور تین شخصوں کي عمر ۱۰۰ سے بهي متجاوز هوئي •

اهل علم میں درازي عمر کا یہہ سبب قرار دیا جا سکتا هی کہ اُن کي زندگي سکون اور اطمینان کے ساتھہ بسر هوتي هی — عام لوگوں کي طرح زندگي کي تلخیوں اور مصائب و آلام سے اُن کو بہت کم سابقہ پڑتا هی — علمي مناقشات اور مباحثات سے شاذ و نادر هي اِن کے خون میں جوش اور اعصاب میں هیجان پیدا هوتا هی اور وہ عادتاً غور و تامل میں مصروف رهتے هیں اور امن و اطمینان کے ساتھہ زندگي کي بہت سي منزلیں طی کرجاتے هیں — یہہ سبب اگرچہ قرین عقل هی لیکن شاید اُس بین فرق کے اسباب تلاش کرنا مشکل هو جو علما کے مختلف فرقوں میں ڈاکٹر مذکور کو دریافت هوا هی •

GUIDE TO SANITATION IN INDIA.

MYSTERY OF FAMINE & PLAGUE EXPOSED.

(CONTRIBUTED BY DR. U. L. DESAI, M. D. STATE SURGEON, RAMPUR.)

(*Continued from our issue of 4th December, Page 747.*)

ATMOSPHERE.

THE composition of the atmosphere of a city is very complex. In the floating ray of sunbeam penetrating a dark room, minute particles are seen chasing each other. If external air be examined by an aeroscope, besides fine dry particles of earth or other matter, so attenuated that it may be raised and wafted by the wind, one finds in air various species of micrococci and bacteria, spores of fungi, pollen grains, vegetable fibres and hairs, seed capsules, bits of wood and charcoal, starch grains, cotton and wool fibres; scales from the wings of moths and butterflies, portions of wings of insects, bits of spider's webs and legs of spiders; fine particles of sand, clay, chalk, and soot; organic matter in the form of stable manure, epithelium from the skin and lungs, with often the germs of infectious diseases. Such being the foreign constituents of air, all should accustom themselves to breathe through the nostrils, and keep the mouth shut.

The nasal cavities warm the air, act as filter to the inspired air, and prevent the ingress of irritant matter to the lungs. In houses everything which may afford a lodgment for dust and foreign particles, e. g. wall-papers, cornices, immovable furniture, ill fitting floor boards, fixed carpets reaching to the walls, and dark corners, should be avoided. The carpets should be beaten out of doors instead of being swept in the room. The floors should be plugged, stained and varnished.

It may almost be asserted, that the health of animals depends mainly on the purity of the atmosphere. Each individual

ھندوستان کے حفظان صحت کا رھنما

قحط اور وبا کي اصل وجہ کا اظہار

رقم زدہ ڈاکٹر یو ایل ڈیسائي صاحب — ایم ڈي
سند یافتہ ولایت اسٹیٹ سرجن رامپور

(واسطے سلسلہ کے دیکھو صفحہ ۷۴۷ اخبار مطبوعہ ۴ دسمبر)

اٹماسفیر یعني — ھوا

شہر کي ھوا کي بناوٹ نہایت پیچیدہ ھوتي ھی — شعاع آفتاب کي تیرتي ھوئي کرنوں میں جو ایک تاریک کمرہ کے اندر داخل ھوتي ھیں ھم چھوٹے چھوٹے ذروں کو ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتا ھوا دیکھتے ھیں — اگر بیروني ھوا خورد بیں کے ذریعہ سے بغور دیکھي جاوے تو مٹي یا کسي دوسرے مادہ کے باریک خشک اجزا کے علاوہ جو اس قدر باریک اور چھوٹے ھوتے ھیں کہ ھوا اُن کو ایک جگہ سے دوسري جگہ اُڑا لے جاسکتي ھی ' ھر ایک شخص کو ھوا کے اندر مختلف اقسام کے چھوٹے چھوٹے کیڑے — نمیوں ' اور پسے ھوئے ناج کے ریزے ' نباتاني ریشے اور بال ' بیجوں کے دانے ' لکڑي اور کوئلہ کے ٹکڑے ' - لہسدار غلے ' روئي اور اُون کے ریشے ' پروانوں اور تتلیوں کے پر ' کیڑوں کے بازوؤں کے حصے - مکڑیوں کے جالوں کے ٹکڑے اور اُن کي ٹانگیں ' ریت ' مٹي ' کھڑیا اور کاجل کے باریک ذرے ' مادي چیزیں اصطبل کے کھاد کي صورت میں ' کھال اور پھیپڑوں کا ایپتھیلیم اور اکثر اوقات امراض متعدي کے کیڑے (جرم) دکھائي دیتے ھیں — پس جبکہ ھوا کے خارجي اجزا اس قسم کے ھیں ' تو تمام شخصوں کو اپنے تئیں نتھنوں کے ذریعہ سے سانس لینے اور مونھہ بند رکھنے کا عادي کرنا چاھیئے •

ناک کے نتھنوں میں ھوا گرم ھوجاتي ھی ' وہ اُس ھوا کے لیئے جس کا دم لیا جاتا ھی بطور فلٹر کے کام دیتے ھیں ' اور سوزش پیدا کرنے والے مادہ کو پھیپڑوں کے اندر نہیں جانے دیتے ھیں — مکانات میں کوئي ایسي چیز نہیں ھوني چاھیئے جس پر گرد اور خارجي مادہ کے ذرات بیٹھ سکیں — مثلاً دیواروں پر لگانے کے کاغذ ' کارنس ' غیر منقولہ اسباب ' لکڑي کے فرش کے تختے جو خراب جمے ھوں ' جڑے ھوئے قالین جو دیواروں سے ملے ھوں ' اور تاریک گوشے وغیرہ — قالینوں اور دریوں کو دروازہ سے باھر جھاڑنا چاھیئے نہ یہہ کہ کمرے کے اندر — اینٹوں کے فرش کے سوراخ بند کرنے چاھیئیں اور اُس پر وارنش ھونا چاھیئے •

یہہ بات قریبا دعوی کے ساتھہ کھي جاسکتي ھی کہ ھر ایک ذي روح کي تندرستي خاصکر ھوا کي صفائي پر منحصر ھی — ھر ایک شخص

takes into his lungs annually about 800 pounds of air. The aggregate amount of air, liquid and substantial food received per year by only one member of the human family, amounts to about one-and one-half tons. The air nourishes the human system. I have made several experiments on myself, and have invariably noted, that after taking the same quality and quantity of food, and sleeping in a close room or in a tent outside, respectively, a difference of weight as much as 4 ounces, has taken place. A similar proof is found in the Vegetable Kingdom.

Two hundred pounds of earth were dried in an oven and afterwards put into a large earthen vessel. The earh was then moistened with rain water, and a cucurbitaceo Creeper (pumpkin) weighing four pounds, was planted. To prevent the addition of any fresh earth or solid particles in the earthen vessel, either by being blown into it by winds or otherwise, the earthen vessel was covered with a metal plate, full of minute holes, which would exclude all but air from getting access to the earth below it. After growing in the vessel for 65 days, the creeper was removed and on being weighed was found to have gained 102 pounds in weight, including the weight of flowers and fruits on the same, and this estimate did not include the weight of the leaves or dead branches, which fell from the creeper during the 65 days.

Now came the application of a test. Was this all obtained from the earth? It had not sensibly diminished, but in order to make the experiment conclusive, it was again dried in an oven and put in the balance. Astounding was the result. The earth weighed only 3 ounces less than it did when the creeper was planted in it.

Manifestly then, the weight gained in this space of time by the creeper, was not obtained from the earth. Where did the weight come from, the water with which it was refreshed, or the air in which it lived. It can be clearly shown that it was not due to the water. Therefore it was due to the air. Really air is "Gaseous food" for animal and vegetable kingdom.

If air can make a tree, it can make or unmake man, according to its quality, for the lungs of the former (its leaves) are not so perfectly constructed for respiration, as those of the latter; nor is its bark so pervious to the air, as the skin which envelopes the human body. Many derangements of the blood, and nervous

کے پھیپھڑوں میں ہر سال قریب ۸۰۰ پونڈ کے ہوا جاتي ہی — کل مقدار ہوا اور رقیق اور منجمد غذا کي جو ایک شخص ہر سال کھاتا ہی قریب ڈیڑھ ٹن کے ہوتي ہی — ہوا جسم انساني کي پرورش کرتي ہی — میں نے اپني ذات پر چند مرتبہ تجربے کیئے ہیں اور مجھکو ہمیشہ یہہ بات معلوم ہوئي ہی کہ اُسي قسم کا اور اُسیقدر کھانا کھانے اور ایک بند کمرے یا خیمہ کے اندر سونے کے بعد وزن میں چار اونس کا فرق پڑگیا ہی — اسي قسم کا ثبوت نباتات میں پایا جاتا ہی ٭

دو سو پونڈ مٹي ایک تنور میں خشک کي گئي اور بعدہ مٹي کے ایک بڑے برتن میں رکھي گئي — اس کے بعد مٹي مینہہ کے پانی سےتر کي گئياور ایک کدو کي بیل جس کا وزن چار پونڈ تھا اُس مٹي میں لگائي گئي — اِس غرض سے کہ کوئي جدید مٹي یا مٹي کے برتن کے منجمد ذرے خواہ تو ہوا کے ذریعہ سے یا اور طرح پر اوزکر اُس کے اندر اضافہ نہونے پاویں ' مٹي کا برتن دھات کي ایک رکابي سے ڈھک دیا گیا جس میں بہت سے چھوٹے چھوٹے سوراخ تھے جس کے باعث سے سواے ہوا کے اور کوئي چیز اُس مٹي تک جو اُس کے نیچے تھي نہیں جانے پاتي تھي ۶۵ دن تک اُس برتن میں بڑھنے کے بعد کدو کي بیل اُکھاڑ لي گئي ' اور جبکہ اُس کا وزن کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اُس میں ۱۰۲ پونڈ وزن معہ وزن پھولوں اور پھلوں کے جو اُس میں لگے ہوئے تھے زیادہ ہوگیا تھا' اور اس تخمینہ میں اُن پتوں یا سوکھي ڈالیوں کا وزن جو ۶۵ دن کے اندر بیل پر سے گري تھیں شامل نہ تھا ٭

اب آزمایش اور غور کا وقت آیا — کیا یہہ سب چیز مٹي سے پیدا ہوئي تھي؟ — مٹي ظاہرا کم نہیں ہوئي تھي ' لیکن اِس نظر سے کہ تجربہ میں کوئي کسر باقي نرہے مٹي پھر تنور میں سکھائي گئي اور ترازو میں تولي گئي — اس کا نتیجہ نہایت حیرت انگیز ہوا — یعني مٹي کا وزن بہ نسبت اُس کے جبکہ بیل اُس میں لگائي گئي تھي صرف تین اونس کم ہوا ٭

پس ظاہر ہی کہ جو وزن بیل میں اُس مدت کے اندر زیادہ ہوگیا وہ مٹي سے حاصل نہیں ہوا — وہ کہاں سے آیا؟ پاني سے آیا جس سے بیل تازہ کي جاتي تھي یا ہوا سے جس میں وہ رہتي تھي؟ — یہہ بات صاف ثابت کي جاسکتي ہی کہ وہ پاني کي وجہ سے نہ تھا — اور اس لیئے وہ ہوا کے سبب سے زیادہ ہوا — حقیقت میں ہوا حیوانات اور نباتات کے لیئے ایک گیس دار یعني بادي غذا ہی ٭

اگر ہوا ایک درخت بنا سکتي ہی تو وہ موافق اپني خاصیت کے انسان کو بھي بنا سکتي ہی یا بگاڑ سکتي ہی — کیونکہ درخت کے پھیپھڑے (یعني اُس کے پتے) دم لینے کے لیئے ایسے کامل طور سے نہیں بنے ہیں جیسیکہ انسان کے پھیپھڑے ہیں ' — اور نہ اُس کي چھال میں ہوا اس طرح پر نفوذ کرسکتي ہی جیسکہ اُس چمڑے کے اندر جس سے

system, arise from impure air. In consumption and various diseases of the lungs, the main advantages of the change of climate are due to an abundance of fresh air and sunshine, and few need go very far away from home to get these.

Scientists say, that the air is composed of Nitrogen, Oxygen and Carbonic acid gas, but new gases as Argon, Krypton Neon, Metargon, and Etherion have been observed by several scientific men. Professor Charles F. Brush of America conjectures, that Etherion extends far beyond the atmosphere of the earth, indicating the possibility of an interplanetary and interstellar atmosphere. In addition to the gases named, carbonic acid, ammonia, free nitric acid, and certain organic substances, are present in very small proportions, as impurities, together with more or less vapour of water, according to the temperature. Then just as heat or cold, light or darkness, may pervade the atmosphere, electricity in varying volume and influence may be present therein.

In certain districts, miasmatic emanations are important factors. Miasmatic emanations are lighter than air, on a clear day, and rapidly rise above the strata of air we breathe; but on damp and wet days, when the air is also light, miasmatic emanations rise sluggishly, and mix with the air we breathe, thus increasing the danger by malaria, on damp and wet days.

If pains were taken to preserve the purity of the air we breathe, health would be promoted and longevity increased. The air we inhale may contain its natural constituents in their due proportions, but that which we exhale contains almost the usual quantity of netrogen, with eight or nine per cent of its oxygen replaced with an equal amount of Carbonic acid.

The lurgs are very generous to the stomach. The long deep halations a person takes while sleeping, and while the stomach is enjoying rest refresh the system, and although the lungs exhale, the useless gases, with the same rapidity, that they do when the individual is awake, they draw in the deeper and more copious draughts of the elements, necessary to refresh and purify the system, among which oxygen is the chief. It is wrong to give the stomach a big job of work to do, on going to bed by eating

نسان کا جسم ڈھکا ہوا ھی — خون اور اعصاب کی بہت سی خرابیاں غلیظ ہوا سے پیدا ہوتی ھیں — دق اور پھیپڑوں کی مختلف بیماریوں میں جو بڑے بڑے فایدے آب و ہوا کی تبدیلی سے حاصل ہوتے ھیں وہ ہوا اور دھوپ کی افراط کی بدولت ہوتے ھیں ' اور ان فائدوں کے حاصل کرنے کے لیئے بہت کم آدمیوں کو گھر سے دور جانے کی ضرورت ھی *

علماے سائنس یہہ بات کہتے ھیں کہ ہوا نتروجن ' اکسیجن اور کاربونک ایسڈ گیس سے مرکب ھی ' مگر چند عالموں نے ارگن ' کرپٹن ' نیون میٹارگن اور ایتھیرین کو اُس میں مشاہدہ کیا ھی — چنانچہ پروفیسر چارلس ایف برش ساکن ایمریکا یہہ قیاس کرتے ھیں کہ ایتھیرین زمین کی ہوا سے بہت آگے تک پھیلی ہوئی ھی ' جس سے ستاروں اور سیاروں کے درمیان ایک ہوا کے ہونے کا امکان ظاہر ہوتا ھی — مذکورہ بالا گیسوں کے علاوہ کاربونک ایسڈ ' ایمونیا ' فری نٹرک ایسڈ ' اور بعض مادی چیزیں نہایت خفیف مقدار میں بطور غلاظت کے ہوا کے اندر موجود ہوتی ھیں ' اور ٹیمپریچر کے مطابق کم و بیش پانی کے ابخرے بھی اُس میں ہوتے ھیں — پھر جس طرحپر کہ گرمی یا سردی ' روشنی یا تاریکی ' ہوا میں پھیل سکتی ھی ' اُسی طرح الیکٹریسٹی (برق) بھی مختلف مقدار اور تاثیر کے ساتھہ اُس میں موجود ہوسکتی ھی *

بعض مقامات میں عفونت کے ذرے قابل لحاظ اجزا ہوتے ھیں — ایک صاف دن میں یعنی جب ابر نہو یہہ ذرے ہوا کی بہ نسبت زیادہ تر سبک ہوتے ھیں ' اور جس ہوا کا ہم دم لیتے ھیں اُس کی سطح سے بہت جلد اوپر کو اُٹھہ جاتے ھیں — لیکن مرطوب دنوں میں جب کہ ہوا بھی سبک ہوتی ھی ' عفونت کے ذرے آہستہ آہستہ اوپر کو اُٹھتے ھیں ' اور ہوا کے ساتھہ جس کا ہم دم لیتے ھیں مل جاتے ھیں ' اور اس طرحپر مرطوب دنوں میں ملیریا کا اندیشہ زیادہ ہوجاتا ھی *

جس ہوا کا ہم دم لیتے ھیں اگر اُسکی صفائی قایم رکھنے کے لیئے کوشش کی جاوے تو تندرستی کو ترقی ہوگی اور عمو بڑہ جاویگی — ممکن ھی کہ جس ہوا کا ہم دم لیتے ھیں اُس میں اُس کے قدرتی اجزا مناسب مقدار میں موجود ہوں — لیکن جو ہوا ہماری دم کے ساتھہ باہر کو آتی ھی اُس میں قریباً معمولی مقدار نتروجن کی ' اور ۸ یا ۹ فی صدی اکسیجن کے بجاے ایک مساوی مقدار کاربونک ایسڈ کی ہوتی ھی *

پھیپڑے معدہ کو نہایت مدد دیتے ھیں — جو گہرے سانس انسان سوتے وقت جب کہ معدہ آرام میں ہوتا ھی لیتا ھی وہ جسم کو تازگی بخشتے ھیں ' اور اگرچہ پھیپڑے ناکارہ گیس کو اُسی عجلت کے ساتھہ باہر نکال دیتے ھیں جیسا کہ وہ اُس وقت کرتے ھیں جب کہ انسان جاگتا ہوتا ھی ' تاہم وہ اُن عناصر کے جو جسم کو تازہ اور صاف کرنے کے لیئے ضروری ھیں اور جن میں سے اکسیجن خاص جزو ھی زیادہ تر گہرے اور بافراط گھونٹ پیتے ھیں — سوتے وقت دیر سے کھانا کھاکر معدہ سے ایک بڑا کام لینا غلطی ھی ' اور کسی شخص کو شکایت کرنے کا کوئی

حق حاصل نہیں ہی اگر ہضم کرنے والے اعضا اُس کام کے کرنے سے انکار کردیں ' بلکہ کھانے میں تبخیر ' اور اُس کا خون اور دماغ میں جلن پیدا کردیں — جبکہ معدہ کو پھیپھڑوں کي ایمانداري اور محنت اور تازہ ہوا کي عمدگي پر اس قدر پورا اعتبار ہی تو پھیپھڑوں کو خراب ہوا دار کمروں میں یاایسے جہاں ملریا موجود ہو جس کے باعث سے خون میں بجاے صفائي کے سمیت آ جاتي ہی اور معدہ اپنے کام کو صرف نا تمام ہي نہیں ' بلکہ اپنے تئیں بھي پھر اپنا کام شروع کرنے کے لیئے کسي قدر نا قابل پاتا ہی ' سونے سے معدہ کے ساتھہ دغا بازي کرنے پر مجبور کرنا بے جا ہی — حالت بیداري کي بہ نسبت سوتے وقت طبیعت کا بیماري کي طرف زیادہ تر میلان ہوتا ہی ' اور جہاں کہیں ایک کمرہ میں کثرت سے مریض ہوں اور اُس کي کھڑکیاں بند اور وینٹي لیشن ناقص ہو تو بیماري رات کے وقت سخت صورت پکڑ جاتي ہی اور اکثر اوقات غفلت اور بیہوشي طاري ہوتي ہی - ٹرکي اور ہندوستان میں اگر کوئي شخص پوست کے ایک کھیت کے قریب سو جاوے جس سے ہوا گذر کر اُس کے اوپر جاتي ہو تو وہ ایک ایسي نیند میں مبتلا ہو جاتا ہی جس سے کبھي جاگنا نہیں ہوتا ہی - اٹلي کے کسان جو پانٹائین کے دلدلوں کے قریب سو جاتے ہیں ہمیشہ بخار میں مبتلا ہوجاتے ہیں — اور جو مسافر کمپنا ڈي روما میں ہوکر گذرتے ہیں اُن پر خراب ہوا کا ہمیشہ کم و بیش اثر ہوتا ہی — یورپ میں بیوپاري لوگ اپنے کار و بار اکثر شہروں میں غیر صحت بخش مقامات پر کیا کرتے ہیں ' لیکن چونکہ اُن کے مسکونہ مکانات اور سونے کے مقامات صحت بخش نواح میں ہوتے ہیں اِس لیئے اُن کي تندرستي بدرجہ اوسط عمدہ طور پر قایم رہتي ہی — جس شخص کو دن میں اپنے کار و بار کي وجہ سے دلدلوں میں جانا پڑتا ہی اور جو رات کو پہاڑي کي چوٹي پر سوتا ہی وہ سردي اور بخار سے جس میں وہ لوگ جو اِن دلدلوں کے قریب رہتے ہیں مبتلا ہو جاتے ہیں محفوظ رہ سکتا ہی - ایک انگریز نے جس نے حبش میں سیاحت کي ہی دعوی کے ساتھہ بیان کیا ہی کہ اگر وہ مقام جہانکہ وہ ہر روز رات کو کوئي سوے مناسب طور سے منتخب کیا جاوے ' تو وہ اُس ملک کي بیماري پیدا کرنے والي آب و ہوا میں بھي تندرستي کے ساتھہ بسر کرسکتا ہی *

یہہ تمام باتیں اِس امر پر دلالت کرتي ہیں کہ رات کو دیر میں کھانا کھانے سے خراب اثر پیدا ہوتے ہیں اور سونے کے لیئے بخوبي ہوا دار اور صاف کمروں کا ہونا نہایت ضروري ہی ' اور جو شخص بد خوابي اور خراب تندرستي کي شکایت کرتے ہیں گو وہ دیر سے کھانا نہیں چھوڑتے اور مکانات کے ہوا دار اور صاف رکھنے کي کچھہ فکر نہیں کرتے ہیں وہ ایسے ہي بیوقوف ہیں جیسا کہ وہ لڑکا تھا جس نے اپنا ہات گرم کویلوں میں ڈال دیا ' اور اُس کے بعد اِس وجہ سے رویا کہ اُس کا ہات جل گیا تھا — جو شخص چھوٹي چھوٹي کوٹھریوں میں کھڑکیاں اور دروازے بند کرکے سوتے ہیں اُن کو یہہ بات یاد رکھني چاہیئے کہ ہر

a late supper, and that one has no right to complain, if the digestive organs refuse to do it, but allow the food to ferment, and fill his blood and brain with inflammations. When the stomach has such perfect confidence in the integrity and industry of the lungs, and the good quality of fresh air, it is wrong to oblige the latter to cheat the former, by going to sleep in badly ventilated rooms, or where malaria exists, by which the blood becomes poisoned, instead of arterialized, and the stomach finds its work not only undone, but itself disqualified in a measure to resume its labours. There is a greater proneness to disease during sleep, than in the waking state, and where overcrowding exists in a sick room, with closed windows and bad ventilation, the disease generally takes a serious turn during the night often exhibiting a condition of delirium. In Turkey and Hindustan, if a person falls asleep in the neighbourhood of a poppy field, over which the wind is blowing towards him, he is liable to "sleep the sleep which knows no waking". The peasants of Italy, who fall asleep in the neighbourhood of the Pontine marshes, are invariably smitten with fever. Travellers who pass in the Compagna de Roma, invariably become more or less affected with the noxious air. Commercial men often conduct their business affairs in unwholesome location in cities, but maintain a fair degree of health by having their residence, and sleeping places, in healthful neighbourhood. The man whose business calls him into marshes and swamps, during portions of the day, and sleeps upon the hill top, may avoid chills and fever, with which the inhabitants who lodge in proximity to those marshes are affected. An English traveller in Abyssinia has asserted, that he would live in health in that sickly climate, by a proper selection of the situation where he slept every night.

All this argues the deleterious effects of late suppers, as well as the necessity of well ventilated and healthful sleeping apartments, and people who complain of ennui and ill-health, while they persist in the former, and take no pains to secure the latter, are as foolish as the boy, who thrust his hand into hot embers, and then cried because it was burned. Let those who sleep in small rooms with windows and doors closed, remember that every individual breathes, on an average, from thirteen to twenty times per minute, and inhales from thirteen to forty cubic inches of air at each inspiration. Now take as a low estimate

ایک شخص بدرجہ اوسط فی منٹ تیرہ سے لیکر بیس مرتبہ دم لیتا ہی ' اور ہر ایک دم میں تیرہ سے لیکر چالیس مکسر انچھہ تک ہوا سانس کے ساتھہ اندر جاتی ہی — اب اگر ہوا کے خرچ کا تخمینہ کمی کے ساتھہ بیس انچھہ مکسر اور سانس کی تعداد پندرہ قرار دو تو ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ ایک منٹ کے عرصہ میں ایک شخص کے تنفس کے لیئے ۳۰۰ مکسر فٹ ہوا درکار ہی ' اور اِس عرصہ میں چوبیس مکسر فٹ اکسیجن خون میں جذب ہوجاتی ہی اور اُسیقدر کاربونک ایسڈ دم کے ساتھہ باہر نکل جاتا ہی — اِس تخمینہ کو جاری رکھو اور ہم کو معلوم ہوگا کہ ایک گھنٹہ میں دو پھیپھڑوں نے ۱۴۴۰ مکسر انچھہ اکسیجن کا دم لیا اور سات گھنٹہ یعنی اُس وقت میں جو عموما سونے کے لیئے مخصوص ہوتا ہی ۱۰۰۸۳ مکسر انچھہ اکسیجن کی جگھہ اُسیقدر کاربونک ایسڈ جذب کیا گیا — کاربونک ایسڈ کے مہلک اثروں کی تشریح اِس بات سے ہوتی ہی کہ ایک چڑیا قسم کینری کی جو ایک پردہ دار پلنگ کے سرھانے کے قریب جہانکہ لوگ سوتے ہوں لٹکا دی جاوے تو وہ ہمیشہ صبح کو مری ہوئی پائی جاویگی — یہہ بات بھی ثابت ہوگئی ہی کہ جس وقت ہوا میں چھہ فیصدی کاربونک ایسڈ ہوتا ہی تو وہ زندگی کے قایم رکھنے کے نا قابل ہوجاتی ہی ' اور اگر اس سے نصف مقدار اُسکی ہو تو وہ ایک بتی کو گل کردیگی — پس اِن اُمور کے لحاظ سے کسقدر اسکول ' تفریح طبع کے مقامات ' ہندوستانی مندر ' تھیٹر ' کوٹھیات ' کارخانے اور سکنی مکانات ایسے ہیں جو بیماری کی جاے پرورش نہوں ؟ — اور نہ یہہ بات تعجب کے لایق ہی کہ اکثر آدمی چالیس برس کی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں *

(باقی آیندہ)

the consumption of air at twenty inches, and the number of inspirations at fifteen, and we find that at the space of one minute, 300 cubic inches of air are required for the respiration of one person, during which twenty-four cubic inches of oxygen are absorbed by the blood, and the same amount of carbonic acid given out. Proceed with this estimate, and we find that in one hour, one pair of lungs have consumed 1440 cubic inches of oxygen, and in seven hours, the time usually allotted to sleep, 10,083 cubic inches of oxygen have been replaced with an equal quantity of carbonic acid. The deadly effects of the latter are illustrated by the fact, that a canary bird suspended near the top of a curtained bedstead, where persons are sleeping, will almost invariably be found dead in the morning. It has further been demonstrated, that when there is six per cent of carbonic acid in the air, it is rendered unfit for the support of animal life, and half this proportion would put out light of a candle. In view of these facts how many school houses, places of amusement, Indian temples, theatres, factories, workshops and dwelling houses are but the nurseries of disease. Nor is it surprising that the majority die within ages below two scores.

(*To be continued*)

ندوۃالعلماء

کون مسلمان هندوستان میں ایسا هوگا جس کے دل میں ندوۃالعلما کی عزت اُس کا ادب اور وقار نہ هو مسلمان اپنے مقدس هادی کے اس قول کو کبھی بھلا نہیں سکتے " علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل" جس وقت مسلمان کے ذهن میں یہہ حکم آتا ہی اُس کے بدن کے رونگٹے کھڑے هوجاتے هیں اور اُس کا کانشنس اِس مقدس گروہ کی عظمت کرنے کو مجبور کرتا هی ایسی صورت میں انکی پاک مجلس ندوۃالعلما کے متعلق کچھہ کہنا بڑی جرات کا کام ہی لیکن همارے مقدس مذهب نے هر معاملہ میں اعتراض اور دلایل پیش کرنے کی همکو آزادی عطا فرمائی هی جس کی مثالیں اسلام کے قرون ثلاثہ کی تاریخ پر غور کرنے سے همکو بہت مل سکینگی — هر مسلمان کو اس اعلی انعام سے فائدہ اوٹھانا چاهیئے *

همکو ندوۃالعلما کی اڈریس دیکھنے کی عزت حاصل نہیں هوئی جو اُس کے ڈپوٹیشن نے حضور لات صاحب کی خدمت میں پیش کیا تھا لیکن اُس کے جواب دیکھنے سے یہہ معلوم هوتا هی کہ اِس کمیٹی کا اصول صرف تعلیم و تربیت هی وہ بھی دنیاوی تعلیم مذهبی تعلیم کے ساتھہ — اُس کے قایم کردہ دو انسٹیٹیوشن هیں ' ایک اُن کا مدرسہ دوسرا ایک یتیم خانہ — ندوۃالعلما اپنا زیادہ وقت انہیں دونوں انسٹیٹیوشنوں کی ترقی اور بہتری میں صرف کرتی هی باقی مقاصد کو اس نے فروعات میں شامل کردیا هی *

کیا همکو ادب سے یہہ گذارش کرنے کی اجازت دیجائیگی کہ یہہ مقاصد مسلمانوں کی اُن اُمیدوں سے جو ندوۃالعلما سے وابستہ هیں بہت کم اور اس مقدس مجلس کی شان سے بہت گرے هوئے هیں — یہہ کام تو هم دنیا داروں کے کرنے کے هیں اور همنے شروع بھی کر رکھے هیں اور خداتعالے کے فضل سے کامیابی کے ساتھہ چل رهے هیں — تعلیمی مقصد کے متعلق تو همارے لات صاحب نے اپنے جواب میں ارشاد فرما بھی دیا هی کہ علیگڈھ میں شروع هوگیا هی اگر همارے هادی اُس میں مذهبی تعلیم کی کمی سمجھتے هیں تو اُس کی اصلاح میں هماری مدد فرمائیں — کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست — هم ادب کے ساتھہ اُنکی اصلاحوں کا خیرمقدم کرنے کو آمادہ هیں — یتیم خانہ بھی مسلمانوں کی نگاہ میں کوئی

بڑی بات اور نئی چیز نہیں ہی ہماری انجمن حمایت اسلام ، لاہور میں ایک یتیم خانہ فضل الہی سے اعلی کامیابی کے ساتھہ چلا رہی ہی — ہماری اس تحریر سے یہہ نہ سمجھا جاے کہ ہم ندوہ کو فضول اور بے ضرورت مجمع سمجھتے ہیں حاشا ہمارے نزدیک تو ایسا خیال بھی کرنا گناہ ہی لیکن ہم چاہتے ہیں کہ یہہ گروہ وہ امور اپنے ذمہ لیوے جو اُس کے شایان شان ہیں مثلاً جو الحاد و دھریت اور بے دینی فلسفہ جدید کی تعلیم سے پھیلتی جاتی ہی اُس کے روکنے کی تدابیر سوچے نیا علم کلام ایجاد کرکے اس میں کتابیں لکھی جائیں اِس لیئے کہ پرانے علم کلام کی تصانیف اب بالکل بیکار ہوگئیں کیونکہ وہ یونانی فلسفہ کے مقابلہ کے واسطے لکھی گئیں تھیں جس کو خود یورپ کے جدید فلسفہ نے باطل کردیا ، اس قسم کے مضامین اور کتابیں لکھنے والوں کو انعامات اور تمغے اور خطابات ندوۃالعلما اپنی جانب سے دے جو مذہب اسلام کی جانب محبت اور رغبت دلانے اُس کی خوبیاں اور باریکیاں ظاہر کرنے اُس کو فلسفہ جدید سے مطابق کرنے کے واسطے لکھی جائیں— مسلمانوں کے تمام فرقوں کے اوپر جو اسی ہمارے مقدس گروہ کا اثر ہی اُس سے اسطرح کام لیا جا سکتا ہی کہ اُن کے آپس میں اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی جاے اور جزوی اختلافات کے باعث جو دشمنی اور عداوت ان فرقوں کے آپس میں پڑگئی ہی اُس کو رفع کرنے کی جانب توجہ کی جاے اور اُن کو " کل مومن اخوۃ" کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا جاے — افسوس کہ یہہ بڑا بھاری ایک اصول تھا جس میں ندوۃالعلما جیسے مقدس گروہ کو کامیابی کے اچھے مواقع حاصل تھے ، اُس کو جزئیات میں شمار کیا جاتا ہی — یہہ ایک ایسا ضروری مسئلہ تھا کہ اگر صرف اسی کی اصلاح ندوہ اپنے ذمہ لیتا تو بھی اُس کے وقار کے ذرا منافی نہیں تھا اور مسلمان کا لاکھوں روپیہ جو آمین اور بے آمین کے جھگڑوں اور رد بدعت کے بکھیڑوں میں برباد ہوتا ہی وہ بچ رہتا اگر ندوہ تعلیم ہی کو اپنے ذمہ لیتا تو صرف اپنے دارالعلوم کو اعلی درجہ کی مذہبی تعلیم کے واسطے مخصوص رکھتا ، دنیاوی تعلیم کی کسی جدید تحریک کی اول تو ضرورت نہیں تھی اگر رکھی بھی جاتی تو براے نام — یہہ بھی ہمارے نزدیک نہایت مفید کام ہی کیونکہ کٹھہ ملانے واعظ جو دو دو روپیہ پر دیہات کی مسجدوں میں وعظ کہتے پھرتے ہیں اور جن کا کام سواے پیٹ پالنے اور فرقہ بندی کے تعصبات کو بھڑکانے کے اور کچھہ نہیں اور جو محض براے نام مولوی ہوتے ہیں پڑھے لکھے مطلق نہیں ہوتے ایسے لوگوں کے بہکانے اور لوٹ سے مسلمانوں کی قوم محفوظ ہوجاتی — ندوہ نے ایک بہت اچھا کام اپنے ذمہ لیا تھا وہ موجودہ عربی کورس (سلسلہ نظامیہ) کی ترمیم بعنی اس میں سے بے ضرورت کتب علحدہ کرنا اور جدید سائینس اور فلسفہ کی تصانیف شامل کرنا — ہم نہیں واقف کہ یہہ ضروری بات اصول میں قایم رہی یا فروعات میں ڈالدی گئی بہر حال یہہ امور جو ہمنے اوپر بیان کیئے ہیں ندوہ کی توجہ کے محتاج ہیں ہم عاجزی کے ساتھہ اپنے مقدس گروہ علما سے ایسے ضروری امور کی جانب اپنی توجہ مبذول کرنے کی گذارش کرتے ہیں — آخر میں ہم پھر یہہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ندوۃالعلما ضرور ایک قابل ادب مجلس ہی اُس کا وقار اور عزت مسلمانوں کی نظروں میں اُس سے بہت زیادہ ہی جتنا سمجھا جاسکتا ہی تمام مسلمان پبلک اُس کو سپورٹ کرتی ہی ہرایک کلمہ گو کی آنکھہ اُن کی کارروائیوں پر لگی ہوئی ہی ہم یہہ بھی کہنے میں دریغ نہیں کرینگے کہ علی گڈھ کی تعلیمی تحریک سے بھی زیادہ عزت کی نظر سے مسلمان پبلک ندوہ کو دیکھتی ہی علیگڈھ کی تحریک دنیا ہی اور ندوہ آخرت ہی اور " الدنیا مزرعۃ الاخرت " مشہور مقولہ ہی اس لحاظ سے ہم ندوہ کو تمام ہندوستان کے مسلمانوں کا سرگروہ ضرور سمجھتے ہیں ہم کو یہہ بات بھولی نہیں ہی جبکہ ایک سال سر سید علیہ‌الرحمہ نے اور اُن کی پارٹی نے (جس کا ادنی ممبر ہونے کی ہم کو بھی عزت حاصل ہی) ایجوکیشنل کانفرنس میں بڑے جوش و خروش کے ساتھہ اس مقدس مجلس کا خیر مقدم کیا تھا نظر بریں ہم ادب کے ساتھہ اپنے ورثۃالامیبا بزرگوں کی مجلس سے اپنی جرأت کی جس کا انحصار محض نیک نیتی پر ہی معافی مانگتے ہیں اور اپنی گذارش کو ختم کرتے ہیں *

موسیٰ

دتاولی علیگڈھ

مدرسۃالعلوم مسلمانان علیگڈھ کی سالانہ رپورٹ

بعالی خدمت نواب محسن‌الملک بہادر

آنریری سیکرٹری ٹرسٹیان مدرسۃالعلوم مسلمانان علیگڈھ

جناب والا —

۱ — مدرسۃالعلوم مسلمانان علیگڈھ کی سالانہ رپورٹ بابت سالگذشتہ میں پرنسپل صاحب نے اس امر پر بحث کی ہی کہ طلباے مدرسۃالعلوم کے لیئے ایک خاص لباس تجویز کرنا چاہیئے جسکا پہننا سب طلباے پر لازمی قرار دیا جاے — میں جناب کی توجہ کے لیئے یہہ چند سطور عرض کرنا چاہتا ہوں *

۲ طلباے مدرسۃالعلوم کے لیئے خاص لباس تجویز کرنے کے چند فوائد پرنسپل صاحب نے اپنی رپورٹ مطبوعہ کے صفحہ ۱۴ پر ارقام فرمائے ہیں - اُن کی راے ہی کہ ہندوستانی طلباے کے لباس میں صفائی اور سلیقہ نہیں پایا جاتا — اور یہہ شکایت عام طور پر ہندوستان میں سنی جاتی ہی اگرچہ طلباے مدرسۃالعلوم میں یہہ نقص کسی قدر کم ہی — مگر پھر بھی ایک خاص لباس تجویز کردیا جاے تو طلباے صاف چست و چالاک نظر آئینگے *

۳ — لباس کا سوال مدرسۃالعلوم کی تاریخ میں اس سے پیشتر بھی معرض بحث میں آچکا ہی - ابتدائی زمانہ میں تو شاید ایک قسم کی گون کا پہننا ہرایک طالب علم پر لازمی تھا - مگر پھر رفتہ رفتہ

یہہ دستور متروک ہوگیا - مگر ایک مرتبہ پھر زمانہ حیات سر سید مرحوم و مغفور میں یہہ مسئلہ دوبارہ پیش ہوا تھا - جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہی ابتدا اُس کی یوں ہوئی تھی کہ یونین کلب میں ایک نہایت پرجوش مباحثہ اس مضمون پر ہوا تھا — اور رفتہ رفتہ اس کا چرچا تمام بورڈنگ ہوس اور سر سید مرحوم تک پہونچ گیا — چنانچہ سر سید مرحوم و مغفور نے ایک لباس تجویز بھی کیا — یہہ لباس وہی تھا جو خود سر سید زیب تن فرمایا کرتے تھے - کوٹ کے کالر پر سنہری حروف میں مدرسۃالعلوم علیگڈہ لکھا جاتا تھا — اُس زمانہ میں چند طالب علموں نے ایسے کوٹ بنوائے بھی تھے - مگر اُس لباس کا پہننا مصلحت وقت کی وجہ سے لازمی قرار نہیں دیا گیا تھا - مگر مناسب یہہ تھا کہ رفتہ رفتہ اس کو رواج دیا جاے — مگر افسوس ہی کہ اس خیال میں کامیابی نہ ہوئی - مگر یہہ تذکرہ اُس زمانہ سے معلوم ہوتا ہی کہ بورڈنگ ہوس میں برابر قایم رہا — اور پرنسپل صاحب کی رپورٹ سے واضح ہوتا ہی کہ اب بھی یہہ چرچا طلباے میں جاری ہی *

۴ — میرے خیال میں اب وہ وقت آ گیا ہی کہ منتظمین کالج اس ضروری مسئلہ کا تصفیہ جلد تر فرماویں - جو بے نظیر ترقی کالج نے گذشتہ چند سال میں کی ہی وہ کافی ثبوت اس امر کا ہی کہ قوم کے دلمیں اسکے فوائد اور عظمت خوب منقش ہوگئے ہیں - اور وہ اوہام باطلہ جو سر سید کے زمانہ میں مسلمانان ہند کو عموماً کالج کی طرف سے بدگمان کرتے تھے اب قطعاً زایل ہوچکے ہیں — اور یونیورسٹی کمیشن نے کالج کو جو امتیاز کا تمغہ عطا فرمایا ہی وہ اُسکی آیندہ کامیابی کے لیئے مستحکم دلیل ہی - پس وہ اسباب جو کسی خاص طرز لباس کو اختیار کرنے کے لیئے سدراہ تھے وہ اب تائید ایزدی سے مفقود ہوگئے ہیں - اور اُن سے مدرسۃالعلوم کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ اب نہیں ہوسکتا *

ایک خاص لباس کے لازمی قرار دینے سے ہم کالج کے طلباے میں ایک ایسی یک رنگی پیدا کرینگے جس کی وجہ سے یقینا یک جہتی و اتحاد برادرانہ میں نمایاں ترقی ہوگی — سب طلباے میں مساوات کا خیال جو مدرسۃالعلوم کا بنیادی اصول تھا وہ ایک لباس کے اختیار کرنے سے مستحکم ہو جائیگا *

اس وقت اکثر لوگ شاکی ہیں کہ بعض طلباے مدرسۃالعلوم لباس میں بہت اسراف کرتے ہیں — ایک خاص حد تک یہہ شکایت بجا بھی ہی — گو اس کا اطلاق عموما نہیں ہوسکتا — لیکن ایک خاص لباس اختیار کرنے سے ہم اس قسم کے اسراف کو نہایت کم کردینگے — اور یہہ شکایت بھی دور ہو جائیگی *

علاوہ ازیں جو امتیاز علی گڈہ کالج کو دوسرے کالجوں سے ہی اگرچہ اُس کے ظاہر کرنے کے لیئے طلباے کے خصایل و اعمال نہایت عمدۂ ذریعہ ہیں ' اور آپ مجھے معاف فرماوینگے اگر میں عرض کرنے کی جرأت کروں کہ ابتک طلباے مدرسۃالعلوم جہاں کہیں گئے ہیں اُنہوں نے اپنے کالج کی عظمت و شرف کا سکہ بٹھا دیا ہی - تاہم ضرورت اس امر کی متقاضی ہی کہ اس امتیازی حیثیت کو قوم اور ملک کے دل میں ذہن نشین کرنے کے لیئے ایک خاص لباس اختیار کیا جاے — جس لباس کی عزت و حرمت کی نگہداشت ہر ایک طالب علم کا فرض ہوگا *

اس تجویز کے فوائد کو مفصل بیان کرنے کی میں ضرورت نہیں سمجھتا — میری راے یہہ ہی کہ اس معاملہ پر ٹرسٹیان کو غور فرما کر کوئی فیصلہ جلد تر کرنا چاہیئے — اگرچہ میرے خیال میں اس کے مفید ہونے میں کوئی کلام نہیں — تاہم بنظر دور اندیشی بہتر ہوگا کہ ایک کمیٹی خاص اس مسئلہ پر غور کرنے کے لیئے قایم کی جاوے — جو بعد تحقیقات مفصل رپورٹ مندرجہ ذیل امور پر کرے *

۱ — کیا مدرسۃالعلوم مسلمانان علیگڈہ کے طلباے کے لیئے ایک خاص امتیازی لباس تجویز کرنا چاہیئے ؟ *

۲ — اگر اس کمیٹی کی راے میں ایسا لباس تجویز کرنا چاہیئے تو وہ لباس کیا ہوگا *

اس کمیٹی کے ممبر مندرجہ ذیل صاحبان ہونگے *

۱ - جناب مسٹر ماریسن صاحب پرنسپل *

۲ — پروفیسر ٹپنگ صاحب *

۳ — میر ولایت حسین صاحب *

۴ — صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب *

۵ — مولوی بہادر علی صاحب ایم - اے *

اس کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ ممبروں کی تعداد میں اضافہ کرے *

اس امر کو ظاہر کرنے کی شاید چنداں ضرورت نہیں ہوگی کہ لباس تجویز کرنے میں یہہ کمیٹی کم خرچ بالا نشین کے اصول کو مد نظر رکھیگی — اور نیز اس بارہ میں کالج کے اطفال سابق (Old Boys) و دیگر اہل الراے بزرگوں سے بذریعہ اخبارات یا خط و کتابت کمیٹی مذکور مشورہ کریگی *

اخیر میں جناب سے ملتجی ہوں کہ اس عریضہ کو ٹرسٹی صاحبان میں گشت کرادیں تاکہ اگر ممکن ہو تو جلسہ آیندہ جلسہ سالانہ یہہ مسئلہ ٹرسٹی صاحبان کے حضور میں فیصلہ کے لیئے پیش ہوسکے *

آپ کا خادم

تذہر احمد بی - اے - ایل ایل بی

پرسنل اسسٹنٹ مشیر مال ریاست جموں و کشمیر

و ٹرسٹی مدرسۃالعلوم مسلمانان علیگڈہ

جموں - ۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ع

سجل جمعیۃ أم القریٰ

یعنی

روئداد انجمن مکہ معظمہ

—

اجلاس اجلاس

مقام مکہ معظمہ ۲۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۶ ھجری

جو شخص گذشتہ قوموں کی تواریخ اور موجودہ قوموں کے حالات اور خیالات پر غور کرتا ھی اُسکو اس امر میں کسی قسم کا شک و شبہہ باقی نہیں رھتا کہ شرک کی وہ قسم جسکی ھم نے اوپر توضیح کی ھی انسان کے لیئے ایک سخت آفت ھی - اس دعوے کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیات محکمات سے بڑھکر اور کیا دلیل ھوسکتی ھی - خداوند تعالی نے فرمایا ھی " † ولئن سالتھم من خلق السموات و الارض لیقولن اللہ " اور نیز فرمایا ھی " ‡ منذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ " اور فرمایا ھی " بل ایاہ تدعون " اور نیز بصراحت فرمایا ھی " § ولاتدعو مع اللہ احدا " ان کے سوا اور بھی آیات بینات ھیں جن سے ثابت ھوتا ھی کہ انسان کی گمراھی کا باعث زیادہ تر وھی شرک ھی جو بعض وجوہ سے ھوتا ھی نہ کہ شرک مطلق اور انکار محض - کیونکہ انسانی عقل خواہ وہ تنزل اور پستی کے کسی درجہ پر پہونچ جاے تاھم وہ شرک مطلق کے مرتبہ کو نہیں پہونچ سکتی *

اسی بنا پر خدا کی عادت اور حکمت اُسکی مخلوقات میں اسیطرح جاری ھی کہ وہ پیغمبر مبعوث فرماتا ھی جو لوگوں کو شرک کی گمراھی سے بچاتے اور دنیوی و اُخروی شقاوت اور بدبختی کے گڑھے سے نکالتے اور خدا کی معرفت کی طرف جو اعلی ترین حکمت ھی رھنمائی کرتے ھیں تاکہ وہ اُس کو وحدہ لا شریک سمجھکر اُس کی عبادت کریں — اور اس طرحپر خدا کی حجت پوری ھوجاتی ھی — اور لوگ با اختیار اور اپنی آزادی کے مالک ھوجاتے ھیں جو ان کو جنات اور ارواح ' اجسام اور اوھام کی غلامی سے محفوظ رکھتی ھی - پس " لا الہ الا اللہ " پر ایمان لانے کا ثمرہ یہہ ھی کہ انسانی عقول اوھام وغیرہ کی قیود سے آزاد ھوجاتی ھیں اور " محمد رسول اللہ " پر یقین کرنے کا نتیجہ یہہ ھی کہ انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی سچی شریعت کے اتباع کرنے پر مجبور ھوتا ھی جو ھرایک مسلمان کو شرک کی طرف مائل ھونے سے روکتی اور دینی اور دنیوی سعادت و فلاح کی جامع ھی *

انسان پر خدا کی مار ھو وہ کسقدر سخت کافر اور جاھل ھی — وہ بغیر سخت کوششوں کے توحید کی طرف مائل نہیں ھوتا اور نہایت آسانی کے ساتھہ شرک کیطرف راغب ھوجاتا ھی اور وہ خدا کے سوا دوسری چیزوں میں ایک ایسی قدسی قوت کے وجود کا اعتقاد رکھنے لگتا ھی جو خوف و رجا کا باعث ھوسکتی ھی *

پس لوگ عام طور پر خدا کی یاد سے منحرف ھوکر اُن چیزوں کی یاد کی طرف رغبت کرتے ھیں جنکی نسبت ان کو یہہ گمان ھوتا ھی کہ وہ خدا کی خدائی میں شریک یا اُس کے ھم رتبہ ھیں - اس لیئے وہ ان کے سامنے گردن جھکاتے ' ان کی تعظیم و تکریم کرتے ' ان سے مدد چاھتے اور اپنی ضرورتیں اُن کی حضور میں پیش کرتے ' ان کی بھلائی کی اُمید کرتے اور ان کے غصہ سے ڈرتے ھیں — خداوند تعالی نے فرمایا ھی " † ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا " واضح ھو کہ خدا کا وعدہ سچا اور اُسکا حکم نافذ ھی پس یہہ امر بدیہی ھی کہ مشرکین کی معیشت سے اور کون سی معیشت زیادہ تنگ ھوسکتی ھی جن کی نسبت خدا نے یہہ فرمایا ھی کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ھیں اور نیز فرمایا ھی " ‡ ان الشرک لظلم عظیم " اور نیز فرمایا ھی " § ولایظلم ربک احداً " زید بن عمرو بن نفیل جو زمانہ جاھلیت کا حکیم ھی شرک سے گھبراکر کہتا ھی *

ارباواحدا ام الف رب * ادین اذا تقسمت الامور
ترکت اللات والعزی جمیعاً * کذلک یفعل الرجل البصیر

مشرکین اور موحدین کی اخلاقی زندگی کی ٹھیک مثال اگر کوئی شخص ذھن نشین کرنا چاھی تو اُسکو ان دونوں ملکوں کی حالت کا تصور کرنا چاھیئے : ایک ملک ایسا ھی کہ اُسکا بادشاہ نہایت حکیم اور دانشمند اور صاحب عظمت و جبروت ھی - اُسکا دروازہ ھر ایک داد خواہ کے لیئے ھر وقت کھلا ھوا ھی - تمام ملک میں ایک قانون نافذ ھی ' نہ اُسکے دربار میں کسیکی سعی سفارش چل سکتی ھی اور نہ اُسکے حکم میں کوئی شخص شریک ھوسکتا ھی - اور ایک دوسرا ملک ھی جسکا بادشاہ نہایت بزدل کمزور اور مغلوب ھی ' اُس نے اپنے مقربین اور اعوان و انصار کو بڑے بڑے مرتبے اور وسیع اختیارات دے رکھے ھیں — وہ جو چاھتے ھیں کرتے ھیں ' کوئی خاص قانون ملک میں نافذ نہیں ھی ' بادشاھی مقرب اپنے عزیزوں اور دوستوں اور پیروؤں میں سے جسکو چاھتے ھیں نہال کردیتے ھیں یا اُن کے مصائب اور تکلیفات دفع کردیتے ھیں - پس میں یہہ امر دریافت کرتا ھوں کہ کیا ان دونوں ملکوں کے باشندوں کی حالت یکساں ھوگی ؟ ھرگز نہیں ' سعادت اور خوش نصیبی اور شقاوت

† اے پیغمبر اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تو وہ ضرور یہی جواب دینگے کہ اللہ نے —

‡ کون ھی جو اس کے اذن کے بغیر اُس کی جناب میں کسی کی سفارش کرسکے —

§ تو خدا کے ساتھہ کسی اور کو مت پکار —

† جس نے ھماری یاد سے رو گردانی کی تو اُس کی زندگی ضیق میں گذریگی —

‡ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ھی —

§ تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا —

اور بدبختي هرگز نهيں برابر هوسکتيں - خداوند جلت عظمته اسبات کو هرگز پسند نهيں فرماتا که اُس کے ملک ميں کوئي اُسکا شريک هو

" ان الله لا يغفر ان يشرک به ويغفر مادون ذالک من يشاء و من يشرک بالله فقدضل ضلالاً مبيناً " *

جيسا که اُس نے قرآن مجيد ميں فرمايا هی — " بے شک الله اس جرم کو معاف کرنے والا نهيں هی که اُس کے ساتهه کسي کو شريک گردانا جاوے هاں اس کے سوا جو گناه هيں جس کو چاهے معاف کردے اور جس نے کسي کو خدا کا شريک گردانا تو اُس نے خدا پر طوفان باندها جو بهت بڑا گناه هی *

اس ميں شک نهيں که شرک سخت ترين فجور اور اعلیٰ درجه کي بد اعمالي هی اور خداوند تعالےٰ نے فرمايا هی که " † ان الفجار لفي جحيم " اور نيز فرمايا هی " ‡ و من يعمل سوءً يجزبه " جحيم اور جزا دونوں لفظ جو ان آيتوں ميں مذکور هيں وه صرف آخرت کے ساتهه مخصوص نهيں هيں بلکه وه دنيوي اور اُخروي دونوں عالموں کي زندگي کو شامل هيں *

اس کے بعد ميں يهه کهنا چاهتا هوں که اگر کوئي مسلمان اُس شرک کو معلوم کرنا چاهے جسکي توضيح خدا نے اپني کتاب ميں کي هی تو اُسکو چاهيئے که وه عربي زبان ميں جو قرآن مجيد کي زبان هی ان الفاظ کے مفهوم پر غور کرے - ايمان — اسلام — عبادة — توحيد — شرک — کيونکه خداوند تعالےٰ نے فرمايا هی " انا جعلناه قرانا عربيا " اور نيز فرمايا هی " § وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم فيضل الله من يشاء و يهدي من يشاء " پس جبکه کسي مسلمان کو ان الفاظ کا مفهوم معلوم هوجاوے اور وه اپنے پروردگار کے حکم کي تعميل کرنا چاهے که اُس کي مقررة حدود سے تجاوز نکرے تو اُس وقت يقيني طور پر اُس کو واضح هوجاويگا که اُس شرک سے خدا کي کيا مراد هی جسکو وه پسند نهيں کرتا اور جسميں واقع هونے کا پيغمبر عليه السلام کو هماري طرف سے خطره تها جيسا که آپ نے فرمايا هی که " سب سے زيادة خطرناک چيز جس ميں تمهارے مبتلا هونے کا مجهکو خوف هی وه شرک هی *

مذکورة بالا الفاظ کي تحقيق جو شخص کرنا چاهيگا اُس کو معلوم هوجاويگا که علماے لغت کا اس بات پر اجماع هی که لفظ ايمان کے معني قطعي تصديق کے هيں جس ميں مطلقا تردد اور تذبذب نه هو اور اسلام کے معني بدون اعتراض کے تسليم کرنا اور اطاعت بجا لانا اور لفظ عبادت کے معني عاجزي اور خشوع و خضوع هی اور لفظ توحيد کے معني کسي چيز کو ايک جاننا - يهه لفظ جب خدا کي طرف منسوب هوتا هی تو اس صورت ميں شريک اور نظير کي نفي مقصود هوتي هی اور اسي مادة ميں لفظ واحد واحد هی جو خدا کي صفتيں هيں جن کے معني يهه هی که وه ايسا منفرد هی جسکا نه کوئي شريک هی اور نه اُس کا کوئي نظير هی - لفظ شرک کا جو مادة هی اُس کے معني از روے لغت کے خلط هيں اور از روے استعمال خدا کے ساتهه شريک ٹهيرانے کے هيں - اور ايمان والوں کي اصطلاح ميں اس کے معني خدا کي ذات يا صفات يا اُس کے ملک ميں کسي کو شريک ٹهيرنے کے هيں *

اگر هم اُن لوگوں کے اعتقادات کو جن کو خداوند تعالےٰ نے قرآن مجيد ميں شرک کے ساتهه متصف فرمايا هی ان تينوں قسم کے شرک پر منطبق کر کے ديکهيں تو هم کو معلوم هوگا که حلول کا اعتقاد مظنه شرک سے خالي نهيں هی اور وه يهه هی که خداوند تعالےٰ بعض شخصوں کو اپني ذات ميں فنا کرليتا هی يا بعض اشخاص اُس کي ذات ميں فنا هوجاتے هيں جيسا که عيسائي لوگ حضرت عيسیٰ اور مريم عليهما السلام کي نسبت کهتے هيں يا جيسا که همارے صوفيوں کا قول هی جن کو وحدة الوجود ميں نهايت غلو هی — اس قسم کا شرک نهايت دقيق اور اُسکي تعريف کرنا مشکل هی — اسي وجه سے نصاریٰ اسکو حقيقة سري اور صوفي حقيقه ذوقي کهتے هيں (مرجی) *

شرک في الملک کا مظنه ان اعتقادات ميں پايا جاتا هی جن کي رو سے بعض مخلوق چيزيں بعض دنيوي معاملات کے انتظام کے ليئے مخصوص خيال کي جاتي هيں - جيسا که ملک الموت کي نسبت يهوديوں کا اعتقاد هی يا جيسا که بعض لوگوں کا اعتقاد هی که بعض چيزيں مخلوق ميں تصرف کرتي هيں *

شرک في الصفات اُس اعتقاد ميں پايا جاتا هی جس کي رو سے بعض مخلوق چيزيں ان سے صفات کمال کے ساتهه متصف سمجهي جاتي هيں جو واجب الوجود جلت عظمة کے سوا کسي اور کے ليئے سزاوار نهيں هيں — شرک کي يهه قسم پهلے دونوں کي نسبت زيادة تر شايع هی — اس کے تين سبب هيں : *

اول يهه که سواے احديت اور خالقيت وغيرة کے جو خدا کے ساتهه مخصوص هيں باقي تمام صفات خالق اور مخلوق ميں مشترک هيں - علماے راسخين کے سوا عام لوگوں کو ان مراتب ميں تميز کرنا جو خداوند تعالےٰ اور مخلوقات کے ساتهه مخصوص هيں سخت مشکل هی *

دوم يهه که آسماني شريعتوں نے اس بات کي تصريح کي هی که خداوند تعالےٰ نے بعض امور فرشتوں کو تفويض فرمائے اور نيز وه اپنے بعض مقرب بندوں کي دعا قبول فرماتا هی اور قيامت کے دن شفاعت قبول کرنے کا وعده فرماتا هی — پس جاهلوں کو ان باتوں اور تصرف ميں فرق کرنا دشوار هوا *

سوم يهه که انسان کے ليئے يهه ايک طبعي بات هی که وه تعظيم ميں حد مناسب سے تجاوز کرکے اغراق اور غلو کے درجه کو پهونچا ديتا هی -

† بے شک بدکار لوگ دوزخ ميں هونگے —

‡ اور جو شخص گناه کا مرتکب هوگا وه اُس کي سزا پائيگا -

§ اور جب کبهي هم نے کوئي پيغمبر بهيجا تو اُس کو اُسي کي قومي زبان ميں بات چيت کرتا هوا بهيجا تاکه وه ان کو اچهي طرح سمجها سکے اس پر بهي خدا جس کو چاهتا هی گمراه کرتا هی اور جس کو چاهتا هی هدايت ديتا هی -

اسي وجه سے اولوالعزم پیغمبروں اور رسولوں نے لوگوں کو اپنے بزرگوں کي تعظیم و تکریم کو حد اعتدال پر قایم رکھنے اور بعض اعلی صفات میں ان کو خدا کے مرتبه کے قریب پہونچانے سے روکنے میں سخت کوششیں کي هیں — اور مظنات شرک خفي سے ڈرایا هی *

سب جانتے هیں که همارے پیغمبر صلی الله علیه و سلم نے لوگوں کو صرف توحید کي طرف دعوت دینے میں دس برس تک سخت تکلیفات اور مصائب برداشت کیئے هیں اور اپني اُمت کا نام " موحدین " رکھا هی اور خداوند تعالی نے قرآن مجید کا ایک چوتھائي حصه توحید کے بیان میں نازل فرمایا هی - اور اسلام کي بنیاد کلمه " لا اله الا الله " پر رکھي گئي هی اور یهي افضل الذکر قرار دیا گیا هی — اس میں یهه حکمت هی که ایک مسلمان خواه اُس کا ایمان کیسا هي مستحکم هو مگر تاهم اُس کو اپنے خیال سے نفي شرک کي احتیاج دائمي اور استمراري طور پر باقي رهتي هی — کیونکه انسان طبعي طور پر شرک کي طرف سخت میلان رکهتا هی (مرحی) یهه کچهه مسلمانوں هي کے ساتهه مخصوص نهیں هی — بلکه پهلي قوموں کي بهي یهي حالت رهي هی که جس وقت رسولوں نے ان سے مفارقت کي تو وه فوراً شرک میں مبتلا هوگئیں — حضرت موسی علیه السلام صرف ۴۰ راتوں تک اپني قوم سے علحده رهے اُس نے گوساله بنایا اور اُس کي پرستش کرنے لگي *

اگر هم اُس شرک کي نسبت غور کریں جس کو قرآن مجید نے شرک قرار دیا هی تاکه هم اُس سے محفوظ رهیں تو هم کو معلوم هوتا هی که خداوند تعالے نے یهود و نصاری کي نسبت فرمایا هی " † اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله " حالانکه یهود و نصاری کے عالموں اور مشایخ میں کوئي شخص ایسا نهیں هوا هی جس نے خدا کے ساتهه مماثلت اور مشابهت کا دعوی کیا هو یا اپنے آپ کو پیدا کرنے اور مارنے اور جلانے میں خدا کا شریک ٹهیرایا هو - عام مسلمانوں کے نزدیک ربوبیت کا انحصار انهیں باتوں پر هی اور یهي ان کو شرک کے رواج دینے والوں نے تلقین کي هی　اصل یهه هی که احبار اور رهبان نے صرف تشریع میں اپنے آپ کو خدا کا شریک ٹهیرایا تها- وه کهتے تهے که فلاں چیز حلال اور فلاں حرام هی　اور اُن کے پیرو اِن احکام کو قبول کرتے تهے اِس لیئے خدا نے اُن کي نسبت فرمایا که اُنهوں نے اپنے عالموں اور مشایخ کو خدا بنا لیا هی *

هم کو یهه بهي معلوم هوتا هی که خداوند تعالی نے قریش کو مشرک فرمایا هی حالانکه اُن کي نسبت یهه بهي فرمایا هی که " اگر تم اِن سے پوچهو که آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وه ضرور یهي جواب دینگے که خدا نے " یعني وه خالقیت کو خدا هي کے ساتهه مخصوص خیال کرتے هیں- اور بتوں کے ساتهه اُنکے توسل پکڑنے کو عبادت کے لفظ سے تعبیر کیا هی چنانچه ان کا یهه قول نقل کیا هی " ‡ مانعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی " — حالانکه اکثر مسلمان یهه خیال کرتے هیں که توسل کا یهه درجه عبادت نهیں هی اور نه شرک میں داخل هی — اور جن چیزوں سے وه وسیله پکڑتے هیں ان کو واسطه کهتے هیں- اُن کا قول هی که عبد اور معبود کے درمیان کوئي واسطه هونا ضروري هی " اور واسطه کا کسي طرح انکار نهیں هوسکتا " *

اس سے صاف معلوم هوتا هی که مشرکین قریش اپنے بتوں کي عبادت نهیں کرتے تهے اور نه اُن کو خالق اور رازق خیال کرتے تهے بلکه وه اُن کي تعظیم و تکریم کرتے اور اُن کے سامنے سجده کرتے اور اُن کے آگے اپني قربانیاں ذبح کرتے اور اُن کي نذریں مانتے تهے -اور یهه صرف اِس خیال سے که وه گذشته زمانه کے بزرگوں کي تصویریں هیں جو خدا کے مقرب اور اُس کي درگاه میں شفیع هیں— وه اِس تعظیم و تکریم کو پسند کرتے هیں اور مریضوں کو شفا دیتے اور فقیروں کو دولتمند بناتے هیں— لیکن اگر اُن کي تعظیم میں کمي کي جاتي هی تو وه ناراض هوجاتے هیں اور اِن کے مال و اولاد کو نقصان پهونچاتے هیں *

هم کو معلوم هوتا هی که خدا نے قرآن مجید میں فرمایا هی "† ولاتدعوا مع الله احدا " اور نیز فرمایا هی "‡ بل ایاه تدعون فیکشف ما تدعون" اور نیز فرمایا هی "§ ایاک نعبد و ایاک نستعین " اِس قسم کي آیات بینات سے قریش کے یهه اعمال شرک قرار دیئے گئے هیں حتی که انحضرت صلی الله علیه وسلم نے تصریح فرمائي هی که " جس نے خدا کے سوا کسي اور کي قسم کهائي تو اُس نے کفر اور شرک کیا " *

اب هم اس امر پر غور کرتے هیں که یهه یا ایسے اعمال جو صورت اور حکم میں ان کے ساتهه مشابهت رکهتے هوں اسلام میں شایع هیں یا نهیں ؟ - جو شخص الهي اُمور میں کسي کي ملامت کي پرواه نهیں کرتے وه بالضرور اس امر کي تصریح کرینگے که جزیره عرب کے سوا دیگر ممالک کے جمهور مسلمانوں کي حالت بهمه وجوه مشرکین کي حالت کے مشابهه هی - اور جو پچهلي قوموں کے مذاهب کي نوبت هوئي تهي وه هي اسلام کي هوگئي هی — مسلمانوں کے بعض گروهوں نے بتوں کے عوض قبروں کو اختیار کیا هی - ان پر عالیشان مسجدیں اور عمارتوں تعمیر کي هیں — اور دروازوں پر خوشنما پردے ڈالے گئے هیں— ان میں روشني کي جاتي هی — لوگ قبر کو سجده کرتے اور اُس کے گرد طواف کرتے اور چوکهٹ کو چومتے هیں اور مصائب کے وقت اِن قبروں کے باشندوں کو پکارتے اور اِن کے نزدیک قربانیاں ذبح کرتے اور بجاے الله کے نام کے اِن پر پیروں کا نام پکارتے اور اِن کي نذریں مانتے اور اُن کي زیارت کے لیئے دور دراز سے سفر کرکے آتے هیں اور اِن کے باشندوں کے ساتهه اپني دلي اُمیدیں وابسته کرتے هیں اور اُن کے ذکر کو باعث نزول رحمت

† اُنهوں نے خدا کے سوا اپنے عالموں اور مشایخ کو خدا بنالیا هی-

‡ هم ان کي عبادت صرف اسي لیئے کرتے هیں که ان کے ذریعه سے خدا کي جناب میں هم کو تقرب حاصل هو-

† خدا کے ساتهه تو کسي کو مت پکار —

‡ بلکه تم صرف اُسي کو پکارتے هو اور وهي تمهاري کلفت دور کرتا هی-

§ هم تیري هي عبادت کرتے هیں اور تجهه هي سے مدد مانگتے هیں-

خیال کرتے ھیں اور نہایت عجزوالحاح اور خشوع و خضوع کے ساتھہ ان سے دعا کرتے ھیں کہ وہ خدا کے یہاں ان کی دعائیں اور مرادیں پہونچادیں اور ان کے قبول ھونے کی کوشش کریں — یہہ تمام باتیں عبادت غیر اللہ کے ذیل میں داخل ھیں *

مسلمانوں کے بعض گروھوں نے تصویر دار تختیوں کے بجاے جو نصاری میں استعمال کی جاتی ھیں ایسی تختیاں اختیار کی ھیں جن میں ان کے بزرگوں کے نام لکھے ھوتے ھیں تاکہ ان کی یاد ھر وقت تازہ رھے — ایسی تختیاں مسجدوں † اور گھروں میں بطور تبرک کے دیواروں پر آویزاں کی جاتی ھیں- ان کے عنوان پر اس قسم کے نام لکھے ھوتے ھیں یا علی ' یا شاذلی ' یا دسقی یا رفاعی ' یا بہاءالدین نقش بندی ' یا جلالالدین رومی ' یا بشکطاش ولی ' یا خواجہ ھند الولی *

مسلمانوں میں بعض گروہ ایسے ھیں جو خدا کی عبادت اور اُس کے ذکر کے لیئے جمع ھوتے ھیں اور اثناء ذکر میں ایسی مدحیہ نظمیں پڑھی جاتی ھیں جو شعراے متاخرین کی جودت طبع کا نتیجہ ھوتی ھیں — ان نظموں میں ادنی بات یہہ ھی کہ تعریف میں مبالغہ سے کام لیا جاتا ھی جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ممانعت فرمائی ھی حتی کہ خاص اپنی نسبت بھی - چنانچہ فرمایا ھی " تم میری حد سے زیادہ تعریف نکیجیو جیسی یہود نصاری اپنے پیغمبروں کی کرتے ھیں " علاوہ ازیں اِس قسم کے ذکر کے جلسوں میں مشایخ کے مقامات بڑے شد و مد سے بیان کیئے جاتے ھیں اور ایسے لفظوں میں اُن سے مدد مانگی جاتی ھی اگر مشرکین قریش کو بھی اُن کے سننے کا اتفاق ھوتا تو وہ ضرور اِن موحد مسلمانوں کی تکفیر کرتے - کیونکہ مشرکین قریش کا سب سے زیادہ بلیغ تلبیہ یہہ ھی " لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک غیر شریک واحد تملکہ وما ملک " یہ تلبیہ شیوخ کے مقامات سے بلحاظ شرک کے نہایت خفیف ھی جو بلند آواز کے ساتھہ درد ناک لہجہ میں پڑھے جاتے ھیں جیسے :

عبدالقدر یا جیلانی	*	یا ذا الفضل والاحسان
صوت في خطاب شدید	*	من احسانک لا تنساني

اور جیسے :—

الا ھم یار فاعي لے	*	انا المحسوب انا المنسوب
رفاعي لا تضیعي	*	انا المحسوب انا المنسوب

اور اس قسم کی بے شمار باتیں ھیں جن کی نسبت کسی شخص کو بھی شبہہ نہیں ھو سکتا کہ وہ صریح شرک ھیں جس سے مذھب اسلام انکار کرتا ھی *

(باقي آیندہ)

† اس لفظ پر راقم مضمون نے حاشیہ دیا ھی اور لکھا ھی کہ قسطنطنیہ اور بلاد ترک کی اکثر جامع مسجدوں کی یہی حالت ھی اسپر ایڈیٹر المنار نے یہہ اضافہ کیا ھی کہ اکثر اسلامی ممالک کی یہی حالت ھی (مترجم) —

ندوۃ العلما

آج ھم ایک آرٹیکل نوشتہ محمد موسی خاں صاحب بابت ندوۃالعلما اپنے اخبار میں شایع کرتے ھیں — اگر ایڈیٹر کا مضامین غیر سے متفق ھونا لازمی ھوتا تو ھمکو اِس مضمون کے شایع کرنے کی غالبا عزت حاصل نہوتی کیونکہ ھماری راے میں معزز کارسپانڈنٹ کو ندوہ کی طرف سے اھم معاملات میں غلط فہمیاں ھیں اور اسی وجہ سے جو نتایج اخذ کیئے گئے ھیں وہ بھی ھماری راے میں ناقص ھیں — ھمارے کارسپانڈنٹ نے تحریر کیا ھی کہ اُن کو اُس ایڈریس کے مطالعہ کا موقع نہیں ملا جو ندوۃالعلما کی جانب سے نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کی حضور میں پیش کیا گیا تھا — چونکہ راے قایم کرنے کے لیئے اِس ایڈریس کا مطالعہ ضروری تھا اگر اُس کے مطالعہ تک ھمارے کارسپانڈنٹ صاحب اظہار راے ملتوی فرماتے تو زیادہ مناسب ھوتا - ھمکو اِس مضمون سے خاص دلچسپی ھی مگر بعض وجوھات سے جو کچھہ ھمکو ایڈریس اور اُس کے جواب کی بابت لکھنا ھی ھم نے اُس کو فی الحال ملتوی رکھا ھی - تاھم یہہ لکھنا ضروری ھی کہ ندوہ کے مقاصد کی بابت فی زمانہ بعض صریح غلط فہمیاں ھو رھی ھیں کہ جن کو رفع کرنا ندوہ کے مقاصد کے واسطے نہ صرف مفید بلکہ ضروری ھی — مثلا یہہ خیال صحیح نہیں ھی کہ ندوہ کا مقصد صرف تعلیم و تربیت ھی وہ بھی اُس قسم کی کہ جیسی مدرسۃالعلوم علیگڈھ میں دی جاتی ھی - در اصل ندوہ کا مقصد یہہ ھی کہ وہ ایک گروہ علما کا طیار کرے اور وہ گروہ انگریزی داں بھی ھو — یہہ بحث درسی ھی کہ آیا حصول مقصد کے سامان ندوۃ العلما کے دارالعلوم میں مہیا ھیں یا نہیں — یہہ بحث بھی جدا گانہ ھی کہ آیا جو علماء اِس دارالعلوم سے طیار ھوکر نکلینگے اُن میں تعلیم یافتہ گروہ پر اثر ڈالنے کی کس حدتک غالبا قابلیت ھوگی - علی ھذا یہہ امر بھی قابل غور ھی کہ آیا مدرسۃالعلوم کے ذریعہ سے بعد چند ضروری انتظامات کے مقصد مذکور بالا بہتر طریقہ پر حاصل ھوسکتا ھی یا نہیں - اِس قسم کے متعدد اُمور ھیں کہ جنپر ھم آیندہ مفصل بحث کرینگے مگر یہہ ھم اس وقت بھی کہنا چاھتے ھیں کہ ندوہ کے مقاصد کی طرف سے کوئی غلط فہمی نہ ھونا چاھیئے - ھمارے کارسپانڈنٹ نے یہہ راے ظاھر کی ھی کہ ندوۃ العلماء کو ایسا گروہ طیار کرنا چاھیئے جو " دھریت ' بے دینی " وغیرہ کو جو فلسفہ جدید کی وجہ سے پھیلتی جاتی ھی اُس کا انسداد کرسکے - یہہ مسئلہ خود بحث طلب ھی کہ ضعف عقاید کے معاملہ میں جدید فلسفہ کو کسقدر دخل ھی - کیونکہ ھمکو اِس بابت واقفیت کے خاص مواقع حاصل ھیں تاھم ھم ایسے بہت کم صاحبوں سے واقفیت رکھتے ھیں کہ جن پر جدید علوم کا کوئی ایسا زبردست اثر پڑا ھو کہ محض اس اثر کی وجہ سے اُن کے عقاید میں خلل واقع ھوا ھو - اگر یہہ فرض بھی کرلیا جاے کہ جدید فلسفہ کی وجہ سے عقاید میں خلل واقع ھو رھا ھی تو ندوۃ العلما کے پاس یہہ جواب موجود ھی کہ وہ اِس سے زیادہ کیا کرسکتے ھیں کہ ایک مدرسہ خاص اُسی قسم کے علماء کو طیار کرنے کے واسطے قایم کریں جس قسم کے کہ مطلوب ھیں- اپنے مضمون

کے خاتمہ پر ہمارے کارسپانڈنٹ نے تحریر کیا ہی کہ سر سید احمد نے کسی موقع پر ندوۃ العلماء کا جوش و خروش سے خیر مقدم کیا تھا — ہمکو اِس جوش و خروش اور خیر مقدم کی بابت مطلق واقفیت نہیں ہی اور نہ دریافت کرنے سے اس کی تصدیق ہوتی ہی - قطع نظر اِس کے کیا یہہ ممکن نہیں ہی کہ کسی معاملہ کی نوعیت اور اُس کے متعلقات میں عقب سے اسقدر تبدیلی واقع ہو جاے کہ سر سید احمد کی راے جو ابتدا قایم کی گئی تھی بحالت موجود واجب التعمیل نہ رہی - بہر کیف ہماری یہہ خواہش ہی کہ اِس معاملہ پر خالی از ذہن ہوکر غور کیا جاے اور ہم بھی اپنی حیثیت کے موافق اِس مقصد کے حصول میں وقتاً فوقتاً کوشش کرنے سے دریغ نکرینگے *

پراگرام

کارروائی محمڈن اینگلو اورینٹل ایجوکیشنل کانفرنس دہلی

منظور کردہ سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی علیگڈھ منعقدہ ۲۷ نومبر سنہ ۱۹۰۲ ع

کانفرنس کے اجلاس دو قسم کے ہونگے — ایک عام - دوسرے خاص - عام اجلاسوں میں تمام ممبر اور وزیٹر اور مہمان جنکو خاص دعوت دیگئی ہو شریک ہونگے اور اُنمیں وہ کارروائی ہوگی جو عام اجلاسوں میں ہوا کرتی ہی - مثلاً رزولیوشنوں کا پیش ہونا - لکچروں کا دیا جانا - خاص خاص نظموں کا سنانا — اور خاص اجلاسوں میں کانفرنس کی اُن سب کمیٹیوں کی کارروائی پیش ہوگی جو خاص خاص کاموں کے لیئے مقرر کی گئی ہیں — ان خاص اجلاسوں میں وہ ممبر شریک ہونگے جن کو اس خاص کام سے دلچسپی ہی اور اس میں وہ رپورٹیں پیش کی جاوینگی جو اُس کے متعلق ہونگی ' اور وہ تدبیریں سوچی جاوینگی جن سے وہ خاص کام اچھی طرح پر انجام پاویں *

عام اجلاسوں کے لیئے پانچ دن اور خاص اجلاسوں کے لیئے تین دن تجویز کیئے گئے ہیں — ہر روز ایک اجلاس ہوا کریگا جو دس بجے دن سے شروع اور ڈیڑہ بجے دن کے ختم ہوگا *

عام اجلاس

پہلا اجلاس ۲۷ دسمبر روز شنبہ کو ہوگا — سب سے اول ریسپشن کمیٹی کی طرف سے معزز مہمانوں اور ممبروں کا خیر مقدم کیا جاوے گا اُس کے بعد پریسیڈنٹ کے انتخاب کی باضابطہ تحریک ہوگی - اس کے بعد پریسیڈنٹ عالیجناب ہز ہائنس آغا خاں کرسی صدارت پر رونق افروز ہونگے اور افتتاحی ایڈریس دینگے — ایڈریس ختم ہونے پر آنریری سکرٹری سال گذشتہ کی رپورٹ پیش کرینگے اور جس کسی ممبر کو اُس کی نسبت کچھہ ریمارک کرنا ہوگا وہ ریمارک کریگا *

دوسرا اجلاس ۲۸ دسمبر روز یکشنبہ کو ہوگا اس میں رزولیوشن پیش ہونگے *

۲۹ اور ۳۰ دسمبر کو بوجہ دربار اور افتتاح نمایش کے کچھہ کام نہوگا *

تیسرا اجلاس ۳۱ دسمبر روز چہار شنبہ کو ہوگا — اس میں بھی رزولیوشن پیش ہونگے *

چوتھا اجلاس ۳ جنوری سنہ ۱۹۰۳ ع روز شنبہ کو ہوگا - اس میں علاوہ رزولیوشنوں کے لکچر بھی ہونگے *

پانچواں اجلاس ۴ جنوری سنہ ۱۹۰۳ ع روز یکشنبہ کو ہوگا اس میں نظم پڑھی جاوینگی اور لکچر ہونگے *

اجلاس خاص

پہلا اجلاس ۲ جنوری سنہ ۱۹۰۳ ع روز جمعہ کو ہوگا اس میں سینسس سیکشن یعنی تعلیمی مردم شماری مسلمانان کی نقشہ جات پر غور ہوگا اور اُس کے متعلق کارروائی ہوگی — اور جہاں جہاں مردم شماری تعلیمی ہوئی ہی اُس کی رپورٹ پیش ہوگی *

دوسرا اجلاس ۵ جنوری سنہ ۱۹۰۳ع روز دوشنبہ کو ہوگا اس میں اُس سیکشن کی کارروائی پیش ہوگی جو متعلق قایم کرنے برانچ اسکولوں کے ہی *

تیسرا اجلاس ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۳ع روز چہار شنبہ کو ہوگا اس میں سیکشن متعلق تعلیم نسواں کے و نیز سیکشن متعلق عام معاملات تعلیمی کی کارروائی پیش ہوگی *

دو جلسہ رات کو بھی ہونگے ایک شب پنی ریڈنگ کا جلسہ اور ایک شب کنور سیزیون (Conversazione) یعنی باہمی ملاقات و مکالمہ کا جلسہ ہوگا — (ان جلسوں کی تاریخیں بعد کو مقرر کی جاوینگی) *

دستخط محسن الملک
آنریری سکرٹری
سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی

واقعات اور رائیں

ہم کو معلوم ہوا ہی کہ ایجوکیشنل کانفرنس کی کمیٹی نے اکثر رئیسوں اور حاکموں اور اُن معزز لوگوں کو کانفرنس میں شریک ہونے کی دعوت دی ہی جو دربار دہلی میں آنے والے ہیں ' اور ہم اس بات کے سننے سے خوش ہیں کہ ہز آنر جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ و ہز اکسلنسی گورنر بہادر مدراس اور آنریبل سر ڈیوڈ بار رزیڈنٹ حیدرآباد و آنریبل کرنل رابرٹسن رزیڈنٹ میسور و ایجنٹ گورنر جنرل

راجپوتانہ و رزیڈنٹ بڑودہ اور ہزھائینس نواب صاحب مرشدآباد اور ہز ھائینس نواب صاحب بہاول پور و ہزھائینس نواب صاحب مالیر کوٹلہ و نواب صاحب والي ریاست لوھارو اور دیگر معزز صاحبوں نے دعوت قبول کي ھی اور ھم اُمید کرتے ھیں کہ دیگر والیان ریاست اور حکام بھي کانفرنس کي دعوت قبول فرماوینگے *

——— : ** : ———

ھم نے اپنے گذشتہ پرچے میں روبي فنڈ کا کسیقدر تفصیل کے ساتھہ ذکر کیا تھا - ھم کو نہایت خوشي ھی کہ اس معاملہ میں سرگرمي کے ساتھہ کارروائي ھو رھي ھی جس سے معلوم ھوتا ھی کہ جناب میر جعفر حسین صاحب نے مستقل ارادہ کامیابي حاصل کرنیکا کرلیا ھی - چونکہ ارادہ اور اُس کے ساتھہ کوشش یہہ پہلا ذریعہ کامیابي کا ھی ' لہذا ھمکو پوري توقع ھی کہ اِن کوششوں کا نتیجہ حسب دلخواہ ھوگا - میر جعفر حسین صاحب نے ھمکو اطلاع دي ھی کہ ۱۸ دسمبر کے بعد ۱۰ جنوري تک اُن کا دفتر بمقام دھلي کانفرنس کمپ میں ھوگا پس اِس زمانہ میں اس پتہ سے مراسلت کیجائے اور جو ھمدردان قوم اِس کام میں مدد دینا چاھیں وہ میر جعفر حسین صاحب سے کانفرنس کیمپ میں ملاقات کریں *

— —

میرٹھہ توزن میں دو قصبات ایسے ھیں جنکو تجارت کي وجہ سے روز افزوں ترقي ھی یعني ھاتھرس اور خورجہ - منجملہ ان کے خورجہ ریلوي اسٹیشن سے تقریباً چار میل پر واقع ھی — گو یہہ فاصلہ زیادہ نہیں ھی تاھم اُس کي وجہ سے تکلیف ضرور ھوتي ھی — عرصہ ھوا کہ ایسٹ انڈیا ریلوے نے یہہ تجویز کیا تھا کہ ایک شاخ خورجہ سے گڑہ مکتیسر تک بنائي جاے مگر بعد تحقیقات گورنمنٹ نے اِس تجویز کو نامنظور کیا — اب اِس معاملہ میں از سرِنو غور کیا گیا اور بالاخر یہہ فیصلہ ھوا ھی کہ ایک شاخ خورجہ سے قصبہ ھاپڑ تک بنائي جاے - یہہ شاخ ۳۷ میل کي ھوگي اور تخمیناً ۲۰ لاکھہ روپیہ اس کي طیاري میں صرف ھوگا — یہہ ریل بلند شہر بھي جائیگي اور خیال کیا جاتا ھی کہ اسٹیشن دونوں مقامات پر آبادي سے متصل بنائي جائینگي — آیندہ یہہ ریل ھاپڑ سے میرٹھہ تک جائیگي اور اس کے ذریعہ سے خورجہ اور میرٹھہ کا سفر بلا غازي آباد گئے ھوئے ھوسکیگا *

———

بتاریخ ۴ دسمبر شاھزادہ ڈیوک آف کنٹ اور بیگم صاحبہ بمقام قاھرہ رونق افروز ھوئے - اسٹیشن پر خدیو مصر اور وزراء بطور استقبال شاھزادہ صاحب سے ملے اور بعد ازاں شاھزادہ صاحب و بیگم صاحبہ بھمراھي خدیو محل عابدین کو جہاں وہ فروکش ھوں تشریف لیگئے - مسٹر چیمبرلین اور مسز چیمبرلین بھي اُس روز وھیں تشریف رکھتے تھے اور سب صاحبوں نے بوقت شب لارڈ کرامر کے ساتھہ کھانا تناول فرمایا - مسٹر چیمبرلین اُسي روز روانہ ھوگئے مگر شاھزادہ صاحب معہ خدیو مصر بتاریخ ۸ دسمبر بمقام لکسر تشریف لیگئے *

———

یہہ خیال کیا جاتا ھی کہ اکثر والیان ملک بتاریخ ۲۵ دسمبر بمقام دھلي تشریف لائینگے اور چونکہ وہ کرسمس دے ھوگا لہذا استقبال یا سلامي نہ ھوسکیگي *

———

پولیس کمیشن بتاریخ ۸ دسمبر بنارس سے الہآباد آیا اور ممبر صاحبان حضور لفٹننٹ گورنر کے مہمان ھیں شہادت کا خلاصہ اسي تحت میں چھاپا جاتا ھی *

———

الہآباد میں پولیس کمیشن کے روبرو مندرجہ ذیل صاحبان نے بتاریخ ۹ دسمبر کو اظہار دیا - مسٹر دیوس بیرسٹر - مسٹر جان ھوپ سمسن جائنٹ سکرٹري بورڈ آف رونیو - پنڈت سندر لال وکیل — پنڈت راما شنکر کلکٹر و مجسٹریٹ فتحپور — اور مسٹر الفرڈ نندي بیرسٹر گورکھپور — مسٹر دیوس کے اظہار کا خلاصہ یہہ ھی کہ پبلک کو صرف یورپین افسروں پر اطمینان ھی — اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے نیچے جس قدر عہدہ ھیں سب میں رفارم کي ضرورت ھی - بہتر قسم کے آدمي ملازم رکھے جائیں اور تنخواہ بھي زیادہ دیجائے اعلی عہدے ھندوستانیوں کو نہ ملنے چاھیئیں - مکھیا کي بجاے خود زمینداروں کو پولیس کے معاملات میں ذمہ دار بنایا جاے *

مسٹر سمسن صاحب نے بیان کیا کہ پولس کو لوگ ناپسند ضرور کرتے ھیں - نہ پولیس کے اھلکار خود صداقت پسند ھوتے ھیں نہ رعایا جس سے سابقہ پڑتا ھی صداقت پسند ھی - نہ کوئي پبلک اوپینین ھی جس سے اصلیت کے دریافت میں پولیس کو مدد ملے — اس کے علاوہ مندرجہ ذیل وجوہ سے بھي پولیس سے لوگ ناخوش ھیں *

(۱) تمام رعایا در اصل اندروني طور پر پولیس کے خلاف ھی *

(۲) اھلکاران پولیس اخلاقي لحاظ سے اُس درجہ کے نہیں ھوتے کہ جتنے اُن کے اختیارات وسیع ھیں *

(۳) اِس میں پولیس کا ذاتي اور نہ سرکاري کام کے لحاظ سے نفع ھی کہ لوگ اُن سے خایف رھیں *

مسٹر سمسن نے بیان کیا کہ کل رفارم کا دار مدار اسبات پر ھی کہ اعلی افسر لایق ھوں جو اپني عقل سے کام کریں نہ کہ ماتحتوں کے بھروسہ پر اور یہہ بھي کہا کہ ھندوستانیوں کو اعلی عہدہ نہ ملنے چاھیئیں *

پنڈت سندر لال نے بیان کیا کہ پولس کي بدنامي کي وجہ لالچ هي تاهم جس قدر اب امن هی کسي زمانہ میں نہیں تھا — تعلیم یافتہ هندوستانیوں کي وجہ سے دیگر صیغوں کي حالت بہت کچھہ بہتر هوگئي هی — پولس میں صرف دو تعلیم یافتہ هندوستاني اب تک داخل هوئے هیں - تعلیم یافتہ اور شریف هندوستانیوں کو پولیس میں لیا جاے - چند عہدہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹي کے اُن کے واسطے مخصوص کیئے جائیں *

مستر نندي نے جو تحریري راے دي اُس سے معلوم هوتا هی کہ وہ کے رفارم معاملہ میں مایوس هیں اس کو خود بھي مستر نندي نے تسلیم کیا — اُن کي راے میں پولیس کا افسر کلکٹر هونا چاهیئے مگر مقدمات کا کام کلکٹر سے علحدہ کرلیا جاے *

حضور وبسراے بتاریخ ۶ دسمبر کلکتہ رونق افروز هوئے — اس مرتبہ صرف ۱۲ یوم تک کلکتہ قیام کیا جائیگا بعد ازاں دهرہ دون تشریف لائینگے اور تا رونق افروزي دهلي وهیں تشریف رکھینگے بعد دربار حضور ممدوح لکھنو اور نیز بمقام گیا تشریف لے جاوینگے *

بیان کیا جاتا هی کہ امیر حبیب اللہ خاں نے مبلغ سولہ هزار روپیہ سالانہ ملاں نجم‌الدین کو اس غرض سے دینا منظور کیا هی کہ دیگر ملاں لوگوں کو مناسب حصص میں تقسیم کیا جاے تاکہ وہ لوگ خیر خواہ سلطنت کابل رهیں *

بتاریخ ۶ دسمبر پایونیر میں مفصل حالات اُس افسوس ناک قتل کے شائع هوئے هیں جو بدایوں کے ایک معزز خاندان میں ۷ ستمبر کو هوا تھا — مسماۃ بي جان مقتولہ ابوذر عرف رضي کي بیوي تھي اور بعد تحقیقات ابتدائي مجسٹریت ضلع نے یہہ راے قرار دي کہ خود شوهر اور اُس کي سوتیلي ماں اور اُس ماں کي همشیر اس قتل میں شریک تھے — قتل کے سترہ روز کے بعد نعش قبر سے بحکم مجسٹریت نکلوائي گئي اور ملاحظہ ڈاکٹري کرایا گیا - باوجود امتداد مدت نعش نہایت عمدہ حالت میں پائي گئي — اگر ایسا نہ هوتا تو ثبوت دشوار تھا — ڈاکٹر نے شہادت دي هی کہ مردہ کي گردن پر ایسا نشان موجود تھا کہ جس سے معلوم هوتا تھا کہ گلا بذریعہ کسي رسي کے گھونٹا گیا - اور ایک خادمہ نے شہادت دي کہ اُس نے تینوں ملزموں کو ارتکاب جرم کرتے دیکھا — یہہ بھي بیان کیا جاتا هی کہ زهر بھي دیا تھا مگر ممتحن کیمیائي کي رپورٹ سے زهر خوراني ثابت نہیں هوئي — مقتولہ کي نسبت بیان کیا جاتا هی کہ نہایت نیک چلن اور پرهیزگار تھي مگر ملزموں کے باهمي تعلقات مشتبہ قسم کے پائے گئے — انهي تعلقات کي وجہ سے اور نیز اس وجہ سے کہ مقتولہ سنت جماعت تھي اور شوهر شیعہ هی آپس میں نفاق رهتا تھا — چونکہ مقدمہ سشن میں زیر تجویز هی صرف وہ واقعات اختصار کے ساتھہ بیان کیئے گئے جو مجسٹریت ضلع نے اپني تجویز میں تحریر کیئے هیں — قاتل بي - اے پاس هی اور مولوي دولت علي وکیل بدایوں کا فرزند هی *

جو حضرات کرکٹ سے دلچسپي رکھتے هیں اُن کو معلوم هوگا کہ ولایت سے جو ایک کرکٹ ٹیم موسوم بہ آکسفورڈ اتھلٹکس آیا هی اور جو بماہ جنوري علیگڈھ میں بھي کھیلنے والا هی اُس کو اس وقت تک مسلسل ناکامیابیاں هو رهي هیں — تاهم همکو خوشي هی کہ همارا کرکٹ الیون اس معزز ٹیم سے مقابلہ کرنے کے واسطے طیاري کر رها هی - ۱۲ و ۱۳ دسمبر کو ایک اعلی درجہ کا میچ درمیان همارے الیون اور اجمیر الیون کے علیگڈھ میں هوگا — اجمیر الیون بھي اول درجہ کا ٹیم خیال کیا جاتا هی *

دو مہینے کا عرصہ هوا کہ امیر کابل کا طلبیدہ جو سامان جنگ ولایت سے آیا تھا وہ پشاور میں روک دیا گیا - اس واقعہ کي بابت ایک سوال کے جواب میں سکرٹري آف اسٹیٹ نے بیان کیا کہ کرپ توپوں کے منگوانے کي اجازت امیر عبدالرحمن خاں کو ماہ مئي سنہ ۱۹۰۱ع میں دیدي گئي تھي پس کرپ توپیں نہیں روکي گئیں مگر باقیماندہ سامان کي بابت درمیان امیر کابل و گورنمنٹ انڈیا مراسلت هو رهي هی — همکو تعجب هی کہ ایسے اهم معاملات میں کوئي مستقل قرار داد باهمي مابین ان دونوں سلطنتوں کے نہیں هی - یہہ بھي خیال کرنے کي بات هی کہ امیر عبدالرحمن کے زمانہ میں کبھي ایسا واقعہ نہیں هوا - اگر هوا بھي تو بہت جلد فیصل هوگیا - امیر مرحوم نے اس معاملہ کي بابت ایک دربار میں مفصل گفتگو کي تھي اور بیان کیا تھا کہ کیا برٹش گورنمنٹ کو کابل کي دوستي میں شبہہ هی ؟ — اگر شبہہ نہیں هی تو هتیاروں اور سامان جنگ کے معاملہ میں کیوں بدظني کي جاتي هی - جس قدر سامان جنگ مہیا کیا جاے اُسیقدر برٹش گورنمنٹ کو خوش هونا چاهیئے کیونکہ اُس کا دشمن همارا دشمن هی - اول تو برٹش گورنمنٹ کو واجب هی کہ خود همکو سامان دے — اگر ایسا نہ کرے تو بهر کیف مزاحمت نہ کرنا چاهیئے - امیر عبدالرحمن قضا کرگئے مگر تعلقات قایم هیں پس همکو اُمید هی کہ یہہ نازک معاملہ خوش اسلوبي کے ساتھہ طی هوجائیگا اور آیندہ یا خریداري بلا اجازت نہ هوگي یا روک ٹوک نہ هوگي *

هم نے اس خبر کو رنج کے ساتھہ سنا کہ ۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ع کو بابو طوطا رام صاحب وکیل نے انتقال کیا - آپ نہایت نامي وکیل اور سر برآوردہ اور پبلک اسپریٹڈ جنٹلمین تھے اور آپ کے انتقال سے علیگڈھ کا ایک معزز رکن دنیا سے اُٹھہ گیا *

ضروري اِطلاع

اِس بات کے اعلان کي خاص ضرورت معلوم ہوتي ہی کہ بموجب قواعد صرف وہ اصحاب منجانب کالج و کانفرنس چندہ جمع کرسکتے ہیں جن کے پاس تحریري اجازت آنریري سکرٹري کي ہو - مفصل قواعد ۳۱ جولائي کے پرچہ میں چھاپے گئے تھے *

اخبارات سے درخواست کي جاتي ہی کہ ضروري معاملہ کے اعلان میں ہمکو پوري مدد دینگے *

(دستخط) محسن الملک

ثالث بالخیر

دلچسپ ترکي قصہ کا ترجمہ

جس کے مولف مسٹر سجاد حیدر بي - اے - ہیں مترجم سے بمقام مدرسۃالعلوم علیگڈھ مل سکتا ہی *

قیمت في جلد ۵

اِشتہار

قانون شہادت مولفہ جناب مسٹر سید محمود صاحب کا چھپ طیار ہوگیا ہی — درخواستیں بنام منیجر ڈیوٹي بک ڈپو مدرسۃالعلوم علیگڈھ آنا چاھیئیں *

رسالۃ التوحید

یہہ کتاب عربي زبان میں مصر کے ایک مشہور اور زبردست فاضل شیخ محمد عبدہ المصري کي جدید تصنیف ہی جس کي بعض نہایت اہم اور ضروري فصلوں کا ترجمہ مولوي رشید احمد صاحب انصاري نے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شایع کیا تھا جس کي کچھہ جلدیں کتاب کي شکل میں علحدہ بھي چھاپي گئي ہیں - قیمت في جلد ایکروپیہ - منیجر ڈیوٹي شاپ مدرسۃالعلوم علیگڈھ سے درخواست کرنے پر مل سکتا ہی *

to "The Editor." Letters relating to Advertisements and printing, &c., should be addressed to the Manager, *Institute Press*, Aligarh. Money should be remitted to the Bursar of the M. A.-O. College.

IMPORTANT.

ENGLISH BLANKETS! SPECIAL OFFER!!

Owing to our first consignment of English Blankets having arrived earlier than was expected this season, and with a view to make room for other consignments expected shortly, we are selling the following English Blankets at the following cheap prices :—Scarlet Blankets (superior quality) 100 by 50, Rs. 2-12; White Blankets 100 by 50, Rs. 2; Scarlet Blankets 96 by 50, Rs. 1-14; Scarlet Blankets (small) 84 by 48, Rs. 1-10; Grey Blankets (large) 96 by 50, Rs 2-4; Cooli (Brown) Blankets 84 by 50, Rs. 1-14; and Army Blankets, Rs. 2 each.

The Imprimis English Camera. This is a marvel. Be up to date and buy one. Simple enough for a beginner, good enough for an expert. For Portrait, Landscape and Marine work, with double dark slide and hand-book on photography. Price Rs. 5.

Apply to :—

MESSRS. HARRY & Co.,

69. Harrison Road,

CALCUTTA.

The Aligarh Institute Gazette.

—o—

REDUCED ADVERTISEMENT RATES.

(Either in English or Urdu or in both.)

Whole Page, per mensem—In advance	... Rs.	12	0	0
One Column, per mensem—In advance	... „	6	8	0
Half Column, per mensem—In advance	... „	4	0	0
Quarter Column, per mensem—In Advance	... „	2	8	0

No contract accepted for less than twelve months at the above Rates. For six months, 25 per cent. or 4 Annas more per Rupee per month, and for 3 months 37½ per cent. or 6 Annas more per Rupee per month will be charged.

All casual Advertisements will be charged at 2 annas per line. No advertisement, however small, will be charged at less than 8 Annas per insertion.

Concession.—A Copy of *The Aligarh Institute Gazette* will be supplied to every Advertiser, if desired, for the period of the contract, regularly, at reduced Rates, but must be paid for in advance, only to cover the postage, &c., viz. :—For an advertiser of a whole page, Rs. 5; One column, Rs. 5-8; Half column Rs. 6; and Quarter column, Rs. 7 per Annum will be charged.

Communications regarding literary subjects, intended or publication in the *Institute Gazette*, should be addressed

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series. VOL. II. No. 38. } THURSDAY, 18th SEPT. 1902. { سلسلہ جدید جلد ۲ نمبر ۳۸ } روز پنجشنبہ ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ ع

فہرست مضامین

		صفحہ نمبر
ونس	(صرف اُردو) ...	۵۸۳
ہمارا میل بیگ — ایجوکیشنل کانفرنس (انگریزی معہ ترجمہ اُردو) ...		۵۸۴-۵۸۹
مہاراجہ صاحب بہادر جیپور کی رونق افروزی کیمبرج میں	(انگریزی معہ ترجمہ) ...	۵۹۰-۵۹۳
سجل جمعۃ اُم القری یعنی روئداد انجمن مکہ معظمہ	(صرف اُردو)	۵۹۴-۵۹۷
واقعات اور رائیں	(صرف اُردو) ...	۵۹۷
اشتہارات	(صرف اُردو) ...	۵۹۸

کانفرنس

ہمارا خیال اس طرف رجوع کیا گیا ہی کہ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس آیندہ میں مشہور و معروف مسٹر ٹاٹا کو مدعو کیا جاے اور اگر ممکن ہو تو بعد معمولی کارروائی کے اُن کی خدمت میں ایک خاص ایڈریس پیش کیا جاے — اس میں مطلق شبہہ نہیں ہوسکتا کہ اس فیاض دل پارسی جنٹلمین نے تعلیم کے معاملہ میں جو کچھہ کیا ہی اُس کی مثال اس ملک میں نہیں ہی — اگر کانفرنس اُن کا خاص اعزاز کرے تو خود کانفرنس کی عزت ہی — ہم خوش ہونگے اگر اس معاملہ میں اظہار راے کیا جائیگا ●

لوکل کمیٹی دھلی نے چند جدید قواعد مرتب کیئے ہیں - معمولی فیس قیام و طعام صرف روپیہ یومیہ ہی اور ایک درجہ عہ روپیہ روز اور دوسرا صفحہ ۸ یومیہ کا بھی قرار دیا گیا ہی — اول الذکر درجہ کے ممبروں کے واسطے آراستہ کمرے (اور شاید بعض حالتوں میں آراستہ خیمہ) مہیا کیئے جائینگے اور کل انتظام اُن کے آرام کا اسی پیمانہ پر ہوگا — اس درجہ میں غالبا یورپین ممبروں کے واسطے بھی انتظام ہوگا - صفحہ ۸ یومیہ کے درجہ میں قیام کا بندوبست شہر میں کیا جائیگا — طعام کا انتظام بھی اس میں داخل ہی — عہ یومیہ ادا کرنے والے ممبروں کی ذاتی گاڑیاں اور گھوڑے کانفرنس کے اصطبل میں رہ سکینگے ●

شرح فیس یہہ ہی

ایک گھوڑا اور ایک دوپہیہ گاڑی فی یوم	...	صفحہ ۸/
ایک گھوڑا اور ایک چوپہیہ گاڑی فی یوم	...	صفحہ ۸/
جوڑی اور گاڑی	...	صفحہ ۸/

ملازموں کے کھانے کی بابت ۸ یومیہ لیا جائیگا — بحالت قیام کہانا دوسری جگہہ کھانے سے فیس میں کمی نہیں ہوسکتی — طعام اور قیام لازم ملزوم ہیں - کم از کم ۷ یوم کی فیس ادا کرنا لازم ہی — صرف ممبروں کو قیام کا حق ہوگا نہ کہ وزیٹروں کو ●

OUR MAIL BAG.

EDUCATIONAL CONFERENCE.

AN editor's mail bag may be his own property but its contents are not meant exclusively for him. We therefore propose to share some of the contents of our mail bag with our readers. Some of the contents? Why not all? Well, for a very simple reason. Our mail bag is neither steel-plated nor iron-clad. It is consequently ill-fitted to afford us shelter against irrate readers. We are far from hinting that the contents are partly directed against individuals. Our mail bag is much too small to afford space for such contributions. Moreover the best of bags is not fire proof. Ours at all events is not, and it would be a pleasure to us to burn it down the day it came to us containing personal attacks. It is apparently well-known that we are very touchy on this point. So one of the following things is certain. Either such contributions never start on their journey or if they do they drop away before coming into our hands.

But personal attacks are not the only attacks that give offence. If you attack a popular institution—a College, a Congress, a Conference—you are quite as liable to be stoned to death as in the other case. We have not mentioned the Conference at random. We have of late been the unwilling recipients of letters about the Mahomedan Educational Conference. Some of these have postal and other marks shewing unmistakeably that they had travelled some distance—long or short—before reaching us. Others show no such marks. We simply find them on our table. The incident greatly puzzled us when it first happened. Could it be that we were surrounded by agents of some secret society? We live under the special protection of law. Should we invoke its aid? Could it be that some of the *Mahatmas* had been interesting themselves in the affairs of the Educational Conference, and wanted to use our columns for the dissemination of their views. Such incidents, be it remembered, have happened before. Many of our readers

ہمارا میل بیگ

نوٹ مترجم — اس قسم کے مضامین کا ایسا ترجمہ ہونا کہ اصل کا لطف باقی رہے نہایت مشکل ہی —

ایجوکیشنل کانفرنس

گو ایک ایڈیٹر کا میل بیگ (ڈاک کا تھیلہ) اُس کی خاص ملکیت ہو ' لیکن جو چیزیں اُس کے اندر ہوتے ہیں وہ صرف اُس کے واسطے نہیں ہوتے ہیں — اِسی وجہ سے ہم اپنے میل بیگ کی چٹھیوں کے بعض مضامین میں اپنے ناظرین کو شریک کرنا چاہتے ہیں — شاید یہہ سوال کیا جاوے کہ ہم صرف بعض میں اُن کو کیوں شریک کرتے ہیں ' سب میں کیوں نہیں کرتے تو اِس کی ایک نہایت معقول وجہ ہی — ہمارے میل بیگ پر نہ تو فولاد کی چادر چڑھی ہوئی ہی اور نہ وہ لوہے سے منڈھا ہوا ہی ' اور اِسوجہ سے وہ ہمکو غضبناک اشخاص سے پناہ دینے کے لایق نہیں ہیں — اِس سے ہماری یہہ مراد ہرگز نہیں ہی کہ اُس کی بعض چٹھیاں کسی گروہ یا کسی متنفس کی ذاتیات سے متعلق ہوتی ہیں — ہمارا میل بیگ اِس قدر چھوٹا ہی کہ اِس قسم کی خبروں کے واسطے اُس میں کافی جگہہ نہیں ہوسکتی ہی — علاوہ بریں گو کوئی بیگ کیسا ہی عمدہ کیوں نہ ہو لیکن وہ فائر پروف نہیں ہوسکتا ہی (یعنی ایسا کہ اُس پر آگ اثر نہ کرے) اور بہرکیف ہمارا میل بیگ تو فائر پروف نہیں ہی اور جس روز وہ ذاتیات سے متعلق چٹھیاں لیکر ہمارے پاس آویگا تو ہم نہایت خوشی سے اُس کو جلا دینگے — یہہ بات ظاہرا بخوبی معلوم ہی کہ ہم کو اِس معاملہ میں نہایت احتیاط ہی — پس مندرجہ ذیل باتوں میں سے ایک بات تحقیق ہی یا تو اس قسم کے مضامین کبھی روانہ نہیں ہوتے ہیں' یا اگر وہ روانہ بھی ہوتے ہیں تو وہ ہمارے ہاتھہ میں آنے سے پہلے راستے میں رہ جاتے ہیں *

ذاتی اعتراضات صرف اِس قسم کے نہیں ہوتے ہیں جن سے کوئی شخص ناراض ہو — بلکہ اگر تم کسی عام پسند اِنسٹیٹیوشن ' مثلاً ایک کالیج ' یا کانگریس یا کانفرنس پر حملہ کرو تو تم کو اِسی طرح سنگ سار ہونے کا اندیشہ ہی جیسے کہ دوسری صورت میں — ہمنے کانفرنس کاذ کو کچھہ اتفاقیہ نہیں کیا — چند روز سے محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کی نسبت ہمارے پاس بغیر ہماری خواہش کے چٹھیاں آ رہی ہیں — اُنمیں سے بعض چٹھیات پر ڈاک خانہ کی مہر اور دوسرے نشانات ہوتے ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ہمارے پاس پہونچنے سے پہلے یہہ چٹھیاں کسیقدر فاصلہ طی کرکے آئیں ہیں — مگر بعض چٹھیات پر اِس قسم کی کوئی نشانیاں نہیں ہوتی ہیں — ہم ان کو اپنی میز پر رکھا ہوا پاتے ہیں ہمکو اِس ماجرہ سے جبکہ وہ اول ظہور میں آیا نہایت حیرت ہوئی — ہم نے کہا کیا یہہ ہوسکتا ہی کہ ہمکو کسی خفیہ سوسائیٹی کے ایجنٹوں نے گھیر لیا ہو ؟ ہم قانون کی خاص حمایت میں رہتے ہیں — کیا ہمکو قانون کی مدد طلب کرنی چاہیئے ؟ کیا یہہ ہوسکتا ہی کہ بعض مہاتما کانفرنس کے معاملات کیجانب توجہ ظاہر کرتے ہوں' اور اپنی خبروں کے مشتہر کرنے کے لیئے ہمارے اخبار کے کالموں سے کام لینا چاہتے ہوں ؟ — واضح رہے کہ اس قسم کے واقعات سابق میں بھی ظہور میں آ چکے ہیں —

ہمارے اکثر ناظرین کو یاد ہوگا کہ پائیونیر کے ایک ایڈیٹر (مسٹر سنمٹ) کو ایک چٹھی اپنے تکیہ کے نیچے ملی تھی - یہہ چٹھی مہاتموں کیطرف سے تھی جو بقول فرقہ تھیوسوفسٹ کے کوہ ہمالیہ پر رہا کرتے ہیں- ہم اِس واقعہ کی اصلیت دریافت کرنے کی جستجو میں تھے کہ ہمارے ایک دوست کی طرف سے ہمکو مدد پہونچی' جس سے خاص موقعوں پر ہم مشورہ لیا کرتے ہیں — چنانچہ ہمارے دوست نے اس کل معاملہ کی نسبت اس قسم کی تحقیقات و تفتیش کی جیسے تربیت یافتہ قانون پیشہ حضرات کا خاص حصہ ہوتا ہیَ - اور بعد غور کامل کے اُس نے اپنی راے ظاہر کی - اُس کی راے میں یہہ معاملہ سو مغنبلزم کا تھا † اُن کی یہہ راے ہوئی کہ یہہ چٹھیاں رات کو خود ہمارے دفتر میں لکھی گئیں اور اُس مقام پر چھوڑ دی گئیں جہانکہ وہ صبح کو پائی گئیں — یہہ راے ہمارے دوست کی ہی ' اور ہم اس قیاس کو نہ تو تسلیم کرتے ہیں اور نہ اُس کو رد کرتے ہیں - نہ ہم اس چٹھی کا بلکہ چٹھیات کا (کیونکہ اُس کے بعد دوسری چٹھیاں اُسی طریقہ سے ہمارے پاس آئیں) نہ تو ہم اعتراف کرتے ہیں اور نہ اُس سے انکار کرتے ہیں ۔

will recollect that an editor of the *Pioneer* (Mr. Sinnet) once found a letter under his pillow: a letter from the *Mahatmas* who according to the Theosophists live on the Himalayas. Could it be this, that or something else. We were casting about for an explanation when help came from a friend whom we are in the habit of consulting on special occasions. He subjected the whole case to that scrutiny which is habitual to trained lawyers, and after due deliberation he gave judgment. In his opinion it was a case of somnembolism. The letter in question had been written in our own office over night and left where it was found in the morning. This is *his* opinion. We, on *our* part, neither accept nor reject the theory. We neither avow nor disavow the letter, or rather letters, for others came into our hands subsequently in the same fashion.

اِن پر اسرار چٹھیات میں کانفرنس کے متعلق چند سوالات پر بحث کی گئی ہی — ابتدا میں راقم چٹھیات بیان کرتا ہی کہ کانفرنس کے مقاصد بلکل اُسکی سمجھہ میں نہیں آتے — وہ یہہ بھی بیان کرتا ہی کہ کانفرنس کے اکثر نئے حامی ان مقاصد کو نہیں سمجھتے ہیں اور اُس کے پرانے حامیوں کو بھی اسباب میں شبہہ معلوم ہوتا ہی — وہ امسال اس لیئے جمع ہونگے' کہ وہ سال گذشتہ میں بھی جمع ہوئے تھے ' اور وہ سال گذشتہ میں اس وجہ سے جمع ہوئے تھے کہ وہ اگلے برس میں جمع ہوئے تھے ' وہ تسلیم کرتا ہی کہ کانفرنس کی رپورٹوں میں اُس کے اغراض و مقاصد کی نسبت کم و بیش مفصل بیانات پائے جاوینگے لیکن " یہہ کافی نہیں ہی " ہر ایک ممبر کو اُن کو صاف صاف سمجھنا چاہیئے — اِس کا ہم یہہ جواب دینا چاہتے تھے کہ کانفرنس قابل الزام نہیں ہی بلکہ ممبروں کی تحقیق و تفتیش کا قصور ہی - اُس کو پہلے ہی سے اس جواب کی توقع تھی اور اُس کا یہہ جواب الجواب لکھا تھا کہ کانفرنس کے معنی مجمع ممبران ہی - کانفرنس کا اندازہ اُس کے ممبروں بلکہ ممبروں کی مجموعی کے لحاظ سے کرنا چاہیئے نہ کہ اُس کے بانیوں یا مجوزوں کے لحاظ سے - بہتر ہی کہ ہم اُس کے خاص الفاظ کو اس مقام پر نقل کردیں " میں اُمید کرتا ہو کہ لوگ از راہ مہربانی میرے نسبت غلط فہمی نہ کرینگے - میں تسلیم کرتا ہوں کہ کانفرنس عمدہ کام کر رہی ہی - جو کچھہ میں کہتا ہوں وہ یہہ ہی کہ ہمکو ایسی کوشش کرنی چاہئے کہ وہ بہ نسبت اس کے جیسی کہ اب ہی ایک زیادہ تر اصلی اور کارآمد جماعت ہو جاوے — مسلمانوں میں کم درجہ کی تعلیم و شائستگی کے ہونے کا ذکر مت کرو ' مسلمان بحیثیت موجودہ بھی قومی مقاصد کے واسطے بہ نسبت حالت موجودہ کے زیادہ تر کام میں لائے جاسکتے ہیں ' وہ صرف رہنمائی کے محتاج ہیں اور اگر کانفرنس چاہے

A number of questions, relating to the Conference, are discussed in these mysterious communications. At the outset the writer says he does not quite understand the objects of the Conference. He further declares that many of the comparatively new supporters of the Conference do not understand them and even the older supporters seem to be hazy on the point. Even the latter, he says "are not quite clear in their minds as to why they started and whither they are going. They will meet this year because they met last year. They met last year because they had met the previous year." He admits that a more or less detailed statement of its aims and objects will be found in the reports of the Conference. But "that is not sufficient." Individual members should have clearer idea of them. The reply we intended to make was that the Conference was not to blame. It was the members' look out He had anticipated this reply. His rejoinder was that the Conference was nothing more than a collection of members. It is from its members, and the majority of members too, and not from its founders or originators that the Conference must be judged. We had better quote his own words. "I hope people will do me the favour not to misunderstand me. I admit that the Conference is doing good. What I say is let us try and make it much more of a reality than it is at present. Do not talk of the low standard of education and civilisation among Mahomedans. Such as they are Mahomedans can be utilised for national purposes to a much greater extent

† سو مغنبلزم میں جو مبتلا ہوتا ہی وہ بحالت خواب مثل حالت بیداری کام کرتا ہی اور کچھہ محسوس نہیں کرتا ۔

than they are. What they want is a lead and *that* the Conference can give, if it would. If it is to be an instrument of good —o greater good than it is at present—the Conference should define its objects with great clearness and precision. I do not at present raise the important question of exerting ourselves to do something practical. To that I will come by and by. My first contention—call it criticism if you like—is that * * *." We have already given the purport of his "first contention", which of course relates to definition of aims and objects. After saying that the aims and objects o the Conference are not clearly understood the letter proceeds "I know your Conference is an educational Conference. For the sake o argument, however, I shall say that it deals with politics too and I shall defy y u to contradict me You must have very short memory if you have forgotten that not so many years ago Ante-Congress principles found vent from the chair. If members are not at liberty to defend certain principles it is only fair that those principles should not be attacked inside the Conference pendal. I have no desire to rake up old affairs. I wish only to show that what I have said as to the necessity of a clearer definition of objects is based on facts. Moreover what guarantee is there that there will be no repetition o the incident. Had a member risen to order when the incident was in progress there would have been some such guarantee." We suppress a couple of sentences that follow. We are not afraid o criticism. Indeed we hold that criticism is absolutely necessary to make the Conference a really useful and effective organisation. We have employed the blue pencil merely to secure space or what follows :—"There is another point, Mr. Editor, which had better be cleared up. Are social matters within the scope of your Conference or not? The report of the last sessions—from which by the by Mr. Mahajer's address has unaccountably been ommitted—does indeed show that a young gentleman from the north proposed a resolution on the subject. It was a simple resolution, a useful resolution, a necessary resolution according to the

تو وہ اس قسم کي رہنمائي کرسکتي ہی — اگر یہہ بات مد نظر ہو کہ کانفرنس سے کچھہ فائدہ پہونچے (یعني بہ نسبت حال کے زیادہ تر فائدہ پہونچے) تو کانفرنس کو زیادہ تر توضیح اور صحت کے ساتھہ اپنے مقاصد کي تشریح کرني واجب ہی - سر دست میں یہہ اہم بحث کہ ہم کو عملي کارروائي کرنے کے لیئے کوشش کرني چاہیئے پیش نہیں کرتا ہوں — میں اُس کو رفتہ رفتہ پیش کرونگا — میري پہلي حجت (خواہ آپ اُسکو نکتہ چیني تصور کریں) یہہ ہی کہ ....." ہم راقم چٹھي کي پہلي حجت کا مطلب جو کانفرنس کے اغراض و مقاصد کي تشریح سے متعلق ہی سابق میں بیان کرچکے ہیں - چنانچہ اس بات کے بیان کرنے کے بعد کہ کانفرنس کے اغراض و مقاصد صاف صاف سمجھہ میں نہیں آتے ہیں چٹھي مذکور میں بیان کیا گیا ہی کہ "میں جانتا ہوں کہ آپ کي کانفرنس ایک ایجوکیشنل کانفرنس ہی — لیکن بحث کي غرض سے میں یہہ کہوں گا کہ وہ پولیٹکل معاملات کي نسبت بحث کرتي ہی — اور آپ اس بات کو ثابت کردیں کہ میرا یہہ بیان غلط ہی - آپ کا حافظہ نہایت ناقص ہوگا اگر آپ اس بات کو بھول گئے ہوں کہ کچھہ بہت برس نہیں گذرے کہ کانفرنس کے پریزیڈنٹ نے ایسے اصول بیان کیئے تھے جو نیشنل کانگریس کے برخلاف تھے - اگر ممبروں کو بعض اصولوں کي حمایت کرنے کا اختیار نہیں ہی، تو یہہ امر واجبي ہی کہ کانفرنس کے پنڈال کے اندر اُن اصولوں پر نکتہ چیني بھي نہ کي جاوے - میں مرے مردے اُکھاڑنا نہیں چاہتا — میں صرف اس بات کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھہ میں نے اُس کے مقاصد کي صاف صاف تشریح کرنے کي ضرورت کي نسبت بیان کیا ہی، وہ واقعات پر مبني ہی - علاوہ بریں اس بات کي کیا کفالت ہی اور کیونکر اطمینان ہوسکتا ہی کہ آیندہ پھر کبھي ایسا نہوگا - اگر کوئي ممبر اُس وقت اعتراض کرنے کے لیئے کھڑا ہوگیا ہوتا جبکہ یہہ واقعہ ظہور میں آیا تھا تو بھي کسیقدر کفالت ہوجاتي" ہم دو ایک فقروں کو جو اِس کے بعد لکھے گئے ہیں عمداً اِس مقام پر نقل نہیں کرتے ہیں — ہمکو نکتہ چیني کا کچھہ خوف نہیں ہی - بلکہ برخلاف اس کے ہماري یہہ راے ہی کہ کانفرنس کو درحقیقت ایک کار آمد مجمع بنانے کے لیئے نکتہ چیني کي قطعاً ضرورت ہی - ہم نے فقرات مذکور کو صرف اُس عبارت کي گنجایش کے لیئے جو ذیل میں درج ہی حذف کردیا ہی - "مسٹر اِیڈیٹر ایک دوسري بات اور ہی جس کا صاف ہونا ضروري ہی - وہ یہہ کہ سوشل معاملات آپ کي کانفرنس کے مقاصد کے اندر داخل ہیں یا نہیں ؟ - اِجلاس گذشتہ کي رپورٹ سے (جس میں سے مسٹر مہاجر کي ایڈریس نہ معلوم کسوجہ سے فروگذاشت ہوگئي ہی) بلاشبہہ یہہ بات معلوم ہوتي ہی کہ شمالي ہندوستان کے رہنے والے ایک نوجوان جنٹلمین نے اِس مضمون کي نسبت ایک رزولیوشن پیش کیا تھا - وہ ایک صاف رزولیوشن تھا - اور اکثر ممبروں کے خیال کے مطابق جنہوں نے کانفرنس کے پروگرام میں سوشل امور کے داخل کرنیکي نسبت ورت دیا تھا ایک مفید اور ضروري رزولیوشن تھا - لیکن اصل بات یہہ

ھی کہ یہہ رزولیوشن آپ کے اکثر رزولیوشنوں کی مانند صرف کثرت راے سے منظور ھوا تھا نہ کہ اتفاق راے سے - مجھکو معلوم ھوا ھی کہ اِس موقع پر مخالفت میں جو مخالف تھے اگر مدراس کے تمام سربرآوردہ اشخاص شامل نہیں تھے تو اُن میں سے اکثر تو ضرور شریک تھے " — ھم کو اِس بات کا تعجب ھی کہ ھمارے کارسپانڈنٹ کو وہ بات کیوں کر معلوم ھوئی جو مطبوعہ رپورٹوں میں نہیں پائی جاتی ھی یعنی بعض ممبروں کا سر برآوردہ ھونا — لیکن جو کچھہ وہ بیان کرتا ھی اُس کی ھم تصدیق کرسکتے ھیں ' اور اگر اِس پیرایہ میں اِس واقعہ پر نظر ڈالی جاوے تو وہ پر معنی معلوم ھوتا ھی - اس کے بعد چٹھی مذکور میں بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کا مثلاً اُن ' کوششوں کا جو " ثقلین رزولیوشن " کے منسوخ کرانے کے واسطے واقعی کی گئی تھیں ' اور جن کا اِرادہ کیا گیا تھا مگر عمل میں نہیں لائی گئیں تہیں ذکر ھی — اور بعد ازاں یہہ بیان کیا گیا ھی کہ " چند باتیں ایسی ھیں جن کی نسبت میں آپ سے درخواست کرتا ھوں کہ اس معاملہ کے متعلق آپ اُن کا خیال رکھینگے - آپ جانتے ھیں اور میں بھی جانتا ھوں کہ وہ لوگ کس طبقہ کے ھیں جن سے کانفرنس مرکب ھی — آپ یہہ بھی جانتے ھیں کہ وہ کون شخص ھیں جن سے بغرض حصول کامیابی آپ کو زیادہ امداد اور روز افزوں اعانت مانگنی چاھیئے — آپ کو اس بات پر غور کرنا چاھیئے کہ اگر آپ صرف تعلیمی امور پر انحصار کریں تو کیا آپ کی کانفرنس کی کارروائی کا دائرہ اسقدر وسیع ھوگا کہ آپ کے موکل در اصل اُس کی جانب دل چسپی ظاھر کر سکیں *

میں نے سنا تھا کہ نوجوان مسلمانوں سے (میں اُن کو قوم کا زیادہ تر ترقی یافتہ فرقہ نہیں کہتا) آپ کو کافی مدد نہیں ملتی ھی - مجھکو اس بیان کی صحت کی نسبت شبہہ تھا ' مگر سال گذشتہ میں ایک سرکلر جو خاص اُن کے واسطے لکھا گیا تھا میرے ھاتھہ پڑ گیا اور اُس سے اس بیان کی کسیقدر تائید ھوئی - بہرکیف یہہ سرکلر بطور تازیانہ کے تھا " - اس مقام پر ھم قطع کلام کرنا چاھتے ھیں - بلاشبہہ ناظرین اخبار کو معلوم ھی کہ " تازیانہ " کیا ھوتا ھی - لیکن تمام ھندوستان پارلیمنٹ کے استعارات سے بخوبی واقف نہیں ھی — ھم اس بات کی تشریح کرنا چاھتے ھیں کہ اس سے کسی قسم کی ھتک مراد نہیں ھی — جس تازیانہ کا یہاں ذکر کیا گیا ھی ' وہ صرف ایک چٹھی ھوتی ھی جو اکثر اوقات پارلیمنٹ کے ممبروں کو مشعر اطلاع اس امر کے بھیجی جاتی تھی کہ فلاں موقع پر اُن کی حاضری ضروری ھی - کارسپانڈنٹ کا دعوی یہہ ھی کہ کانفرنس کے جلسوں میں تعلیم یافتہ نوجوانوں کی تعداد کافی نہیں ھوتی ھی — اس کی نسبت وہ بیان کرتا ھی کہ " آپ اس کا کیا سبب قرار دے سکتے ھیں — مجھہ کو یہہ سوال دریافت نہیں کرنا چاھیئے تھا ' کیونکہ میں آپ کی راے سے خوب واقف ھوں - آپ اُسکو بے پروائی اور ھمدردی کے نہونے سے منسوب کرتے ھیں - معلوم ھوتا ھی کہ اس قسم کے مسئلے علی گڈھ کی سر زمین میں نہایت کثرت سے

majority of members who voted for the inclusion of social topics in the programme. But the fact remains that the resolution was carried only by a majority and not *nem con*, like most of your resolutions. I understand that the minority in this instance included some if not all men of light and leading in Madras." We wonder how our correspondent came to know what is not to be found in the published reports—namely the social status of certain members. We can, however, vouch for what he says and the incident viewed in this light certainly appears to be ominous. After alluding to certain minor incidents such as the efforts actually made, and contemplated but not made, with a view to getting the "Sarjain resolution" rescinded, the letter proceeds "There are a few points which I beg you would bear in mind in this connection. You know as well as I do what exactly are the classes of people who constitute the Conference. You also know who are the people from whom, in order to be successful, you should receive an increased and ever increasing measure of support. You should consider whether the scope of your Conference would be wide enough to really interest your clients, if you confine yourself strictly and solely to educational matters.

I had heard that from younger Mahomedans (I *don't* call them the more advanced section of the community) you do not receive an adequate measure of support. I had doubts as to the accuracy of the statement, but last year a circular chiefly intended for the latter fell into my hands and it rather supported the statement. At all events it was in the nature of a whip." We must interrupt. Of course the reader knows what a whip is. But all India is not well up in Parliamentary phraseology. So let us explain that no offence is meant. The whip here referred to is only a letter written occasionally to members of Parliament intimating that their presence in the House on a certain occasion is necessary. The correspondent's point is that a certain class of the younger generation is not well represented in the meetings of the Conference. With reference to this fact he says "And how do you account for it? Well, I should not have inquired because I know your theory. You attribute it to carelessness, want of patriotism and so on. Such theories seem to grow very abundantly on Aligarh soil. And as soon

as he joins or rejoins the Head-quarters at Aligarh, the man who was formerly subjected to criticism himself becomes a critic. I do not say your theory in this case does not represent the truth but that is not the whole truth. The young gentleman concerned are not free from blame, but you must not rest contented with criticising them. You must, you *really* must (italics are his own: *Ed.*) look deeper into the matter. Are you sure that you have done all you could to make the proceedings instructive or interesting to these people.? I am aware that there are difficulties in your way. Moreover you might very properly say: why don't they come and tell us what would interest them. This is entirely favourable to you. At the same time I would advise you to do what you can do yourself, to make the Conference more attractive to this class of the community without making it objectionable to the majority of your clients. You would be doing the right thing if you widen the scope of your deliberations. No human being can be certain as to the future. [This rather shows that our correspondent does not belong to the supernatural order of beings, but then even *Mahatmas* are neither supernatural nor omniscient. Ed:] But in all probability such a step will be welcomed by the majority of members. Education is a good thing but variety is not a bad thing either. I hope you will pardon my saying so, but I know that members are occasionally seen yawning at present." In our opinion the correspondent is not quite right. Who that has attended the meetings does not know that M. Nazir Ahmed's lectures simply hold the audience spell bound. One can hear a pin drop except when the orator is indulging in humour and creating peals of laughter. On other occasions, too, the discussions are very often most lively. On this point the correspondent says "Please do not get annoyed. I am a well-meaning critic. I admit that in one way or the other members are fully compensated for the outlay of time, money and trouble before they depart. There,

پیدا ہوتے ہیں - حتی کہ جس وقت کوئی شخص جس کی نسبت نکتہ چینی کی جاتی تھی علیگڈھ کے ہوٹل کوارٹر میں شریک ہوجاتا ہی تو وہ فورا خود نکتہ چیں بن جاتا ہی — میں یہہ نہیں کہتا کہ اس معاملہ میں آپ کی راے سے اصل حقیقت ظاہر نہیں ہوتی ہی لیکن تمام اصلیت یہی نہیں ہی— جن نوجوان آدمیوں کا ذکر ہی وہ الزام سے بری نہیں ہیں ' مگر آپ کو صرف اُن کی نسبت حرف گیری کرنے پر قناعت نہیں کرنی چاہیئے — آپ کو اس معاملہ پر درحقیقت نظر غایر سے غور کرنا واجب ہی — (کارسپانڈنٹ نے لفظ " در حقیقت " پر بڑا زور دیا ہی) کیا آپ کو یقین ہی کہ آپ کانفرنس کی کارروائیوں کو ان لوگوں کے واسطے نصیحت آموز یا دلچسپ بنانے کے لیئے حتی‌الامکان ہر طرح کوشش کرچکے ہیں — میں اس بات سے واقف ہوں کہ آپ کے راستہ میں بعض مشکلات حایل ہیں — علاوہ اس کے آپ نہایت واجبی طور سے یہہ کہہ سکتے ہیں کہ " وہ آکر ہم سے کہوں نہیں بیان کرتے ہیں کہ کون سی بات اُن کے لیئے دلچسپ ہوگی " - یہہ بات بالکل آپ کے حق میں ہی - اسی کے ساتھہ میں آپ کو یہہ صلاح دیتا ہوں کہ جو کچھہ آپ کرسکیں کانفرنس کو قوم کے اس فرقہ کے لیئے بغیر اِسکے کہ وہ آپکے موکلوں کی مجاریتی کے نزدیک قابل اعتراض ہو دلچسپ بنانے کے واسطے کوشش کریں — اگر آپ اپنی بحث و مشورہ کے دایرہ کو وسعت دیں بہت مناسب ہوگا - کسی انسان کو آیندہ کی نسبت بھروسہ نہیں ہو سکتا ہی - [اس سے شاید ظاہر ہوتا ہی کہ ہمارا کارسپانڈنٹ بنی نوع اِنسان میں سے ہی جو — لیکن مہاتما بھی فوق‌العادت باتوں کے معتقد یا غیب داں نہیں‌ہوتے ہیں — ایڈیٹر] — لیکن ظن غالب ہی کہ اکثر ممبر اس کارروائی کو پسند کرینگے — تعلیم ایک عمدہ چیز ہی' لیکن مختلف اقسام کےمضامین پیش ہونا بھی خراب چیز نہیں ہر میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ میرے اس کہنے کو معاف کرینگے ' لیکن میں جانتا ہوں کہ بحالت موجودہ ممبر اکثر اوقات انگڑائی اور جمہائی لیتے ہوئے نظر آتے ہیں " — ہماری راے میں کارسپانڈنٹ کا یہہ بیان کلیتا صحیح نہیں ہی — کون شخص جو کانفرنس کے جلسوں میں شریک ہوا ہی یہہ بات نہیں جانتا ہی کہ مولوی نذیر احمد کے لکچروں کو سن کر لوگ سکتہ کے عالم میں رہ جاتے ہیں — اگر سوئی بھی گر پڑے تو بجز اُسوقت کے جبکہ مقرر مذاق کے باتیں بیان کرتا ہو اور اُنکو سنکر سامعین قہقہا لگاتے ہوں اُس کے گرنے کی آواز سنائی دے سکتی ہی — دوسرے موقعوں پر بھی مباحثے نہایت دلچسپ ہوتے ہیں - اِسکی نسبت کارسپانڈنٹ بیان کرتا ہی کہ " براہ مہربانی آپ ناخوش نہوں میں ایک نوک نیت نکتہ چین ہوں — میں یہہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ ممبروں کو رخصت ہونے سے پہلے اپنے وقت اور روپیہ کے خرچ اور تکلیف کا کافی معاوضہ مل جاتا ہی — مثلا مولوی نذیر احمد صاحب کا لکچر اور

خوش قسمتی سے لاینحل اور لازمی کچھ موجود ہی ' نیز مولانا حالی کی بے نظیر نظم ہی ' جو نہایت افسوس کا مقام ہی کہ کبھی دستیاب ہوتی ہی کبھی نہیں ہوتی لیکن یہہ چیزیں زواید میں سے ہیں — میں یہہ تسلیم کرتا ہوں کہ کانفرنس کی اصل کار روائی بھی بعض اوقات دلچسپ ہوتی ہی — مگر زیادہ تر دلچسپی عموماً کسی ایسی بات سے ہوتی ہی جو اثناء کارروائی میں پیدا ہوجاتی ہی — مثلاً آپ کو یاد ہوگا کہ سنہ ۱۹۰۰ع میں رامپور میں ایک ماجرا پیش آیا تھا — رزولیوشن کو مشرقی زبانوں کے جاری کرنے سے تعلق تھا — ایک صاحب کھڑے ہوئے اور یہہ کہا کہ کانفرنس اب اُس بات کو منظور کرتی ہی جس سے سر سید احمد نے مخالفت کی تھی — اور جسکی تائید چند سال ہوئے کہ اِسپیکر نے کی تھی — اور اِسپیکر نے سر سید احمد کی گفتگو کا حوالہ دیا جو ایک سخت گفتگو تھی — جو کیفیت اِس کے بعد پیدا ہوئی وہ قابل دید تھی · وہ ممبروں کے دل پر نقش ہوگئی ہوگی — کرسی صدارت پر آنریبل سید حسین بلگرامی رونق افروز تھے جو علوم مشرقی اور نیز علوم جدیدہ میں اپنی فضیلت و دستگاہ کے لحاظ سے واجب التعظیم ہیں — صاحب صدر انجمن کھڑے ہوئے اور اُس سرگرمی اور سادگی کے ساتھہ جو اُن کی عادت میں داخل ہی اُنہوں نے فرمایا کہ "میں اب وہی بات کہتا ہوں جو سر سید نے اُس وقت کہی تھی تم اپنی پورانی کتابوں کو جلادو" مشرقی علوم کی اُن کتابوں کو جلادو جن کا خرد چھوہن کو نہایت شوق ہی ! — اس گفتگو میں درد تھا اور نیز کسیقدر خطرہ کا موقعہ تھا ' اور یہہ ظاہر تھا کہ لوگوں کی طبیعتیں درہم برہم ہوگئی تھیں — اس موقع پر ایک تجربہ کار شخص کی مداخلت کی ضرورت تھی — پس خوش بیان نواب محسن الملک کھڑے ہوئے اور اپنی فصاحت آمیز تقریر سے اُس معاملہ کو طی کردیا — جس وقت اس قسم کے واقعات پیش آتے ہیں تو اُن کے باعث سے کارروائی یک گونہ دلچسپ ہوجاتی ہی ورنہ بے لطف ہوتی ہی — مجھکو کچھہ شبہہ نہیں ہی کہ آپ مجھہ سے اتفاق کرینگے — اور میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ بہرکیف میرے مطلب کو سمجھہ لینگے" — البتہ ہم کارسپانڈنٹ کے مطلب کو سمجھتے ہیں " مگر ہم اُس سے اتفاق نہیں کرتے ہیں — ہم جانتے ہیں کہ بعض مقامات میں لوگوں کی رائیں اسی قسم کی ہیں ' اور یہی وجہ اس بات کی ہی کہ بعض اشخاص جن کی شرکت نہایت سود مند ہوسکتی ہی وہ کانفرنس کے معاملات کی جانب دلچسپی ظاہر نہیں کرتے ہیں — لیکن یہہ رائیں در اصل صحیح نہیں ہیں — ہم اس پرچہ میں بالتفصیل اُن کی نسبت بحث نہیں کرسکتے ہیں ' اور اسی وجہ سے ہم مراسلت کے اس حصہ اور اُس کے اگلے حصہ کی نسبت بحث کرنا آیندہ کے لیئے ملتوی کرتے ہیں *

ایم — کے

for example, is the inimitable and most fortunately inevitable, lecture of M. Nazir Ahmed. There is also the inimitable poetry of Molana Hali which, however, most unfortunately is not always forthcoming. But they are supplementary things. The regular proceedings, too, I admit are often interesting, but it is generally on some side issue that most interest is aroused. For example you will recollect an incident which happened at Rampur in 1900. The resolution had something to do with the propagation of oriental languages A gentleman rose and said they were now sanctioning what Sir Syed opposed and he, the speaker, advocated some years ago. And he quoted Sir Syed's language which was strong language. The scene that followed was worth seeing. It must have impressed itself into the members' memory. The chair was occupied by the Hon'ble Syed Husain Bilgrami—so deservedly respected for his learning—both oriental and modern. He rose and with the earnestness and simplicity which are his marked characteristics he said "I tell you *now* what Sir Syed said at the time. "*Burn* those old tomes of yours." *Burn* those books of oriental learning which he (the chairman) is known to *love*! There was pathos in it. In it was also an element of danger. It was evident that tempers had been ruffled. The occasion called for the intervention of an expert and the silver-toned Mohsin-ul-Mulk rose to pour oil on the troubled waters. Such incidents when they occur make the proceedings lively, but otherwise, Mr Editor, they are rather flat. I have no doubt you will agree with me. I hope you will at least see my point." Yes we see the correspondent's point but agree with him we do not. We know that similar opinions are held in certain quarters which partly accounts for the lack of interest shown by some whose co-operation would be most useful. But there is a fallacy underlying these views. We are unable to deal with them at length in this issue. We must therefore reserve our comments on this and the succeeding portion of the correspondence.

M. K.

*

THE MAHARAJA OF JEYPORE AT CAMBRIDGE.

(Specially reported for the Aligarh Institute Gazette.)

[CAMBRIDGE, *24th August.*

CAMBRIDGE, as a rule, is by no means gay in August. Most of the 'dons', as well as the undergraduates, are off on their holidays, and even the town appears to be half-deserted by its inhabitants. The visit of H. H. the Maharaja of Jeypore, however, on Wednesday, August 20th, considerably enlivened the fag end of the Long Vacation Term and provided the drowsy few that yet lingered on with a much-needed object of interest.

His Highness descended from his 'special' at 1-30 P. M. He was supporting himself on a bejewelled scimitar, and with his many stars and ribbons he was altogether a magnificent sight. With him came Sir Samuel Jacob (Political Agent), Mr. S. C. Sen (Member of Jeypore Council), Pandit Ojha and a retinue of servants wearing picturesque turbans of all possible shapes and colours. The venerable Master of Christ's College accompanied by Professor Bendall and a deputation of Indian graduates and undergraduates was already on the platform to receive His Highness. The party immediately drove away to the Fitzwilliam Museum and then proceeded to the University Library where the Maharaja was pleased to see in their new home some Sanskrit manuscripts presented by him to Professor Bendall many years ago from his own collection. A tour was then made round the chief colleges, His Highness taking particular interest in the weatherbeaten armoured statue of Edward III which crowns the noble gateway of Trinity College. At 3-30 P. M. the Maharaja was conducted to Christ's College to receive an address from the Indian graduates and undergraduates of Cambridge. The handsome hall had been lent for this ceremony by the kindness of the Master, and a chair which had once had the honour to belong to Charles II was placed on the dais for His

مہاراجہ صاحب بہادر جیپور کی رونق افروزی کیمبرج میں

(موسلہ خاص کارسپانڈنٹ علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ)

کیمبرج ۲۴ اگست

کیمبرج میں ماہ اگست میں عموماً کسیطرح پر بہت رونق نہیں ہوتی ہی — اکثر گریجوایٹ اور انڈر گریجوایٹ چھٹی کے زمانہ میں اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں، بلکہ یہہ معلوم ہوتا ہی کہ نصف باشندے شہر کو خالی کر کے چلے گئے ہیں — لیکن ۲۰ اگست روز چہار شنبہ کو ہزہائنیس مہاراجہ صاحب بہادر جیپور کی رونق افروزی سے تعطیل کلاں کے اخیر زمانہ میں یہاں بہت کچھہ رونق ہوگئی اور جو چند بیکار شخص یہاں باقی رہ گئے تھے اُن کو دلچسپی کا ایک موقع ہاتھہ آیا جسکی واقعی اُن کو ضرورت تھی •

ہز ہائینس ڈیڑہ بجے اپنے اسپیشل ٹرین سے اُترے - مہاراجہ صاحب ممدوح ایک مرصع تلوار ہاتھہ میں لیئے ہوئے تھے، اور بہت سے تمغہ جو مہاراجہ صاحب ممدوح زیب بدن کیئے ہوئے تھے، اُن کے باعث سے مہاراجہ صاحب ممدوح کی شکل و صورت نہایت عالی شان اور بارعب نظر آتی تھی— سر سیموئل جیکب پولٹیکل ایجینٹ، مسٹر ایس سی سین ممبر کونسل جیپور، پنڈت اوجھا اور بہت سے مصاحب اور ملازمین جو ہر قسم کی رنگ و وضع کی خوشنما دستاریں باندھے ہوئے تھے مہاراجہ ممدوح کے ہمرکاب تھے — کرائسٹ کالج کے معزز ماسٹر معہ پروفیسر بینڈل اور ہندوستانی گریجوایٹوں اور انڈر گریجوایٹوں کے ایک ڈیپوٹیشن کے ہز ہائینس کے استقبال کے لیئے پہلے ہی سے پلیٹ فارم پر موجود تھے - پارٹی گاڑیوں میں سوار ہوکر فوراً عجایب خانہ فٹز ولیم کو اور اُس کے بعد یونیورسٹی کیمبرج کے کتب خانہ کو تشریف لے گئی، جہانکہ مہاراجہ صاحب ممدوح سنسکرت کے بعض قلمی نسخوں کو جو چند برس کا عرصہ ہوا کہ مہاراجہ صاحب نے اپنے خاص ذخیرہ میں سے پروفیسر بینڈل کو نذر کیئے تھے دیکھکر نہایت محفوظ ہوئے — اس کے بعد خاص خاص کالجوں کا گشت لگایا گیا، اور ہز ہائینس نے بادشاہ ایڈورڈ سوم کے استیٹو کی جانب جس پر بہت سے موسموں کا اثر پڑا ہی اور جو ٹرینٹی کالج کے عالیشان دروازہ پر لگی ہوئی ہی خاص دلچسپی ظاہر فرمائی — ساڑھے تین بجے پر مہاراجہ صاحب ممدوح کو کرائسٹ کالج میں لیگئے تاکہ کیمبرج کے ہندوستانی گریجوائٹوں اور انڈر گریجوائیٹوں کی جانب سے ایک ایڈریس اُن کی خدمت میں پیش کی جاوے — کالج کا خوبصورت ہال ماسٹر کی مہربانی سے اس رسم کے لیئے مستعار دیا گیا تھا، اور ایک کرسی جسپر کسی زمانہ میں چارلس دوم کی ملکیت ہونے کا فخر حاصل تھا ہز ہائینس کے لیئے صدر پر بچھائی گئی تھی — اس کے بعد مسٹر اے سی اے لیاف

Highness. Mr. A. C A. Lati of St. John's College then read out and presented him with a beautifully illuminated address in Urdu which bore signatures in over a dozen Indian vernaculars. The following is a translation :—

"To H. H. SARAMAD-I-RAJAGAN-I-HINDUSTAN RAJ RAJENDRA SREE MAHARAJ ADHIRAJ SAWAI MADHO SINGH BAHADUR, G. C. S. I., G. C. I. E.

MAY IT PLEASE YOUR HIGHNESS,

WE, the Indian graduates and undergraduates resident in Cambridge, bid you hearty welcome to the ancient and renowned seat of learning.

Your Highnesse's noble efforts to foster a sound system of education in your own state, and your keen and continued interest in the intellectual progress of the Indian Empire in general, lend a peculiar significance to your present visit

The palatial museum which adorns your Highness's beautiful city of Jaipore, the noble hospitals supplied with every modern contrivance for the alleviation of human suffering, the great schools and Colleges which yearly impart to thousands of your subjects the wisdom of the East or the science of the West, are all permanent and glorious monuments of a race which has been not less renowned for its patronage of letters than for its prowess on the battle-field.

When but a short while ago a withering famine raged over our country it was reserved for your Highness to suggest the establishment of a permanent famine fund for all India: and our Emperor through his Viceroy commended a generous zeal, which he knows so well to appreciate.

Your Highness's endeavour to overthrow, by personal example, the barriers that still confine many of the best minds of India, has deserved the gratitude of all who are working for the intellectual regeneration of our country, and has won the special

طالب علم سینٹ جانس کالج نے زبان اُردو میں ایک ایڈریس جسپر نہایت خوشنما مجلے کام کیا گیا تھا اور بارہ سے زیادہ ہندوستان کی دیسی زبانوں میں دستخط تھے پڑھی اور اُسکو ہز ہائینس کی خدمت میں پیش کیا — ایڈریس مذکور حسب ذیل ہی *

بحضور سرآمد راجہ ہندوستان راج راجندر سری مہاراج ادھراج سرای سر مادھو سنگھہ بہادر جی سی ایس آئی — جی سی آئی ای

حضور والا —

ہم ہندوستانی گریجوایٹ وانڈر گریجوایٹ جو بالفعل کیمبرج میں رہتے ہیں ' اِس قدیمی اور مشہور و معروف دارالعلوم میں حضور کے رونق افروز ہونے پر تہ دل سے حضور کو مبارک باد دیتے ہیں *

جو کوششیں حضور والا نے بڑی بلند حوصلگی کے ساتھ اپنی خاص ریاست میں تعلیم و تربیت کے ایک عمدہ اِنتظام کو ترقی دینے کے لیئے فرمائی ہیں ' اور جو دلی اور دایمی دلچسپی حضور نے عموماً سلطنت ہندوستان کی عقلی ترقی کی جانب ظاہر فرمائی ہی اُس کے لحاظ سے اِس وقت پر حضور کی تشریف آوری ایک خاص وقعت رکھتی ہی *

وہ عالیشان عجائب خانہ جو حضور کی خوشنما دارالریاست جیپور کی زیب و زینت کا باعث ہی ' وہ عمدہ شفا خانہ جس میں خلایق کی تکلیف کے کم کرنے کے لیئے ہر قسم کے جدید اسباب و آلات مہیا کیئے گئے ہیں ' وہ بڑے بڑے مدرسے اور کالج ہیں جس میں ہر سال حضور کی رعایا کو مشرقی علوم یا مغربی علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی ہی — غرض کہ یہہ سب باتیں ہمیشہ کے لیئے اُس قوم کی عالیشان یادگار ہیں جو علم و ہنر کی سرپرستی کے لحاظ سے ایسی ہی مشہور و معروف ہی جیسی کہ میدان جنگ میں اپنی بہادری و دلیری کے لحاظ سے *

جب کہ کچھہ عرصہ پہلے ایک سخت قحط ہمارے ملک میں پھیلا ہوا تھا تو یہہ بات حضور ہی کے حصہ میں آئی کہ حضور نے تمام ہندوستان کے واسطے ایک مستقل فیمن فنڈ (سرمایہ قحط سالی) کے قیم کیئے جانے کی راے دی ' اور ہمارے قیصر ہند نے اپنے نائب السلطنت کی وساطت سے اُس فیاضانہ سرگرمی کی تعریف و توصیف فرمائی جسکی قدر شناسی کرنا حضور ممدوح خوب جانتے ہیں *

جو کوشش حضور نے اپنی ذاتی نظیر سے اُن موانعات کے توڑنے کے لیئے جنہوں نے اب تک ہندوستان کے بہت سے ذی فہم شخصوں کو مجبور کر رکھا ہی فرمائی ہی وہ اُن تمام شخصوں کی احسانمندی کی مستحق ہی جو ہمارے ملک کی عقل و دانش کو ازسرنو سرسبز کرنے کے لیئے کوشش کر رہے ہیں ' اور ہمارے جلیل القدر اور ہردلعزیز شاہنشاہ نے جنکی اطاعت کا اِظہار کرنے کے لیئے آپ از راہ خیر خواہی اس قدر

فاصلہ دور و دراز سے تشریف لائے ہیں اُس کی نسبت خاص خوشنودی ظاہر فرمائی ہی *

ہم تہ دل سے یہہ دعا مانگتے ہیں کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے حضور کو بادولت و اقبال سلامت و خوش رکھے تاکہ حضور عرصہ دراز تک اپنی رعایا پر جو حضور کے عہد حکومت میں نہایت امن و چین سے رہتے ہیں حکمرانی کرسکیں ' اور ہمکو اُمید اور بھروسہ ہی کہ حضور کے خاندان کی عقل و فراست اب بھی حضور پر سایہ افگن رہیگی اور عدل و انصاف اور حق پروری کے راستہ میں حضور کی رہنمائی کرتی رہیگی " *

مسٹر ایس سی سین نے ہز ہائینس کی طرف سے زبان اُردو میں ایک مناسب جواب دیا *

بہت سے معزز گریجوایٹ معہ ماسٹران کرائسٹ کالج و سڈنی کالج ' ڈاکٹر کلارک ' رجسٹرار ' پروفیسر رجوے ' سید علی بلگرامی اور دوسرے شخصوں کے موجود تھے — چند لیڈیوں نے گیلری سے اس جلسہ کو مشاہدہ کیا اس کے بعد پارٹی کرائسٹ کالج لاج کو تشریف لیگئے جہاں کہ ڈاکٹر پیل و مسس پیل کی مہماں نوازی سے تفریح طبع کا سامان بافراط مہیا کیا گیا *

ہز ہائینس اپنے ہموطنوں کی نعرہ ہاے خوشی و پرجوش چیرز کے درمیان ۴ بجے ۴۵ منٹ پی ایم پر تشریف لیگئے *

approbation of the august and beloved Sovereign, whom as in loyal duty bound, you come from afar to do homage.

It is our earnest prayer that long years of unbroken happiness and prosperity may be granted you to rule over a contented people, and we hope and trust that the Genius of your House may still hover over you and continue to guide your footsteps along the paths of Justice and of Righteousness."

Mr. S. C. Sen made a suitable reply in Urdu on behalf of His Highness.

A number of dignified 'dons' were present including the Masters o Christ's and Sidney Colleges, Dr.Clark, the Registrary, Professor Ridgeway, Syed Ali Bilgrami and others. Several ladies watched the scene from the gallery. The party then adjourned to the Christ College Lodge where refreshments had been lavishly provided by the hospitality of Dr. and Mrs Peile.

His Highness left at 4.45 P. M. amidst the loud and enthusiastic cheers of his countrymen.

سجل جمعیۃ أم القریٰ

یعنی

روئداد انجمن مکہ معظمہ

دوسرا اِجلاس

یوم چہارشنبہ ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۶ ہجری

مقام مکہ معظمہ

یوم چہارشنبہ کو وقت مقرر پر انجمن کا دوسرا اِجلاس شروع ہوا — گذشتہ اِجلاس کی روئداد پڑھے جانے کے بعد جناب صدر انجمن نے حسب ذیل تقریر فرمائی *

حضرات ! موجودہ حالت جو مسلمانوں پر نازل ہی اُس کی نسبت بحث کرنے والوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اُس کو مرض کے ساتھہ تشبیہہ دیتے ہیں اور اُس کے لیئے صرف مرض یا مرض مزمن یا مرض مہلک کا لفظ اطلاق کرتے ہیں — غالباً یہہ اُس حدیث سے ماخوذ ہی

جسمیں مسلمانوں کو ایک جسم کے ساتھہ تشبیہہ دی گئی ہی جسکے اگر کسی ایک عضو کو کسی قسم کی شکایت یا تکلیف ہوتی ہی تو باقی تمام اعضا بے چین و بے قرار رہتے ہیں — میرے نزدیک بجاے مرض یا مرض مزمن کے اِس بحث کا عنوان عام اِختلال یا عام افسردگی ہونا چاہیئے — کیونکہ موجودہ حالت بہ نسبت مادیات کے ادبیات سے زیادہ تر تعلق رکھتی ہی — اور چونکہ یہہ حالت آخرکار شعور اور احساس کو کمزور کرنے والی ہی اُس کو عام افسردگی کے ساتھہ تعبیر کرنا مناسب ہی *

درحقیقت یہہ اختلال اِسلامی جسم کے تمام اعضا کو شامل ہی اِس لیئے مناسب ہی کہ عام اختلال سے تعبیر کیا جاوے — بعض اوقات اِس امر کا حکم لگانے میں کہ یہہ اختلال عام ہی اور تمام مسلمانوں کو شامل ہی کسیقدر تامل ہوتا ہی — لیکن تحقیق و تفتیش اور استقراء کے بعد ثابت ہوتا ہی کہ وہ مشرق و مغرب کے تمام مسلمانوں کو شامل ہی اور سواے چند خاص افراد کے کوئی مسلمان اُس سے محفوظ نہیں *

پس اے حضرات مسلمانوں کے لیئے صدیوں سے اس عام اختلال کے لازمی ہوجانے کا کیا سبب ہی خواہ وہ کسی قوم اور جنس سے ہوں اور کسی ملک کے رہنے والے ہوں اور خواہ اُن کے مذہبی یا سیاسی یا شخصی یا قومی حالات کیسے ہی ہوں — اگر ایک براعظم کے دو ملکوں

يا ايک ملک کے دو صوبوں يا ايک صوبه کے دو شهروں يا ايک شهر کے دو گهروں کو ديکها جاتا هی جن ميں ايک کے باشندے مسلمان اور دوسرے غير مسلمان هوں تو معلوم هوتا هی که مسلمان اپنے همسايوں کي نسبت بلحاظ چستي اور چالاکي اور اپنے ذاتي اور قومي حالات ميں انتظام کے بهت پيچهے هيں — اسي طرح وه هر ايک فن اور صنعت ميں به نسبت اپنے حريفوں کے ادنی درجه پر هيں - حالانکه شهروں کے اکثر اور ديهات کے تمام مسلمان اپني اُن صفات کي بخوبي حفاظت کرتے هيں جو ان ميں اور ان کے همسايوں ميں موجب امتياز اور خصوصيت هيں اور اکثر اخلاقي فضائل مثلاً امانت اور سخاوت اور شجاعت ان ميں پائے جاتے هيں *

ايسي حالت ميں کيا سبب هی که اختلال ان کے ليئے ايسا لازمي هوگيا هی جيسے معلول کے ليئے علت - جهاں کهيں اسلام کا وجود هی وهاں يه بيماري ضرور پائي جاتي هی حتی که بعض حکماء نے يه خيال کيا هی که اسلام اور شايستگي دونوں جمع نهيں هوسکتے - يهي وه سخت مشکل هی جس کي نسبت نهايت تحقيق اور تدقيق کے ساتهه بالاستيعاب بحث کرنا هماري انجمن کا پهلا فرض هی - تاکه هم کو اس بيماري کي اصل معلوم هوجاوے اور اُس کے دفعيه کي کوشش کرسکيں- اور مرض کے دفعيه بعد مريض کے تندرست هونے ميں کيا شبهه هوسکتا هی *

فاضل شامي نے کها که ميں جناب صدرانجمن کي اس راے کے ساتهه اتفاق کرتا هوں که اُنهوں نے مسلمانوں کے موجودہ تنزل کو عام اختلال کے ساتهه تعبير کيا هی - ميرے نزديک يه اختلال عام اور روے زمين کے تمام مسلمانوں کو محيط هی *

فاضل هندي نے فرمايا که اگرچه ميں بلحاظ علم و فضل کے اپنے معزز دوستوں کي برابر نهيں هوں مگر مجهکو اسلامي ممالک ميں سفر و سياحت کا زيادہ تر اتفاق هوا هی — ميں نے اکثر ممالک اور اِن کے باشندوں کے حالات کو بنظر غائر مطالعه کيا هی ' ميرے نزديک کچهه شک نهيں که يه اختلال جو مسلمانوں پر طاري هی عام هی- اگرچه وه بعض ايسے مقامات ميں جهاں مسلمانوں کے سوا کوئي ديگر قوم آباد نهيں هی (مثلاً وسط جزيرہ عرب يا بعض سواحل افريقه) پوري طرح ظاهر نهيں هوتا اور نه ايسے مقامات ميں ظاهر هوتا هی جهاں مسلمانوں کے همسايه بعض ايسے بت پرست فرقے هيں جو مذهب ميں نهايت سخت تشدد اور غلو رکهتے هيں — مثلاً وه فرقه جو قديم زمانه کے صابئين کي يادگار هی اور دجله کے دونوں کناروں پر آباد هی — اُس فرقه کے لوگ عبادت کي غرض سے پاني ميں دوبے رهتے هيں اور اپنے اوقات کا اکثر حصه اسوطرح ضائع کرتے هيں — اور حبشيوں ميں کونگو اور هندوں ميں بودہ جنکا اعتقاد يه هی که تمام مصيبتيں اور بلائيں حتی که موت بهي ساحروں اور جادوگروں کے اعمال کي تاثير سے واقع هوتي هی - غرضکه اس قسم کے لوگوں کي حالت مسلمانوں سے بهي زيادہ مختل هی- مگر اس سے يه لازم نهيں آتا که مسلمانوں کا اختلال عام نهيں هی *

صاحب صدرانجمن نے فرمايا که فاضل هندي نے جو تفصيل اور ترميم کي هی وه بالکل ٹهيک هی — اس ليئے ميں اپني اس راے کو واپس ليتا هوں که مسلمان مطلقاً سب سے زيادہ پست هيں اور يه کهتا هوں که مسلمان سواے اُن فرقوں کے جو دين ميں نهايت سخت تشدد اور غلو رکهتے هيں سب سے زيادہ پست درجه ميں هيں *

حافظ بصري نے کها که ميرے نزديک دهريين اور طبعيين وغيرہ کو بهي استثنا کرنا ضروري هی جن کا کوئي مذهب نهيں هوتا - کيونکه نه وه کسي خاص نظام کے پابند هوتے هيں اور نه ان کے اخلاق کسي اُصول پر مبني هوتے هيں ان کي تمام زندگي تکليف اور کدورت ميں گذرتي هی - ان کي حالت مذهب کے ماننے والوں کے مقابله ميں نهايت پست هوتي هی جيسا که وه خود اقرار کرتے هيں که هم دنيوي زندگي کے لحاظ سے تمام لوگوں ميں زيادہ بد بخت اور بد نصيب هيں *

فاضل هندي نے جواب ديا که پيشتر ميرا بهي يهي خيال تها که نوع انسان ميں ايسے افراد بهي پائے جاتے هيں جن کا کوئي مذهب نهيں هی- مگر ميرے وسيع تجربه نے يه بات ثابت کردي هی که دين اپنے عام معنوں ميں (يعني نفس کا ايک ايسي زبردست قوت کے وجود کو تسليم کرنا جو کائنات ميں تصرف کرتي هی اور اُس کے آگے گردن جهکانا) نسان کے ليئے ايک فطري امر هی — رهي يه بات که لوگ کهتے هيں که فلاں شخص دهري يا طبيعي هی اس کا مطلب يه هی که اُس کے نزديک وه زبردست قوت دهر يا طبيعت هی - پس ميرے نزديک علماے اخلاق کا يه قول بالکل صحيح هی که انسان کا کوئي فرقه بے ديني کي صفت سے متصف نهيں کيا جا سکتا - بلکه هر ايک انسان کوئي نکوئي مذهب رکهتا هی ' خواه وه صحيح هو يا فاسدهو - اورفاسديا کسي صحيح اصل سے ماخوذ هو يا اُسکي اصل بهي فاسد هو - اور دونوں قسم کے فاسد ميں موجب فساد خواه کمي هو يا زيادتي يا خلط ملط — غرضکه اسطرح پر مذهب کي آٹهه قسميں هوتي هيں *

پس صحيح مذهب دنيوي ترقي اور کاميابي اور اُخروي بهبودي اور فلاح کا کفيل هی — دونوں قسم کے فاسد مذهب جن ميں موجب فساد کمي اور نقصان هوتا هی بعض اوقات ان کے پيرو ايک خاص نظام معيشت کے پابند هوتے هيں اور دنيوي ترقي ميں به موانب مختلفه کامياب هوتے هيں - مگر جن مذاهب ميں باعث فساد زيادتي يا خلط ملط هوتا هی وه مذهب اپنے پيروں کے ليئے قطعاً موجب تباهي اور بربادي هوتے هيں — اب ميں صرف اسقدر اور عرض کرنا چاهتا هوں که اس مبحث کے متعلق ميري يه تقرير نئي قسم کي هی — پس التماس يه هی که اس کي تائيد يا ترديد جو کچهه کي جاے وه بعد غور کامل کي جاے *

صاحب صدرانجمن نے فرمايا که حضرات علما و فضلا ! ميں آپکا مرتبه اس سے بالا تر سمجهتا هوں که آپ کے سامنے آداب مناظره کي تفصيل

کرنے کي ضرورت ہو — مگر میں ایک خاص امر کي طرف آپ کو توجہ دلاتا ہوں جو یقینا آپ کے خیال میں بھي ہوگا یا جس کي تصریح ہوجانا آپ پسند کرتے ہونگے — اور وہ یہہ ہی کہ کسي شخص کو اپني ذاتي راے پر اصرار نہونا چاہیئے — ہم میں سے ہر شخص کو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ جو راے وہ ظاہر کرتا ہی وہ صرف ایک خیال ہی جو اُس کے دل میں پیدا ہوا ہی جو بسا اوقات صحیح ہوتا ہی اور بعض اوقات اُس میں غلطي ہونا ممکن ہی — اگرچہ وہ بظاہر اجلاس میں بھروسہ کے ساتھہ بیان کیا جاتا ہی لیکن در حقیقت اُس کي تصحیح اور دوسرے ممبروں کي راییں پر اطلاع حاصل کرنا مقصود ہوتا ہی — پس کسي شخص کے لیئے اپني راے کا پابند ہونا لازمي نہیں ہی اور اگر وہ اُس سے رجوع کرکے کسي دوسرے شخص کي راے سے اتفاق کرے اس صورت میں بھي کسي قسم کي ملامت اُس کے ذمہ عاید نہیں ہوسکتي — کیونکہ درحقیقت مناظرہ اور مجادلہ کرنا ہمارا مقصود نہیں ہی — بلکہ ہم مباحثہ کر رہے ہیں اور تحقیق حق ہمارا اصلي مقصود ہی — اگر ہمکو کسي مقرر کي کوئي راے نہایت پسند آئے تو کچھہ مضائقہ نہیں کہ ہم لفظ "† مرحبی" پکار کر کہیں اور اس طرح پر اپني خوشي اور پسندیدگي کا اظہار کریں — ان اصولوں کو مد نظر رکھکر اب ہم کو مسلمانوں کے عام اختلال کے اسباب کي نسبت بحث کرنا چاہیئے *

فاضل شامي نے کہا کہ میرے نزدیک اس اختلال کا منشا بعض اعتقادي اور اخلاقي امور ہیں مثلا جبریت کا عقیدہ جس نے باوجود اُس اعتدال کے جو اُس میں پیدا کیا گیا تھا تمام قوم کو باطن میں جبریہ اور ظاہر میں قدریہ بنادیا ہی (مرحبی) اور مثلا زہد اور نفس کشي اور قوت لایموت پر قناعت کرنے کي ترغیب دینا اور دولت و ثروت ، عزت اور برتري حاصل کرنے کے شوق کو دلوں سے محو کردینا اور عظیم‌الشان کاموں کي طرف پیش قدمي کرنے کا خیال مٹا دینا اور مسلمانوں کو مرنے سے پیشتر مثل مردوں کے زندگي بسر کرنے کي ترغیب دینا یہہ تمام اصول جو دماغ کو بے حس و حرکت کرنے والے اور ہمتوں کو پست کرنے والے اور سستي اور کاہلي کي روح پھونکنے والے ہیں سراسر افترا اور بالکل بہتان ہیں نہ اُن کو عقل قبول کرسکتي ہی اور نہ شریعت نے اُنکا حکم دیا ہی — بعض ایسے ہي امور کي وجہ سے حضرت عثمان نے ابوذر غفاري کو جلا وطن کردیا تھا *

بلیغ قدسي نے اس کے جواب میں کہا کہ یہہ جبریت اور زہد و قناعت کے اصول جو ہماري قوم کے عقاید کے ساتھہ مخلوط ہورہے ہیں اور نیز وہ اصول جو ان سے بھي بڑھکر اسباب کو معطل کرنے والے اور زندگي کو غارت کرنے والے ہیں تمام مذاہب میں موجود ہیں — تاکہ وہ ایک حیثیت سے انساني طبیعت کي حرص و طمع کے ساتھہ مل جلکر طلب مقاصد میں توسط اور اعتدال کي حالت پیدا کردیں اور دوسري حیثیت سے عاجزوں اور مفلسوں اور فلاکت زدوں کے لیئے باعث تسلي اور فقیروں اور دولتمندوں کے درمیان حصول مساوات کا ایک ذریعہ ہوں *

† یہہ لفظ بجاے چیرز کے استعمال کیا گیا ہی —

تقدیر کے عقیدہ پر تمام مذاہب کا اتفاق ہی — ہر قسم کي برائي بھلائي خدا کي طرف سے پائي جاتي ہی — یا بھلائي خدا کي طرف سے اور برائي نفس یا شیطان کي طرف سے تسلیم کي جاتي ہی — مگر تاہم ہر ایک انسان کسي واقعہ کو تقدیر کي طرف صرف اُسي وقت منسوب کرتا ہی جبکہ وہ اُس کے سبب سے جاہل ہوتا یا حصول منفعت اور رفع مضرت میں ناکام رہتا ہی — اور اسطرح پر وہ اپني جہالت اور ناداني یا کمزوري اور ناکامي کو خوبصورتي کے ساتھہ تقدیر کے پردہ میں چھپانا چاہتا ہی — چونکہ اِن اخیر صدیوں میں مسلمان بالعموم دینا کے واقعات اور نتائج کے اسباب سے جاہل اور ہر قسم کے دنیوي کار و بار کے انجام دینے سے عاجز ہوگئے اس لیئے اُنہوں نے تقدیر اور زہد کے زیر سایہ پناہ لي جسکي وجہ دینداري نہیں ہی بلکہ محض ملمع سازي ہی — دیکھو رہبانیت اختیار کرنا اور دولت و ثروت پر لات مارنا عیسائیت میں اعلی درجہ کي عبادت اور ذریعہ قرب الہي ہی — تو کیا اس سے شارع کا یہہ مقصد تھا کہ نوع انسان ایک ہي نسل کے بعد صفحہ ہستي سے نیست و نابود ہوجاوے یا اُس کا یہہ مقصد تھا کہ اس حکم کي تعمیل صرف چند افراد تک محدود رہیگي ؟ اس مقام پر چند افراد کي تخصیص کو عقل ہرگز نہیں قبول کرسکتي — اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ اس قسم کے جبریت اور زہد و قناعت کے اُصول کو عام اختلال کا سبب قرار دینا صحیح نہیں ہی — بلکہ یہہ اُصول انسان کي حرص و طمع اور اُس کي بلند پروازیوں میں اعتدال پیدا کرتے ہیں *

خلفاے راشدین اور صحابہ کرام نے دنیوي دولت و ریاست اور اُخروي اجر و ثواب کے حاصل کرنے میں جسقدر مشقتیں برداشت کي ہیں ان پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس وقت قوم عملي طور پر زاہد تھي اور اِس وقت ہمارا زہد جس کا ہم دعوی کرتے ہیں سراسر جھوٹا اور بالکل ریائي ہی — (مرحبی) *

میرا خیال یہہ ہی کہ اس عام اختلال کا سبب وہ تغیر تبدل ہی جو اسلامي طرز سیاست میں باوقات مختلف ہوتا رہا ہی — اسلامي سیاست ابتداءً بالکل جمہوري اور ریپبلک تھي اور خلفاے راشدین کے مبارک زمانہ کے بعد ملک کي اندروني شورشوں اور خانہ جنگیوں کے متواتر جاري رہنے سے اسلامي طرز سیاست نے شاہي رنگ بدلا مگر تاہم شریعت کے بنیادي اُصول کي قید اُس کے ساتھہ لگي رہي — اور اس کے بعد وہ بالکل آزادانہ اور شخصي ہوگیا — اس تغیر تبدل کي نسبت جو اسلامي طرز سیاست میں واقع ہوا جب غور کیا جاتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ اُس کا اصلي سبب حسب ذیل ہی *

چونکہ صحابہ کرام فتوحات میں مصروف تھے اور مختلف ملکوں اور شہروں میں پھیلے ہوئے تھے اِس وجہ سے شرعي قواعد صدر اول میں نہ لکھے گئے اور نہ اُن کي تدوین ہوسکي — اور جب زمانہ مابعد میں اُنکي

تحریر و تدوین شروع ہوئی تو علماء میں سخت اختلافات اور تناقض پیدا ہوئے — مختلف قوموں کے جو لوگ مذہب اسلام میں داخل ہوئے تھے اُن کی رائیں حد اعتدال سے تجاوز کرنے لگیں - انہوں نے اصولی اور فروعی اختلافات میں اُنہیں پہلوؤں کو ترجیح دی جو ان کے سابقہ مشرکانہ خیالات سے مناسبت رکھتے تھے - سیاسی حکام اور مدبران ممالک نے اس اختلاف کو گروہ بندی اور پولیٹکل خود مختاری اور مطلق العنانی کا بہترین ذریعہ خیال کرکے اُس سے فائدہ اُٹھایا — جس کا یہہ نتیجہ ہوا کہ اسلامی سلطنت ایسے گروہوں پر منقسم ہوگئی جو بلحاظ مذہبی اصول کے باہم مختلف اور بلحاظ سیاست کے ایک دوسرے کے دشمن اور خون کے پیاسے تھے ' ان میں ہمیشہ جنگ و جدل اور خوں ریزی کا سلسلہ برابر جاری رہتا تھا — یہہ حالت دیکھکر دشمنوں کو بھی حرص و طمع دامنگیر ہوئی اور اسلامی گروہوں کو ایک ہی وقت میں اندرونی اور بیرونی لڑائیوں کی مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا - ان لڑائیوں سے کبھی کبھی بہت تھوڑے عرصہ کے لیئے فرصت ملتی تھی اور بقدر اُس فرصت کے علوم اور شایستگی کو ترقی ہوتی تھی - چونکہ ان لڑائیوں کا سلسلہ صدیوں تک جاری رہا اس لیئے مسلمانوں کی قوم بلحاظ پیشہ اور اخلاق کے ایک جنگی قوم ہوگئی اور علوم و فنوں اور صنعت و حرفت سے بہت دور جا پڑی - کچھہ عرصہ کے بعد جب لایق سپہ سالاروں اور سامان حرب و ضرب میں کمی واقع ہوئی تو کامیاب لڑائیوں کا سلسلہ یکلخت منقطع ہوگیا اور قوم صرف مدافعت پر قناعت کرنے لگی - اور خصوصا دو صدیوں سے یعنی جب سے کہ مغرب میں فن جنگ ترقی کرکے ایک وسیع علمی فن ہوگیا ہی جو ہمارے خواب و خیال میں نہیں یہی حالت جاری ہی - اور مسلمان آپس میں کٹتے مرتے اور اپنی قوت کو غارت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی اعانت اور ہمدردی نہیں کرتے — یہی حالت ہی جس نے مسلمانوں کی مستعدی اور چستی و چالاکی کو برباد کرکے ان میں عام اختلال اور افسردگی پیدا کردی ہی •

حکیم ٹھونسی نے اس کے جواب میں کہا کہ مسلمانوں کے سوا بعض دیگر قوموں مثلاً جرمن میں بھی خود مختار اور مطلق العنان حکومتیں موجود تھیں ' جو مذہبی اصول میں باہم مختلف اور سیاسی گروہوں پر منقسم تھیں ' اور اُن میں ہمیشہ جنگ و جدل کا سلسلہ برابر جاری رہتا تھا — مگر تاہم ان میں عام طور پر اختلال پیدا نہیں ہوا — پس ضرور ہی کہ مسلمانوں کے عام اختلال کا کوئی دوسرا سبب ہوگا •

میں خیال کرتا ہوں کہ ہماری موجودہ مصیبت اُس سخت جہالت کے باعث سے ہی جو ہمارے امراء کے گروہ کثیر کی طبائع میں راسخ اور مستحکم ہوگئی ہی — یہہ فرقہ خود بھی گمراہ ہوا اور اپنی بداعمالیوں سے تمام قوم کو سیدھے راستہ سے گمراہ کیا - اس گروہ کی جہالت جانوروں اور چوپایوں سے بھی زیادہ ترقی کرگئی ہی - جانور اُن فطری وسائل سے جو نیچر نے اُن کو عطا کئی ہیں اپنی ذاتی حفاظت کرتے ہیں — مگر یہہ گروہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے تباہ اور برباد کررہا ہی - اس گروہ میں بعض افراد ایسے بھی موجود ہیں جو دیدہ دانستہ گمراہی میں مبتلا ہیں - وہ قوم کی بدحالی کو دیکھکر روتے اور افسوس کرتے ہیں تاکہ یہہ خیال کیا جاوے کہ وہ قومی بہبودی کے کاموں کے انجام دینے سے مجبور ہیں — وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کی سیاسی اصلاح کا خواستگار ظاہر کرتے ہیں حالانکہ جو کچھہ وہ اپنی زبان سے کہتے ہیں ان کے دل پر اُس کا مطلق اثر نہیں ہوتا — وہ بظاہر اصلاح کی طرف اپنی رغبت ظاہر کرتے ہیں مگر باطن میں اپنے دین و دنیا کو غارت کرنے ' اپنی رفعت اور برتری کی عمارت کو ڈھانے ' اپنی عزت کو برباد کرنے اور مسلمانوں کو ذلیل کرنے کے لیئے بدستور ہر وقت آمادہ رہتے ہیں - یہہ ایک ایسا مہلک مرض ہی جو امراء سے علما کے گروہ میں سرایت کر گیا ہی اور اُن سے رفتہ رفتہ قوم کے ہر درجہ و ہر طبقہ میں پھیل گیا ہی •

مولاے رومی نے اِس کے جواب میں کہا کہ بالخصوص امراء کے ذمہ اِلزام لگانا صحیح نہیں ہی - کیونکہ ہمارے امراء ہماری ہی قوم کا ایک گروہ ہی اور ہر طرحپر ہماری ہی مثل ہی — یہہ ایک مشہور ضرب المثل ہی کہ " جیسے تم ہوگے ویسے ہی تمہارے حاکم ہونگے " پس اگر ہم مریض نہ ہوتے تو ہمارے امراء و حکام کی یہہ نوبت نہوتی -

میرے نزدیک ہماری موجودہ مصیبت کا سبب یہہ ہی کہ ہم آزادی کو ہاتھہ سے کھو بیٹھے ہیں ' ہم اُس کے معنی فراموش کرچکے اور اُس کے فوائد سے محروم ہوگئے ہیں - ابر اِسوقت آزادی کا لفظ بھی ہمارے لیئے ایک موجب وحشت چیز بن گیا ہی - آزادی کی یہہ تعریف کی گئی ہی کہ اِنسان اپنے قول و فعل میں مختار ہو کوئی شخص ظالم اور نا انصافی کی راہ اُس کے ساتھہ تعرض نکرسکے - یہہ بھی آزادی کا ایک شعبہ ہی کہ حقوق میں مساوات کا لحظ رکھا جاوے اور حکام سے جو درحقیقت رعایا کے وکیل ہیں محاسبہ کیا جاوے اور حق کے مطالبہ اور نصیحت کے کرنے میں خوف و ہراس کو مطلقا راہ ندی جاوے - ما سوا اس کے تعلیم کی آزادی ' تحریر و تقریر کی آزادی ' پریس کی آزادی ' علمی مباحثات کی آزادی ہی — آزادی کا ایک شعبہ عدالت معہ اپنے تمام اقسام کے ہی تاکہ کسی شخص کو کسی ظالم اور غاصب ' عیار اور فریب باز کا کھٹکا باقی نرہے - اُس کا ایک شعبہ امن ہی - مثلاً مذہبی امن ' جان و مال کا امن ' عزت و آبرو کا امن ' علم اور اُس کے فوائد کا امن — پس آزادی در حقیقت مذہب کی روح ہی - حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف ایک شعر منسوب ہی جسمیں اُنہوں نے دین کو شرعی احکام اور امن قایم کرنے پر محدود کیا ہی — وہ شعر حسب ذیل ہی -

و ما الدین الا ان تقام شرائع • و تومن سبل بیننا و هضاب

اس میں شک نہیں کہ انسان کے لیئے زندگی کے بعد آزادی سب سے زیادہ قیمتی اور عزیز چیز ہی - اُس کے معدوم ہونے سے تمام اُمیدیں خاک میں مل جاتی ہیں ' اعمال باطل ہو جاتے ہیں ' انسانی نفوس جیتے جی مرجاتے ہیں ' شریعتیں معطل اور قوانین مختل ہو جاتے ہیں - ہماری قوم میں بکریاں چرانے والا بھی بالکل آزاد تھا ' وہ بادشاہ کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا تھا اور امیرالمومنین کو یا عمر اور یا عثمان کہکر پکارتا تھا - مگر اب ہماری یہہ نوبت پہونچ گئی ہی کہ ہم بچہ کو اُس کی ماں کی گود میں قتل کرتے اور اُس کی ماں کو سکوت پر مجبور کرتے ہیں اور اُس کو ہرگز اپنی جرات نہیں ہوتی کہ وہ اپنے نالہ و فریاد سے ہمارے کانوں کو اذیت پہونچائے — ہماری قوم کا ایک ادنی سپاہی دشمن کے ایک بڑے لشکر کو پناہ دیتا تھا اور سب لوگ اُس کے عہد کو تسلیم کرتے تھے — مگر اب ہماری یہہ حالت ہوگئی ہی کہ ہم ایک بڑے لشکر کو جمعہ اور عیدین کی نماز سے روکتے ہیں حالانکہ سوائے جھوٹی شان و شوکت کے اِس کی کوئی ضرورت داعی نہیں ہوتی (مرحبی) *

ایسی حالت میں اگر قوم اپنی زندگی سے اُکتا جاے اور اُس پر عام اختلال اور افسردگی طاری ہوجاے تو کچھہ تعجب کی بات نہیں ہی - صدیاں گذرچکی اور بہت سی نسلیں بدل چکی ہیں کہ ہم اِسی مصیبت میں مبتلا ہیں - اس لیئے نا اُمیدی اور بیکاری ' سستی اور ناهنجاری ' محنت اور کوشش سے نفرت اور لہو و لعب سے الفت ہماری طبیعتوں میں مستحکم ہوگئی ہی - لہو و لعب سے ہمارے نفوس کو جو مقید ہیں اپنی تکالیف میں تسکین حاصل ہوتی ہی اور بیکاری ہمارے فکر کے لیئے جو چاروں طرف سے محصور ہورہا ہی موجب راحت ہوتی ہی - ہم ان تمام باتوں سے جو محنت اور کوشش سے تعلق رکھتے ہیں نفرت کرنے لگے ہیں حتی کہ نہ ہم مفید کتابوں کا مطالعہ کرسکتے ہیں اور نہ کسی نصیحت کا سننا گوارا کرسکتے ہیں - کیونکہ اس سے ہمارے دلوں میں اُس عزیز چیز کی یاد تازہ ہوجاتی ہی جسکو ہم غارت کرچکے ہیں اور ہماری روح کو سخت تکلیف اور صدمہ ہوتا ہی — اگر ہم ہزلیات اور خرافات میں مصروف ہوکر اُس خیال کو فراموش نکردیں تو عجب نہیں کہ ہمارا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کرجاے - اسطرح رفتہ رفتہ ہمارے احساس ضعیف ہوگئے اور ہماری غیرت فنا ہوگئی اور جو شخص ہم کو ہمارے فرائض کی یاد دلاتا ہی اُسپر ہم غصہ کرتے ہیں - اس کی وجہ صرف یہی ہی کہ ہم اُن کے ادا کرنے سے قاصر ہیں *

ہماری قوم میں بعض ایسے گروہ بھی پائے جاتے ہیں جو صدہا سال سے غلامی اور ذلت و خواری کے ساتھہ مالوف ہوگئے ہیں — پس انحطاط اُن کے لیئے ایک امر طبعی بن گیا ہی جسکی مفارقت اُن کو ایک نہایت تکلیف دہ چیز ہی - یہی وجہ ہی کہ ہندوستان ' مصر اور ٹیونس کے مسلمان جن کو امن و آزادی کی نعمت عطا ہوئی ہی اپنے اُن مسلمان بھائیوں کی حالت پر جو اِسلامی ممالک میں رہتے ہیں رحم نہیں کرتے بلکہ اُن میں سے جو لوگ اپنے مسلمان حاکموں کے برخلاف ایجیٹیشن پھیلاتے ہیں اُن کو وہ بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور اکثر اوقات وہ اِصلاح کے خواستگاروں کو ملحد اور بے دین اور باغی خیال کرتے ہیں — گویا کہ اُن کے نزدیک محض مسلمان حاکم کا وجود ہی تمام چیزوں سے حتی کہ عدل وانصاف سے بھی مستغنی کردیتا ہی - اور گویا کہ ہر حالت میں اُس کی اطاعت مسلمانوں پر واجب ہی اگرچہ وہ اُن کے ملکوں کو برباد کرتا اور اُن کی اولاد کو قتل کرتا ہو — غرض کہ آزادی کا کھو بیٹھنا مسلمانوں کے عام اختلال کا اصلی سبب ہی *

مجتہد تبریزی نے اِس کے جواب میں کہا کہ یہہ حالت عام نہیں ہی — حالانکہ ہمارا قومی اختلال روز بروز بڑھتا اور مستحکم ہوتا جاتا ہی — پس لا محالہ اُس کے لیئے کوئی دوسرا سبب ہوگا *

مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ ہمارا موجودہ تنزل اور انحطاط خود ہماری طرف سے ہی — کیونکہ ہماری قوم دنیا میں بہترین اقوام تھی جو لوگوں کے لیئے ظاہر ہوئی تھی - ہم صرف خداے وحدہ لا شریک کی عبادت کرتے اور صرف اُسی کے سامنے اپنے عجز و انکسار کا اظہار کرتے تھے — جو شخص جس وقت تک اُس کی اطاعت کرتا تھا اُسی وقت تک ہم اُس کی اطاعت کرتے تھے — ہم نیک کاموں کا حکم دیتے اور بری باتوں سے منع کرتے تھے - خلافت اور حکومت کے معاملات ہمارے باہمی مشورہ سے طی ہوتے تھے - ہم نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے اور گناہ اور نافرمانی میں باہمی اعانت نکرتے تھے — یہہ تمام باتیں ہم نے چھوڑ دی ہیں — حالانکہ ہماری شریعت میں بری باتوں سے روکنا عملا ہونا چاہیئے — اور اگر یہہ ممکن نہو تو زبان سے اور اگر یہہ بھی ممکن نہو تو دل سے - تیسرے درجہ سے یہہ مقصود ہی کہ خائنوں اور فاسقوں سے اعراض کرنا چاہیئے اور دلوں میں ان کی طرف سے نفرت ہونی چاہیئے *

اس میں شک نہیں کہ اس مذہبی فرض کی تعمیل اُن کے متلبہ کرنے کے لیئے کافی ہوگی اور اس حکم کی تعمیل کسی شخص کے لیئے ناممکن نہیں ہی - خدا نے فرمایا ہی "† ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض " پس یہی سبب ہی کہ قوم اپنے حکام کی پرستش اور

† اور اگر اللہ بعض لوگوں کے ذریعہ سے بعض کو کرسی حکومت سے نہ ہٹاتا رہے تو ملک کا انتظام درہم برہم ہوجاے -

خواهشات اور اوهام کي پيروي ميں گرفتار هی اور هم امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کو ترک کرکے فاسقوں اور آڈر نافرمانوں کي اطاعت ميں مصروف هيں- خداوند تعالی نے فرمايا هی " † و لتکن منکم امة يدعون الی الخير و يامرون بالمعروف و ينهون عن المنکر و اولئک هم المفلحون " حديث ميں وارد هوا هی که " ‡ تم کو امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کرنا چاهيئے ورنه خدا تمهاري قوم کے شهير لوگوں کو تم پر مسلط کريگا اور پهر تم ميں سے اچهے لوگ دعا کرينگے مگر قبول نهوگي " - اس کے علاوه بهت سي آيتيں اور حديثيں ايسي هيں جن سے معلوم هوتا هی که امر بالمعروف اور نهي عن المنکر کے ترک کرنے سے لا محاله ذليل و خوار هوتے هيں - پس ميرے نزديک بهي سبب هی جس سے موجوده عام اختلال پيدا هوا هی *

واقعات اور رائيں

گذشته هفته ميں يورپ سے کوئي ايسي خاص خبريں نهيں آئيں جنکي جانب ناظرين کي توجه بالخصوص مبذول کرنا مناسب هو — البته مابين روس اور سلطان جو چار ٹارپيڈو جهازوں کے ڈارڈينلز سے گذرنے کي بابت بحث تهي وه طے هوگئي- جس تار ميں يهه خبر تهي که روس نے اپنا دعوي واپس ليليا اُس ميں يهه ذکر بهي تها که سلطان نے روس کو صوبه البانيا ميں ايک نيا کانسل کا دفتر کهولنے کي اور وهاں اپنا کانسل رکهنے کي اجازت ديدي - اس سے خواه مخواه خيال هوتا هی که جهازوں کي بابته جو فيصله هوا وه کس بنياد پر هوا — ناظرين کو معلوم هوگا که گو کانسل بهي ايک قسم کا سفير هوتا هی ليکن در اصل کانسل کا خاص فرض اسقدر هی که اپنے ملک کي تجارت کو ترقي دينے کي تدابير عمل ميں لائے اور اپنے تجاران کے حقوق کي موقعه پر حفاظت کرے -- البانيا ايسا صوبه هی که جهاں تجارت کے مواقعه بهت کم هيں ليکن جو سلطنت سائبيريا اور وسط ايشيا کے غير آباد بيابانوں ميں لکهوکها روپيه صرف کرکے ريل نکال سکتي هی اُس کو البانيا ميں کانسل رکهنا کيا دشوار هی *

---

† اور تم ميں ايک گروه ايسا بهي هونا چاهيئے جو لوگوں کو نيک کاموں کي طرف بلائيں اور اچهے کام کرنے کو کهيں اور برے کاموں سے منع کريں اور ايسے هي لوگ اپني مراد کو پهونچينگے -

‡ اس حديث کو بزار نے عمر سے اور طبراني نے ابو هريره سے روايت کيا هی ان دونوں کي سندين ضعيف هيں - ترمذي ميں بهي به تبديل بعض الفاظ يهه حديث روايت کي گئي هی — ابو عيسی کهتے هيں که يهه حديث حسن هی —

همارا گذشته پرچه نکلنے کے بعد هندوستان ميں جو سب سے بڑا واقعه پيش آيا وه ايک حادثه ريل کا هی جو درميان مدراس اور بمبئي بوقت ۳ بجے شب بروز شنبه پيش آيا — يهه حادثه جو کڈاپا کے قريب پيش آيا اسقدر سنگين قسم کا تها که شايد هندوستان ميں پيشتر کوئي حادثه اتنا عظيم نه گذرا هوگا — ناظرين خود خيال کرسکتے هيں که اس سے زياده سنگين واقعه کيا هوسکتا هی که ريل پل پر سے دريا ميں گرجاے - مزيدبراں شب کا وقت هو اور بارش نهايت شدت سے هورهي هو - آج (پنجشنبه) کے تاروں سے معلوم هوتا هی که اس وقت تک ساٹهه (۶۰) لاشيں برآمد هوچکي هيں مگر اسکا صحيح اندازه هونا نهايت دشوار هی که در اصل کتني جانيں ضائع هوئي هيں — اس ٹرين ميں دو بشپ بهي تهے — وه بچگئے مگر دو يورپين ليڈياں جو ايک مذهبي فرقه سے متعلق تهيں هلاک هوگئيں اور چند يورپين اور بهي ضايع هوئے — منجمله ان کے ايک يورپين ايجنٹ تها جو مدراس سے لکهنو بيش قيمت جواهرات لےکر آرها تها مگر چهار شنبه کے تاروں سے معلوم هوتا هی که جواهرات جو تخمينا ايک لاکهه ستر هزار کي قيمت کا تها باز يافت هوگيا *

ولايت کے اخباروں سے معلوم هوتا هی که شاه ايران نے انگلستان ميں بهت اچها اثر نهيں چهوڑا اور بعض حرکات شهنشاه ممدوح کي بالخصوص باعث ناگواري هوئيں- ايک روز حضور ممدوح بمقام وولوچ افسران توپخانه کے ساتهه اُن کي مسکوت ميں لنچ نوش کر رهے تهے - هنوز نصف کهانا بهي ختم نه هوا تها که شاه ميز پر سے اُٹهکر ايک کمره ميں جو اُن کے واسطے عليحده آراسته کيا گيا تها تشريف لے گئے اور وهاں جاکر آرام کرنے لگے — پانير کے کارسپانڈنٹ نے يهه بهي سنا هی که خود شاه بهي لنڈن سے کسيقدر ناخوش گئے- همارے شهنشاه نے اپني تصوير مرصع بطور نشاني شاه کے پاس قبل اُن کي مراجعت کے بهيجي تهي مگر شاه نے تصوير واپس کردي- کيونکه شاه جس شي کے خواهاں تهے وه ايک تمغه هی جسکو گارٹر کهتے هيں اور جو سب سے اعلی برٹش تمغه هی — همارے شهنشاه کو شاه ايران کي خواهش پيشتر سے بهي معلوم هوگي- ليکن اِس واقعه کے بعد بهي وه خاص تمغه دينا مناسب نهيں سمجها گيا *

جديد ايجاد

يورپ کے تازه تاروں سے معلوم هوتا هی که ايک جديد چيز ايجاد هوئي هی جسکے ذريعه سے ڈاک کي چٹهياں ايک الومينم کے بکس ميں بند هوکر بوساطت تار کے ايک مقام سے دوسرے مقام کو بحساب ۲۵۰ ميل في گهنٹه جاسکتي هيں لنڈن ميں بهي آزمايش هو رهي هی *

تقرر

پانیر کي تحریر سے معلوم هوتا هی که سرما میں همارے هردل عزیز جج مسٹر براون رگ صاحب اپنے اصلي عهده کلکٹري علیگڈه پر واپس هونگے *

دربار تجپوشي

مکان موسومه به پیلي کوٹهي واقع فیض بازار ملحق گرجا گهر جس میں ایک قطعه مردانه و ایک قطعه زنانه و هر دو قطعات میں کئي کئي کمرے اور دالان در دالان معه دو بالا خانه و تین صحن و چار پاخانه و غسل خانه وغیره هیں موقع تاجپوشي میں کرایه پر دینا منظور هی جس صاحب کو ضرورت هو وه تحریر سے کرایه طے کریں یهه پیلي کوٹهي لب سڑک قلعه کے سامنے میدان قواعد کے پاس جامع مسجد سے قریب ایک قرلانگ کے واقع هی جو صاحب دیکهنا چاهیں وه دیکهه سکتے هیں — خط کتابت شمس العلما مولوي محمد ذکاءالله صاحب خان بهادر رئیس دهلي سے کیجائے *

ضروري اطلاع

پبلک کو اطلاع دي جاتي هی که علیگڈه انسٹیٹیوٹ گزٹ کے متعلق جمله خط و کتابت مندرجه ذیل پته سے کي جاے *

محمد اسمٰعیل خاں صاحب

پرسنل اسسٹنٹ سکوٹري کالج —

مني آرڈر اور دیگر ذرایع سے جو روپیه اخبار یا اشتهارات وغیره کي بابته بهیجا جاے وه

مسٹر صاحب کالج

کے پاس آنا چاهیئے مگر بهتر هوگا که پرسنل اسسٹنٹ صاحب کو علحده تحریر کے ذریعه سے اطلاع دي جاوے *

بحکم نواب محسن الملک

چیف اڈیٹر

ضروري اطلاع

اس بات کے اعلان کي خاص ضرورت معلوم هوتي هی که جمیع قواعد صرف وه اصحاب منتخب کالج و کنفرنس چنده جمع کرسکتے هیں جن کے پاس تحریري اجازت آنریري سکرٹري کي هو — مفصل قواعد ۳۱ جولائي کے پرچه میں چهاپے گئے تهے *

اخبارات سے درخواست کي جاتي هی که ضروري معامله کے اعلان میں همکو پوري مدد دینگے *

(دستخط) محسن الملک

اشتهار

قانون شهادت مولفه جناب مسٹر سید محمود صاحب کا چهپ طیار هوگیا هی — درخواستیں بنام منیجر ڈپوٹي بک ڈپو مدرسة العلوم علیگڈه آنا چاهیئیں *

رسالة التوحید

یهه کتاب عربي زبان میں مصر کے ایک مشهور اور زبردست فاضل شیخ محمد عبده المصري کي جدید تصنیف هی جس کي بعض نهایت اهم اور ضروري فصلوں کا ترجمه مولوي رشید احمد صاحب انصاري نے علیگڈه انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شایع کیا تها جس کي کچهه جلدیں کتاب کي شکل میں علحده بهي چهاپي گئي هیں — قیمت في جلد ایکروپیه — منیجر ڈپوٹي شاپ مدرسة العلوم علیگڈه سے درخواست کرنے پر مل سکتا هی *

علیگڈه انسٹیٹیوٹ گزٹ

شرح قیمت اخبار

یهه اخبار هفته میں ایک بار چهپتا هی اور هر پنجشنبه کو شایع هوتا هی *

اخبار کا جاري رهنا معاونین کي اعانت اور قیمت اخبار کے وصول هونے پر منحصر هی *

معاونین اخبار وه حضرات سمجهے جاوینگے جو سالانه عطیه یا اس سے زیاده عنایت کریں *

قیمت سالانه پیشگي علاوه محصول	...	عطیه
ایضا ایضا معه محصول	...	عطیه
قیمت ششماهي علاوه محصول	...	صرف
ایضا ایضا معه محصول	...	صرف
قیمت سه ماهي علاوه محصول	...	صرف
ایضا ایضا معه محصول	...	صرف
قیمت في پرچه	...	۳

اجرت چهاپه اشتهارات

اشتهار ماسٹروں اور ٹیچروں کا بغرض حصول نوکري کے کالج یا اسکول میں هر دفعه کے لیئے	...	۸
باقي اشتهارات هر دفعه کے لیئے في سطر کالم	...	۲

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.
علیگڈه انسٹیٹیوٹ پریس میں باهتمام محمد ممتازالدین چهپا اور مشتهر هوا

REGISTERED No A. 176

علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ

معہ تہذیب الاخلاق

THE ALIGARH INSTITUTE GAZETTE

OF

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE

WITH WHICH IS INCORPORATED

"THE MAHOMEDAN SOCIAL REFORMER."

HONORARY EDITOR :— *MOULVI SYED MEHDI ALI KHAN.*

New Series
VOL. II. No. 52. } THURSDAY, 25th DEC. 1902. روز پنجشنبہ ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ ع { سلسلہ جدید
جلد ۲ نمبر ۵۲ }

فہرست مضامین

		صفحہ نمبر
دربار	(صرف اُردو) ...	۷۸۵
پولس کي اصلاح نمبر (۳)	(انگریزي معہ ترجمہ) ...	۷۸۶-۷۹۱
نوٹ	(انگریزي معہ ترجمہ) ...	۷۹۱-۷۹۲
رمضان المبارک	(صرف اُردو) ...	۷۹۲-۷۹۴
ایک خاتون کي همدردي	(صرف اُردو) ...	۷۹۴
عربي بول چال نمبر (۱)	(صرف اُردو) ...	۷۹۵
زهرا - دلچسپ قصه	(صرف اُردو) ...	۷۹۵-۷۹۶
خبریں	(صرف اُردو) ...	۷۹۶
اشتہار	(انگریزي) ...	۷۹۶

دربار

ہمارا خاص ریپریزینٹیٹو دهلي سے تحریر کرتا هی :—

" میں ابھي اپني ذاتي واقفیت سے آپ کو دهلي کے کچھہ حالات تحریر نہیں کرسکتا — مجھکو ابھي بچشم خود صرف کانفرنس کیمپ دیکھنے کا موقع ملا هی اور کانفرنس کیمپ اس سمندر میں صرف ایک قطرہ هی— سب سے پہلے مجھکو دربار کا جو تجربہ هوا وہ یہہ تھا کہ جو ریل علیگڈہ سے ساڑھے گیارہ بجے دن کے پہونچا کرتي تھي وہ قریب ساڑھے تین بجے پہونچي — اس وجہ سے ساڑھے ۸ بجے شب دهلي پہونچنا هوا — هم لوگ ٹرین کے منتظر علیگڈہ اسٹیشن پر تھے کہ ایک اسپیشل حیدرآباد کا آیا مگر اُس میں خود حضور نظام نہ تھے — بعد ازاں گورنر صاحب بمبئي اور مہاراجہ دربھنگا کي اسپیشل آئي — گورنر بمبئي کا اسپیشل نہایت صاف ستھرا تھا هر گاڑي پر تختي لگي هوئي تھي جس سے معلوم هو سکتا تھا کہ اُس گاڑي میں کون هی— جب یہہ تینوں اسپیشل گذر گئیں تب هماري ریل آئي - میں نے سنا تھا کہ بوک سے اسباب نکلوانے میں سخت مشکلات پیش آتي هیں — مجھکو بھي توقف ضرور معمول سے زیادہ کرنا هوا ' مگر اور کوئي دقت پیش نہیں آئي — کانفرنس کي طرف سے کالج کے چند طلبا اسٹیشن پر گاڑیاں لیکر آئے تھے اور برابر یہہ هي انتظام آخر تک رهیگا پس ممبران کانفرنس کو ان طلبا سے پوري امداد کي توقع رکھنا چاهیئے — حتی الوسع دن میں پہونچنا بہتر هی مگر لازم نہیں هی — ابھي مہمان بہت کم آئے هیں مگر پرسوں تک غالبا کیمپ بھر جائیگا — پنڈال جس میں جلسے هوا کرینگے نہایت شاندار هی مگر ابھي مکمل نہیں هی — منتظمان دهلي کوشش کر رهے هیں ' لیکن جتنے منتظم راقم نے دیگر مقامات پر گذشتہ سالوں میں دیکھے تھے اُتنے یہاں نظر نہیں آئے - میں اس بات کي کوشش کرونگا کہ آپ کو تقریبا روزانہ حالات سے مطلع کرتا رهوں "۔

POLICE REFORM.

III.

THE Police Commission have now been at work long enough to bring into relief certain points on which there is practically a concensus of opinion among witnesses. It is, for example, on record in a sufficiently explicit manner to satisfy even the Government of India, that the subordinate police officers (below A D. SS. P. is the expression generally employed) are distrusted by the public, are feared by villagers and are—to put it mildly—not respected by the higher classes. These facts can lead only to one conclusion; namely: that infusion of new and better blood is badly wanted. The facts and the conclusion we have indicated are, generally speaking, common ground between European and native witnesses; but further on when a question of practical importance is reached, the two classes part company. Representatives of advanced native public opinion, like Mr Sunder Lal of the Allahabad bar, favour recruitment from the educated classes of natives; they would also offer them higher salaries and better prospects of promotion. Representatives of the European community, like Mr Munroe, who gave evidence at Calcutta have adopted a different attitude. What Mr. Munroe said practically amounts to this:—"You see, gentlemen, corruption in the police and indeed in many other departments is general. Venality being general, its cause or causes must also be general

I have been a high police officer both in India and at home. I am now a missionary; so I ought to know. My opinion is that there is no light of faith and of conscience in the native. You therefore employ him at your risk. Talk of education if you like, but I say it is all bosh!" European witnesses who are in service and who are not missionaries do not, as a rule, go quite so far as Mr. Munroe did. They employ different expressions. They generally see lots of good in the police and some of it in their native subordinates. But even their magnanimity has a limit. "Employ natives in the higher grades! Oh! No. They wouldn't go quite so far as that. What they would say is:—give him a little more pay and watch him more closely." This is rather hard line, but we do not complain.

پولیس کی اِصلاح

نمبر (۳)

پولیس کمیشن کو اب کام کرتے ہوئے اس قدر عرصہ ہوگیا ہی کہ بعض ایسے امور بخوبی ظاہر ہوگئے ہیں جن کی نسبت گواہوں کے درمیان قطعی اتفاق راے ہی — مثلاً یہہ بات کہ دیہاتی لوگ پولیس کے عہدہ داروں سے خوف کھاتے ہیں، اور اعلی درجہ کے لوگ اُن کی عزت نہیں کرتے ہیں اس طرحپر صاف صاف بیان کی گئی ہی کہ گورنمنٹ ہند کو بھی اُس پر طمانیت ہوسکتی ہی — ان واقعات سے صرف ایک نتیجہ پیدا ہوسکتا ہی — یعنی یہہ کہ نئے آدمی اور زیادہ تر عمدہ لایق آدمی مہیا کرنے کی سخت ضرورت ہی — جو واقعات اور جو نتیجہ ہمنے ظاہر کیا ہی وہ عموما اہل یورپ اور ہندوستانی گواہوں کے درمیان مشترکہ باتیں ہیں — مگر آگے چلکر جب کہ عملی ضرورت کے معاملہ پر بحث کی جاتی ہی تو دونوں فریق علحدہ ہوجاتے ہیں — تعلیم یافتہ ہندوستانی پبلک اوپینین کے قایم مقام مثل مسٹر سندر لال بیرسٹر الہ آباد کے اسبات کے موئید ہیں کہ تعلیم یافتہ ہندوستانی فرقوں میں سے پولیس کے آدمی بھرتی کیئے جاویں — نیز اُن کی یہہ راے ہی کہ اُن کو بیش قرار تنخواہیں دی جاویں اور ترقی کی زیادہ تر عمدہ اُمیدیں دلائی جاویں — یوروپین کمیونٹی کے قایم مقاموں نے مثل مسٹر منرو کے جنھوں نے کلکتہ میں شہادت دی تھی ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا ہی — جو کچھہ مسٹر منرو نے بیان کیا تھا اُس کا خلاصہ در اصل یہہ ہی " اے صاحبو — آپ دیکھتے ہیں کہ پولیس میں بلکہ درحقیقت اکثر دوسرے سررشتوں میں رشوت ستانی عام ہی — اور جب کہ رشوت ستانی عام ہی تو اُس کا سبب یا اُس کے اسباب بھی عام ہونے چاہیئیں — میں ہندوستان اور ولایت میں ایک اعلی درجہ کا عہدہ دار پولیس رہ چکا ہوں — میں اب ایک مشنری ہوں پس مجھکو زیادہ واقفیت ہونی چاہیئے — میری یہہ راے ہی کہ ہندستانیوں میں راستبازی اور ایمانداری کی روشنی نہیں ہی — پس آپ اُن کو نوکر رکھہ کر اپنے تئیں خطرہ میں ڈالتے ہیں — آپ تعلیم و تربیت کا ذکر کیا کیجیئے لیکن میں یہہ بات کہتا ہوں کہ یہہ سب باتیں لغو ہیں " — یوروپین گواہ جو سرکاری نوکر ہیں اور مشنری نہیں ہیں عموما اس قدر باتیں نہیں بیان کرتے ہیں جیسی کہ مسٹر منرو نے بیان کی ہیں — وہ دوسرے پیرایہ میں گفتگو کرتے ہیں — اُن کے نزدیک عموما پولیس میں بہت سی خوبیاں ہیں اور اپنے ہندوستانی ماتحتوں میں بھی اُن کو کسیقدر خوبی نظر آتی ہی — لیکن اُن کی عالی حوصلگی کی بھی ایک حد ہی — کیا ہندوستانیوں کو اعلی عہدوں پر نوکر رکھا جاوے؟ ہرگز نہیں! — وہ یہہ گوارا نہیں کرسکتے ہیں — جو کچھہ وہ کہتے ہیں وہ یہہ ہی کہ اُن کو کچھہ زیادہ تنخواہ دینی چاہیئے اور اُن کی زیادہ تر نگرانی کرنی چاہیئے — یہہ بات ہندوستانیوں کے حق میں کسیقدر سخت ہی مگر ہم شکایت نہیں کرتے ہیں —

We are glad that so many people are speaking frankly, and believe good will probably come of it. We are also convinced that in spite of the prevailing corruption, for which our country men are mainly, though by no means wholly, responsible, the case of natives as a class is a strong one. If perchance the present Commission decided against their employment in the higher grades and the Government agreed with them, another Commission will probably, within a reasonable period, have to be appointed, and it will rectify matters.

If there is a department in which natives are indispensable it is the police. This will probably be admitted on all hands. Even if the Government *can* do without employing them in responsible posts like the *thanadar's*, it will not discard them on broader grounds of statesmanship. The employment of natives in the lower but onerous post of Sub-Inspector being necessary, is it either fair, or good for the service, to formulate an edict saying "So far you shall go but no further." What is the height to which most European witnesses would allow natives to rise? According to them a Sub-Inspector might in time become an Inspector. But if an Inspector is an honest and efficient police officer he must remain an Inspector. For him there is no promotion unless he ceases to be a police officer and becomes a Magistrate!

The weakness of the case as put forward by most European witnesses, is so evident that no arguments are, we think, necessary to show it up. However large may be the retainer which accompanies the brief, there is, we think, not a native of position who would willingly undertake to plead a case like this before statesmen and administrators. The case is not a lame one. We submit that it has no legs at all. What its advocates do (perhaps unconsciously) is in our humble opinion simply this. They place justice and the interests of service in one scale and in the other they place their estimate of native character. The latter in their opinion is the weightiest consideration of all and must consequently turn the scales. "The talk of justice and of improving the service by employing better men is all very well. But we know what their better men are like." This is practically how they feel and on the strength of that feeling they

هم اس بات سے خوش هیں که بهت سے آدمي اسقدر آزادي کے ساتهه گفتگو کر رهے هیں اور هم کو یقین هی که اس سے غالبا عمده نتیجه پیدا هوگا - هم کو یهه بهي یقین هی که باوجود رشوت ستاني کے جو آج کل پهیلي هوئي هی جس کا الزام زیاده تر گو کلیتا نهیں خاص همارے هموطنوں کے ذمه هی ' هندوستانیوں کا دعوی بحیثیت ایک فرقه هونے کے مضبوط هی — اگر خود کمیشن اتفاقا یهه فیصله کرے که هندوستاني اعلی درجوں میں نوکر نه رکهے جاویں اور گورنمنٹ اُس کے ساتهه اتفاق کرلے ' تو غالبا ایک دوسري کمیشن عرصه مناسب میں مقرر کرني پڑیگي اور وه ان باتوں کي اصلاح کردیگي *

اگر کوئي سررشته ایسا هی جس میں هندوستانیوں کي اشد ضرورت هی تو وه پولس هی — اور غالب هی که سب لوگ اس بات کو تسلیم کرینگے اگر گورنمنٹ اُن کو ذمه داري کے عهدوں پر مثل تهانه داري کے نوکر رکهے هوئے بغیر کام چلا سکے تو وه تدبیر مملکت کي زیاده تر وسیع وجوهات پر اُن کو خارج نهیں کریگي — جبکه سب انسپکٹري کے ادنی لیکن ذمه داري کے عهده پر هندوستانیوں کا نوکر رکهنا ضروري هی تو کیا یهه امر واجبي یا صیغه پولس کے حق میں مفید هی که اس مضمون کا ایک حکم جاري کیا جاوے که " تم یهاں تک جا سکتے هو اس سے آگے نهیں بڑه سکتے هو " کس درجه تک یورپین گواه هندوستانیوں کا عروج چاهتے هیں ؟ اُن کي راے کے موافق ایک سب انسپکٹر رفته رفته ایک انسپکٹر هو سکتا هی - لیکن اگر ایک انسپکٹر ایک ایماندار اور لایق عهده دار پولس هی تو وه انسپکٹر رهنا چاهیئے — اُس کے لیئے کوئي ترقي نهیں هی البته اُس صورت میں که وه پولس کا عهده دار نرهے اور مجسٹریت هو جاوے ! *

جو دعوی اکثر یورپین گواهوں نے پیش کیا هی اُس کي کمزوري اسقدر ظاهر هی که همارے نزدیک اُس کے ظاهر کرنے کے لیئے کسي دلیل کي ضرورت نهیں هی — گو وه محنتانه جو وکالت نامه کے ساتهه دیا جاتا هی کیسا هي زیاده کیوں نهو لیکن هم خیال کرتے هیں که کوئي ذي رتبه هندوستاني ایسا نهیں هی جو اس قسم کے دعوی کي نسبت مدبروں اور منتظموں کے روبرو گفتگو کرنا بخوشي قبول کرلے — یهه دعوی کمزور نهیں هی — هم کهتے هیں که اُس کے مطابق کوئي پیر نهیں هیں — جو کچهه اُس کے موید (شاید لا علمي میں) کهتے هیں وه همارے راے میں صرف یهه هی وه انصاف اور صیغه پولس کے مطالب کو ایک پله میں اور هندوستانیوں کي خصلت کے تخمینه کو دوسرے پله میں رکهتے هیں — اُن کي راے میں هندوستانیوں کي خصلت کا تخمینه سب سے زیاده قابل لحاظ هی اور اسوجه سے پلے لوٹ جانے چاهیں — " عدل و انصاف اور صیغه پولیس کي اصلاح کا ذکر کرنا یهه سب باتیں نهایت عمده هیں — مگر هم جانتے هیں که صیغه مذکور کے لایق آدمي کس قسم کے هوتے هیں — یهي در اصل وه بات هی جو اُن کي طبیعت میں هی ' اور اسي خیال کي بنا پر وه زیاده اعلی درجوں پر هندوستانیوں

oppose the introduction of natives into the higher grades. We are prepared to go part of the way with them. But we must stop where our native instinct tells us there is a pit-fall. Do they really know what our better men are like and what an improvement it would be to employ them ?

We are unable to agree with the witnesses in question on the main point. At the same time we are far from imputing to European witnesses anything like an intention to be unjust. The difference of opinion probably arises from viewing the matter from different stand-points. For that reason we believe it is a promising case for compromise. We can lay no claim to the experience gained by many of the European witnesses in their official capacity. But it is possible that we know something about certain classes of our countrymen of which Europeans—officials and non-official—ssee but little. Be that as it may, there is a distinct difference of opinion on an important point between representatives of the two communities, and the explanation we have suggested is the best we can offer without impugning the motives or questioning the *bona fides* of either class The European witnesses undoubtedly mean well, but to us it seems very strange that they are almost solid against employing our countrymen in the higher grades of the Police. They probably base their opinion on their knowledge and experience of the class of natives they have met with in the police. If so, no body can blame them for doing what is only natural. But while conceding that they are right so far as they go, we must be allowed to remind them that the field of recruitment is wider and presents more variety than they seem to be aware of. Why ! there are natives—there is at any rate one native—in the British Parliament. We have heard of or imagine we have, of a native who is a full-blown Commissioner of a division, There are native Collectors and native District and Session Judges. And there are natives in the High Courts. We speak only of judges and not of barristers or *vakils*, though there is no reason why in a matter like this we should not speak of the latter also. As a class they are available for showing up the error that natives generally are wanting in ability or integrity.

کے مقرر کیئے جانے کي نسبت مخالفت کرتے هیں - هم اُن کا کسیقدر ساتهه دینے پر آمادہ هیں — مگر جس مقام پر که هماري عقل هم سے یهه کهے که یهاں مغالطه هی وهاں هم کو ٹهرنا چاهیئے — کیا وہ درحقیقت اس بات کو جانتے هیں که همارے لایق آدمي کس قسم کے هیں اور اُن کے نوکر رکهنے سے کسقدر اصلاح هوجاویگي •

هم اصل بات کي نسبت ان گواهوں کے ساتهه اتفاق نهیں کرسکتے هیں — اور اُسي کے ساتهه هم یوروپین گواهوں سے نا انصافي کرنے کا ارادہ منسوب کرنا نهیں چاهتے هیں - اختلاف راے غالبا اس بات سے پیدا هوتا هی که اس معامله پر مختلف اصولوں کے لحاظ سے نظر ڈالي جاتي هی — اسي وجه سے هم یقین کرتے هیں که یهه ایک عمدہ مقدمه باهمي فیصله کے واسطے هی — هم اُس قسم کے تجربه کا دعوی نهیں کرسکتے هیں جو اکثر یوروپین گواهوں کو اپني سرکاري حیثیت سے حاصل هوا هی - لیکن ممکن هی که هم اپنے هموطنوں کے بعض فرقوں کي نسبت کوئي ایسي بات جانتے هوں جسکو اهل یورپ (آفیشل اور نان آفیشل بهت کم معلوم کرسکتے هیں - گو کچهه هي کیوں نهو لیکن ایک امر اهم کي نسبت دونوں فریق کے قایم مقاموں کے درمیان صاف صاف اختلاف راے هی — اور جو وجه هم نے ظاهر کي هی وہ سب سے زیادہ عمدہ وجه هی جو هم کسي فریق کے ارادوں پر الزام لگانے یا اُس کي نیک نیتي کي نسبت کلام کیئے هوئے بغیر پیش کرسکتے هیں - یوروپین گواهوں کي نوت بلاشبهه عمدہ هی — لیکن همارے نزدیک یهه بات نهایت عجیب معلوم هوتي هی که وہ پولیس کے زیادہ تر اعلی درجوں میں همارے هموطنوں کے نوکر رکهے جانے کے سخت برخلاف هیں - غالبا وہ اپني راے اُس واقفیت اور تجربه کي بنا پر قایم کرتے هیں جو اُن کو هندوستانیوں کے اُس فرقه کي نسبت حاصل هوا هی جو پولیس میں اُن کو ملا هی — اگر یهي بات هی تو کوئي شخص اُن پر اُس بات کا جو محض واجبي هی الزام نهیں لگا سکتا هی — لیکن جس حالت میں هم یهه تسلیم کرتے هیں که جو کچهه وہ کهتے هیں وہ صحیح هی ، تو هم اُن کو اس بات کے یاد دلانے کي اجازت چاهتے هیں که بهرتي کرنے کا میدان زیادہ تر وسیع هی اور اُس میں به نسبت اُسکے جس سے وہ واقف معلوم هوتے هیں مختلف طرح کے موقعے موجود هیں — کیونکه انگلستان کي پارلیمنٹ میں هندوستاني ممبر هوتے هیں اور بهرکیف ایک هندوستاني ممبر اس وقت موجود هی - هم نے سنا هی یا هم خیال کرتے هیں که هم نے سنا هی که ایک هندوستاني پورا کمشنر ایک ڈویزن کا هی — هندوستاني کلکٹر اور هندوستاني ڈسٹرکٹ جج و سشن جج موجود هیں · اور هائي کورٹوں میں بهي هندوستاني جج هیں - هم صرف ججوں کا ذکر کرتے هیں نه که بیرسٹروں یا وکیلوں کا ، گو اس بات کي کوئي وجه نهیں هی که ایک ایسے معامله میں جیسا که یهه هی هم بیرسٹروں اور وکیلوں کا بهي ذکر نکریں - بحیثیت مجموعي وہ اس غلطي کے ظاهر کرنے کے لیئے که هندوستانیوں میں عموما لیاقت اور دیانت داري کي کمي هی

The European witness will have to admit the force of these facts, but there is a loophole for him. If he wishes to avail himself of it he might say, "Oh! I know all that. The natives are either very good or very bad and you are speaking only of the select." Let him wait. To come lower down the grades of service there are native Sub-Judges, Munsifs, Deputy Collectors, and finally there is that hybrid official who is nothing and everything —nothing when he supplies *Russud* to a detachment of, say, native mounted-infantry and everything when he has to deal with respectable landlords. We refer to the native Tehsildar. There may be some taint in some of the services we have mentioned, but then few things are free from taint except perhaps the air of higher latitudes. If these services, executive and judicial, which are manned almost wholly by natives, are practically free from corruption, does their purity prove nothing? To our mind it proves a good deal, for it shows that there is no taint in the family. This is all we would contend for. There are men good, bad and indifferent, all over the world, and we admit that natives are no exception to the rule.

If we have dwelt upon the point at some length it is not because we are apprehensive of any practical injustice to our countrymen. We are sure that justice would be done willingly. But if it is withheld, the laws of natural justice may be relied upon to assert themselves automatically. We shall explain what we mean. Let us take it for granted that a line would be drawn above the Inspector's grade which natives will be debarred from crossing. What will probably be the natural result? In our humble judgment it would be this that in the long run your police will mainly consist of men who accept your terms and who do not aspire to anything better than an Inspectorship at the ripe age of forty-five. This is what we meant by the laws of natural justice asserting themselves automatically. If you are prepared to put up with this class of men in your police you are quite welcome to drawing the line where you will. The bargain will be fair enough so far as the men themselves are concerned; but there will be no reform.

The argument we have put forward—which is really a simple statement of facts—may not appear convincing to some of our

پیش کیئے جاسکتے ھیں— یوروپین گواھوں کو ان واقعات کے نتیجہ کو تسلیم کرنا پڑیگا - لیکن اُن کو اس دلیل سے انکار کرنے کا موقع حاصل ھی — اگر وہ اس موقع سے فائدہ اُٹھانا چاھتے ھیں تو وہ کہہ سکتے ھیں کہ " ھم یہہ سب باتیں جانتے ھیں— ھندوستانی یا تو نہایت اچھے اور یا نہایت خراب ھیں — اور آپ صرف چیدہ شخصوں کا ذکر کرتے ھیں " - ذرا صبر کیجیئے — اگر ملازمت سرکاری کے نتیجے کے درجوں پر نظر ڈالی جاوے تو ھندوستانی سب جج ' منصف ' ڈپٹی کلکٹر موجود ھیں ' اور اخر کار وہ دورنگا عہدہ دار ھی جو کچھہ نہیں ھی اور سب کچھہ ھی — کچھہ نہیں تو اُس وقت جبکہ وہ ھندوستانی مونٹڈ انفنٹری کی ایک پلٹن کے لیئے رسد مہیا کرتا ھی ' اور سب کچھہ اُس وقت جبکہ اُس کو شریف زمینداروں سے سابقہ پڑتا ھی - ھماری مراد ھندوستانی تحصیلدار سے ھی - بعض محکمہ جات میں جنکا ھم نے ذکر کیا ھی گو کوئی عیب اور غلاظت ھو' لیکن شاید سوائے بلند مقامات کی صاف شفاف ھوا کے بہت کم چیزیں غلاظت سے مبرا ھیں — اگر یہہ ایکزیکٹو اور جوڈیشل محکمے جن میں بالکل ھندوستانی ملازم ھیں بدرجہ اوسط بد دیانتی سے مبرا ھیں تو کیا اُن کی صفائی سے کوئی بات نہیں ثابت ھوتی ھی؟ ھمارے خیال میں اُس سے بہت کچھہ ثابت ھوتا ھی — کیونکہ اُس سے ثابت ھوتا ھی کہ خاندان کے خاندان (یعنی تمام ھندوستانیوں) میں عیب نہیں ھی— ھمارا دعوی صرف اس قدر ھی کہ تمام دنیا میں اچھے یا برے اور اوسط درجہ کے آدمی ھوتے ھیں ' اور ھم تسلیم کرتے ھیں کہ ھندوستانی اس قاعدہ سے مستثنی نہیں ھیں •

اگر ھم نے اس مضمون کی نسبت کسی قدر صراحت کے ساتھہ بحث کی ھی تو اس کی کچھہ یہہ وجہ نہیں ھی ھم کو اپنے ھم وطنوں کے حق میں عملا کسی نا انصافی کا اندیشہ ھی — ھم یقین کرتے ھیں کہ انصاف بہ بطیب خاطر کیا جاویگا - لیکن اگر انصاف نہ کیا جاوے تو قدرت کا قانون انصاف خود بخود اپنا فعل کریگا - جو مراد ھماری ھی ھم اُس کی تشریح کرنا چاھتے ھیں - فرض کرو کہ انسپکٹر کے عہدہ سے اوپر ایک حد فاصل قرار دی جاوے جس سے ھندوستانی آگے نہ بڑھسکیں اس کا قدرتی نتیجہ غالبا کیا ھوگا؟ - ھماری عاجزانہ راے میں یہہ نتیجہ ھوگا کہ رفتہ رفتہ تمھاری پولس میں خاصکر وہ لوگ ھونگے جو تمھاری شرایط کو قبول کرینگے اور جو ۴۵ برس کی پختہ عمر پر پہونچ کر انسپکٹری سے بڑہ کر کسی عہدہ کے خواستگار نہیں ھیں - یہی مراد ھماری اس بات سے تھی کہ قدرتی قانون انصاف خود بخود اپنا فعل کریگا - اگر تم اپنی پولس میں اس قسم کے آدمیوں کے ساتھہ نباہ کرنے پر آمادہ ھو تو آپ کو اختیار ھی کہ جہاں کہیں آپ چاھیں حد فاصل قرار دیں — یہہ معاملہ جہاں تک کہ خود اُن لوگوں سے تعلق ھی واجبی ھوگا — لیکن اصلاح کسی قسم کی نہوگی •

جو دلیل ھم نے پیش کی ھی (اور جو در حقیقت ایک سیدھا سادہ بیان واقعات کا ھی) گو وہ ھمارے بعض ناظرین کو باور نہ معلوم ھو ' تاھم

زمانہ گذشتہ اور حال کا تجربہ بالکل ہمارے حق میں مفید ہی — یہہ امر مسلمہ ہی کہ ہندوستانیوں کے تعلیم یافتہ فرقوں کو پولس میں نوکری کرنے کی تمنا نہیں ہی اور یہہ کسیقدر قابل لحاظ ہی — کیونکہ جسقدر آدمی تم چاہو منصفی - ڈپٹی کلکٹری اور تحصیلداری کے واسطے بہم پہونچ سکتے ہیں — ایگزیکٹو اور جوڈیشل محکموں کے ادنی درجوں کی جانب بھی بہ نسبت اُس کے جسقدر کہ گورنمنٹ کو ضرورت ہوتی ہی زیادہ تر اُمید وار مایل ہوتے ہیں - اگر وہ اسی طرح پر پولس کی وردی پہنے کے خواستگار نہیں ہیں تو اس کی صرف یہہ وجہ ہوسکتی ہی کہ پولس میں خوبیاں کم ہیں — یہہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں ہی کیونکہ یہہ بات بخوبی معلوم ہی کہ در حقیقت یہہ ہی صورت ہی- تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کو بحیثیت مجموعی نوکری کی سخت ضرورت ہی ' اور اگر باوجود اس کے وہ پولس سے علحدہ رہنا چاہتے ہیں تو ظاہر ہی کہ پولس کے اندر کچھہ نہ کچھہ نقص ہوگا *

یہہ بات کہ خرابیاں ٹھیک ٹھیک کیا ہیں بخوبی معلوم ہی ' اور اسی طرح یہہ بھی بخوبی معلوم ہی کہ موجودہ تنخواہ اور آیندہ ترقی کی اُمیدیں منجملہ اُن خرابیوں کے ہیں - پس جبکہ یہہ صورت ہی تو کیا آپ بغیر زیادہ تنخواہیں دینے اور بہتر اُمیدیں دلانے کے پولس کی اصلاح کرسکتے ہیں ؟ — یہہ معاملہ سیدھا اور صاف ہی — اگر آپ پولیس کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں ' تو آپ کو زیادہ تر اعلی درجہ کی لیاقت رکھنے والے ہندوستانی نوکر رکھنے چاہیئیں ' اور اگر بعض گواہوں کی رائیں تسلیم کرلی جاویگی تو یہہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا ہی *

یہہ ایک ایسی بات ہی جس کے لیئے زیادہ تر تشریح کی حاجت نہیں ہی — یہہ بات ظاہر ہی کہ تعلیم کی ترقی اور قانون کی عملداری نے روزگار کے وہ ذرایع لوگوں کے لیئے کھول دیئے ہیں جو لوگوں کی پچھلی نسل کو معلوم بھی نہ تھے — اسی کے ساتھہ ساتھہ سرکاری ملازمت میں وہ آب و تاب نہیں رہی ہی جو زمانہ سلف میں اُس میں پائی جاتی تھی - ایک بڑا اور با وقعت فرقہ لوگوں کا ایسا ہی اور بلا شبہہ ہمیشہ رہیگا جو دماغی کام کے ذریعہ سے معاش پیدا کرتے ہیں — لیکن اس باب میں بھی قریبا کچھہ کلام نہیں ہی کہ جو شرایط یورپین گواہوں نے تجویز کی ہیں وہ اسقدر عمدہ نہیں ہیں کہ اس فرقہ کے نہایت لایق شخصوں کو اپنی طرف مایل کرسکیں — محکمہ ایگزیکٹو میں بھی اُس غیر فیاضانہ پالیسی سے جو چند روز سے اختیار کی گئی ہی قدرتی نتیجہ پیدا ہوا ہی اس وقت تک اُمید واروں کی تعداد میں کوئی کمی نہیں ہوئی ہی ' مگر یہہ امر کسی طرح پر تحقیق نہیں ہی کہ جو شخص نایب تحصیلداری کی درخواست کرتے ہیں وہ اپنے فرقہ میں سے نہایت ہونہار ہیں - یہہ بات سچ ہی کہ گورنمنٹ کو اچھے خاصے آدمی بہم پہونچ رہے ہیں ' لیکن یہہ بوجہ اس علم یقین کے ہی کہ تحصیلداری اور اعلی درجوں تک بہت جلد ترقی ہوجاویگی — امتداد زمانہ سے غالبا یہہ بات ثابت

readers. The experience of the past and the present is nevertheless entirely on our side. It is an admitted fact that the advanced classes of natives are 'not eager to enter the police. This is rather ominous ; for you can have as many as you want for Munsifships, Deputy-Collectorships and Tehsildarships. Even the lower grades of the executive and judicial services attract more candidates than the Government require. If they are not equally eager to don the police uniform it can only be due to the police being less attractive. This is no surmise of our own ; for it is well-known that such is in fact the case. The educated natives as a class are badly in need of employment. If in spite of that they fight shy of the police, there must be something rotten in the State of Denmark.

What exactly are the draw-backs is pretty well known, and it is equally well-known that the present pay and prospects are among them. That being the case can you reform the police without offering better terms? The case is simple and manifest. If you would reform the police you must enlist natives of a higher calibre and that object cannot be attained if the views of certain witnesses are accepted.

This is a point which does not require much elaboration. It is well-known that the advance of education and the reign of law have opened up avenues of employment which were unknown to former generations of the people. Side by side with that, Government service has been loosing the glamour and gilt which surrounded it in the old days. There is and will of course always be a large and important class of people who earn their livelihood by mental work. But it is almost certain that the terms suggested by European witnesses are not favourable enough to tempt the best of this class. Even in the executive service the comparatively illiberal policy which has of late been adopted is producing its natural result. There is as yet no falling off in the number of candidates, but it is by no means certain that those who offer themselves for Naib-Tehsildarships are the most promising of their class. It is true that the Government are obtaining fairly good men ; but that is due to a general belief that promotion to Tehsildarships and higher grades will be rapid.

هوجاویگي که ترقي ایسي جلد نهیں هونيهی جیسیکه وه اُمید کرتے هیں— گورنمنٹ تب سیتي بجاویگي مگر اعلی درجه کے آدمي اُس کو میسر نه آوینگے •

انهیں وجوهات سے بلکه زیاده تر قوي وجوهات سے هم کو اندیشه هی که پولس میں ایک غیر فیاضانه پالیسي کے اختیار کرنے سے معکمه مذکور کي حالت موجوده سے زیاده تر اصلاح نهوسکیگي — اگر اتفاقاً یهه پالیسي اختیار کي جاوے تو هم اُمید کرتے هیں که از روے انصاف کے یهه کوتاهي اس ملک کے باشندوں میں لیاقت اور دیانت داري کے نهونے سے منسوب نهیں کي جاویگي — معتبر آدمي هم پهونچ سکتے هیں — لیکن آپ بغیر اس کے که اُن کو منفعت بخش اور معزز دور زندگي کي اُمیدیں دلاویں اُن کو بهرتي نهیں کرسکتے هیں •

هم کو اُن شخصوں کے ساتهه جو بیش قرار تنخواهوں اور آینده عمده اُمیدوں کے دلانے کي تائید کرتے هیں اور جو اس بات کي سفارش کرنے میں اس کا لحاظ نهیں کرتے هیں که خرچ کسقدر هوگا کچهه همدردي نهیں هی — هم خوب جانتے هیں که ادنی اهلکاروں کي تنخواهوں میں خفیف اضافه کرنے سے بهي خرچ کي میزان بهت بڑه جاویگي — چونکه گورنمنٹ کو اس قدر گنجایش نهیں هی که وه ادنی اهلکاروں کي ایک تعداد کثیر کو مناسب اور ان کي ضروریات کے مطابق تنخواه دے سکے اس لیئے کیا یهه امر واجبي اور مقتضاے مصلحت نهوگا که بعض اعلی درجه کے عهدے مستحق شخصوں کے لیئے کهول دیئے جاویں •

نوٹ

پولس کي اصلاح کا مضمون ایک نهایت ضروري مضمونوں میں سے هی — هم حتی الامکان بهت جلد پهر اُسکي نسبت گفتگو کرینگے — لیکن هم کو اندیشه هی که اگلے دو هفتوں میں هماري توجه خاصکر دربار دهلي اور محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کي جانب مصروف رهیگي — اور خوش قسمتي سے پولس کمیشن بهي اس عرصه میں کچهه کام نکریگي — پس اس بات کا کچهه اندیشه نهیں هی که اخبارات کي رهنمائي بغیر کمیشن مذکور گمراه هوجاویگي •

——— : ** : ———

هم کو اِس بات پر افسوس هی که همارا اخبار چند روز سے ٹهیک وقت پر نهیں نکلتا هی — اگر کوئي هفته وار اخبار جو بهنسبت اخبار کے میگزین (یعني رساله) کي قسم کا هوتا هی اپني پچهلي اشاعت کے بعد زیاده تر ایک هفته کے اندر شایع هو تو شاید در اصل کچهه هرج نهیں هی — مگر پهر بهي هم کو سخت افسوس هی که جیسا که چاهیئے تها وه پنجشنبه کو نهیں نکلا هی — هفته وار هندوستاني اخباروں کے مهتمم کبهي کبهي

Time will possibly show that it is not as rapid as they expected. The Government will, then, we fear, whistle for high class men, and whistle in vain.

For the same and even stronger reasons we apprehend that an illiberal policy in the police will fail to raise the level of that service. If perchance such policy is adopted we hope that as a matter of justice, the failure which will eventually result, will not be attributed to the absence of ability and integrity in the people of the country. Reliable men are available. But you can not enlist them without holding out hopes of a lucrative and respectable career.

We have no sympathy with those advocates of higher salaries and better prospects who do not count the cost of their suggestions. We are aware that even a small addition to the salaries of minor officers would raise the total to an appalling figure. As the Government cannot afford to give really adequate salaries, would it not be both just and prudent to open up a certain number of higher posts to deserving men ?

NOTES.

The subject of police reform is of the utmost practical importance. We shall try to resume it as soon as possible ; but we are afraid that for the next two weeks the Durbar and the Mahomedan Educational Conference will chiefly occupy our attention. The Police Commission will also happily be off duty during that period. Practically, therefore, there is little fear of their going astray for want of newspaper guidance !

We are sorry that our paper has of late not been appearing quite punctually. If a weekly paper which is more of a Magazine than newspaper appears within a week of its last appearance as has been the case in this instance, perhaps no harm is done practically. Still we are sorry that it has not been appearing on Thursdays as it should have. Weekly native journals are apt to go on the sick list now and then. This is our

بیمار ہوجایا کرتے ہیں — اور یہی ہمارا عذر اور ہمارے اخبار کے دیر سے نکلنے کی وجہ ہی — ہم اس کی تلافی کے واسطے کوشش کرینگے اور اگلے پندرہ دن میں جبکہ دربار کی گڑبڑ رہیگی آٹھہ اکسٹرا پرچے اس اخبار کے چھاپینگے — ہمارے ناظرین اخبار کو جو انگریزی جانتے ہیں مختلف اقسام کے ذرایع دربار کے متعلق تازہ ترین خبروں کے معلوم کرنے کے حاصل ہیں — پس ہمارے اخبار کے اکسٹرا پرچے خاصکر اُردو زبان میں شایع کیئے جاوینگے — لیکن واضح ہو کہ جو اخبار ہفتہ وار چھپتا ہی اُس کو اس غرض سے کہ اکسٹرا پرچوں کے شایع کرنے کا موقع ملے ملتوی کرنا پڑیگا *

ہمارے ناظرین اخبار اِس بات سے واقف ہیں کہ صوبہ جات کے اکثر حکمرانوں اور اعلی درجہ کے پولیٹکل عہدہ داروں نے کمیٹی کی دعوت قبول فرما کر بمقام دہلی محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے ایک اجلاس میں تشریف لانا منظور کیا ہی — نیز ہمکو اُمید ہی کہ بعض والیان ملک اور معزز اشخاص بھی کانفرنس کے جلسہ میں تشریف لاکر ہم کو عزت بخشیں گے — ہندوستان میں اور نیز ہندوستان سے باہر نکتہ چین موجود ہیں — چونکہ اُن میں سے بعض خاص دربار پر اعتراض کررہے ہیں، اس لیئے ممکن ہی کہ جو فوائد معزز اشخاص کے صرف شریک ہونے سے حاصل ہونگے وہ اُن پر بخوبی ظاہر نہیں ہیں — اگر وہ ہم کو ہمارے خیالات کی تشریح کرنےکی اجازت دیں تو ہم صرف یہہ کہنا چاہتے ہیں کہ ایسے موقعوں پر حکام وقت کے رونق افروز ہونے سے بہ نسبت اُس کے کہ چھہ سات جلسے کانفرنس کے بغیر اُن کی شرکت کے ملعقد ہوں لوگوں کی طبیعتوں پر زیادہ تر گہرا اثر پڑیگا — بہر کیف ہم اُس عزت کے جسکا وعدہ کیا گیا ہی نہایت ممنون ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ تعلیم کے معاملہ کو اس سے بڑا فائدہ پہونچیگا *

خریداران اخبار جو اپنے مقام کی تبدیلی کی اطلاع دینا چاہیں اُن سے درخواست کی جاتی ہی کہ وہ بمقام علی گڈھ منیجر انسٹیٹیوٹ پریس کو اُس کی بابت تحریر فرماویں — ایڈیٹر کا پتہ بالفعل یہہ ہی — " محمدن ایجوکیشنل کانفرنس — اجمیری دروازہ — دہلی " *

---

excuse and our explanation. We shall try to make amends by bringing out special editions during the hurly-burly fortnight. Our English-knowing readers have many and much better sources of obtaining the latest news of the Durbar. It will therefore be chiefly in Urdu that the special editions will be published. We may add that the usual weekly issue will probably have to be suspended to clear the way for the extra editions.

As our readers are aware a large number of rulers of provinces and high political and other officers have accepted the Committee's invitation to be present at one of the meetings of the Mahomedan Educational Conference at Delhi. We are also looking forward to the honour of a visit from some of the ruling princes and a large number of distinguished gentlemen. There are cynics in India as well as outside India. As some of them have been pooh-pooing the Durbar itself it is possible that the benefits likely to accrue from the mere attendance of distinguished personages are not apparent to them. If they would allow us to explain our views we would merely say that the presence of rulers of men on such occasions makes deeper impression on most men, than would half a dozen Conferences without their co-operation. We at all events are very grateful for the promised honour and we are sure that the cause of education will be greatly benefitted thereby.

Subscribers wishing to notify change of address are requested to address the Manager at Aligarh. The Editor's address for the present will be the "Mahomedan Educational Conference Camp, Ajmeri Gate, Delhi."

رمضان المبارک

رمضان کا مبارک مہینہ منگل کے دن سے شروع ہوا — اور تمام مسلمانوں نے روزہ رکھا — میں نہایت خوشی کے ساتھہ ایسے مبارک مہینہ کا خیر مقدم کرتا ہوں جس میں قرآن مجید نازل ہوا جو نوع انسان کے لیئے ایک بہت بڑی نعمت ہی — کیونکہ اُسنے گذشتہ انبیا اور مرسلین کی تصدیق کی اور شرک و بت پرستی کے ارکان کو ہلا ڈالا — اور لوگوں کو اتحاد اور اتفاق کی طرف دعوت دینے کی غرض سے اصول مقرر کیئے — اخلاق اور آداب اور احکام میں عدالت کے ارکان کی بنیاد مستحکم کی — لوگوں کے حقوق میں مساوات قایم کی اور اُن کو غیر اللہ کی عبودیت سے آزاد کیا اور اُن کو روحانی کمالات حاصل کرنے اور جسمانی حقوق ترک نہ کرنے کی طرف رہنمائی کی — بلکہ دین و دنیا کی سعادت طلب کرنے کی ترغیب دی — اُس نے عقل کو خطاب کیا اور اُس کو مذہبی روشنی کا مطلع ٹھیرایا — اور لوگوں کو متنبہ کیا کہ دنیا میں ایسے عام اصول اور مطرد قوانین اور غیر متغیر نوامیس جاری اور ساری ہیں جن میں ہرگز تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا — انہیں قوانین کی

رعایت کرنے کي اُن کو هدایت کي — تاکه وه اُس کمال تک پهونچ سکیں جو نوع انسان کے لیئے قرار دیا گیا هی — پس مسلمانوں کو مناسب یهه هی که وه اس مبارک مهینه میں قرآن مجید کو اپنا هادي اور پیشوا بنائیں اور اُس کے پڑهنے اور سننے کے ساتهه اُس کي آیات بینات اور معاني و مطالب میں تدبر و تفکر کریں — اُسکي حکمتوں سے عبرت اور اُسکي مواعظ سے نصیحت حاصل کریں تاکه وه قیامت کے دن اُن پر حجت نهو — اُس شخص کا فعل نهایت قبیح هی جو اس آیت کو پڑهتا یا سنتا هی " لعنةالله علی الکاذبین " " إنما یفتری الکذب الذین لایومنون" اور پهر جهوت بولتا هی پس گویا وه خود اپنے نفس پر لعنت کرتا هی — اخرج الطبراني من حدیث عبدالله ابن عمرو † ان النبي صلی الله علیه وسلم — قال اقرء القرآن ما نهاک فان لم ینهک فلست تقرؤه و اخرجه ابو نعیم والدیلمي و له شواهد عند غیرهم و اخرج الطبراني من حدیث انس و کذا ابو نعیم ان النبي صلے الله علیه وسلم قال الزبانیة اسرع الی فسقته حملة القرآن منهم الی عبدة الاوثان فیقال لهم لیس من یعلم کمن لایعلم *

حسن بصري رحمةالله علیه نے حافظوں کي نسبت فرمایا هی که تم نے قرآن مجید کي قرات کو منزلیں بنا رکها هی اور رات کو تم نے اونٹ فرض کیا هی — پس تم اُس پر سوار هوکر قرآن مجید کي منزلیں طی کرتے هو — مگر جو لوگ تم سے پهلے تهے وه قرآن مجید کو اپنے پروردگار کے احکام سمجهتے تهے — رات کو اُن احکام میں غور و فکر کرتے تهے اور دن میں اُس کي تعمیل کرتے تهے — ابن مسعود نے جو ایک جلیل القدر صحابي هیں فرمایا که قرآن مجید اس لیئے نازل هوا تها که لوگ اُس پر عمل کریں مگر لوگوں نے اُس کے پڑهنے کو ایک پیشه بنالیا هی — تم میں سے ایک شخص قران مجید کو ابتدا سے انتها تک ختم کرتا هی اور ایک حرف اُس میں سے نهیں چهوڑتا مگر اُسپر عمل کرنا چهوڑ دیتا هی — ابن عمر و ابوذر غفاري رضي الله عنها نے فرمایا که هم ایک عرصه دراز تک زنده رهے — هم میں سے جب کوئي شخص نزول قرآن مجید سے پیشتر ایمان لاتا تها اور آنحضرت صلی الله علیه وسلم پر کوئي سورت نازل هوتي تهي تو وه حلال اور حرام اور اُس کے اوامر و نواهي کو معلوم کرتا تها — اس کے بعد هم نے ایسے لوگوں کو دیکها جن کو ایمان لانے سے پیشتر قرآن ملتا هی اور وه شروع سے اخیر تک اُس کو پڑهتے هیں مگر اُن کو یهه نهیں معلوم هوتا که کن باتوں کا حکم دیا گیا هی اور کن چیزوں سے روکا گیا هی — " و في حدیث سعد عند ابن ماجه مرفوعا اقرؤا القرآن وابکوا فان لم تبکوا فتباکوا " *

• امام غزالي نے فرمایا هی که جو گنهگار اور نافرمان قرآن مجید کي تلاوت کرتا اور اُس کي تکرار کرتا هی اُس کي مثال اُس شخص کي سي هی جو ایک شاهي فرمان کو دن میں متعدد مرتبه پڑهتا هی جو سلطنت کي آبادي کي نسبت اُس کے نام لکها گیا هی مگر وه اُس کي بربادي میں مصروف هی — اور صرف اُس فرمان کے پڑهنے پر اکتفا کرتا هی — اگر وه اُس کا پڑهنا ترک کردیتا تو اس حالت سے بهتر هوتا — کاش ! ! رمضان المبارک کے قاري اور حافظ اور سامعان احادیث اور اقوال سے عبرت پکڑیں اور صرف نغمات اور خوش الحاني سے لذت حاصل کرنے پر اکتفا نه کریں *

رمضان المبارک کے روزے ایک بدني ریاضت اور خواهشات بهیمیه کي تادیب اور دولت مندوں کو مفلسوں اور فقیروں کي حاجات کي یاد دهاني هی تاکه اُن کي شفقت میں تحریک پیدا هو اور اُنکو فقیروں کے ساتهه احسان کرنے پر آماده کرے — اور نیز اُن کو خدا کي اس عظیم الشان نعمت کي قدر و قیمت معلوم هو — کیونکه هر ایک چیز کي قیمت اُس کے مفقود هوجانے کے بعد معلوم هوتي هی جیسا که ایک مسلمه ضرب المثل هی الاشیاء تعرف باضدادها — پس جس شخص کو خواهشات نے مغلوب کرلیا اور وه روزه نه رکهه سکا وه بالطبع حیوان هی جو خنزیر اور بندر کي خاصیتوں کے ساتهه مشابهت کرتا هی حالانکه بعض حیوان ایسے موجود هیں جو بعض حالتوں میں کهانے پینے سے بوجه ذاتي شرافت کے اپنے آپ کو روکتے هیں — بیان کیا جاتا هی که ایک شیر دوسرے شیر کا شکار کیا هوا نهیں کهاتا — اسکي نسبت عربي شاعر کا قول هی

و تجتنب الاسود ورود ماء * اذا کان الکلاب و لغن فیه

یعني شیر ایسے پاني سے اجتناب کرتے هیں جس میں کتوں نے منه ڈالدیا هو — جو لوگ رمضان میں افطار کرتے هیں وه دو حالت سے خالي نهیں یا تو کافر هیں جو اسلام کو نهیں مانتے منجمله اُن کے وه لوگ هیں جنکي روحوں کو یوروپین تمدن کي بیماریوں نے هلاک کردیا هی — انکي نسبت هم پهر دوسرے وقت گفتگو کرینگے — ان کے سوائے وه لوگ هیں جو احمق و جاهل هیں ظاهري صورت کے سوائے کوئي صفت انسانیت کي اُن میں پائي نهیں جاتي — سوائے اس کے که وه مسلمانوں کي ایک جماعت میں گنے جاتے هیں اسلام کا کوئي اثر اُن پر ظاهر نهیں هوتا — حقیقي روزه انسان کو تقوی اور پرهیز گاري پر آماده کرتا هی — منجمله روزه کے آداب کے یهه هی که انسان اپنے تمام اعضا کو محرمات سے باز رکهے — اگر روزه کي حالت میں مباح خواهشات مثل کهانے پینے وغیره سے اپنے نفس کو روک کر حرام خواهشوں مثلاً جهوت بولنے غیبت کرنے اور فحش بکنے میں مبتلا هوجاوے تو ایسے روزه سے کیا فایده هو سکتا هی *

صحیح حدیث میں آیا هی که روزه ایک ڈهال هی پس جب تم میں سے کوئي شخص روزه رکهے تو اُس کو چاهیئے که وه فحش نه بکے اور نه غصه کرے — اور اگر کوئي شخص اُس سے جهگڑا کرے یا بیهوده بکنے لگے تو اُس سے کهه دینا چاهیئے که میں روزه دار هوں — شیخین وغیره نے

† آنحضرت صلےالله علیه و سلم نے فرمایا هی که قرآن مجید کي تلاوت اس طرح کرو که وه تم کو برائیوں سے روکے اور اگر ایسا نهو تو وه تلاوت کالعدم هی *

اس حدیث کو روایت کیا ھی کہ " روزہ دار جو گناھوں میں منہمک ھو اُس کی مثال ایسی ھی جو ایک محل بناتا اور ایک شہر کو ڈھاتا ھی" *

منجملہ مسلمانوں کی بہترین عادات رمضان المبارک کی کثرت صدقات اور خیرات اور کثرت ملاقات اور باھمی میل جول ھیں — یہہ دونوں باتیں باھمی محبت اور ھمدردی کے بڑھنے رشتہ اخوت کے مستحکم کرنے کے ذریعہ ھیں — اگر مسلمان رمضان کی مبارک راتوں کے جلسوں میں کس قدر وقت قومی معاملات کی نسبت بحث کرنے اور نئی نسل کی تعلیم و تربیت کی تجاویز کی نسبت غور کرنے میں صرف کریں جو ان کی قوم اور وطن اور ملک کے لیئے نہایت مفید مباحث ھیں تو اس میں شک نہیں کہ ان کے جلسے زیادہ تر مفید اور با برکت ثابت ھوں *

(المنار)

ایک خاتون کی ھمدردی

مندرجہ ذیل خط ایک خاتون نے نواب محسن الملک کو بھیجا ھی — چونکہ وہ ایک قومی معاملہ سے متعلق ھی اور بظاھر اشاعت کے غرض سے بھیجا گیا ھی لہذا ھم اُس کو اخبار میں چھاپتے ھیں — ھم اِس تعہد قوم لڑکی کو یقین دلاتے ھیں کہ ھم کو اُن کے چندہ کی نہ اُمید سے زیادہ اُن کے خیالات کی قدر ھی :—

کاچھی گوڑہ — حیدرآباد دکن

۱۵ رمضان سنہ ۱۳۲۰ ھجری

آپ کو معلوم ھی ھوگا کہ گذشتہ اُنیسویں صدی میں جبکہ سلطنت فرانس اپنے ھمسایہ سلطنت جرمنی کی متواتر یلغاروں سے پامال ھوتے ھوتے نیم جانی کی حد پہونچ گئی تھی تو اُس وقت مردوں کے ساتھہ وھاں کی عورتوں کو بھی اپنے ملکی قومی ادبار کا احساس ھوا تھا — اور اُنھوں نے بھی بانہم متفق ھوکر اپنے ملک و قوم کی امداد کا بیڑا اُٹھایا تھا — چنانچہ ایک عظیم الشان زنانہ کانفرنس میں یہہ بات پاس ھوئی تھی کہ آج سے کوئی فرانسیسی عورت چاندی سونے کا زیور نہ پہننے پاے ؛ اور نہ آیندہ بنانے پاے — بلکہ چاندی سونے کے زیور کی بجاے سینگ یا کانچھہ وغیرہ کا زیور استعمال ھو ؛ جس کی وقعت چاندی سونے ھی کے زیور کی برابر سمجھی جاے — اور اُس رقم سے ایک ایسی فوج تیار کی جاے جو ملک و قوم کی حفاظت کے لیئے کافی ھو - اس عمدہ تجویز پر عورتوں نے نہایت پابندی کے ساتھہ عملدرآمد کیا — جس کا نتیجہ یہہ ھوا کہ وھی قوم فرانس جو دشمن کے ھاتھہ سے مٹنے کے قریب پہونچ گئی تھی آج ترقی کے آسمان پر روشن ستارہ بنکر چمک رھی ھی — کسی نے سچ کہا ھی —

دولت از اتفاق خیزد * بے دولتی از نفاق ریزد

میرا خیال ھی کہ آجکل مسلمان حامیان تعلیم کو بھی ھندوستان میں ایسی ھی متفقہ امداد و کوشش کی ضرورت ھی ، جیسیکہ اُس وقت قوم فرانس کو تھی — (گو وجہ ضرورت دونوں کی مختلف ھو) پس اگر ھم مسلمان عورتیں بھی فرنچ لیڈیز کی مثل کو پیش نظر رکھکر اپنے بہت سے فضولیات کو ترک کردیں ؛ یا کم سے کم اُن کو گھٹاکر اُس رقم سے آپ کے تعلیمی فنڈ میں امداد دینی اختیار کرلیں ؛ تو آنے والی بہبودی کی کیسی مبارک فال ھو — گو اس قاعدہ کی رو سے کہ دنیا میں جو کچھہ ھوا ھی رفتہ رفتہ ھوا ھی ، ھمارے فرقہ نسواں سے ابھی وہ خیالات بہت دور نظر آتے ھیں ، جو میں نے اوپر عرض کیئے — مگر اُس وقت اِتنا تو ضرور ھونا چاھیئے کہ ھم لوگ اپنی اُن فضول باتوں میں مناسب ترمیم کرنی شروع کردیں جن کا نفع تھوڑا اور نقصان بہت ھو — مثلاً عید بقر عید یا شادی مہمانی ھی کے مواقع پر جس قدر رقم ھم عورتیں اپنی چوڑی مہدی وغیرہ میں ، جو بالکل عارضی اور بیفایدہ نمایش ھی ، خرچ کیا کرتی ھیں اُس کا نصف تو اُسی مد یعنی اپنے بناؤ سنگار میں صرف کریں اور نصف قوم کو زیور علم سے آراستہ ھونے کے لیئے دیدیا کریں تو ھر سال سر سید میموریل فنڈ کو ایک خاص رقم سے مدد ملنجانی کوئی بڑی بات نہیں ھی *

اگرچہ یہہ خیال بہت دن سے میرے دماغ میں گھت رھا تھا ، مگر اس کے اظہار کے لیئے اس عیدالفطر سے (جس کی گود میں کورونیشن جیسی مبارک تقریب پاوں پھیلائے ھوئے ھی) بہتر دوسرا موقع نظر نہ آیا — چنانچہ میں نے اپنے والدین سے اس کو عرض کیا — اُنھوں نے سنکر بہت پسند فرمایا ؛ اور عملاً اُس کے اظہار کا ایما فرماکر پبلک طور سے مجھے آپ کی خدمت میں اس چٹھی کے لکھنے کی اجازت دی — تاکہ میری اور ھمجنس بہنوں کو بھی میرے اس ناچیز روپئے پر کار بند ھونے کی تحریک ھو — پس ایک حقیر رقم یعنی مبلغ دو روپیہ اُسی مد سے بغرض شرکت سر سید میموریل فنڈ ارسال خدمت کرتی ھوں — گو ایسے عظیم الشان فنڈ میں یہہ ناچیز ھدیہ پیشکش کرتے ھوئے بڑی شرم آتی ھی ؛ مگر دیکھو یہہ کہ —

برگ سبزاست تحفہ درویش * چہ کند بینوا ھمیں دارد

خاکساروں کے پاس سواے خاکساری کے اور رکھا ھی کیا ھی ؛ دوسرے کسی مفید بات سے خواہ وہ کیسی ھی چھوٹی اسکیل پر ھو بے توجھی کرنی بڑی غلطی ھی ، اس کے پیش کرنے میں کوئی شرم نہیں کرتی —

بیا جامی رھا کن شر مساری * ز صاف و درد پوش آر انچہ داری

مس نصیرالدین حیدر تیموریہ

عربي بول چال

نمبر (۱)

کچھہ عرصہ ہوا کہ حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسري نے اپني جدید تالیف عربي بول چال کي ایک کاپي بغرض ریویو ہمارے پاس بھیجي تھي مگر ضروریات اخبار کي وجہ سے اب تک ہمکو اُسکے دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا — کسي کتاب پر اُسکا معتدبہ حصہ دیکھے بغیر ریویو کرنا ہمارے نزدیک ہرگز جائز نہیں ہی کیونکہ ایسا کرنا مصنف کے ساتھہ سخت ناانصافي ہونے کے علاوہ دیانت داري کے بالکل خلاف ہی — حافظ صاحب موصوف نے یہہ کتاب مصر، شام اور ترکي کي سیاحت کے بعد تالیف کي ہی — جس سے عربي زبان کا روز مرہ سیکھنے اور عربي اخبارات پڑھنے میں بہت مدد مل سکتي ہی — کتاب کے آغاز میں ایسي تالیف کي ضرورت کو ظاہر کرنے کے بعد عربي زبان کے تغیرات کي کسي قدر توضیح کي گئي ہی — اسکے بعد جدا جدا عنوانوں کے تحت میں اول مفرد الفاظ دیکر مرکبات ناقص اور جملے بتائے گئے ہیں عربي جملوں کے مقابل دوسرے کالم میں اُس کا اردو ترجمہ درج کیا گیا ہی — آگے چلکر باہمي گفتگو کے طریقے اور بڑي بڑي مسلسل عبارتیں اور مختلف محاورات اور نوادرات و لطافت درج کیئے گئے — اس کے بعد ۲۰ صفحوں پر اخبار المواید اور ثمرات الفنون سے انتخاب کر کے نہایت مفید اور کار آمد فقرات درج کیئے گئے ہیں — اخیر میں ایک فرہنگ الفاظ ہی جس پر کتاب ختم ہوگئي ہی — کتاب کے اکثر حصہ میں عربي الفاظ اور فقرات پر اعراب لگائے گئے ہیں جس سے مبتدیوں کو بہت آساني ہوگي اور عربي عبارت کو صحت کے ساتھہ پڑھنے کا ملکہ پیدا ہوگا — یہہ کتاب عمدہ کاغذ پر نہایت صحت کے ساتھہ خوشخط چھاپي گئي ہی *

اس سے پیشتر عربي بول چال مرتبہ اُمنشي محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار کي نسبت ہم اپنے اخبار میں راے لکھہ چکے ہیں — یہہ دونوں کتابیں ایک ہي نام کي ہیں اور ایک ہي موضوع میں لکھي گئي ہیں اس لیئے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اِن دونوں کتابوں میں جو امر مابہ الامتیاز ہی اُس کي بھي کسیقدر توضیح کردي جاے ; — منشي صاحب کي تالیف میں مفردات الفاظ کي تعداد بہت زیادہ ہی اور بیشتر فقرات اور عبارات عامیانہ زبان سے اخذ کیئے گئے ہیں اور حافظ صاحب کي تالیف میں مفردات کم اور تقریبا تمام فقرات اور عبارات اور محاورات " لغتہ فصحی " کے مطابق استعمال کیئے گئے اور مستند کتابوں اور اخباروں سے لیئے گئے ہیں جن کي فصاحت مسلم ہی — پس جسطرح اول الذکر کتاب عام بول چال سیکھنے کے لیئے زیادہ مفید ہی اسیطرح دوسري کتاب اخبار بیني میں زیادہ تر کار آمد ہوسکتي ہی — غرضیکہ یہہ دونوں کتابیں اپنے اپنے طرز پر نہایت عمدہ اور مفید ہیں ان میں سے کوئي ایک کتاب دوسرے سے مستغنی نہیں کرسکتي

پس جن حضرات کو جدید عربي لکھنے پڑھنے اور بولنے یا عربي اخبارات اور جدید تالیفات کے مطالعہ کرنے کا شوق ہی اُن کے لیئے یہہ دونوں کتابیں نہایت ضروري ہیں *

حافظ صاحب نے اس تالیف کا عنوان " عربي بول چال نمبر (۱) " لکھا ہی — اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اس موضوع میں ایک ضخیم کتاب لکھنا چاہتے ہیں جس کا یہہ صرف پہلا حصہ شائع ہوا ہی *

زہرا

دلچسپ قصہ

کچھہ زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ مسٹر سجاد حیدر صاحب نے جو ہمارے کالج کے گریجوایٹ ہیں ایک ٹرکي قصہ کا ترجمہ پبلک کي خدمت میں پیش کیا تھا — یہہ قصہ دلچسپي سے خالي نہ تھا، مگر بعض وجوہ سے ہم یہہ کہنے پر معذور ہوئے کہ یہہ قصہ مستورات کے مطالعہ کے واسطے چنداں موزوں نہیں ہی — اب مسٹر سجاد حیدر نے ایک دوسرے ٹرکي ناول کا ترجمہ شائع کیا ہی جو بہ نسبت پہلي کتاب کے بہت زیادہ ہر دلعزیز ہوگي *

اس کتاب کي ہیروان ایک نو جوان خاتون ہی جس کا نام اس مضمون کي پیشاني پر درج ہی — اِس نو جوان لڑکي کے والدین نے اُس کي صغیر سني میں انتقال کیا اور وہ اپنے چچا اور چچي کو باپ اور ماں سمجھتي تھي — بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ یہہ گھر بہت رفاہیت اور خوش حال گھر ہی — اِس میں علاوہ زہرا کے اُسکے چچا اور چچي اور ایک خوبصورت اور نو جوان لونڈي رہتي ہیں اور زہرا کا چچازاد بھائي رضا بھي اسي گھر کا ہونہار لڑکا ہی مگر فی الحال ایک فوجي اسکول میں بھرتي ہی — واضح ہو کہ فلک ٹرکي میں بھي اپني مشہور معروف حاسدانہ عادات کا ثبوت دیا کرتا ہی، چنانچہ اس کا خاندان کي راحت اُس سے نہ دیکھي گئي — زہرا کي پیاري چچي انتقال ہو گیا یہہ سماں نہایت درد انگیز ہی — اب زہرا کے چچا کو یہہ فکر ہوئي کہ رضا کا عقد زہرا کے ساتھہ ہوجاے، مگر ٹرکي میں تعلیم یافتہ مورث خاندان ایسے معاملات میں اپني خواہشات کا اظہار بشکل احکام نہیں کرتے — چنانچہ درمیان میں بعض پیچیدگیاں واقع ہوئیں — دلنواز گو لونڈي تھي مگر خواندہ اور خوبصورت تھي اور اُس کي نظر بالا تھي — پھر کیا عجب ہی جو دلنواز کے دل میں رضا کي بي بي بننے کي خواہش پیدا ہوئي — اودھر ایک نوجوان ترک تھا جس کو زہرا کے ساتھہ شادي کي خواہش تھي — معاملات کي یہہ صورت تھي کہ رضا کے باپ کا وقت آخر آگیا، مگر انتقال سے پہلے رضا اور زہرا کا عقد اُس نے اپني آنکھوں سے دیکھہ لیا — باوجود عقد ہوجانے کے رضا کا جو رقیب تھا اُس کے دل میں یہہ خیال باقي رہا کہ کسي نہ کسي طرح

اُس کي خواهش کبهي نه کبهي پوري هوگي رضا ايسي جو مناسب زمانه کے بعد ايک پيارے بچه کا باپ بهي هوگيا تها اپني فوج کے ساتهه رهتا تها اور زهرا اپنے مکان پر رهتے تهے — ايک روز حسب معمول رضا کا ناکام مگر ثابت قدم رقيب جو زهرا کے مکان کے قريب هوکر گذرا تو ايک کهڑکي ميں سے ايک رقعه گرا جس کا مضمون يهه تها که آج شام کو دروازه کهلا ملیگا ' در اصل يهه حرکت بلکه شرارت دلنواز کي تهي ' مگر همسايه ميں جو ايک شخص رهتا تها اُس نے يهه تماشه ديکهه ليا اور دل ميں يهه قرار ديديا که زهرا سے يهه فعل سرزد هوا — رضا کو اس همسايه کے ذريعه سے يهه واقعه معلوم هوا اور اُس نے بلا تحقيقات اپني وفادار اور بيگناه بي بي کو طلاق ديدي — زهرا حيران تهي که کيا معامله هي مگر طلاق هو جانے کے بعد لازم آيا که وه اپنے شوهر کے گهر سے چلي جاے - چنانچه وه خود تو چلي گئي مگر اپنے بچه کو چهوڑ گئي — گهر چهوڑنے کے بعد زهرا پر مصائب گذرے اور کچهه عرصه کے بعد رضا نے دوسرا عقد بهي کرليا - اب دوسرا شگوفه کهلتا هي — دلنواز نے ديکها که اُس کي نمکحرامي کا نتيجه اُس کي خواهش کے موافق نه هوا اور رضا کا دوسرا عقد بهي دوسري جگهه هوگيا — اب دفعتا اُس کو يهه خيال پيدا هوا که حقيقت معامله سے اپني گنهگاري اور زهرا کي بيگناهي سے رضا کو مطلع کردے — چنانچه اُس نے ايک روز رضا کو ايک خط لکها اور کچا حال اُس پر ظاهر کرديا - اور رضا کي ميز پر رقعه رکهنے کے بعد دلنواز نے خود کشي کرلي - ناظرين خود سمجهه سکتے هيں که اس انکشاف کا رضا پر کيا اثر هوا هوگا - مگر اب هو کيا سکتا تها - طلاق کے بعد زهرا رضا کي بي بي شرعا نهيں هوسکتي تهي — رضا کي زندگي وبال تهي اور زهرا بهي اپني زندگي سے عاجز تهي - ايک روز ايک مکان ميں آگ لگي - رضا معه اپنے سپاهيوں کے آگ بجهانے کے واسطے گيا - موقعه پر معلوم هوا که ايک مکان ميں ايک عورت هي جو آگ سے گهري هوئي هي — رضا اُس کي امداد کے واسطے گيا — کيا ديکهتا هي که زهرا هي - رضا اُسي وقت اُس کے پاوں پر گر گيا اور اپني غلطي کا اور اُس کي بيگناهي کا اعتراف کيا اور اسي حالت ميں يهه دونوں آگ کے دامن ميں سو رهے اور ايسے سوئے که پهر نه اُٹهے — يهه لب لباب اس دلچسپ قصه کا هي - بعض ناظرين اعتراض کرينگے که هم نے آگ کا دامن خود ايجاد کيا هي - مگر هم نے صرف ايک لفظ ايجاد کيا هي — مسٹر سجاد حيدر نے متعدد محاورے اور الفاظ ترکي زبان کے ايسے استعمال کيئے هيں جو هماري زبان ميں رايج نهيں هيں - هم نے صرف تقليد کي هي - ترکي زبان کے جاننے والے هماري قوم ميں بهت کم هيں ' اس لحاظ سے اور نيز دلچسپي کے لحاظ سے همکو اُميد هي که اس ترجمه کي قدر کي جائيگي — اس کي قيمت صرف دس آنه هي — کانفرنس کمپ ميں اور نيز مدرسةالعلوم علیگڈھ ميں منيجر صاحب ڈيوٹي بک ڈپو سے مل سکتي هي •

خبريں

بجاے سر جان اوڈ بورن مرحوم کے مسٹر اي - ايچ - ايل فريزر صاحب لفٹننٹ گورنر بنگال مقرر هوئے هيں — آپ کا مستقل عهده چيف کمشنر ملک متوسط هي مگر في الحال پولس کميشن کے پريزيڈنٹ هيں — مسٹر فريزر صاحب سنه ۱۸۷۱ع ميں هندوستان آئے تهے •

عرصه تک بهڈواه گرم رهي که امير حبيب‌الله اور اُن کے بهائي نصرالله خاں ميں کسيقدر نفاق هي ' مگر ۲۴ دسمبر کو پانيور نے يهه خبر شايع کي که اب دونوں بهائي ملکر کام کرتے هيں •

مسٹر اور مسز چيمبرلين بتاريخ ۲۱ دسمبر بمقام رنزيدار پهونچي •

هز اکسلنسي گورنر مدراس بتاريخ ۲۲ دسمبر مدراس سے روانه هوئے اور بتاريخ ۲۵ دسمبر دهلي پهونچينگے — حضور نظام ۲۴ کي شب ميں يا ۲۵ کي صبح کو دهلي روانه فرموز هوئے •

IMPORTANT.

ENGLISH BLANKETS ! SPECIAL OFFER ! !

Owing to our first consignment of English Blankets having arrived earlier than was expected this season, and with a view to make room for other consignments expected shortly, we are selling the following English Blankets at the following cheap prices :—Scarlet Blankets (superior quality) 100 by 50, Rs. 2-12 ; White Blankets 100 by 50, Rs. 2 ; Scarlet Blankets 96 by 50, Rs. 1-14 ; Scarlet Blankets (small) 84 by 48, Rs 1-10 ; Grey Blankets (large) 96 by 50, Rs 2-4 ; Cooli (Brown) Blankets 84 by 50, Rs. 1-14 ; and Army Blankets, Rs. 2 each.

The Imprimis English Camera. This is a marvel. Be up to date and buy one. Simple enough for a beginner, good enough for an expert. For Portrait, Landscape and Marine work, with double dark slide and hand-book on photography. Price Rs. 5.

Apply to :—

MESSRS. HARRY & Co,

69. Harrison Road,

CALCUTTA.

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باهتمام محمد ممتازالدین چهپا اور مشتهر هوا

REGISTERED No A. 176

EXTRA

(۱) نمبر Aligarh Institute Gazette, No. (1.)

Dated Monday, the 29th December, 1902.

اکسٹرا علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ

مطبوعہ ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ع روز دوشنبہ

اجلاس محمدن ایجوکیشنل کانفرنس دهلي

همارے خاص ریپریزینٹیٹو نے پہلے اجلاس کي بابت تحریر کیا هی که آج قبل سارهے دس بجے دن کے محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کا پنڈال لایق اور معزز اشخاص همدردان قوم ' بهي خواهان ملک اور یورپین حکام اور فرمانروایان سے بهر گیا - هم نے چبوترہ پر بالخصوص مندرجہ ذیل صاحبوں کو دیکها - هز آنر سر جیمس لاٹوش - مسٹر مول صاحب سي ایس آئي سابق ممبر بورڈ — کرنیل بار صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد — هز هائینس نواب صاحب بهادر جاورہ - نواب یار محمد خاں صاحب سي - آئي - اي — حافظ حاجي عبدالکریم صاحب سي - آئي - اي — نواب سر امیرالدین احمد خاں رئیس لوهارو — سر هاورڈ ونسنٹ صاحب ممبر پارلیمنٹ - نواب علي محمد خاں صاحب ولیعهد ریاست محمودآباد - ان کے علاوہ بهي جمله حضرات نهایت نامور اور معزز هیں ' مگر اُن کے اسماے گرامي کي تفصیل ابهي معلوم نهیں هوئي — سر چارلس ریواز لفٹننٹ گورنر پانجاب کي چٹهي قبل شروع هونے اجلاس کے آئي که بوجه ناسازي مزاج شرکت سے معذور هیں — لارڈ کچنر کمانڈر انچیف بهي بوجه هجوم مشاغل شرکت سے معذور رهے ' مگر اُن کي جو چٹهي صاحب پریزیڈنٹ نے پڑهکر سنائي اُس سے معلوم هوتا تها که حضور ممدوح کو شریک نه هونے سے واقعي بهت افسوس هوا — هز اکسلنسي گورنر مدراس تشریف نه لاسکے مگر قبل اختتام جلسه لارڈ نارتهه کوٹ گورنر بمبئي کي شرکت کا اعزاز حاصل هوا - اس سلسله میں جس بات کو حاضرین جلسه نے نهایت مسرت و اطمینان سے اور سچي شکر گذاري کے ساتهه دیکها وہ همارے اپنے لفٹننٹ گورنر سر جیمس لاٹوش کي خاص مهرباني تهي جو آج اس شکل میں ظاهر هوئي که حضور ممدوح قبل سارهے دس بجے تشریف لائے اور اختتام کارروائي سے تهوڑي دیر پیشتر تک برابر رونق افروز رهے — سر جیمس اگر کوئي اسپیچ کرتے تو غالبا اُس کا بهي اتنا اثر نه هوتا جتنا اس عملي ثبوت کا هوا •

آج کا جلسه معمولي کارروائي کے واسطے نه تها - مگر جو کچهه هوا نهایت دلچسپي سے دیکها اور سنا گیا — قبل اس کے که هز هائینس پریزیڈنٹ کا تقرر با ضابطه طور پر عمل میں آئے ' سر امیرالدین احمد خاں صاحب بهادر عارضي طور پر صدر نشین هوئے اور لوکل کمیٹي کي جانب سے مهمانوں کا خیر مقدم ایک دلچسپ انگریزي اسپیچ میں کیا — بعد ازاں صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب بیرسٹر نے باضابطه تحریک کي که هز هائینس آغا خاں صاحب بهادر پریزیڈنٹ تجویز کیئے جائیں — یهه اسپیچ بهي انگریزي میں تهي گو اسپیچیں جتني هوئیں سب دلچسپ تهیں مگر جس فصاحت اور خوبي کے ساتهه مسٹر آفتاب احمد خاں نے اپنا مطلب ادا کیا اُس کي حاضرین جلسه نے خاص قدر کي - مسٹر آفتاب احمد خاں صاحب کي اسپیچ کے بعد حاضرین جلسه نے بطرز مناسب تجویز سے اتفاق ظاهر کیا اور هز هائینس نے کرسي صدارت پر اجلاس فرماکر قوم کي تمنا کو پورا کیا •

هم هز هائینس کي نصف اسپیچ کا ترجمه آج چهاپتے هیں باقي حصه بهت جلد پیش کرینگے — مگر هم اسقدر ضرور کهنا چاهتے هیں که یهه ترجمه کسیقدر عجلت کي حالت میں کیا گیا هی :—

پهلا اجلاس

ترجمه

اِفتتاحي ایڈریس پریسیڈنٹ

جنٹلمین — میرا پهلا فرض اور خوشي یهه هی که میں آپ صاحبوں کا شکریه ادا کروں که آپ نے مجهکو اِس کانفرنس کا پریسیڈنٹ هونے کي عزت بخشي — اس کرسي پر بیٹهنا ایک ایسا امتیاز هی که هر مسلمان کے واسطے باعث فخر هوسکتا هی — لیکن آپ نے مجهکو ایک خاص اعزاز بخشا هی که اس شاهي شهر میں اور تواریخي موقع پر مجهکو پریسیڈنٹ تجویز کیا - میں اس اعزاز کي بابت آپ صاحبوں کا صدق دل سے شکریه ادا کرتا هوں •

چونکه آپ صاحبوں نے مجهکو اپني طرف سے گفتگو کرنے کا حق عطا کیا هی لهذا میں بلا تضیع وقت اُس خیال کو ظاهر کرنا چاهتا هوں جو یقیني هم سب کے دلوں میں هی - منجانب محمدن ایجوکیشنل کانفرنس میں مهمانوں اور ڈیلیگیٹوں کا جو که دور دراز مقامات سے آئے هیں خیر مقدم کرتا هوں اور اُن کا شکریه ادا کرتا هوں که اِس جلسه میں شرکت کا اعزاز بخشنے کے واسطے اُن صاحبوں نے دور دراز مسافت کي تکالیف گوارا فرمائیں •

بالخصوص میں اس مسلمان جلسه کا شکریه اُن معزز گورنروں اور فرمانروائیاں کي خدمت میں پیش کرنا چاهتا هوں جنهوں نے اس جلسه میں شرکت کا وعده فرمایا هی — یهه بات ضرور خاص قابل شکرگذاري اور نیز اس کانفرنس کے واسطے باعث اعزاز هی که بڑے بڑے مدبران و منتظمان ملک نے باوجود ملکي ترددات اور مشاغل کے یهه گوارا فرمایا که اس جلسه میں شرکت فرماکر اپني دلچسپي ایک ایسي قوم کے مذهبي ، قومي اور تعلیمي مسائل سے ظاهر کریں جو اُن کي اپني قوم نهیں هی — حقیقت تو یهه هی که اسبات سے تعجب بهي هوتا هی اور نهیں مبارک باد دینے کو دل چاهتا هی که منجمله معزز حاضرین کے ایک صاحب کو هي یهه خیال پیدا هوا که شان و شوکت کے نظاره کو جو که اس مقام سے تهوڑے فاصله پر موجود هی ترک کریں اور اس مقام پر تشریف لائیں — قبل ازیں کبهي هندوستاني والیان ملک کو اتنے بڑے شان و شوکت کے کام میں شریک هونے کا اتفاق نهوا هوگا ، نه کبهي هم نے سلطنت هندوستان کي شان و شوکت کو اس طرح پر ایک جگهه جمع دیکها — اور نه کبهي اِس شاهي شهر کي پراني دیواروں نے اِتنے بڑے شاهنشاه کي تخت نشیني کا جلوس دیکها هوگا •

آپ کي اس کانفرنس میں محض تشریف آوري ایسے موقع پر جب که بهت سي دوسري چیزیں قابل دید هیں اس بات کا ثبوت هی که هم صرف اس بات پر بحث نهیں کر رهے هیں که مدارس میں کیا پڑهایا جاے اور کیا نه پڑهایا جاے ، بلکه اهم معاملات زیر بحث هیں — اگر میں اِس کانفرنس کے مقاصد کو سمجهنے میں غلطي نهیں کرتا تو هم اِس بات پر غور کرنے کے واسطے جمع هوئے هیں که هم کو اپني قوم کے مقاصد کیا قرار دینے چاهیئیں اور کس طریقه پر وه حاصل هوسکتے هیں — اس سوال کا صحیح طور پر حل هونا کوئي چهوٹي بات نهیں هی بلکه مسلمانوں کي قسمت کا فیصله اُسي پر منحصر هی •

اپني قوم کے مقاصد اور خواهشات کي اصلاح کرنا ایک بهت بڑا کام هی- لیکن اِس کام کے انجام کےواسطے هم مسلمانان هند کو خاص موافعه حاصل هیں — همکو یهه ایک کتنا بڑا فائده حاصل هی که هم ایک ایسي گورنمنٹ کے تحت میں رهتے هیں که جو امیر اور غریب اور مختلف مذهب اور ملت کے اشخاص کے ساتهه یکساں انصاف کا برتاو کرتي هی - اس کے علاوه همکو پوري آزادي حاصل هی که اپني قوم کي فلاح کے واسطے جو تدابیر چاهیں اختیار کریں — همکو اس بات کا کوئي اندیشه نهیں هی که اگر هم تعلیم کي ایسي اسکیم تجویز کرینگے که جو گورنمنٹ کي تجاویز کے مطابق نهوں تو همارے مباحثه بند کردیئے جائیں گے — هم جانتے هیں که کوئي کتاب اور کوئي علم ایسا نهیں هی جو همارے واسطے سرکاري طور پر ممنوع هو اور بالاخر همکو یهه بهي معلوم هی که همکو برٹش سلطنت کے زیر سایه پوري آزادي هی که جو تدابیر خواه وه سوشل هوں یا اکانومک هم مفید خیال کریں اُن پر انجام تک عمل کریں — همارے دولت سے لالچ پیدا نهیں هوگا اور نه همارے ترقي علم پر فرمان روایان ملک حسد کرینگے — سب سے زیاده قابل لحاظ یهه امر هی که هم ایک ایسي سلطنت کے ممبر هیں که جس میں علم اور دولت کے ایسے مواقعه هیں که جو ایشیا کے کسي دوسرے ملک میں حاصل نهیں هیں - همکو صرف یهه کرنا چاهیئے که اپني سمجهه اور قوت کے ذریعه سے مواقعه کا استعمال مناسب کریں — یهه حق همارے هم مذهبوں کو ترکي یا پرشیا میں حاصل نهیں هیں - اُن ممالک کي

بابت یہہ بہ مشکل کہا جاسکتا ہی کہ وہاں تجارت اور صنعت اور نیز آزاد پیشوں کے ذریعہ سے دولتمند ہونیکے مواقعہ حاصل ہیں، اور ان دونوں ملکوں میں علم اور آزادی خیال کے واسطے قیود اور بندشیں ہیں — پس ہم مسلمانان ہند کو لاجواب فوائد حاصل ہیں اور اپنے ہم مذہبوں میں ہماری محبوب پوزیشن ہی بشرطیکہ ہم اُن فواید سے مناسب طور پر مستفید ہوں اور اپنے فرایض ادا کریں تو ہمکو تمام دنیا میں اسلامی ترقی کا رہنما ہونا چاہیئے - اس ملک میں ہمکو آزادی ہی کہ اپنی سوسئیٹی کے مقاصد کے حصول میں سعی کریں — ہمکو آزادی ہی کہ اُنپر مباحثہ اور غور کریں اور ہمکو اندرونی اور بیرونی غنیموں سے امن حاصل ہی - ہم بلا اندرونی اور بیرونی خدشات کے اپنی تدابیر کا سرانجام کرسکتے ہیں - برخلاف اس کے ہمارے بھائی بند جو ٹرکی اور پرشیا میں ہیں اُنکو سب سے پہلے فوجی تیاریاں اور ڈپلو میٹک انتظامات کی جانب خیال رجوع کرنا ہوتا ہی ، تاکہ کہیں ایسا نہو کہ ادھر تو وہ تدابیر ترقی کررہے ہوں اور اودھر کوئی غیر لبرل خود مختار یوروپین سلطنت اُنکی آزادی کا خاتمہ کردے ، اور اسطور پر یکبارگی آیندہ ترقی کے کل مواقعہ ہاتھہ سے نکلجائیں ہم لوگ جو کہ انگلستان کی آزاد حکومت میں رہتے ہیں اپنے خیالات کے موافق ترقی کرنے کے وہ کل ذرایعہ رکھتے ہیں کہ جن کی کسی قوم کو ضرورت ہوتی ہی *

جنٹلمین — اب ہمکو اس سوال پر غور کرنا چاہیئے کہ مسلمانان ہند نے اُن مواقعہ سے کیونکر فائدہ اوٹھایا ہی کہ جو مشیت ایزدی سے اُنکو حاصل ہیں — اس بحث کا ہماری کانفرنس سے خاص تعلق ہی - ہمکو شرم اور افسوس کے ساتھہ اقرار کرنا چاہیئے کہ اس وقت تک ہم ناکام رہے ہیں -- ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک کتنے قومی اسکول ہیں کہ جن میں مسلمان لڑکے اور لڑکیاں جدید تعلیم اپنے مذہب کی تعلیم کے ساتھہ حاصل کرسکتے ہیں ؟ کیا جہاں سو ہونے چاہیئیں وہاں ایک بھی اسکول ایسا ہی کہ جس کی ہماری قوم کو ضرورت ہی اور جو ہم قایم کرتے اگر ہم بھی منجملہ ترو تازہ اقوام کے ہوتے — بے شک ایک خاص تعداد ایسے مدارس اور مکاتب کی ہی کہ جہاں کلام مجید طوطے کی طرح پڑھایا جاتا ہی — لیکن ان مقامات میں بھی اس بات کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی ہی کہ لڑکوں کی اخلاقی حالت کو ترقی دیجاے یا اسلام کے حقایق دوامی اُن کو بتلائے جائیں — بالعموم اول تو نماز پڑھی کم جاتی ہی اور اگر پڑھی بھی جاتی ہی تو فی صدی ایک لڑکا بھی نہیں سمجھتا کہ اُس نے کیا پڑھا اور کیوں پڑھا *

میں ایک مثال اور اِس بات کی لیتا ہوں کہ ہم نے اپنے ہم مذہبوں کے ساتھہ اپنے فرایض انجام نہیں دیئے — جو قحط حال میں پڑا تھا اُس میں منجانب قوم کے کوئی کوشش اس بات کی نہیں کی گئی مسلمان بچوں کی حفاظت کیجاے یا اُنکو ابتدائی مدارس میں تعلیم دیجاے یا کوئی خاص پیشہ سکھلایا جاوے - اگر ہماری قوم میں گھن لگا نہوتا تو اِس پبلک فرض کی طرف سے ہرگز غفلت نہیں کیجاسکتی تھی *

مسلمان سوسئیٹی میں بسا اوقات پولیٹکل قوت کے ہاتھہ سے جاتے رہنے پر آہ و نالہ کیا جاتا ہی ، لیکن ہمکو یاد رکھنا چاہیئے کہ فی زمانہ نہ یہہ ممکن ہی نہ مناسب کہ کسی ایک قوم کے ہاتھہ میں قطعاً عنان حکومت اسی طرح دیدیجاے جس طرح کسی زمانہ میں مسلمانوں کے ہاتھہ میں تھی — یہہ وہ زمانہ ہی کہ سب کو عام آزادی ہی ، ایسی حالت میں کسی قوم کا یہہ خواہش کرنا کہ کل پولیٹکل پاور اُس کے ہاتھہ میں آجاے محض بے سود بلکہ اِمہاڑل ہی — کسی منصف مزاج آدمی کو کبھی یہہ خواہش بھی نہیں ہوتی کہ دیگر اقوام سے نکلکر پولیٹکل قوت اُس کے ہاتھہ میں چلی جاے — برخلاف پولیٹکل قوت کے اِس بات کی خواہش بالکل واجبی ہی کہ صنعت اور فنانس کے میدان میں سب سے آگے بڑہ جائیں ، کیونکہ یہہ نتیجہ صرف اُسی حالت میں حاصل ہو سکتا ہی جب دماغی قوت کا استعمال بھی سب سے بہتر کیا جاے — مگر اس معاملہ میں بھی ہماری قوم نے اُس امن و امان ، انصاف ، اور آزادی سے فایدہ نہیں اُٹھایا جو ہمکو برٹش حکومت کے تحت میں حاصل ہی - ہمنے صنعت اور تجارت کی طرف سے بھی اُسی طرح پہلوتہی کی جس طرح دیگر مواقعہ کی طرف سے *

یہہ عام غفلت جو تمام کار و بار زندگی کی طرف سے ظاہر کیجاتی ہی ایک اخلاقی بیماری کی دلیل ہی ، اور میں آج آپ سے یہہ درخواست کرتا ہوں کہ اِس بیماری کے اسباب پر میرے ساتھہ غور فرمائیے - میں آپ کا خیال بالخصوص اس بحث کی طرف مبذول کرتا ہوں کہ کیا اس بیماری کے اسباب لازمی قسم کے ہیں جن سے مفر نہیں ہوسکتا - یعنی کیا اُن کا تعلق خود ہمارے مذہب سے ہی یا وہ محض اتفاقی اور اکتسابی ہیں ؟ اس بیماری کا محض اتفاقی ہونا

اور اُس کا جزو اسلام نہ ہونا اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسلام نے نہ صرف ابتدائی پچیس سال میں ما بعد ہجرت ترقی کی بلکہ بعہد ابوبکر و عثمان عرب سوسئیٹی کا اعلی طبقہ پر ہونا بھی یہہ ہی بات ثابت کرتا ہی — ہم کو یہہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جس سوسئیٹی کو اسلام نے اعلی طبقہ پر پہونچا دیا اُس کی حالت قبل اسلام کیا تھی — یہہ وہ لوگ تھے جن کی جوانی یا تو مثل قریش امرا کے کاہلی اور تعیش میں گذری تھی، یا مثل عوام‌الناس کے قتل اور غارتگری اور رہزنی میں صرف ہوئی تھی — یہہ اسلام ہی کا کام تھا کہ یہہ لوگ ہیرو ہوگئے اور نہ صرف میدان جنگ میں نامور ہوئے بلکہ کسی صحیح و تندرست قوم کو جو مشکلات معمولی فرایض کے ادا میں روز مرہ پیش آتی ہیں اُن کے انجام میں بھی سر برآوردہ ہو گئے — بحیثیت مجموعی یہہ لوگ پابند قوانین و آئین، منصف و کریم‌النفس تھے اور اپنے قول و قرار کے سچے تھے جس کا یہہ نتیجہ ہوا کہ مفتوح ایرانی کاشتکاروں نے فاتح قوم کو نعمت خدا داد متصور کیا — مابین سنہ ۱۷۵۸ ع و سنہ ۱۸۶۰ ع کے جب کبھی کسی غیر منتظم ہندوستانی ریاست کو زبر کرکے انگریز اپنا قبضہ کرتے تھے تو ہندوستان کے کاشتکاروں اُن کو بھی اُسی نظر سے دیکھتے تھے جس نظر سے مسلمان ایران میں دیکھے جاتے تھے — ان باتوں سے معلوم ہوتا ہی کہ اسلام ایسا مذہب ہی کہ جس زمانہ میں اُس کو لوگ بخوبی سمجھتے تھے اور اُس پر عمل کرتے تھے اُس وقت اُس کا نتیجہ کاہلی نہیں تھا، بلکہ غیر معمولی جوش اور قوم پر جان و مال قربان کرنے کا خیال پیدا ہوتا تھا، اور اُس فرقہ میں جو زمانہ جاہلیت میں محض عیاش امرا شہر مکہ تھے اور بس — یہی لوگ تھے جن کو اسلام کے مصالح اثر نے اپنے ہمقوم اہل عرب میں در بارہ لا یلٹی اور جاں نثاری ممیز و ممتاز بنا دیا تھا — مثلاً دیکھو کہ خالد اور عمرو فاتحان دمشق و مصر کو جب عمر و عثمان نے بر طرف کیا تو کیسے صبر و تحمل کے ساتھہ ان فاتحان نے خلفا کے حکم کی تعمیل کی— باوجودیکہ جن ممالک کے وہ گورنر تھے وہ خود اُس فوج نے فتح کیئے تھے جسکے وہ جنریل اور رہنما تھے — ان دونوں افسروں کے دلوں میں حکام بالا دست کے احکام کی پابندی کا خیال پختہ طور سے تھا اور یہہ لوگ جو اب ایسے پابند اُصول اور مطیع تھے اپنی جوانی میں مثل دیگر امرائے مکہ محض نکمے تھے *

(باقی آیندہ)

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176

EXTRA

(۲) نمبر Aligarh Institute Gazette, No. (2.)

Dated Wednesday, the 31st December, 1902.

اِکسٹرا علیگڈہ اِنسٹیٹیوٹ گزٹ

مطبوعہ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ ع روز چہار شنبہ

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس دہلي

پہلا اجلاس

خطبہ اِفتتاحي ایڈریس پریسیڈنٹ

(واسطے سلسلہ کے دیکھو اکسٹرا نمبر (۱) مطبوعہ ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ ع)

ان کل باتوں سے واضح ہوتا ہی کہ کاہلي اور فرض منصبي کي طرف سے غفلت ایسے عیوب نہیں ہیں جو اسلام سے خواہ مخواہ پیدا ہوتے ہوں — پس ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ اُس کاہلي اور لا پرواہي کے اسباب کیا ہیں جو تمام ممالک اسلامي میں محیط ہیں - یہہ تغافل اس خیال سے اور بھي تعجب خیز ہی کہ وہ انگلستان کے زیر حکومت بھي نظر آتا ہی، حالانکہ یہہ ایسي سلطنت ہی کہ اُس کي رعایا کو تھوڑي محنت سے بہت کچھہ عروج حاصل ہوسکتا ہی — کیونکہ في زمانہ حقیقي عروج علم ، دولت ، اور دانش میں ترقي کرنے سے حاصل ہوتا ہی اور یہہ ایسا عروج ہی جو استقلال کے ساتھہ کوشش کرنے سے ہمکو حاصل ہو سکتا ہی ۔

میرا یہہ خیال ہی کہ جو بیماري مسلمانوں کو لا حق ہی وہ کسي ایک سبب سے نہیں ہی بلکہ میں آپ کي اجازت سے چار مختلف اسباب ایسے بیان کرونگا کہ جن کي وجہ سے یہہ اخلاقي تغافل مسلمانوں میں پیدا ہوا ہی اور آپ دیکھینگے کہ جملہ اسباب جن کا میں ذکر کرونگا زمانہ دراز سے اپنا فعل کر رہے ہیں ۔

سبب اول کا سراغ لگانے کے واسطے یہہ ضروري ہی کہ اسلام کے ابتدائي زمانہ پر نظر ڈالي جاے — حضرت عمر کا قابل افسوس قتل ایسا واقعہ تھا کہ جس سے ایسا صدمہ پہونچا کہ اُس کا اثر ابتک زایل نہیں ہوا — حضرت عمر نہایت نازک وقت پر قتل کیئے گئے ، جبکہ نہ صرف سلطنت میں وسعت ہوئي تھي بلکہ ہر مسلمان کي ثروت میں ترقي تھي — اور واضح ہو کہ حضرت عمر بھي ایسے شخص تھے جن کا خلوص اور پرہیزگاري اور انصاف اس درجہ کا تھا کہ سب لوگ نہ صرف اُن کي اطاعت کرتے تھے بلکہ در اصل وہ اپني ذات سے اعلی اور مکمل نمونہ مسلماني جوانمردي کا تھے- وہ ایسا زمانہ تھا جبکہ ہر نوجوان مسلمان نہ صرف ایک وسیع سلطنت کا دفعتا مالک ہوگیا تھا ، بلکہ اُسکي دولتمندي بھي اُس کے وہم و گمان سے زیادہ ہوگئي تھي — ایسے نازک وقت میں حضرت عمر کے انتقال سے ایسي چیز مسلمانوں کے ہاتھہ سے جاتي رہي جو ہر قوم اور ہر زمانہ میں سوسائیٹي کا خواہ قدیم زمانہ کي ہو یا جدید نہایت بیش بہا ورثہ ہوتا ہی- یعني حاکم وقت کي ذات میں اُن صفات کا ہونا جو اعلی درجہ کے درویشوں اور مشایخ میں ہوتي ہیں — اُس وقت حضرت عمر کي محض عدم موجودگي سے ایسا صدمہ پہونچا کہ اُس کي عظمت میں کسي منصف مورخ کو شبہہ نہیں ہوسکتا ، خواہ اُس کا یہہ خیال کتنا ہي پختہ ہو کہ زمانہ پر عام اسباب کا اثر پڑتا ہی

نہ کہ ذاتیات کا - جب حضرت عمر کے جانشین قتل ہوگئے اور جو خلیفہ اُنکے بعد صدر نشین ہوئے اُنکو مخالفین کے ساتھہ مقابلہ کرنا پڑا تو ایک جدید پیچیدگی اسلامی سوسائیٹی میں پیدا ہوئی - تعجب کا مقام ہی کہ اس پیچیدگی کی طرف اعلی درجہ کے مورخین کا خیال بھی نہیں گیا ' حالانکہ جو تغافل اس وقت زیر بحث ہی یہہ اُسی جدید ایلیمنٹ (element) کا نتیجہ ہی — منجملہ صحابیوں اور اعلی درجہ کے پرہیزگار مسلمانوں کے بکثرت ایسے تھے جن کو اس معاملہ میں تذبذب تھا کہ اُن کو اس خانہ جنگی میں کس کا ساتھہ دینا چاہیئے اور کیا کرنا چاہیئے تاکہ جو نقصان پہونچ رہا ہی وہ اُس سے بری الذمہ رہیں — اس طرز عمل کی وجہ سے ایک نہایت مخدوش اُصول سوسائیٹی میں داخل ہوگیا — اُن میں سے ہر ایک بزرگ نے بجاے اپنا اثر ڈالنے کے خانہ نشینی اختیار کرلی اور اپنی بقیہ زندگی عبادت اور زیارت میں صرف کردی - یہہ ایک ایسی مثال ہی کہ جس کو ہر مسلمان سوسئیٹی میں اُسی وقت سے بعض اعلی درجہ کے مسلمانوں نے پیش نظر رکھنا اختیار کرلیا ہی - نہایت صداقت مند اور اعلی اخلاق کے مسلمانوں سے تم بسا اوقات سنوگے جیسا کہ میں نے ہزاروں مرتبہ قسطنطنیہ ' قاہرہ ' بمبئی یا زنجبار میں اُن کو کہتے سنا ہی کہ جس وقت تک وہ لوگ اپنی قوت عبادت اور زیارت میں صرف کرینگے اُس وقت تک گو اُن سے فایدہ نہ پہونچے ' تاہم نقصان بھی نہیں پہونچ سکتا ' اور اس طرح پر جو وقت کہ قوم کی خدمت میں صرف ہونا چاہیئے وہ محض عبادت اور زیارت میں صرف کیا جاتا ہی •

(باقی آیندہ)

جلوس

ہمارا خاص ریپریزینٹیٹو ۲۹ دسمبر کو دہلی سے لکھتا ہی :—

گو کہ دربار کی سیر و تماشہ اور قیام دہلی کی مشکلات کو شروع ہوئے مدت ہوئی تاہم سرکاری طور سے دربار کا آج پہلا دن تھا - حضور ویسراے و لیڈی کرزن اور اُنکا شاہزادہ ڈیوک آف کانٹ اور بیگم صاحبہ اوقات معینہ پر رونق افروز ہوئے اور وہ جلوس جو اس موقع کا پہلا قابل دید منظر تھا آج دیکھنے میں آیا جلوس کی ترتیب کا ضبط تحریر میں لانا غیر ضروری ہوگا - دو ہفتہ ہوئے کہ ہم نے اپنے اخبار میں مفصل پروگرام شایع کیا تھا - پس اس قدر لکھنا کافی ہوگا کہ اُسی پروگرام پر عمل کیا گیا — اگر بالفرض کوئی ترمیم ہوئی ہو تو وہ خفیف ہوگی اور تاوقتیکہ اُسکی بابت صحیح اطلاع نہ ملے اُسکا شایع کرنا بھی مناسب نہ ہوگا — تاہم یہہ خبر غالبا صحیح ہی کہ حضور نظام کے ساتھہ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بڑودہ حسب قرار داد نہ تھے کیونکہ ہز ہائینس کی بابت سنا جاتا ہی کہ خانگی وجوہ سے فی الحال تشریف آوری ملتوی کی گئی ہی •

آج صبح کا سماں ہر لحاظ سے قابل دید تھا — جلوس سے راقم قطع نظر کرتا ہی ' وہ تو ایک ایسی چیز تھی کہ صرف اسی ملک میں نظر آسکتی ہی - مگر انبوہ عظیم کا لطف اور نفسا نفسی اور گڑبڑ اور گھبراہٹ اور بعض مواقعہ پر دھکا مکی اور تو تو میں میں یہہ نظارہ بھی دلچسپی سے خالی نہ تھا - گو جلوس کا وقت بعد ساڑھے گیارہ بجے تھا ' تاہم ایسے موقعہ پر صبر اور اطمینان آسان نہیں ہی — طلوع کے وقت سے تماشائی تماشہ دیکھنے کی غرض سے روانہ ہوگئے اور بجز اُن کے جن کو جگہہ ملنے کا یقین تھا ہر شخص خواہ سوار ہو یا پیدل یہہ چاہتا تھا کہ وہ سب سے آگے پہونچ کر سب سے پہلے سب سے بہتر جگہہ گھیر لے — جلوس کا راستہ بعد غور کامل ایسا قرار دیا گیا تھا کہ شہر کے خاص خاص مقامات سے گذر ہو اور جہاں جہاں گنجایش تھی میونیسپلٹی نے خواہ گورنمنٹ نے یا پریوٹ اشخاص نے نشست کا انتظام کیا تھا - غالبا سب سے بہتر موقع جلوس دیکھنے کا قلعہ کی پشت اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر تھا - مسجد کی عمارت کا وہ حصہ جسکو بالا خانہ یا گیلری کہا جاسکتا ہی اس کام کے واسطے بالخصوص موزوں تھا — چنانچہ اسی موقعہ سے حضور ویسراے کے خاص مہمانوں نے اس دلچسپ نظارہ کا معاینہ کیا •

اس جلوس کا ہر جزو بذات خود قابل دید تھا اور جس کسی بچہ نے اسکو دیکھہ لیا ہی وہ مدت العمر غالبا اس دلچسپ نظارہ کو یاد رکھیگا ' مگر سب سے پہلے جو خبر خاص دلچسپی کی نظر سے دیکھی گئی وہ رسالہ امرا یعنی کیڈٹ کورس تھی - ناظرین کو معلوم ہی اس رسالہ میں ہمارے ملک کے اعلی خاندانوں کے نوجوان ہیں اور اُن میں اکثر فرماں روا ہیں یا آیندہ ہونے والے ہیں - اس رسالہ پر دلچسپی کے ساتھہ نظر پڑنے کی متعدد وجوہ تھیں - ہر ملک قدرتی طور سے اپنے سرداروں کو حیرت اور دلچسپی کی نظر سے دیکھتا ہی ' مگر قطع نظر اسکے اُنکا ساز و سامان اور وردی بھی نہایت خوبصورت اور دلکش تھی - پس کیا عجب ہی کہ جب یہہ رسالہ پیش نظر آیا تو خود بخود تعریفہاے خوشی بلند ہوئیں - اس رسالہ کا کمانڈنگ افسر خود ایسا باوقار ہی کہ

محض اُسکو دیکھنے کے واسطے ہزار ہا آدمیوں کی نظریں جلوس کی طرف تھیں - بہت کم تعلیم یافتہ اشخاص ایسے ہونگے جو مہاراجہ سر پرتاب سنگھہ کے نام سے ناواقف ہوں - تمام سپاہی منش اشخاص اور بالخصوص انگریز افسر سر پرتاب سنگھہ کو اعلی ترین نمونہ جوانمردی اور سپاہگری کا سمجھتے ہیں اور جس قدر وقعت سر پرتاب سنگھہ کی اعلی یورپین طبقہ میں کیجاتی ہی وہ محض اُنکی ذاتی حیثیت کی وجہ سے نہیں ہی ' بلکہ ذاتی اوصاف کی بنیاد پر ہی - پس یہہ کہنا چاہیئے کہ جسقدر وقعت اُنکی کی جاتی ہی وہ ظاہری اور نمایشی نہیں ' ہی بلکہ اس سپاہی منش راجپوت جنٹلمین مدبر اور فرمانروا کا سکہ انگلستان اور ہندوستان کے اعلی اشخاص کے دلوں پر بیٹھا ہوا ہی — یہہ رسالہ ہمارے سامنے سے گذر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد حضور ویسراے کا باڈی گارڈ پیش نظر آیا - باڈی گارڈ اور حضور ویسراے کے درمیان چند اعلی افسر ہاتھیوں پر تھے ' وہ سامنے سے گذر گئے اور بالاخر خود حضور ویسراے اور لیڈی کرزن کا ہاتھی پیش نظر آیا — اگر کوئی شخص اپنے خیالات سے دوسرے اشخاص کے خیالات کا اندازہ کرسکتا ہی تو میں بلا تصنع کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت ہر شخص کے دل میں جوش خیرخواہی تھا اور عوام‌الناس غالبا یہی کہتے ہونگے کہ واہ لات صاحب خدا تمہیں خوش رکھے تمہاری بدولت خوب تماشہ دیکھا — منجملہ ناظرین جو لوگ انگریز تھے یا انگریزی طریقہ پر اظہار جوش کرنا چاہتے تھے اُنہوں نے ویسراے کو دیکھکر چیرز دیں اور ہرا کہا مگر راقم کو یہہ خیال ضرور ہوا کہ جس قدر جوش دلوں میں تھا اُس کے مطابق چیرز نہیں دیگئیں ' کیونکہ یہہ طریقہ صرف انگریزی داں طبقوں میں رایج ہی ' اور ان میں بھی ایسے ہندوستانی زیادہ نہیں ہیں جو باقاعدہ طور سے ہمزبان ہوکر چیرز دینا جانتے ہوں — ویسراے نے نہایت مہربانی اور اخلاق کے ساتھہ اپنی ٹوپی پر ہاتھہ رکھا اور لیڈی کرزن نہایت لطف کے ساتھہ پبلک کی طرف دیکھکر مسکراتی تھیں اور اکثر گردن کے اشارہ سے پبلک کے سلام کا جواب دیتی تھیں - بعد حضور ویسراے کے ہز رایل ہائینس ڈیوک آف کناٹ اور ڈچس کا ہاتھی تھا - شاہزادہ اور بیگم صاحبہ نے بحالت قیام ہندوستان انگلستان کے خاندان شاہی کا نمونہ دکھلا کر خاص و عام کے دلوں کو مسخر کرلیا تھا - پس راقم کا یہہ خیال یقینا صحیح ہوگا کہ اس موقعہ پر شاہزادہ اور ڈچس کو دیکھکر ہزارہا آدمیوں کو سچی مسرت ہوئی - اور جو چیرز دیگئیں وہ اُس مسرت اور خیرخواہی کا سچا گو ہوجہ نا واقفیت کسیقدر کمزور اظہار تھا ●

حضور ویسراے اور ڈیوک کی سواری نکل جانے کے بعد جس شخص کے دیکھنے کا خاص اشتیاق تھا وہ فاتح ٹرانسوال و خرطوم یعنی لارڈ کچنر کمانڈر انچیف تھے - جب کمانڈر انچیف کی سواری بھی نکل گئی تو صرف عام تماشہ باقی رہ گیا اور یہہ عام تماشہ بھی ایسا تھا جس کو دہلی میں بھی غالبا پیشتر کبھی نہ دیکھا گیا ہوگا — گورنران و لفٹننٹ گورنران گاڑیوں پر تھے اور کمانڈرانچیف اور خان قلات اور بلوچی سردار گھوڑوں پر' باقی جملہ عماید اور فرمانروا ہاتھیوں پر تھے — پس اس جلوس میں جو خاص چیز قابل دید تھی وہ ہاتھیوں کا ساز و سامان تھا — راقم نے ہر ایک فرمانروا کا علحدہ علحدہ ذکر نہیں کیا کیونکہ کوئی خاص امر میرے ذہن میں اُن کی بابت قابل ذکر نہیں ہی — مگر یہہ قدرتی بات تھی کہ مسلمانوں کی آنکھیں حضور نظام کو بالخصوص تلاش کریں اور حضور ممدوح کو ڈگنٹی اور شان فرمانروائی کا مجسم نمونہ دیکھکر مسرت ہو — حضور نظام کے ہاتھی پر زیور مطلق نہ تھا مگر جو سادگی تھی وہ نہایت دلکش تھی — تعلیم یافتہ گروہ بلا تخصیص مذہب ہز ہائینس گیکوار بزودہ کے دیکھنے کا بھی خاص طور پر مشتاق تھا - مگر غالبا راقم کا یہہ خیال صحیح ہی کہ وہ شریک جلوس نہ تھے' کیونکہ حضور نظام کے ساتھہ جو رئیس تھا وہ کم عمر معلوم ہوتا تھا اور خیال کیا جاتا ہی کہ مہاراجہ صاحب تراونکور تھے — راقم کا مطلب شرکاء جلوس میں کسی قسم کی تخصیص کرنے کا نہیں ہی - حقیقت یہہ ہی کہ ہر ایک رئیس کی سواری نہایت دلچسپی سے دیکھی گئی ' تقریبا ہر رئیس کی رعایا انبوہ میں موجود تھی اور اس قسم کی آوازیں وقتا فوقتا سنی جاتی تھیں " یہہ ہمارے حضور ہیں " — یہہ ممکن نہیں ہی کہ کوئی ایک کارسپانڈنٹ متعدد مقامات کی کیفیت قلم بند کرسکے — پس راقم نے اا مختصر اور نامکمل کیفیت اُس نظارہ کی تحریر کی ہی جو اُس کو پیش جامع مسجد نظر آیا - بعد اختتام جلوس راقم چاندنی چوک کی آرایش دیکھنے کے واسطے گیا اس دلچسپ منظر کی بابت اسقدر لکھنا کافی ہوگا کہ چاندنی چوک اس موقعہ کے واسطے خاص پیراہن طیار کرایا تھا اور اُس لباس میں حضور ویسراے کا سچے دل سے استقبال کیا — دہلی اور بالخصوص چاندنی چوک کی مسرت اور دلکم کی صداقت میں کیونکر شک ہو سکتا ہی — تمام ہندوستان اور نیز بیرون ہندوستان کے اکثر خوش حال اشخاص فی‌الحال دہلی میں رونق افروز ہیں ' اور کیا یہہ کہنا مبالغہ ہوگا کہ دونوں ہاتھوں سے گنجینہ افشانی کر رہے ہیں — اگر دلی کا دل خوش نہ ہوگا تو کس کا ہوگا — اس شاہی شہر نے وسط ایشیا کے نادر اور تیمور کے مظالم برداشت کیئے

ہیں ' پس یہہ عین انصاف ہی کہ وہ برٹش حکومت کے امن امان اور ترقی دولت و صنعت و حرفت کے فواید سے مالا مال ہو — میں دہلی اور اہل دہلی کو بلا تخصیص مذہب و ملت صدق دل سے مبارکباد دیتا ہوں *

مجھکو کانفرنس کے سلسلہ میں مسلمان عماید دہلی سے بعض شکوے بھی ہیں' اور بحیثیت اخبار نویس میرا فرض ہوگا کہ اُن معاملات کو جو میرے ذہن میں اور اکثر ممبران کانفرنس کی زبان پر ہیں پبلک طور سے ظاہر کروں ' مگر یہہ امور محتاج تنقیح و تحقیقات ہیں اور مجھکو ابھی تحقیقات کا موقعہ نہیں ملا — میں اُن کو یقین دلاتا ہوں کہ میں جو کچھہ اس معاملہ میں لکھونگا بعد تحقیقات کامل لکھونگا *

کل ۳۰ دسمبر کو نمایش کا افتتاح ہوگا جس میں حضور ویسرائے صدرنشین اور تمام فرماں روا اور اکثر عماید شریک ہونگے *

کانفرنس

۲۸ دسمبر کو کانفرنس کا دوسرا اجلاس ہوا — اور مندرجہ ذیل مضامین پر بحث ہوئی *

رزولیوشن نمبر (۱) اس کانفرنس کی راے میں قومی یونیورسٹیوں کا قایم کرنا ہندوستان کی حالت کے عین مناسب ہی *

رزولیوشن نمبر (۲) یہہ کانفرنس یونیورسٹی کمیشن کی اس راے سے متفق ہی کہ تعلیمی فیس کی ایک معینہ مقدار مقرر کی جاے اور اُس سے کم نہ لیجاے — لیکن یہہ کانفرنس صلاح دیتی ہی کہ بجاے تین فیصدی طلبا جن کی معافی فیس کی راے کمیشن نے دی ہی دس فیصدی طلبا فیس سے بری کیئے جائیں *

چونکہ روانگی ڈاک کا وقت آ گیا ہی فی‌الحال اسقدر لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ رزولیوشن اول بالاتفاق سچے جوش کے ساتھہ پاس ہوا — برخلاف اس کے دوسرے رزولیوشن کی جوش کے ساتھہ مخالفت ہوئی — پیش کنندہ (مسٹر سید علی امام) نے اس رزولیوشن کو واپس لیلیا *

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176.

EXTRA

(۳) نمبر Aligarh Institute Gazette, No. (3.)

Dated Friday, the 2nd January, 1903

اِکسٹرا علیگڈہ اِنسٹیٹیوٹ گزٹ

مطبوعہ ۲ جنوري سنہ ۱۹۰۳ ع روز جمعہ

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس دھلي

اجلاس دویم

اجلاس دویم میں جن مضامین پر بحث ہوئي اُن کي تفصیل قبل ازیں سمع کي گئي ہی پہلا رزولیوشن جو ڈینا مینیشنل (denominational) یعني قومي یونیورسٹي قایم کرنے کي سفارش میں تھا - اُس کو مسٹر تھیو ڈور ماریسن نے پیش کیا اور ایک بسیط تقریر میں ثابت کیا کہ ترقي تعلیم کے واسطے ڈینا مینیشنل (denominational) یونیورسٹیوں اس ملک کي حالت کے موافق ہیں جن سے تمام اقوام کو بلا لحاظ مذہب فائدہ پہونچیگا — مسلمان جو اپني یونیورسٹي علحدہ بنانا چاہتے ہیں تو یہہ کوئي تعجب کي بات نہیں ہی - ہر قوم کي رسوم اور اُس کي اخلاقي حالت اور قواعد (کوڈ آف مورلیٹي) جدا گانہ ہی -- اور اُن قواعد کے موافق نوجوانوں کو طیار کرنا اُسي حالت میں ممکن ہی جبکہ ہر ایک قوم کي اپني یونیورسٹي ہو — مسلمانوں کي پوزیشن دیگر اقوام سے علحدہ ہی — ان کو مذہبي تعلیم دینے کا شوق ہی اور مذہبي تعلیم بلا قومي یونیورسٹي کے ممکن نہیں ہی ۔ ڈینا مینیشنل یونیورسٹیوں کي انگلستان میں اسقدر ضرورت نہیں ہی جیسي اس ملک میں — اس ملک میں قانون دیواني کے متعلق یہہ اُصول پیشتر سے تسلیم کرلیا گیا ہی کہ ہر قوم کو بعض معاملات میں اپنے جداگانہ ڈینا مینیشنل آئین کي پابندي مناسب ہی — اس رزولیوشن کي تائید مسٹر علي امام (بیرسٹر پٹنہ) نے انگریزي میں کي — اور بیان کیا کہ موجودہ غیر قومي (انڈینا مینیشنل) یونیورسٹیوں سے مسلمانوں کو بہت نقصان پہونچا ہی ، بلکہ جو پیشین گوئي ہمارے بزرگوں کي تھي اور جو بد گمانیاں اُن کو انگریزي تعلیم کي جانب سے تھیں وہ درست ثابت ہوتي جاتي ہیں - نوجوان مسلمان اس قسم کي یونیورسٹیوں کي بدولت ڈینیشنلایزڈ (denominationalised) ہوتے جاتے ہیں اور قومي خوبیاں کم ہوتي جاتي ہیں - اس خیال کي بنیاد پر مسلمان اپني قومي خوبیوں سے دست بردار نہیں ہوسکتے کہ رفتہ رفتہ سب قومیں ملکر ایک ہوجائینگي - اسلام میں بکثرت ایسي خوبیاں ہیں جن کو قایم رکھنا چاہیئے — مثلاً راست بازي ، في زمانہ لوگ حق بات کہنے سے خوف کرتے ہیں ، مگر ہمارے معزز پریزیڈنٹ نے صفائي اور راست بازي کي اعلی مثال پیش کي ہی ، کیونکہ جو خیالات اُن کے تھے وہ بلا تامل جلسہ کے روبرو پیش کردیئے اور یہہ خیال نہیں کیا کہ لوگ کیا کہینگے (چیرز) یہہ مثال اس وجہ سے دیکھنے میں آئي کہ صاحب پریزیڈنٹ (ہز ہائینس آغا خاں) قومي اور اسلامي راستہ پر چلتے ہیں — یہہ نتیجہ بلا ڈینا مینیشنل یونیورسٹي حاصل نہیں ہوسکتا *

بعد مسٹر علي امام کے مسٹر عبدالرحمن (بیرسٹر کلکتہ) نے انگریزي میں تقریر کي مگر یہہ تقریر زیادہ تر خود اسیکرٹري کي پبلک اور پرائیویٹ حیثیت کے متعلق تھي *

مسٹر آفتاب احمد خاں (بیرسٹر علیگڈہ) نے اُردو میں تقریر کي — اُن کي تقریر کا لب لباب یہہ ہی کہ تعلیم سب سے زیادہ ضروري ہی - وہ تعلیم جس سے ہماري ضروریات پوري ہوں اعلی تعلیم ہی اور صرف قومي یونیورسٹي میں حاصل ہوسکتي ہی — تعلیم خواہ کتني ہي اعلی ہو کبھي گورنمنٹ کے خلاف نہیں ہوسکتي — یونیورسٹي کمیشن نے راے ظاہر کي ہی کہ اعلی تعلیم کا بار گورنمنٹ پر نہو ، اُسي کے ساتھہ قومي یونیورسٹیوں کي مخالفت کي ہی — پھر فرمائیے کہ تعلیم کیونکر ہو ؟ مسلمان صرف قومي یونیورسٹي چاہتے ہیں اور اُسي پر روپیہ صرف کرنا چاہتے ہیں - پس اگر قومي یونیورسٹي نہ ہوگي تو نہ قوم سے مدد ملیگي اور نہ کمیشن کي راے کے موافق گورنمنٹ سے - پھر نتیجہ ظاہر ہی *

قاري سر فراز حسين (دهلوي سابق طالب علم مدرسةالعلوم) نے اُن انتظامات کو بیان کیا کہ جو مدرسةالعلوم میں دینی تعلیم کي بابت ہیں - اور بیان کیا کہ عملي اور کتابي دونوں قسم کي تعلیم دي جاتي ہی — کیا سرکاري یونیورسٹي یا سنڈیکیٹ ایسا انتظام کرسکتي ہی ؟ *

جیساکہ قبل ازیں تحریر کیا تھا یہہ رزولیوشن جوش کے ساتھہ باتفاق راے پاس ہوا *

اِس کے بعد مسٹر علي امام نے جو رزولیوشن پیش کیا اُس کا مختصر مطلب یہہ ہی کہ اِس میں کوئي حرج نہیں ہی کہ حسب سفارش کمیشن ایک خاص فیس مقرر کر دیجاے اور اُس سے کم کسي حالت میں نہ لیجاے ' مگر کمیشن کي راے میں اس قدر ترمیم کیجاے کہ بجاے تین فیصدي کے دس فیصدي تک طلبا فیس سے معاف ہوسکیں — معلوم ہوتا ہی کہ خود متحرک کو اندیشہ تھا کہ متجارتي اُن کے خلاف ہوگي ' مگر چونکہ اُن کي یہہ پختہ راے ہی کہ ازراے تعلیم سے بجاے فایدہ کے نقصان ہوتا ہی ' لہذا بلا خیال نتیجہ آزادي سے سابقہ اپنے خیالات کا اظہار صاحب موصوف نے کیا — مسٹر علي امام کي اسپیچ مدلل تھي مگر اُس کا لب لباب یہہ فقرہ تھا جو خود متحرک نے استعمال کیا " گراں بمحکمت و ارزاں بعلت " متحرک نے کہا کہ یہہ سوال قابل غور ہی کہ سستے ہونے سے تعلیم میں نقص واقع ہو سکتا ہی یا نہیں — اگر ارزاں بھي ہو اور عمدہ بھي تو بہتر ہی ' مگر ایسا نہیں ہو سکتا — پس سوال یہہ ہی کہ ہم مال کیونکر چاہتے ہیں یا کیا - یہہ بحث صرف اعلی تعلیم سے متعلق ہی نہ کہ ابتدائي سے اسپیکر کو بنگال کا خاص تجربہ ہی — اور وہ بخوبي جانتے ہیں کہ ایسے پراویٹ کالج بکثرت ہیں کہ جہاں یہہ خیال نہیں کیا گیا کہ اعلی قسم کي تعلیم کے سامان مہیا ہیں یا نہیں — محض تجارتي اصول پر کارروائي ہوتي ہی ' لہذا صرف یہہ خیال کیا جاتا ہی کہ طلبا کي تعداد کالج میں زیادہ ہو - بعض کالج ایسے ہیں کہ جہاں دو روپیہ بلکہ ڈیڑہ روپیہ تک فیس لیجاتي ہی — جب فیس اس قدر کم ہوگي تو لایق معلم کہاں سے آئینگے ؟ اُنکو غربا سے پوري ہمدردي ہی ' بلکہ اُنکو افلاس کا ذاتي تجربہ ہی ' تاہم وہ یہہ کہنے پر مجبور ہیں کہ بے بضاعتي کے ساتھہ اعلی تعلیم بسا اوقات خراب نتایج پیدا کرتي ہی - اعلی تعلیم اُن کو دیجاے جو اُس پر دھبہ نہ لگائیں دس سپاهي اگر عمدہ ہوں تو ایک کثیر جماعت کا مونھہ پھیر سکتے ہیں ' پس اصلي چیز تعلیم کي نوعیت اور قسم کا عمدہ ہونا ہی جو بلا صرف کثیر ممکن نہیں ہی — وہ یہہ نہیں کہتے کہ غربا کو تعلیم نہ دو - معاذاللہ - اُن کا صرف یہہ مطلب ہی کہ تعلیم کو معزز بنایا جاے — اور لایق غربا کے واسطے راہ نکالي جاے — خود کمیشن نے وظایف تجویز کیے ہیں اور تین فیصدي کي معافي کي تجویز بھي کي ہی ' مگر یہہ کم ہی دس فیصدي تک معاف ہونے چاہیئیں — متحرک کي اسپیچ ختم ہونے کے بعد تھوڑي دیر تک کوئي تائید کنندہ پلیٹ فارم پر نہ آیا ' اور یہہ خیال تھا کہ رزولیوشن خود بخود عدم تائید کي وجہ سے خارج ہوجایگا ' مگر چونکہ اکثر صاحبوں کو اس مضمون پر کچھہ کہنے یا سننے کا شوق تھا لہذا ایک صاحب نے محض ضابطہ پورا کرنے کے خیال سے اوٹھکر تائید کردي — اس کے بعد خواجہ غلام‌الثقلین نے غربا کي وکالت میں ایک موثر اسپیچ کي اور کہا کہ لایق متحرک کي اسپیچ کا خلاصہ یہہ ہی کہ غربا کو تعلیم نہ دیجاے — اس سے زیادہ کوئي بات مذہبا اور ملکي (پولیٹکل) لحاظ سے مضر نہیں ہو سکتي - حضرت عیسی نے فرمایا ہی کہ غربا تمہارے درمیان رہینگے مگر یہہ نہیں کہا کہ غربا کو جاہل رکھو - علی ہذا پیغمبر خدا نے غربا پر خاص توجہ کرنے کي ہدایت فرمائي ہی — سنہ ۱۸۴۳ع میں میں لارڈ میکالي نے ہوس آف کامنس میں ایک تقریر کي تھي اور کہا تھا کہ یہہ سمجھنا غلطي ہی کہ سوسائیٹي کا روپیہ تعلیم میں صرف نہ کیا جاے تعلیم پر روپیہ صرف کرنا گورنمنٹ اور رعایا دونوں کے واسطے مفید ہی — جرایم بالعموم کن لوگوں سے سرزد ہوتے ہیں ؟ جاہلوں سے — طالعمن کے ٹیکہ اور انتظامات کي بابت جو غلط فہمیاں ہوئیں وہ بھي اسیوجہ سے تھیں - جرمني میں تعلیم فرض یعني مفت ہی — پس پچاس سال کے اندر تبدلہ عظیم واقعہ ہوا ہی - اس ملک میں زیادہ تر غریب ہیں — شرم ہی کانووس پر اگر پانچ چھ لاکھہ آدمیوں پر تعلیم محدود کرنا چاہے — اس وقت خود مدرسةالعلوم میں ۵۰ فیصدي طلبا محض وظایف کي وجہ سے تعلیم پا رہے ہیں — (ایک آواز - " پچھتر فیصدي ") *

اسپیکر نے چاہا کہ لفظ " نہیں " اضافہ کرکے رزولیوشن کو اسطرح پر ترمیم کردیں کہ اُسکا مطلب موجودہ مطلب کے برعکس ہوجاے ' مگر اس موقعہ پر مسٹر علي امام نے کھڑے ہوکر کہا کہ میں اپنا رزولیوشن واپس لیتا ہوں *

قبل اس کے کہ رزولیوشن واپس لیا جاے نواب محسن‌الملک نے یہہ خیال ظاہر کیا کہ ترمیم نہ ہونی چاہیئے — اسپیکر نے اس خیال سے اختلاف ظاہر کیا اور جو لوگ ڈبیٹ کے قواعد سے واقف ہیں وہ غالبا یہہ خیال کرینگے کہ ہر ممبر کو ترمیم کرنے کا پورا حق حاصل ہی - بعد واپسي رزولیوشن مسٹر آفتاب احمد خاں (بیرسٹر علیگڈہ) کھڑے ہوئے اور ایک نہایت پر جوش اور موثر اسپیچ کي - بحث یہہ تھي کہ آیا اس موقعہ پر یہہ اسپیچ قواعد ڈبیٹ کے مطابق ہونا چاہیئے تھي یا نہیں - اصل رزولیوشن واپس ہوگیا تھا ' مسٹر غلام‌الثقلین کي ترمیم بھي منظور نہیں ہوئي تھي ' پس مسٹر آفتاب احمد خاں صاحب کو اُسي مضمون پر بحث کرنے کا حق باقي تھا یا نہیں ؟ مسٹر آفتاب احمد خاں نے اس پیچیدگي کو یہہ کہکر رفع کیا کہ وہ ایک نیا رزولیوشن پیش کر رہے ہیں مگر اُس رزولیوشن اور مسٹر غلام‌الثقلین کي ترمیم کا مضمون واحد تھا اور منشا یہہ تھا کہ جلسہ کو رزولیوشن نمبر ۲ سے اختلاف ہی *

مسٹر آفتاب احمد خاں کي تقرير علاوہ مدلل ہونيکے مطول بھي تھي اور صبح کا اجلاس اُسي پر ختم ہوا *

سہ پہر کے اجلاس ميں مسٹر غلام‌الثقلين ، مسٹر علي امام ، مسٹر محمد سليمان (بيرسٹر پٹنہ) و ديگر حضرات نے مسٹر آفتاب احمد خاں کي تحريک پر گنتي کي — جب ووٹ ليئے گئے تو صرف ۶ ووٹ مخالف تھے — پس يہہ سمجھنا چاہئيے کہ بعد دلچسپ و کامل مباحثہ کے رزوليوشن نمبر ۲ کے خلاف راے قرار پائي *

اِجلاس سويم محمدن ايجوکيشنل کانفرنس

آج بتاريخ ۳۱ دسمبر تيسرا اجلاس محمدن ايجوکيشنل کانفرنس کا ہوا — پليٹ فارم پر جن معزز يورپين کو آج ہمنے اول مرتبہ ديکھا منجملہ اُن کے مسٹر آرنلڈ ڈائرکٹر جنرل تعليمات اور مسز آرنلڈ — مسٹر واکر فنانشل مفسٹر حيدرآباد اور مسز واکر تھے — ہز ہائينس آغا خاں تشريف نہ لا سکے ، لہذا مولانا محمد شبلي نعماني صدر نشين ہوئے — اجلاس کي کارروائي ايک دلچسپ لکچر سے شروع ہوئي جو مسٹر محمد يوسف صاحب نے زبان انگريزي ميں پڑھکر سنايا — اس لکچر کو ہم عنقريب شايع کرينگے اور اُس کا ترجمہ بھي جلد ممکن ہوگا شايع کيا جائيگا — في‌الحال ہم اس قدر تحرير کرنے پر اکتفا کرينگے کہ مسٹر محمد يوسف صاحب ممالک متحدہ کي کونسل سول سروس کے ممبر ہيں ، اور نہ صرف پوزيشن بلکہ ذاتي لياقت کيوجہ سے بھي بالخصوص ممتاز ہيں — پس لکچر جب شايع ہوگا تو ناظرين غالبا ديکھينگے کہ وہ کس قابليت سے طيار کيا گيا ہے — مسٹر محمد يوسف کے لکچر کے بعد پروفيسر عبدالقادر صاحب کا لکچر تھا — نواب محسن‌الملک بہادر نے ايک نہايت دلچسپ اسپيچ ميں پروفيسر صاحب کا تعارف حاضرين سے کيا — جناب ممدوح نے جو کچھہ فرمايا اُس کا خلاصہ يہہ ہے " ہمارے کالج کے پروفيسر عبدالقادر صاحب نے خاص فرمايش سے ايک عالمانہ اور نہايت مفيد لکچر طيار کيا ہے جس سے يہہ معلوم ہوسکيگا کہ گذشتہ دس سال ميں مسلمانوں نے بمقابلہ اپنے ہندو بھائيوں کے کسقدر ترقي کي ہے — مسٹر سيد محمود صاحب نے ايک مجلد کتاب اسي مضمون پر تاليف فرمائي ہے جس سے گذشتہ ۳۰ سال کي ترقي تعليم کي کيفيت ظاہر ہوتي ہے — پس پروفيسر صاحب کا لکچر بطور ضميمہ کے ہے ، کيونکہ گذشتہ ۱۰ سال کا ذکر مسٹر سيد محمود صاحب کي کتاب ميں نہيں ہے — اس تمہيد کے بعد نواب محسن‌الملک بہادر نے فرمايا کہ وہ اُميد کرتے ہيں کہ جو صاحب تعليم سے بالخصوص دلچسپي رکھتے ہيں وہ اس لکچر کو غور سے سنيگے ، کيونکہ يہہ لکچر نہايت محنت سے طيار کيا گيا ہے اور مسٹر آرنلڈ اور ديگر حضرات کي توجہ کے قابل ہے — اس لکچر سے سب صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کي حالت کسقدر افسوس ناک ہے — ايک زمانہ تھا کہ گورنمنٹ کي ملازمت ميں مسلمان بکثرت تھے اور غير اقوام شاذ و نادر — چنانچہ سنہ ۱۸۵۸ع تک تقريبا تمام منصف مسلمان تھے — اتفاق سے اُسي زمانہ ميں ايک ہندو صاحب جن کا نام بھولا ناتھہ تھا منصف مقرر ہوگئے — سورشتہ دار نے جب پہلا روبکار اُن کے اجلاس ميں تحرير کيا تو عنوان پر لکھا " جناب مولوي بھولا ناتھہ خاں بہادر (قہقہہ) جب منصف صاحب کے روبرو روبکار دستخط کے ليئے پيش کيا گيا تو وہ متحير ہوئے اور کہا ارے کمبخت يہہ کيا ؟ سورشتہ دار نے دست بستہ عرض کيا کہ حضور منصف ہوگئے ہيں نہ ؟ (قہقہہ) حاضرين کو اس واقعہ سے واضح ہوگا کہ منصفي اور اس قسم کے اکثر عہدے مسلمانوں کے واسطے مخصوص تھے — اس کي وجہ يہہ تھي کہ اُس وقت گورنمنٹ کي عملداري بيٹھي تھي — اب زمانہ بدل گيا ہے — گورنمنٹ نے بھي رفتہ رفتہ اپنا انداز بدل ديا ہے — بعض لوگ شکايت کرتے ہيں کہ اس تغير تبدل کي وجہ سے ہندوستان تباہ ہوگيا — جو لوگ ايماندار ہيں وہ جانتے ہيں کہ در اصل ہندوستان آباد ہوگيا ہے — فرق اسقدر ہے کہ گذشتہ زمانہ ميں دولت خاص فرقوں پرمحدود تھي اب تمام ملک ميں تقسيم ہوگئي ہے — گذشتہ زمانہ ميں غربا کو کوئي نہيں پوچھتا تھا ، اس گورنمنٹ نے سب کو خواہ امير ہوں يا غريب يکساں حقوق ديئے ہيں — يہہ زمانہ تلوار کا نہيں ہے بلکہ قلم کا ہے — مسلمان ملازمت نہ ملنے کي اور افلاس کي بابت گورنمنٹ کي اور قسمت کي شکايت کرتے ہيں — گورنمنٹ مثل آفتاب کے ہے جو ويرانہ کو اور چمن کو يکساں روشن کرتا ہے ، مگر ويرانہ پر اُس کا اثر اور ہوتا ہے اور چمن پر اور : اپني اپني حيثيت اور حالت کے مطابق دونوں مستفيد ہوتے ہيں — جب مسلمان قسمت کي شکايت کرتے ہيں تو خدا کي طرف سے فرشتہ اُن کے کان ميں کہتا ہے کہ تم نے خود اپني يہہ حالت کردي ہے — خدا اُن لوگونکي مدد فرماتا ہے جو کوشش کرتے ہيں — دنيا ہو يا عقبي انسان کو اپني حيثيت ، حالت ، اور افعال کے مطابق سزا اور جزا ملتي ہے — ہم لوگ خودتو کوشش نہيں کرتے اور قسمت اور گورنمنٹ پر الزام لگاتے ہيں — نيچرکسي کو معاف نہيں کرتا — يہہ ممکن نہيں ہے کہ تم چوري مارو اور خون نہ نکلے — جب تک مسلمان تعليم کي طرف سے غفلت کرينگے اُن کي يہہ حالت رہيگي اور ضرور بھي نتيجہ ہوگا — اس کے بعد نواب محسن‌الملک نے فرمايا کہ اس مجلس کو ديکھکر اُن کو خوشي بھي ہوتي ہے اور رنج بھي — رنج قوم کي غفلت اور لاپرواہي سے ہوتا ہے اور خوشي يہہ ديکھکر ہوتي ہے کہ معزز يورپين جنتلمين آٹھہ دس ميل کي مسافت طے کرکے اور ضروري کام اور خرچ خرچ کے سير و تماشہ چھوڑ کر اس مجلس ميں شريک ہوتے ہيں — اس کي کيا وجہ ہے ؟ صرف يہہ کہ وہ ديکھتے ہيں کہ ہم اپنے ليئے کوشش کرتے ہيں — پس اصل چيز خود اپنے واسطے کوشش کرنا اور اپنے کو کسي چيز کے قابل بنانا ہے — خدا نے انگريزوں کو ہندوستان کي حکومت نہيں دي مگر محض اس وجہ سے کہ وہ اس قابل ہيں اور سيلف ہيلپ اور ہمدردي انساني کے اُصولوں سے واقف ہيں *

نواب محسن‌الملک کي موثر اور دلچسپ تقریر کے بعد پروفیسر عبدالقادر صاحب نے اپنا لکچر شروع کیا - یہہ لکچر محض خیالات پر مبني نہیں هی بلکہ پروفیسر صاحب نے محنت شاقہ کے بعد ضروري فیکٹس اور فیگرس جمع کیئے هیں اور ایک نقشہ طیار کیا هی جس سے بادي‌النظر میں معلوم هوسکتا هی کہ ترقي کے میدان میں هندو کہاں هیں اور مسلمان کہاں — پروفیسر صاحب نے هندو برادران ملکي کا ذکر حاسدانہ طور پر نہیں کیا ، بلکہ اُن کو اپنا مفہوم سمجھانے کے واسطے اور مقابلہ کرنے کے واسطے یہہ لازم تھا کہ اپنے برادران ملکي کي ترقي سے اپني قوم کي ترقي بلکہ اصل یہہ هی کہ قوم کي پستي کا مقابلہ کریں — لکچر کا صرف ایک جزو پڑھا گیا تھا کہ پروفیسر صاحب سے فرمایش کي گئي کہ لکچر کو ملتوي کرکے اپنا نقشہ جلسہ کے روبرو پیش کریں یہہ نقشہ واقعي ایسا تھا کہ محض اس کے معائنہ سے قوم کي پستي کا اندازہ هو سکتا هی ، گویا پروفیسر صاحب نے ایک آئینہ طیار کیا تھا تاکہ قوم اپنا مونہہ دیکھے اور اپني حالت پر تاسف کرے — اس نقشہ سے نہ صرف علمي پستي بلکہ مختلف پیشوں مثلاً انجنیري و ڈاکٹري وغیرہ کي کیفیت بھي ظاهر هوتي هی — هم اس باوقعت لکچر کي سمري یعني اُس کا اقتباس علیحدہ چھاپتے هیں *

پروفیسر صاحب کا لکچر ختم نہیں هونے پایا مگر اُن کا مطلب ضرور حاصل هوگیا کیونکہ اُس نقشہ کے دیکھنے سے بکثرت حاضرین متاثر هوئے - پروفیسر صاحب کے لکچر کے بعد چودهري خوشي محمد صاحب کي نظم تھی ، مگر نواب محسن‌الملک نے یہہ دیکھکر کہ اِسوقت لوها گرم هی ایک دوسري نہایت موثر اسپیچ کي جو باوجود خلاف پروگرام هونے کے اسپیکر کي فصاحت و بلاغت کي وجہ سے بالکل موزوں اور مناسب موقعہ معلوم هوتي تھي اور نہایت دلچسپي کے ساتھہ سني گئي — حقیقت یہہ هی کہ آج نواب صاحب بحیثیت اسپیکر هونے کے اعلی فارم (Form) میں تھے *

نواب صاحب کي دوسري اسپیچ کا خلاصہ یہہ هی — کہ جو حالت نقشہ سے ثابت هوتي هی اُس کا بار هماري علماے دین پر هی - انگریزي پڑھنا کفر بتلایا گیا — سر سید احمد نیچري بنائے گئے اور مکہ معظمہ سے اُن کے واسطے فتوہ کفر منگوایا گیا — مولوي صاحبان کو شکر کرنا چاهیئے کہ مسلمان ایسي پستي کے حالت میں هیں ، کیونکہ یہہ دلیل هی اس بات کي مسلمان کفر سے محفوظ رهے - مگر واضح هو کہ تعلیم میں پست هونے کي وجہ سے مسلمان هر چیز میں پست هیں — کوئي وجہ نہیں هی کہ گورنمنٹ کي ملازمت میں اُن کا حصہ کم نہو - صاحب ! بازار میں جاو ! تم دیکھوگے کہ دوکانوں پر مختلف چیزیں رکھي هیں ، جو خریدار آتا هی هر چیز کو بغور دیکھہ بھال کر خرید تا هی — علی هذا گورنمنٹ بھي اعلی سے اعلی آدمیوں کو اپني سروس میں لیتي هی — اور لیگي یہہ لحاظ نہ کریگي کہ فلاں شخص کا دادا دولہ تھا یا جنگ تھا — گو مسلمانوں کي حالت خراب هی ، تاهم ایک فرقہ کم مایہ لوگوں کا بالخصوص تعلیم کي طرف مایل هی — مگر یہہ لوگ کم استطاعت هیں - حضرات تجربہ سے ثابت هی کہ تیس روپیہ سے کم میں کوئي طالب علم بورڈنگ میں نہیں رہ سکتا - آج کل مسلمانوں کي حالت یہہ هی کہ تیس روپیہ کي نوکري تو ملتي نہیں هی تعلیم پر تیس روپیہ کیونکر صرف کیا جاے — عام افلاس کي وجہ سے بلا و ظایف مسلمان تعلیم میں ترقي نہیں کرسکتے — چنانچہ مدرسۃالعلوم میں آٹھہ سو روپیہ ماهوار وظایف میں صرف کیا جاتا هی ، گو نہایت احتیاط کیجاتي هی کہ جن طلبا کو امداد دیجاے اُن کا نام عام طور پر ظاهر نہ هو (چیرز) اب یہہ فرمائیے کہ کالج کا کام کیونکر چلتا هی - خدا آباد رکھے سلطنت نظام کو (چیرز اور آمین) آج همارا کالج جو چل رها هی تو کس کي بدولت ؟ سلطنت نظام کي بدولت - حضرات دوهزار روپیہ ماهوار حیدرآباد سے آتا هی - حضور نظام کے واسطے تو دوهزار کوئي چیز نہیں هی — مگر هماري واسطے بہت کچھہ هی - پس کیا عجب هی کہ حضور نظام کي فیاضي اور مسٹر واکر صاحب کي توجہ سے بجاے دو هزار کے چار هزار ماهوار مقرر هو جاے (اِس موقعہ پر پرجوش چیرز اور قہقہہ هوا جسمیں خود مسٹر واکر بھي شریک هوئے) حضرات - یہہ خوشامد نہیں هی اور نہ هم کسي ذاتي نفع کي غرض سے کسي شخص کي سفارش کرتے هیں - هم قوم کي سفارش کرتے هیں — مسٹر واکر عرصہ تک خاص دهلي میں کمشنر رهے هیں ، اُنہوں نے دیکھا هوگا کہ جو لوگ اُنکے پاس آتے تھے وہ اکثر ذاتي اغراض سے آتے تھے ، مگر هم لوگ اس موقعہ پر صرف قومي اغراض سے جمع هیں - جب همنے اول دهلي میں کانفرنس کا ارادہ کیا تھا تو لوگوں نے کہا کہ همکو خبط هی مگر دیکھیئے همنے کوشش کي اور خدا کے فضل سے کامیابي هوئي - گذشتہ سالوں میں تین چار هزار روپیہ جمع هوا کرتا تھا امسال ۲۰ هزار جمع هوا هی - حضرات یہہ موقعہ خاص موقعہ هی اور هم لوگ شہنشاہ ایڈورڈ هفتم کي تخت نشیني کے سلسلہ میں یہاں جمع هیں - پس میں درخواست کرتا هوں کہ سب لوگ کھڑے هوکر شہنشاہ کي ترقي عمر و دولت و جاہ و حشمت کي دعا مانگیں — یہہ حصہ نواب صاحب کي تقریر کا بہت موثر تھا — اور تمام حاضرین یوروپین اور

هندوستاني ' لیڈیز اور جنٹلمین اُن کي درخواست کے موافق سروقد کھڑے هوگئے اور جب تک نواب صاحب دست بدعا رهے جملہ حاضرین بھي ایستادہ رهے *

نواب صاحب کي تقریر کے بعد چودھري خوشي محمد صاحب بي اے نے اپني نظم پڑھکر سنائي — یہہ نظم نہایت دلچسپ تھي اور پوري توجہ کے ساتھہ سني گئي ' مگر زیادہ کہنا فضول ھی — همنے کبھي نہیں دیکھا نہ سنا کہ خوشي محمد صاحب نے کوئي نظم لکھي ھو اور وہ دلچسپ نہ ھو - چودھري صاحب کي نظم کے بعد صبح کا جلسہ برخاست ھوا *

۳ بجے سہ پہر کو کانفرنس کا جلسہ بصدارت مسٹر علي امام شروع ھوا — مولوي بہادر علي صاحب نے مندرجہ ذیل رزولیوشن پیش کیا *

(الف) بخیال اس امر کے کہ اکثر رزولیوشن جو کانفرنس سے منظور ھوتے ھیں اُس پر عملدرآمد کافي طور پر نہیں ھوتا اس امر کي سخت ضرورت ھی کہ کل ایسے رزولیوشن جن میں عملي کارروائي کرنے کي ضرورت ھو کسي ایک سکشن کے سپرد کیئے جاویں اور اِس وقت جو مفصلہ ذیل سکشن مقرر ھیں یعني —

۱ — سکشن تعلیم نسواں ۲ — سکشن تعلیمي مردم شماري — ۳ — سکشن مدارس *

ان میں سکشن ھاے مفصلہ ذیل اور اضافہ کیئے جاویں یعني —

سکشن سوشل ریفارم - لٹریري سکشن - سکشن اُمور متفرقات *

(ب) سکشن ھاے مذکورہ بالا کے سکرٹریوں کا فرض ھوگا کہ جو اُمور اُن کے سکشن سے متعلق ھیں اُن کي بابت سال بھر تک عملي کارروائي کرتے رھیں اور وقتاً فوقتاً ایسي کارروائي کو اخبارات میں شایع کرتے رھیں — اور اخیر سال پر آنریري سکرٹري کانفرنس کے پاس رپورٹ بھیجا کریں *

(ج) واسطے اخراجات سنہ ۱۹۰۳ ع کے کانفرنس کي مد سے مبلغ ایک ھزار روپیہ منظور کیا جاے تاکہ ھر سکشن کا سکرٹري حسب ضرورت تنخواہ محرر و سایر خرچ وغیرہ میں صرف کرسکے *

(د) اصحاب مفصلہ ذیل سنہ ۱۹۰۳ ع کے لیئے سکرٹري مقرر کیئے جائیں - اور آیندہ ھر سال ھر ایک سکشن کے ممبر اپنا اپنا سکرٹري کثرت راے سے منتخب کیا کریں *

(۱) محمد عبداللہ صاحب بي اے — ایل ایل بي
سکرٹري سکشن تعلیم نسوان

(۲) مولوي بشیرالدین صاحب ایڈیٹر البشیر
سکرٹري سکشن تعلیمي مردم شماري

(۳) مولوي بہادر علي صاحب ایم اے — ایل ایل بي
سکرٹري سکشن مدارس

(۴) خواجہ غلام الثقلین صاحب بي اے — ایل ایل بي
سکرٹري سکشن سوشل ریفارم

(۵) ... ... سکرٹري لٹریري سکشن

(۶) آنریري سکرٹري کانفرنس سکرٹري سکشن اُمور متفرقات

(۷) ھر سکشن کا سکرٹري ایک ماہ کے اندر اپنے سکشن کے متعلق ضروري قواعد تیار کرے اور بعد منظوري سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹي کے اُن پر عملدرآمد کرے *

مولوي بہادر علي صاحب نے اس رزولیوشن کو ایک نہایت کارآمد اور پریکٹیکل اسپیچ کے ساتھہ پیش کیا ' اور دکھلایا کہ متعدد نہایت مفید رزولیوشن وقتاً فوقتاً پیش کیئے گئے ' مگر چونکہ کوئي انتظام معقول نہیں ھی لہذا اُن پر عمل نہیں ھوا *

اس رزولیوشن کي تائید مولوي غلام الثقلین صاحب نے باضابطہ کي - اُن کے بعد مولوي عبدالحق صاحب نے ایک مؤثر اسپیچ رزولیوشن کي موافقت میں کي — بعد مولوي عبدالحق صاحب کے مولوي بشیرالدین پلیٹ فارم پر آئے اور کہا کہ " میں اس رزولیوشن کي مخالفت کرتا ھوں - سب سے اول مجھکو یہہ بتلایا جاے کہ مجھکو جو ایک سکشن کا سکرٹري کیا گیا ھی اگر میں کچھہ کام نہ کروں تو کیا سزا دیجائیگي ؟ نواب محسن الملک - " تمکو یہہ کہا جائیگا کہ پکے مسلمان ھو " (قہقہہ) اس کے بعد مولوي بشیرالدین نے کہا کہ کام کرنے کا یہہ نتیجہ ھی کہ بعض اشخاص دھلي میں مجھکو (یعني اسپیکر کو) اور نواب محسن الملک کو سخت سست کہہ رھے ھیں اور دشنام دے رھے ھیں — نواب محسن الملک - " یہہ تو ھماري غذا ھی " (قہقہہ) اس قدر تقریر کرنے کے بعد اسپیکر نے لوکل کمیٹي پر اعتراض کرنا شروع کیا اور کہا کہ ھمکو بتلایا جاے کہ لوکل کمیٹي کے ممبر کون کون تھے اور کس نے کیا کام کیا - صاحب پریزیڈنٹ نے اسپیکر کو روکا اور فرمایا کہ اس معاملہ کو مضمون زیر بحث سے کچھہ تعلق نہیں ھی - صاحب پریزیڈنٹ کے حکم کي تعمیل کي گئي اور مولوي بشیرالدین

اپني جگهه پر واپس گئے - بظاهر اس اسپیکر کا صرف یهه مطلب تها که بعض معاملات کو جنکي بابت کانفرنس میں بحث هو رهي هی پبلک کے سامنے لائیں - نواب محسن الملک نے اس موقعه پر پهر مداخلت کرنا مناسب اور ضروري متصور کیا اور فرمایا که همارے باپ دادا قوم کي خدمت میں هر قسم کي تکالیف برداشت کرتے تهے حتی که جان تک دیتے تهے - یهه تکالیف جو محض اتفاقي هیں اُن تکالیف کے مقابله میں کیا هیں — (چیرز) جو کچهه مشکلات پیش آئیں وه کسي نے دانسته پیش نهیں کیں ' بلکه باوجود کوشش پیش آئیں هیں — (چیرز) *

مولوي جعفر حسین صاحب نے بهي اس رزولیوشن کي موافقت میں موثر تقریر کي اور کها که نواب محسن الملک کي تمام عمر خدمت قوم میں صرف هوگئي ' اب ضعیفي کا عالم هی تاهم وه سخت محنت کرتے هیں — مگر یهه مناسب نهیں هی که اُن پر تمام عملي کار روائیوں کا بار ڈال دیا جاے — هر سکشن کا سکرٹري علحده هونا چاهیئے — جب لوگوں کو معلوم هوجائیگا که کس مضمون کا کس شخص سے تعلق هی تو وه خود بخود اُس کي طرف رجوع کرینگے اور کام به آساني هوگا - اسپیکر نے یهه بهي کها که جب سے رویي فنڈ کا کام اُس نے اپنے هاتهه میں لیا هی اور اعلان کیا هی توقع سے زیاده امداد ملتي هی - اس موقعه پر نواب محسن الملک پهر کهڑے هوئے اور مولوي جعفر حسین صاحب کي قومي خدمات کا ذکرکیا — سب سے آخر میں مسٹر شیخ عبدالله (علیگڈه) نے رزولیوشن کي موافقت میں تقریر کي - اور بالاخر یهه رزولیوشن به اتفاق راے پاس هوا — قریب خاتمه کے صاحب پریزیڈنٹ نے ایک چٹهي انگریزي پڑهکر سنائي جو مسٹر واکر صاحب فنانس منسٹر حیدرآباد نے صبح کے جلسه کے بعد اپني قیام گاه پر جاکر لکهي تهي اور اُسي وقت موصول هوئي تهي — اس چٹهي میں صاحب موصوف نے مقاصد کانفرنس سے همدردي ظاهر فرمانے کے بعد لکها تها که بحیثیت اهلکار ایک اسلامي ریاست کے کم از کم جو کچهه وه کرسکتے هیں وه یهه هی که ایک رقم تعدادي ایک صد روپیه کانفرنس کو نذر کریں — چنانچه ایک چک تعدادي ایک صد روپیه بهیجا جاتا هی — اس واقعه پر اظهار مسرت کیا گیا اور مسٹر غلام الثقلین کي تحریک پر باضابطه ووٹ شکریه بحق مسٹر واکر پاس هوکر قریب ۵ بجے شام کے جلسه برخاست هوا *

علاوه اس کے ایک ڈونیشن پانچ هزار روپیه کا رنگون کے ایک رئیس نے عطا کیا هی اس کي تفصیل آینده چهاپي جائیگي *

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈه انسٹیٹیوٹ پریس میں باهتمام محمد ممتازالدین چهپا اور مشتهر هوا

REGISTERED No A. 176.

EXTRA

(۴) نمبر Aligarh Institute Gazette, No. (4.)

Dated Tuesday, the 6th January, 1903.

اِکسٹرا علیگڈہ اِنسٹیٹیوٹ گزٹ

مطبوعہ ۶ جنوري سنہ ۱۹۰۳ ع روز سہ شنبہ

دربار

جشن تاج پوشي

ہمارا رپریزینٹیٹو دھلي سے لکھتا ھی —

مجھکو آپ سے بہت ندامت ھی کہ جس قدر جلد دربار کي بابت رپورٹ بھیجنا چاھیئے تھا نہ بھیج سکا — دربار کي بابت تحریر کرنے کے دو مختلف طریقہ ھوسکتے ھیں ' یعني اُن خیالات کو ظاھر کیا جاے جو ایسے موقعہ پر قدرتي طور سے انسان کے دل میں پیدا ھوتے ھیں اور نہ پیدا ھوں تو تعجب ھی ' یا خیالات سے قطع نظر کرکے محض واقعات پر جو پیش نظر آئیں اکتفا کیا جاے — گو راقم کے خیالات محض بے وقعت اور معمولي ھیں ' مگر تاھم اُن کے اظہار کے واسطے بھي فرصت اور اطمینان درکار ھونگے جو تا واپسي علیگڈہ میسر نہیں ھوسکتے — واقعات بھي ایسے تھے کہ اُن کا پورا اظہار سردست ممکن نہیں ھی — مختصر طور سے تحریر کیا جاتا ھی کہ اُس موقعہ پر ایمفیتھیٹر میں بارہ ھزار درباریوں سے کم نہ تھے — منجملہ ان کے جن پر خاص نظر پڑتي تھي وہ والیان ملک تھے اور یہہ بھي اس قدر کثرت سے شریک تھے کہ اُن کي فہرست دینا ممکن نہیں ھی *

چونکہ یوم دربار عید کا دن تھا لہذا اوقات معینہ میں نصف گھنٹہ کا اضافہ کرکے اس قدر مہلت خاص طور پر درباریوں کو دي گئي تھي — چنانچہ بجاے ساڑھے ۱۰ کے ۱۱ بجے تک درباري اپني اپني جگہہ پر بیٹھہ سکتے تھے سب سے پہلے جس چیز کي طرف خاص توجہ ھوئي وہ غدر کے کارگذاروں کي مختصر جماعت تھي — اس میں صرف وہ لوگ تھے جو ہاتھیوں سے لڑے تھے — گو سپاھي بھي مدعو کیئے گئے تھے ' مگر افسوس ھی کہ عین وقت پر اُن کو شرکت سے محروم کردیا گیا — اس گروہ کي خاص توقیر کي گئي اور حاضرین دربار نے بھي اُن کو دیکھکر نعرہ ھاے خوشي بلند کیئے — ان میں یورپین اور ھندوستاني دونوں تھے — بعض اسقدر ضعیف تھے کہ یورپین سپاھیوں نے ھاتھہ میں ھاتھہ دیکر اُن کو اپني جگہہ تک پہونچایا — جس قوم کے واسطے ان لوگوں نے اپني جان کو خطرہ میں ڈالا تھا اور وہ بھي ایک نازک وقت پر ' اُس قوم کے افراد کے دلوں کي کیفیت کا کسي ھندوستاني کو اندازہ بمشکل ھوسکتا ھی — مگر چونکہ خیرخواھي کا رشتہ ھر دو اقوام میں قایم ھی ' لہذا ھندوستاني حاضرین نے بھي اس گروہ کو عظمت اور دلچسپي کي نظر سے دیکھا — بعد ان کے صرف دو سواریاں ایسي تھیں جنکي طرف خیرخواھي اور دلچسپي سے نظریں اُٹھیں — یعني ھز رائل ھائنس ڈیوک آف کنات اور بیگم صاحبہ — اور اُن کے بعد اُس مدبر کي سواري جو مرکز ان تمام چیزوں کا ھی یعني ھز اکسلنسي ویسراے اور لیڈي کرزن *

قبل اس کے کہ حضور ویسراے رونق افروز ھوں مجھکو موقعہ اور پوري آزادي تھي کہ اُس وسیع نشست گاہ کے جسکو ایمفیتھیٹر کہا جاتا ھی ھر حصہ پر گھوم پھرکر نظر ڈال سکوں — میں نے علاوہ اس ملک کے برھما ' آسام ' جاپان کے رپریزینٹیٹو اشخاص کو بھي دیکھا — اکثر والیان ملک نے لباس کے معاملہ میں سادگي کو ملحوظ رکھا تھا — تاھم جسقدر زر و جواھر اس ایک موقعہ پر اُس وقت مجتمع تھا — وہ اس بات کے اظہار کے لیئے کافي تھا کہ باوجود قحط سالیوں اور اُس افلاس کے جس کا ذکر کاھے کاھے سنا جاتا ھی ' ھندوستان واقعي ایک نہایت آبدار ھیرا تاج برطانیہ کا ھی — یہہ بھي صاف عیاں تھا کہ جس قوم کو اس جگمگاتے ھوئے ھیرے کي حفاظت سپرد ھی وہ اپنا فرض منصبي ادا کرنے کي پوري قابلیت رکھتي ھی *

ایک رسم جو اس موقعہ پر ادا کي گئي هر لحاظ سے خاص قابل ذکر هی - بعد اختتام اسپیچ هر ایک والي ملک حسب قرار داد سابق فردا فردا اپني جگهه سے اُٹهکر اُس خاص موقعه پر آیا جہاں هز اکسلنسي ویسراے اور ڈیوک رونق افروز تهے، اور اپنے اپنے خیال کے موافق اور مناسب الفاظ میں اول ویسراے کو پهر شاهزادہ کو مبارکباد دي - اس رسم کي بابت طرح طرح کي افواهیں سني گئي تهیں جو محض بے بنیاد ثابت هوئیں - راقم نے اس رسم کو عرصہ تک قریب سے اور غور سے دیکها - راقم کو جو خیال هوا وہ یہہ تها، خواہ مساوات سمجهو، یا نہ سمجهو، لیکن حد درجہ کے اخلاق کا اظهار منجانب ویسراے اور شاهزادہ ظهور میں آرها تها *

اس مختصر اور محض نا مکمل کیفیت کے بعد میں هز اکسلنسي کي اسپیچ کا ترجمہ پیش کرتا هوں — یہہ ترجمہ بحکم گورنمنٹ طبع هوا هی اور درباریوں کو اس کي کاپیاں تقسیم هوئي تهیں *

اسپیچ هز اکسلنسي ویسراے

—— : ** : ——

اب سے چهہ مہینے پیشتر اعلی حضرت ملک ایڈوارڈ هفتم ملک معظم انگلستان و قیصر هند کو شاهان انگلشیہ کا تاج و عصا عطا کیا گیا تها - سلطنت هند کے صرف معدودے چند رئیسوں کو اُس تقریب میں شریک هونے کا فخر حاصل هوا — آج کے دن حضور ملک معظم نے اپني عنایات خسروانہ سے اپني تمام رعایاے هند کو اُسي قسم کي خوشیوں میں شریک هونے کا موقع دیا هی - اور یہاں اور تمام مقامات هندوستان میں- اس مبارک جشن کے موقع پر خواہ راجگان و نوابان و رئیسان و سرداران هند جو حضور ممدوح کے تخت کے ستون هیں، خواہ یوروپین اور هندوستاني حکام، جو حضور عالي کي سلطنت کا انتظام بحسن و خوبي تمام و جانفشاني مالا کلام بجالاتے هیں، خواہ انگریزي اور هندوستاني افواج، جو اِس قدر نمایاں بہادري کے ساتهہ حضور عالي کي حدود ممالک کي حفاظت و نگہباني کرتے اور حضور ممدوح کي طرف سے میدان جنگ میں جان فدا کرتي هیں، خواہ هندوستان کي تمام اقوام کے وفادار باشندوں کي ایک جماعت بے شمار، جو باوجود هزاروں قسم کے اختلافات، حالات و خیالات و عادات کے بطیب خاطر سلطنت عظمی کي اطاعت میں متحد و متفق هیں، سب کے سب بیک جا مجتمع هیں — اپني تاجپوشي کي تقریب کو اِس طور پر هندوستان میں انجام دینے کي غرض خاص سے حضور ملک معظم نے مجهے بحیثیت نائب السلطنة هونے کے اِس دربار عالیشان کے انعقاد کا حکم دیا هی، اور خاصکر اِس جشن کي عظمت و وقعت کے اظهار کي غرض سے اعلی حضرت نے اپنے برادر حقیقي شاهزادہ والا تبار عالیجناب ڈیوک آف کانات کو اِس تقریب میں شریک هونے کا ارشاد فرماکر هم لوگوں کي عزت افزائي فرمائي هی *

اب سے پچیس برس پیشتر، اِسي مہینے کے اِسي دن میں اِسي قدیم شہر میں، جو یادگار شاهان نام آور و کارهاے قابل الذکر هی، اور عین اسي مقام پر حضور ملکہ معظمہ وکٹوریا اول قیصرہ هند کے خطاب کے ساتهہ مشتہر کي گئي تهیں - یہہ کام حضور ممدوحہ کي اُنکي هندوستاني رعایا کے ساتهہ بے انتہا همدردي کي دلیل میں، اور اُن کے ممالک متصرفہ هند کي دولت برطانیہ کے زیر اطاعت و انقیاد متفق هونے کے ثبوت میں کیا گیا تها — اُس سے ربع صدي (یعني پچیس برس) بعد آج کے روز اُس سلطنت وسیع کے اتحاد میں کچهہ کمي نہیں بلکہ زیادتي هوگئي هی - وہ بادشاہ جسکي اطاعت کے اظهار کے واسطے هم لوگ مجتمع هوئے هیں اپني رعایاے هند کے درمیان کچهہ کم هر دلعزیز نہیں هیں، کیونکہ اُنهوں نے اُس کي شکل اپني آنکهوں دیکهي اور اُس کي آواز اپنے کانوں سني هی — وہ اپني نوبت پر ایک ایسے تخت کا مالک هوا هی جو دنیا میں نہ صرف سب سے زیادہ نامي و گرامي هی، بلکہ سب سے زیادہ محکم و پایدار بهي هی، اور وہ نکتہ چین جنهیں اس بات کي تصدیق سے انکار هو کہ سلطنت هند کا قبضہ اور حضور ملک معظم کي رعایاے هند کا وفادارانہ تعلق اور خدمت اُس تخت کے استحکام کے لیئے ادنی بنیادوں میں سے نہیں هی، غلط خبریں سنے هوئے هونگے - بلکہ میري دانست میں یہہ باتیں اُس کے استحکام کي شروط لازمي میں سے هیں، جس طرح هندوستان اپنے ذاتي اور موروثي فخر سے معمور هی، اُسي طرح اُس وفاداري و نمکحلالي کي روشني سے منور هی، جس کي از سرنو جانب غرب سے افزایش کي گئي هی، اپنے اوالوالعزم طالبوں کي بڑي جماعت میں سے جو قرنا بعد قرن اِس کي طلب و تلاش میں آتے گئے، اس نے صرف اُسي سے اپني رضامندي ظاهر کي جس نے اُس کے نزدیک اپنا اعتبار بهي پیدا کیا *

دنیا کے کسي دوسرے حصے میں ممکن نہیں هی کہ ایک ایسا منظر جس کا هم آج یہاں مشاهدہ کر رهے هیں دیکهنے میں آئے - میں اس بڑے اور باوقعت مجمع کا ذکر نہیں کرتا، هر چند کہ اُس کے لا ثاني هونے کا مجهے یقین هی — میں اُس حقیقت کي طرف جس کا یہہ مجمع گویا مجاز هی، اور اُن لوگوں کي طرف جن کي کیفیات قلبي کا یہہ مجمع اظهار کرتا هی، اشارہ کرتا هوں — مختلف ریاستوں کے سو سے زیادہ والي جن کي مجموعہ آبادي چهہ کروڑ آدمیوں کي هی، اور جن کے ممالک ۵۵ درجہ طول تک پهیلے هوئے هیں، اپنے مشترک حکمراں کي اطاعت کا اظهار کرنے کے

لیئے یہاں آئے ھیں - ھم اُن کے اس جوش وفاداري کي نہایت قدر کرتے ھیں جو اُنھیں اِس اِس قدر فاصلوں سے دھلي تک کھینچ لایا ھی، اور جس کے لیئے اکثر کو بہت کچھہ تکلیف اور اخراجات بھي برداشت کرنا پڑا ھی ' اور ابھي تھوڑي دیر میں مجھے اُن کي خاص زبانوں سے حضور ملک معظم تک اُن کي طرف سے مبارکباد پہونچانے کا پیغام سننے کي عزت حاصل ھوگي - وہ عہدہ دار اور سپاھي جو یہاں موجود ھیں ھندوستان کے قریب قریب ۲۳۰۰۰۰ جوانوں میں سے منتخب کرکے بلائے گئے ھیں ' اور اُنھیں خاصکر اِس بات پر فخر ھی کہ وہ حضور ملک معظم کي سپاہ ھیں - سر برآوردگان جماعت ھاے ھند ' عہدہ دار اور غیر عہدہ دار ' جو یہاں موجود ھیں ' ۲۳ کروڑ سے زیادہ آدمیوں کي جماعت کي وکالت کرنے والے ھیں - اِس لیئے حقیقت میں اِس بات کا دعوی کیا جا سکتا ھی کہ اِس تماشا گاہ میں روحاني طور پر ' بلکہ حکمرانوں اور نائبوں کے اعتبار سے جسماني طور پر بھي تمام انساني آبادي کا قریب قریب ایک خمس یہاں موجود ھی — سب کے سب میں ایک ھي جوش دل کي روح پھونکي گئي ھی ' اور سب کے سب ایک ھي تخت کے آگے سر تسلیم خم کرتے ھیں اگر کوئي سوال کرے کہ یہہ کیونکر ممکن ھی کہ ایک ھي دلي جوش نے اِن کثیرالتعداد اور منتشر جماعتوں کو ایک جگہہ کھینچ بلایا اور اُنھیں متحد کردیا ھی ' تو جواب اُس کا یہہ ھی کہ بادشاہ کے ساتھہ وفاداري ' اور اُس کے عدل اور کریمانہ حکومت پر اعتماد ' دونوں مترادف الفاظ ھیں — یہہ نہ صرف ایک دلي جوش کا اظہار ھی ' بلکہ ایک تجربے کي گویا لوح منقش اور ایک اعتقاد کا اقرار ھی — اس لیئے کہ اِن کروڑوں آدمیوں میں سے اکثر کو حضور ملک معظم کي گورنمنٹ نے باھر کے حملہ اور اندر کي بد عملي سے آزادي بخشي ھی - بعضوں کو اُن کے حقوق و اختیارات کي حفاظت کي کفالت عطا کي ھی ' بعضوں کے لیئے با عزت مشغولیوں کي راھیں فراخ و کشادہ کردي ھیں ' عامہ خلایق کے حال پر مصیبت کے وقت نظر ترحم مبذول کرتي ھی ' اور سب کے ساتھہ عادلانہ انصاف برتنے ' اُنھیں ظلم و ستم سے نجات دینے ' اور تربیت و تعلیم اور امن و امان کے فیوضات عطا کرنے کے لیئے کوشش کرتي ھی — ایک ایسے ملک پر فتح حاصل کرنا ایک بڑي کامیابي ھی — عادلانہ اور منصفانہ برتاو سے اُس ملک پر قبضہ قایم رکھنا اُس سے بھي بڑھکر کامیابي ھی - عاقلانہ تدابیرملکي سے اُس کے اجزاے منتشرہ کو ایک مجموعہ مستحکم بناکر برقرار رکھنا سب سے بڑي دلیل فیروزي ھوگي بلکہ ھی *

اِس تاج پوشي کے دربار کے انعقاد کے بھي اغراض و مقاصد ھیں — اب میرا یہہ فرض ھی کہ حضور ملک معظم کے اُس شفقت آمیز فرمان کو — جو حضور ممدوح نے اپني رعایاے ھند تک پہونچائے کي جانے فرمایش کي ھی ' آپ لوگوں کے سامنے پڑھکر سناوں *

حضور ملک معظم و قیصر ھند کا پیغام مبارک فرجام

مجھے نہایت خوشي ھی کہ اِس پر شوکت موقعہ پر جب کہ میري ھندوستاني رعایا میري تاج پوشي کي خوشیاں کر رھي ھی ' میں اُنھیں خوشنودي و مبارک بادي کا پیغام بھیجتا ھوں — اُس تقریب میں جو لندن میں انجام پائي ' صرف معدودے چند والیان ریاست و وکلاے ھند شریک ھوسکے - اسلیئے میں نے اپنے نائب السلطنت و گورنر جنرل بہادر کو ھدایت کي کہ وہ دھلي میں ایک بڑا دربار منعقد کریں — تاکہ تمام والیان ریاست و باشندگان ھند اور سرکاري حکام اس مبارک موقع پر خوشیاں منا سکیں - جب میں سنہ ۱۸۷۵ع میں ھندوستان کي سیر کو گیا تھا ' تب سے اُس ملک اور اُس کے باشندوں کي محبت میرے دل نشین ھوگئي ھی ' اور میرے خاندان اور تخت کي اُن میں جو دلي اور وفادارنہ ھوا خواھي ھی اُس سے میں پوري طرح باخبر ھوں - گذشتہ چند برسوں میں اُن کي محبت و وفاداري کي بہت سي دلیلیں ظہور میں آ چکي ھیں ' اور میري سلطنت وسیع کے محاربات و فتوحات میں میري ھندوستاني افواج نے نمایاں خدمتیں کي ھیں *

مجھے اُمید قوي ھی کہ میرے فرزند دل بند پرنس آف ویلز بھمراھي پرنسس آف ویلز صاحبہ عنقریب اس ملک ھندوستان سے شخصي طور پر واقفیت حاصل کرسکینگے ' جسکي نسبت ھمیشہ سے میري یہہ خواھش رھي ھی کہ وہ دیکھتے ' اور وہ خود بھي اس کي سیر کے اُسي درجہ مشتاق ھیں - اگر ممکن ھوتا تو میں اس مہتم بالشان موقع پر بخوشي خود بہ نفس نفیس ھندوستان آتا - بھرکیف میں نے اپنے برادر عزیز ڈیوک آف کانات بہادر کو جو ھندوستان میں بہت کچھہ شہرت حاصل کرچکے ھیں بھیجا ھی - تاکہ اُس جشن میں جو میري تاج پوشي کي خوشیاں منانے کے لیئے انجام دیا جاے ' میرے خاندان کي طرف سے کوئي شخص موجود رھے *

جب سے میں اپني والدہ مکرمہ عالي جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا مرحومہ اول قیصرہ ھند کے تخت کا مالک ھوا ھوں ' میري یہي خواھش رھي ھی کہ رحیمانہ اور منصفانہ انتظام سلطنت کے وہ اصول جنھوں نے ایک تعجب خیز طور پر رعایاے ھند کے دلوں میں جناب ممدوحہ کي عظمت و محبت پیدا کردي تھي ' بے کم و کاست برقرار رھیں - تمام باشندگان ھند کو ' خواہ وہ رئیس معاون ھوں

یا رعوت مطیع ' میں پھر از سر نو یقین دلاتا ہوں کہ میں اُن کی آزادیوں کا خیال رکھونگا ' اُن کے مدارج اور حقوق کا لحاظ کرونگا ' اُن کی ترقی مد نظر رکھونگا ' اور اُن کی فلاح و بہبودی میں کوشاں رہونگا - اور میری حکومت کے یہی اعلی اغراض و مقاصد ہیں ' اور یہی مقاصد ' انشاء اللہ تعالی ' میری ہندوستان کی سلطنت وسیع کی روز افزوں مرفہ الحالی اور اُس کے باشندوں کی مزید شادمانی و کامرانی کا باعث ہونگے •

حضرات والیان ریاست و باشندگان ہند ! یہہ اُس شاہنشاہ عالیجاہ کے الفاظ ہیں جس کی تاجپوشی کی خوشیاں منانے کے لیئے ہم لوگ جمع ہوئے ہیں - یہہ اُن افسروں کے دلوں میں جو اُس کی خدمت بجا لاتے ہیں ' تحریک پیدا کرتے اور اُن کے لیئے آواز غیب کا کام دیتے ہیں ' اور عامۂ رعایا کے روبرو اولوالعزمی اور شفقت خسروانہ کی مثال پیش کرتے ہیں ' ہم میں سے اُن لوگوں کے دلوں میں جو میری اور میرے ہم منصبوں کی طرح حضور ملک معظم کی سلطنت کے مدار سیاست ہیں ' ایسی نیت پیدا کرتے ہیں جس کو ہماری حرکات و سکنات کا راہنما اور ہماری سیاست ملکی کا دستورالعمل ہونا چاہیئے — ایسا زمانہ کبھی نہیں گذرا کہ ہمیں اِس بات کی زیادہ خواہش ہوئی ہو کہ فیضی اور نرم دلی کو اُس سیاست ملکی کے اوصاف ضروریہ میں سے ہونا چاہیئے — جنہوں نے زیادہ تکلیفیں سہی ہیں وہی عنایت و کرم کے بھی زیادہ مستحق ہیں - جنہوں نے پوری طرح سے خدمت گذاری کی ہی وہی انعام وصلہ کے بھی پوری طرح سے سزاوار ہیں - اِس سلطنت وسیع کی پچھلی لڑائیوں میں والیان ریاستہائے ہند نے اپنی سپاہ اور اپنی تلواریں ہماری تائید و تقویت کے لیئے پیش کی ہیں - اور دوسری مشکلوں میں بھی ' مثلاً جو خشک سالی و قحط کے مقابلے میں اُٹھائی پڑیں ' اُنہوں نے اپنی کارروائیوں میں اُسی قسم کی شجاعت و عالی ہمتی کو ملحوظ خاطر رکھا ہی - جو آرام اور سہولتیں اُنہیں اس وقت حاصل ہیں اُن میں اضافہ کرنا مشکل ہی ' اور اُس سلامتی میں جس کے استحکام میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا ' زیادتی کرنی ایک غیر ممکن امر ہی — بااینہمہ ہم اس بات کے بیان کرنے سے خوش ہیں کہ گذشتہ قحط کے متعلق گورنمنٹ ہند نے جو جو قرضے دیسی ریاستوں کو دیئے ہیں یا اُن کی ذمہ داری کی ہی ' سرکار دولتمدار تین برس کی میعاد تک اُن کا سود لینے سے باز رہیگی - اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ ریاستیں جن پر یہہ عنایت کی جاتی ہی ' اُس سے بخوشی تمام اِستفادہ کرینگی - اس بڑے ملک میں اور بھی زیادہ کثیرالتعداد جماعتیں ہیں ' جن کے حق میں امداد کو وسعت دینے سے ہمیں خوشی حاصل ہوگی — اور ہمیں اُمید ہی کہ عنقریب ہم اُنکی عافیت اور بہبودی میں کچھہ اضافے کا اعلان کرسکینگے — سال حسابی کے درمیان اِرادوں کا اظہار قرین مصلحت اور حسابوں کے نقشوں کا تیار کرنا آسان نہیں ہوتا — بہر کیف اگر موجودہ صورت حال قایم رہی ' اور اگر ہمیں ہندوستان کی مالی حالت کی ترقی کا زمانہ ہاتھہ آیا ' جس کے ہاتھہ آنے کی ہمیں بہمہ وجوہ اُمید ہی ' تو میں اُمید قوی رکھتا ہوں کہ حضور ملک معظم کے عہد حکومت کے سالہاے اولین گذرنے نہ پائینگے کہ گورنمنٹ ہند کچھہ مالی امداد کے ذریعے سے اُن کے ساتھہ اپنی ہمدردی اور توجہ کا اظہار کرسکیگی - اُن کا وفادارانہ صبر سالہاے تکلیف و عسرت میں اِس قدر نمایاں ہوا ہی کہ میں نہایت ہی خوشی کے ساتھہ اُس امداد کو پیش نظر رکھتا ہوں - اب میں عنایت اور مہربانی کی اُن دوسری کارروائیوں کا ذکر کرنا جنہیں ہم نے موجودہ تقریب کے ساتھہ وابستہ کیا ہی ' ضروری نہیں سمجھتا - اِس لیئے کہ وہ باتیں اور جگہہ مندرج ہیں — لیکن مجھے عہدہ داران فوج کے حق میں اِس امر کے اعلان کا اختیار مفوض ہوا ہی کہ آیندہ سے " انڈین اسٹاف کور " کا لقب منسوخ ہوجائیگا - اور کہ وہ حضور ملک معظم کی افواج متحدہ ہند کے ایک ہی طبقے میں شمار کیئے جائینگے •

حضرات والیان ریاست و باشندگان ہند ! اگر ہم ایک لحظے کے لیئے زمانہ مستقبل کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھیں — تو بلا شبہہ اس ملک کے واسطے ایک بہت بڑی ترقی کے آثار ظاہر ہونگے - ہندوستان کے متعلق کوئی مسئلہ ایسا نہیں ' خواہ وہ آبادی ' تعلیم ' اسباب روزگار ' یا معیشت کے خصوص میں ہو ' جس کا حل تدبیر ملکی کی طاقت سے باہر ہو — اُن میں سے بہتیروں کا حل ان دنوں ہماری نگاہوں کے سامنے کیا جا رہا ہی - اگر برطانیہ عظمی اور ہندوستان دونوں کی مجموعہ قوت سے ہماری سرحدوں پر امن و امان برقرار رہے - اگر اُن کے درمیان ' رئیسوں اور رعایا کے درمیان ' فرنگیوں اور ہندوستانیوں کے درمیان ' اور حاکم و محکوم کے درمیان رشتہ یگانگی و اتحاد مضبوط و محکم رہے ' اور اگر فصل و موسم بھی اپنی فیاضیوں میں کوتاہی نہ کریں ' تو ترقی کی تیز رفتار کو کوئی چیز نہیں روک سکتی — اگر خداوند تعالی نے چاہا ہی تو ہندوستان آیندہ زمانے میں وہ ہندوستان نہوگا جس کی زر خیزی رو بہ تنزل ہو ' جس کی آیندہ اُمیدیں مفقود ہوں ' یا جس میں بجا شکایت یا ناراضی کی بو پائی جاے — بلکہ یہہ وہ ہندوستان ہوگا جس میں جد و جہد کو وسعت ہوگی ' قابلیتیں عالم خواب سے بیداری کی حالت میں ہونگی ' بہبودی و مرفہ الحالی رو بہ ترقی ہوگی ' اور آسایش و دولت زیادہ تر پھیل جائیگی — مجھے اپنے ملک کی ایمانداری اور خلوص

نیت پر اعتماد کلي ہی ' اور اِس ملک ہند کي نا محدود قابلیتوں پر بھروسا رکھتا ہوں — لیکن اُن آیندہ صورتوں کے ظہور میں آنے کے واسطے ایک شرط لازم ہی — یعني کہ دولت عظمیٰ کے اختیار و تسلط میں کسي کو اعتراض کا موقع نہ ملے ' اور یہہ صورت حال سواے دولت فخیمہ برطانیہ کے اور کسي کي سرداري میں پایدار و برقرار نہیں رہ سکتي *

اب میں اِن بیانات کو ختم کرنا چاہتا ہوں — میري دلي خواہش ہی کہ باشندگان ہند اس بڑے اجتماع کو مدتوں یاد رکھینگے ' کہ اسي کے ذریعہ سے ایک نہایت پر شوکت موقع پر اُنہیں اپنے شاہنشاہ عالي جاہ کے خصائل ذاتي کو دریافت کرنے اور اُن کے نیک خیالات کے سننے کي عزت حاصل ہوئي — میں اُمید کرتا ہوں کہ اِس کي یاد خوشي اور مسرت کا باعث ہوگي ' اور ملک معظم ایدوارڈ ہفتم کا عہد حکومت جو ایسے سعید و مبارک طور پر شروع ہوا ہی ' ہندوستان کے صفحات تاریخ اور اُس کے باشندوں کے صفحات دل پر تا ابد باقي اوز منقش رہیگا — ہم دعا کرتے ہیں کہ اُس قادر مطلق مالک ارض و سما کے فضل و کرم سے شاہنشاہ ممدوح کي سلطنت اور حکومت سالہا سال قایم رہے — آپ کي رعایا کو روز افزوں بہبودي اور ترقي خیالات ہو — آپ کے عہدہ داروں کے نظم و نسق ملکي پر عقلمندي اور نیکي کي مہر ثبت رہے — اور آپ کي سلطنت کي سلامتي اُور برکتیں تا ابد قایم رہیں — حضور ملک معظم و قیصر ہند کي عمر دراز ہو ! ' *

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس دھلي

ہمارا خاص رپریزنٹیو دھلي سے لکھتا ہی :-

اجلاس سویم تک مفصل کیفیت قبل ازیں آپ کي خدمت میں روانہ کي گئي ہی — اجلاس چہارم میں سب سے اول جناب مولانا الطاف حسین صاحب حالي کي نظم اور بعد ازاں جناب مولانا نزیر احمد صاحب کا لکچر تھا — جناب مولوي صاحب کا لکچر طبع ہو گیا ہی اور جس وقت وہ اندر ہال میں لکچر دے رہے تھے تو مطبوعہ کاپیاں باہر فروخت ہو رہي تھیں — بہرکیف اِس لکچر کا خلاصہ تحریر کرنے سے میں معذور ہوں — مولانا حالي کي نظم البتہ پیش کرتا ہوں — کاش اُس جوش خروش کا اظہار کرنا بھي میري قدرت میں ہوتا جو اِس نظم کے خود مولانا کي زبان مبارک سے سننے کي حالت میں سامعین کے دلوں میں موجزن تھا — مولانا کے اپني جگہہ پر تشریف رکھنے کے بعد اور نیز اُس سے قبل یہہ جوش عملي طور پر ظاہر ہوا — اور اس نظم کے آنر میں حاضرین نے نقد روپیہ کالج کے واسطے دینا شروع کردیا — صحیح تعداد چندہ عقب سے معلوم ہوگي — جو کاپي اس نظم کي مولانا کے دست مبارک میں اُس وقت تھي اور جو یقیناً خود اُن کے دست و قلم کي تحریر ہی ' اُس کے عوض بھي مولوي عبدالغفار صاحب ڈپٹي کلکٹر نے دو سو ایک روپیہ پیش کرنا نہایت خوشي سے قبول کیا ہی *

اس نظم کا کاپي رایٹ مولانا حالي نے مولوي بشیرالدین صاحب کو اتالیق اسکول کے واسطے عطا فرما دیا ہی — پس اس کي کاپیاں فروخت نہیں ہوئیں نہ فی الحال ہو سکتي ہیں *

جس قدر حصہ اس نظم کا نقل کیا جاتا ہی یہہ صرف وہ ہی جس کو راقم نے عین موقعہ پر سنکر لکھہ لیا تھا — پس یہہ مکمل نہیں ہی — گو مکمل نقل کا بھي موقعہ مجھکو حاصل ہی ' مگر بخیال تحفظ کاپي رایٹ ایسا نہیں کیا گیا *

نظم حالي

ترکیب بند

جو

جلسہ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے چوتھے اجلاس میں بمقام دھلي پڑھا گیا

دوستو ! انکار اگر تم کو ہدایت کا نہیں
عالم اسباب ہی دنیا ' اسے جانو یقیں

کاہ سے لے کوہ تک ' ذرہ سے لے تا آفتاب
سب کوہی جکڑے ہوئے اسباب کي حبل المتیں

ایک مرتب سلسلہ پاوگے واں اسباب کا
دشت میں پتا کھڑکتا تم اگر دیکھو کہیں

یوں خدا چاہے تو لے اسباب کي تاثیر چھین
لیکن اُس قیوم بے ہمتا کي یہہ عادت نہیں

بھاپ اُٹھیگي سمندر سے ، تو اُمڈیگي گھٹا
آسماں برسے گا جب، اُگلے گي تب دولت زمیں

ھی یہہ وہ قانون محکم مالک مختار کا
جو کہ سطح خاک سے نافذ ھی تا خرچ بریں

وہ یہي قانون ھی جس سے لگا لیتے ھیں کھوج
وقت سے پہلے ھر ایک انجام کا انجام یوں

جان لیتے ھیں کہ آمدھی خزاں کي باغ میں
ٹہنیوں سے خود بخود جب پتھاں جھڑنے لگیں

بسکہ ھی اُن کو قوانین الہي پر وثوق
اس لیئے رکھتے ھیں اپني پیش گوئي کا یقیں

دیکھتے ھیں روشني جب دن کي وہ جاتي ھوئي
اُن کو آنکھوں سے نظر آتي ھی رات آتي ھوئي

دیکھنا یہہ ھی کہ کیا اُس قوم کا ھونا ھی حال
شاھراہ عام سے ھی جس کي پگڈنڈي جدا

ساري قومیں دے رھي ھیں وقت کا ساتھہ آج کل
اور ان کي چڑ ھی وہ ، جو وقت کا ھی مقتضا

ھیں رواں تھراک سب دریا کي رو کے ساتھہ ساتھہ
اور انہیں کد ھی ، کہ دیں دریا کي رو اُلٹي بہا

اور اپنے اپنے جوھر ھیں جہاں دکھلا رھے
یہہ دکھاتے پھرتے ھیں جوھر سلف کے جا بجا

اور مفلس ھوں، تو روزي کو کریں پھرتے تلاش
یہہ جو مفلس ھوں تو قسمت کا کریں پھرتے گلا

اور قومیں ھیں جہاں مال تجارت بیچتي
یہہ وھاں گھر بار کے کرتے ھیں کوڑے بر ملا

جب کوئي اوروں میں ھوجاتا ھی دولت سے نہال
اپني نسلوں میں وہ جڑ دولت کي جاتا ھی جما

یاں گیا بلي کے بھاگوں ٹوٹ اگر چھینکا کہیں
پڑگئي پشتوں تلک واں فاقہ مستي کي بنا

اور تنگي سے گذارا کرتے ھیں آج اس لیئے
تاکہ غیروں کي نہ کل کرني پڑے کچھہ التجا

یہاں کسي کو مل گیا گر آج تر لقمہ، تو پھر
اُسکو کچھہ پروا نہیں اسکي، کہ کل کھاوینگے کیا

زندگي جس قوم کي دنیا میں گذرے اس طرح
وہ رھیگي قوم دنیا میں بتاؤ کس طرح

نیند غفلت کي ھی سر تا سر مسلط قوم پر
سب کي آنکھیں ھیں کھلي سوتے ھیں لیکن بیخبر

خاندانوں کو رھا ھی مہمت دور روزگار
آج بگڑا یہہ گھرانا ، اور کل اوجڑا وہ گھر

پرتگاہ بد کي جو زد میں نہیں آئے ابھي
جانتے ھیں دور گردوں کا نہوں ھم تک گذر

بھیڑیا نوبت بنوبت ، گوسفندوں کو شکار
کر رھا ھی ، اور نہیں ھی گوسفندونکو خبر

ھم جو بنتے بھي ھیں، تو اکثر بگڑنے کے لیئے
گرتے ھیں بانسوں، ابھرتے ھیں اگر بالشت بھر

قوم کو اپنے تنزل سے ابھرنے کي اُمید
اھل علم واھل دولت سے بہت کچھہ تھي، مگر

اھل دولت کاھی اس عالم سے ایک عالم جدا
عالم بالا سے بھي ھی جو کیئي منزل اُدھر

جن دعاؤں کي پہونچ ھی عالم بالا تلک
اُن دعاونکا نہیں دیوڑھي تلک اِنکي گذر

کون ھی ان کے سوا ، اسلاف کے فرقوں کو جو
ملکے آپس میں نہونے دے کبھي شیر و شکر

اُنکي غفلت کا یہہ عالم ، اِنکي فرصت کا یہہ حال
ھو یہہ بیڑا کیوں نہ پھر منجدھار میں زیر و زبر

ھیں یہي گر قوم کے ساتھہ آج بے پروائیاں
تو یہہ سن لو غافلو ! کل ھیں کھڑي رسوائیاں

پڑ رھي ھی چارسو "دوڑو ، بڑھو" کي یاں پکار
نیند کے ماتو ! نہیں اب وقت غفلت، ھوشیار

ھو رھي ھی عرصہ آفاق میں قوموںکي دوڑ
بڑھ رھے ھیں پیادوں سے پیادے، سواروں سے سوار

پولو اور گھوڑ دوڑ کي سمجھو نہ ھار اس ھار کو
جو یہاں ھارا ، ھوئي ذلت گلے کا اُس کے ھار

قوم جو اس دوڑ میں ھاري، اُسے سمجھو کہ وہ
ھوگئي زور آزمائي کا حریفوں کي شکار

سایہ میں ھرگز کے جیسے جل کے رھجاتي گھاس
ھی یونہیں ھوتي زبردستوں میں مٹي اُسکي خوار

حق ھی غالب کا کہ کچلے اور دَلے مغلوب کو
ھی یہي مغلوب ھونے کا مآل ، انجام کار

کرتے آئے ہیں سب اپنی اپنی باری میں یہی
اور یہی جاری رہیگا دور ، تا روز شمار

قوم کا درجہ سے گرجانا ہی اپنے وہ گناہ
مرتکب جس کا نہیں بچتا سزا سے ، زینہار

یاد رکھو دوستو ! سنت ہی یہہ اللہ کی
جو نہ بدلی ہی ، نہ بدلیگی الی یوم القرار

جو بڑھیگا ، حوصلہ اُس کا بڑھایا جائیگا
جو گریگا ، اپنے درجہ سے گرایا جائیگا

ایسے کچھہ بیٹھے ہیں فارغ یار سب کھولے کمر
جو مہم در پیش تھی ، وہ کرچکے گویا کہ سر

قوم میں تعلیم پھیلانی تھی سو پھیلا چکے
ہوگیا وہ بیج جو بویا تھا ، نخل بارور

پر جو سچ پوچھو تو ہم ابتک اُسی منزل میں ہیں
باندھکر اُترے تھے جس منزل سے اِحرام سفر

روشنی تعلیم کی کچھہ کچھہ جہاں پاتے ہو تم
سب یہہ جگنو کے سے چمکارے ہیں ، اے اہل نظر !

ہی جہالت کا اندھیرا ہم پہ جو چھایا ہوا
اس اندھیرے ہی میں آتے ہیں یہہ سب جلوے نظر

تارے ہوجاتے ہیں چمکارے ابھی کافور یہہ
اس اندھیرے سے ذرا نکلو اُجالے میں اگر

ہم نے یہہ مانا کہ تھے ہم ، جو زمیں پکڑے ہوئے
اس سے آگے کچھہ قدم ہم نے بڑھایا ہی ۔ مگر

دیکھنا یہہ ہی کہ اَوروں سے ہی کیا نسبت ہمیں
اَوج بڑھتے ہیں گزوں ، بڑھتے ہیں ہم گز انچھہ بھو

جبکہ ٹھہری ہم میں اور اَوروں میں یہہ نسبت ، تو ہم
اتنے ہی یاں گھٹ رہے ہیں ، بڑھ رہے ہیں جسقدر

پست ہی ہمسر سے جو اپنے ، یہہ سمجھا دو اُسے
خاک ہی وہ ، گو کہ ہی پہونچا ہوا افلاک پر

اپنی پستی کے نشاں پاتے ہیں ہر منزل میں ہم
کیا تجارت ، کیا صناعت ، اور کیا علم و ہنر

کھل رہے ہیں جو کلوں کے کارخانے ملک میں
جن کے مالک ہیں وطن کے اہل ہمت سربسر

جو کہ ہیں ملکی ترقی کے لیئے ایک فال نیک
جن میں اُمیدیں ہیں مثل روز روشن جلوہ گر

قوم کا حصہ نہ واں پاوگے تم اس کے سوا
شام کو قلیوں کی اک فوج آویگی تم کو نظر

کونسا پستی کا درجہ اب رہا ہی اس کے بعد
یہہ وہ پستی ہی کہ بس تحت الثری ہی اسکے بعد

ہمنے مانا ، ہی موافق جن سے دور ماہ و سال
بھاگوان ایسے بھی ہیں اس قوم میں ، پر خال خال

چند جانیں بچ رہی تھیں جو کہ قوم نوح میں
ساٹھہ ملین میں ہی وہ ان بھاگوانوں کی مثال

ہی وہ ایسا غول میں قلیوں کے جیسے ایک میت
ہی ہزاروں مفلسوں میں اک اگر آسودہ حال

شال گدڑی سے ہی واں سو مرتبہ بد تر ، جہاں
ہوں ہزاروں گدڑیاں اور ایک کے کندھے پہ شال

یاد رکھو ! ہی فراخ اسلام کا دامن بہ
دی ہی بنیاد اخوت اُس نے کل اُمت میں ڈال

ہیں انہیں میں ، جنکے سپنے میں نہیں آیا سماں
جب سے آنکھہ ان کی کھلی ، دیکھا ہی گھر میں اپنے کال

ہیں انہیں میں ، جو کہ بھر نفقہ فرزند و زن
سامنے ایک ایک کے پھیلاتے ہیں دست سوال

ان عزیزوں کی اخوت سے جنہیں آتا ہو ننگ
نام لیں فہرست سے اسلام کی اپنا نکال

ورنہ ذلت سے نکالیں ان کو اور یہہ جان لیں
ان کی ذلت میں اُنہیں عزت سے رہنا ہی محال

گھر میں اپنے بیٹھکر جو چاہے سو بن لے کوئی
غیر قوموں میں نہیں حاصل اُسے جز انفعال

کہتے ہیں غیر اُس کو ہمجنسوں میں اجلا دیکھکر
یہہ وہی کوا ہی ، لیکن ہنس کی چلتا ہی چال

وہ یہی خطرہ ہی ، جسکے ڈر سے مال اور جان سب
کر رہے ہیں اپنی اپنی قوم پر قربان سب

وہ گئے دن، جب کہ تھے مختار مطلق ملک حکمراں
قسمتوں کی قبضہ قدرت میں تھی ان کے عناں

ہاتھہ میں غسال کے مردہ ہو بے بس جسطرح
تھے جہاں بانوں کے قبضہ میں یونہیں اہل جہاں

تھا رعیت کا کوئی ہمدرد تو تھا بادشاہ
اور جو مصلح تھا کوئی اُسکا، تو تھا خود حکمراں

تھی نہ اہل ملک کو قومی مقاصد سے غرض
کوئی قومیت کا باقی تھا نہ قوموں میں نشان

قوم اپنی حد سے آگے کوئی بڑھ سکتی نہ تھی
پیش قدمی سے رکے کب کے کھڑے تھے کار رواں

بند تھے ناکے ترقی کے، کہ آخر غیب سے
آیا اک سیلاب آزادی کا ریلا، ناگہاں

جس نے سب روکیں ہٹاکر کردیا میدان صاف
غار یا ٹیلا رہا باقی نہ کوئی درمیاں

ایک قانون مسلم کی اطاعت کے سوا
ہوگئے ہر قید سے آزاد سب خورد و کلاں

سلطنت نے سبکو دے رکھے ہیں حق، ڈنڈی کی تول
وزن میں پلڑا نہیں کوئی سبک، کوئی گراں

جنکو دعوی ہی کہ ہم بیٹے بڑے باپونکے ہیں
اُنکو کرنے ہونگے اب جوہر اصالت کے عیاں

ورنہ لینے ہونگے اپنے دعوے سب واپس اُنہیں
اور بھلانی ہوگی سب دل سے بڑوں کی داستاں

وہ گئے دن، جبکہ کردیتے تھے چھوٹوں کو بڑا
انقلابات جہاں، یا اتفاقات زماں

اب بڑائی کا ہی استحقاق پر سارا مدار
ہوگا جو کرار، اُسیکو مرحمت ہوگا نشاں

قسمتوں کی آزمایش کا زمانہ ہوچکا
ہی بس اب یاں ہمتوں اور غیرتوں کا امتحاں

ہی تمہاری اب تمہارے ہاتھہ موت اور زندگی
ہو تمہیں اپنے مسیحا، اور تمہیں ہو جانستاں

یا کرو کوشش کہ مردہ قوم میں پڑجائے جان
اور دکھادو خلق کو اس راکھہ سے اُٹھتا دھواں

یا رہو دنیا میں بُھنگوں اور پشوں کی طرح
جنکا ہی دنیا میں ہونا اور نہونا ایکساں

قوم گنتی میں ہو گر مور و ملخ سے بھی سوا
مرگئے جب قوم کے دل، قوم میں پھر کیا رہا

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

REGISTERED No A. 176.

EXTRA

(۵) نمبر Aligarh Institute Gazette, No. (5.)

Dated Saturday, the 10th January, 1903.

اِکسٹرا علیگڈھ اِنسٹیٹیوٹ گزٹ

مطبوعہ ۱۰ جنوري سنہ ۱۹۰۳ ع روز شنبہ

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس دھلي

ہمارا خاص رپریزنٹیٹو دھلي سے لکھتا ھی *

قبل ازیں اجلاس چہارم کي مختصر کیفیت آپ کي خدمت میں روانہ کي گئي ھی — یہہ کیفیت نامکمل تھي کیونکہ جو کار روائي بعد دوپہر ھوئي اُس کا ذکر نہیں تھا — اب میں یہہ کوشش کرونگا کہ اُس کمي کو پورا کروں ' مگر یہہ وعدہ نہیں کرسکتا کہ وقت کا سلسلہ قایم رھیگا اور نہ اس کي چنداں ضرورت ھی - بلکہ اس سے بھي کچھہ ھرج نہیں ھو سکتا کہ یہہ کیفیت توقف کے ساتھہ شایع ھوگي - کیونکہ مضمون نویسي مقصود ھی نہ کہ خبر نویسي *

جب سال گذشتہ میں مجھکو مدراس کي کانفرنس میں شرکت کا اتفاق ھوا تو یہہ دیکھہ کر مجھکو ایک خاص مسرت ھوئي کہ ھمارے دو بڑے مصنفین کے اسماء گرامي سے اُس دور دراز صوبہ میں تعلیم یافتہ مسلمانوں کو واقفیت تھي — کیوں صاحب مولانا حالي اور مولوي نذیر احمد آتے ھیں یا نہیں ؟ یہہ سوال ایک یا دو مرتبہ نہیں کیا گیا بلکہ بیسیوں مرتبہ - چونکہ اتفاقا ان دونوں بزرگوں میں سے کوئي صاحب تشریف نہیں لے گئے تھے لہذا جواب نفي میں دینا ھوتا تھا اور اظہار افسوس اور مایوسي سے جو اس جواب کے بعد کیا جاتا تھا مجھکو بہت جلد یہہ ثابت ھوگیا کہ اگر یہہ حضرات تشریف لے گئے ھوتے تو کانفرنس کي کامیابي اور ھمارے مدراسي اور دکھني بھائیوں کا لطف دونوں دو بالا ھوجاتے - گو کہ مسلمانوں سے روپیہ وصول کرنا دشوار کہا جاتا ھی تاھم سال گذشتہ کے تجربہ کي بنیاد پر راقم اس بات کا ذمہ لے سکتا ھی کہ مولانا حالي اور مولوي نذیر احمد صاحب مدراس تشریف لے چلیں اور معقول رقم رفاہ قوم کے واسطے لے آئیں — مولانا نذیر احمد صاحب سے البتہ یہہ عرض کرنا ھوگا کہ وہ اپنے لکچر کو پہلے سے طبع کراکے فروخت نہ ھونے دیں ' ورنہ دونوں چیزوں میں کمي ھوجائیگي ' نفع میں بھي اور وقعت میں بھي *

یہہ خیالات اجلاس چہارم سے غیر متعلق نہیں ھیں ' بلکہ مجھکو یاد ھی کہ واقعي اسي قسم کے خیالات کار روائي کے وقت میرے ذھن میں تھے — در اصل اجلاس چہارم اگر یاد رھیگا تو انہیں دونوں بزرگوں کي وجہ سے اور نیز ایک تیسرے صاحب کي وجہ سے جن کا ذکر آگے آئیگا - قوم اس قدر ناقدر شناس نہیں ھے جتنا بعض اوقات کہا جاتا ھی - البتہ قدر شناسوں کي تعداد بالحاظ مردم شماري بہت کم ھی ' اور جو قدر شناس ھیں اُن کو ایک دوسرے سے واقفیت نہیں ھی - نہ مبادلہ خیالات کے ذرایع معقول ھیں ' نہ آپسمیں ملنے جلنے کے - خواہ کانفرنس عملي طور پر کارنمایاں کرے یا نہ کرے ' بہرکیف کیا اسمیں بھي شبہہ ھوسکتا ھی کہ یہہ اُن اشخاص کو ضرور مجتمع کر دیتي ھی جو سچے ھمدرد قوم ھیں — چند سال تک صرف ھمدردان پنجاب اور ممالک متحدہ کو اس طرف کشش رھي ' مگر اب رفتہ رفتہ بنگال ' مدراس ' اور بمبئي بھي اُسکي طرف متوجہ ھوتے جاتے ھیں - ممکن ھی کہ دھلي میں امسال اجلاس کرنا بعض خیالات سے قابل تحسین نہ ھو ' مگر جو اصل مقصد کانفرنس کا ھی وہ بجز دھلي اور کہیں حاصل نہیں ھوسکتا تھا — بد بختي سے اُن دنوں راقم نہایت عدیم الفرصت رھا ورنہ عجیب و غریب موقعہ ھر صوبہ کے مسلمانوں سے ملنے کا تھا — کچھہ ایسے تھے جو محض کانفرنس کي وجہ سے آئے — کچھہ ایسے تھے جنکو زیادہ خیال کانفرنس کا تھا اور کسیقدر بیروني چیزوں کا - بعض کي نظر میں کانفرنس اور دربار دونوں ھم پلہ تھے — بعض دربار کو ترجیح دیتے تھے - بعض محض دربار کي وجہ سے آئے ' مگر

خیر تفصیلات سے کیا بحث ؟ آئے تو — اور جب آگئے تو کچھہ دیکھا بھی اور سنا بھی اور اس سے زیادہ کیا مطلوب ہی کہ وہ آئیں خواہ کسی حیلہ سے آئیں اور وہ کچھہ دیکھیں اور سنیں خواہ تماشہ سمجھکر یا قومی اجلاس سمجھکر *

جب مولانا حالی اپنی نظم پڑہ رہے تھے تو راقم غور سے دیکھہ رہا تھا کہ بنگالی اور پنجابی اور مدراسی اور اودہ والے اور صوبہ اگرہ والے غرضکہ جملہ حاضرین جلسہ ایک جوش کی حالت میں تھے ، گویا سب نے ایک ہی پیالہ پیا ہی - کلام اسکا نام ہی — اثر اسکو کہتے ہیں - خواہ کسی صوبہ سے اور کسی مقصد سے آئے تھے ، ایک رشتہ تھا جو درمیان شاعر اور ہر شخص کے قایم تھا - اور شاعر کے وسیلہ سے ایک کا ہاتھہ دوسرے کے ہاتھہ میں تھا - داہنا ہاتھہ ہر شخص کا اسطرح گیرا تھا اور بایاں دابر رکھا تھا — مولانا حالی زیادہ جوش اور محنت کے اب متحمل نہیں ہوسکتے - وہ دم لینے کو بیٹھے کہ کانفرنس کا ایک حامیہ خالی ہوگیا ، مگر خالی ہوتے ہی جیب میں گیا اور منجملہ خلاف توقع ، دفعتا اور یکبارگی جسکو دیکھو روپیہ لیئے چلا آتا ہی ، کوئی ایک کوئی دو ، کوئی دس کوئی بیس ، کوئی سو کوئی دو سو - کوئی کہتا ہی بہہ لو - کوئی کہتا ہی کل دونگا نام لکھہ لو — نام کون لکھے ؟ شمار کون کرے - پھر یہہ سب رکھا جائے تو کہاں ؟ حقیقت یہہ ہی کہ اس گنجینہ افشانی اور اظہار جوش کے واسطے شاید کوئی طیار نہ تھا *

مولانا حالی کے بعد مولوی نذیر احمد صاحب کا لکچر تھا ، اور گو لکچر کا پڑھنا ہر وقت ممکن ہی ، وہ لطیفی صرف اُسی وقت سنے جاسکتے تھے جو لکچرر صاحب وقتا فوقتا مابین تقریر ارشاد فرماتے تھے — علاوہ تقریر کے مولوی نذیر احمد صاحب کی شان ذلیوری بھی قابل دید ہی — اس میں کسی کو شبہہ نہیں ہوسکتا کہ جو کام اُس روز مولوی صاحب نے کیا وہ صرف وہی کرسکتے تھے — جو مشکلات ناگہانی اُن کو پیش آئیں اگر کسی دوسرے اسپیکر کو پیش آتیں تو بجائے اس کے کہ وہ کچھہ کام کرے خود اُس کا کام تمام ہوجاتا اور وہ مایوس ہوکر بیٹھہ جاتا - ہنوز نصف لکچر بھی نہیں ہوا تھا کہ لارڈ کچنر کی آمد آمد ہوئی — چونکہ فاتح خرطوم اور ٹرنسوال کے دیکھنے کا اشتیاق بہت تھا ، اس خبر کے سننے سے حاضرین کی توجہ لکچر کی طرف سے کم ہوگئی — یہہ مولوی صاحب ہی کا کام تھا کہ اُس وقت آڈینس کو قابو میں کرلیا — بعض لوگوں کو یہہ شکایت ضرور ہوئی کہ مولوی صاحب نے اشتیاق کو ہیبت سے تعبیر کیا ، اور اُس ہیبت کے اثر کو صرف کانفرنس پر محدود نہ رکھا ، بعض الفاظ جو اس سلسلہ میں استعمال ہوئے ضرور قابل اعتراض ہیں ، اور اس سے زیادہ اعتراض کیا ہوسکتا ہی کہ ہم اُن کو اس موقعہ پر تحریر کرنے سے معذور ہیں *

نظم اور لکچر کے علاوہ تیسری وہ چیز جس کی وجہ سے یہہ اجلاس یاد رہیگا لارڈ کچنر کی تشریف آوری ہی - لارڈ کچنر اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے نام تلوار کی نوک سے زمانہ کی پیشانی پر کندہ کردیئے ہیں — پس کیا عجب ہی اور کسی کو اعتراض کا کیا موقعہ ہی اگر ایک سپاہی منش قوم کی مجلس میں اُن کی تشریف آوری اور خبر تشریف آوری سے ایک خاص جوش پیدا ہوا — لارڈ کنچنر نے بعد فتح خرطوم سب سے پہلے اور سب سے زیادہ توجہ جس چیز پر کی وہ تعلیم ہی - پس یہہ دوسری وجہ تھی کہ کانفرنس نے اُن کی تشریف آوری کو خاص طور پر باعث اعزاز سمجھا — لارڈ کچنر کو بھی بہت جلد معلوم ہوگیا کہ مجلس کے خیالات اور فیلنگس کس قسم کے ہیں - ہز اکسلنسی کے ایما سے نواب محسن الملک نے خاص طور پر اعلان کیا کہ لارڈ صاحب کو شرکت سے خاص مسرت ہوئی — یہہ اعلان اُن کے واسطے ضروری ہوگا جو کسی قدر فاصلہ پر تھے — جو لوگ لارڈ کچنر سے قریب تھے اُن پر ہزاکسلنسی کی ہمدردی اور خوشی کا اعلان ہزاکسلنسی کے چہرہ سے ہو رہا تھا *

اب مجھکو مختصر طور پر اُن اسپیچوں کا بھی ذکر کرنا چاہیئے جو اِس موقعہ پر ہوئیں - نواب محسن الملک سے درخواست کی گئی کہ آپ اسپیچ کریں - نواب صاحب نے عذر کیا کہ میں انگریزی نہیں جانتا مگر اصرار کیا گیا - نواب صاحب نے اسپیچ کی اور اُس طرح پر کی کہ صرف وہی کر سکتے ہیں کہ سمجھنے والے بھی متاثر ہوئے اور نہ سمجھنے والے بھی اُن کے بعد مسٹر تھیوڈور ماریسن نے اور پھر مولوی رفیع الدین احمد نے انگریزی میں اسپیچیں کیں — مولوی صاحب نے چاہا کہ لارڈ کچنر کو ذریعہ تعارف بنا کر محمدن یونیورسٹی کے معاملہ میں انگلستان کی پبلک سے مالی مدد لیجائے ، مگر یہہ خیال جلسہ کے خلاف مزاج ہوا — نواب محسن الملک جو خاص کام کانفرنس میں کرتے ہیں وہ یہہ ہی کہ اُن کا ایک ہاتھہ برابر جلسہ کی نبض پر رہتا ہی — سب سے اول نواب صاحب نے اور اُن کے بعد خود ہزہائینس پریزیڈنٹ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے واسطے اس سے زیادہ بے شرمی کیا ہو سکتی ہی کہ غیر اقوام سے خواہ وہ کتنے ہی مہربان ہوں اپنے قومی کاموں کے واسطے مالی مدد طلب کریں — ہم صرف مارل سپورٹ (Moral support) اخلاقی مدد چاہتے ہیں اور وہ لارڈ کچنر اور دیگر معزز اور اعلی افسروں کی تشریف آوری سے ہمکو حاصل ہوگئی *

قبل تشریف لیجانے کے لارڈ کچنر نے جو اسپیچ کی اُس کا ترجمہ یہہ ہی : —

"مسلمانوں کے اِس جلسہ میں شریک ہونے سے مجھکو بہت مسرت ہوئی — مصر اور سوڈان میں ترقی تعلیم کو میں کمال دلچسپی کے ساتھہ دیکھہ رہا ہوں ، اور مجھکو اسبات کے اظہار سے بہت خوشی ہی کہ جو کالج اُن کو اہل انگلستان نے دیا ہی اُس کو اہل سوڈان نے خوشی اور جوش کے ساتھہ قبول کیا — جس طرح گذشتہ زمانہ میں مینے کیا ہی اُسی طرح آیندہ بھی میں نہایت دلچسپی کے ساتھہ ترقی تعلیم

مسلمانان کو مد نظر رکھونگا ' اور اگر بعد غور کوئي معقول تجویز اُس کي بابت پیش کیجائے گي تو میں جو مدد مجھسے ہوسکیگي دونگا ' *

یہہ کہنا محض فضول ہوگا کہ یہہ اسپیچ نہایت بیش بہا ہدیہ ہی - اس سے بڑا کوئي ڈونیشن اس موقعہ پر مسلمانوں کو نہیں ملا — اس میں عملي امداد کے وعدہ کا ایک تخم ہی ' اگر زمین میں نقص نہ ہوگا اور خبر گیري معقول کیجائیگي تو یہہ تخم اندر پانچسال کے تناور درخت ہوسکتا ہی جو پھولیگا اور پھلیگا *

سوال یہہ ہی کہ اس کي پرداخت کیونکر ہوسکتي ہی اور مسلمانوں کو اب کیا کرنا چاہیئے ؟ اس کا جواب مشکل نہیں ہی - مسلمان عملي طور پر ثابت کردیں کہ وہ محمدن یونیورسٹی کو قومي ضرورت سمجھتے ہیں اور خود وہ جو کچھہ کرسکتے ہیں اُس کو کر دکھائیں - اتفاق قومي اور سیلف ہیلپ - یہہ دو چیزیں ایسي ہیں جن کي ضرورت ہی ' اور یہي وہ چیزیں ہیں جنکا اثر انگلش نیشن پر پڑتا ہی — ایک گروہ ہی جسکا دل ضرور اس قومي کام میں لگا ہوا ہی — مگر جب تک کہ اس گروہ کي امداد میں تمام قوم کمر بستہ نہ ہوجائیگي دس لاکھہ روپیہ جمع نہیں ہوسکتا *

اب میں یہہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ قوم کي شرکت کے کیا معني ہیں - انگلستان میں سب سے تازہ مثال جنگ ٹرنسوال ہی کہ نہ کسیکو جان دینے میں تامل تھا نہ مال - خرطوم کالج بھي اسیطرح بنا - لارڈ کچنر نے قوم سے درخواست کي ' قوم نے پندرہ دن میں پندرہ لاکھہ دیدیا *

کہا جائیگا کہ مسلمان غریب قوم ہی - یہہ بالکل سچ ہی لیکن دس لاکھہ ایسي خفیف رقم ہی جو اگر چاہے تو ایک مسلمان رئیس یا ایک مسلمان تاجر دے سکتا ہی - اگر مسلمانوں کو واقعي یقین ہوجاوے کہ تعلیم میں صرف کرنا کار خیر ہی جسکي جزا ملیگي ' تو دس لاکھہ بہت جلد جمع ہوسکتا ہی — جنگ روم روس میں ہماري گورنمنٹ سلطان کے ساتھہ تھي — اُس وقت جو جوش ظاہر کیا گیا وہ قومي جوش تھا - جو شرکت کي گئي وہ قومي شرکت تھي — تاوقتیکہ اُسي جوش کے ساتھہ اس کام میں مسلمان من حیث القوم شریک نہ ہونگے کامیابي نہیں ہوسکتي - اس کانفرنس کي بابت اکثر کہا گیا تھا کہ قوم کي قسمت کا فیصلہ ہی — مجھکو اس سے اتفاق نہیں ہی - مجھکو قطعي یقین ہی کہ اگر برٹش گورنمنٹ برقرار رہے تو مسلمانوں کے بلکہ جملہ اقوام کے دن اچھے آئینگے - بحث صرف یہہ ہی کہ آپ اور میں اس نیک کام میں حصہ لینگے یا آیندہ نسلوں پر چھوڑینگے *

اب سب سے اخیر میں میں یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے بڑا بار اس کانفرنس کے بعد خود علیگڈہ پر ہی - علیگڈہ کو یہہ ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ اس عجیب و غریب موقعہ سے فایدہ اُٹھانے کي قابلیت رکھتا ہی *

مسلمان اور تعلیم

لارڈ پیمبروک اور سرمائیکل ہکس بیچ کي اپیلیں

دہلي ۵ جنوري

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس نے کل اپنا پانچواں اور اخیر اجلاس کیا — اور جہاں تک کہ حالات موجودہ کا لحاظ کیا جاتا ہی یہہ اجلاس ایک نہایت کامیاب سشن کا ایک موزوں خاتمہ تھا — جو کام اس جلسہ میں انجام پانے کو تھا چونکہ وہ چنداں ضروري نہ تھا ' اس لیئے بہت سے ممبر غیر حاضر تھے — مگر غالبا اُن کو اُس عزت کي کچھہ خبر نہ تھي جو کانفرنس کي ہونے والي تھي - اس کا یہہ سبب ہی کہ کسي نہ کسي وجہ سے اس امر کي نسبت کسیقدر بے اطمیناني تھي کہ جو معزز و ممتاز جنٹلمین مدعو کیئے گئے تھے اُن میں سے کون صاحب تشریف لاوینگے — گنجایش کے خیال سے میں اس کارروائي کا خلاصہ بیان نہیں کرسکتا — لیکن میں یہہ کہہ سکتا ہوں کہ جو اعتراض یونیورسٹي کمیشن نے ڈیفامي نیشنل یونیورسٹیوں کے قایم کیئے جانے کي نسبت کیا ہی اُس سے کانفرنس نے سخت مخالفت کي اس مضمون کے متعلق ایک ذیلي امر کي نسبت بحث و گفتگو ہو رہي تھي کہ اُس وقت سر منچوجي بھاونگري تشریف لائے ' اور اُن کے بعد مس جوٹیوڈیبل اور اُن کے بعد بہت جلد سرمائیکل ہکس بیچ اور لارڈ پیمبروک تشریف لائے - ان صاحبوں کي مدارات نہایت گرمجوشي کے ساتھہ کي گئي اور مس بیل کے تشریف لانے سے حضار جلسہ نہایت خوش ہوئے - نواب محسن الملک بہادر انگریزي میں گفتگو نہیں کرسکتے ہیں ' لیکن اُن وجوہات سے جن کو صرف وہي شخص بخوبي سمجھہ سکتے ہیں جنہوں نے نواب صاحب ممدوح کو گفتگو کرتے ہوئے دیکھا اور سنا ہی ' ایسے موقعوں پر ہمیشہ اُن کي مدد چاہي جاتي ہی — مسٹر آفتاب احمد اور چند دوسرے ممبروں نے زبان انگریزي میں حاضرین جلسہ کے خیالات معزز مہمانوں سے ظاہر کیئے *

اِس کے بعد لارڈ پیمبروک پرجوش چیرز کے درمیان کھڑے ہوے ' اور فرمایا کہ اُن کو یہاں آنے اور ہندوستان کے مسلمانوں کے ایک ریپریزنٹیٹو مجمع سے ایسے وقت پر ملنے سے جب کہ وہ ایک ایسے معاملہ پر غور کرنے میں مصروف ہیں جو اُن کے حق میں نہایت ضروري ہی غایت درجہ مسرت حاصل ہوئي - لارڈ پیمبروک نے فرمایا کہ " جو کچھہ آپ نے اُس آزادي کي نسبت بیان کیا ہی جس کا

حاصل ہونا ہندوستان میں ممکن ہی اُس کے سننے سے مجھکو خاص خوشي ہوئي ہی — کیونکہ انگریز فخر کے ساتھہ یہہ بات کہتے ہیں کہ انگریزي جہاندے کے نیچے تمام مذہب رونق اور ترقي حاصل کرسکتے ہیں " — لارڈ ممدوح نے فرمایا کہ کوئي معاملہ ایسا نہیں ہی جس سے انگریز بہ نسبت تعلیم کے زیادہ تر دلچسپي رکھتے ہوں — اُن کے دل پر اُن عمدہ اسپیچوں کا جو بعض بڑے بڑے انگریزوں اور دوسرے شخصوں نے اُن کي (مسلمانوں کي) تحریکوں کي نسبت کي ہیں اور جو اُن کي رپورٹوں میں شامل ہیں مسرت آمیز اثر ہوا ہی - معزز لارڈ نے فرمایا کہ " انگریز لوگ اپني یونیورسٹیوں پر فخر کرتے ہیں ' اور اس بات کي کوئي وجہ نہیں ہی کہ رفتہ رفتہ آپ کي خاص یونیورسٹیاں قایم نہ ہوجاویں — جس وقت کوئي شخص اس بات پر غور کرتا ہی کہ ساٹھہ ملین (چھہ کروڑ) مسلمان ہندوستان میں رہتے ہیں تو خواہ نخواہ اُس کے دل میں یہہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ اب عین وقت اس بات کا ہی کہ اُن کے درمیان خاص اُن کے خیالات کے مطابق تعلیم کو ترقي دینے کے لیئے کچھہ کوشش کي جاوے " •

اس کے بعد سرمائیکل ہکس بیچ کھڑے ہوئے اور حسب ذیل تقریر فرمائي •

" یور ہائینس و جنٹلمین - جو مدارات آپ نے میري فرمائي ہی اُس کي بابت میں اپنے دلي شکریہ کا اظہار اُس فصیح اسپیکر پر چھوڑ سکتا تھا جس نے مجھہ سے پہلے گفتگو کي ہی — لیکن میں لارڈ پیمبروک یا لارڈ کچنر کي بہ نسبت کسیقدر دوسري حیثیت سے آپ کے جلسہ میں شریک ہوا ہوں — میں ایمانداري سے یہہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ تعلیم کے بارہ میں میں نے کوئي بات ایسي کي ہی کہ جو کچھہ لارڈ کچنر نے سوڈان میں کیا ہی اُس سے ذرا بھي مقابلہ کرسکے — لیکن مجھکو ایک فایدہ حاصل ہی جو اُن کو حاصل نہیں ہی یعني یہہ کہ میں ایک تعلیم یافتہ یونیورسٹي کا ہوں — میں بحیثیت ایک گریجوایٹ اکسفورڈ یونیورسٹي کے جس کو قایم ہوئے قریب ۴۵ برس کا عرصہ ہوا ہی ' دارالعلوم موصوف کي جانب سے ہمدردي کا ایک پیغام لیکر آپ کے پاس آیا ہوں - آپ واقف ہیں کہ ہمارے یہاں انگلستان میں دو یونیورسٹیاں یعني اکسفورڈ اور کیمبرج ہیں ' جنکو متدین اور مخیر شخصوں نے قایم کیا ہی ' جو گورنمنٹ سے کسي طرح تعلق نہیں رکھتي ہیں ' اور جن کے ٹریڈیشن (روایات) بالکل اپني خاص ہیں — یہي وہ چیز ہی جو آپ ہندوستان میں چاہتے ہیں - آپ ایسي سیلف گورننگ یونیورسٹیاں چاہتے ہیں جو خاص آپ کے مذہب پر مبني ہوں — پس کوئي وجہ نہیں ہی کہ اگر آپ اس مقصد کے حصول کے واسطے دل و جان سے کوشش کریں توآپ علم و فضل میں انگلستان کي یونیورسٹیوں کي ہمسري نہ کرسکیں بلکہ اُن سے سبقت نہ لے جاویں جیسے کہ آپ زمانہ سلف میں سبقت لے گئے تھے - جنٹلمین ! میں آپ کے ساتھہ اور آپ کے مقاصد کے ساتھہ دل سے ہمدردي کرتا ہوں اور آپ کي بہبودي کا خواہاں ہوں — میں تہ دل سے اُمید کرتا ہوں کہ بہت سے برس نہ گذرنے پاویںگے کہ آپ کے درمیان ایک ایسي یونیورسٹي قایم ہوجاویگي جو اس نام کے شایاں ہو ' اور جو صرف ایک مقام امتحان ہي نہ ہو بلکہ ایک ایسا مقام ہو جہاں کہ مذہب کي تلقین کي جاوے اور عمدہ خصلت قایم کرنے کي جانب توجہ کي جاوے ' اور جو اس سلطنت عظیم میں علم و فضل کي اشاعت کا بھي ایک مقام ہو - اے صاحبو - میں آکسفورڈ یونیورسٹي کي طرف سے اس بات کي دعا مانگتا ہوں کہ آپ کو اپني کوششوں میں کامیابي حاصل ہو " •

نیر سر منچرجي نے کسیقدر طوالت کے ساتھہ گفتگو کي — اُنہوں نے فرمایا کہ " لوگوں اور قوموں کے لیئے کوئي تعلیم مفید نہیں ہوسکتي ہی جو مذہب کي مستحکم بنیاد پر مبني نہو " — انگریزي تعلیم کا میلان اکثر صورتوں میں ایسا رہا ہی جس سے لوگ اسلام کي اعلی ترین ہدایتوں سے منحرف ہوگئے ہیں - مثلا شراب پینے کي ممانعت — موصوف الیہ نے فنون و دستکاري کي ترقي کي ضرورت مسلمانوں پر ظاہر کي ' اور آخر کار یہہ بیان کیا کہ ایک اسلامي یونیورسٹي کي تحریک معقول تحریک ہی اور میں دل سے اُن کي کامیابي کي دعا مانگتا ہوں •

قریب شام کے ہزہائینس پریزیڈنٹ نے ایک نہایت پراثر اور دلچسپ اسپیچ میں اجلاس کي کارروائي کو ختم کیا — ہزہائینس جام لس بیلا صبح کے اجلاس میں تشریف لائے تھے اور ایک ہزار روپیہ کا ڈونیشن عطا فرمایا - اجلاس کے برخاست ہونے سے پہلے مسٹر آدمجي پیر بھائي رئیس بمبئي کي طرف سے پانچ ہزار روپیہ کے ایک ڈونیشن کي اطلاع دي گئي — مسٹر ماریسن نے اس کے شکریہ کے ووٹ کي تائید کرتے وقت مسٹرآدمجي کے خیراتي کاموں اور جو عزت و توقیر اُنکي کي جاتي ہی اُس کا ذکر کیا اور یہہ اُمید ظاہر کي کہ مسلمانوں کي تعلیمي ضروریات کے رفع کرنے سے مسٹر پیر بھائي اس سے بھي زیادہ تر اعلي اعزاز کو پہونچ سکتے ہیں •

Printed and published by Mahomed Mumtaz-uddin at the Institute Press, Aligarh.

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

محمدن ايجوكيشنل كانفرنس

سولهوان اجلاس — مقام دهلي

افتتاحي ايڈريس هز هائينس آغا خان

كے - سي - آئي - اي - پريسيڈنٹ

جنوري سنه ۱۹۰۳ع

مطبوعه علیگڈه انسٹیٹیوٹ پریس

محمدن ایجوکیشنل کانفرنس دهلي

اِفتتاحي ایڈریس پریسیڈنٹ

جنٹلمین — میرا پہلا فرض اور خوشي یہہ هی که میں آپ صاحبوں کا شکریه ادا کروں که آپ نے مجھکو اِس کانفرنس کا پریسیڈنٹ هونے کي عزت بخشي — اس کرسي پر بیٹھنا ایک ایسا امتیاز هی که هر مسلمان کے واسطے باعث فخر هوسکتا هی — لیکن آپ نے مجھکو ایک خاص اعزاز بخشا هی که اس شاهي شهر میں اور تواریخي موقع پر مجھکو پریسیڈنٹ تجویز کیا - میں اس اعزاز کي بابت آپ صاحبوں کا صدق دل سے شکریه ادا کرتا هوں •

چونکه آپ صاحبوں نے مجھکو اپني طرف سے گفتگو کرنے کا حق عطا کیا هی لهذا میں بلا تضیع وقت اُس خیال کو ظاهر کرنا چاهتا هوں جو یقیني هم سب کے دلوں میں هی - منجانب محمدن ایجوکیشنل کانفرنس میں مهمانوں اور ڈیلیگیٹوں کا جو که دور دراز مقامات سے آئے هیں خیر مقدم کرتا هوں اور اُن کا شکریه ادا کرتا هوں که اِس جلسه میں شرکت" کا اعزاز بخشنے کے واسطے اُن صاحبوں نے دور دراز مسافت کي تکالیف گوارا فرمائیں •

بالخصوص میں اس مسلمان جلسه کا شکریه اُن معزز گورنران اور فرمانروائهاں کي خدمت میں پیش کرنا چاهتا هوں جنهوں نے اس

جلسہ میں شرکت کا وعدہ فرمایا ھی — یہہ بات ضرور خاص قابل شکرگذاري اور نیز اس کانفرنس کے واسطے باعث اعزاز ھی کہ بڑے بڑے مدبران و منتظمان ملک نے باوجود ملکي ترددات اور مشاغل کے یہہ گوارا فرمایا کہ اس جلسہ میں شرکت فرماکر اپني دلچسپي ایک ایسي قوم کے مذھبي ، قومي اور تعلیمي مسائل سے ظاھر کریں جو اُن کي اپني قوم نہیں ھی — حقیقت تو یہہ ھی کہ اسبات سے تعجب بھي ھوتا ھی اور نیز مبارک باد دینے کو دل چاھتا ھی کہ منجملہ معزز حاضرین کے ایک صاحب کو ھي یہہ خیال پیدا ھوا کہ شان و شوکت کے نظارہ کو جو کہ اس مقام سے تھوڑے فاصلہ پر موجود ھی ترک کریں اور اس مقام پر تشریف لائیں — قبل ازیں کبھي ھندوستاني والیان ملک کو اتنے بڑے شان و شوکت کے کام میں شریک ھونے کا اتفاق نہوا ھوگا ، نہ کبھي ھم نے سلطنت ھندوستان کي شان و شوکت کو اس طرح پر ایک جگہہ جمع دیکھا — اور نہ کبھي اِس شاھي شہر کي پراني دیواروں نے اِتنے بڑے شاھنشاہ کي تخت نشیني کا جلوس دیکھا ھوگا *

آپ کي اس کانفرنس میں محض تشریف آوري ایسے موقع پر جب کہ بہت سي دوسري چیزیں قابل دید ھیں اس بات کا ثبوت ھی کہ ھم صرف اس بات پر بحث نہیں کر رھے ھیں کہ مدارس میں کیا پڑھایا جاے اور کیا نہ پڑھایا جاے ، بلکہ اھم معاملات زیر بحث ھیں — اگر میں اِس کانفرنس کے مقاصد کو سمجھنے میں غلطي نہیں کرتا تو ھم اِس بات پر غور کرنے کے واسطے جمع ھوئے ھیں کہ ھم کو اپني قوم کے مقاصد کیا قرار دینے چاھیئیں اور کس طریقہ پر وہ حاصل ھوسکتے ھیں — اس سوال کا صحیح طور پر حل ھونا کوئي چھوٹي بات نہیں ھی بلکہ مسلمانوں کي قسمت کا فیصلہ اُسي پر منحصر ھی *

اپني قوم کے مقاصد اور خواھشات کي اصلاح کرنا ایک بہت بڑا کام ھی — لیکن اِس کام کے انجام کیواسطے ھم مسلمانان ھند کو خاص مواقعہ حاصل ھیں — ھمکو یہہ ایک کتنا بڑا فائدہ حاصل ھی کہ ھم ایک ایسي گورنمنٹ کے تحت میں رھتے ھیں کہ جو امیر اور غریب اور مختلف

مذهب اور ملت کے اشخاص کے ساتھہ یکساں انصاف کا برتاو کرتي هی —
اس کے علاوہ همکو پوري آزادي حاصل هی که اپني قوم کي فلاح کے
واسطے جو تدابیر چاهیں اختیار کریں — همکو اس بات کا کوئي اندیشه
نهیں هی که اگر هم تعلیم کي ایسي اسکیم تجویز کرینگے که جو گورنمنٹ
کي تجاویز کے مطابق نهوں تو همارے مباحثه بند کردیئے جائیں گے —
هم جانتے هیں که کوئي کتاب اور کوئي علم ایسا نهیں هی جو همارے
واسطے سرکاري طور پر ممنوع هو اور بالاخر همکو یهه بهي معلوم هی که
همکو برٹش سلطنت کے زیر سایه پوري آزادي هی که جو تدابیر خواه
وه سوشل هوں یا اکانو مک هم مفید خیال کریں اُن پر انجام تک عمل
کریں — همارے دولت سے لالچ پیدا نهیں هوگا اور نه هماري ترقي علم
پر فرماں روایان ملک حسد کرینگے — سب سے زیادہ قابل لحاظ یهه
امر هی که هم ایک ایسي سلطنت کے ممبر هیں که جس میں علم اور
دولت کے ایسے مواقعه هیں که جو ایشیا کے کسي دوسرے ملک میں
حاصل نهیں هیں — همکو صرف یهه کرنا چاهیئے که اپني سمجهه اور قوت
کے ذریعه سے مواقعه کا استعمال مناسب کریں — یهه حقوق همارے هم
مذهبوں کو ٹرکي یا پرشیا میں حاصل نهیں هیں — اُن ممالک کي
بابت یهه به مشکل کها جاسکتا هے که وهاں تجارت اور صنعت اور نیز
آزاد پیشوں کے ذریعه سے دولتمندهونیکے مواقعه حاصل هیں، اور ان دونوں
ملکوں میں علم اور آزادي خیال کے واسطے قیود اور بندشیں هیں —
پس هم مسلمانان هند کو لاجواب فوائد حاصل هیں اور اپنے هم مذهبوں میں
هماري محبوب پوزیشن هی بشرطیکه هم اُن فواید سے مناسب طور پر
مستفید هوں اور اپنے فرایض ادا کریں تو همکو تمام دنیا میں اسلامي
ترقي کا رهنما هونا چاهیئے — اس ملک میں همکو آزادي هی که اپني
سوسئیٹي کے مقاصد کے حصول میں سعي کریں — همکو آزادي هی
که اُنپر مباحثه اور غور کریں اور همکو اندروني اور بیروني غنیموں سے امن
حاصل هی — هم بلا اندروني اور بیروني خدشات کے اپني تدابیر کا سرانجام
کرسکتے هیں — برخلاف اس کے همارے بهائي بند جو ٹرکي اور پرشیا میں
هیں اُنکو سب سے پهلے فوجي تیاریاں اور ڈپلو میٹک انتظامات کي جانب

خیال رجوع کرنا ہوتا ہی ' تاکہ کہیں ایسا نہو کہ ادھر تو وہ تدابیر ترقی کررہے ہوں اور اودھر کوئی غیر لبرل خود مختار یوروپین سلطنت اُنکی آزادی کا خاتمہ کردے ' اور اسطور پر یکبارگی آیندہ ترقی کے کل مواقعہ ہاتھہ سے نکلجائیں — ہم لوگ جو کہ انگلستان کی آزاد حکومت میں رہتے ہیں اپنے خیالات کے موافق ترقی کرنے کے وہ کل ذرایعہ رکھتے ہیں کہ جن کی کسی قوم کو ضرورت ہوتی ہی *

جنٹلمین — اب ہمکو اس سوال پر غور کرنا چاہیئے کہ مسلمانان ہند نے اُن مواقعہ سے کیونکر فائدہ اوٹہایا ہی کہ جو مشیت ایزدی سے اُنکو حاصل ہیں — اس بحث کا ہماری کانفرنس سے خاص تعلق ہی — ہمکو شرم اور افسوس کے ساتھہ اقرار کرنا چاہیئے کہ اس وقت تک ہم ناکام رہے ہیں — ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک کتنے قومی اسکول ہیں کہ جن میں مسلمان لڑکے اور لڑکیاں جدید تعلیم اپنے مذہب کی تعلیم کے ساتھہ حاصل کرسکتے ہیں ؟ کیا جہاں سو ہونے چاہیئیں وہاں ایک بھی اسکول ایسا ہی کہ جس کی ہماری قوم کو ضرورت ہی اور جو ہم قایم کرتے اگر ہم بھی منجملہ ترو تازہ اقوام کے ہوتے — بے شک ایک خاص تعداد ایسے مدارس اور مکاتب کی ہی کہ جہاں کلام مجید طوطے کی طرح پڑھایا جاتا ہی — لیکن ان مقامات میں بھی اس بات کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی ہی کہ لڑکوں کی اخلاقی حالت کو ترقی دیجاے یا اسلام کے حقایق دوامی اُن کو بتلائے جائیں — بالعموم اول تو نماز پڑھی کم جاتی ہی اور اگر پڑھی بھی جاتی ہی تو فی صدی ایک لڑکا بھی نہیں سمجھتا کہ اُس نے کیا پڑھا اور کیوں پڑھا *

میں ایک مثال اور اِس بات کی لیتا ہوں کہ ہم نے اپنے ہم مذہبوں کے ساتھہ اپنے فرایض انجام نہیں دیئے — جو قحط حال میں پڑا تھا اُس میں منجانب قوم کے کوئی کوشش اس بات کی نہیں کی گئی مسلمان بچوں کی حفاظت کیجاے یا اُنکو ابتدائی مدارس میں میں تعلیم دیجاے یا کوئی خاص پیشہ سکھلایا جاوے — اگر ہماری قوم میں

گھن لگا نہوتا تو اِس پبلک فرض کی طرف سے ہرگز غفلت نہیں کیجاسکتی تھی *

مسلمان سوسئیٹی میں بسا اوقات پولیٹکل قوت کے ہاتھہ سے جاتے رہنے پر آہ و نالہ کیا جاتا ہی ' لیکن ہمکو یاد رکھنا چاہیئے کہ فی زمانہ نہ یہہ ممکن ہی نہ مناسب کہ کسی ایک قوم کے ہاتھہ میں قطعاً عنان حکومت اسی طرح دیدیجاے جس طرح کسی زمانہ میں مسلمانوں کے ہاتھہ میں تھی — یہہ وہ زمانہ ہی کہ سب کو عام آزادی ہی ' ایسی حالت میں کسی قوم کا یہہ خواہش کرنا کہ کل پولیٹکل پاور اُس کے ہاتھہ میں آجاے محض بے سود بلکہ اِمہال ہی — کسی منصف مزاج آدمی کو کبھی یہہ خواہش بھی نہیں ہوتی کہ دیگر اقوام سے نکلکر پولیٹکل قوت اُس کے ہاتھہ میں چلی جاے — برخلاف پولیٹکل قوت کے اِس بات کی خواہش بالکل واجبی ہی کہ صنعت اور فنانس کے میدان میں سب سے آگے بڑہ جائیں ' کیونکہ یہہ نتیجہ صرف اُسی حالت میں حاصل ہو سکتا ہی جب دماغی قوت کا استعمال بھی سب سے بہتر کیا جاے — مگر اس معاملہ میں بھی ہماری قوم نے اُس امن و امان ' انصاف ' اور آزادی سے فایدہ نہیں اُٹھایا جو ہمکو برٹش حکومت کے تحت میں حاصل ہی - ہمنے صنعت اور تجارت کی طرف سے بھی اُسی طرح پہلوتہی کی جس طرح دیگر مواقعہ کی طرف سے *

یہہ عام غفلت جو تمام کار و بار زندگی کی طرف سے ظاہر کیجاتی ہی ایک اخلاقی بیماری کی دلیل ہی ' اور میں آج آپ سے یہہ درخواست کرتا ہوں کہ اِس بیماری کے اسباب پر میرے ساتھہ غور فرمائیئے - میں آپ کا خیال بالخصوص اس بحث کی طرف مبذول کرتا ہوں کہ کیا اس بیماری کے اسباب لازمی قسم کے ہیں جن سے مفر نہیں ہوسکتا - یعنی کیا اُن کا تعلق خود ہمارے مذہب سے ہی یا وہ محض اتفاقی اور اکتسابی ہیں ؟ اس بیماری کا محض اتفاقی ہونا اور اُس کا جزو اسلام نہ ہونا اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اسلام نے نہ صرف

ابتدائي پچيس سال ميں ما بعد هجرت ترقي کي بلکه بعهد ابوبکر و عثمان عرب سوسئٹي کا اعلی طبقه پر هونا بهي يهه هي بات ثابت کرتا هی — هم کو يهه بهي ياد رکهنا چاهيئے که جس سوسئٹي کو اسلام نے اعلی طبقه پر پهونچا ديا اُس کي حالت قبل اسلام کيا تهي — يهه وه لوگ تهے جن کي جواني يا تو مثل قريش امرا کے کاهلي اور تعيش ميں گذري تهي ' يا مثل عوام الناس کے قتل اور غارتگري اور رهزني ميں صرف هوئي تهي — يهه اسلام هي کا کام تها که يهه لوگ هيرو هوگئے اور نه صرف ميدان جنگ ميں نامور هوئے بلکه کسي صحيح و تندرست قوم کو جو مشکلات معمولي فرايض کے ادا ميں روز مره پيش آتي هيں اُن کے انجام ميں بهي سر برآورده هو گئے — بحيثيت مجموعي يهه لوگ پابند قوانين و آئين ' منصف و کريم النفس تهے اور اپنے قول و قرار کے سچے تهے جس کا يهه نتيجه هوا که مفتوح ايراني کاشتکاروں نے فاتح قوم کو نعمت خدا داد متصور کيا — مابين سنه ١٧٥٨ ع و سنه ١٨٦٠ ع کے جب کبهي کسي غير منتظم هندوستاني رياست کو زير کرکے انگريز اپنا قبضه کرتے تهے تو هندوستان کے کاشتکاروں اُن کو بهي اُسي نظر سے ديکهتے تهے جس نظر سے مسلمان ايران ميں ديکهے جاتے تهے — ان باتوں سے معلوم هوتا هی که اسلام ايسا مذهب هی که جس زمانه ميں اُس کو لوگ بخوبي سمجهتے تهے اور اُس پر عمل کرتے تهے اُس وقت اُس کا نتيجه کاهلي نهيں تها ' بلکه غير معمولي جوش اور قوم پر جان و مال قربان کرنے کا خيال پيدا هوتا تها ' اور اُس فرقه ميں جو زمانه جاهليت ميں محض عياش امرا شهر مکه تهے اور بس — يهي لوگ تهے جن کو اسلام کے مصلح اثر نے اپنے همقوم اهل عرب ميں در باره لا يلتي اور جاں نثاري ممیز و ممتاز بنا ديا تها — مثلا ديکهو که خالد اور عمرو فاتحان دمشق و مصر کو جب عمر و عثمان نے بر طرف کيا تو کيسے صبر و تحمل کے ساتهه ان فاتحان نے خلفا کے حکم کي تعميل کي — باوجوديکه جن ممالک کے وه گورنر تهے وه خود اُس فوج نے فتح کيئے تهے جسکے وه جنرل اور رهنما تهے — ان دونوں افسروں کے دلوں ميں

حکام بالا دست کے احکام کي پابندي کا خیال پختہ طور سے تھا اور یہہ لوگ جو اب ایسے پابند اُصول اور مطیع تھے اپني جواني میں مثل دیگر امراے مکہ محض نکمے تھے *

ان کل باتوں سے واضح ہوتا ہی کہ کاہلي اور فرض منصبي کي طرف سے غفلت ایسے عیوب نہیں ہیں جو اسلام سے خواہ مخواہ پیدا ہوتے ہوں — پس ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ اُس کاہلي اور لا پرواہي کے اسباب کیا ہیں جو تمام ممالک اسلامي میں محیط ہیں - یہہ تغافل اس خیال سے اور بھي تعجب خیز ہی کہ وہ انگلستان کے زیر حکومت بھي نظر آتا ہی ' حالانکہ یہہ ایسي سلطنت ہی کہ اس کي رعایا کو تھوڑي محنت سے بہت کچھہ عروج حاصل ہوسکتا ہی — کیونکہ فی زمانہ حقیقي عروج علم ' دولت ' اور دانش میں ترقي کرنے سے حاصل ہوتا ہی اور یہہ ایسا عروج ہی جو استقلال کے ساتھہ کوشش کرنے سے ہمکو حاصل ہو سکتا ہی *

میرا یہہ خیال ہی کہ جو بیماري مسلمانوں کو لا حق ہی وہ کسي در اَپ سبب سے نہیں ہی بلکہ میں آپ کي اجازت سے چار مختلف اسباب ایسے بیان کرونگا کہ جن کي وجہ سے یہہ اخلاقي تغافل مسلمانوں میں پیدا ہوا ہی اور آپ دیکھینگے کہ جملہ اسباب جن کا میں ذکر کرونگا زمانہ دراز سے اپنا فعل کر رہے ہیں *

سبب اول کا سراغ لگانے کے واسطے یہہ ضروري ہی کہ اسلام کے ابتدائي زمانہ پر نظر ڈالي جاے — حضرت عمر کا قابل افسوس قتل ایسا واقعہ تھا کہ جس سے ایسا صدمہ پہونچا کہ اُس کا اثر ابتک زایل نہیں ہوا — حضرت عمر نہایت نازک وقت پر قتل کیئے گئے ' جبکہ نہ صرف سلطنت میں وسعت ہوئي تھي بلکہ ہر مسلمان کي ثروت میں ترقي تھي — اور واضح ہو کہ حضرت عمر بھي ایسے شخص تھے جن کا خلوص اور پرہیزگاري اور انصاف اس درجہ کا تھا کہ سب لوگ نہ صرف اُن کي اطاعت کرتے تھے بلکہ در اصل وہ اپني ذات سے اعلی اور مکمل نمونہ مسلماني جوانمردي کا تھے- وہ ایسا زمانہ تھا جبکہ ہر نوجوان مسلمان نہ صرف ایک وسیع سلطنت کا دفعتا مالک ہوگیا تھا ' بلکہ اُسکي دولتمندي

بھي اُس کے وھم و گمان سے زیادہ ھوگئي تھي — ایسے نازک وقت میں حضرت عمر کے انتقال سے ایسي چیز مسلمانوں کے ھاتھہ سے جاتي رھي جو ھر قوم اور ھر زمانہ میں سوسائیٹي کا خواہ قدیم زمانہ کي ھو یا جدید نہایت بھش بہا ورثہ ھوتا ھی — یعني حاکم وقت کي ذات میں اُن صفات کا ھونا جو اعلی درجہ کے درویشوں اور مشایخ میں ھوتي ھیں — اُس وقت حضرت عمر کي محض عدم موجودگي سے ایسا صدمہ پھونچا کہ اُس کي عظمت میں کسي منصف مورخ کو شبھہ نہیں ھوسکتا ' خواہ اُس کا یہہ خیال کتنا ھي پختہ ھو کہ زمانہ پر عام اسباب کا اثر پڑتا ھی نہ کہ ذاتیات کا — جب حضرت عمر کے جانشین قتل ھوگئے اور جو خلیفہ اُنکے بعد صدر نشین ھوئے اُنکو مخالفین کے ساتھہ مقابلہ کرنا پڑا تو ایک جدید پیچیدگي اسلامي سوسائیٹي میں پیدا ھوئي — تعجب کا مقام ھی کہ اس پیچیدگي کي طرف اعلی درجہ کے مورخین کا خیال بھي نہیں گیا ' حالانکہ جو تغافل اس وقت زیر بحث ھی یہہ اُسي جدید ایلیمنٹ (element) کا نتیجہ ھی — منجملہ صحابیوں اور اعلی درجہ کے پرھیزگار مسلمانوں کے بکثرت ایسے تھے جن کو اس معاملہ میں تذبذب تھا کہ اُن کو اس خانہ جنگي میں کس کا ساتھہ دینا چاھیئے اور کیا کرنا چاھیے تاکہ جو نقصان پھونچ رھا ھی وہ اُس سے بري الذمہ رھیں — اُس طرز عمل کي وجہ سے ایک نہایت مخدوش اُصول سوسائیٹي میں داخل ھوگیا — ان میں سے ھر ایک بزرگ نے بجاے اپنا اثر ڈالنے کے خانہ نشیني اختیار کرلي اور اپني بقیہ زندگي عبادت اور زیارت میں صرف کردي — یہہ ایک ایسي مثال ھی کہ جس کو ھر مسلمان سوسئیٹي میں اُسي وقت سے بعض اعلی درجہ کے مسلمانوں نے پیش نظر رکھنا اختیار کرلیا ھی — نہایت صداقت مند اور اعلی اخلاق کے مسلمانوں سے تم بسا اوقات سنوگے جیسا کہ میں نے ھزاروں مرتبہ قسطنطنیہ ' قاھرہ ' بمبئي یا زنجبار میں اُن کو کہتے سنا ھی کہ جس وقت تک وہ لوگ اپني قوت عبادت اور زیارت میں صرف کرینگے اُس وقت تک گو اُن سے فایدہ نہ پھونچے ' تاھم نقصان بھي نہیں پھونچ سکتا ' اور اُس طرح پر جو وقت کہ قوم کي خدمت میں صرف ھونا چاھیئے وہ محض عبادت اور زیارت میں صرف کیا جاتا ھی *

وہ اسی قماش اور انہیں خیالات کے لوگ ہیں جن سے میں بالخصوص خطاب کرتا ہوں اور اپیل کرتا ہوں ' اور نہایت پختہ طور پر میں اُن کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ مجھکو اس بات کا یقین کامل ہی کہ اگر وہ اسی طرح الگ الگ رہینگے تو اسلام کا خاتمہ ہوجائیگا ' بہرکیف وہ عالمگیر مذہب نہ رہیگا — یعنی ایسا کہ جو تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہو — ہم لوگ جو اس کانفرنس میں شریک ہیں پرہیزگاروں سے اعانت چاہتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھہ ہوکر کام کریں' اور ہم اُن کو دلی جوش کے ساتھہ متنبہ کرتے ہیں کہ اگر وہ اسی طرح اپنا تمام وقت عبادت میں اور کل روپیہ زیارات میں صرف کرتے رہینگے ' تو ایک وقت ایسا آئیگا کہ وہ پرہیزگاری جس کی اُن کو آج اتنی قدر و منزلت ہی اُن کی سوسئیٹی سے مفقود ہوجاویگی ' اور اس نازک وقت میں امداد نہ ملنے کی وجہ سے ہماری آیندہ نسلوں میں ایک متنفس بھی ایسا نہ نکلیگا جو یہہ جانتا ہو کہ نماز کیونکر پڑھتے ہیں ' اور زیارت میں (حج میں ؟) کیا خوبیاں ہیں — اس موقعہ پر ہم انہیں اصلی اور سچے پرہیزگاروں سے خطاب اور اپیل کرتے ہیں — اُن کو چاہیئے کہ وہ قدم بڑھاکر آگے آئیں اور اپنے ہم مذہبوں کی ترقی میں وہ حصہ لیں جو واجب ہی اور اُن کا خاص حصہ ہی ' اور اپنے بھائی بندوں اور بچوں کی اخلاقی اور مذہبی تعلیم پر متوجہ ہوں — یہہ بہت کشا کشی کا زمانہ ہی اور جس قوم کو اپنے گروہ کے اُن اشخاص سے مدد نہ ملے جو نہایت پرہیزگار ہیں اور جن کی اخلاقی حالت اعلی درجہ کی ہی ' اُس قوم کو کامیابی کا موقعہ اُتنا ہی کم ہی جتنا اُس شخص کو ہی جو اپنے ہاتھہ پیچھے باندھکر تیرنے کی کوشش کرتا ہی — اسلام پر ایک نازک وقت آ گیا ہی' اور اگر اس گروہ کے حضرات ضروریات زمانہ کو نہ سمجھے اور نوجوانوں کی تعلیم و نگرانی پر متوجہ نہ ہوئے ' تو اسلام کی بقا بھی معرض خطر میں آئیگی — اس گروہ کے پرہیزگار مسلمانوں کو سمجھہ لینا چاہیئے کہ اب اسلام جس چیز کا متقاضی ہی وہ یہہ ہی کہ جو وقت کہ عبادت میں اور جو روپیہ زیارات میں صرف کیا جاتا ہی اُس کا ایک حصہ نوجوانوں کی تربیت میں صرف کیا جاے —

جن زیارات یا شہادتوں کے سلسلہ میں روپیہ اور وقت صرف کیا جاتا ہی وہ ایسی ہیں کہ جن کا تعلق بعہد زمانہ گذشتہ سے ہی ' اور اب وہ اُس مذہبی نفاق کو تازہ کرتے رہتے ہیں جو فی زمانہ اسلام کے مصایب میں سے ہی — آنحضرت صلعم اور ابو بکر ' عمر ' اور علی ' کے کارناموں اور مثالوں سے ان لوگوں کو اِس بات کا یقین ہونا چاہیئے ' کہ مسلمان کا پہلا فرض یہہ ہی کہ اپنا وقت قوم کی خدمت میں صرف کرے ' نہ یہہ کہ ایک گوشہ میں بیٹھکر عبادت کیا کرے *

ایک دوسرا سبب اختلال کا یہہ ہی کہ پردہ سسٹم کی وجہ سے ہماری مستورات کی پوزیشن افسوس ناک ہی — یہہ جو ایک ناسور تقریبا ایک ہزار برس سے اِسلامی سوسائٹی کا اندر ہی اندر کام تمام کر رہا ہی اسکی سند اِسلام سے یا قرآن شریف سے نہیں ملتی ' نہ اسکی مثال اِبتدائی دو صدیوں میں ملتی ہی — زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اور بالخصوص نوجوان امرائے مکہ نہایت عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے تھے ' اور قبل فتح کے مکہ کی حالت یہہ تھی کہ شوقین طبع فیشن پسند قریشی نوجوان اپنا وقت زیادہ تر نابکار عورتوں کی صحبت میں صرف کرتے تھے ' اور اُن کے ساتھہ اکثر شادی کرتے تھے — غرضکہ قبل فتح مکہ کی حالت بدرجہ غایت شرمناک تھی — پیغمبر خدا نے جو احکام صادر فرمائے اُن کا نتیجہ نہ صرف یہہ ہوا کہ دن دھاڑے جو قبیح افعال بے شرمی کے ساتھہ سرزد ہوتے تھے اُن کا انسداد ہوگیا ' بلکہ بعض حکمانہ قیود کی وجہ سے غیر مردوں اور عورتوں کا پہلا سا خلا ملا ناممکن ہوگیا — یہہ قیود ایسی تھیں کہ بلا اُن پر عمل کیئے کوئی سوسائٹی قایم رہنے کی توقع نہیں کرسکتی *

یہہ قواعد بذات خود ضروری اور مفید تھے ' مگر اُن کو بڑھاتے بڑھاتے ساسانی بادشاہوں کی دیکھی دیکھا عباسیوں نے موجودہ پردہ سسٹم کی بنیاد ڈال دی ' حالانکہ اس پردہ کے معنی یہہ ہیں کہ گویا قوم کا نصف حصہ مستقل طور پر مقید اور غلامی کی حالت میں رہتا ہی — تم ایسی ماؤں کے بچوں سے ترقی کی اُمید کیونکر کرسکتے ہو جنہوں نے شرکت تو در کنار موجودہ زمانہ کے ازاد مراسم ملاقات تو

دیکھا ہی نہیں — اب صرف دو صورتیں ہیں ' یعنی یا تو یہہ خوفناک تاسور جو تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں بڑھا ہی کاٹ کر علحدہ کردیا جاے ' ورنہ قوم کی عورتوں کے بالاستقلال زبان کی وجہ سے تمام سوسئیٹی میں زہر سرایت کرجائیگا اور باعث ہلاکت ہوگا — جسطرحپر پردہ اب کیا جاتا ہی اُسکا وجود پیغمبر خدا کی وفات کے بعد عرصہ تک نہیں تھا اور وہ داخل اسلام نہیں ہی — بعد جنگ بدر اور حنین کے جو دو بڑی لڑائیاں ہوئیں وہ جنگ قادسیہ اور یرموک ہیں ' اور جس خوبی کے ساتھہ ان لڑائیوں میں مسلمان عورتوں نے مجروحین کی خدمت کی اُس سے ہر منصف مزاج آدمی کو ثابت ہوگا کہ اس طرح کا پردہ اصحابین کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا — ہملوگوں نے جو ایک ایسی رسم قبیح کو اختیار کر رکھا ہی جو اول عباسیوں نے ایرانیوں سے لی تھی وہ اس وجہ سے ہی کہ ہملوگ ابتدائی زمانہ کے اسلام سے ناواقف ہیں ' اور یہہ ناواقفیت موجودہ زمانہ کے حیرت انگیز واقعات میں سے ہی *

جن دو اسباب کا قبل ازیں ذکر کیا گیا ہی وہ اسلامی سوسئیٹی کا گلا گھونٹنے کے واسطے کافی تھے ' مگر مزید براں خاندان عباسیہ نے نفسانیت کی ایک ایسی مثال قایم کی جسکا تواریخ اسلام پر بہت بڑا اثر پڑا ہی — پیغمبر خدا کے یہہ ناقابل رشتہ دار خاندان بنی امیہ سے جن کی اطاعت وہ قبول کرچکے تھے اور جن سے بارہا اُنہوں نے لڑائی میں زک پائی تھی بوجہ بنی امیہ کے اعلی قابلیتوں کے حسد رکھتے تھے — اور اسیوجہ سے اُنہوں نے خراسانیوں سے جو اسلام کی فتوحات کے دائرہ میں تازہ داخل ہوئے تھے میل کرلیا ' اور اپنے خاندان کی تعریف میں ہزارہا روایات اور احادیث اختراع کر کے اُن لوگوں کو جو اسلام کی آزاد اور دماکریٹک اسپرٹ سے ناواقف تھے بہکادیا اور ان ساتھیوں کی مدد سے خاندان بنی امیہ کو زیر کیا — یہہ دغابازی ذاتی افزایش کی غرض سے کی گئی ' اور چونکہ اسکا اظہار ایک ایسے خاندان سے ہوا جسکو پیغمبر خدا سے قرابت تھی ' لہذا اس سے پایا جاتا ہی کہ اپنے ذاتی یا خاندانی مقاصد کے حصول کے لیئے مسلمانوں نے اکثر اوقات اپنی سلطنت ' قوم ' یا بادشاہ کو قربان کردیا ہی ' کیونکہ جو لوگ بالطبع پرہیزگار

نہیں ہوتے اُن کے واسطے یہہ آسان بات ہی کہ اپنے نفع کے مقابلہ میں قوم کے نفع کو بھول بیٹھیں *

چوتھا سبب اُس لاپرواہی اور کاہلی کا جو زبر بحث ہی بلا شبہہ مسئلہ جبر و تقدیر ہی — کوئی منصف مزاج آدمی جس نے کلام مجید پڑھا ہی ' اس بات میں شبہہ نہیں کرسکتا کہ اُس کے بموجب انسان آزاد اور با اختیار ہی — لیکن اُبوالحسن عشعری جس کے عالم ' پرہیزگار اور قابل ہونے میں مطلق شبہہ نہیں کیا جاسکتا بد قسمتی سے غلط راستہ پر پڑ گیا ' اور اپنی قابلیت کا غلط استعمال کرکے اسلام پر وہ اثر ڈالدیا جس کی وجہ سے سعی کرنے کی تحریص نہیں ہوتی' اور یہہ سبب منجملہ اُن خاص اسباب کے ہی جن کی وجہ سے موجودہ زمانہ کے اسلام میں ترقی کی اسپرٹ مفقود ہی — جبر و اختیار کے مسئلہ پر دوسری صدی ہجری کے آخر تک مباحثی شروع نہیں ہوئے — اگر یہہ معاملہ اسلامی دنیا کے روبرو کسی ایسے خلیفہ کے عہد میں آیا ہوتا کہ جو خوش خصلت ہوتا اور جس کی تمام بلاد اسلام میں وقعت ہوتی اور جس کی پرہیزگاری اور ایمان میں شبہہ نہوتا (مثلاً جس طرح کہ نیک اور قابل پیروی عمر بن عبدالعزیز تھے) تو حکمیہہ طور پر یہہ فیصلہ کردیا جاتا کہ انسان با اختیار ہی اور یہہ بحث ہمیشہ کے واسطے سچ ہو جاتی — لیکن بدقسمتی سے اس اسلام کے سچے مسئلہ کا حامی مامون الرشید کا ایسا آدمی ہوا — کیفیت یہہ ہی کہ مامون کے عجیب خیالات اور اُس کا جو انوکھا انداز بعض اُصول شریعت کے معاملہ میں تھا اُن کی وجہ سے پرہیزگار مسلمان اُس کو شبہہ کی نظر سے دیکھتے تھے ' اور صرف ایسے شخص کا حامی ہونا اس بات کے واسطے کافی تھا کہ نیک اور پرہیزگار مسلمان اُن لوگوں کی طرف سے بد ظن ہو جائیں جو سمجھتے تھے کہ انسان کا با اختیار ہونا اسلام کے اصل اُصول میں سے ہی ' اور کسی ایسی سوسائیٹی کو کبھی کامیابی نہیں ہوسکتی جو تقدیر کی اس درجہ پابند ہو ' اور اس بے اختیاری سے جو نتایج نکلتے ہیں اُن کو قبول کرے *

یہہ رواج ہوگیا ہی کہ اسلام کی تباہی کو چنگیز اور جملہ تاتاریوں سے منسوب کیا جاے — مگر میری عاجز راے میں پہلا سبب عباسیوں کی

خراب مثال خود غرضي کي هی ' دویم - موجودہ پردہ سسٹم جو مہلک هی اور مستورات کي دماغي ترقي کا مانع هی - تیسرا سبب یہہ هی که اعلی درجہ کے پرهیزگار اور نیک سیرت مسلمان برابر خاموشي کے ساتھہ گوشہ نشیني اختیار کرکے عبادت میں مصروف رهے — آخر سبب مسئلہ تقدیر هی ' جس کے باعث تباهي نازل هوئي — جو راے میں نے ظاهر کي هی یہہ هي راے بہت سے نہایت ذي علم اشخاص کي هی که جنهوں نے ان معاملات پر غور و خوض کیا هی - میں کہتا هوں که میري راے میں یہہ چار اسباب هیں جن کي وجہ سے مسلمان سوسائیٹي دماغي اور اخلاقي لحاظ سے موجودہ پستي کي حالت پر پہونچ گئي هی — اگر اس بات کا اندازہ کرنا هو که هماري پستي کس درجہ کي هی' تو یہہ اس طریقہ سے هو سکتا هی که عام مسلمانوں کي سمجھہ بوجھہ کا مقابلہ ایسے ممالک یورپ سے کیا جاے جو سب سے پست هیں' یعني جس میں اسلاد اقوام رهتي هیں — جو میلان تنزل کي طرف هی اگر اُس کو روکا نہ گیا تو اندیشہ هی که موجودہ زمانہ میں جو هماري قوم کے لایق ترین اور ذکي الطبع اشخاص هیں اُن کي تربیت اس طور کي هوگي که وہ اسلام کي خوبیوں سے محض بے خبر رهینگے - اس کا نتیجہ یہہ هوگا که هماري قوم میں جو لایق ترین اشخاص هونگے وہ هم سے جدا هو جائینگے ' جس کي وجہ سے اُن میں اسلامي خوبیاں مثل پختہ مزاجي ' دیانت اور ایثار نفسي کے نهونگي ' جس کا نتیجہ یہہ هوگا که هماري سوشیل اور دماغي ترقي کے رهنما اشخاص اُن اوصاف سے مبرا هونگے جو مستقل ترقي کے واسطے لازمي هیں — پس جو گریہ و زاري هم قوم کي تباهي پر کرتے هیں ' اگر وہ صدق دل سے هی تو همکو چاهیئے که اُن کي اس حالت سے نکالنے کے واسطے متفق هوکر کوشش کریں ' اور اس کوشش میں سب سے پہلا اور سب سے مقدم کام یہہ هی که اب ایک یونیورسٹي قایم کرنے کي کوشش کي جاے — یہہ یونیورسٹي ایسي هو که جہاں علاوہ علوم جدیدہ کے نوجوانوں کو یہہ بهي بتلایا جاے که اُن کا زمانہ گذشتہ کیسا با عظمت تها ' اور اُن کا مذهب کیسا هی ' اور وہ یونیورسٹي ایسي جگہہ هو که جہاں طلبا رهیں اور جہاں مثل اکسفورڈ کے کهریکٹر پر بہ نسبت امتحانات کے زیادہ توجہ کي

جاے - علاوہ ازیں یہہ بھي خیال رکھنا چاھیئے کہ مسلمانان ھند کو اس بات کا جواز حق حاصل ھی کہ اُن کے ھم مذھب جو ٹرکي ' پرشیا ' افغانستان اور دیگر مقامات میں ھیں ' اُن کي دماغي ترقي کي طرف متوجہ ھوں ' اور اُن کو مدد دینے کا بہترین طریقہ یہہ ھی کہ علیگڈہ کو یونیورسٹي گویا مسلمانوں کا اکسفورڈ بنادیا جاوے کہ جہاں لایق ترین مسلمان طلبا بھیجے جائیں ' اور نہ صرف اس غرض سے کہ علوم جدیدہ حاصل کریں ' بلکہ دیانت اور ایثار نفسي بھي سیکھیں جو پہلي صدي ھجري کے مسلمانوں میں پائي جاتي تھي — صاحبو یہہ صرف میري راے نہیں ھی ' بلکہ مسلمانان ھند کے خیالات کے جو اعلی درجہ کے رھنما ھیں اُن سب کي یہہ راے ھی کہ ایسي یونیورسٹي ھماري گئي ھوئي عظمت کو تازہ کردیگي — اس میں تو کوئي شبہہ ھو ھي نہیں سکتا کہ یہہ نسخہ کارگر ھوگا ' البتہ اُس کي طیاري میں شک ھی — سوال یہہ ھی کہ موجودہ زمانہ کے مسلمان اُسقدر کوشش گوارا بھي کرینگے جتني ایسي یونیورسٹي قایم کرنے کے واسطے ضروري ھی - کیا نفس کشي اور اسلام کے فایدہ پر ھمہ تن متوجہ ھوجانے کا مادہ جو اوایل زمانہ کے مسلمانوں میں پایا جاتا تھا ھم میں سے اسقدر مفقود ھوگیا ھی کہ اپني دولت کا ایک حصہ اس بڑے کام کے واسطے علحدہ نہیں کرسکتے ؟ ھمکو یقین ھی کہ اس یونیورسٹي کے قایم کرنے سے ھم اسلام کے زوال کو روک سکتے ھیں ' اور اگر ھم ایسے مقصد کے حصول کے واسطے بھي بلا خیال ذاتي نفع کے کوشش نہیں کرسکتے ' تو کیا مجھکو یہہ نہ سمجھنا چاھیئے کہ ھمکو در اصل اس بات کي پرواہ ھي نہیں ھی کہ مذھب اسلام زندہ ھی یا مردہ *

حضرات — آپ سب صاحبوں سے جو اس وقت میري تقریر سن رھے ھیں ' میں استدعا کرتا ھوں کہ نہ صرف اپنا روپیہ بلکہ اپنا وقت اور محنت اس بڑے کام کے انجام میں صرف کریں - اور اُن لوگوں سے جو بہ پابندي احکام دیني بڑي بڑي رقمیں راہ خدا میں صرف کرتے ھیں ' میں بالخصوص نہایت زور کے ساتھہ عرض کرتا ھوں کہ اس بات پر غور فرماویں کہ آیا احکام اور سنت رسول کا اتباع کس طریقہ سے زیادہ ھوگا '

اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرنے سے یا زیارات اور ایسے عرسوں کے کرنے سے جن میں زر کثیر صرف ہوتا ہی *

جس رقم کی ہم استدعا کرتے ہیں وہ ایک کروڑ ہی، کیونکہ ہم ایک ایسا انسٹیٹیوشن قایم کرنا چاہتے ہیں کہ جس سے اتنے اہم کام کا سر انجام ممکن ہو — ہم چاہتے ہیں کہ ایسا انتظام کریں کہ مسلمان نوجوانوں کو نہ صرف بہترین تعلیم دی جاسکے، بلکہ تربیت بھی اُتنی عمدہ ہو کہ جتنی دنیا کے کسی ملک میں ممکن ہی — ہم یہہ نہیں چاہتے کہ اگر کوئی مسلمان طالب علم علم کے یا صنعت حرفت کے کسی صیغہ میں اعلی درجہ حاصل کرنا چاہتا ہو تو وہ آیندہ بھی انگلستان یا جرمنی جانے پر مجبور ہو — نہیں - ہم چاہتے ہیں کہ علیگڈہ ایسا دارالعلوم ہو کہ اُس کی اُتنی ہی قدر و منزلت کی جاے جتنی برلن، اکسفورڈ، لیپزک یا پیرس کی کی جاتی ہی — اور ہم یہہ چاہتے ہیں کہ اسلامی علوم کی جو شاخیں مرجھاتی جا رہی ہیں اُن کو تر و تازہ کرکے علوم موجودہ کے دائرہ میں بذریعہ مسلمان علما کے داخل کیا جاوے — سب سے زیادہ ہمکو جس بات کی خواہش ہی وہ یہہ ہی کہ اپنی قوم کے واسطے اخلاقی اور دماغی ترقی کا مرکز قرار دیں، اور وہ ایسا مرکز ہو کہ جہاں سے روشنی اور ہدایت کی شعاعیں تمام مسلمانان ہند میں پھیلیں، بلکہ ہندوستان کے باہر تک جائیں، اور جو ہمارے پیارے مذہب کی خوبی اور صفائی اور انصاف کا اعلی نمونہ دنیا کو دکھلا سکے *

حضرات — کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ اسلام کی عظمت کو تازہ کرنے کے واسطے ایک کروڑ زیادہ ہی ؟ اگر آپ کو واقعی اُس برتر مذہب کی پرواہ اور چاہ ہی جس کا آپ کلمہ پڑھتے ہیں، تو بیشک آپ اسقدر صرف بھی گوارا کرسکتے ہیں — حقیقت یہہ ہی کہ اگر اس زمانہ کے مسلمان اپنا فرض اُس طرح ادا کریں جس طرح اول صدی کے مسلمانوں نے! کیا تھا، تو ایک سہ ماہی کے اندر، آپ اسقدر روپیہ اسلام کو معرض زوال سے نکالنے کے لیئے جمع کرسکتے ہیں — آپ یہہ خیال کریں کہ ہندوستان میں ساتھہ ملین مسلمان ہیں، اور منجملہ ان کے کم از کم دس ملین یعنی ایک کروڑ ایسے ہیں کہ ایک روپیہ فی اسم دے سکتے ہیں - ہر مسلمان خاندان کے مورث اور سرغنہ سے ہم ایک روپیہ طلب

کرتے ہوں، حالانکہ ہمکو معلوم ہی کہ ان میں ایسے ہیں جو ایک ہزار بلکہ دس ہزار باساني دے سکتے ہیں *

حضرات — یہہ واقعات قابل لحاظ ہوں — اگر ہمارا مقصد پورا نہوا تو اس کي یہہ وجہ سمجھنا چاہیئے کہ تقلید کي وجہ سے اصل پرہزگاري مفقود ہوگئي اور سمجھنا چاہیئے کہ گو ہم دین اور پیغمبر کي ظاہرا توقیر کرتے ہیں، مگر یہہ سب زباني باتیں ہیں اور اتني تھوڑي زحمت بھي عظمت دیني اسلام کي تجدید کے واسطے گوارا نہیں ہی *

Honorary Members.

Percy S. Allen, Esq., Oxford
Conrad Beck, Esq.
Horace C. Beck, Esq.
Sir George Birdwood
Rev. J. Gardner Brown
F. H. Brown, Esq.
E. Browne, Esq.
Oscar Browning, Esq., King's College, Cambridge
Alan Cadell, Esq., C.S.I.
Sir Auckland Colvin
Arthur Cohen, Esq., K.C.
William Coldstream, Esq. I.C.S. (retired)
Sir Henry Cotton, K.C.S.I.
Rev. J. Cornah
Harold Cox, Esq.
Sir Charles Crosthwaite
Major General Dickson, C.B., C.M.G.
Sir John Edge, Kt., K.C.
Sir Charles Elliot, K.S.C.I.
Spencer Farquharson, Esq., Dean of University College, Oxford.
Bernard Holland, Esq.
Sir Mackworth Young, K.C.S.I.
J. Kennedy, Esq. I.C.S. (retired)
Sir Alfred Lyall, G.C.I.E.
Sir Charles Lyall, K.C.S.I.
Rev. E. T. Manley
W. A. Raleigh, Esq., Professor of English Literature, Glasgow
George Ross, Esq.
Rev. Dr. Stokes, St. Catherine's College, Cambridge
Charles Strachey, Esq.
H. H. Turner, Esq., Professor of Astronomy, Oxford
Col. Sir W. H. C. Wyllie, K.C.I.E.

Associates.

Mrs. Theodore Beck
Miss E. J. Beck
Miss M. A. Blair
Mrs. R. P. Cockerell
Mrs. Ashton Jonson
Miss E. A. Manning
Mrs. Arthur Mayor
Mrs. Moore
Miss Morison
Miss Plumer
Lady Strachey
Miss Teschemacher
Mrs. Leonard Williams

Members.

Gulam Dastgir Agha, Esq.
Mohamed Mukhtar Ahmed, Esq.
Syed Sultan Ahmed, Esq.
Mirza Ali Akbar, Esq.
Abdul Ali, Esq.
Hamid Ali, Esq.
Mohamed Anwar Ali, Esq.
Mohamed Ashruf, Esq.
Mohamed Asghar, Esq.
Syed Ali Azhar, Esq.
Abdul Bari, Esq.
Mirza Haider-Beg, Esq.
Mahdi Hosain Bilgrami, Esq.
Shamsul-Ulama Syed Ali Bilgrami
Major Syed Hassan, Bilgrami
Sheikh Daood, Esq.
Mohamed Amin Fakih, Esq.
Nawab Faiz Jung
Abdul Hasan, Esq.
Agha Hasan, Esq.
Haider Hasan, Esq.
Aijaz Hosain, Esq.
S. Sajjad Hosain, Esq.
Hafiz Hidayat Hosain, Esq.
Abid Hosein, Esq.
Sheikh Makbul Hosain
Mohamed Ashruf ul Hukh, Esq.
Mohamed Musharafful Hukh, Esq.
S. Ishrat Husain, Esq.
Sheikh Shahid Hosain
Mohamed Ismail, Esq.
Mohamed Ismail Khan, Esq.
Nawab Benazeer Jung
Nawab Osman Nawaz Jung
Mohamed Razzaq Bakhsh Kadri, Esq.
Abdul Wahid Khan, Esq.
Fazle Mohamed Khan, Esq.
Mohsin Ali Khan, Esq.
Mohamed Inayat Ali Khan, Esq.
Nasrulla Khan, Esq.
Lieut. Abdurrahman Khan Lauddie
Sirajur Rahman Khan, Esq.
Said-uzzafar Khan, Esq.
A. C. Abdul Latif, Esq.
Mohamed Abdul Samad, Esq.
Mahbub Sultan, Esq.
Moulvi Barkat Ullah
A. N. J. Vizarat, Esq.
Syed Asghar Husain, Esq.
Ziauddin Ahmad, Esq.
S. Sirajul Hasan, Esq.
S. M. Ali Bilgrami
S. Muhsin Ali Bilgrami
S. Muslim Ali Bilgrami
Byram Ardaseer Cooper, Esq.
Muzaffar Imam, Esq.
Muhammad Zariff, Esq.

Members.

4. Any Indian in the United Kingdom sympathising with the objects of the Association may be elected a member. "Indian" shall mean, either an inhabitant of India or of Ceylon or of any territory subject to the direct control of the Indian Government.

5. Every such member shall pay an annual subscription of 10s. 6d. to meet the current expenses of the Association.

Honorary Members.

6. Englishmen interested in the education of Indians in general, and the objects of this Association in particular, may be invited to become Honorary Members.

Associates.

7. Ladies in sympathy with the objects of the Association may be requested to become Associates.

Managing Committee.

8. The business of the Association shall be carried on by a Managing Committee consisting of a Chairman, an Honorary Secretary, a Joint Secretary, an Assistant Secretary, and eight other members, three of whom shall be the Secretaries of the Branch Associations.

9. The officers and the members of the Managing Committee shall be elected every year at a general meeting of the members.

10. The retiring officers shall be ex-officio members of the committee.

11. Each Branch Association shall annually elect its own Secretary.

12. The accounts of the Association shall be kept by the Joint Secretary, to whom all donations and subscriptions shall be paid.

13. The members of the Branch Associations shall pay their donations and subscriptions through the local secretaries.

14. Members who wish to introduce friends to "At Homes" and other meetings of the Association must receive permission to do so from the Managing Committee.

15. The Association shall hold a dinner annually in June.

16. Every member not already an old student of the M.A-O. College, shall, by an arrangement made with the M.A-O. College Old Boys' Association at Aligarh, be an Honorary Member of the Association.

17. Consistently with these rules, the Managing Committee may make any bye-laws for its procedure.

18. None of these regulations shall be altered except by a majority of two-thirds of the members.

APPENDIX.

Committee, Constitution, Honorary Members and Associates of the M.A-O. College Association.

President :

Vice-President:

R. C. Richards, Esq., K.C., M.P.

Officers and Committee :

Chairman : Major Syed Hasan, Bilgrami, I.M.S.

Hon Secretary : Shamsul-Ulama Syed Ali Bilgrami, 25 Victoria Road, Upper Norwood, S.E.

Joint Secretary : M. R. B. Kadri, Esq. 62 Albert Street, Regent's Park, N.W.

Asst Secretary : Abul Hasan, Esq.

Committee :

S. Ishrat Husain, Esq., (Camb. Sec.)
Mukhtar Ahmad, Esq., (Edin. Sec.)
S. Sultan Ahmad, Esq.
Sheikh Makbul Hosain, Esq.
Zia Uddin Ahmad, Esq.
Mohamed Amin Faqih, Esq.
Abdul Wahid Khan, Esq.
S. Said-uzzafar Khan, Esq.

Name and Objects.

1. The Association shall be called The Mohammedan Anglo-Oriental College Aligarh Association. Its centre shall be in London, with branches at Oxford, Cambridge, and Edinburgh.

2. The objects of the Association shall be:—
(a) To further the cause of education among Mussalmans, and the interests of the M.A-O. College at Aligarh.

(b) To assist and advise any Indian who desires the help of the Association as regards his manner of life and course of studies in England.

(*c.*) To promote kindly feeling and social intercourse among the members and the sympathisers of the movement, in such ways as may be agreed upon by the Committee.

Constitution.

3. The Association shall consist of Patrons, Vice Patrons, a President, Vice-Presidents, Members, Honorary Members and Associates.

country are well aware that there is much scope for the influence of such an Association, and that the task of keeping before them the obligation to maintain the high standard of duty and honour, of manliness and self-reliance, inculcated by the College is one which should have our complete sympathy and support; and I am sure that I can promise the Association that it has that sympathy from you all, and that we shall do all in our power to give to that sentiment practical effect.

It was also, I think you will agree with me, an excellent idea to hold this meeting in connection with the great celebration of Imperial unity and aspiration for the future which took place yesterday at Delhi. We have all read in to-day's papers the accounts of that splendid ceremonial, and feel something reflected to us here of the national pride and confidence to which it gave expression. The Aligarh College, as Saiyid Hasan has said, has always been conspicuous for that loyalty which is synonymous with patriotism, and has recognised to the fullest extent that the watchwords of the British Government in India are Peace and Progress, Humanity and Justice; and we are glad to have this opportunity of joining with its members as fellow-citizens in this great festival of the Empire.

Dated London, 20th Jan. 1903.

It is many years now since, long before the Aligarh College was founded, I first made the acquaintance of the remarkable and venerable man to whose genius, energy and perseverance its foundation was due, and I well remember the difficulties with which he had to contend. It is not surprising that it should have taken many years to establish the College on its present sound basis. In any country such a work would take time to mature, but in India there is an immense mass of conservative opinion which responds but slowly to the pressure for reform. But our Chairman has told us how success was eventually achieved; and I can say from personal knowledge that once the principles preached by Sir Saiyid Ahmed began to be accepted the progress was extraordinarily rapid. The sons and grandsons of those who first came under his influence showed by the way in which they assimilated his teaching that it was conceived upon right lines, and the success which has followed has been the best proof of his foresight and inspiration.

I will not endeavour to set forth again what has been so much better said than I can say it by Saiyid Hasan as to the principles and characteristics of the Institution. Its objects are, as you have been told, to build up character by sound discipline and mutual improvement, produced by living together a healthy life in common, under adequate and sympathetic supervision; to give due place to religious and moral ideas in education; to encourage healthy exercise and physical development, in which, as you have heard, great success has been achieved; and to promote that most important result of a common life and training, an *esprit de corps*, which means a feeling of regard for the honour and credit of the body to which the members belong, and an earnest desire that all should be worthy of the institution which they represent.

It is, I understand, especially to keep alive the last of these sentiments among the many students of the College who now come to this country to pursue their education here, that the present Association has been founded. Those who know anything of the conditions under which Indian students live in this

noble auspices. Representatives of the world-wide dominions of our King-Emperor and of allied and friendly powers are at this moment assembled at Delhi to assist at the celebration of his accession to the Throne. Large as the Mogal Empire was in the halcyon days of its glory, beneficent as its influence has been under its best monarchs, it sinks into insignificance, not merely as regards its extent, but as a machinery for alleviating human suffering, for advancing the march of civilization, for elevating the human race, when compared with the world-wide Empire which has replaced it, and over which rules King Edward VII. Emperor of India. Speaking for the nonce not as a member of this Association but as a native of India, I say that we are as proud of that Empire as any British subject can well be, whatever his race or nationality. We ourselves have helped largely to build up that Empire. In India and out of India, our countrymen have fought shoulder to shoulder with their British comrades, and have laid down their lives in the service of their Sovereign, in the cause of the Empire. The history of the Native Indian Army, in one word, is a history of the expansion of the British Empire. We cannot therefore help feeling a glow of pride in the great drama of real life now being enacted on that distant and far-famed stage, full of the memory of other days and other actors.

Address by Sir Chas. J. Lyall, K.C.S.I.

Major Saiyid Hasan Bilgrami, Ladies and Gentlemen, I count it a high honour that I have been asked to reply on behalf of the Guests of this evening to the speech we have just heard—a speech on which I must be permitted to congratulate you, sir, and to thank you sincerely for the pleasure it has given us. I am certain that I speak the mind of all when I say that no better account, more eloquently expressed, could be given of the objects of your Association and the principles and aims of the College which it represents.

The movement in this country which has brought us together to-night has been started, absolutely spontaneously, not only by old students of Aligarh College but by other young Mussalman gentlemen, engaged here in their studies, who sympathise with their aims and objects, and who are now all Honorary members of the Old Boys' Association at Aligarh. In this country the Association has its centre in London, with branches at Oxford, Cambridge and Edinburgh. Its objects may be divided under the two main heads of self-help and the cultivation of friendly relations among all sympathisers and well-wishers of the Aligarh movement in this country, whether of our own or of British nationality. Under the former head will come its endeavour to further the cause of Mussalman education in general and of the Aligarh College in particular. It will also be ready and willing to take by the hand any Indians, especially new arrivals, who may seek its friendly help, and to act as their guide, friend and philosopher. The second object it will promote by social and other meetings among its members, honorary members and friends in this country. It will moreover, keep in constant touch with the Association at Aligarh and with the M.A-O. College, and thus promote *esprit de corps* among all Mussalman students who are in sympathy with its aims, and keep green in the heart of every Aligarh boy the love and memory of his *alma mater* which he always cherishes so dearly.

Ladies and Gentlemen, We have assembled in this hall for an object which must of necessity appeal in the liveliest manner to every member of the present company. We are here to commemorate the Delhi Coronation Durbar and to rejoice with the people of India in their rejoicings. We are gratified at the brilliant success—so well deserved—which has crowned Lord Curzon's efforts in the conception, organisation and realisation of his great and memorable project. The eyes of the British Empire, of the whole civilized world I may say, are at this moment turned on the ancient capital of the Mogal Emperors. Our gaze is fixed, our attention is rivetted on the significance of the celebrations which began there yesterday under such

lead to a habit of servile cringing, but to a manly, out-spoken, and withal respectful attitude towards our rulers, which has given the *alumni* of the College a well-earned reputation for good manners. The whole environment of students at Aligarh, moreover, tends to generate an *esprit de corps* which distinguishes them throughout their lives, and which is kept alive by the Old Boys' Association at Aligarh, of which I shall have to speak again.

But the death, in 1898, of its revered founder was a severe blow and an irreparable loss to the interests of the College. During the last years of his life it had already got into financial trouble, and this, with the fresh difficulties that now cropped up threatened to bring the Aligarh movement to an untimely end. But, at this juncture, an English gentleman of great ability, wisdom and sagacity, who had been principal of the College for fifteen years, and who thoroughly understood Sir Syed's policy, came forward to save, if possible, the work of his lifetime from the ruin by which it was threatened. I refer, as many of you are no doubt aware, to the late Mr. Theodore Beck. Nothing but his indomitable courage, energy, sagacity, and perseverance, combined with his devotion to the interests of the College, could have saved the situation. He did save the situation, but at the sacrifice of his own valuable life, for within eighteen months of Sir Syed's death he fell a victim to illness brought on by incessant work, from which he would allow himself no rest. He was mainly instrumental in starting, for the preservation of Sir Syed Ahmed's memory, a fund which has enabled us to place the finances of the College on a sounder footing.

At this critical period we had also the good fortune to secure the leadership at Aligarh of the Nawab Mohsinul-Mulk, an old friend and colleague of Sir Syed Ahmed's and a highly patriotic gentleman gifted with all the tact and judgment necessary for a position of no little difficulty. By another stroke of luck we were able to induce the present Principal, Mr. Morison, to accept Mr. Beck's place. This he did for the sole benefit of our cause and at no small personal sacrifice and inconvenience.

and taken up by the students with a keenness nowhere surpassed. A gymnasium for athletics and a riding school form part of its equipment. It has its hockey team, its football team, and above all its redoubtable cricket team, which has established a record in the Indian cricket field, and has from time to time defeated the best elevens in the country, including the Calcutta Cricket Club, the Patiala team, and the Parsis, who having some years ago beaten Lord Hawke's eleven, were looked on rather as the champion cricketers of India. Again, last year, Aligarh defeated the best English eleven Simla could produce, including some very good men, by an inning and several runs. Their bowler, Ali Hassan, is, I believe, considered on the very highest authority as one of the finest in any country. It is interesting to note that the College has arranged for a Coronation Cricket Match, Aligarh *v.* the rest of India, to be played at Delhi on the 21st instant, and Ranjitsingji will in all probability be playing against them.

It was by a combination of all these special features that the great founder of the College realised his ideal of what a sound, liberal, and truly national education should be. The whole drift of his wise and statesmanlike policy was that the College should send out into the world not merely men of learning but men of active habits and self-reliance, imbued with a strong sense of their duty as citizens and as loyal subjects of the State. Genuine and unswerving loyalty to their Sovereign is inculcated as an article of faith on all students of Aligarh College, and impressed on them by the personal example and impressive speeches of the leaders of the community. Those connected with the Aligarh movement lay no claim to a monopoly of loyalty—far from it—but they are proudly conscious of the fact that their's is the only educational institution in India where every effort is made systematically to impress on students the lesson that true patriotism and true loyalty, so far from being incompatible, are in reality, one and the same thing, and cannot well be divorced from one another to any good or useful purpose. Experience shows that the lessons thus taught do not

to study on the spot the educational methods of the great English Universities and Colleges. The college he founded at Aligarh was modelled on those of Oxford and Cambridge, and in many of its features it was, and is to this day, a unique Institution in India. In the first place it was the first real national effort at self-help, and as such attracted at once the sympathy not only of our own people but of English gentlemen of high degree and position. Indian Princes and noblemen, foremost amongst whom was H.H. the Nizam of Hyderabad, endowed the College and subscribed liberally to its funds. Successive Viceroys, Lieutenant Governors and British officers patronised it, both in their official and private capacities, nor was the support of our Hindoo fellow-subjects wanting.

The fact that this College is a residential one distinguishes it from all other educational institutions in India, and is in itself sufficient to raise its tone to a standard elsewhere unattainable. In the class-room, on the playground, in their private homes, the students come into constant contact with their teachers and professors, many of them English gentlemen of the highest ability, refinement and culture, whose influence in moulding their characters at an impressionable age is a factor of infinite value and importance.

Another great aim of the founder of the College was that Western learning should not only be adopted but adapted to our special national requirements, and that it should not be acquired at the expense of all sense of reverence; for he was convinced that a deep sense of reverence for something or someone was an essential element in the character of every man worthy of the name. He therefore combined secular education with religious instruction and the inculcation of habits of devotion. This end was of course unattainable in ordinary Government Colleges, which are committed to a policy of absolute neutrality in the matter of religious teaching.

Another special feature of Aligarh College is the prominence given in its educational scheme to manly sports of all kinds, which are systematically encouraged by precept and example,

with which it was possible to fight the superstitious folly and ignorance in which the vast majority of his co-religionists were then steeped. The College at Aligarh, established not till 1875, was the ultimate outcome of that conviction, but meanwhile the ground had to be prepared for the reception of the good seed it was to sow in the distant future. The marvellous foresight with which he was gifted made it clear to him that unless Mussalman religious ideas of the day could be freed from their superstitious element, unless a higher conception of religious duty could be inculcated and a higher stage attained in the evolution of Mussalman religious thought, his educational scheme would be foredoomed to failure. The inevitable conflict between religion and science would be sure to follow, and would end either in the teachings of science being shunned as sapping the foundations of faith, or in religious faith being cast overboard altogether. Thus began in the pages of his well known Hindustani weekly journal a crusade against what he considered errors and misconceptions in doctrine which stood in the way of the acceptance of immutable scientific truths. The whole of his teachings were of course not accepted by all, but after a long struggle manfully sustained he converted into goodwill the *odium theologicum* which had been his first reward, and nothing more was heard of the abuse and invective showered on him in the earlier stages of the campaign. He succeeded also in bringing about a gradual, imperceptible, almost unconscious but none the less real and wholesome change in the whole tenour of Mussalman religious thought, and when this object was attained he dropped the controversy. But hitherto, I think the supreme importance of his work in this direction has not been sufficiently realised or appreciated. The younger generation can hardly conceive to-day that not so very many years ago to learn even the rudiments of English was regarded as tantamount to a renunciation of Islam and as the surest way to perdition.

Meanwhile Sir Syed Ahmed set to work with all the zeal of an earnest missionary to raise subscriptions for the foundation of his college; and in 1870 he came in person to this country

Bishop Montgomery, Mr. Coldstream, Sir Charles Crosthwaite. Mr. Farquharson, Mrs. Cockerell, Mrs. Theodore Beck, Miss E. J. Beck, Miss Manning, Lady Cook, Mr. and Mrs. Ross, Mr. Parker Smith, M.P., Professor and Mrs. W. J. Simpson, Mr. Charles Strachey, Dr. and Mrs. Fortescue Fox, Mr. C. Armstrong, Mr. A. R. Lawrence, Mrs. Dutt and the Misses Dutt, Miss Cornelia Sorabji, Dr. and Mrs. Scharman, Mr. Harold Cox, Mr. and Mrs. Frank Birdwood, Mr. and Mrs. Rapson, Mr. Bernard Quaritch.

Address by Major Syed Hassan, Bilgrami, I.M.S.

Ladies and Gentlemen,

My first and most pleasant duty on the present occasion is to welcome you in the name of the Aligarh College Association, and it gives me the greatest pleasure to do so in all sincerity and with all my heart. I beg at the same time to assure you of our deep gratitude for your presence here this evening and to thank you for it on behalf of the Association. Many of you must naturally be desirous to know something about the Aligarh College, and about the origin of the movement which has brought us together this evening. To give it its full title, the Mahomedan Anglo-Oriental College, at Aligarh, in the United Province of India, is essentially a Mussalman seat of learning and a centre of advanced Mussalman thought and culture, but being unsectarian in principle its doors are open to all, regardless of race or creed. Its illustrious founder, the late Sir Syed Ahmed Khan, K.C.S.I., descended from a noble and influential Mussalman family at Delhi, first distinguished himself in the dark days of the Indian Mutiny by his staunch loyalty to the British cause, and by the timely help he gave to individual British officers at no inconsiderable personal risk.

It was in those days that he was seized with the conviction, that education of the right kind, that is to say, Western learning and the teachings of modern science were the only weapons

PROCEEDINGS OF THE M.A-O. COLLEGE ASSOCIATION,

This Association was formed on the 14th October, 1902, when it was resolved that in pursuance of some of its objects,* it should hold, as its inaugural meeting, a Reception in honour of the Delhi Coronation Durbar. Invitations were accordingly issued to all Honorary members and Associates and to a large number of friends and sympathisers, and the Reception took place at Queen's Gate Hall, South Kensington, on the 2nd January, 1903. More than two hundred guests were present, while letters expressive of goodwill and sympathy were received from many who were unable to come, either through absence from town or other causes. The guests were received by Major Syed Hassan, Bilgrami, Mr. and Mrs. Syed Ali Bilgrami and Mr. Kadri, assisted by the following gentlemen, who acted as Stewards and contributed in no small measure to the success of the entertainment, viz., Messrs. Abul Hasan, Shaikh Makbul Husain, Shaikh Shahid Husain, Ishrat Husain, Haidár Husain, Mahbub Sultan, Sultan Ahmed, Ismail Khan, Abdul Wahid Khan, and Dr. Hamid Ali. The programme was principally musical, but concluded with the recitation of a Coronation Ode in Persian. In the course of the evening, Major Syed Hassan, Bilgrami, M.D., I.M.S. Chairman of the Association, and a Trustee of the M.A-O. College, Aligarh, delivered a speech, which was much appreciated, and which is here printed in full, together with Sir Charles Lyall's reply on behalf of the guests, among whom were the following:— Sir Charles and Lady Lyall, Sir Alfred and Lady Lyall, Sir Mackworth Young, Col. Sir W. H. Curzon Wyllie, Sir Joshua and Lady Fitch, Sir Charles and Lady Stevens,

* See Appendix.

MOHAMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE, ALIGARH, ASSOCIATION.

INAUGURAL MEETING,

London, 2nd January, 1903.